جدید تخریج شدہ

تنظیم المدارس (اہلسنت) کے نصاب کے عین مطابق

شرح انتخابِ احادیث

صحیح مسلم شریف

جلد دوم



شارح:
ابوالاحمد محمد نعیم قادری رضوی

مترجم:
حضرت علامہ مفتی عبدالمصطفیٰ محمد مجاہد القادری عفی عنہ

ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

تنظیم المدارس (اہلسنت) کے نصاب کے عین مطابق

جدید تخریج شدہ

شرح انتخابِ احادیث

صحیح مسلم شریف

جلد دوم

مترجم:

حضرت علامہ مفتی عبدالمصطفیٰ محمد مجاہد القادری عفی عنہ

شارح:

ابوالاحمد محمد نعیم قادری رضوی

علامہ حافظ محمد نوید لطیف علوی قادری، علامہ ابوالعمر ڈاکٹر محمد رضوان رضا قادری

علامہ محمد اویس بن ارشد قادری

ناشر

اکبر بک سیلرز

زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 37352022

Marfat.com

الصلوٰة والسلام علیك یا سیدی یا رسول اللّٰه
وعلٰی اٰلك واصحابك یا حبیب اللّٰه

نام کتاب .... شرح انتخاب حدیث (جلد دوم) (صحیح مسلم)

مصنف .... حضرت امام مسلم بن حجاج قشیری رحمۃ اللہ علیہ

مترجم .... علامہ مفتی عبدالمصطفیٰ محمد مجاہد القادری عفی عنہ

شارحین .... علامہ ابوالاجمد محمد نعیم قادری رضوی عفی عنہ

علامہ حافظ محمد نوید لطیف علوی قادری عفی عنہ

علامہ ابوالعمر ڈاکٹر محمد رضوان رضا قادری عفی عنہ

علامہ محمد اویس بن ارشد قادری، علامہ ابوالعمر ڈاکٹر محمد رضوان رضا قادری عفی عنہ

(فاضلین جامعہ قادریہ عالیہ نیک آباد گجرات)

نظر ثانی .... استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی نور بخش سعیدی مدظلہ العالی

پسند فرمودہ .... علامہ مفتی غلام حسن قادری۔ حزب الاحناف لاہور

صفحات 864

تعداد 600

کمپوزنگ .... زاہد اقبال

اشاعت .... اکتوبر 2017ء

ناشر .... محمد اکبر قادری

قیمت فی جلد .... 850 روپے

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر اردو بازار لاہور

Marfat.com

انتساب

ہم اس ادنیٰ سی کاوش کو مسلم امہ پر بے شمار احسانات کرنے والے فاتحِ خیبر حضرت علی المرتضیٰ، شیرِ خدا رضی اللہ عنہ، اور اپنے جمیع مربیان روحانی وجسمانی بالخصوص اپنے والدین کے نام کرتے ہیں، جن کی بدولت خدمتِ دینِ اسلام کا موقع نصیب ہوا۔

حافظ محمد نوید لطیف علوی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

روضہ پر نور پہ ہم کو بلائیں یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پھر وہاں سے عمر بھر واپس نہ آئیں یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

منظر طیبہ بنا دیتا ہے دل کو بے قرار
یاد آتی ہیں مدینہ کی فضائیں یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

گلستان زندگی نذر خزاں ہونے لگا!
بھیج دو باغ مدینہ کی ہوائیں یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

گنبد خضراء کو دیکھیں دشت صحراؤں میں پھریں
تیری آغوش کرم میں مسکرائیں یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپ کے دربار اقدس میں ہزاروں کی طرح
ہم بھی آکر داستان غم سنائیں یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم



Marfat.com

فہرست مضامین

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

عنوان	صفحہ

Marfat.com

Marfat.com

عنوان	صفحہ

كِتَابُ الرِّضَاعِ

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارفِ ''ادارہ فیضانِ صفہ''

(گجرات، پاکستان)

الحمد للہ علیٰ احسانہٖ وبفضلِ رسولہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

''ادارہ فیضانِ صفہ'' کو تبلیغ قرآن وسنت اور ترویج علوم اسلامیہ کو عام کرنے کی غرض سے تشکیل دیا گیا ہے، انہی اُمور کو حسنِ خوبی سرانجام دینے کی غرض سے علماء کرام پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی گئی ہے،، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا مصمم ارادہ کیا ہے۔

اس ادارے کا نصب العین اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا ہے، اس میں ہم نے قابل اور محنتی علماء کرام کا انتخاب کیا ہے جو اس وقت مختلف علوم وفنون پر مشتمل کتب پر کام کر رہے ہیں، مزید برآں اس ادارہ میں، پی۔ ایچ۔ ڈی۔ اور ایم فل سے منسلک حضرات کو بھی شامل کیا گیا ہے، تاکہ جدید ذرائع تحقیق سے عوام الناس مستفید ہوسکیں۔ ادارہ کے مختلف علماء کرام نے اس سے قبل بھی علمی وتحقیقی میدان میں اپنے جوہر دکھائے ہیں، جن کا اجمالی تذکرہ مندرجہ ذیل ہے:

(۱) النبی المعطر: یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اقدس کی مہک مبارکہ پر ایک تحقیقی کتاب ہے، جس میں اس کتاب کے مصنف نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک کی مہک پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری زندگی کی نسبت سے (63) احادیث کو جمع کیا۔

(۲) مقالات رضویہ فی فضائل النبویہ: اس میں مصنف نے چار مقالہ جات لکھے، پہلے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف کے غیر متناہی ہونے کے دلائل، دوسرے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف اختصار کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں،، تیسرے میں اولیات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم،، اور چوتھے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کے بارے میں مخلوق خدا کی بشارات کا ذکر ہے۔

(۳) احمد متن است و شرح عبد القادر: اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات اور حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی وہ کرامات مذکور ہیں، جو ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں، مزید برآں نام نہاد پیروں اور ولیوں کی نشاندہی کی گئی ہے، جن کی وجہ سے مسلک حق اہلسنت وجماعت کو نشانہ بنایا جاتا ہے۔

(۴) فیضان اسلم فی شرح مسند امام اعظم: یہ مسند امام اعظم کی شرح ہے اس کی خوبی یہ ہے کہ اس میں شرح الملا علی القاری علی مسند امام اعظم سے بھرپور استفادہ کیا گیا ہے، تاہم مزید مسائل کا بھی اضافہ کیا گیا ہے۔

(۵) رفیق السالکین فی شرح ریاض الصالحین: چار جلدوں پر مشتمل ہے، اس میں حل لغات، تعارف راوی کے ساتھ ساتھ احسن انداز سے شرح کی گئی ہے۔

(۶) سعادۃ الطلب شرح کتاب الادب: یہ امام ابن ابی شیبہ کی کتاب غیر مشہورہ "الادب لابن ابی شیبہ" کا ترجمہ

وتشریح ہے، قبل ازیں کتاب موصوفہ پر اردو زبان میں کوئی کام منظر عام پر نہیں لایا جاسکا۔

(۷) **تحقیق الرضوی فی شرح شمائل ترمذی:** یہ امام ترمذی کی مشہور کتاب: **شمائل النبویه** کی شرح ہے، اور اپنی نوعیت میں منفرد ہے۔

تاہم اس کے علاوہ مزید کتب پر تحقیق جاری ہے، جن کا اجمالی تذکرہ درج ذیل ہے:

(۸) **تسهيل الرضويه فی انشاء العربیه:** یہ تنظیم المدارس کے نصاب میں شامل کتاب انشاء العربیہ کا خلاصہ ہے جو زیر طبع ہے۔

(۹) **الاشباه النظائر** مترجم۔ زیر طبع

(۱۰) **عقود الجمان فی فضائل ابی حنیفه النعمان**، مترجم۔ زیر طبع

(۱۱) **قوت مصطفیٰ ﷺ اور موجودہ سائنسی تقابل:** یہ کتاب نبی اکرم ﷺ کی غذاؤں کے متعلق ہے اس پر کام جاری ہے اور جدید سائنسی تحقیق ہو رہی ہے۔

(۱۲) "**قصص الحديث میں دروس و عبر: صحیح ابن حبان کا خصوصی مطالعه**" اس موضوع میں نبی اکرم ﷺ کی صحیح ابن حبان میں مذکور احادیثِ مرفوعہ بیان کی گئی ہیں، جو گزشتہ اقوام کے قصص کا ایک حصہ ہیں، قبل ازیں اس موضوع پر کوئی کام منظر عام پر نہیں آسکا، تاہم اس موضوع کی مزید تہذیب وتسہیل پر کام جاری ہے۔

اس ادارے میں جو اراکین مصروفِ عمل ہیں، ان کے اسماء گرامی اور عہدے مندرجہ ذیل ہیں:

	اسماء گرامی	عہدے
1	الحاج پیر محمد لطیف قادری اسلمی (خلیفہ مجاز: آستانہ عالیہ قادریہ عالیہ، نیک آباد، مراڑیاں شریف، گجرات)	سرپرست اعلیٰ
2	علامہ ابوالاحمد محمد نعیم قادری رضوی (فاضل ومدرس جامعہ قادریہ عالیہ نیک آباد، مراڑیاں شریف، گجرات)	چیئرمین وبانی
3	علامہ حافظ محمد نوید لطیف علوی قادری (فاضل جامعہ قادریہ عالیہ نیک آباد گجرات، SCHOLAR:Ph.D in Islamic studies, uog)	وائس چیئرمین
4	علامہ ابوالعمر ڈاکٹر محمد رضوان رضا قادری (فاضل جامعہ قادریہ عالیہ نیک آباد گجرات)	صدر
5	جناب محمد نفیس قادری رضوی صاحب (تنظیم المدارس کنٹنیوز)	ناظم
6	علامہ علی نسیم صاحب (فاضل بھیرہ شریف، SCHOLAR:M.PHIL in Islamic studies, uog، مدرس: دارالعلوم محمدیہ غوثیہ، بوکن شریف)	رکن

Marfat.com

7	علامہ محمد اویس بن ارشد قادری (فاضل جامعہ قادریہ عالیہ نیک آباد، گجرات)	رکن
8	علامہ شعیب احمد قادری (فاضل جامعہ قادریہ عالیہ نیک آباد، گجرات)	رکن
9	محترم حکیم محمد رئیس قادری اشرفی (M.PHIL: Biochemistry and molecular biology, (department of biosciences, COMSATS institute of information technolgy	رکن
10	علامہ محمد عثمان اکرم قادری (فاضل جامعہ قادریہ عالیہ نیک آباد، گجرات)	رکن
11	جناب حافظ عبدالصبور صاحب (SCHOLAR:M.PHIL in Islamic studies, uog)	رکن

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ، وہ اپنے حبیب اکرم ﷺ کے صدقے ادارہ فیضانِ صفہ و اراکین کو استقامت بخشے اور وہ

اسی طرح دین اسلام کی ترویج میں اپنا اہم کردار ادا کرتے رہیں۔ آمین

شرح انتخاب حدیث

اس کتاب پر کام کرنے والے اراکین مندرجہ ذیل ہیں:

شرح انتخاب حدیث: جلد اول:

علامہ ابوالعمر ڈاکٹر محمد رضوان رضا قادری

(فاضل جامعہ قادریہ عالیہ نیک آباد گجرات)

شرح انتخاب حدیث: جلد دوم:

علامہ حافظ محمد نوید لطیف علوی قادری

(فاضل جامعہ قادریہ عالیہ نیک آباد گجرات، uog,SCHOLAR:Ph.D in Islamic studies)

شرح انتخاب حدیث: جلد سوم:

علامہ ابوالاحمد محمد نعیم قادری رضوی

(فاضل و مدرس جامعہ قادریہ عالیہ نیک آباد، مراڑیاں شریف، گجرات)

شرح انتخاب حدیث: جلد چہارم:

علامہ محمد اویس بن ارشد قادری، علامہ ابوالعمر ڈاکٹر محمد رضوان رضا قادری

(فاضل جامعہ قادریہ عالیہ نیک آباد، گجرات)

Marfat.com

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی حبیبہ سیّدنا و مولانا محمد و علی الہ و صحبہ اجمعین.

''انتخاب حدیث'' کتب احادیث کا ایک منتخب مجموعہ ہے، چونکہ یہ حدیث کی کتاب ہے، اور حدیث اور اس سے حاصل ہونے والے دروس و عبر کی اہمیت کا انکار نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ شریعت کے بہت سے احکام و اسباق جس طرح قرآن پر مبنی ہیں، اسی طرح حدیث بھی احکام و اسباق شرعیہ کا ایک اہم ترین ماخذ ہے۔ عصر حاضر میں جو احادیث صحیحہ کو غیر صحیحہ کے امتیاز سے پڑھا جا سکتا ہے، امت محمدیہ کے مایہ ناز علماء کی انتھک محنت کا نتیجہ و ثمرہ ہے۔ چنانچہ اہمیتِ حدیث اور اس سے حاصل شدہ دروس و عبر کی اہمیت جاننے کے لیے مندرجہ ذیل چار چیزیں بہت ضروری ہیں، جن کو نہایت اختصار کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے:

(1) ضرورتِ حدیث (2) حجیتِ حدیث (3) تدوینِ حدیث (4) سندِ حدیث کی اہمیت

ضرورت حدیث:

قرآنِ کریم مکمل ضابطۂ حیات ہے، اس میں انسانی زندگی کے ہر شعبہ کے بارے میں رہنمائی موجود ہے، مگر اسے سمجھنا آسان نہیں، جب تک کہ معلّم کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث سے مدد حاصل نہ کی جائے، مثال کے طور پر اسلام کا ایک اہم ترین رکن نماز ہے، قرآن کریم میں کم و بیش سات سو (700) مقامات پر اس کا تذکرہ ہے اور کئی مقامات پر اس کے قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"أَقِيمُوا الصَّلَاةَ" "نماز قائم کرو" (البقرہ: ۴۳)

اب یہ سمجھنا کہ "صلاۃ" ہے کیا؟ اسے کس طرح قائم کیا جائے؟ یہ صرف عقل پر موقوف نہیں اور اگر اس کا معنیٰ سمجھنے کے لئے لغت کی طرف رجوع کیا جائے، تو وہاں صرف لغوی معنیٰ ملے گا، یعنی دعا کرنا، جبکہ اس کے لغوی و اصطلاحی معنیٰ کے مابین تو بہت فرق ہے۔ الغرض! اس کا اصطلاحی معنیٰ ہمیں صرف احادیث یعنی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال و افعال و احوال سے ہی سمجھ میں آسکتا ہے، اسی طرح قرآن کریم کے دیگر احکامات کو سمجھنے کے لئے نیز زندگی کے ہر شعبہ میں امت محمدیہ کو ہادیِ برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رہنمائی کی ضرورت ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو قرآن کریم سکھانے اور انہیں ستھرا کرنے کے لئے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا، چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ۔

Marfat.com

"تحقیق اللہ تعالیٰ نے مؤمنین میں انہیں میں سے رسول بھیج کر احسان فرمایا، جوان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک وصاف کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔"

قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رہنمائی حاصل کرنے کی ضرورت ہے، اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا میں بھیجا۔ اگر قرآن کریم مطلقاً آسان ہوتا اور اسے بغیر رہنمائی کے سمجھا جاسکتا، تو اللہ تعالیٰ اس کے سمجھانے کے لئے خصوصی طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بطورِ معلّم کائنات مبعوث کیوں فرماتا؟ نیز قرآن کریم کے آسان ہونے کے باوجود کسی سکھانے والے کو بھیجنا عبث قرار پاتا، حالانکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ اس کی طرف کوئی عبث وفضول راہ پائے۔

حُجیتِ حدیث:

علماء ابتدائے اسلام سے ہی احادیث سے استدلال کرتے آئے ہیں، کیونکہ جس طرح قرآن کریم احکامِ شرع میں حجت ہے، اسی طرح حدیث بھی حجت ہے، اور اس سے بہت سے احکامِ شریعت ثابت ہوتے ہیں۔ چنانچہ رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا"

"اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔"

معلوم ہوا کہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کچھ عطا فرمادیں وہ لے لیا جائے، خواہ وہ قول کی صورت میں ہو، یا کسی اور صورت میں۔ لفظ "خُذُوهُ" اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان پر عمل لازم وضروری ہے۔ ایک مقام پر فرمایا:

"وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى. إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى."

"اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کہتے، مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔"

لہٰذا معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرامین احکامِ شریعت کے بارے میں وحیِ الٰہی ہی ہیں، اور یہ ایسا ہی ہے، جیسے رب کا کوئی حکم جاری فرمانا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ"

"جس نے رسول کا حکم مانا، بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔"

سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کو رب نے اپنی اطاعت فرمایا اور ہر عاقل جانتا ہے کہ اطاعت حکم (قول) کی ہوا کرتی ہے، تو معلوم ہوا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان (حدیث) حجتِ شرعی ہے کہ جس کی اطاعت کو رب نے اپنی اطاعت فرمایا۔ حاصل یہ کہ حدیث حجت شرعی ہے اور اس کا حجت ہونا قرآن سے ثابت ہے۔

تدوینِ حدیث: عہدِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعہدِ صحابہ کرام:

تدوین حدیث (حدیث کو جمع کرنے) کا سلسلہ عہدِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر تبع تابعین تک مسلسل جاری رہا۔ اگرچہ ابتدائی دور میں سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو احادیث لکھنے سے منع فرمادیا تھا، کیونکہ ابتدائی دور آیاتِ قرآنیہ کے

Marfat.com

نزول کا دور تھا، لہٰذا اس دور میں صرف قرآن کریم کو ہی ضبطِ تحریر میں لانا اہم ترین کام تھا، اور سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احادیث لکھنے سے منع فرماتے تھے، تا کہ قرآن اور احادیث میں التباس نہ ہو جائے، اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم سے احادیث نہ لکھنے کی روایات بھی ملتی ہیں، چنانچہ ابتداءً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"لَا تَكْتُبُوا عَنِّي وَمَنْ كَتَبَ عَنِّي غَيْرَ الْقُرْآنِ فَلْيَمْحُهُ، وَحَدِّثُوا عَنِّي، وَلَا حَرَجَ"

(مسلم، امام، ابن الحجاج، ابو الحسن القشیری النیسابوری (المتوفی: 261ھ): المسند الصحیح المختصر بنقل العدل عن العدل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (صحیح مسلم)، بیروت، دار احیاء التراث العربی، س،ن، کتاب الزہد والرقائق، باب التثبت فی الحدیث وحکم کتابۃ العلم، حدیث نمبر: 3004، ج4، ص2298)

"میرا کلام نہ لکھو اور جس نے قرآن کے علاوہ مجھ سے سن کر لکھا وہ اسے مٹا دے۔ اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ تم مجھ سے سن کر آگے بیان کرو"

لیکن جوں ہی نزول قرآن کا سلسلہ ختم ہوا اور التباس کے خطرات باقی نہ رہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتابتِ حدیث کی اجازت مرحمت فرمائی۔ چنانچہ امام ترمذی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

"كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يَجْلِسُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَسْمَعُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَدِيثَ فَيُعْجِبُهُ وَلَا يَحْفَظُهُ، فَشَكَا ذَلِكَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَسْمَعُ مِنْكَ الْحَدِيثَ فَيُعْجِبُنِي وَلَا أَحْفَظُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اسْتَعِنْ بِيَمِينِكَ، وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ لِلْخَطِّ"

(الترمذی، امام، محمد بن عیسیٰ، ابو عیسیٰ (المتوفی: 279ھ): سنن، مصر، شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابی الحلبی، ط2، 1395ھ، 1975ء، باب ما جاء فی الرخصۃ فیہ، حدیث نمبر: 2666، ج5، ص39)

"انصار میں سے ایک آدمی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوتا تھا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات سنتا اور خوش ہوتا اور انہیں یاد نہ رکھ سکتا، تو اس نے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں اس بات کی شکایت کی، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنے دائیں ہاتھ سے مدد لو اور ساتھ ہی اپنے دست مبارک سے لکھنے کا اشارہ فرمایا"

ایک اور حدیث نقل کرتے ہوئے امام ترمذی فرماتے ہیں، صحابہ کرام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھ کر احادیث لکھا کرتے تھے، ان میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں، یہی وجہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا:

لَيْسَ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرَ حَدِيثًا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنِّي إِلَّا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو فَإِنَّهُ كَانَ يَكْتُبُ وَكُنْتُ لَا أَكْتُبُ۔

(الترمذی: سنن، باب ما جاء فی الرخصۃ فیہ، حدیث نمبر: 2668، ج5، ص40)

"حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے سوا صحابہ کرام میں سے کوئی بھی مجھ سے زیادہ احادیث محفوظ کرنے والا

Marfat.com

نہیں تھا، کیونکہ وہ احادیث لکھا کرتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا۔"

معلوم ہوا تدوین حدیث کا سلسلہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے عہد مبارک ہی سے جاری ہوا اور سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بذات خود اس کی اجازت مرحمت فرمائی۔

عہد تابعین وتبع تابعین:

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی طرح تدوین حدیث کا یہ سلسلہ تابعین کے دور میں بھی جاری رہا، ان تابعین میں امام شہاب الدین زہری، حضرت سعید بن مسیب، حضرت سعید بن جبیر، حضرت مجاہد بن جبیر مکی، اور حضرت عمر بن عبد العزیز جیسے جلیل القدر تابعین بھی شامل ہیں۔ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)

(محمد بن صادق بن کیران: تدوین السنۃ النبویۃ فی القرنین الثانی والثالث للہجرۃ، المدینۃ المنورۃ، مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف، س، ن، ج1 ص82-85)

تابعین کے بعد تیسری صدی ہجری میں جن مشاہیر علماء نے تدوین حدیث کا کام انجام دیا، ان میں سے چند اہم یہ ہیں:

"علی بن المدینی، یحییٰ بن معین، ابوبکر ابن ابی شیبہ، نعیم بن حماد الخزاعی، اسحاق بن راہویہ، امام احمد بن حنبل، علی بن جعد الجوہری وغیرہم۔" (محمد بن صادق بنکیران: تدوین السنۃ النبویۃ فی القرنین الثانی والثالث للہجرۃ، ج1 ص21)

ان کے بعد امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ اور دیگر کئی محدثین کرام نے تدوین حدیث کا کام سرانجام دیا۔ امام بخاری ومسلم، علی بن المدینی، یحییٰ بن معین اور اسحاق بن راہویہ کے شاگردوں میں ہیں۔ (اللہ تعالیٰ کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے مؤمنین کی مغفرت ہو آمین)۔

سندِ حدیث کی اہمیت:

ہر بات جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کردی جائے، حدیث نہیں ہوسکتی، بلکہ اس بات کے ثبوت کے لئے کہ یہ حدیث ہے یا نہیں، اس کی سند دیکھی جاتی ہے، یعنی اس حدیث کے راویوں (بیان کرنے والوں) کے حالات وصفات ودیگر لوازمات دیکھے جاتے ہیں، مثلاً ان کا ایک دوسرے سے سماع (حدیث سننا) ثابت ہے بھی یا نہیں؟ اور کیا یہ سلسلہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک متصل ہے یا نہیں؟۔ راویوں کے اسی سلسلے کو سند یا اسناد کہتے ہیں، چونکہ اس سے حدیث کی صحت وسقم یعنی اس کے صحیح وغیر صحیح ہونے کا پتا چلتا ہے، اسی لئے علماء ومحدثین نے اس اہم ترین موضوع کے لئے باقاعدہ ایک مستقل فن "علم اصول حدیث" مدون فرمایا، جس کے ذریعے انہوں نے احادیثِ صحیحہ وغیر صحیحہ کو الگ الگ کرکے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کردکھایا۔ (اللہ تعالیٰ کی ان پر رحمت ہو اور اللہ تعالیٰ ان کو اپنے قرب وجوار میں رکھے اور ان کے صدقے ہم مسلمانوں کی مغفرت فرمائے)۔

علم اصول حدیث میں اگرچہ سند ومتن دونوں سے بحث کی جاتی ہے، لیکن متنِ حدیث کے مقابلے میں سندِ حدیث پر بہت زیادہ کلام کیا جاتا ہے، لہٰذا یہاں پر سندِ حدیث کی اہمیت بیان کی جاتی ہے تاکہ حدیث کی اہمیت وصداقت کا اندازہ ہو:

☆ حضرت عبداللہ ابن مبارک رضی اللہ عنہ کا قول:

حضرت عبداللہ ابن مبارک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

Marfat.com

"اَلْإِسْنَادُ مِنَ الدِّيْنِ، لَوْلَا الْإِسْنَادُ لَقَالَ مَنْ شَاءَ مَا شَاءَ"۔
(السخاوی، شمس الدین، ابو الخیر، محمد بن عبد الرحمن (التوفی: 902ھ): فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث للعراقی، مصر، مکتبۃ السنۃ، ط1، 1424ھ، 2003ء، ج3، ص331)

"اسناد، دین کا ایک حصہ ہے، اگر اسناد نہ ہوتی، تو جس کے دل میں جو آتا کہتا۔"

مزید فرمایا: "مَثَلُ الَّذِيْ يَطْلُبُ اَمْرَ دِيْنِهِ بِلَا إِسْنَادٍ كَمَثَلِ الَّذِيْ يَرْتَقِي السَّطْحَ بِلَا سُلَّمٍ"۔
(السخاوی: فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث للعراقی ج3، ص331)

"اس شخص کی مثال جو اپنے کسی امر دینی کو بلا اسناد طلب کرتا ہے، اس کی طرح ہے، جو سیڑھی کے بغیر چھت پر چڑھنے میں لگا ہو۔"

☆ حضرت عبد اللہ بن مبارک کا فرمان:

حضرت عبد اللہ بن مبارک فرماتے ہیں: "بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْقَوَائِمُ) يَعْنِي الْإِسْنَادَ" (ایضا)

"ہمارے اور دیگر لوگوں کے درمیان قابل اعتماد چیز اسناد ہے۔"

☆ امام شافعی رحمہ اللہ الکافی کا قول:

امام شافعی بیان کرتے ہیں: "مَثَلُ الَّذِيْ يَطْلُبُ الْحَدِيْثَ بِلَا إِسْنَادٍ كَمَثَلِ حَاطِبِ لَيْلٍ" (ایضا)

"اس شخص کی مثال جو بلا سند حدیث کو طلب کرتا ہے، اس کی مانند ہے جو اندھیری رات میں لکڑیاں تلاش کرتا ہے۔"

یعنی جو شخص اندھیری رات میں لکڑیاں تلاش کرتا ہے، تو پھر ان لکڑیوں کے علاوہ دیگر چیزیں بھی اٹھالیتا ہے، اندھیرے کی وجہ سے وہ امتیاز نہیں کر پاتا کہ میں لکڑیاں اٹھا رہا ہوں یا کوئی اور چیز۔ یہی مثال اس شخص کی ہے، جو حدیث میں کلام کو خلط ملط کر کے پیش کرتا ہے۔

☆ حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کا قول: حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اَلْإِسْنَادُ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ، فَإِذَا لَمْ يَكُنْ مَعَهُ سِلَاحٌ فَبِأَيِّ شَيْءٍ يُقَاتِلُ؟" (ایضا)

"اسناد مؤمن کا ہتھیار ہے، اگر اس کے پاس ہتھیار ہی نہیں ہوگا، تو وہ کس چیز کی مدد سے لڑے گا۔"

☆ حضرت حماد بن زید کا قول: علامہ بقیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حماد بن زید کو چند احادیث سنائیں تو انہوں نے فرمایا:

"مَا اَجْوَدَهَا لَوْ كَانَ لَهَا اَجْنِحَةٌ؛ يَعْنِي الْاَسَانِيْدَ" (السخاوی: فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث للعراقی ج3، ص331)

"کیا ہی اچھا ہوتا کہ ان احادیث کے پرو باز و بھی ہوتے، یعنی اسانید کے ساتھ ذکر کی جاتیں۔"

☆ علامہ مطر کا قول: علامہ مطر نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: "اَوْ اَثَارَةٍ مِّنْ عِلْمٍ" (الاحقاف: ۰۴) کے بارے میں کہا کہ اس سے مراد اسنادِ حدیث ہیں۔ (السخاوی: فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث للعراقی ج3، ص331)

☆ امام زہری کا قول: جب امام زہری کو کسی اسحاق بن ابو فروہ نامی شخص نے بغیر اسناد کے چند احادیث سنائیں، تو آپ نے اس سے فرمایا:

"قَاتَلَكَ اللّٰهُ يَا ابْنَ اَبِيْ فَرْوَةَ مَا اَجْرَاكَ عَلَى اللّٰهِ لَا تُسْنِدُ حَدِيْثَكَ؛ تُحَدِّثُنَا بِاَحَادِيْثَ لَيْسَ لَهَا خُطُمٌ.

Marfat.com

وَلَا اَزِمَّةٌ۔

(الحاکم، امام، ابوعبداللہ، محمد بن عبداللہ، النیسابوری المعروف با بن البیع (التوفی: 405ھ): معرفۃ علوم الحدیث، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، ط2، 1397ھ، 1977ء، ص6)

"اے ابن ابوفروہ! تجھے اللہ تباہ کرے، تجھے کس چیز نے اللہ پر جری کر دیا ہے؟ کہ تیری حدیث کی کوئی سند نہیں، تو ہم سے ایسی حدیثیں بیان کرتا ہے، جن کی نکیل ہے نہ لگام"۔

خلاصۂ بحث: ان چار نکات (ضرورت حدیث، حجیت حدیث، تدوین حدیث اور سند حدیث کی اہمیت) سے خوب واضح ہو جاتا ہے کہ اتنی معتبر کاوش لوگوں کے لیے کتنی لازم و اہم ہے، اور احادیث سے حاصل ہونے والے دروس و عبر امت مسلمہ کے لیے کتنے ضروری و اہم ہیں۔

حدیث کا معنیٰ و مفہوم

حدیث کا لغوی معنیٰ و مفہوم:

المعجم الوسیط میں حدیث کا معنیٰ:

المعجم الوسیط میں ہے: "(الحَدِيث) كل مَا يتحدث بِهِ من كَلَام وَخبر"

(مجمع اللغۃ العربیۃ بالقاہرہ، (ابراہیم مصطفیٰ/ احمد الزیات/ حامد عبدالقادر/ محمد النجار): المعجم الوسیط، دار الدعوۃ، سن ندارد، ج1، ص160)

"حدیث: ہر وہ شے جس کے ذریعے بات ہو سکے، یعنی کلام اور خبر"

امام فیروز آبادی کا قول: امام فیروز آبادی لکھتے ہیں:

"والحَدِيثُ: الجدِيدُ، والخَبَرُ"

(الفیروز آبادی، محمد بن یعقوب، مجد الدین، ابوطاہر (التوفی: 817ھ): القاموس المحیط، بیروت۔ لبنان، موسسۃ الرسالۃ للطباعۃ والنشر والتوزیع، ط8، 1426ھ، 2005ء، ج1، ص167)

"اور حدیث: نئی چیز، خبر (کو کہتے ہیں)"۔

ابوالفضل جمال الدین الافریقی کا قول:

"حدث: الحَدِيثُ: نقِيضُ القَدِيمِ.

(۔الافریقی، ابن منظور، جمال الدین محمد بن مکرم، ابوالفضل، (التوفی: 711ھ): لسان العرب، بیروت، دار صادر، ط3، 1414ھ، ج2، ص131)

"حدیث قدیم کی ضد ہے"۔

مزید لکھتے ہیں: "والحدِيثُ: الجدِيدُ مِنَ الأَشياء. وَالْحدِيثُ: الخَبَرُ يأْتي عَلَى الْقَلِيلِ وَالْكَثِيرِ، وَالْجَمْعُ: أَحاديثُ، كَقَطِيعٍ وأَقاطِيعَ، وَهُوَ شاذٌّ عَلَى غَيْرِ قِيَاسٍ، وَقَدْ قَالُوا فِي جَمْعِهِ: حِدْثانٌ وحُدْثانٌ، وَهُوَ قَلِيلٌ... وَقَوْلُهُ تَعَالَى: إِنْ لَمْ يُؤْمِنُوا بِهٰذَا الْحَدِيثِ أَسَفاً: (۔الکہف:۰۶)

Marfat.com

عَنَى بِالْحَدِيثِ الْقُرْآنَ، عَنِ الزَّجَّاجِ. والحديثُ: مَا يُحَدِّثُ بِهِ الْمُحَدِّثُ تَحْدِيثاً.

(الافریقی: لسان العرب، ج2، ص133)

"اشیاء میں سے جونئی چیز ہو۔ وہ خبر جس کو قلیل وکثیر پر لایا جا سکتا ہے۔ اور اس کی جمع احادیث ہے جیسے کہ قطیع کی جمع، اقاطیع ہے اور یہ غیر قیاس کی بناء پر شاذ ہے، بعض علماء اس کی جمع حِدثان اور حُدثان لائے ہیں، لیکن یہ بہت قلیل (استعمال کی جاتی) ہے۔۔۔ اور اس بلند باری تعالیٰ کا فرمان: اگر وہ اس حدیث پر بیوقوفی کی وجہ سے ایمان نہ لیکر آئیں، میں جو لفظ حدیث آیا ہے، اس سے مراد قرآن کریم ہے۔ زجاج سے مروی ہے کہ حدیث وہ ہے، جس کو محدث بات اور کلام کے طور پر بیان کرتا ہے۔"

حاصل کلام: لغت کی رو سے "حدیث" کا معانی "ہر وہ شے جس کے ذریعے بات ہو سکے، کلام، خبر، نئی چیز یا بات، قدیم کی ضد، وہ خبر جس کو قلیل وکثیر پر لایا جا سکے، اور جس کو محدث بات اور کلام کے طور پر بیان کرتا ہے" ہیں۔

حدیث کا اصطلاحی معنیٰ ومفہوم:

وہ قول، فعل یا تقریر جسے سرکار ﷺ کی طرف منسوب کیا گیا ہو، اسی طرح صحابی یا تابعی کی طرف نسبت کی گئی ہو، تو اُسے بھی حدیث کہل دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ المعجم الوسیط میں ہے:

"(فِي اصْطِلَاحِ الْمُحدثين) قَول أَو فعل أَو تَقْرِير نسب إِلَى النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم والجديد يُقَال هُوَ حَدِيث عهد بِكَذَا قريب عهد بِهِ و (علم الحَدِيث) علم يعرف بِهِ أَقْوَال النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم وأفعاله وأحواله" (المعجم الوسيط، ج1، ص160)

"(محدثین کی اصطلاح میں) وہ قول، فعل یا تقریر، جس کی نسبت نبی اکرم ﷺ کی طرف ہو۔ (حدیث کا ایک معنیٰ) جدید (بھی) ہے، جیسے کہ کہا جاتا ہے: وہ نیا، یعنی آج کا دور ہے اور زمانے کے اتنے قریب ہے۔ اور (علم حدیث) ایسا علم ہے، جس کے ذریعے نبی اکرم ﷺ کے اقوال، افعال اور احوال کا علم پہچانا جائے۔"

فائدہ: تقریر سے مراد یہ ہے کہ کسی نے سرکار ﷺ کی موجودگی میں کوئی کام کیا، یا بات کہی اور آپ ﷺ یا کسی اور نے اسے منع نہیں فرمایا، بلکہ سکوت فرما کر اسے مقرر رکھا۔

(ملا علی القاری، ابوالحسن، نور الدین (المتوفی: 1014ھ): شرح نخبۃ الفکر فی مصطلحات اھل الاثر، لبنان، بیروت، دار الارقم، س، ن، ص171)

امام محمد بن صالح کی تحقیق:

امام محمد بن صالح لکھتے ہیں:

"الحديث: ما أضيف إلى النبي صلى الله عليه وسلّم من قول، أو فعل، أو تقرير، أو وصف."

(محمد بن صالح بن محمد العثیمین (المتوفی: 1421ھ): مصطلح الحدیث، القاہرۃ، مکتبۃ العلم، ط1، 1415ھ، 1994ء، ج1، ص5)

"وہ قول، فعل، تقریر یا وصف، جس کی نسبت نبی اکرم ﷺ کی طرف ہو۔"

علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تعریف:

Marfat.com

علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں:

"حدیث از روئے روایت اس علم کو کہتے ہیں، جس سے حضور ﷺ کے اقوال، افعال، احوال (حضور ﷺ کی تقریرات بھی احوال میں شامل ہیں) اور اوصاف کی معرفت حاصل ہو۔"

(سعیدی، غلام رسول: تذکرۃ المحدثین، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، ط3، ستمبر 2013ء، ص 34)

خبر اور حدیث میں فرق:

ایک قول کے مطابق یہ دونوں الفاظ مترادف ہیں، جبکہ ایک قول کے مطابق حدیث وہ ہے، جو سرکار ﷺ کی طرف منسوب ہے، جبکہ خبر عام ہے، خواہ سرکار ﷺ کی طرف منسوب ہو، یا آپ ﷺ کے غیر کی طرف۔ جیسا کہ مصطلح الحدیث میں ہے:

"الخبر: بمعنى الحديث... وقيل: الخبر ما أضيف إلى النبي صلّى الله عليه وسلّم وإلى غيره، فيكون أعم من الحديث وأشمل۔

(محمد بن صالح العثیمین (المتوفی: 1421ھ): مصطلح الحدیث، ج1 ص5)

"خبر حدیث کے معنیٰ میں ہے: اور ایک قول کے مطابق (حدیث وہ ہے جو سرکار ﷺ کی طرف منسوب ہے) اور خبر وہ ہے جو سرکار ﷺ کی طرف منسوب ہو یا آپ ﷺ کے غیر کی طرف۔ لہٰذا خبر حدیث سے عام اور زیادہ (مطالب) پر مشتمل ہے۔"

اَثر اور حدیث میں فرق:

اثر اور حدیث میں فرق کے بارے میں دو قول ہیں، ایک قول کے مطابق اثر اور حدیث دونوں مترادف ہیں، اور ایک قول کے مطابق دونوں میں فرق ہے کہ اثر وہ اقوال و افعال ہیں، جو صحابہ و تابعین کی طرف منسوب ہوں۔ جیسا کہ محمد بن صالح لکھتے ہیں:

"الأثر: ما أضيف إلى الصحابي أو التابعي، وقد يراد به ما أضيف إلى النبي صلّى الله عليه وسلّم مقيداً فيقال: وفي الأثر عن النبي صلّى الله عليه وسلّم۔

(۔محمد بن صالح العثیمین (المتوفی: 1421ھ): مصطلح الحدیث، ج1 ص5)

"اثر: جس کی نسبت صحابی یا تابعی کی طرف ہو، اور کبھی اس سے مراد وہ (حدیث) لی جاتی ہے، جس کی نسبت رسول اکرم ﷺ کی طرف ہو لیکن اس وقت یہ مقید ہوگی، جیسے کہ کہا جاتا ہے: اور نبی ﷺ سے ایک اثر میں (منقول ہے)۔"

سنت اور حدیث میں فرق:

اسی طرح سنت اور حدیث کا بھی یہی معاملہ ہے، بعض علماء ان میں فرق کرتے ہیں اور بعض نہیں، جیسا کہ علامہ عبدالحق بخاری لکھتے ہیں:

"لِأَنَّ الظَّاهِرَ اَنَّ السنة سنة رَسُول الله صلى الله عَلَيۡهِ وَسلم وَقَالَ بَعضهم إِنَّه يحۡتَمل سنة الصَّحَابَة وَسنة الۡخُلَفَاء الرَّاشِدين فَإِنَّ السّنة تطلق عَلَيۡهِ۔

(البخاری الدہلوی الحنفی، عبدالحق بن سیف الدین (المتوفی: 1052ھ): مقدمۃ فی اصول الحدیث، بیروت۔ لبنان، دار البشائر الاسلامیہ، ط2، 1406ھ، 1986ء، ج1 ص39)

Marfat.com

"ظاہر یہ ہے کہ سنت سے مراد سنتِ رسول اکرم ﷺ ہے (لہٰذا یہ حدیث کے مترادف ہے) جبکہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ سنتِ صحابہ اور سنت خلفاء راشدین کو بھی شامل ہے، لہٰذا "سنت" اس پر بھی بولا جائے گا (اس معنیٰ کی رو سے سنت حدیث سے عام ہوگی)۔"

چند ضروری اصطلاحات:

حدیث کی بنیادی اقسام:

حدیث کی مذکورہ بالا تعریفات کی رو سے حدیث کی بنیادی اقسام مندرجہ ذیل ہیں:

حدیثِ قولی:

وہ حدیث، جس میں آپ ﷺ کا فرمان مذکور ہو۔

حدیثِ فعلی:

وہ حدیث، جس میں آپ ﷺ کا فعل مذکور ہو۔

حدیثِ تقریری:

وہ حدیث، جس میں آپ ﷺ کا کسی بات پر خاموش رہنا مذکور ہو۔

شمائل نبوی:

وہ احادیث، جن میں آپ ﷺ کے عادات و اخلاق یا بدنی اوصاف مذکور ہوں۔ (اس پر امام ترمذی نے کتاب مرتب کی ہے، جس کی شرح اس ہم کر رہے ہیں)

فائدہ:

کسی حدیث کی اصل عبارت "متن" کہلاتی ہے۔ "متن" سے پہلے، راویوں کے سلسلے کو "سند" کہتے ہیں۔

"سند" کا کوئی راوی حذف نہ ہو تو وہ "متصل" ورنہ "منقطع" ہوتی ہے۔

(ابن حجر العسقلانی، ابو الفضل احمد بن علی (المتوفی: 852ھ): نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر فی مصطلح اھل الأثر، الریاض، مطبعۃ سفیر، ط1، 1422ھ، ص102)

نسبت کے اعتبار سے حدیث کی اقسام:

حدیثِ قدسی:

"اللہ تعالیٰ کا وہ فرمان، جسے نبی اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے روایت کیا ہو، راویوں کے ذریعے سے ہم تک پہنچا ہو اور قرآن مجید میں موجود نہ ہو۔"

حدیث قدسی کی ایک اور تعریف: "حدیث قدسی وہ حدیث ہے، جس میں نبی کریم ﷺ ارشاد فرمائیں: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے"۔

(القاسمی، محمد جمال الدین بن محمد، الحلاق (المتوفی: 1332ھ): قواعد التحدیث من فنون مصطلح الحدیث، بیروت، لبنان، دار الکتب العلمیۃ، س، ن، ص67)

Marfat.com

حدیثِ مرفوع:

"وہ حدیث، جس میں کسی قول، فعل یا تقریر کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کیا گیا ہو۔"

(ابن حجر العسقلانی: نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر فی مصطلح اھل الاثر، ص131)

حدیثِ موقوف:

"وہ حدیث، جس میں کسی قول، فعل یا تقریر کو صحابی کی طرف منسوب کیا گیا ہو۔" (ایضاً، ص139)

حدیثِ مقطوع:

"وہ حدیث، جس میں کسی قول یا فعل کو تابعی یا تبع تابعی کی طرف منسوب کیا گیا ہو۔" (ایضاً، ص145)

راویوں کی تعداد کے اعتبار سے حدیث کی اقسام:

حدیثِ متواتر:

وہ حدیث جس میں تواتر کی چار شرطیں پائی جائیں:

1۔ اسے راویوں کی بڑی تعداد روایت کرے۔

2۔ انسانی عقل و عادت ان کے جھوٹا ہونے کو محال سمجھے۔

3۔ یہ کثرت عہد نبوت سے لے کر صاحب کتاب محدث کے زمانے تک سند کے ہر طبقے میں پائی جائے۔

4۔ حدیث کا تعلق انسانی مشاہدے یا سماعت سے ہو۔

ابن حجر العسقلانی، ابوالفضل، احمد بن علی (المتوفی: 852ھ): نخبۃ الفکر فی مصطلح اھل الاثر (مطبوع ملحقا بکتاب سبل السلام)، القاہرۃ، دار الحدیث، ط5، 1418ھ، 1997ء، ص721)

فائدہ:

راویوں کی جماعت جس نے ایک استاد یا زیادہ اساتذہ سے حدیث کا سماع کیا ہو، "طبقہ" کہلاتی ہے۔

خبر واحد:

وہ حدیث جس میں متواتر حدیث کی شرطیں جمع نہ ہوں۔ (ابن حجر العسقلانی: نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر فی مصطلح اھل الاثر، ص55)

حدیثِ عزیز:

وہ حدیث جس کے راوی کسی طبقے میں صرف دو ہوں۔ (ایضاً)

حدیثِ غریب:

وہ حدیث جسے بیان کرنے والا کسی زمانے میں صرف ایک راوی ہو۔ (ایضاً)

Marfat.com

فائدہ:

مذکورہ بالا اقسام میں سے متواتر حدیث علم الیقین کی حد تک سچی ہوتی ہے۔

(۔ابن حجر العسقلانی: نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر فی مصطلح اھل الاثر ص41)

باقی اقسام مقبول یا مردود ہوسکتی ہیں۔عموماً لوگ غریب روایت کو ضعیف سمجھتے ہیں، جبکہ ایسا نہیں ہے، بلکہ غریب روایات صحیح بھی ہوتی ہیں اور ضعیف بھی۔

قبول ورَدّ کے اعتبار سے حدیث کی اقسام:

حدیثِ مقبول:

وہ حدیث، جو واجب العمل ہو۔جیسا کہ تمام احادیثِ متواتر۔(ابن حجر العسقلانی: نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر فی مصطلح اھل الاثر ص55)

حدیثِ مردود:

وہ حدیث، جس میں مخبر کی سچائی راجح نہ ہو اس میں گہری غور وفکر کی ضرورت ہو۔(ایضاً)

شرائطِ قبولیت کے اعتبار سے مقبول حدیث کی اقسام و درجات :

حدیث صحیح لذاتہ:

وہ حدیث، جس میں صحت کی پانچ شرطیں پائی جائیں:

1۔اس کی سند متصل ہو، یعنی ہر راوی نے اسے اپنے استاد سے اخذ کیا ہو۔

2۔اس کا ہر راوی عادل ہو، یعنی کبیرہ گناہوں سے بچتا ہو، صغیرہ گناہوں پر اصرار نہ کرتا ہو، شائستہ طبیعت کا مالک اور بااخلاق ہو۔

3۔وہ کامل الضبط ہو، یعنی حدیث کو تحریر یا حافظے کے ذریعے سے کماحقہ محفوظ کرے اور آگے پہنچائے۔

4۔وہ حدیث شاذ نہ ہو۔(یعنی اس حدیث کا راوی اپنے سے زیادہ ثقہ راوی کی مخالفت نہ کرے)

5۔معلول نہ ہو۔(یعنی اس میں کوئی خفیہ علت نہ ہو)(ایضاً ص68)

حدیث صحیح لغیرہ:

جب حسن حدیث کی ایک سے زائد سندیں ہوں، تو وہ حسن کے درجے سے ترقی کرکے صحیح کے درجے تک پہنچ جاتی ہے۔اسے "صحیح لغیرہ" کہتے ہیں کیونکہ وہ اپنے غیر (دوسری اسناد) کی وجہ سے درجۂ صحت کو پہنچی۔

(ابن حجر العسقلانی: نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر فی مصطلح اھل الاثر ص68)

حدیث حسن لذاتہ:

وہ حدیث، جس کے بعض راوی صحیح حدیث کے راویوں کی بنسبت خفیف الضبط (کمزور ضبط والے) ہوں، باقی شرطیں وہی ہوں۔(ایضاً ص67)

Marfat.com

حدیث حسن لغیرہ:

وہ حدیث، جس کی متعدد سندیں ہوں، ہر سند میں معمولی ضعف ہو، مگر متعدد سندوں سے اس ضعف کی تلافی ہو جائے، تو وہ "حسن لغیرہ" کے درجہ کو پہنچ جاتی ہے۔ (ایضاً)

فائدہ:

حدیث ضعیف اور موضوع دو ایسی اصطلاحات ہیں، جن کو علماء اکثر استعمال میں لاتے ہیں، ان کی تعریفات درج ذیل ہیں:

حدیث ضعیف:

وہ حدیث، جس کا ضعف کسی طریقہ سے پر نہ ہو، حدیث ضعیف کہلاتی ہے۔ (ایضاً تحت الحاشیہ ص 87)

حدیث موضوع:

وہ حدیث، جس کے راوی نے کسی موقع پر حدیث کے معاملہ میں جھوٹ بولا ہو، ایسے راوی کی روایت کو موضوع (من گھڑت) کہتے ہیں۔ (ایضاً ص 107)

اسلوب تحقیق (Reaserch Methodology):

1۔ کتاب ہذا کی تیاری میں بیانیہ اور تجزیاتی تحقیق کا اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔

2۔ حتی الامکان بنیادی مآخذ سے استفادہ کیا گیا ہے، البتہ حسب ضرورت تعبیر و تشریح کے لئے ثانوی مآخذ سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔

3۔ حواشی و حوالہ جات تحقیق کے ساتھ نیچے لگا دیئے گئے ہیں، تاکہ محققین حضرات کو حوالہ تلاش کرنے کی زحمت بھی نہ ہو۔

4۔ بعض مقامات پر ایک ہی صفحہ پر مکرر حوالے کی صورت میں "ایضاً" یا پھر "المرجع السابق" کی رمز سے اشارہ کیا گیا ہے۔

5۔ اردو کے علاوہ دیگر زبانوں کی اصلاحات کو الگ فانٹ (FONT) میں لکھا گیا ہے تاکہ وہ عام عبارات سے ممتاز نظر آئیں۔

6۔ طویل اقتسابات کے لیے واوین " " کا استعمال کیا گیا ہے، تاکہ وہ دیگر عبارات سے ممتاز ہو جائیں۔

7۔ کتب سے اقتسابات میں مذکور حوالہ جات کو اسی طریقہ سے فٹ نوٹ میں لکھا گیا ہے، تاہم اقتباسات کا حوالہ بھی دیا گیا ہے۔

حافظ محمد نوید لطیف علوی

پی۔ایچ۔ڈی اسکالر شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف گجرات

Marfat.com

امام مسلم بن حجاج رحمۃ اللہ علیہ

ولادت ونسب

امام مسلم بن حجاج بن مسلم بن ورد بن کرشاد القشیری رحمۃ اللہ علیہ خراسان کے ایک وسیع اور خوبصورت شہر نیشاپور میں بنوقشیر کے خاندان میں پیدا ہوئے۔ایک روایت میں 202ھ اور ایک روایت میں 204ھ اور ایک روایت میں 206ھ کو پیدا ہوئے۔

تعلیمی مراحل

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم سے فراغت پا کر اٹھارہ سال کی عمر میں علم حدیث کی تعلیم شروع فرمائی اور اس قدر رضی اللہ عنہ ر ذوق وشوق سے حاصل کی کہ نیشاپور کے عظیم محدثین میں شمار ہو گیا۔

تلامذہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ کے اسماء حسب ذیل ہیں: عبداللہ بن شرقی، ابراہیم بن محمد بن سفیان، ابو حامد ابن الشرقی، محمد بن اسحاق فاکہی، ابوعوانہ السفرائنی، سراج، ابوالفضل احمد بن سلمہ، ابراہیم بن ابی طالب وغیرہم۔

مشائخ

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد شہروں میں جا کر علمی پیاس کو بجھایا اور جن اساتذہ اور شیوخ سے شرف حاصل کیا ان کے اسماء حسب ذیل ہیں: یحییٰ بن یحییٰ، سعید بن منصور، احمد بن حنبل، محمد بن یحییٰ ذہلی، عون بن سلام، داؤد بن عمرو الضبی، عبداللہ بن مسلمہ قعنبی وغیرہم۔

تصانیف

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد تصانیف لکھیں جن میں چند حسب ذیل ہیں: 1-الجامع الصحیح، 2-کتاب الاسماء والکنی، 3-کتاب العلل، 4-کتاب الافراد، 5-کتاب الطبقات، 6-مسند امام مالک، مسند الصحابۃ

صحیح مسلم کی کل مرویات کی تعداد

ابوالفضل احمد بن سلمہ نے بیان کیا ہے کہ صحیح مسلم کی کل احادیث بارہ ہزار ہیں اور ابوحفص نے بیان کیا ہے کہ آٹھ ہزار ہیں۔ الجزائری نے اسی کی توثیق کی ہے اور حذف مکررات کے بعد صحیح مسلم میں بالاتفاق چار ہزار احادیث ہیں۔

Marfat.com

شرائط

جامع الصحیح میں احادیث درج کرنے کی یہ شرط مقرر فرمائی کہ حدیث کو نقل کرنے والے تمام راوی علم، عادل، ثقہ، متصل، غیر شاذ اور غیر معلل ہوں۔ ثقہ کا معیار یہ رکھا کہ وہ راوی طبقہ اولیٰ اور ثانیہ سے ہوں یعنی کامل الضبط والاتقان اور کثیر الملازمۃ مع الشیخ ہوں یہ طبقہ اولیٰ ہے۔ یا کل الضبط اور قلیل الملازمۃ یہ طبقہ ثانیہ ہے رہا طبقہ ثالثہ یعنی ناقص الضبط اور کثیر الملازمۃ تو ان کی روایت سے انتخاب کرتے ہیں اور استیعاب فقط پہلے دو طبقوں سے کرتے ہیں اور اتصال کا معیار یہ رکھا کہ راوی اور مروی عنہ کے درمیان معاصرت کا ثبوت ہو۔

مدت تالیف

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح کی تالیف پندرہ سال میں مکمل فرمائی۔

علمی مقام ومرتبہ

ابوعمرو مستملی کا بیان ہے کہ ایک بارے میں اسحاق بن منصور احادیث لکھوار ہے تھے اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ ان احادیث میں سے انتخاب فرما رہے تھے اچانک اسحاق بن منصور نے نگاہ اوپر اٹھائی اور فرمایا: ہم اس وقت تک کبھی بھی خیر سے محروم نہ ہوں گے جب تک ہمارے درمیان مسلم بن حجاج موجود ہیں۔

ابن خرم نے فرمایا: نیشاپور نے تین محدث پیدا کئے: محمد بن یحیٰی، ابراہیم بن ابی طالب اور مسلم۔

بزار نے فرمایا: دنیا میں صرف چار حافظ ہیں:

1۔ ابوزرعہ، 2۔ محمد بن اسمٰعیل، 3۔ دارمی اور 4۔ مسلم بن حجاج رحمۃ اللہ علیہم۔ (تہذیب التہذیب: ج:10، ص:128)

وصال پر ملال

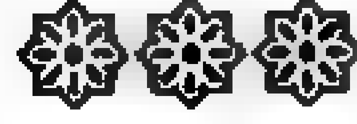
علامہ شہاب الدین محمد بن علی بن حجر عسقلانی شافعی متوفی 852ھ لکھتے ہیں:

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ سے ایک دن مجلس مذاکرہ میں ایک حدیث کے متعلق دریافت کیا آپ اس وقت اس حدیث کے متعلق کچھ بھی نہ بتا سکے گھر آ کر اپنی کتابوں میں اسی حدیث کی تلاش فرما دی پاس کھجوروں کا ایک ٹوکرا رکھا ہوا تھا تو اس قدر انہماک تھا کہ کھجوروں کی مقدار کی توجہ مبذول ہوگئی اور حدیث کے ملنے تک کھجوروں کے سارے ٹوکرے کو خالی فرما گئے اور غیر ارادی طور پر کھجوروں کا زیادہ کھالینا ہی ان کی موت کا سبب بن گیا۔ اور یوں 24 رجب المرجب 261ھ اتوار کے دن شام کے وقت وصال فرما گئے اور اگلے دن سوموار کو دفن فرما دیئے گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

واللہ ورسولہ اعلم عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

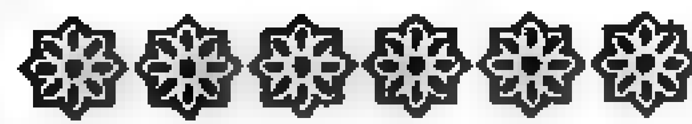


كِتَابُ الْاِيْمَانِ

كِتَابُ الْحَجِّ

كِتَابُ الرِّضَاعِ

كِتَابُ اللِّعَانِ



Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كِتَابُ الْاِيْمَانِ

ایمان کا بیان

''وہ تمام امور جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے اور جن کی نسبت یقینی معلوم ہے کہ یہ دین مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہیں ان سب کی تصدیق کرنا اور دل سے ماننا ایمان ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا یعنی یہ اعتقاد کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب میں آخری نبی ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی، اسی طرح حشر نشر جنت دوزخ وغیرہ کا اعتقاد اور زبان سے اقرار بھی ضروری ہے۔ مگر حالت اکراہ (اگر معاذ اللہ کلمہ کفر جاری کرنے پر کوئی شخص مجبور کیا گیا یعنی اسے مار ڈالنے یا اس کا عضو کاٹ ڈالنے کی صحیح دھمکی دی گئی کہ یہ دھمکانے والے کو اس بات کے کرنے پر قادر سمجھے تو ایسی حالت میں اس کو رخصت دی گئی ہے مگر شرط یہ ہے کہ دل میں وہی اطمینان ایمانی ہو جو پیشتر تھا) میں جبکہ خوف جان ہو اس وقت اگر تصدیق میں کچھ خلل نہ آئے تو وہ شخص مومن ہے اگرچہ اس کو بحالت مجبوری زبان سے کلمہ کفر کہنا پڑا ہو مگر بہتر یہی ہے کہ ایسی حالت میں بھی کلمہ کفر زبان پر نہ لائے۔ کبیرہ گناہ کرنے سے آدمی کافر اور ایمان سے خارج نہیں ہوتا۔ شرک و کفر کبھی نہ بخشے جائیں گے اور مشرک و کافر کی ہرگز مغفرت نہ ہوگی۔ ان کے سوا اللہ تعالیٰ جس گناہ کو چاہے گا اپنے مقربوں کی شفاعت سے یا محض اپنے کرم سے بخشے گا۔ شرک یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور کو خدا یا مستحق عبادت سمجھے۔ اور کفر یہ ہے کہ ضروریات دین یعنی وہ امور جن کا دین مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہونا بہ یقین معلوم ہو ان میں سے کسی کا انکار کرے۔

بعض افعال بھی تکذیب و انکار کی علامات ہیں ان پر بھی حکم کفر دیا جاتا ہے جیسے زنار (ایک مخصوص دھاگہ جسے ہندو گلے اور بغل کے درمیان اور عیسائی، مجوسی، یہودی کمر میں باندھتے ہیں) پہننا۔ قشقہ (ہندو ماتھے پر جو ٹیکا لگاتے ہیں) لگانا وغیرہ۔ کافر ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اور مسلمان کتنا بھی گنہگار ہو کبھی نہ کبھی ضرور نجات پائے گا۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)''

(کتاب العقائد از صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ، تحت: ایمان کا بیان، ص ۴۲)

قَالَ اَبُو الْحُسَيْنِ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ الْقُشَيْرِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ بِعَوْنِ اللّٰهِ نَبْتَدِئُ وَاِيَّاهُ نَسْتَكْفِيْ وَمَا تَوْفِيْقُنَا اِلَّا بِاللّٰهِ جَلَّ جَلَالُهُ

امام ابو الحسین مسلم بن الحجاج القشیری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی مدد سے آغاز کرتے ہیں وہ ہی ہمیں کافی ہے اور ہماری توفیق صرف رب تعالیٰ کی ہی مدد سے ہے۔

Marfat.com

1- حَدَّثَنَا اَبُو خَيْثَمَةَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ كَهْمَسٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ وَهٰذَا حَدِيثُهُ حَدَّثَنَا اَبِي حَدَّثَنَا كَهْمَسٌ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ قَالَ كَانَ اَوَّلَ مَنْ قَالَ فِي الْقَدَرِ بِالْبَصْرَةِ مَعْبَدٌ الْجُهَنِيُّ فَانْطَلَقْتُ اَنَا وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيُّ حَاجَّيْنِ اَوْ مُعْتَمِرَيْنِ فَقُلْنَا لَوْ لَقِينَا اَحَدًا مِنْ اَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْنَاهُ عَمَّا يَقُولُ هٰؤُلَاءِ فِي الْقَدَرِ فَوُفِّقَ لَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ دَاخِلَ الْمَسْجِدِ فَاكْتَنَفْتُهُ اَنَا وَصَاحِبِي اَحَدُنَا عَنْ يَمِينِهِ وَالْاٰخَرُ عَنْ شِمَالِهِ فَظَنَنْتُ اَنَّ صَاحِبِي سَيَكِلُ الْكَلَامَ اِلَيَّ فَقُلْتُ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِنَّهُ قَدْ ظَهَرَ قِبَلَنَا نَاسٌ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَيَتَقَفَّرُوْنَ الْعِلْمَ وَذَكَرَ مِنْ شَاْنِهِمْ وَاَنَّهُمْ يَزْعُمُوْنَ اَنْ لَا قَدَرَ وَاَنَّ الْاَمْرَ اُنُفٌ فَقَالَ فَاِذَا لَقِيتَ اُولٰئِكَ فَاَخْبِرْهُمْ اَنِّي بَرِيْءٌ مِنْهُمْ وَاَنَّهُمْ بُرَآءُ مِنِّي وَالَّذِي يَحْلِفُ بِهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ لَوْ اَنَّ لِاَحَدِهِمْ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا فَاَنْفَقَهُ مَا قَبِلَ اللهُ مِنْهُ حَتّٰى يُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ ثُمَّ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ اِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعَرِ لَا يُرٰى عَلَيْهِ اَثَرُ السَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا اَحَدٌ حَتّٰى جَلَسَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِي عَنِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُقِيمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ وَتَصُومَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيلًا قَالَ صَدَقْتَ قَالَ فَعَجِبْنَا لَهُ يَسْاَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ قَالَ فَاَخْبِرْنِي عَنِ الْاِيمَانِ قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ فَاَخْبِرْنِي عَنِ الْاِحْسَانِ قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهُ يَرَاكَ قَالَ فَاَخْبِرْنِي عَنِ السَّاعَةِ قَالَ مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ قَالَ فَاَخْبِرْنِي عَنْ اَمَارَتِهَا قَالَ اَنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا وَاَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُوْنَ فِي الْبُنْيَانِ قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِيًّا ثُمَّ قَالَ لِي يَا عُمَرُ اَتَدْرِي مَنِ السَّائِلُ قُلْتُ اللهُ وَرَسُولُهُ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهُ جِبْرِيلُ اَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ

یحییٰ کا بیان ہے کہ جو آدمی سب سے پہلے تقدیر کا انکاری ہوا وہ معبد جہنی آدمی تھا جو مقام بصرہ میں رہائش پذیر تھا۔ یحییٰ بن یعمر کا بیان ہے کہ میں اور حمید بن عبدالرحمن حمیری حج یا عمرہ کی خاطر وہاں گئے اور ہم کہنے لگے کاش ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی صحابی سے مل پاتے تو ہم اس سے تقدیر کے متعلق پوچھتے۔ اتفاق سے ایسا ہوا کہ ہماری ملاقات حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے تب ہوئی جب وہ مسجد میں جلوہ فگن تھے۔ میں اور میرے صاحب نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اردگرد حلقہ میں لے لیا ایک نے تو سیدھی طرف سے اور دوسرے نے الٹی طرف سے میں یہ خیال رکھتا تھا کہ میرا صاحب بھی مجھے گفتگو کرنے دے گا چنانچہ میں

Marfat.com

عرض گزار ہوا: اے ابوعبدالرحمن! ہمارے علاقہ میں چند ایسے لوگوں کا ظہور ہوا ہے جو قرآن مجید تو پڑھا کرتے ہیں مگر علمی مباحثہ کثرت سے کرتے ہیں اور ان کے اعتقاد کے مطابق تقدیر کچھ بھی نہیں ہے اور جو بھی دنیا کے اندر واقع ہوا کرتا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کے علم سابق کے علاوہ شروع ہی سے ظاہر ہو جاتا ہے اس پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب تمہاری ان سے ملاقات ہو تو انہیں یہ کہہ دینا کہ میرا ان سے کوئی تعلق نہیں اور ان کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حلف اٹھا کر کہتا ہے کہ اگر ان میں سے کوئی آدمی احد پہاڑ کی مقدار سونا بھی خرچ کردے تو اللہ تعالیٰ اس کے اس عمل کو تب تک قبول نہ فرمائے گا جب تک وہ تقدیر کے اوپر ایمان نہ لے آئیں۔ اس کے بعد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا: میرے والد محترم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: ہم ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر تھے کہ ایک آدمی حاضر ہوا جس کا لباس بہت زیادہ سفید اور بال کافی کالے سیاہ تھے۔ اس آدمی کی حالت سے سفر کے آثار دکھائی نہیں دیتے تھے۔ اور ہم میں سے وہ ہر آدمی کے لئے ایک اجنبی شخص تھا۔ وہ حاضر ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو دوزانو ہو کر بیٹھ گیا۔ اس نے اپنے گھٹنوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھٹنوں کے ساتھ ملا دیا اور اپنی ہتھیلیوں کو اپنی ران کے اوپر رکھ دیا۔ اور وہ عرض گزار ہوا: یا محمد (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھے اسلام کے متعلق بتائیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تم گواہی دو کہ رب تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیّدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، نماز پڑھو، زکوٰۃ دو، ماہ رمضان کے روزے رکھو اور اگر استطاعت پاتے ہو تو پھر حج بھی کرو۔ اس شخص نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم متعجب ہوئے کہ اس آدمی نے دریافت بھی کیا ہے اور اس کی تصدیق بھی کردی ہے۔ اس نے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: مجھے ایمان کے متعلق بتائیے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم رب تعالیٰ، اس کے ملائکہ، اس کے صحیفے، اس کے رسل، قیامت اور ہر خیر و شر کو رب تعالیٰ کی تقدیر سے ملا ہوا تسلیم کرو۔ وہ آدمی عرض گزار ہوا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا ہے۔ اس نے کہا: اب مجھے احسان کے متعلق ارشاد فرمائیے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم رب تعالیٰ کی بندگی یوں کرو گویا کہ تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو اور اگر تم اسے نہ پاسکو تو یقیناً تم کو رب تعالیٰ تو دیکھ رہا ہے۔ وہ عرض گزار ہوئے: مجھے قیامت کے متعلق ارشاد فرمائیے۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کے متعلق جواب دینے والا سوال کرنے والے سے زیادہ جاننے والا نہیں ہے۔ وہ آدمی عرض گزار ہوئے: تو پھر مجھے قیامت کی علامات ہی بتا دیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب لونڈیوں سے ان کے آقا جنم لائیں اور جب تم یہ دیکھو کہ برہنہ جسم والے، ننگے پاؤں والے، تنگ دست چرواہے بڑی بڑی عمارتیں تعمیر کرنے لگ جائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کے بعد وہ اجنبی واپس لوٹ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں کچھ دیر یونہی بیٹھا رہا اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عمر (رضی اللہ عنہ)! کیا تم کو پتہ ہے کہ یہ آدمی کون تھا۔ میں عرض گزار ہوا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زیادہ علم ہے اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ جبرائیل علیہ السلام تھے جو تمہیں تمہارے پاس دین سکھانے آئے تھے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1، ص: 67، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 4075، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 168، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 53)

حدیث کے راوی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا تعارف:

عبداللہ ابن عمر: آپ قرشی عدوی ہیں، حضرت فاروق کے فرزند اپنے والد کے ساتھ مکہ معظمہ میں ایمان لائے، بدر میں لڑکپن کی

وجہ سے شریک نہ ہوئے۔حق یہ ہے کہ غزوہ احد میں بھی حضور انور نے ان کے بچہ ہونے کی وجہ سے شریک نہیں کیا،غزوہ خندق میں شریک ہوئے،غزوہ احد میں آپ چودہ سالہ تھے،بڑے عابدزاہد محتاط اور متبع سنت تھے،حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں کو دنیا نے اپنی طرف راغب کرلیا سواء حضرت عبداللہ ابن عمر کے،حضرت میمون ابن مہران فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمر جیسا متقی،ابن عباس جیسا عالم نہ دیکھا۔حضرت نافع کہتے ہیں کہ ابن عمر نے ایک ہزار غلام آزاد کیے،ظہور نبوت سے ایک سال پہلے پیدا ہوئے اور ۷۳ تہتر میں حضرت ابن زبیر کے قتل کے تین مہینہ بعد وفات پائی،آپ کی وصیت تو یہ تھی کہ آپ کو حل میں دفن کیا جائے مگر حجاج نے ایسا نہ کرنے دیا تو آپ ذی طویٰ میں دفن کئے گئے مہاجرین کے قبرستان میں۔آپ کی وفات کا واقعہ یہ ہے کہ ایک بار حجاج نے جمعہ کا خطبہ دراز کیا آپ نے فرمایا کہ سورج تیرا انتظار نہ کرے گا وہ بولا کہ میں چاہتا ہوں کہ تمہیں اندھا کردوں آپ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو ایسا کرسکتا ہے کہ تو ایک احمق شخص ہے جو ہم پر مسلط کردیا گیا ہے،نیز آپ حج میں حجاج سے پہلے ہی عرفہ میں حضور انور کی قیام گاہ میں جا کر ٹھہر جاتے تھے ان وجوہ سے حجاج آپ سے کینہ رکھنے لگا،اس نے ایک شخص سے کہا اس نے زہریلا نیزہ آپ کے تلوے میں چبھو دیا راہ چلتے ہوئے اس سے آپ کی موت واقع ہوئی،چوراسی یا چھیاسی سال آپ کی عمر ہوئی آپ کے فضائل بہت ہیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابوعبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرآۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح" جلد ہشتم تحت حالات صحابہ وتابعین)

2-حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْغُبَرِيُّ وَأَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ قَالُوا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ مَطَرٍ الْوَرَّاقِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ قَالَ لَمَّا تَكَلَّمَ مَعْبَدٌ بِمَا تَكَلَّمَ بِهِ فِي شَأْنِ الْقَدَرِ أَنْكَرْنَا ذَلِكَ قَالَ فَحَجَجْتُ أَنَا وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحِمْيَرِيُّ حَجَّةً وَسَاقُوا الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ كَهْمَسٍ وَإِسْنَادِهِ وَفِيهِ بَعْضُ زِيَادَةٍ وَنُقْصَانُ أَحْرُفٍ

یحییٰ بن یعمر کا بیان ہے کہ جب معبد تقدیر کا انکاری ہوا تو ہمیں اس مسئلہ کے اندر شک سا ہو گیا اتفاقاً میں اور حمید بن عبدالرحمن حمیری حج کو روانہ ہو گئے۔امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ اس کے بعد یحییٰ بن یعمر نے بعض لفظی فرق کے ساتھ اسی حدیث کو بیان کیا ہے جو سابق گزر گئی ہے اور اس میں کچھ اضافہ اور کمی بھی ہے۔(مسند الصحابۃ: جز:27،ص:90)

3-وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ وَحُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَا لَقِينَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ فَذَكَرْنَا الْقَدَرَ وَمَا يَقُولُونَ فِيهِ فَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ كَنَحْوِ حَدِيثِهِمْ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيهِ شَيْءٌ مِنْ زِيَادَةٍ وَقَدْ نَقَصَ مِنْهُ شَيْئًا

یحییٰ بن یعمر اور حمید بن عبدالرحمن کا بیان ہے کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ملے ہم نے ان کی خدمت میں تقدیر کے انکار کرنے والوں کا تمامی واقعہ بیان کیا پھر انہوں نے اس سارے واقعہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت کو بیان کیا مگر اس روایت کے بعض الفاظ میں کچھ اضافہ اور کمی بھی ہے۔(مرجع السابق)

Marfat.com

4- وَحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ

یحییٰ بن یعمر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث سابق کی مانند بیان کرتے ہیں۔

5- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي حَيَّانَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَارِزًا لِلنَّاسِ فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ مَا الْإِيمَانُ قَالَ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَلِقَائِهِ وَرُسُلِهِ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ الْآخِرِ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ مَا الْإِسْلَامُ قَالَ الْإِسْلَامُ أَنْ تَعْبُدَ اللهَ وَلَا تُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمَ الصَّلٰوةَ الْمَكْتُوبَةَ وَتُؤَدِّيَ الزَّكٰوةَ الْمَفْرُوضَةَ وَتَصُومَ رَمَضَانَ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ مَا الْإِحْسَانُ قَالَ أَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنَّكَ إِنْ لَا تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَلَكِنْ سَأُحَدِّثُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا إِذَا وَلَدَتِ الْأَمَةُ رَبَّهَا فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا وَإِذَا كَانَتِ الْعُرَاةُ الْحُفَاةُ رُءُوسَ النَّاسِ فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا وَإِذَا تَطَاوَلَ رِعَاءُ الْبَهْمِ فِي الْبُنْيَانِ فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا فِي خَمْسٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللهُ ثُمَّ تَلَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ قَالَ ثُمَّ أَدْبَرَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُدُّوا عَلَيَّ الرَّجُلَ فَأَخَذُوا لِيَرُدُّوهُ فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا جِبْرِيلُ جَاءَ لِيُعَلِّمَ النَّاسَ دِينَهُمْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محفل میں جلوہ فگن تھے تو اچانک ایک آدمی حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: یارسول اللہ ﷺ! ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ، اس کے سارے ملائکہ، اس کی ساری کتابیں، اس سے ملاقات کرنے، اس کے سارے رسولوں اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے کو تسلیم کرو۔ وہ عرض گزار ہوا: یارسول اللہ ﷺ! اسلام کیا ہے؟ اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم رب تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، فرض نماز ادا کرو، زکوٰۃ دو اور ماہ رمضان کے روزے رکھو۔ وہ عرض گزار ہوا: یارسول اللہ ﷺ! احسان کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی یوں عبادت کرو گویا کہ تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو اور اگر یہ حالت بھی نہ پاؤ تو پھر وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ وہ عرض گزار ہوا: یارسول اللہ ﷺ! قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس کے متعلق جواب دینے والا سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتے والا مگر میں تمہیں قیامت کی علامات بتا دیتا ہوں۔ جس وقت برہنہ جسم، ننگے پاؤں والے لوگوں کے آقا بن جائیں تو پھر یہ قیامت کی نشانی ہے اور جس وقت چرواہے بڑی بڑی عمارتیں تعمیر کرنے لگ جائیں تو یہ بھی قیامت

Marfat.com

کی نشانی ہے۔اور یہ علم ان پانچ چیزوں میں سے ہے جنہیں رب تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی نہیں جاننے والا۔اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے اس آیت کو پڑھا: ''قیامت کا علم رب تعالیٰ ہی کے پاس ہے وہی بارش نازل فرماتا ہے اسی کو پتہ ہے کہ والدہ کے پیٹ میں کیا چیز ہے اور کسی کو پتہ نہیں کہ وہ کل کیا کرے گا اور نہ ہی کوئی آدمی اسے جانتا ہے کہ وہ کہاں مرے گا یقیناً اللہ تعالیٰ جاننے والا خبر دینے والا ہے۔

اس کے بعد وہ آدمی لوٹ گیا۔رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسے واپس بلاؤ۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بلانے گئے تو ان کو کچھ بھی دکھائی نہ دیا۔اس پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ جبرائیل علیہ السلام تھے جو لوگوں کو ان کا دین سکھانے آئے تھے۔

(احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1 ص: 72، البحر الزخار: جز: 9 ص: 388، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 63، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 4404)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف:

حدیث نمبر ۷ کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں، یہاں پر ان کا تعارف پیش کیا جاتا ہے۔مولانا عبد المصطفیٰ الاعظمی فرماتے ہیں:

''حضرت ابو ہریرہ: اس حدیث کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بہت ہی عبادت گزار، انتہائی متواضع اور پرہیز گار صحابی ہیں۔ابو سعید کا بیان ہے کہ یہ روزانہ بارہ ہزار رکعت نماز نفل پڑھتے تھے۔آپ یمن کے قبیلہ دوس سے تعلق رکھتے تھے۔زمانۂ جاہلیت میں آپ کا نام ''عبد شمس'' تھا سے ھ میں جنگ خیبر کے بعد مسلمان ہوئے۔اسلام لانے کے بعد آپ کا نام عبد الرحمن یا عبد اللہ رکھا گیا۔ ان کو بلیوں سے بڑی محبت تھی ایک دن حضور ﷺ نے ان کی آستین میں ایک بلی کو دیکھا تو ان کو یَا اَبَاھُرَیْرَۃَ (اے چھوٹی سی بلی والے) کہہ کر پکارا، اس دن سے آپ کا یہ لقب اس قدر مشہور ہو گیا کہ لوگ آپ کا اصلی نام ہی بھول گئے اسی لئے آپ کے نام میں بڑا اختلاف ہے۔آپ اصحابِ صُفّہ میں سے ہیں۔آپ نے ایک دن حضور ﷺ سے شکایت کی کہ یا رسول اللہ! عزوجل و ﷺ میں آپ کی حدیثوں کو بھول جاتا ہوں تو حضور نے حکم دیا کہ تم اپنی چادر کو زمین پر پھیلا دو۔چنانچہ انہوں نے اپنی چادر پھیلا دی پھر حضور ﷺ نے کچھ حدیثیں بیان فرمائیں اور ان سے ارشاد فرمایا کہ اس چادر کو سمیٹ کر اپنے سینے سے لگا لو۔اس کے بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا حافظہ اتنا قوی ہو گیا کہ جو کچھ حضور ﷺ سے سنا اس کو عمر بھر فراموش نہیں کر سکے۔آٹھ سو صحابہ اور تابعین حدیث میں آپ کے شاگرد ہیں۔آپ نے پانچ ہزار تین سو چوہتر حدیثیں روایت فرمائی ہیں۔جن میں سے چار سو چھیالیس حدیثیں بخاری شریف میں ہیں ۵۹ ھ میں اٹھتر سال کی عمر پا کر مدینہ منورہ میں وصال فرمایا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

(اکمال، قسطلانی، ج ۱ ص ۲۱۲، عینی، ج ۱ ص ۱۲۶) (نوادر الحدیث، چالیس حدیثوں کا ترجمہ اور شرح، المعروف منتخب حدیثیں، مؤلف: شیخ الحدیث حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی، پیش کش مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)، (شعبہ تخریج)، ناشر: مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی، ص ۵۲ تا ۱۷)

6- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا اَبُو حَيَّانَ التَّيْمِيُّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ اَنَّ فِي رِوَايَتِهِ اِذَا وَلَدَتِ الْاَمَةُ بَعْلَهَا يَعْنِي السَّرَارِيَّ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کچھ تبدیلی کے ساتھ یہی روایت وارد ہوئی۔اس میں فرق یہ ہے کہ لونڈی سے اس کا آقا پیدا ہوگا کے قائم مقام یہ ہے کہ جب لونڈی سے اس کا خاوند جنم ہوگا۔(مرجع السابق)

Marfat.com

7- حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عُمَارَةَ وَهُوَ ابْنُ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلُوْنِيْ فَهَابُوْهُ اَنْ يَّسْاَلُوْهُ قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ فَجَلَسَ عِنْدَ رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا الْاِسْلَامُ قَالَ لَا تُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا وَّتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا الْاِيْمَانُ قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ وَمَلَائِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَلِقَائِهٖ وَرُسُلِهٖ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ كُلِّهٖ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا الْاِحْسَانُ قَالَ اَنْ تَخْشَى اللهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنَّكَ اِنْ لَا تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَتٰى تَقُوْمُ السَّاعَةُ قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَسَاُحَدِّثُكَ عَنْ اَشْرَاطِهَا اِذَا رَاَيْتَ الْمَرْاَةَ تَلِدُ رَبَّهَا فَذَاكَ مِنْ اَشْرَاطِهَا وَاِذَا رَاَيْتَ الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الصُّمَّ الْبُكْمَ مُلُوْكَ الْاَرْضِ فَذَاكَ مِنْ اَشْرَاطِهَا وَاِذَا رَاَيْتَ رِعَاءَ الْبُهْمِ يَتَطَاوَلُوْنَ فِي الْبُنْيَانِ فَذَاكَ مِنْ اَشْرَاطِهَا فِيْ خَمْسٍ مِّنَ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهُنَّ اِلَّا اللهُ ثُمَّ قَرَاَ الْاٰيَةَ اِنَّ اللهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَّمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ قَالَ ثُمَّ قَامَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُدُّوْهُ عَلَيَّ فَالْتُمِسَ فَلَمْ يَجِدُوْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا جِبْرِيْلُ اَرَادَ اَنْ تَعَلَّمُوْا اِذْ لَمْ تَسْاَلُوْا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا: مجھ سے سوالات کیا کرو مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سوال کرنے سے جھجک جاتے تھے۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر ایک روز ایک آدمی حاضر ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں دوزانو ہو کر بیٹھ گیا اور عرض گزار ہوا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اسلام کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، نماز ادا کرو، زکوٰۃ دو، رمضان المبارک کے روزے رکھو۔ وہ آدمی عرض گزار ہوا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا پھر عرض گزار ہوا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ایمان کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ، اس کے ملائکہ، اس کی ساری کتب، اس سے ملاقات، اس کے سارے رسول، مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے اور سارے امور کے تقدیر سے تعلق رکھنے والے پر ایمان لے آؤ۔ وہ عرض گزار ہوا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا پھر عرض گزار ہوا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! احسان کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم رب تعالیٰ سے یوں ڈرو گویا کہ اسے دیکھ رہے ہو اور اگر یہ بھی نہ کر سکو تو پھر یوں سمجھو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ وہ عرض گزار ہوا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! قیامت کب برپا ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کے متعلق جواب دینے والا سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا مگر میں تمہیں علامات قیامت بیان کر دیتا ہوں۔ جب تم یہ دیکھو کہ لونڈیوں سے ان کے آقا کا جنم ہوا ہے تو سمجھو کہ یہ علامت قیامت ہے۔ جب تم یہ دیکھو کہ برہنہ بدن، ننگے پاؤں، بہرے گونگے علاقوں کے سردار بن جائیں تو سمجھو کہ یہ علامت قیامت ہے اور جس وقت تم یہ دیکھو کہ چرواہے بہت عالی شان عمارتیں تعمیر کرنے لگ گئے ہیں تو سمجھو کہ یہ علامت قیامت ہے اور قیامت کے قائم ہونے کا علم اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی کو نہیں اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو پڑھا: "قیامت کا علم اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے، وہی

Marfat.com

بارشیں نازل فرماتا ہے وہی جانتا ہے کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے اور کسی آدمی کو پتہ نہیں کہ وہ کل کیا کرے گا اور نہ ہی کوئی یہ جانتا ہے کہ وہ کہاں مرے گا۔"

اس کے بعد وہ آدمی کھڑا ہو کر چل دیا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسے بلا لاؤ۔ اسے تلاش کیا گیا مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نہ پا سکے پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے ان کا ارادہ یہ تھا کہ تم کو پتہ لگ جائے ان باتوں کا اس لئے کہ تم لوگوں نے ان کے متعلق دریافت نہ کیا تھا۔ (مرجع السابق)

تشریح:

حضرت یحییٰ بن عمر رضی اللہ عنہ کی مراد یہ ہے کہ میں نے اپنے ساتھی کو رغبت دلائی کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے تقدیر کے بارے میں مسئلہ پوچھیں کہ ایمان میں کن چیزوں کا قرار، اور کن چیزوں کی نفی کرنی ضروری ہے۔ کیونکہ اس بارے میں لوگوں کی رائے مختلف ہے۔ جب میرے ساتھی نے ہاں میں جواب دیا تو میں نے کہا کہ تم نہ بولنا میں ان سے بات کروں گا کیونکہ میں حضرت عبداللہ کو تجھ سے زیادہ جانتا ہوں۔ تو ہم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر عرض کی کہ اے ابو عبدالرحمن (یہ آپ کی کنیت ہے) ہم تابعین زمین میں سفر کرتے ہیں تو بسا اوقات ہم ان لوگوں کے پاس بھی جاتے ہیں جو کہتے ہیں کہ قضاء و تقدیر وغیرہ کچھ نہیں، تو ہم ان لوگوں کو کیا جواب دیں کہ جسے وہ سن کر ایسی باتوں سے اجتناب کریں؟ تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان لوگوں کو میری طرف یہ خبر دے دو کہ میں ان سے بری ہوں اس سے معلوم ہوا کہ صحابی کا قول حجت ہوتا ہے، جیسا کہ خود نبی اکرم ﷺ نے اس کی طرف اشارہ فرمایا کہ " اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم " کہ میرے اصحاب ستاروں کی مثل ہیں جس کی بھی اقتداء کر لو گے ہدایت پا جاؤ گے۔ پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میرے پاس لشکر ہوتا تو میں دین کو غالب کرنے کے لیے ایسے لوگوں کے ساتھ جہاد کرتا جو تقدیر کا انکار کرتے ہیں۔

پھر ہم کو نبی اکرم ﷺ کی حدیث سنانے لگے اور فرمایا کہ ہم (صحابہ) نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی آیا جو روشن چہرے والا تھا اور شکل و صورت کے لحاظ سے حسین و جمیل تھا اس سے بہت عمدہ قسم کی خوشبو آ رہی تھی اور اس نے سفید لباس پہنا ہوا تھا، اس نے آتے ہی " السلام علیك یارسول اللہ " کے الفاظ کے ساتھ خصوصاً نبی اکرم ﷺ کو اور " السلام علیکم: کے ساتھ عموماً تمام صحابہ کرام کو سلام کیا، تو نبی اکرم ﷺ نے اچھے طریقے سے اس کو سلام کا جواب دیا اور ہم نے بھی نبی اکرم ﷺ کی طرح جواب دیا۔ پھر اس نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ میں قریب ہو جاؤں تو آپ ﷺ نے فرمایا ہو جاؤ تو وہ ایک دو قدم آپ ﷺ کے قریب ہو گیا، پھر اس نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ میں اور قریب ہو جاؤں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہو جاؤ تو وہ نبی اکرم ﷺ کے اتنا قریب ہو گیا کہ اس نے اپنے گھٹنوں کو نبی اکرم کے مبارک گھٹنوں کے ساتھ ملا دیا۔

بعض روایات میں آتا ہے کہ اس نے کمال تقرب کے لیے ادب کو بجا لاتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کی مقدس رانوں پر اپنے ہاتھ رکھ دیئے، اور پھر عرض کی مجھے ایمان یعنی مومن کے بارے اجمالاً بیان فرمائیں تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تو اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات، اس کے فرشتوں، کتابوں، رسولوں اور اس کے ساتھ ملاقات پر ایمان رکھے، یعنی قبر اور بعث پر یا جنت میں اللہ تعالیٰ کی رؤیت پر

Marfat.com

ایمان رکھے، اور حشر ونشر، اچھی بری تقدیر یعنی تقدیر کے نفع ونقصان پر ایمان رکھے۔ کہ یہ اللہ تعالیٰ کی قضاء اور حکم سے ہے اور اس میں بغیر اللہ تعالیٰ کی تبدیلی کے تغیر نہیں ہوسکتا۔ تو اس آدمی نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ کہا ہم (صحابہ) کو اس کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے پر بہت تعجب ہوا، اور ایسا لگا کہ یہ جانتا ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے امتحان لے رہا ہے، اس نے پھر عرض کی مجھے اسلام کے بارے میں خبر دیں یعنی اس کے ارکان وفرائض کے بارے میں بتائیں کہ وہ کیا ہے جس پر تمام احکام کا مدار ہے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز کو قائم کرنا یعنی تمام شرائط وارکان کے ساتھ پڑھنا، (زکوٰۃ دینا) یعنی جو مال دینا ضروری ہے، مستحق کو اس کا مالک بنانا، (حج کرنا) یعنی بیت اللہ اور معظم جگہوں کی زیارت کا ارادہ کرنا، (رمضان کے روزے رکھنا) یعنی روزے رکھ کر اس ماہ کی تعظیم وتوقیر کرنا، (غسل جنابت کرنا) یعنی اپنے بدن کے تمام اعضاء کا دھونا۔

بعض مشہور روایات میں اس پانچویں بات (غسل جنابت) کی جگہ "شهادة ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله" کا ذکر ہے اور یہ اسلام کا پہلا رکن ہے۔ اور حدیث "بنی الاسلام علی خمس" اسی کی موافقت کرتی ہے۔ پھر اس آدمی نے کہا آپ نے سچ کہا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ پہلا سوال وجواب تحقیق ایمان اور باطنی جہت سے اس کی تصدیق کے متعلق ہے، اور دوسرا سوال وجواب ظاہری بجا آوری کے متعلق ہے یہ لغوی فرق ہے شرعی اعتبار سے ایمان اور اسلام کا مفہوم ایک ہی ہے پس ہر مؤمن مسلم ہے اور ہر مسلم مؤمن ہے۔ ہاں اس بات پر حدیث دلالت کرتی ہے کہ ایمان صرف تصدیق کا نام ہے، اور اقرار کے لیے اسلام کے احکام کا بجالانا شرط ہے، اور باقی اعمال کمال کے لیے ہیں واللہ اعلم الاحوال۔

(پھر اس آدمی نے عرض کی مجھے احسان کے بارے میں خبر دیں) یعنی ایسی بات کے متعلق بتائیے جس کے ساتھ ایمان اور اسلام حسین وجمیل ہوتا ہے۔ (تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تو اللہ کے لیے عمل کرے) مشہور روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے عبادت کرے، (اس طرح کہ تو اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے) یعنی اللہ تعالیٰ تیرے پاس ہے اور تو اس کی طرف دیکھ رہا ہے، (اور اگر تجھے یہ حالت نصیب نہ ہو تو کم از کم یہ خیال کر کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے) یعنی جان لے کہ وہ تجھے تمام احوال میں دیکھ رہا ہے تو تجھ پر لازم ہے کہ اپنے اعمال کو خوبصورت بنائے۔ اس نے عرض کی (اگر میں نے ایسا کیا تو کیا میں محسن ہوں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں تو اس نے پھر کہا کہ آپ نے سچ کہا، اور پھر عرض کی کہ مجھے قیامت کے بارے میں بتائیے کہ وہ کب آئے گی اور اس کا وقت کیا ہے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس سے سوال کرتے ہو وہ اس بارے میں سائل سے زیادہ نہیں جانتا) یعنی جس طرح سائل اس کا جواب دینے سے عاجز ہے اسی طرح ہر وہ آدمی جس سے قیامت کے بارے میں سوال کیا جائے اس کے جواب سے عاجز ہے، بیشک اللہ تعالیٰ نے اس کے علم کو پردہ میں رکھا پس اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا، (یہ شروع اسلام کی بات ہے بعد میں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں اضافہ ہوتا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام چیزوں کی خبر دی گئی)۔ (لیکن اس کی کچھ شرائط ہیں) یعنی اس کی کچھ علامات ہیں جو اس کے قرب پر دلالت کرتی ہیں۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان آیات کی تلاوت فرمائی

"اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ

Marfat.com

غَدًا وَّمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ"

(تو اس نے کہا کہ آپ نے سچ کہا اور پھر جانے لگا) یعنی پھر اُٹھ کر جانے لگا اور ہم اس کو دیکھ رہے تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس آدمی کو بلاؤ (تو ہم اس کے پیچھے بھاگے ہم کو کچھ پتا نہ چلا کہ وہ کہاں گیا اور نہ ہم نے کچھ دیکھا، تو ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ وہ ہمیں نہیں ملا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جبرئیل تھے تمہارے پاس تم کو تمہارے دین کی باتیں سکھلانے آئے تھے) یعنی سوال و جواب کے طریقہ سے تم کو دین سکھلانے آئے تھے۔

(شرح الملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ، علی مسند الامام الاعظم،، ذکر اسنادہ عن علقمۃ، قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی، ص، 327، 328)

حدیث نمبر ۷ کے متعلق مولانا عبد المصطفیٰ الاعظمی فرماتے ہیں:

''حدیث مذکورہ بالا کی شان:

{۱} اس حدیث کو امام بخاری علیہ الرحمۃ نے کتاب التفسیر اور کتاب الزکوٰۃ میں بھی ذکر کیا ہے اور امام مسلم اور امام نسائی نے کتاب الایمان میں، امام ابن ماجہ نے سنن و فتن میں، امام ابوداؤد نے ''سنن'' میں متعدد سندوں اور مختلف لفظوں کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ اسی طرح امام ترمذی و امام احمد وغیرہ محدثین نے بھی اپنی اپنی کتابوں میں اس حدیث کو درج فرمایا ہے۔

امام بغوی نے اپنی دونوں کتابوں ''مصابیح'' اور ''شرح السُّنّۃ'' کا آغاز اسی مضمون کی حدیث سے کیا ہے اور حضرت علامہ قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث تمام وظائف اور ظاہری و باطنی عبادتوں کی جامع ہے۔ (فیوض الباری، ج ۱، ص ۱۸۷)

(فیوض الباری، پارہ اوّل، کتاب الایمان، باب سوال جبریل النبی۔۔۔ الخ، ج ۱، ص ۲۵۸ ملخصا)

{۲} حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے اس حدیث کے بارے میں فرمایا کہ اس حدیث کو علماء محدثین ''حدیث جبریل'' یا ''حدیثِ اُمُّ الاحادیث'' یا ''اُمُّ الجوامع'' کہتے ہیں۔ اس کا نام ''حدیثِ جبریل'' اس لئے ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے ایک آدمی کی شکل میں آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال و جواب کیا اور اس کا لقب ''اُمّ الاحادیث'' اس طرح ہو گیا کہ جس طرح قرآن کی سورۂ فاتحہ کا نام ''ام القرآن'' رکھ دیا گیا۔ ''امّ'' اصل اور جڑ کو کہتے ہیں، جس طرح سورۂ فاتحہ اجمالی طور پر تمام قرآنی مضامین کی جامع اور جڑ ہونے کی وجہ سے ''اُمُّ القرآن'' یعنی قرآن کی اصل اور جڑ کہلاتی ہے اسی طرح یہ حدیث چونکہ تمام احادیثِ نبویہ کے مضامین کو اجمالی طور پر اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے اس لئے یہ ''امّ الاحادیث'' یا ''امّ الجوامع'' کہلاتی ہے۔ یعنی یہ تمام حدیثوں کی اصل اور جڑ ہے۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب الایمان، الفصل الاوّل، ج ۱، ص ۴۱ ملخصا)

توضیح الفاظ:

اس حدیث میں مندرجہ ذیل دو الفاظ کی توضیح و تشریح بہت اہم اور ضروری ہے جو حسبِ ذیل ہے:

عبادت: پرستش کرنا، پوجنا یعنی انسان کسی کو اپنا خدا مان کر اس کی انتہائی تعظیم کرے اور اس کے سامنے اپنے کو انتہائی ذلت اور پستی میں سمجھے اور اس کے حضور اس قدر ذلیل اور پست بن جائے کہ جس کے بعد ذلت اور پستی کا کوئی درجہ ہی نہ ہو۔

واضح رہے کہ عبادت کے مفہوم میں یہ بات داخل ہے کہ جس کی عبادت کی جائے اس کے معبود (خدا) ہونے کا اعتقاد بھی ہو۔

Marfat.com

عبادت کرنے والے کو ''عابد'' اور جس کی عبادت کی جائے اس کو ''معبود'' کہتے ہیں۔

تعظیم وعبادت میں فرق: تعظیم وعبادت میں یہی فرق ہے کہ ''عبادت'' میں تعظیم کے ساتھ اس ذات کی اُلوہیّت اور واجبُ الوجود اور مستحقِ عبادت ہونے کا اعتقاد بھی ہو اور تعظیم میں یہ اعتقاد نہیں ہوتا۔ لہٰذا خوب اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ ہر عبادت تعظیم ہے مگر ہر تعظیم عبادت نہیں ہے اور غیر اللہ کی عبادت تو شرک ہے مگر غیر اللہ کی تعظیم ہرگز ہرگز شرک نہیں بلکہ بعض غیر اللہ کی تعظیم تو فرضِ عین ہے۔ جیسے کعبہ معظمہ اور حضرات انبیاء علیہم السلام وغیرہ یہ سب غیر اللہ ہیں بلاشبہ ان کی عبادت کرنا تو کھلا ہوا شرک ہے مگر ان کی تعظیم لازم الایمان اور فرضِ عین ہے۔

جو لوگ عبادت اور تعظیم کے اس فرق سے ناواقف ہیں وہ کسی غیر اللہ کی تعظیم کرتے ہوئے دیکھ کر جھٹ ''شرک'' کا فتویٰ لگا دیتے ہیں۔ ہمیشہ یاد رکھئے کہ غیر اللہ کی تعظیم شرک اور عبادت اسی وقت قرار دی جائے گی جب کسی کو خدا سمجھ کر اس کی تعظیم کی جائے۔ اس کے علاوہ غیر اللہ کی تعظیم کی جتنی بھی صورتیں ہیں وہ کوئی بھی ہرگز ہرگز ''شرک'' نہیں کہی جاسکتی ہیں۔

شرک: شرک کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کو خدا ماننا یا عبادت کے لائق سمجھنا یا خدا کی صفاتِ خاصّہ میں کسی کو شریک ٹھہرانا۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرُّہ نے اشعۃ اللمعات، ج۱، ص۷۱ پر تحریر فرمایا کہ شرک تین طرح کا ہوتا ہے:

ایک یہ کہ اللہ عزوجل کی طرح کسی کو واجب الوجود مانے،

دوسرے یہ کہ اللہ عزوجل کے سوا کسی کو خالق مانے،

تیسرے یہ کہ اللہ عزوجل کے سوا کسی دوسرے کی عبادت کرے۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب الایمان، باب الکبائر وعلامات النفاق، الفصل الاول، ج۱، ص۷۸)

(تعظیم وعبادت اور شرک کی مزید تفصیل ہماری کتاب ''عرفانی تقریریں'' میں پڑھ لیجئے)

شرحِ حدیث:

یہ مختصر حدیث ہے، یہی حدیث دوسری سندوں کے ساتھ مُفَصَّل بھی آئی ہے جن میں آسمانی کتابوں، تقدیر، نیز حج کا بھی ذکر آیا ہے۔ بہر حال اس حدیث میں جن چیزوں کا ذکر آیا ہے ہم ان پر قدرے تفصیل کے ساتھ کچھ روشنی ڈالتے ہیں۔

حدیث کا مطلب بالکل واضح اور ظاہر ہے کہ ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں سے ملاقات کی غرض سے بجائے مکان کے میدان کی کھلی فضا میں تشریف فرما تھے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دربار عام تھا اور صحابہ بارگاہِ رسالت میں حاضر تھے کہ اتنے میں حضرت جبریل علیہ السلام ایک آدمی کی شکل وصورت میں رونق افروز ہو گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سوال کیا کہ ایمان کیا چیز ہے؟ تو حضور نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تم اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی ملاقات اور اس کے رسولوں کو صدق دل سے مان لو اور مرنے کے بعد اٹھنے اور قیامت قائم ہونے پر بھی سچے دل سے یقین رکھو۔

اس کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام نے دوسرا سوال کیا کہ اسلام کیا ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ تم اللہ

Marfat.com

کی عبادت کرو اور شرک نہ کرو اور نماز قائم کرو اور زکوۃ دیتے رہو اور رمضان کا روزہ رکھو۔

پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے تیسرا سوال کیا کہ احسان کیا ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ جواب دیا کہ عبادت میں احسان یعنی اچھائی یہ ہے کہ تم خداعزوجل کی عبادت اس طرح توجہ اور اخلاص کے ساتھ کرو کہ گویا تم خداعزوجل کو دیکھ رہے ہو اور اگر اتنی توجہ اور حضور قلب تم کو حاصل نہ ہو سکے تو کم سے کم یہی دھیان رکھو کہ خداعزوجل تم کو دیکھ رہا ہے۔

پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے چوتھا سوال کیا کہ قیامت کب آئے گی؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں یہ فرمایا کہ اس بات کو میں تم سے زیادہ نہیں جانتا بلکہ اس کے بارے میں جتنا تم کو علم ہے اتنا ہی مجھ کو بھی علم ہے۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبریل کے سامنے قیامت کی نشانیوں میں سے دو نشانیوں کا ذکر فرمایا۔ اوّل یہ کہ لونڈی اپنے مولیٰ کو جنے گی، دوم یہ کہ کالے کلوٹے اونٹوں کے چرواہے اونچی اونچی بلڈنگوں اور محلوں میں فخر و تکبر کریں گے پھر آپ نے فرمایا کہ قیامت کا علم ان پانچ علموں میں سے ہے جن کو خدا کے سوا کوئی شخص اپنی عقل و درایت یا فہم و فراست سے نہیں جان سکتا۔ (ہاں اگر خدا کسی کو بتا دے تو وہ خدا کے بتانے سے ضرور جان لے گا)

پھر بطور ثبوت کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۂ لقمان کی آخری آیت تلاوت فرمائی کہ

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ ۚ وَ یَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ ؕ وَ مَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَ مَا تَدْرِیْ نَفْسٌۢ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ﴿۳۴﴾ (پ۲۱، لقمٰن: ۳۴)

یعنی اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے اور وہی بارش اتارتا ہے اور وہی بچہ دانیوں میں جو کچھ ہے اس کو جانتا ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مرے گا بیشک اللہ تعالیٰ جاننے والا اور خبر دینے والا ہے۔

اس کے بعد حضرت جبریل مجلس سے اٹھ کر چلے گئے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ اس آدمی کو واپس بلا کر لاؤ، مگر جب صحابہ اس کی تلاش میں نکلے تو انہیں دور دور تک کوئی آدمی نظر نہیں آیا۔ اس کے بعد حضور علیہ السلام نے صحابہ سے فرمایا کہ یہ آدمی حضرت جبریل علیہ السلام تھے اس لئے آئے تھے کہ تم کو تمہارے دین کی باتیں تعلیم فرمائیں۔

حدیثِ مذکور میں خاص طور پر چار چیزوں کا ذکر ہے: ایمان، اسلام، احسان، قیامت۔ اب ان چاروں کے بارے میں ہم کچھ تفصیل کے ساتھ عرض کرتے ہیں:

ایمان: ایمان کے معنی تصدیق کرنا یعنی سچے دل سے مان لینا ہے۔ اس حدیث میں پانچ چیزوں پر ایمان لانے کا ذکر ہے:

{۱} اللہ پر {۲} فرشتوں پر {۳} اللہ کی ملاقات پر {۴} رسولوں پر {۵} موت کے بعد اٹھنے پر۔

اب ذرا ان پانچوں کی تفصیل ملاحظہ فرمائیے۔

اللہ پر ایمان:

اللہ پر ایمان لانے کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کو موجود، واجب الوجود، واحد حقیقی، وحدہٗ لاشریک لہٗ، خالق کائنات مانتے ہوئے اس کی تمام صفات مثلاً حیات، علم، قدرت، ارادہ، کلام، سمع، بصر، تکوین کو صدق دل سے مان کر اس پر یقین کامل رکھا جائے اور اس کو ہر

Marfat.com

عیب و نقص سے پاک مانتے ہوئے اس کو ہر صفت کمال کے ساتھ مانا جائے۔

فرشتوں پر ایمان:

فرشتوں پر ایمان لانے سے یہ مراد ہے کہ صدق دل سے یہ مان لیا جائے کہ فرشتے اللہ کی ایک نوری مخلوق اور اس کے محترم بندے ہیں جن میں گناہوں کا مادہ ہی نہیں۔ وہ ہر چھوٹے بڑے گناہوں سے معصوم اور پاک ہیں، نہ وہ عورت ہیں نہ مرد، نہ وہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں، بس خدا کی بندگی ان کی زندگی ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی یہ صفت بیان فرمائی ہے کہ

لَا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ (پ ۲۸، التحریم:۶)

یعنی وہ کبھی بھی اور کسی کام میں بھی اور کسی حال میں اللہ کی کوئی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ خداوند تعالیٰ جو کچھ انہیں حکم دیتا ہے وہی کرتے ہیں۔

کوئی وحی لاتا ہے، کوئی پانی برساتا ہے، کوئی انسانوں کے اعمال کی نگہبانی اور ان کی حفاظت کرتا ہے، کوئی مومنین کے لئے رحمت و مغفرت کی دعائیں کرتا ہے۔ غرض جس کو خدا نے جس کام میں لگا دیا وہی کرتا ہے اور سب خدا کی عبادت و اطاعت میں مصروف عمل ہیں۔ واضح رہے کہ فرشتوں کے وجود کا انکار کرنا یا ان پر کوئی عیب لگانا یا ان کی توہین کرنا کفر ہے۔

لقاءِ الٰہی پر ایمان:

خدا کی ملاقات پر ایمان کا یہ مطلب ہے کہ مرنے کے بعد حشر و نشر اور قیامت میں اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری اور اپنے اعمال کی پیشی اور جواب دہی اور جنت و دوزخ وغیرہ پر دل سے اعتقاد رکھنا۔

رسولوں پر ایمان:

رسولوں پر اس طرح ایمان لانا ضروری ہے کہ جتنے انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام دنیا میں تشریف لائے وہ سب اللہ کے مقدس بندے اور اس کے برگزیدہ پیغمبر ہیں وہ سب سچے اور وہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے وہ سب حق ہے اور ان سب نبیوں اور رسولوں نے اپنے فرائض نبوت کو کما حقہ ادا فرمایا۔

نوٹ: واضح رہے کہ کسی نبی یا رسول کا انکار کرنا یا کسی نبی و رسول کی ادنیٰ سی توہین و تنقیص یا ان کی شان میں گستاخی و بے ادبی یا ان کی کتابوں کا انکار یا ان کی شریعتوں کے کسی ایک حکم کا انکار یا ان کی کسی ایک سنت کی تحقیر کرنا کفر ہے۔ اسی طرح غیر نبی کو نبی ماننا بھی کفر ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر نبی و رسول کی تعظیم و تکریم فرض عین اور واجبُ الایمان ہے بلکہ تمام فرائض کی اصل اور جان ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں خاتم النبیین ہونے کا عقیدہ بھی ضروریات ایمان میں سے ہے۔ جو حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا وجود مانے یا کسی نبی کا آنا جائز و ممکن ٹھہرائے وہ کافر ہے۔

اسلام کے معنی:

اسلام کے معنی لغت میں ''فرماں بردار ہو جانا'' ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین برحق کو اسلام اسی لئے کہا جاتا ہے کہ جو

اس دین کو قبول کرتا ہے وہ اپنے کو بالکل اللہ تعالیٰ کا فرماں بردار بنالیتا ہے چنانچہ اس حدیث میں جن اعمالِ اسلام کا ذکر ہے، یعنی عبادت، نماز، زکوٰۃ، روزہ اور مُفصَّل حدیث میں کلمہ شہادت اور نماز و روزہ اور حج و زکوٰۃ، یہ سب اعمال خدا کی فرماں برداری کے خاص الخاص نشان ہیں۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو "ارکانِ اسلام" قرار دیا اور فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے {۱} کلمۂ شہادت {۲} نماز {۳} روزہ {۴} زکوٰۃ {۵} حج۔ ان پانچ چیزوں کو ہر مسلمان اچھی طرح جانتا ہے، تھوڑی تفصیل ہم بھی یہاں تحریر کر دیتے ہیں۔

کلمۂ شہادت:

کلمہ شہادت کا مفہوم اور مطلب یہ ہے کہ صدقِ دل سے اللہ کے ایک ہونے اور معبود ہونے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کی گواہی دینا اور دل سے مانتے ہوئے زبان سے

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کہنا۔

اس میں تمام ضروری عقائدِ اسلام داخل ہیں کیونکہ جس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دل سے اللہ کا رسول مان کر ان کی رسالت کی گواہی دے دی ہر اس چیز کی تصدیق کر دی جس کو حضور علیہ السلام خدا کی طرف سے لائے۔

نماز:

ظہور نبوت کے بارہویں سال شب معراج میں نماز فرض ہوئی۔ نابالغ، مجنون، حیض و نفاس والی عورت کے سوا ہر مسلمان پر نماز فرض عین ہے اور کسی حالت میں بھی معاف نہیں، کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھے، بیٹھنے کی بھی قدرت نہ ہو تو لیٹ کر سر کے اشارہ سے پڑھے، اس پر بھی قادر نہ ہو تو نماز مؤخر کی جائے گی معاف اس حالت میں بھی نہیں ہوگی۔ (یہ اس صورت میں ہے جب وہ مرض سے فاقہ پالے بصورت دیگر استطاعت نہ رکھنے کی وجہ سے نماز چھوڑنے کا گناہ نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر جان پر اس کی طاقت کے مطابق احکام لاگو فرماتا ہے، علوی غفرلہ)

نماز کی فرضیت کا انکار کرنے والا کافر ہے اور جو قصداً ترک کرے اگرچہ ایک ہی وقت کی ہو وہ فاسق ہے۔ حضرت امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا فتویٰ ہے کہ نماز چھوڑنے والے کو بادشاہ اسلام قید کر دے یہاں تک کہ وہ توبہ کرے اور نماز پڑھنے لگے اور حضرت امام مالک اور امام شافعی رضی اللہ عنہما کا فتویٰ ہے کہ تارکِ نماز کو بادشاہِ اسلام قتل کرا دے۔

زکوٰۃ و روزہ:

۲ھ میں مدینہ منورہ کے اندر ان دونوں کی فرضیت کا حکم نازل ہوا۔ نماز کی طرح زکوٰۃ و روزہ کا انکار کرنے والا بھی کافر ہے اور ان دونوں کو ترک کرنے والا فاسق اور قتل کا مستحق ہے اور زکوٰۃ ادا کرنے میں دیر لگانے والا گنہگار اور مردود الشہادۃ ہے۔

حج:

۹ھ میں حج فرض ہوا۔ صاحبِ استطاعت پر عمر بھر میں ایک مرتبہ حج کرنا فرض ہے نماز اور روزہ و زکوٰۃ کی طرح حج کی فرضیت بھی

Marfat.com

قطعی ویقینی ہے لہٰذا جو حج کی فرضیت کا انکار کرے وہ کافر ہے اور باوجود طاقت کے اس کا تارک فاسق ہے اور بِلاعذر حج میں تاخیر کرنے والا گناہگار اور مَردودُالشّہادۃ ہے۔

احسان کی حقیقت:

لغت میں احسان کے معنی ''اچھائی'' ہیں، چنانچہ اچھا کام احسان کہلاتا ہے اور کسی کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کو بھی احسان کہا جاتا ہے اور قرآن وحدیث میں لفظ احسان اس معنی میں بکثرت استعمال بھی ہوا ہے مگر اس حدیث میں جو ''احسان'' آیا ہے یہ احسان در حقیقت ایمان واسلام کی طرح دین کا ایک اصطلاحی لفظ ہے جس کے معنی کو خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زبان نبوت سے ارشاد فرمایا کہ ''خدا کی عبادت اس طرح کی جائے کہ گویا عبادت کرنے والا خدا کو دیکھ رہا ہے۔''

اس معنی میں احسان کا تعلق صرف نماز وروزہ اور زکوۃ وحج ہی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ مومن کے ہر عمل میں اس کی روح کارفرما ہونی چاہئے یعنی ہر عمل کے وقت بندہ اس طرح حضورِ قلب اور اخلاصِ دل کے ساتھ عمل میں مشغول ہو کہ گویا وہ خدا کو دیکھ رہا ہے اس تصور سے عمل کرنے والے بندے کے دل میں خوف وخشیت ربانی اور امید ورجاء رحمانی کا ایسا نور پیدا ہو جائے گا کہ اس کا عمل انوار مقبولیت کی روشنی سے پُرنور اور بندہ سراپا نور بلکہ نورٌعلیٰ نور ہو جائے گا اور رحمتِ پروردگار وفضلِ پروردگار کا دونوں جہان میں مستحق وحق دار بن جائے گا۔

قیامت کی نشانیاں:

قیامت کی بہت سی نشانیاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان فرما چکے ہیں جو سینکڑوں کی تعداد میں ہیں اور حدیثوں میں ان کا مُفصّل ذکر ہے، جن میں سے بہت سی نشانیاں ظاہر بھی ہو چکی ہیں اور جو باقی ہیں وہ بھی یقیناً ظاہر ہو کر رہیں گی۔ مثلاً {۱} دجال کا فتنہ {۲} امام مہدی کا ظہور {۳} حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا {۴} یاجوج ماجوج کا نکلنا {۵} دابۃُ الارض کا خُروج {۶} حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے کچھ دنوں کے بعد جب قیامت کے آنے میں صرف چالیس برس رہ جائیں گے تو ایک خوشبودار ٹھنڈی ہوا چلے گی اور وہ لوگوں کی بغلوں کے نیچے سے گزرے گی، اس ہوا کے لگتے ہی تمام ایمان والوں کی وفات ہو جائے گی اور روئے زمین پر صرف کفار ہی کفار رہ جائیں گے اور انہی اَشرار پر قیامت قائم ہوگی وغیرہ وغیرہ یہ سب قیامت کی وہ نشانیاں ہیں جو ابھی تک ظاہر نہیں ہوئی ہیں مگر ان سب کا ظہور اتنا ہی یقینی ہے جتنا کہ رات کے بعد دن کا آنا یقینی ہے۔ کیونکہ حضور مُخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سب علامات قیامت کے ظاہر ہونے کی خبر دی ہے کیوں؟ اس لئے کہ۔

ہزار فلسفیوں کی چناں چنیں بدلی   نبی کی بات بدلنی نہ تھی نہیں بدلی

اس حدیث میں قیامت کی صرف دو نشانیوں کا ذکر ہے:

اول: لونڈی اپنے آقا کو جنے گی۔

دوم: اونٹوں کے سیاہ فام چرواہے اونچے اونچے محلوں میں فخر کریں گے۔

Marfat.com

قیامت کی یہ دونشانیاں اُن نشانیوں میں سے ہیں جو اس زمانے میں ظاہر ہو چکی ہیں اور جن کو ہر شخص آج اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے۔ پہلی نشانی کہ ''لونڈی اپنے آقا کو جنے گی'' شارحین حدیث نے اس کے بہت معانی بیان فرمائے ہیں مگر فقیر راقم الحروف کے نزدیک اس حدیث کا سب سے زیادہ راجح اور واضح مطلب یہی ہے کہ اولاد نافرمان پیدا ہونے لگے گی یعنی لڑکے اپنی ماؤں کے ساتھ ایسا سلوک کریں گے جیسا سلوک مولیٰ اپنی لونڈی کے ساتھ کیا کرتا ہے تو گویا ماں نے اپنے لڑکے کو نہیں جنا بلکہ اس کے پیٹ سے اس کا مولیٰ پیدا ہوا چنانچہ آج کل کی اولاد ماں باپ کے ساتھ جو سلوک کرتی ہے وہ بالکل ظاہر ہے۔

دوسری نشانی کہ ''سیاہ فام اونٹوں کے چرواہے محلوں میں فخر کریں گے'' اس کا مطلب یہ ہے کہ حقیر و ذلیل پست اقوام کے لوگ جن کو کبھی پھونس کی چھپر بھی میسر نہیں تھی وہ اونچی اونچی کوٹھیوں اور شاندار بنگلوں میں فخر کریں گے۔

یہ منظر آپ عرب میں بھی دیکھیں گے کہ کالے کالے تکرونی عرب بدوی جو اونٹوں کے چرواہے تھے آج اپنی اپنی کوٹھیوں میں کس ٹھاٹھ باٹھ کے ساتھ متکبرانہ زندگی بسر کرتے ہیں اور اپنے ملک میں بھی چرواہے بلکہ ان سے بھی کہیں بدتر لوگ آج اپنے اپنے بنگلوں میں فرعون بنے بیٹھے ہیں اور صورت ایسی ہے جیسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ ابھی ابھی کوئلوں کی بوری، ڈامر کے پیپے میں سے نکلے ہیں۔

حکومت کی کرسیوں پر براجمان ہونے والے ان نااہلوں کو دیکھ کر مجھے اکثر یہ حدیث یاد آجاتی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک صحابی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم قیامت کب آئے گی؟ تو حضور نے فرمایا کہ جب امانت ضائع کی جانے لگے تو تم قیامت کا انتظار کرو، صحابی نے دریافت کیا کہ امانت سے کیا مراد ہے؟ اور اس کی بربادی کیسے ہوگی؟ تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ

"اِذَا وُسِّدَ الْاَمْرُ اِلٰی غَیْرِ اَھْلِہٖ"

یعنی جب حکومت اور عہدے نااہلوں کے سپرد ہونے لگیں تو تم قیامت کا انتظار کرو۔

(صحیح البخاری، کتاب العلم، باب من سئل علماً۔۔۔ الخ، الحدیث ۵۹، ج ۱، ص ۳۶ ملخصاً)

قیامت کا علم:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا انکار کرنے والے اس حدیث سے بڑے طنطنے کے ساتھ دلیل لاتے ہیں کہ دیکھو حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کا وقت دریافت کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جواب دیا کہ ''میں سائل سے زیادہ نہیں جانتا'' پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ لقمان کی آیت تلاوت فرما کر صاف طور سے بتا دیا کہ پانچ چیزوں کا علم خدا کی ذات کے سوا کسی کو بھی نہیں ہے۔

خدا گواہ ہے کہ مجھے ان فاضلوں کے اس استدلال کو سن کر انتہائی تعجب ہوتا ہے۔ اللہ اکبر! کتنا بڑا ستم ہے کہ جس حدیث سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قیامت کا علم ثابت ہوتا ہے اسی حدیث کو یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم قیامت کی نفی پر بطور دلیل کے پیش کرتے ہیں۔

سیدھی سی بات ہے کہ اگر واقعی حضور علیہ السلام کو یہی بتانا تھا کہ مجھے قیامت کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے تو اس مفہوم و معنی کو ادا کرنے کے لئے بہت سے الفاظ ہو سکتے تھے۔ مثلاً: ''لَا اَعْلَمُھَا'' میں اس کو نہیں جانتا یا ''لَسْتُ بِعَالِمِھَا'' میں اس کا جاننے والا نہیں ہوں یا ''مَا لِیْ بِذَالِکَ مِنْ عِلْمٍ'' مجھے اس چیز کا کوئی علم نہیں۔ یا ''لَیْسَ عِلْمُھَا عِنْدِیْ'' میرے پاس اس کا علم نہیں ہے یا ان کے ہم معنی کوئی دوسرا جملہ حضور ارشاد فرما دیتے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان جملوں میں سے کوئی یا اس قسم کا کوئی جملہ ارشاد نہیں فرمایا بلکہ

Marfat.com

سائل کے جواب میں یہ فرمایا کہ

"مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ"

یعنی جس سے قیامت کے بارے میں سوال کیا جارہا ہے وہ سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔

اس عبارت کا کھلا ہوا اور صاف صاف مطلب یہی ہوا کہ اے جبریل! میں قیامت کے بارے میں تم سے زیادہ نہیں جانتا۔

عالم تو خیر عالم ہے کسی عربی خواں طالب علم سے بھی اگر آپ اس جملہ کا ترجمہ کرائیں گے تو یقیناً وہ بھی یہی ترجمہ کرے گا جو میں نے لکھا۔ اب آپ ٹھنڈے دل سے غور کیجئے اور ایمان سے کہیے کہ حضور کے ارشاد: "میں جبریل سے زیادہ قیامت کو نہیں جانتا" اس کا کیا مطلب ہوا! یہ مطلب ہوا کہ "قیامت کے بارے میں مجھ کو اور جبریل دونوں کو علم ہے اور میرا علم اس معاملہ میں جبریل سے زیادہ نہیں" یا یہ مطلب ہوا کہ "میں اور جبریل قیامت کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے۔"

اب آپ انصاف کیجئے کہ اس حدیث سے کیا ثابت ہوتا ہے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور جبریل علیہ السلام دونوں کو قیامت کے بارے میں علم ہے یا یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام اور جبریل علیہ السلام دونوں کو قیامت کا علم نہیں ہے۔

واللہ! اگر آپ میں ذرا بھی انصاف کا مادہ ہوگا تو آپ یہی کہیں گے کہ واقعی اس حدیث کا مفہوم یہی ہے کہ "حضور اور جبریل دونوں کو قیامت کا علم ہے۔"

افسوس! ان لوگوں کو اتنا بھی علم نہیں کہ حضور کے قول "مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ" میں "اَعْلَمُ" اسم تفضیل کا صیغہ ہے اور اسم تفضیل کی نفی سے بالکل ہی فعل کی نفی لازم نہیں ہے، اگر آپ یہ کہیں کہ زید عَمرو سے زیادہ حسین نہیں ہے۔ تو اس سے کب یہ لازم آتا ہے کہ زید میں بالکل ہی حُسن نہیں ہے ظاہر ہے کہ "بالکل ہی حسن والا نہ ہونا" یہ اور بات ہے اور "زیادہ حسن والا نہ ہونا" یہ اور بات ہے۔

بہر کیف اس حدیث سے ہرگز ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضور علیہ السلام کو قیامت کا بالکل ہی علم نہیں تھا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس حدیث سے حضور اور حضرت جبریل دونوں کے لئے قیامت کا علم ہونا ثابت ہوتا ہے۔

چنانچہ علامہ شیخ احمد صاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سورۂ احزاب کی آیت

يَسْـَٔلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ (پ ۲۲، الاحزاب: ۶۳)

(ترجمۂ کنزالایمان: لوگ تم سے قیامت کو پوچھتے ہیں تم فرماؤ اس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے۔) کی تفسیر میں تحریر فرمایا:

فَلَمْ يَخْرُجْ نَبِيُّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الدُّنْيَا حَتّٰى اَطْلَعَهُ اللّٰهُ عَلٰى جَمِيْعِ الْمُغَيَّبَاتِ وَمِنْ جُمْلَتِهَا السَّاعَةُ لٰكِنْ اَمَرَ بِكَتْمِ ذٰلِكَ۔

(صاوی، ج ۳، ص ۲۸۹)، (حاشیۃ الصاوی علی تفسیر الجلالین، سورۃ الاحزاب، تحت الآیۃ: ۶۳، ج ۵، ص ۱۶۵۸)

یعنی حضور علیہ السلام دنیا سے اس وقت تک تشریف نہیں لے گئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپکو تمام غیوب کے علوم پر مُطّلع فرما دیا اور انہیں میں سے "قیامت" کا علم بھی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دے دیا تھا کہ "قیامت کب آئے گی" اس علم کو آپ امت سے

Marfat.com

چھپائیں۔اب رہ گیا یہ سوال کہ حضور نے سورۂ لقمان کی آیت تلاوت فرما کر یہ فرمادیا کہ ان پانچوں باتوں کا بجز خدا کے کسی کو علم نہیں اس کا کیا جواب ہے؟

تو اس کے جواب میں ہم یہی عرض کریں گے کہ اس سے بھی یہ لازم نہیں آتا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پانچوں چیزوں کا علم نہیں تھا کیونکہ اس آیت کا مطلب تو یہ ہے کہ ان پانچوں چیزوں کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کوئی انسان یا جن یا فرشتہ اگر اپنی عقل وفہم سے ان پانچوں چیزوں کو جاننا چاہے تو ہرگز ہرگز نہیں جان سکتا لیکن اگر خداوندِ عالم کسی کو بتادے تو یقیناً وہ جان لے گا۔اس آیت میں یہ کہاں ہے کہ خدا ہی جانتا ہے اور خدا کسی کو ان پانچوں چیزوں کا علم عطا نہیں کرے گا بلکہ اس آیت کے آخر میں

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ○ (پ۲۱، لقمان: ۳۴)

کا جملہ تو صاف صاف بتارہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ان پانچوں چیزوں کو جانتا ہے اور وہ جس کو چاہتا ہے ان پانچوں چیزوں کی خبر بھی دے دیتا ہے کیونکہ وہ صرف علیم (علم والا) ہی نہیں ہے بلکہ خبیر (خبر دینے والا) بھی ہے۔

یہ صرف میری ناقص عقل کا ''تیر تکہ'' نہیں ہے بلکہ بڑے بڑے علم تفسیر وحدیث کے ماہرین فن کی بھی یہی تحقیق ہے۔چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مشکوٰۃ شریف کی شرح اشعۃ اللمعات، ج۱،ص ۴۴ میں اس حدیث کی شرح فرماتے ہوئے یہ تحریر فرمایا ہے کہ مراد یہ ہے کہ ان غیب کی چیزوں کو بغیر اللہ کے بتائے ہوئے عقل کے اندازے سے کوئی نہیں جان سکتا مگر وہ جس کو اللہ تعالیٰ بذریعہ وحی یا الہام بتادے وہ جانتا ہے۔(اشعۃ اللمعات، کتاب الایمان، الفصل الاوّل، ج۱،ص ۴۸)

اسی طرح حضرت علامہ شیخ ملاجیون (استاد عالمگیر بادشاہ) نے اسی آیت کی تفسیر میں تحریر فرمایا کہ اگرچہ ان پانچوں باتوں کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا مگر یہ ہوسکتا ہے کہ اللہ عزوجل اپنے محبوبوں اور ولیوں میں سے جس کو چاہے بتادے کیونکہ لفظ ''خبیر'' ''مُخبِر'' (خبر دینے والے) کے معنی میں ہے۔(تفسیرات احمدیہ) (التفسیرات الاحمدیۃ، سورۃ لقمان تحت الآیۃ: ۳۴ ص ۶۰۸،۶۰۹)

خلاصۂ کلام: الغرض اس حدیث سے ہرگز ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کا علم نہیں تھا بلکہ حضور علیہ السلام کے کلام کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ اے جبریل! میں تم سے زیادہ نہیں جانتا یعنی مجھ کو بھی قیامت کی خبر ہے اور تم کو بھی لیکن مجمع عام میں اس راز کو ظاہر کرنا مناسب نہیں ہے۔کیونکہ علم قیامت میرے ان علوم میں سے ہے جن کا عوام سے چھپانا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر فرض فرمایا ہے۔

بہر کیف حضرت جبریل کے سوال اور حضور علیہ السلام کے جواب سے حاضرین کو صرف اتنا بتانا مقصود تھا کہ قیامت کا علم ذاتی صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اور ایک مومن کے لئے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ وہ قیامت پر ایمان رکھے لیکن قیامت کے آنے کا وقت معلوم کرنا مومن کے لئے نہ تو ضروری ہے اور نہ ہی کسی مومن کو اس کی کوشش کرنی چاہئے کیونکہ اس کا علم بغیر خدا کے بتائے کسی کو حاصل ہو ہی نہیں سکتا۔

(علم قیامت کی پوری بحث ہماری کتاب ''قرآنی تقریریں'' میں پڑھ لیجئے)

مسائل حدیث:

اس حدیث ''اُمّ الاحادیث'' سے بہت سے مسائل پر روشنی پڑتی ہے ان میں سے چند یہ ہیں:

Marfat.com

{۱} فرشتے انسانی شکل وصورت میں آسکتے ہیں جیسا کہ آپ نے پڑھا کہ حضرت جبریل علیہ السلام بارگاہ نبوت میں ایک آدمی کی شکل میں تشریف لائے۔

{۲} کسی شخص سے کسی بات کے متعلق سوال کرنا یہ سائل کی لاعلمی کی دلیل نہیں ہے دیکھئے حضرت جبریل نے حضور علیہ السلام سے باتوں کا سوال کیا حالانکہ حضرت جبریل ان باتوں کو خوب اچھی طرح جانتے تھے مگر جاننے کے باوجود حضور سے سوال کیا تا کہ لوگ زبانِ رسالت سے اس کا جواب سن کر دین کا علم حاصل کریں۔

علماء دیوبند کا بار بار یہ کہنا کہ اگر حضور علیہ السلام کو فلاں بات کا علم ہوتا تو کیوں لوگوں سے دریافت کرتے یہ بہت بڑا دھوکہ ہے یاد رکھئے کہ سوال کے بہت سے مقاصد ہوتے ہیں یہ ضروری نہیں ہے کہ سوال صرف اُسی بات کا کیا جائے جو معلوم نہ ہو۔ آخر امتحان لینے والے بھی تو طالب علموں سے سوالات کرتے ہیں تو کون عقل مند یہ کہہ سکتا ہے اگر ممتحن صاحب کو یہ باتیں معلوم ہوتیں تو وہ طلبہ سے کیوں پوچھتے۔

{۳} اگر کسی سوال کا جواب ایسا ہو جو عام سامعین کی عقل وفہم سے بالا ہو یا اس جواب کو عوام سے چھپانے میں کوئی مَصْلَحَت ہو تو عالموں پر یہ ضروری نہیں ہے کہ مجمع عام میں اس کا جواب دیں دیکھ لیجئے! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کا علم تھا مگر چونکہ حضور پر منجانب اللہ فرض تھا کہ قیامت کا علم کسی پر ظاہر نہ فرمائیں اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل کو واضح طور پر اس سوال کا جواب نہیں دیا کیونکہ عوام اس علم کے متحمل نہیں ہوسکتے تھے ظاہر ہے۔

ہر سخن نکتہ وہر نکتہ مقامے دارد   واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔"

(نوادر الحدیث، چالیس حدیثوں کا ترجمہ اور شرح، المعروف منتخب حدیثیں، مؤلف: شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی، پیش کش مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)، (شعبۂ تخریج)، ناشر: مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی، ص ۵۲ تا ۷۱)

بَابُ بَيَانِ الصَّلَوَاتِ الَّتِيْ هِيَ اَحَدُ اَرْكَانِ الْاِسْلَامِ

باب: نمازوں کا بیان جو ارکان اسلام میں سے ایک رکن ہیں

8- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ جَمِيْلِ بْنِ طَرِيْفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الثَّقَفِيُّ عَنْ مَّالِكِ بْنِ اَنَسٍ فِيْمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ اَبِيْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ سَمِعَ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَهْلِ نَجْدٍ ثَائِرُ الرَّاْسِ نَسْمَعُ دَوِيَّ صَوْتِهٖ وَلَا نَفْقَهُ مَا يَقُوْلُ حَتّٰى دَنَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا هُوَ يَسْاَلُ عَنِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُنَّ قَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَّوَّعَ وَصِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهٗ فَقَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَّوَّعَ وَذَكَرَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزَّكٰوةَ فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا قَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَّوَّعَ قَالَ فَاَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَا اَزِيْدُ عَلٰى هٰذَا وَلَا اَنْقُصُ مِنْهُ

Marfat.com

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْلَحَ اِنْ صَدَقَ

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل نجد سے ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں بال بکھرے ہونے کی حالت میں حاضر ہوا ہم اس آواز کی سرسراہٹ کو سن پا رہے تھے مگر ہماری سمجھ میں کچھ نہ آ رہا تھا کہ انہوں نے کیا کہا ہے یہاں تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہو گئے۔ اس وقت پتہ لگا کہ اس نے دریافت کیا ہے کہ اسلام کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دن اور رات میں پانچ نمازوں کو ادا کرنا۔ اس نے دوبارہ دریافت کیا: آیا ان کے ماسوا دوسری بھی کوئی نماز فرض ہے۔ ارشاد فرمایا: نہیں۔ ہاں یہ ہے کہ تم نماز نفل پڑھ سکتے ہو۔ اور رمضان المبارک کے روزے رکھو۔ اس آدمی نے دریافت کیا: کیا ان کے ماسوا کوئی دوسرے روزے بھی فرض ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہیں مگر یہ کہ تم نفلی روزوں کو رکھ سکتے ہو اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زکوٰۃ کا تذکرہ فرمایا۔ اس نے دریافت کیا: کیا اس کے ماسوا کوئی دوسرا بھی صدقہ فرض ہے۔ ارشاد فرمایا: نہیں مگر یہ کہ تم نفلی صدقات دے سکتے ہو۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ آدمی لوٹ گیا اور اس نے جاتے ہوئے کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم! میں ان احکام میں نہ تو اضافہ کروں گا اور نہ ہی کمی کروں گا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فلاح پا گیا اگر تو سچا ہے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1، ص: 92، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 319، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 331، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 1572، سنن النسائی: رقم الحدیث: 454)

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کا تعارف:

طلحہ ابن عبیداللہ: آپ کی کنیت ابومحمد ہے، قرشی ہیں، عشرہ مبشرہ سے ہیں، پرانے مؤمن ہیں، سوا بدر کے تمام غزوات میں شریک ہوئے، بدر کے دن حضور انور نے انہیں سعید ابن زید کے ساتھ ابوسفیان کے قافلہ کی تحقیق کے لیے بھیجا تھا آپ عین بدر کے دن واپس ہوئے، احد کے دن حضور انور کی حفاظت اپنے ہاتھ سے کی، چوبیس زخم کھائے ہاتھ کی انگلی بے کار ہوگئی، بعض روایات میں ہے کہ اس دن آپ نے پچھتر زخم کھائے تلواروں نیزوں وغیرہ کے، جمل کے واقعہ میں جمعرات کے دن ۳۶ھ میں بیس جمادی الاخریٰ کو شہید ہوئے، چونسٹھ سال عمر پائی بصرہ میں دفن ہوئے، مترجم نے قبر شریف کی زیارت کی ہے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابوعبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ و تابعین)

9- حَدَّثَنِیْ یَحْیَی بْنُ اَیُّوْبَ وَقُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ جَمِیْعًا عَنْ اِسْمٰعِیْلَ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِیْ سُھَیْلٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ طَلْحَۃَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِھٰذَا الْحَدِیْثِ نَحْوَ حَدِیْثِ مَالِكٍ غَیْرَ اَنَّہٗ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْلَحَ وَاَبِیْہِ اِنْ صَدَقَ اَوْ دَخَلَ الْجَنَّۃَ وَاَبِیْہِ اِنْ صَدَقَ

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے یہی حدیث روایت ہے جس میں یہ اضافہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کے باپ کی قسم! فلاح پا گیا اگر یہ آدمی سچا ہے یا ارشاد فرمایا: اس کے باپ کی قسم! اگر یہ آدمی سچا ہے تو جنت میں داخل ہو گیا۔ (مرجع السابق)

تشریح:

"بے شک نماز دین کا ستون، یقین کا وسیلہ، عبادات کی اصل اور طاعات کی چمک ہے۔ اللہ عزوجل قرآن مجید، فرقانِ حمید

ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿۱۰۳﴾ (پ۵، النسآء: ۱۰۳)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے۔

فرض نماز کی فضیلت پر مشتمل 14 فرامینِ مصطفیٰ:

{1}...... اللہ عزوجل نے بندوں پر پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں جس نے انہیں ادا کیا اور ان کے حق کو معمولی جانتے ہوئے ان میں سے کسی کو ضائع نہ کیا تو اللہ عزوجل کے ذمۂ کرم پر اس کے لئے وعدہ ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل کر دے اور جس نے انہیں ادا نہ کیا اس کے لئے اللہ عزوجل کے ذمۂ کرم پر عہد نہیں، چاہے اسے عذاب دے چاہے جنت میں داخل فرمائے۔

(سنن ابی داود، کتاب الوتر، باب فیمن لم یوتر، الحدیث: ۱۴۲۰، ج۲، ص۸۹)

{2}...... پانچ نمازوں کی مثال نہر کی طرح ہے جس کا پانی صاف ستھرا اور گہرا ہو جو تم میں سے کسی کے گھر کے سامنے سے گزرتی ہو اور وہ اس میں ہر روز پانچ بار غسل کرتا ہو تو تم کیا خیال کرتے ہو کہ اس کے جسم پر کوئی میل باقی چھوڑے گی صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تعالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کی: ''نہیں۔'' ارشاد فرمایا: ''پانچ نمازیں (صغیرہ) گناہوں کو اس طرح ختم کر دیتی ہیں جیسے پانی میل کو ختم کر دیتا ہے۔'' (صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب المشی الی الصلاۃ...... الخ، الحدیث: ۶۶۷، ۶۶۸، ص۳۳۶)

{3}...... بے شک نمازیں گناہوں کا کفارہ ہیں جب تک کبیرہ گناہوں سے بچا جائے۔

(صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب الصلاۃ الخمس...... الخ، الحدیث: ۲۳۳، ص۱۴۴)

{4}...... ہمارے اور منافقین کے درمیان عشا اور فجر کی (جماعت میں) حاضری کا فرق ہے، منافقین کو ان دو نمازوں میں حاضری کی طاقت نہیں۔ (المؤطا للامام مالک، کتاب صلاۃ الجماعۃ، باب ماجاء فی العتمۃ والصبح، الحدیث: ۲۹۸، ج۱، ص۱۳۳)

{5}...... جو اللہ عزوجل سے اس حال میں ملا کہ اس نے نماز ضائع کی ہو تو اللہ عزوجل اس کی کسی نیکی کی پرواہ نہ کرے گا۔

(کتاب الکبائر، الکبیرۃ الرابعۃ فی ترک الصلاۃ، ص۲۲)

{6}...... نماز دین کا ستون ہے تو جس نے اسے چھوڑا اس نے دین کو گرایا۔

(شعب الایمان للبیہقی، باب فی الصلوات، الحدیث: ۲۸۰۷، ج۳، ص۳۹، بتغیرٍ)

{7}...... بارگاہِ رسالت میں عرض کی گئی: ''کون سا عمل افضل ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''وقت پر نماز ادا کرنا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان کون الایمان باللہ...... الخ، الحدیث: ۸۵، ص۵۸)

{8}...... جس نے مکمل طہارت اور اوقات کا خیال رکھتے ہوئے پانچ نمازوں کی محافظت کی تو وہ نماز اس کے لئے بروزِ قیامت نور اور برہان ہوگی اور جس نے انہیں ضائع کیا اس کا حشر فرعون اور ہامان کے ساتھ ہوگا۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص، الحدیث: ۶۵۸۷، ج۲، ص۵۷۴)

{9}...... نماز جنت کی کنجی ہے۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند جابر بن عبداللہ، الحدیث: ۱۴۶۶۸، ج۵، ص۱۰۳)

{10}...... اللہ عزوجل نے اقرارِ توحید کے بعد نماز سے زیادہ پسندیدہ کوئی چیز اپنے بندوں پر فرض نہیں کی اور اگر اللہ عزوجل کو کوئی

Marfat.com

اور عمل اس سے زیادہ محبوب ہوتا تو اس کے فرشتے بھی اسے اپناتے۔فرشتوں میں سے بعض حالت رکوع میں، بعض سجود میں، بعض قیام میں اور بعض قعدے میں ہیں۔ (قوت القلوب،الفصل الثالث والثلاثون فی ذکر دعائم الاسلام......الخ، ج۲،ص۱۶۵)

{11} ......جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی گویا اس نے کفر کیا۔(المعجم الاوسط،من اسمہ جعفر،الحدیث:۳۳۴۸،ج۲،ص۲۹۹)

وضاحت: یعنی قریب ہے کہ دین کی رسی کھلنے اور اس کا ستون گرنے کی وجہ سے اس شخص کا ایمان رخصت ہو جائے اور یہ ایسے ہی ہے جیسا کہ جب کوئی شخص کسی شہر کے قریب پہنچ جائے تو کہا جاتا ہے کہ یہ شخص اس شہر میں پہنچ گیا اور وہاں داخل ہو گیا۔

{12} ......جس نے جان بوجھ کر نماز ترک کی وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ذمہ سے نکل گیا۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ام ایمن، الحدیث:۲۷۴۳۳،ج۱۰،ص۳۸۶)

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جس نے اچھی طرح وضو کیا پھر نماز کے ارادے سے نکلا تو جب تک اس ارادے پر رہے گا وہ نماز میں ہے۔اس کے لئے ایک قدم پر ایک نیکی لکھی جائے گی اور دوسرے قدم پر ایک برائی مٹائی جائے گی۔ جب تم میں سے کوئی اقامت سنتا ہے تو اس کے لئے جائز نہیں کہ (نماز میں) تاخیر کرے۔ بے شک تم میں سب سے زیادہ اجر اسے ملے گا جس کا گھر زیادہ دور ہوگا۔لوگوں نے عرض کی: ''اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! کس وجہ سے؟'' فرمایا: ''زیادہ قدم چلنے کی وجہ سے۔''

(الموطا للامام مالک، کتاب الطہارۃ، باب جامع الوضوء، الحدیث:۶۷،ج۱،ص۵۴)

{13} ......قیامت کے دن بندے کے اعمال میں سے سب سے پہلے نماز دیکھی جائے گی اگر وہ کامل پائی گئی تو وہ بھی اور اس کے سارے اعمال بھی قبول ہوں گے اور اگر اس میں کمی ہوئی تو وہ بھی اور دیگر سب اعمال بھی مردود ہو جائیں گے۔

(الموطا للامام مالک، کتاب قصر الصلاۃ فی السفر، باب جامع الصلاۃ، الحدیث:۴۲۸،ج۱،ص۱۶۹،بتغیر)

{14} ......حضور نبی پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: ''اے ابو ہریرہ! اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو بے شک اللہ عزوجل تمہیں وہاں سے روزی دے گا جہاں تمہارا گمان نہ ہو۔''

بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں: ''نمازی کی مثال اس تاجر کی سی ہے جو اس وقت تک نفع حاصل نہیں کر سکتا جب تک پورا مال خرچ نہ کرے۔ یونہی نمازی کی نفل نماز اس وقت تک قبول نہیں ہوتی جب تک وہ فرض ادا نہ کر لے۔''

(شعب الایمان للبیہقی، باب فی الصلوات، فضل قیام شہر رمضان، الحدیث:۳۲۸۵،ج۳،ص۱۸۲)

جب نماز کا وقت ہوتا تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے: ''اٹھو اس آگ کی طرف جو تم نے جلا رکھی ہے اور اسے بجھا دو۔'' (کنز العمال، کتاب الصلاۃ، قسم الاقوال، الحدیث:۱۹۰۴۱،ج۷،ص۱۲۸،عن انس)

کس کی نماز مقبول ہے؟:

کتب سابقہ میں ہے کہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''میں ہر نمازی کی نماز قبول نہیں کرتا بلکہ میں اس کی نماز قبول کرتا ہوں جو میری عظمت کے سامنے عاجزی کرے اور میرے بندوں پر بڑائی نہ چاہے اور میری رضا کے لئے فقیر کو کھانا کھلائے۔''

(کنز العمال، کتاب الصلوٰۃ، الحدیث:۲۰۱۰۰،ج۷،ص۲۱۴،باختصار)

Marfat.com

مکی مدنی سلطان، رحمتِ عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک نماز کی فرضیت، حج وطواف کا حکم اور مناسکِ حج کی ادائیگی اللہ عزوجل کے ذکر کو قائم رکھنے کے لئے ہے۔ تو جب تمہارے دل میں اللہ عزوجل کی ہی عظمت وہیبت نہ ہو جو کہ مقصود ومطلوب ہے تو پھر تمہارے ذکر کی قیمت کیا رہ جائے گی۔'' (سنن ابی داود، کتاب المناسک، الحدیث: ۱۸۸۸، ج ۲، ص ۲۶۰، ولم یذکر ''فرضت الصلوۃ'' باختصار)

مدینے کے تاجدار، باذنِ پروردگار دوعالم کے مالک ومختار صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''جب تم نماز پڑھو تو رخصت کرنے والے کی طرح نماز پڑھو۔'' (کنز العمال، کتاب الصلوۃ، الحدیث: ۲۰۰۹۰، ج ۷، ص ۲۱۲)

یعنی اس شخص کی طرح جو اپنے نفس، اپنی خواہشات اور اپنی عمر کو الوداع کہتا ہوا اپنے مالک کی طرف جاتا ہے۔

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ﴿۶﴾ (پ ۳۰، الانشقاق: ۶)

ترجمۂ کنز الایمان: اے آدمی! بے شک تجھے اپنے ربّ کی طرف یقینی دوڑنا ہے پھر اس سے ملنا۔''

(إحیاءُ العُلوم مترجم (جلد: 1) مُصَنِّف: حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سیِّدُنا امام محمد بن محمد غزالی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (اَلْمُتَوَفّٰی ۵۰۵ ھ)، پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیہ، (شعبہ تراجم کتب)، ناشر: مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی، ص ۴۵۴)

بَابُ السُّؤَالِ عَنْ اَرْكَانِ الْاِسْلَامِ

باب: ارکان اسلام کے بارے میں سوال

10- حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بُكَيْرٍ النَّاقِدُ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ اَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ نُهِيْنَا اَنْ نَسْاَلَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ فَكَانَ يُعْجِبُنَا اَنْ يَجِيْءَ الرَّجُلُ مِنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ الْعَاقِلُ فَيَسْاَلَهُ وَنَحْنُ نَسْمَعُ فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اَتَانَا رَسُوْلُكَ فَزَعَمَ لَنَا اَنَّكَ تَزْعُمُ اَنَّ اللهَ اَرْسَلَكَ قَالَ صَدَقَ قَالَ فَمَنْ خَلَقَ السَّمَاءَ قَالَ اللهُ قَالَ فَمَنْ خَلَقَ الْاَرْضَ قَالَ اللهُ قَالَ فَمَنْ نَصَبَ هٰذِهِ الْجِبَالَ وَجَعَلَ فِيْهَا مَا جَعَلَ قَالَ اللهُ قَالَ فَبِالَّذِيْ خَلَقَ السَّمَاءَ وَخَلَقَ الْاَرْضَ وَنَصَبَ هٰذِهِ الْجِبَالَ آللهُ اَرْسَلَكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَزَعَمَ رَسُوْلُكَ اَنَّ عَلَيْنَا خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِيْ يَوْمِنَا وَلَيْلَتِنَا قَالَ صَدَقَ قَالَ فَبِالَّذِيْ اَرْسَلَكَ آللهُ اَمَرَكَ بِهٰذَا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَزَعَمَ رَسُوْلُكَ اَنَّ عَلَيْنَا زَكَاةً فِيْ اَمْوَالِنَا قَالَ صَدَقَ قَالَ فَبِالَّذِيْ اَرْسَلَكَ آللهُ اَمَرَكَ بِهٰذَا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَزَعَمَ رَسُوْلُكَ اَنَّ عَلَيْنَا صَوْمَ شَهْرِ رَمَضَانَ فِيْ سَنَتِنَا قَالَ صَدَقَ قَالَ فَبِالَّذِيْ اَرْسَلَكَ آللهُ اَمَرَكَ بِهٰذَا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَزَعَمَ رَسُوْلُكَ اَنَّ عَلَيْنَا حَجَّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا قَالَ صَدَقَ قَالَ ثُمَّ وَلّٰى قَالَ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا اَزِيْدُ عَلَيْهِنَّ وَلَا اَنْقُصُ مِنْهُنَّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَئِنْ صَدَقَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ

Marfat.com

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کرنے سے روکا گیا اسی وجہ سے ہماری یہ تمنا ہوا کرتی کہ کوئی سمجھ بوجھ والا دیہاتی شخص حاضر ہو اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کرے اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوابات کو سماعت کریں ایک روز ایک دیہاتی آ کر عرض گزار ہوا: اے سیّدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کا ایک قاصد ہمارے پاس آ کر یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسول بنا کر مبعوث فرمایا ہے اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس شخص نے بالکل سچ کہا ہے۔ وہ عرض گزار ہوا: تو پھر آسمان کو کس نے تخلیق کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے۔ وہ عرض گزار ہوا: تو زمین کو؟ ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے۔ وہ عرض گزار ہوا: تو پھر زمین پر پہاڑوں کو کس نے لا کھڑا کیا ہے؟ اور دیگر اشیاء زمینی کس نے تخلیق کیں۔ ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے۔ وہ عرض گزار ہوا: اس ذات کی قسم جس نے آسمان کو تخلیق کیا جس نے زمین کو تخلیق کیا اور اس میں پہاڑوں کو لا کھڑا کیا تو پھر یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اللہ تعالیٰ نے رسول بنایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں۔ وہ عرض گزار ہوا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قاصد کا یہ کہنا ہے کہ ہمارے اوپر دن اور رات میں پانچ نمازوں کو فرض فرمایا گیا ہے۔ ارشاد فرمایا: اس نے بالکل سچ کہا ہے۔ وہ کہنے لگا: اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسول بنایا ہے کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان نمازوں کا رب تعالیٰ نے حکم ارشاد فرمایا ہے۔ ارشاد فرمایا: ہاں۔ وہ عرض گزار ہوا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قاصد کا یہ بھی کہنا ہے کہ ہمارے اوپر ہمارے مالوں میں بھی زکوٰۃ فرض ہے۔ ارشاد فرمایا: اس نے بالکل سچ کہا ہے۔ اس نے دریافت کیا: اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسول بنایا کیا رب تعالیٰ نے اس بات کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم ارشاد فرمایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں۔ اس نے عرض کیا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قاصد کا یہ بھی کہنا ہے کہ ہمارے اوپر سال میں ایک دفعہ رمضان المبارک کے مہینے میں روزے فرض ہیں۔ ارشاد فرمایا: اس نے بالکل سچ کہا ہے۔ اس نے دریافت کیا: میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس مقدس ذات کی قسم دیتا ہوں جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسول بنایا ہے کیا رب تعالیٰ نے اس بات کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم ارشاد فرمایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں۔ اس نے عرض کیا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قاصد کا یہ بھی کہنا ہے کہ ہم میں سے جو آدمی حج کرنے کی استطاعت رکھتا ہے اس کے اوپر حج فرض ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس نے بالکل سچ کہا ہے۔ راوی نے فرمایا ہے کہ وہ دیہاتی لوٹ گیا اور جاتے وقت کہتا جا رہا تھا: اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق دے کر بھیجا ہے نہ تو میں ان احکام میں اپنی جانب سے اضافہ کروں گا اور نہ ہی کمی کروں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر یہ سچا ہے تو جنت میں ضرور داخل ہوگا۔

(سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 5863، معجم الاوسط: رقم الحدیث: 5671، سنن البیہقی الکبریٰ: 8394، سنن النسائی: رقم الحدیث: 2064)

حدیث کے راوی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا تعارف:

حضرت انس ابن مالک: آپ کا نام انس ابن مالک ابن نضر ہے، کنیت ابوحمزہ ہے، خزرجی انصاری ہیں، حضور انور کے خادم خاص آپ کی والدہ اُم سلیم بنت ملحان ہیں، جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو جناب انس کی عمر دس سال تھی، جب حضور انور کی وفات ہوئی تو آپ بیس سالہ تھے، دس سال تک مسلسل حضور انور کی خدمت کی، خلافت فاروقی میں آپ بصرہ منتقل ہو گئے وہاں ہی آپ کی وفات ہوئی، آپ بصرہ کے آخری صحابی ہیں ۹۱ ھ میں وفات ہوئی، ایک سو تین سال عمر ہوئی، بعض نے فرمایا ۹۹ سال عمر ہوئی، آپ کے اولاد اسی ۸۰ یا سو ۱۰۰ ہے، اٹھتر لڑکے اور دو لڑکیاں یعنی اولاد در اولاد آپ سے بہت مخلوق نے روایت لیں۔ خلاصہ میں ہے کہ آپ

Marfat.com

کی احادیث ایک ہزار دو سو چھیاسی ہیں جن میں سے ایک سو اڑسٹھ حدیثیں متفق علیہ ہیں اور تراسی ۸۳ احادیث بخاری کی اکہتر ۷۱ مسلم کی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابوعبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم تحت حالات صحابہ وتابعین)

11- حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ الْعَبْدِیُّ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ الْمُغِیْرَةِ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ قَالَ اَنَسٌ کُنَّا نُهِیْنَا فِی الْقُرْاٰنِ اَنْ نَسْاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَیْءٍ وَّسَاقَ الْحَدِیْثَ بِمِثْلِهٖ

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ دوسری سند کے ساتھ راوی ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمیں قرآن مجید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سوالوں کے کرنے سے منع فرما دیا گیا تھا۔ اور آگے پچھلی حدیث کے مطابق بیان فرمائی۔ (مرجع السابق)

تشریح:

ارکان اسلام کی تشریح باب اول کے تحت گزر چکی ہے۔

ان احادیث مبارکہ میں جو کہا گیا کہ ہمیں سوال کرنے سے روک دیا گیا، وہ اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَ اِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِیْنَ یُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ (المائدہ:۱۰۱)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ایسی باتیں نہ پوچھا کرو جو تم پر ظاہر کردی جائیں تو تمھیں ناگوار گزریں۔ لیکن اگر تم انھیں ایسے وقت پوچھو گے جب کہ قرآن نازل ہو رہا ہے تو وہ تم پر کھول دی جائیں گی۔ اب تک جو کچھ تم نے کیا، اسے اللہ نے معاف کردیا ہے۔ وہ درگزر کرنے والا اور بردبار ہے۔

ڈاکٹر اسلم صدیقی اس آیت کریمہ کے تحت لکھتے ہیں:

سوال کرنے کی ممانعت کی دو بنیادی وجوہ:

سوال سے منع کرنے کی پہلی وجہ یہ ہے کہ تم اگر ایسے امور کے بارے میں سوال کرو گے، جس کا تعلق تمہاری پرائیویٹ زندگی سے ہے۔ اللہ سے چونکہ کوئی چیز مخفی نہیں، ممکن ہے تمہارے سوال کے جواب میں وہ بات تمھیں بتا دی جائے۔ لیکن اگر وہ بات تمہاری معاشرتی زندگی پر اثر انداز ہونے والی ہو تو خود سوچو تمہارے لیے کیسے پیچیدہ مسائل پیدا ہو سکتے ہیں اور جب ان مسائل سے تمھیں واسطہ پڑے گا تو تم اپنے آپ کو کوسو گے اور تمہارے متعلقین تمھیں برا بھلا کہیں گے اس طرح اپنی عزت بھی کھو دو گے اور اپنے خاندان کے لیے بھی مسائل پیدا کر دو گے۔ پھر یہ بات بھی کہ اللہ کے نبی دنیا میں زندگی کے مسائل حل کرنے کے لیے آتے ہیں اور ان معاملات میں راہنمائی دیتے ہیں، جس میں راہنمائی کی اور کوئی صورت ممکن نہیں۔ اس لیے بجائے وہ باتیں پوچھنے کے ایسی ویسی باتیں پوچھنا، جن کی نہ دین کے کسی معاملہ میں ضرورت ہے اور نہ دنیا کے کسی اہم معاملہ میں تو یہ سراسر (صحیح نہیں) ہے۔ اس لیے مسلسل تربیت سے اس بنیادی

Marfat.com

کمزوری کو دور کرنے کی کوشش کرو۔

سوال سے منع کرنے کی دوسری وجہ جو اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی آسانی کے لیے بعض امور کو مجمل بیان کیا ہے اور ہمیں اس کی تفصیل کی پابندیوں سے بچایا ہے اور بعض احکام مطلق بیان کیے ہیں' جس میں مقدار یا تعداد یا دوسرے تعینات کا ذکر نہیں کیا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پروردگار ان امور کی تفصیلات کو محدود نہیں کرنا چاہتا اور احکام میں لوگوں کے لیے وسعت رکھنا چاہتا ہے۔ اب جو شخص خواہ مخواہ سوال پر سوال نکال کر تفصیلات' تعینات اور تقیدات بڑھانے کی کوشش کرتا ہے تو وہ امت مسلمہ پر بہت بڑا ظلم کرتا ہے اور مسلمانوں کو ایک بڑے خطرے میں ڈالتا ہے۔ اس لیے کہ مابعد الطبیعی امور میں جتنی تفصیلات زیادہ ہوں گی' ایمان لانے والے کے لیے اتنے ہی زیادہ الجھن کے مواقع بڑھیں گے اور احکام میں جتنی قیود زیادہ ہوں گی پیروی کرنے والے کے لیے خلاف ورزی کے امکانات اسی قدر زیادہ ہوں گے۔ مزید یہ بات بھی کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) چونکہ آخری رسول ہیں' آپ کے بعد وحیِ الٰہی کا سلسلہ رک جائے گا' اس لیے قیامت تک آنے والے مسائل کے بارے میں ایک متعین بات کہہ کر ہمارے لیے زندگی کو مشکل نہیں بنایا گیا بلکہ بنیادی اصول دے کر مسلمانوں کے لیے اجتہاد کا دروازہ کھول دیا گیا ہے تاکہ وہ ہر دور میں شریعت اسلامی کے مزاج کو سامنے رکھ کر اس کے نظائر پر غور کر کے' احکام کی علتوں کو پہچان کر' خود سے اسلامی احکام کا تعین کریں۔ ایسی کوششوں کے سلسلے میں یقیناً مجتہدین میں اختلافات ہوں گے اور قانون سازی کے مراحل میں یہی وہ اختلافات ہیں' جو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ارشاد کے مطابق امت کے لیے رحمت ثابت ہوتے ہیں۔ چنانچہ انہی حکمتوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے سختی سے اس طرح کے سوالات کرنے سے منع فرمایا' جس طرح قرآن کریم میں منع کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے:

ان اعظم المسلمین فی المسلمین جرما من سأل عن شئ لم یحرم علی الناس فحرم من اجل مسألته

(مسلمانوں کے حق میں سب سے بڑا مجرم وہ شخص ہے' جس نے کسی ایسی چیز کے متعلق سوال چھیڑا' جو لوگوں پر حرام نہ کی گئی تھی اور پھر محض اس کے سوال چھیڑنے کی بدولت وہ چیز حرام ٹھہرائی گئی۔)

ایک دوسری حدیث میں ہے:

ان اللہ فرض فرائض فلا تضیعوھا وحرم حرمات فلا تنتھکوھا وحد حدودًا فلا تعتدوھا وسکت عن اشیاء من غیر نسیان لا تبحثوا عنھا

اللہ نے کچھ فرائض تم پر عائد کیے ہیں انھیں ضائع نہ کرو۔ کچھ چیزوں کو حرام کیا ہے ان کے پاس نہ پھٹکو۔ کچھ حدود مقرر کی ہیں ان سے تجاوز نہ کرو اور کچھ چیزوں کے متعلق خاموشی اختیار کی ہے بغیر اس کے کہ اسے بھول لاحق ہوئی ہو لہٰذا ان کی کھوج نہ لگاؤ۔

جو سوالات دین سیکھنے اور بات سمجھنے کے لیے پوچھے جاتے ہیں' نہ قرآن کریم نے ان کی ممانعت کی ہے نہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے۔ جن دو باتوں کی وجہ سے سوالات کی ممانعت فرمائی گئی ہے' اس کا ذکر اوپر گزر چکا۔ لیکن آج جب کہ قرآن کا نزول بند ہو گیا ہے' وحی الٰہی رک گئی' اب احکام میں اضافے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا تو سوال یہ ہے کہ کیا اب بھی اس آیت کریمہ پر عمل باقی ہے؟ یعنی کیا اب

Marfat.com

بھی امت مسلمہ اس بات کی پابند ہے کہ وہ شریعتِ اسلامی کے بارے میں سوالات نہ کرے؟ بات یہ ہے کہ آج یقیناً وہ خطرہ باقی نہیں رہا' جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں وحی الٰہی کے نزول کے وقت ہوتا ہے۔ لیکن غیر متعلق اور لایعنی سوالات اور فضول قیل وقال سے جو نقصان اس وقت ہوتا تھا' وہ آج بھی ہوتا ہے۔ وہ نقصان یہ ہے کہ جس آدمی کو بات سمجھنا مقصود ہو' اسے کبھی ضرورت سے زیادہ سوالات کرنے کی حاجت نہیں ہوتی۔ وہ جب بات کو سمجھ لیتا ہے تو عمل کرنا شروع کر دیتا ہے۔ اب اس کی ساری توجہ بہتر سے بہتر عمل کرنے پر مرتکز ہوتی ہے سوالات کی طرف نہیں۔ لیکن جس آدمی میں بے عملی یا بدعملی کے جراثیم پیدا ہو جاتے ہیں' وہ اس لیے سوالات نہیں کرتا کہ وہ بات کو سمجھنا چاہتا ہے بلکہ وہ اپنی بے عملی یا بدعملی کو چھپانے کے لیے سوالات کا سہارا لیتا ہے یا احکام کی پابندی سے بچنے کے لیے سوالات کے ذریعہ کوئی چور دروازہ نکالنے کی کوشش کرتا ہے اور یہ مرض آج نیا نہیں' ہر بے عمل قوم میں' چاہے وہ صدیوں پہلے گزری ہو' اس عمل کی موجودگی کا ہمیں سراغ ملتا ہے۔'' (تفسیر روح القرآن، از ڈاکٹر اسلم صدیقی تحت: المائدہ: ۱۰۱)

بَابُ بَيَانِ الْإِيمَانِ الَّذِي يُدْخَلُ بِهِ الْجَنَّةَ وَأَنَّ مَنْ تَمَسَّكَ بِمَا أُمِرَ بِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ

باب: ایمان وہ چیز ہے جس کی وجہ سے جنت میں داخل ہوگا اور جو احکام پر عمل پیرا ہوا تو وہ بھی جنت میں داخل ہو جائیگا

12- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ طَلْحَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو أَيُّوبَ أَنَّ أَعْرَابِيًّا عَرَضَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي سَفَرٍ فَأَخَذَ بِخِطَامِ نَاقَتِهِ أَوْ بِزِمَامِهَا ثُمَّ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَوْ يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِي بِمَا يُقَرِّبُنِي مِنَ الْجَنَّةِ وَمَا يُبَاعِدُنِي مِنَ النَّارِ قَالَ فَكَفَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَظَرَ فِي أَصْحَابِهِ ثُمَّ قَالَ لَقَدْ وُفِّقَ أَوْ لَقَدْ هُدِيَ قَالَ كَيْفَ قُلْتَ قَالَ فَأَعَادَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْبُدُ اللهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ دَعِ النَّاقَةَ

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر پر روانہ تھے کہ اتفاقاً ایک دیہاتی حاضر ہوا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ کی نکیل پکڑ کر عرض گزار ہوا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس چیز کے متعلق بتا دیجئے جو مجھے جنت کے قریب اور جہنم سے دور کر دے۔ اس کی اس بات کو سنتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر گئے اور اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جانب دیکھتے ہوئے ارشاد فرمایا: اس آدمی کو رب تعالیٰ کی طرف سے اس سوال کے کرنے کی توفیق حاصل ہوئی ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کی جانب رخ انور فرما کر ارشاد فرمایا: تم نے کیا کہا تھا چنانچہ اس آدمی نے اپنے سوال کو دوبارہ عرض کیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو اور صلہ رحمی کرو۔ اب اونٹنی کی نکیل کو بھی چھوڑ دو۔ (شعب الایمان: رقم الحدیث: 7567، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 3، مسند احمد: رقم الحدیث: 22437، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 13)

راوی حدیث حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا تعارف:

ابوایوب انصاری: آپ کا نام خالد ابن زید ہے، آپ انصاری خزرجی ہیں، تمام جنگوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ

Marfat.com

رہے، آپ کی وفات قسطنطنیہ میں ہوئی جسے اب استنبول کہتے ہیں، ۵۱ھ میں آپ کی وفات ہے امیر معاویہ کے زمانہ میں جب یزید ابن معاویہ کی سرکردگی میں قسطنطنیہ پر حملہ کیا گیا تو آپ اس لشکر میں تھے بیمار ہو گئے جب مرض زیادہ ہوا تو وصیت کی کہ جب میں وفات پا جاؤں تو میری میت اپنے ساتھ رکھنا، جب تم دشمن کے مقابل صف آرا ہو تو مجھے اپنے قدموں کے نیچے دفن کرنا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا آپ کی قبر قسطنطنیہ کے شہر پناہ کے پاس ہے اب تک مشہور ہے۔ اس قبر کا اب تک بہت ہی احترام ہے لوگ آپ کی قبر کی برکت سے شفا حاصل کرتے ہیں انہیں شفا ملتی ہے، آپ سے بہت حضرات نے احادیث روایت کی ہیں۔ خیال رہے کہ آپ ہی مدینہ منورہ میں حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلے میزبان ہیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ وتابعین)

13- وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ وَّاَبُوْهُ عُثْمَانُ اَنَّهُمَا سَمِعَا مُوْسٰی بْنَ طَلْحَةَ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ هٰذَا الْحَدِيْثِ

امام مسلم نے دوسری سند کے ساتھ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی اسی روایت کو من وعن بیان کیا ہے۔ (مرجع السابق)

14- حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ يَحْيٰى التَّمِيْمِيُّ اَخْبَرَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ مُّوْسٰی بْنِ طَلْحَةَ عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ اَعْمَلُهٗ يُدْنِيْنِيْ مِنَ الْجَنَّةِ وَيُبَاعِدُنِيْ مِنَ النَّارِ قَالَ تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَّتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَتَصِلُ ذَا رَحِمِكَ فَلَمَّا اَدْبَرَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ تَمَسَّكَ بِمَا اُمِرَ بِهٖ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ اَبِيْ شَيْبَةَ اِنْ تَمَسَّكَ بِهٖ

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے کوئی ایسا عمل ارشاد فرمایئے جو مجھے جنت سے قریب اور دوزخ سے دور کر دے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو اور اپنے عزیزوں کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔ جس وقت وہ آدمی لوٹ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر یہ آدمی ان باتوں پر عمل پیرا ہوا تو جنت میں داخل ہوگا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج: 3، ص: 74، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 3926، شعب الایمان: رقم الحدیث: 3628، مسند الصحابۃ: ج: 39، ص: 231)

15- وَحَدَّثَنِيْ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اِسْحٰقَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ اَعْرَابِيًّا جَاءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُهٗ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَالَ تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَّتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ الْمَكْتُوْبَةَ وَتُؤَدِّي الزَّكٰوةَ الْمَفْرُوْضَةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا اَزِيْدُ عَلٰى هٰذَا شَيْئًا اَبَدًا وَّلَا

Marfat.com

اَنْقُصُ مِنْهُ فَلَمَّا وَلّٰی قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی هٰذَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کوئی ایسا عمل ارشاد فرمائیے جسے کرنے سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، فرض نماز پڑھو، فرض زکوٰۃ ادا کرو، رمضان المبارک کے روزوں کو رکھو۔ دیہاتی عرض گزار ہوا: اس مقدس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں نہ تو ان احکام کے اندر کچھ اضافہ کروں گا اور نہ ہی کمی کروں گا جس وقت وہ آدمی پیٹھ پھیر کر چلا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی کسی جنتی کو دیکھ لینے سے باعث مسرت ہو تو وہ اس آدمی کو دیکھ لے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1، ص: 94، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 4، مسند احمد: رقم الحدیث: 8159، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 106)

16- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَاَبُوْ كُرَیْبٍ وَّاللَّفْظُ لِاَبِیْ كُرَیْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ سُفْیَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ النُّعْمَانُ بْنُ قَوْقَلٍ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَیْتَ اِذَا صَلَّیْتُ الْمَكْتُوْبَةَ وَحَرَّمْتُ الْحَرَامَ وَاَحْلَلْتُ الْحَلَالَ اَاَدْخُلُ الْجَنَّةَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نعمان بن قوقل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے ذرا یہ ارشاد فرمائیے کہ اگر میں فرض نمازوں کو ادا کرتا رہوں، حرام سے مجتنب ہوتا رہوں اور حلال والے کاموں کو سرانجام دیتا رہوں تو آیا میں جنت میں داخل ہو جاؤں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1، ص: 94، معجم الاوسط: رقم الحدیث: 7860، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 19489، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث: 2295)

راویِ حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا تعارف:

جابر ابن عبداللہ: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے، انصاری ہیں، سلمی ہیں، بہت احادیث آپ سے مروی ہیں، آپ بدر وغیرہ اٹھارہ غزوات میں شریک ہوئے، حضور انور کی وفات کے بعد شام و مصر گئے، آخر نابینا ہو گئے تھے، آپ کی عمر چورانوے سال ہوئی ۷۴ھ چوہتر میں مدینہ منورہ میں وفات ہوئی، آپ مدینہ منورہ کے آخری صحابی ہیں کہ آپ کی وفات سے زمین مدینہ صحابی سے خالی ہو گئی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابوعبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ و تابعین)

17- وَحَدَّثَنِیْ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ وَالْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِیَّاءَ قَالَا حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰی عَنْ شَیْبَانَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ وَّاَبِیْ سُفْیَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النُّعْمَانُ بْنُ قَوْقَلٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِمِثْلِهٖ وَزَادَا فِیْهِ وَلَمْ اَزِدْ عَلٰی ذٰلِكَ شَیْئًا

امام مسلم نے دوسری سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی اسی روایت کو ذکر کر کے یہ اضافہ فرمایا ہے کہ نعمان بن قوقل نے

Marfat.com

عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں ان احکام پر کچھ اضافہ نہ کروں گا۔ (مرجع السابق)

18- وَحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ وَهُوَ ابْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَرَأَيْتَ إِذَا صَلَّيْتُ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ وَصُمْتُ رَمَضَانَ وَأَحْلَلْتُ الْحَلَالَ وَحَرَّمْتُ الْحَرَامَ وَلَمْ أَزِدْ عَلَى ذَلِكَ شَيْئًا أَأَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَاللَّهِ لَا أَزِيدُ عَلَى ذَلِكَ شَيْئًا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: مجھے اس کے بارے میں ارشاد فرمائیے کہ اگر میں فرض نماز کو ادا کرتا رہوں، رمضان المبارک کے روزے رکھتا رہوں، حلال کاموں کو سرانجام دیتا رہوں، حرام کاموں سے مجتنب ہوتا رہوں اور ان کاموں پر زیادتی بھی نہ کروں تو آیا میں جنت میں داخل ہو جاؤں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں۔ اس آدمی نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ کی قسم میں ان احکام پر کچھ بھی زیادتی نہ کروں گا۔ (مسند احمد: رقم الحدیث: 14220، مسند الصحابہ: رقم الحدیث: 815)

تشریح:

اس باب میں یہ بتایا گیا ہے کہ ایمان وہ چیز ہے جس کی وجہ سے جنت میں داخلہ ہوگا اور جو احکام پر عمل پیرا ہوا تو وہ بھی جنت میں داخل ہو جائے گا لہٰذا ارکان اسلام پر عمل کرنے کے ساتھ حلال کاموں کو سرانجام دینے اور حرام کاموں سے مجتنب رہنے کی اشد ضرورت ہے۔

بَابُ بَيَانِ أَرْكَانِ الْإِسْلَامِ وَدَعَائِمِهِ الْعِظَامِ

باب: اسلام کے ارکان اور عظیم ستونوں کے متعلق

19- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ يَعْنِي سُلَيْمَانَ بْنَ حَيَّانَ الْأَحْمَرَ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسَةٍ عَلَى أَنْ يُوَحَّدَ اللَّهُ وَإِقَامِ الصَّلَوةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَوةِ وَصِيَامِ رَمَضَانَ وَالْحَجِّ فَقَالَ رَجُلٌ الْحَجُّ وَصِيَامُ رَمَضَانَ قَالَ لَا صِيَامُ رَمَضَانَ وَالْحَجُّ هَكَذَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ اللہ تعالیٰ کو واحد تسلیم کرنا، نماز ادا کرنا، زکوٰۃ دینا، رمضان المبارک کے روزے رکھنا اور حج کرنا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک آدمی نے عرض کیا: حج اور رمضان المبارک کے روزے؟ انہوں نے فرمایا: نہیں صرف رمضان المبارک کے روزے اور حج میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح ہی سنا ہے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1، ص: 76، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 11732، معجم الاوسط: رقم الحدیث: 533، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 13518)

20- وَحَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ عُثْمَانَ الْعَسْكَرِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّاءَ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ طَارِقٍ قَالَ حَدَّثَنِي

Marfat.com

سَعْدُ بْنُ عُبَيْدَةَ السُّلَمِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ عَلَى أَنْ يُّعْبَدَ اللهُ وَيُكْفَرَ بِمَا دُونَهُ وَإِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيتَاءِ الزَّكٰوةِ وَحَجِّ الْبَيْتِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور اس کے علاوہ ساروں کی عبادت سے انکاری ہونا، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔ (مرجع السابق)

21- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عَاصِمٌ وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَإِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيتَاءِ الزَّكٰوةِ وَحَجِّ الْبَيْتِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے اللہ تعالیٰ کو واحد ماننے اور سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہونے کی شہادت دینا، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔ (مرجع السابق)

22- وَحَدَّثَنِي ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا حَنْظَلَةُ قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ بْنَ خَالِدٍ يُحَدِّثُ طَاوُسًا أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَلَا تَغْزُو فَقَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ الْإِسْلَامَ بُنِيَ عَلَى خَمْسَةٍ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَإِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيتَاءِ الزَّكٰوةِ وَصِيَامِ رَمَضَانَ وَحَجِّ الْبَيْتِ

طاؤس کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک آدمی نے دریافت کیا کہ آپ جہاد کس وجہ سے نہیں کرتے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سن رکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے اللہ تعالیٰ کی واحدانیت کی شہادت دینا، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، رمضان المبارک کے روزے رکھنا اور بیت اللہ کا حج کرنا۔ (مرجع السابق)

بَابُ الْأَمْرِ بِالْإِيمَانِ بِاللهِ تَعَالَى وَرَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَائِعِ الدِّينِ وَالدُّعَاءِ إِلَيْهِ وَالسُّؤَالِ عَنْهُ وَحِفْظِهِ وَتَبْلِيغِهِ مَنْ لَمْ يَبْلُغْهُ

باب: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانا، احکام شریعت پر عمل کرنا، ان کو یاد رکھنا اور ان کی دعوت دینا اور ان کی تبلیغ کرنے کا حکم

23- حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا عَبَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ

Marfat.com

الْقَيْسِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا هٰذَا الْحَيَّ مِنْ رَّبِيْعَةَ وَقَدْ حَالَتْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ فَلَا نَخْلُصُ اِلَيْكَ اِلَّا فِيْ شَهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِاَمْرٍ نَعْمَلُ بِهٖ وَنَدْعُو اِلَيْهِ مَنْ وَّرَآئَنَا قَالَ اٰمُرُكُمْ بِاَرْبَعٍ وَّاَنْهَاكُمْ عَنْ اَرْبَعٍ اَلْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ ثُمَّ فَسَّرَهَا لَهُمْ فَقَالَ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءُ الزَّكَاةِ وَاَنْ تُؤَدُّوْا خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَاَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيْرِ وَالْمُقَيَّرِ زَادَ خَلَفٌ فِيْ رِوَايَتِهٖ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَعَقَدَ وَاحِدَةً

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عبدالقیس کا وفد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہمارے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مابین مضر قبیلہ کے کافر لوگ رہتے ہیں۔ اور ہم تو صرف حرمت والے ماہ میں حاضر خدمت ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی ایسی چیز کا حکم ارشاد فرمایئے جس کے اوپر ہم بھی عمل پیرا ہوں اور اپنے قبیلہ والوں کو بھی اس پر عمل پیرا ہونے کا کہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں چار چیزوں کا حکم ارشاد فرماتا ہوں اور چار چیزوں سے منع کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تفسیر کو بیان فرمایا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اور نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، مال غنیمت میں سے پانچویں حصہ کو دینا اور میں تمہیں خشک کدو کے برتن، سبز گھڑے، لکڑی کے برتن اور اس برتن کے استعمال کرنے سے روکتا ہوں جس کے اوپر روغن رال ملا ہوا ہو۔ خلف بن ہشام نے اپنی روایت میں اس کا اضافہ کیا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے واحد ہونے کا تذکرہ کیا تو اپنی انگلی کے ساتھ اشارہ کیا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1، ص: 75، شعب الایمان: رقم الحدیث: 4018، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 4021، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 17)

راویِ حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا تعارف:

عبداللہ ابن عباس: آپ حضور انور کے چچازاد بھائی ہیں، آپ کی والدہ لبابہ بنت حارث ہیں، یعنی اُمّ المؤمنین میمونہ کی بہن ہجرت سے تین سال پہلے پیدا ہوئے، حضور کی وفات کے وقت آپ کی عمر تیرہ سال تھی، حضور انور نے آپ کو علم و حکمت کی دعائیں دیں آپ کا لقب حبر الامت ہے یعنی مسلمانوں کے بڑے عالم، آپ نہایت حسین عالم فقیہ مجتہد تھے، حضرت عمر نے آپ کو اپنا مشیر خاص بنایا تھا ہر بات میں جلیل القدر صحابہ کے ساتھ آپ سے بھی مشورہ کرتے تھے آخر میں نابینا ہو گئے تھے ۶۸ اڑسٹھ میں طائف میں وفات پائی، اکہتر سال عمر ہوئی۔ مترجم نے قبر انور کی زیارت کی ہے آپ سے ایک خلق نے روایات لی ہیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم تحت حالات صحابہ و تابعین)

24- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَّاَلْفَاظُهُمْ مُتَقَارِبَةٌ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ وَقَالَ الْاٰخَرَانِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ جَمْرَةَ

Marfat.com

قَالَ كُنْتُ أُتَرْجِمُ بَيْنَ يَدَيِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَبَيْنَ النَّاسِ فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ تَسْأَلُهُ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ فَقَالَ إِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ أَتَوْا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ الْوَفْدُ أَوْ مَنِ الْقَوْمُ قَالُوا رَبِيعَةُ قَالَ مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ أَوْ بِالْوَفْدِ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا النَّدَامَى قَالَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا نَأْتِيكَ مِنْ شُقَّةٍ بَعِيدَةٍ وَإِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ هٰذَا الْحَيَّ مِنْ كُفَّارِ مُضَرَ وَإِنَّا لَا نَسْتَطِيعُ أَنْ نَأْتِيَكَ إِلَّا فِي شَهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِأَمْرٍ فَصْلٍ نُخْبِرُ بِهِ مَنْ وَرَائَنَا نَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ قَالَ فَأَمَرَهُمْ بِأَرْبَعٍ وَنَهَاهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ قَالَ أَمَرَهُمْ بِالْإِيمَانِ بِاللهِ وَحْدَهُ وَقَالَ هَلْ تَدْرُونَ مَا الْإِيمَانُ بِاللهِ وَحْدَهُ قَالُوا اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ وَإِقَامُ الصَّلٰوةِ وَإِيتَاءُ الزَّكٰوةِ وَصَوْمُ رَمَضَانَ وَأَنْ تُؤَدُّوا خُمُسًا مِنَ الْمَغْنَمِ وَنَهَاهُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ قَالَ شُعْبَةُ وَرُبَّمَا قَالَ النَّقِيرِ قَالَ وَرُبَّمَا قَالَ الْمُقَيَّرِ وَقَالَ احْفَظُوهُ وَأَخْبِرُوا بِهِ مِنْ وَرَائَكُمْ وَقَالَ أَبُو بَكْرِ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي رِوَايَتِهِ مَنْ وَرَائَكُمْ وَلَيْسَ فِي رِوَايَتِهِ الْمُقَيَّرِ

ابو جمرہ کا بیان ہے کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر لوگوں کے مابین ترجمان تھا تو ایک بار ایک عورت نے حاضر ہو کر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے گھڑے کے اندر بنائے جانے والے نبیذ کے متعلق پوچھا اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں عبدالقیس کا وفد آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ کون لوگ ہیں؟ یہ لوگ عرض گزار ہوئے: ربیعہ۔ ارشاد فرمایا: ان لوگوں پر مرحبا ہو یہ نہ تو شرمندہ ہوں گے نہ ہی ندامت یافتہ۔ یہ لوگ عرض گزار ہوئے: ہم لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں کافی دور سے حاضر ہوئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے مابین قبیلہ مضر کے کافر لوگ آڑے ہیں اس وجہ سے ہم حرمت والے مہینوں کے سوا دوسرے مہینوں میں حاضر اقدس نہیں ہو پاتے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو کوئی ایسا حتمی حکم بیان فرمائیے جس کی تبلیغ ہم اپنے قبیلہ والے لوگوں کو بھی کریں۔ جس سے ہم جنت میں بھی داخل ہو جائیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چار باتوں کا حکم ارشاد فرمایا اور چار باتوں سے منع کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اللہ تعالیٰ کی واحدانیت پر ایمان رکھنے کا حکم ارشاد فرمایا اور ارشاد فرمایا: کیا تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے واحد ہونے پر ایمان رکھنے کا معنیٰ پتہ ہے؟ وہ عرض گزار ہوئے: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو بہتر علم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہ سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوۃ دینا، رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔ اور مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ دینا۔ اور انہیں خشک کدو سے بنائے ہوئے برتن، سبز گھڑے اور روغن رال سے ملے ہوئے برتن کے استعمال سے منع کیا۔ شعبہ نے لکڑی کے برتنوں کا تذکرہ کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ان باتوں کو خود بھی ذہن نشین رکھ لو اور اپنے قبیلہ والوں کو بھی پہنچا دو۔ ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنی روایت میں لکڑی کے برتن کا تذکرہ نہیں کیا۔ (احکام الشرعیۃ الکبری: ج:1، ص:74، سنن الکبری للنسائی: رقم الحدیث: 5849، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 1790، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 172)

25- وَحَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبِي قَالَا

Marfat.com

جَمِیْعًا حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ اَبِیْ جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ نَحْوِ حَدِیْثِ شُعْبَةَ وَقَالَ اَنْهَاكُمْ عَمَّا یُنْبَذُ فِی الدُّبَّاءِ وَالنَّقِیْرِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ وَزَادَ ابْنُ مُعَاذٍ فِیْ حَدِیْثِهٖ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِلْاَشَجِّ اَشَجِّ عَبْدِ الْقَیْسِ اِنَّ فِیْكَ لَخَصْلَتَیْنِ یُحِبُّهُمَا اللهُ الْحِلْمُ وَالْاَنَاةُ

امام مسلم اسی حدیث کو دیگر سند کے ساتھ بیان کر کے یہ اضافہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں اس نبیذ سے روکتا ہوں جو کدو اور لکڑی کے برتن میں اور سبز گھڑے اور روغن رال ملے ہوئے برتن میں تیار کیا جاتا ہے۔ اور معاذ نے اپنی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبدالقیس وفد کے سردار کو ارشاد فرمایا: تمہارے اندر دو خصلتیں ایسی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے سمجھ اور حلم۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:3،ص:843،معجم الاوسط: رقم الحدیث:2374،سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 20059،صحیح ابن حبان: رقم الحدیث:7204)

26- حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ اَیُّوْبَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَیَّةَ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَنْ لَقِیَ الْوَفْدَ الَّذِیْنَ قَدِمُوْا عَلٰی رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَبْدِ الْقَیْسِ قَالَ سَعِیْدٌ وَّذَكَرَ قَتَادَةُ اَبَا نَضْرَةَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ فِیْ حَدِیْثِهٖ هٰذَا اَنَّ اُنَاسًا مِّنْ عَبْدِ الْقَیْسِ قَدِمُوْا عَلٰی رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا یَا نَبِیَّ اللهِ اِنَّا حَیٌّ مِّنْ رَّبِیْعَةَ وَبَیْنَنَا وَبَیْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ وَلَا نَقْدِرُ عَلَیْكَ اِلَّا فِیْ اَشْهُرِ الْحُرُمِ فَمُرْنَا بِاَمْرٍ نَّاْمُرُ بِهٖ مَنْ وَّرَآئَنَا وَنَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ اِذَا نَحْنُ اَخَذْنَا بِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اٰمُرُكُمْ بِاَرْبَعٍ وَّاَنْهَاكُمْ عَنْ اَرْبَعٍ اعْبُدُوا اللهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْئًا وَّاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكَاةَ وَصُوْمُوْا رَمَضَانَ وَاَعْطُوا الْخُمُسَ مِنَ الْغَنَائِمِ وَاَنْهَاكُمْ عَنْ اَرْبَعٍ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِیْرِ قَالُوْا یَا نَبِیَّ اللهِ مَا عِلْمُكَ بِالنَّقِیْرِ قَالَ بَلٰی جِذْعٌ تَنْقُرُوْنَهٗ فَتَقْذِفُوْنَ فِیْهِ مِنَ الْقُطَیْعَاءِ قَالَ سَعِیْدٌ اَوْ قَالَ مِنَ التَّمْرِ ثُمَّ تَصُبُّوْنَ فِیْهِ مِنَ الْمَاءِ حَتّٰی اِذَا سَكَنَ غَلَیَانُهٗ شَرِبْتُمُوْهُ حَتّٰی اِنَّ اَحَدَكُمْ اَوْ اِنَّ اَحَدَهُمْ لَیَضْرِبُ ابْنَ عَمِّهٖ بِالسَّیْفِ قَالَ وَفِی الْقَوْمِ رَجُلٌ اَصَابَتْهُ جِرَاحَةٌ كَذٰلِكَ قَالَ وَكُنْتُ اَخْبَؤُهَا حَیَاءً مِّنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ فَفِیْمَ نَشْرَبُ یَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ فِیْ اَسْقِیَةِ الْاَدَمِ الَّتِیْ یُلَاثُ عَلٰی اَفْوَاهِهَا قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللهِ اِنَّ اَرْضَنَا كَثِیْرَةُ الْجُرْذَانِ وَلَا تَبْقٰی بِهَا اَسْقِیَةُ الْاَدَمِ فَقَالَ نَبِیُّ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاِنْ اَكَلَتْهَا الْجُرْذَانُ وَاِنْ اَكَلَتْهَا الْجُرْذَانُ وَاِنْ اَكَلَتْهَا الْجُرْذَانُ قَالَ فَقَالَ نَبِیُّ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِاَشَجِّ عَبْدِ الْقَیْسِ اِنَّ فِیْكَ لَخَصْلَتَیْنِ یُحِبُّهُمَا اللهُ الْحِلْمُ وَالْاَنَاةُ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں عبدالقیس کے کچھ لوگ آ کر عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم قبیلہ ربیعہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ہمارے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان قبیلہ مضر کے کافر لوگ

Marfat.com

آڑے ہیں۔ اسی وجہ سے حرمت والے مہینوں کے ماسوا دوسرے مہینوں میں آنا ہمارے واسطے مشکل ہے۔ چنانچہ ہمیں آپ ﷺ کوئی ایسا حکم بیان فرما دیجئے جسے ہم اپنے قبیلہ والوں کو پہنچا دیں۔ اور اس پر ہم خود بھی عمل پیرا ہو کر جنت میں داخل ہو جائیں اس پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں چار چیزوں کا حکم ارشاد فرماتا ہوں۔ اور چار چیزوں سے روک رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو، رمضان المبارک کے روزے رکھو، مال غنیمت سے پانچویں حصہ کو دو۔ اور چار چیزوں سے تمہیں روکتا ہوں۔ ان کا استعمال ہرگز نہ کرو۔ وہ دباء، حنتم، مزفت اور نقیر ہیں۔ وہ لوگ عرض گزار ہوئے: آپ ﷺ کو پتہ ہے کہ لکڑی والا برتن کس طرح کا ہوتا ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیوں نہیں۔ تم لکڑی کو بالکل کھوکھلا کر کے اس کے اندر کھجوروں کو بھگو ڈالتے ہو اور جس وقت اس کا کچا پانی جوش مار کر رک جاتا ہے تو پھر تم اسے پی لیتے ہو۔ حتیٰ کہ تم میں سے ایک آدمی تلوار سے اپنے کزن کو قتل کر دیتا ہے۔ ایک ایسا آدمی وفد کے اندر موجود تھا جسے اسی وجہ سے زخم پہنچا تھا اور اس نے رسول اللہ ﷺ سے حیاء کی بناء پر اپنے زخم کو چھپا رکھا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں عرض گزار ہوا: یارسول اللہ ﷺ! ہم کیسے برتنوں میں پی لیا کریں۔ ارشاد فرمایا: چمڑے کی ایسی مشکوں میں پی لیا کرو جن کے مونہوں کو باندھ دیا گیا ہو۔ وفد والوں نے عرض کیا: یا نبی اللہ ﷺ! ہمارے علاقے میں تو چوہوں کی کثرت ہے وہاں پر تو چمڑے کے مشکیزے بچ ہی نہیں سکتے۔ تو اس پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان ہی برتنوں کے اندر پی لیا کرو چاہے چوہے بھی کاٹ دیں۔ چاہے چوہے کاٹ دیں۔ چاہے چوہے کاٹ دیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے عبدالقیس کے سردار سے ارشاد فرمایا: تم میں دو ایسے خصائل ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے سمجھ اور حلم۔ (احکام الشرعیۃ الکبری: جز: 1، ص: 107، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 55)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا تعارف:

ابوسعید خدری: آپ کا نام سعد ابن مالک ہے، انصاری خدری ہیں، اپنی کنیت میں مشہور ہیں، آپ حافظ ہیں، بہت احادیث کے راوی ہیں، بہت صحابہ تابعین نے آپ سے روایات لیں، ۷۴ چوہتر میں وفات ہوئی، چوراسی سال عمر پائی جنت البقیع سے باہر آپ کی قبر انور ہے حضرت فاطمہ بنت اسد کی قبر کے برابر۔

(الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ وتابعین)

27- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنِي غَيْرُ وَاحِدٍ لَقِيَ ذَالِكَ الْوَفْدَ وَذَكَرَ اَبَا نَضْرَةَ عَنْ اَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ اَنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ لَمَّا قَدِمُوا عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ غَيْرَ اَنَّ فِيهِ وَتَذِيفُونَ فِيهِ مِنَ الْقُطَيْعَاءِ وَالتَّمْرِ وَالْمَاءِ وَلَمْ يَقُلْ قَالَ سَعِيدٌ اَوْ قَالَ مِنَ التَّمْرِ

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قتادہ کی اسی حدیث کو دوسری سند کے ساتھ بیان کیا جس میں کچھ لفظی تبدیلی ہے کھجوروں کو پانی میں ڈالنے کے واسطے تفذفون کی جگہ تذیفون کا لفظ ہے اور اس میں سعید کا یہ قول بھی نہیں ذکر ہے اسے شک ہے کہ آپ ﷺ نے

Marfat.com

کھجوروں کا ذکر کیا تھا یا چھواروں کا ذکر کیا تھا۔ (مرجع السابق)

28- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو قَزَعَةَ أَنَّ أَبَا نَضْرَةَ أَخْبَرَهُ وَحَسَنًا أَخْبَرَهُمَا أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ لَمَّا أَتَوْا نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا يَا نَبِيَّ اللَّهِ جَعَلَنَا اللَّهُ فِدَاءَكَ مَاذَا يَصْلُحُ لَنَا مِنَ الْأَشْرِبَةِ فَقَالَ لَا تَشْرَبُوا فِي النَّقِيرِ قَالُوا يَا نَبِيَّ اللَّهِ جَعَلَنَا اللَّهُ فِدَاءَكَ أَوَ تَدْرِي مَا النَّقِيرُ قَالَ نَعَمْ الْجِذْعُ يُنْقَرُ وَسَطُهُ وَلَا فِي الدُّبَّاءِ وَلَا فِي الْحَنْتَمَةِ وَعَلَيْكُمْ بِالْمُوكَى

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں وفد عبدالقیس حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہمیں اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان کردے ہمارے واسطے کون سے برتنوں میں پانی پینا جائز ہے اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لکڑی کے برتنوں کے اندر نہ پیا کرو۔ وفد والے عرض گزار ہوئے: یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہمیں اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان کرے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پتہ ہے کہ لکڑی کا برتن کس طرح ہوتا ہے۔ ارشاد فرمایا: لکڑی کو اندر سے کھوکھلا کر لیتے ہیں پھر ارشاد فرمایا: کدو کے برتن کو استعمال نہ کرو اور نہ ہی سبز گھڑے کو ان کے ماسوا چمڑے کی ان مشکوں سے پی لیا کرو جن کا منہ بندھا ہوا ہو۔

(معجم الکبیر: رقم الحدیث: 5439، مسند احمد: رقم الحدیث: 11119، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 55)

تشریح:

زمانۂ جاہلیت میں عرب اشہرِ حُرم (یعنی ذوالقعدہ، ذی الحجہ، محرم، رجب) کی حرمت وعظمت کے معتقد تھے۔ تو جب کبھی لڑائی کے زمانے میں یہ حرمت والے مہینے آجاتے تو ان کو بہت شاق گزرتے۔ اور ان میں لڑائی اور جنگ وغیرہ نہ کرتے اسی لیے اسی لیے وفد عبد القیس نے عرض کی کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس (اضطراری حالت کے علاوہ) صرف حرمت والے مہینوں میں ہی آسکتے ہیں۔

باب مذکورہ میں ممنوع برتنوں کا بیان:

مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

روایت ہے حضرت ابن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا تونبی سے اور ٹھلیا سے اور (خاص قسم کے) پیالہ سے اور کھوکھلی جڑ سے ا اور حکم دیا کہ چمڑے کی مشکیزوں میں نبیذ بنایا جائے ۲ (مسلم)

شرح

ا اہلِ عرب شراب کے بڑے عادی تھے، جب اسلام میں شراب حرام کی گئی تو شراب بنانے رکھنے پینے کے برتنوں کا استعمال بھی حرام کردیا گیا تاکہ یہ برتن دیکھ کر لوگوں کو شراب یاد نہ آوے اور لوگ پھر سے شراب نہ پینے لگیں، بعد میں برتنوں کی ممانعت کی حدیث منسوخ ہوگئی اسی کی ناسخ حدیث آگے آرہی ہے، یہ شراب کے چار برتنوں کا ذکر ہے۔ پختہ کدو جو لمبا ہوتا ہے اسے کھکھل کرلیا جاتا تھا، اس سے جگ کی جگہ کام لیتے تھے کہ اسے دباء کہتے تھے۔ چھوٹا گھڑا جس میں تھوڑی شراب رکھتے تھے اسے حنتم کہتے تھے، اس

Marfat.com

پر اکثر سبز رنگ کر دیتے تھے۔شراب پینے کا پیالہ جس میں تارکول لگا ہوتا اسے مزفت کہتے تھے یعنی زفت لگا ہوا روغنی پیالہ۔موٹے درخت کی جڑ کھوکھل کر کے زمین میں گاڑ دیتے اس میں زیادہ شراب رکھتے تھے اسے نقیر کہتے۔غرضیکہ شراب رکھنے کے دو برتن تھے اور پلانے کے دو برتن۔ان چاروں برتنوں کا استعمال بھی حرام کر دیا گیا اور فرمایا گیا کہ ان برتنوں میں دودھ، پانی، نبیذ اور کوئی شربت بھی نہ پیو نہ رکھو تا کہ شراب کا تصور نہ آنے پائے۔

۲۔ یعنی چمڑے کے مشکیزے میں نبیذ بناؤ کیونکہ اولاً چمڑے کے مشکیزے میں نبیذ میں جلد نشہ پیدا نہیں ہوتا کہ چمڑا ٹھنڈا ہوتا ہے اگر نبیذ میں جوش آ جائے اور نشہ پیدا ہو جائے تو چمڑہ کا مشکیزہ پھٹ جاتا ہے۔ان مذکورہ برتنوں میں جلد نشہ پیدا ہو جاتا ہے اور پھر خبر نہیں ہوتی کہ نشہ ہوا ہے یا نہیں، ممکن ہے کہ نشہ پیدا ہو چکا ہو اور تم بے خبری میں پی لو۔

اس حدیث کی ناسخ حدیث یہ ہے:

روایت ہے حضرت بریدہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے تم کو برتنوں سے منع کیا تھا مگر برتن نہ کسی چیز کو حلال کرتا ہے نہ حرام ا۔ ہر نشہ والی چیز حرام ہے اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے تم کو شربتوں سے منع کیا تھا سوا چمڑے کے برتنوں میں تم ہر برتن میں پیو سوا اس کے کہ نشہ آور چیز نہ ہو۔(مسلم)

شرح

ا۔ یہ حدیث پچھلی حدیث کی ناسخ ہے یعنی حرمت وحلت برتن پر موقوف نہیں بلکہ نشہ پر موقوف ہے۔یہ حدیث اس وقت کی ہے جب لوگ ترک شراب کے عادی ہو چکے تھے اور نشہ آور اور غیر نشہ آور میں تمیز کر سکتے تھے حالات بدل گئے حکم بدل گیا۔

۲۔ خیال رہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک خمر یعنی انگوری شراب تو حرام بعینہ ہے کہ اس کا ایک قطرہ بھی حرام ہے، اس کے ماسوا دوسری نشہ آور چیزیں خواہ پتلی ہوں جیسے جوار وغیرہ کی شراب یا خشک جیسے افیون، بھنگ وغیرہ نشہ دیں تو حرام ہیں ورنہ حرام نہیں بشرطیکہ لہو ولعب کے لیے استعمال نہ کرے (یعنی علاج وغیرہ کے لیے استعمال کرے، علوی غفرلہ)۔دوسرے اماموں کے ہاں ہر پتلی نشہ آور چیز مطلقاً حرام ہے نشہ دے یا نہ دے، خشک نشہ آور چیزیں حد نشہ سے کم حلال ہیں۔یہ حدیث امام اعظم کی دلیل ہے کہ حضور انور نے حرمت کو نشہ پر موقوف فرمایا، فتویٰ قول صاحبین پر ہے۔" (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ششم)

بَابُ الدُّعَآءِ اِلَی الشَّھَادَتَیْنِ وَشَرَائِعِ الْاِسْلَامِ

باب: توحید و رسالت کی شہادت دینا اور احکام شرعیہ کی دعوت دینا

29- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ وَّاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ جَمِيْعًا عَنْ وَكِيْعٍ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ زَكَرِيَّاءَ بْنِ اِسْحٰقَ قَالَ حَدَّثَنِیْ يَحْيٰی بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِیٍّ عَنْ اَبِیْ مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ رُبَّمَا قَالَ وَكِيْعٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ مُعَاذًا قَالَ بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّكَ تَاْتِیْ قَوْمًا مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ فَادْعُهُمْ اِلٰی شَهَادَةِ اَنْ لَّا

Marfat.com

اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللهِ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَاۤئِهِمْ فَتُرَدُّ فِيْ فُقَرَاۤئِهِمْ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاِيَّاكَ وَكَرَائِمَ اَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهٗ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللهِ حِجَابٌ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھیجا اور ارشاد فرمایا: تم کچھ اہل کتاب کے پاس جارہے ہو تو پہلے انہیں اللہ تعالیٰ کے واحد ہونے اور میرے رسول ہونے کی گواہی دینے کی دعوت دینا جب وہ اسے تسلیم کرلیں تو ان کو بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اوپر دن اور رات میں پانچ نمازوں کو فرض کیا ہے جس وقت وہ انہیں مان لیں تو انہیں یہ بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اوپر زکوٰۃ کو بھی فرض کیا ہے جو ان کے مال والوں سے لے کر ان کے فقیروں میں بانٹ دی جائے گی جس وقت وہ اسے تسلیم کرلیں تو پھر تم ان کا زکوٰۃ میں اچھا مال کبھی بھی وصول نہ کرنا اور مظلوم کی بددعا سے بچنا اس لئے کہ مظلوم کی بددعا اور رب تعالیٰ کے درمیان کسی قسم کا حجاب نہیں ہوا کرتا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1، ص: 91، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 2215، سنن ابوداود: رقم الحدیث: 1357، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 1773)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا تعارف:

معاذ ابن جبل: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے انصاری ہیں، خزرجی ہیں، بیعت عقبہ دوم میں ستر صحابہ میں آپ بھی تھے بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے، حضور انور نے آپ کو یمن کا قاضی و معلم بنا کر بھیجا، اٹھارہ سال کی عمر میں اسلام لائے حضرت عمر نے ابوعبیدہ ابن جراح کے بعد آپ کو شام کا حاکم بنایا اڑتیس سال عمر پائی ۱۸ اٹھارہ میں طاعون عمواس میں وفات ہوئی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابوعبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ و تابعین)

30- حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ اِسْحٰقَ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ زَكَرِيَّاءَ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ اَبِيْ مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا اِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ اِنَّكَ سَتَاْتِيْ قَوْمًا بِمِثْلِ حَدِيْثِ وَكِيْعٍ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا حاکم بنا کر روانہ فرمایا اور انہی وصیتوں کو بیان فرمایا جو سابق حدیث میں گزر چکیں۔ (مرجع السابق)

31- حَدَّثَنَا اُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ الْعَيْشِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ وَّهُوَ ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اُمَيَّةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ اَبِيْ مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَ مُعَاذًا اِلَى الْيَمَنِ قَالَ اِنَّكَ تَقْدَمُ عَلٰى قَوْمٍ اَهْلِ كِتَابٍ فَلْيَكُنْ اَوَّلَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ عِبَادَةُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَاِذَا عَرَفُوا اللهَ فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ اللهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ

Marfat.com

صَلَوَاتٍ فِیْ یَوْمِهِمْ وَلَیْلَتِهِمْ فَاِذَا فَعَلُوْا فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ اللهَ قَدْ فَرَضَ عَلَیْهِمْ زَکَاةً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِیَائِهِمْ فَتُرَدُّ عَلٰی فُقَرَائِهِمْ فَاِذَا اَطَاعُوْا بِهَا فَخُذْ مِنْهُمْ وَتَوَقَّ کَرَائِمَ اَمْوَالِهِمْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا حاکم بنا کر روانہ فرمایا تو اس وقت ارشاد فرمایا: تم اہل کتاب کے پاس جاؤ گے تو انہیں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی دعوت دینا جس وقت وہ اسے تسلیم کرلیں تو انہیں یہ بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اوپر دن اور رات میں پانچ نمازوں کو فرض فرمایا ہے جس وقت وہ اس حکم کو مان لیں تو ان کو یہ بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اوپر زکوٰۃ کو بھی فرض فرمایا ہے جو ان کے مالوں سے لے کر انہی لوگوں کے فقیروں میں بانٹ دی جائے گی جس وقت وہ اسے تسلیم کرلیں تو ان سے زکوٰۃ وصول کرنا مگر ان کے اچھے مال کو نہ لینا۔ (مرجع السابق)

تشریح:

اس باب میں جہاں توحید ورسالت کی شہادت دینے اور احکام شرعیہ کی دعوت دینے کا ذکر ہے وہاں نومسلموں سے حکمت کے ساتھ آہستہ آہستہ احکام اسلام کو لاگو کرنے کا بیان ہے۔ تاکہ ان کی پرانی عادات آہستہ آہستہ ختم ہو جائیں، کیونکہ یک دم عادات کو ختم کرنا مشکل کام ہے۔

بَابُ الْاَمْرِ بِقِتَالِ النَّاسِ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ

باب: لوگوں کے لا الہ الا اللہ نہ کہنے تک ان سے قتال کرنے کا حکم

32- حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ حَدَّثَنَا لَیْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عُقَیْلٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُبَیْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتُخْلِفَ اَبُوْبَکْرِ الصِّدِّیْقُ بَعْدَهٗ وَکَفَرَ مَنْ کَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِاَبِیْ بَکْرٍ کَیْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ فَمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ فَقَدْ عَصَمَ مِنِّیْ مَالَهٗ وَنَفْسَهٗ اِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهٗ عَلَی اللهِ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ وَّاللهِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَیْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّکٰوةِ فَاِنَّ الزَّکٰوةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللهِ لَوْ مَنَعُوْنِیْ عِقَالًا کَانُوْا یُؤَدُّوْنَهٗ اِلٰی رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰی مَنْعِهٖ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَوَاللهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ رَّاَیْتُ اللهَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ اَبِیْ بَکْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے ظاہری پردہ فرمایا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلافت پر فائز ہوئے اور عرب کے کچھ قبائل مرتد ہو گئے (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ نہ دینے والوں سے جنگ کا ارادہ کیا) اس پر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ ان لوگوں سے کیسے قتال کریں گے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان مقدس ہے: مجھے اس وقت تک لوگوں سے جنگ کرنے کا حکم ارشاد فرمایا گیا ہے جب تک کہ وہ لا الہ الا اللہ

Marfat.com

نہ کہیں۔ اور لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد میری جانب ان کی جان و مال امن میں آ گئے ہاں جس آدمی نے احکام شریعت کی خلاف ورزی کی تو اس سے اس کے متعلق پکڑ ہو گی۔ اور اس کا اندرونی حال رب تعالیٰ کے حوالے ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس پر فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم! میں ایسے آدمی سے ضرور بالضرور قتال کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ کے ادا کرنے میں فرق کرے گا اس لئے زکوٰۃ کے مال میں اللہ تعالیٰ کا حق ہے اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر یہ لوگ اس کے اس ٹکڑے کو دینے سے بھی انکاری ہو جائیں جسے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مقدسہ میں دیتے رہتے تھے تو میں ان سے اس وقت قتال کروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم! میں نے اس بات کو جان لیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس معاملہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا ہے۔ پس میں نے بھی جان لیا کہ یہی بات حق ہے۔

(سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 2223، معجم الاوسط: رقم الحدیث: 941، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1331، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 7169)

33- وَحَدَّثَنَا اَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى وَاَحْمَدُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ اَحْمَدُ حَدَّثَنَا و قَالَ الْاٰخَرَانِ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَصَمَ مِنِّيْ مَالَهٗ وَنَفْسَهٗ اِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهٗ عَلَى اللّٰهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے لوگوں سے تب تک قتال کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے جب تک وہ لا الہ الا اللہ نہ کہہ لیں اور لا الہ الا اللہ کہہ لینے کے بعد میری جانب سے ان کی جان و مال محفوظ ہو گئے اور اس کا اندرونی حال اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے ہاں اگر کسی آدمی نے شریعت والے احکام کی خلاف ورزی کی تو اس کی پھر پکڑ ہو گی اللہ تعالیٰ کے ہاں۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1، ص: 85، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 4303، معجم الاوسط: رقم الحدیث: 1772، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 16280)

34- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ عَنِ الْعَلَاءِ ح وَحَدَّثَنَا اُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ وَاللَّفْظُ لَهٗ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْقُوْبَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَيُؤْمِنُوْا بِيْ وَبِمَا جِئْتُ بِهٖ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَاءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے لوگوں سے تب تک قتال کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے جب تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کی شہادت نہ دیدیں اور میری رسالت کا اقرار نہ کر لیں پھر میری جانب سے ان کی جان و مال امن میں آ گئے اور ان کا اندرونی حال اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے ہاں جب وہ اسلامی احکام کی خلاف ورزی کریں گے تو ان کی پھر پکڑ ہو گی اور ان کا حساب و کتاب اللہ تعالیٰ پر ہے۔ (مرجع السابق)

35- وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ

وَّعَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ ابْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہی روایت دوسری سند سے بھی مروی ہے۔

36-وَحَدَّثَنِیْ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِیْعٌ ح وَحَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ یَعْنِی ابْنَ مَهْدِیٍّ قَالَا جَمِیْعًا حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِذَا قَالُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَصَمُوْا مِنِّیْ دِمَاءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَی اللّٰهِ ثُمَّ قَرَاَ اِنَّمَا اَنْتَ مُذَكِّرٌ لَسْتَ عَلَیْهِمْ بِمُسَیْطِرٍ

(الغاشیۃ: ۲۱'۲۲)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے لوگوں سے تب تک قتال کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے جب تک کہ وہ لا الہ الا اللہ نہ کہہ لیں اور لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد میری جانب سے ان کے جان و مال امن میں آ گئے ہاں اسلامی احکام کی خلاف ورزی کرنے پر ان کی پکڑ ہوگی اور ان کا اندرونی حال اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیت کو پڑھا: آپ تو صرف لوگوں کو نصیحت کرنے والے ہیں ان پر جبر کرنے والے نہیں ہیں۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1، ص: 86، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 11670، مستدرک: رقم الحدیث: 3926، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 1746)

37-حَدَّثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ الْمِسْمَعِیُّ مَالِكُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الصَّبَّاحِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَیْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَشْهَدُوْا اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوا الزَّكٰوةَ فَاِذَا فَعَلُوْا عَصَمُوْا مِنِّیْ دِمَاءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَی اللّٰهِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے لوگوں سے اس وقت تک قتال کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے جب تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے واحد ہونے اور سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رسول اللہ ہونے کی گواہی نہ دے لیں اور نماز اور زکوٰۃ کو نہ دیں پھر میری طرف سے ان کے جان و مال امن میں آ گئے۔ ہاں اسلامی احکام کی خلاف ورزی کرنے پر ان کی پکڑ ہوگی اور ان کا اندرونی حال اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 4920، شرح السنۃ: جز: 1، ص: 13، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 175، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 24)

38-وَحَدَّثَنَا سُوَیْدُ بْنُ سَعِیْدٍ وَّابْنُ اَبِیْ عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا مَرْوَانُ یَعْنِیَانِ الْفَزَارِیَّ عَنْ اَبِیْ مَالِكٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَكَفَرَ مَا یُعْبَدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَرُمَ مَالُهٗ وَدَمُهٗ وَحِسَابُهٗ عَلَی اللّٰهِ

Marfat.com

ابو مالک کے والد محترم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس آدمی نے لا الہ الا اللہ کہہ لیا اور سارے باطل معبودوں کا انکاری ہو گیا تو اس کے جان و مال محترم اور امن میں آگئے اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے۔ (مرجع السابق)

39- وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ ح وَحَدَّثَنِیْهِ زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ هَارُوْنَ كِلَاهُمَا عَنْ اَبِیْ مَالِكٍ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ وَحَّدَ اللّٰهَ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِهٖ

ابو مالک کے والد محترم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس آدمی نے رب تعالیٰ کو واحد تسلیم کیا۔ آگے پھر اس کی مثل حدیث ذکر کی۔ (مرجع السابق)

تشریح:

''زکوۃ کے لغوی معنی ہیں پاکی اور بڑھنا، رب تعالیٰ فرماتا ہے:

"قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى".

چونکہ زکوۃ کی برکت سے نفس انسانی بخل کے میل سے پاک وصاف ہوتا ہے، نیز اس کی وجہ سے مال میں برکت ہوتی ہے اس لئے اسے زکوۃ کہتے ہیں۔ زکوۃ کا سبب بڑھنے والا مال ہے اور اسکے شرائط: اسلام، آزادی، عقل، بلوغ اور قرض سے مال کا خالی ہونا ہے لہٰذا کافر، غلام، بچے اور دیوانے پر زکوۃ فرض نہیں۔ حق یہ ہے کہ زکوۃ کا اجمالی حکم ہجرت سے پہلے آیا اور اس کی تفصیل ۱۱ھ میں بیان ہوئی لہٰذا آیات قرآنیہ میں تعارض نہیں۔ کُل چار مالوں میں زکوۃ فرض ہے: سونا چاندی، مال تجارت، جنگل میں چرنے والے جانور، زمینی پیداوار۔ (از مرقاۃ و اشعہ) تفصیلی احکام کتب فقہ میں دیکھو۔ پیداوار کی زکوۃ دسواں یا بیسواں حصہ ہے، باقی مال تجارت و سونے چاندی کا چالیسواں حصہ۔'' (مرآۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ، کتاب الزکوۃ فصل اول)

''روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور آپ کے بعد حضرت ابو بکر خلیفہ ہوئے اور دیہاتیوں میں جو کافر ہوئے وہ ہوئے ۱؎ تو حضرت عمر ابن خطاب نے حضرت ابو بکر سے عرض کیا کہ آپ ان لوگوں سے جنگ کیسے کریں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا ہے کہ مجھے لوگوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا حتی کہ وہ کہیں لا الہ الا اللہ تو جس نے لا الہ الا اللہ کہہ لیا اس نے مجھ سے اپنی جان و مال بچا لیے مگر حق اسلام کے ماتحت اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے ۲؎ تو حضرت ابو بکر نے فرمایا رب کی قسم میں اس پر جہاد کروں گا جو نماز و زکوۃ میں فرق کرے کیونکہ زکوۃ مال کا حق ہے ۳؎ اللہ کی قسم اگر وہ مجھے بکری کا بچہ نہ دیں جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا کرتے تھے تو میں اس منع کرنے پر ان سے جہاد کروں گا ۴؎ حضرت عمر فرماتے ہیں خدا کی قسم میرا یہ حال ہوا کہ میں نے یہ یقین سے جان لیا کہ اس جہاد کے لیے ابو بکر کا سینہ رب نے کھولا ہے میں پہچان گیا کہ یہ جہاد برحق ہے ۵؎ (مسلم، بخاری)

شرح

۱؎ خیال رہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد قبیلہ غطفان فزارہ، بنی سلیم وغیرہ نے وجوب زکوۃ کا انکار کر دیا اور بولے کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

"خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً"

یارسول اللہ ان کے مال کی زکوۃ آپ وصول کرو جب وصول کرنے والے تشریف لے گئے تو زکوۃ بھی ختم، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے انہیں مرتد قرار دیا اور ان پر جہاد کی تیاری فرمائی، اسی طرف قرآن کریم نے اشارہ فرمایا تھا۔

"وَمَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِى اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ" الآیۃ۔

یہ صدیقی جماعت ہی وہ جماعت ہے جو ان مرتدین کی سرکوبی کے لیے رب تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہوئی، یہ خدا کو پیاری خدا اسے پیارا۔ خیال رہے کہ اسی عہد صدیقی میں بہت سے لوگ مسیلمہ کذاب کو نبی ماننے لگے اور مرتد ہو گئے، پہلے مرتدین پر آپ نے لشکرکشی کی ہی تھی کہ وہ توبہ کر گئے مگر ان دوسرے مرتدین سے بہت گھمسان کا رن پڑا جس میں اکثر قاری اور حافظ صحابہ شہید ہو گئے جس پر جمع قرآن کی ضرورت پیش آئی اور حضرت صدیق نے قرآن پاک جمع فرمایا، اس موقعہ کی قرآن کریم نے اس طرح خبر دی

"قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِىْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ" الخ۔

۲۔ فاروق اعظم اولاً منکرین زکوۃ پر جہاد کے مخالف تھے ان کی دلیل اس حدیث کے ظاہری الفاظ تھے کہ کلمہ گو پر جہاد کیسا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہری کلمہ پڑھنے والے منافقین پر جہاد نہ فرمایا تو یہ مانعین زکوۃ تو دل سے کلمہ پڑھ رہے ہیں، ورزکوۃ کے سوا تمام فرائض کے معتقد ہیں تو ان پر آپ جہاد کیسے کر سکتے ہیں۔

۳۔ صدیق اکبر کا یہ جواب نہایت جامع اور مختصر ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اے عمر! تم نے اپنی حدیث میں یہ لفظ نہ دیکھا

اِلَّا بِحَقِّهٖ

یعنی کلمہ گو کو حق اسلام کی وجہ سے قتل کیا جا سکتا ہے، نماز بھی حق اسلام ہے اور زکوۃ بھی، جو ان دونوں میں فرق کرے کہ نماز کو مانے زکوۃ کا انکار کرے وہ یقیناً مستحق جہاد ہے۔ رہے منافقین ان کے متعلق حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی حدیث میں فرمایا

"وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ"

یعنی ہم دل سے بحث نہ کریں گے جو کوئی بظاہر اسلام کے سارے ارکان کا اقرار کرے ہم اس پر جہاد نہ کریں گے، دل میں اس کے کچھ بھی ہو، منافقین کسی رکن اسلامی کے زبان سے منکر نہ تھے سبحان اللہ! کیا پاکیزہ استدلال ہے۔

۴۔ یعنی اے عمر! وجوب زکوۃ کا انکار تو بڑی چیز ہے اگر وہ لوگ ظاہری مال یعنی پیداوار اور جانوروں کی زکوۃ ہمارے بیت المال میں داخل نہ کریں تب بھی تو وہ سرکوبی کے مستحق ہیں کیونکہ اس میں ایک سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدہ ودانستہ انکار ہے۔ اس جگہ مرقات میں ہے کہ اگر کوئی قوم اذان دینا چھوڑ دے تو سلطان اسلام ان سے بھی جنگ کرے گا کیونکہ اس میں شعار اسلامی کا بند کرنا ہے۔ خیال رہے کہ اب چونکہ بادشاہ عموماً لاپرواہ اور حکام فاسق ہو گئے جن سے امید نہیں کہ زکوتوں کو ان کے مصرفوں پر صرف کریں لہٰذا اب انہیں کوئی زکوۃ نہ دی جائے اسی لیے صدیق اکبر نے

مَنَعُوْنِیْ

فرمایا یعنی مجھے اور مجھ جیسے عادل سلطان اسلام (جس کے سارے حکام منصف ہوں) کو زکوۃ نہ دیں تو ان پر جنگ ہو گی۔ مرقات

Marfat.com

نے اس جگہ فرمایا کہ عثمان غنی کے زمانہ میں لوگوں کا حال بدل گیا تھا اس لیے آپ نے زکوۃ وصول کرنے میں سختی نہ فرمائی بلکہ مال والے اپنی زکوتیں خود دینے لگے اور کسی صحابی نے آپ کے اس عمل پر انکار نہ کیا۔ خیال رہے کہ وجوب زکوۃ کا انکار کفر ہے ایسے لوگوں پر اسلامی جہاد ہوگا اور اس زمانہ میں خلیفۃ المسلمین کو زکوۃ نہ ادا کرنا بغاوت تھی جس پر ان کے خلاف تادیبی کاروائی حتی کہ جنگ بھی کی جاسکتی تھی لہٰذا یہ حدیث بالکل واضح ہے اور اس کے شروع میں

" كَفَرَ مَنْ كَفَرَ "

فرمانا بالکل درست ہے۔ مرقات میں یہاں ہے کہ احناف کے نزدیک حاکم کو جبرًا زکوۃ وصول کرنے کا حق نہیں، شوافع کے ہاں ہے، یہ حدیث چونکہ منکرین زکوۃ کے متعلق ہے اس لیے احناف کے خلاف نہیں۔

۵۔ یعنی میں نے حضرت صدیق کی رائے کی طرف رجوع کر لیا۔ اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ صدیق اکبر بعد نبی تمام مخلوق سے بڑے عالم اور بڑے سیاست دان تھے، انہی کے علم پر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا دفن اپنے حجرے میں ہوا، انہی کے علم پر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا چھوڑا ہوا مال وقف بنا، انہی کے علم پر اس جہاد کی تیاری ہوئی، اگر آج آپ تھوڑی نرمی کرتے تو فرائض اسلامی کے انکار کا دروازہ کھل جاتا اسی لیے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت آپ ہی کو جانشین امام نماز بنایا، انہی کی سیاست سے حجاز بلکہ عرب میں امن وامان بحال ہوا اور فاروقی فتوحات کے لیے راستہ صاف ہوا۔ دوسرے یہ کہ ایک شعار اسلامی کا انکار بھی ایسا ہی کفر ہے جیسے سارے ارکان کا انکار۔ تیسرے یہ کہ کلمہ گو مرتدین پر جہاد کیا جائے گا۔"

(مرأۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ، کتاب الزکوۃ، فصل ثالث)

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى صِحَّةِ إِسْلَامِ مَنْ حَضَرَهُ الْمَوْتُ مَا لَمْ يَشْرَعْ فِي النَّزْعِ وَهُوَ الْغَرْغَرَةُ وَنَسْخِ جَوَازِ الِاسْتِغْفَارِ لِلْمُشْرِكِينَ وَالدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَنْ مَاتَ عَلَى الشِّرْكِ فَهُوَ مِنْ أَصْحَابِ الْجَحِيمِ وَلَا يُنْقِذُهُ مِنْ ذٰلِكَ شَيْءٌ مِّنَ الْوَسَائِلِ

باب: غرغرہ موت سے قبل ایمان لانے کا درست ہونا، مشرکین کے واسطے استغفار کے جواز کا منسوخ ہونا اور اس بات پر دلیل کہ شرک پر مرجانے والا دوزخی ہے۔ اس کو کوئی بھی چیز دوزخ سے نہیں بچاسکے گی

40- وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ جَاءَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ عِنْدَهُ أَبَا جَهْلٍ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَمِّ قُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ كَلِمَةً أَشْهَدُ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ يَا أَبَا طَالِبٍ أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْرِضُهَا عَلَيْهِ وَيُعِيدُ لَهُ تِلْكَ الْمَقَالَةَ حَتّٰى قَالَ أَبُو طَالِبٍ اٰخِرَ مَا كَلَّمَهُمْ هُوَ عَلَى مِلَّةِ عَبْدِ

Marfat.com

الْمُطَّلِبِ وَاَبٰى اَنْ يَّقُوْلَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا وَاللّٰهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ اُنْهَ عَنْكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ) وَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْٓ اَبِيْ طَالِبٍ فَقَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ)

سعید بن مسیب کے والد محترم سے روایت ہے کہ جس وقت ابوطالب کے فوت ہونے کا وقت قریب آیا تو اس کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ فگن ہوئے اس دوران ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ ابوطالب کے پاس بیٹھے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے چچا! صرف ایک دفعہ لا الہ الا اللہ کہہ لو میں آپ کے حق میں اسلام کی شہادت بیان کروں گا اس پر ابوجہل اور عبداللہ بن امیہ نے کہا: اے ابوطالب! کیا تم اپنے والد عبدالمطلب کے دین کو ترک کر رہے ہو۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بار بار ابوطالب کو لا الہ الا اللہ کہنے کی تلقین فرماتے رہے اور ابوطالب کے آخر والے الفاظ یہ تھے: میں اپنے باپ عبدالمطلب کے دین پر ہوں اور وہ لا الہ الا اللہ کہنے سے انکاری ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم! میں تمہارے واسطے اللہ تعالیٰ سے تب تک مغفرت طلب کرتا رہوں گا جب تک اللہ تعالیٰ اس سے منع نہ فرما دے۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کو اتارا: نبی اور مسلمانوں کے لئے مشرکین کی مغفرت کی دعا کرنا جائز نہیں چاہے وہ ان کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں جبکہ ان کا دوزخی ہونے کا پتہ لگ گیا ہو۔ اور ابوطالب کے متعلق اس آیت کریمہ کا بھی نزول ہوا: ہر وہ آدمی جسے آپ چاہیں آپ اس میں ہدایت جاری نہیں کر سکتے ہاں اللہ تعالیٰ جس کے حق میں چاہتا ہے ہدایت پیدا فرما دیتا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں سے اچھی طرح واقف ہے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1 ص: 89 سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 2162 سنن النسائی: رقم الحدیث: 2008 شرح السنۃ: ج: 1 ص: 313)

41- وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح وَحَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ وَهُوَ ابْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ غَيْرَ اَنَّ حَدِيْثَ صَالِحٍ انْتَهٰى عِنْدَ قَوْلِهٖ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْهِ وَلَمْ يَذْكُرِ الْاٰيَتَيْنِ وَقَالَ فِيْ حَدِيْثِهٖ وَيَعُوْدَانِ بِتِلْكَ الْمَقَالَةِ وَفِيْ حَدِيْثِ مَعْمَرٍ مَكَانَ هٰذِهِ الْكَلِمَةِ فَلَمْ يَزَالَا بِهٖ

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اسی حدیث کو دوسری سند سے روایت کیا ہے مگر اس میں ان دو آیات کا تذکرہ نہیں ہے۔ (مرجع السابق)

42- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَّابْنُ اَبِيْ عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا مَرْوَانُ عَنْ يَزِيْدَ وَهُوَ ابْنُ كَيْسَانَ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَمِّهٖ عِنْدَ الْمَوْتِ قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَبٰى قَالَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ (اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ ... الْاٰيَةَ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا کے فوت ہونے کے وقت ارشاد فرمایا: آپ لا

Marfat.com

الہ الا اللہ پڑھ لیجئے میں بروز حشر تمہارے اسلام کی گواہی دوں گا مگر ابوطالب انکاری ہو گئے اس پر اس آیت کریمہ کا نزول ہوا: انک لاتھدی من احببت۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1، ص: 82، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 25)

43- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُوْنٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ الْاَشْجَعِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَمِّهِ قُلْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ لَوْلَا اَنْ تُعَيِّرَنِيْ قُرَيْشٌ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا حَمَلَهُ عَلٰى ذٰلِكَ الْجَزَعُ لَاَقْرَرْتُ بِهَا عَيْنَيْكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ (اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا سے ارشاد فرمایا: آپ لا الہ الا اللہ کہہ لیجئے میں بروز حشر تمہارے اسلام قبول کرنے کی شہادت دوں گا اس پر ابوطالب نے کہا: اگر مجھے قریش کی ان باتوں سے عار نہ ہوتا کہ ابوطالب نے موت کے خوف سے اسلام قبول کیا ہے تو میں کلمہ پڑھ کر تمہاری آنکھوں کو ٹھنڈا کر دیتا اس پر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کا نزول فرمایا: انک لا تھدی من احببت و لکن اللہ یھدی من یشاء۔ (سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3112، شعب الایمان: رقم الحدیث: 90، مسند اسحاق بن راہویہ: رقم الحدیث: 208، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 485)

تشریح:

احادیث مذکورہ بالا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب کی بابت بات ہوئی ہے، ایمان ابی طالب میں علماء کا اختلاف رہا ہے، اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کا نظریہ عدم ایمان کا ہے، بہر حال اس بات کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کرنے میں ہی نجات ہے۔ علوی غفرلہ

ایمان ابی طالب میں مفتی احمد یار خاں نعیمی کا نظریہ:

''خیال رہے کہ ابوطالب کے ایمان کے متعلق علماء اہلِ سنت میں اختلاف ہے۔ علامہ احمد دحلان رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کتاب لکھی ہے

"اسنی المطالب فی ایمان ابی طالب"

وہاں ان کا ایمان ثابت فرمایا ہے۔ صاحب تفسیر روح البیان نے فرمایا کہ وہ شرعاً مؤمن نہ تھے کہ انہوں نے صراحۃً کلمہ نہ پڑھا مگر عند اللہ مؤمن تھے، ان بزرگوں کے نزدیک ابوطالب کو یہ عذاب عارضی ہوگا جیسے بعض گنہگار مسلمانوں کو اور وہ اللہ تعالیٰ کے اس لپ کے ذریعہ دوزخ سے نکالے جائیں گے جو شفاعتیں ختم ہو جانے پر رب تعالیٰ دوزخیوں سے بھرا ہوا اپنا ایک لپ جنت میں ڈالے گا۔ عام علماء فرماتے ہیں کہ ان کا ایمان ثابت نہیں۔ خیال رہے کہ کوئی شخص ان پر زبان طعن دراز نہ کرے، وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے ہی خدمت گزار ہیں، حضور کو اپنے ساتھ لے کر سونے والے، حضور کی خاطر کفار مکہ کے ہاتھوں بہت ہی دکھ درد سہنے والے، ممکن ہے کہ ان پر طعن کرنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھ ہو ہم اپنی فکر کریں کہ ہمارا انجام کیا ہوگا۔''

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ہفتم، کتاب الفتن)

علامہ غلام رسول سعیدی کا نظریہ:

''مذاہب اربعہ کے معروف علماء فقہاء مفسرین اور جمہور اہل سنت کا یہ موقف ہے کہ ابو طالب کا ایمان ثابت نہیں ہے۔ ہم نے عمدا ان تمام تصریحات کا ذکر نہیں کیا' کیونکہ ہمارے لیے یہ کوئی خوشگوار موضوع نہیں ہے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بڑی خواہش تھی کہ ابو طالب ایمان لے آئے۔ لیکن تقدیر کا لکھا پورا ہو کر رہا۔ یہ بہت نازک مقام ہے' جو لوگ اس مسئلہ میں شدت کرتے ہیں اور ابو طالب کی ابولہب اور ابو جہل کی طرح مذمت کرتے ہیں' وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی دل آزاری کے خطرہ میں ہیں۔

ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور آپ کے اہل بیت کی دل آزاری سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں' ہم اس بحث میں صرف اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے ابو طالب کا ایمان ثابت نہیں ہے اور یہ چیز ہم پر بھی اتنی ہی گراں اور باعث رنج ہے جتنی اہل بیت کے لیے ہے۔ اس سے زیادہ ہم اس بحث میں نہ کچھ لکھنا چاہتے ہیں اور نہ اس مسئلہ کی باریکیوں میں الجھنا چاہتے ہیں۔ بعض علماء اہل سنت نے ابو طالب کے ایمان کو ثابت کیا ہے۔ ہر چند کہ یہ رائے تحقیق اور جمہور کے موقف کے خلاف ہے' لیکن ان کی نیت محبت اہل بیت ہے' اس لیے ان پر طعن نہیں کرنا چاہیے۔'' (تبیان القرآن از علامہ غلام رسول سعیدی تحت: الانعام: ۲۶)

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَنْ مَّاتَ عَلَى التَّوْحِيدِ دَخَلَ الْجَنَّةَ قَطْعًا

باب: اس بات پر دلیل کہ جو توحید پر فوت ہوا وہ جنت میں ضرور داخل ہوگا

44- حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ كِلَاهُمَا عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ حُمْرَانَ عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَّاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اس بات پر مرا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج: 1، ص: 87، البحر الزخار: رقم الحدیث: 397، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 10952، معجم الاوسط: رقم الحدیث: 1663)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا تعارف:

عثمان ابن عفان: آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہے اموی قرشی ہیں، آپ شروع اسلام میں ہی حضرت ابو بکر صدیق کی تبلیغ سے انہیں کے ہاتھ پر اسلام لائے ابھی حضور انور دار ارقم میں نہیں گئے تھے آپ نے حبشہ کی طرف دو ہجرتیں کیں آپ غزوہ بدر میں شریک نہ ہو سکے کیونکہ آپ کی زوجہ رقیہ بنت رسول اللہ بیمار تھیں حضور انور کے حکم سے مدینہ منورہ میں رہے حضور نے بدر کی غنیمت سے حصہ آپ کو دیا، نیز صلح حدیبیہ کے موقعہ پر بیعت الرضوان میں جسما شریک نہ ہوئے کیونکہ حضور انور نے آپ کو اپنا نمائندہ بنا کر اہل مکہ کے پاس صلح کی بات چیت کرنے بھیجا تھا اور یہ بیعت آپ کے پیچھے ہوئی تھی اس خبر پر کہ عثمان کو اہل مکہ نے شہید کر دیا۔ حضور انور نے اپنے بائیں ہاتھ کے متعلق فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور آپ نے داہنے ہاتھ کے متعلق فرمایا کہ یہ محمد مصطفی کا ہاتھ ہے صلی اللہ علیہ وسلم اور بیعت کی چونکہ

حضور انور کی دو بیٹیاں رقیہ و کلثوم آگے پیچھے حضرت عثمان کے نکاح میں آئیں اسی لیے آپ کا لقب ذوالنورین ہے یعنی دو نور والے۔ آپ یکم محرم ۲۴ چوبیس کو خلیفہ بنے بیاسی سال عمر پائی بارہ برس خلافت کی آپ کو اسود تجیبی مصری نے یا کسی اور نے شہید کیا اور جنت البقیع کے کنارے پر دفن ہوئے، شہادت اٹھارہ ذی الحجہ جمعہ کے دن ۳۵ پینتیس کو ہوئی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم تحت حالات صحابہ و تابعین)

45- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنِ الْوَلِيْدِ اَبِيْ بِشْرٍ قَالَ سَمِعْتُ حُمْرَانَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عُثْمَانَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ سَوَاءً

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اس کی مشکل روایت ہے۔ (مرجع السابق)

46- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ النَّضْرِ بْنِ اَبِي النَّضْرِ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُو النَّضْرِ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ الْاَشْجَعِيُّ عَنْ مَّالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَسِيْرٍ قَالَ فَنَفِدَتْ اَزْوَادُ الْقَوْمِ قَالَ حَتّٰى هَمَّ بِنَحْرِ بَعْضِ حَمَائِلِهِمْ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ جَمَعْتَ مَا بَقِيَ مِنْ اَزْوَادِ الْقَوْمِ فَدَعَوْتَ اللّٰهَ عَلَيْهَا قَالَ فَفَعَلَ قَالَ فَجَاءَ ذُو الْبُرِّ بِبُرِّهٖ وَذُو التَّمْرِ بِتَمْرِهٖ قَالَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَّذُو النَّوَاةِ بِنَوَاتِهٖ قُلْتُ وَمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ بِالنَّوٰى قَالَ كَانُوْا يَمُصُّوْنَهٗ وَيَشْرَبُوْنَ عَلَيْهِ الْمَاءَ قَالَ فَدَعَا عَلَيْهَا حَتّٰى مَلَاَ الْقَوْمُ اَزْوِدَتَهُمْ قَالَ فَقَالَ عِنْدَ ذٰلِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا يَلْقَى اللّٰهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرُ شَاكٍّ فِيْهِمَا اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت ایک سفر میں تھے کہ زادِ راہ ختم ہو گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ خیال کیا کہ کچھ اونٹوں کو ذبح کر دیا جائے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاش! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کے باقی ماندہ کھانے کو اکٹھا فرما کر اس کے اوپر برکت کی دعا فرما دیتے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یونہی کیا۔ تو جس کے پاس گندم تھی وہ گندم لے کر آیا اور جس کے پاس کھجوریں تھیں وہ کھجوروں کو لے کر آیا۔ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اور جس کے پاس گٹھلیاں تھیں وہ گٹھلیوں کو لے کر آیا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ گٹھلیوں کا وہ لوگ کیا معاملہ کرتے تھے۔ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: انہیں وہ چوس چوس کر اوپر سے پانی نوش فرما لیا کرتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان ساری چیزوں کو جمع کر کے دعا فرمائی تو اس سے وہ کھانا اس قدر برکت والا ہو گیا کہ سارے لوگوں نے اپنے اپنے برتنوں کو بھر لیا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں جس شخص نے توحید و رسالت پر ایمان کی حالت میں رب تعالیٰ سے ملاقات کی ہوگی تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 8794، مسند ابی عوانہ: جز:1، ص:21، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 486)

Marfat.com

47- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ عُثْمَانَ وَأَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ قَالَ أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَوْ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ شَكَّ الْأَعْمَشُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ غَزْوَةِ تَبُوكَ أَصَابَ النَّاسَ مَجَاعَةٌ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ لَوْ أَذِنْتَ لَنَا فَنَحَرْنَا نَوَاضِحَنَا فَأَكَلْنَا وَادَّهَنَّا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْعَلُوا قَالَ فَجَاءَ عُمَرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنْ فَعَلْتَ قَلَّ الظَّهْرُ وَلَكِنِ ادْعُهُمْ بِفَضْلِ أَزْوَادِهِمْ ثُمَّ ادْعُ اللهَ لَهُمْ عَلَيْهَا بِالْبَرَكَةِ لَعَلَّ اللهَ أَنْ يَجْعَلَ فِي ذَلِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ قَالَ فَدَعَا بِنِطَعٍ فَبَسَطَهُ ثُمَّ دَعَا بِفَضْلِ أَزْوَادِهِمْ قَالَ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِكَفِّ ذُرَةٍ قَالَ وَجَعَلَ يَجِيءُ الْآخَرُ بِكَفِّ تَمْرٍ قَالَ وَيَجِيءُ الْآخَرُ بِكَسْرَةٍ حَتَّى اجْتَمَعَ عَلَى النِّطَعِ مِنْ ذَلِكَ شَيْءٌ يَسِيرٌ قَالَ فَدَعَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ قَالَ لَهُمْ خُذُوا فِي أَوْعِيَتِكُمْ قَالَ فَأَخَذُوا فِي أَوْعِيَتِهِمْ حَتَّى مَا تَرَكُوا فِي الْعَسْكَرِ وِعَاءً إِلَّا مَلَئُوهُ قَالَ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا وَفَضَلَتْ فَضْلَةٌ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ لَا يَلْقَى اللهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرَ شَاكٍّ فَيُحْجَبَ عَنِ الْجَنَّةِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ یا حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ غزوہ تبوک کے سفر میں لوگ شدت بھوک کے عالم میں تھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذن عطا فرمائیں تو ہم پانی لانے والے اونٹوں کو ذبح کر کے کھالیں اور چربی کو تیل بناڈالیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اذن عطا فرمادیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس دوران تشریف لے آئے اور عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ معاملہ فرمایا تو پھر تو سواریاں تھوڑی ہو جائیں گی ہاں یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کے باقی ماندہ کھانے کو طلب فرمالیجے اور اس پر برکت کی دعا فرمادیجے۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ برکت عطا فرمادے گا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ تو درست ہے۔ اور ایک چمڑے کے دسترخوان کو بچھادیا گیا۔ تو لوگوں کے باقی ماندہ کھانے کو طلب فرمایا کوئی آدمی اپنی ہتھیلی میں جوار کو تو کوئی کھجوروں کو تو کوئی روٹیوں کے ٹکڑے کو لے کر آرہا تھا۔ یہ ساری چیزیں جمع ہو کر ذراسی مقدار میں اکٹھی ہو گئیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برکت کی دعا فرمادی پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سارے اپنے اپنے برتنوں میں کھانے کو بھرتے جائیں پس سارے لوگوں نے اپنے اپنے برتن بھر لئے حتیٰ کہ لشکر جرار کے سارے برتن بھر گئے اور ساروں نے اکٹھے ہو کر کھانا تناول فرمایا۔ تو شکم سیر ہو گئے مگر پھر بھی کھانا باقی بچ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے دیکھتے ہوئے ارشاد فرمایا: میں شہادت بیان کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اور اس کلمہ پر یقین رکھتے ہوئے جو بھی رب تعالیٰ سے ملاقات کرے گا تو وہ جنتی شخص ہوگا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:1، ص:88، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث:13، مسند ابی یعلی: رقم الحدیث:1199، مسند احمد: رقم الحدیث:10658)

48- حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ عَنِ ابْنِ جَابِرٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَيْرُ بْنُ هَانِئٍ قَالَ حَدَّثَنِي جُنَادَةُ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ

عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَنَّ عِیْسٰی عَبْدُ اللّٰهِ وَابْنُ اَمَتِهٖ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقَاهَا اِلٰی مَرْیَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ وَاَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَّاَنَّ النَّارَ حَقٌّ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ مِنْ اَیِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِیَةِ شَآءَ

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کلمہ پڑھ لے اور اس بات کی شہادت بیان کرے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے اس کی بندی مریم رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے ہیں اور اس کا وہ کلمہ ہیں جسے اس نے حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی جانب القا کیا تھا اور اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ روح ہیں اور یہ کہ جنت حق ہے اور دوزخ بھی حق ہے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس دروازے سے وہ چاہے گا اسے جنت میں داخل فرما دے گا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:3، ص:475، البحر الزخار: رقم الحدیث:2332، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث:10969، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث:207)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا تعارف:

عبادہ ابن صامت: آپ کی کنیت ابو الولید ہے انصاری سالمی ہیں، نقیب انصار تھے، عقبہ کی دونوں بیعتوں میں شریک ہوئے، پھر بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے، حضرت عمر نے آپ کو شام کا قاضی اور معلم بنا کر بھیجا آپ حمص میں مقیم رہے پھر وہاں سے فلسطین چلے گئے رملہ یا بیت المقدس میں وفات پائی، بہتر سال عمر پائی ۳۴ چونتیس میں وفات ہوئی، مشہور صحابی ہیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ وتابعین)

49- وَحَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ الدَّوْرَقِیُّ حَدَّثَنَا مُبَشِّرُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ عَنِ الْاَوْزَاعِیِّ عَنْ عُمَیْرِ بْنِ هَانِئٍ فِیْ هٰذَا الْاِسْنَادِ بِمِثْلِهٖ غَیْرَ اَنَّهٗ قَالَ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ عَلٰی مَا كَانَ مِنْ عَمَلٍ وَّلَمْ یَذْكُرْ مِنْ اَیِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِیَةِ شَآءَ

یہی حدیث دوسری سند کے ساتھ ذکر کی ہے کہ جس کے آخر میں ہے کہ اس کے عمل جس طرح کے بھی ہوں اس کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل فرما دے گا۔

اور اس روایت میں ''آٹھ دروازوں میں سے جس سے چاہے'' کا تذکرہ نہیں ہے۔ (مرجع السابق)

50- حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ حَدَّثَنَا لَیْثٌ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ یَحْیٰی بْنِ حَبَّانَ عَنِ ابْنِ مُحَیْرِیْزٍ عَنِ الصُّنَابِحِیِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّهٗ قَالَ دَخَلْتُ عَلَیْهِ وَهُوَ فِی الْمَوْتِ فَبَكَیْتُ فَقَالَ لِیْ مَهْلًا لِمَ تَبْكِیْ فَوَاللّٰهِ لَئِنِ اسْتُشْهِدْتُ لَاَشْهَدَنَّ لَكَ وَلَئِنْ شُفِّعْتُ لَاَشْفَعَنَّ لَكَ وَلَئِنِ اسْتَطَعْتُ لَاَنْفَعَنَّكَ ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهِ مَا مِنْ حَدِیْثٍ سَمِعْتُهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَكُمْ فِیْهِ خَیْرٌ اِلَّا حَدَّثْتُكُمُوْهُ اِلَّا حَدِیْثًا وَّاحِدًا وَّسَوْفَ اُحَدِّثُكُمُوْهُ الْیَوْمَ وَقَدْ اُحِیْطَ بِنَفْسِیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ النَّارَ

Marfat.com

صنابحی کا بیان ہے کہ میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی تیمارداری کے واسطے حاضر ہوا۔ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ حالت نزع میں تھے میں ان کو دیکھ کر رونے لگ گیا تو انہوں نے فرمایا: تم کیوں رو رہے ہو اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر مجھے گواہ بنایا گیا تو میں تمہارے حق میں شہادت دوں گا۔ اور اگر مجھے شفیع بنا دیا گیا تو میں تمہارے حق میں شفاعت بھی کروں گا۔ اور مجھے اگر قدرت ہوسکی تو میں تمہیں نفع بھی ضرور دوں گا۔ پھر فرمایا: میں سوائے ایک حدیث کے ساری احادیث تم کو سنا چکا ہوں۔ اور وہ ایک باقی ماندہ حدیث بھی تمہیں سنائے دیتا ہوں۔ اس لئے کہ میرا یہ آخری وقت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس آدمی نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت بیان کی اللہ تعالیٰ اس کے اوپر دوزخ کی آگ کو حرام فرما دے گا۔ (سنن الترمذی: رقم الحدیث: 2562، مسند احمد: رقم الحدیث: 21653، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 29)

51- حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ الْأَزْدِيُّ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلَّا مُؤْخِرَةُ الرَّحْلِ فَقَالَ يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللهِ عَلَى الْعِبَادِ قَالَ قُلْتُ اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّ حَقَّ اللهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ثُمَّ سَارَ سَاعَةً قَالَ يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللهِ إِذَا فَعَلُوا ذٰلِكَ قَالَ قُلْتُ اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سواری پر ردیف تھا۔ میرے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مابین بس کجاوے والی درمیانی لکڑی آڑے تھی اسی دوران رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے معاذ بن جبل! میں عرض گزار ہوا: حاضر ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! تھوڑی دور چلنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ ارشاد فرمایا: اے معاذ بن جبل! میں عرض گزار ہوا: حاضر ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! اس کے بعد کچھ دور چلنے کے بعد دوبارہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے معاذ بن جبل! میں عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حاضر ہوں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ بندوں پر اللہ تعالیٰ کا کیا حق ہے۔ میں عرض گزار ہوا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بہتر علم ہے۔ ارشاد فرمایا: بندوں پر اللہ تعالیٰ کا یہ حق ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تھوڑی دیر تک سفر فرماتے رہے تو دوبارہ ارشاد فرمایا: اے معاذ بن جبل! میں عرض گزار ہوا: حاضر ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! ارشاد فرمایا: تم کو پتہ ہے کہ جب بندے ان احکام پر عمل کرلیں تو اللہ تعالیٰ پر ان کا کیا حق ہے؟ میں عرض گزار ہوا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بہتر علم ہے۔ ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ پر بندوں کا یہ حق ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ عذاب نہ دے۔ (معجم الکبیر: رقم الحدیث: 81، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 362، صحیح بخاری: رقم الحدیث: 5510، مسند احمد: رقم الحدیث: 21082)

Marfat.com

52- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ سَلَّامُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ رِدْفَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى حِمَارٍ يُقَالُ لَهٗ عُفَيْرٌ قَالَ فَقَالَ يَا مُعَاذُ اَتَدْرِيْ مَا حَقُّ اللهِ عَلَى الْعِبَادِ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللهِ قَالَ قُلْتُ اللهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ حَقَّ اللهِ عَلَى الْعِبَادِ اَنْ يَّعْبُدُوا اللهَ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّحَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ اَنْ لَّا يُعَذِّبَ مَنْ لَّا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَفَلَا اُبَشِّرُ النَّاسَ قَالَ لَا تُبَشِّرْهُمْ فَيَتَّكِلُوْا

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عنبہ نامی دراز گوش پر ردیف تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے معاذ! کیا تم کو پتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بندوں پر اور بندوں کا اللہ تعالیٰ پر کیا حق ہے۔ میں عرض گزار ہوا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بہتر علم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کا بندوں پر یہ حق ہے کہ وہ اس کی بندگی کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور اللہ تعالیٰ پر بندوں کا یہ حق ہے کہ وہ انہیں عذاب میں مبتلا نہ کرے۔ جن لوگوں نے کسی کو اس کا شریک قرار نہیں دیا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں عرض گزار ہوا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں لوگوں کو یہ بشارت نہ دیدوں اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چھوڑ دو ورنہ وہ لوگ اس پر بھروسہ کرلیں گے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج: 1، ص: 323، البحر الزخار: رقم الحدیث: 2284، سنن کبریٰ للنسائی: 5877، معجم الاوسط: رقم الحدیث: 8165)

53- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ حَصِيْنٍ وَّالْاَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ اَنَّهُمَا سَمِعَا الْاَسْوَدَ بْنَ هِلَالٍ يُحَدِّثُ عَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مُعَاذُ اَتَدْرِيْ مَا حَقُّ اللهِ عَلَى الْعِبَادِ قَالَ اللهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ اَنْ يُّعْبَدَ اللهُ وَلَا يُشْرَكَ بِهٖ شَيْءٌ قَالَ اَتَدْرِيْ مَا حَقُّهُمْ عَلَيْهِ اِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ قُلْتُ اللهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ اَنْ لَّا يُعَذِّبَهُمْ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے معاذ! کیا تم کو پتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بندوں پر کیا حق ہے؟ میں عرض گزار ہوا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بہتر علم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ پھر ارشاد فرمایا: کیا تم کو پتہ ہے کہ جس وقت ان احکام پر عمل کرلیں تو ان کا رب تعالیٰ پر کیا حق ہے؟ میں عرض گزار ہوا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بہتر علم ہے۔ ارشاد فرمایا: وہ یہ کہ انہیں رب تعالیٰ عذاب نہ دے۔ (معجم الکبیر: رقم الحدیث: 81، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 4286، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 2567، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 362)

54- حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ اَبِيْ حُصَيْنٍ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاذًا يَقُوْلُ دَعَانِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَجَبْتُهٗ فَقَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ اللهِ عَلَى النَّاسِ بِنَحْوِ حَدِيْثِهِمْ

Marfat.com

امام مسلم نے دوسری سند کے ساتھ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ جس میں تبدیلی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب متوجہ ہوا تو ارشاد فرمایا: کیا تم کو پتہ ہے کہ بندوں پر اللہ تعالیٰ کا کیا حق ہے۔ آگے اس کی مثل حدیث بیان کی۔ (مرجع السابق)

55- حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ الْحَنَفِيُّ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا قُعُودًا حَوْلَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَنَا أَبُو بَكْرٍ وَّعُمَرُ فِي نَفَرٍ فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْنِ أَظْهُرِنَا فَأَبْطَأَ عَلَيْنَا وَخَشِينَا أَنْ يُّقْطَعَ دُونَنَا وَفَزِعْنَا فَقُمْنَا فَكُنْتُ أَوَّلَ مَنْ فَزِعَ فَخَرَجْتُ أَبْتَغِي رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى أَتَيْتُ حَائِطًا لِلْأَنْصَارِ لِبَنِي النَّجَّارِ فَدُرْتُ بِهٖ هَلْ أَجِدُ لَهٗ بَابًا فَلَمْ أَجِدْ فَإِذَا رَبِيعٌ يَّدْخُلُ فِي جَوْفِ حَائِطٍ مِّنْ بِئْرٍ خَارِجَةٍ وَّالرَّبِيعُ الْجَدْوَلُ فَاحْتَفَزْتُ كَمَا يَحْتَفِزُ الثَّعْلَبُ فَدَخَلْتُ عَلٰى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ مَا شَأْنُكَ قُلْتُ كُنْتَ بَيْنَ أَظْهُرِنَا فَقُمْتَ فَأَبْطَأْتَ عَلَيْنَا فَخَشِينَا أَنْ يُّقْطَعَ دُونَنَا فَفَزِعْنَا فَكُنْتُ أَوَّلَ مَنْ فَزِعَ فَأَتَيْتُ هٰذَا الْحَائِطَ فَاحْتَفَزْتُ كَمَا يَحْتَفِزُ الثَّعْلَبُ وَهٰؤُلَاءِ النَّاسُ وَرَائِي فَقَالَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ وَأَعْطَانِي نَعْلَيْهِ قَالَ اذْهَبْ بِنَعْلَيَّ هَاتَيْنِ فَمَنْ لَقِيتَ مِنْ وَّرَاءِ هٰذَا الْحَائِطِ يَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهٗ فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَكَانَ أَوَّلَ مَنْ لَقِيتُ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ مَا هَاتَانِ النَّعْلَانِ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قُلْتُ هَاتَانِ نَعْلَا رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَنِي بِهِمَا مَنْ لَقِيتُ يَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مُطْمَئِنًّا بِهَا قَلْبُهٗ بَشَّرْتُهٗ بِالْجَنَّةِ فَضَرَبَ عُمَرُ بِيَدِهٖ بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَخَرَرْتُ لِاسْتِي فَقَالَ ارْجِعْ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَرَجَعْتُ إِلٰى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَجْهَشْتُ بُكَاءً وَّرَكِبَنِي عُمَرُ فَإِذَا هُوَ عَلٰى أَثَرِي فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قُلْتُ لَقِيتُ عُمَرَ فَأَخْبَرْتُهٗ بِالَّذِي بَعَثْتَنِي بِهٖ فَضَرَبَ بَيْنَ ثَدْيَيَّ ضَرْبَةً خَرَرْتُ لِاسْتِي فَقَالَ ارْجِعْ فَقَالَ لَهٗ رَسُولُ اللهِ يَا عُمَرُ مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا فَعَلْتَ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي أَبَعَثْتَ أَبَا هُرَيْرَةَ بِنَعْلَيْكَ مَنْ لَقِيَ يَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهٗ بَشَّرَهٗ بِالْجَنَّةِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ فَإِنِّي أَخْشٰى أَنْ يَّتَّكِلَ النَّاسُ عَلَيْهَا فَخَلِّهِمْ يَعْمَلُونَ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَلِّهِمْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت بیٹھے ہوئے تھے اور ہماری معیت دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی جلوہ فگن تھے۔ اسی دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھ کر باہر تشریف لے گئے اور بہت زیادہ دیر تک واپس نہ آئے اس پر ہمیں ڈر لگا کہ یہ نہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی اذیت پہنچ گئی ہو۔ چنانچہ اس بات کو لے کر ہم سارے کے سارے کھڑے ہو گئے سب سے پہلے میں گھبراتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ڈھونڈنے کے لئے نکل کھڑا ہوا

Marfat.com

اور انصار کے قبیلہ بنی نجار کے باغ کو جا پہنچا میں باغ کے چاروں جانب چکر لگا تا رہا مگر مجھے اندر جانے کی خاطر کوئی بھی دروازہ نہ مل پایا۔ چنانچہ اس دوران ایک نالہ نظر آیا جو باہر والے کنویں سے باغ کے اندر کو جا رہا تھا۔ میں لومڑی کی مانند گھسٹتے ہوئے اس نالہ کی راہ کے ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک جا پہنچا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابوہریرہ! میں عرض گزار ہوا: ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمایا: کیا ہوا؟ میں عرض گزار ہوا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے درمیان جلوہ فگن تھے تو اچانک باہر کو آ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واپس تشریف لے جانے میں تاخیر ہوگئی ہمیں اسی بناء پر ڈر لگا کہ مبادا دشمن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اکیلے دیکھ کر پریشانی نہ دے دیں۔ ہم سارے گھبرائے ہوئے کھڑے ہو گئے اور سب سے قبل میں ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ڈھونڈنے نکل کھڑا ہوا۔ چنانچہ میں اس باغ تک آ پہنچا اور لومڑی کی مانند خود کو گھسیٹتے ہوئے باغ میں آ پہنچا دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی میرے پیچھے پیچھے تشریف لا رہے ہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنے نعلین شریفین عطا فرما دیئے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابوہریرہ! میری ان دونوں نعلین کو لئے چل پڑو اور باغ کے باہر جو بھی آدمی تمہیں کلمہ کی پختہ یقینی کے ساتھ گواہی دیتے ہوئے مل جائے تو اسے جنت کی خوشخبری دیدو۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ باغ کے باہر ساروں سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے میں ملا تو انہوں نے دریافت فرمایا: اے ابوہریرہ! یہ نعلین کیسے ہیں؟ میں عرض گزار ہوا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعلین ہیں جو مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خاطر عطا فرمائے ہیں کہ مجھے جو بھی آدمی پختہ یقینی کے ساتھ کلمہ کی شہادت بیان کرتا ہوا ملے میں اسے جنت کی خوشخبری دے دوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سنتے ہی میرے سینہ پر چپیٹا مارا جس کی بناء پر میں پشت کے بل آ پڑا اس کے بعد مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں لوٹ جاؤ چنانچہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر ہو کر رونے لگ گیا تو اسی دوران حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی آ پہنچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا: اے ابوہریرہ! کیا ہوا؟ میں عرض گزار ہوا: سب سے قبل میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملا تو انہیں میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان بتایا تو انہوں نے میرے سینہ پر طمانچہ مار کر مجھے پشت کے بل گرا ڈالا اور انہوں نے فرمایا: واپس لوٹ جاؤ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا: تم نے یہ کس وجہ سے کیا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچی سے ابوہریرہ کو اپنے نعلین شریفین دے کر روانہ فرمایا تھا۔ کہ جو اسے آدمی مل جائے پختہ یقینی کے کلمہ کی شہادت دیتا ہوا تو اسے یہ جنت کی خوشخبری دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح نہ کیجئے اس لئے کہ مجھے ڈر ہے کہ لوگ تو پھر کلمہ پر ہی توکل کر لیں گے انہیں عمل بجالانے دیجئے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو پھر انہیں رہنے دو۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:1، ص:83، صحیح ابن حبان: ج:10، ص:409، مسند الصحابۃ: ج:5، ص:33)

56- حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَدِيفُهُ عَلَى الرَّحْلِ فَقَالَ يَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ يَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ يَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا

Marfat.com

حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا اُخْبِرُ بِهَا النَّاسَ فَيَسْتَبْشِرُوْا قَالَ اِذًا يَّتَّكِلُوْا فَاَخْبَرَ بِهَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِهِ تَاَثُّمًا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی سواری کے اوپر جلوہ فگن تھے اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ردیف تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے معاذ! حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: حاضر ہوں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ ارشاد فرمایا: اے معاذ! انہوں نے عرض کیا: حاضر ہوں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ ارشاد فرمایا: اے معاذ! انہوں نے عرض کیا: حاضر ہوں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اس بات کی شہادت دیدے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ دوزخ پر اس آدمی کو حرام فرمادے گا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں لوگوں کو یہ بشارت سنا نہ دوں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پھر تو لوگ اسی پر توکل کر بیٹھیں گے اس کے بعد حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے حالت موت کے دوران گناہ سے بچنے کی خاطر اس حدیث کو بیان کر دیا۔ (شعب الایمان: رقم الحدیث: 125، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 32)

57- حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوْخَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ الْمُغِيْرَةِ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَلَقِيْتُ عِتْبَانَ فَقُلْتُ حَدِيْثٌ بَلَغَنِيْ عَنْكَ قَالَ اَصَابَنِيْ فِيْ بَصَرِيْ بَعْضُ الشَّيْءِ فَبَعَثْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِّيْ اُحِبُّ اَنْ تَاْتِيَنِيْ فَتُصَلِّيَ فِيْ مَنْزِلِيْ فَاَتَّخِذَهُ مُصَلًّى قَالَ فَاَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنْ اَصْحَابِهِ فَدَخَلَ وَهُوَ يُصَلِّيْ فِيْ مَنْزِلِيْ وَاَصْحَابُهُ يَتَحَدَّثُوْنَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ اَسْنَدُوْا عُظْمَ ذٰلِكَ وَكُبْرَهُ اِلٰى مَالِكِ بْنِ دُخْشُمٍ قَالَ وَدُّوْا اَنَّهُ دَعَا عَلَيْهِ فَهَلَكَ وَوَدُّوْا اَنَّهُ اَصَابَهُ شَيْءٌ فَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ وَقَالَ اَلَيْسَ يَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالُوْا اِنَّهُ يَقُوْلُ ذٰلِكَ وَمَا هُوَ فِيْ قَلْبِهِ قَالَ لَا يَشْهَدُ اَحَدٌ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَيَدْخُلَ النَّارَ اَوْ تَطْعَمَهُ قَالَ اَنَسٌ فَاَعْجَبَنِيْ هٰذَا الْحَدِيْثُ فَقُلْتُ لِابْنِيْ اُكْتُبْهُ فَكَتَبَهُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے محمود بن ربیع نے بیان کیا ہے کہ مدینہ منورہ میں میں عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ سے ملا میں عرض گزار ہوا کہ میں نے آپ کی روایت کی ہوئی ایک حدیث کو سنا ہے آپ مجھے وہ اب بیان فرمائیے۔ حضرت عتبان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری آنکھوں میں تھوڑی تکلیف ہوئی تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں معروض بھیجی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری خواہش ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر جلوہ فگن ہو کر کسی مقام پر نماز پڑھ دیں تاکہ میں اس مقام کو نماز ادا کرنے کے لئے خاص کرلوں۔ حضرت عتبان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معیت میرے گھر جلوہ فگن ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آ کر نماز پڑھنے لگ گئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپس میں گفت وشنید کرنے لگ گئے۔ گفت وشنید کے دوران مالک بن دخشم کا تذکرہ بھی ہوا تو لوگوں نے اس کو تکبر کرنے والا کہا۔ اور انہوں نے اس کی تمنا کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے

Marfat.com

واسطے ہلاک ہونے کی دعا فرمادیں۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز سے فراغت فرما کر ان لوگوں سے دریافت کیا کہ کیا مالک بن دخشم اس بات کی شہادت بیان نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں۔ اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض گزار ہوئے: وہ منہ زبانی تو گواہی دیتا ہے مگر دل سے نہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی بھی اس بات کی شہادت بیان کرے گا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں وہ نہ دوزخ میں داخل ہوگا اور نہ ہی دوزخ اس کو کھائے گی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے یہ حدیث بہت ہی اچھی لگی میں نے اپنے بیٹے سے کہا: اسے لکھ لو تو انہوں نے اس حدیث کو لکھ لیا۔ (معجم الکبیر: رقم الحدیث: 43، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث: 1505، مسند احمد: رقم الحدیث: 11936، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 29)

58- حَدَّثَنِیْ اَبُوْبَکْرِ بْنُ نَافِعٍ الْعَبْدِیُّ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ عِتْبَانُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّهٗ عَمِیَ فَاَرْسَلَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تَعَالَ فَخُطَّ لِیْ مَسْجِدًا فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَجَآءَ قَوْمُهٗ فَتَغَیَّبَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ یُقَالُ لَهٗ مَالِكُ بْنُ الدُّخْشُمِ ثُمَّ ذَکَرَ نَحْوَ حَدِیْثِ سُلَیْمَانَ بْنِ الْمُغِیْرَةِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ وہ نابینا ہو گئے تھے تو انہوں نے اسی بناء پر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ مقدسہ میں معروض بھیجی کہ میرے گھر پر جلوہ فگن ہوئیے نماز پڑھنے کی خاطر ایک مقام کو خاص فرما دیجئے۔ جس وقت رسول اللہ ﷺ جلوہ افروز ہوئے تو حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ کی قوم بھی آ گئی۔ مگر مالک بن دخشم نہ آیا پھر آگے اس کی مثل حدیث بیان کی ہے۔ (مرجع السابق)

تشریح:

اس باب کی احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر وہ شخص جو صدق دل سے مؤمن و مسلمان ہو، اس کے لیے جنت کی نوید ہے، لیکن یہ بھی یاد رہے کہ کبیرہ گناہوں پر پکڑ پر دلائل بھی بہت زیادہ ہیں، حدیث نبوی ﷺ ہے:

عن عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، یَقُوْلُ: اِنْکَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَقَامَ وَقُمْنَا، فَصَلّٰی ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَیْنَا یُحَدِّثُنَا، فَقَالَ: لَقَدْ عُرِضَتْ عَلَیَّ الْجَنَّةُ، حَتّٰی لَوْ شِئْتُ لَتَعَاطَیْتُ مِنْ قُطُوْفِهَا، وَعُرِضَتْ عَلَیَّ النَّارُ فَلَوْلَا اَنِّیْ دَفَعْتُهَا عَنْکُمْ لَغَشِیَتْکُمْ، وَرَاَیْتُ فِیْهَا ثَلَاثَةً یُعَذَّبُوْنَ: امْرَاَةٌ حِمْیَرِیَّةٌ سَوْدَاءُ طَوِیْلَةٌ، تُعَذَّبُ فِیْ هِرَّةٍ لَهَا، اَوْثَقَتْهَا فَلَمْ تَدَعْهَا تَاْکُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ، وَلَمْ تُطْعِمْهَا حَتّٰی مَاتَتْ، فَهِیَ اِذَا اَقْبَلَتْ تَنْهَشُهَا وَاِذَا اَدْبَرَتْ تَنْهَشُهَا، وَرَاَیْتُ اَخَا بَنِیْ دَعْدَعٍ صَاحِبَ السَّائِبَتَیْنِ یُدْفَعُ بِعَمُوْدَیْنِ فِی النَّارِ. وَالسَّائِبَتَانِ بَدَنَتَانِ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَرَقَهُمَا، وَرَاَیْتُ صَاحِبَ الْمِحْجَنِ مُتَّکِئًا عَلٰی مِحْجَنِهٖ، وَکَانَ صَاحِبُ الْمِحْجَنِ یَسْرِقُ مَتَاعَ الْحَاجِّ بِمِحْجَنِهٖ، فَاِذَا خَفِیَ لَهٗ ذَهَبَ بِهٖ، وَاِذَا ظَهَرَ عَلَیْهِ، قَالَ: اِنِّیْ لَمْ اَسْرِقْ، اِنَّمَا تَعَلَّقَ بِمِحْجَنِیْ.

(صحیح ابن حبان، کتاب الحظر والاباحۃ، باب المثلہ، حدیث نمبر: 5622، ج 12، ص 439)

"حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دور باسعادت میں سورج گرہن ہوا، نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نماز کے لئے کھڑے ہوئے، تو ہم بھی ان کے ساتھ کھڑے ہوگئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھ لی، تو ہماری طرف متوجہ ہوکر فرمانے لگے: میرے سامنے جنت کو پیش کیا گیا اور اسے میرے اتنا قریب کردیا گیا کہ اگر میں اس کی کسی ٹہنی کو پکڑنا چاہتا، تو پکڑ لیتا۔ اسی طرح جہنم کو بھی میرے سامنے پیش کیا گیا اور اسے میرے اتنا قریب کردیا گیا کہ اگر میں اسے تم سے دور کرنے کی کوشش نہ کرتا، تو تم کو ڈھانپ لیتی۔ اور میں نے جہنم میں تین (انسانوں) کو عذاب ہوتے ہوئے دیکھا: قبیلہ حمیر کی ایک عورت جو سیاہ رنگت اور لمبے قد کی تھی، اسے اس کی ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا جارہا تھا، جسے اس نے باندھ رکھا تھا، نہ خود اسے کھلایا پلایا اور نہ اسے چھوڑا کہ وہ خود ہی زمین کے کیڑے مکوڑے کھالیتی، وہ عورت جب بھی آگے بڑھتی، تو جہنم میں وہی بلی اسے ڈستی اور اگر پیچھے ہٹتی، تو اسے پیچھے سے ڈستی۔ نیز میں نے وہاں بنودعدع کے ایک آدمی کو بھی دیکھا، جس نے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو اونٹنیاں (چرائی) تھیں، اس کو آگ کے دو ستونوں میں (باندھ کر) عذاب دیا جارہا تھا اور میں نے لاٹھی والے کو بھی دیکھا، جو جہنم میں اپنی لاٹھی سے ٹیک لگائے ہوئے تھا، یہ شخص اپنی لاٹھی کے ذریعے حاجیوں کی چیزیں چرایا کرتا تھا اور جب حاجیوں کو پتہ نہ چلتا، تو لے جاتا، اور جب حاجیوں کو پتہ چلتا، تو کہہ دیتا کہ میں نے اسے چرایا تھوڑا ہی ہے، یہ چیز تو میری لاٹھی کے ساتھ چپک کر آگئی تھی۔"

اس حدیث مبارکہ میں صرف ایک بلی کو مارنے پر بھی عذاب ہورہا ہے، لہٰذا گناہوں سے بچنا بھی اشد ضروری ہے۔ اور ایمان عذابِ الٰہی سے خوف اور رجاء الٰہی کی درمیانی کیفیت کا نام ہے، اللہ تعالیٰ سے بخشش کی امید بھی رکھنی چاہیے، کیونکہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وسلم قال: بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِيهَا فَشَرِبَ ثُمَّ خَرَجَ فَإِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ فَقَالَ الرَّجُلُ لَقَدْ بَلَغَ هَذَا الْكَلْبُ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلَ الَّذِي بَلَغَ بِي فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلَأَ خُفَّهُ مَاءً ثُمَّ اَمْسَكَهُ بِفِيهِ حَتَّى رَقِيَ فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ لَأَجْرًا فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ۔

(صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، فصل من البر والاحسان، حدیث نمبر: 544، ج 2، ص 301)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: ایک آدمی راستے میں چلا جارہا تھا کہ اسے پیاس نے شدت سے ستایا، اسے قریب ہی ایک کنواں مل گیا، اس نے کنوئیں میں اتر کر اپنی پیاس بجھائی اور باہر نکل آیا، اچانک اس کی نظر ایک کتے پر پڑی، جو پیاس کے مارے کیچڑ چاٹ رہا تھا، اس نے اپنے دل میں سوچا کہ اس کتے کو بھی اسی طرح پیاس لگ رہی ہوگی، جیسے مجھے لگ رہی تھی، چنانچہ وہ دوبارہ کنوئیں میں اترا، اپنے موزے کو پانی سے بھرا اور اسے منہ سے پکڑ لیا اور باہر نکل کر کتے کو وہ پانی پلادیا، اللہ تعالیٰ کو اسکا یہ عمل پسند آیا اور اسے بخش دیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہ سن کر پوچھا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا جانوروں میں بھی ہمارے لئے اجر رکھا گیا ہے؟ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: ہر تر جگر رکھنے والی چیز میں اجر رکھا گیا ہے۔

Marfat.com

امام ابن حبان نے کچھ الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ ایک مقام پر یہ حدیث بیان کی:

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ امْرَاَةً بَغِيًّا رَاَتْ كَلْبًا فِي يَوْمٍ حَارٍّ يُطِيفُ بِبِئْرٍ قَدْ اَدْلَعَ لِسَانَهُ مِنَ الْعَطَشِ فَنَزَعَتْ لَهُ فَسَقَتْهُ فَغُفِرَ لَها.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے روایت کیا ہے کہ ایک فاحشہ عورت نے گرمی کے دن میں ایک کتے کو جو کنوئیں کے اردگرد پیاس کی وجہ سے اپنی زبان نکالے چکر لگاتے دیکھا، تو اس نے (اپنے موزے میں) اس کتے کو پانی پلایا، پس اس عورت کی مغفرت کردی گئی۔ (ایضاً، باب ماجاء فی الطاعات وثوابہا، ج2،ص140، حدیث نمبر:386)

کوئی شخص صرف رحمت پر نظر لگائے ہوئے گناہوں پر بے باک نہ ہوجائے' کیونکہ اگر وہ ایک کتے کو پانی پلانے پر عمر بھر کے گناہ معاف کر کے جنت عطا فرماتا ہے، تو ایک بلی کو بھوکا پیاسا رکھ کر ماردینے پر صفت جلال میں دوزخ میں بھی ڈال دیتا ہے۔ اس لیے اس کی دونوں صفتوں پر نظر رہے اور ایمان' عذاب کے خوف اور ثواب کی امید کی درمیانی کیفیت ہے۔

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى اَنَّ مَنْ رَضِيَ بِاللهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُوْلًا فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّاِنِ ارْتَكَبَ الْمَعَاصِيَ الْكَبَائِرَ

باب: جو شخص اللہ تعالیٰ کو رب، اسلام کو دین اور سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی تسلیم کر کے راضی ہو وہ مومن ہے چاہے وہ گناہ کبیرہ کا مرتکب بھی ہو

59- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ اَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ وَبِشْرُ بْنُ الْحَكَمِ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيمَ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ذَاقَ طَعْمَ الْاِيْمَانِ مَنْ رَّضِيَ بِاللهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی اللہ تعالیٰ کو رب، اسلام کو دین اور سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول اللہ تسلیم کر کے راضی ہو گیا اس نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:1،ص:115، البحر الزخار: رقم الحدیث:1176، سنن الترمذی: رقم الحدیث:2577، شعب الایمان: رقم الحدیث:195)

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا تعارف:

عباس ابن عبدالمطلب: آپ حضور انور کے چچا ہیں، حضور انور سے دو سال بڑے تھے آپ کی والدہ نمر بن قاسط قبیلہ کی ایک بی بی تھیں آپ پہلی وہ بی بی ہیں جنہوں نے کعبہ معظمہ کو ریشمی اور اعلیٰ درجہ کے غلاف پہنائے کیونکہ ایک بار حضرت عباس گم ہو گئے تھے تو انہوں نے نذر مانی تھی کہ خدایا میرا بچہ مل جائے تو میں کعبہ کو بہترین غلاف پہناؤں گی، زمانہ جاہلیت میں حضرت عباس خادم کعبہ حجاج کو زمزم دینے والے اور کعبہ کو آباد کرنے والے تھے، جو طواف کعبہ کرنے آتا اس سے آپ تقویٰ وطہارت کا عہد لیتے تھے آپ نے اپنی

Marfat.com

وفات کے وقت ۷۰ ستر غلام آزاد کیے، واقعہ فیل سے پہلے پیدا ہوئے، اٹھاسی سال عمر پائی، بارہ رجب جمعہ کے دن ۳۲ بتیس کو وفات ہوئی بقیع میں دفن ہوئے، آپ پہلے مسلمان ہو چکے تھے مگر اپنا ایمان ظاہر نہ کرتے تھے بدر میں کفار جبرًا آپ کو اپنے ساتھ لائے تھے، حضور انور نے اعلان فرمایا تھا کہ کوئی عباس کو قتل نہ کرے وہ مجبورًا لائے گئے ہیں، اسی غزوہ میں ابو یسر یعنی کعب ابن عمر نے آپ کو قید کرلیا تھا، آپ فدیہ دے کر چھوٹے مکہ معظمہ واپس گئے پھر مہاجر ہو کر مدینہ منورہ آئے۔ مترجم کہتا ہے کہ فتح مکہ کے لیے حضور جارہے تھے اور حضرت عباس مکہ سے مدینہ آرہے تھے کہ راہ میں ملاقات ہوئی حضور نے فرمایا کہ عباس خاتم المہاجرین یعنی آخری مہاجر ہیں، جنت البقیع میں آپ کی قبر ہے حضرت فاطمہ زہرا کے پاس، فقیر نے زیارت کی ہے اللہ پھر نصیب کرے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ و تابعین)

بَابُ بَيَانِ عَدَدِ شُعَبِ الْإِيْمَانِ وَاَفْضَلِهَا وَاَدْنَاهَا وَفَضِيْلَةِ الْحَيَاءِ وَكَوْنِهٖ مِنَ الْإِيْمَانِ

باب: ایمان کی شاخوں کی تعداد ایمان کے اعلیٰ و ادنیٰ درجہ کا بیان اور حیاء بھی ایمان کا حصہ ہے

60- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ وَّعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاِيْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ شُعْبَةً وَّالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایمان کی ستر سے زیادہ شاخیں ہیں اور حیاء بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 11735، احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1، ص: 103، شعب الایمان: رقم الحدیث: 1، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 167)

61- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاِيْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ اَوْ بِضْعٌ وَّسِتُّوْنَ شُعْبَةً فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایمان کی ستر یا ساٹھ سے زیادہ شاخیں ہیں جن میں سے افضل شاخ لا الہ الا اللہ کہنا ہے۔ اور سب سے ادنیٰ شاخ کسی اذیت ناک چیز کو راستہ سے دور ہٹانا ہے اور حیاء بھی ایمان کا ایک حصہ ہے۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 11136، احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1، ص: 97، معجم الاوسط: رقم الحدیث: 4712، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 166)

62- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَعِظُ اَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ فَقَالَ الْحَيَاءُ مِنَ الْاِيْمَانِ

Marfat.com

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ ایک آدمی اپنے بھائی کو حیاء کرنے سے روک رہا ہے اسے سنتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حیاء بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 11764، احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1 ص: 109، معجم الاوسط: رقم الحدیث: 4932، سنن النسائی: رقم الحدیث: 4162)

63- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ مَرَّ بِرَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ يَعِظُ أَخَاهُ

زہری نے اس اسناد کے ساتھ بیان کیا ہے۔ فرمایا کہ حیاء سے روکنے والا آدمی انصاری تھا۔

64- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا السَّوَّارِ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ الْحَيَاءُ لَا يَأْتِي إِلَّا بِخَيْرٍ فَقَالَ بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ إِنَّهُ مَكْتُوبٌ فِي الْحِكْمَةِ أَنَّ مِنْهُ وَقَارًا وَمِنْهُ سَكِينَةً فَقَالَ عِمْرَانُ أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُحَدِّثُنِي عَنْ صُحُفِكَ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حیاء نہیں لاتی مگر بھلائی۔ اس پر بشیر بن کعب کہنے لگا کہ حکمت کی کتب میں تحریر ہے کہ حیاء سے وقار اور اطمینان میسر ہوتا ہے۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے جواب میں ارشاد فرمایا: میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث بیان کر رہا ہوں اور تم اس کے مدمقابل اپنی کتب کی باتوں کو بیان کر رہے ہو۔ (مسند احمد: رقم الحدیث: 18989، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 37)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا تعارف:

عمران ابن حصین: آپ کی کنیت ابونجید ہے خزاعی ہیں، کعبی ہیں، خیبر کے سال ایمان لائے تا وفات بصرہ میں رہے ۵۲ باون میں آپ کی وفات ہے، آپ فضلاء صحابہ سے تھے، مترجم کہتا ہے کہ آپ کو حضرت عمر نے علم سکھانے کے لیے بصرہ بھیجا ابن سیرین کہتے ہیں کہ بصرہ میں کوئی صحابی آپ سے افضل نہ تھا آپ کو فرشتے سلام کرتے تھے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم تحت حالات صحابہ و تابعین)

65- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ إِسْحٰقَ وَهُوَ ابْنُ سُوَيْدٍ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ حَدَّثَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ فِي رَهْطٍ مِنَّا وَفِينَا بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ فَحَدَّثَنَا عِمْرَانُ يَوْمَئِذٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَيَاءُ خَيْرٌ كُلُّهُ قَالَ أَوْ قَالَ الْحَيَاءُ كُلُّهُ خَيْرٌ فَقَالَ بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ إِنَّا لَنَجِدُ فِي بَعْضِ الْكُتُبِ أَوِ الْحِكْمَةِ أَنَّ مِنْهُ سَكِينَةً وَوَقَارًا لِلّٰهِ وَمِنْهُ ضَعْفٌ قَالَ فَغَضِبَ عِمْرَانُ حَتّٰى احْمَرَّتَا عَيْنَاهُ وَقَالَ أَلَا أَرَانِي أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُعَارِضُ

Marfat.com

فِیْهِ قَالَ فَاَعَادَ عِمْرَانُ الْحَدِیْثَ قَالَ فَمَازِلْنَا نَقُوْلُ فِیْهِ اِنَّهٗ مِنَّا یَا اَبَا نُجَیْدٍ اِنَّهٗ لَا بَاْسَ بِهٖ

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مع رفقاء بیٹھے ہوئے تھے اور ہمارے اندر بشیر بن کعب بھی بیٹھا تھا۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث کو بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حیاء مکمل طور پر خیر ہی ہے یا ارشاد فرمایا: حیاء پوری ہی خیر ہے۔ اس پر بشیر بن کعب کہنے لگا: ہم نے بعض کتب میں پڑھ رکھا ہے کہ بعض دفعہ حیاء سے وقار اور اطمینان میسر ہوتا ہے۔ اور بعض دفعہ اس سے ضعف جنم لیتا ہے۔ اس پر حضرت عمران رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں غصہ سے سرخی آگئی۔ اور فرمایا: میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث بیان کر رہا ہوں اور تم اس کے مدمقابل باتوں کو بیان کرتے ہو۔ یہ بیان فرما کر حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے اسی حدیث کو پھر بیان فرمایا۔ اور ہم ان کے غصے کو ٹھنڈا کرنے کی خاطر عرض کرنے لگ گئے: اے ابونجید! بشیر ہم ہی میں سے ہیں اور انہوں نے اس بات کو بری نیت رکھ کر بیان نہیں کیا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:3، ص:85، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث:10)

66- حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ اَخْبَرَنَا النَّضْرُ حَدَّثَنَا اَبُوْ نَعَامَةَ الْعَدَوِیُّ قَالَ سَمِعْتُ حُمَیْرَ بْنَ الرَّبِیْعِ الْعَدَوِیَّ یَقُوْلُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِیْثِ حَمَّادِ بْنِ زَیْدٍ

یہی روایت دوسری سند سے بھی مروی ہے۔

تشریح:

حیاء کسے کہتے ہیں؟:

حیاء کے معنیٰ ہیں عیب لگائے جانے کے خوف سے جھینپنا۔ اس سے مُراد وہ وَصف ہے جو ان چیزوں سے روک دے جو اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے نزدیک ناپسندیدہ ہوں۔ لوگوں سے شرما کر کسی ایسے کام سے رُک جانا جو ان کے نزدیک اچھا نہ ہو مخلوق سے حیاء کہلاتا ہے۔ یہ بھی اچھی بات ہے کہ عام لوگوں سے حیاء کرنا دنیاوی برائیوں سے بچائے گا اور عُلَماء وصُلَحاء سے حیا کرنا دینی بُرائیوں سے باز رکھے گا۔ مگر حیاء کے اچھا ہونے کے لئے ضروری ہے کہ مخلوق سے شرمانے میں خالق عزوجل کی نافرمانی نہ ہوتی ہو اور نہ کسی کے حُقُوق کی ادائیگی میں وہ حیاء رکاوٹ بن رہی ہو۔

اللہ تعالیٰ سے حیاء یہ ہے کہ اُس کی ہَیبت وجلال اور اس کا خوف دل میں بٹھائے اور ہر اُس کام سے بچے جس سے اُس کی ناراضی کا اندیشہ ہو۔ حضرتِ سیِّدُنا شہابُ الدّین سُہروردی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ عزوجل کے عظمت وجلال کی تعظیم کے لئے روح کو جُھکانا حیاء ہے۔ اور اِسی قَبیل (قسم) سے حضرتِ سیِّدُنا اسرافیل علیہ السلام کی حیاء ہے جیسا کہ وارِد ہوا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے حیا کی وجہ سے اپنے پَروں سے خود کو چُھپائے ہوئے ہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح ج ۸ ص ۸۰۲ تحت الحدیث ۵۰۷۱ دارالفکر بیروت)

حیاء کی دو قسمیں:

فَقیہ ابواللّیث سَمَرقندی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حیاء کی دو قسمیں ہیں: (1) لوگوں کے مُعامَلہ میں حیاء (2) اللہ عزوجل کے

Marfat.com

مُعامَلہ میں حیاء۔ لوگوں کے معاملے میں حیاء کرنے کا مطلب یہ ہے کہ تُو اپنی نظر کو حرام کردہ اشیاء سے بچا اور اللہ عزوجل کے مُعامَلے میں حیاء کرنے سے مُراد یہ ہے کہ تو اُس کی نعمت کو پہچان اور اُس کی نافرمانی کرنے سے حیاء کر۔ (تنبیہ الغافلین ص ۲۵۸ پشاور)

فِطری اور شَرعی حیاء:

فِطری و شَرعی (شَر۔عی) اعتبار سے بھی حَیاء کی تقسیم کی گئی ہے۔ فِطری حیاء وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ہر جان میں پیدا فرمایا ہے اور یہ پیدائشی طور پر ہر شخص میں ہوتی ہے اور شَرعی حیاء یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اپنی کوتاہیوں پر غور کر کے نادِم و شرمندہ ہو اور اِس شرمندَگی اور اللہ تعالیٰ کے خوف کی بِناء پر آئندہ گناہوں سے بچنے اور نیکیاں کرنے کی کوشش کرے۔ عُلَماء (عُ۔لَ۔ماء) فرماتے ہیں کہ حیاء ایک ایسا خُلق ہے جو بُرے کام چھوڑنے پر اُبھارے اور حق دار کے حق میں کمی کرنے سے روکے۔

(مِرْقَاۃُ الْمَفَاتِیح ج ۸ ص ۸۰۰ تحت الحدیث ۵۰۷۰)

حیاء میں تمام اسلامی اَحکام پوشیدہ ہیں:

حیاء کے بارے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ ایک ایسا خُلق ہے جس پر اسلام کا مَدار ہے اور اس کی تَوجِیہ (یعنی وجہ) یہ ہے کہ انسان کے اَفعال دو طرح کے ہیں (۱) جن سے حیا کرتا ہے (۲) جن سے حیا نہیں کرتا۔ پہلی قسم حرام و مکروہ کو شامل ہے اور ان کا ترک مَشرُوع (یعنی موافقِ شَرع) ہے۔ دوسری قسم واجِب، مُستحب اور مُباح کو شامل ہے، ان میں سے پہلے دو کا کرنا مَشرُوع اور تیسرے کا کرنا جائز ہے۔ یوں یہ حدیثِ مُبارَکہ جب تو حیا نہ کرے تو جو چاہے کر۔ ان پانچوں اَحکام کو شامل ہے۔

(مِرْقَاۃُ الْمَفَاتِیح ج ۸ ص ۸۰۲ تحتَ الحدِیث ۵۰۷۱)

حیاء کے اَحکام:

حیاء کبھی فرض و واجب ہوتی ہے جیسے کسی حرام و ناجائز کام سے حَیاء کرنا، کبھی مُستَحب جیسے مکروہِ تنزیہی سے بچنے میں حیاء، اور کبھی مُباح (یعنی کرنا نہ کرنا یکساں) جیسے کسی مُباحِ شَرعی کے کرنے سے حیاء۔ (نزھۃ القاری ج ۱ ص ۳۳۴)

باب مذکورہ کی حدیث مبارکہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایمان کی ستر یا ساٹھ سے زیادہ شاخیں ہیں جن میں سے افضل شاخ لا الٰہ الا اللہ کہنا ہے۔ اور سب سے ادنیٰ شاخ کسی اذیت ناک چیز کو راستہ سے دور ہٹانا ہے اور حیاء بھی ایمان کا ایک حصہ ہے۔'' میں ہے کہ کسی اذیت ناک چیز کو راستہ سے دور ہٹانا ہے، بھی ایمان کا ایک حصہ، شعبہ و شاخ ہے، حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے:

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: نَزَعَ رَجُلٌ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ غُصْنَ شَوْكٍ عَنِ الطَّرِيقِ إِمَّا كَانَ فِي شَجَرَةٍ فَقَطَعَهُ فَأَلْقَاهُ وَإِمَّا كَانَ مَوْضُوعًا فَأَمَاطَهُ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ بِهَا فَأَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ. (قال ابو حاتم:) مَعْنَى قَوْلِهِ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ يُرِيدُ بِهِ سِوَى الإِسلام.

(صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، فصل من البر والاحسان، حدیث نمبر: 540، ج 2، ص 297)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے فرمایا: ایک شخص نے جس نے کبھی کوئی بھلائی کا کام نہیں

کیا تھا، کانٹے کی ایک شاخ راستے پر سے ہٹادی، یا تو وہ شاخ درخت پر (جھکی ہوئی) تھی، (آنے جانے والوں کے سروں سے ٹکراتی تھی) اس نے اسے کاٹ کر الگ ڈال دیا، یا اسے کسی نے راستے پر ڈال دیا تھا اور اس نے اسے ہٹا دیا، تو اللہ تعالیٰ اس کے اس کام سے خوش ہوا اور اسے جنت میں داخل کر دیا۔

امام ابو حاتم فرماتے ہیں: کبھی خیر کے کام نہ کرنے سے مراد ہے: اسلام کے علاوہ کوئی خیر کا کام نہیں کیا (یعنی ایمان لانے کے علاوہ کوئی نیک کام نہیں کیا)۔

دروس وعبر:

اس قِصّہ سے مندرجہ ذیل دروس وعبر حاصل ہوتے ہیں:

انسانیت کی خدمت میں کامیابی:

ان احادیث مبارکہ سے یہ درس ملتا ہے کہ انسانیت کی خدمت کرنا اور انسانوں کو تکلیف دہ اشیاء سے محفوظ رکھنے کے لئے جدوجہد کرنا، نجات وکامیابی کا ذریعہ ہے۔ اس کی اہمیت صحیح مسلم کی اس حدیث سے بھی عیاں ہوتی ہے:

"عَنْ اَبِي ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: عُرِضَتْ عَلَيَّ اَعْمَالُ أُمَّتِي حَسَنُهَا وَسَيِّئُهَا. فَوَجَدْتُ فِي مَحَاسِنِ اَعْمَالِهَا الْاَذَى يُمَاطُ عَنِ الطَّرِيقِ، وَوَجَدْتُ فِي مَسَاوِي اَعْمَالِهَا النُّخَاعَةَ تَكُونُ فِي الْمَسْجِدِ لَا تُدْفَنُ."

(مسلم: الصحیح، کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ، باب النہی عن البصاق فی المسجد فی الصلاۃ وغیرہا، حدیث نمبر: 553، ج 1، ص 390)

"حضرت ابوذر (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: میرے سامنے میری امت کے اچھے برے اعمال پیش کئے گئے، تو اچھے اعمال کی فہرست میں مجھے راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا بھی نظر آیا اور برے اعمال کی فہرست میں مسجد کے اندر ایسا تھوکنا بھی نظر آیا، جسے مٹی میں نہ ملایا جائے۔"

لہٰذا رستہ سے کانٹا، ہڈی، اینٹ، پتھر، گندگی، غرضیکہ جس سے کسی مسلمان راہ گیر کو تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو، اس کو ہٹا دینا بھی نیکی ہے، جس پر صدقہ کا ثواب ونیکی کا کام ہے۔

اعمالِ صغیرہ میں اجر:

سبحان اللہ! کیا رب تعالیٰ کی مہربانیاں ہیں، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اس امت کو ملیں، وہ معمولی کام جن میں نہ خرچ ہو نہ تکلیف، ثواب کا باعث بن گئے، کسی کو راستہ بتا دینا، یا مسئلہ سمجھا دینا، بھی ثواب کا باعث ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کا صدق دل سے شکر بجالانا چاہیے، جس نے چھوٹے چھوٹے کاموں میں بھی مومنین کے لیے بے حساب ثواب رکھا ہے۔

Marfat.com

بَابُ جَامِعِ اَوْصَافِ الْاِسْلَامِ

باب: اسلام کے جامع اوصاف

67- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ جَمِيْعًا عَنْ جَرِيْرٍ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الثَّقَفِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قُلْ لِیْ فِی الْاِسْلَامِ قَوْلًا لَا اَسْاَلُ عَنْهُ اَحَدًا بَعْدَكَ وَفِیْ حَدِيْثِ اَبِیْ اُسَامَةَ غَيْرَكَ قَالَ قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ

حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عرض گزار ہوا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے اسلام کے بارے میں ایسا بیان فرما دیجئے کہ میں دوبارہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی دوسرے سے نہ پوچھوں۔ ابواسامہ کی روایت میں یہ ہے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غیر سے نہ دریافت کروں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہو میں رب تعالیٰ پر ایمان لے آیا۔ پھر اس کے اوپر استقامت سے رہو۔ (معجم الکبیر: رقم الحدیث: 3106)

حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ کا تعارف:

سفیان ابن عبداللہ: آپ عبداللہ ابن ربیعہ کے بیٹے ہیں، کنیت ابوعمرو ہے، ثقفی ہیں، طائف والوں میں سے ہیں، حضرت عمر فاروق کی طرف سے طائف کے حاکم رہے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابوعبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ وتابعین)

تشریح:

اسلام کا جامع وصف یہ ہے کہ ایمان کے بعد اس پر استقامت ہو۔

بَابُ بَيَانِ تَفَاضُلِ الْاِسْلَامِ وَاَیِّ اُمُوْرِهٖ اَفْضَلُ

باب: اسلام کے احکام میں سے بعض کی بعض پر فضیلت کا بیان

68- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ اَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِیْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِی الْخَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْاِسْلَامِ خَيْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَاُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک آدمی نے دریافت کیا کہ اسلام کا کون سا حکم بہتر ہے؟ تو ارشاد فرمایا: لوگوں کو کھانا کھلانا اور ہر مسلمان کو سلام کرنا چاہے جسے تم جانتے ہو یا نہ جانتے ہو۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج: 1 ص: 79، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 11731، سنن ابوداود: رقم الحدیث: 4520، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 3244)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا تعارف:

عبداللہ ابن عمرو ابن عاص: آپ سہمی قریشی ہیں، آپ اپنے والد سے پہلے ایمان لائے آپ کے والد آپ سے تیرہ سال بڑے تھے، آپ بڑے عالم حافظ تھے، آپ نے حضور انور سے احادیث لکھنے کی اجازت حاصل کی، آپ کی وفات میں بڑا اختلاف ہے آپ کی وفات ۶۳ھ حرہ کے واقعہ میں ہوئی یا ۷۳ تہتر میں یا ۶۷ سرسٹھ میں مکہ معظمہ میں یا ۵۵ میں طائف میں یا ۶۵ میں مصر میں، یعلیٰ ابن عطاء اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت ابن عمرو کے لیے سرمہ تیار رکھتی تھی تا کہ لگا کر سوئیں مگر آپ چراغ گل کر دیتے تھے پھر خوف خدا سے رویا کرتے تھے حتی کہ آپ کی آنکھیں ابھر گئی تھیں یعنی خراب ہو گئیں تھیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ و تابعین)

69- وَحَدَّثَنَا اَبُو الطَّاهِرِ اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ الْمِصْرِيُّ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِي الْخَيْرِ اَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ يَقُوْلُ اِنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَيُّ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرٌ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا: کون سا مسلمان بہتر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان سلامت رہیں۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: ۱، ص: 77، سنن الکبری للنسائی: رقم الحدیث: 8701، متدرک: رقم الحدیث: 6200، مجم الاوسط: رقم الحدیث: 232)

70- حَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيْعًا عَنْ اَبِيْ عَاصِمٍ قَالَ عَبْدٌ اَنْبَاَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا الزُّبَيْرِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ جَابِرًا يَّقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کامل مسلمان وہ آدمی ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان سلامت رہیں۔ (مجم الاوسط: رقم الحدیث: 2543، مجم الصغیر: رقم الحدیث: 713، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 20545، سنن دارمی: رقم الحدیث: 2712)

71- وَحَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْاُمَوِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ حَدَّثَنَا اَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بُرْدَةَ بْنِ اَبِيْ مُوْسٰى عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں عرض گزار ہوا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اسلام کا ایسا کون سا عمل ہے جو افضل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس سے دوسرے مسلمان اس کی زبان اور ہاتھ سے سلامت

Marfat.com

رہیں۔ (سنن الترمذی: رقم الحدیث: 2428، سنن النسائی: رقم الحدیث: 4913، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 10، مسند ابی یعلی: رقم الحدیث: 7286)

72- وَحَدَّثَنِيهِ إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنِي بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْمُسْلِمِينَ أَفْضَلُ فَذَكَرَ مِثْلَهُ

حضرت ابوموسیٰ سے یہی روایت ہے جس کے اندر یہ الفاظ ہیں کون سا مسلمان افضل ہے۔ (مرجع السابق)

تشریح:

یعنی حصول منفعت کے اعتبار سے لوگوں کو کھانا کھلانا اور لوگوں سے نقصان کو دور کرنے کے اعتبار سے زبان اور ہاتھ کو لوگوں سے محفوظ رکھنا افضل عمل ہے، احادیث میں تعارض نہیں ہے۔

''روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمرو سے ا؎ فرماتے ہیں کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان و ہاتھ سے مسلمان ۲؎ محفوظ رہیں اور مہاجر وہ جو ممنوع چیزوں کو چھوڑ دے ۳؎ یہ بخاری کے الفاظ ہیں اور مسلم میں ہے فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کون مسلمان بہتر ہے فرمایا جس کی زبان و ہاتھ سے مسلمان امن میں رہیں۔

شرح

ا؎ آپ عمرو ابن عاص ابن وائل کے بیٹے ہیں، اپنے والد سے پہلے ایمان لائے، آپ نے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے احادیث لکھیں، جن کی تعداد سات سو ہے۔ بڑے عالم، بڑے متقی عابد تھے، آخر میں نابینا ہو گئے تھے، ۶۳ھ طائف یا مصر میں وفات ہوئی۔ (مرقات)

۲؎ یعنی کامل مسلمان جو لغۃً شرعاً ہر طرح مسلمان ہو، وہ مؤمن ہے جو کسی مسلمان کی غیبت نہ کرے، گالی، طعنہ، چغلی وغیرہ نہ کرے، کسی کو نہ مارے پیٹے، نہ اس کے خلاف کچھ تحریر کرے، یہ حدیث اخلاق کی جامع ہے۔ مسلمانوں کی سلامتی کا ذکر خصوصیت سے اس لیے فرمایا کہ بعض صورتوں میں کفار سے لڑنا بھڑنا، انہیں برا کہنا عبادت ہے۔ یہاں ظلمًا غیبت و اذیت مراد ہے۔ اس حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ ظالم مسلمان کافر ہے، یا رحم دل کافر مسلمان ہے۔

۳؎ یعنی کامل مہاجر وہ مسلمان ہے جو ترک وطن کے ساتھ ترک گناہ بھی کرے یا گناہ چھوڑنا بھی لغۃً ہجرت ہے جو ہمیشہ جاری رہے گی''۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۱، کتاب الایمان)

بَابُ بَيَانِ خِصَالٍ مَنِ اتَّصَفَ بِهِنَّ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ

باب: ایسے خصائل کا بیان جن کے متصف ہونے سے ایمان کی حلاوت ملتی ہے

73- حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَبِي عُمَرَ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ جَمِيعًا عَنِ الثَّقَفِيِّ قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ مَنْ كَانَ اللهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَأَنْ يُحِبَّ

Marfat.com

الْمَرْءَ لَا یُحِبُّهُ اِلَّا لِلّٰهِ وَاَنْ یَّکْرَهَ اَنْ یَّعُوْدَ فِی الْکُفْرِ بَعْدَ اَنْ اَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ کَمَا یَکْرَهُ اَنْ یُّقْذَفَ فِی النَّارِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس آدمی میں تین خصائل ہوں گے وہ ایمان کی حلاوت کو پالے گا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اسے باقی ساری چیزوں سے زیادہ محبوب ہوں جس آدمی سے بھی اسے محبت ہو وہ خاص اللہ تعالیٰ کی خاطر ہو۔ کفر سے نجات پالینے کے بعد دوبارہ کفر میں پلٹ آنے کو یوں ناپسند کرتا ہو جس طرح کہ آگ میں پھینک دیئے جانے کو ناپسند کرتا ہو۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 11718، احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج: 1، ص: 115، معجم الاوسط: رقم الحدیث: 1149، سنن النسائی: رقم الحدیث: 4902)

74- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ یُحَدِّثُ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ مَّنْ کُنَّ فِیْهِ وَجَدَ طَعْمَ الْاِیْمَانِ مَنْ کَانَ یُحِبُّ الْمَرْءَ لَا یُحِبُّهُ اِلَّا لِلّٰهِ وَمَنْ کَانَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا اَنْ یُّلْقٰی فِی النَّارِ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ اَنْ یَّرْجِعَ فِی الْکُفْرِ بَعْدَ اَنْ اَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس آدمی میں یہ تین خصائل ہوں وہ ایمان کے ذائقہ کو پالے گا جس آدمی سے محبت کرے وہ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے کرے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اسے سب سے زیادہ محبوب ہوں۔ کفر سے نجات پالینے کے بعد دوبارہ کفر میں پلٹ آنا اسے آگ میں ڈال دیئے جانے سے زیادہ ناپسندیدہ ہو۔ (معجم الصغیر: رقم الحدیث: 728، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 724)

75- حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَنْبَاَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَیْلٍ اَنْبَاَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِیْثِهِمْ غَیْرَ اَنَّهٗ قَالَ مِنْ اَنْ یَّرْجِعَ یَهُوْدِیًّا اَوْ نَصْرَانِیًّا

دوسری سند سے یہ روایت یوں بیان ہوئی ہے کہ دوبارہ یہودی یا نصرانی ہو جانے سے آگ میں پھینک دیئے جانے کو بہتر گمان کرے۔ (مرجع السابق)

تشریح:

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس میں تین خصلتیں ہوں وہ ایمان کی لذت پالے گا ۱۔ اللہ ورسول تمام ماسواء سے زیادہ پیارے ہوں ۲۔ جو بندے سے صرف اللہ کے لیے محبت کرے ۳۔ جو کفر میں لوٹ جانا جب کہ رب نے اس سے بچالیا ایسا برا جانے جیسے آگ میں ڈالا جانا ۴۔

شرح

۱۔ جیسے جسمانی غذاؤں میں مختلف لذتیں ہیں، ایسے ہی روحانی غذاؤں، ایمان و اعمال میں بھی مختلف مزے ہیں، اور جیسے ان غذاؤں کی لذتیں وہی محسوس کرسکتا ہے جس کے حواس ظاہری درست۔ ایسے ہی ان ایمانی غذاؤں کی لذتیں وہ ہی محسوس کرسکتا ہے جس کی روح درست ہو اور جیسے ظاہری حواس درست کرنے کی مختلف دوائیں ہیں، ایسے ہی ان حواس کے درست کرنے والی روحانی دوائیں

Marfat.com

ہیں۔اس حدیث میں ان ہی دواؤں کا ذکر ہے۔حضور جسمانی وروحانی حکیم مطلق ہیں۔جو ایمان کی حلاوت پالیتا ہے وہ بڑی بڑی مشقتیں خوشی سے جھیل لیتا ہے۔جاڑوں کی نماز، جہاد خنداں پیشانی سے ادا کرتا ہے، کربلا کا میدان اس حدیث کی زندہ جاوید تفسیر ہے، یہ لذت ہی ہر مشکل کو آسان کر دیتی ہے، اسی سے رضا بالقضاء نصیب ہوتی ہے۔

۲۔یعنی مال و دولت، زن فرزند وغیرہ تمام دنیاوی نعمتیں، اس میں قرآن، کعبہ و مدینہ منورہ وغیرہ داخل نہیں کہ ان کی محبت عین اللہ رسول کی محبت ہے۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور سے اللہ والی محبت چاہیئے۔محبت کی بہت قسمیں ہیں: ماں سے محبت اور قسم کی ہے، بیوی سے اور طرح کی، اولاد سے اور طرح کی، بہن بھائی سے اور نوعیت کی۔حضور سے محبت اسی نوعیت کی چاہیئے جس نوعیت کی اللہ سے ہو، یعنی محبت ایمانی وعرفانی۔ھُمَا فرمانے سے معلوم ہوا کہ اللہ اور رسول کے لیے ایک ضمیر تثنیہ آسکتی ہے۔جہاں ممانعت ہے وہاں برابری کے احتمال کے موقعہ پر ہے۔لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں۔خیال رہے کہ یہاں محبت سے طبعی محبت مراد ہے نہ کہ محض عقلی۔

۳۔یعنی بندوں سے محض اس لیے محبت کرے کہ رب راضی ہو جائے، دنیاوی غرض اس میں شامل نہ ہو۔استاذ، شیخ حتی کہ ماں باپ اولاد سے اس لئے محبت کرے کہ رضاء الٰہی کا ذریعہ ہیں اور سنت اسلام۔یہ محبت دائمی ہے، دنیاوی محبتیں جلد ٹوٹ جانے والی ہیں۔رب فرماتا ہے:

"اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ".

۴۔یعنی کفر اور کفار سے طبعی نفرت ہو جائے۔اسلام کی توفیق کو رب کی نعمت جانے، کفار سے ایسے بچے جیسے سانپ سے کہ سانپ دشمن جان ہے اور یہ لوگ دشمن ایمان۔(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۱، کتاب الایمان)

بَابُ وُجُوبِ مَحَبَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَكْثَرَ مِنَ الْاَهْلِ وَالْوَلَدِ وَالْوَالِدِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ وَاِطْلَاقِ عَدَمِ الْاِيْمَانِ عَلٰى مَنْ لَمْ يُحِبَّهُ هٰذِهِ الْمَحَبَّةَ

باب: اپنے باپ، اولاد اور سارے لوگوں سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے وجوب کا بیان

76- وَحَدَّثَنِیْ زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ ابْنُ عُلَیَّةَ ح وَحَدَّثَنَا شَیْبَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ الْعَزِیْزِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یُؤْمِنُ عَبْدٌ وَّفِیْ حَدِیْثِ عَبْدِ الْوَارِثِ الرَّجُلُ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی آدمی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے اہل اور سارے لوگوں سے بڑھ کر محبوب نہ بن جاؤں۔(معجم الاوسط: رقم الحدیث: 3589، سنن دارمی: رقم الحدیث: 2741، سنن النسائی: رقم الحدیث: 5013، مسند ابی یعلی: رقم الحدیث: 3049)

77- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ یُحَدِّثُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى

Marfat.com

أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَّلَدِهٖ وَوَالِدِهٖ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی آدمی اس وقت مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کی اولاد، اس کے باپ اور سارے لوگوں سے بڑھ کر محبوب نہ بن جاؤں۔ (مرجع السابق)

تشریح:

یہاں پیارے سے مراد طبعی محبوب ہے نہ کہ صرف عقلی کیونکہ اولاد کو ماں باپ سے طبعی الفت ہوتی ہے یہ ہی محبت حضور سے زیادہ ہونی چاہئیے اور بحمدہٖ تعالیٰ ہر مومن کو حضور جان و مال اور اولاد سے زیادہ پیارے ہیں۔ عام مسلمان بھی مرتد اولاد، بیدین ماں باپ کو چھوڑ دیتے ہیں، حضور کی عزت پر جان نچھاور کر دیتے ہیں۔ غازی عبدالرشید، غازی علم دین، عبدالقیوم وغیرہ کی زندہ جاوید مثالیں موجود ہیں۔

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مِنْ خِصَالِ الْإِيمَانِ أَنْ يُحِبَّ لِأَخِيهِ الْمُسْلِمِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ مِنَ الْخَيْرِ

باب: اس بات پر دلیل کہ ایمان کے خصائل میں سے ہے جو اچھی چیز اپنے لئے پسند کرے وہی اپنے مسلمان بھائی کے واسطے بھی پسند کرے

78- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِأَخِيهِ أَوْ قَالَ لِجَارِهٖ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی آدمی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا کہ جب تک اپنے بھائی یا پڑوسی کے لئے اسی چیز کو پسند نہ کرے جسے وہ اپنے لئے پسند کرتا ہو۔ (مرجع السابق)

79- وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى يُحِبَّ لِجَارِهٖ أَوْ قَالَ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس مقدس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے کوئی آدمی بھی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اپنے پڑوسی یا بھائی کے واسطے اسی چیز کو پسند نہ کرے جس کو وہ اپنی خاطر پسند کرتا ہو۔ (مرجع السابق)

تشریح:

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ

Marfat.com

الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (التوبہ:۷۱)

''ترجمہ: اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے کارساز ہیں، وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں، ان ہی لوگوں پر عنقریب اللہ رحم فرمائے گا، بے شک اللہ بہت غلبہ والا بے حد حکمت والا ہے''۔

یہاں مومنین اور مومنات کی صفات حمیدہ بیان کی جارہی ہیں کہ وہ ایک دوسرے سے دل سے محبت کرتے ہیں، اس لیے کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کا یہی تقاضا ہے۔لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہیں، برائی سے روکتے ہیں، ذکر الٰہی میں مشغول رہنے کے لیے نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں اور منافقوں کی طرح اپنے ہاتھوں کو سمیٹے نہیں رہتے، بلکہ اگر اللہ تعالیٰ مال دیتا ہے تو اس کی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، راہ سرکشی اختیار نہیں کرتے ہیں، بلکہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں اور ان خوبیوں کی وجہ سے دنیا میں ان پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ

یعنی ایک دوسرے کی مدد کرتے اور ایک دوسرے کے دست و بازو بنتے ہیں، جیسا کہ سیّدنا ابوموسیٰ اشعری (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: ''مومن، مومن کے لیے ایک عمارت کی مانند ہے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط کرتا ہے۔'' آپ نے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کر کے یہ بات سمجھائی۔

[بخاری، کتاب المظالم، باب نصر المظلوم:۲۴۴۶۔ مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب تراحم المؤمنین۔۔۔الخ:۲۵۸۵]

سیّدنا عبداللہ بن عمرو (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: ''مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دیگر مسلمان محفوظ ہوں۔'' [بخاری، کتاب الایمان، باب المسلم من سلم المسلمون۔۔۔الخ:۱۰]

سیّدنا انس (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص صاحب ایمان نہیں ہوسکتا، یہاں تک کہ وہ اپنے (مسلمان) بھائی کے لیے وہی پسند کرے جو وہ اپنے لیے کرتا ہے۔''

[بخاری، کتاب الایمان، باب من الایمان أن یحب لأخیہ ما یحب لنفسہ:۱۳]

سیّدنا نعمان بن بشیر (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: ''مومنوں کی مثال آپس میں رحم کرنے، محبت وشفقت اور نرمی کرنے کے اعتبار سے ایک جسم کی مانند ہے کہ جب جسم کا کوئی عضو تکلیف میں ہوتا ہے تو سارا جسم تکلیف میں مبتلا ہوجاتا ہے، نیند اڑ جاتی ہے اور بخار ہوجاتا ہے۔'' [مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب تراحم المؤمنین وتعاطفھم وتعاضدھم:۲۵۸۶]

سیّدنا ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: ''تم جنت میں اس وقت تک داخل نہیں ہوسکتے جب تک تم ایمان نہیں لاتے اور تمہارا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوگا جب تک تم آپس میں محبت نہیں کرتے، تو کیا میں تمھیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جب تم وہ کرنے لگو تو تمہارے درمیان محبت پیدا ہوجائے؟ وہ یہ کہ تم آپس میں سلام کو عام کرو۔''

[مسلم، کتاب الایمان، باب بیان أنہ لا یدخل الجنۃ إلا المؤمنون۔۔۔الخ:۵۴]

Marfat.com

سیدنا ابوامامہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: "جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کی اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے دشمنی کی اور اگر کسی کو کچھ دیا تو وہ بھی اللہ کے لیے اور اگر کسی سے کچھ روکا تو وہ بھی اللہ کے لیے، تو اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا۔"

[أبوداود، كتاب السنة، باب الدليل على زيادة الايمان ونقصانه: ٤٦٨١]

يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

اور ایک مقام ارشاد فرمایا:

(وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ) آل عمران: ۱۰۴

"اور لازم ہے کہ تم میں ایک ایسی جماعت ہو جو نیکی کی طرف دعوت دیں اور اچھے کام کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔"

اہل ایمان کی دلی دوستی کا تقاضا ہے کہ وہ ایک دوسرے کو بھلائی کے لیے تیار کریں، اچھائی کی ترغیب دیں اور نیکی کے کاموں کا حکم دیں۔ کوئی بھائی نماز میں سست ہے تو اسے محبت سے سمجھائیں، خیر خواہی اور ہمدردی سے ترک نماز کے نقصانات بیان کریں اور باجماعت نماز کے فوائد و ثمرات سے آگاہ کریں۔ جب خود مسجد کا رخ کریں تو اس بھائی کو بھی اپنے ہمراہ مسجد میں لے جائیں اور اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنے بھائیوں کو برائی سے منع کریں۔ کوئی بھائی لہو و لعب، کھیل تماشے اور ٹی وی، ڈرامے دیکھنے میں مگن ہے، انٹرنیٹ پر گندے پروگرام دیکھتا سنتا ہے تو اس کو بڑی حکمت کے ساتھ روکیں اور ناپسندیدہ کاموں سے منع کر لیں۔ یہ مومن کی صفت ہے، ہر ایک کو اسی جذبہ ہمدردی اور خیر خواہی سے سرشار ہونا چاہیے۔

بَابُ بَيَانِ تَحْرِيْمِ اِيْذَاءِ الْجَارِ

باب: پڑوسی کو ایذاء پہنچانے کی تحریم

80- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَّعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ جَمِيْعًا عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ ابْنُ اَيُّوْبَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ اَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لَا يَاْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس آدمی کی ایذاء رسانی سے اس کا پڑوسی سلامت نہ ہو وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:3، ص:222، مستدرک: رقم الحدیث: 21، شرح السنۃ: ج:1، ص:824، شعب الایمان: رقم الحدیث: 9088)

شرح:

اس باب میں ہمسائے کا بھی ذکر ہوا ہے، لہٰذا ہم اس کی بابت اختصاراً بیان کرتے ہیں:

Marfat.com

''ہمسائے کے حقوق:

ہمسایہ کا حق صرف یہ نہیں کہ آپ اس سے اس کی تکلیفیں دُور کریں بلکہ ایسی چیزیں بھی اس سے دُور کرنی چاہئیں کہ جن سے اسے دُکھ پہنچنے کا اِحتمال ہو، ہمسایہ سے دکھ دور کرنا، اسے دکھ دینے والی چیزوں سے دور رکھنے کے علاوہ کچھ اور بھی حقوق ہیں، اس سے نرمی اور حسن سلوک سے پیش آئے، اس سے نیکی اور بھلائی کرتا رہے اسی لئے کہا گیا ہے کہ قیامت کے دن فقیر ہمسایہ مالدار ہمسائے کو پکڑ کر اللہ سے کہے گا: اے اللہ! اس سے پوچھ، اس نے اپنے عطایا مجھ سے کیوں روکے تھے اور اپنا دروازہ مجھ پر کیوں بند کیا تھا؟

ابن المقفع سے کسی نے کہا کہ تمہارا ہمسایہ سواری کے قرض کی وجہ سے اپنا گھر بیچ رہا ہے، ابن المقفع اس شخص کی دیوار کے سایہ میں بیٹھتا تھا، اس نے یہ سن کر کہا کہ اگر اس نے تنگدستی کی وجہ سے اپنا گھر بیچ دیا تو گویا میں نے اس کی دیوار کے سایہ کی عزت نہیں کی چنانچہ اس کے پاس رقم بھیجی اور کہلا بھیجا گھر کو نہ بیچو۔

کسی شخص نے گھر میں چوہوں کی کثرت کی شکایت کی تو سننے والے نے کہا کہ تم ایک بلی رکھ لو، تو اس شخص نے جواب میں کہا: مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ چوہے بلی کی آواز سن کر ہمسائیوں کے گھروں میں بھاگ جائیں گے تو گویا میں ایسا آدمی بن جاؤں گا جو خود تو ایک تکلیف پسند نہیں کرتا مگر دوسروں کو وہی دکھ پہنچانا چاہتا ہے۔

ہمسایہ کے حقوق میں سے یہ بھی ہے کہ اسے دیکھتے ہی سلام کرے، اس سے طویل گفتگو نہ کرے، اس سے اکثر مانگتا نہ رہے، مرض میں اس کی عیادت کرے، مصیبت میں اسے تسلی دے، اگر اس کے یہاں موت ہو جائے تو اس کے ساتھ رہے، خوشی میں اسے مبارکباد کہے اور اس کی خوشی میں برابر کا شریک رہے، اس کی غلطیوں سے دَرگزر کرے، چھت سے اس کے گھر میں نہ جھانکے، اپنے گھر کی دیوار پر شہتیر وغیرہ رکھنے سے نہ روکے، اس کے پرنالے میں پانی نہ اُنڈیلے، اس کے گھر کے صحن میں مٹی نہ پھینکے، اس کے گھر کے راستہ کو تنگ نہ کرے، وہ گھر کی طرف جو کچھ لے کر جا رہا ہو اسے نہ گھورے، اس کی عدم موجودگی میں اس کے گھر کی دیکھ بھال سے غافل نہ ہو، اس کی غیبت نہ سنے، اس کی عزت سے آنکھ بند کرے، اس کی لونڈی کو نہ دیکھتا رہے، اس کی اولاد سے نرمی سے گفتگو کرے، جن دینی اور دُنیاوی اُمور سے وہ ناواقف ہو ان میں اس کی رہنمائی کرے۔ یہ وہ حقوق ہیں جو عام وخاص ہر مسلمان کے لئے ضروری ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جانتے ہو ہمسایہ کا کیا حق ہے؟ جب وہ تجھ سے مدد طلب کرے اس کی مدد کر، اگر وہ تیری امداد کا طالب ہو اس کی امداد کر، اگر وہ تجھ سے قرض مانگے تو اسے قرض دے، اگر وہ مفلس ہو جائے تو اس کی حاجت روائی کر، اگر وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کر، اگر مر جائے تو اس کا جنازہ اٹھا، اگر اسے خوشی حاصل ہو تو مبارکباد کہہ، اگر اسے مصیبت پیش آئے تو اسے صبر کی تلقین کر، اس کے مکان سے اپنا مکان اونچا نہ بنا تاکہ اس کی ہوا نہ رُکے اگر وہ اجازت دے دے تو کوئی حرج نہیں، اسے تکلیف نہ دے، جب میوے خرید کر لائے تو اس کے گھر بطورِ تحفہ بھیج ورنہ خفیہ لے کر آ، میوے اپنی اولاد کے ہاتھ میں دیکر باہر نہ بھیج تاکہ اس کے بچے ناراض نہ ہوں، ہانڈی کی خوشبو سے اپنے ہمسایہ کو ایذا نہ دے مگر یہ کہ ایک چلو شوربا اسے بھی بھیج دے۔ پھر آپ نے فرمایا: جانتے ہو ہمسایہ کا حق کیا ہے؟ بخدا! ہمسایہ کے حقوق کو کوئی پورا نہیں کر سکتا مگر جس پر اللہ تعالیٰ نے رحمت کی ہو۔

(کنز العمال، کتاب الصحبۃ، الباب الرابع۔۔۔ الخ، ۵/ ۲۶، الجزء التاسع، الحدیث ۲۴۹۳۰)

Marfat.com

اسی طرح عمرو بن شعیب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اپنے باپ اور دادا سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے: میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا تھا اور آپ کا غلام بکری کی کھال اُتار رہا تھا۔ آپ نے کہا: اے غلام! جب بکری کی کھال اُتار لے تو سب سے پہلے ہمارے یہودی ہمسایہ کو گوشت دینا، آپ نے یہی بات متعدد بار کہی تو غلام نے کہا: اب اور کتنی مرتبہ کہیں گے؟ تب آپ نے فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں برابر ہمسائیوں کے متعلق وصیت فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ ہمیں اندیشہ ہوا کہ کہیں ہمسائیوں کو وارث نہ بنا دیا جائے۔

(شعب الایمان، السابع والستون۔۔۔الخ، ۷/ ۸۵، الحدیث ۹۵۶۴ عن عبداللہ بن عمرو)

حضرتِ ہشام رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ حضرتِ حسن رضی اللہ عنہ اس بات میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے کہ تم اپنی قربانی کا گوشت یہودی یا نصرانی ہمسایہ کو کھلاؤ۔

حضرتِ ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی کہ جب تم ہانڈی پکاؤ تو اس میں زیادہ پانی ڈال دو، پھر اپنے ہمسائیوں کے گھروں پر نگاہ دوڑاؤ اور انہیں چلّو بھر شوربا بھیج دیا کرو۔

(مسلم، کتاب البر۔۔۔الخ، باب الوصیۃ بالجار۔۔۔الخ، ص ۱۴۱۳، الحدیث ۱۴۳۔(۲۶۲۵))"

(امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الوالی "اَلْمُکَاشَفَۃُ الْکُبْرٰی" بنام: مُکَاشَفَۃُ الْقُلُوْب، مترجم: مولانا مفتی تقدس علی خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن، پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیۃ، ناشر: مکتبۃ المدینہ فیضان مدینہ، باب المدینہ کراچی)

بَابُ الْحَثِّ عَلٰی اِکْرَامِ الْجَارِ وَالضَّیْفِ وَلُزُوْمِ الصَّمْتِ اِلَّا عَنِ الْخَیْرِ وَکَوْنِ ذٰلِکَ کُلِّہٖ مِنَ الْاِیْمَانِ

باب: پڑوسی اور مہمان کی عزت کرنا اور نیکی کی بات کے علاوہ سکوت اختیار کرنا ایمان کی نشانیوں میں سے ہے

81- حَدَّثَنِیْ حَرْمَلَۃُ بْنُ یَحْیٰی اَنْبَاَنَا ابْنُ وَھْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْ لِیَصْمُتْ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ جَارَہٗ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَہٗ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ اور بروزِ حشر پر ایمان رکھتا ہو تو اسے چاہئے کہ اچھی بات کہے یا پھر سکوت اختیار کرے اور جو شخص رب تعالیٰ اور بروزِ حشر پر ایمان رکھتا ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ اپنے پڑوسی کی تکریم کرے اور جو آدمی اللہ تعالیٰ اور بروزِ حشر پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہئے کہ وہ اپنے مہمان کی تکریم کرے۔ (مرجع السابق)

82- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِیْ حُصَیْنٍ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا یُؤْذِیْ جَارَہٗ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَہٗ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْ

Marfat.com

لِيَسْكُتْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ اور بروز حشر پر ایمان رکھتا ہو تو وہ اپنے پڑوسی کو اذیت نہ دے اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور بروز حشر پر ایمان رکھتا ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ اپنے مہمان کی تکریم کرے اور جو آدمی اللہ تعالیٰ اور بروز حشر پر ایمان رکھتا ہو اس کو چاہئے کہ اچھی بات کہے یا پھر سکوت اختیار کرے۔ (مرجع السابق)

83- وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي حَصِينٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَلْيُحْسِنْ إِلَى جَارِهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس میں ان الفاظ کا اضافہ ہے کہ اس کو چاہئے کہ اپنے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرے۔ (مرجع السابق)

84- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو أَنَّهُ سَمِعَ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ يُخْبِرُ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُحْسِنْ إِلَى جَارِهِ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَسْكُتْ

حضرت ابوشریح خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی اللہ تعالیٰ اور بروز حشر پر ایمان رکھتا ہو تو اس کو چاہئے کہ اپنے پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور جو آدمی اللہ تعالیٰ اور بروز حشر پر ایمان رکھتا ہو تو اس کو چاہئے کہ اپنے مہمان کی تکریم کرے اور جو آدمی اللہ تعالیٰ اور بروز حشر پر ایمان رکھتا ہو تو اسے چاہئے کہ اچھی بات کہے یا سکوت اختیار کرے۔ (مرجع السابق)

حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ کا تعارف:

ابوشریح: آپ کا نام خویلد ابن عمر ہے، کعبی عدوی، خزاعی ہیں، فتح مکہ سے پہلے ایمان لائے ۶۸ اڑسٹھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی، اپنی کنیت میں مشہور ہے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابوعبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم تحت حالات صحابہ وتابعین)

تشریح:

پڑوسیوں کی بابت پیچھے بیان ہو چکا، اب ضیافت کی متعلق بات کرتے ہیں:

"اسلام میں مہمان نوازی کی حیثیت:

میزبانی کے آداب میں سے یہ ہے کہ مہمان کو جلدی کھانا پیش کیا جائے اور جو چیز فوراً دستیاب ہو اس کو پیش کر دیا جائے، اس کے

Marfat.com

بعد دیگر لوازمات تلاش کیے جائیں اگر اس کی دسترس میں ہوں اور زیادہ تکلفات کر کے اپنے آپ کو ضرر اور مشقت میں نہ ڈالے اور یہ کہ مہمان نوازی کرنا مکارم اخلاق، آداب اسلام اور انبیاء صلحاء کی سنتوں اور ان کے طریقوں میں سے ہے اور حضرت ابراہیم (علیہ السلام) وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مہمان نوازی کی۔

جمہور علماء کے نزدیک مہمان نوازی کرنا واجب نہیں اور اس کی دلیل درج ذیل احادیث ہیں:

مہمان نوازی کے متعلق احادیث اور ان کی تشریح:

حضرت ابوشریح العدوی (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں: میرے کانوں نے سنا اور میری آنکھوں نے دیکھا جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے یہ فرمایا: جو شخص اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ مہمان کی تکریم کرے اور اس کو جائزہ دے۔ صحابہ نے پوچھا: یا رسول اللہ! جائزہ کیا ہے؟ فرمایا: ایک دن اور ایک رات اس کی زیادہ خاطر مدارات کرے اور تین دن اس کی ضیافت کرے (کھانا کھلائے) اور اس سے زیادہ دن اس کی طرف سے صدقہ ہیں اور جو شخص اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۶۰۱۹، صحیح مسلم، کتاب اللقطہ: ۱۴، رقم بلا تکرار: ۱۷۲۶، رقم مسلسل: ۴۴۳۳، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۳۷۴۸، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۱۹۶۸، ۱۹۶۷، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۱۹۷۵، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ۵۶۰۱۰، المؤطاء رقم الحدیث: ۱۷۲۸، صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۵۲۸۷، مسند احمد ج ۶ ص ۳۸۵)

حضرت ابوشریح الخزاعی (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: مہمان نوازی تین دن ہے اور جائزہ (خاطر مدارات) ایک دن ہے اور کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کے پاس اتنے دن قیام کرے کہ اس کو گناہ میں مبتلا کرے۔ صحابہ نے پوچھا: یا رسول اللہ! وہ اس کو گناہ میں کیسے مبتلا کرے گا؟ فرمایا: وہ اس کے پاس ایسی حالت میں قیام کرے کہ اس کے پاس اس کی مہمان نوازی کے لیے کچھ نہ ہو۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۵، ۱۷۲۶، ۴۴۳۵)

قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی متوفی ۵۴۴ ھ لکھتے ہیں: جائزہ کا معنی ہے مہمان کو تحفہ وغیرہ پیش کرنا، ایک قول یہ ہے کہ تین دن مہمان کو کھانا کھلانے کے بعد اس کو روانہ کرے اور اس کے سفر کے لیے ایک دن ایک رات کا زادِ راہ پیش کرے، یہ جائزہ ہے۔ تین دن سے زیادہ مہمان کا ٹھہرنا اس لیے حرام ہے کہ میزبان اس کی ضیافت کے لیے کسی ناجائز ذریعہ کو تلاش نہ کرے، یا تنگ آ کر مہمان سے کوئی ناجائز بات نہ کرے۔ ایک قول یہ ہے کہ مہمان کے لیے تین دن سے زیادہ قیام کرنا اس وقت حرام ہے جب اس کو یہ علم ہو کہ میزبان کے پاس تین دن سے زیادہ اس کو کھلانے کے جائز وسائل نہیں ہیں اور اس کی وجہ سے میزبان کسی حرام کام میں مبتلا ہو جائے گا۔ تین دن سے زیادہ کی مہمان نوازی ضرورت مند پر صدقہ ہے اور جو غنی ہو اس کے لیے میزبان کی رضا اور خوشی کے بغیر مزید قیام کرنا حرام ہے۔

(اکمال المعلم بفوائد مسلم ج ۲۲-۲۱، مطبوعہ دار الوفاء بیروت ۱۴۱۹ھ)

مہمان نوازی کے متعلق مذاہب فقہاء:

علامہ یحییٰ بن شرف نواوی شافعی متوفی ۶۷۶ ھ لکھتے ہیں: ان احادیث میں یہ تصریح ہے کہ مہمان کی خاطر تواضع کرنی چاہیے اور اس کا خصوصی اہتمام کرنا چاہیے، تمام مسلمان کا مہمان نوازی کرنے پر اجماع ہے۔ امام شافعی، امام مالک، امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ اور جمہور علماء

کے نزدیک مہمان نوازی سنت ہے، واجب نہیں ہے اور لیث اور امام احمد کے نزدیک ایک دن اور ایک رات کی مہمان نوازی کرنا واجب ہے۔

ایک دن اور ایک رات مہمان کی خوب خاطر مدارات کرنی چاہیے اور حسب توفیق اس کو ہدیئے وغیرہ دیئے جائیں اور دوسرے اور تیسرے دن اس کو معمول کے مطابق کھانا کھلائے۔ مہمان تین دن سے زیادہ قیام نہ کرے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اس کے زیادہ قیام کی وجہ سے میزبان اس کی غیبت کرے یا اس کی وجہ سے مہمان کے معمولات میں خلل ہو یا مہمان کی مصروفیات کی وجہ سے میزبان کو ضرر پہنچے یا وہ اس کے متعلق بدگمانی کرے اور گناہ میں مبتلا ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اجتنبوا كثيرا من الظن ان بعض الظن اثم۔ (الحجرات:۱۲)

زیادہ گمان کرنے سے بچو، بے شک بعض گمان گناہ ہیں۔ یہ اس صورت میں ہے جب مہمان، میزبان کے مطالبہ کے بغیر تین دن سے زیادہ قیام کرے لیکن اگر میزبان نے خود مہمان کو زیادہ قیام کے لیے کہا ہو یا اس کو علم ہو یا گمان ہو کہ اس کا زیادہ قیام میزبان پر بار نہیں ہے بلکہ وہ اس پر خوش ہے تو پھر اس کے زیادہ قیام کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(شرح مسلم ج ۸ ص ۴۷۵۸، مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ)

مہمان نوازی کے وجوب کے متعلق احادیث:

حضرت عقبہ بن عامر (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے عرض کیا: آپ ہمیں (مختلف مہمات پر) روانہ کرتے ہیں، ہمیں (بعض اوقات) ایسے لوگوں کے پاس قیام کرنا پڑتا ہے جو ہماری ضیافت نہیں کرتے، (اس صورت میں) آپ کا کیا حکم ہے؟ تب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: اگر تم لوگوں کے پاس جاؤ اور وہ تمہاری معمول کے مطابق مہمان نوازی کریں (تو فبہا) اور اگر وہ ایسا نہ کریں تو ان سے اس قدر وصول کرلو جتنا مہمان کا میزبان پر حق ہوتا ہے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۶۱۳۷، ۲۴۶۱، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۷۲۷، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۳۷۵۲، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۱۵۸۹، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۳۶۷۶)

حضرت ابوکریمہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: ایک رات تو مسلمان پر مہمان کا حق ہے، جو شخص کسی مسلمان کے گھر رہے تو وہ اس مسلمان پر قرض ہے، اب مہمان چاہے تو میزبان سے قرض وصول کرے اور چاہے چھوڑ دے۔

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۳۷۵۰، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۳۶۷۷)

حضرت ابوکریمہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: جو شخص کسی قوم کے ہاں مہمان ہو اور صبح تک وہ مہمان محروم رہے تو اس کی مدد کرنا ہر مسلمان پر حق ہے حتیٰ کہ اس مہمان کی ضیافت اس قوم کے مال اور ان کے کھیت سے وصول کرلی جائے۔ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۳۷۵۱)

مہمان نوازی کے وجوب کے دلائل کے جوابات:

یہ احادیث امام احمد اور لیث کی دلیل ہیں کہ ایک رات کی مہمان نوازی کرنا میزبان پر واجب ہے، قاضی عیاض مالکی متوفی ۵۴۴ھ

Marfat.com

اس کے جواب میں لکھتے ہیں: یہ احادیث ابتداء اسلام پر محمول ہیں جب بالعموم مسلمان تنگ دست تھے، اس وقت لوگوں پر یہ واجب تھا کہ وہ مسافروں اور مہمانوں کی ضیافت کریں اور اگر وہ ضیافت نہ کریں تو مہمان کو اختیار دیا گیا تھا کہ وہ بقدر ضیافت ان سے جبراً وصول کرلے اور جب اللہ تعالیٰ نے فتوحات اور مال غنیمت کے ذریعہ مسلمانوں کو اس سے مستغنی کر دیا تو یہ حکم ساقط ہو گیا، خصوصاً اس آیت سے:

ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل۔ (البقرۃ:۱۸۸)

اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث اضطرار کی حالت پر محمول ہے یعنی جب مہمان یا مسافر کو کھانے کے لیے کچھ نہ ملے اور نہ کھانے کی صورت میں اس کو موت کا خطرہ ہو تب وہ اتنی مقدار جبراً بھی لے سکتا ہے جس سے اس کی جان بچ جائے۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ پہلے یہ اہل ذمہ پر یہ شرط لگائی گئی تھی کہ جب مجاہدین ان کے علاقے سے گزریں تو ان پر واجب ہے کہ وہ مسلمان کی ضیافت کریں اور یہ ان علاقوں میں شرط تھی جن کو جنگ کے ذریعہ فتح کیا گیا تھا، حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کے دور خلافت میں جو علاقے فتح کیے گئے تھے ان میں یہ شرط تھی۔ (اکمال المعلم بفوائد مسلم ج ٦ ص ٢٣، مطبوعہ دار الوفاء بیروت ١٤١٩ھ)

علامہ یحییٰ بن شرف نواوی شافعی متوفی ٦٧٦ھ نے ان احادیث کو استحباب کی تاکید پر محمول کیا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے: ہر بالغ پر غسل جمعہ واجب ہے۔ دوسرا جواب یہ دیا کہ جو لوگ مہمان کی ضیافت نہ کریں ان کی مذمت کرنا مباح ہے اور تیسرا جواب یہ دیا ہے کہ یہ احادیث اضطرار کی حالت پر محمول ہیں اور قاضی عیاض کے باقی جوابوں کا رد کیا ہے۔

(شرح مسلم ج ٨ ص ٤٧٥٩، ٤٧٥٨، مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ، ١٤١٧ھ)"

(تبیان القرآن از علامہ غلام رسول سعیدی، تحت: سورۃ ھود: ٧٠)

بَابُ بَيَانِ كَوْنِ النَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ مِنَ الْإِيمَانِ وَأَنَّ الْإِيمَانَ يَزِيدُ وَيَنْقُصُ

باب: نہی عن المنکر ایمان کی نشانی ہے اور ایمان میں زیادتی اور کمی ہوتی رہتی ہے

85- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ كِلَاهُمَا عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ وَهَذَا حَدِيثُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ أَوَّلُ مَنْ بَدَأَ بِالْخُطْبَةِ يَوْمَ الْعِيدِ قَبْلَ الصَّلَوٰةِ مَرْوَانُ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ الصَّلَوٰةُ قَبْلَ الْخُطْبَةِ فَقَالَ قَدْ تُرِكَ مَا هُنَالِكَ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ أَمَّا هَذَا فَقَدْ قَضَى مَا عَلَيْهِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ

حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس آدمی نے عید کے روز سب سے پہلے خطبہ دینے کا آغاز کیا وہ شخص مروان تھا۔ ایک آدمی نے مروان کو ڈانٹ کر کہا کہ نماز خطبہ سے قبل ہوا کرتی ہے۔ اس پر مروان نے کہا: وہ طریقہ اب ترک ہو چکا ہے۔

Marfat.com

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس آدمی پر از روئے شرع جو حکم تھا اس نے اس کو پورا کر دیا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ تم میں جو آدمی شریعت کے خلاف کسی کام کو دیکھ لے تو اپنے ہاتھوں سے اس کو درست کر دے اور اگر طاقت نہ رکھ پاتا ہو تو اس کا زبان سے رد کر دے اور اگر وہ اس کی بھی طاقت نہ رکھ پاتا ہو تو دل سے ضرور اسے برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1، ص: 97، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 4003، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 11293، شعب الایمان: رقم الحدیث: 7153)

86- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَعَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ فِي قِصَّةِ مَرْوَانَ وَحَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ شُعْبَةَ وَسُفْيَانَ

یہی روایت دوسری سے بھی مروی ہے۔

87- حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ النَّضْرِ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَاللَّفْظُ لِعَبْدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْمِسْوَرِ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللهُ فِي أُمَّةٍ قَبْلِي إِلَّا كَانَ لَهُ مِنْ أُمَّتِهِ حَوَارِيُّونَ وَأَصْحَابٌ يَأْخُذُونَ بِسُنَّتِهِ وَيَقْتَدُونَ بِأَمْرِهِ ثُمَّ إِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوفٌ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ وَيَفْعَلُونَ مَا لَا يُؤْمَرُونَ فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَيْسَ وَرَاءَ ذٰلِكَ مِنَ الْإِيمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ قَالَ أَبُو رَافِعٍ فَحَدَّثْتُ بِهِ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ فَأَنْكَرَهُ عَلَيَّ فَقَدِمَ ابْنُ مَسْعُودٍ فَنَزَلَ بِقَنَاةَ فَاسْتَتْبَعَنِي إِلَيْهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ يَعُودُهُ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَلَمَّا جَلَسْنَا سَأَلْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ فَحَدَّثَنِيهِ كَمَا حَدَّثْتُهُ ابْنَ عُمَرَ قَالَ صَالِحٌ وَقَدْ تُحُدِّثَ بِنَحْوِ ذٰلِكَ عَنْ أَبِي رَافِعٍ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جس امت میں بھی مجھ سے قبل جس نبی کو مبعوث فرمایا اس نبی کے لئے اس امت میں کچھ حواری اور اصحاب ہوتے تھے، جو اپنے نبی کے طریقہ پر عمل پیرا ہوتے پھر ان کے بعد کچھ ایسے لوگ پیدا ہوئے جو نالائق تھے جنہوں نے اپنے فعل کے خلاف قول اور قول کے خلاف فعل کیا۔ پس جب آدمی نے ہاتھوں کے ساتھ ان کے خلاف جہاد کیا تو وہ مومن ہے اور جس نے دل سے ان کے خلاف جہاد کیا تو وہ بھی مومن ہے اور اس کے بعد رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان کا کوئی درجہ نہیں ہے۔ ابورافع کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے سامنے اس حدیث کو بیان کیا تو انہوں نے اسے تسلیم ہی نہ کیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہوئے تھے اور وہ مدینہ منورہ کی ایک وادی قنات میں قیام فرما تھے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان کی تیمارداری کے لئے تشریف لے گئے تو وہ مجھے بھی اپنے ساتھ لے گئے جس وقت ہم سارے اکٹھے ہو گئے تو میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کے متعلق دریافت کیا۔ تو

Marfat.com

انہوں نے اسی حدیث کو دوبارہ ویسے ہی بیان کیا جیسے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بیان کر چکا تھا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:1، ص:110، البحر الزخار: رقم الحدیث:343، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث:19965، شعب الایمان: رقم الحدیث:7153)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تعارف:

آپ کی کنیت ابوعبدالرحمن اور ابن امّ عبد ہے، قبیلہ بنی حزیل سے ہیں، قدیم الاسلام اور جلیل القدر صحابی ہیں۔ عمر فاروق سے پہلے اسلام لائے، صاحبِ ہجرتین ہیں کہ اول حبشہ کی طرف اور پھر مدینہ پاک کی جانب ہجرت کی، بدر اور تمام غزوات میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعلین بردار اور صاحب اسرار تھے، سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسواک اور پانی لوٹا آپ کے ساتھ رہتا تھا۔ عہد فاروقی میں کوفہ کے قاضی رہے، عہد عثمانی میں مدینہ پاک آ گئے، ساٹھ سال سے زیادہ عمر پائی ۳۲ھ میں مدینہ پاک میں وفات ہوئی، جنت بقیع میں دفن ہوئے، خلفاء راشدین کے بعد بڑے فقیہ اور عالم صحابی آپ ہیں، امام ابوحنیفہ اکثر آپ ہی کی پیروی کرتے ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابوعبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم تحت حالات صحابہ و تابعین)

88- وَحَدَّثَنِيهِ أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحٰقَ بْنِ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي الْحَارِثُ بْنُ الْفُضَيْلِ الْخَطْمِيُّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ عَنْ أَبِي رَافِعٍ مَوْلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ كَانَ لَهُ حَوَارِيُّونَ يَهْتَدُونَ بِهَدْيِهِ وَيَسْتَنُّونَ بِسُنَّتِهِ مِثْلَ حَدِيثِ صَالِحٍ وَلَمْ يَذْكُرْ قُدُومَ ابْنِ مَسْعُودٍ وَاجْتِمَاعَ ابْنِ عُمَرَ مَعَهُ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر نبی کے کچھ حواری ہوتے تھے جو اس نبی کی سنت پر عمل پیرا ہوتے تھے۔ آگے سابق حدیث کی مانند ہے مگر حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ملاقات کا تذکرہ نہیں ہے۔ (مرجع السابق)

تشریح:

کمی زیادتی کسی مقدار کے اعتبار سے نہیں ہوتی، یہ ایسے ہی ہے جیسے ایمان میں کمی زیادتی ہونے کا مطلب، یعنی کوئی زیادہ مضبوط ایمان والا اور کوئی کمزور ایمان والا ہوتا ہے۔ کفر میں بھی زیادتی کمی ہوتی ہے یعنی کوئی کم شدید کافر ہوتا ہے اور کوئی زیادہ شدید۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر:

سابقہ احادیثِ مبارکہ سے درج ذیل نتائج حاصل ہوتے ہیں:

(۱)......برائی سے منع کرنے والا سب سے پہلے برائی کو ہاتھ سے روکے۔

(۲)..... اگر اس سے عاجز ہو تو زبان سے روکے۔
(۳)..... اس پر لازم ہے کہ ممکنہ حد تک برائی کو بدلنے کی کوشش کرے اور جو اسے ختم کر سکتا ہو اس کے لئے صرف نصیحت کرنا کافی نہیں اور جو زبان سے روکنے کی طاقت رکھتا ہو اس کے لئے صرف دل میں برا جاننا کافی نہیں۔
(۴)..... جس کے شر کا خوف ہو اُس سے اور جاہل سے برائی دور کرنے میں نرمی کرے کیونکہ یہ چیز انہیں نیکی کی دعوت دینے والے کی بات قبول کرنے پر آمادہ کرے گی نیز برائی دور کرنے کا بہترین ذریعہ نرمی ہے۔
(۵)..... اگر جنگ اور اسلحہ کے فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو برے شخص کے خلاف دوسروں سے مدد طلب کرے جبکہ استقلال ممکن نہ ہو۔
(۶)..... اگر وہ ہاتھ یا زبان سے روکنے سے عاجز آ جائے تو معاملہ حکمران کے پاس لے جائے۔
(۷)..... اگر اس سے بھی عاجز ہو تو دل میں برا جانے۔
(۸)..... نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے والے کے لئے تفتیش یا چھان بین کرنا جائز نہیں اور نہ ہی محض گمان کی وجہ سے کسی گھر پر دھاوا بولنا (یعنی زبردستی گھسنا) جائز ہے۔
(۹)..... اگر اسے کوئی بااعتماد شخص کسی کے متعلق خبر دے کہ وہ حرمت کو پامال کرنے والے حرام کام میں ملوّث ہے تو وہ اس کی روک تھام کرے جیسے کسی کے متعلق خبر دے کہ فلاں شخص زنا کے لئے عورت کے ساتھ تنہائی اختیار کئے ہوئے ہے یا کسی شخص کو قتل کرنے کے لئے تنہائی میں لے گیا ہے تو اس پر لازم ہے کہ اس گھر پر دھاوا بول دے اور اس کے متعلق چھان بین کرے۔
(۱۰)..... اگر اسے کسی برائی کا یقینی علم ہو جائے جیسے وہ گانے بجانے کے آلات یا گانے والی لڑکیوں یا نشے میں مبتلا افراد کی آواز سنے تو گھر میں داخل ہو اور گانے کے آلات توڑ کر گانے والیوں کو باہر نکال دے۔
(۱۱)..... کسی فاسق کے دامن کے نیچے سے شراب کی بو آ رہی ہو تو اسے اٹھا کر دیکھنا جائز نہیں۔
(۱۲)..... بعض علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ اگر اسے معلوم ہو کہ دامن کے نیچے سارنگی وغیرہ ہے تو بھی یہی حکم ہے یعنی دامن اُٹھا کر نہ دیکھے۔

بَابُ تَفَاضُلِ اَهْلِ الْاِيْمَانِ فِيْهِ وَرُجْحَانِ اَهْلِ الْيَمَنِ فِيْهِ

باب: اہل ایمان کی آپس میں فضیلت اور اہل یمن کی ایمان میں برتری

89- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اِدْرِيْسَ كُلُّهُمْ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِيْ خَالِدٍ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيْبٍ الْحَارِثِيُّ وَاللَّفْظُ لَهٗ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ سَمِعْتُ قَيْسًا يَرْوِيْ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ قَالَ اَشَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ نَحْوَ الْيَمَنِ فَقَالَ اَلَا اِنَّ الْاِيْمَانَ هٰهُنَا وَاِنَّ الْقَسْوَةَ وَغِلَظَ الْقُلُوْبِ فِي الْفَدَّادِيْنَ عِنْدَ اُصُوْلِ اَذْنَابِ الْاِبِلِ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطٰنِ فِيْ رَبِيْعَةَ وَمُضَرَ

Marfat.com

حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی جانب دست اقدس سے اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: خوب سن لو! ایمان اس جانب ہے جہاں سے شیطان کے دوسینگ طلوع ہوتے ہیں یعنی ربیعہ اور مضر میں سے جو کثرت کے ساتھ اونٹوں کو پالتے ہیں اور اونٹوں کی دموں کے پیچھے ہانکتے ہوئے جاتے ہیں ان میں شقاوت اور سختی ہوتی ہے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:1،ص:115،معجم الکبیر: رقم الحدیث:564،شرح السنۃ: ج:1،ص:958،صحیح ابن حبان: رقم الحدیث:3057)

حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ کا تعارف:

ابومسعود: آپ کا نام عقبہ ابن عمرو ہے، انصاری بدری ہیں، دوسری بیعت عقبہ میں شریک ہوئے، اکثر مؤرخین کہتے ہیں کہ آپ بدر میں شریک نہیں ہوئے، آپ ایک بار بدر کے کنویں پر اترے تھے اس لیے آپ کو بدری کہا جاتا ہے، آخر میں کوفہ میں رہے خلافت علی میں یا ۴۲ھ میں وفات پائی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابوعبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم، بحت حالات صحابہ وتابعین)

90- حَدَّثَنَا اَبُو الرَّبِيْعِ الزَّهْرَانِيُّ اَنْبَاَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَآءَ اَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ اَرَقُّ اَفْئِدَةً اَلْاِيْمَانُ يَمَانٍ وَّالْفِقْهُ يَمَانٍ وَّالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یمن والے آئے ہیں ان کے قلب ساروں سے بڑھ کر نرم ہیں اور فقہ اور حکمت دونوں یمنی ہیں۔ (معجم الاوسط: رقم الحدیث:3789)

91- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ ح وَحَدَّثَنِيْ عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ يُوْسُفَ الْاَزْرَقُ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

یہی روایت دوسری سند سے بھی مروی ہے۔

92- وَحَدَّثَنِيْ عَمْرٌو النَّاقِدُ وَحَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ وَهُوَ ابْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ اَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَاكُمْ اَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ اَضْعَفُ قُلُوْبًا وَّاَرَقُّ اَفْئِدَةً اَلْفِقْهُ يَمَانٍ وَّالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے پاس یمن والے آئے ہیں ان کے قلب ساروں سے بڑھ کر نرم ہیں اور فقہ اور حکمت دونوں یمنی ہیں۔ (مرجع السابق)

93- حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاْسُ الْكُفْرِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِيْ اَهْلِ الْخَيْلِ وَالْاِبِلِ

Marfat.com

الْفَدَّادِيْنَ اَهْلِ الْوَبَرِ وَالسَّكِيْنَةُ فِيْ اَهْلِ الْغَنَمِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کفر کا مرکز مشرق میں ہے اور فخر اور غرور گھوڑے اور اونٹ رکھنے والوں میں سے ہے اور عاجزی وانکساری بکریاں چرانے والوں میں ہے۔(مسند اسحاق بن راہویہ: رقم الحدیث: 454)

94- وَحَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ ابْنُ اَيُّوْبَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ اَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاِيْمَانُ يَمَانٍ وَّالْكُفْرُ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالسَّكِيْنَةُ فِيْ اَهْلِ الْغَنَمِ وَالْفَخْرُ وَالرِّيَاءُ فِي الْفَدَّادِيْنَ اَهْلِ الْخَيْلِ وَالْوَبَرِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایمان یمنی ہے اور کفر مشرق میں ہے اور عاجزی وانکساری بکریوں کے چرانے والوں میں ہے اور تکبر گھوڑے اور اونٹ رکھنے والوں میں ہے۔(مرجع السابق)

95- وَحَدَّثَنِيْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي الْفَدَّادِيْنَ اَهْلِ الْوَبَرِ وَالسَّكِيْنَةُ فِيْ اَهْلِ الْغَنَمِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: غرور وتکبر اونٹ اور گھوڑوں کے رکھنے والوں میں ہے اور عاجزی وانکساری بکریوں کے چرانے والوں میں ہے۔(مرجع السابق)

96- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ اَخْبَرَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ وَزَادَ الْاِيْمَانُ يَمَانٍ وَّالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ

زہری سے یہی حدیث روایت ہے کہ جس میں اضافہ یہ ہے کہ ایمان اور حکمت یمنی ہیں۔(مرجع السابق)

97- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَنَا اَبُو الْيَمَانِ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ جَاءَ اَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ اَرَقُّ اَفْئِدَةً وَّاَضْعَفُ قُلُوْبًا الْاِيْمَانُ يَمَانٍ وَّالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ السَّكِيْنَةُ فِيْ اَهْلِ الْغَنَمِ وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي الْفَدَّادِيْنَ اَهْلِ الْوَبَرِ قِبَلَ مَطْلِعِ الشَّمْسِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یمن والے آئے ہیں ان کے قلب سب سے بڑھ کر نرم ہیں ایمان اور حکمت یمنی ہیں، عاجزی وانکساری بکریوں کے چرانے والوں میں ہے اور تکبر اونٹ رکھنے والوں میں ہے جو مشرق کی طرف رہتے ہیں۔(مرجع السابق)

98- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَاكُمْ اَهْلُ الْيَمَنِ هُمُ الَّيَنُ قُلُوْبًا وَّاَرَقُّ

Marfat.com

اَفْئِدَةً اَلْاِیْمَانُ یَمَانٍ وَّالْحِکْمَةُ یَمَانِیَةٌ رَّاْسُ الْکُفْرِ قِبَلَ الْمَشْرِقِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے پاس یمن والے آئے ہیں۔ ان کے قلب ساروں سے بڑھ کر نرم ہیں ایمان اور حکمت یمنی ہیں اور کفر کا مرکز مشرق ہے۔ (مرجع السابق)

99- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَّزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ رَاْسُ الْكُفْرِ قِبَلَ الْمَشْرِقِ

امام مسلم نے دوسری سند کے ساتھ بیان کیا ہے اور انہوں نے یہ الفاظ ذکر نہیں کئے: رَاْسُ الْكُفْرِ قِبَلَ الْمَشْرِقِ (مرجع السابق)

100- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ ح وَحَدَّثَنِيْ بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيْثِ جَرِيْرٍ وَّزَادَ وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِيْ اَصْحَابِ الْاِبِلِ وَالسَّكِيْنَةُ وَالْوَقَارُ فِيْ اَصْحَابِ الشَّاءِ

اعمش نے اسی اسناد کے ساتھ مثل حدیث جریر بیان کیا اور اضافہ یہ کیا ہے کہ غرور اور تکبر اونٹوں کے رکھنے والوں میں ہے اور عاجزی اور انکساری اور وقار بکریوں کے چرانے والوں میں ہے۔ (مرجع السابق)

101- وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَارِثِ الْمَخْزُوْمِيُّ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُو الزُّبَيْرِ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غِلَظُ الْقُلُوْبِ وَالْجَفَاءُ فِي الْمَشْرِقِ وَالْاِيْمَانُ فِيْ اَهْلِ الْحِجَازِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ شقاوت اور سختی مشرق میں ہے اور ایمان حجاز والوں میں ہے۔ (صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 7296، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 86)

تشریح:

اہل یمن کی فضیلت:

اہل یمن کے مؤمنین رقیق القلب اور بڑے ہی محبت کرنے والے لوگ تھے، انہی کا ایک قبیلہ وفد بنی اشعر ہے، یہ لوگ یمن کے باشندے اور قبیلہ اشعر کے معزز اور نامور حضرات تھے۔ جب یہ لوگ مدینہ میں داخل ہونے لگے تو جوشِ محبت اور فرطِ عقیدت سے رجز کا یہ شعر آواز ملا کر پڑھتے ہوئے شہر میں داخل ہوئے کہ۔

غَدًا نَلْقَى الْاَحِبَّةَ مُحَمَّدًا وَحِزْبَه

کل ہم لوگ اپنے محبوبوں سے یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ سے ملاقات کریں گے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ یمن والے آ گئے۔ یہ لوگ بہت ہی نرم دل ہیں ایمان تو یمنیوں کا

ایمان ہے اور حکمت بھی یمنیوں میں ہے۔ بکری پالنے والوں میں سکون و وقار ہے اور اونٹ پالنے والوں میں فخر اور گھمنڈ ہے۔ چنانچہ اس ارشادِ نبوی کی برکت سے اہل یمن علم و صفائی قلب اور حکمت و معرفت الٰہی کی دولتوں سے ہمیشہ مالا مال رہے۔ خاص کر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہ یہ نہایت ہی خوش آواز تھے اور قرآن شریف ایسی خوش الحانی کے ساتھ پڑھتے تھے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ میں ان کا کوئی ہم مثل نہ تھا۔ علم عقائد میں اہل سنت کے امام شیخ ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انہی حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۳۶۷)

(مدارج النبوت، قسم سوم، باب نہم، ج ۲، ص ۳۶۶۔۳۶۷ ملخصاً، والمواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب الوفد الثامن ... الخ، ج ۵، ص ۱۶۳۔۱۶۶)

یاد رہے کہ یمنی مؤمن کی ان احادیث میں مذکور افضلیت، اہل بیت اطہار اور بقیہ تمام صحابہ پر ثابت نہیں ہوتی، جیسا کہ طبرانی و دار قطنی کی روایت ہے:

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اول گروہ جس کی میں شفاعت فرماؤں گا میرے اہل بیت ہیں پھر مرتبہ بمرتبہ قریش پھر انصار پھر اہل یمن میں سے جو مجھ پر ایمان لائے اور میرے متبع ہوئے۔ پھر تمام عرب پھر اہل عجم اور جن کی میں پہلے شفاعت کروں گا وہ افضل ہیں۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، مجاہد عن ابن عمر، الحدیث: ۱۳۵۵۰، ج ۱۲، ص ۳۲۱)

اونٹ پالنے والوں میں سنگ دلی:

چونکہ قبیلہ ربیعہ اور مضر میں اونٹوں کی کثرت تھی جس کے سبب وہ غرور و تکبر میں مبتلا تھے، اس لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شقاوت اور سنگ دلی کی نسبت ان کی طرف کی۔

شیطان کے دوسینگوں سے مراد:

مدینہ کے مشرق سے مراد نجد ہے، جس کا ایک مقام ہے، عیینہ، اسی جگہ مسیلمہ کذاب پیدا ہوا، اور اسی جگہ ابن بن عبدالوہاب نجدی پیدا ہوا، ان کی وجہ سے لوگوں کے عقائد ڈگمگائے، اور بہت سے فتنے ظاہر ہوئے، ممکن ہے کہ حدیث میں مذکور شیطانے کے دوسینگوں سے یہی مراد ہوں۔ (شرح صحیح مسلم از علامہ غلام رسول سعیدی، ج ۱، ص ۴۰۷، فرید بک سٹال)

بَابُ بَيَانِ اَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَنَّ مَحَبَّةَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنَ الْاِيْمَانِ وَاَنَّ اِفْشَاءَ السَّلَامِ سَبَبًا لِحُصُوْلِهَا

باب: جنت میں اہل ایمان داخل ہوں گے مومنوں سے محبت رکھنا علامت ایمان ہے اور کثرت سے سلام کرنا محبت کا سبب ہے

102- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ وَوَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا اَوَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى شَيْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ

Marfat.com

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تک ایمان مکمل طور پر نہیں لاؤ گے جنت میں داخل نہ ہوگے اور تم اس وقت (کامل) مومن نہیں ہو سکتے جس وقت تک تم باہمی محبت نہیں رکھو گے۔ میں تمہیں ایسی چیز کے بارے میں نہ بتاؤں کہ جس کے اوپر عمل پیرا ہو کر تم ایک دوسرے سے محبت کرنے لگ جاؤ گے تم ایک دوسرے کو کثرت کے ساتھ سلام کیا کرو۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:1، ص:111، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث:4519، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث:67، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث:20857)

103- وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ أَنْبَأَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٍ

اعمش اسی اسناد کے ساتھ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے جنت میں اس وقت تک داخل نہ ہوگے جب تک ایمان نہ لاؤ گے۔ (مرجع السابق)

بَابُ بَيَانِ أَنَّ الدِّينَ النَّصِيحَةُ

باب: دین خیر خواہی کا نام ہے

104- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قُلْتُ لِسُهَيْلٍ إِنَّ عَمْرًا حَدَّثَنَا عَنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِيكَ قَالَ وَرَجَوْتُ أَنْ يُسْقِطَ عَنِّي رَجُلًا قَالَ فَقَالَ سَمِعْتُهُ مِنَ الَّذِي سَمِعَهُ مِنْهُ أَبِي كَانَ صَدِيقًا لَهُ بِالشَّامِ ثُمَّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الدِّينُ النَّصِيحَةُ قُلْنَا لِمَنْ قَالَ لِلَّهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دین خیر خواہی کا نام ہے۔ ہم عرض گزار ہوئے: کس کی؟ ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی، اللہ تعالیٰ کی کتاب کی، رسول اللہ ﷺ کی، آئمہ مسلمین کی اور عامۃ الناس کی۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:1، ص:116، معجم الکبیر: رقم الحدیث:1260، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث:4293، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث:16434)

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کا تعارف:

تمیم داری: آپ کا نام تمیم بن اوس ہے، قبیلہ بنی عبدالدار سے ہیں، پہلے عیسائی تھے، 9ھ کو اسلام لائے، آپ ایک رکعت میں قرآن مجید ختم کرتے تھے، کبھی ایک آیت بار بار پڑھتے تھے حتیٰ کہ ایک رکعت میں سویرا ہو جاتا تھا، آپ ایک رات سو گئے حتیٰ کہ تہجد نہ پڑھ سکے تو اس کے کفارہ میں ایک سال تک نہ سوئے تمام رات عبادت ہی کرتے رہتے، اولاً مدینہ منورہ میں رہے پھر حضرت عثمان کی شہادت کے بعد شام منتقل ہو گئے وہاں ہی وفات پائی، سب سے پہلے مسجد نبوی میں چراغ سے روشنی آپ ہی نے کی آپ نے دجال اور جساسہ کا واقعہ حضور اکرم سے بیان کیا۔

Marfat.com

(الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابوعبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ وتابعین)

105- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے اس کی مثل بیان کرتے ہیں۔ (مرجع السابق)

106- وحَدَّثَنِي أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ وَهُوَ ابْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ سَمِعَهُ وَهُوَ يُحَدِّثُ أَبَا صَالِحٍ عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے اسی کی مثل بیان کرتے ہیں۔ (مرجع السابق)

107- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيرٍ قَالَ بَايَعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى إِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے نماز پڑھنے، زکوٰۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے کے اوپر بیعت کی ہے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:2، ص:575، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 321، معجم الصغیر: رقم الحدیث: 585، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 2244)

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا تعارف:

جریر ابن عبداللہ: آپ کی کنیت ابوعمرو ہے، حضور انور کی وفات کے سال آپ ایمان لائے، خود فرماتے ہیں کہ میں وفات سے چالیس دن پہلے ایمان لایا، آخر میں کوفہ میں رہے، پھر بستی قرقیس میں وفات پائی، ۵۱ اکیاون میں وفات ہے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابوعبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ وتابعین)

108- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ سَمِعَ عن جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر بیعت کی ہے۔ (مرجع السابق)

109- حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ وَيَعْقُوبُ الدَّوْرَقِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ سَيَّارٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ

Marfat.com

جَرِیْرٍ قَالَ بَایَعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَی السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فَلَقَّنَنِیْ فِیْمَا اسْتَطَعْتَ وَالنُّصْحِ لِکُلِّ مُسْلِمٍ

حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر حکم کو سننے اور اطاعت کرنے، ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے پر بیعت کی ہے۔ پس مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ساری چیزوں پر حسب استطاعت عمل کرنے کی تلقین فرمائی۔ (مرجع السابق)

بَابُ بَیَانِ نُقْصَانِ الْاِیْمَانِ بِالْمَعَاصِیْ وَنَفْیِهٖ عَنِ الْمُتَلَبِّسِ بِالْمَعْصِیَةِ عَلٰی اِرَادَةِ نَفْیِ کَمَالِهٖ

باب: گناہوں سے ایمان کی کمی کا واقع ہونا اور گناہ کے مرتکب ہونے کے وقت ایمان کامل کا منتفی ہوجانا

110- حَدَّثَنِیْ حَرْمَلَةُ بْنُ یَحْیٰی بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عِمْرَانَ التُّجِیْبِیُّ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیَّبِ یَقُوْلَانِ قَالَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَزْنِی الزَّانِیْ حِیْنَ یَزْنِیْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا یَسْرِقُ السَّارِقُ حِیْنَ یَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا یَشْرَبُ الْخَمْرَ حِیْنَ یَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَاَخْبَرَنِیْ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا بَکْرٍ کَانَ یُحَدِّثُهُمْ هٰؤُلَاءِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ثُمَّ یَقُوْلُ وَکَانَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ یُلْحِقُ مَعَهُنَّ وَلَا یَنْتَهِبُ نُهْبَةً ذَاتَ شَرَفٍ یَرْفَعُ النَّاسُ اِلَیْهِ فِیْهَا اَبْصَارَهُمْ حِیْنَ یَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی آدمی حالت ایمان میں زنا کا مرتکب ہوتا ہے نہ ہی کوئی آدمی حالت ایمان میں چوری کا مرتکب ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی آدمی حالت ایمان میں شراب کا مرتکب ہوتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ یہ بھی اضافہ کیا کرتے تھے کہ نہ ہی کوئی آدمی ایمان کی حالت میں کسی اعلیٰ چیز کو کھلے عام لوگوں کے سامنے لوٹ مار کرتا ہے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:1، ص:148، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 5169، معجم الاوسط: رقم الحدیث: 1231، سنن ابوداود: رقم الحدیث: 4069)

111- وَحَدَّثَنِیْ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَیْبِ بْنِ اللَّیْثِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ جَدِّیْ قَالَ حَدَّثَنِیْ عُقَیْلُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ بَکْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَزْنِی الزَّانِیْ وَاقْتَصَّ الْحَدِیْثَ بِمِثْلِهٖ یَذْکُرُ مَعَ ذِکْرِ النُّهْبَةِ وَلَمْ یَذْکُرْ ذَاتَ شَرَفٍ قَالَ وَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ وَاَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ اَبِیْ بَکْرٍ هٰذَا اِلَّا ذِکْرَ النُّهْبَةِ

دوسری سند کے ساتھ روایت ہے کہ لوٹ مار کی ہوئی چیز کے اعلیٰ ہونے کا تذکرہ نہیں ہے اور دوسری سند کے ساتھ بیان کرتے ہوئے فرمایا: اس روایت میں لوٹ مار کرنے کا ذکر ہی نہیں ہے۔ (مرجع السابق)

Marfat.com

112- وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ وَأَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَذَكَرَ النُّهْبَةَ وَلَمْ يَقُلْ ذَاتَ شَرَفٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اوراس میں لوٹ مار کرنے کا ذکر ہے لیکن لوٹ مار کی ہوئی چیزوں کے عمدہ ہونے کا بیان نہیں ہے۔ (مرجع السابق)

113- وَحَدَّثَنِي حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُطَّلِبِ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ مَوْلَى مَيْمُونَةَ وَحُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ (مرجع السابق)

114- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں۔ (مرجع السابق)

115- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ هَؤُلَاءِ بِمِثْلِ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ غَيْرَ أَنَّ الْعَلَاءَ وَصَفْوَانَ بْنَ سُلَيْمٍ لَيْسَ فِي حَدِيثِهِمَا يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ فِيهَا أَبْصَارَهُمْ وَفِي حَدِيثِ هَمَّامٍ يَرْفَعُ إِلَيْهِ الْمُؤْمِنُونَ أَعْيُنَهُمْ فِيهَا وَهُوَ حِينَ يَنْتَهِبُهَا مُؤْمِنٌ وَزَادَ وَلَا يَغُلُّ أَحَدُكُمْ حِينَ يَغُلُّ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاكُمْ

صفوان کی روایت میں اس بات کا ذکر نہیں کہ وہ آدمی لوگوں کے سامنے لوٹ مار کرے اور ہمام کی روایت میں ہے کہ لوگوں کے سامنے لوٹ مار کرے۔ اور یہ بھی اضافہ ہے کہ کوئی آدمی حالت ایمان میں کسی کے مال میں خائن نہیں بنتا پس تم ان سارے کاموں سے بچو۔ (مرجع السابق)

116- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَالتَّوْبَةُ مَعْرُوضَةٌ بَعْدُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی آدمی ایمان کی حالت میں زنا کا مرتکب نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی آدمی ایمان کی حالت میں چوری کا مرتکب ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی آدمی ایمان کی حالت میں شراب پینے کا مرتکب

ہوتا ہے مگران کاموں کے ہوتے ہوئے توبہ کی گنجائش باقی ہوتی ہے۔ (مرجع السابق)

117-حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ قَالَ لَا يَزْنِي الزَّانِي حِيْنَ يَزْنِي ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ شُعْبَةَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے الفاظ یہ بیان کئے ہیں: لا یزنی الزانی حین یزنی پھر حدیث شعبہ کی مثل ذکر کیا ہے۔ (مرجع السابق)

تشریح:

ان تمام مقامات میں یا تو کمال ایمان مراد ہے یا نور ایمان، یعنی ان گناہوں کے وقت مجرم سے نور ایمان نکل جاتا ہے ورنہ یہ گناہ کفر نہیں نہ ان کا مرتکب مرتد، اگر اسی حالت میں مارا جائے تو وہ کافر نہ مرے گا۔ حدیث شریف میں ہے:

"وإن زنٰى وإن سَرَقَ"

ڈکیتی میں تین جرم ہوئے: غیر کے مال پر ناجائز قبضہ ظاہر ظہور دوسرے کا مال چھین لینا، دل کی سختی کہ لوگوں کی حسرت اور آہ و بکا پر ترس نہ کھائے۔ لہٰذا یہ گناہوں کا مجموعہ ہوئی، مؤمن کی شان کے خلاف ہے۔

زنا، شراب اور قتل کے متعلق قصة الحديث:

عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ خَطِيبًا، سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: اجْتَنِبُوا أُمَّ الْخَبَائِثِ، فَإِنَّهُ كَانَ رَجُلٌ مِمَّنْ قَبْلَكُمْ يَتَعَبَّدُ، وَيَعْتَزِلُ النَّاسَ، فَعَلِقَتْهُ امْرَأَةٌ، فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ خَادِمًا، فَقَالَتْ: إِنَّا نَدْعُوكَ لِشَهَادَةٍ، فَدَخَلَ فَطَفِقَتْ كُلَّمَا يَدْخُلُ بَابًا، أَغْلَقَتْهُ دُونَهُ حَتَّى أَفْضَى إِلَى امْرَأَةٍ وَضِيئَةٍ جَالِسَةٍ وَعِنْدَهَا غُلَامٌ وَبَاطِيَةٌ فِيهَا خَمْرٌ، فَقَالَتْ: إِنَّا لَمْ نَدْعُكَ لِشَهَادَةٍ، وَلَكِنْ دَعَوْتُكَ لِتَقْتُلَ هَذَا الْغُلَامَ، أَوْ تَقَعَ عَلَيَّ، أَوْ تَشْرَبَ كَأْسًا مِنْ هَذَا الْخَمْرِ، فَإِنْ أَبَيْتَ صِحْتُ بِكَ وَفَضَحْتُكَ، قَالَ: فَلَمَّا رَأَى أنه لابد مِنْ ذَلِكَ، قَالَ اسْقِينِي كَأْسًا مِنْ هَذَا الْخَمْرِ، فَسَقَتْهُ كَأْسًا مِنَ الْخَمْرِ فَقَالَ: زِيدِينِي، فَلَمْ يَزَلْ حَتَّى وَقَعَ عَلَيْهَا، وَقَتَلَ النَّفْسَ، فَاجْتَنِبُوا الْخَمْرَ، فَإِنَّهُ وَاللهِ لَا يَجْتَمِعُ الْإِيمَانُ وَإِدْمَانُ الْخَمْرِ فِي صَدْرِ رَجُلٍ أَبَدًا، لَيُوشِكَنَّ أحدهما يخرج صاحبه. (صحیح ابن حبان، کتاب الاشربہ، باب آداب الاشربہ، حدیث نمبر: 5348، ج12، ص168)

حضرت عبدالرحمن بن حارث کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خطبہ فرماتے ہوئے سنا: میں (عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: شراب سے بچو، کیونکہ یہ برائیوں کی جڑ ہے، تم سے پہلے زمانے کے لوگوں میں ایک شخص تھا، جو بہت عبادت گزار تھا، لوگوں سے الگ تھلگ رہتا تھا۔ اسے ایک بدکار عورت نے پھانس لیا، اس نے اس کے پاس ایک لونڈی بھیجی اور اس سے کہلا بھیجا کہ ہم تمہیں گواہی دینے کے لیے بلا رہے ہیں، چنانچہ وہ اس کی لونڈی کے ساتھ گیا، وہ جب ایک دروازے میں داخل ہو جاتا، تو (لونڈی) اسے بند کرنا شروع کر دیتی، یہاں تک کہ وہ ایک حسین وجمیل عورت کے پاس پہنچا، جو بیٹھی ہوئی تھی، اس کے پاس ایک

Marfat.com

لڑکا تھا، اور شراب کی ایک صراحی، وہ بولی: میں نے تمہیں گواہی کے لیے نہیں بلایا ہے، بلکہ اس لیے بلایا ہے کہ تم مجھ سے صحبت کرو، یا پھر ایک گلاس یہ شراب پیو، یا اس لڑکے کو قتل کردو، اگر تم نے میری بات نہ مانی، تو میں بلند آواز میں چلاؤں گی اور تمہیں رسوا کردوں گی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب لڑکے نے دیکھا کہ اب کوئی چارہ نہیں ہے، تو وہ بولا: مجھے ایک گلاس شراب پلادو، چنانچہ اس نے ایک گلاس شراب پلائی، وہ بولا: اور دو، اور وہ وہاں سے نہیں ہٹا، یہاں تک کہ اس عورت سے صحبت کرلی اور اس بچے کا خون بھی کردیا، لہٰذا تم لوگ شراب سے بچو، اللہ کی قسم! ایمان اور شراب کا ہمیشہ پینا، دونوں ایک ساتھ جمع نہیں ہوسکتے، البتہ ان میں سے ایک دوسرے کو نکال دے گا۔

دروس وعبر:

اس قصہ سے مندرجہ ذیل دروس وعبر حاصل ہوتے ہیں:

زنا ایک لعنت:

اس حدیث مذکورہ کے مفہوم میں سے ہے کہ عورت نے اس شخص سے فعل شنیع یعنی زنا کروایا۔ جبکہ زنا ایک لعنت ہے، زنا کرنے والوں مردوں اور عورتوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں برہنہ جسم جلتے ہوئے تنور میں دیکھا کہ ان کو عذاب ہو رہا تھا۔

(صحیح ابن حبان، کتاب الرقائق، باب الخوف والتقوی، حدیث نمبر: 655، ج 2، ص 427)

چونکہ زانی اور زانیہ غیر کے سامنے ننگے ہوتے تھے، اس لیے انہیں دوزخ میں ننگا رکھا گیا، تاکہ اپنا یہ شوق پورا کریں۔ اس سے عصر حاضر کے فیشن پرست لوگ عبرت پکڑیں، جو نیم عریاں لباس میں باہر پھرتے ہیں، نیز انہوں نے دنیا میں آتش شہوت بے جا بھڑکائی، لہٰذا وہ بھڑکتی آگ میں جلائے گئے، شہوت اپنے محل پر خرچ ہو، تو نور ہے اور بے محل خرچ ہو تو نار۔ آخرت تو دور کی بات اگر اسلامی قانون کے حساب سے دنیا میں ہی زانی اور زانیہ کو سزا دی جائے، تو دیکھا جائے گا کہ وہ شادی شدہ ہیں یا نہیں، بصورت اول انکو رجم کردیا جائے گا، جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک میں اس کی مثال ملتی ہے، بصورت دیگر اگر زنا کار غیر شادی شدہ ہیں، تو اس کی بابت اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ۔" (النور 24:02)

"جو عورت بدکار ہو اور جو مرد بدکار ہو تو ہر ایک کو ان دونوں میں سے سو (سو) دُرّے لگاؤ اور تمہیں ان دونوں پر اللہ تعالیٰ کے دین کے معاملے میں (ذرا) رحم نہ آئے، اگر تم اللہ تعالیٰ پر اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو اور چاہیے کہ اہل ایمان کا ایک گروہ ان دونوں کی سزا کا مشاہدہ کرے۔"

اس فعل (زنا) کا فاحش ہونا، کسی صاحب عقل سلیم پر مخفی نہیں۔ یہ حدیث پاک ملاحظہ ہو، اگر ذرا بھی کسی کو خلش ہوگی تو دور ہو جائے گی:

"عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: إِنَّ فَتًى شَابًّا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ائْذَنْ لِي

Marfat.com

بِالزِّنَا. فَأَقْبَلَ الْقَوْمُ عَلَيْهِ فَزَجَرُوهُ وَقَالُوا: مَهْ. مَهْ. فَقَالَ: ادْنُهْ. فَدَنَا مِنْهُ قَرِيبًا. قَالَ: فَجَلَسَ قَالَ: أَتُحِبُّهُ لِأُمِّكَ؟ قَالَ: لَا. وَاللَّهِ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاءَكَ. قَالَ: وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِأُمَّهَاتِهِمْ. قَالَ: أَفَتُحِبُّهُ لِابْنَتِكَ؟ قَالَ: لَا. وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاءَكَ قَالَ: وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِبَنَاتِهِمْ. قَالَ: أَفَتُحِبُّهُ لِأُخْتِكَ؟ قَالَ: لَا. وَاللَّهِ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاءَكَ. قَالَ: وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِأَخَوَاتِهِمْ. قَالَ: أَفَتُحِبُّهُ لِعَمَّتِكَ؟ قَالَ: لَا. وَاللَّهِ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاءَكَ. قَالَ: وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِعَمَّاتِهِمْ. قَالَ: أَفَتُحِبُّهُ لِخَالَتِكَ؟ قَالَ: لَا. وَاللَّهِ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاءَكَ. قَالَ: وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِخَالَاتِهِمْ. قَالَ: فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ وَقَالَ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَهُ وَطَهِّرْ قَلْبَهُ، وَحَصِّنْ فَرْجَهُ. قَالَ: فَلَمْ يَكُنْ بَعْدُ ذَلِكَ الْفَتَى يَلْتَفِتُ إِلَى شَيْءٍ۔ (احمد بن حنبل: مسند، مسند الانصار، تتمہ مسند الانصار، حدیث نمبر: 22211، ج36، ص545)

"حضرت ابوامامہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ ایک نوجوان نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوا، اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے زنا کرنے کی اجازت دے دیجئے، لوگ اس کی طرف متوجہ ہو کر اسے ڈانٹنے لگے، اور اسے پیچھے ہٹانے لگے، لیکن نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اسے فرمایا: میرے قریب آجاؤ، وہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قریب جا کر بیٹھ گیا، نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس سے پوچھا: کیا تم اپنی والدہ کے حق میں بدکاری کو پسند کرو گے؟ اس نے کہا: اللہ کی قسم! کبھی نہیں، میں آپ پر قربان جاؤں، نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: لوگ بھی اسے اپنی ماں کے لئے پسند نہیں کرتے، پھر پوچھا: کیا تم اپنی بیٹی کے حق میں بدکاری کو پسند کرو گے؟ اس نے کہا: اللہ کی قسم! کبھی نہیں، میں آپ پر قربان جاؤں، نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: لوگ بھی اسے اپنی بیٹی کے لئے پسند نہیں کرتے، پھر پوچھا: کیا تم اپنی بہن کے حق میں بدکاری کو پسند کرو گے؟ اس نے کہا: اللہ کی قسم! کبھی نہیں، میں آپ پر قربان جاؤں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ بھی اسے اپنی بہن کے لئے ل پسند نہیں کرتے، پھر پوچھا: کیا تم اپنی پھوپھی کے حق میں بدکاری کو پسند کرو گے؟ اس نے کہا: اللہ کی قسم! کبھی نہیں، میں آپ پر قربان جاؤں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ بھی اسے اپنی پھوپھی کے لئے پسند نہیں کرتے، پھر پوچھا کیا تم اپنی خالہ کے حق میں بدکاری کو پسند کرو گے؟ اس نے کہا کہ اللہ کی قسم! کبھی نہیں، میں آپ پر قربان جاؤں، نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: لوگ بھی اسے اپنی خالہ کے لئے پسند نہیں کرتے، پھر نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنا دست مبارک اس کے جسم پر رکھا اور دعاء کی کہ اے اللہ! اس کے گناہ معاف فرما، اس کے دل کو پاک فرما اور اس کی شرمگاہ کی حفاظت فرما، راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد اس نوجوان نے کبھی (زنا کے لیے) کسی کی طرف التفات بھی نہیں کیا۔"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکیمانہ اور شفقت بھرے انداز نے اس کے سامنے اس فعل کی قباحت کو بے نقاب کر کے رکھ دیا۔ اور شاید ان سطور کو جو بھی پڑھے گا۔ اس پر اس کی قباحت بالکل آشکار ہو جائے گی۔

زنا کے دوررس برے نتائج:

زنا کے دوررس برے نتائج پر اگر نظر ڈالی جائے، تو واضح ہو گا کہ اس سے موذی بیماریاں بڑی کثرت سے پھیلتی ہیں۔ عورت کی عظمت کا چاند ماند پڑ جاتا ہے۔ عورت ماں کے تقدس اور بیٹی کی عظمت سے محروم ہو کر ایک بازاری جنس بن جاتی ہے۔ پھر اس فعل شنیع

Marfat.com

کے ارتکاب سے اس کی سیرت اور اس کی صحت بری طرح متاثر ہوتی ہے۔ اور حرامی اولاد شفقت پدری سے محروم ہوتی ہے۔ سارے معاشرہ میں کبھی بھی عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھی جاتی، اس کی وجہ سے فتنہ وفساد کی چنگاریاں اٹھتی ہیں اور خاندانوں کے خاندان اس میں بھسم ہو کر رہ جاتے ہیں۔ چند لمحوں کی لذت طلبی کے لیے اتنی گراں قیمت ادا کرنا کون پسند کرتا ہے؟۔ انہیں قباحتوں اور روح کو زنگ لگانے والے نتائج کی وجہ سے ہی قرآن کریم نے فرمایا کہ اس فعل شنیع کا ارتکاب تو بجائے خود، اس کے قریب تک مت جاؤ، یعنی تمام وہ امور جو اس فعل کے ارتکاب پر اکساتے ہیں، ان سے باز رہنے کا تاکیدی حکم فرمایا۔ بھڑکتے تنگ اور چست لباس سے منع کر دیا ہے۔ کیونکہ یہ تمام چیزیں جذبات کو اتنا مشتعل کر دیتی ہیں کہ کوئی لاکھ بچنا چاہے، بچ نہیں سکتا۔ اس لیے فرمایا:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا ۔ (الاسراء 32:17)

"اور بدکاری کے قریب بھی مت جاؤ، بے شک یہ بڑی بے حیائی ہے اور بہت ہی برا راستہ ہے۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ زنا نہ کرو، بلکہ یہ فرمایا کہ زنا کے قریب بھی مت جاؤ، یعنی ایسا کوئی کام نہ کرو، جو زنا کا محرک ہو، اور زنا کا باعث اور سبب بنے، مثلاً اجنبی عورتوں سے تعلق پیدا کرنا، ان سے خلوت میں ملاقات کرنا، ان سے ہنسی اور دل لگی کی باتیں کرنا، اور ان سے ہاتھ ملانا اور بوس و کنار کرنا، مغربی تہذیب میں یہ تمام امور عام ہیں، اور زندگی کے معمولات میں داخل ہیں، اسی وجہ سے وہاں زنا بھی عام ہے، ساحل سمندر پر، پارکوں میں یہ سب ہوتا رہتا ہے اور آئے دن سڑکوں پر ناجائز بچے ملتے رہتے ہیں، اسی وجہ سے اسلام نے اسی بندش کے لیے عورتوں کو پردہ میں رہنے کا حکم دیا اور عورتوں اور مردوں کے آزادانہ میل جول کو سختی سے روکا ہے، مخالفین اسلام کہتے ہیں کہ اسلام نے عورتوں کو گھروں میں قید کر دیا ہے، تو انصاف اس میں یہ ہے کہ عورتوں کو گھر میں بالکل قید کر دینا کہ وہ اپنی ضروریات بھی پوری نہ کر سکے، یہ الزام ہی سرے سے غلط ہے، شریعت اسلامیہ میں ایسا کوئی تصور نہیں ہے، لیکن جب سب ضروریات پوری ہو رہی ہوں، اور معاشرہ بے راہ روی کا شکار ہو آئے دن زنا جیسے برے کرتوت ہو رہے ہوں تو اس صورت میں عورتوں کا گھر میں رہنا اس سے بہتر ہے کہ وہ محض جانوروں کی طرح ہوس پوری کرنے کا آلہ بن جائیں۔

اس آیت مذکورہ بالا میں کیا حکیمانہ انداز ہے اور حقیقت کی کتنی موثر تصویر کشی ہے۔ اللہ تعالیٰ غور کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

قدرتِ زنا کے باوجود زنا نہ کرنے کا انعام:

عورت نے اس لڑکے کو زنا کے لیے بلایا، موانع زنا تو اس وقت نہ تھے، یعنی وہ عورت اس وقت مکمل زنا کی ضروریات پر قادر تھی، اگر وہ عورت مومنہ تھی، اور اس وقت زنا نہ کرتی، تو صدیقین کے درجہ کو پہنچ جاتی، جیسا کہ علامہ الشیخ ابو حامد بیان کرتے ہیں:

"شَهْوَةُ الْفَرْجِ أَغْلَبُ الشَّهَوَاتِ عَلَى الْإِنْسَانِ وَأَعْصَاهَا عِنْدَ الْهَيَجَانِ عَلَى الْعَقْلِ فَمَنْ تَرَكَ الزِّنَا خَوْفًا مِنَ اللهِ تَعَالَى مَعَ الْقُدْرَةِ وَارْتِفَاعِ الْمَوَانِعِ وَتَيَسُّرِ الْأَسْبَابِ لَا سِيَّمَا عِنْدَ صِدْقِ الشَّهْوَةِ حَازَ دَرَجَةَ الصِّدِّيقِينَ۔

(ملا علی قاری: مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، کتاب الادب، باب البر والصلۃ، تحت الحدیث: 4943، ج7، ص3095)

"انسان کی تمام شہوات پر شرمگاہ کی شہوت زیادہ غالب (وخطرناک) ہے اور عقل کے (شہوت کی وجہ سے) ہیجان کے وقت زیادہ

Marfat.com

مشکل ہے، پس جس نے محض اللہ تعالیٰ کے خوف سے زنا کو چھوڑ دیا، حالانکہ وہ اس پر قادر بھی تھا، موانعِ (زنا) بھی نہیں تھے اور اسباب بھی میسر تھے، (مزید برآں) شہوت بھی صادق تھی، تو ایسا شخص صدیقین کے درجہ پر پہنچ گیا۔"

لیکن حدیث مذکورہ میں عورت چہ جائیکہ اپنے نفس پر قابو رکھتی اور اسے صدیقین کے درجہ پر فائز کیا جاتا، بلکہ اس نے تو بدکاری کی مکمل نیت کی ہوئی تھی، اس کو اس کی سزا تو ملنی ہی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر شریعت میں زنا سے منع فرمایا ہے۔

غیر محرم عورتوں سے پرہیز:

غیر محرم عورتوں سے بچنا چاہیے، خاص کر مشتہات عورتوں کے بغیر شرعی ضرورت کے، تو نزدیک بھی نہیں آنا چاہیے، لہٰذا کسی غیر محرم عورت خصوصاً جب وہ فاحشہ اور مشتہات ہو، کے پاس نہیں جانا چاہیے، کیونکہ عورت کا حسن شیطان کا ایک تیر ہے۔ جیسا کہ حدیث مذکور میں لڑکا اکیلا چلا گیا تھا اور کئی برائیاں کر بیٹھا۔

شراب تمام برائیوں کی جڑ:

شراب سے حتیٰ الامکان گریز کرنا چاہیے، بصورت دیگر یہ اعمال صالحہ کے ضیاع کا سبب بن سکتی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حرام قرار دیا ہے، مزید برآں حدیث مبارکہ میں شراب کو تمام برائیوں کی جڑ قرار دیا گیا ہے۔ گناہوں سے عقل روکتی ہے، جب شراب سے عقل ہی جاتی رہتی ہے، تو اب گناہوں سے کون روکے؟ شراب میں انسان قتل کر لیتا ہے اور ماں بہن کی تمیز بھی نہیں رہتی، اور اسی وجہ سے حدیث مذکورہ میں لڑکے سے قتل اور زنا بھی ہو گیا۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَسْرِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً، يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ فِيهَا أَبْصَارَهُمْ حِينَ يَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ."

(بخاری: الصحیح، کتاب المظالم والغصب، باب النہی بغیر اذن صاحبہ، حدیث نمبر: 2475، ج3 ص136)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسا نہیں ہوتا کہ زانی زنا کرنے کی حالت میں مؤمن ہو، ورنہ یہ کہ چور چوری کرنے کی حالت میں مؤمن ہو، اور نہ یہ کہ شرابی شراب پینے کی حالت میں مؤمن ہو، اور نہ یہ کہ ڈاکو ڈکیتی کرنے کی حالت میں مؤمن ہو کہ لوگ اپنے مال کو ترستی نگاہ اٹھا کر دیکھتے رہ جائیں۔"

قتل سخت ترین حرام:

لڑکے نے شراب کی حالت میں زنا تو کیا ہی لیکن اس بچے کو بھی قتل کر دیا، حالانکہ یہ فعل بھی جائز نہ تھا، قتل سے ضرور بالضرور بچنا چاہیے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ." (الانعام 151:06)

"اور جس کے قتل کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے، اس کو ناحق قتل نہ کرو۔"

Marfat.com

شیطان لوگوں کے سامنے گناہوں کو خوبصورت کر کے پیش کرتا ہے۔ لہٰذا برے کاموں سے بچنے کے لیے اس بات کو مدنظر رکھا جائے کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ اس کام میں کوئی گناہ پنہاں ہے۔

بَابُ بَيَانِ خِصَالِ الْمُنَافِقِ

باب: منافق کی خصلتیں

118- حَدَّثَنَا اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ ح وَحَدَّثَنِیْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعٌ مَّنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَّمَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَلَّةٌ مِّنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَلَّةٌ مِّنْ نِفَاقٍ حَتّٰى يَدَعَهَا اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ غَيْرَ اَنَّ فِیْ حَدِيْثِ سُفْيَانَ وَاِنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس آدمی میں چار عادات ہوں گی وہ خالصا منافق ہوگا اور جس آدمی میں ان چار عادات میں سے کوئی ایک عادت ہوگی اس میں نفاق کی ایک عادت ہوگی۔ جب تک کہ وہ اس عادت کو ترک نہ کر دے۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب کوئی عہد کرے تو اس کے خلاف کرے، جب کوئی وعدہ کرے تو اسے پورا نہ کرے، جب کسی سے جھگڑا ہو تو بدزبانی کرے۔ سفیان کی روایت میں ہے کہ جس آدمی میں ان میں کوئی ایک عادت پائی جائے گی اس میں نفاق ہوگا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1، ص: 145، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 18625، شعب الایمان: رقم الحدیث: 4043، شرح السنۃ: جز: 1، ص: 14)

119- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَّاللَّفْظُ لِيَحْيٰى قَالَا حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ سُهَيْلٍ نَافِعُ بْنُ مَالِكِ بْنِ اَبِیْ عَامِرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اٰيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے اور جب امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1، ص: 145، البحر الزخار: رقم الحدیث: 1478، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 11127، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 12467)

120- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اِسْحٰقَ اَخْبَرَنَا ابْنُ اَبِیْ مَرْيَمَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ اَخْبَرَنِی الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْقُوْبَ مَوْلَى الْحُرَقَةِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَلَامَاتِ الْمُنَافِقِ ثَلَاثَةٌ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے اور جب امانت اس کے پاس رکھی جائے تو خیانت کرے۔ (مرجع السابق)

121-حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ أَبُو زُكَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ الْعَلَاءَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يُحَدِّثُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ وَإِنْ صَامَ وَصَلَّى وَزَعَمَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ

علاء بن عبدالرحمن کا بیان ہے اس اسناد کے ساتھ یہ بیان ہے کہ منافق کی تین علامات ہیں اگرچہ روزہ رکھتا ہو، نماز پڑھتا ہو اور خود کو مسلمان گردانتا ہو۔ (مرجع السابق)

122-وَحَدَّثَنِي أَبُو نَصْرٍ التَّمَّارُ وَعَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ ذَكَرَ فِيهِ وَإِنْ صَامَ وَصَلَّى وَزَعَمَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس حدیث میں یہ ذکر ہے اگرچہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے اور خود کو مسلمان گردانے۔ (مرجع السابق)

تشریح:

"منافق سے اعتقادی منافق مراد ہیں، یعنی دل کے کافر زبان کے مسلم، یہ عیوب ان کی علامتیں ہیں مگر علامت کے ساتھ علامت والا پایا جانا ضروری نہیں۔ کوّے کی علامت سیاہی ہے مگر ہر کالی چیز کوا نہیں۔

جب بات کرے جھوٹ بولے، وعدہ کرے تو خلاف کرے، امانت دی جائے تو خیانت کرے، یعنی یہ منافقوں کے کام ہیں۔ مسلمان کو اس سے بچنا چاہیے یہ نہیں کہ یہ جرم خود نفاق ہیں۔ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے یہ تینوں جرم کئے تھے مگر وہ نہ منافق ہوئے نہ کافر لہٰذا حدیث پر کوئی اعتراض نہیں۔

روایت ہے عبداللہ ابن عمر سے فرماتے ہیں کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس میں ا۔ چار عیوب ہوں وہ نرا منافق ہے ۲۔ اور جس میں ایک عیب ہو ان میں سے اس میں منافقت کا عیب ہوگا جب تک کہ اُسے چھوڑ نہ دے جب امانت دی جائے تو خیانت کرے، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو خلاف کرے، جب لڑے تو گالیاں بکے ۳۔

شرح

ا۔ یہ حدیث پچھلی حدیث کے خلاف نہیں ایک چیز کی بہت سی علامتیں ہوتی ہیں کبھی ساری بیان کر دی جاتی ہیں کبھی کم و بیش لہٰذا وہ تین بھی نفاق کی علامتیں تھیں اور یہ چار بھی۔

۲۔ منافق عملی یعنی منافقوں کے سے کام کرنے والا جیسے رب فرماتا ہے:"

أَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ"

یا حضور فرماتے ہیں:"مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ"

Marfat.com

یعنی بے نمازی ہونا کفر عملی ہے۔ (کافروں کا سا کام)

۳۔ اس سے ان لوگوں کو عبرت پکڑنی چاہیئے جن کے ہاں تبرا اور گالیاں بکنا عبادت بلکہ اصل ایمان ہے اسلام میں شیطان فرعون وہامان کو بھی گالیاں دینا برا ہے کہ اس میں اپنی ہی زبان گندی ہوتی ہے۔

روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منافق اس بکری کی طرح ہے جو دو بکروں کے درمیان گھومے ا۔ (چکر لگائے) کبھی اس بکرے کے پاس پہنچ جائے کبھی اس بکرے کے پاس۔

شرح

ا۔ دونوں کو راضی کرنے اور دونوں سے لذت اور نفع حاصل کرنے کے لیے جس سے اس کا بچہ ولد نا معلوم ہو۔ خیال رہے کہ کافر ومؤمن سب کو راضی کرنے کی کوشش میں رہنا خطرناک بیماری ہے جس سے اس کا خود اپنا کوئی دین نہیں رہتا۔ اسی لئے یہاں ایسی گندی چیز سے تشبیہ دی گئی ہے تاکہ دلوں میں اس سے نفرت پیدا ہو۔ اس بیماری نفاق میں آجکل بہت سے صلح کلی مسلمان مبتلا ہیں۔ بعض عقلمندوں کے ہاں تقیہ کر کے کافر ومؤمن سب کو خوش کر دینا اور ہر ایک سے نفع حاصل کر لینا عبادت ہے۔ خدا ایسی شیطانی عبادت سے بچائے۔" (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خاں نعیمی ج ا، کتاب الایمان، ملخصاً)

بَابُ بَيَانِ حَالِ إِيمَانِ مَنْ قَالَ لِأَخِيهِ الْمُسْلِمِ يَا كَافِرُ

باب: مسلمان کو کافر کہنے والے کا حکم

123- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَفَّرَ الرَّجُلُ أَخَاهُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی آدمی اپنے بھائی کو کافر کہتا ہے تو دونوں میں سے کسی ایک کی جانب ضرور کفر پلٹ جاتا ہے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1، ص: 144، معجم الاوسط: جز: 2، ص: 368، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 20691، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 2561)

124- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ جَمِيعًا عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا امْرِئٍ قَالَ لِأَخِيهِ يَا كَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا إِنْ كَانَ كَمَا قَالَ وَإِلَّا رَجَعَتْ عَلَيْهِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس آدمی نے اپنے کسی بھائی سے یہ کہا: اے کافر تو کفر پھر دونوں میں سے کسی ایک کی جانب ضرور پلٹ جاتا ہے اگر وہ آدمی واقعتا کافر ہو چکا تھا تو صحیح وگرنہ کہنے والے کی جانب کفر پلٹ

آئے گا۔(مرجع السابق)

125- وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ أَنَّ أَبَا الْأَسْوَدِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ ادَّعَى لِغَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُهُ إِلَّا كَفَرَ وَمَنِ ادَّعَى مَا لَيْسَ لَهُ فَلَيْسَ مِنَّا وَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ وَمَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكُفْرِ أَوْ قَالَ عَدُوَّ اللهِ وَلَيْسَ كَذٰلِكَ إِلَّا عَادَ عَلَيْهِ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس آدمی نے علم رکھتے ہوئے اپنے نسب کے بجائے کسی دوسرے کے ساتھ نسب قائم کیا تو اس نے کفر کیا اور جو آدمی دوسرے کی چیز پر مدعی ہوا تو وہ ہم میں سے نہیں ہے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے اور جس نے کسی آدمی کو کافر یا دشمن خدا کہہ کر پکارا جبکہ وہ اس طرح کا نہیں ہے تو اس کی جانب یہ کفر پلٹ آئے گا۔(البحر الزخار: رقم الحدیث: 2087، مسند البزار: رقم الحدیث: 2383، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 415، مسند احمد: رقم الحدیث: 1499)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا تعارف:

ابوذر غفاری: آپ کا نام جندب ابن جنادہ ہے، عظیم الشان صحابی ہیں، حضور کی ہجرت سے پہلے مکہ معظّمہ آکر ایمان لائے، آپ پانچویں مؤمن ہیں، پھر اپنی قوم میں واپس گئے، پھر غزوہ خندق کے بعد حضور انور کی خدمت میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے، پھر خلافت عثمانیہ میں مقام ربذہ میں رہے وہاں ہی وفات پائی، ۳۲ھ میں آپ کی وفات ہے، آپ اسلام سے پہلے بھی موحد تھے ایک اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابوعبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم تحت حالات صحابہ وتابعین)

تشریح:

کیا ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کو کافر کہنا صحیح ہے؟:

اس کا جواب یہ ہے کہ ہرگز صحیح نہیں، بلکہ گناہِ کبیرہ ہے، مگر یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ مسلمان کون ہوتا ہے؟

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدا تعالیٰ سے پاکر جو دین امت کو دیا ہے، اس پورے کے پورے دین کو اور اس کی ایک ایک بات کو ماننا اسلام ہے، اور ماننے والے کو مسلمان کہتے ہیں اور دینِ اسلام کی جو باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں ان میں سے کسی ایک بات کو نہ ماننا یا اس میں شک وتردد کا اظہار کرنا کفر کہلاتا ہے۔ پس جو شخص دینِ اسلام کی کسی قطعی اور یقینی بات کو جھٹلاتا ہے یا اس کا مذاق اڑاتا ہے وہ مسلمان نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے ہوئے پورے دین کو ماننے کا مختصر عنوان کلمہ طیبہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" ہے۔ مسلمان یہ کلمہ پڑھ کر خدا تعالیٰ کی توحید اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت ونبوت کا اقرار کرتا ہے، اور اس اقرار کے یہی معنی ہیں کہ وہ خدا کے ہر حکم کو مانے گا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر فرمان کو خدا کا فرمان سمجھے گا، اس کلمہ طیبہ کے پڑھ لینے کے باوجود جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی

Marfat.com

بات کو نعوذ باللہ! غلط کہتا ہے وہ اپنے اس اقرار میں قطعاً جھوٹا ہے، اس لئے ایسے شخص کو مسلمان کہنا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب ہے۔
خلاصہ یہ ہے کہ نہ کسی مسلمان کو کافر کہنے کی اجازت ہے اور نہ کسی بے ایمان کافر کو مسلمان کہنے کی گنجائش ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

ترجمہ: "اے نبی! کہہ دیجئے کہ حق تمہارے رب کی طرف سے آچکا، اب جس کا جی چاہے (اس حق کو مان کر) مومن بنے اور جس کا جی چاہے (اس کا انکار کردے) کافر بنے۔ (مگر یہ یاد رکھے کہ) بے شک ہم نے (ایسے) ظالموں کے لئے (جو حق کا انکار کرتے ہیں) آگ تیار کر رکھی ہے۔" (الکہف:۲۹)

مسلمان کو کافر کہنے کا حکم (اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا فتویٰ):

"عرض: کسی مسلمان کو کافر کہہ دیا (تو) کیا حکم ہے؟

ارشاد: بطور سب وشتم (یعنی گالی گلوچ کے طور پر) کہا تو کافر نہ ہوا، گنہگار ہوا اور اگر کافر جان کر کہا تو کافر ہو گیا۔

(الفتاویٰ الہندیہ، کتاب السیر، الباب التاسع احکام المرتدین، ج ۲، ص ۲۷۸)

یہ حکم مسلمان کے کافر کہنے کا ہے اور جو شخص باوجود اِدِّعائے ایمان واسلام کلماتِ کفر بولے، افعالِ کفر کرے (تو) اس کو کافر ہی کہا جائے گا کہ یہاں مسلمان کو کافر کہنا نہیں بلکہ کافر کو کافر کہنا ہے۔ مؤلف غفرلہ ۱۲۔"

(ملفوظاتِ حضرت مجدد دین وملت امام اہلسنت شاہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے ارشادات کا مجموعہ مُسمّٰی بنام تاریخی: الملفوظ (مکمل 4 حصے) معروف بہ ملفوظات اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ، (مع تخریج وتسہیل) مؤلف: شہزادہ اعلیٰ حضرت تاجدارِ اہلسنت مفتی اعظم ہند، حضرتِ علامہ مولانا محمد مصطفےٰ رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن، پیش کش مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)، ناشر: مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی، ۴۴۱)

فقہی مسائل:

"کسی مسلمان کو فاسق کہا اور قاضی کے یہاں جب دعویٰ ہوا اس نے جواب دیا کہ میں نے اسے فاسق کہا ہے کیونکہ یہ فاسق ہے تو اس کا فاسق ہونا گواہوں سے ثابت کرنا ہوگا اور قاضی اس سے دریافت کرے کہ اس میں فسق کی کیا بات ہے اگر کسی خاص بات کا ثبوت دے اور گواہوں نے بھی گواہی میں اس خاص فسق کو بیان کیا تو تعزیر ہے اور اگر خاص فسق نہ بیان کریں صرف یہ کہیں کہ فاسق ہے تو قول معتبر نہیں۔ اور اگر گواہوں نے بیان کیا کہ یہ فرائض کو ترک کرتا ہے تو قاضی اس شخص سے فرائض اسلام دریافت کرے گا اگر نہ بتا سکا تو فاسق ہے یعنی وہ فرائض جن کا سیکھنا اس پر فرض تھا اور سیکھا نہیں تو فاسق ہونے کے لیے یہی بس ہے۔ اور اگر ایسے مسلمان کو فاسق کہا جو علانیہ فسق کرتا ہے مثلاً ناجائز نوکری کرتا ہے یا علانیہ سود لیتا ہے وغیرہ وغیرہ تو کہنے والے پر کچھ الزام نہیں۔

(الدرالمختار، کتاب الحدود، باب التعزیر، ج ۶، ص ۱۰۸، وغیرہ)

کسی مسلمان کو کافر کہا تو تعزیر ہے رہا یہ کہ وہ قائل خود کافر ہوگا یا نہیں؟ اس میں دو صورتیں ہیں اگر اسے مسلمان جانتا ہے تو کافر نہ ہوا۔ اور اگر اسے کافر اعتقاد کرتا ہے تو خود کافر ہے کہ مسلمان کو کافر جاننا دین اسلام کو کفر جاننا ہے اور دینِ اسلام کو کفر جاننا کفر ہے۔ ہاں اگر اس شخص میں کوئی ایسی بات پائی جاتی ہے جس کی بنا پر تکفیر ہو سکے، اور اس نے اسے کافر کہا اور کافر جانا تو کافر نہ ہوگا۔

(الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحدود، باب التعزیر، مطلب: فی الجرح المجرد، ج ۶، ص ۱۱۱)

Marfat.com

یہ اس صورت میں ہے کہ وہ وجہ جس کی بنا پر اس نے کافر کہا ظنی ہو یعنی تاویل ہو سکے تو وہ مسلمان ہی کہا جائے گا مگر جس نے اسے کافر کہا وہ بھی کافر نہ ہوا۔ اور اگر اس میں قطعی کفر پایا جاتا ہے جو کسی طرح تاویل کی گنجائش نہیں رکھتا (یعنی کسی بھی طرح کفر کے سوا اور بات مراد نہ لی جاسکتی ہو) تو وہ مسلمان ہی نہیں اور بیشک وہ کافر ہے اور اس کو کافر کہنا مسلمان کو کافر کہنا نہیں بلکہ کافر کو کافر کہنا ہے بلکہ ایسے کو مسلمان جاننا یا اس کے کفر میں شک کرنا بھی کفر ہے۔

کسی شخص پر حاکم کے یہاں دعویٰ کیا کہ اس نے چوری کی یا اس نے کفر کیا اور ثبوت نہ دے سکا تو مستحق تعزیر نہیں یعنی جبکہ اس کا مقصود گالی دینا یا توہین کرنا نہ ہو۔ (ردالمحتار، کتاب الحدود، باب التعزیر، مطلب: فی الجرح المجرد، ج ۶ ص ۱۱۳)''

(بہار شریعت از صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی، حصہ نہم، ص ۴۰۸، پیشکش: مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوت اسلامی)، شعبہ تخریج، ناشر: مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی)

بَابُ بَيَانِ حَالِ اِيْمَانِ مَنْ رَّغِبَ عَنْ اَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُ

باب: اپنے حقیقی نسب کا جان بوجھ کر انکار کرنے والے کے ایمان کا بیان

126- حَدَّثَنِيْ هَارُوْنُ بْنُ سَعِيْدٍ الْاَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَائِكُمْ فَمَنْ رَّغِبَ عَنْ اَبِيْهِ فَقَدْ كَفَرَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے آباؤ اجداد کے نسب کا انکار مت کرو جس آدمی نے اپنے باپ کے نسب سے انکار کیا تو وہ کافر ہو گیا۔ (البحر الزخار: جز: 1، ص: 257، شرح السنۃ: جز: 1، ص: 633، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 1466، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 6270)

127- حَدَّثَنِيْ عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا هُشَيْمُ بْنُ بَشِيْرٍ اَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ قَالَ لَمَّا ادُّعِيَ زِيَادٌ لَقِيْتُ اَبَا بَكْرَةَ فَقُلْتُ لَهٗ مَا هٰذَا الَّذِيْ صَنَعْتُمْ اِنِّيْ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ يَقُوْلُ سَمِعَ اُذُنَايَ مِنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُوْلُ مَنِ ادَّعٰى اَبًا فِي الْاِسْلَامِ غَيْرَ اَبِيْهِ يَعْلَمُ اَنَّهٗ غَيْرُ اَبِيْهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرَةَ وَاَنَا سَمِعْتُهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابوعثمان کا بیان ہے کہ جب زیاد کے بھائی ہونے کا دعویٰ کیا گیا تو میں ابوبکرہ سے ملا اور انہیں کہا: یہ تم نے کیا کر دیا۔ میں نے کہا کہ میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے خود سماعت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس مسلمان نے اپنے نسب کو اپنے باپ کے سوا کسی دوسرے آدمی کے ساتھ منسوب کیا تو اس کے اوپر جنت حرام ہے۔

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی طرح سنا ہے۔ (معجم الاوسط: رقم الحدیث: 3683، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 77)

Marfat.com

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا تعارف:

سعد ابن ابی وقاص: آپ کی کنیت ابو اسحاق ہے، آپ کے والد یعنی ابو وقاص کا نام مالک ابن وہیب ہے، آپ قرشی ہیں، عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، پرانے مؤمن ہیں، سترہ سال کی عمر میں ایمان لائے، آپ تیسرے مؤمن ہیں اور آپ نے سب سے پہلے کفار پر تیر چلایا تمام غزوات میں حضور کے ساتھ رہے، آپ بڑے مقبول الدعا تھے، آپ کا لقب مجاب الدعوات تھا لوگ آپ کی دعا سے بہت ہی ڈرتے تھے کیونکہ حضور انور نے آپ کے لیے دعا کی تھی: "اللھم سدد سھمہ واجب دعوتہ" خدایا سعد کا نشانہ اور دعا کبھی خالی نہ جائے حضور انور نے آپ سے اور حضرت زبیر سے فرمایا کہ تم پر میرے ماں باپ فدا ان کے سوا کسی سے نہ فرمایا۔ آپ کی وفات اپنی منزل عتیق میں ہوئی جو مدینہ منورہ سے قریب ہے لوگ میت شریف مدینہ منورہ لائے مروان ابن حکم نے آپ کا جنازہ پڑھایا کہ اس وقت وہ ہی حاکم مدینہ تھا، بقیع شریف میں دفن ہوئے، ۵۵ پچپن میں وفات ہے، ستر سال سے زیادہ عمر شریف ہوئی، عشرہ مبشرہ میں آخری وفات آپ کی ہے، آپ کو حضرت عمر و عثمان نے کوفہ کا حاکم بنایا تھا، آپ سے ایک خلقت نے احادیث روایت کیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرآۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح" جلد ہشتم تحت حالات صحابہ وتابعین)

128- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّاءَ بْنِ أَبِي زَائِدَةَ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ سَعْدٍ وَأَبِي بَكْرَةَ كِلَاهُمَا يَقُولُ سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے خود اپنے کانوں سے سماعت کیا اور دل میں یاد رکھا کہ سیدنا محمد مصطفی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس آدمی نے اپنا باپ کسی دوسرے آدمی کو بنایا جبکہ اسے پتہ ہے کہ یہ اس کا باپ نہیں ہے تو اس کے اوپر جنت حرام ہے۔ (مرجع السابق)

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف:

ابوبکرہ: آپ کا نام نفیع ابن حارث ابن کلدہ ہے، ثقفی ہیں، آپ غزوہ طائف کے موقعہ پر ایک کنوئیں کی رسی کے ذریعہ جسے عربی میں بکرہ کہتے ہیں، لٹک کر حضور انور کی خدمت میں پہنچے حضور انور نے فرمایا تم ابوبکرہ یعنی رسی والے ہو، آپ غلام تھے حضور نے آپ کو آزاد کیا، بصرہ میں قیام رہا وہاں ہی وفات ہوئی، ۴۹ ھ انچاس (ہجری) میں وفات ہوئی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرآۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح" جلد ہشتم تحت حالات صحابہ وتابعین)

تشریح:

دوسرے کو اپنا باپ قرار دینا:

یاد رہے! اپنے حقیقی باپ کو چھوڑ کر جان بوجھ کے کسی دوسرے کو اپنا باپ بتانا یا اپنے خاندان ونسب کو چھوڑ کر کسی دوسرے خاندان

Marfat.com

سے اپنا نسب جوڑنا حرام اور جنت سے محروم کر کے دوزخ میں لے جانے والا کام ہے۔ اس بارے میں بڑی سخت وعیدیں حدیثوں میں آئی ہیں، جیسا کہ احادیث مذکورہ بالا اس پر رہنمائی کرتی ہیں۔

بَابُ بَيَانِ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ

باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان کہ مسلمان کو برا کہنا فسق ہے اور اس سے قتال کفر ہے

129- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارِ بْنِ الرَّيَّانِ وَعَوْنُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ كُلُّهُمْ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ قَالَ زُبَيْدٌ فَقُلْتُ لِأَبِي وَائِلٍ أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ عَبْدِ اللهِ يَرْوِيهِ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ شُعْبَةَ قَوْلُ زُبَيْدٍ لِأَبِي وَائِلٍ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان کو برا کہنا فسق ہے اور اس سے قتال کفر ہے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:1، ص:141، البحر الزخار: رقم الحدیث:1046، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث:3568، معجم الاوسط: رقم الحدیث:734)

130- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنَّى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَنْصُورٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل بیان کرتے ہیں۔ (مرجع السابق)

تشریح:

کفر یا بمعنی کفران نعمت یعنی ناشکری ہے، ایمان کا مقابل یعنی بلا قصور مسلمان کو برا کہنا اور بلا قصور اس سے لڑنا بھڑنا ناشکری ہے یا کفار کا سا کام ہے یا اسے مسلمان ہونے کی وجہ سے مارنا پیٹنا یا ناجائز جنگ کو حلال سمجھ کر کرنا کفر و بے ایمانی ہے۔

کسی کو گالی دیتا دیکھ کر بچے بھی اسی انداز کو اپنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ انہیں اس کی ہلاکتوں سے آگاہ کر کے بچنے کی تاکید کریں، امام اہل سنت الشاہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: کسی مسلمان جاہل کو بھی بے اذن شرع گالی دینا حرام قطعی ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، ج ۱۰، نصف اول، ص ۱۴۰)

گالی دینا بہت ہی ذلیل اور نہایت ہی قبیح عادت ہے۔ اس سے لوگوں کی ایذا رسانی ہوتی ہے اور بعض مرتبہ یہ بد زبانی جنگ و جدال، بلکہ کشت و قتال تک پہنچا دیتی ہے۔ اسی لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو گناہ قرار دے کر اس کی مذمت و ممانعت فرمائی۔ چنانچہ مندرجہ بالا حدیثیں اس پر شاہد عدل ہیں۔

Marfat.com

بَابُ بَيَانِ مَعْنٰى قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان عالی شان کی وضاحت کہ میرے بعد ایک دوسرے کی گردنیں مار کر کافر نہ ہو جانا

131- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ جَمِيْعًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا اَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ سَمِعَ اَبَا زُرْعَةَ يُحَدِّثُ عَنْ جَدِّهِ جَرِيْرٍ قَالَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ اسْتَنْصِتِ النَّاسَ ثُمَّ قَالَ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا: لوگوں کو سکوت اختیار کرواؤ پھر ارشاد فرمایا: میرے بعد ایک دوسرے کی گردنیں مار کر کافر نہ ہو جانا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1، ص: 318، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3597، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 2277، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 3932)

132- وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔ (مرجع السابق)

133- وَحَدَّثَنِي اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَاَبُوْبَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاقِدِ بْنِ زَيْدٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَاهُ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَيْحَكُمْ اَوْ قَالَ وَيْلَكُمْ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں ارشاد فرمایا: سنو! میرے بعد ایک دوسرے کی گردنیں مار کر کافر نہ ہو جانا۔ (مرجع السابق)

134- حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ شُعْبَةَ عَنْ وَاقِدٍ

واقد سے یونہی روایت ہے۔ (مرجع السابق)

تشریح:

علماء نے ان احادیث کی توجیہ یہ کی ہے کہ کسی مسلمان کو اس کے اسلام کی وجہ سے جائز اور حلال سمجھ کر قتل کرنے والا کافر ہے، واللہ اعلم بالصواب۔ (شرح صحیح مسلم از علامہ غلام رسول سعیدی، ج ۱، ص ۴۹۰)

Marfat.com

بَابُ اِطْلَاقِ اسْمِ الْكُفْرِ عَلَى الطَّعْنِ فِي النَّسَبِ وَالنِّيَاحَةِ

باب: نسب میں طعن کرنے اور نوحہ کرنے پر کفر کا اطلاق

135-وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ ح ابْنُ نُمَيْرٍ وَّاللَّفْظُ لَهٗ حَدَّثَنَا اَبِيْ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ كُلُّهُمْ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِثْنَتَانِ فِي النَّاسِ هُمَا بِهِمْ كُفْرٌ الطَّعْنُ فِي النَّسَبِ وَالنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں میں دو چیزیں ایسی ہیں جس کی وجہ سے وہ کفر میں ہیں۔ نسب میں طعن کرنا اور میت کے اوپر نوحہ کرنا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:1 ص:142، شعب الایمان: رقم الحدیث:4780، صحیح ابن حبان: ج:4 ص:327، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث:64)

تشریح:

اللہ عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۸﴾

(پ ۲۲، الاحزاب:۵۸)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بے کئے ستاتے ہیں انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لیا۔

یاد رہے کہ نسب پر طعن اگر حلال سمجھ کر ہے تو کفر سے مراد کفر حقیقی ہے ورنہ ناشکری مراد ہے۔

(فیض القدیر، ۳/ ۳۸۸ تحت الحدیث: ۳۴۳۷)

نوحہ کرنا:

نوحہ سے مراد یہ ہے کہ میت کے اوصاف مبالغہ کے ساتھ بیان کر کے آواز سے رویا جائے، اسے بین بھی کہتے ہیں اور یہ بالاجماع حرام ہے۔ (بہار شریعت، حصہ ۴، مسئلہ نمبر ۱۷، ص ۳۵۷)

اس کی مذمت کرتے ہوئے سیّدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(۱) جو گریبان پھاڑے، چہرہ پیٹے اور اور جاہلیت کی پکار پکارے وہ ہم میں سے نہیں۔

(سنن الترمذی، کتاب الجنائز، رقم الحدیث ۱۰۰۱، ج ۲ ص ۳۰۳)

(۲) جو آنسو آنکھ اور دل سے ہو تو وہ اللہ کی طرف سے ہے اور رحمت ہے اور جو ہاتھ اور زبان سے ہو تو وہ شیطان کی طرف سے ہے۔ (مشکوٰۃ، کتاب الجنائز، رقم ۱۷۴۸، ج ۱ ص ۳۸۶)

اگر کسی کے گھر کوئی میت ہو جائے تو علمِ دین سے محروم اس گھر اور آس پڑوس کی خواتین نوحہ کرنے کو لازم تصور کرتی ہیں، اگر کوئی مسلمان بہن اس مکروہ کام میں ان کا ساتھ نہ دے تو اس پر طعن و تشنیع کے تیر برسا کر اس بیچاری کی خوب دل آزاری کی جاتی ہے۔ ایسی

Marfat.com

خواتین یاد رکھیں کہ اس کی اُخروی سزا بہت کڑی ہے جیسا کہ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا: نوحہ کرنے والی عورت اگر بغیر توبہ کیے مرجائے تو قیامت کے دن اسے گندھک کی قمیص اور خارش کی چادر پہنائی جائے گی۔

(صحیح مسلم، کتاب الجنائز، رقم الحدیث ۹۳۴ ص ۴۶۵)

رقتِ قلبی کی وجہ سے بلا آواز رونے میں کوئی قباحت نہیں ہے، سرکارِ مدینہ ﷺ نے فرمایا: یاد رکھو! بے شک اللہ عزوجل نہ آنسوؤں سے رونے پر عذاب کرتا ہے نہ دل کے غم پر (پھر زبان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) ہاں اس پر عذاب یا رحم فرماتا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب البکاء علی المیت، رقم ۹۲۴، ص ۴۲۰)

اللہ تعالیٰ ہمیں اس حوالے سے بھی اپنی زبان کی حفاظت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔

بَابُ تَسْمِيَةِ الْعَبْدِ الْآبِقِ كَافِرًا

باب: بھاگے ہوئے غلام پر کافر کا اطلاق کرنا

136- حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَرِيرٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ أَيُّمَا عَبْدٍ أَبَقَ مِنْ مَوَالِيهِ فَقَدْ كَفَرَ حَتّٰى يَرْجِعَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ مَنْصُورٌ قَدْ وَاللّٰهِ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنِّي أَكْرَهُ أَنْ يُرْوٰى عَنِّي هٰهُنَا بِالْبَصْرَةِ

حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا: جو غلام اپنے آقا سے بھاگ کھڑا ہوگا تو وہ کفر میں مبتلا ہو جائے گا حتیٰ کہ وہ اپنے آقا کے پاس پلٹ کر نہ آجائے۔ (معجم الاوسط: رقم الحدیث: 3628، مسند احمد: رقم الحدیث: 19263، صحیح ابن خزیمہ: رقم الحدیث: 941، مستدرک: رقم الحدیث: 4056)

137- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ دَاوُدَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَرِيرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا عَبْدٍ أَبَقَ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ

حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو غلام اپنے آقا سے بھاگ کھڑا ہو تو وہ ضمانت سے نکل گیا۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3577)

138- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُغِيرَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ كَانَ جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَبَقَ الْعَبْدُ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب غلام آقا سے بھاگ جاتا ہے تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3512، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 2357، سنن النسائی: رقم الحدیث: 3981، شرح السنۃ: ج: 1، ص: 587)

تشریح:

یعنی غلام کا اپنے آقا سے بھاگنا، یہ کافروں جیسا کام ہے، یا پھر اس سے مراد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس نے کفرانِ نعمت کیا۔ یاد رہے:

Marfat.com

کہ اسلام نے ہی غلامیت کے تصور کو آہستہ آہستہ دور کیا ہے، غلام کو آزاد کرنے کے واقعات و دلائل اور فضائل کتب اسلامیہ میں بھرے پڑے ہیں۔

بَابُ بَيَانِ كُفْرِ مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِالنَّوْءِ

باب: اس کے کفر کا بیان کہ جو کہے ستاروں کی وجہ سے بارش ہوئی

139-حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَةِ فِي إِثْرِ السَّمَاءِ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ هَلْ تَدْرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ قَالَ أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ فَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللَّهِ وَرَحْمَتِهِ فَذَلِكَ مُؤْمِنٌ بِي كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ وَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذَلِكَ كَافِرٌ بِي مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مقام حدیبیہ نماز صبح پڑھائی اس دوران رات کی بارش کا اثر موجود تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فراغت پا کر موجود لوگوں کی جانب رخ انور فرما کر ارشاد فرمایا: کیا تمہیں پتہ ہے کہ تمہارے رب تعالیٰ نے کیا ارشاد فرمایا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض گزار ہوئے: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بہتر علم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میرے بندوں میں سے بعض کی صبح ایمان پر اور بعض کی صبح کفر پر ہوئی ہے جس آدمی نے کہا: ہم پر اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت سے بارش برسی ہے وہ مجھ پر ایمان لایا اور ستاروں کا کفر کیا اور جس نے کہا: فلاں ستاروں کے سبب سے بارش برسی اس نے میرا کفر کیا۔ اور اس نے ستاروں کے اوپر ایمان رکھا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1، ص: 143، البحر الزخار: رقم الحدیث: 3187، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 1834، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 5213)

حضرت زید ابن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کا تعارف:

زید ابن خالد: آپ جہنی ہیں، کوفہ میں رہے وہاں ہی وفات پائی، پچاسی سال عمر ہوئی، ۷۸ اٹھتر میں وفات ہوئی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ و تابعین)

140-حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى وَعَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ الْعَامِرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ قَالَ الْمُرَادِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ وَقَالَ الْآخَرَانِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَمْ تَرَوْا إِلَى مَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالَ مَا أَنْعَمْتُ عَلَى عِبَادِي مِنْ نِعْمَةٍ إِلَّا أَصْبَحَ فَرِيقٌ مِنْهُمْ بِهَا

Marfat.com

كَافِرِيْنَ يَقُوْلُوْنَ الْكَوَاكِبُ وَبِالْكَوَاكِبِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم کو پتہ نہیں کہ تمہارے رب تعالیٰ نے کیا فرمایا ہے۔ اس نے ارشاد فرمایا ہے: میں اپنے بندوں کو جس وقت کوئی نعمت عطا فرماتا ہوں تو ان میں سے ایک فریق کفر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے یہ نعمت فلاں ستارے یا ستاروں سے میسر ہوئی ہے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:2، ص:428، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 10859، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 6244، سنن النسائی: رقم الحدیث: 1507)

141- وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ ح وَحَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ سَوَادٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ أَبَا يُوْنُسَ مَوْلَى أَبِيْ هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ مَا أَنْزَلَ اللهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ بَرَكَةٍ إِلَّا أَصْبَحَ فَرِيْقٌ مِّنَ النَّاسِ بِهَا كَافِرِيْنَ يُنَزِّلُ اللهُ الْغَيْثَ فَيَقُوْلُوْنَ الْكَوْكَبُ كَذَا وَ كَذَا وَفِيْ حَدِيْثِ الْمُرَادِيِّ بِكَوْكَبِ كَذَا وَ كَذَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آسمان سے اللہ تعالیٰ جس برکت کا بھی نزول فرماتا ہے تو انسانوں میں سے ایک فریق اس کے ساتھ کفر کرتا ہے اللہ تعالیٰ بارش برساتا ہے اور وہ فریق کہتا ہے کہ فلاں ستاروں نے بارش کو برسایا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:1، ص:143، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 490)

142- وَحَدَّثَنِيْ عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيْمِ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ وَهُوَ ابْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ زُمَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ مُطِرَ النَّاسُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْبَحَ مِنَ النَّاسِ شَاكِرٌ وَّمِنْهُمْ كَافِرٌ قَالُوْا هٰذِهٖ رَحْمَةُ اللهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَقَدْ صَدَقَ نَوْءُ كَذَا وَ كَذَا قَالَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فَلَآ أُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُوْمِ حَتّٰى بَلَغَ وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مقدسہ میں بارش کا نزول ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بعض لوگوں نے صبح کو شکر ادا کیا۔ اور بعض نے کفر کیا۔ شاکرین نے کہا: یہ رب تعالیٰ کی رحمت ہے اور کفر کرنے والوں نے کہا: یہ فلاں فلاں ستاروں کے سبب سے ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس دوران اس آیت کا نزول ہوا: **فلا اقسم بمواقع النجوم**۔ اس کے بعد اس آیت کی تلاوت کرتے رہے حتیٰ کہ **وتجعلون رزقکم انکم تکذبون** تک تلاوت کی۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:4، ص:218، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 12881، مسند ابی عوانہ: ج:1، ص:36، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 255)

تشریح:

''امام غزالی نے اپنی کتاب المنقذ من الضلال میں لکھا ہے کہ علم طب اور علم نجوم اللہ نے اپنے کسی نبی پر نازل فرمائے تھے، پھر یہ دونوں علم کافروں کے ہاتھوں میں پڑ گئے۔ (طب کی طرح) علم النجوم بھی ظنی علم ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ نجومیوں نے فرعون کو حضرت

Marfat.com

موسیٰ کی پیدائش کی اور آپ ہی کے ہاتھوں اس کی حکومت ختم ہو جانے کی اطلاع دی تھی (جو سچ ثابت ہوئی' ظاہر ہے کہ نجومی غیب داں نہ تھے نجوم ہی کے مطالعہ سے انہوں نے یہ خیال قائم کیا تھا۔ مترجم)'' (تفسیر مظہری، از قاضی ثناء اللہ پانی پتی، تحت: سورۃ: الصفت: ۸۸)

بہر حال اس باب مذکورہ کی احادیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ مؤثر حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، وہی بارش برساتا ہے، کائنات کا نظام اسی کے قبضہ قدرت میں ہے۔

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى اَنَّ حُبَّ الْاَنْصَارِ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ مِنَ الْاِيْمَانِ وَعَلَامَاتِهٖ وَبُغْضُهُمْ مِنْ عَلَامَاتِ النِّفَاقِ

باب: انصار اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے اور ان سے بغض رکھنا نفاق کی نشانی ہے

143- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰيَةُ الْمُنَافِقِ بُغْضُ الْاَنْصَارِ وَاٰيَةُ الْمُؤْمِنِ حُبُّ الْاَنْصَارِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نفاق کی نشانی انصار سے بغض رکھنا ہے اور ایمان کی نشانی انصار سے محبت رکھنا ہے۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 8331، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 3357، مسند احمد: رقم الحدیث: 2819، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 7272)

144- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيْبٍ الْحَارِثِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَّعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ حُبُّ الْاَنْصَارِ اٰيَةُ الْاِيْمَانِ وَبُغْضُهُمْ اٰيَةُ النِّفَاقِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انصار کی محبت ایمان کی علامت اور ان سے بغض رکھنا نفاق کی علامت ہے۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 8330، 11750)

145- وَحَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ وَّاللَّفْظُ لَهٗ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ فِي الْاَنْصَارِ لَا يُحِبُّهُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا يُبْغِضُهُمْ اِلَّا مُنَافِقٌ مَّنْ اَحَبَّهُمْ اَحَبَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ اَبْغَضَهُ اللّٰهُ قَالَ شُعْبَةُ قُلْتُ لِعَدِيٍّ سَمِعْتَهٗ مِنَ الْبَرَاءِ قَالَ اِيَّايَ حَدَّثَ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار کے متعلق ارشاد فرمایا: ان کے ساتھ صرف مومن ہی محبت رکھتا ہے اور ان کے ساتھ صرف منافق بغض رکھتا ہے جو ان سے محبت کرے گا اللہ تعالیٰ بھی اس سے محبت کرے گا اور جو ان سے بغض کرے گا اللہ تعالیٰ بھی اس سے بغض رکھے گا۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 8334)

Marfat.com

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا تعارف:

براء ابن عازب: آپ کی کنیت ابوعمارہ ہے، انصاری حارثی ہیں ۲۴ھ چوبیس میں کوفہ پہنچے اور حضرت علی کے ساتھ جنگ جمل، صفین اور غزوہ نہروان میں شریک ہوئے، مصعب ابن زبیر کے زمانہ میں کوفہ میں وفات پائی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابوعبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم تحت حالات صحابہ وتابعین)

146- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيَّ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُبْغِضُ الْاَنْصَارَ رَجُلٌ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی رب تعالیٰ اور بروزِ حشر پر ایمان رکھنے والا ہو گا وہ انصار سے بغض نہ رکھے گا۔ (مرجع السابق)

147- وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ كِلَاهُمَا عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُبْغِضُ الْاَنْصَارَ رَجُلٌ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی اللہ تعالیٰ اور بروزِ حشر پر ایمان رکھنے والا ہو گا وہ انصار سے بغض نہ رکھے گا۔ (مرجع السابق)

148- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ وَّاَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ يَحْيٰى وَاللَّفْظُ لَهٗ اَخْبَرَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ زِرٍّ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ وَّالَّذِيْ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَاَ النَّسَمَةَ اِنَّهٗ لَعَهْدُ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيَّ اَنْ لَا يُحِبَّنِيْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا يُبْغِضَنِيْ اِلَّا مُنَافِقٌ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس ذات کی قسم جس نے دانے کو چیرا اور جس نے جانداروں کی تخلیق فرمائی۔ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مومن ہی مجھ سے صرف محبت رکھے گا اور منافق بغض رکھے گا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:1، ص:112، البحر الزخار: رقم الحدیث: 514، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 8153، شرح السنۃ: ج:1، ص:935)

تشریح:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی اللہ تعالیٰ اور بروزِ حشر پر ایمان رکھنے والا ہو گا وہ انصار سے بغض نہ رکھے گا، یعنی سارے انصار سے عداوت صرف دین کی ہی وجہ سے ہو سکتی ہے کسی خاص انصاری کی مخالفت دنیاوی وجہ سے بھی ہو سکتی ہے اسی لیے یہاں انصار جمع ارشاد ہوا۔ انصار حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین کے ایسے انوکھے میزبان ہیں کہ ان کی مثال آسمان و زمین نے نہ دیکھی

Marfat.com

تھی۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سب کے احسانات کے بدلے ہم نے کر دیئے مگر ابو بکر صدیق دوسری روایت میں ہے کہ انصار کے احسانات کا بدلہ نہیں ہو سکا، قیامت میں رب سے دلوایا جائے گا ان احسانات کو یاد رکھو اور ان سے محبت کرو کہ وہ ہمارے نبی کے محسن ہیں تو ہم سب کے محسن ہیں رضی اللہ عنہم اجمعین۔

انصار کون ہیں؟:

بعض حنبلی علمائے کرام رحمہم اللہ السلام فرماتے ہیں کہ انصار سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کے دین کی مدد کی، جن کا تعلق خزرج اور اوس قبیلے سے ہے۔

انصار کے فضائل:

اس آیت میں مہاجرین کے ساتھ ساتھ انصار کی بھی عظمت وشان بیان کی گئی، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۗ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ" (حشر: ۹)

ترجمۂ کنزُ العرفان: اور جنہوں نے پہلے اس شہر کو اور ایمان کو ٹھکانا بنالیا وہ اپنی طرف ہجرت کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں اور وہ اپنے دلوں میں اس کے متعلق کوئی حسد نہیں پاتے جو ان (مہاجرین) کو دیا گیا اور وہ (دوسروں کو) اپنی جانوں پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں خود (مال کی) حاجت ہو اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچالیا گیا تو وہی کامیاب ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ بچوں اور عورتوں کو ایک شادی سے آتے ہوئے دیکھا تو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوگئے اور فرمایا "اے اللہ! عزوجل، تو جانتا ہے، اے انصار! تم لوگ (مجموعی طور پر) مجھے تمام لوگوں سے زیادہ پیارے ہو۔ اے اللہ! عزوجل تو جانتا ہے، اے انصار! تم لوگ (مجموعی طور پر) مجھے تمام لوگوں سے زیادہ پیارے ہو۔ (مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ رضی اللہ عنہم، باب من فضائل الانصار، ص ۱۳۶۰، الحدیث: ۱۷۴ (۲۵۰۸)۔

ایک مقام پر ارشاد خداوندی ہے:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ ۚ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۵﴾

ترجمۂ کنزُ العرفان: اور جو اس کے بعد ایمان لائے اور ہجرت کی اور تمہارے ساتھ مل کر جہاد کیا وہ بھی تمہیں میں سے ہیں اور رشتے دار اللہ کی کتاب میں (وراثت میں) ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں۔ بیشک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

انصار کی ایمانی شجاعت:

غزوہ خندق میں محاصرہ کی وجہ سے مسلمانوں کی پریشانی دیکھ کر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ خیال کیا کہ کہیں مہاجرین وانصار ہمت نہ

Marfat.com

ہار جائیں اس لئے آپ نے ارادہ فرمایا کہ قبیلہ غطفان کے سردار عیینہ بن حصن سے اس شرط پر معاہدہ کرلیں کہ وہ مدینہ کی ایک تہائی پیداوار لے لیا کرے اور کفار مکہ کا ساتھ چھوڑ دے مگر جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما سے اپنا یہ خیال ظاہر فرمایا تو ان دونوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اگر اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی اتر چکی ہے جب تو ہمیں اس سے انکار کی مجال ہی نہیں ہوسکتی اور اگر یہ ایک رائے ہے تو یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جب ہم کفر کی حالت میں تھے اس وقت تو قبیلہ غطفان کے سرکش کبھی ہماری ایک کھجور نہ لے سکے اور اب جب کہ اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کو اسلام اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کی عزت سے سرفراز فرما دیا ہے تو بھلا کیونکر ممکن ہے کہ ہم اپنا مال ان کافروں کو دے دیں گے؟ ہم ان کفار کو کھجوروں کا انبار نہیں بلکہ نیزوں اور تلواروں کی مار کا تحفہ دیتے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ فرما دے گا، یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش ہوگئے اور آپ کو پورا پورا اطمینان ہوگیا۔ (زرقانی ج ۲ ص ۱۱۳) (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، غزوۃ الخندق، ص ۳۹۱)

خندق کی وجہ سے دست بدست لڑائی نہیں ہوسکتی تھی اور کفار حیران تھے کہ اس خندق کو کیونکر پار کریں مگر دونوں طرف سے روزانہ برابر تیر اور پتھر چلا کرتے تھے آخر ایک روز عمرو بن عبدود و عکرمہ بن ابو جہل و ہبیرہ بن ابی وہب و ضرار بن الخطاب وغیرہ کفار کے چند بہادروں نے بنو کنانہ سے کہا کہ اٹھو آج مسلمانوں سے جنگ کر کے بتا دو کہ شہسوار کون ہے؟ چنانچہ یہ سب خندق کے پاس آگئے اور ایک ایسی جگہ سے جہاں خندق کی چوڑائی کچھ کم تھی گھوڑا کودا کر خندق کو پار کرلیا۔

(المواھب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، باب غزوۃ الخندق...الخ، ج ۳، ص ۴۲ ملخصاً)

عمرو بن عبدود بمقابلہ شیرِ خدا:

سب سے آگے عمرو بن عبدود تھا یہ اگرچہ نوے برس کا خرانٹ بڈھا تھا مگر ایک ہزار سواروں کے برابر بہادر مانا جاتا تھا جنگ بدر میں زخمی ہو کر بھاگ نکلا تھا اور اس نے یہ قسم کھا رکھی تھی کہ جب تک مسلمانوں سے بدلہ نہ لے لوں گا بالوں میں تیل نہ ڈالوں گا، یہ آگے بڑھا اور چلا چلا کر مقابلہ کی دعوت دینے لگا تین مرتبہ اس نے کہا کہ کون ہے جو میرے مقابلہ کو آتا ہے؟ تینوں مرتبہ حضرت علی شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے اُٹھ کر جواب دیا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روکا کہ اے علی! کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم یہ عمرو بن عبدود ہے۔ حضرت علی شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے عرض کیا کہ جی ہاں میں جانتا ہوں کہ یہ عمرو بن عبدود ہے لیکن میں اس سے لڑوں گا، یہ سن کر تاجدار نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی خاص تلوار ذوالفقار اپنے دست مبارک سے حیدر کرار کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے مقدس ہاتھ میں دے دی اور اپنے مبارک ہاتھوں سے ان کے سرانور پر عمامہ باندھا اور یہ دعا فرمائی کہ یا اللہ! عزوجل تو علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی مدد فرما۔ حضرت اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ مجاہدانہ شان سے اس کے سامنے کھڑے ہوگئے اور دونوں میں اس طرح مکالمہ شروع ہوا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ: اے عمرو بن عبدود! تو مسلمان ہو جا!

عمرو بن عبدود: یہ مجھ سے کبھی ہرگز نہیں ہوسکتا!

حضرت علی رضی اللہ عنہ: لڑائی سے واپس چلا جا!

عمرو بن عبدود: یہ مجھے منظور نہیں!

Marfat.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ: تو پھر مجھ سے جنگ کر!

عمرو بن عبدود: ہنس کر کہا کہ میں کبھی یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ دنیا میں کوئی مجھ کو جنگ کی دعوت دے گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: لیکن میں تجھ سے لڑنا چاہتا ہوں۔

عمرو بن عبدود: آخر تمہارا نام کیا ہے؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ: علی بن ابی طالب

عمرو بن عبدود: اے بھتیجے! تم ابھی بہت ہی کم عمر ہو میں تمہارا خون بہانا پسند نہیں کرتا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: لیکن میں تمہارا خون بہانے کو بے حد پسند کرتا ہوں۔

عمرو بن عبدود خون کھولا دینے والے یہ گرم گرم جملے سن کر مارے غصہ کے آپے سے باہر ہو گیا حضرت شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم پیدل تھے اور یہ سوار تھا اس پر جو غیرت سوار ہوئی تو گھوڑے سے اتر پڑا اور اپنی تلوار سے گھوڑے کے پاؤں کاٹ ڈالے اور ننگی تلوار لے کر آگے بڑھا اور حضرت شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم پر تلوار کا بھرپور وار کیا حضرت شیر خدا نے تلوار کے اس وار کو اپنی ڈھال پر روکا، یہ وار اتنا سخت تھا کہ تلوار ڈھال اور عمامہ کو کاٹتی ہوئی پیشانی پر لگی گو بہت گہرا زخم نہیں لگا مگر پھر بھی زندگی بھر یہ طغریٰ آپ کی پیشانی پر یادگار بن کر رہ گیا حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے تڑپ کر للکارا کہ اے عمرو! سنبھل جا اب میری باری ہے یہ کہہ کر اسد اللہ الغالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے ذوالفقار کا ایسا جچا تلا ہاتھ مارا کہ تلوار دشمن کے شانے کو کاٹتی ہوئی کمر سے پار ہو گئی اور وہ تلملا کر زمین پر گرا اور دم زدن میں مرکر فی النار ہو گیا اور میدان کارزار زبان حال سے پکار اٹھا کہ۔

شاہِ مرداں، شیرِ یزداں قوتِ پروردگار   لَا فَتٰی اِلَّا عَلِی لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کیا اور منہ پھیر کر چل دیئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے علی! کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم آپ نے عمرو بن عبدود کی زرہ کیوں نہیں اتار لی؟ سارے عرب میں اس سے اچھی کوئی زرہ نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ اے عمر! رضی اللہ عنہ ذوالفقار کی مار سے وہ اس طرح بے قرار ہو کر زمین پر گرا کہ اس کی شرمگاہ کھل گئی اس لئے حیاء کی وجہ سے میں نے منہ پھیر لیا۔ (زرقانی ج ۲ ص ۱۱۴ و ۱۱۵) (المواھب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، باب غزوۃ الخندق...الخ، ج ۳، ص ۴۲ ملخصاً)

انصار کو فراق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ڈر:

فتح مکہ کے دن جب انصار نے قریش کے ساتھ رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کریمانہ حسن سلوک کو دیکھا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کچھ دنوں تک مکہ میں ٹھہر گئے تو انصار کو یہ خطرہ لاحق ہو گیا کہ شاید رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر اپنی قوم اور وطن کی محبت غالب آگئی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ مکہ میں اقامت فرمالیں اور ہم لوگ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دور ہو جائیں جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو انصار کے اس خیال کی اطلاع ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ معاذ اللہ! اے انصار!

اَلْمَحْیَا مَحْیَاکُمْ وَالْمَمَاتُ مَمَاتُکُمْ (سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۴۱۶) (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، باب تعظیم الاصنام، ص ۴۷۵)

اب تو ہماری زندگی اور وفات تمہارے ہی ساتھ ہے۔

Marfat.com

یہ سن کر فرطِ مسرت سے انصار کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور سب نے کہا کہ یا رسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم لوگوں نے جو کچھ دل میں خیال کیا یا زبان سے کہا اس کا سبب آپ کی ذات مقدسہ کے ساتھ ہمارا جذبہ عشق ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جدائی کا تصور ہمارے لئے نا قابل برداشت ہو رہا تھا۔ (زرقانی ج ۲ ص ۳۴۳ وسیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۴۱۶)

(شرح الزرقانی علی المواھب، باب غزوۃ الفتح الاعظم، ج ۳، ص ۴۵۹)

انصار کا مہاجرین کے ساتھ حسن سلوک:

حضرات مہاجرین چونکہ انتہائی بے سروسامانی کی حالت میں بالکل خالی ہاتھ اپنے اہل وعیال کو چھوڑ کر مدینہ آئے تھے اس لئے پردیس میں مفلسی کے ساتھ وحشت وبیگانگی اور اپنے اہل وعیال کی جدائی کا صدمہ محسوس کرتے تھے۔ اس میں شک نہیں کہ انصار نے ان مہاجرین کی مہمان نوازی اور دل جوئی میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی لیکن مہاجرین دیر تک دوسروں کے سہارے زندگی بسر کرنا پسند نہیں کرتے تھے کیونکہ وہ لوگ ہمیشہ سے اپنے دست وبازو کی کمائی کھانے کے خوگر تھے۔ اس لئے ضرورت تھی کہ مہاجرین کی پریشانی کو دور کرنے اور ان کے لئے مستقل ذریعۂ معاش مہیا کرنے کے لئے کوئی انتظام کیا جائے۔ اس لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیال فرمایا کہ انصار ومہاجرین میں رشتہ اخوت (بھائی چارہ) قائم کر کے ان کو بھائی بھائی بنا دیا جائے تاکہ مہاجرین کے دلوں سے اپنی تنہائی اور بے کسی کا احساس دور ہو جائے اور ایک دوسرے کے مددگار بن جانے سے مہاجرین کے ذریعۂ معاش کا مسئلہ بھی حل ہو جائے۔ چنانچہ مسجد نبوی کی تعمیر کے بعد ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے مکان میں انصار ومہاجرین کو جمع فرمایا اس وقت تک مہاجرین کی تعداد پینتالیس یا پچاس تھی۔ حضور علیہ السلام نے انصار کو مخاطب کر کے فرمایا کہ یہ مہاجرین تمہارے بھائی ہیں پھر مہاجرین و انصار میں سے دو دو شخص کو بلا کر فرماتے گئے کہ یہ اور تم بھائی بھائی ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد فرماتے ہی یہ رشتہ اخوت بالکل حقیقی بھائی جیسا رشتہ بن گیا۔ چنانچہ انصار نے مہاجرین کو ساتھ لے جا کر اپنے گھر کی ایک ایک چیز سامنے لا کر رکھ دی اور کہہ دیا کہ آپ ہمارے بھائی ہیں اس لئے ان سب سامانوں میں آدھا آپ کا اور آدھا ہمارا ہے۔ حد ہو گئی کہ حضرت سعد بن ربیع انصاری جو حضرت عبدالرحمن بن عوف مہاجر کے بھائی قرار پائے تھے ان کی دو بیویاں تھیں، حضرت سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میری ایک بیوی جسے آپ پسند کریں میں اس کو طلاق دے دوں اور آپ اس سے نکاح کر لیں۔

اللہ اکبر! اس میں شک نہیں کہ انصار کا یہ ایثار ایک ایسا بے مثال شاہکار ہے کہ اقوام عالم کی تاریخ میں اس کی مثال مشکل سے ہی ملے گی مگر مہاجرین نے کیا طرز عمل اختیار کیا یہ بھی ایک قابل تقلید تاریخی کارنامہ ہے۔ حضرت سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ کی اس مخلصانہ پیشکش کو سن کر حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے شکریہ کے ساتھ یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ یہ سب مال ومتاع اور اہل وعیال آپ کو مبارک فرمائے مجھے تو آپ صرف بازار کا راستہ بتا دیجیے۔ انہوں نے مدینہ کے مشہور بازار قینقاع کا راستہ بتا دیا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بازار گئے اور کچھ گھی، کچھ پنیر خرید کر شام تک بیچتے رہے۔ اسی طرح روزانہ وہ بازار جاتے رہے اور تھوڑے ہی عرصہ میں وہ کافی مالدار ہو گئے اور ان کے پاس اتنا سرمایہ جمع ہو گیا کہ انہوں نے شادی کر کے اپنا گھر بسا لیا۔ جب یہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تم نے بیوی کو کتنا مہر دیا؟ عرض کیا کہ پانچ درہم برابر سونا۔ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں

برکتیں عطا فرمائے تم دعوتِ ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری ہی ہو۔

(بخاری، باب الولیمۃ ولو بشاۃ، ص ۷۷۷، ج ۲) (صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب اخاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم ...الخ، الحدیث: ۳۷۸۱، ج ۲، ص ۵۵۵)

اور رفتہ رفتہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی تجارت میں اتنی خیر و برکت اور ترقی ہوئی کہ خود ان کا قول ہے کہ میں مٹی کو چھو دیتا ہوں تو سونا بن جاتی ہے منقول ہے کہ ان کا سامان تجارت سات سو اونٹوں پر لد کر آتا تھا اور جس دن مدینہ میں ان کا تجارتی سامان پہنچتا تھا تو تمام شہر میں دھوم مچ جاتی تھی۔ (اسد الغابہ، ج ۳، ص ۳۱۴) (اسد الغابۃ، عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، ج ۳، ص ۴۹۸ مختصراً)

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی طرح دوسرے مہاجرین نے بھی دکانیں کھول لیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کپڑے کی تجارت کرتے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قینقاع کے بازار میں کھجوروں کی تجارت کرنے لگے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تجارت میں مشغول ہو گئے تھے۔ دوسرے مہاجرین نے بھی چھوٹی بڑی تجارت شروع کر دی۔ غرض باوجودیکہ مہاجرین کے لئے انصار کا گھر مستقل مہمان خانہ تھا مگر مہاجرین زیادہ دنوں تک انصار پر بوجھ نہیں بنے بلکہ اپنی محنت اور بے پناہ کوششوں سے بہت جلد اپنے پاؤں پر کھڑے ہو گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ/ نام و اَلقاب:

"امیرُ المُؤمِنین حضرت سیِّدُنا مولیٰ علی مشکل کشا شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تعالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیم مکّۃ المکرّمہ زَادَھَا اللہُ شَرَفاً وَّتَعْظِیماً میں پیدا ہوئے۔ آپ کرم اللہ وجہہ الکریم کی والِدۂ ماجِدہ حضرت سیِّدَتُنا فاطمہ بنتِ اَسَد رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کے نام پر آپ کا نام "حیدر" رکھا، والِد نے آپ کرم اللہ وجہہ الکریم کا نام "علی" رکھا۔ حُضورِ پُرنور، شافِعِ یومُ النُّشور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کرم اللہ وجہہ الکریم کو "اَسَدُ اللّٰہ" کے لقب سے نوازا، اس کے علاوہ "مُرتَضیٰ (یعنی چُنا ہوا)"، "کرّار (یعنی پلٹ پلٹ کر حملے کرنے والا)"، "شیرِ خدا" اور "مولا مشکل کُشا" آپ رضی اللہ عنہ کے مشہور اَلقابات ہیں۔ آپ کرم اللہ وجہہ الکریم مکّی مَدَنی آقا میٹھے میٹھے مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہیں۔ (مراۃ المناجیح ج ۸ ص ۴۱۲ وغیرہ ملخصاً)

حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کا مُختصر تعارُف:

خلیفۂ چہارُم، جانشینِ رسول، زَوجِ بَتُول حضرتِ سیِّدُنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم کی کُنْیَت "اَبوالحَسَن" اور "ابوتُراب" ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ شہنشاہِ ابرار، مکّے مدینے کے تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالِب کے فرزندِ اَرجمند ہیں۔ عامُ الفِیل (یعنی جس سال نامُراد و نابَکار اَبرہہ بادشاہ ہاتھیوں کے لشکر کے ہمراہ کعبۂ مُشرَّفہ پر حملہ آور ہوا تھا۔ اِس واقعہ کی تفصیل جاننے کے لئے مکتبۃ المدینہ کی مَطبوعہ کتاب "عجائب القرآن مع غرائب القرآن" کا مطالعہ کیجئے) کے 30 سال بعد (جب حضور نبیِّ اَکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عُمر شریف 30 برس تھی)۔ (امام حاکم نے ذکر کیا ہے کہ:) 13 رَجَبُ المُرَجَّب بروز جُمُعَۃُ المبارَک حضرتِ سیِّدُنا علیُّ المرتضیٰ، شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ الکریم خانۂ کعبہ شریف زَادَھَا اللہُ شَرَفاً وَّتَعْظِیماً کے اَندر پیدا ہوئے۔

(مستدرک ج ۴ ص ۶۱۱ حدیث ۶۰۹۸)

مولیٰ مشکل کُشا حضرتِ سیِّدُنا علیُّ المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی والِدۂ ماجِدہ کا نام حضرتِ سیِّدَتُنا فاطمہ بنتِ اَسَد رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہا

Marfat.com

ہے۔آپ کرم اللہ وجہہ الکریم 10 سال کی عُمر میں ہی دائرۂ اسلام میں داخل ہو گئے تھے اور شہنشاہِ نُبُوَّت، تاجدارِ رِسالت، شافعِ اُمّت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیرِ تربیّت رہے اور تا دمِ حیات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اِمداد و نُصرت اور دینِ اسلام کی حمایت میں مصروفِ عمل رہے۔آپ کرم اللہ وجہہ الکریم مُہاجرین اوّلین اور عشرۂ مُبشّرہ میں شامل ہونے اور دیگر خُصوصی دَرَجات سے مُشرّف ہونے کی بناء پر بہت زیادہ مُمتاز حیثیت رکھتے ہیں۔غزوۂ بدر، غزوہ اُحد، غزوۂ خندق وغیرہ تمام اِسلامی جنگوں میں اپنی بے پناہ شُجاعت کے ساتھ شرکت فرماتے رہے اور کفّار کے بڑے بڑے نامور بہادُر آپ کرم اللہ وجہہ الکریم کی تلوارِ ذُوالفقار کے قاہرانہ وار سے واصِلِ نار ہوئے۔امیرُ المُؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ کی شہادت کے بعد انصار و مُہاجرین نے دستِ بابَرکت پر بیعت کر کے آپ کرم اللہ وجہہ الکریم کو امیرُ المُؤمنین مُنتخب کیا اور 4 برس 8 ماہ 9 دن تک مسندِ خلافت پر رونق افروز رہے۔17 یا 19 رَمضانُ المبارک کو ایک خبیث خارجی کے قاتلانہ حملے سے شدید زخمی ہو گئے اور 21 رَمضان شریف یک شنبہ (اتوار) کی رات جامِ شہادت نوش فرما گئے۔

(تاریخ الخلفاء ص ۱۳۲، اسد الغابۃ ج ۴ ص ۱۲۸، ۱۳۲، ازالۃ الخفاء ج ۴ ص ۴۰۵، معرفۃ الصحابۃ ج ۱ ص ۱۰۰ وغیرہ)

اصلِ نسلِ صفا وجہِ وصلِ خدا باب فضلِ ولایت پہ لاکھوں سلام

(حدائقِ بخشش شریف)

شرحِ کلامِ رضا: حضرتِ سیِّدُنا علیُّ المرتضی کَرَّمَ اللہُ تعالٰی وَجْہَہُ الکَرِیم خالص پاک سادات کی جڑ اور بُنیاد ہیں، واصِل باللہ ہونے (یعنی اللہ عزوجل کا مقرّب بننے) کا سبب اور فضائلِ ولایت ملنے کا دروازہ ہیں، آپ کرم اللہ وجہہ الکریم پر لاکھوں سلام ہوں۔

''کرم اللہ وجہہ الکریم'' کہنے لکھنے کا سبب

جب قُریش مبتلائے قحط ہوئے تھے تو حُضُورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو طالب پر تخفیفِ عیال (یعنی بال بچّوں کا بوجھ ہلکا کرنے) کے لئے حضرتِ سیِّدُنا علیُّ المُرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اپنی بارگاہِ ایمان پناہ میں لے آئے، حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے حُضور مولائے کُل سیِّدُ الرُّسُل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کنارِ اقدس (یعنی آغوشِ مبارک) میں پرورش پائی، حُضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں ہوش سنبھالا، آنکھ کُھلتے ہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جمالِ جہاں آرا دیکھا، حُضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی باتیں سُنیں، عادتیں سیکھیں۔تو جب سے اِس جنابِ عرفان مآب رضی اللہ عنہ کو ہوش آیا قطعاً یقیناً ربّ عزوجل کو ایک ہی جانا، ایک ہی مانا۔ہرگز ہرگز بتوں کی نجاست سے ان کا دامنِ پاک کبھی آلودہ نہ ہوا۔اسی لئے لقبِ کریم ''کرم اللہ وجہہ الکریم'' ملا۔(فتاویٰ رضویہ ج ۲۸ ص ۴۳۶)

10 برس کی عمر میں شجرِ اسلام کے سائے میں آ گئے، نبیِّ کریم، رءُوفٌ رَّحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے لاڈلی شہزادی حضرت سیِّدَتُنا فاطمۃُ الزَّہرا رضی اللہ عنہا آپ رضی اللہ عنہ ہی کی زوجیّت میں آئیں۔بڑے شہزادے حضرتِ سیِّدُنا امام حَسَن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی نسبت سے آپ رضی اللہ عنہ کی کُنیت ''اَبُوالحَسَن'' ہے اور مدینے کے سلطان، سردارِ دو جہان، رحمتِ عالمیان، سرورِ ذیشان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کرم اللہ وجہہ الکریم کو ''اَبُوتُراب'' کُنیت عطا فرمائی۔(تاریخ الخلفاء ص ۱۳۲)

حضرتِ سیِّدُنا علیُّ المُرتضی، شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کو یہ کُنیت اپنے اصلی نام سے بھی زیادہ پیاری تھی۔

(بُخاری ج ۲ ص ۵۳۵ حدیث ۳۷۰۳)

''ابوتُراب'' کُنیت کب اور کیسے ملی!:

حضرتِ سیّدُنا سَہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرتِ سیّدُنا علیُّ المرتَضٰی، شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تعالٰی وَجہَہُ الکَرِیم ایک روز شہزادیٔ کونین حضرتِ سیّدتُنا فاطمۃُ الزَّہراء رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور پھر مسجد میں آ کر لیٹ گئے۔ (ان کے جانے کے بعد) تاجدارِ مدینہ منورہ، سلطان مکۂ مکرمہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (گھر تشریف لائے اور) بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اُن کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ مسجد میں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لے گئے اور مُلاحظہ فرمایا کہ (حضرتِ) علی (کَرَّمَ اللہُ تعالٰی وَجہَہُ الکَرِیم) پر سے چادر ہٹ گئی ہے، جس کی وجہ سے پیٹھ، مٹی سے آلودہ ہے۔ رسولِ کریم عَلَیہِ اَفضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالتَّسلِیم ان کی پیٹھ سے مٹی جھاڑنے لگے اور دو مرتبہ فرمایا:

قُمْ اَبَا تُرَابٍ یعنی اٹھو! اے ابوتُراب۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۲۹ حدیث ۴۴۱)

اُس نے لقب خاک شہنشاہ سے پایا — جو حیدرِ کرار کہ مولی ہے ہمارا

(حدائقِ بخشش شریف) ماخوذ از کراماتِ شیرِ خدا)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بھائی حضرت علی رضی اللہ عنہ:

مشہور مؤرخِ اسلام حضرت علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ یہ عقدِ مواخاۃ (بھائی چارہ کا معاہدہ) تو انصار و مہاجرین کے درمیان ہوا، اس کے علاوہ ایک خاص عقدِ مواخاۃ مہاجرین کے درمیان بھی ہوا جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک مہاجر کو دوسرے مہاجر کا بھائی بنا دیا۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت طلحہ و حضرت زبیر رضی اللہ عنہما اور حضرت عثمان و حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما کے درمیان جب بھائی چارہ ہو گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دربارِ رسالت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ نے اپنے صحابہ کو ایک دوسرے کا بھائی بنا دیا لیکن مجھے آپ نے کسی کا بھائی نہیں بنایا آخر میرا بھائی کون ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

اَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ یعنی تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۷۱)

انصار اور حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا:

حضرتِ سیّدنا ریاح بن حارث نَخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک روز ہم حضرت سیّدنا علی المرتضی شیرِ خُدا کرم اللہ وجہہ الکریم کی صحبتِ بابرکت میں حاضر تھے کہ اِسی دوران انصار صحابۂ کرام علیہم الرضوان کا ایک گروہ سروں پر عمامے شریف کے تاج سجائے آپ رضی اللہ عنہ کی خدمتِ اَقدس میں حاضر ہوا اور ان الفاظ کے ساتھ سلام عرض کیا ''اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مَوْلَانَا'' اے ہمارے آقا و مولا آپ پر سلام ہو۔ یہ سن کر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے تعجب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: میں تمہارا مولیٰ ہوں اور تم لوگ عربی قوم سے ہو؟ انہوں نے عرض کی جی ہاں ہم لوگ عربی ہیں اور ہم نے نبیٔ اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے آپ کی بابت یہ ارشاد سنا ہے: ''مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ'' یعنی جس کا میں مَولیٰ ہوں تو علی بھی اس کے مولیٰ ہیں۔ الٰہی جوان

سے محبت کرے تو اس سے محبت فرما اور جوان سے دشمنی کرے تو اس سے دشمنی فرما۔ (پھر اس کے بعد انہوں نے کہا) اور یہ ہمارے درمیان میزبانِ رسول حضرتِ سیّدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ موجود ہیں۔ یہ سن کر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے چہرۂ مبارک سے عمامے شریف کا نقاب ہٹاتے ہوئے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے: ''مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ. اللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ'' (ترجمہ اوپر گزر چکا ہے) (معجم کبیر، ریاح بن الحارث عن ابی ایوب، ۴/ ۱۷۳، حدیث: ۴۰۵۳)

حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا کے فضائل:

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مسند میں ہے:

''اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ سَلْمَةَ عَنْ حَيَّةَ الْعَرَنِيِّ وَهُوَ الْهَمْدَانِيُّ مِنْ اَصْحَابِ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُوْلُ اَنَا اَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے رفقاء میں سے حضرت حیہ عربی ہمدانی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سب سے پہلے اسلام لے کر آنے والا میں ہی ہوں۔

اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اُمِّ هَانِئٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظَرَ اِلٰى عَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ ذَاتَ يَوْمٍ فَرَاٰهُ جَائِعًا فَقَالَ يَا عَلِيُّ مَا اَجَاعَكَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَمْ اَشْبَعْ مُنْذُ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْشِرْ بِالْجَنَّةِ''۔

(مسند امام اعظم، باب ماجاء فی فضل علی، حدیث نمبر ۳۶۹، ۳۶۸)

حضرت اُمِّ ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف ایک دن دیکھا کہ آپ کو بھوک لگی ہوئی ہے، فرمایا: اے علی! کیا بات ہے کہ آپ کو بھوک محسوس ہو رہی ہے، عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے فلاں وقت سے سیر ہو کر نہیں کھایا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کو جنت کی خوشخبری ہو۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "تَنَفَّلَ سَيْفَهُ ذَا الْفَقَارِ يَوْمَ بَدْرٍ".

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ بدر کے دن اپنی ذوالفقار نامی تلوار (علی رضی اللہ عنہ کو) انعام میں دی۔

(سنن الترمذی/السیر ۱۲ (۱۵۱۶)، (تحفة الأشراف: ۵۸۲۷)، وقد أخرجہ: مسند احمد (۱/۲۶۱، ۲۷۱) (صحیح)

قَالَ (علی رضی الله عنه): لَقَدْ عَهِدَ اِلَيَّ النَّبِيُّ الْاُمِّيُّ صلی الله علیه وآله وسلم اَنَّهُ لَا يُحِبُّكَ اِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يَبْغَضُكَ اِلَّا مُنَافِقٌ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَه. وَقَالَ اَبُوْ عِيْسٰى: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

(أخرجہ الترمذی فی السنن، کتاب: المناقب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب: (21)، 5/ 643، الرقم: 3736، والنسائی فی السنن، کتاب: الایمان وشرائعہ، باب: علامۃ الایمان، 8/ 115، الرقم: 5018، وفی باب: علامۃ المنافق، 6/ 117، الرقم: 5022، وفی السنن الکبری، 5/ 137، الرقم: 8486، 11753، وابن

Marfat.com

ماجۃ فی السنن، المقدمۃ، باب: فضل علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ، 1/ 42، الرقم: 114، وأبو یعلی فی المسند، 1/ 347، الرقم: 445)

حضرت زِرّ بن حبیش رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ چیرا اور جس نے جانداروں کو پیدا کیا! حضور نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے عہد فرمایا تھا کہ مجھ سے صرف مومن محبت رکھے گا اور صرف منافق ہی مجھ سے بغض رکھے گا۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، نبی ﷺ کا فرمانِ بشارت نشان ہے: : بروزِ قیامت سب سے پہلے عرش کا سایہ پانے والوں کے لئے خوشخبری ہے۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ ﷺ! وہ کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے علی رضی اللہ عنہ! جو لوگ تمہاری پیروی کرتے اور تم سے محبت کرتے ہیں۔

(الفردوس بماثور الخطاب، الحدیث ۳۵۷۶، ج ۲، ص ۴۸ ۴ نبدون قیل ۔۔۔۔۔۔ الخ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کسی نے سوال کیا کہ آپ کو رسول اللہ ﷺ سے کتنی محبت ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم! حضور ﷺ ہمارے مال، ہماری اولاد، ہمارے باپ، ہماری ماں اور سخت پیاس کے وقت پانی سے بھی بڑھ کر ہمارے نزدیک محبوب ہیں۔ (شفاء شریف جلد ۲ ص ۱۸)

اللہ تعالیٰ ہمیں تمام صحابہ کرام کا ادب واحترام کرنے کی توفیق فرمائے۔

بَابُ بَيَانِ نُقْصَانِ الْإِيْمَانِ بِنَقْصِ الطَّاعَاتِ وَبَيَانِ إِطْلَاقِ لَفْظِ الْكُفْرِ عَلٰى غَيْرِ الْكُفْرِ بِاللّٰهِ تَعَالٰى كَكُفْرِ النِّعْمَةِ وَالْحُقُوْقِ

باب: عبادات کی کمی سے ایمان کا کم ہونا اللہ تعالیٰ کے انکار کے علاوہ دوسرے امور جیسے کفرانِ نعمت پر کفر کا اطلاق

149- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ الْمِصْرِيُّ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ يَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ تَصَدَّقْنَ وَأَكْثِرْنَ الْاِسْتِغْفَارَ فَإِنِّيْ رَأَيْتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِّنْهُنَّ جَزْلَةٌ وَّمَا لَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ قَالَ تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ وَمَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَّدِيْنٍ أَغْلَبَ لِذِيْ لُبٍّ مِنْكُنَّ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا نُقْصَانُ الْعَقْلِ وَالدِّيْنِ قَالَ أَمَّا نُقْصَانُ الْعَقْلِ فَشَهَادَةُ امْرَأَتَيْنِ تَعْدِلُ شَهَادَةَ رَجُلٍ فَهٰذَا نُقْصَانُ الْعَقْلِ وَتَمْكُثُ اللَّيَالِيَ مَا تُصَلِّيْ وَتُفْطِرُ فِيْ رَمَضَانَ فَهٰذَا نُقْصَانُ الدِّيْنِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عورتو! تم صدقہ دیا کرو اور کثرت کے ساتھ استغفار بھی کیا کرو اس لئے کہ میں نے تمہیں کثرت کے ساتھ دوزخ میں دیکھا۔ ان میں سے سمجھدار عورت نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! دوزخ میں ہم کس وجہ سے زیادہ ہوں گی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس لئے کہ تم کثرت کے ساتھ لعن طعن کرتی ہو اور

Marfat.com

خاوند کی نافرمانی کرتی ہو۔ ناقص العقل اور ناقص الدین ہونے کے باوجود تم عقل مند مردوں پر بھاری پڑ جاتی ہو۔ وہ عورت عرض گزار ہوئی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہماری عقل اور ہمارے دین میں کمی کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: عقل کی کمی یہ ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے اور دین میں کمی یہ ہے کہ ایام حیض ونفاس میں تم نماز نہیں پڑھتی اور نہ ہی روزہ رکھتی ہو۔ یہ دین کی کمی ہے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ جز:1،ص:97، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث:3993، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث:20316، شعب الایمان: رقم الحدیث:29)

150-وَحَدَّثَنِيهِ أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ بَكْرِ بْنِ مُضَرَ عَنِ ابْنِ الْهَادِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی کی مثل بیان کیا ہے۔ (مرجع السابق)

151-وَحَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَقَ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ مَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس حدیث کی مثل روایت کیا ہے جس طرح کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ (مرجع السابق)

تشریح:

ان احادیث مبارکہ میں یہ بتایا گیا کہ عورتوں کی اکثریت کو زیادہ لعن طعن اور خاوند کی نافرمانی کی وجہ سے جہنم میں دیکھا گیا، ہم ''کتاب اللعان'' کے آخر میں شوہر کے فرائض مع بیوی کے حقوق بیان کریں گے، اور یہاں بیوی کے فرائض اور شوہر کے حقوق ذکر کرتے ہیں۔

بیوی کے فرائض:

علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمۃ رقمطراز ہیں: ''یادرکھو کہ میاں بیوی کا رشتہ ایک ایسا مضبوط تعلق ہے کہ ساری عمر اسی بندھن میں رہ کر زندگی بسر کرنی ہے۔ اگر میاں بیوی میں پورا پورا اتحاد اور ملاپ رہا تو اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں۔ اور اگر خدانہ کرے میاں بیوی کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا اور جھگڑے تکرار کی نوبت آگئی تو اس سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں کہ میاں بیوی دونوں کی زندگی جہنم کا نمونہ بن جاتی ہے اور دونوں عمر بھر گھٹن اور جلن کی آگ میں جلتے رہتے ہیں۔

اس زمانے میں میاں بیوی کے جھگڑوں کا فساد اس قدر زیادہ پھیل گیا ہے کہ ہزاروں مرد اور ہزاروں عورتیں اس بلا میں گرفتار ہیں اور مسلمانوں کے ہزاروں گھر اس اختلاف کی آگ میں جل رہے ہیں اور میاں بیوی دونوں اپنی زندگی سے بیزار ہو کر دن رات موت کی دعائیں مانگا کرتے ہیں۔ اس لئے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اس مقام پر چند ایسی نصیحتیں لکھ دیں کہ اگر مرد وعورت ان پر عمل کرنے لگیں تو

Marfat.com

تعالیٰ سے امید ہے کہ میاں بیوی کے جھگڑوں سے مسلم معاشرہ پاک ہو جائے گا اور مسلمانوں کا ہر گھر امن وسکون اور آرام و راحت کی جنت بن جائے گا۔

(۱) ہر عورت شوہر کے گھر میں قدم رکھتے ہی اپنے اوپر یہ لازم کر لے وہ ہر وقت اور ہر حال میں اپنے شوہر کا دل اپنے ہاتھ میں لئے رہے اور اس کے اشاروں پر چلتی رہے اگر شوہر حکم دے کہ دن بھر دھوپ میں کھڑی رہو یا رات بھر جاگتی ہوئی مجھے پنکھا جھلتی رہو تو عورت کے لئے دنیا و آخرت کی بھلائی اسی میں ہے کہ تھوڑی تکلیف اٹھا کر اور صبر کر کے اس حکم پر بھی عمل کرے اور کسی وقت اور کسی حال میں بھی شوہر کے حکم کی نافرمانی نہ کرے۔

(۲) ہر عورت کو چاہیے کہ وہ اپنے شوہر کے مزاج کو پہچان لے اور بغور دیکھتی رہے کہ اس کے شوہر کو کیا کیا چیزیں اور کون کون سی باتیں ناپسند ہیں اور وہ کن کن باتوں سے خوش ہوتا ہے اور کون کون سی باتوں سے ناراض ہوتا ہے اٹھنے بیٹھنے سونے جاگنے پہننے اوڑھنے اور بات چیت میں اس کی عادت اور اس کا ذوق کیا اور کیسا ہے؟ خوب اچھی طرح شوہر کا مزاج پہچان لینے کے بعد عورت کو لازم ہے کہ وہ ہر کام شوہر کے مزاج کے مطابق کرے ہرگز ہرگز شوہر کے مزاج کے خلاف نہ کوئی بات کرے نہ کوئی کام۔

(۳) عورت کو لازم ہے کہ شوہر کو کبھی جلی کٹی باتیں نہ سنائے نہ کبھی اس کے سامنے غصہ میں چلا چلا کر بولے نہ اس کی باتوں کا کڑوا تیکھا جواب دے نہ کبھی اس کو طعنہ مارے نہ کوسنے دے نہ اس کی لائی ہوئی چیزوں میں عیب نکالے نہ شوہر کے مکان وسامان وغیرہ کو حقیر بتائے نہ شوہر کے ماں باپ یا اس کے خاندان یا اس کی شکل وصورت کے بارے میں کوئی ایسی بات کہے جس سے شوہر کے دل کو ٹھیس لگے اور خواہ مخواہ اس کو سن کر برا لگے اس قسم کی باتوں سے شوہر کا دل دکھ جاتا ہے اور رفتہ رفتہ شوہر کو بیوی سے نفرت ہونے لگتی ہے جس کا انجام جھگڑے لڑائی کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا یہاں تک کہ میاں بیوی میں زبردست بگاڑ ہو جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یا تو طلاق کی نوبت آ جاتی ہے یا بیوی اپنے میکے میں بیٹھ رہنے پر مجبور ہو جاتی ہے اور اپنی بھاوجوں کے طعنے سن سن کر کوفت اور گھٹن کی بھٹی میں جلتی رہتی ہے اور میکے اور سسرال والوں کے دونوں خاندانوں میں بھی اسی طرح اختلاف کی آگ بھڑک اٹھتی ہے کہ کبھی کورٹ کچہری کی نوبت آ جاتی ہے اور کبھی مار پیٹ ہو کر مقدمات کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور میاں بیوی کی زندگی جہنم بن جاتی ہے اور دونوں خاندان لڑ بھڑ کر تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔

(۴) عورت کو چاہیے کہ شوہر کی آمدنی کی حیثیت سے زیادہ خرچ نہ مانگے بلکہ جو کچھ ملے اس پر صبر وشکر کے ساتھ اپنا گھر سمجھ کر ہنسی خوشی کے ساتھ زندگی بسر کرے اگر کوئی زیور یا کپڑا یا سامان پسند آ جائے اور شوہر کی مالی حالت ایسی نہیں ہے کہ وہ اس کو لا سکے تو کبھی ہرگز ہرگز شوہر سے اس کی فرمائش نہ کرے اور اپنی پسند کی چیزیں نہ ملنے پر کبھی ہرگز کوئی شکوہ شکایت نہ کرے نہ غصہ سے منہ پھلائے نہ طعنہ مارے نہ افسوس ظاہر کرے۔ بلکہ بہترین طریقہ یہ ہے کہ عورت شوہر سے کسی چیز کی فرمائش ہی نہ کرے کیونکہ بار بار کی فرمائشوں سے عورت کا وزن شوہر کی نگاہ میں گھٹ جاتا ہے۔ ہاں اگر شوہر خود پوچھے کہ میں تمہارے لئے کیا لاؤں تو عورت کو چاہیے کہ شوہر کی مالی حیثیت دیکھ کر اپنی پسند کی چیز طلب کرے اور جب شوہر چیز لائے تو وہ پسند آئے یا نہ آئے مگر عورت کو ہمیشہ یہی چاہیے کہ وہ اس پر خوشی کا اظہار کرے۔ ایسا کرنے سے شوہر کا دل بڑھ جائے گا اور اس کا حوصلہ بلند ہو جائے گا اور اگر عورت نے شوہر کی لائی ہوئی چیز کو ٹھکرا دیا اور اس

Marfat.com

میں عیب نکالا یا اس کو حقیر سمجھا تو اس سے شوہر کا دل ٹوٹ جائے گا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ شوہر کے دل میں بیوی کی طرف سے نفرت پیدا ہوجائے گی اور آگے چل کر جھگڑے لڑائی کا بازار گرم ہوجائے گا اور میاں بیوی کی شادمانی ومسرت کی زندگی خاک میں مل جائے گی۔

(۵) عورت پر لازم ہے کہ اپنے شوہر کی صورت وسیرت پر نہ طعنہ مارے نہ کبھی شوہر کی تحقیر اور اس کی ناشکری کرے اور ہرگز ہرگز کبھی اس قسم کی جلی کٹی بولیاں نہ بولے کہ ہائے اللہ! میں کبھی اس گھر میں سکھی نہیں رہی۔ ہائے ہائے میری تو ساری عمر مصیبت ہی میں کٹی۔ اس اجڑے گھر میں آکر میں نے کیا دیکھا۔ میرے ماں باپ نے مجھے بھاڑ میں جھونک دیا کہ مجھے اس گھر میں بیاہ دیا مجھ نگوڑی کو اس گھر میں کبھی آرام نصیب نہیں ہوا۔ ہائے میں کس پھکڑ اور دلدر سے بیاہی گئی۔ اس گھر میں تو ہمیشہ اُلّو ہی بولتا رہا۔ اس قسم کے طعنوں اور کوسنوں سے شوہر کی دل شکنی یقینی طور پر ہوگی جو میاں بیوی کے نازک تعلقات کی گردن پر چُھری پھیر دینے کے برابر ہے، ظاہر ہے کہ شوہر اس قسم کے طعنوں اور کوسنوں کو سن سن کر عورت سے بیزار ہوجائے گا اور محبت کی جگہ نفرت وعداوت کا ایک ایسا خطرناک طوفان اٹھ کھڑا ہوگا کہ میاں بیوی کے خوشگوار تعلقات کی ناؤ ڈوب جائے گی جس پر تمام عمر پچھتانا پڑے گا مگر افسوس کہ عورتوں کی یہ عادت بلکہ فطرت بن گئی ہے کہ وہ شوہروں کو طعنے اور کوسنے دیتی ہی رہتی ہیں اور اپنی دنیا وآخرت کو تباہ وبرباد کرتی رہتی ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جہنم میں عورتوں کو بکثرت دیکھا۔ یہ سن کر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! اس کی کیا وجہ ہے کہ عورتیں بکثرت جہنم میں نظر آئیں۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں میں دو بُری خصلتوں کی وجہ سے۔ ایک تو یہ کہ عورتیں دوسروں پر بہت زیادہ لعن طعن کرتی رہتی ہیں دوسری یہ کہ عورتیں اپنے شوہروں کی ناشکری کرتی رہتی ہیں چنانچہ تم عمر بھر ان عورتوں کے ساتھ اچھے سے اچھا سلوک کرتے رہو۔ لیکن اگر کبھی ایک ذرا سی کمی تمہاری طرف سے دیکھ لیں گی تو یہی کہیں گی کہ میں نے کبھی تم سے کوئی بھلائی دیکھی ہی نہیں۔ (صحیح البخاری، کتاب الایمان۔ ۲۱۔ باب کفران العشیر وکفر دون کفر، رقم ۲۹، ج۱، ص ۲۳ وایضاً کتاب النکاح ۸۹، باب کفران العشیر وھو الزوج الخ، رقم ۵۱۹۱، ج ۳، ص ۴۶۳)

(۶) بیوی کو لازم ہے کہ ہمیشہ اٹھتے بیٹھتے بات چیت میں ہر حالت میں شوہر کے سامنے باادب رہے اور اس کے اعزاز واکرام کا خیال رکھے۔ شوہر جب کبھی بھی باہر سے گھر میں آئے تو عورت کو چاہے کہ سب کام چھوڑ کر اٹھ کھڑی ہو اور شوہر کی طرف متوجہ ہوجائے اس کی مزاج پرسی کرے اور فوراً ہی اس کے آرام وراحت کا انتظام کرے اور اسکے ساتھ دلجوئی کی باتیں کرے اور ہرگز ہرگز ایسی کوئی بات نہ سنائے نہ کوئی ایسا سوال کرے جس سے شوہر کا دل دکھے۔

(۷) اگر شوہر کو عورت کی کسی بات پر غصہ آجائے تو عورت کو لازم ہے کہ اس وقت خاموش ہوجائے اور اس وقت ہرگز کوئی ایسی بات نہ بولے جس سے شوہر کا غصہ اور زیادہ بڑھ جائے اور اگر عورت کی طرف سے کوئی قصور ہوجائے اور شوہر غصہ میں بھر کر عورت کو برا بھلا کہہ دے اور ناراض ہوجائے تو عورت کو چاہے کہ خود روٹھ کر اور گال پھلا کر نہ بیٹھ جائے بلکہ عورت کو لازم ہے کہ فوراً ہی عاجزی اور خوشامد کر کے شوہر سے معافی مانگے اور ہاتھ جوڑ کر پاؤں پکڑ کر جس طرح وہ مانے اسے منالے۔ اگر عورت کا کوئی قصور نہ ہو بلکہ شوہر ہی کا قصور ہو جب بھی عورت کو تن کر اور منہ بگاڑ کر بیٹھ نہیں رہنا چاہے بلکہ شوہر کے سامنے عاجزی وانکساری ظاہر کر کے شوہر کو خوش کر لینا چاہے کیونکہ شوہر کا حق بہت بڑا ہے اس کا مرتبہ بہت بلند ہے اپنے شوہر سے معافی تلافی کرنے میں عورت کی کوئی ذلت نہیں ہے بلکہ یہ عورت کے لئے

Marfat.com

عزت اور فخر کی بات ہے کہ وہ معافی مانگ کر اپنے شوہر کو راضی کر لے۔

(٨) عورت کو چاہیے کہ وہ اپنے شوہر سے اس کی آمدنی اور خرچ کا حساب نہ لیا کرے کیوں کہ شوہروں کے خرچ پر عورتوں کے روک ٹوک لگانے سے عموماً شوہر کو چڑ پیدا ہو جاتی ہے اور شوہروں پر غیرت سوار ہو جاتی ہے کہ میری بیوی مجھ پر حکومت جتاتی ہے اور میری آمدنی خرچ کا مجھ سے حساب طلب کرتی ہے اس چڑ کا انجام یہ ہوتا ہے کہ رفتہ رفتہ میاں بیوی کے دلوں میں اختلاف پیدا ہو جایا کرتا ہے اسی طرح عورت کو چاہیے کہ اپنے شوہر کے کہیں آنے جانے پر روک ٹوک نہ کرے نہ شوہر کے چال چلن پر شبہ اور بدگمانی کرے کہ اس سے میاں بیوی کے تعلقات میں فساد و خرابی پیدا ہو جاتی ہے اور خواہ مخواہ شوہر کے دل میں نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔

(٩) جب تک ساس اور خسر زندہ ہیں عورت کے لئے ضروری ہے کہ ان دونوں کی بھی تابعداری اور خدمت گزاری کرتی رہے اور جہاں تک ممکن ہو سکے ان دونوں کو راضی اور خوش رکھے۔ ورنہ یاد رکھو! کہ شوہر ان دونوں کا بیٹا ہے اگر ان دونوں نے اپنے بیٹے کو ڈانٹ ڈپٹ کر چاپ چڑھا دی تو یقیناً شوہر عورت سے ناراض ہو جائے گا اور میاں بیوی کے درمیان باہمی تعلقات تہس نہس ہو جائیں گے اسی طرح اپنے جیٹھوں دیوروں اور نندوں، بھاوجوں کے ساتھ بھی خوش اخلاقی برتتے اور ان سبھوں کی دل جوئی میں لگی رہے اور کبھی ہرگز ہرگز ان میں سے کسی کو ناراض نہ کرے۔ ورنہ دھیان رہے کہ ان لوگوں سے بگاڑ کا نتیجہ میاں بیوی کے تعلقات کی خرابی کے سوا کچھ بھی نہیں۔

عورت کو سسرال میں ساس اور خسر سے الگ تھلگ رہنے کی ہرگز کبھی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ بلکہ مل جل کر رہنے میں ہی بھلائی ہے۔ کیونکہ ساس اور خسر سے بگاڑ اور جھگڑے کی یہی جڑ ہے اور یہ خود سوچنے کی بات ہے کہ ماں باپ نے لڑکے کو پالا پوسا اور اس امید پر اس کی شادی کی کہ بڑھاپے میں ہم کو بیٹے اور اس کی دلہن سے سہارا اور آرام ملے گا لیکن دلہن نے گھر میں قدم رکھتے ہی اس بات کی کوشش شروع کر دی کہ بیٹا اپنے ماں باپ سے الگ تھلگ ہو جائے تو تم خود ہی سوچو کہ دلہن کی اس حرکت سے ماں باپ کو کس قدر غصہ آئے گا اور کتنی جھنجھلاہٹ پیدا ہوگی اس لئے گھر میں طرح طرح کی بدگمانیاں اور قسم قسم کے فتنہ و فساد شروع ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ میاں بیوی کے دلوں میں پھوٹ پیدا ہو جاتی ہے اور جھگڑے تکرار کی نوبت آ جاتی ہے اور پھر پورے گھر والوں کی زندگی تلخ اور تعلقات درہم برہم ہو جاتے ہیں لہٰذا بہتری اسی میں ہے کہ ساس اور خسر کی زندگی بھر خدمت بجالائے، ہرگز کبھی عورت کو الگ رہنے کا خیال بھی نہیں کرنا چاہیے ہاں اگر ساس اور خسر خود ہی اپنی خوشی سے بیٹے کو اپنے سے الگ کر دیں تو پھر الگ رہنے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن الگ رہنے کی صورت میں بھی الفت و محبت اور میل جول رکھنا انتہائی ضروری ہے تاکہ ہر مشکل میں پورے کنبے کو ایک دوسرے کی امداد کا سہارا ملتا رہے اور اتفاق و اتحاد کے ساتھ پورے کنبے کی زندگی جنت کا نمونہ بنی رہے۔

(١٠) عورت کو اگر سسرال میں کوئی تکلیف ہو یا کوئی بات ناگوار گزرے تو عورت کو لازم ہے کہ ہرگز میکے میں آ کر چغلی نہ کھائے کیونکہ سسرال کی چھوٹی چھوٹی سی باتوں کی شکایت میکے میں آ کر ماں باپ سے کرنی یہ بہت خراب اور بُری بات ہے سسرال والوں کو عورت کی اس حرکت سے بے حد تکلیف پہنچتی ہے یہاں تک کہ دونوں گھروں میں بگاڑ اور لڑائی جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں جس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ عورت شوہر کی نظروں میں بھی قابل نفرت ہو جاتی ہے اور پھر میاں بیوی کی زندگی لڑائی جھگڑوں سے جہنم کا نمونہ بن جاتی ہے۔

Marfat.com

(۱۱) عورت کو چاہیے کہ جہاں تک ہوسکے اپنے بدن اور کپڑوں کی صفائی ستھرائی کا خیال رکھے۔ میلی کچیلی اور پھوہڑ نہ بن رہے بلکہ اپنے شوہر کی مرضی اور مزاج کے مطابق بناؤ سنگھار بھی کرتی رہے۔ کم سے کم ہاتھ پاؤں میں مہندی کنگھی چوٹی سرمے کا جل وغیرہ کا اہتمام کرتی رہے۔ بال بکھرے اور میلے کچیلے چڑیل بنی نہ پھرے کہ عورت کا پھوہڑ پن عام طور پر شوہر کی نفرت کا باعث ہوا کرتا ہے خدا نہ کرے کہ شوہر عورت کے پھوہڑ پن کی وجہ سے متنفر ہو جائے اور دوسری عورتوں کی طرف تاک جھانک شروع کر دے تو پھر عورت کی زندگی تباہ و برباد ہو جائے گی اور پھر اس کو عمر بھر رونے دھونے اور سر پیٹنے کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں رہ جائے گا۔

(۱۲) عورت کے لئے یہ بات بھی خاص طور پر قابل لحاظ ہے کہ جب تک شوہر اور ساس اور خسر وغیرہ نہ کھا پی لیں خود نہ کھائے بلکہ سب کو کھلا پلا کر خود سب سے اخیر میں کھائے۔ عورت کی اس ادا سے شوہر اور اس کے سب گھر والوں کے دل میں عورت کی قدر و منزلت اور محبت بڑھ جائے گی۔

(۱۳) عورت کو چاہیے کہ سسرال میں جا کر اپنے میکے والوں کی بہت زیادہ تعریف اور بڑائی نہ بیان کرتی رہے کیونکہ اس سے سسرال والوں کو یہ خیال ہوسکتا ہے کہ ہماری بہو ہم لوگوں کو بے قدر سمجھتی ہے اور ہمارے گھر والوں اور گھر کے ماحول کی توہین کرتی ہے اس لئے سسرال والے بھڑک کر بہو کی بے قدری اور اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔

(۱۴) گھر کے اندر ساس نندیں یا جیٹھانی، دیورانی یا کوئی دوسری عورتیں آپس میں چپکے چپکے باتیں کر رہی ہوں تو عورت کو چاہیے کہ ایسے وقت میں ان کے قریب نہ جائے اور نہ یہ جستجو کرے کہ وہ آپس میں کیا باتیں کر رہی ہیں اور بلاوجہ یہ بدگمانی بھی نہ کرے کہ کچھ میرے ہی متعلق باتیں کر رہی ہوں گی کہ اس سے خواہ مخواہ دل میں ایک دوسرے کی طرف سے کینہ پیدا ہو جاتا ہے جو بہت بڑا گناہ ہونے کے ساتھ ساتھ بڑے بڑے فساد ہونے کا سبب بن جایا کرتا ہے۔

(۱۵) عورت کو یہ بھی چاہیے کہ سسرال میں اگر ساس یا نندوں کو کوئی کام کرتے دیکھے تو جھٹ پٹ اٹھ کر خود بھی کام کرنے لگے اس سے ساس نندوں کے دل میں یہ اثر پیدا ہوگا کہ وہ عورت کو اپنا غمگسار اور رفیق کار بلکہ اپنا مددگار سمجھنے لگیں گی جس سے خود بخود ساس نندوں کے دل میں ایک خاص قسم کی محبت پیدا ہو جائے گی خصوصاً ساس خسر اور نندوں کی بیماری کے وقت عورت کو بڑھ چڑھ کر خدمت اور تیمارداری میں حصہ لینا چاہیے کہ ایسی باتوں سے ساس خسر نندوں بلکہ شوہر کے دل میں عورت کی طرف سے جذبۂ محبت پیدا ہو جاتا ہے اور عورت سارے گھر کی نظروں میں وفادار و خدمت گزار سمجھی جانے لگتی ہے اور عورت کی نیک نامی میں چار چاند لگ جاتے ہیں۔

(۱۶) عورت کے فرائض میں یہ بھی ہے کہ اگر شوہر غریب ہو اور گھریلو کام کاج کے لئے نوکرانی رکھنے کی طاقت نہ ہو تو اپنے گھر کا گھریلو کام کاج خود کر لیا کرے اس میں ہرگز ہرگز نہ عورت کی کوئی ذلت ہے نہ شرم۔ بخاری شریف کی بہت سے روایتوں سے پتا چلتا ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بھی یہی معمول تھا کہ وہ اپنے گھر کا سارا کام کاج خود اپنے ہاتھوں سے کیا کرتی تھیں کنویں سے پانی بھر کر اور اپنی مقدس پیٹھ پر مشک لاد کر پانی لایا کرتی تھیں خود ہی چکی چلا کر آٹا بھی پیس لیتی تھیں اسی وجہ سے ان کے مبارک ہاتھوں میں کبھی کبھی چھالے پڑ جاتے تھے۔ اسی طرح امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے متعلق بھی روایت ہے کہ وہ اپنے غریب شوہر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے یہاں اپنے گھر کا سارا

کام کاج اپنے ہاتھوں سے کرلیا کرتی تھیں یہاں تک کہ اونٹ کو کھلانے کے لئے باغوں میں سے کھجوروں کی گٹھلیاں چن چن کر اپنے سر پر لاتی تھیں اور گھوڑے کے لئے گھاس چارہ بھی لاتی تھیں اور گھوڑے کی مالش بھی کرتی تھیں۔

(۱۷) ہر بیوی کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ اپنے شوہر کی آمدنی اور گھر کے اخراجات کو ہمیشہ نظر کے سامنے رکھے اور گھر کا خرچ اس طرح چلائے کہ عزت و آبرو سے زندگی بسر ہوتی رہے۔ اگر شوہر کی آمدنی کم ہو تو ہرگز ہرگز شوہر پر بیجا فرمائشوں کا بوجھ نہ ڈالے۔ اس لئے کہ اگر عورت نے شوہر کو مجبور کیا اور شوہر نے بیوی کی محبت میں قرض کا بوجھ اپنے سر پر اٹھالیا اور خدا نہ کرے اس قرض کا ادا کرنا دشوار ہو گیا تو گھریلو زندگی میں پریشانیوں کا سامنا ہو جائے گا اور میاں بیوی کی زندگی تنگ ہو جائے گی اس لئے ہر عورت کو لازم ہے کہ صبر و قناعت کے ساتھ جو کچھ بھی ملے خدا کا شکر ادا کرے اور شوہر کی جتنی آمدنی ہو اسی کے مطابق خرچ کرے اور گھر کے اخراجات کو ہرگز ہرگز آمدنی سے بڑھنے نہ دے۔

(۱۸) عورت کو لازم ہے کہ سسرال میں پہنچنے کے بعد ضد اور ہٹ دھرمی کی عادت بالکل ہی چھوڑ دے۔ عموماً عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ جہاں کوئی بات ان کی مرضی کے خلاف ہوئی فوراً غصہ میں آگ بگولا ہو کر الٹ پلٹ شروع کر دیتی ہیں یہ بہت بری عادت ہے لیکن میکے میں چونکہ ماں باپ اپنی بیٹی کا ناز اٹھاتے ہیں اس لئے میکے میں تو ضد اور ہٹ دھرمی اور غصہ وغیرہ سے عورت کو کچھ زیادہ نقصان نہیں پہنچتا لیکن سسرال میں ماں باپ سے نہیں بلکہ ساس خسر اور شوہر سے واسطہ پڑتا ہے ان میں سے کون ایسا ہے جو عورت کے ناز اٹھانے کو تیار ہو گا۔ اس لئے سسرال میں عورت کی ضد اور ہٹ دھرمی اور غصہ اور چڑچڑا پن عورت کے لئے بے حد نقصان کا سبب بن جاتا ہے کہ پورے سسرال والے عورت کی ان خراب عادتوں کی وجہ سے بالکل ہی بیزار ہو جاتے ہیں اور عورت سب کی نظروں میں ذلیل و خوار ہو جاتی ہے۔

(۱۹) عموماً سسرال کا ماحول میکے کے ماحول سے الگ تھلگ ہوتا ہے اور سب نئے نئے لوگوں سے عورت کا واسطہ پڑتا ہے اس لئے سچ پوچھو تو سسرال ہر عورت کے لئے ایک امتحان گاہ ہے جہاں اس کی ہر حرکت و سکون پر نظر رکھی جائے گی اور اس کے ہر عمل پر تنقید کی جائے گی۔ نیا ماحول ہونے کی وجہ سے ساس اور نندوں سے کبھی کبھی خیالات میں ٹکراؤ بھی ہو گا اور اس موقع پر بعض وقت ساس اور نندوں کی طرف سے جلی کٹی اور طعنوں کوسنوں کی کڑوی کڑوی باتیں بھی سننی پڑیں گی ایسے موقعوں پر صبر اور خاموشی عورت کی بہترین ڈھال ہے عورت کو چاہیے کہ ساس اور نندوں کو ہمیشہ برائی کا بدلہ بھلائی سے دیتی رہے اور ان کے طعنوں کوسنوں پر صبر کر کے بالکل ہی جواب نہ دے اور چپ سادھ لے یہ بہترین طریقہ عمل ہے ایسا کرتے رہنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ ایک دن ایسا آئے گا کہ ساس اور نندیں خود ہی شرمندہ ہو کر اپنی حرکتوں سے باز آجائیں گی۔

(۲۰) عورت کو سسرال میں خاص طور پر بات چیت میں اس چیز کا دھیان رکھنا چاہیے کہ نہ تو اتنی زیادہ بات چیت کرے جو سسرال والوں اور پڑوسیوں کو ناگوار گزرے اور نہ اتنی کم بات کرے کہ منت و خوشامد کے بعد بھی کچھ نہ بولے اس لئے کہ یہ غرور و گھمنڈ کی علامت ہے جو کچھ بولے سوچ سمجھ کر بولے اور اتنی نرم اور پیار بھرے لہجوں میں بات کرے کہ کسی کو ناگوار نہ گزرے اور کوئی ایسی بات نہ بولے جس سے کسی کے دل پر بھی ٹھیس لگے تا کہ عورت سسرال والوں اور رشتہ ناتا والوں اور پڑوسیوں سب کی نظروں میں ہر دلعزیز بنی رہے۔

Marfat.com

بہترین بیوی کی پہچان:۔

اوپر لکھی ہوئی ہدایتوں کے مطابق سوال پیدا ہوتا ہے کہ بہترین بیوی کون ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ:

بہترین بیوی وہ ہے!

(۱) جو اپنے شوہر کی فرماں برداری اور خدمت گزاری کو اپنا فرض منصبی سمجھے۔

(۲) جو اپنے شوہر کے تمام حقوق ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرے!

(۳) جو اپنے شوہر کی خوبیوں پر نظر رکھے اور اس کے عیوب اور خامیوں کو نظر انداز کرتی رہے۔

(۴) جو خود تکلیف اٹھا کر اپنے شوہر کو آرام پہنچانے کی کوشش کرتی رہے۔

(۵) جو اپنے شوہر سے اس کی آمدنی سے زیادہ کا مطالبہ نہ کرے اور جو مل جائے اس پر صبر و شکر کے ساتھ زندگی بسر کرے۔

(۶) جو اپنے شوہر کے سوا کسی اجنبی مرد پر نگاہ نہ ڈالے اور نہ کسی کی نگاہ اپنے اوپر پڑنے دے۔

(۷) جو پردے میں رہے اور اپنے شوہر کی عزت و ناموس کی حفاظت کرے۔

(۸) جو شوہر کے مال اور مکان و سامان اور خود اپنی ذات کو شوہر کی امانت سمجھ کر ہر چیز کی حفاظت و نگہبانی کرتی رہے۔

(۹) جو اپنے شوہر کی مصیبت میں اپنی جانی و مالی قربانی کے ساتھ اپنی وفاداری کا ثبوت دے۔

(۱۰) جو اپنے شوہر کی زیادتی اور ظلم پر ہمیشہ صبر کرتی رہے۔

(۱۱) جو میکا اور سسرال دونوں گھروں میں ہر دلعزیز اور باعزت ہو!

(۱۲) جو پڑوسیوں اور ملنے جلنے والی عورتوں کے ساتھ خوش اخلاقی اور شرافت و مروت کا برتاؤ کرے اور سب اس کی خوبیوں کے مداح ہوں!

(۱۳) جو مذہب کی پابند اور دیندار ہو اور حقوق اللہ و حقوق العباد کو ادا کرتی رہے۔

(۱۴) جو سسرال والوں کی کڑوی کڑوی باتوں کو برداشت کرتی رہے۔''

(جنتی زیور، تالیف: حضرت شیخ الحدیث علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی مجددی رحمۃ اللہ علیہ، تحت: شوہر کے ساتھ زندگی بسر کرنے کا طریقہ، ص ۵۲، ناشر: مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی)

بَابُ بَيَانِ اِطْلَاقِ اسْمِ الْكُفْرِ عَلٰى مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ

باب: نماز چھوڑنے پر کفر کا اطلاق

152- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَاَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَرَاَ ابْنُ اٰدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ اعْتَزَلَ الشَّيْطٰنُ يَبْكِیْ يَقُوْلُ يَا وَيْلَهٗ وَفِیْ رِوَايَةِ اَبِیْ كُرَيْبٍ يَا وَيْلِیْ اُمِرَ ابْنُ اٰدَمَ بِالسُّجُوْدِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَاُمِرْتُ بِالسُّجُوْدِ فَاَبَيْتُ فَلِیَ النَّارُ

Marfat.com

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس وقت انسان آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ کر گزرتا ہے تو شیطان روتے ہوئے بھاگ کھڑا ہوتا ہے اور کہتا ہے: ہائے افسوس! انسان کو سجدہ کا حکم ہوا اور اس نے سجدہ کیا تو جنت کا استحقاق قرار پایا اور مجھے سجدہ کا حکم ہوا اور میں انکاری ہو کر دوزخ کا استحقاق قرار پایا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:2، ص:250، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث:1042، سنن البیہقی: رقم الحدیث:3516، سنن سعید بن منصور: ج:2، ص:553)

153-حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَعَصَيْتُ فَلِيَ النَّارُ

اعمش نے اس اسناد کے ساتھ اس کی مثل کے غیر کے ساتھ بیان کیا ہے کہ میں نے نافرمانی کی تو میں دوزخ کا استحقاق قرار دیا۔

(مرجع السابق)

154-حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ كِلَاهُمَا عَنْ جَرِيرٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكَ الصَّلٰوةِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی اور کفر و شرک کے درمیان فرق صرف نماز نہ پڑھنے کا ہے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:1، ص:154، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث:330، معجم الاوسط: ج:4، ص:255، معجم الصغیر: ج:1، ص:231)

155-حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انسان اور اس کے کفر و شرک کے درمیان فرق صرف نماز نہ پڑھنے کا ہے۔ (مرجع السابق)

تشریح: ترکِ صلوٰۃ پر وعیدیں:

۔ دوزخیوں کے متعلق خبر دیتے ہوئے رب جلیل نے فرمایا کہ ان سے جہنم میں یہ پوچھا جائے گا کہ "تم کو جہنم میں کیا چیز لے گئی وہ کہیں گے کہ ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہ تھے اور نہ مسکینوں کو کھانا کھلانے والوں میں سے تھے بلکہ بحث کرنے والوں کے ساتھ بحث کیا کرتے تھے۔" (پ ۲۹، المدثر: ۴۲۔۴۵)

ترک نماز پر چند احادیث:

طبرانی کی روایت ہے کہ جس نے عمداً نماز چھوڑ دی اس نے کھلم کھلا کافروں جیسا کام کیا ہے۔

(المعجم الاوسط، ۲/ ۲۹۹، الحدیث ۳۳۴۸)

Marfat.com

ایک روایت میں ہے کہ بندے اور شرک یا کفر کے درمیان فرق ترکِ نماز ہے، جب اس نے نماز چھوڑ دی تو کافروں جیسا کام کیا۔
(سنن الدارمی، کتاب الصلاۃ، باب فی تارک الصلاۃ، ۱/ ۳۰۷، الحدیث ۱۲۳۳ و ابن ماجہ، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء فیمن ترک الصلاۃ، ۱/ ۵۶۴، الحدیث ۱۰۷۹ ماخوذ۱)

دوسری روایت میں ہے کہ بندے اور شرک یا کفر کے درمیان نماز چھوڑنے کے سوا اور کوئی فرق نہیں ہے، جس نے ''نماز'' چھوڑ دی اس نے مشرکوں جیسا کام کیا۔ (ابن ماجہ، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء فیمن ترک الصلاۃ، ۱/ ۵۶۵، الحدیث ۱۰۸۰)

ایک اور روایت میں ہے کہ اس نے اسلام کو برہنہ کر دیا اور اسلام کی تین بنیادیں ہیں جن پر اسلام کی عمارت قائم ہے، جس نے ان میں سے ایک کو ترک کر دیا، وہ کافر ہے اور اس کا قتل کر دینا حلال ہے، کلمۂ شہادت پڑھنا یعنی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی گواہی دینا، فرض نماز ادا کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔ (مسند ابی یعلی، مسند ابن عباس، ۲/ ۲۷۸، الحدیث ۲۳۴۵)

دوسری روایت جس کو اسنادِ حسن کے ساتھ نقل کیا گیا ہے، یہ ہے کہ جس نے ان میں سے کسی ایک کو چھوڑ دیا وہ اللہ تعالیٰ کا منکر ہے، اس سے کوئی حیلہ اور بدلہ قبول نہیں کیا جائے گا اور اس کا خون اور مال لوگوں کے لئے حلال ہے۔
(الترغیب والترہیب، کتاب الصلاۃ، الترہیب من ترک الصلاۃ۔۔۔الخ، ۱/ ۲۶۰، الحدیث ۸۲۱)

طبرانی وغیرہ میں وہ بطریق حسن مروی ہے: حضرتِ عبادہ بن صامت رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے کہا ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات باتوں کی وصیت فرمائی: کسی کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤ چاہے تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے یا جلا دیا جائے یا پھانسی پر لٹکا دیا جائے، عَمدًا نماز نہ چھوڑو کیونکہ جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی وہ دین سے نکل گیا، گناہ اور نافرمانی نہ کرو یہ اللہ تعالیٰ کے قہر کے اسباب ہیں اور شراب نہ پیو کیونکہ یہ گناہوں کا منبع ہے۔ (الحدیث) (الاحادیث المختارۃ، مسند انس بن مالک، ۸/ ۲۸۷، الحدیث ۳۵۱)

ترمذی کی روایت ہے کہ حضرتِ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ترکِ نماز کے علاوہ کسی اور عمل کے چھوڑنے کو کفر نہیں سمجھتے تھے۔ (ترمذی، کتاب الایمان، باب ماجاء فی ترک الصلاۃ، ۴/ ۲۸۲، الحدیث ۲۶۳۱)

صحیح حدیث میں ہے کہ بندے اور کفر و ایمان کے درمیان فرق نماز ہے، جب اس نے نماز چھوڑ دی تو گویا اس نے شرک کیا۔
(ابن ماجہ، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء فیمن ترک الصلاۃ، ۱/ ۵۶۵، الحدیث ۱۰۸۰)

بزاز کی روایت ہے کہ جو نماز ادا نہیں کرتا اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں ہے اور جس کا وضو صحیح نہیں ہے اس کی نماز نہیں۔
(مسند البزار، ۱۵/ ۱۷۶، الحدیث ۸۵۳۹)

طبرانی کی روایت ہے کہ جس شخص میں امانت نہیں اس کا ایمان نہیں جس کا وضو صحیح نہیں، اس کی نماز نہیں اور جس نے نماز نہیں پڑھی اس کا دین نہیں رہا، جیسے وجود میں سر کا مقام ہے اسی طرح دین میں نماز کا مقام ہے۔ (المعجم الاوسط، ۱/ ۶۲۶، الحدیث ۲۲۹۲)

ابن ماجہ اور بیہقی میں حضرتِ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کر اگرچہ تجھے کاٹ دیا جائے اور جلا دیا جائے، فرض نماز عَمدًا نہ چھوڑ کیونکہ جس نے عَمدًا نماز چھوڑ دی وہ ہمارے ذمہ سے نکل گیا اور شراب نہ پی کیونکہ یہ ہر برائی کی کنجی ہے۔ (ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب الصبر علی البلاء، ۴/ ۳۷۶، الحدیث ۴۰۳۴)

Marfat.com

مسند بزاز میں حضرتِ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: آپ نے فرمایا: جب میری پتلیوں کی صحت کے باوجود میری بینائی ضائع ہوگئی تو مجھ سے کہا گیا کہ آپ کچھ نماز چھوڑ دیں، ہم آپ کا علاج کرتے ہیں، میں نے کہا: ایسا نہیں ہوگا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ نے فرمایا: جس نے نماز چھوڑ دی وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوگا۔ (المعجم الکبیر، ۱۱/ ۲۳۴، الحدیث ۱۱۷۸۲)

طبرانی کی ایک روایت ہے: حضور ﷺ کی خدمت میں ایک شخص نے حاضر ہوکر عرض کی کہ مجھے ایسا عمل بتایئے جسے کر کے میں جنت میں جاؤں۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کر اگرچہ تجھے عذاب دیا جائے اور زندہ جلا دیا جائے، والدین کا فرماں بردار بن، اگرچہ وہ تجھے تیرے تمام مال واسباب سے بے دخل کر دیں اور جان بوجھ کر نماز نہ چھوڑ کیونکہ جس نے دیدہ دانستہ نماز چھوڑ دی وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ سے نکل گیا۔ (المعجم الاوسط، ۶/ ۳۹، الحدیث ۷۹۵۶)

ایک اور روایت میں ہے: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کر اگرچہ تجھے قتل کر دیا جائے اور جلا دیا جائے، والدین کی نافرمانی نہ کر اگرچہ وہ تجھے تیرے اہل وعیال اور مال سے نکال دیں، فرض نماز کو عمداً نہ چھوڑ کیونکہ جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ سے نکل گیا، شراب کبھی نہ پی کیونکہ اس کا پینا ہر برائی کی جڑ ہے، خود کو ''نافرمانیوں'' سے بچا کیونکہ ان سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوجاتا ہے، اپنے آپ کو جنگ کے دن بھگوڑا بننے سے بچا اگرچہ لوگ ہلاک ہوجائیں اور لوگ مرجائیں مگر تو ثابت قدم رہ، اپنی طاقت کے مطابق اپنے اہل وعیال پر خرچ کر، ان کی تادیب سے کبھی غافل نہ ہو اور انہیں خوفِ خدا دلاتا رہ۔

(مسند احمد، مسند الانصار، حدیث معاذ بن جبل، ۸/ ۲۴۹، الحدیث ۲۲۱۳۶)

صحیح ابن حبان میں روایت ہے کہ بادل والے دن نماز جلدی پڑھا لیا کرو کیونکہ جس نے نماز چھوڑ دی اس نے کفر کیا۔

(صحیح ابن حبان، کتاب الصلاۃ باب الوعید علی ترک الصلاۃ، ۳/ ۱۲، الجزء الثالث، الحدیث ۱۴۶۱)

''طبرانی'' میں حضور ﷺ کی کنیز حضرتِ امیمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں ایک مرتبہ حضور ﷺ کے سر پر پانی ڈال رہی تھی کہ ایک شخص نے آکر کہا: مجھے وصیت فرمائی جائے، حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنا اگرچہ تجھے کاٹ دیا جائے اور جلا دیا جائے، والدین کی ''نافرمانی'' نہ کر اگرچہ وہ تجھے تیرے گھر اور مال ودولت کے چھوڑنے کا کہیں تو سب کچھ چھوڑ دے، شراب کبھی نہ پی کیونکہ یہ ہر برائی کی کنجی ہے اور فرض نماز کبھی بھی جان بوجھ کر نہ چھوڑ کیونکہ جس نے ایسا کیا وہ اللہ اور اس کے رسول کے ذمہ سے نکل گیا۔ (المعجم الکبیر، ۲۴/ ۱۹۰، الحدیث ۴۷۹)

ابونعیم کی روایت ہے کہ جس شخص نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی، اللہ تعالیٰ اس کا نام ''جہنم'' کے اس دروازے پر لکھ دیتا ہے جس میں سے اسے داخل ہونا ہوتا ہے۔

(کنز العمال، کتاب الصلاۃ، الباب الاول۔۔۔ الخ، الفصل الثانی۔۔۔ الخ، الترہیب عن ترک الصلاۃ، ۴/ ۱۳۲، الجزء السابع، الحدیث ۱۹۰۸۶ وحلیۃ الاولیاء، مسعر بن کدام، ۷/ ۲۹۹، الحدیث ۱۰۵۹۰)

طبرانی اور بیہقی کی روایت ہے کہ جس نے نماز چھوڑ دی گویا اس کا مال اور اہل وعیال (سب کچھ) ختم ہوگیا۔

Marfat.com

(شعب الایمان، الحادی والعشرون من شعب الایمان، باب فی الصلوات، فصل الصلوات الخمس فی الجماعۃ، ۳/ ۵۲، الحدیث ۲۸۴۴ وکنز العمال، کتاب الصلاۃ الباب الاول ۔۔۔ الخ، الفصل الثانی ۔۔۔ الخ، الترہیب عن ترک الصلاۃ، ۴/ ۱۳۲، الجزء السابع، الحدیث ۱۹۰۸۵)

حاکم نے حضرتِ علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے گروہِ قریش! تم نماز ضرور ادا کرو اور زکوٰۃ ادا کرو نہیں تو اللہ تمہاری طرف ایسے شخص کو بھیجے گا جو دین کے لئے تمہاری گردنیں اڑا دے گا۔

(المستدرک للحاکم، کتاب الایمان والنذور، باب من قال انا بریٔ ۔۔۔ الخ، ۵/ ۴۲۵، الحدیث ۷۸۸۹)

بزاز کی روایت ہے کہ جو شخص نماز ادا نہیں کرتا اس کا دین میں کوئی حصہ نہیں، اور جس کا وضو صحیح نہیں اس کی نماز صحیح نہیں۔

(مسند البزار، ۱۵/ ۱۷۶، الحدیث ۸۵۳۹)

مسند احمد کی ایک مرسل روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام میں چار چیزیں فرض کی ہیں، جو شخص ان میں سے تین کو پورا کرتا ہے مگر ایک کو چھوڑ دیتا ہے اسے عذاب سے کوئی چیز نہیں بچائے گی تا آنکہ وہ چاروں پر عمل کرے، نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج۔

(مسند احمد، مسند الشامیین، حدیث زیاد بن نعیم ۔۔۔ الخ، ۶/ ۲۳۶، الحدیث ۱۷۸۰۴)

اَصبہانی کی روایت ہے کہ جس نے عَمداً نماز چھوڑ دی، اللہ تعالیٰ اُس کے اعمال کو برباد کر دیتا ہے اور اُسے اپنے ذمہ سے نکال دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرے۔

(الترغیب والترہیب، کتاب الصلاۃ، الترہیب من ترک الصلاۃ ۔۔۔ الخ، ۱/ ۲۶۱، الحدیث ۸۲۸)

طبرانی کی روایت ہے کہ جس نے نماز چھوڑ دی اس نے کھلم کھلا کفر کیا۔ (المعجم الاوسط، ۲/ ۲۹۹، الحدیث ۳۳۴۸)

مسندِ احمد میں روایت ہے کہ عَمداً نماز کو نہ چھوڑو کیونکہ جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی اُس سے اللہ اور رسول کا ذمہ ختم ہو گیا۔

(مسند احمد، من مسند القبائل، حدیث اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا، ۱۰/ ۳۸۶، الحدیث ۲۷۴۳۳)

ابن ابی شیبہ اور تاریخ بخاری میں حضرت علی رضی اللہ عنہ پر موقوف روایت ہے: جس نے نماز نہ پڑھی وہ کافر ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الایمان والرءویا، باب ۶، ۷/ ۲۲۸، الحدیث ۸۵)

محمد بن نصر اور ابن عبد البر رحمہما اللہ تعالیٰ اپنی مسانید میں حضرتِ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے موقوف روایت کرتے ہیں کہ جس نے نماز چھوڑ دی اس نے کفر کیا۔

(تعظیم قدر الصلاۃ لمحمد بن نصر المروزی، باب ذکر اکفار تارک الصلاۃ، ۲/ ۹۰۰، الحدیث ۹۳۹، سورۃ البقرۃ تحت الآیۃ: ۱،۲۵۳/ ۱۳/۱۷ وصحیح ابن حبان، کتاب الصلاۃ، باب الوعید علی ترک الصلاۃ، ۳/ ۱۳، الحدیث ۱۴۶۱)

ابن نصر رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت کی ہے کہ جس نے نماز چھوڑ دی اس کا دین نہیں ہے۔

(تعظیم قدر الصلاۃ لمحمد بن نصر المروزی، باب ذکر اکفار تارک الصلاۃ، ۲/ ۸۹۸، الحدیث ۹۳۵ وشعب الایمان، الحادی والعشرون من شعب الایمان، باب فی الصلوات، ۳/ ۳۹۰، الحدیث ۲۸۰۷ والدر المنثور، سورۃ البقرۃ تحت الآیۃ: ۱،۲۵۳/ ۱۳/۷)

ابن عبد البر نے حضرتِ جابر رضی اللہ عنہ تک موقوف روایت کی ہے کہ جس نے نماز نہیں پڑھی وہ کافر ہے۔

(الترغیب والترہیب، کتاب الصلاۃ، الترہیب من ترک الصلاۃ ۔۔۔ الخ، ۱/ ۲۶۱، الحدیث ۸۳۳ والدر المنثور، سورۃ البقرۃ تحت الآیۃ: ۱،۲۵۳/ ۱۳/۷)

ایک اور روایت میں ہے جو ابو الدرداء رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے کہ جو نماز ادا نہیں کرتا اس کا ایمان نہیں ہے اور جس کا وضو نہیں اس

Marfat.com

کی نماز نہیں۔(الترغیب والترہیب، کتاب الصلاۃ، الترہیب من ترک الصلاۃ۔۔۔الخ،۱/۲۶۱،الحدیث ۸۳۴)

ابن ابی شیبہ کی روایت ہے: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے نماز چھوڑ دی اس نے کفر کیا۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الایمان والرءویا، باب ۶، ۷/۲۲۲،الحدیث ۴۵)

محمد بن نصر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اسحق سے سنا، وہ کہتے تھے: حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث صحیح ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: تارکِ نماز کافر ہے۔

(تعظیم قدر الصلاۃ لمحمد بن نصر المروزی، باب ذکر النھی عن قتل المسلمین۔۔۔الخ،۲/۹۲۹،الحدیث ۹۹۰والترغیب والترہیب، کتاب الصلاۃ، الترہیب من ترک الصلاۃ۔۔۔الخ،۱/۲۶۱،الحدیث ۸۳۴)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مقدسہ سے لے کر آج تک تمام علماء کی رائے ہے کہ تارکِ نماز جو بغیر کسی عذر کے نماز نہیں پڑھتا حتّٰی کہ نماز کا وقت نکل جاتا ہے تو وہ کافر ہے۔(المرجع السابق)

حضرتِ ایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ترکِ نماز "کفر" ہے جس میں کسی کو اختلاف نہیں ہے۔

فرمانِ الٰہی ہے:

فَخَلَفَ مِنۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿۵۹﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ

(پ۱۶،مریم:۵۹،۶۰)

پس ان کے بعد برے لوگ جانشین ہوئے جنہوں نے نمازوں کو ضائع کیا اور خواہشاتِ نفسانی کی پیروی کی پس عنقریب وہ غی میں جائیں گے مگر جس نے توبہ کی (وہ محفوظ رہے گا)۔

حضرتِ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ضائع کرنے کا یہ معنی نہیں ہے کہ بالکل نماز پڑھتے ہی نہیں بلکہ یہ کہ اسے مؤخر کر کے پڑھتے ہیں۔

ترکِ نماز پر کفر کے اطلاق پر تحقیقِ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ:

ترکِ نماز پر کفر کے اطلاق پر بحث کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

جمہور ائمہ نے اُسی اصل اجماعی مؤید بدلائل قاہرہ آیات متکاثرہ واحادیث متواترہ پر عمل واجب جانا کہ مرتکب کبیرہ کافر نہیں یہی مذہب ہمارے ائمہ حنفیہ وائمہ شافعیہ وائمہ مالکیہ اور ایک جماعت ائمہ حنبلیہ وغیرہم جماہیر علمائے دین وائمہ معتمدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ہے کہ اگرچہ تارکِ نماز کو سخت فاجر جانتے ہیں مگر دائرہ اسلام سے خارج نہیں کہتے اور یہی ایک روایت حضرت امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہے اس کی رُو سے یہ مذہب مہذب حضرات ائمہ اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مجمع علیہ ہے، حلیہ میں فرمایا:

ذهب الجمهور، منهم اصحابنا ومالك والشافعي واحمد في رواية، الى انه لايكفر. ثم اختلفوا في انه هل يقتل بهذا الترك؟ فقال الائمة الثلاثة، نعم. ثم هل يكون حداً او كفراً؟ فالمشهور من مذهب مالك، وبه قال الشافعي، انه حد. وكذا عند احمد في هذه الرواية الموافقة للجمهور في

عدم الکفر ا (احلیۃ المحلی)

جمہور، جن میں ہمارے علماء بھی شامل ہیں اور مالک وشافعی اور ایک روایت کے مطابق احمد بھی، کی رائے یہ ہے کہ اس کو کافر نہیں کہا جائے گا۔ پھر ان میں اختلاف ہے کہ نماز چھوڑنے کی وجہ سے اس کو قتل کیا جائے گا یا نہیں؟ تو تین اماموں نے کہا ہے کہ ہاں (قتل کیا جائے گا) پھر یہ قتل بطور حد ہوگا یا کفر کی وجہ سے؟ تو مالک کا مشہور مذہب یہ ہے کہ بطور حد ہوگا۔ شافعی بھی اسی کے قائل ہیں اور احمد بھی، اپنی اس روایت کے مطابق جو جمہور کے موافق ہے، یعنی عدم کفر والی روایت۔

اور اس طرف بحمد اللہ نصوص شرعیہ سے وہ دلائل ہیں جن میں اصلاً تاویل کو گنجائش نہیں بخلاف دلائل مذہب اول کہ اپنے نظائر کثیرہ کی طرح استحلال واستخفاف وجحود وکفران وفعل مثل فعل کفار وغیرہا تاویلات کو اچھی طرح جگہ دے رہے ہیں یعنی فرضیتِ نماز کا انکار کرے یا اُسے ہلکا اور بے قدر جانے یا اُس کا ترک حلال سمجھے تو کافر ہے یا یہ کہ ترکِ نماز سخت کفرانِ نعمت وناشکری ہے۔

کما قال سیدنا سلیمٰن علیہ الصلاۃ والسلام لیبلونی ءاشکر ام اکفر

(القرآن، سورہ النمل ۲۷، آیت ۴۰)

جیسا کہ سیدنا سلیمن علیہ السلام نے فرمایا تاکہ مجھے آزمائے کہ میں شکر گزار بنتا ہوں یا ناشکرا یا یہ کہ اُس نے کافروں کا سا کام کیا،

الی غیر ذلک مما عرف فی موضعه۔ ومن الجادة المعروفة ردالمحتمل الی المحکم، لاعکسه، کمالا یخفی، فیجب القول بالاسلام۔

اس کے علاوہ اور بھی توجیہات ہیں جن کی تفصیل ان کے مقام پر ملے گی، اور معروف راستہ یہی ہے کہ محتمل کو محکم کی طرف لوٹایا جائے، نہ کہ اس کا اُلٹ، جیسا کہ ظاہر ہے، اس لئے اسلام کا ہی قول کرنا پڑے گا۔

ادھر کے بعض دلائل حلیہ وغیرہا میں ذکر فرمائے از انجملہ حدیث عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالٰی عنہ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

خمس صلوات کتبهن اللہ علی العباد

(پانچ نمازیں خدا نے بندوں پر فرض کیں)

الی قوله صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم من لم یأت بهن فلیس له عند اللہ عهد ان شاء عذبه وان شاء ادخله الجنة (سنن النسائی باب المحافظۃ علی الصلوات الخمس نور محمد کارخانہ تجارت کراچی ۱/۸۰)

(جو انہیں نہ پڑھے اس کے لئے خدا کے پاس کوئی عہد نہیں اگر چاہے تو اُسے عذاب فرمائے اور چاہے تو جنت میں داخل کرے)

رواہ الامام مالک وابوداؤد والنسائی وابن حبان فی صحیحه (اسے امام مالک، ابوداؤد، نسائی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ت) یہ حدیث اس کے اسلام پر نص قاطع ہے کہ اگر معاذ اللہ کافر ہوتا تو اس کے کہنے کا کوئی موقع نہ تھا۔ دوسری حدیث میں ہے حضور اکرم سرورِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الدواوین ثلثة، فدیوان لایغفر اللہ منه شیأ، ودیوان لایعبؤ اللہ به شیأ، ودیوان لایترك اللہ منه

Marfat.com

شیأ. فاما الدیوان الذی لایغفر اللہ منه شیئا فالاشراك بالله. واما الدیوان الذی لایعبؤ اللہ به شیئا فظلم العبد نفسه فیما بینه وبین ربه. من صوم یوم ترکه اوصلاة ترکها. فان اللہ تعالیٰ یغفر ذلك ان شاء متجاوز. واما الدیوان الذی لایترك اللہ منه شیئا فمظالم العباد. بینهم القصاص لامحالة. رواه الامام احمد والحاکم عن ام المؤمنین الصدیقة رضی اللہ تعالیٰ عنها. (مسند احمد بن حنبل عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مطبوعہ دار الفکر بیروت ۶/ ۲۴۰)

دفتر تین ۳ ہیں، ایک دفتر میں سے اللہ تعالیٰ کچھ نہ بخشے گا اور ایک دفتر کی اللہ عزوجل کو کچھ پرواہ نہیں اور ایک دفتر میں سے اللہ تبارک وتعالیٰ کچھ نہ چھوڑے گا، وہ دفتر جس میں سے اللہ عزوجل کچھ نہ بخشے گا دفتر کفر ہے اور وہ جس کی اللہ سبحٰنہ وتعالیٰ کو کچھ پرواہ نہیں وہ بندے کا اپنی جان پر ظلم کرنا ہے اپنے اور اپنے رب کے معاملہ میں مثلاً کسی دن کا روزہ ترک کیا یا کوئی نماز چھوڑ دی کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو اُسے معاف کردے گا اور درگزر فرمائے گا، اور وہ دفتر جس میں سے کچھ نہ چھوڑے گا وہ حقوق العباد ہیں اُس کا حکم یہ ہے ضرور بدلہ ہونا ہے۔(م) اسے امام احمد اور حاکم نے اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔

بالجملہ وہ فاسق ہے اور سخت فاسق مگر کافر نہیں وہ شرعاً سخت سزاؤں کا مستحق ہے ائمہ ثلٰثہ مالک وشافعی واحمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں اُسے قتل کیا جائے۔ ہمارے ائمہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے نزدیک فاسق فاجر مرتکب گناہ کبیرہ اُسے دائم الحبس کریں یہاں تک کہ توبہ کرے یا قید میں مرجائے امام محبوبی وغیرہ مشائخ حنفیہ فرماتے ہیں کہ اتنا ماریں کہ خون بہادیں پھر قید کریں یہ تعزیرات یہاں جاری نہیں لہٰذا اُس کے ساتھ کھانا پینا میل جول سلام کلام وغیرہ معاملات ہی ترک کریں کہ یونہی زجر ہو۔" (فتاوٰی رضویہ، ج ۵، کتاب الصلوٰۃ، ص ۱۵)

بَابُ بَيَانِ كَوْنِ الْإِيْمَانِ بِاللّٰهِ تَعَالٰى اَفْضَلَ الْاَعْمَالِ

باب: سب سے افضل عمل اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا ہے

156- وَحَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ اَبِيْ مُزَاحِمٍ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ ح وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ زِيَادٍ اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ اِيْمَانٌ بِاللّٰهِ قِيْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قِيْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آنا پھر دریافت کیا گیا: پھر کون سا؟ ارشاد فرمایا: راہ اللہ میں جہاد کرنا۔ پوچھا گیا: پھر کون سا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حج مبرور (یعنی مقبول حج) (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:1، ص:103، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 4338، سنن البیہقی الکبریٰ: ج:5، ص:262، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 1582)

157- وَحَدَّثَنِيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَّعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا

Marfat.com

الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

... سے اسی اسناد کے ساتھ اس کی مثل روایت ہے۔

حَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ ح وَحَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي مُرَاوِحٍ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ الْإِيمَانُ بِاللَّهِ وَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِهِ قَالَ قُلْتُ أَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ قَالَ أَنْفَسُهَا عِنْدَ أَهْلِهَا وَأَكْثَرُهَا ثَمَنًا قَالَ قُلْتُ فَإِنْ لَمْ أَفْعَلْ قَالَ تُعِينُ صَانِعًا أَوْ تَصْنَعُ لِأَخْرَقَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ ضَعُفْتُ عَنْ بَعْضِ الْعَمَلِ قَالَ تَكُفُّ شَرَّكَ عَنِ النَّاسِ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ مِنْكَ عَلَى نَفْسِكَ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ایسا کون سا عمل ہے جو سب سے افضل ہو؟ ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آنا اور اس کے راستے میں جہاد کرنا۔ میں عرض گزار ہوا: سب سے افضل کون سا غلام آزاد کرنا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اس کے مالک کے ہاں سب سے اچھا اور بیش بہا ہو۔ میں عرض گزار ہوا: اگر میری ان میں سے طاقت نہ ہو تو؟ ارشاد فرمایا: کسی آدمی کے کام میں اس کا تعاون کرو یا بغیر ہنر والے آدمی کے واسطے کام کر دو۔ میں عرض گزار ہوا: میں اگر ان میں سے کسی کام کو بھی نہ سرانجام دے پاؤں تو؟ ارشاد فرمایا: لوگوں کو اپنے شر سے بچاؤ۔ یہ تمہاری جانب سے صدقہ سے کم نہیں۔ (احکام شرعیہ ... ۱۰، بحر الزخار: رقم الحدیث: 3416، معجم الاوسط: رقم الحدیث: 8723، سنن البیہقی الکبری: رقم الحدیث: 12375)

159- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنَا وَقَالَ مُحَمَّدُ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حَبِيبٍ مَوْلَى عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِي مُرَاوِحٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَتُعِينُ الصَّانِعَ أَوْ تَصْنَعُ لِأَخْرَقَ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل بیان کرتے ہیں ان میں یہ الفاظ ہیں: فتیعن الصانع او تصنع لاخرق۔ (مرتخ السابق)

160- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ الْعَيْزَارِ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِيَاسٍ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ قَالَ الصَّلَاةُ لِوَقْتِهَا قَالَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَمَا تَرَكْتُ أَسْتَزِيدُهُ إِلَّا إِرْعَاءً عَلَيْهِ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ ارشاد فرمایا: نماز کو اس کے وقت کے اندر ادا کرنا۔ میں عرض گزار ہوا: پھر کون سا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: والدین کے

Marfat.com

ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا۔ میں عرض گزار ہوا: پھر کون سا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: راہ اللہ میں جہاد کرنا۔ راوی نے فرمایا۔ میں مزید بھی کچھ دریافت کرنے کا ارادہ رکھتا مگر اس وجہ سے اور نہ پوچھا کہ کہیں سوالات کی کثرت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت پر بوجھ نہ بنے۔(احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:1، ص:553، البحر الزخار: رقم الحدیث:1588، معجم الاوسط: رقم الحدیث:2626، معجم الصغیر: رقم الحدیث:455)

161- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ ابْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو يَعْفُورٍ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ الْعَيْزَارِ عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَقْرَبُ إِلَى الْجَنَّةِ قَالَ الصَّلٰوةُ عَلٰى مَوَاقِيتِهَا قُلْتُ وَمَاذَا يَا نَبِيَّ اللهِ قَالَ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ایسا کون سا عمل ہے جو رب تعالیٰ کو پسندیدہ ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نماز کو اس کے وقت کے اندر ادا کرنا۔ میں عرض گزار ہوا: پھر کون سا؟ ارشاد فرمایا: والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔ میں عرض گزار ہوا: پھر کون سا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: راہ اللہ میں جہاد کرنا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے انہی سوالات کو کافی سمجھا اگر مزید سوالات کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مزید بھی جواب ارشاد فرماتے۔(مرجع السابق)

162- وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ الْعَيْزَارِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا عَمْرٍو الشَّيْبَانِيَّ قَالَ حَدَّثَنِي صَاحِبُ هٰذِهِ الدَّارِ وَأَشَارَ إِلَى دَارِ عَبْدِ اللهِ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللهِ قَالَ الصَّلٰوةُ عَلٰى وَقْتِهَا قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي بِهِنَّ وَلَوِ اسْتَزَدْتُهُ لَزَادَنِي (مرجع السابق)

ابو عمرو شیبانی کہتے ہیں کہ مجھ سے اس گھر کے مکین نے حدیث بیان کی اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پسندیدہ عمل کون سا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا۔ میں نے عرض کی: پھر کون سا عمل ہے؟ فرمایا کہ والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنا۔ میں نے عرض کی: پھر کون سا عمل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔ (راوی) کہتے ہیں کہ انہوں (حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ) نے مجھ سے یہی عمل بیان کئے، اور فرمایا کہ اگر میں مزید سوالات کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مجھے مزید جوابات عطا کرتے۔

163- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَزَادَ وَأَشَارَ إِلَى دَارِ عَبْدِ اللهِ وَمَا سَمَّاهُ لَنَا

شعبہ نے اسی اسناد کے ساتھ اس کی مثل بیان کیا اور اضافہ یہ کیا: و اشار الی دار عبد اللہ و ماسماہ لنا۔(مرجع السابق)

164- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ أَوِ الْعَمَلِ الصَّلٰوةُ لِوَقْتِهَا وَبِرُّ

Marfat.com

الْوَالِدَيْنِ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب سے افضل عمل نماز کو وقت کے اندر ادا کرنا۔ اور والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا۔ (مرجع السابق)

تشریح:

باب مذکورہ بالا کی احادیث میں افضلیتِ اعمال کے جو مختلف جوابات دیے گئے ہیں، یہ سوال کرنے والوں کے احوال کے اختلاف کی وجہ سے ہیں، یعنی سائلین میں سے جس شخص میں جونسی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کمی محسوس کی اس کو افضلیتِ اعمال میں مقدم کر دیا۔

بَابُ كَوْنِ الشِّرْكِ أَقْبَحَ الذُّنُوبِ وَبَيَانِ أَعْظَمِهَا بَعْدَهُ

باب: سب سے بڑا گناہ شرک ہے اور اس کے بعد دیگر بڑے گناہوں کا بیان

165- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ وَّقَالَ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَّنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ قَالَ قُلْتُ لَهُ إِنَّ ذٰلِكَ لَعَظِيمٌ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مَخَافَةَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کون سا گناہ سب سے بڑا ہے۔ ارشاد فرمایا: وہ یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک ٹھہراؤ حالانکہ اس نے تمہاری تخلیق کی ہے۔ میں عرض گزار ہوا: یہ تو حقیقتاً بڑا گناہ ہے۔ اس کے بعد کون سی چیز ہے جو بڑا گناہ ہو۔ ارشاد فرمایا: تم اپنی اولاد کو اس ڈر کے ساتھ جان سے مار دو کہ وہ تمہارے ساتھ کھانا کھائے گی۔ میں نے دریافت کیا: پھر کون سا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی اہلیہ کے ساتھ برا فعل کرو۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1، ص: 162، البحر الزخار: رقم الحدیث: 1724، معجم الاوسط: رقم الحدیث: 3575، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 9811)

166- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ جَرِيرٍ قَالَ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ قَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُولَ اللهِ أَيُّ الذَّنْبِ أَكْبَرُ عِنْدَ اللهِ قَالَ أَنْ تَدْعُوَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ قَالَ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مَخَافَةَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ قَالَ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ تَصْدِيقَهَا وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللهِ إِلٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک آدمی نے پوچھا: اللہ تعالیٰ کے ہاں کون سا

Marfat.com

ایسا گناہ ہے جو سب سے بڑا ہے؟ ارشاد فرمایا: وہ یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤ جبکہ رب تعالیٰ نے تمہیں پیدا فرمایا ہے۔ وہ عرض گزار ہوا: پھر کون سا؟ ارشاد فرمایا: تم اپنی اولاد کو اس ڈر کے ساتھ جان سے مار دو کہ وہ تیرے ساتھ کھانا کھائے گی۔ وہ عرض گزار ہوا: پھر کون سا؟ ارشاد فرمایا: پھر یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی اہلیہ سے برا فعل کرو۔ آپ ﷺ کے اس فرمان کی تصدیق میں قرآن مجید کی ان آیات کا نزول ہوا: جو لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت نہیں کرتے اور نہ ہی ناحق قتل کرتے ہیں۔ اور نہ ہی بدکاری کرتے ہیں اور جو لوگ ایسے کام کریں گے وہ اپنی سزا کو جلد پائیں گے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:1، ص:162، سنن الکبریٰ للنسائی: ج:6، ص:420)

تشریح:

اس باب کی احادیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے، اور اس کے بعد قتل ناحق اور زنا و لواطت و دیگر گناہ۔

بَابُ بَيَانِ الْكَبَائِرِ وَاَكْبَرِهَا

باب: کبیرہ گناہوں سے سب سے کبیرہ گناہ

167-حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بُكَيْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ النَّاقِدُ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ ثَلَاثًا الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ أَوْ قَوْلُ الزُّوْرِ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى قُلْنَا لَيْتَهُ سَكَتَ

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر تھے کہ اس دوران آپ ﷺ نے تین دفعہ ارشاد فرمایا: تم لوگوں کو سب سے کبیرہ گناہ کے متعلق نہ بتاؤں؟ وہ کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی کرنا، جھوٹی شہادت بیان کرنا یا جھوٹ بولنا اور اس دوران رسول اللہ ﷺ نے ٹیک لگا رکھی تھی تو فوراً سیدھے ہو کر جلوہ فگن ہوئے اور انہی کلمات کو بار بار دہرائے جا رہے تھے حتیٰ کہ ہم نے خواہش کی کہ کاش آپ ﷺ سکوت اختیار فرما لیتے۔ (البحر الزخار: رقم الحدیث: 3068، مسند احمد: رقم الحدیث: 20167، شعب الایمان: رقم الحدیث: 7483، مسند البزار: رقم الحدیث: 3630)

168-وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَبَائِرِ قَالَ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَقَوْلُ الزُّوْرِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کبیرہ گناہوں کے بارے میں ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک ٹھہرانا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا، ناحق قتل و غارت کرنا اور جھوٹ بولنا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:1، ص:163، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3473، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 15628، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 1126)

169-وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي

عُبَيْدُ اللهِ بْنُ اَبِي بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَبَائِرَ اَوْ سُئِلَ عَنِ الْكَبَائِرِ فَقَالَ الشِّرْكُ بِاللهِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَالَ اَلاَ اُنَبِّئُكُمْ بِاَكْبَرِ الْكَبَائِرِ قَالَ قَوْلُ الزُّوْرِ اَوْ قَالَ شَهَادَةُ الزُّوْرِ قَالَ شُعْبَةُ وَاَكْبَرُ ظَنِّي اَنَّهٗ شَهَادَةُ الزُّوْرِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبیرہ گناہ کے بارے میں ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک ٹھہرانا، ناحق قتل کرنا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں سب سے کبیرہ گناہ کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ارشاد فرمایا: جھوٹ بولنا یا جھوٹی شہادت بیان کرنا۔ راوی کا بیان ہے کہ میرا ظن یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جھوٹی شہادت دینا فرمایا ہے۔ (مرجع السابق)

170- حَدَّثَنِي هَارُوْنُ بْنُ سَعِيْدٍ الْاَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَبِي الْغَيْثِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللهِ وَمَا هُنَّ قَالَ الشِّرْكُ بِاللهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَاَكْلُ الرِّبَا وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سات ہلاک کرنے والے گناہوں سے بچو۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! وہ سات گناہ کون سے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک ٹھہرانا، جادو کرنا، ناحق قتل کرنا، یتیم کے مال کو کھا جانا، سود کھانا، جہاد سے راہ فرار اختیار کرنا اور عفت والی عورتوں پر زنا کا بہتان لگا دینا۔

(احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:1، ص:164، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث:6498، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث:2490، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث:12447)

171- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنَ الْكَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ وَهَلْ يَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ نَعَمْ يَسُبُّ الرَّجُلُ اَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ اَبَاهُ وَيَسُبُّ اُمَّهٗ فَيَسُبُّ اُمَّهٗ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: والدین کو گالی گلوچ کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا کوئی آدمی اپنے والدین کو بھی گالی دیتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں۔ ایک آدمی کسی کے باپ کو گالی دیتا ہے تو وہ پھر ان میں اس کے باپ کو گالی دیتا ہے اور ایک آدمی کسی کی ماں کو گالی گلوچ کرتا ہے تو وہ پھر اس کی ماں کو گالی گلوچ کرتا ہے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:1، ص:162، شعب الایمان: جز:1، ص:451، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث:1902)

Marfat.com

172-وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ جَمِيْعًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كِلَاهُمَا عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ

دوسری سند سے یہی روایت وارد ہوئی ہے۔(مرجع السابق)

تشریح:

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ فَلَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى

(النجم:۳۲)

ترجمہ: جو بڑے بڑے گناہوں اور کھلے کھلے قبیح افعال سے پرہیز کرتے ہیں، الا یہ کہ کچھ قصور ان سے سرزد ہو جائے بلاشبہ تیرے رب کا دامن مغفرت بہت وسیع ہے۔ وہ تمھیں اس وقت سے خوب جانتا ہے جب اس نے زمین سے تمھیں پیدا کیا اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹوں میں ابھی جنین ہی تھے۔ پس اپنے نفس کی پاکی کے دعوے نہ کرو، وہی بہتر جانتا ہے کہ واقعی متقی کون ہے۔

بعد کے مفسرین اور ائمہ وفقہاء کی اکثریت اس بات کی قائل ہے کہ یہ آیت اور سورۃ نساء کی آیت 31 صاف طور پر گناہوں کو دو بڑی اقسام پر تقسیم کرتی ہیں، ایک کبائر، دوسرے صغائر۔ اور یہ دونوں آیتیں انسان کو امید دلاتی ہیں کہ اگر وہ کبائر اور فواحش سے پرہیز کرے تو اللہ تعالیٰ صغائر سے درگزر فرمائے گا۔ اگرچہ بعض اکابر علماء نے یہ خیال بھی ظاہر کیا ہے کہ کوئی معصیت چھوٹی نہیں ہے بلکہ خدا کی معصیت بجائے خود کبیرہ ہے۔ لیکن جیسا کہ امام غزالی نے فرمایا ہے، کبائر اور صغائر کا فرق ایک ایسی چیز ہے جس سے انکار نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ جن ذرائع معلومات سے احکام شریعت کا علم حاصل ہوتا ہے وہ سب اس کی نشاندہی کرتے ہیں۔

اب رہا یہ سوال کہ صغیرہ اور کبیرہ گناہوں میں فرق کیا ہے اور کس قسم کے کبیرہ صغیرہ اور کس قسم کے کبیرہ ہیں، تو اس معاملہ میں جس بات پر ہمارا اطمینان ہے وہ یہ ہے کہ "ہر وہ فعل گناہ کبیرہ ہے جسے کتاب وسنت کی کسی نص صریح نے حرام قرار دیا ہو، یا اس کے لیے اللہ اور اس کے رسول نے دنیا میں کوئی سزا مقرر کی ہو، یا اس پر آخرت میں عذاب کی وعید سنائی ہو، یا اس کے مرتکب پر لعنت کی ہو، یا اس کے مرتکبین پر نزول عذاب کی خبر دی ہو"۔ اس نوعیت کے گناہوں کے ماسوا جتنے افعال بھی شریعت کی نگاہ میں ناپسندیدہ ہیں وہ سب صغائر کی تعریف میں آتے ہیں۔ اسی طرح کبیرہ کی محض خواہش یا اس کا ارادہ بھی کبیرہ نہیں بلکہ صغیرہ ہے۔ حتیٰ کہ کسی بڑے گناہ کے ابتدائی مراحل طے کر جانا بھی اس وقت تک گناہ کبیرہ نہیں ہے جب تک آدمی اس کا ارتکاب نہ کر گزرے۔ البتہ گناہ صغیرہ بھی ایسی حالت میں کبیرہ ہو جاتا ہے جبکہ وہ دین کے استخفاف اور اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں استکبار کے جذبہ سے کیا جائے، اور اس کا مرتکب اس شریعت کو کسی اعتناء کے لائق نہ سمجھے جس نے اسے ایک برائی قرار دیا ہے۔

Marfat.com

بَابُ تَحْرِيمِ الْكِبْرِ وَبَيَانِهِ

باب: تکبر کی حرمت کا بیان

173- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَّاِبْرَاهِيمُ بْنُ دِيْنَارٍ جَمِيعًا عَنْ يَحْيَى بْنِ حَمَّادٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبَانِ بْنِ تَغْلِبَ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ عَمْرٍو الْفُقَيْمِيِّ عَنْ اِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبْرٍ قَالَ رَجُلٌ اِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ اَنْ يَكُوْنَ ثَوْبُهٗ حَسَنًا وَّنَعْلُهٗ حَسَنَةً قَالَ اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُّحِبُّ الْجَمَالَ الْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کے دل میں رائی کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔ ایک آدمی عرض گزار ہوا: آدمی کی چاہت یہ ہے کہ اس کا لباس اچھا ہو، جوتے اعلیٰ قسم کے ہوں۔ اس پر ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال سے محبت کرتا ہے متکبر انا کی بدولت حق کا انکار کرتا ہے اور دوسرے کو حقیر سمجھتا ہے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1، ص: 165، مستدرک: رقم الحدیث: 7366، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 6479، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 3569)

174- حَدَّثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيْمِيُّ وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ كِلَاهُمَا عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ قَالَ مِنْجَابٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِّنْ اِيْمَانٍ وَّلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اَحَدٌ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِّنْ كِبْرٍ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس آدمی کے دل میں رائی کے برابر بھی ایمان ہے وہ دوزخ میں داخل نہ ہوگا اور جس آدمی کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔ (مرجع السابق)

175- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبَانِ بْنِ تَغْلِبَ عَنْ فُضَيْلٍ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبْرٍ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس آدمی کے دل میں ذرا برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج: 1، ص: 195، البحر الزخار: رقم الحدیث: 1343، مستدرک: رقم الحدیث: 69، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 1000)

تشریح:

احادیث مذکورہ بالا میں تکبر کی مذمت بیان کی گئی ہے، قصۃ الحدیث ہے:

عَنْ اَبِي رَافِعٍ، اَنَّ فَتًى مِنْ قُرَيْشٍ اَتَى اَبَا هُرَيْرَةَ. فَقَالَ: يَا اَبَا هُرَيْرَةَ، إِنَّكَ تُكْثِرُ الْحَدِيثَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَهَلْ سَمِعْتَهُ يَقُولُ فِي حُلَّتِي هٰذِهِ؟ فَقَالَ: لَوْلَا مَا اَخَذَ اللّٰهُ عَلَيَّ فِي الْكِتَابِ مَا حَدَّثْتُكُمْ بِشَيْءٍ، سَمِعْتُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ رَجُلًا مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يَتَبَخْتَرُ إِذْ اَعْجَبَتْهُ جُمَّتُهُ وَبُرْدَاهُ، فَخَسَفَ اللّٰهُ بِهِ الْاَرْضَ، فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِيهَا إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

(صحیح ابن حبان، کتاب الحظر والاباحۃ، باب التواضع والکبر والعجب، حدیث نمبر: 5684، ج12، ص496)

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قریش کا ایک نوجوان حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: اے ابوہریرہ! آپ احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت بیان کرتے ہیں، کیا آپ نے میرے اس حلہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ سنا ہے؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر وہ حکم نہ ہوتا، جو کتاب اللہ میں ہے، تو میں تم کو کوئی حدیث بیان نہ کرتا۔ میں نے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے یہ سنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک آدمی تکبرانہ انداز سے چلتے ہوئے جارہا تھا، اسے اپنے سر کے بالوں اور دونوں چادروں سے اتراہٹ (یعنی تکبر) پیدا ہوئی، تو اس آدمی کو اللہ تعالیٰ نے زمین میں دھنسا دیا اور قیامت قائم ہونے تک زمین میں دھنستا چلا جائے گا۔

دروس وعبر:

اس قصہ سے مندرجہ ذیل دروس وعبر حاصل ہوتے ہیں:

تکبر ایک باطنی مرض:

جس طرح جسمانی امراض ہوتے ہیں اسی طرح کچھ باطنی امراض بھی ہوتے ہیں، جسمانی امراض ظاہری صحت وتندرستی کے لئے سخت نقصان دہ ہوتے ہیں اور باطنی امراض ایمان اور روحانی زندگی کے لئے زہر قاتل ہیں۔ ان باطنی امراض میں سب سے بدتر تو عقیدے کی خرابی کا مرض ہے اور اس کے علاوہ تکبر، حسد، کینہ اور ریاکاری وغیرہ بھی۔ مخلوق میں تکبر سب سے پہلے شیطان نے کیا تھا، لہٰذا کسی بھی مخلوق کا تکبر کرنا، شیطان کے نقش قدم پر چلنے کے مترادف ہوگا۔ غرور وتکبر کی چال چلنا، ممنوع بلکہ باعث عذاب ہے، مسلمان کی چال میں بھی تواضع ہونا چاہیے، رب تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کی صفت بیان فرماتا ہے:

- "وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا"۔

(الفرقان 25:63)

اور رحمان کے بندے وہ ہیں، جو زمین پر آہستگی سے چلتے ہیں اور جب ان سے جہلاء بحث کرتے ہیں، تو وہ کہتے ہیں، بس سلام ہو (یعنی بحث مباحثہ میں نہیں پڑتے)۔

عصر حاضر میں بعض لوگ متکبرانہ چال چلتے ہیں، اس سے بھی بچنا چاہیے۔ حدیث مذکورہ میں اس متکبر شخص کا حال مدنظر رکھنا چاہیے۔ تکبر کا انجام ذلت وخواری ہے، عجز کا انجام سرداری ہے۔

شعر

عجز کار انبیاء واولیاء است
عاجزی محبوب درگاہِ خدا است

Marfat.com

قطعہ مفیدہ:

خاک میں عجز ہے، آگ میں تکبر، تو باغ خاک میں ہی لگتے ہیں، نہ کہ آگ میں

تکبر کی سزا دنیا میں:

تکبر کے شائبہ سے بھی گریز:

تکبر چھوٹی اشیاء میں بھی ممنوع ہے، اور بسا اوقات تکبر کی سزا دنیا میں بھی مل جاتی ہے، جیسا کہ حدیث مبارکہ ہے:

"اَنَّ رَجُلًا اَكَلَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِمَالِهٖ. فَقَالَ: كُلْ بِيَمِيْنِكَ. قَالَ: لَا اَسْتَطِيْعُ. قَالَ: لَا اسْتَطَعْتَ. مَا مَنَعَهُ اِلَّا الْكِبْرُ. قَالَ: فَمَا رَفَعَهَا اِلٰى فِيْهِ"

(مسلم: الصحیح، کتاب الاشربہ، باب آداب الطعام والشراب واحکامہا، حدیث نمبر: 2021، ج3، ص1599)

"ایک آدمی نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس اپنے بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا، تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ، تو وہ آدمی کہنے لگا کہ میں ایسا نہیں کرسکتا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: (اللہ کرے) تو اسے اٹھا ہی نہ سکے، اس آدمی کو سوائے تکبر اور غرور کے اور کسی چیز نے اس طرح کرنے سے نہیں روکا۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ آدمی (اس کے بعد) اپنے ہاتھ کو اپنے منہ تک نہ اٹھا سکا۔"

عجز و انکسار، تکبر والی عبادت سے بہتر:

صوفیاء فرماتے ہیں کہ وہ گناہ جو انسان میں ندامت عجز و انکسار پیدا کرے، اس عبادت سے بہتر ہے، جو عابد میں تکبر و غرور پیدا کردے، حضرت آدم علیہ السلام کا بطور لغزش گندم کھالینا، شیطان کی ہزار ہا سال کی عبادت سے افضل ہوا، کیونکہ اس لغزش سے آپ بہت عرصہ تک توبہ کرتے رہے اور شیطان اس عبادت سے مغرور ہوگیا، اسی لیے حضرت آدم علیہ السلام کے سر پر خلافت کا تاج رکھا گیا اور شیطان کے گلے میں لعنت کا طوق پڑا۔

بَابُ الدَّلِيْلِ عَلٰى اَنَّ مَنْ مَّاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَاِنْ مَّاتَ مُشْرِكًا دَخَلَ النَّارَ

باب: اس بات پر دلیل کہ جو آدمی شرک کے بغیر مرگیا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو شرک پر مرا وہ دوزخ میں داخل ہوگا

176- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ وَوَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ وَكِيْعٌ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ مَّاتَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ وَقُلْتُ اَنَا وَمَنْ مَّاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس آدمی کا خاتمہ شرک پر ہوا وہ دوزخ میں جائے گا۔ راوی نے کہا کہ میں کہتا ہوں کہ جس آدمی کا خاتمہ ایمان پر ہوا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج1: ص:

Marfat.com

175،معجم الاوسط: رقم الحدیث:5585،صحیح ابن حبان: جز:1،ص:486،صحیح البخاری: رقم الحدیث:1162)

177- وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالاَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْمُوْجِبَتَانِ فَقَالَ مَنْ مَّاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ مَّاتَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں آکر عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ایسی کون سی دو چیزیں ہیں جو جنت وجہنم کو واجب کر دیتی ہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس آدمی کا خاتمہ ایمان پر ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور جس آدمی کا شرک پر خاتمہ ہو وہ دوزخ میں داخل ہوگا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:1،ص:175،معجم الاوسط: رقم الحدیث:7410،سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث:13075،شرح السنۃ: جز:1،ص:17)

178- وَحَدَّثَنِيْ اَبُوْ اَيُّوْبَ الْغَيْلَانِيُّ سُلَيْمَانُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالاَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا قُرَّةُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ لَقِيَ اللّٰهَ لَا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ لَقِيَهُ يُشْرِكُ بِهٖ دَخَلَ النَّارَ قَالَ اَبُوْ اَيُّوْبَ قَالَ اَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس آدمی نے اللہ تعالیٰ سے یوں ملاقات کی کہ اس نے رب تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس آدمی نے اللہ تعالیٰ سے یوں ملاقات کی کہ اس نے رب تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا ہو تو وہ دوزخ میں جائے گا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:1،ص:174،معجم الاوسط: رقم الحدیث:7879،مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث:34،مسند الصحابۃ: رقم الحدیث:88)

179- وَحَدَّثَنِيْ اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ وَّهُوَ ابْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بِمِثْلِهٖ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل بیان کرتے ہیں۔

180- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاصِلٍ الْاَحْدَبِ عَنِ الْمَعْرُوْرِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا ذَرٍّ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اَتَانِيْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَبَشَّرَنِيْ اَنَّهٗ مَنْ مَّاتَ مِنْ اُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے مجھے خوشخبری سنائی کہ جو آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے یوں وفات پا گیا کہ وہ شرک میں مبتلا نہ ہوا ہو تو وہ جنت میں جائے گا۔ میں نے کہا: اگرچہ وہ زنا کار ہو یا چوری کرنے والا ہو؟ فرمایا: اگرچہ وہ زنا کار اور چوری کرنے والا ہو۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:

Marfat.com

۱ ص:173، البحر الزخار: رقم الحدیث:3336، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث:10955، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث:20559)

181- حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّاَحْمَدُ بْنُ خِرَاشٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا اَبِي قَالَ حَدَّثَنِي حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ اَنَّ يَحْيَى بْنَ يَعْمَرَ حَدَّثَهُ اَنَّ اَبَا الْاَسْوَدِ الدِّيلِيَّ حَدَّثَهُ اَنَّ اَبَا ذَرٍّ حَدَّثَهُ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَائِمٌ عَلَيْهِ ثَوْبٌ اَبْيَضُ ثُمَّ اَتَيْتُهُ فَاِذَا هُوَ نَائِمٌ ثُمَّ اَتَيْتُهُ وَقَدِ اسْتَيْقَظَ فَجَلَسْتُ اِلَيْهِ فَقَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ ثُمَّ مَاتَ عَلٰى ذٰلِكَ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ فِي الرَّابِعَةِ عَلٰى رَغْمِ اَنْفِ اَبِي ذَرٍّ قَالَ فَخَرَجَ اَبُو ذَرٍّ وَهُوَ يَقُوْلُ وَاِنْ رَّغِمَ اَنْفُ اَبِي ذَرٍّ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفید کپڑے کو اوڑھے ہوئے آرام فرما تھے۔ (تو میں چلا گیا) اس کے بعد حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پھر بھی آرام فرما تھے۔ (میں چلا گیا) اس کے بعد تیسری دفعہ حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جاگ گئے تھے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب میں بیٹھ گیا۔ ارشاد فرمایا: جو آدمی لا الہ الا اللہ کہے اور اس کا اسی یقین کامل پر خاتمہ ہو جائے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ میں عرض گزار ہوا: اگرچہ وہ زنا کار اور چوری کرنے والا ہو۔ ارشاد فرمایا: اگرچہ وہ زنا کار اور چوری کرنے والا ہو۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی سوال کو تین مرتبہ دہرایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہی جواب ارشاد فرماتے رہے۔ چوتھی دفعہ اس طرح ارشاد فرمایا: اگرچہ وہ زنا کار اور چوری کرنے والا ہو ابوذر کی ناک پر خاک ڈالنے والا ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ وہاں سے نکلے تو یہی کلمات بار بار دہراتے جا رہے تھے اگرچہ ابوذر کی ناک پر خاک ڈالنے والا ہو (یا ابوذر کی ناک خاک آلود ہو) (شرح السنۃ: جز:۱ ص:18، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث:169، صحیح البخاری: رقم الحدیث:5489، مسند احمد: رقم الحدیث:20493)

تشریح:

گناہوں کی سزا جس پر توبہ نہ کی ہو، بھی ہو سکتی ہے، کیونکہ رب کی پکڑ بھی بہت سخت ہے۔ لیکن یاد رہے کہ مآل کار مؤمن جنت میں ہی جائے گا۔ ان شاء اللہ

بَابُ: تَحْرِيْمِ قَتْلِ الْكَافِرِ بَعْدَ قَوْلِهٖ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ

باب: کافر کے کلمہ پڑھ لینے کے بعد اس کا قتل حرام ہے

182- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ وَّاللَّفْظُ مُتَقَارِبٌ اَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَرَاَيْتَ اِنْ لَقِيْتُ رَجُلًا مِّنَ الْكُفَّارِ فَقَاتَلَنِي فَضَرَبَ اِحْدٰى يَدَيَّ بِالسَّيْفِ فَقَطَعَهَا ثُمَّ لَاذَ مِنِّي بِشَجَرَةٍ فَقَالَ اَسْلَمْتُ لِلّٰهِ اَفَاَقْتُلُهُ يَا رَسُوْلَ اللهِ بَعْدَ اَنْ قَالَهَا

Marfat.com

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْتُلْهُ قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهُ قَدْ قَطَعَ يَدِیْ ثُمَّ قَالَ ذٰلِكَ بَعْدَ اَنْ قَطَعَهَا اَفَاَقْتُلُهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْتُلْهُ فَاِنْ قَتَلْتَهُ فَاِنَّهُ بِمَنْزِلَتِكَ قَبْلَ اَنْ تَقْتُلَهُ وَاِنَّكَ بِمَنْزِلَتِهِ قَبْلَ اَنْ يَقُوْلَ كَلِمَتَهُ الَّتِیْ قَالَ

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ ارشاد فرمایئے اگر کسی کافر سے میرا آمنا سامنا ہوجائے تو وہ میرے ہاتھ کو قطع کردے اور جس وقت وہ میرے حملہ کے وقت زد میں آجائے تو وہ درخت کے پیچھے ہوکر کہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے واسطے مسلمان ہوگیا تو آیا میں اس آدمی کو اس کے کلمہ پڑھ لینے کے بعد قتل کرسکتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اسے قتل نہیں کرسکتے۔ میں عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس نے تو میرے ہاتھ کو قطع کرنے کے بعد کلمہ پڑھا ہے تو آیا میں اسے پھر بھی قتل نہیں کرسکتا۔ ارشاد فرمایا: تم اسے قتل پھر بھی نہیں کرسکتے۔ اگر تم نے اسے قتل کرڈالا تو وہ اس مقام پر ہوگا جس پر تم اسے قتل کرنے سے قبل تھے۔ اور تم اس مقام پر ہوگے جس پر وہ کلمہ پڑھ لینے سے قبل تھا۔

(احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1، ص: 129، البحر الزخار: رقم الحدیث: 1862، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 585، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 2646)

حضرت مقداد ابن اسود رضی اللہ عنہ کا تعارف:

مقداد ابن اسود: آپ کے والد نے قبیلہ بنی کندہ سے حلف کیا تھا اس لیے آپ کو کندی کہا جاتا ہے۔ اسود نے آپ کی پرورش کی تھی اس لیے ابن اسود کہا جاتا ہے آپ چھٹے مؤمن ہیں، آپ سے حضرت علی اور طارق ابن شہاب وغیرہما نے احادیث لیں ستر سال عمر ہوئی ۳۳ تینتیس میں وفات پائی آپ کی وفات مدینہ منورہ سے تین میل دور مقام جرف میں ہوئی وہاں سے آپ کو مدینہ منورہ لایا گیا بقیع میں دفن کیا گیا۔ (الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابوعبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرآۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ وتابعین)

183- وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ ح وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسٰى الْاَنْصَارِیُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْاَوْزَاعِیِّ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنْبَاَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ جَمِيْعًا عَنِ الزُّهْرِیِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ اَمَّا الْاَوْزَاعِیُّ وَابْنُ جُرَيْجٍ فَفِیْ حَدِيْثِهِمَا قَالَ اَسْلَمْتُ لِلّٰهِ كَمَا قَالَ اللَّيْثُ وَاَمَّا مَعْمَرٌ فَفِیْ حَدِيْثِهِ فَلَمَّا اَهْوَيْتُ لِاَقْتُلَهُ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

ایک روایت میں یوں ہے کہ جب میں نے اسے قتل کردینے کی پختہ نیت ٹھان لی تو اس نے لا الٰہ الا اللہ کہا۔ (مرجع السابق)

184- وَحَدَّثَنِیْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنِی ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ اللَّيْثِیُّ ثُمَّ الْجُنْدَعِیُّ اَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَدِیِّ بْنِ الْخِيَارِ اَخْبَرَهُ اَنَّ الْمِقْدَادَ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْاَسْوَدِ الْكِنْدِیَّ وَكَانَ حَلِيْفًا لِبَنِیْ زُهْرَةَ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ لَقِيْتُ رَجُلًا مِنَ الْكُفَّارِ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ اللَّيْثِ

Marfat.com

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میرا کسی کافر سے آمنا سامنا ہو۔ پھر اس کی مثل حدیث ذکر کی۔ (مرجع السابق)

185- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ وَّاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ كِلَاهُمَا عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ ظِبْيَانَ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ وَّهٰذَا حَدِيْثُ ابْنِ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَرِيَّةٍ فَصَبَّحْنَا الْحُرَقَاتِ مِنْ جُهَيْنَةَ فَاَدْرَكْتُ رَجُلًا فَقَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَطَعَنْتُهٗ فَوَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ مِنْ ذٰلِكَ فَذَكَرْتُهٗ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَقَتَلْتَهٗ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا قَالَهَا خَوْفًا مِنَ السِّلَاحِ قَالَ اَفَلَا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهٖ حَتّٰى تَعْلَمَ اَقَالَهَا اَمْ لَا فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَيَّ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ اَنِّيْ اَسْلَمْتُ يَوْمَئِذٍ قَالَ فَقَالَ سَعْدٌ وَّاَنَا وَاللّٰهِ لَا اَقْتُلُ مُسْلِمًا حَتّٰى يَقْتُلَهٗ ذُو الْبُطَيْنِ يَعْنِيْ اُسَامَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ اَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ فَقَالَ سَعْدٌ قَدْ قَاتَلْنَا حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّاَنْتَ وَاَصْحَابُكَ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تُقَاتِلُوْا حَتّٰى تَكُوْنَ فِتْنَةٌ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر کے ساتھ بھیجا ہم صبح سویرے قبیلہ جہینہ کی بستیوں میں جا پہنچے میں ایک شخص پر حملہ آور ہوا تو اس نے لا الٰہ الا اللہ کہا مگر میں نے پھر بھی اسے قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد مجھے اس معاملہ کے متعلق کچھ پریشانی ہوئی۔ میں نے آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بیان کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا اس آدمی کے کلمہ پڑھتے ہوتے وقت بھی تم نے اسے قتل کر ڈالا۔ میں عرض گزار ہوا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس نے تو اپنی جان کے ڈر سے کلمہ پڑھ لیا تھا۔ تو اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم نے اس آدمی کے دل کو چیر کر کیوں نہیں دیکھا۔ جس سے تمہیں یہ معلوم ہو جاتا کہ اس نے دل سے کلمہ پڑھا تھا یا نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار انہی کلمات کو دہراتے رہے حتیٰ کہ میں نے یہ خواہش کی کاش میں اب ایمان لے آیا ہوتا۔ اس حدیث کو سنتے ہی حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہا: میں کسی بھی مسلمان سے قتال نہیں کروں گا یہاں تک کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ اس سے قتال نہ کریں۔ اس پر ایک آدمی نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ ارشاد نہیں فرمایا: کفار سے جنگ اس وقت تک کرو جب تک کہ فتنہ ختم نہ ہو جائے۔ اور رب تعالیٰ کا دین سر بلند ہو کر پھیل نہ جائے۔ تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں۔ ہم فتنہ کو ختم کرنے کے لئے قتال کر چکے ہیں اور تم اور تمہارے ساتھی فتنہ پھیلانے کی غرض سے جنگ کر رہے ہیں۔

(احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:1، ص:87، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث:197، مسند احمد: رقم الحدیث:20803، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث:96)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ:

اسامہ ابن زید: آپ اسامہ ابن زید ابن حارثہ ہیں، قبیلہ بنی قضاعہ سے ہیں، آپ کی ماں کا نام برکت ہے، کنیت اُمِّ ایمن حضور کی دودھ کی والدہ وہ آپ کے والد جناب عبداللہ کی لونڈی تھیں اور اسامہ حضور کے غلام اور غلام زادے تھے کہ زید ابن حارثہ بھی حضور کے غلام تھے، اسامہ اور زید حضور کے بڑے پیارے تھے، حضور کی وفات کے وقت اسامہ بیس سال کے تھے، حضرت عثمان کی شہادت کے

Marfat.com

بعد آپ وادی قرالی میں رہے وہیں وصال ہوا، بعض نے کہا کہ آپ کی وفات ۵۴ھ میں ہوئی، ابن عبد البر کہتے ہیں کہ یہ ہی قوی ہے۔
(الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ و تابعین)

186- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ حَدَّثَنَا أَبُو ظِبْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ يُحَدِّثُ قَالَ بَعَثَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْحُرَقَةِ مِنْ جُهَيْنَةَ فَصَبَّحْنَا الْقَوْمَ فَهَزَمْنَاهُمْ وَلَحِقْتُ أَنَا وَرَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ رَجُلًا مِنْهُمْ فَلَمَّا غَشِينَاهُ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ فَكَفَّ عَنْهُ الْأَنْصَارِيُّ وَطَعَنْتُهُ بِرُمْحِي حَتّٰى قَتَلْتُهُ قَالَ فَلَمَّا قَدِمْنَا بَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي يَا أُسَامَةُ أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّمَا كَانَ مُتَعَوِّذًا قَالَ فَقَالَ أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ قَالَ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَيَّ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ أَسْلَمْتُ قَبْلَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرقہ کی جانب جہاد کے لئے بھیجا جو کہ قبیلہ جہینہ کی شاخ ہے۔ چنانچہ وہاں ہم صبح سویرے پہنچ گئے اور انہیں مات دے ڈالی میں نے اور ایک انصاری شخص نے مل کر اس قبیلہ کے ایک آدمی کو گھیرے میں لے لیا جس وقت وہ ہمارے حملہ کی زد میں آ چکا تو وہ لا الہ الا اللہ کہنے لگا۔ یہ سنتے ہی انصاری جدا ہو گیا مگر میں نے نیزہ سے وار کر کے اس کا کام تمام کر دیا۔ جس وقت ہم واپس لوٹے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی اطلاع مل چکی تھی۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم نے کلمہ پڑھنے کے باوجود بھی اسے جان سے مار دیا۔ میں عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس نے تو جان کو بچانے کے لئے کلمہ پڑھ لیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ ارشاد فرمایا: تم نے کلمہ پڑھنے کے باوجود بھی اسے جان سے مار دیا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل انہی کلمات کو دہراتے جا رہے تھے تو میں نے خواہش کی کاش میں آج سے پہلے اسلام نہ لے آیا ہوتا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج: 1، ص: 130، صحیح ابن حبان: ج: 11، ص: 57، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 4021، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 4021)

187- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ خِرَاشٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ أَنَّ خَالِدًا الْأَثْبَجَ ابْنَ أَخِي صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ حَدَّثَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ أَنَّهُ حَدَّثَ أَنَّ جُنْدَبَ بْنَ عَبْدِ اللهِ الْبَجَلِيَّ بَعَثَ إِلٰى عَسْعَسِ بْنِ سَلَامَةَ زَمَنَ فِتْنَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَقَالَ اجْمَعْ لِي نَفَرًا مِنْ إِخْوَانِكَ حَتّٰى أُحَدِّثَهُمْ فَبَعَثَ رَسُولًا إِلَيْهِمْ فَلَمَّا اجْتَمَعُوا جَاءَ جُنْدَبٌ وَعَلَيْهِ بُرْنُسٌ أَصْفَرُ فَقَالَ تَحَدَّثُوا بِمَا كُنْتُمْ تَحَدَّثُونَ بِهِ حَتّٰى دَارَ الْحَدِيثُ فَلَمَّا دَارَ الْحَدِيثُ إِلَيْهِ حَسَرَ الْبُرْنُسَ عَنْ رَأْسِهِ فَقَالَ إِنِّي أَتَيْتُكُمْ وَلَا أُرِيدُ إِلَّا أَنْ أُخْبِرَكُمْ عَنْ نَبِيِّكُمْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بَعْثًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِلٰى قَوْمٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَإِنَّهُمُ الْتَقَوْا فَكَانَ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِذَا شَاءَ أَنْ يَقْصِدَ إِلٰى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَصَدَ لَهُ فَقَتَلَهُ وَإِنَّ رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَصَدَ غَفْلَتَهُ قَالَ وَكُنَّا

نُحَدِّثُ اَنَّهُ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَلَمَّا رَفَعَ عَلَيْهِ السَّيْفَ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَتَلَهُ فَجَاءَ الْبَشِيْرُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهُ فَاَخْبَرَهُ حَتّٰى اَخْبَرَهُ خَبَرَ الرَّجُلِ كَيْفَ صَنَعَ فَدَعَاهُ فَسَاَلَهُ فَقَالَ لِمَ قَتَلْتَهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوْجَعَ فِي الْمُسْلِمِيْنَ فَقَتَلَ فُلَانًا وَّفُلَانًا وَّسَمّٰى لَهُ نَفَرًا وَّاِنِّيْ حَمَلْتُ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَاَى السَّيْفَ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقَتَلْتَهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَكَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اسْتَغْفِرْ لِيْ قَالَ فَكَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ فَجَعَلَ لَا يَزِيْدُهُ عَلٰى اَنْ يَّقُوْلَ كَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے زمانہ فتنہ میں عسعس بن سلامہ کے پاس پیغام بھیجا کہ تم اپنے رفقاء کو اکٹھا کرو میں ان کے سامنے حدیث کو بیان کروں گا۔ عسعس نے ایلچی کو روانہ کر کے سارے لوگوں کو جمع کر لیا۔ جس وقت سارے لوگ اکٹھے ہو گئے تو حضرت جندب رضی اللہ عنہ زرد ٹوپی کو پہن کر جلوہ افروز ہوئے۔ اور ان لوگوں سے ارشاد فرمایا: تم لوگ اپنی گفت وشنید جاری رکھو جب لوگوں نے گفت وشنید ختم کر لی تو ان کی جانب حضرت جندب رضی اللہ عنہ متوجہ ہو گئے۔ چنانچہ حضرت جندب رضی اللہ عنہ نے سر سے ٹوپی اتار کر ارشاد فرمایا: میں تمہارے پاس رسول اللہ ﷺ کی حدیث لے کر حاضر ہوا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے مسلمان کا ایک لشکر مشرکین سے جہاد کرنے کی غرض سے بھیجا چنانچہ مسلمانوں اور مشرکوں کے درمیان مقابلہ ہوا۔ مشرکین میں سے ایک آدمی اس قدر بہادر تھا کہ وہ جس مسلمان کو قتل کر دینا چاہتا تو بس قتل کر دیتا۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اس کے عقب میں لگے ہوئے تھے۔ جب وہ شخص ان کی تلوار کی زد میں آ گیا تو اس نے لا الٰہ الا اللہ کہا مگر یہ کہنے کے باوجود حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کر ڈالا جس وقت رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ مقدسہ میں فتح وکامرانی کی بشارت پہنچی تو ساتھ بتانے والے نے اس قتل کی بات بھی بتادی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو بلوا کر پوچھا کہ تم نے اسے کس وجہ سے قتل کر ڈالا۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ ﷺ! اس نے مسلمانوں کو قتل کر ڈالا تھا۔ اور انہوں نے کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسماء مقدسہ کو بھی شمار کروایا کہ فلاں فلاں کو اس نے شہید کر ڈالا ہے۔ تو میں اس کے اوپر حملہ آور ہوا مگر جس وقت اس نے تلوار کو دیکھا تو اس نے لا الٰہ الا اللہ فوراً کہہ دیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم نے اسے جان سے مار دیا؟ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس وقت بروز حشر لا الٰہ الا اللہ کا کلمہ آئے گا تو اس کا تم کیا جواب دو گے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ ﷺ! میرے لئے استغفار فرمائیے۔ آپ ﷺ نے دوبارہ ارشاد فرمایا: جس وقت بروز حشر لا الٰہ الا اللہ کا کلمہ آئے گا تو اس کا پھر تم کیا جواب دو گے؟ رسول اللہ ﷺ انہی کلمات کو مسلسل دہراتے رہے کہ جب بروز حشر لا الٰہ الا اللہ کا کلمہ آئے گا تو تم اس کا جواب کیا دو گے؟ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:1،ص:130، مسند الصحابۃ: ج:44،ص:305)

حضرت جندب ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا تعارف:

جندب ابن عبداللہ: آپ عبداللہ ابن سفیان کے بیٹے ہیں، بجلی علقی ہیں، علق بجل کا ایک خاندان ہے واقعہ عبداللہ ابن زبیر کے

Marfat.com

چار سال بعد وفات پائی۔ (الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مراٰۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم تحت حالات صحابہ و تابعین)

تشریح:

احادیث مذکورہ بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ جہاد کے موقع پر جو کافر کلمہ پڑھ لے، اس کو قتل نہ کیا جائے، عین ممکن ہے کہ اس نے دل سے اسلام قبول کر لیا ہو، ان احادیث میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے کفر کی تمنا نہیں کی تھی بلکہ اپنے مسلمان ہونے کے اس واقعے سے مؤخر ہونے کی تمنا کی تھی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اگر یہ واقعہ اسلام لانے سے پہلے کا ہوتا تو اسلام اسے مٹا دیتا۔ یاد رہے کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مایہ ناز صحابی ہیں، ان کے خلاف کوئی بھی بات بے ادبی و کم عقلی ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السَّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا

باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان جو ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں ہے

188- وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ كُلُّهُمْ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السَّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو شخص ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1، ص: 148، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3563، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 2566، سنن النسائی: رقم الحدیث: 4031)

189- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُصْعَبٌ وَهُوَ ابْنُ الْمِقْدَامِ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ سَلَّ عَلَيْنَا السَّيْفَ فَلَيْسَ مِنَّا

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس آدمی نے ہم پر تلوار اٹھائی وہ ہم میں سے نہیں۔

(سنن دارمی: رقم الحدیث: 2575، شرح السنۃ: جز: 1، ص: 627، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 4588، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 159)

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کا تعارف:

سلمہ ابن اکوع: آپ کی کنیت ابو مسلم ہے، اسلمی ہیں، مدنی ہیں، بیعت الرضوان میں شامل ہوئے، بڑے بہادر تھے، پیدل کی لڑائی میں مشہور تھے، اسی برس عمر پائی، مدینہ منورہ میں ۷۴ چوہتر میں وفات ہوئی۔ (الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مراٰۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم تحت حالات صحابہ و تابعین)

190- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ بَرَّادٍ الْأَشْعَرِيُّ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو

Marfat.com

اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدَدَةَ عَنْ اَبِي بُرْدَةَ عَنْ اَبِي مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السَّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں۔ (مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث: 7261، مسند احمد: رقم الحدیث: 9027، مسند البزار: رقم الحدیث: 3174، مسند الصحابة: رقم الحدیث: 52)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا تعارف:

ابوموسیٰ اشعری: آپ کا نام عبداللہ ابن قیس ہے مکہ معظّمہ میں ایمان لائے پھر حبشہ ہجرت کر گئے پھر کشتی والوں کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے راہ میں خیبر میں حضور سے ملاقات ہوگئی، حضرت عمر فاروق نے آپ کو ۲۰ بیس میں بصرہ کا حاکم بنایا آپ نے اہواز کا علاقہ فتح کیا شروع خلافت عثمانیہ تک آپ بصرہ کے حاکم رہے، پھر حضرت عثمان نے آپ کو معزول کر کے کوفہ کا حاکم بنا دیا، آپ حضرت عثمان کی شہادت تک کوفہ کے حاکم رہے، حضرت علی نے آپ کو امیر معاویہ کے مقابلہ میں اپنا پنچ مقرر کیا تھا، اس کے بعد آپ مکہ معظّمہ چلے گئے وہاں ہی ۵۲ باون میں آپ کی وفات ہوئی۔ (الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم تحت حالات صحابہ وتابعین)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا

باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان! جس نے ہمیں دھوکہ میں ڈالا وہ ہم میں سے نہیں

191- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيُّ ح وَحَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ مُحَمَّدُ بْنُ حَيَّانَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي حَازِمٍ كِلَاهُمَا عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السَّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا وَمَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے ہم پر ہتھیار اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں اور جس نے ہمیں دھوکہ دیا وہ بھی ہم میں سے نہیں۔ (مسند الصحابة: رقم الحدیث: 1014، مسند البزار: رقم الحدیث: 8353، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 158، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 2565)

192- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ وَقُتَيْبَةُ ابْنُ سَعِيْدٍ وَّابْنُ حُجْرٍ جَمِيْعًا عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ ابْنُ اَيُّوْبَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ اَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰى صُبْرَةِ طَعَامٍ فَاَدْخَلَ يَدَهُ فِيْهَا فَنَالَتْ اَصَابِعُهُ بَلَلًا فَقَالَ مَا هٰذَا يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ قَالَ اَصَابَتْهُ السَّمَاءُ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ اَفَلَا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ كَيْ يَرَاهُ النَّاسُ مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّي

Marfat.com

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک غلہ کے ڈھیر کے پاس سے گزر ہوا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست اقدس کو غلہ کے اندر ڈالا تو دست اقدس میں تری محسوس ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا: یہ تری کیسی؟ غلہ مالک عرض گزار ہوا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس کے اوپر بارش ہوگئی تھی۔ ارشاد فرمایا: تم نے اس بھیگ جانے والے غلہ کو اوپر کیوں نہ رکھا تاکہ اسے لوگ دیکھ پاتے جس آدمی نے دھوکہ دیا وہ ہم سے نہیں۔ (سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 3454، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 2215، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 10513، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 1236)

بَابُ تَحْرِيمِ ضَرْبِ الْخُدُودِ وَشَقِّ الْجُيُوبِ وَالدُّعَاءِ بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ

باب: منہ پر تھپڑ مارنے، گریبان پھاڑنے اور زمانہ جاہلیت کی طرح چیخ وپکار کرنے کی تحریم

193- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي جَمِيعًا عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ أَوْ شَقَّ الْجُيُوبَ أَوْ دَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ هَذَا حَدِيثُ يَحْيَى وَأَمَّا ابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو بَكْرٍ فَقَالَا وَشَقَّ وَدَعَا بِغَيْرِ أَلِفٍ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی منہ پر تھپڑ مارے، گریبان پھاڑے یا ایام جاہلیت کی مانند چیخ وپکار کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج: 1، ص: 149، البحر الزخار: رقم الحدیث: 1710، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 1989، معجم الاوسط: ج: 2، ص: 333)

194- وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ جَمِيعًا عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَا وَشَقَّ وَدَعَا

دوسری سند کے ساتھ بیان کر کے فرمایا کہ اس سند کے ساتھ یہ روایت بھی اسی طرح مروی ہے۔ (مرجع السابق)

195- وَحَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى الْقَنْطَرِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُخَيْمِرَةَ حَدَّثَهُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ بْنُ أَبِي مُوسَى قَالَ وَجِعَ أَبُو مُوسَى وَجَعًا فَغُشِيَ عَلَيْهِ وَرَأْسُهُ فِي حَجْرِ امْرَأَةٍ مِنْ أَهْلِهِ فَصَاحَتِ امْرَأَةٌ مِنْ أَهْلِهِ فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَرُدَّ عَلَيْهَا شَيْئًا فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ أَنَا بَرِيءٌ مِمَّا بَرِئَ مِنْهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِئَ مِنَ الصَّالِقَةِ وَالْحَالِقَةِ وَالشَّاقَّةِ

حضرت ابوبردہ بن ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ شدت کے بیمار پڑ گئے جس کی بناء پر آپ رضی اللہ عنہ پر حالت غشی کا عالم ہوگیا۔ اس دوران آپ کا سر اہل خانہ میں سے کسی کی جھولی میں رکھا تھا۔ ایک عورت انہی میں چیخ وپکار کرنے لگ گئی۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے غشی کی شدت کے عالم میں ہونے کی بنا پر اس کو کچھ نہ کہا۔ جب افاقہ ہوا تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کاموں سے بری الذمہ ہیں میں بھی ان کاموں سے بری الذمہ ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نوحہ

Marfat.com

کرنے والی، سر منڈانے والی اور گریبان پھاڑنے والی عورتوں سے بری الذمہ تھے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:1، ص:150، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 6911، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 1234، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 154)

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کا تعارف:

ابو بردہ: آپ کا نام عامر ابن عبداللہ ابن قیس ہے یعنی ابو موسیٰ اشعری کے بیٹے ہیں کہ عبداللہ ابن قیس ابو موسیٰ اشعری کا نام ہے، آپ حضرت علی کے ساتھ رہے، قاضی شریح کے بعد کوفہ کے قاضی رہے حجاج ابن یوسف نے آپ کو معزول کیا، اپنے والد اور حضرت علی سے احادیث نقل کیں۔ (الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ وتابعین)

196- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَا أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَخْرَةَ يَذْكُرُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ وَأَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسٰى قَالَا أُغْمِيَ عَلٰى أَبِي مُوسٰى وَأَقْبَلَتِ امْرَأَتُهُ أُمُّ عَبْدِ اللّٰهِ تَصِيحُ بِرَنَّةٍ قَالَا ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ أَلَمْ تَعْلَمِي وَكَانَ يُحَدِّثُهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا بَرِيءٌ مِمَّنْ حَلَقَ وَسَلَقَ وَخَرَقَ

عبدالرحمن بن زید اور ابو بردہ کا بیان ہے کہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ پر غشی کا عالم ہو گیا ان کی اہلیہ چیخ و پکار سے رونے لگ گئی جب حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو افاقہ ہوا تو فرمایا کہ تم کو یہ علم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں ایسی ہر عورت سے بری الذمہ ہوں جو سر کو منڈوالے، نوحہ کرے اور کپڑے پھاڑے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:2، ص:495، البحر الزخار: رقم الحدیث: 2623، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 1988، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 6910)

197- وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُطِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عِيَاضٍ الْأَشْعَرِيِّ عَنِ امْرَأَةِ أَبِي مُوسٰى عَنْ أَبِي مُوسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِيهِ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا دَاوُدُ يَعْنِي ابْنَ أَبِي هِنْدٍ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ عَنْ أَبِي مُوسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ أَبِي مُوسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ عِيَاضٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ لَيْسَ مِنَّا وَلَمْ يَقُلْ بَرِيءٌ

دوسری سند میں بری الذمہ کے الفاظ کی جگہ یہ الفاظ ہیں کہ ایسا آدمی ہم میں سے نہیں ہے۔ (مرجع السابق)

تشریح:

سننے والی سے وہ عورت مراد ہے جو نوحہ سے راضی ہو کر کان لگا کر سنے جیسے غیبت کرنا اور خوشی سے سننا دونوں گناہ ہیں، ایسے ہی نوحہ کرنا اور سننا سب گناہ۔

Marfat.com

میت پر نوحہ کرنا ناجائز ہے:

میت پر نوحہ کرنا یعنی چیخنا چلانا کپڑے پھاڑنا بال نوچنا سینہ پیٹنا اور ناشکری کے کلمات زبان پر لانا ممنوع و ناجائز ہے اور وہ جو حدیث میں آیا ہے کہ میت کو نوحہ کرنے سے عذاب ہوتا ہے تو یہ اس صورت میں عذاب ہوگا جبکہ میت نے نوحہ کی رسم کو جاری کیا ہو یا نوحہ کی وصیت کی ہو۔ اگر یہ صورت نہ ہو تو پھر صرف نوحہ کرنے والے گنہگار ہوں گے میت پر اس کا بوجھ نہ ہوگا۔ (فیوض الباری، ۵/ ۹۲)

بَابُ بَيَانِ غِلَظِ تَحْرِيمِ النَّمِيمَةِ

باب: چغل خوری کی سخت تحریم

198- وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ الضُّبَعِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ وَهُوَ ابْنُ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا وَاصِلٌ الْأَحْدَبُ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا يَنُمُّ الْحَدِيثَ فَقَالَ حُذَيْفَةُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کو پتہ چلا کہ ایک آدمی لوگوں کی باتوں کو جا کر حاکم کے سامنے بیان کرتا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1 ص: 151، البحر الزخار: رقم الحدیث: 2515، شعب الایمان: جز: 7 ص: 492، مسند احمد: رقم الحدیث: 22236)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا تعارف:

حذیفہ ابن یمان: آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہے، عبسی ہیں، آپ کے والد کا نام حسیل ہے، یمان لقب ہے، حضرت حذیفہ حضور انور کے صاحب اسرار راز دار ہیں، حضرت عثمان کی شہادت کے چالیس دن بعد آپ کی وفات مدائن میں ہوئی وہاں ہی آپ کی قبر شریف ہے ۳۵ھ میں وفات ہے۔ (الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم تحت حالات صحابہ و تابعین)

199- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يَنْقُلُ الْحَدِيثَ إِلَى الْأَمِيرِ فَكُنَّا جُلُوسًا فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ الْقَوْمُ هَذَا مِمَّنْ يَنْقُلُ الْحَدِيثَ إِلَى الْأَمِيرِ قَالَ فَجَاءَ حَتَّى جَلَسَ إِلَيْنَا فَقَالَ حُذَيْفَةُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ

ہمام بن حارث کا بیان ہے کہ ایک آدمی لوگوں کی باتوں کو جا کر حاکم کے سامنے بیان کرتا تھا چنانچہ ایک روز ہم مسجد میں اس آدمی کے متعلق باتوں میں لگے ہوئے تھے کہ وہ تو چغل خور ہے اسی دوران وہ آدمی بھی آ پہنچا اور مسجد میں ہماری معیت بیٹھ گیا اس پر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے چغل خور جنت میں داخل نہ ہوگا۔ (مرجع السابق)

200- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ ح وَحَدَّثَنَا مِنْجَابُ

Marfat.com

بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيمِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا مَعَ حُذَيْفَةَ فِي الْمَسْجِدِ فَجَاءَ رَجُلٌ حَتَّى جَلَسَ إِلَيْنَا فَقِيلَ لِحُذَيْفَةَ إِنَّ هٰذَا يَرْفَعُ إِلَى السُّلْطَانِ أَشْيَاءَ فَقَالَ حُذَيْفَةُ إِرَادَةَ أَنْ يُسْمِعَهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ

ہمام بن حارث کا بیان ہے کہ ہم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد میں تھے کہ ایک آدمی آکر ہمارے ساتھ پاس بیٹھ گیا۔ لوگ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے عرض کرنے لگے کہ یہی وہ آدمی ہے جو لوگوں کی باتوں کو حاکم تک پہنچاتا ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس کو سنانے کی خاطر لوگوں سے ارشاد فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ چغل خور جنت میں داخل نہ ہوگا۔ (مرجع السابق)

تشریح: چغلی کی تعریف:

''چغلی: یعنی کسی کی بات سن کر کسی دوسرے سے اس طور پر کہہ دینا کہ دونوں میں اختلاف اور جھگڑا ہو جائے۔

یہ بہت بڑا گناہ اور بہت خراب عادت ہے۔ تجربہ ہے کہ مردوں سے زیادہ عورتیں اس گناہ میں مبتلا ہیں۔ حدیث شریف میں چغلخوری کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گناہ کبیرہ بتایا ہے۔ (کتاب الکبائر للامام الذہبی، الکبیرۃ الثالثۃ والاربعون، النمام، ص ۱۸۲)

اور ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ تم لوگوں میں سب سے زیادہ خدا کے نزدیک ناپسندیدہ وہ ہے جو ادھر ادھر کی باتوں میں لگائی بجھائی کر کے مسلمان بھائیوں میں اختلاف اور پھوٹ ڈالتا ہے۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عبدالرحمن بن غنم، رقم ۱۸۰۲۰، ج ۶، ص ۲۹۱)

اور ایک حدیث میں یہ بھی فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ چغل خور کو آخرت سے پہلے اس کی قبر میں عذاب دیا جائے گا۔
(صحیح البخاری، کتاب الوضو، باب من الکبائر...الخ، الحدیث ۲۱۶، ج ۱، ص ۹۵)

اس کے علاوہ چغلی کی برائی کے بارے میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں۔

مسلمان بھائیو اور بہنو! کسی کی کوئی بات سنو تو خوب سمجھ لو کہ تم اس بات کے امین ہو گئے اگر دوسروں تک اس بات کے پہنچانے میں کوئی دین و دنیا کا فائدہ ہو جب تو تم ضرور اس بات کا چرچا کرو لیکن اگر اس بات کو دوسروں تک پہنچانے میں دو مسلمانوں کے درمیان اختلاف اور جھگڑے کا اندیشہ ہو تو خبردار خبردار ہرگز کبھی بھی اس بات کا نہ چرچا کرو نہ کسی دوسرے سے کہو ورنہ تم پر امانت میں خیانت کرنے اور چغلخوری کا گناہ ہوگا اور اس گناہ کا دنیا میں بھی تم پر یہ وبال پڑے گا کہ تم سب کی نگاہوں میں بے وقار اور ذلیل و خوار ہو جاؤ گے اور آخرت میں بھی عذاب جہنم کے حق دار ٹھہرو گے۔

غیبت کی تعریف:

کسی کو غائبانہ برا کہنا یا پیٹھ پیچھے اس کا کوئی عیب بیان کرنا یہی غیبت ہے چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فرمایا کہ کیا تم لوگ جانتے ہو کہ غیبت کیا چیز ہے۔ صحابہ علیہم الرضوان نے کہا کہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ جاننے والے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا اپنے بھائی کی ان باتوں کو بیان کرنا جن کو وہ ناپسند سمجھتا ہے۔ یہی

Marfat.com

غیبت ہے تو صحابہ علیہم الرضوان نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بتایئے کہ اگر میرے اس دینی بھائی میں واقعی وہ باتیں موجود ہوں۔ تو کیا ان باتوں کا ذکر کرنا بھی غیبت کہلائے گا؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر اس کے اندر وہ باتیں واقعی ہوں گی جبھی تو تم اس کی غیبت کرنے والے کہلاؤ گے اور اگر اس میں وہ باتیں نہ ہوں اور تم اپنی طرف سے گھڑ کر کہو گے جب تو تم اس پر بہتان لگانے والے ہو جاؤ گے جو ایک دوسرا گناہ کبیرہ ہے جس کا کرنے والا جہنم کا ایندھن بنے گا۔ (صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب تحریم الغیبۃ، رقم ۲۵۸۹، ص ۱۳۹۷)

یاد رکھو غیبت اتنا بڑا گناہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک فرمایا کہ

اَلْغِیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا یعنی غیبت زنا سے بڑا گناہ ہے۔

(الترغیب والترہیب، کتاب الادب وغیرہ، باب الترہیب من الغیبۃ والبھت بیانھما والترغیب فی ردھا، رقم ۲۴، ج ۳، ص ۳۳۱)

حضور علیہ السلام کا یہ بھی ارشاد ہے کہ میں نے معراج کی رات میں کچھ لوگوں کو اس حال میں دیکھا کہ وہ جہنم میں اپنے ناخنوں سے اپنے چہروں کو کھرچ کھرچ کر نوچ رہے ہیں میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں لوگوں کی غیبت اور آبروریزی کیا کرتے تھے۔

(الترغیب والترہیب، کتاب الادب وغیرہ، باب الترہیب من الغیبۃ والبھت، رقم ۲۱، ج ۳، ص ۳۳۰)

یاد رکھو کہ پیٹھ پیچھے کسی آدمی کی ان باتوں کو بیان کرنا جن کو وہ پسند نہیں کرتا یہ غیبت ہے خواہ اس کا کوئی ظاہری عیب ہو یا باطنی اس کا پیدائشی عیب ہو یا اس کا اپنا پیدا کیا ہوا عیب ہو۔ اس کے بدن اس کے کپڑوں اس کے خاندان ونسب اس کے اقوال وافعال چال ڈھال اس کی بول چال غرض کسی عیب کو بھی بیان کرنا یا طعنہ مارنا یہ سب غیبت ہی میں داخل ہے لہٰذا اس غیبت کے گناہ سے ہر مسلمان مرد وعورت کو بچنا لازم اور ضروری ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا فَکَرِھْتُمُوْہُ۔ (پ26، الحجرات:12)

اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔ کیا تم میں کوئی یہ پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا۔

مطلب یہ ہے کہ غیبت اس قدر گھناؤنا گناہ ہے جیسے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا تو جس طرح تم ہرگز ہرگز کبھی یہ گوارا نہیں کرسکتے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کی لاش کا گوشت کاٹ کاٹ کر کھاؤ۔ اسی طرح ہرگز ہرگز کبھی کسی کی غیبت مت کیا کرو۔

کن کن لوگوں کی غیبت جائز ہے؟:

حضرت علامہ ابوزکریا محی الدین بن شرف نووی (متوفی ۶۷۶ھ) نے مسلم شریف کی شرح میں لکھا ہے کہ شرعی اغراض ومقاصد کے لئے کسی کی غیبت کرنی جائز اور مباح ہے اور اس کی چھ صورتیں ہیں۔

اول) مظلوم کا حاکم کے سامنے کسی ظالم کے ظالمانہ عیوب کو بیان کرنا۔ تاکہ اس کی دادرسی ہو سکے۔

دوئم) کسی شخص کی برائیوں کو روکنے کے لئے کسی صاحب اقتدار کے سامنے اس کی برائیوں کو بیان کرنا تاکہ وہ اپنے رعب داب

سے اس شخص کو برائیوں سے روک دے۔

سوئم) مفتی کے سامنے فتویٰ طلب کرنے کے لئے کسی کے عیوب کو پیش کرنا۔

چہارم) مسلمانوں کو شر وفساد اور نقصان سے بچانے کے لئے کسی کے عیوب کو بیان کر دینا مثلاً جھوٹے راویوں جھوٹے گواہوں بدمذہبوں کی گمراہیوں جھوٹے مصنفوں اور واعظوں کے جھوٹ اور ان لوگوں کے مکر وفریب کو لوگوں سے بیان کر دینا۔ تاکہ لوگ گمراہی کے نقصان سے بچ جائیں اسی طرح شادی بیاہ کے بارے میں مشورہ کرنے والے سے فریق ثانی کے واقعی عیبوں کو بتا دینا یا خریداروں کو نقصان سے بچانے کے لئے سامان یا سودا بیچنے والے کے عیوب سے لوگوں کو آگاہ کر دینا۔

پنجم) جو شخص علی الاعلان فسق وفجور اور قسم قسم کے گناہوں کا مرتکب ہو مثلاً چور ڈاکو زنا کار خیانت کرنے والا ایسے اشخاص کے عیوب کو لوگوں سے بیان کر دینا تاکہ لوگ نقصان سے محفوظ رہیں اور ان لوگوں کے پھندوں میں نہ پھنسیں۔

ششم) کسی شخص کی پہچان کرانے کے لئے اس کے کسی مشہور عیب کو اس کے نام کے ساتھ ذکر کر دینا۔ جیسے حضرات محدثین کا طریقہ ہے کہ ایک ہی نام کے چند راویوں میں امتیاز اور ان کی پہچان کے لئے اعمش (چندھا) اعرج (لنگڑا) اعمیٰ (اندھا) احول (بھینگا) وغیرہ عیبوں کو انکے ناموں کے ساتھ ذکر کر دیتے ہیں۔ جس کا مقصد ہرگز ہرگز نہ توہین وتنقیص ہے نہ ایذا رسانی بلکہ اس کا مقصد صرف راویوں کی شناخت اور ان کی پہچان کا نشان بتانا ہے۔

(شرح صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والادب، باب تحریم الغیبۃ، تحت حدیث الغیبۃ ذکرک اخاک...الخ، ج ا، ص ۳۲۲)

اوپر ذکر کی ہوئی صورتوں میں چونکہ کسی کے عیبوں کو بیان کر دینا ہے اسلئے بلاشبہ یہ غیبت تو ہے۔ لیکن ان صورتوں میں شریعت نے جائز رکھا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کی غیبت کر دے تو نہ کوئی حرج ہے نہ کوئی گناہ بلکہ بعض صورتوں میں اس قسم کی غیبت مسلمانوں پر واجب ہو جاتی ہے۔ مثلاً ایسے موقعوں پر کہ اگر تم نے کسی کے عیب کو بیان نہ کر دیا تو کسی مسلمان کے نقصان میں پڑ جانے کا یقین یا غالب گمان ہو۔ مثال کے طور پر ایک مسلمان رقم لے کر جا رہا ہو اور ایک سفید پوش ڈاکو تسبیح ومصلیٰ لئے بزرگ بن کر اس مسلمان کے ساتھ ساتھ چل رہا ہو اور مسلمان بالکل ہی اس ڈاکو کے بارے میں لاعلم ہو اور تم کو یقین ہے کہ یہ ڈاکو ضرور ضرور اس بھولے بھالے مسلمان کو دھوکہ دے کر لوٹ لے گا اور تم اس ڈاکو کے عیب کو جانتے ہو تو اس صورت میں ایک بھولے بھالے مسلمان کو نقصان سے بچانے کے لئے ڈاکو کے عیب کو اس مسلمان سے بیان کر دینا تم پر واجب ہے۔ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی بات کو اسطرح بیان فرمایا ہے کہ

اگر بینی کہ نابینا و چاہ است　　　اگر خاموش می مانی گناہ است

یعنی تم اگر دیکھو کہ ایک اندھا جا رہا ہے اور اس کے آگے کنواں ہے تو تم پر لازم ہے کہ اندھے کو بتا دو کہ تیرے آگے کنواں ہے اس سے بچ کر چل۔ اور اگر تم اس کو دیکھ کر چپ رہ گئے اور اندھا کنویں میں گر پڑا تو یقیناً تم گنہگار ٹھہرو گے۔

بہتان:۔

جھوٹ موٹ اپنی طرف سے گڑھ کر کسی پر کوئی الزام یا عیب لگانا اس کو افترائی تہمت اور بہتان کہتے ہیں۔ یہ بہت خبیث اور ذلیل عادت ہے اور بہت بڑا گناہ ہے۔ خاص کر کسی پاک دامن مرد یا عورت پر زنا کاری کی تہمت لگانا یہ تو اتنا بڑا گناہ ہے کہ شریعت کے قانون

ہیں اس شخص کو اسی (۸۰) کوڑے مارے جائیں گے اور عمر بھر کسی معاملہ میں اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی اور قیامت کے دن یہ شخص دوزخ کے عذاب میں گرفتار ہوگا۔"

(جنتی زیور، تالیف: حضرت شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی مجددی رحمۃ اللہ علیہ، ناشر: مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی، ص: ۱۱۶)

بَابُ: بَيَانِ غِلَظِ تَحْرِيمِ اِسْبَالِ الْإِزَارِ وَالْمَنِّ بِالْعَطِيَّةِ وَتَنْفِيقِ السِّلْعَةِ بِالْحَلْفِ وَبَيَانِ الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

باب: ٹخنوں سے نیچے لباس لٹکانے، احسان جتلانے اور جھوٹی قسم کھا کر سودا بیچنے والوں کے متعلق شدید تحریم اور تین لوگوں کا بیان جن سے بروز حشر اللہ تعالیٰ کلام نہیں فرمائے گا اور اس کی جانب نظر رحمت نہ فرمائے گا اور ان کا تزکیہ نہ فرمائے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا

201- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ قَالَ فَقَرَاَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مِرَارٍ قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ خَابُوْا وَخَسِرُوْا مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْمُسْبِلُ وَالْمَنَّانُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ ارشاد فرمایا کہ تین لوگ ایسے ہیں جن سے بروز حشر رب تعالیٰ نہ تو ان سے کلام فرمائے گا اور نہ ہی ان کی جانب نظر رحمت فرمائے گا۔ اور نہ ہی انہیں گناہوں سے منزہ فرمائے گا۔ اور ان کو دردناک عذاب دے گا۔ اس پر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ لوگ تو بھر گھاٹے اور نقصان زدہ ہو گئے ایسے کون سے لوگ ہیں؟ ارشاد فرمایا: نیچے کپڑا لٹکانے والا، احسان جتلانے والا اور اللہ تعالیٰ کی جھوٹی قسم کھا کر مال کو بیچنے والا۔

(احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1، ص: 154، البحر الزخار: رقم الحدیث: 3406، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 9701، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 4089)

202- وَحَدَّثَنِيْ اَبُوْبَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَهُوَ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الْاَعْمَشُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُسْهِرٍ عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الْمَنَّانُ الَّذِيْ لَا يُعْطِيْ شَيْئًا اِلَّا مَنَّهُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْفَاجِرِ وَالْمُسْبِلُ اِزَارَهُ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین آدمی ایسے ہیں جن سے رب تعالیٰ بروز حشر کلام نہ فرمائے گا۔ ایک ایسا آدمی جو ہر نیکی کا احسان جتلاتا ہے۔ دوسرا وہ آدمی جو جھوٹی قسم کھا کر سودے کو بیچتا ہے اور تیسرا وہ آدمی جو اپنے لباس کو ٹخنوں کے نیچے لٹکاتا ہے۔ (مرجع السابق)

Marfat.com

203-وَحَدَّثَنِيهِ بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

دوسری سند سے یہ اضافہ ہے۔ تین لوگ ایسے ہیں جن سے رب تعالیٰ کلام نہ فرمائے گا نہ ہی ان کی جانب نظر رحمت فرمائے گا اور نہ ہی ان کو گناہوں سے منزہ فرمائے گا۔ اور ان کے واسطے دردناک عذاب ہے۔ (مرجع السابق)

204-وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَاَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي حَازِمٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ قَالَ اَبُوْ مُعَاوِيَةَ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ شَيْخٌ زَانٍ وَمَلِكٌ كَذَّابٌ وَعَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ بروز حشر تین لوگوں سے کلام نہ فرمائے گا اور نہ ہی ان کو گناہوں سے ستھرا کرے گا۔ ابو معاویہ نے فرمایا کہ نہ ان کی جانب نظر رحمت فرمائے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے ایک بوڑھا زانی، دوسرا جھوٹا حاکم اور تیسرا مغرور فقیر۔ (مرجع السابق)

205-وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ وَهٰذَا حَدِيثُ اَبِي بَكْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ رَجُلٌ عَلٰى فَضْلِ مَاءٍ بِالْفَلَاةِ يَمْنَعُهُ مِنِ ابْنِ السَّبِيلِ وَرَجُلٌ بَايَعَ رَجُلًا بِسِلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ فَحَلَفَ لَهُ بِاللّٰهِ لَاَخَذَهَا بِكَذَا وَكَذَا فَصَدَّقَهُ وَهُوَ عَلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ وَرَجُلٌ بَايَعَ اِمَامًا لَا يُبَايِعُهُ اِلَّا لِدُنْيَا فَاِنْ اَعْطَاهُ مِنْهَا وَفٰى وَاِنْ لَمْ يُعْطِهِ مِنْهَا لَمْ يَفِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ بروز حشر تین لوگوں سے کلام نہ فرمائے گا، نہ ہی ان کی جانب نظر رحمت فرمائے گا اور نہ ہی ان کو گناہوں سے منزہ فرمائے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا ایک ایسا آدمی جس کے پاس جنگل میں حاجت سے زیادہ پانی ہو تو وہ مسافر کے مانگنے پر اس کو پانی نہ دے۔ دوسرا ایسا آدمی جس نے عصر کے بعد کسی چیز کو بیچا اور رب تعالیٰ کی قسم کھا کر کہا: اس کو یہ مال اتنے میں پڑا ہے۔ اور حقیقتاً ایسا بالکل نہیں تھا۔ تیسرا ایسا آدمی جو دنیاوی مال کی غرض سے کسی حاکم کے ہاتھ پر بیعت کرے اگر مال مل جائے تو اس کی فرمانبرداری کرے اور اگر نہ ملے تو چھوڑ دے۔ (مرجع السابق)

206-وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ح وَحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْاَشْعَثِيُّ اَخْبَرَنَا عَبْثَرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ اَنَّ فِي حَدِيثِ جَرِيرٍ وَرَجُلٌ سَاوَمَ رَجُلًا بِسِلْعَةٍ

دوسری روایت میں قیمت بتانے کا ذکر ہے۔

207-وَحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ اُرَاهُ مَرْفُوعًا قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يوم الْقِيٰمَةِ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ رَجُلٌ حَلَفَ

Marfat.com

عَلٰی یَمِیْنٍ بَعْدَ صَلَاۃِ الْعَصْرِ عَلٰی مَالِ مُسْلِمٍ فَاقْتَطَعَہٗ وَبَاقِیْ حَدِیْثِہٖ نَحْوُ حَدِیْثِ الْاَعْمَشِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین اشخاص سے رب تعالیٰ بروز حشر کلام نہ فرمائے گا اور نہ ہی ان کی جانب نظر رحمت فرمائے گا اور انہیں دردناک عذاب دے گا۔ ایک ایسا آدمی جو عصر کے بعد قسم کھا کر ایک مسلمان شخص کا مال کھالے۔ آگے سابق حدیث کی مانند ہے۔ (مرجع السابق)

تشریح:

مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"روایت ہے حضرت ابوذر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ تین شخصوں سے محبت کرتا ہے اور تین سے سخت ناراض ہے۔۔۔ اور وہ تین جن سے اللہ سخت ناراض ہے ایک بوڑھا زانی ۷۔ متکبر فقیر اور ظالم غنی ۸۔ (ترمذی، نسائی)

شرح:

۷۔ ظاہر یہ ہے کہ شیخ بمعنی بوڑھا ہے نہ کہ شادی شدہ جوان، چونکہ بڑھاپے میں موت قریب نظر آتی ہے، شہوانی قوتیں کمزور ہو جاتی ہیں، بوڑھا بہت تکلف ہی سے صحبت کر سکتا ہے اس لیے اس کا زنا انتہائی خباثت کی دلیل ہے کہ اسے نہ موت کا خوف نہ اللہ رسول کی شرم۔

۷۔ اگرچہ ہر تکبر برا ہے مگر فقیر کا تکبر زیادہ برا کہ اس کے پاس اس کے اسباب نہیں ہیں محض شیطان کے دھوکے سے اپنے کو بڑا جانتا ہے۔ خیال رہے کہ تکبر، استغناء اور تعفف میں بڑا فرق ہے اور مسلمانوں کو اپنے سے حقیر جاننا تکبر ہے اور اپنے کو ان سے بے نیاز سمجھنا صرف اللہ رسول ہی کا محتاج جاننا بہت اعلیٰ وصف ہے اسی کو استغناء وغیرہ کہتے ہیں، اس کو اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے یوں بیان فرمایا ہے۔ شعر

تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں کون نظروں میں جچے دیکھ کے تلوا تیرا

ع کیوں نہ وہ بے نیاز ہو تجھ سے جسے نیاز ہو۔ مرقات نے فرمایا کہ کفار اور متکبروں کے مقابلے میں تکبر کرنا عبادت ہے۔ اشعۃ اللمعات نے فرمایا کہ حضرت بشیر ابن حارث نے امیر المؤمنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا عرض کیا مجھے کچھ نصیحت کیجئے، فرمایا کہ امیروں کا فقیروں پر مہربانی کرنا بہت اچھا ہے مگر فقیروں کا خدا پر توکل کر کے امیروں سے تکبر کرنا اس سے بھی اچھا۔

اس فقیر متکبر میں وہ جاہل بھی داخل ہیں جو علماء کو حقیر سمجھیں کہ وہ علم کے فقیر ہیں۔

۸۔ اپنے نفس پر ظالم کہ نعمتوں کا شکر نہیں کرتا اور مخلوق پر ظالم کہ انہیں بجائے نفع پہنچانے کے ستاتا ہے، چونکہ ان لوگوں کے جرم سخت ہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ ان سے سخت ناراض۔ (مرأۃ المناجیح، ج ۳، کتاب الزکوٰۃ)

حرام ذریعوں سے کمائے ہوئے مالوں کو کھانا، پینا، پہننا، یا کسی اور کام میں استعمال کرنا حرام و گناہ ہے اور اس کی سزا دنیا میں مال کی قلت و ذلت اور بے برکتی ہے اور آخرت میں اس کی سزا جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ کا عذابِ عظیم ہے۔ (والعیاذ باللہ تعالیٰ منہ)

Marfat.com

ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے میں امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کا مؤقف:

مسئلہ ۲۸: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ٹخنوں سے نیچے پائچے رکھنا مردوں کو جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا (بیان فرماؤ اور اجر پاؤ۔ت)

الجواب: پائچوں کا کعبین (ٹخنوں) سے نیچا ہونا جسے عربی میں اسبال کہتے ہیں اگر براہ عجب وتکبر ہے تو قطعاً ممنوع وحرام ہے اور اس پر وعید شدید وارد۔

اخرج الامام الھمام محمد بن اسمعیل البخاری فی صحیحه قال حدثنا عبدالله بن یوسف قال اخبرنا مالك عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ھریرة رضی الله عنه ان رسول الله ﷺ قال لا ینظر الله یوم القیمة الی من جواز ارہ بطرا قلت وبنحوہ روی ابوداؤد ابن ماجة من حدیث ابی سعید ن الخدری فی حدیث عبدالله بن عمر انه قال قال رسول الله ﷺ من جر ثوبه مخیلة لم ینظر الله الیه یوم القیمة الحدیث واخرج الامام العلام مسلم بن الحجاج القشیری فی صحیحه قال حدثنا یحییٰ بن یحیی قال قرأت علی مالك عن نافع وعبدالله بن دینار وزید بن اسلم کلھم یخبرہ عن ابن عمر ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال لا ینظر الله الی من جر ثوبه خیلا قلت وبمثله روی البخاری والنسائی والترمذی فی صحاحیم بالاسانید المختلفة والالفاظ المتقاربة.

(اے صحیح البخاری کتاب اللباس باب جر ثوبہ من الخیلا قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۸۶۱) (۲ے صحیح البخاری کتاب اللباس باب من جر ثوبہ من الخیلا قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۸۶۱)، (سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب ماجاء فی اسبال الازار آفتاب عالم پریس لاہور ۲ /۲۰۸)، (سنن ابن ماجہ کتاب اللباس باب من جر ثوبہ من الخیلا ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲۶۳) (۳ے صحیح البخاری کتاب اللباس باب من جر ثوبہ من الخیلا قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۸۶۰)، (صحیح مسلم کتاب اللباس باب تحریم جر الثوب خیلاء الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۱۹۴)، (الجامع الترمذی کتاب اللباس باب ماجاء فی الکراھیة الازار امین کمپنی کراچی ۱ /۲۰۶)

امام ہمام محمد بن اسمٰعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں تخریج فرمائی اور فرمایا ہم سے عبداللہ ابن یوسف نے بیان کیا اس نے کہا کہ ہمیں حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بتایا انھوں نے ابوالزناد سے اس نے اعرج سے اس نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس شخص پر نظر شفقت نہیں فرمائے گا جس نے ازراہ تکبر اپنے تہبند کو زمین پر گھسیٹا، قلت (میں کہتا ہوں) یونہی ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے حضرت عبداللہ ابن عمر کی حدیث میں روایت کیا۔ انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی تکبر سے ازار لٹکائے (یعنی زمین پر گھسیٹے) تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نہیں دیکھے گا، الحدیث امام علام مسلم بن حجاج قشیری نے اپنی صحیح میں تخریج کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم سے یحییٰ بن یحییٰ نے بیان کی اس نے کہا میں نے حضرت امام مالک کے

Marfat.com

سامنے پڑھا، امام مالک نے نافع عبداللہ بن دینار اور زید بن اسلم سے روایت کی، ان سب نے حضرت عبداللہ بن دینار اور زید بن اسلم سے روایت کی، ان سب نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالے سے انھیں بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کی طرف نہیں دیکھے گا (یعنی اس کی طرف نگاہ رحمت نہیں فرمائے گا) جو از راہ تکبر اپنا کپڑا لٹکائے، قلت (میں کہتا ہوں) اس جیسی حدیث بخاری، نسائی اور ترمذی نے اپنی اپنی کتابوں (صحاح) میں مختلف سندوں اور قریبی و یکساں الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے۔

اور اگر بوجہ تکبر نہیں تو بحکم ظاہر احادیث مردوں کو بھی جائز ہے۔

لاباس به کما یرشك الیه التقیید بالبطر والمخیلة۔

تو اس میں کچھ حرج نہیں جیسا کہ اس کی طرف البطر والمخیلة (اترانا اور تکبر کرنا) کی قید لگانا تمہاری راہنمائی کر رہا ہے۔

حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا۔ یارسول اللہ (ﷺ)! میری ازار ایک جانب سے لٹک جاتی ہے۔ فرمایا: تو ان میں سے نہیں ہے جو ایسا براہ تکبر کرتا ہو۔

اخرج البخاری فی صحیحه قال حدثنا احمد بن یونس فذکر باسناده عن ابن عمر عن النبی ﷺ قال من جر ثوبه خیلاء لم ینظر الله الیه یوم القیمة فقال ابوبکر یارسول الله ﷺ احد شقی ازاری یسترخی الا ان اتعاهد ذلك منه فقال النبی ﷺ لست ممن یصنعه خیلاء قلت وبنحوه روی ابوداؤد والنسائی۔ (الصحیح البخاری کتاب اللباس قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۶۰/۲)

امام بخاری نے اپنی صحیح میں اس کی تخریج فرمائی۔ فرمایا ہم سے احمد ابن یونس نے بیان کیا۔ پھر اس کی اسناد سے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ حضور نے فرمایا: جس شخص نے از راہ تکبر کپڑا لٹکایا اور نیچے گھسیٹا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر نہ فرمائے گا۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرا تہبند ایک طرف نیچے لٹک جاتا ہے مگر یہ کہ میں اس کی پوری حفاظت کرتا ہوں (یعنی حفاظت میں ذرا سی کوتاہی یا لاپروائی ہو جائے تو تہبند ایک طرف لٹک جاتا ہے) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو جو طرز تکبر سے ایسا کرتے ہیں (یعنی علت تکبر نہ ہونے کی وجہ سے تمہارے ازار کے لٹک جانے سے کوئی حرج نہیں قلت (میں کہتا ہوں) اسی کی مثل ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کی ہے۔

حدیث بخاری و نسائی میں کہ:

ما اسفل الکعبین من الازار ففی النار

ازار کا جو حصہ لٹک کا ٹخنوں سے نیچے ہو گیا وہ آگ میں ہوگا۔ (الصحیح البخاری کتاب اللباس قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۶۱/۲)

اور حدیث طویل مسلم و ابوداؤد میں:

ثلثة لایکلمهم الله یوم القیمة ولاینظر الیهم ولا یزکیهم ولهم عذاب الیم المسبل

Marfat.com

والمنان والمنفق سلعته بالحلف الکاذب۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان غلظ تحریم اسبال الازار قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۷۱)، (سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب ماجاء فی اسبال الازار آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۰۹)

تین شخص (یعنی تین قسم کے لوگ) ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن نہ تو انھیں پاک کرے گا بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا: (۱) ازار ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا (۲) احسان جتلانے والا (۳) جھوٹی قسم کھا کر اپنے اسباب کو رائج کرنیوالا (یعنی فروغ دینے والا ہے)

علی الاطلاق وارد ہوا کہ اس سے یہی صورت مراد ہے کہ بتکبر اسبال (ٹخنوں سے کپڑا نیچے لٹکاتا ہو) کرتا ہو ورنہ ہرگز یہ وعید شدید اس پر وارد نہیں۔ مگر علماء درصورت عدم تکبر حکم کراہت تنزیہی دیتے ہیں:

فی الفتاوی العالمگیری اسبال الرجل ازارہ اسفل من الکعبین ان لم یکن للخیلاء ففیہ کراھۃ تنزیہ کذا فی الغرائب۔

فتاوی عالمگیری میں ہے مرکا اپنے ازار کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانا اگر بوجہ تکبر نہ ہو تو مکروہ تنزیہی ہے اسی طرح غرائب میں ہے۔

(فتاوی ہندیہ کتاب الکراھیۃ الباب السابع نورانی کتب خانہ پشاور ۵/۳۳۳)

بالجملہ اسبال اگر براہ عجب و تکبر ہے حرام ورنہ مکروہ اور خلاف اولی، نہ حرام مستحق وعید، اور یہ بھی اسی صورت میں ہے کہ پائچے جانب پاشنہ نیچے ہوں، اور اگر اس طرف کعبین سے بلند ہیں گو پنجہ کی جانب پشت پا پر ہوں ہرگز کچھ مضائقہ نہیں۔ اس طرح کا لٹکانا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بلکہ خود حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

روی ابو داؤد فی سننہ قال حدثنا مسدد نا یحیی عن محمد بن ابی یحیی حدثنی عکرمۃ انہ رای ابن عباس یاتزر فیضع حاشیۃ ازارہ من مقدمہ علی ظھر قدمہ ویرفعہ مؤخرہ قلت لم تاتزر ھذہ الازارۃ قال رأیت رسول اللہ ﷺ یاتزرھا قلت ورجال الحدیث کلھم ثقات عدول ممن یروی عنھم البخاری کما لا یخفی علی الفطن الماھر بالفن۔

(سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب ماجاء فی الکبر آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۱۰)

امام ابوداؤد نے اپنی کتاب سنن ابوداؤد میں روایت فرمائی ہے کہ ہم سے مسدد نے بیان کیا اس سے یحیٰی نے اس نے محمد بن ابی یحیٰی سے روایت کی ہے اس نے کہا مجھ سے عکرمہ تابعی نے بیان فرمایا اس نے ابن عباس کو دیکھا کہ جب ازار باندھتے تو اپنی ازار کی اگلی جانب کو اپنے قدم کی پشت پر رکھتے اور پچھلے حصہ کو اونچا اور بلند رکھتے۔ میں نے عرض کی آپ اس طرح تہبند کیوں باندھتے ہیں؟ ارشاد فرمایا: میں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اسی طرح ازار باندھتے دیکھا ہے۔ قلت (میں کہتا ہوں) حدیث کے تمام روای ثقہ (معتبر) اور عادل ہیں۔ ان سے امام بخاری روایت کرتے ہیں۔ جیسا کہ ذہین۔ فہیم اور ماہر فن پر پوشیدہ نہیں۔" (فتاوی رضویہ، ج ۲۲، کتاب الحظر والاباحۃ، ص ۱۴)

Marfat.com

بَابُ غِلَظِ تَحْرِيمِ قَتْلِ الْإِنْسَانِ نَفْسَهُ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهِ فِي النَّارِ وَأَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ

باب: خودکشی کرنے کی شدید تحریم جو شخص جس چیز کے ساتھ خودکشی کرے گا اس کو اسی چیز کے ساتھ جہنم میں عذاب دیا جائے گا اور مسلمان جنت میں داخل ہوں گے

208-حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ فَحَدِيدَتُهُ فِي يَدِهِ يَتَوَجَّأُ بِهَا فِي بَطْنِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا وَمَنْ شَرِبَ سَمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا وَمَنْ تَرَدَّى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ يَتَرَدَّى فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی جس ہتھیار کے ساتھ خودکشی کرے تو وہ ہتھیار دوزخ میں اس کے ہاتھ میں ہوگا اور اس ہتھیار سے دوزخ میں وہ آدمی اپنے آپ کو ہمیشہ زخم پہنچاتا رہے گا۔ اور جو آدمی زہر سے خودکشی کرے گا وہ دوزخ میں ہمیشہ زہر کھاتا رہے گا اور جو آدمی پہاڑ سے خود کو گرا کر خودکشی کرے گا وہ دوزخ کی آگ میں ہمیشہ کے لئے گرتا رہے گا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:1 ص:68؛ سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث:2092 معجم الاوسط: رقم الحدیث:1730 سنن ابوداؤد: رقم الحدیث:3874)

209-وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ح وَحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ ح وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ كُلُّهُمْ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَفِي رِوَايَةِ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ ذَكْوَانَ

سلیمان کا بیان ہے کہ میں نے ذکوان سے سنا ہے۔

210-حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامِ بْنِ أَبِي سَلَّامٍ الدِّمَشْقِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ أَنَّ أَبَا قِلَابَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ ثَابِتَ بْنَ الضَّحَّاكِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَايَعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ وَأَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَيْسَ عَلَى رَجُلٍ نَذْرٌ فِي شَيْءٍ لَا يَمْلِكُهُ

حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے درخت کے نیچے بیعت رضوان کی تھی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس آدمی نے اسلام کے علاوہ کسی دوسرے دین کے ساتھ ہونے کی جھوٹی قسم کھائی تو وہ اسی طرح ہو جائے گا اور جس آدمی نے کسی چیز سے خودکشی کی تو بروز حشر اس چیز کے ساتھ عذاب دیا جائے گا اور اگر کسی نے ملک کے بغیر والی چیز کی منت مانی تو اسے پورا کرنا لازم نہیں ہے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:1 ص:169، مسند احمد: رقم الحدیث:15793، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث:110)

Marfat.com

حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ کا تعارف:

ثابت ابن ضحاک: آپ کی کنیت ابوزید ہے، انصاری خزرجی ہیں، بچپن میں بیعت الرضوان میں حضور انور سے بیعت کی واقعہ ابن زبیر میں وفات ہوئی۔ (الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابوعبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ وتابعین)

211- حَدَّثَنِیْ اَبُوْ غَسَّانَ الْمِسْمَعِیُّ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ وَّهُوَ ابْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ يَحْيٰی بْنِ اَبِیْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ قِلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ عَلٰی رَجُلٍ نَذْرٌ فِيْمَا لَا يَمْلِكُ وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهٖ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِشَیْءٍ فِی الدُّنْيَا عُذِّبَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَنِ ادَّعٰی دَعْوٰی كَاذِبَةً لِيَتَكَثَّرَ بِهَا لَمْ يَزِدْهُ اللهُ اِلَّا قِلَّةً وَّمَنْ حَلَفَ عَلٰی يَمِيْنِ صَبْرٍ فَاجِرَةٍ

حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس چیز کا کوئی مالک نہ ہو اس کی منت کو پورا کرنا ضروری نہیں اور مسلمان کے اوپر لعنت کرنا اس کو قتل کرنے کے برابر ہے جو آدمی جس چیز سے خودکشی کرے گا بروز حشر اس کو اس چیز کے ساتھ عذاب دیا جائے گا۔ اور جو آدمی مال کو بڑھانے کی خاطر جھوٹا دعویٰ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے مال میں مزید کمی فرما دے گا اسی طرح حالت اسی آدمی کی ہوگی جو حاکم کے روبرو جھوٹی قسم کھائے گا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:1، ص:169، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 1328، سنن الدارمی: رقم الحدیث: 2416، سنن النسائی: رقم الحدیث: 3711)

212- حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَّعَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ كُلُّهُمْ عَنْ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ الْاَنْصَارِیِّ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنِ الثَّوْرِیِّ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوَی الْاِسْلَامِ كَاذِبًا مُتَعَمِّدًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِشَیْءٍ عَذَّبَهُ اللهُ بِهٖ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ هٰذَا حَدِيْثُ سُفْيَانَ وَاَمَّا شُعْبَةُ فَحَدِيْثُهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوَی الْاِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ ذَبَحَ نَفْسَهٗ بِشَیْءٍ ذُبِحَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس آدمی نے اسلام کو چھوڑ کر کسی دوسرے مذہب کی جھوٹی قسم کھائی تو اس کا اس مذہب میں نام شمار ہوگا اور جو آدمی جس چیز سے خودکشی کرے گا اللہ تعالیٰ دوزخ میں اسے اس چیز کے ساتھ عذاب دے گا۔ دوسری روایت میں ہے کہ جس آدمی نے اسلام کو چھوڑ کر کسی دوسرے مذہب کی جھوٹی قسم کھائی تو اسی دین کے ساتھ اس کا نام گردانا جائے گا اور جس آدمی نے اپنے آپ کو کسی چیز کے ساتھ ذبح کیا تو بروز حشر اس کو اسی چیز کے ساتھ ذبح کیا جائے گا۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 4711، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 1338، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 2560، سنن النسائی: رقم الحدیث: 3780)

213- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَّعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيْعًا عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ

Marfat.com

الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ شَهِدْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُنَيْنًا فَقَالَ لِرَجُلٍ مِمَّنْ يُدْعٰى بِالْاِسْلَامِ هٰذَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا حَضَرْنَا الْقِتَالَ قَاتَلَ الرَّجُلُ قِتَالًا شَدِيْدًا فَاَصَابَتْهُ جِرَاحَةٌ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الرَّجُلُ الَّذِيْ قُلْتَ لَهٗ اٰنِفًا اِنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَاِنَّهٗ قَاتَلَ الْيَوْمَ قِتَالًا شَدِيْدًا وَّقَدْ مَاتَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى النَّارِ فَكَادَ بَعْضُ الْمُسْلِمِيْنَ اَنْ يَّرْتَابَ فَبَيْنَمَا هُمْ عَلٰى ذٰلِكَ اِذْ قِيْلَ فَاِنَّهٗ لَمْ يَمُتْ وَلٰكِنَّ بِهٖ جِرَاحًا شَدِيْدًا فَلَمَّا كَانَ مِنَ اللَّيْلِ لَمْ يَصْبِرْ عَلَى الْجِرَاحِ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَاُخْبِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ فَقَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ اَمَرَ بِلَالًا فَنَادٰى فِي النَّاسِ اَنَّهٗ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا نَفْسٌ مُّسْلِمَةٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ يُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت غزوہ حنین کے مقام پر تھے۔ ہم میں ایک ایسا شخص بھی تھا جس کا مسلمانوں میں نام گردانا جاتا تھا اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ دوزخی ہے۔ جب قتال شروع ہوا تو وہ آدمی شجاعت کے ساتھ لڑا اور زخمی ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جس آدمی کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا وہ دوزخی ہے وہ تو بہت شجاعت سے لڑ رہا تھا مگر اس وقت وہ مر گیا ہے۔ ارشاد فرمایا: وہ جہنم میں گیا چنانچہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان عالی شان کو صحیح معنوں میں نہ سمجھ سکے۔ اسی دوران ایک آدمی آکر عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ آدمی ابھی مرا نہ تھا مگر شدید قسم کا زخمی تھا رات کے آخری حصہ میں وہ زخموں کی تاب نہ لا سکا اور خودکشی کر لی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا پتہ چلا تو ارشاد فرمایا: اللہ اکبر! میں شہادت بیان کرتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بلوا کر لوگوں کے اندر منادی کروا دی کہ مسلمان ہی صرف جنت میں داخل ہوں گے اور بے شک اللہ تعالیٰ اس دین کی فاجر لوگوں کے ذریعہ بھی تائید کرواتا ہے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1، ص: 132، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 4519، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 2897، مسند احمد: رقم الحدیث: 7744)

214- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيُّ حَيٌّ مِّنَ الْعَرَبِ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْتَقٰى هُوَ وَالْمُشْرِكُوْنَ فَاقْتَتَلُوْا فَلَمَّا مَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى عَسْكَرِهٖ وَمَالَ الْاٰخَرُوْنَ اِلٰى عَسْكَرِهِمْ وَفِيْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ لَّا يَدَعُ لَهُمْ شَاذَّةً وَّلَا فَاذَّةً اِلَّا اتَّبَعَهَا يَضْرِبُهَا بِسَيْفِهٖ فَقَالُوْا مَا اَجْزَاَ مِنَّا الْيَوْمَ اَحَدٌ كَمَا اَجْزَاَ فُلَانٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا اِنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ اَنَا صَاحِبُهٗ اَبَدًا قَالَ فَخَرَجَ مَعَهٗ كُلَّمَا وَقَفَ وَقَفَ مَعَهٗ وَاِذَا اَسْرَعَ اَسْرَعَ مَعَهٗ قَالَ فَجُرِحَ الرَّجُلُ جُرْحًا شَدِيْدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهٖ بِالْاَرْضِ وَذُبَابَهٗ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلٰى سَيْفِهٖ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَخَرَجَ الرَّجُلُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى

Marfat.com

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللهِ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ الرَّجُلُ الَّذِيْ ذَكَرْتَ اٰنِفًا اَنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَاَعْظَمَ النَّاسُ ذٰلِكَ فَقُلْتُ اَنَا لَكُمْ بِهٖ فَخَرَجْتُ فِيْ طَلَبِهٖ حَتّٰى جُرِحَ جُرْحًا شَدِيْدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهٖ بِالْاَرْضِ وَذُبَابَهٗ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ اِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فِيْمَا يَبْدُوْ لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ اَهْلِ النَّارِ فِيْمَا يَبْدُوْ لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کافرلوگوں میں آمنا سامنا ہوا اور حالت یہاں تک پہنچی کہ شدید قسم کا خون ہونے والا تھا۔حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کافرلوگ اپنے اپنے لشکر کی جانب واپس پلٹ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک آدمی تھا وہ جس آدمی پر حملہ آور ہوتا اس کو سوائے مارنے کے چھوڑتا نہ تھا۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس آدمی کے متعلق کہا: آج اس کی طرح کسی نے بھی جہاد نہ کیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مگر وہ آدمی دوزخی ہے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک آدمی نے کہا: میں اس آدمی کی نگہبانی کروں گا چنانچہ وہ صحابی اس کے تعاقب میں رہے یہاں تک کہ وہ کسی جگہ رک جاتا تو وہ بھی رک جاتے اور اگر وہ دوڑ پڑتا تو وہ بھی دوڑ پڑتے آخر کار وہ آدمی شدید قسم کا زخمی ہو گیا اور اس نے زخم کو برداشت نہ کرتے ہوئے تلوار کی نوک کو اپنے سینہ پر رکھ دیا اور تلوار پر خود کو گرا کر خودکشی کرلی۔اس صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ مقدسہ میں حاضر ہو کر عرض کیا: میں شہادت بیان کرتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا: کیا ہوا؟ وہ عرض گزار ہوئے: جس آدمی کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ وہ دوزخی ہے اور لوگوں نے حیرانگی کا اظہار کیا تھا میں نے اسی دوران ٹھان لی تھی کہ میں ان لوگوں کی حیرانگی کو ختم کردوں گا۔پس میں اس کے تعاقب میں رہا جس وقت وہ آدمی شدید قسم کا زخمی ہو گیا۔تو اس نے تلوار کے دستہ کو زمین پر رکھ کر اس کی نوک کو اپنے سینہ پر رکھ دیا اور یونہی تلوار کو اپنے سینہ میں آر پار کر کے خودکشی کرلی۔ارشاد فرمایا: کچھ لوگ ایسے کام کرتے ہیں جن کی بناء پر انہیں لوگ جنتی گردانتے ہیں جبکہ وہ ہوتے دوزخی ہیں اور بعض لوگ ایسے بھی کام کرتے ہیں جن کی بناء پر انہیں لوگ دوزخی گردانتے ہیں اور وہ ہوتے جنتی ہیں۔ (معجم الکبیر: رقم الحدیث: 5830، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 3966، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث: 7544، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 3970)

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ کا تعارف

سہل ابن سعد: آپ ساعدی انصاری ہیں، آپ کی کنیت ابو العباس ہے، آپ کا نام پہلے حزن تھا حضور انور نے سہل رکھا، حضور انور کی وفات کے وقت آپ پندرہ سال کے تھے، آپ کی وفات ۹۱ میں مدینہ منورہ میں ہوئی، مدینہ منورہ میں آخری صحابی آپ ہی فوت ہوئے کہ آپ کی وفات سے مدینہ صحابہ سے خالی ہو گیا۔ (الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خان نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم تحت حالات صحابہ و تابعین)

215-حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا الزُّبَيْرِيُّ وَهُوَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُوْلُ اِنَّ رَجُلًا مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ خَرَجَتْ بِهٖ قَرْحَةٌ فَلَمَّا اٰذَتْهُ انْتَزَعَ سَهْمًا مِنْ

Marfat.com

كِنَانَتِهٖ فَنَكَأَهَا فَلَمْ يَرْقَاءِ الدَّمُ حَتّٰى مَاتَ قَالَ رَبُّكُمْ قَدْ حَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ ثُمَّ مَدَّ يَدَهٗ اِلَى الْمَسْجِدِ فَقَالَ اِيْ وَاللّٰهِ لَقَدْ حَدَّثَنِيْ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ جُنْدَبٌ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ

حسن کا بیان ہے کہ سابقہ قوموں میں سے ایک آدمی کو پھوڑا نکل آیا جس وقت اس کو اس میں تکلیف زیادہ ہونے لگی تو اس نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر کو نکال کر اس سے پھوڑے کو چیر دیا جس سے خون بہنے لگ گیا۔ وہ ٹھہر نہ سکا جس کی بدولت وہ مر گیا تمہارے رب تعالیٰ نے فرمایا: میں نے اس کے اوپر جنت کو حرام فرما دیا ہے۔ حضرت حسن نے اپنے ہاتھ کے ساتھ مسجد کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم! مجھے حضرت جندب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مسجد کے اندر حدیث کو بیان کیا ہے۔ (ادکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1 ص: 169، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 5989، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 113)

216- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُوْلُ حَدَّثَنَا جُنْدَبُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيُّ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ فَمَا نَسِيْنَا وَمَا نَخْشٰى اَنْ يَكُوْنَ كَذَبَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ بِرَجُلٍ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ خُرَاجٌ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ

حسن کا بیان ہے کہ حضرت جندب بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ نے ہمیں اس مسجد کے اندر حدیث بیان فرمائی۔ جس کا کوئی لفظ بھی ہم نہ بھولے اور نہ ہی ہم کو کوئی اندیشہ ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھا تھا۔ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم سے پہلے والی امت میں ایک آدمی تھا جس کو پھوڑا نکل آیا۔ آگے حدیث سابق حدیث کے مطابق بیان فرمائی۔ (مرجع السابق)

تشریح: جسم میں جان، اللہ کی امانت ہے:

انسان کے جسم میں جان کا وجود اللہ تعالیٰ کی امانت ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ کی امانت میں خیانت نہیں کرنی چاہیے، ہر وہ چیز جو ہلاکت کا باعث ہو، ان سب سے باز رہنے کا حکم ہے، حتیٰ کہ بے ہتھیار میدان جنگ میں جانا، یا زہر کھانا، یا کسی طرح خودکشی کرنا سب حرام ہے۔ چونکہ خودکشی خود کو ہلاک کرنے کی نہایت ہی نمایاں صورت ہے، لہٰذا یہاں اس کی وعید بیان کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"وَلَا تَقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا." (النساء: ۲۹)

"اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو بے شک اللہ تم پر رحم فرمانے والا ہے۔"

خودکشی کی سزا:

"عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ تَرَدّٰى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ، فَهُوَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ يَتَرَدّٰى فِيْهِ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا اَبَدًا، وَمَنْ تَحَسّٰى سُمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهٗ، فَسُمُّهٗ فِيْ يَدِهٖ يَتَحَسَّاهُ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا اَبَدًا، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِحَدِيْدَةٍ، فَحَدِيْدَتُهٗ فِيْ يَدِهٖ يَجَأُ بِهَا

فِي بَطْنِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا -

(بخاری: الصحیح، کتاب الطب، باب شرب السم والدواء بہ وبما یخاف منہ والخبیث، حدیث نمبر: 5778، ج7، ص139)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے پہاڑ سے گر کر خودکشی کی وہ مسلسل جہنم میں گرتا رہے گا اور جس نے زہر کھا کر خودکشی کی (قیامت کے دن) وہ زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا اور جہنم کی آگ میں اسے ہمیشہ کھاتا رہے گا اور جس نے چھری کے ذریعے خود کو قتل کیا، (قیامت کے دن) وہ چھری اس کے ہاتھ میں ہوگی اور دوزخ کی آگ میں ہمیشہ وہ چھری اپنے پیٹ میں مارتا رہے گا۔"

بَابُ غِلَظِ تَحْرِيمِ الْغُلُولِ وَأَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ

باب: مال غنیمت میں خیانت کرنے کی تحریم اور اس بات کا بیان کہ جنت میں صرف مومن جائیں گے

217-حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنِي سِمَاكٌ الْحَنَفِيُّ أَبُو زُمَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ أَقْبَلَ نَفَرٌ مِنْ صَحَابَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا فُلَانٌ شَهِيدٌ وَفُلَانٌ شَهِيدٌ حَتَّى مَرُّوا عَلَى رَجُلٍ فَقَالُوا فُلَانٌ شَهِيدٌ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَّا إِنِّي رَأَيْتُهُ فِي النَّارِ فِي بُرْدَةٍ غَلَّهَا أَوْ عَبَاءَةٍ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ اذْهَبْ فَنَادِ فِي النَّاسِ إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ قَالَ فَخَرَجْتُ أَلَا إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فتح خیبر کے روز بیٹھے ہوئے آپس میں گفت وشنید میں لگے ہوئے تھے کہ فلاں آدمی شہادت پا گیا اور فلاں آدمی شہادت پا گیا اسی بات چیت کرنے کے دوران ایک آدمی کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: وہ آدمی بھی شہادت پا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہرگز نہیں۔ میں نے اس کو دوزخ میں دیکھا ہے۔ اس لئے کہ اس نے مال غنیمت میں سے ایک چادر کو چوری کیا تھا اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: لوگوں میں جا کر یہ منادی کر دو کہ جنت میں صرف مومن ہی داخل ہوں گے۔ پس میں نے حکم کے مطابق لوگوں میں منادی کر دی کہ جنت میں صرف مومن لوگ جائیں گے۔ (البحر الزخار: رقم الحدیث: 207، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 17983، سنن دارمی: رقم الحدیث: 2544، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 137)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا تعارف:

عمر ابن خطاب: آپ کا لقب فاروق ہے، کنیت ابوحفص عدوی قرشی ہیں، نبوت کے چھٹے یا پانچویں سال ایمان لائے آپ سے پہلے چالیس مرد گیارہ عورتیں مسلمان ہو چکے تھے۔ بعض نے فرمایا کہ آپ سے چالیس مومنوں کا وعدہ پورا ہوا آپ کے ایمان لانے کے دن مکہ میں اسلام چمکا تین دن پہلے حضرت حمزہ ایمان لا چکے تھے۔ آپ کی بہن فاطمہ بنت خطاب آپ کے ایمان کا ذریعہ بنیں اس دن حضور انور دار ارقم میں تھے، صفا کے پاس جب آپ وہاں پہنچے تو جناب حمزہ حضور انور کے پاس تھے آپ نے دروازہ بجایا حاضرین بارگاہ

Marfat.com

باہر آئے جناب حمزہ نے پوچھا کون ہے لوگوں نے کہا عمر ہیں حضور انور باہر نکلے آپ کے دامن کو جھٹکا دیا آپ کھڑے نہ رہ سکے بیٹھ گئے دو زانو حضور نے فرمایا: اے عمر کیا ابھی تمہارے ایمان کا وقت نہیں آیا آپ نے فوراً کلمہ پڑھ لیا، حاضرین نے خوشی سے نعرہ تکبیر لگایا جو حرم شریف میں سنا گیا آپ نے عرض کیا یارسول اللہ کیا ہم حق پر اور کفار باطل پر نہیں ہیں، حضور انور نے فرمایا خدا کی قسم تم حق پر ہو عرض کیا پھر ہم چھپتے کیوں ہیں۔ چنانچہ مسلمان دو صفوں میں نکلے ایک میں حضرت حمزہ تھے دوسری صف میں حضرت عمر آپ کے سینے سے چکی کی سی آواز نکل رہی تھی آپ کو اور حضرت حمزہ کو کفار قریش نے مؤمنین کی صف میں دیکھا تو ان کے ہاں صف ماتم بچھ گئی بہت غمگین ہوئے حضور نے آپ کو فاروق کا لقب دیا جب آپ ایمان لائے تو جبریل امین حاضر خدمت ہو کر بولے یارسول اللہ آج حضرت عمر کے ایمان پر فرشتوں میں مبارکباد کی دھوم مچی ہے۔ حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں اگر تمام دنیا والوں کے علوم ایک پلہ میں رکھے جائیں، اور حضرت عمر کا علم دوسرے پلہ میں تو حضرت عمر کا علم وزنی ہوگا۔ حضرت عمر کی وفات سے نو حصے علم اٹھ گیا دسواں حصہ باقی رہ گیا، آپ حضور کے ساتھ تمام غزوات میں شریک ہوئے، پہلے آپ ہی کا لقب امیر المؤمنین ہوا ابوبکر صدیق کے بعد آپ خلیفہ ہوئے، آپ چھبیس ذی الحجہ ۲۳ھ تجیس بدھ کے روز ایک یہودی غلام ابولولو کے خنجر سے محراب النبی میں نماز فجر پڑھاتے ہوئے شہید کیے گئے اور دسویں محرم اتوار کے دن ۲۴ھ کو پہلوئے مصطفوی میں گنبد خضرا کے اندر دفن کیے گئے ساڑھے دس سال خلافت کی تریسٹھ سال عمر پائی، حضرت صہیب نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ خیال رہے کہ آپ سے پانچ سو انتالیس احادیث مروی ہیں دس حدیثیں متفق علیہ ہیں، نو حدیثیں صرف بخاری میں اور پندرہ حدیثیں مسلم میں ہیں۔ (مترجم از حاشیہ) عمر کے معنی ہیں آباد کرنے والے آپ نے اسلام کو آباد کیا آپ کی شہادت سے اسلام گویا یتیم ہوگیا۔ (الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ و تابعین)

218-حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدُّؤَلِيِّ عَنْ سَالِمٍ أَبِي الْغَيْثِ مَوْلَى ابْنِ مُطِيعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَهَذَا حَدِيثُهُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَيْبَرَ فَفَتَحَ اللهُ عَلَيْنَا فَلَمْ نَغْنَمْ ذَهَبًا وَلَا وَرِقًا غَنِمْنَا الْمَتَاعَ وَالطَّعَامَ وَالثِّيَابَ ثُمَّ انْطَلَقْنَا إِلَى الْوَادِي وَمَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدٌ لَهُ وَهَبَهُ لَهُ رَجُلٌ مِنْ جُذَامٍ يُدْعَى رِفَاعَةَ بْنَ زَيْدٍ مِنْ بَنِي الضُّبَيْبِ فَلَمَّا نَزَلْنَا الْوَادِيَ قَامَ عَبْدُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحُلُّ رَحْلَهُ فَرُمِيَ بِسَهْمٍ فَكَانَ فِيهِ حَتْفُهُ فَقُلْنَا هَنِيئًا لَهُ الشَّهَادَةُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَّا وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنَّ الشَّمْلَةَ لَتَلْتَهِبُ عَلَيْهِ نَارًا أَخَذَهَا مِنَ الْغَنَائِمِ يَوْمَ خَيْبَرَ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ قَالَ فَفَزِعَ النَّاسُ فَجَاءَ رَجُلٌ بِشِرَاكٍ أَوْ شِرَاكَيْنِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَصَبْتُ هَذَا يَوْمَ خَيْبَرَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شِرَاكٌ مِنْ نَارٍ أَوْ شِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ

Marfat.com

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت خیبر کو فتح کرنے گئے۔ تو ہمیں اللہ تعالیٰ نے فتح سے کامران فرمایا ہمیں وہاں سے بطور مال غنیمت کے سونا چاندی نہ ملا بلکہ طرح طرح کا سامان، غلہ اور کپڑے میسر آئے۔ ہم وادی کی جانب رواں دواں ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت رفاعہ بن زید شخص جو بنی ضبیب کا غلام تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبیلہ جذام کے ایک آدمی نے نذرانتاً دیا تھا۔ جس وقت اس وادی میں ہم نے نزول کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامان کو وہ غلام کھولنے لگ گیا اچانک ایک تیر نے آکر اس کو ہلاک کر دیا جس سے وہ مر گیا۔ ہم عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس کو شہادت مبارک ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہرگز نہیں اس ذات اقدس کی قسم جس کے دست قدرت میں سیّدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان ہے۔ جس چادر کو اس نے خیبر والے مال غنیمت سے لیا تھا وہ اس کے حصہ والی نہ تھی۔ یہی چادر بھڑکنے والی آگ کی صورت میں اس پر بھڑک رہی ہے۔ اسے سنتے ہی سارے ڈر گئے۔ ایک آدمی چمڑے کے ایک دو تسموں کو لے کر آیا اور عرض گزار ہوا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے غزوہ خیبر کے روز اس کو پایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تسمہ آگ میں سے ہے یا دو تسمے آگ میں سے ہیں۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 8763، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 2713، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 17981، سنن النسائی: رقم الحدیث: 3767)

تشریح:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان احادیث مبارکہ سے یہ شان واضح ہو رہی ہے کہ آپ کو یہ بھی پتا ہے کہ فلاں شخص جنت اور فلاں دوزخی ہے، یاد رہے کہ مال غنیمت میں خیانت بہت بڑا گناہ ہے، قصۃ الحدیث ہے:

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: غَزَا نَبِیٌّ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ فَقَالَ لِقَوْمِهٖ لَا یَتْبَعْنِی رَجُلٌ قَدْ نَاکَحَ امْرَاَةً وَهُوَ یُرِیدُ اَنْ یَبْنِیَ بِهَا وَلَا رَفَعَ بِنَاءً وَلَمْ یَرْفَعْ سُقُفَهَا وَلَا اشْتَرَی غَنَمًا وَهُوَ یَنْتَظِرُ وِلَادَهَا فَغَزَا، فَدَنَا اِلَی الدَّیْرِ حِینَ صَلَّی الْعَصْرَ، اَوْ قُرْبَ مِنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ لِلشَّمْسِ اِنَّكِ مَاْمُورَةٌ، وَاَنَا مَاْمُورٌ اللّٰهُمَّ احْبِسْهَا عَلَیَّ شَیْئًا، فَحُبِسَتْ، حَتّٰی فَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْهِ، فَجَمَعُوا مَا غَنِمُوا، فَاَقْبَلَتِ النَّارُ لِتَاْکُلَهُ، فَاَبَتِ النَّارُ اَنْ تَطْعَمَهُ، فَقَالَ: فِیکُمْ غُلُولٌ، فَلْیُبَایِعْنِی مِنْ کُلِّ قَبِیلَةٍ رَجُلٌ، فَبَایَعَهُ، فَلَصِقَتْ یَدُ رَجُلٍ بِیَدِهٖ، فَقَالَ: اِنَّ فِیکُمُ الْغُلُولُ، فَلْتُبَایِعْنِی قَبِیلَتُكَ، فَبَایَعَتْهُ قَبِیلَتُهُ، فَلَصِقَتْ بِیَدِهٖ یَدُ رَجُلَیْنِ، اَوْ ثَلَاثَةٍ، فَقَالَ فِیکُمُ الْغُلُولُ، فَاَخْرَجُوا مِثْلَ رَاْسِ الْبَقَرَةِ، مِنْ ذَهَبٍ، فَوَضَعُوهُ فِی الْمَالِ، وَهُوَ بِالصَّعِیدِ، فَاَقْبَلَتِ النَّارُ، فَاَکَلَتْهُ، فَلَمْ تَحِلَّ الْغَنَائِمُ لِاَحَدٍ کَانَ قَبْلَنَا، وَذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ رَاٰی ضَعْفَنَا فَطَیَّبَهَا لَنَا۔

(صحیح ابن حبان، تابع لکتاب السیر، باب الخروج وکیفیۃ الجہاد، حدیث نمبر: 4808، ج11، ص136)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پیمبروں میں سے ایک پیغمبر نے (ایک مرتبہ) جنگ کی اور اپنی قوم سے کہا: میرے ساتھ کوئی ایسا شخص نہ آئے، جس نے کسی عورت سے شادی کی ہو اور اس کے ساتھ زفاف کرنا چاہتا ہو، لیکن ابھی تک زفاف نہ کیا ہو اور نہ ہی کوئی ایسا شخص جو اپنا مکان بنا رہا ہو، اور ابھی اس کی چھت بلند نہیں ہوئی ہے، اور نہ ہی کوئی اور جس

Marfat.com

نے بکریاں خریدی ہوں اور وہ ان کے بچے پیدا ہونے کا انتظار کررہا ہو۔ پھر انہوں نے جنگ کی، پھر جب کہ عصر کی نماز کا وقت ہوا، یا اس کے لگ بھگ، تو (دشمن) کے شہر کے پاس پہنچے اور سورج سے کہا: تو بھی مامور ہے اور میں بھی مامور ہوں، یا اللہ! اس کو کچھ دیر تک میرے لیے روک دے، اس پر ان کے لیے سورج رک گیا، یہاں تک اللہ نے ان کو فتح دی پھر لوگوں نے جو مال غنیمت حاصل کیا تھا، جمع کیا اور اس کو کھانے کے لئے آگ آگے بڑھی، لیکن اس نے مالِ غنیمت کھانے سے انکار کردیا، پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا: تم میں خیانت ہے، اس لیے چاہئے کہ ہر قبیلے سے ایک شخص مجھ سے بیعت کرے، پھر ان لوگوں نے ان کی بیعت کی اور ایک آدمی کا ہاتھ ان کے ہاتھ سے چمٹ گیا، اس پر انہوں نے کہا: تم میں خیانت ہے اس لیے چاہئے کہ تمہارا قبیلہ (سب لوگوں سمیت) مجھ سے بیعت کرے۔ پھر اس کے پورے قبیلے نے ان سے بیعت کی، تو دو تین آدمیوں کا ہاتھ ان کے ہاتھ سے چمٹ گیا، اس پر انہوں نے کہا: تم میں خیانت ہے، تم نے خیانت کی ہے۔ پھر (وہ لوگ پکڑے جانے کے بعد) ان کے پاس گائے کے سر کی مثل کوئی سونے جیسی چیز نکال کر لائے، اس کو بھی مال غنیمت میں رکھ دیا گیا، جبکہ وہ پاک مٹی پر پڑا ہوا تھا، تو آگ آگے بڑھی اور کھالیا، (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے) فرمایا: غنیمت کا مال ہم سے پہلے کسی پر حلال نہ تھا۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہمارے ضعف اور ہماری عاجزی کا علم ہے، اس لیے اس نے اس کو ہمارے لیے پاک (یعنی حلال) بنادیا۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اسی روایت کو ایک اور مقام پر بیان کیا اور اس میں یہ تبدیلی کی کہ وہ شخص بھی ہمارے ساتھ جہاد کرنے نہ آئے، جس نے مکان بنایا اور ابھی تک اس میں رہائش پذیر نہ ہوا۔

(صحیح ابن حبان، تابع لکتاب السیر، باب الخروج وکیفیۃ الجہاد، حدیث نمبر: 4807، ج 11، ص 135)

دروس وعبر:

اس قصہ اور باب میں مذکور احادیث سے مندرجہ ذیل دروس وعبر حاصل ہوتے ہیں:

جہاد سنت انبیاء ہے:

جہاد سنت انبیاء اور افضل اعمال میں سے ہے، اور وہ (اللہ تعالیٰ کے) دین کو بلند کرنا، اسکے دین کی مدد کرنا، ایسے ظالم ومنافق لوگ جو اللہ تعالیٰ کے راستے سے لوگوں کو روکتے ہیں، ان کا قلع قمع کرنا اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں خود کو وقف کرنا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، میری یہ تمنا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کروں، پھر شہید کیا جاؤں، پھر جہاد کروں، پھر شہید کیا جاؤں، پھر جہاد کروں پھر شہید کیا جاؤں۔"

(مسلم: الصحیح، کتاب الامارۃ، باب فضل الجہاد والخروج فی سبیل اللہ، حدیث نمبر: 103 (1876) ج 3، ص 1495)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جنت میں جانے کے بعد شہید یہ تمنا کرے گا کہ مجھے دوبارہ دنیا میں بھیج دیا جائے، اور دس بار (اللہ کے راستے میں) قتل کیا جاؤں۔" (مسلم: الصحیح، کتاب الامارۃ، باب فضل الشہادۃ فی سبیل اللہ تعالیٰ، حدیث نمبر: 108 (1877)، ج 3، ص 1498)

Marfat.com

حدیث مذکورہ اور ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاد افضل اعمال میں سے ہے، لہٰذا امت مسلمہ پر بوقت ضرورت جہاد لازم ہے۔

قائد کو اپنے لشکر کے ہمراہ رہنا چاہیے:

قائد پر لازم ہے کہ وہ اپنے لشکر کے قریب رہے، انکو دشمنوں کے خلاف ترغیب دے اور انکو بہادر بنائے، انکے لیے مدد کی دعا مانگے اور بطور سپاہی انکا ساتھ دے۔ جیسا کہ حدیث مذکورہ میں خود حضرت نبی کریم علیہ السلام جہاد کے لیے تشریف لے گئے۔

اخلاص وسچائی رضائے الٰہی کے معاون ہیں:

گمشدہ مال کو جب مال غنیمت میں رکھا گیا، تو آگ نے اسے کھالیا یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوگئی، معلوم ہوا کہ اخلاص وسچائی اللہ تعالیٰ کی رضا کے اسباب میں سے ہیں۔

چوری وخیانت ایک بدعملی:

حدیث مبارکہ میں چوری وخیانت کرنے والوں سے نبی علیہ السلام نے ناراضگی کا اظہار فرمایا، لہٰذا چوری وخیانت کرنا بہت برا کام ہے، جو اللہ تعالیٰ کی رحمت ونعمت کی محرومیت بلکہ غضب الٰہی کا سبب بھی بن سکتی ہے۔ فرمان نبوی ﷺ میں خیانت کرنا منافق کی علامت ہے، صحیح بخاری کی روایت ہے:

"عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: آیَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ کَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ۔" (بخاری: الصحیح، کتاب الایمان، باب علامۃ المنافق، حدیث نمبر: 33، ج1، ص16)

"حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ)، نبی (ﷺ) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ منافق کی تین علامات ہیں، جب بولے، تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے، اور جب امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔"

اطاعت الٰہی میں بھلائی ہے:

اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری کی جائے، تو اللہ تعالیٰ اپنی کرم نوازیاں اور زیادہ فرماتا ہے۔

امت محمدی پر خصوصی طور پر شکر لازم ہے:

امت محمدی ﷺ پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا صدق دل سے شکر ادا کرے، کیونکہ کہ اس نے اس امت کو بیشمار نعمتوں سے سرفراز فرمایا ہے اور بہت سی ایسی نعمتیں بھی عطا فرمائیں، جو پہلی امتوں کو نہ دی گئیں، جس کی ایک مثال اس حدیث مبارکہ میں ہے کہ سابقہ امتوں کے لیے مال غنیمت سے فائدہ اٹھانا ممنوع تھا، جبکہ اس امت کے لیے مال غنیمت حلال ہے۔

توکل علی اللہ استمداد میں معاون ہے:

اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا مدد کے اسباب میں سے ہے، اللہ تعالیٰ کے نبی علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے جہاد کیا، تو اللہ تعالیٰ نے انکی مدد فرمائی۔

Marfat.com

بڑوں سے اجازت:

خیانت کرنے والوں نے نبی علیہ السلام سے اجازت لیے بغیر یہ کارنامہ سرانجام دیا، جس کی وجہ سے ان سے ناراضگی کا اظہار کیا گیا، اگر وہ نبی علیہ السلام سے پوچھ لیتے تو آپ یقیناً ان کو اس کام سے باز رکھتے۔ معلوم ہوا جب اپنے سے بڑے کے ساتھ ہو، تو اس کی اجازت کے بغیر ایسا کوئی کام نہ کرنا چاہیے، جس سے وہ ناراض ہو۔

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى اَنَّ قَاتِلَ نَفْسِهِ لَا يَكْفُرُ

باب: اس بات کی دلیل کہ خودکشی کرنا کفر نہیں

219- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ جَمِيْعًا عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ حَجَّاجِ الصَّوَّافِ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ الطُّفَيْلَ بْنَ عَمْرٍو الدَّوْسِيَّ جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ هَلْ لَكَ فِيْ حِصْنٍ حَصِيْنٍ وَّمَنْعَةٍ قَالَ حِصْنٌ كَانَ لِدَوْسٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَاَبَى ذٰلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلَّذِيْ ذَخَرَ اللهُ لِلْاَنْصَارِ فَلَمَّا هَاجَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ هَاجَرَ اِلَيْهِ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو وَهَاجَرَ مَعَهُ رَجُلٌ مِّنْ قَوْمِهِ فَاجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ فَمَرِضَ فَجَزِعَ فَاَخَذَ مَشَاقِصَ لَهُ فَقَطَعَ بِهَا بَرَاجِمَهُ فَشَخَبَتْ يَدَاهُ حَتّٰى مَاتَ فَرَاٰهُ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو فِيْ مَنَامِهِ فَرَاٰهُ وَهَيْئَتُهُ حَسَنَةٌ وَّرَاٰهُ مُغَطِّيًا يَدَيْهِ فَقَالَ لَهُ مَا صَنَعَ بِكَ رَبُّكَ فَقَالَ غَفَرَ لِيْ بِهِجْرَتِيْ اِلٰى نَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ مَا لِيْ اَرَاكَ مُغَطِّيًا يَدَيْكَ قَالَ قِيْلَ لِيْ لَنْ نُّصْلِحَ مِنْكَ مَا اَفْسَدْتَ فَقَصَّهَا الطُّفَيْلُ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ وَلِيَدَيْهِ فَاغْفِرْ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ ﷺ کو مضبوط قلعہ اور باحفاظت جگہ کی حاجت ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت طفیل رضی اللہ عنہ کے پاس زمانہ جاہلیت میں قبیلہ دوس کا قلعہ تھا اس پر رسول اللہ ﷺ نے انکار فرمادیا اس لئے کہ یہ رب تعالیٰ نے انصار کے واسطے لکھ دی تھی۔ جس وقت رسول اللہ ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ جلوہ فگن ہو گئے تو اس دوران حضرت طفیل رضی اللہ عنہ شدید قسم کے بیمار پڑ گئے۔ پس جس وقت مرض برداشت کے قابل نہ رہا تو انہوں نے لمبے تیر کے پھل کے ساتھ اپنی انگلیوں کے جوڑوں کو قطع کر دیا جس کی بناء پر ان کے دونوں ہاتھوں سے خون جاری ہو گیا۔ جس کی وجہ سے یہ فوت ہو گئے۔ اس کو خواب میں حضرت طفیل بن عمرو نے اچھے حال میں دیکھا مگر انہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں کو لپیٹ رکھا تھا۔ حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ انہوں نے کہا: مجھے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی جانب ہجرت کرنے کی وجہ سے معاف فرمادیا۔ حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: آپ نے ہاتھوں کو کس وجہ سے لپیٹ رکھا ہے۔ انہوں نے کہا: مجھے کہا گیا ہے

Marfat.com

کہ جس چیز کو تو نے خود ہی بگاڑ ڈالا ہے ہم اس کو صحیح نہیں کرنے والے۔ چنانچہ حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نے اس خواب کو رسول اللہ ﷺ کے آگے بیان کیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے اللہ عزوجل! اس کے ہاتھوں کو بھی معاف فرمادے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 2، ص: 524، معجم الاوسط: رقم الحدیث: 2406، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 15613، مسند احمد: رقم الحدیث: 14453)

تشریح: حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ کا تعارف:

''حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ ہجرت سے قبل ہی اسلام قبول کر چکے تھے۔ ان کے اسلام لانے کا واقعہ بھی بڑا ہی عجیب ہے یہ ایک بڑے ہوش مند اور شعلہ بیان شاعر تھے۔ یہ کسی ضرورت سے مکہ آئے تو کفار قریش نے ان سے کہہ دیا کہ خبردار تم محمد (ﷺ) سے نہ ملنا اور ہرگز ہرگز ان کی بات نہ سننا۔ ان کے کلام میں ایسا جادو ہے کہ جو سن لیتا ہے وہ اپنا دین ومذہب چھوڑ بیٹھتا ہے اور عزیز و اقارب سے اس کا رشتہ کٹ جاتا ہے۔ یہ کفار مکہ کے فریب میں آگئے اور اپنے کانوں میں انہوں نے روئی بھر لی کہ کہیں قرآن کی آواز کانوں میں نہ پڑ جائے۔ لیکن ایک دن صبح کو یہ حرم کعبہ میں گئے تو رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز میں قراءت فرما رہے تھے ایک دم قرآن کی آواز جوان کے کان میں پڑی تو یہ قرآن کی فصاحت و بلاغت پر حیران رہ گئے اور کتابِ الٰہی کی عظمت اور اس کی تاثیر ربانی نے ان کے دل کو موہ لیا۔ جب حضور اکرم ﷺ کاشانہ نبوت کو چلے تو یہ بے تابانہ آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے چل پڑے اور مکان میں آکر آپ کے سامنے مودبانہ بیٹھ گئے اور اپنا اور قریش کی بدگوئیوں کا سارا حال سنا کر عرض کیا کہ خدا کی قسم! میں نے قرآن سے بڑھ کر فصیح و بلیغ آج تک کوئی کلام نہیں سنا۔ للہ! مجھے بتائیے کہ اسلام کیا ہے؟ حضور ﷺ نے اسلام کے چند احکام ان کے سامنے بیان فرما کر ان کو اسلام کی دعوت دی تو وہ فوراً ہی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔

پھر انہوں نے درخواست کی یا رسول اللہ! ﷺ مجھے کوئی ایسی علامت و کرامت عطا فرمائیے کہ جس کو دیکھ کر لوگ میری باتوں کی تصدیق کریں تاکہ میں اپنی قوم میں یہاں سے جا کر اسلام کی تبلیغ کروں۔ آپ ﷺ نے دعا فرمادی کہ الٰہی! تو ان کو ایک خاص قسم کا نور عطا فرمادے۔ چنانچہ اس دعاء نبوی کی بدولت ان کو یہ کرامت عطا ہوئی کہ ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان چراغ کے مانند ایک نور چمکنے لگا۔ مگر انہوں نے یہ خواہش ظاہر کی کہ یہ نور میرے سر میں منتقل ہو جائے۔ چنانچہ ان کا سر قندیل کی طرح چمکنے لگا۔ جب یہ اپنے قبیلہ میں پہنچے اور اسلام کی دعوت دینے لگے تو ان کے ماں باپ اور بیوی نے تو اسلام قبول کر لیا مگر ان کی قوم مسلمان نہیں ہوئی بلکہ اسلام کی مخالفت پر تل گئی۔ یہ اپنی قوم کے اسلام سے مایوس ہو کر پھر حضور ﷺ کی خدمت میں چلے گئے اور اپنی قوم کی سرکشی اور سرتابی کا سارا حال بیان کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم پھر اپنی قوم میں چلے جاؤ اور نرمی کے ساتھ ان کو خدا کی طرف بلاتے رہو۔ چنانچہ یہ پھر اپنی قوم میں آگئے اور لگاتار اسلام کی دعوت دیتے رہے یہاں تک کہ ستر یا اسی گھرانوں میں اسلام کی روشنی پھیل گئی اور یہ ان سب لوگوں کو ساتھ لے کر خیبر میں تاجدار دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے اور آپ ﷺ نے خوش ہو کر خیبر کے مال غنیمت میں سے ان سب لوگوں کو حصہ عطا فرمایا۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۳۷۰) (المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب الوفد الثالث عشر، وفد دوس، ج ۵، ص ۱۸۰۔۱۸۵)

(سیرت مصطفی ﷺ از علامہ عبد المصطفی اعظمی علیہ الرحمہ، ص ۵۲۰، تحت وفد دوس)

اس باب کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگرچہ خود کشی کرنا ایک عظیم گناہ ہے، لیکن اس گناہ سے مؤمن کافر نہیں ہو جاتا۔

Marfat.com

بَابُ فِي الرِّيحِ الَّتِي تَكُونُ فِي قُرْبِ الْقِيمَةِ تَقْبِضُ مَنْ فِي قَلْبِهِ شَيْءٌ مِّنَ الْإِيمَانِ

باب: قرب قیامت میں ایسی ہوا کا بیان جو ایسے لوگوں کو اٹھالے گی جن کے دل میں ذرا سا بھی ایمان ہوگا

220- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ وَّأَبُو عَلْقَمَةَ الْفَرْوِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلْمَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ يَبْعَثُ رِيحًا مِنَ الْيَمَنِ أَلْيَنَ مِنَ الْحَرِيرِ فَلَا تَدَعُ أَحَدًا فِي قَلْبِهِ قَالَ أَبُو عَلْقَمَةَ مِثْقَالُ حَبَّةٍ وَقَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ إِيمَانٍ إِلَّا قَبَضَتْهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ یمن کی جانب سے ایک ہوا چلائے گا جو ریشم سے زیادہ نرم و ملائم ہوگی اور جس کے قلب میں تھوڑا سا بھی ایمان ہوگا اس آدمی کو اس ہوا نے اٹھالینا ہے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج: 4، ص: 601، متدرک: رقم الحدیث: 8406، شرح السنۃ: ج: 1، ص: 1036، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 301)

بَابُ الْحَثِّ عَلَى الْمُبَادَرَةِ بِالْأَعْمَالِ قَبْلَ تَظَاهُرِ الْفِتَنِ

باب: فتنوں کے ظاہر ہونے سے قبل نیک اعمال کرنے کی ترغیب کا بیان

221- حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ جَمِيعًا عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ قَالَ أَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَّيُمْسِي كَافِرًا أَوْ يُمْسِي مُؤْمِنًا وَّيُصْبِحُ كَافِرًا يَبِيعُ دِينَهُ بِعَرَضٍ مِّنَ الدُّنْيَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نیک اعمال کر لو ان فتنوں سے قبل جو اندھیری رات کی مانند چھا جائیں گے۔ ایک آدمی صبح کے وقت مومن ہوگا اور شام کو کافر یا شام کو مومن ہوگا اور صبح کے وقت کافر اور کم تر دنیا کے منافع کے بدلے میں اپنے سامان ایمان کو بیچ دے گا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج: 3، ص: 257، معجم الاوسط: رقم الحدیث: 8789، شرح السنۃ: ج: 1، ص: 1012، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 6704)

تشریح:

انسان صبح کو مومن اور شام کو کافر یا اس کا الٹ، یہ بہت ہی بڑا فتنہ ہے کہ ایک دن میں انسان کے اندر اتنی بڑی تبدیلی آجائے، حتی الامکان ہم کو فوراً اعمال صالحہ بجالانے چاہئیں، نہیں تو کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے۔ تو کیوں نہ ہم موت کو یاد رکھیں۔

بَابُ: 51 مَخَافَةِ الْمُؤْمِنِ أَنْ يَّحْبَطَ عَمَلُهُ

باب: مومن کا اپنے اعمال ضائع ہو جانے سے خوف رکھنا

222- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ

Marfat.com

الْبُنَانِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ جَلَسَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ فِيْ بَيْتِهِ وَقَالَ اَنَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ وَاحْتَبَسَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ فَقَالَ يَا اَبَا عَمْرٍو مَا شَاْنُ ثَابِتٍ اشْتَكٰى فَقَالَ سَعْدٌ اِنَّهُ لَجَارِيْ وَمَا عَلِمْتُ لَهُ بِشَكْوٰى قَالَ فَاَتَاهُ سَعْدٌ فَذَكَرَ لَهُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ثَابِتٌ اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَلَقَدْ عَلِمْتُمْ اَنِّيْ مِنْ اَرْفَعِكُمْ صَوْتًا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ سَعْدٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ هُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت اس آیت کریمہ کا نزول ہوا: ''اے ایمان والو! اپنی آواز کو نبی کی آواز سے بلند نہ کرو کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں پتہ بھی نہ چلے۔'' حضرت ثابت بن قیس اس آیت کو سن لینے کے بعد اپنے گھر میں بیٹھ گئے۔ اور کہا کہ میں تو دوزخی ہو گیا ہوں تو جب وہ کچھ روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر نہ ہوئے تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: اے ابوعمرو! ثابت کو کیا ہوا ہے؟ کیا بیماری کے عالم میں ہیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: وہ تو میرے ہمسایہ ہیں اگر بالفرض بیمار بھی ہو جاتے تو مجھے علم ضرور ہوتا۔ چنانچہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے اور ان کو بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بارے میں پوچھ گچھ فرما رہے تھے۔ اس پر حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اس آیت کا نزول ہوا ہے اور تم کو بخوبی علم ہے کہ میری آواز کس قدر تم ساروں سے زیادہ اونچی ہے پس میں تو دوزخی ہوں اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہیں وہ تو جنتیوں میں سے ہیں۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1، ص: 119، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 197، مسند احمد: رقم الحدیث: 23 ″ 1، مسند البزار: رقم الحدیث: 6828)

223- وَحَدَّثَنَا قَطَنُ بْنُ نُسَيْرٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ خَطِيْبَ الْاَنْصَارِ فَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ بِنَحْوِ حَدِيْثِ حَمَّادٍ وَلَيْسَ فِيْ حَدِيْثِهِ ذِكْرُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ انصار کے خطیب تھے۔ اور جس وقت اس آیت کا نزول ہوا۔ آگے پچھلی حدیث کی مانند ہے۔ (مرجع السابق)

224- وَحَدَّثَنِيْهِ اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ صَخْرٍ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَمْ يَذْكُرْ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ فِي الْحَدِيْثِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت اس آیت کا نزول ہوا: اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی کی

Marfat.com

آواز سے بلند مت کرو۔ اور اس حدیث میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں۔ (مرجع السابق)

225- وَحَدَّثَنَا هُرَيْمُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الْأَسَدِيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَذْكُرُ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ وَلَمْ يَذْكُرْ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ وَزَادَ فَكُنَّا نَرَاهُ يَمْشِي بَيْنَ أَظْهُرِنَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت اس آیت کا نزول ہوا حدیث میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا مگر اضافہ یہ ہے کہ ہم انہیں اپنے پاس دیکھ کر یہ گردانتے تھے کہ ہمارے مابین ایک جنتی شخص رہتا ہے۔ (مرجع السابق)

بَابُ هَلْ يُؤَاخَذُ بِأَعْمَالِ الْجَاهِلِيَّةِ

باب: کیا جاہلیت والے اعمال پر پکڑ ہوگی

226- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ أُنَاسٌ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنُؤَاخَذُ بِمَا عَمِلْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ أَمَّا مَنْ أَحْسَنَ مِنْكُمْ فِي الْإِسْلَامِ فَلَا يُؤَاخَذُ بِهَا وَمَنْ أَسَاءَ أُخِذَ بِعَمَلِهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَالْإِسْلَامِ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ زمانہ جاہلیت کے کئے ہوئے اعمال کے متعلق ہماری پکڑ ہوگی۔ ارشاد فرمایا: تم میں سے جس نے بھی ایمان لے آنے کے بعد صالح عمل کئے اس کی زمانہ جاہلیت کے برے عملوں کے متعلق پکڑ نہ ہوگی اور جو آدمی اسلام قبول کر لینے کے بعد بھی برے عملوں میں رہا تو اس سے زمانہ جاہلیت اور زمانہ اسلام میں سے ہر ایک کے متعلق برے عملوں کی پکڑ ہوگی۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1، ص: 121، البحر الزخار: رقم الحدیث: 1480، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 4232، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 18070)

227- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي وَوَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنُؤَاخَذُ بِمَا عَمِلْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ مَنْ أَحْسَنَ فِي الْإِسْلَامِ لَمْ يُؤَاخَذْ بِمَا عَمِلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَنْ أَسَاءَ فِي الْإِسْلَامِ أُخِذَ بِالْأَوَّلِ وَالْآخِرِ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا ہم میں سے زمانہ جاہلیت والے برے عملوں کے متعلق بھی پکڑ ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اسلام لے آنے کے بعد صالح عمل کئے تو اس سے زمانہ جاہلیت والے برے فعل کے متعلق پکڑ نہیں ہوگی۔ اور جو زمانہ اسلام میں کسی برے کام کا مرتکب ہوا تو اس سے اگلے اور پچھلے سارے کاموں کی پکڑ ہوگی۔ (مرجع السابق)

228- حَدَّثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيمِيُّ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

Marfat.com

اعمش سے اسی اسناد کے ساتھ اس کی مثل مروی ہے۔ (مرجع السابق)

تشریح:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اسلام پہلے کہ تمام گناہ مٹا دیتا ہے، مندرجہ بالا احادیث میں جو ذکر ہے کہ ایام جاہلیت کے بعد اسلام لانے کے بعد اگر برے کام کیے تو ایام جاہلیت والے گناہوں پر بھی عذاب ہوگا یہ اس شخص کی بابت ہے جس نے دل سے اسلام قبول نہ کیا ہو۔ واللہ اعلم بالصواب (شرح صحیح مسلم از علامہ غلام رسول سعیدی، ج ا، کتاب الایمان، ص ۸۵۱)

بَابُ كَوْنِ الْإِسْلَامِ يَهْدِمُ مَا قَبْلَهُ وَكَذَا الْحَجُّ وَالْهِجْرَةُ

باب: اسلام، حج اور ہجرت سابقہ گناہوں کو دھوڈالتے ہیں

229- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ أَبُو مَعْنٍ الرَّقَاشِيُّ وَإِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ كُلُّهُمْ عَنْ أَبِي عَاصِمٍ وَّاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ يَعْنِي أَبَا عَاصِمٍ قَالَ أَخْبَرَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ عَنِ ابْنِ شِمَاسَةَ الْمَهْرِيِّ قَالَ حَضَرْنَا عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ وَهُوَ فِي سِيَاقَةِ الْمَوْتِ يَبْكِي طَوِيلًا وَّحَوَّلَ وَجْهَهُ إِلَى الْجِدَارِ فَجَعَلَ ابْنُهُ يَقُولُ لَهُ مَا يُبْكِيكَ يَا أَبَتَاهُ أَمَا بَشَّرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَذَا أَمَا بَشَّرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَذَا قَالَ فَأَقْبَلَ بِوَجْهِهِ فَقَالَ إِنَّ أَفْضَلَ مَا نُعِدُّ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ إِنِّي كُنْتُ عَلَى أَطْبَاقٍ ثَلَاثٍ لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَمَا أَحَدٌ أَشَدَّ بُغْضًا لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنِّي وَلَا أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَكُونَ قَدِ اسْتَمْكَنْتُ مِنْهُ فَقَتَلْتُهُ فَلَوْ مُتُّ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ لَكُنْتُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا جَعَلَ اللّٰهُ الْإِسْلَامَ فِي قَلْبِي أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ ابْسُطْ يَمِينَكَ فَلِأُبَايِعَكَ فَبَسَطَ يَمِينَهُ قَالَ فَقَبَضْتُ يَدِي قَالَ مَا لَكَ يَا عَمْرُو قَالَ قُلْتُ أَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِطَ قَالَ تَشْتَرِطُ مَاذَا قُلْتُ أَنْ يُغْفَرَ لِي قَالَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ وَأَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا وَأَنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ وَمَا كَانَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا أَجَلَّ فِي عَيْنَيَّ مِنْهُ وَمَا كُنْتُ أُطِيقُ أَنْ أَمْلَأَ عَيْنَيَّ مِنْهُ إِجْلَالًا لَهُ وَلَوْ سُئِلْتُ أَنْ أَصِفَهُ مَا أَطَقْتُ لِأَنِّي لَمْ أَكُنْ أَمْلَأُ عَيْنَيَّ مِنْهُ وَلَوْ مُتُّ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ لَرَجَوْتُ أَنْ أَكُونَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ وَلِينَا أَشْيَاءَ مَا أَدْرِي مَا حَالِي فِيهَا فَإِذَا أَنَا مُتُّ فَلَا تَصْحَبْنِي نَائِحَةٌ وَّلَا نَارٌ فَإِذَا دَفَنْتُمُونِي فَشُنُّوا عَلَيَّ التُّرَابَ شَنًّا ثُمَّ أَقِيمُوا حَوْلَ قَبْرِي قَدْرَ مَا تُنْحَرُ جَزُورٌ وَّيُقْسَمُ لَحْمُهَا حَتّٰى أَسْتَأْنِسَ بِكُمْ وَأَنْظُرَ مَاذَا أُرَاجِعُ بِهِ رُسُلَ رَبِّي

ابن شماسہ مہری کا بیان ہے کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ مرض وصال کی حالت میں تھے۔ تو ہم ان کی بیمار پرسی کی خاطر حاضر ہوئے۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بہت زیادہ دیر تک روتے رہے اور اپنے چہرہ مبارکہ کو دیوار کی جانب کرلیا۔ ان کے

Marfat.com

صاحبزادے نے عرض کیا: بابا جان! آپ کس وجہ سے رو رہے ہیں۔ کیا آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فلاں فلاں چیز کی خوشخبری عطا نہیں فرمائی۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اس کی جانب رخ کر کے ارشاد فرمایا: ہمارے ہاں سب سے افضل عمل اللہ تعالیٰ کی توحید اور سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی شہادت بیان کرنا ہے۔ اور میرے اوپر تین زمانوں کا گزر ہوا۔ ایک تو یہ تھا کہ جس وقت مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کسی سے دشمنی نہیں تھی اور میں ہر لحہ اس آرزو کو اپنائے رکھتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جان سے ماردوں اگر میں اس دوران مر بھی جاتا تو دوزخی ہو جاتا۔ دوسرا زمانہ یہ تھا کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام کی خواہش پیدا فرمائی تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اپنے ہاتھ کو آگے فرمائیے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست اقدس پر بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے الٹے دست اقدس کو آگے بڑھایا اس پر میں نے اپنے ہاتھ کو پیچھے کر لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عمرو کیا ہوا ہے؟ میں عرض گزار ہوا: میں چند شرطیں رکھنا چاہتا ہوں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس قدر شرطیں رکھنی ہیں رکھو۔ میں عرض گزار ہوا: میری ایک شرط تو یہ ہے کہ میرے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عمرو! کیا تم کو پتہ نہیں کہ اسلام سابقہ گناہوں کو محو کر دیتا ہے۔ اور ہجرت سارے سابقہ گناہوں کو محو کر دیتی ہے۔ اور حج سارے سابقہ گناہوں کو محو کر دیتا ہے۔ پس مجھے اس دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کوئی آدمی بھی محبوب نہیں تھا۔ اور میری آنکھوں میں کوئی بھی ذات محبوب نہیں تھی اگر کوئی آدمی مجھے یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلیہ کو بیان کرو میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ بیان نہیں کر سکتا۔ اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھری آنکھ سے نہیں دیکھ پایا اگر میں اس وقت وفات بھی پا جاتا تو مجھے یہ امید ہے کہ میں جنتی ہوتا۔ اس کے بعد مجھ پر چند ذمہ داریاں ڈالی گئیں۔ مجھے علم نہیں کہ ان کے متعلق میرا کیا بنے گا چنانچہ میرے فوت ہو جانے کے بعد میرے جنازہ کی معیت نہ تو کوئی ماتم زدہ جائے نہ ہی کوئی آگ لے جائے اور مجھے جس وقت دفن کر لو تو میری قبر پر مٹی ڈالنے کے بعد صرف اتنی دیر رکنا جتنی دیر میں اونٹ کو ذبح کر کے اس کے گوشت کو بانٹا جاتا ہے۔ یہ اس لئے کہ تمہارے پاس ہونے کی وجہ سے مجھ کو انس ملے اور میں یہ دیکھ لوں کہ میں اپنے رب تعالیٰ کے ملائکہ کو کیا جواب دے پاتا ہوں۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج: 1، ص: 171، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 17969، صحیح ابن خزیمہ: رقم الحدیث: 2515، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 200)

230- حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَیْمُوْنٍ وَّاِبْرَاهِیْمُ بْنُ دِیْنَارٍ وَّاللَّفْظُ لِاِبْرَاهِیْمَ قَالَا حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ وَّهُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ یَعْلَی بْنُ مُسْلِمٍ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ سَعِیْدَ بْنَ جُبَیْرٍ یُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ اُنَاسًا مِنْ اَهْلِ الشِّرْكِ قَتَلُوْا فَاَكْثَرُوْا وَزَنَوْا فَاَكْثَرُوْا ثُمَّ اَتَوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اِنَّ الَّذِیْ تَقُوْلُ وَتَدْعُوْ اِلَیْهِ لَحَسَنٌ وَّلَوْ تُخْبِرُنَا اَنَّ لِمَا عَمِلْنَا كَفَّارَةً فَنَزَلَ وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا وَّنَزَلَ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ الْاٰیَة

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مشرک لوگوں میں سے کچھ لوگ قتل و غارت اور زنا کاری جیسے گناہوں میں کثرت کے ساتھ پڑے ہوئے تھے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس دین کی

Marfat.com

ہم لوگوں کو دعوت دے رہے ہیں وہ سچا دین ہے۔ آپ ﷺ اگر ہم کو یہ بتادیں کہ اسلام لانے سے ہمارے گناہوں کا رفع دفع ہو جائے گا (تو ہم ایمان لے آتے ہیں) تو اس پر اس آیت کریمہ کا نزول ہوا: وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ۔ دوسری اس آیت کا نزول ہوا: يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ الآية۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:1، ص: 171 معجم الکبیر: رقم الحدیث: 11480، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 229)

تشریح:

ان احادیث مبارکہ میں بیان ہوا ہے کہ اسلام، حج اور ہجرت سابقہ گناہوں کو دھو ڈالتے ہیں، اس کی تفصیل مسند امام اعظم کی اس حدیث میں ہے، جو کہ حضرت وحشی بن حرب کے اسلام لانے کا واقعہ بھی ہے:

(۵۱۰) اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ السَّائِبِ الْكَلْبِيِّ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ وَحْشِيًّا لَمَّا قَتَلَ حَمْزَةَ مَكَثَ زَمَانًا ثُمَّ وَقَعَ فِيْ قَلْبِهِ الْاِسْلَامُ فَاَرْسَلَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَدْ وَقَعَ فِيْ قَلْبِهِ الْاِسْلَامُ وَقَدْ سَمِعْتُكَ تَقُوْلُ عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهِ مُهَانًا فَاِنِّيْ قَدْ فَعَلْتُهُنَّ جَمِيْعًا فَهَلْ لِّيْ رُخْصَةٌ۔

قَالَ فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ قُلْ لَهُ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا قَالَ فَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذِهِ فَلَمَّا قُرِاَتْ عَلَيْهِ قَالَ وَحْشِيٌّ اِنَّ فِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ شُرُوْطًا وَاَخْشٰى اَنْ لَّا اٰتِيَ بِهَا وَلَا اُحَقِّقَ اَنْ اَعْمَلَ عَمَلًا صَالِحًا اَمْ لَا فَهَلْ عِنْدَكَ شَيْءٌ اَلْيَنُ مِنْ هٰذَا يَا مُحَمَّدُ قَالَ فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ قَالَ فَكَتَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ وَبَعَثَ اِلٰى وَحْشِيٍّ۔

قَالَ فَلَمَّا قُرِاَتْ لَهُ قَالَ اِنَّهُ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَاَنَا لَا اَدْرِيْ لَعَلِّيْ اَنْ لَّا اَكُوْنَ فِيْ مَشِيَّتِهٖ اِنْ شَاءَ فِي الْمَغْفِرَةِ وَلَوْ كَانَتِ الْاٰيَةُ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ وَلَمْ يَقُلْ لِمَنْ شَاءَ كَانَ ذٰلِكَ فَهَلْ عِنْدَكَ شَيْءٌ اَوْسَعُ مِنْ ذٰلِكَ يَا مُحَمَّدُ فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهُ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ قَالَ فَكَتَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَعَثَ بِهَا اِلٰى وَحْشِيٍّ فَلَمَّا قُرِاَتْ عَلَيْهِ قَالَ اَمَّا هٰذِهِ الْاٰيَةُ فَنِعْمَ ثُمَّ اَسْلَمَ فَاَرْسَلَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ قَدْ اَسْلَمْتُ فَاْذَنْ لِّيْ فِيْ لِقَائِكَ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ وَارِ عَنِّيْ وَجْهَكَ فَاِنِّيْ لَا اَسْتَطِيْعُ اَنْ اَمْلَاَ عَيْنِيْ مِنْ قَاتِلِ حَمْزَةَ عَمِّيْ قَالَ فَسَكَتَ وَحْشِيٌّ حَتّٰى كَتَبَ مُسَيْلَمَةُ اِلٰى

Marfat.com

رَسُوْلِ اللّٰہِ مِنْ مُسَیْلَمَۃَ رَّسُوْلِ اللّٰہِ اِلٰی مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ اُشْرِکْتُ فِی الْاَرْضِ فَلِیْ نِصْفُ الْاَرْضِ وَلِقُرَیْشٍ نِصْفُھَا غَیْرَ اَنَّ قُرَیْشًا قَوْمٌ یَّعْتَدُوْنَ قَالَ فَقَدِمَ بِکِتَابِہٖ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلَانِ فَلَمَّا قُرِیَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْکِتَابُ قَالَ لِلرَّسُوْلَیْنِ لَوْلَا اَنَّکُمَا رَسُوْلَانِ لَقَتَلْتُکُمَا ثُمَّ دَعَا بِعَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ فَقَالَ اُکْتُبْ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مِنْ مُّحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰہِ اِلٰی مُسَیْلَمَۃَ الْکَذَّابِ السَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰہِ یُوْرِثُھَا مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ. قَالَ فَلَمَّا بَلَغَ وَحْشِیًّا مَّا کَتَبَ مُسَیْلَمَۃُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخْرَجَ الْمِدْرَاعَ فَصَقَلَہٗ وَھُمْ بِقَتْلِ مُسَیْلَمَۃَ فَلَمْ یَزَلْ عَلٰی عَزْمِ ذٰلِکَ حَتّٰی قَتَلَہٗ یَوْمَ الْیَمَامَۃِ۔

(مسند امام اعظم، باب: کیف اسلم وحشی بن حرب، حدیث نمبر: ۵۱۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وحشی بن حرب نے جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا، تو کچھ عرصہ بعد ان کے دل میں اسلام لانے کا شوق پیدا ہوا، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پیغام بھیجا کہ ان کے دل میں اسلام لانے کا شوق ہے، اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے ماسوا کی عبادت نہیں کرتے، اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ کسی نفس کو ناحق قتل کرتے ہیں، اور نہ زنا کرتے ہیں، اور جو ایسا کرے تو وہ گناہ پائے گا، قیامت کے دن دوگنا عذاب دیا جائے گا اور ہمیشہ آگ میں رسوا ہو کر رہے گا" تو میں نے یہ سارے کام کیے ہوئے ہیں، کیا میرے لیے کوئی رخصت کی امید باقی ہے؟

پس حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ ان کو یہ آیت تلاوت فرمائیں: "مگر ایسا شخص جس نے توبہ کر لی اور ایمان کے بعد عمل صالح بجالایا، تو یہی وہ لوگ ہیں جن کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں نیکیوں میں تبدیل فرما دیتا ہے، اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا مہربان ہے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت ان کی طرف بھیجی اور جب ان پر تلاوت کی گئی، تو وحشی بن حرب کہنے لگے کہ اس آیت میں شرائط بھی ہیں، اور ممکن ہے کہ میں ان کو نہ بجالاؤں، اور مجھے یقین سے معلوم بھی نہیں، کہ عمل صالح بجالاؤں گا یا نہیں، تو اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا آپ کے پاس اس سے بھی کوئی نرم بات ہے؟ پھر حضرت جبریل علیہ السلام اس آیت کو لیکر نازل ہوئے: "بیشک اللہ تعالیٰ شرک کو نہیں بخشتا، اور اس کے ماسواء جو بھی گناہ ہوں، وہ جس کو چاہے بخش دیتا ہے"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ آیت ان کی طرف لکھی اور وحشی بن حرب کو بھیجی، اور ان پر یہ آیت پڑھی گئی تو کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ شرک کے علاوہ جس کے چاہے گناہ بخش دے، اور میں نہیں جانتا کہ میں اس کی مشیت میں ہوں بھی یا نہیں۔

کاش کہ آیت "اور شرک کے ماسوا وہ سب بخش دے گا" تک ہوتی اور "وہ جسے چاہے" الفاظ نہ ہوتے، تو اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا آپ کے پاس اس سے بھی کوئی وسیع چیز ہے؟ پھر حضرت جبریل علیہ السلام یہ آیت لیکر نازل ہوئے: "فرما دیجیے کہ اے میرے لوگو! جنہوں نے اپنے اوپر ظلم کر لیا، تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہوں، بیشک اللہ تعالیٰ تمام کے تمام گناہ بخشنے والا ہے"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ آیت ان کی طرف لکھی اور وحشی بن حرب کو بھیجی، اور ان پر یہ آیت پڑھی گئی تو کہا کہ یہ آیت کتنی اچھی

ہے۔اور اسلام لے آئے ،اور رسول اللہ ﷺ کو پیغام بھیجا کہ یارسول اللہ ﷺ! میں مسلمان ہوگیا ہوں مجھے ملاقات کا اذن بخشیں، تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو پیغام بھیجا کہ تم اپنے آپ کو مجھ سے چھپائے رکھو، مجھ میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ میں اپنے چچا حمزہ کے قاتل کو دیکھوں، تو حضرت وحشی بن حرب خاموش ہو گئے، حتیٰ کہ مسیلمہ (کذاب) نے رسول اللہ ﷺ کو یہ خط لکھا (جس کا مضمون تھا) "اللہ کے رسول مسیلمہ کی طرف سے اللہ کے رسول محمد کی طرف، اس تمام کے بعد! میں نے زمین کو آدھی اپنے لیے اور آدھی قریش کے ساتھ تقسیم کر دی ہے، لیکن قریش حد سے تجاوز کرنے والی قوم ہے۔

پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس دو آدمی وہ خط لیکر آئے ، آپ ﷺ نے ان قاصدوں کو کہا کہ اگر تم قاصد نہ ہوتے تو میں تمہیں قتل کر دیتا۔ پھر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بھلا کر لکھوایا: "اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان اور رحم فرمانے والا، اللہ کے رسول محمد (ﷺ) کی طرف سے مسیلمہ کذاب کی طرف۔ جس نے بھی ہدایت کی پیروی کی اس پر سلام ہو، اس سب کے بعد! بیشک تمام زمین اللہ تعالیٰ کی ہی ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے وارث بناتا ہے، اور اچھا انجام متقین کا ہی ہے، اور اللہ تعالیٰ ہمارے سردار محمد (ﷺ) پر درود بھیجے۔

جو مسیلمہ نے نبی اکرم ﷺ کو خط میں لکھا تھا، جب اس کی خبر حضرت وحشی بن حرب کو پہنچی تو، انہوں نے اپنا ہتھیار نکال کر تیز کیا، اور مسیلمہ کذاب کے قتل کا پختہ ارادہ کر لیا، اور ہمیشہ اسی عزم پر رہے حتیٰ کہ آپ نے اس کو جنگ یمامہ کے دن قتل کر دیا۔

شرح: حضرت وحشی کا قبول اسلام:

امام ابن جریر متوفی ۳۱۰ ھ انہی آیات کی بابت روایت کرتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ کچھ مشرکین نے بہت زیادہ قتل کئے پھر وہ سیدنا محمد (ﷺ) کے پاس آئے اور کہا آپ ہمیں جس دین کی طرف دعوت دیتے ہیں وہ بہت عمدہ ہے، کاش آپ ہمیں یہ بتادیں کہ ہم نے اس سے پہلے جو برے اعمال کئے ہیں ان کا کوئی کفارہ ہوسکتا ہے تب یہ آیات نازل ہوئیں۔ (جامع البیان رقم الحدیث: ۲۰۱۲۲، معالم التنزیل ج ۳ ص ۴۵۶)

حافظ سلیمان بن احمد الطبرانی متوفی ۳۶۰ ھ اور حافظ ابوالقاسم علی بن الحسن ابن عساکر متوفی ۵۷۰ ھ اپنی سند سے کیا ہے اور امام ابن جریر متوفی ۳۱۰ ھ اور امام ابن ابی حاتم متوفی ۳۲۷ ھ نے بھی اپنی سندوں کے ساتھ اس کا ذکر کیا ہے۔ اس کی پوری تفصیل امام طبرانی، امام ابن جوزی کی روایات میں ہے:

حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (ﷺ) نے حضرت سیدنا حمزہ (رضی اللہ عنہ) کے قاتل وحشی کو بلایا اور اس کو اسلام کی دعوت دی، اس نے کہا یا محمد! (ﷺ) آپ مجھے اپنے دین کی کس طرح دعوت دے رہے ہیں حالانکہ آپ نے یہ کہا ہے کہ جس نے شرک کیا یا ناحق قتل کیا یا زنا کیا وہ اپنے گناہوں کی سزا پائے گا۔ قیامت کے دن اس کے عذاب کو دگنا کر دیا جائے گا اور وہ اس عذاب میں ذلت کے ساتھ ہمیشہ رہے گا۔ (الفرقان: ۶۹-۶۸)

اور میں یہ تمام کام کر چکا ہوں کیا آپ میرے لئے کوئی رخصت پاتے ہیں؟ تو آپ نے یہ آیت پڑھی: سوا اس کے جس نے توبہ کر لی

Marfat.com

اور ایمان لایا اور اس نے نیک اعمال کئے تو یہ وہ لوگ ہیں جن کے گناہوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے (الفرقان: ۷۰) وحشی نے کہا یا محمد! یہ بہت سخت شرط ہے شاید میں اس توبہ پر قائم نہ رہ سکوں اور مجھ سے پھر کوئی گناہ نہ ہو جائے تب آپ نے یہ آیت پڑھی:

بے شک اللہ اس کو نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس سے کم گناہ کو جس کے لئے وہ چاہے گا بخش دے گا۔

(النساء: ۴۸)

پھر وحشی نے کہا یا محمد! اس میں فرمایا ہے جس کے لئے اللہ چاہے گا سو میں نہیں جانتا کہ میری مغفرت ہو سکے گی یا نہیں کیا اس کے سوا اور کوئی صورت ہے؟ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

آپ کہیے اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے ناامید ہو، بے شک اللہ تمہارے تمام گناہوں کو بخش دے گا۔ لاریب وہ بہت بخشنے والا ہے بے حد رحم فرمانے والا ہے۔ (الزمر: ۵۳)

تب وحشی نے کہا یہ وہی ہے جو میں چاہتا تھا پھر وہ مسلمان ہو گئے اور لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! اگر ہم سے وہ گناہ سرزد ہو جائیں جو وحشی سے سرزد ہوئے ہیں، تو؟ تب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا یہ آیت تمام مسلمانوں کے لئے عام ہے۔

(المعجم الکبیر ج۱۱ ص158 رقم الحدیث: ۱۱۴۸۰ تاریخ دمشق الکبیر ج۳ ص316 رقم الحدیث: 4148، زاد المسیر ج ۶ ص ۱۰۴ مجمع الزوائد ج ۷ ص 101 جامع البیان رقم الحدیث: ۲۰۱۳۹ تفسیر امام ابن ابی حاتم رقم الحدیث: ۱۵۴۱۷)

اس حدیث سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلق عظیم کا اندازہ کیجیے جو آپ کے محبوب چچا کا قاتل تھا اس کو کس کوشش سے مسلمان کیا ہے۔

اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ سب سے بڑا گناہ شرک کرنا ہے اس کے بعد کسی مسلمان کو ناحق قتل کرنا ہے اور اس کے بعد بڑا گناہ زنا کرنا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ! اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی شریک قرار دے کر اس کی عبادت کرو حالانکہ اس نے تم کو پیدا کیا ہے، اس نے پوچھا پھر کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ فرمایا تم اپنے بیٹے کو اس خوف سے قتل کر دو کہ وہ تمہارے ساتھ کھانا کھائے گا! اس نے پوچھا پھر کون سا گناہ زیادہ بڑا ہے؟ فرمایا تم اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرو۔ پھر اس کی تصدیق میں اللہ تعالیٰ نے الفرقان: ۶۸ کو نازل فرمایا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۴۴۷۷، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۸۶، (سنن ترمذی رقم الحدیث: ۳۱۸۳، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ۳۴۷۶، صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۴۴۱۵، مسند احمد ج۱ ص ۴۳۴)

اللہ تعالیٰ کی رحمت دیکھیے:

اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر اللہ تعالیٰ کرم فرمائے تو نہ صرف یہ کہ وہ گناہوں کو معاف کر دیتا ہے بلکہ گناہوں کے بدلہ میں نیکیاں عطا فرما دیتا ہے۔

Marfat.com

حضرت ابوذر (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا میں اس شخص کو جانتا ہوں جس کو سب سے آخر میں دوزخ سے نکالا جائے گا۔ اس کو قیامت کے دن لایا جائے گا اور کہا جائے گا اس کے سامنے اس کے چھوٹے گناہ پیش کرو اور اس کے بڑے بڑے گناہوں کو مخفی رکھا جائے گا، اس سے کہا جائے گا تو نے فلاں فلاں دن یہ یہ کام کیے تھے، وہ ان گناہوں کا اقرار کرے گا اور انکار نہیں کرے گا اور وہ دل میں اپنے بڑے بڑے گناہوں سے ڈر رہا ہوگا، پھر کہا جائے گا اس کو اس کے ہر گناہ کے بدلے میں نیکی دے دو، تب وہ کہے گا اے میرے رب! میرے تو اور بڑے بڑے گناہ ہیں جن کو میں یہاں اس کے ہر گناہ کے بدلے میں نیکی دے دو، تب وہ کہے گا اے میرے رب! میرے تو اور بڑے بڑے گناہ ہیں جن کو میں یہاں پر نہیں دیکھ رہا، حضرت ابوذر نے کہا میں نے دیکھا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہنس رہے تھے حتیٰ کہ آپ کی ڈاڑھیں مبارکہ ظاہر ہو گئیں۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۹۰ (سنن ترمذی رقم الحدیث: ۲۵۹۶ مسند احمد ج ۵ ص ۱۷۰ صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۷۳۷۵ مسند ابوعوانہ ج۱ ص169-170)

حضرت ابوذر (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: تم جہاں کہیں بھی ہو اللہ سے ڈرتے رہو! اگر کوئی گناہ ہو جائے تو اس کے بعد کوئی نیکی کر لو وہ نیکی اس گناہ کو مٹا دے گی اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آؤ۔

بَابُ بَيَانِ حُكْمِ عَمَلِ الْكَافِرِ إِذَا أَسْلَمَ بَعْدَهُ

باب: کافر کا اسلام لے آنے کے بعد پچھلے اعمال کا حکم

231- حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ أُمُورًا كُنْتُ أَتَحَنَّثُ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ هَلْ لِي فِيهَا مِنْ شَيْءٍ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْلَمْتَ عَلَى مَا أَسْلَفْتَ مِنْ خَيْرٍ وَالتَّحَنُّثُ التَّعَبُّدُ

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں عرض گزار ہوئے: مجھے ان کے متعلق بیان فرمائیے کہ میں نے جو زمانہ جاہلیت میں عمل صالح کئے ہیں ان کا مجھے ثواب ملے گا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: زمانہ جاہلیت میں تم نے جن حسن اعمال کی عادت اپنائی تھی وہ اسلام میں بھی باقی رہے گی۔ اور تحنث سے تعبد مراد ہے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1، ص: 120، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 3089، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 205، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 14780)

232- حَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا وَقَالَ عَبْدٌ حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْ رَسُولَ اللهِ أَرَأَيْتَ أُمُورًا كُنْتُ أَتَحَنَّثُ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ صَدَقَةٍ أَوْ عَتَاقَةٍ أَوْ صِلَةِ رَحِمٍ أَفِيهَا أَجْرٌ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْلَمْتَ عَلَى مَا أَسْلَفْتَ مِنْ خَيْرٍ

Marfat.com

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے متعلق بتایئے کہ میں نے جو زمانہ کفر میں صدقات وخیرات کئے، غلاموں کو آزاد کیا اور رشتہ داروں سے صلہ رحمی کی۔ تو کیا ان حسن اعمال کے عوض بروز حشر ثواب ملے گا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہیں پچھلی نیکیوں کی بدولت ہی تو اسلام لانا نصیب ہوا ہے۔ (مسند احمد: رقم الحدیث: 14779، مسند احمد: رقم الحدیث: 123، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 2402)

233- وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَشْيَاءُ كُنْتُ أَفْعَلُهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ هِشَامٌ يَعْنِي كُنْتُ أَتَبَرَّرُ بِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْلَمْتَ عَلٰى مَا أَسْلَفْتَ لَكَ مِنَ الْخَيْرِ فَقُلْتُ فَوَاللّٰهِ لَا أَدَعُ شَيْئًا صَنَعْتُهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِلَّا فَعَلْتُ فِي الْإِسْلَامِ مِثْلَهُ

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان نیکیوں کے متعلق دریافت کیا جنہیں میں نے زمانہ جاہلیت میں کیا تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان نیکیوں ہی کی بدولت تو تم کو اسلام کی دولت نصیب ہوئی۔ میں عرض گزار ہوا: اللہ تعالیٰ کی قسم! میں ان نیکیوں کو اسلام لانے کے بعد بھی سرانجام دیتا رہوں گا۔ (مرجع السابق)

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کا تعارف:

حکیم ابن حزام: آپ کی کنیت ابو خالد ہے، قرشی ہیں، اسدی ہیں، حضرت خدیجہ کے بھتیجے ہیں، کعبہ معظمہ میں ولادت ہوئی واقعہ فیل سے تیرہ سال پہلے، زمانہ جاہلیت اور اسلام میں قریش کے سردار تھے، مکہ کے سال ایمان لائے، ایک سو بیس سال عمر ہوئی، ۵۴ چون میں مدینہ منورہ میں وفات ہوئی، آپ نے جاہلیت میں ساٹھ سال گزارے اور اسلام میں ساٹھ سال پہلے مؤلفۃ القلوب میں سے تھے پھر پختہ مؤمن ہوئے، اسلام سے پہلے آپ نے سو غلام آزاد کیے اور سو اونٹ اللہ کی راہ میں خیرات کیے۔

(اکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ وتابعین)

234- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ أَعْتَقَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِائَةَ رَقَبَةٍ وَّحَمَلَ عَلٰى مِائَةِ بَعِيرٍ ثُمَّ أَعْتَقَ فِي الْإِسْلَامِ مِائَةَ رَقَبَةٍ وَّحَمَلَ عَلٰى مِائَةِ بَعِيرٍ ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِهِمْ

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے زمانہ جاہلیت میں سو غلاموں کو آزاد کیا اور سو اونٹوں کو صدقہ میں دیا اسلام لانے کے بعد دوبارہ سو غلاموں کو آزاد کیا اور سو اونٹ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خیرات کئے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر ہوا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1، ص: 120، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 3085، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 2138، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 211)

Marfat.com

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کا تعارف:

زبیر ابن عوام: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے، قرشی ہیں، آپ کی والدہ صفیہ بنت عبدالمطلب ہیں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی آپ اور آپ کی والدہ بڑے پرانے مؤمنین میں سے ہیں، آپ سولہ برس کی عمر میں ایمان لائے آپ کے چچا نے آپ کو دھوئیں کی سزا دی تا کہ اسلام چھوڑ دیں مگر نہ چھوڑا تمام غزوات میں حضور کے ساتھ رہے سب سے پہلے آپ نے اللہ کی راہ میں تلوار سونتی احد میں حضور انور کے ساتھ ثابت قدم رہے، آپ عشرہ مبشرہ سے ہیں، آپ کو عمرو ابن جرموز نے بصرہ کے قریب مقام سفوان میں قتل کیا، ۳۶ میں چونسٹھ سال عمر ہوئی پھر بصرہ لا کر آپ کو دفن کیا گیا، مقام وادی السباع میں آپ کی قبر زیارت گاہ عام ہے۔ مترجم نے زیارت کی ہے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابوعبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ وتابعین)

تشریح:

ان احادیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص کفر سے تائب ہو کر ایمان لے آئے، تو کفر کی حالت میں جو وہ اچھے کام کرتا تھا اس کو ایمان کی حالت میں بھی جاری رکھے، تاہم اگر کوئی شخص کفر کی حالت میں مرا، تو اگرچہ اس نے اچھے کام بجالائے ہوں، لیکن ایام کفر میں کیے ہوئے یہ کام اب کسی کام کے نہیں، اس سے وہ عذاب الٰہی سے نہیں بچ سکتا۔ یاد رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب کی بابت اختلاف کثیر ہے، لہٰذا ان کا معاملہ اللہ کے سپرد۔ جو اللہ تعالیٰ کی منشاء ہے ہم اس پر کامل ایمان لائے۔

بَابُ صِدْقِ الْاِيْمَانِ وَاِخْلَاصِهٖ

باب: ایمان میں صدق اور اخلاص

235- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ اِدْرِيْسَ وَاَبُوْ مُعَاوِيَةَ وَوَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ شَقَّ ذٰلِكَ عَلٰى اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوْا اَيُّنَا لَا يَظْلِمُ نَفْسَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ هُوَ كَمَا تَظُنُّوْنَ اِنَّمَا هُوَ كَمَا قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهٖ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس وقت اس آیت کا نزول ہوا: جن مومنوں نے اپنے ایمان کے ساتھ کچھ بھی ظلم نہ کیا۔ اس آیت کی بناء پر مسلمان حد سے زیادہ پریشانی کے عالم میں آئے۔ تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض گزار ہوئے: ہم میں سے ایسا کون ہے جو ظلم نہیں کرتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس آیت کا مطلب یہ نہیں بلکہ اس آیت میں ظلم سے شرک مراد ہے۔ جیسے حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کے دوران فرمایا: اے صاحبزادے! اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرنا اس لئے کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1، ص: 139، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 20532، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 6538، مسند احمد: رقم الحدیث: 4019)

Marfat.com

236-حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عِيسٰى وَهُوَ ابْنُ يُونُسَ ح وَحَدَّثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيمِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ مُسْهِرٍ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ حَدَّثَنِيهِ أَوَّلًا أَبِي عَنْ أَبَانَ بْنِ تَغْلِبَ عَنِ الْأَعْمَشِ ثُمَّ سَمِعْتُهُ مِنْهُ

دوسری سند سے بھی یہ روایت مروی ہے۔

بَابُ بَيَانِ تَجَاوُزِ اللّٰهِ تَعَالٰى عَنْ حَدِيثِ النَّفْسِ وَالْخَوَاطِرِ بِالْقَلْبِ إِذَا لَمْ تَسْتَقِرَّ أُنْزِلَتْ وَبَيَانَ أَنَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى لَمْ يُكَلِّفْ إِلَّا مَا يُطَاقُ وَبَيَانِ الْحُكْمِ الْهَمِّ بِالْحَسَنَةِ وَبِالسَّيِّئَةِ

باب: اللہ تعالیٰ حدیث نفس اور خواطر سے درگزر کرتا ہے جبکہ وہ ٹھہر نہ جائیں اور اللہ تعالیٰ ہر آدمی کو اس کی طاقت کے مطابق مکلف کرتا ہے اور نیکی اور بدی کے ارادے کا حکم

237-حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ الضَّرِيرُ وَأُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ الْعَيْشِيُّ وَاللَّفْظُ لِأُمَيَّةَ قَالَا حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ وَهُوَ ابْنُ الْقَاسِمِ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا أُنْزِلَتْ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَإِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ قَالَ فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلٰى أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَوْا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ بَرَكُوا عَلَى الرُّكَبِ فَقَالُوا أَيْ رَسُولَ اللّٰهِ كُلِّفْنَا مِنَ الْأَعْمَالِ مَا نُطِيقُ الصَّلٰوةَ وَالصِّيَامَ وَالْجِهَادَ وَالصَّدَقَةَ وَقَدْ أُنْزِلَتْ عَلَيْكَ هٰذِهِ الْآيَةُ وَلَا نُطِيقُهَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتُرِيدُونَ أَنْ تَقُولُوا كَمَا قَالَ أَهْلُ الْكِتَابَيْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا بَلْ قُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ فَلَمَّا اقْتَرَأَهَا الْقَوْمُ وَذَلَّتْ بِهَا أَلْسِنَتُهُمْ أَنْزَلَ اللّٰهُ فِي إِثْرِهَا آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ فَلَمَّا فَعَلُوا ذٰلِكَ نَسَخَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا قَالَ نَعَمْ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا قَالَ نَعَمْ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ قَالَ نَعَمْ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ قَالَ نَعَمْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت اس آیت کا نزول ہوا: ”آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے ساری

Marfat.com

رب تعالیٰ کی ملکیت ہے اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے تم اسے چھپاؤ یا ظاہر کرو اللہ تعالیٰ اس کا حساب لے گا۔ اور جسے چاہے گا بخش دے گا اور جسے چاہے گا عذاب دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔'' اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پریشانی کے عالم میں آ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر ہو گئے اور ادب سے دوزانو بیٹھ گئے۔ عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں ایسے کاموں کا مکلف کیا گیا جو ہماری طاقت میں تھے جس طرح کہ نماز، روزہ، جہاد اور صدقہ اور اب تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس آیت کریمہ کا نزول بھی ہوا ہے جس میں بیان کئے گئے حکم کے کرنے کی ہم طاقت نہیں پاتے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم پچھلی امتوں کی مانند اس طرح کہنے کا ارادہ رکھتے ہو: ''ہم نے اللہ تعالیٰ کے احکام سنے اور نافرمانی کی۔'' بلکہ تم تو یوں کہو: ''اے اللہ عزوجل! ہم نے تیرے حکم کو سنا اور اس کی اطاعت کی اے رب عزوجل! ہم کو معاف فرما دے۔ ہم تیری ہی جانب پلٹ آئیں گے۔'' اسے سنتے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہم نے سنا اور اطاعت کی اے رب عزوجل! ہم کو معاف فرما دے ہم نے تیری ہی جانب پلٹ کر آنا ہے۔ جس وقت وہ یہ کہہ گزرے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کا نزول فرمایا: ''رسول اللہ اور مومنین ان چیزوں کے اوپر ایمان لائے جو ان کے رب تعالیٰ کی جانب سے اتریں اور سارے اللہ تعالیٰ، اس کے سارے ملائکہ، اس کی ساری کتب اور اس کے سارے رسل پر ایمان لے آئے۔ انہوں نے کہا: ہم ان میں سے کسی رسول پر فرق نہیں کرتے۔ اور انہوں نے کہا: ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ اے ہمارے رب! ہمیں معاف فرما ہم نے تیری ہی جانب پلٹ کر آنا ہے۔'' جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اللہ تعالیٰ کے احکام کو مان لیا تو پھر اللہ تعالیٰ نے پچھلی آیت کے حکم کو منسوخ کر کے اس آیت کا نزول فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کسی آدمی کو اس کی طاقت سے زیادہ مکلف نہیں کرتا۔ ہر آدمی کے نیک عمل اسے نفع دیں گے اور بد عمل اس کے لئے نقصان دہ ہوں گے اے ہمارے رب! ہماری بھول یا خطاء پر ہم سے مواخذہ نہ کرنا۔ اے ہمارے رب! ہمیں ایسے سخت احکام کا مکلف نہ بنانا جن احکام کا پچھلی امتوں کو مکلف کیا تھا۔ اے ہمارے رب! ہمیں ہماری طاقت سے زیادہ احکام کا مکلف نہ کرنا۔ ہمیں معاف فرما، بخش دے، ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا مالک ہے ہماری کفار کے خلاف مدد فرما۔'' (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1 ص: 123، شعب الایمان: رقم الحدیث: 327، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 222، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 495)

238- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَاللَّفْظُ لِاَبِىْ بَكْرٍ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا وَقَالَ الْاٰخَرَانِ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اٰدَمَ بْنِ سُلَيْمَانَ مَوْلٰى خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِىْ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ قَالَ دَخَلَ قُلُوْبَهُمْ مِنْهَا شَىْءٌ لَمْ يَدْخُلْ قُلُوْبَهُمْ مِنْ شَىْءٍ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَسَلَّمْنَا قَالَ فَاَلْقَى اللّٰهُ الْاِيْمَانَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا قَالَ قَدْ فَعَلْتُ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا قَالَ قَدْ فَعَلْتُ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا قَالَ قَدْ فَعَلْتُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس وقت اس آیت کا نزول ہوا: ''جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے تم اسے چھپاؤ

یا ظاہر کرو اللہ تعالیٰ اس سارے کا حساب لے گا۔'' اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قلوب میں ایسا خوف پیدا ہوا جو اس سے قبل نہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا: اس طرح کہو: ہم نے سنا، اطاعت کی اور مان لیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے قلوب میں ایمان کو ڈال دیا اور اس آیت کا نزول ہوا: ''اللہ تعالیٰ کسی بھی آدمی کو اس کی طاقت سے زیادہ مکلف نہیں کرتا۔ ہر آدمی کو اس کے نیک عملوں کے عوض اجر ملے گا۔ اور برے عملوں پر عذاب ہوگا اے ہمارے رب! اگر ہم بھول جائیں یا ہم سے خطاء ہو جائے تو اس پر مواخذہ نہ فرمانا۔ اے ہمارے رب! اور ہمیں ایسے سخت احکام نہ دینا جس طرح تو نے پہلی امتوں کو دیئے تھے۔ اے اللہ! ہمارے گناہوں کو معاف فرمادے ہم کو بخش دے ہمارے اوپر رحم فرما۔ تو ہی ہمارا مالک ہے۔'' (مرجع السابق)

239- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَّقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْغُبَرِيُّ وَاللَّفْظُ لِسَعِيدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفَى عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللهَ تَجَاوَزَ لِاُمَّتِي مَا حَدَّثَتْ بِهِ اَنْفُسَهَا مَا لَمْ يَتَكَلَّمُوا اَوْ يَعْمَلُوا بِهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری امت میں سے حدیث نفس کو معاف فرمادیا جب تک وہ اس کے مطابق کوئی بات یا کوئی عمل نہ کر گزریں۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1، ص: 24 ' سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 5627، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 3648، سنن النسائی: رقم الحدیث: 2630)

240- حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَّعَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عَدِيٍّ كُلُّهُمْ عَنْ سَعِيدِ بْنِ اَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفَى عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ تَجَاوَزَ لِاُمَّتِي عَمَّا حَدَّثَتْ بِهِ اَنْفُسَهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ اَوْ تَكَلَّمْ بِهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری امت کے لئے حدیث نفس کو معاف کردیا جب تک وہ اس کے مطابق کوئی بات یا کوئی عمل نہ کر گزریں۔ (مرجع السابق)

241- وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ وَّهِشَامٌ ح وَحَدَّثَنِي اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ شَيْبَانَ جَمِيعًا عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ

قتادہ سے اس اسناد کے ساتھ اس کی مثل مروی ہے۔

242- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِاَبِي بَكْرٍ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ وَقَالَ الْاٰخَرَانِ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ اِذَا هَمَّ عَبْدِي بِسَيِّئَةٍ فَلَا تَكْتُبُوْهَا عَلَيْهِ فَاِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوْهَا سَيِّئَةً وَّاِذَا هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا فَاكْتُبُوْهَا حَسَنَةً فَاِنْ عَمِلَهَا

Marfat.com

فَاكْتُبُوْهَا عَشْرًا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: جس وقت میرا بندہ کسی گناہ کا ارادہ کرتا ہے تو اسے اس کے نامۂ اعمال کے اندر نہ لکھو اگر وہ اس پر عمل کر گزرے تو پھر ایک گناہ کو لکھ دو اور اگر وہ نیکی کا پختہ ارادہ کرے اور وہ اسے بجا نہ لاسکے تو پھر بھی اس کی ایک نیکی کو لکھ ڈالو اور اگر وہ اس کے مطابق عمل کر گزرے تو پھر دس نیکیوں کو لکھ دو۔

(احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج: 4، ص: 105، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 11181، معجم الاوسط: ج: 4، ص: 345، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 2999)

243- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا هَمَّ عَبْدِي بِحَسَنَةٍ وَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبْتُهَا لَهُ حَسَنَةً فَإِنْ عَمِلَهَا كَتَبْتُهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ وَإِذَا هَمَّ بِسَيِّئَةٍ وَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ أَكْتُبْهَا عَلَيْهِ فَإِنْ عَمِلَهَا كَتَبْتُهَا سَيِّئَةً وَاحِدَةً

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: جس وقت میرا بندہ کسی نیکی کا ارادہ کر لیتا ہے جبکہ وہ اس پر عمل پیرا نہیں ہو پاتا تو میں اس کی ایک نیکی کو لکھ ڈالتا ہوں اور اگر وہ اس کے مطابق عمل کر گزرے تو پھر میں اس کی دس نیکیوں سے لے کر سات سو تک نیکیوں کو لکھ ڈالتا ہوں اور جس وقت وہ گناہ کا ارادہ کرتا ہے اور وہ اسے کرتا نہیں تو اسے نہیں لکھتا اور اگر وہ اس پر عمل پیرا ہو جاتا ہے تو پھر ایک گناہ کو لکھ دیتا ہوں۔ (مرجع السابق)

244- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا تَحَدَّثَ عَبْدِي بِأَنْ يَعْمَلَ حَسَنَةً فَأَنَا أَكْتُبُهَا لَهُ مَا لَمْ يَعْمَلْ فَإِذَا عَمِلَهَا فَأَنَا أَكْتُبُهَا حَسَنَةً بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا فَإِذَا تَحَدَّثَ بِأَنْ يَعْمَلَ سَيِّئَةً فَأَنَا أَغْفِرُهَا لَهُ مَا لَمْ يَعْمَلْهَا فَإِذَا عَمِلَهَا فَأَنَا أَكْتُبُهَا لَهُ بِمِثْلِهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ رَبِّ ذَاكَ عَبْدُكَ يُرِيدُ أَنْ يَعْمَلَ سَيِّئَةً وَهُوَ أَبْصَرُ بِهِ فَقَالَ ارْقُبُوهُ فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوهَا لَهُ بِمِثْلِهَا وَإِنْ تَرَكَهَا فَاكْتُبُوهَا لَهُ حَسَنَةً إِنَّمَا تَرَكَهَا مِنْ جَرَّايَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَحْسَنَ أَحَدُكُمْ إِسْلَامَهُ فَكُلُّ حَسَنَةٍ يَعْمَلُهَا تُكْتَبُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ وَكُلُّ سَيِّئَةٍ يَعْمَلُهَا تُكْتَبُ لَهُ بِمِثْلِهَا حَتَّى يَلْقَى اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ

ہمام بن منبہ کا بیان ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث کا ذکر فرما رہے تھے۔ ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جب میرا بندہ کسی نیکی کے متعلق سوچ و بچار کرتا ہے تو جس وقت تک وہ اسے بجا نہیں لاتا میں اس کی ایک نیکی کو لکھ دیتا ہوں اور جس وقت وہ اسے کر گزرتا ہے تو میں اس کی دس نیکیوں کو لکھ ڈالتا ہوں اور جس وقت وہ کسی گناہ کے لئے سوچ و بچار کرتا ہے تو جس وقت وہ اس کے اوپر عمل پیرا نہیں ہوتا تو میں معاف کر دیتا ہوں اور جب وہ کر گزرتا ہے تو پھر میں اس کے

ایک گناہ کولکھتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ملائکہ عرض کرتے ہیں اے رب عزوجل! تیرا فلاں بندہ گناہ کا قصد کر رہا ہے اللہ تعالیٰ ملائکہ سے ارشاد فرماتا ہے: ابھی انتظار کرو اگر وہ گناہ کا مرتکب ہو جائے تو پھر ایک گناہ کولکھ ڈالو اور اگر وہ گناہ نہ کرے تو اس کے عوض ایک نیکی کولکھ ڈالو۔ اس لئے کہ اس نے گناہ کو میرے ڈر کی بناء پر ترک کیا ہے۔ مزید رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس وقت کوئی آدمی سچے دل کے ساتھ اسلام لے آتا ہے تو اس کی ایک نیکی کو دس سے لے کر سات سو تک لکھ دیا جاتا ہے اور اس کے صرف ایک ہی گناہ کولکھا جاتا ہے حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے نہ جا ملے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:1، ص:121، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث:240، شرح السنۃ: جز:1، ص: 990، شعب الایمان: رقم الحدیث:7046)

245- وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ عَنْ هِشَامٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةٌ وَّمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَعَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهُ اِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ وَّمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ وَاِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس آدمی نے نیکی کا پختہ ارادہ کرلیا اور وہ نیکی نہ کرسکا تو اس کی ایک نیکی کولکھ دیا جاتا ہے اور جس نے نیکی کا پختہ ارادہ کیا اور نیکی کرگزرا تو اس کے واسطے سات سو نیکیوں کولکھ دیا جاتا ہے اور جس نے گناہ کا ارادہ کیا مگر وہ اس پر عمل پیرا نہیں ہوا تو اس کے گناہ کو نہیں لکھا جاتا تو پھر اگر وہ گناہ کا مرتکب ہو جائے تو پھر ایک گناہ کولکھ دیا جاتا ہے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:1، ص:122)

246- حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوْخَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْجَعْدِ اَبِیْ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ رَجَاءٍ الْعُطَارِدِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَرْوِیْ عَنْ رَّبِّهٖ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَالَ اِنَّ اللهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ ثُمَّ بَيَّنَ ذٰلِكَ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللهُ عِنْدَهٗ حَسَنَةً كَامِلَةً وَّاِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عِنْدَهٗ عَشْرَ حَسَنَاتٍ اِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ اِلٰى اَضْعَافٍ كَثِيْرَةٍ وَّاِنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللهُ عِنْدَهٗ حَسَنَةً كَامِلَةً وَّاِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللهُ سَيِّئَةً وَّاحِدَةً

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ سے راوی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نیکیاں اور گناہوں کولکھ لیتا ہے پھر اس کی شرح کو بیان فرمایا کہ جو آدمی نیکی کا ارادہ کرے اور اس کے اوپر عمل پیرا نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی ایک نیکی کولکھ ڈالتا ہے۔ اور اگر وہ اس نیکی کو کر گزرے تو وہ اس کی ایک نیکی دس سے لے کر سات سو تک بلکہ اس سے بھی کئی درجہ زیادہ لکھ ڈالتا ہے اور اگر وہ گناہ کا ارادہ کرے اور گناہ کا مرتکب نہ ہو تو رب تعالیٰ اس کے لئے ایک نیکی کولکھ ڈالتا ہے اور اگر وہ گناہ کا مرتکب ہو جائے تو رب تعالیٰ پھر صرف ایک ہی گناہ کولکھتا ہے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:1، ص:122، شعب الایمان: رقم الحدیث:333، صحیح البخاری: رقم الحدیث:6126، مسند احمد: رقم الحدیث:2684)

247- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ الْجَعْدِ اَبِیْ عُثْمَانَ فِیْ هٰذَا الْاِسْنَادِ بِمَعْنٰى

حَدِیۡثِ عَبۡدِ الۡوَارِثِ وَزَادَ وَمَحَاهَا اللّٰهُ وَلَا يَهۡلِكُ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا هَالِكٌ

دوسری سند سے مروی ہے کہ اور اضافہ یہ ہے کہ اس کے گناہ کو محو فرما دے گا اور عذاب کے اندر اسی آدمی نے پھنسنا ہے جو کسی بغیر ہچکچاہٹ کے گناہ کا مرتکب ہوتا ہو۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:1،ص:122)

تشریح:

مفتی احمد یار خاں نعیمی فرماتے ہیں: ''روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم میں سے کوئی اپنا اسلام ٹھیک کرے ا۔ تو جو نیکی بھی کرے گا وہ دس گناہ لکھی جائے گی سات سو گناہ تک ۲۔ اور ہر برائی جو کر بیٹھے گا وہ ایک گناہ ہی لکھی جائے گی ۳۔ یہاں تک کہ رب سے ملے۔ (مسلم و بخاری)

شرح

ا۔ اس طرح کہ تمام عقائد اسلامیہ کا دل سے اعتقاد رکھے، زبان سے اقرار کرے، رب فرماتا ہے:

"مَنۡ اَسۡلَمَ وَجۡهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحۡسِنٌ"۔

۲۔ یعنی کم از کم دس گناہ، زیادہ سات سو گناہ، جیسا اخلاص اور موقع ویسا ثواب یہ قانون ہے، فضل کی حد نہیں۔ اس حدیث میں دو آیتوں کی طرف اشارہ ہے کہ ایک

"فَلَهٗ عَشۡرُ اَمۡثَالِهَا" (اور دوسری) "مَثَلُ الَّذِيۡنَ يُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ" الخ۔

خیال رہے کہ یہ ان نیکیوں کا ذکر ہے جو عام کی جائیں ورنہ مدینہ طیبہ کی ایک نیکی کا ثواب پچاس ہزار اور مکہ مکرمہ کی ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ ہے، لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں۔

۳۔ یہ بھی عام گناہوں کا بیان ہے ورنہ مکہ معظمہ کا ایک گناہ ایک لاکھ ہے، ایسے ہی موجد گناہ پر تمام گناہگاروں کا عذاب۔''

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ا، کتاب الایمان)

''مسئلہ: معصیت کا ارادہ کیا مگر اس کو کیا نہیں تو گناہ نہیں بلکہ اس میں بھی ایک قسم کا ثواب ہے، جبکہ یہ سمجھ کر باز رہا کہ یہ گناہ کا کام ہے، نہیں کرنا چاہیے۔ احادیث سے ایسا ہی ثابت ہے اور اگر گناہ کے کام کا بالکل پکا ارادہ کر لیا جس کو عزم کہتے ہیں تو یہ بھی ایک گناہ ہے اگرچہ جس گناہ کا عزم کیا تھا اسے نہ کیا ہو۔ (عالمگیری)

(الفتاوی الہندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب السابع عشر فی الغناء.... الخ، ج ۵، ص ۳۵۲، وغیرہ) (بہار شریعت از مولانا امجد علی اعظمی، حصہ ۱۶، ص ۶۱۴)

بندوں پر خاص کرم

علامہ ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ شرح بخاری میں حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: ''اگر اللہ عزوجل کا یہ کرم نہ ہوتا تو کوئی بھی جنت میں داخل نہ ہوتا کیونکہ بندوں کے گناہ ان کی نیکیوں سے زیادہ ہوتے ہیں اور یہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا اپنے بندوں پر خاص کرم ہے کہ وہ ان کی نیکیوں کو بڑھا کر دگنا (بلکہ کئی گنا) کر دیتا ہے اور ان کے گناہوں کو نہیں بڑھاتا اور اس نے نیکی کے ارادے کو بھی نیکی بنا دیا ہے، کیونکہ نیکی کا ارادہ کرنا یہ دل کا ایک فعل ہے جو کہ نیکی کا فعل ہے۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ جس طرح نیکی کا ارادہ دل کا فعل ہے اسی طرح گناہ کا

Marfat.com

ارادہ بھی تو دل کا فعل ہے لیکن گناہ کے ارادے پر گناہ نہیں ملتا اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جو گناہ کے کام سے رُک گیا تو اس نے اپنے گناہ کے ارادے کو نیکی کے ارادے سے منسوخ کر دیا اور برائی کی خواہش کرنے والے ارادے کی نفی کی تو یہ عمل اس کے دل کے نیک عمل میں سے ہو گیا اور اسی نیک عمل پر اس کے لئے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور یہ حضور اکرم، نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمانِ عالیشان کی طرح ہے کہ "ہر مسلمان پر صدقہ ہے۔" عرض کی گئی: "یا رسول اللہ! اگر مسلمان نیکی نہ کر سکے تو؟" ارشاد فرمایا: "گناہ سے باز رہنا بھی صدقہ ہے۔" (شرح بخاری لابن بطال، کتاب الرقاق، باب من ھم بحسنۃ اوسیئۃ، ۱۰/ ۱۹۹ تحت الحدیث: ۶۴۹۱)

رِضائے الٰہی ضروری ہے:

علاّمہ بدرالدین عینی علیہ الرحمۃ عمدۃ القاری میں فرماتے ہیں: "جس نے کسی گناہ کا ارادہ کیا اور پھر اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر اسے چھوڑ دیا تو اس کے لئے نیکی لکھی جائے گی اور جس نے مجبوراً گناہ چھوڑا یعنی اس کے اور گناہ کے درمیان کوئی رکاوٹ آ گئی ہو تو ایسی صورت میں اس کے لئے نیکی نہیں لکھی جائے گی۔" (عمدۃ القاری، کتاب الرقاق، باب من ھم بحسنۃ اوسیئۃ، ۱۵/ ۵۶۴ تحت الحدیث: ۶۴۹۱)

نیک نیت پر ملنے والی نیکی بھی کامل ہوتی ہے:

علاّمہ حافظ ابن حجر عسقلانی قدس سرہ النورانی فتح الباری میں فرماتے ہیں: حدیثِ مذکور کے ان الفاظ "عِنْدَہ کَامِلَةً" میں عِنْدَہ سے نیکی کی عظمت وشان کی طرف اشارہ ہے جبکہ "کَامِلَةً" سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نیک ارادے پر ملنے والی نیکی بھی کامل نیکی ہوگی اور اس میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔ حضرت سیِّدنا علاّمہ نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: حدیث پاک کے لفظ "کَامِلَةٌ" سے اس نیکی کی عظمت اور اس کے حکم کی تاکید کی طرف اشارہ ہے، جبکہ "سَیِّئَةٌ" کیساتھ کَامِلَةٌ نہیں بلکہ وَاحِدَۃٌ ذکر کیا گیا یعنی برائی کے کام میں صرف ایک ہی برائی لکھی جائے گی زیادہ نہیں۔ حدیث پاک کے حصے "کَتَبَھَا اللہُ" سے مراد یہ ہے کہ اللہ عزوجل فرشتے کو نیکی لکھنے کا حکم دیتا ہے تو وہ نیکی لکھ دیتا ہے۔ اس کی دلیل یہ حدیث قدسی ہے:

"اِذَا اَرَادَ عَبْدِیْ اَنْ یَّعْمَلَ سَیِّئَةً فَلَا تَکْتُبُوْھَا عَلَیْہِ حَتّٰی یَعْمَلَھَا"

ترجمہ: (اللہ عزوجل فرماتا ہے) کہ جب میرا بندہ کسی گناہ کا ارادہ کرے تو اسے نہ لکھو جب تک کہ وہ گناہ نہ کر لے۔" اس میں اس بات کی بھی دلیل ہے کہ فرشتہ بندے کے دل کو جان لیتا ہے۔ اب یہ جاننا دو طرح سے ہو سکتا ہے یا تو اللہ عزوجل اسے مُطّلع فرما دیتا ہے یا پھر اُسے ایسی طاقت عطا فرما دیتا ہے جس سے وہ دل کے ارادے کو جان لیتا ہے۔ پہلے قول کی تائید اس حدیث پاک سے ہوتی ہے کہ "ایک فرشتے کو یہ ندا کی جاتی ہے کہ فلاں کے لئے اتنی اتنی نیکی لکھو!" فرشتہ عرض کرتا ہے: "یا رب عزوجل! اس نے تو یہ عمل کیا ہی نہیں؟ ارشاد ہوتا ہے: "اس نے نیکی کی نیت کی تھی۔" (ایک قول یہ ہے کہ) بندے کے بُرے ارادے پر فرشتے کو بد بو محسوس ہوتی ہے جبکہ اچھے کام کے ارادے پر فرشتے کو خوشبو محسوس ہوتی ہے (اسطرح وہ اچھی بُری نیت کو پہچان لیتا ہے)۔

(فتح الباری، کتاب الرقاق، باب من ھم بحسنۃ اوسیئۃ، ۱۲/ ۲۷۶، تحت الحدیث: ۶۴۹۱)

جب فرشتے کے علم غیب کا یہ عالَم ہے کہ انسان کے دلی خیالات کو جان لیتا ہے تو حبیبِ پروردگار، دو عالَم کے مالک ومختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علمِ غیب کا کیا عالَم ہوگا۔

Marfat.com

سرِ عرش پر ہے تیری گزر دلِ فرش پر ہے تیری نظر ملکوت و ملک میں کوئی شئے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

نیکیاں اور برائیاں لکھنے سے کیا مراد ہے؟:

مُفسّرِ شہیر حکیمُ الاُمَّت مُفتی احمد یار خان عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ الحَنَّان حدیث پاک کے حصے

"إِنَّ اللهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ.

ترجمہ: بے شک! اللہ عزوجل نے نیکیاں اور برائیاں لکھ دیں" کے تحت فرماتے ہیں: اس سے مراد یا تو یہ ہے کہ اللہ عزوجل کے حکم سے فرشتوں نے نیکیاں اور برائیاں لوحِ محفوظ میں لکھ دیں یا بندے کی تقدیر میں تحریر فرمادیں یا یہ مراد ہے کہ نامۂ اعمال لکھنے والے فرشتے بندے کے نیک و بُرے اعمال لکھتے رہتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح، ۳/ ۳۸۴)

اُمتِ محمدِیہ پر ربِّ کریم کا خاص فضل وکرم:

اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ربِّ کریم کا خاص فضل وکرم ہے۔ اس کے دریائے رحمت کا کوئی کنارہ نہیں۔ وہ اپنے بندوں پر ستر ماؤں سے بھی زیادہ مہربان ہے۔ ہم گنہگاروں پر اس کا کتنا کرم واحسان ہے کہ وہ ہمیں نیکی کے ارادے پر بھی نیکی عطا فرماتا ہے اور ایک نیکی کے بدلے دس، سات سو بلکہ اس سے زیادہ جتنا چاہتا عطا فرماتا ہے۔ جبکہ گناہ کے ارادے پر گناہ نہیں ملتا بلکہ اس ارادے سے باز آنے پر بھی نیکی عطا فرماتا ہے اور اگر گناہ ہو جائے تو صرف ایک ہی گناہ لکھا جاتا ہے اگر وہ یہ کرم نہ فرماتا اور گناہ کے ارادے پر بھی گناہ ملتا یا ایک گناہ کے بدلے بھی کئی گناہ لکھے جاتے تو انسان بہت بڑی مشکل میں پھنس جاتا کیونکہ انسان کے بُرے خیالات اور بُرے اعمال نیک ارادوں اور نیک اعمال سے کہیں زیادہ ہوتے ہیں۔ اللہ عزوجل کے اس کرم کے باوجود بھی جو محروم رہ جائے تو وہ واقعی محروم ہے۔

انسان کو مختلف قسم کے خیالات آتے ہیں۔ پھر کبھی تو یہ خود بخود فوراً ہی ختم ہو جاتے، کبھی کچھ وقت کے بعد کسی وجہ سے ختم ہوتے اور کبھی ایسے پختہ ہوتے ہیں کہ انہیں عملی جامہ پہنا دیا جاتا ہے۔ تو ان اچھے بُرے خیالات پر عذاب وثواب ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے علمائے کرام رحمہم اللہ السلام نے خیالات کی 5 قسمیں بیان فرمائی ہیں۔

خیالات کی پانچ قِسمیں:

حضرتِ سَیِّدُ نا علامہ احمد صاوی مالکی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: خیالات پانچ قسم کے ہیں:

(1) ہاجِس: اچانک کسی چیز کا دل میں خیال آجانا۔

(2) خاطِر: دل میں کسی چیز کا بار بار خیال آنا۔

(3) حدیثِ نَفس: جس چیز کا خیال دل میں آیا ذہن اس کی طرف راغب ہو اور اس کے حصول کے لئے منصوبہ بنائے۔

(4) ھَم: یہ ہے کہ دل میں کسی چیز کا خیال آیا غالب جانب اسے حاصل کرنے کی ہو اور ضَرر ونقصان کے خوف کی وجہ سے مغلوب سا خیال اسے نہ کرنے کا ہو۔

(5) عَزم: "جب مغلوب جانب بھی زائل ہو جائے اور اپنے نفس کو اس کے حصول پر آمادہ کر کے اس چیز کے حصول کا پختہ ارادہ کر

Marfat.com

لے تو یہ عزم ہے۔ ھَاجِس، خَاطِر، حدیثِ نفس اور ھَم اگر گناہ کا ہو تو مؤاخذہ نہیں، ہاں نیکی کے ھَم میں اجر ہے اور عزم اگر گناہ کا ہے تو اس پر مواخذہ ہے اگرچہ گناہ نہ کر سکے۔ اسی طرح نیکی کے عزم پر ثواب ہے اگرچہ کسی وجہ سے نیکی نہ کر سکے۔

(حاشیۃ الصاوی، پ ۳، البقرۃ تحت الآیۃ: ۲۸۶، ۱/۲۴۳)

اِن پانچ مراتب کو اس مثال سے سمجھئے مثلاً ''کسی کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ وہ چوری کرے تو یہ خیال ھَاجِس ہے، اگر یہ خیال بار بار آئے تو خاطِر ہے، جب اس کا ذہن چوری کی طرف مائل ہو جائے اور وہ یہ منصوبہ بنائے کہ فلاں مکان میں چوری کرنی ہے، اس کی فلاں دیوار توڑنی ہے، فلاں راستے سے واپس آنا ہے وغیرہ تو یہ حدیثِ نفس ہے اور جب وہ چوری کا ارادہ کرلے اور غالب جانب چوری کرنے کی ہو لیکن مغلوب گمان یہ ہو کہ کہیں پکڑا نہ جاؤں لہٰذا چوری نہ کرنا ہی بہتر ہے، تو یہ ھَم ہے اور جب یہ مغلوب جانب بھی زائل ہو جائے اور وہ پختہ ارادہ کرلے کہ چوری ضرور کروں گا چاہے پکڑا ہی کیوں نہ جاؤں تو یہ عزم ہے۔ پہلے چار مرتبوں پر مواخذہ نہیں جبکہ پانچویں مرتبے یعنی عزم پر مواخذہ ہے اگرچہ وہ اپنے عزم پر کسی وجہ سے عمل نہ کر سکے، مثلاً چوری کے عزم سے وہ کسی مکان میں داخل ہوا تو معلوم ہوا کہ یہاں تو کچھ ہے ہی نہیں، لہٰذا واپس آ گیا تو اب اسے چوری کا گناہ ملے گا کیونکہ یہ چوری کا پختہ ارادہ کر چکا تھا اگر یہاں مال ہوتا ضرور چوری کرتا۔

تُوْبُوْا اِلَی اللہِ... اَسْتَغْفِرُ اللہ

حدیثِ مذکور میں نیکی و گناہ کا ذکر ہوا، مُفَسِّرِ شہیر حَکِیْمُ الْاُمَّت مُفْتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان نیکی اور گناہ کی تعریف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

نیکی و گناہ کی تعریف:

نیکی ہر وہ عمل ہے جو ثواب کا باعث ہو اور گناہ ہر وہ عمل ہے جو عذاب کا سبب ہے۔ لہٰذا ممنوعہ وقتوں میں نماز پڑھنا گناہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نمازیں یا جان فِدا کر دینا ثواب ہے۔ کبھی قضا نیکی ہو جاتی ہے اور ادا گناہ۔ (مراۃ المناجیح، ۳/ ۸۴ ملخصاً)

مولائے کائنات مولیٰ مشکل کُشا علی المرتضیٰ، شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنی نمازِ عصر حضور نبی کریم، رءوف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام پر قربان کر دی اور یارِ غار، عاشقِ اکبر حضرتِ سَیِّدُنا صِدِّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی جان حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کر دی۔ سرکارِ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ان دو واقعوں کو اشعار کی صورت میں یوں بیان فرماتے ہیں:

مولیٰ علی نے واری تری نیند پر نماز ۔۔۔ اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے

صدیق بلکہ غار میں جان اُس پہ دے چکے ۔۔۔ اور حفظِ جاں تو جانِ فروضِ غُرر کی ہے

ہاں تو نے اُن کو جان اُنہیں پھیر دی نماز ۔۔۔ پر وہ تو کر چکے تھے جو کرنی بشر کی ہے

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں ۔۔۔ اَصْلُ الْاُصُول بندگی اُس تاجور کی ہے

ایک ہی نیکی پر مختلف ثواب کیوں؟:

سوال: کبھی ایک نیکی پر دس کا ثواب کبھی سات سو کبھی اس سے بھی زیادہ ثواب ملتا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

Marfat.com

جواب: اس کی ایک توجیہ یہ ہے کہ ثواب میں یہ فرق عامل کی نیت اور عمل کے موقع محل کی وجہ سے ہے۔ جس کے عمل میں جتنا اخلاص زیادہ ہوگا اسے اتنا ہی زیادہ اَجر ملے گا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا سوا سیر جو خیرات کرنا ہمارے پہاڑوں برابر سونا خیرات کرنے سے افضل ہے کیونکہ ان کا اخلاص بہت اعلیٰ درجے کا تھا، انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قربت کی عظیم سعادت حاصل تھی، میرے آقا مدینے والے مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے صحابہ کو برا نہ کہو کیونکہ اگر تم میں سے کوئی اُحد (پہاڑ) جتنا سونا خیرات کرے تو ان (صحابہ کرام علیہم الرضوان) کے نہ ایک مُد کو پہنچے نہ آدھے کو۔

(بخاری، کتاب المناقب، باب قول النبی لو کنت متخذا خلیلا، ۲/۵۲۲، حدیث: ۳۶۷۳)

بَابُ بَیَانِ الْوَسْوَسَةِ فِی الْاِیْمَانِ وَمَا یَقُوْلُهُ مَنْ وَجَدَهَا

باب: ایمان میں وسوسہ کا بیان اور وسوسہ آنے کے وقت کیا کہے

248- حَدَّثَنِی زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِیرٌ عَنْ سُهَیْلٍ عَنْ اَبِیهِ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ جَاءَ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَی النَّبِیِّ فَسَاَلُوْهُ اِنَّا نَجِدُ فِیْ اَنْفُسِنَا مَا یَتَعَاظَمُ اَحَدُنَا اَنْ یَتَكَلَّمَ بِهٖ قَالَ اَوَقَدْ وَجَدْتُمُوْهُ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ ذَاكَ صَرِیْحُ الْاِیْمَانِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ ہمارے قلوب میں کچھ ایسے خیالات بھی آ جاتے ہیں جن کے بیان کرنے کو خود گناہ گردانتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خیالات واقعتا اس طرح کے آتے ہیں۔ وہ عرض گزار ہوئے: ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہی صریح ایمان ہے۔ (دکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:1،ص:176، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث:497، صحیح ابن حبان: ج:1،ص:362)

249- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِی عَدِیٍّ عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَبَلَةَ بْنِ اَبِی رَوَّادٍ وَاَبُو بَكْرِ بْنُ اِسْحٰقَ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُو الْجَوَّابِ عَنْ عَمَّارِ بْنِ رُزَیْقٍ كِلَاهُمَا عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِی صَالِحٍ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس حدیث کو روایت کرتے ہیں۔ (مرجع السابق)

250- حَدَّثَنَا یُوْسُفُ بْنُ یَعْقُوْبَ الصَّفَّارُ حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ هِشَامٍ عَنْ سُعَیْرِ بْنِ الْخِمْسِ عَنْ مُغِیْرَةَ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوَسْوَسَةِ فَقَالَ تِلْكَ مَحْضُ الْاِیْمَانِ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وسوسہ کے بارے میں پوچھا گیا تو ارشاد فرمایا: یہ تو محض ایمان ہے۔ (دکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:1،ص:127، معجم الکبیر: رقم الحدیث:10024، مسند الصحابۃ: ج:25،ص:47)

251- حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ مَعْرُوْفٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَاللَّفْظُ لِهَارُوْنَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ هِشَامٍ

عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ النَّاسُ يَتَسَائَلُوْنَ حَتّٰى يُقَالَ هٰذَا خَلَقَ اللهُ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللهَ فَمَنْ وَجَدَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ اٰمَنْتُ بِاللهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگ ایک دوسرے سے سوال کرتے جائیں گے یہاں تک کہ کہا جائے گا رب تعالیٰ کو پھر کس نے تخلیق کیا ہے پس جو یوں پائے تو وہ اس طرح کہے: میں رب تعالیٰ پر ایمان لے آیا ہوں۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1 ص: 124 سنن ابوداؤد برقم الحدیث: 4723، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 134)

252- وَحَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا اَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ الْمُؤَدِّبُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَاْتِي الشَّيْطٰنُ اَحَدَكُمْ فَيَقُوْلُ مَنْ خَلَقَ السَّمَآءَ مَنْ خَلَقَ الْاَرْضَ فَيَقُوْلُ اللهُ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِهِ وَزَادَ وَرُسُلِهِ

دوسری سند ہشام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کسی آدمی کے پاس شیطان آ کر کہتا ہے کہ آسمان کو کس نے تخلیق کیا ہے، زمین کو کس نے تخلیق کیا ہے وہ کہہ اٹھتا ہے: رب تعالیٰ نے۔ پھر آگے اسی کی مثل ذکر کیا اور اضافہ یہ ہے اور اس کے رسل پر۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1 ص: 124 شرح السنۃ: جز: 1 ص: 21، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 134)

253- حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيْعًا عَنْ يَعْقُوْبَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِي الشَّيْطٰنُ اَحَدَكُمْ فَيَقُوْلُ مَنْ خَلَقَ كَذَا وَ كَذَا حَتّٰى يَقُوْلَ لَهٗ مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ فَاِذَا بَلَغَ ذٰلِكَ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللهِ وَلْيَنْتَهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کسی آدمی کے پاس شیطان آ کر کہتا ہے: فلاں فلاں چیز کس نے تخلیق کی ہے یہاں تک کہ یہ بھی کہہ دیتا ہے کہ تمہارے رب کو کس نے تخلیق کیا ہے چنانچہ جس وقت کسی آدمی کو اس طرح کا معاملہ ہو جائے تو وہ شیطان مردود کے شر سے رب تعالیٰ کی پناہ طلب کرے اور دھیان کو اس وسوسہ سے ہٹالے۔

(احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1 ص: 125، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 10499، شرح السنۃ: جز: 1 ص: 21، صحیح ابن حبان: جز: 15 ص: 117)

254- وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ جَدِّيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِي الْعَبْدَ الشَّيْطٰنُ فَيَقُوْلُ مَنْ خَلَقَ كَذَا وَ كَذَا بِمِثْلِ حَدِيْثِ ابْنِ اَخِي ابْنِ شِهَابٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انسان کے پاس شیطان آ کر کہتا ہے: فلاں فلاں چیز کو کس نے تخلیق کیا ہے۔ آگے پچھلی حدیث کی مثل ہے۔ (مرجع السابق)

255- حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ جَدِّيْ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ النَّاسُ يَسْاَلُوْنَكُمْ عَنِ الْعِلْمِ

Marfat.com

حَتّٰی یَقُوْلُوْا هٰذَا اللّٰهُ خَلَقَنَا فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ قَالَ وَهُوَ اٰخِذٌ بِیَدِ رَجُلٍ فَقَالَ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ قَدْ سَاَلَنِیْ اثْنَانِ وَهٰذَا الثَّالِثُ اَوْ قَالَ سَاَلَنِیْ وَاحِدٌ وَّهٰذَا الثَّانِیْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگ تم سے علمی مباحثہ کرتے چلیں جائیں گے حتیٰ کہ کہہ اٹھیں گے ہمیں تو اللہ تعالیٰ نے تخلیق کیا ہے تو پھر رب تعالیٰ کو کس نے تخلیق کیا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس دوران کسی آدمی کے ہاتھ کو پکڑ رکھا تھا تو فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سچ ارشاد فرمایا ہے۔ مجھ سے بھی دو آدمیوں نے یہی سوال کیا اور یہ تیسرا شخص ہے۔ یا فرمایا: مجھ سے ایک نے تو یہی سوال کیا اور یہ پھر دوسرا شخص ہے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:1، ص:125، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث:242)

256-وَحَدَّثَنِیْهِ زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّیَعْقُوْبُ الدَّوْرَقِیُّ قَالَا حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ وَهُوَ ابْنُ عُلَیَّةَ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ لَا یَزَالُ النَّاسُ بِمِثْلِ حَدِیْثِ عَبْدِ الْوَارِثِ غَیْرَ اَنَّهٗ لَمْ یَذْكُرِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْاِسْنَادِ وَلٰكِنْ قَدْ قَالَ فِیْ اٰخِرِ الْحَدِیْثِ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ

یہ روایت دوسری سند سے بھی مروی لیکن آخر میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔ (مرجع السابق)

257-وَحَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الرُّوْمِیِّ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ وَهُوَ ابْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا یَحْیٰی حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَزَالُوْنَ یَسْاَلُوْنَكَ یَا اَبَا هُرَیْرَةَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا هٰذَا اللّٰهُ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ قَالَ فَبَیْنَا اَنَا فِی الْمَسْجِدِ اِذْ جَاءَنِیْ نَاسٌ مِّنَ الْاَعْرَابِ فَقَالُوْا یَا اَبَا هُرَیْرَةَ هٰذَا اللّٰهُ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ قَالَ فَاَخَذَ حَصًی بِكَفِّهٖ فَرَمَاهُمْ بِهٖ ثُمَّ قَالَ قُوْمُوْا قُوْمُوْا صَدَقَ خَلِیْلِیْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم سے لوگ یونہی کرتے چلے جائیں گے کہ رب تعالیٰ تو واقعی ہے مگر رب تعالیٰ کو کس نے تخلیق کیا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ ہم مسجد کے اندر تھے ایسے وقت میں چند اعرابی لوگ حاضر ہوئے اور انہوں نے کہا: اے ابوہریرہ! اللہ تعالیٰ تو واقعی ہے مگر رب تعالیٰ کو کس نے تخلیق کیا ہے۔ اس پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مٹھی بھر کر ان کی جانب کنکریاں پھینک دیں پھر فرمایا: کھڑے ہو کر نکل کھڑے ہو میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا تھا۔ (مرجع السابق)

258-حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا كَثِیْرُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ الْاَصَمِّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَیْرَةَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیَسْاَلَنَّكُمُ النَّاسُ عَنْ كُلِّ شَیْءٍ حَتّٰی یَقُوْلُوا اللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ فَمَنْ خَلَقَهٗ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم سے لوگ ہر چیز کے متعلق سوال کرتے چلے جائیں گے حتیٰ کہ کہہ اٹھیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے تو ہر چیز کی تخلیق کی ہے مگر رب تعالیٰ کی کس نے تخلیق کی ہے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:1، ص:126، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث:238، مسند احمد: رقم الحدیث:10534، مسند اسحاق بن راہویہ: رقم الحدیث:319)

259-حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ الْحَضْرَمِیُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَیْلٍ عَنْ مُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ عَنْ

Marfat.com

اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا يَزَالُوْنَ يَقُوْلُوْنَ مَا كَذَا مَا كَذَا حَتّٰى يَقُوْلُوْا هٰذَا اللهُ خَلَقَ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللهَ تَعَالٰى

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے محبوب! آپ کی امت ہر چیز کے متعلق سوال کرتی جائے گی کہ یہ کیا ہے، یہ کیا ہے؟ یہاں تک کہ وہ کہہ اٹھے گی کہ رب تعالیٰ نے سب مخلوق کی تخلیق کی ہے تو پھر رب تعالیٰ کی تخلیق کس نے کی ہے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج: 1 ص: 126)

260- وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ كِلَاهُمَا عَنِ الْمُخْتَارِ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ غَيْرَ اَنَّ اِسْحٰقَ لَمْ يَذْكُرْ قَالَ قَالَ اللهُ اِنَّ اُمَّتَكَ

دوسری سند سے سابق روایت ذکر ہے مگر اس میں تمہاری امت والے الفاظ نہیں۔ (مرجع السابق)

تشریح:

وسوسہ کے لغوی معنی ہیں نرم آواز۔ اصطلاح میں برے خیالات، فاسد فکر کو وسوسہ کہتے ہیں اور اچھے خیالات کو الہام۔ وسوسہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے، الہام رب کی طرف سے۔ حق یہ ہے کہ غیر نبی کا الہام شرعی حجت نہیں کیونکہ شبہ ہے کہ وہ شیطانی وسوسہ ہو۔ (از مرقات واشعۃ اللمعات)

روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یقیناً اللہ تعالیٰ نے میری امت سے ان کے دلی خطرات میں درگزر فرمادی ۱۔ جب تک کہ اس پر کام یا کلام نہ کرلیں ۲۔ (مسلم، بخاری)

شرح

۱۔ یعنی بُرے خیالات پر پکڑ نہیں یہ اس امت کی خصوصیت ہے۔ پچھلی اُمتوں میں اس پر بھی پکڑ تھی۔ خیال رہے کہ بُرے خیالات اور ہیں، بُرا ارادہ کچھ اور، بُرے ارادے پر پکڑ ہے حتّٰی کہ ارادۂ کفر، کفر ہے۔ شیخ عبدالحق فرماتے ہیں کہ جو بُرا خیال دل میں بے اختیار اچانک آجاتا ہے اسے ہاجس کہتے ہیں یہ آنی فانی ہوتا ہے۔ آیا اور گیا یہ پچھلی امتوں پر بھی معاف تھا ہم کو بھی معاف۔ لیکن جو دل میں باقی رہ جائے وہ ہم پر معاف ہے اُن پر معاف نہ تھا اور اگر اس کے ساتھ دل میں لذت اور خوشی پیدا ہو اسے ھَم کہا جاتا ہے۔ اس پر بھی پکڑ نہیں اور اگر اس کے ساتھ کر گزرنے کا ارادہ بھی ہو تو وہ عزم ہے اس کی پکڑ ہے۔ خیال رہے کہ ارادۂ گناہ اگرچہ گناہ ہے مگر اس پر حد نہیں۔ ارادۂ زنا گناہ ہے، مگر زنا نہیں۔

۲۔ یعنی قولی گناہ میں کلام کا اعتبار ہے اور فعلی میں کام کا۔

روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ حضور کے صحابہ میں سے کچھ حضرات حضور صلی اللہ علیہ سلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے پوچھنے لگے کہ ہم اپنے دلوں میں ایسے خیالات محسوس کرتے ہیں کہ انہیں بیان کرنا بہت بڑا گناہ معلوم ہوتا ہے ۱۔ فرمایا کہ کیا تم نے یہ بات پائی ہے ۲۔ عرض کیا ہاں فرمایا یہ کھلا ہوا ایمان ہے ۳۔ (مسلم)

Marfat.com

شرح

ا۔ یہ صحابہ کے کمال ایمان کی دلیل ہے کہ وسوسہ پر عمل کرنا تو کیا معنی اسے زبان پر لاتے بھی گھبراتے ہیں۔

۲۔ وسوسہ آیا اُسے بڑا برا سمجھنا۔

۳۔ یعنی وسوسے آنا کمال ایمان کی دلیل ہے کیونکہ چور بھرے گھر میں ہی جاتا ہے اور شیطان مؤمن کی فکر میں زیادہ رہتا ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ فرماتے ہیں: کہ جو نماز وسوسہ سے خالی ہو وہ نماز یہود و نصاریٰ کی ہے۔ (مرقات) یا وسوسوں کو برا سمجھنا عین ایمان ہے کیونکہ کافر تو انہیں اچھا سمجھ کر اس پر ایمان لے آتے ہیں۔

روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں سے کسی کے پاس شیطان آتا ہے ا۔ تو اس سے کہتا ہے کہ فلاں چیز کس نے پیدا کی فلاں کس نے؟ یہاں تک کہ کہتا ہے تمہارے رب کو کس نے پیدا کیا ۲۔ جب اس حد کو پہنچے تو اعوذ باللہ پڑھ لو اور اس سے باز رہو ۳۔ (بخاری، مسلم)

شرح

ا۔ یا تو خود ابلیس کیونکہ وہ تمام دنیا پر نظر رکھتا ہے اور سب میں چکر لگاتا رہتا ہے۔ یا قرین جو ہر ایک انسان کا الگ الگ شیطان ہے اور ہر وقت اس کے ساتھ رہتا ہے یا بُرا انسان جو ایسی باتیں کر کے لوگوں کو بہکائے۔

۲۔ حالانکہ پیداوہ چیز کی ہے جو ناپید بھی ہو سکے، رب تعالیٰ واجب الوجود ہے اُسے کون پیدا کرے، عرضیات کی انتہا ذاتی پر ہے، تمام تارے سورج سے روشن ہیں، مگر سورج کسی سے روشن نہیں۔

۳۔ یعنی اس کا جواب سوچنے کی کوشش بھی مت کرو ورنہ شیطان سوال در سوال کرے گا۔ "اَعُوْذُ" پڑھ کر اسے بھگا دو ہر سوال کا جواب نہیں دیا جاتا۔ رب نے شیطان کے سجدہ نہ کرنے پر اس کے دلائل کا جواب نہ دیا بلکہ فرمایا: "فَاخْرُجْ مِنْهَا"۔ خیال رہے کہ "اَعُوْذُ بِاللهِ" دفع شیطان کے لئے اکسیر ہے۔

روایت ہے ان ہی سے فرماتے ہیں فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگ ایک دوسرے سے پوچھتے رہیں گے یہاں تک کہ کہا جائے گا کہ یہ مخلوق تو اللہ نے پیدا کی تو اللہ کو کس نے پیدا کیا ا۔ تو جو ان میں سے کچھ پائے وہ کہے میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا ۲۔

(بخاری، مسلم)

شرح

ا۔ جیسا کہ آج خدا کے منکر دہریئے کہتے ہیں۔ قربان جاؤں اس عالم غیوب رسول کے جنہوں نے قیامت تک ہونے والے واقعات کی خبر دے دی۔ مجھ سے کراچی میں بعینہ یہ سوال ایک شخص نے کیا تھا میرے منہ سے نکلا "صَدَقَ رَسُوْلُ اللهِ"۔

۲۔ یعنی بلا دلیل عقلی اس کی ذات و صفات کو مان لیا، اس حدیث کی بنا پر بعض علماء علم کلام پڑھنا اور پڑھانا ناپسند کرتے ہیں۔ مگر بعض علماء نے حالاتِ زمانہ دیکھتے ہوئے اسے سیکھا اور سکھایا مگر شبہات ڈالنے کے لیے نہیں بلکہ شبہات نکالنے کے لیے دونوں اللہ کو پیارے ہیں۔ خیال رہے کہ مسئول تو کافر نہ ہوگا مگر سائل اگر شبہ کی بنا پر یہ پوچھتا ہے تو کافر ہے اور اگر جواب معلوم کرنے کے لیے

Marfat.com

تو جھتا ہے تو نہیں۔

روایت ہے ابن عباس سے کہ حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور بولا کہ میں اپنے دل میں ایسے خیالات محسوس کرتا ہوں کہ وہ بولنے سے جل کر کوئلہ ہو جانا زیادہ پسند ہے ا۔ فرمایا خدا کا شکر ہے جس نے ان خیالات کو وسوسہ بنا دیا ۲۔ (ابوداؤد)

شرح

ا۔ یعنی عقائد اسلامیہ، ذات وصفات الٰہی، یا محامد مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسے برے خیالات آتے ہیں کہ مجھے ان کا قبول کرنا تو کیا اتنا برا معلوم ہوتا ہے کہ جل کر کوئلہ ہونا منظور ہے۔ مگر ان کا بولنا منظور نہیں۔ سبحان اللہ! یہ ہے وہ خوف الٰہی جو حضور کی صحبت کی برکت سے صحابہ کو نصیب ہوا یہ خوف ایمانی کی دلیل ہے۔

۲۔ یعنی رب نے ایسے خیالات کو وسوسہ میں داخل فرمایا جن پر کوئی پکڑ نہ رکھی وہ کریم بندے کی مجبوری و معذوری جانتا تھا۔''

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ا، کتاب الایمان، فصل اول تحت: باب الوسوسۃ)

بَابُ وَعِيْدِ مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ مُسْلِمٍ بِيَمِيْنٍ فَاجِرَةٍ بِالنَّارِ

باب: جھوٹی قسم کھا کر کسی مسلمان کے حق کھانے والے کے لئے جہنم کی وعید

261-حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ جَمِيعًا عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا الْعَلَاءُ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ مَوْلَى الْحُرَقَةِ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ كَعْبٍ السُّلَمِيِّ عَنْ أَخِيهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِيَمِينِهِ فَقَدْ أَوْجَبَ اللَّهُ لَهُ النَّارَ وَحَرَّمَ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ وَإِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيرًا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ وَإِنْ قَضِيبًا مِنْ أَرَاكٍ

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی جھوٹی قسم کے ذریعہ سے کسی مسلمان کے حق پر قابض ہو جائے تو رب تعالیٰ اس کے اوپر دوزخ واجب فرما دیتا ہے اور جنت حرام فرما دیتا ہے۔ ایک آدمی عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! چاہے وہ معمولی سی چیز ہی کیوں نہ ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چاہے وہ پیلو کے درخت کی ایک شاخ ہی کیوں نہ ہو۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1، ص: 153، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 5980، معجم الاوسط: رقم الحدیث: 9219، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 796)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کا تعارف:

ابوامامہ باہلی: آپ ابوامامہ صدی ابن عجلان باہلی ہیں، اولاً مصر میں حمص میں رہے وہاں ہی وفات پائی، آپ شام کے آخری صحابی ہیں کہ آپ کی وفات سے زمین شام صحابہ سے خالی ہوئی ۹۱ھ اکیانوے میں آپ کی وفات ہوئی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم تحت حالات صحابہ وتابعین)

Marfat.com

262-وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ وَهَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللهِ جَمِیْعًا عَنْ اَبِیْ اُسَامَةَ عَنِ الْوَلِیْدِ بْنِ كَثِیْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَخَاهُ عَبْدَ اللهِ بْنَ كَعْبٍ یُحَدِّثُ اَنَّ اَبَا اُمَامَةَ الْحَارِثِیَّ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ

دوسری سند کے ساتھ یونہی روایت ہے جو سابق میں ہے۔

263-وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِیْعٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَیْرٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ وَوَكِیْعٌ ح وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ الْحَنْظَلِیُّ وَاللَّفْظُ لَهٗ اَخْبَرَنَا وَكِیْعٌ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى یَمِیْنِ صَبْرٍ یَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ هُوَ فِیْهَا فَاجِرٌ لَقِیَ اللهَ وَهُوَ عَلَیْهِ غَضْبَانُ قَالَ فَدَخَلَ الْاَشْعَثُ بْنُ قَیْسٍ فَقَالَ مَا یُحَدِّثُكُمْ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالُوْا كَذَا وَكَذَا قَالَ صَدَقَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فِیَّ نَزَلَتْ كَانَتْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ رَجُلٍ اَرْضٌ بِالْیَمَنِ فَخَاصَمْتُهٗ اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلْ لَكَ بَیِّنَةٌ فَقُلْتُ لَا قَالَ فَیَمِیْنُهٗ قُلْتُ اِذَنْ یَحْلِفُ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى یَمِیْنِ صَبْرٍ یَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ هُوَ فِیْهَا فَاجِرٌ لَقِیَ اللهَ وَهُوَ عَلَیْهِ غَضْبَانُ فَنَزَلَتْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللهِ وَاَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا اِلٰى اٰخِرِ الْاٰیَةِ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس آدمی نے کسی مسلمان کے حق کو مارنے کی خاطر جھوٹی قسم اٹھائی تو بروزِ حشر جس وقت وہ اللہ تعالیٰ سے ملے گا تو اس سے رب تعالیٰ پھر ناراض ہوگا۔ حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ اسی وقت آ گئے اور انہوں نے دریافت کیا کہ ابوعبداللہ نے کیا بیان کیا ہے۔ لوگوں نے اس حدیث کو بیان کیا۔ حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابوعبدالرحمن نے سچ فرمایا۔ یہ حکم میرے متعلق ہی اترا تھا۔ یمن میں شرکت کے طور پر ایک شخص کے ساتھ میری زمین تھی۔ میرا اس زمین کے متعلق اختلاف پیدا ہوگیا تو مجھے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارے پاس کوئی گواہ ہے۔ میں نے عرض گزار ہوا: نہیں۔ ارشاد فرمایا: پھر اس آدمی کی قسم پر فیصلہ کیا جائے گا۔ میں عرض گزار ہوا: یارسول اللہ ﷺ! اس نے پھر تو جھوٹی قسم اٹھا لینی ہے۔ ارشاد فرمایا: جو آدمی کسی مسلمان کے مال کو کھانے کی غرض سے جھوٹی قسم کھائے تو بروزِ حشر جس وقت وہ اللہ تعالیٰ سے ملے گا تو رب تعالیٰ اس پر ناراض ہوگا اس پر اس آیت کریمہ کا نزول ہوا: جو لوگ اللہ تعالیٰ کے عہد اور اس کی قسموں کے عوض متاعِ قلیل کو لیتے ہیں ان کا آخرت میں کچھ بھی حصہ نہیں۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:1، ص:164، معجم الاوسط: جز:4، ص:380، معجم الصغیر: رقم الحدیث: 677، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 644)

264-حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ اَخْبَرَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى یَمِیْنٍ یَسْتَحِقُّ بِهَا مَالًا هُوَ فِیْهَا فَاجِرٌ لَقِیَ اللهَ وَهُوَ عَلَیْهِ غَضْبَانُ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِیْثِ الْاَعْمَشِ غَیْرَ اَنَّهٗ قَالَ كَانَتْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ رَجُلٍ خُصُوْمَةٌ فِیْ بِئْرٍ فَاخْتَصَمْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ

وَسَلَّمَ فَقَالَ شَاهِدَاكَ أَوْ يَمِينُهُ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی کسی مسلمان کے مال کو ناحق طور پر حاصل کرنے کے لئے جھوٹی قسم کھائے گا تو وہ بروز حشر جس وقت اللہ تعالیٰ سے ملے گا تو رب تعالیٰ اس آدمی پر ناراض ہوگا۔ آگے سابق حدیث کی مانند ہے۔ مگر زمین کی جگہ کنویں کے تنازع والے معاملہ کا ذکر۔ (مرجع السابق)

265- وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ جَامِعِ بْنِ أَبِي رَاشِدٍ وَعَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَعْيَنَ سَمِعَا شَقِيقَ بْنَ سَلَمَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ حَلَفَ عَلَى مَالِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقِّهِ لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ قَالَ عَبْدُ اللهِ ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِصْدَاقَهُ مِنْ كِتَابِ اللهِ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا إِلَى آخِرِ الْآيَةِ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی کسی مسلمان کے مال کو ناحق طور پر لینے کی خاطر جھوٹی قسم کھائے گا تو جس وقت بروز حشر اللہ تعالیٰ سے ملے گا اللہ تعالیٰ اس شخص پر ناراض ہوگا۔ پھر ہمارے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: جو لوگ اللہ تعالیٰ کے عہد اور اس کی قسموں کے عوض متاع قلیل لیا کرتے ہیں۔ ان کا آخرت میں کچھ بھی حصہ نہیں۔ الآیۃ (مرجع السابق)

266- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ وَأَبُو عَاصِمٍ الْحَنَفِيُّ وَاللَّفْظُ لِقُتَيْبَةَ قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ حَضْرَمَوْتَ وَرَجُلٌ مِنْ كِنْدَةَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الْحَضْرَمِيُّ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ هَذَا قَدْ غَلَبَنِي عَلَى أَرْضٍ لِي كَانَتْ لِأَبِي فَقَالَ الْكِنْدِيُّ هِيَ أَرْضِي فِي يَدِي أَزْرَعُهَا لَيْسَ لَهُ فِيهَا حَقٌّ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَضْرَمِيِّ أَلَكَ بَيِّنَةٌ قَالَ لَا قَالَ فَلَكَ يَمِينُهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ الرَّجُلَ فَاجِرٌ لَا يُبَالِي عَلَى مَا حَلَفَ عَلَيْهِ وَلَيْسَ يَتَوَرَّعُ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَ لَيْسَ لَكَ مِنْهُ إِلَّا ذَلِكَ فَانْطَلَقَ لِيَحْلِفَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أَدْبَرَ أَمَا لَئِنْ حَلَفَ عَلَى مَالِهِ لِيَأْكُلَهُ ظُلْمًا لَيَلْقَيَنَّ اللهَ وَهُوَ عَنْهُ مُعْرِضٌ

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں دو اشخاص آئے۔ ایک تو حضر موت سے تھا اور دوسرا کندہ سے تھا۔ حضر موت والے نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس آدمی نے میرے باپ کی جانب سے ملی ہوئی زمین پر قبضہ جما لیا ہے۔ کندہ والے نے عرض کیا: وہ تو میری ہی زمین ہے۔ اور میرے استعمال میں ہے۔ میں ہی اس کی کاشت کاری کرتا ہوں اس میں اس آدمی کا کچھ بھی حق نہیں ہے۔ حضر موت والے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تیرے پاس گواہ ہیں۔ وہ عرض گزار ہوئے: نہیں۔ ارشاد فرمایا: تو ٹھیک ہے پھر اس آدمی کی قسم پر فیصلہ ہوگا۔ حضر موت والے نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

Marfat.com

یہ تو جھوٹا شخص ہے جھوٹی قسم اٹھالے گا۔ یہ تو کسی بھی چیز سے نہیں بچ پاتا۔ ارشاد فرمایا: تیرے لئے اس کے علاوہ دوسری کوئی بات نہیں۔
جس وقت کندی قسم کھانے کے لئے مڑا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر اس آدمی نے اس کے مال کو ہڑپ کرنے کے لئے قسم کھائی تو اس سے جس وقت رب تعالیٰ ملاقات کرے گا تو وہ اس سے ناراض ہوگا۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: ج:3، ص:484، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 17، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 3247، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 20291)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کا تعارف

وائل ابن حجر: آپ حضرمی ہیں، حضرموت کے سرداروں میں سے آپ بھی سردار تھے آپ کے والد یعنی حجر وہاں کے بادشاہ تھے وائل حضور کی خدمت میں وفد بن کر آئے حضور انور نے آپ کی آمد سے پہلے خبر دیدی کہ وائل ابن حجر دور دراز زمین حضرموت سے بخوشی و رغبت اللہ رسول کی طرف آرہے ہیں وہ بادشاہوں کی اولاد ہیں جب آپ حضور انور کے پاس پہنچے تو حضور انور نے مرحبا کہا اپنے پاس بلایا ان کے واسطے اپنی چادر شریف بچھادی اس پر انہیں بٹھایا اور دعا کی کہ وائل ان کی اولاد اولاد کی اولاد ان کی اولاد میں برکت دے اور حضرموت کے قبیلوں کا سردار بنایا آپ کے بیٹے عبدالجبار اور علقمہ وغیرہم آپ سے روایات لیتے ہیں۔
(الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابوعبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ و تابعین)

267- وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ أَبِي الْوَلِيدِ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَاهُ رَجُلَانِ يَخْتَصِمَانِ فِي أَرْضٍ فَقَالَ أَحَدُهُمَا إِنَّ هٰذَا انْتَزٰى عَلٰى أَرْضِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَهُوَ امْرُؤُ الْقَيْسِ بْنُ عَابِسٍ الْكِنْدِيُّ وَخَصْمُهُ رَبِيعَةُ بْنُ عِبْدَانَ قَالَ بَيِّنَتُكَ قَالَ لَيْسَ لِي بَيِّنَةٌ قَالَ يَمِينُهُ قَالَ إِذَنْ يَّذْهَبُ بِهَا قَالَ لَيْسَ لَكَ إِلَّا ذَاكَ قَالَ فَلَمَّا قَامَ لِيَحْلِفَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اقْتَطَعَ أَرْضًا ظُلْمًا لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ قَالَ إِسْحٰقُ فِي رِوَايَتِهِ رَبِيعَةُ بْنُ عِيْدَانَ

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر تھا۔ کہ اس دوران دو آدمی زمین کے متعلق تنازع کرتے ہوئے حاضر ہوئے۔ ایک عرض گزار ہوا جس کا نام امراء القیس بن عابس کندی تھا۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! زمانہ جاہلیت میں اس آدمی نے میری زمین پر قبضہ جمالیا تھا۔ اس کا حریف ربیعہ بن عبدان تھا۔ ارشاد فرمایا: تمہارے پاس گواہ ہیں۔ وہ عرض گزار ہوا: نہیں۔ ارشاد فرمایا: پھر تو اس پر قسم ہوگی۔ وہ عرض گزار ہوا: پھر تو یہ میری زمین کو ہڑپ کر جائے گا۔ ارشاد فرمایا: تمہارا سوائے قسم کے کوئی بھی استحقاق نہیں ہے۔ جب اس کا مخالف قسم کھانے کے لئے تیار ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی ظلم سے کسی کی زمین پر قابض ہو جائے تو وہ جس وقت اللہ تعالیٰ سے ملے گا رب تعالیٰ اس سے ناراض ہوگا۔ کہا: اسحاق کی روایت میں اس کا نام ربیعہ بن عبدان ہے۔ (مرجع السابق)

تشریح:

بہت زیادہ قسمیں اٹھانے کی وجہ سے اللہ عزوجل کی ناراضگی کا سامنا کرنے سے بچو، کیونکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ

ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بنالو۔ (پ2، البقرۃ:224)

جھوٹی قسم کی سزا:

اسرائیلیات میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام نے عرض کی: یارب عزوجل! جو تیرے نام کی جھوٹی قسم اٹھائے اس کی سزاء کیا ہے؟ فرمایا: میں اس کی زبان کو آگ کے دو انگاروں کے درمیان پاٹ دوں گا۔ عرض کیا: یارب عزوجل! تو جو جھوٹی قسم کے ذریعے کسی مسلمان کا مال لوٹ لے اس کی سزا کیا ہے؟ فرمایا: میں جنت سے اس کا حصہ کاٹ دوں گا۔

عظمتِ خداوندی عزوجل سے ناواقف:

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ پاک ہے: اللہ عزوجل نے مجھے اس بات کا اذن دیا ہے کہ میں حاملین عرش میں سے ایک فرشتے کا تذکرہ کروں، اُس کے قدم سب سے نچلی زمین میں گڑے ہوئے ہیں اور اس کی گردن عرش سے متصل ہے، وہ اپنا سر اٹھا کر عرض کرتا ہے: یاالٰہی عزوجل! تو کتنا عظیم ہے۔ تو اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: جو میرے نام کی جھوٹی قسم اٹھاتا ہے وہ میری عظمت کو نہیں جانتا۔ (رواہ الحاکم، کتاب الایمان، باب تسبیح دیک رجلاہ...الخ، الحدیث، ۷۸۸۳، ج ۵ ص ۴۲۲ بنحوہ وبتصرفہ)

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى اَنَّ مَنْ قَصَدَ اَخْذَ مَالِ غَيْرِهِ بِغَيْرِ حَقٍّ كَانَ الْقَاصِدُ مُهْدَرَ الدَّمِ فِي حَقِّهِ وَاِنْ قُتِلَ كَانَ فِي النَّارِ وَاَنَّ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ

باب: اس بات پر دلیل کہ غیر کا مال ناحق چھین لینے والے کا خون مباح اور اگر قتل کیا گیا لڑائی کرتے وقت تو جہنمی ہے اور جس کا مال ہے وہ قتل کیا گیا تو وہ شہید ہے

268-حَدَّثَنِي اَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ جَاءَ رَجُلٌ يُرِيدُ اَخْذَ مَالِي قَالَ فَلَا تُعْطِهِ مَالَكَ قَالَ اَرَاَيْتَ اِنْ قَاتَلَنِي قَالَ قَاتِلْهُ قَالَ اَرَاَيْتَ اِنْ قَتَلَنِي قَالَ فَاَنْتَ شَهِيدٌ قَالَ اَرَاَيْتَ اِنْ قَتَلْتُهُ قَالَ فَهُوَ فِي النَّارِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں ایک آدمی حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! یہ بیان فرمائیے کہ اگر کوئی آدمی میرے مال کو چھیننے لگ جائے تو میں اس پر کیا کارروائی کروں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کے حوالے نہ کرو۔ وہ عرض گزار ہوا: اگر وہ لڑائی کرنے لگ جائے تو؟ ارشاد فرمایا: تم اپنے بچاؤ کرنے میں لڑو۔ وہ عرض گزار ہوا: اگر مجھے وہ قتل کر ڈالے تو؟ ارشاد فرمایا: تو پھر تم شہید ہو گے۔ وہ عرض گزار ہوا: اگر میں اس کو قتل کر ڈالوں تو؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے

Marfat.com

ارشاد فرمایا: وہ دوزخی ہوگا۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 5856، شرح السنۃ: ج: 1، ص: 626، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 126، مسند الصحابۃ: رقم حدیث: 497)

269-حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَإِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَأَلْفَاظُهُمْ مُتَقَارِبَةٌ قَالَ إِسْحَقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ الْأَحْوَلُ أَنَّ ثَابِتًا مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ لَمَّا كَانَ بَيْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَبَيْنَ عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ مَا كَانَ تَيَسَّرُوا لِلْقِتَالِ فَرَكِبَ خَالِدُ بْنُ الْعَاصِ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو فَوَعَظَهُ خَالِدٌ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ

عمرو بن عبدالرحمن کے غلام ثابت کا بیان ہے کہ جس وقت حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور عتبہ بن سفیان کے درمیان اختلاف ہوگیا اور وہ دونوں لڑائی کرنے کے واسطے بالکل تیار ہو چکے تو خالد بن ابی العاص سوار ہو کر اسی دوران حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کو لڑائی کرنے سے روکا۔ اس پر حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم کو پتہ نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو اپنے مال کو بچانے میں مارا گیا تو وہ شہید ہے۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 5855، مسند الصحابۃ: ج: 31، ص: 261)

270-وَحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ ح وَحَدَّثَنَاهُ أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ النَّوْفَلِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

ابن جریج اسی اسناد کے ساتھ اس کی مثل بیان کرتے ہیں۔

بَابُ اسْتِحْقَاقِ الْوَالِي الْغَاشِّ لِرَعِيَّتِهِ النَّارَ

باب: رعایا کے ساتھ خیانت کرنے والے حاکم کے لئے دوزخ کی سخت وعید

271-حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْهَبِ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ عَادَ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ زِيَادٍ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ الْمُزَنِيَّ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ قَالَ مَعْقِلٌ إِنِّي مُحَدِّثُكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ عَلِمْتُ أَنَّ لِي حَيَاةً مَا حَدَّثْتُكَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْتَرْعِيهِ اللَّهُ رَعِيَّةً يَمُوتُ يَوْمَ يَمُوتُ وَهُوَ غَاشٌّ لِرَعِيَّتِهِ إِلَّا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ

حسن کا بیان ہے کہ عبیداللہ بن زیاد حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کے مرض الوصال میں ان کی تیمارداری کی خاطر حاضر ہوا۔ تو حضرت معقل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تم کو ایسی حدیث بیان کرنے لگا ہوں جسے میں نے خود ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے اگر مجھے یہ خیال ہوتا کہ میں تھوڑی مدت مزید بھی زندہ رہ پاؤں گا تو میں تمہیں اس حدیث کو نہ سناتا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس آدمی کو رب تعالیٰ نے لوگوں کا حاکم بنایا ہو اور وہ حاکم ان کے حقوق میں خیانت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے اوپر جنت کو حرام کر

دے گا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج: 1، ص: 153، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 472، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 16416، سنن دارمی: رقم الحدیث: 2852)

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کا تعارف:

معقل ابن یسار: آپ مزنی ہیں، بیعت الرضوان میں شریک ہوئے، بصرہ میں رہے نہر معقل آپ ہی کی طرف منسوب ہے، ۶۰ ھ میں وفات پائی عبید اللہ ابن زیاد کی حکومت میں۔ (الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم تحت حالات صحابہ و تابعین)

272- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ دَخَلَ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ زِيَادٍ عَلَى مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ وَهُوَ وَجِعٌ فَسَأَلَهُ فَقَالَ إِنِّي مُحَدِّثُكَ حَدِيثًا لَمْ أَكُنْ حَدَّثْتُكَهُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَسْتَرْعِي اللَّهُ عَبْدًا رَعِيَّةً يَمُوتُ حِينَ يَمُوتُ وَهُوَ غَاشٌّ لَهَا إِلَّا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ قَالَ أَلَا كُنْتَ حَدَّثْتَنِي هَذَا قَبْلَ الْيَوْمِ قَالَ مَا حَدَّثْتُكَ أَوْ لَمْ أَكُنْ لِأُحَدِّثَكَ

حسن سے یہی روایت ہے کہ جس کے آخری الفاظ یہ ہیں: عبیداللہ بن زیاد نے کہا: تم نے یہ حدیث آج سے قبل کیونکر نہ سنائی تو حضرت معقل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس وقت سے قبل اس حدیث کو نہیں سنانا چاہتا تھا۔ (مرجع السابق)

273- وَحَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ يَعْنِي الْجُعْفِيَّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ هِشَامٍ قَالَ قَالَ الْحَسَنُ كُنَّا عِنْدَ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ نَعُودُهُ فَجَاءَ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ زِيَادٍ فَقَالَ لَهُ مَعْقِلٌ إِنِّي سَأُحَدِّثُكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ذَكَرَ بِمَعْنَى حَدِيثِهِمَا

حسن سے مثل سابق روایت کی مانند ہے۔ (مرجع السابق)

274- وَحَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحَقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ زِيَادٍ عَادَ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ فِي مَرَضِهِ فَقَالَ لَهُ مَعْقِلٌ إِنِّي مُحَدِّثُكَ بِحَدِيثٍ لَوْلَا أَنِّي فِي الْمَوْتِ لَمْ أُحَدِّثْكَ بِهِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ أَمِيرٍ يَلِي أَمْرَ الْمُسْلِمِينَ ثُمَّ لَا يَجْهَدُ لَهُمْ وَيَنْصَحُ إِلَّا لَمْ يَدْخُلْ مَعَهُمُ الْجَنَّةَ

ابوالملیح سے مثل سابق روایت ہے جس کے آخری الفاظ میں تغیر ہے وہ یہ ہیں کہ حضرت معقل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو آدمی مسلمانوں کا حاکم بنایا جائے اور وہ ان کی بہتری اور خیر خواہی کی خاطر کوشاں نہ ہو تو وہ ان کے ساتھ جنت میں داخل نہ ہوگا۔ (مرجع السابق)

بَابُ رَفْعِ الْأَمَانَةِ وَالْإِيمَانِ مِنْ بَعْضِ الْقُلُوبِ وَعَرْضِ الْفِتَنِ عَلَى الْقُلُوبِ

باب: بعض قلوب سے ایمان اور امانت کا اٹھ جانا اور دلوں پر فتنہ کا طاری ہو جانا

275- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو

Marfat.com

مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثَيْنِ قَدْ رَاَيْتُ اَحَدَهُمَا وَاَنَا اَنْتَظِرُ الْاٰخَرَ حَدَّثَنَا اَنَّ الْاَمَانَةَ نَزَلَتْ فِيْ جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ ثُمَّ نَزَلَ الْقُرْاٰنُ فَعَلِمُوْا مِنَ الْقُرْاٰنِ وَعَلِمُوْا مِنَ السُّنَّةِ ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنْ رَّفْعِ الْاَمَانَةِ قَالَ يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْاَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهٖ فَيَظَلُّ اَثَرُهَا مِثْلَ الْوَكْتِ ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْاَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهٖ فَيَظَلُّ اَثَرُهَا مِثْلَ الْمَجْلِ كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهٗ عَلٰى رِجْلِكَ فَنَفِطَ فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَّلَيْسَ فِيْهِ شَيْءٌ ثُمَّ اَخَذَ حَصًى فَدَحْرَجَهٗ عَلٰى رِجْلِهٖ فَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُوْنَ لَا يَكَادُ اَحَدٌ يُّؤَدِّي الْاَمَانَةَ حَتّٰى يُقَالَ اِنَّ فِيْ بَنِيْ فُلَانٍ رَجُلًا اَمِيْنًا حَتّٰى يُقَالَ لِلرَّجُلِ مَا اَجْلَدَهٗ مَا اَظْرَفَهٗ مَا اَعْقَلَهٗ وَمَا فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ اِيْمَانٍ وَّلَقَدْ اَتٰى عَلَيَّ زَمَانٌ وَّمَا اُبَالِيْ اَيَّكُمْ بَايَعْتُ لَئِنْ كَانَ مُسْلِمًا لَيَرُدَّنَّهٗ عَلَيَّ دِيْنُهٗ وَلَئِنْ كَانَ نَصْرَانِيًّا اَوْ يَهُوْدِيًّا لَيَرُدَّنَّهٗ عَلَيَّ سَاعِيْهِ وَاَمَّا الْيَوْمَ فَمَا كُنْتُ لِاُبَايِعَ مِنْكُمْ اِلَّا فُلَانًا وَّفُلَانًا

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو احادیث کو بیان کیا تھا جو کہ ایک تو پوری ہو گئی ہے۔ اور اب دوسری کا منتظر ہوں۔ ارشاد فرمایا: امانت لوگوں کے قلوب میں اتر گئی پھر قرآن مجید کا نزول ہوا۔ اور لوگوں نے قرآن مجید و حدیث مبارکہ کے علم کو حاصل کر لیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امانت کے اٹھ جانے کی خبر دی تو ارشاد فرمایا: ایک آدمی ذرا سی دیر سوئے گا اور امانت اس کے قلب سے خروج کر جائے گی اور صرف پھیکے رنگ کی مانند نشان باقی بچ رہے گا جیسے پاؤں کے تلے انگارہ آنے سے آبلہ ہو جایا کرتا ہے۔ جبکہ اس کے اندر ہوتا کچھ نہیں اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کنکر کو لئے اسے اپنے پاؤں پر مار کر ارشاد فرمایا: پھر لوگ خرید و فروخت کرنے لگ جائیں گے اور کوئی بھی ان میں امانت اور دیانت داری سے کام نہیں کر پائے گا۔ یہاں تک کہ کہا جائے گا: فلاں قبیلہ کے اندر ایک دیانت دار آدمی ہوتا تھا اور یہ وقت بھی آئے گا کہ لوگ کہیں گے: فلاں آدمی کس طرح کا ہوشیار، اچھے مزاج والا اور عقل مند ہے۔ مگر اس کے دل میں ایمان کا قطرہ ہی نہیں ہے پھر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک وقت وہ بھی تھا کہ جب میں ہر آدمی سے بغیر کسی پریشانی کے خرید و فروخت کر لیا کرتا تھا یہ سوچ کر کہ اگر یہ آدمی مسلمان ہے تو اس کا دین اسے خیانت کرنے سے روک دے گا۔ اور اگر وہ یہودی یا نصرانی ہے تو پھر حاکم کے ڈر سے خیانت والا کام ہرگز نہیں کرے گا مگر اس زمانہ میں میں فلاں فلاں آدمی کے علاوہ خرید و فروخت کرنے میں کسی پر بھی بھروسہ نہیں کرتا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج: 4، ص: 497، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 4063، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 20772، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 2105)

276- وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ وَوَكِيْعٌ ح وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ جَمِيْعًا عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ

اعمش سے یہ حدیث اس کی مثل روایت ہے۔

277- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ يَعْنِيْ سُلَيْمَانَ بْنَ حَيَّانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ طَارِقٍ

عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ فَقَالَ اَيُّكُمْ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ الْفِتَنَ فَقَالَ قَوْمٌ نَحْنُ سَمِعْنَاهُ فَقَالَ لَعَلَّكُمْ تَعْنُوْنَ فِتْنَةَ الرَّجُلِ فِيْ اَهْلِهِ وَمَالِهِ وَجَارِهِ قَالُوْا اَجَلْ قَالَ تِلْكَ تُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصِّيَامُ وَالصَّدَقَةُ وَلٰكِنْ اَيُّكُمْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ الْفِتَنَ الَّتِيْ تَمُوْجُ مَوْجَ الْبَحْرِ قَالَ حُذَيْفَةُ فَاَسْكَتَ الْقَوْمُ فَقُلْتُ اَنَا قَالَ اَنْتَ لِلّٰهِ اَبُوْكَ قَالَ حُذَيْفَةُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تُعْرَضُ الْفِتَنُ عَلَى الْقُلُوْبِ كَالْحَصِيْرِ عُوْدًا عُوْدًا فَاَيُّ قَلْبٍ اُشْرِبَهَا نُكِتَ فِيْهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ وَاَيُّ قَلْبٍ اَنْكَرَهَا نُكِتَ فِيْهِ نُكْتَةٌ بَيْضَاءُ حَتّٰى تَصِيْرَ عَلٰى قَلْبَيْنِ عَلٰى اَبْيَضَ مِثْلِ الصَّفَا فَلَا تَضُرُّهُ فِتْنَةٌ مَّا دَامَتِ السَّمٰوَاتُ وَالْاَرْضُ وَالْاٰخَرُ اَسْوَدُ مُرْبَادًّا كَالْكُوْزِ مُجَخِّيًا لَا يَعْرِفُ مَعْرُوْفًا وَّلَا يُنْكِرُ مُنْكَرًا اِلَّا مَا اُشْرِبَ مِنْ هَوَاهُ قَالَ حُذَيْفَةُ وَحَدَّثْتُهُ اَنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا يُوْشِكُ اَنْ يُّكْسَرَ قَالَ عُمَرُ كَسْرًا لَا اَبَا لَكَ فَلَوْ اَنَّهُ فُتِحَ لَعَلَّهُ كَانَ يُعَادُ قُلْتُ لَا بَلْ يُكْسَرُ وَحَدَّثْتُهُ اَنَّ ذٰلِكَ الْبَابَ رَجُلٌ يُّقْتَلُ اَوْ يَمُوْتُ حَدِيْثًا لَيْسَ بِالْاَغَالِيْطِ قَالَ اَبُوْ خَالِدٍ فَقُلْتُ لِسَعْدٍ يَّا اَبَا مَالِكٍ مَا اَسْوَدُ مُرْبَادًّا قَالَ شِدَّةُ الْبَيَاضِ فِيْ سَوَادٍ قَالَ قُلْتُ فَمَا الْكُوْزُ مُجَخِّيًا قَالَ مَنْكُوْسًا

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھے تو ہمیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی آدمی نے فتنوں کے متعلق سن رکھا ہے۔ کچھ نے ہم سے سنا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لگتا ہے تم نے فتنوں سے ان فتنوں کو مراد لیا ہے جو کسی آدمی کو اس کے اہل خانہ، مال اور ہمسایہ کے متعلق وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ اس پر انہوں نے ہاں کہا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان فتنوں کا کفارہ تو نماز، روزہ اور زکوٰۃ سے بھی اٹھ جائے گا۔ مگر تم میں سے کسی نے ایسے فتنوں کے متعلق سن رکھا ہے جو دریا کی مانند اٹھ اٹھ کر آئیں گے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس وقت سارے لوگوں نے سکوت کر لیا تو میں کہنے لگا کہ میں نے ان فتنوں کا تذکرہ سن رکھا ہے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے باپ پر رحم کرے جسے اللہ تعالیٰ نے آپ جیسا صاحبزادہ نوازا ہے تم نے اس کو ضرور سن رکھا ہوگا۔ پھر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ فتنے لوگوں کے دلوں میں یوں مسلسل پڑیں گے جیسے چٹائی کے تنکے ایک دوسرے کے اندر ملے ہوتے ہیں اور جو بھی دل ان فتنوں میں سے کسی بھی فتنہ کو لے گا اس کے اندر ایک سیاہ نقطہ ظاہر ہو جائے گا اور جو دل اسے نہ لے گا اس کے اندر سفید نقطہ ظاہر ہو جائے گا۔ پس اس زمانہ میں دو طرح کے دل ہوں گے ایک تو سفید جسے کوئی بھی چیز نقصان نہیں دے سکے گی۔ جس وقت تک زمین و آسمان قائم ہیں اور ایک تو سیاہ جو اوندھے پڑے ہوئے لوٹے کی مانند ہوگا۔ نہ تو نیکی پر گامزن ہوگا نہ ہی برائی سے رو کے گا۔ وہ صرف اپنی خواہشات پر عمل پیرا ہوگا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: مگر آپ کے اور ان فتنوں کے مابین ایک بند دروازہ ہے جو جلد ہی ٹوٹ جائے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ٹوٹ جائے گا۔ تمہارا باپ نہ رہے۔ اگر اس دروازہ کو کھول دیا جاتا تو وہ دوبارہ بند بھی ہو سکتا تھا۔ اس پر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں وہ ٹوٹ جائے گا۔ اور اس سے دروازہ سے

مراد ایسا آدمی ہے جسے قتل کر ڈالا جائے گا اور یہ تو صریح بات ہے۔ کوئی بجھارت نہیں۔ ابو خالد نے کہا کہ میں نے سعد سے کہا: اے ابو مالک! اسود مرباداً کا کیا معنیٰ ہے۔ تو انہوں نے کہا: سیاہ چیز کے اندر شدت کا سفید پن۔ میں نے کہا: کوزمجیا کا کیا معنیٰ ہے تو انہوں نے کہا: اوندھا لوٹا یا الٹا پڑا لوٹا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:4، ص:497، البحر الزخار: رقم الحدیث:2472، شرح السنۃ: جز:1، ص:1009، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث:143)

278- وَحَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ الْفَزَارِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو مَالِكٍ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ رِبْعِيٍّ قَالَ لَمَّا قَدِمَ حُذَيْفَةُ مِنْ عِنْدِ عُمَرَ جَلَسَ يُحَدِّثُنَا فَقَالَ إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَمْسِ لَمَّا جَلَسْتُ إِلَيْهِ سَأَلَ أَصْحَابَهُ أَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتَنِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي خَالِدٍ وَلَمْ يَذْكُرْ تَفْسِيرَ أَبِي مَالِكٍ لِقَوْلِهِ مُرْبَادًّا مُجَخِّيًا

ربعی کا بیان ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ جس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس سے اٹھ کر تشریف لائے تو کہا: کل میں جس وقت امیر المومنین کی خدمت میں حاضر تھا تو انہوں نے یہ فرمایا: تم میں سے کس آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فتنوں کے متعلق کسی حدیث کو سن رکھا ہے۔ آگے مثل سابق روایت ہے۔ (مرجع السابق)

279- وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَعَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَعُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ قَالُوا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ عُمَرَ قَالَ مَنْ يُحَدِّثُنَا أَوْ قَالَ أَيُّكُمْ يُحَدِّثُنَا وَفِيهِمْ حُذَيْفَةُ مَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ قَالَ حُذَيْفَةُ أَنَا وَسَاقَ الْحَدِيثَ كَنَحْوِ حَدِيثِ أَبِي مَالِكٍ عَنْ رِبْعِيٍّ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ قَالَ حُذَيْفَةُ حَدَّثْتُهُ حَدِيثًا لَيْسَ بِالْأَغَالِيطِ وَقَالَ يَعْنِي أَنَّهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم سے ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ تم میں سے کسی آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فتنوں کے متعلق کسی حدیث کو سن رکھا ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں میں نے سن رکھا ہے۔ آگے مثل سابق حدیث ہے۔ (مرجع السابق)

تشریح:

فتنوں اور اسلام کے درمیان حضرت عمر رضی اللہ عنہ دروازہ تھے، جب تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ ظاہری حیات میں رہے فتنے نہیں آسکے، اور یہ بات خود حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو معلوم تھی کہ ان کو شہید کر دیا جائے گا۔

(عمدۃ القاری، ج ۵، ص ۹، ۱۰، ادارۃ الطباعۃ المنیر یہ مصر، ۱۳۱۰ھ)

بَابُ بَيَانِ أَنَّ الْإِسْلَامَ بَدَأَ غَرِيبًا وَّسَيَعُودُ غَرِيبًا وَّأَنَّهُ يَأْرِزُ بَيْنَ الْمَسْجِدَيْنِ

باب: اسلام شروع میں اجنبی تھا اور آخر میں بھی اجنبی ہو جائے گا اور یقیناً وہ دو مساجد کی جانب سمٹ جائے گا

Marfat.com

280- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَّابْنُ اَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنْ مَّرْوَانَ الْفَزَارِيِّ قَالَ ابْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ عَنْ يَزِيدَ يَعْنِي ابْنَ كَيْسَانَ عَنْ اَبِي حَازِمٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدَاَ الْاِسْلَامُ غَرِيبًا وَّسَيَعُودُ كَمَا بَدَاَ غَرِيبًا فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسلام شروع میں اجنبی تھا اور انتہاء میں بھی پہلے کی مانند اجنبی ہو جائے گا پس غرباء کو خوشخبری ہو۔ (البحر الزخار: رقم الحدیث: 1001، معجم الاوسط: رقم الحدیث: 1625، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 10081، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 3977)

281- وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَّالْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ الْاَعْرَجُ قَالَا حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ وَّهُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ الْعُمَرِيُّ عَنْ اَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْاِسْلَامَ بَدَاَ غَرِيبًا وَّسَيَعُودُ غَرِيبًا كَمَا بَدَاَ وَهُوَ يَاْرِزُ بَيْنَ الْمَسْجِدَيْنِ كَمَا تَاْرِزُ الْحَيَّةُ فِي جُحْرِهَا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسلام شروع میں غریب تھا اور انتہاء میں بھی پہلے کی مانند غریب ہو جائے گا اور آخری زمانہ میں اسلام دو مساجد کی جانب سمٹ جائے گا جس طرح کہ سانپ اپنے سوراخ میں گھس جاتا ہے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 4، ص: 496، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 3729، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 1777، مسند ابی یعلی: رقم الحدیث: 756)

282- وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَّاَبُو اُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْاِيمَانَ لَيَاْرِزُ اِلَى الْمَدِينَةِ كَمَا تَاْرِزُ الْحَيَّةُ اِلَى جُحْرِهَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایمان یوں سمٹ کر مدینہ منورہ کو چلا جائے گا جیسے سانپ اپنے بل کی جانب چلا جاتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 3102، سنن الترمذی: 2554، شرح السنۃ: ج: 1، ص: 22، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 3728)

تشریح:

مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: "روایت ہے انہیں (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ) سے، فرماتے ہیں، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام غریبی سے شروع ہوا اور جیسا شروع ہوا تھا ویسا ہی پھر ہو جائے گا غربا کو خوشخبری ہو۔ (مسلم)

شرح

ا۔ غربت کے لفظی معنی ہیں تنہائی اور بیکسی، اسی لیئے مسافر اور تنگ دست کو غریب کہا جاتا ہے کہ مسافر سفر میں اکیلا ہوتا ہے اور تنگ دست بیکس، یعنی اسلام کو پہلے تھوڑے لوگوں نے قبول کیا اور آخر میں بھی تھوڑے ہی لوگوں میں رہ جائے گا، یہ دونوں جماعتیں بڑی مبارک ہیں۔ الحمد للہ! تھوڑے مسلمان بہتوں پر غالب آتے رہے اور آتے رہیں گے، تھوڑا سونا بہت سے لوہے پر اور تھوڑا مشک بہت

Marfat.com

سی مٹی پر غالب ہے۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ غریب مسکین لوگ اسلام پر قائم رہتے ہیں اکثر مالدار بھٹک جاتے ہیں۔

روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ یقیناً ایمان مدینہ کی طرف ایسا سمٹ آوے گا جیسے سانپ اپنے بل کی طرف ا۔ (مسلم و بخاری)

شرح

ا۔ یہ آخر زمانہ میں ہوگا کہ مسلمان کو دنیا میں کہیں امن نہ ملے گا تو وہ اپنا ایمان بچانے کے لیئے مدینے کی طرف بھاگیں گے، پہلے بھی مسلمانوں کا جائے امن بنا اور آیندہ بھی بنے گا کیوں نہ ہو کہ یہاں دونوں عالم کے پناہ ﷺ جلوہ فرما ہیں غالباً یہ واقعہ دجال کے قریب ہوگا۔ سانپ سے تشبیہ دینے میں ادھر اشارہ ہے کہ جیسے سانپ کو کوئی پناہ نہیں دیتا ایسے ہی آخر زمانہ میں لوگ اسلام کو سانپ کی طرح تکلیف دہ سمجھیں گے۔ اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ مدینہ پاک اسلام سے کبھی خالی نہ ہوگا۔''

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۱، کتاب الایمان)

بَابُ ذِهَابِ الْإِيْمَانِ اٰخِرَ الزَّمَانِ

باب: آخری زمانہ میں ایمان کا چلا جانا

283-حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ اَخْبَرَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى لَا يُقَالَ فِي الْاَرْضِ اللّٰهُ اللّٰهُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس وقت تک زمین کے اوپر اللہ اللہ کی آواز آتی رہے گی قیامت برپا نہ ہوگی۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:4، ص:541، مستدرک: رقم الحدیث: 8513، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 2133، شرح السنۃ: ج:1، ص:1035)

284-حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ عَلٰى اَحَدٍ يَّقُوْلُ اللّٰهُ اللّٰهُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی اللہ اللہ کرنے والے شخص پر قیامت برپا نہ ہوگی۔ (مرجع السابق)

بَابُ جَوَازِ الْاِسْتِسْرَارِ بِالْاِيْمَانِ لِلْخَآئِفِ

باب: ڈر رکھنے والے مسلمان کا ایمان کو چھپا کر رکھنے کا جواز

285-حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَّاَبُوْ كُرَيْبٍ وَّاللَّفْظُ لِاَبِيْ كُرَيْبٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَحْصُوْا لِيْ كَمْ يَلْفِظُ الْاِسْلَامَ وَقَالَ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَخَافُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ مَا بَيْنَ السِّتِّ مِائَةٍ اِلَى السَّبْعِ مِائَةٍ فَقَالَ اِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ لَعَلَّكُمْ اَنْ تُبْتَلُوْا قَالَ فَابْتُلِيْنَا حَتّٰى

جَعَلَ الرَّجُلُ مِنَّا لَا يُصَلِّي إِلَّا سِرًّا

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمانوں کو شمار کرو کہ کتنے ہو گئے ہیں۔ ہم عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمن کا ڈر ہے اور ہم تو چھ سو سات کے درمیان ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم کو پتہ نہیں شاید تم کو کسی آزمائش میں نہ ڈال دیا جائے یہاں تک کہ ہم میں سے کچھ لوگ چھپتے ہوئے نمازوں کو ادا کرتے تھے۔

(احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:3، ص:338، البحر الزخار: رقم الحدیث:2493، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث:8875، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث:4019)

تشریح:

ان احادیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ خوفزدہ شخص ایمان کو مخفی بھی رکھ سکتا ہے، اس کے علاوہ وہ حدیث مرفوعہ ہے جس کو امام ابن حبان نے مفصل بیان کیے، ہم ذکر کرتے ہیں:

جادوگر اور راہب:

عَنْ صُهَيْبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: كَانَ مَلِكٌ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ لَهُ سَاحِرٌ، فَلَمَّا كَبِرَ، قَالَ لِلْمَلِكِ: إِنِّي قَدْ كَبِرْتُ، فَابْعَثْ إِلَيَّ غُلَامًا أُعَلِّمْهُ السِّحْرَ، فَبَعَثَ لَهُ غُلَامًا يُعَلِّمُهُ، فَكَانَ فِي طَرِيقِهِ إِذَا سَلَكَ رَاهِبٌ، فَقَعَدَ إِلَيْهِ وَسَمِعَ كَلَامَهُ وَأَعْجَبَهُ، فَكَانَ إِذَا أَتَى السَّاحِرَ ضَرَبَهُ، وَإِذَا رَجَعَ مِنْ عِنْدِ السَّاحِرِ قَعَدَ إِلَى الرَّاهِبِ وَسَمِعَ كَلَامَهُ، فَإِذَا أَتَى أَهْلَهُ ضَرَبُوهُ، فَشَكَا ذَلِكَ إِلَى الرَّاهِبِ، فَقَالَ لَهُ: إِذَا خَشِيتَ السَّاحِرَ فَقُلْ: حَبَسَنِي أَهْلِي، وَإِذَا خَشِيتَ أَهْلَكَ فَقُلْ: حَبَسَنِي السَّاحِرُ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ أَتَى عَلَى دَابَّةٍ عَظِيمَةٍ قَدْ حَبَسَتِ النَّاسَ، فَقَالَ: الْيَوْمَ أَعْلَمُ: الرَّاهِبُ أَفْضَلُ أَمِ السَّاحِرُ؟ فَأَخَذَ حَجَرًا ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ أَمْرُ الرَّاهِبِ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ أَمْرِ السَّاحِرِ فَاقْتُلْ هَذِهِ الدَّابَّةَ حَتَّى يَمْضِيَ النَّاسُ، فَرَمَاهَا فَقَتَلَهَا، وَمَضَى النَّاسُ، فَأَتَى الرَّاهِبَ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ لَهُ الرَّاهِبُ: أَيْ بُنَيَّ، أَنْتَ الْيَوْمَ أَفْضَلُ مِنِّي، وَإِنَّكَ سَتُبْتَلَى، فَإِنِ ابْتُلِيتَ فَلَا تَدُلَّ عَلَيَّ، فَكَانَ الْغُلَامُ يُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ، وَيُدَاوِي سَائِرَ الْأَدْوَاءِ، فَسَمِعَ جَلِيسٌ لِلْمَلِكِ، كَانَ قَدْ عَمِيَ، فَأَتَى الْغُلَامَ بِهَدَايَا كَثِيرَةٍ، فَقَالَ: مَا هَاهُنَا لَكَ أَجْمَعُ إِنْ أَنْتَ شَفَيْتَنِي، قَالَ: إِنِّي لَا أَشْفِي أَحَدًا إِنَّمَا يَشْفِي اللَّهُ، فَإِنْ آمَنْتَ بِاللَّهِ دَعَوْتُ اللَّهَ فَشَفَاكَ، فَآمَنَ بِاللَّهِ فَشَفَاهُ اللَّهُ، فَأَتَى الْمَلِكَ يَمْشِي يَجْلِسُ إِلَيْهِ كَمَا كَانَ يَجْلِسُ، فَقَالَ الْمَلِكُ: فُلَانُ مَنْ رَدَّ عَلَيْكَ بَصَرَكَ؟ قَالَ: رَبِّي، قَالَ: وَلَكَ رَبٌّ غَيْرِي؟، قَالَ: رَبِّي وَرَبُّكَ وَاحِدٌ، فَلَمْ يَزَلْ يُعَذِّبُهُ حَتَّى دَلَّ عَلَى الْغُلَامِ، فَجِيءَ بِالْغُلَامِ، فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ: أَيْ بُنَيَّ، قَدْ بَلَغَ مِنْ سِحْرِكَ مَا تُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَتَفْعَلُ وَتَفْعَلُ؟، قَالَ: إِنِّي لَا أَشْفِي أَحَدًا، إِنَّمَا يَشْفِي اللَّهُ، فَأَخَذَهُ، فَلَمْ يَزَلْ يُعَذِّبُهُ حَتَّى دَلَّ عَلَى الرَّاهِبِ، فَجِيءَ بِالرَّاهِبِ، فَقِيلَ لَهُ: ارْجِعْ عَنْ

Marfat.com

دِينِكَ. فَأَبَى. فَدَعَا بِالْمِنْشَارِ. فَوَضَعَ الْمِنْشَارَ فِي مَفْرِقِ رَأْسِهِ. فَشَقَّ بِهِ حَتَّى وَقَعَ شِقَّاهُ. ثُمَّ جِيءَ بِجَلِيسِ الْمَلِكِ. فَقِيلَ: ارْجِعْ عَنْ دِينِكَ. فَأَبَى. فَوَضَعَ الْمِنْشَارَ فِي مَفْرِقِ رَأْسِهِ. فَشَقَّهُ بِهِ حَتَّى وَقَعَ شِقَّاهُ. ثُمَّ جِيءَ بِالْغُلَامِ فَقِيلَ لَهُ: ارْجِعْ عَنْ دِينِكَ فَأَبَى. فَدَفَعَهُ إِلَى نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ. فَقَالَ: اذْهَبُوا بِهِ إِلَى جَبَلِ كَذَا وَكَذَا. فَاصْعَدُوا بِهِ الْجَبَلَ. فَإِذَا بَلَغْتُمْ ذُرْوَتَهُ. فَإِنْ رَجَعَ عَنْ دِينِهِ. وَإِلَّا فَاطْرَحُوهُ. فَذَهَبُوا بِهِ فَصَعِدُوا بِهِ الْجَبَلَ. فَقَالَ: اللَّهُمَّ اكْفِنِيهِمْ بِمَا شِئْتَ. فَرَجَفَ بِهِمُ الْجَبَلُ. فَسَقَطُوا. وَجَاءَ يَمْشِي إِلَى الْمَلِكِ. فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ: مَا فَعَلَ أَصْحَابُكَ؟. قَالَ كَفَانِيهِمُ اللهُ. فَدَفَعَهُ إِلَى قَوْمٍ مِنْ أَصْحَابِهِ. فَقَالَ: اذْهَبُوا بِهِ. فَاحْمِلُوهُ فِي قُرْقُورٍ. فَوَسِّطُوا بِهِ الْبَحْرَ. فَلَجِّجُوا بِهِ. فَإِنْ رَجَعَ عَنْ دِينِهِ. وَإِلَّا فَاقْذِفُوهُ. فَذَهَبُوا بِهِ. فَقَالَ: اللَّهُمَّ اكْفِنِيهِمْ بِمَا شِئْتَ. فَانْكَفَأَتْ بِهِمُ السَّفِينَةُ. وَجَاءَ يَمْشِي إِلَى الْمَلِكِ. فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ: مَا فَعَلَ أَصْحَابُكَ؟. قَالَ: كَفَانِيهِمُ اللهُ. فَقَالَ لِلْمَلِكِ: وَإِنَّكَ لَسْتَ بِقَاتِلِي حَتَّى تَفْعَلَ مَا آمُرُكَ بِهِ. قَالَ: وَمَا هُوَ؟. قَالَ: تَجْمَعُ النَّاسَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ. وَتَصْلُبُنِي عَلَى جِذْعٍ. ثُمَّ خُذْ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِكَ. ثُمَّ ضَعِ السَّهْمَ فِي كَبِدِ الْقَوْسِ. ثُمَّ قُلْ: بِسْمِ اللهِ رَبِّ الْغُلَامِ. ثُمَّ ارْمِنِي. فَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ قَتَلْتَنِي. فَجَمَعَ النَّاسَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ. ثُمَّ صَلَبَهُ عَلَى جِذْعٍ. ثُمَّ أَخَذَ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِهِ. ثُمَّ وَضَعَ السَّهْمَ فِي كَبِدِ قَوْسِهِ. ثُمَّ. قَالَ: بِسْمِ اللهِ رَبِّ الْغُلَامِ. ثُمَّ رَمَاهُ. فَوَقَعَ السَّهْمُ فِي صُدْغِهِ. فَوَضَعَ يَدَهُ فِي مَوْضِعِ السَّهْمِ فَمَاتَ. فَقَالَ النَّاسُ: آمَنَّا بِرَبِّ الْغُلَامِ. آمَنَّا بِرَبِّ الْغُلَامِ. ثَلَاثًا. فَأُتِيَ الْمَلِكُ. فَقِيلَ لَهُ: أَرَأَيْتَ مَا كُنْتَ تَحْذَرُ. قَدْ وَاللهِ نَزَلَ بِكَ حَذَرُكَ. قَدْ آمَنَ النَّاسُ. فَأَمَرَ بِالْأُخْدُودِ بِأَفْوَاهِ السِّكَكِ فَخُدَّتْ. وَأَضْرَمَ النِّيرَانَ وَقَالَ: مَنْ لَمْ يَرْجِعْ عَنْ دِينِهِ فَأَحْمُوهُ. فَفَعَلُوا حَتَّى جَاءَتِ امْرَأَةٌ وَمَعَهَا صَبِيٌّ لَهَا. فَتَقَاعَسَتْ أَنْ تَقَعَ فِيهَا. فَقَالَ لَهَا الْغُلَامُ: يَا أُمَّهِ اصْبِرِي. فَإِنَّكِ عَلَى الْحَقِّ.

(صحیح ابن حبان، کتاب الرقائق، باب الادعیہ، حدیث نمبر: 873، ج3، ص154)

''حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: تم سے پہلے ایک بادشاہ تھا، جس کے پاس ایک جادوگر تھا، جب وہ جادوگر بوڑھا ہوگیا، تو اس نے بادشاہ سے کہا کہ اب میں بوڑھا ہوگیا ہوں، تو آپ میرے ساتھ ایک لڑکے کو بھیج دیں، تاکہ میں اسے جادو سکھا سکوں۔ بادشاہ نے ایک لڑکا جادو سیکھنے کے لئے جادوگر کی طرف بھیج دیا، جب وہ لڑکا چلا، تو اس کے راستے میں ایک راہب تھا لڑکا اس راہب کے پاس بیٹھا اور اس کی باتیں سننے لگا، جو کہ اسے پسند آئیں، اور جب بھی وہ لڑکا جادوگر کے پاس آتا، تو وہ جادوگر اسے (دیر سے آنے کی وجہ سے) مارتا۔ پھر جب بھی وہ جادوگر کے پاس سے آتا اور راہب کے پاس سے گزرتا، تو اس کے پاس بیٹھتا اور اس کی باتیں سنتا۔ جب وہ لڑکا گھر آتا، تو گھر والے (دیر آنے کی وجہ سے) اسے مارتے۔ تو اس لڑکے نے اس کی شکایت راہب سے کی، تو راہب نے کہا کہ اگر تجھے جادوگر سے ڈر ہو، تو کہہ دیا کرو کہ مجھے میرے گھر والوں نے روک لیا تھا اور جب تجھے گھر

Marfat.com

ڈرتے ہو، تو تو کہہ دیا کرو کہ مجھے جادوگر نے روک لیا تھا۔ اسی دوران ایک بہت بڑے درندے نے لوگوں کا راستہ روک لیا، جب لڑکا اس طرف آیا) تو اس نے کہا: میں آج جاننا چاہوں گا کہ جادوگر افضل ہے یا راہب افضل ہے؟ اور پھر ایک پتھر پکڑا اور کہنے لگا! اے اللہ اگر تجھے جادوگر کے معاملے سے راہب کا معاملہ زیادہ پسندیدہ ہے، تو اس درندے کو مار دے، تا کہ لوگوں کا آنا جانا ہو اور پھر وہ پتھر اس درندے کو مار کر اسے قتل کر دیا اور لوگ گزرنے لگے۔ پھر وہ لڑکا راہب کے پاس آیا اور اسے اس کی خبر دی، تو راہب نے اس لڑکے سے کہا: اے میرے بیٹے! آج تو مجھ سے افضل ہے، کیونکہ تیرا معاملہ اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ جس کی وجہ سے تو عنقریب ایک مصیبت میں مبتلا کر دیا جائے گا، پھر اگر تو (کسی مصیبت میں) مبتلا کر دیا جائے، تو کسی کو میرا نہ بتانا اور وہ لڑکا مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو صحیح کر دیتا تھا، بلکہ لوگوں کی ساری بیماری کا علاج بھی کر دیتا تھا، بادشاہ کا ایک ہم نشین اندھا ہو گیا، اس نے لڑکے کے بارے میں سنا، تو وہ بہت سے تحفے لے کر اس کے پاس آیا اور اسے کہنے لگا کہ اگر تم مجھے شفا دے دو، تو یہ سارے تحفے جو میں یہاں لے کر آیا ہوں، وہ سارے تمہارے لئے ہوں گے، اس لڑکے نے کہا کہ میں تو کسی کو شفا نہیں دے سکتا، شفاء تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ اگر تو اللہ پر ایمان لے آئے، تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا کہ وہ تجھے شفاء دے دے، پھر وہ (شخص) اللہ پر ایمان لے آیا، تو اللہ تعالیٰ نے اسے شفاء عطا فرما دی، پھر وہ آدمی بادشاہ کے پاس آیا اور اس کے پاس بیٹھ گیا، جس طرح کہ وہ پہلے بیٹھا کرتا تھا، بادشاہ نے اس سے کہا کہ کس نے تجھے تیری بینائی واپس لوٹا دی۔

اس نے کہا کہ میرے رب نے (میری بینائی واپس لوٹا دی ہے)، اس نے کہا: کیا میرے علاوہ بھی تیرا کوئی رب ہے؟ اس نے کہا: میرا اور تیرا رب ایک (اللہ) ہے۔ پھر بادشاہ اس کو پکڑ کر اسے عذاب دیتا رہا، حتیٰ کہ اس نے بادشاہ کو لڑکے کے بارے میں بتا دیا۔ پھر جب وہ لڑکا آیا، تو بادشاہ نے اس لڑکے سے کہا کہ اے بیٹے! کیا تیرا جادو اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ اب تو مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو بھی صحیح کرنے لگ گیا ہے اور ایسے ایسے کرتا ہے؟ لڑکے نے کہا: میں تو کسی کو شفا نہیں دیتا، بلکہ شفاء تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ بادشاہ نے اسے پکڑ کر عذاب دیا، یہاں تک کہ اس نے راہب کے بارے میں بادشاہ کو بتا دیا۔ راہب آیا تو اس سے کہا گیا کہ تو اپنے مذہب سے پھر جا، راہب نے انکار کر دیا، پھر بادشاہ نے آرا منگوایا اور اس راہب کے سر پر رکھ کر اس کا سر چیر کر اس کے دو ٹکڑے کر دیئے، پھر بادشاہ کے ہم نشین کو لایا گیا اور اس سے بھی کہا گیا کہ تو اپنے مذہب سے پھر جا، اس نے بھی انکار کر دیا، بادشاہ نے اس کے سر پر بھی آرا رکھوا کر سر کو چیر کر اس کے دو ٹکڑے کروا دیئے۔ پھر اس لڑکے کو بلوایا گیا، وہ آیا، تو اس سے بھی یہی کہا گیا کہ اپنے مذہب سے پھر جا، اس نے بھی انکار کر دیا، تو بادشاہ نے اس لڑکے کو اپنے کچھ ساتھیوں کے حوالے کر کے کہا: اسے فلاں پہاڑ پر لے جاؤ اور اسے اس پہاڑ کی چوٹی پر چڑھاؤ، اگر یہ اپنے مذہب سے پھر جائے، تو اسے چھوڑ دینا اور اگر انکار کر دے، تو اسے پہاڑ کی چوٹی سے نیچے پھینک دینا۔ چنانچہ بادشاہ کے ساتھی اس لڑکے کو پہاڑ کی چوٹی پر لے گئے، تو اس لڑکے نے کہا: اے اللہ تو مجھے ان سے کافی ہے، جس طرح تو چاہے، مجھے ان سے بچا لے، اس پہاڑ پر فوراً ایک زلزلہ آیا، جس سے بادشاہ کے وہ سارے ساتھی گر گئے اور وہ لڑکا چلتے ہوئے بادشاہ کی طرف آ گیا۔ بادشاہ نے اس لڑکے سے پوچھا کہ تیرے ساتھیوں کا کیا ہوا؟ لڑکے نے کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے بچا لیا ہے۔ بادشاہ نے پھر اس لڑکے کو اپنے ساتھیوں کے حوالے کر کے کہا: اسے ایک چھوٹی کشتی میں لے جا کر سمندر کے درمیان میں پھینک دینا، اگر یہ اپنے مذہب سے نہ پھرے۔ بادشاہ

Marfat.com

کے ساتھی اس لڑکے کو لے گئے، تو اس لڑکے نے کہا: اے اللہ تو جس طرح چاہے، مجھے ان سے بچالے، پھر وہ کشتی بادشاہ کے ان ساتھیوں سمیت الٹ گئی اور وہ سارے کے سارے غرق ہو گئے اور وہ لڑکا چلتے ہوئے بادشاہ کی طرف آ گیا۔ بادشاہ نے اس لڑکے سے کہا: تیرے ساتھیوں کا کیا ہوا؟ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے بچالیا ہے۔ پھر اس لڑکے نے باشاہ سے کہا: تو مجھے قتل نہیں کر سکتا، جب تک کہ اس طرح نہ کرو، جس طرح کہ میں تجھے حکم دوں۔ بادشاہ نے کہا: وہ کیا؟ اس لڑکے نے کہا: سارے لوگوں کو ایک میدان میں اکٹھا کرو اور مجھے سولی کے تختے پر لٹکاؤ، پھر اپنے ترکش سے ایک تیر کو پکڑو، پھر اس تیر کو کمان کے حلہ میں رکھو اور پھر کہو کہ اس اللہ کے نام سے جو اس لڑکے کا رب ہے، پھر مجھے تیر مارو، اگر تم اس طرح کرو، تو مجھے قتل کر سکتے ہو، پھر بادشاہ نے لوگوں کو ایک میدان میں اکٹھا کیا اور پھر اس لڑکے کو سولی کے تختے پر لٹکا دیا، پھر اپنے ترکش میں سے ایک تیر لیا، پھر اس تیر کو کمان کے حلہ میں رکھ کر کہا: اس اللہ کے نام سے جو اس لڑکے کا رب ہے، پھر وہ تیر اس لڑکے کو مارا، تو وہ تیر اس لڑکے کی کنپٹی میں جا گھسا، لڑکے نے اپنا ہاتھ تیر لگنے والی جگہ پر رکھا اور مر گیا۔ سب لوگوں نے کہا کہ ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لائے، ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لائے، ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لائے۔ بادشاہ کو اس کی خبر دی گئی اور اس سے کہا گیا: تجھے جس بات کا ڈر تھا، اب وہی بات آن پہنچی کہ لوگ ایمان لے آئے، تو پھر بادشاہ نے گلیوں کے دھانوں پر خندق کھودنے کا حکم دیا، پھر خندق کھودی گئی اور ان خندقوں میں آگ جلا دی گئی۔ بادشاہ نے کہا: جو آدمی اپنے مذہب سے پھرنے سے باز نہ آئے، اس آدمی کو اس خندق میں ڈال دو۔ تو انہیں خندق میں ڈال دیا گیا، یہاں تک کہ ایک عورت آئی اور اس کے ساتھ ایک بچہ بھی تھا، وہ عورت خندق میں گرنے سے گھبرائی، تو اس عورت کے بچے نے کہا: اے امی جان صبر کریں! کیونکہ آپ حق پر ہے۔"

دروس وعبر:

اس قصّہ سے مندرجہ ذیل دروس وعبر حاصل ہوتے ہیں:

دشمنانِ ایمان واسلام سے احتیاط:

دشمنانِ ایمان واسلام مسلمانوں کو قتل کرنے اور انکو ذلیل کرنے کے لیے کوئی کسر نہیں چھوڑتے، جیسا کہ حدیث مذکورہ میں مخالفینِ ایمان نے طرح طرح کی تکالیف محض ایمان کی بنیاد پر دیں، لہٰذا دشمنانِ اسلام سے محتاط رہنا چاہیے۔

علامہ غلام رسول سعیدی فرماتے ہیں:

"اس حدیث میں مذکور ہے کہ راہب نے لڑکے سے کہا: جب تم کو ساحر سے خوف ہو تو کہنا: مجھے گھر والوں نے روک لیا تھا اور جب گھر والوں سے خوف ہو تو کہنا: مجھے ساحر نے روک لیا تھا، اس پر یہ سوال ہوتا ہے کہ راہب نے اس کو جھوٹ کی تلقین کی، قاضی عیاض نے کہا: اس کا جواب یہ ہے کہ ضرورت کی وجہ سے جھوٹ بولنا جائز ہے، خصوصاً اپنے دین اور ایمان کی حفاظت کے لیے اور جب کوئی شخص کسی کو دین سے روک رہا ہو تو اس موقع پر بھی جھوٹ بولنا جائز ہے، علامہ خطابی نے کہا: اس جواز کی دلیل یہ ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے راہب اور اس لڑکے کا یہ واقعہ ان کی مدح اور ثناء کے طور پر بیان کیا ہے اور ان کے اسی فعل کو مقرر رکھا ہے، اگر یہ فعل غلط ہوتا تو نبی

Marfat.com

(ﷺ) اس کا غلط ہونا بیان کر دیتے۔

اس حدیث میں ہے کہ جب اس لڑکے کو اذیت دی گئی تو اس نے راہب کا پتہ بتا دیا، علامہ خطابی کہتے ہیں کہ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اس لڑکے نے راہب کے قتل کی رہنمائی کیسے کی، جبکہ راہب نے اس سے یہ کہا بھی تھا کہ اگر تم کسی مصیبت میں مبتلا ہو جاؤ، پھر بھی میرا پتہ نہ بتانا، اس کا جواب یہ ہے کہ وہ لڑکا نابالغ تھا، اگر اس کو نابالغ مان لیا جائے تو جواب یہ ہے کہ لڑکے کو یہ معلوم نہیں تھا کہ اس راہب کو قتل کر دیا جائے گا اور راہب نے اپنا پتہ بتانے سے منع کیا تھا لیکن لڑکے نے اس سے وعدہ نہیں کیا تھا، علاوہ ازیں لڑکا اذیت کے ہاتھوں مجبور ہو گیا تھا۔

اس حدیث میں ہے کہ لڑکے نے بادشاہ کو یہ بتایا کہ وہ اس کو کس طریقہ سے قتل کر سکتا ہے، اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اس لڑکے نے اپنے قتل پر معاونت کی اور یہ جائز نہیں ہے، قاضی عیاض نے کہا: لڑکے نے یہ رہنمائی اس لیے کی تھی کہ تمام لوگوں میں اللہ پر ایمان لانے کی حقانیت ظاہر ہو جائے اور لوگ اس دلیل کو دیکھ کر اللہ پر ایمان لے آئیں، اور ایسا ہی ہوا، علامہ خطابی نے اس کے جواب میں کہا: وہ لڑکا نابالغ تھا یا اس نے اس وجہ سے رہنمائی کی کہ اس کو یقین تھا کہ وہ مآل کار قتل کر دیا جائے گا۔"

(سعیدی: تبیان القرآن، ج 12، ص 654)

جان جانے کے خوف کے باوجود کلمہ کفر نہ کہنے کی عزیمت:

نبی (ﷺ) نے مسلمانوں کے سامنے اس لڑکے کا ذکر کیا، تا کہ اگر ان کو دین کی راہ میں تکلیفوں اور ایذاؤں کو برداشت کرنا پڑے، تو وہ ان پر صبر کریں اور ان کے اندر حوصلہ پیدا ہو، اور وہ اس لڑکے کو اپنے لیے اسوہ، نمونہ اور اپنا آئیڈیل بنائیں، اور دین حق پر مضبوطی سے جمے اور ڈٹے رہیں اور دین حق کی تبلیغ میں اپنی جان کی بھی پرواہ نہ کریں اور جس طرح اس لڑکے نے اپنی کم سنی کے باوجود حق کی راہ میں صبر کیا، اسی طرح اس راہب نے بھی صبر کیا، حتیٰ کہ اس کو آرے سے کاٹ ڈالا گیا، اسی طرح اور بہت لوگ جو اللہ پر ایمان لائے تھے اور ایمان ان کے دلوں میں راسخ ہو چکا تھا، انہوں نے عزم اور ہمت سے کام لیا، حتیٰ کہ ان کو آگ میں ڈال دیا گیا اور ان کے پائے استقلال میں جنبش نہیں آئی۔ شعر۔

ہر حال میں حق بات کا اعلان کریں گے — ہم پیروی حنبل و نعمان کریں گے
ہم اہلِ جنوں اور جھکیں موت کے آگے — ہم جب بھی مرے موت پہ احسان کریں گے

قرآن کریم سے ثبوت:

قرآن مجید میں ہے، حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا:

يَا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلَاةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلَى مَا أَصَابَكَ إِنَّ ذَلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ۔ (لقمان:۱۷)

"اے میرے پیارے بیٹے! تم نماز قائم رکھنا اور نیک کاموں کا حکم دیتے رہنا اور برائی سے روکتے رہنا اور (اس معاملہ میں) تم پر جو مصیبت آئے، اس پر صبر کرنا، بے شک یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے۔"

حدیث مبارکہ سے ثبوت:

حدیث مبارکہ ہے:

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ، قَالَ: اَوْصَانِی خَلِیْلِی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَیْئًا، وَإِنْ قُطِّعْتَ وَحُرِّقْتَ، وَلَا تَتْرُكْ صَلَاةً مَكْتُوبَةً مُتَعَمِّدًا، فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا، فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ، وَلَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ، فَإِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب الصبر علی البلاء، حدیث نمبر: 4034، ج 2، ص 1339)

"حضرت ابوالدرداء (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ میرے خلیل (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھ کو وصیت کی ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک مت کرنا، اگر چہ تم ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جاؤ، اور جلا دیئے جاؤ، اور فرض نماز کو جان بوجھ کر مت چھوڑنا، کیونکہ جس نے جان بوجھ کر اسے چھوڑا، تو اس سے اللہ کی پناہ اٹھ گئی، اور تم شراب مت پینا، کیونکہ شراب تمام برائیوں کی کنجی ہے۔"

جان جانے کے خطرہ سے کلمۂ کفر کہنے کی رخصت:

اگر کوئی شخص اپنی جان بچانے کے لیے کلمہ کفر کہہ دے اور اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہو، تو عزیمت یہی ہے کہ کلمہ کفر نہ کہے، لیکن جان بچانے کے لیے کلمہ کفر کہنے کی رخصت بھی ہے، قرآن مجید میں ہے:

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلَٰكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ۔ (النحل: ۱۰۶)

"جس نے اللہ پر ایمان لانے کے بعد کفر کیا، سوائے اس کے جس کو کفر پر مجبور کیا گیا اور اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہو، ہاں! جو لوگ کھلے دل کے ساتھ کفر کریں، تو ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔"

مومنین کو تکلیف دینے کی سزا:

اس حدیث میں بادشاہ اور اس کے چیلوں نے مومنین کے ساتھ بدسلوکی کی، جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے جہنم کا وعدہ کیا، جس میں ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا، اللہ تعالیٰ اسی قصے کو مختصراً بیان کرنے کے بعد ارشاد فرماتا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيقِ۔ (البروج: ۱۰)

"بیشک وہ لوگ جنہوں نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو آزمائش میں ڈالا، پھر توبہ بھی نہیں کی، تو ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لیے جلنے کا عذاب ہے۔"

یعنی انہوں نے اپنے قبیح اعمال پر توبہ نہ کی جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس بادشاہ اور اس کی قوم کے لیے اس بچے کے ہاتھ پر آیات اور بینات کو ظاہر فرمایا، ان کے لیے ان کے کفر پر جہنم کا عذاب ہے اور اس میں ان کے لیے جلانے کا عذاب ہے، کیونکہ انہوں نے مومنوں کو آگ کے عذاب میں جلایا۔ لہٰذا حتی الامکان کوشش کرنی چاہیے کہ کسی کو تکلیف نہ دی جائے، اور بے جا تکلیف دینا تو جانوروں کو بھی منع

ہے چہ جائیکہ کسی مسلمان کو تکلیف دی جائے۔

آزمائش پر صبر:

اس حدیث میں مصائب پر اولیاء اللہ کا صبر کا بیان ہے، دین کی تبلیغ میں اللہ کے نیک بندوں پر مصائب آتے ہیں اور خطرے کے وقت بھی اپنے دین کا اظہار کرنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع اور اس سے دعا کرنی چاہیے، معلوم ہوا آخری وقت تک بھی صابر شاکر رہنا چاہیے، تاکہ یوم قیامت اللہ تعالیٰ سے عظیم اجر مل سکے، فرمان خداوندی ہے:

"وَاصْبِرُوا إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِينَ۔" "صبر کرو، بیشک اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے۔" (الانفال: ۴۶)

مذکورہ باب میں ان فتنوں کا ذکر ہوا ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد برپا ہوئے اور کچھ لوگ چھپکے چھپکے نماز پڑھتے تاکہ وہ کسی فتنہ اور جنگ میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ (شرح صحیح مسلم، از سعیدی، ج ۱، کتاب الایمان، ص ۶۱۷)

بَابُ تَأَلُّفِ قَلْبِ مَنْ يَّخَافُ عَلَى اِيْمَانِهِ لِضُعْفِهِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْقَطْعِ بِالْاِيْمَانِ مِنْ غَيْرِ دَلِيْلٍ قَاطِعٍ

باب: جس آدمی کے ایمان کے ضعف کا خدشہ ہو اس کی تالیف قلب اور بغیر دلیل کے کسی کو قطعی مومن کہنے کی نہی

286- حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسْمًا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعْطِ فُلَانًا فَاِنَّهُ مُؤْمِنٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ مُسْلِمٌ اَقُوْلُهَا ثَلَاثًا وَيُرَدِّدُهَا عَلَيَّ ثَلَاثًا اَوْ مُسْلِمٌ ثُمَّ قَالَ اِنِّيْ لَاُعْطِي الرَّجُلَ وَغَيْرُهُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْهُ مَخَافَةَ اَنْ يَّكُبَّهُ اللّٰهُ فِي النَّارِ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ مال کو بانٹا تو میں عرض گزار ہوا: فلاں آدمی کو عطا فرما دیجئے وہ بھی تو مومن ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یا مسلمان ہے۔ میں نے اس آدمی کے لئے تین بار عرض معروض کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بار بار یونہی فرماتے رہے یا مسلمان ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں کسی آدمی کو کچھ اس خوف سے عطا فرماتا ہوں کہ کہیں اللہ تعالیٰ ایسے آدمی کو اوندھے منہ کے بل جہنم میں نہ گرا دے۔ حالانکہ دوسرا آدمی تو مجھے اس سے بھی بڑھ کر عزیز ہوتا ہے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1، ص: 75، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 163، سنن النسائی: رقم الحدیث: 4992، مسند احمد: رقم الحدیث: 1522)

287- حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَامِرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ عَنْ اَبِيْهِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطٰى رَهْطًا وَّسَعْدٌ جَالِسٌ فِيْهِمْ قَالَ سَعْدٌ فَتَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ مَنْ لَّمْ يُعْطِهِ وَهُوَ اَعْجَبُهُمْ اِلَيَّ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَرَاهُ مُؤْمِنًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ مُسْلِمًا قَالَ فَسَكَتُّ قَلِيْلًا ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا اَعْلَمُ مِنْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لَكَ

Marfat.com

عَنْ فُلَانٍ فَوَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَرَاهُ مُؤْمِنًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ مُسْلِمًا قَالَ فَسَكَتُّ قَلِيْلًا ثُمَّ غَلَبَنِیْ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَرَاهُ مُؤْمِنًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ مُسْلِمًا اِنِّیْ لَاُعْطِی الرَّجُلَ وَغَيْرُهُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْهُ خَشْيَةَ اَنْ يُكَبَّ فِی النَّارِ عَلٰی وَجْهِهٖ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ مال کو لوگوں کے مابین بانٹا اور ان لوگوں میں ایک اس آدمی کو ترک کر دیا جو مجھے ان تمام لوگوں کی بدولت زیادہ عزیز تھا۔ میں عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فلاں آدمی کو نہیں دیا اللہ تعالیٰ کی قسم! میں تو اسے مومن گردانتا ہوں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یا مسلمان؟ راوی کا بیان ہے کہ میں نے تھوڑی دیر سکوت اختیار کیا تو پھر مجھ سے رہا نہ گیا میں دوبارہ عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فلاں آدمی کو نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! میرے ہاں تو وہ مومن ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یا مسلمان؟ راوی کہتے ہیں کہ میں نے تھوڑی دیر پھر سکوت اختیار کیا مگر مجھ سے رہا نہ گیا تو پھر عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلاں آدمی کو نہیں دیتے اللہ تعالیٰ کی قسم! میں تو اسے مومن گردانتا ہوں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یا مسلمان؟ پھر ارشاد فرمایا: میں ایک آدمی کو کچھ اس ڈر سے عطا فرما دیتا ہوں کہ کہیں اللہ تعالیٰ اس آدمی کو اوندھے منہ کے بل دوزخ میں نہ گرا دے جبکہ دوسرا آدمی تو مجھے اس سے بھی زیادہ عزیز ہوتا ہے۔ (مرجع السابق)

288-حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِیُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ وَهُوَ ابْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ سَعْدٍ اَنَّهٗ قَالَ اَعْطٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَهْطًا وَّاَنَا جَالِسٌ فِيْهِمْ بِمِثْلِ حَدِيْثِ ابْنِ اَخِی ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهٖ وَزَادَ فَقُمْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ فَسَارَرْتُهٗ فَقُلْتُ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ

حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ سے مثل سابق حدیث کے روایت ہے آخر میں یہ اضافہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں کھڑے ہو کر آہستہ سے سفارش کی۔ (مرجع السابق)

289-وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ الْحُلْوَانِیُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ صَالِحٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ سَعْدٍ يُحَدِّثُ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَقَالَ فِیْ حَدِيْثِهٖ فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ بَيْنَ عُنُقِیْ وَكَتِفِیْ ثُمَّ قَالَ اَقِتَالًا اَیْ سَعْدُ اِنِّیْ لَاُعْطِی الرَّجُلَ.

محمد بن سعد اس حدیث کو بیان کرتے ہیں اس میں اضافہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے بار بار عرض کرنے پر میری گردن اور کندھے کے مابین ہاتھ کو مارتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے سعد! کس وجہ سے مباحثہ کر رہے ہو۔ پھر پہلے کی طرح نہ دینے کا فرمایا۔ (مرجع السابق)

تشریح:

مندرجہ بالا احادیث میں نئے نئے مسلمانوں کی تالیف قلب بیان کی گئی ہے، اسی طرح کی ایک حدیث مندرجہ ذیل ہے:

''روایت ہے حضرت انس سے کہ کچھ انصاری لوگوں نے کہا جب اللہ نے اپنے رسول کو ہوازن کے مال غنیمت میں بہت کچھ دیا ا۔ آپ قریشی لوگوں کو سو سو اونٹ دینے لگے ۲۔ تو انصار نے کہا کہ اللہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درجے بلند کرے آپ قریش کو تو دیتے ہیں ہم کو چھوڑتے ہیں ۳۔ حالانکہ ہماری تلواریں کفار کے خون سے ٹپک رہی ہیں ۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی اس بات کی خبر دی گئی ۵۔ تو حضور نے انصار کو بلایا انہیں چمڑے کے ایک خیمہ میں جمع کیا ان کے ساتھ کسی کو نہ ٹھہرنے دیا ۶۔ جب وہ سب جمع ہو گئے تو ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے فرمایا کہ مجھ کو تمہارے متعلق کیا خبر پہنچی ہے تو ان کے سمجھ دار بولے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم میں سے سمجھ داروں نے تو کچھ نہیں کہا رہا ہے ہم میں سے نوعمر لوگ انہوں نے کہا ہے ۷۔ کہ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان بڑھائے آپ قریش کو دیتے ہیں انصار کو چھوڑتے ہیں حالانکہ ہماری تلواریں ان کے خون سے ٹپک رہی ہیں ۸۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں ان لوگوں کو دیتا ہوں جو ابھی نئے نئے کفر سے لوٹے ہیں میں انکی تالیف قلب کرتا ہوں ۹۔ کیا تم اس سے راضی نہیں کہ لوگ مال لے کر جائیں اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر اپنے گھر واپس ہوؤ ۱۰۔ انصار بولے ہاں یا رسول اللہ ہم راضی ہیں ۱۱۔ (مسلم، بخاری)

شرح

ا۔ ہوازن حضرت حلیمہ دائی کے قبیلہ کا نام تھا یہ مکہ معظمہ اور طائف کے درمیان آباد تھا، ان سے جو جنگ ہوئی اس کا نام جنگ حنین ہے کیونکہ اس جگہ کو حنین کہتے ہیں ان سے بہت زیادہ مال غنیمت حاصل ہوا تھا۔ چنانچہ اس غزوہ میں چھ ہزار قیدی چوبیس ہزار اونٹ چار ہزار اوقیہ چاندی چالیس ہزار سے زیادہ بکریاں، بعض روایات میں ہے کہ بکریاں بے شمار تھیں۔ (اشعۃ اللمعات)

۲۔ چنانچہ حضور نے اس موقع پر ابوسفیان کو ایک سو اونٹ عطا فرمائے یہ عطیہ بہت ہی زیادہ تھا اسی طرح اور نو مسلموں کو عطیے دیئے مہاجرین اور انصار کو ان سے کم عطیے دیئے۔

۳۔ عربی میں یغفر اللہ اور غفر اللہ یا عفا اللہ کسی کلام کی تمہید کے لیے بولا جاتا ہے، رب فرماتا ہے:

"عَفَا اللّٰہُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ"

لہٰذا اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ نعوذ باللہ حضور انور یہ گناہ کر رہے رب ان کا یہ گناہ بخشے یہ بات تو کفر ہے۔

۴۔ یعنی ہماری تلواروں سے ابھی تک ان کفار کے خون ٹپک رہے ہیں ہماری تلواریں ابھی ان کے خون سے خشک بھی نہیں ہوئیں۔ مقصد یہ ہے کہ جنگ کو تو زیادہ عرصہ نہیں گزرا ابھی ابھی تو ہوئی ہے اس عبارت میں قلب ہے جیسے

عرضت الناقة على الحوض اصل

میں یوں تھا:

عرضت الحوض على الناقة۔

۵۔ کسی نے حضور انور سے یہ عرض کیا مگر غیبت یا شکایت کے لیے نہیں بلکہ اصلاح کے لیے کہ ان حضرات کی اصلاح ہو جائے۔ خیال رہے کہ انصار کا یہ عرض کرنا حضور انور پر بدگمانی کے لیے نہ تھا بلکہ مقصد یہ تھا کہ شاید ہمارے جہاد اور قربانیاں بارگاہِ الٰہی

Marfat.com

میں قبول نہیں اگر قبول ہوتیں تو ہم کو انعام پورا ملتا، یہ خوف الٰہی کی انتہا ہے لہٰذا ان حضرات کا یہ عرض کرنا کمال ایمان تھا کفر نہ تھا اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے توبہ نہیں کرائی بلکہ انہیں وہ بشارت دی جو آئندہ مذکور ہے۔

۶۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چمڑے کے خیمہ میں انصار کو جمع فرمایا اور حکم دیا کہ یہاں انصار کے سواء اور کوئی نہ رہے ان سے کچھ راز کی باتیں کرنا ہیں۔

۷۔ مطلب یہ ہے کہ یہ کلام کم عقلی کی وجہ سے صادر ہوا جو شیلے جوانوں نے کہہ دیا ہے ہم لوگوں نے یہ کچھ نہیں کہا۔

۸۔ یہ ہے اقرار قصور کہ جو کچھ ہوا تھا صاف صاف عرض کر دیا آخرت میں بھی اپنے قصور کا اقرار کرنا معافی کا ذریعہ ہوگا انکار جرم سے غضب آ جائے گا۔ شعر

عذر بدتر از گنہ کا ذکر کیا ہم پہ بے پوچھے ہی رحمت کیجئے

۹۔ مقصد یہ ہے کہ میرا کسی کو زیادہ عطیے دینا اس کی زیادہ مقبولیت کی علامت نہیں ہے اور کسی کو کم دینا اس کی عدم مقبولیت کی دلیل نہیں بلکہ کبھی اس کے برعکس بھی ہوتا ہے۔ آج ہم نے جن لوگوں کو زیادہ عطیے دیئے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ ابھی قریب میں فتح مکہ کے دن ایمان لائے ہیں، ابھی انکے دل میں میری اور اسلام کی محبت اچھی طرح رچی نہیں میری اس داد و دہش سے ان کے دلوں میں میری محبت زیادہ ہوگی اور میری محبت سے اللہ تعالیٰ قرآن مجید اور اسلام کی محبت بڑھے گی۔ خیال رہے کہ حضور کی محبت حضور کی عظمت ساری محبتوں عظمتوں کی اصل ہے۔ ہم نے دیکھا کہ جن کے دلوں میں حضور کی عظمت نہیں ان کے دلوں میں نہ قرآن مجید کی عظمت ہے نہ خدا تعالیٰ کی نہ اسلام کی۔ دیکھ لو نجدی لوگ قرآن مجید کی کعبہ معظمہ کی کیسی بے حرمتی کرتے ہیں اعلیٰ حضرت نے فرمایا۔

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

۱۰۔ سبحان اللہ! کیسا ایمان افروز عشق سے لبریز فرمان ہے کہ مؤلفۃ القلوب نومسلم لوگ تو اس پر خوشی خوشی اپنے گھر جائیں کہ انہیں مال بہت مل گیا اور تم اس پر خوش خوش لوٹو کہ تم کو مال تھوڑا ملا مگر میں اور میری محبت کاملہ تم کو نصیب ہوگئی تم میرے ہو چکے اور میں تمہارا ہو چکا جب میں تمہارا ہو گیا تو کونین بلکہ خالق کونین تمہارا ہو گیا۔

لطیفہ: ایک بار میں نے حضرت محدث کچھوچھوی قدس سرہ العزیز کی خدمت میں عرض کیا کہ نماز میں مزہ نہیں آتا دل نہیں لگتا کیا کروں، فرمایا پڑھتے تو ہو میں نے کہا ہاں پڑھتا ہوں، فرمایا تم بڑے خوش نصیب ہو میں نے کہا وہ کیسے، فرمایا جسے نماز میں مزہ آئے وہ تو مزے کے لیے پڑھتا ہے اور جس کو مزہ نہ آئے وہ رب کے لیے پڑھتا ہے ان کے اس جواب کا لطف مجھے اب تک آ رہا ہے بہت ہی تسکین ہوئی۔

ریاضت نام ہے تیری گلی میں آنے جانے کا تصور میں ترے رہنا عبادت اس کو کہتے ہیں

۱۱۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر راضی ہیں اور راضی رہیں گے کچھ نہ ملے حضور مل جائیں پھر کیا کمی ہے۔

جنت نہ دیں تیری رویت ہو خیر سے اس گل کے آگے کیا حاجت برگ و بر کی ہے

کسی نے کیا خوب کہا ہے:

رضینا قسمة الجبار فینا لنا علم وللجهال مال
فان المال یفنی عن قریب وان العلم باق لا یزال"

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ہشتم، باب جامع المناقب)

بَابُ زِيَادَةِ طُمَأْنِينَةِ الْقَلْبِ بِتَظَاهُرِ الْأَدِلَّةِ

باب: دلائل کے ظہور کی بناء پر ایمان کا قوی ہو جانا

290- حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحْنُ أَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ إِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتٰى قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي قَالَ وَيَرْحَمُ اللّٰهُ لُوطًا لَقَدْ كَانَ يَأْوِي إِلٰى رُكْنٍ شَدِيدٍ وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ طُولَ لَبْثِ يُوسُفَ لَأَجَبْتُ الدَّاعِيَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جگہ پر ہوتے تو ہم اس عرض "اے رب! مجھے دکھلا تو مردوں کو کس طرح زندہ فرمائے گا" کرنے کا زیادہ استحقاق رکھتے جس پر رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: تمہیں اس پر یقین نہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا: کیوں نہیں۔ مگر میں یہ چاہتا ہوں کہ میں اطمینان بخش ہو جاؤں اور اللہ تعالیٰ حضرت لوط علیہ السلام پر رحم فرمائے وہ ایک مضبوط ستون کی پناہ لینے کا ارادہ رکھتے تھے اور اگر میں قید خانہ میں اتنی مدت رہا جتنی دیر حضرت یوسف علیہ السلام نے گزاری تو میں بلانے والے کے بلانے پر فوراً تشریف لے جاتا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1، ص: 81، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 11050، مستدرک: رقم الحدیث: 4054، معجم الاوسط: رقم الحدیث: 8813)

291- وَحَدَّثَنِي بِهِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ الضُّبَعِيُّ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَأَبَا عُبَيْدٍ أَخْبَرَاهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَفِي حَدِيثِ مَالِكٍ وَلٰكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي قَالَ ثُمَّ قَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ حَتّٰى جَازَهَا

زہری کا بیان ہے اور حدیث مالک میں یونہی مروی ہے لیکن لیطمئن قلبی والی آیت آگے تک بیان کی گئی ہے۔ (مرجع السابق)

292- حَدَّثَنَاهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُوَيْسٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ كَرِوَايَةِ مَالِكٍ بِإِسْنَادِهِ وَقَالَ ثُمَّ قَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ حَتّٰى أَنْجَزَهَا

زہری نے اسی اسناد کے ساتھ مالک کی روایت کی مانند بیان کیا ہے۔

امام زہری رضی اللہ عنہ کا تعارف:

Marfat.com

زہری: آپ کا نام محمد ابن عبداللہ ابن شہاب ہے، کنیت ابوبکر، زہرہ ابن کلاب کے قبیلہ سے ہیں، مدینہ منورہ کے علماء فقہاء محدثین میں سے ہیں، بہت صحابہ سے ملاقات ہے، حضرت عمر ابن عبدالعزیز فرماتے تھے کہ میں نے کوئی عالم بالسنہ ان سے بہتر نہ دیکھا، کسی نے حضرت مکحول سے پوچھا کہ آپ نے بڑا عالم کسے پایا وہ بولے امام زہری ابن شہاب کو پوچھا پھر کون، فرمایا ابن شہاب پوچھا پھر کون، فرمایا ابن شہاب، ماہ رمضان ۱۲۴ ایک سو چوبیس میں آپ کی وفات ہے۔ (الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابوعبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم تحت حالات صحابہ وتابعین)

تشریح: حضرتِ سیّدُ نا ابراہیم علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا پرندوں کو زندہ کرنا:

منقول ہے کہ جب حضرتِ سیّدُ نا ابراہیم علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی: اے میرے مولیٰ عزوجل! مجھے دکھا تو مردوں کو کیسے زندہ فرماتا ہے؟ تو اللہ عزَّ وَجَلَّ نے فرمایا: اے ابراہیم (علیہ السلام)! تجھے ہماری قدرت میں شک ہے جو تو دلیل طلب کرتے ہوئے کہتا ہے کہ مجھے دکھا؟ تو آپ علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے رب عزوجل! تو نے مجھے دل کی آنکھ سے دکھایا، اب میں ظاہری آنکھ سے دیکھنا چاہتا ہوں تا کہ میں ظاہری وباطنی نگاہ سے دیکھ لوں۔ تو اللہ عزَّ وَجَلَّ نے حکم فرمایا: چار پرندے پکڑ کر ذبح کر اور انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہر پہاڑ پر ایک ایک ٹکڑا رکھ دے اور ان کے سروں کو اپنی انگلیوں کے درمیان رکھ کر ان کو بُلا۔

حضرتِ سیّدُ نا ابراہیم علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسا ہی کیا تو قدرتِ خداوندی سے ایک ایسی ہوا چلی کہ بکھرے ہوئے اجزاء اور ٹکڑے ٹکڑے کیا ہوا گوشت جمع ہو کر حضرتِ سیّدُ نا ابراہیم علٰی نبینا وعلیہ السلام کے پاس حاضر ہو گئے اور ان میں سے ہر ایک پرندے نے اپنا سر آپ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی انگلیوں سے لے لیا۔

حضرت لوط علیہ السلام کی مضبوط ستون کی پناہ کی توجیہ:

احادیث مذکورہ بالا میں جو حضرت لوط علیہ السلام نے کہا: اے کاش مجھے تمہارے مقابل زور ہوتا یا کسی مضبوط پائے کی پناہ لیتا، اس سے اللہ تعالیٰ کی مدد سے اعراض نہیں بلکہ مہمانوں سے معذرت کے طور پر ہے۔

بَابُ وُجُوْبِ الْاِيْمَانِ بِرِسَالَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى جَمِيْعِ النَّاسِ وَنَسْخِ الْمِلَلِ بِمِلَّتِهٖ

باب: ہمارے نبی سیّدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر سارے لوگوں کے ایمان لانے کا وجوب اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملت سے ساری ملتوں کا منسوخ ہونا

293- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنَ الْاَنْبِيَآءِ مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا قَدْ اُعْطِيَ مِنَ الْاٰيَاتِ مَا مِثْلُهٗ اٰمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَاِنَّمَا كَانَ الَّذِيْ اُوْتِيْتُ وَحْيًا اَوْحَى اللهُ اِلَيَّ فَاَرْجُوْ اَنْ اَكُوْنَ اَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

Marfat.com

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر نبی کو اتنے معجزے عطا فرمائے گئے جنہیں دیکھ کر لوگ ایمان لے آئیں اور میری خصوصیت یہ ہے کہ مجھے رب تعالیٰ نے اپنا کلام معجزہ کے طور پر عطا فرمایا۔ اور مجھے امید ہے کہ بروز حشر میرے متبعین سب سے زیادہ ہوں گے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1، ص: 196، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 7977، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 17490، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 327)

294- حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ وَأَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ أَبَا يُونُسَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٌّ وَلَا نَصْرَانِيٌّ ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قسم ہے اس ذات مقدس کی جس کے قبضہ قدرت میں سیّدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان ہے اس امت میں کوئی بھی آدمی اس طرح کا نہیں ہے جو میری رسالت کو سنے چاہے وہ یہودی ہو یا نصرانی اس کے بعد وہ مرجائے اس حال میں کہ وہ میرے لائے ہوئے دین پر ایمان نہ لے آیا ہو تو وہ آدمی دوزخی ہوگا۔

(احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1، ص: 84، البحر الزخار: رقم الحدیث: 2625، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 11241، سنن سعید بن منصور: جز: 5، ص: 341)

295- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ صَالِحِ بْنِ صَالِحٍ الْهَمْدَانِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ رَأَيْتُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ خُرَاسَانَ سَأَلَ الشَّعْبِيَّ فَقَالَ يَا أَبَا عَمْرٍو إِنَّ قِبَلَنَا مِنْ أَهْلِ خُرَاسَانَ يَقُولُونَ فِي الرَّجُلِ إِذَا أَعْتَقَ أَمَتَهُ ثُمَّ تَزَوَّجَهَا فَهُوَ كَالرَّاكِبِ بَدَنَتَهُ فَقَالَ الشَّعْبِيُّ حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ بْنُ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَأَدْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَآمَنَ بِهِ وَاتَّبَعَهُ وَصَدَّقَهُ فَلَهُ أَجْرَانِ وَعَبْدٌ مَمْلُوكٌ أَدَّى حَقَّ اللَّهِ تَعَالَى وَحَقَّ سَيِّدِهِ فَلَهُ أَجْرَانِ وَرَجُلٌ كَانَتْ لَهُ أَمَةٌ فَغَذَاهَا فَأَحْسَنَ غِذَاءَهَا ثُمَّ أَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ أَدَبَهَا ثُمَّ أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ ثُمَّ قَالَ الشَّعْبِيُّ لِلْخُرَاسَانِيِّ خُذْ هَذَا الْحَدِيثَ بِغَيْرِ شَيْءٍ فَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يَرْحَلُ فِيمَا دُونَ هَذَا إِلَى الْمَدِينَةِ

شعبی کا بیان ہے کہ ایک خراسان سے تعلق رکھنے والے شخص سے میری ملاقات ہوئی مجھے اس نے کہا: ہمارے علاقہ میں لوگ کہا کرتے ہیں کہ جو آدمی لونڈی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کرلے یہ اس طرح ہے جس طرح کوئی آدمی قربانی کے جانور پر سواری کرے۔ شعبی نے کہا: مجھے ابو بردہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت بیان کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین آدمیوں کو دوگنا ثواب ملے گا۔ ایک تو وہ جو اہل کتاب میں سے ہو پہلے وہ اپنے نبی پر ایمان لے آیا ہو بعد میں اس نے زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پالیا ہو اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کر لی ہو اور ایمان لا کر اطاعت گزار بن گیا ہو۔ تو اسے دوہرا ثواب ملے گا۔ دوسرا وہ جو کہ غلام ہو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہو اور اپنے مالک کی خدمت گزاری کرتا ہو اسے بھی دوہرا ثواب ملے گا۔ تیسرا وہ جس کے پاس لونڈی ہو وہ اسے اچھا

Marfat.com

کھلائے اور اچھا پلائے اور اسے اچھی طرح تادیب سکھائے پھر اسے آزاد کر کے اس سے شادی رچالے تو اسے بھی دوہرا ثواب ملے گا۔
پھر شعبی نے فرمایا: اب جاؤ اس حدیث کو بغیر ہر جانے کے لے جاؤ ورنہ پہلے تو لوگ اس طرح کی حدیث کو حاصل کرنے کی خاطر یہاں سے مدینہ منورہ تک سفر کیا کرتے تھے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:1 ص:136، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 13511، سنن دارمی: رقم الحدیث: 2299، صحیح البخاری: جز:1 ص:464)

حضرت شعبی رضی اللہ عنہ کا تعارف:

شعبی: آپ کا نام شرحبیل ہے، کوفی ہیں، خلافت فاروقی میں پیدا ہوئے، پانچ سو صحابہ سے ملاقات ہے، فرماتے ہیں میں نے کبھی کوئی حدیث کاغذ پر نہیں لکھی یعنی دل میں لکھیں۔ ابن عیینہ فرماتے ہیں کہ اپنے زمانہ میں عبداللہ ابن عباس امام تھے پھر اپنے زمانہ میں شعبی پھر اپنے زمانہ میں سفیان ثوری اور امام زہری کہتے ہیں کہ علماء چار ہوئے: مدینہ منورہ میں سعید ابن مسیب، کوفہ میں امام شعبی، بصرہ میں خواجہ حسن بصری اور شام میں مکحول، آپ نے بیاسی سال عمر پائی ۱۰۴ ایک سو چار میں وفات ہوئی۔ (الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابوعبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ و تابعین)

296- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ كُلُّهُمْ عَنْ صَالِحِ بْنِ صَالِحٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ

دوسری سند سے یونہی روایت کیا گیا ہے۔ (مرجع السابق)

تشریح:

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلٰمِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۸۵﴾ (آل عمران: ۸۵)

اور جو اسلام کے سوا کوئی دین چاہے گا وہ ہر گز اس سے قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں زیاں کاروں سے۔

اللہ تعالیٰ نے واضح طور قرآن پاک میں کئی جگہ فرمادیا کہ اللہ عزوجل کے نزدیک پسندیدہ دین صرف اسلام ہے اور اسلام کے علاوہ کوئی دین اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس زمانے میں معتبر نہیں۔ اسلام کے علاوہ کوئی کسی دین کی اخلاقی باتوں پر جتنا چاہے عمل کر لے جب تک مکمل طور پر بطورِ عقیدہ اسلام کو اختیار نہیں کرے گا اس کا کوئی عمل بارگاہِ الٰہی میں مقبول نہیں اور اب اسلام سے مراد وہ دین ہے جسے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے۔

بَابُ نُزُوْلِ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ حَاكِمًا بِشَرِيْعَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب: نزول حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اور ہمارے نبی سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق فیصلہ کرنا

Marfat.com

297- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ الصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ حَكَمًا مُقْسِطًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ وَيَفِيضُ الْمَالُ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس ذات مقدسہ کی قسم! جس کے قبضہ و قدرت میں میری جان ہے عنقریب تمہارے اندر حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے جو عدل سے حکم کو جاری فرمائیں گے، صلیب کو توڑ پھینکیں گے، خنزیر کو قتل کر ڈالیں گے، جزیہ کو موقوف فرمادیں گے اور مال و دولت یوں بہائیں گے کہ لینے والا بھی کوئی نہ ہوگا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:4، ص:90، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 1087، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 2159، شرح السنۃ: جز:1، ص:1033)

298- وَحَدَّثَنَاهُ عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ح وَحَدَّثَنِيهِ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي يُونُسُ ح وَحَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ عُيَيْنَةَ إِمَامًا مُقْسِطًا وَحَكَمًا عَدْلًا وَفِي رِوَايَةِ يُونُسَ حَكَمًا عَادِلًا وَلَمْ يَذْكُرْ إِمَامًا مُقْسِطًا وَفِي حَدِيثِ صَالِحٍ حَكَمًا مُقْسِطًا كَمَا قَالَ اللَّيْثُ وَفِي حَدِيثِهِ مِنَ الزِّيَادَةِ وَحَتّٰى تَكُونَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ اقْرَؤُوا إِنْ شِئْتُمْ وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ الْآيَةَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے عدل سے احکام کو جاری فرمائیں گے اس دوران ایک سجدہ کرنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کو نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تائید میں پڑھا: اہل کتاب میں ہر آدمی عیسیٰ کی وفات سے قبل ان کی تصدیق کرے گا۔ (مرجع السابق)

299- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِينَاءَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللهِ لَيَنْزِلَنَّ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَادِلًا فَلَيَكْسِرَنَّ الصَّلِيبَ وَلَيَقْتُلَنَّ الْخِنْزِيرَ وَلَيَضَعَنَّ الْجِزْيَةَ وَلَتُتْرَكَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا يُسْعٰى عَلَيْهَا وَلَتَذْهَبَنَّ الشَّحْنَاءُ وَالتَّبَاغُضُ وَالتَّحَاسُدُ وَلَيَدْعُوَنَّ إِلَى الْمَالِ فَلَا يَقْبَلُهُ أَحَدٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے جو عدل سے حکم کو جاری فرمائیں گے، صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کر ڈالیں گے اور جزیہ کو موقوف فرمادیں گے، اونٹوں کو کھلا چھوڑ دیا جائے گا اور کوئی بھی آدمی ان سے کام نہ لے گا، لوگوں کے دلوں سے کینہ، بغض اور حسد نکل جائے گا ان کو مال لینے کی خاطر بلایا جائے گا مگر کوئی بھی مال وصول کرنے نہ آئے گا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:4، ص:580، شرح السنۃ: جز:1، ص:1033، صحیح ابن حبان: جز:

Marfat.com

15،ص:227،مسند ابی عوانہ:رقم الحدیث:313)

300-حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب تم میں ابن مریم کا نزول ہوگا اور وہ تمہاری امامت کریں گے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:4،ص:581،معجم الاوسط: رقم الحدیث:9203،شرح السنۃ: جز:1،ص: 1033،صحیح ابن حبان: رقم الحدیث:6802)

301-وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ فَأَمَّكُمْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس وقت تم کیسے ہوگے (یا کیسی شان ہوگی) جس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام تم میں نازل ہوں گے اور تم میں سے ایک آدمی امامت کرے گا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:4،ص:581، معجم الاوسط: رقم الحدیث:9203،شرح السنۃ: جز:1،ص:1033،صحیح ابن حبان: رقم الحدیث:6802)

302-وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ فَأَمَّكُمْ مِنْكُمْ فَقُلْتُ لِابْنِ أَبِي ذِئْبٍ إِنَّ الْأَوْزَاعِيَّ حَدَّثَنَا عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ قَالَ ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ هَلْ تَدْرِي مَا أَمَّكُمْ مِنْكُمْ قُلْتُ تُخْبِرُنِي قَالَ فَأَمَّكُمْ بِكِتَابِ رَبِّكُمْ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَسُنَّةِ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تب تمہاری شان کیسے ہوگی جب حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نزول فرما کر تمہاری امامت کریں گے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:4،ص:581،مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث:316،مسند احمد: رقم الحدیث:7355،مسند الصحابۃ: رقم الحدیث:270)

303-حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ شُجَاعٍ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالُوا حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَيَقُولُ أَمِيرُهُمْ تَعَالَ صَلِّ لَنَا فَيَقُولُ لَا إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ أُمَرَاءُ تَكْرِمَةَ اللَّهِ هَذِهِ الْأُمَّةَ

Marfat.com

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق کے واسطے قتال کرتا رہے گا۔ اور بروز حشر تک حق پر ہی قائم رہے گا اور ثابت قدم رہے گا حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نزول ہو جائے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مسلمانوں کا امیر عرض گزار ہوگا: تشریف لا کر نماز پڑھا دیجئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے: نہیں تم ہی میں ایک دوسرے کی امامت کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ فرمان اس امت کی فضیلت کو واضح کرنے کے واسطے ہوگا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج: 4، ص: 582، صحیح ابن حبان: ج: 15، ص: 231، مسند احمد: رقم الحدیث: 14193، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 90)

تشریح: ''عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری

قریب قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر تشریف لائیں گے، دین محمدی کے تابع ہوں گے، حضور کی شریعت پر عمل کریں گے اور لوگوں سے عمل کرائیں گے، جزیہ اور سور کو ختم فرما دیں گے یعنی کسی شخص کو کافر رہ کر جزیہ دینے کا اختیار نہ ہوگا کوئی سور نہ کھا سکے گا، سور فنا کر دیئے جائیں گے یہ دونوں حکم آپ منسوخ نہ کریں گے، خود حضور انور نے فرما دیا تھا کہ ان کی تشریف آوری پر یہ دونوں حکم منسوخ ہو جائیں گے ان کے ناسخ خود حضور انور کے فرمان ہیں جن کا ظہور اس وقت ہوگا۔

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے قریب ہے کہ تم میں ا ابن مریم حاکم عادل ہو کر اتریں وہ صلیب کو توڑیں گے سوروں کو فنا کر دیں گے ۲ جزیہ کو ختم فرما دیں گے، مال کو بہا دیں گے حتیٰ کہ اسے کوئی قبول نہ کرے گا حتیٰ کہ ایک سجدہ دنیا اور دنیا کی چیزوں سے بہتر ہوگا ۳ پھر جناب ابو ہریرہ فرماتے تھے کہ اگر چاہو تو یہ آیت پڑھو کہ کوئی اہل کتاب سے نہیں مگر وہ ان پر ان کی وفات سے پہلے ایمان لے آوے گا ۴ (مسلم، بخاری)

شرح

ا یعنی تم مسلمانوں میں وہ آئیں گے نہ کہ تم صحابہ میں۔

۲ اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ سوروں کا شکار کرتے رہیں گے بلکہ مطلب یہ ہے کہ کسی شخص کو نہ کافر رہنے کی اجازت ہوگی، نہ سور کھانے شراب پینے کی، اس وقت کفار کے لیے دو ہی صورتیں ہوں گی: یا اسلام یا قتل، یہ حضور ہی کا حکم ہے جس کا ظہور اس دن ہوگا۔

۳ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کی برکت سے دنیاوی مال دلی تقویٰ بہت ہی ہو جائے گا، سارے لوگ متقی پرہیزگار عبادت گزار شب بیدار ہو جائیں گے۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کے دم قدم سے زمانے بدل جاتے ہیں، دل تقویٰ سے بھر جاتے ہیں، دلوں پر ان کا اثر پڑتا ہے، یہ حضرات لوگوں کے دل رنگ دیتے ہیں۔ لوگ سوچ لیں کہ کیا مرزائے قادیان کے زمانہ میں یہ کام ہوئے وہ تو خود چندہ کرتے ہوئے قبریں فروخت کرتے ہوئے مرا پھر کس طرح وہ مسیح موعود ہو سکتا ہے رب تعالیٰ اس کے شر سے مسلمانوں کو بچائے۔

۴ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے یہودی اور عیسائی سارے ہی آپ کو اللہ کا بندہ اللہ کا رسول مان لیں گے اور ابھی تو سب مسلمان ہوئے نہیں۔ معلوم ہوا کہ ابھی عیسیٰ علیہ السلام کی وفات بھی نہیں ہوئی۔ قبل موتہ میں ہ ضمیر عیسیٰ علیہ السلام کی طرف ہے نہ کہ اہل

Marfat.com

کتاب کی طرف کیونکہ اپنی موت کے وقت کا ایمان قبول نہیں ہوتا لہٰذا اس آیت کے معنی یہ نہیں کہ سارے اہل کتاب اپنی موت سے پہلے حضرت مسیح پر ایمان لے آتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرزائے قادیانی مسیح موعود نہیں وہ تو خود عیسائیوں کی سلطنت میں ان کا غلام بن کر رہا انہیں کی غلامی میں مرا۔

حدیث:

روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے خدا کی قسم ابن مریم اتریں گے حاکم عادل ہو کر ۱ تو صلیب توڑ دیں گے اور سؤر فنا کر دیں گے جزیہ ختم فرما دیں گے ۲ اونٹنیاں آوارہ چھوڑ دی جائیں گی جن پر کام کاج نہ کیا جائے گا ۳ اور کینے، بغض، حسد جاتے رہیں گے ۴ وہ مال کی طرف بلائیں گے تو کوئی اسے قبول نہ کرے گا ۵ (مسلم) اور مسلم، بخاری کی روایت میں ہے فرمایا تم کیسے ہوں گے جب تم میں ابن مریم اتریں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا ۶۔

شرح

۱۔ چونکہ قریب قیامت آپ چوتھے آسمان سے فرش پر آویں گے اسی لیے نزول فرمایا گیا، چونکہ آپ بغیر والد کے پیدا ہوئے اس لیے ابن مریم فرمایا، نیز ابن مریم فرما کر یہ بتایا کہ یہ مسیح وہ ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے جو پہلے دنیا میں تشریف لا چکے تھے اس نام کا کوئی اور آدمی نہ ہوگا۔ افسوس ہے کہ مرزا قادیانی کا نام غلام احمد ماں کا نام چراغ بی بی اور وہ آسمان سے اترے نہیں بلکہ ماں کے پیٹ سے جنے گئے مگر پھر بھی کہتے ہیں کہ وہ مسیح موعود میں ہی ہوں، بھلا کچھ حد ہے اس ڈھٹائی کی۔

۲۔ ان تینوں کے معنی پہلے عرض کیے جا چکے ہیں کہ صلیب توڑنے کے معنی یہ ہیں کہ صلیب فنا کر دی جائے گی، کسی کو اس کی پرستش کی اجازت نہ ہوگی، اسی طرح سؤر فنا کر دیے جائیں گے کہ نہ کوئی انہیں کھا سکے گا نہ پال سکے گا۔ مرزائی ان باتوں کا مذاق اڑاتے ہیں کہ کیا عیسیٰ علیہ السلام سؤروں کا شکار کھیلتے پھریں گے وغیرہ وغیرہ اس کا مطلب یا سمجھتے نہیں یا دیدہ دانستہ یہ کہتے ہیں۔

۳۔ اس فرمان عالی کے دو مطلب ہو سکتے ہیں: ایک یہ کہ اونٹوں کی زکوۃ نہ لی جائے گی کہ مال کی زیادتی کی وجہ سے زکوۃ لینے والا کوئی نہ ہوگا۔ یعنی یسعی بنا ہے سعایۃ سے جس سے ہے ساعی۔ دوسرے یہ کہ اونٹنیوں پر سواری بار برداری نہ کی جائے گی کیونکہ دوسری سواریاں ان کاموں کے لیے بہت ایجاد ہو چکی ہوں گی۔ خیال رہے کہ ابھی اونٹنیاں معطل نہ ہوئیں ان سے بہت کام لیے جا رہے ہیں لہٰذا مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ میرے زمانہ میں اونٹ بے کار ہو گئے ریل موٹر وغیرہ کی وجہ سے محض غلط ہے، آنکھوں دیکھو کہ اونٹوں سے صدہا کام لیے جا رہے ہیں لوگوں میں امیری نہیں خود مرزا جی مانگتے رہے یا اونٹوں کو شکاری جانور کا خطرہ نہ رہے گا کوئی انکی حفاظت نہ کرے گا۔

۴۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی برکت سے لوگوں کے دلوں سے حسد بغض کینے نکل جائیں گے کیونکہ کسی کے دل میں دنیا کی محبت نہ رہے گی، ہر ایک کو دین و ایمان کی لگن لگ جائے گی، محبت دنیا ان سب کی جڑ ہے جب جڑ ہی کٹ گئی تو شاخیں کیسے رہیں، نیز مختلف دین نہ رہیں گے سب کا دین ایک اسلام ہوگا۔ غرضکہ نہ دنیاوی جھگڑے رہیں گے، نہ دینی اختلافات، نہ کسی کو حرص مال ہوگی، نہ عزت و جاہ کی خواہش۔ غرض کہ آپ کی برکت سے دلوں کی دنیا بدل جائے گی۔

۵۔ یعنی لوگوں کو مال کی نہ ضرورت رہے گی نہ ہوس۔ کفایت، قناعت دونوں میسر ہوں گی اس لیے مال لینا منظور نہیں کریں گے کہ انہیں رغبت نہ ہوگی۔

۶۔ اس فرمان عالی کے چند معنی کیے گئے ہیں: ایک یہ کہ **وامامکم** میں واؤ حالیہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس حالت میں اتریں گے کہ نماز کی جماعت ہو رہی ہوگی اور مسلمانوں کو ان کا امام نماز پڑھا رہا ہوگا یعنی امام مہدی، بعد میں نمازیں عیسیٰ علیہ السلام ہی پڑھایا کریں گے۔ دوسرے یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خلیفۃ المسلمین ہوں گے مگر امامت نماز حضرت مہدی کیا کریں گے جو عرب ہوں گے، قرشی ہاشمی مسلمین میں سے ہوں گے۔ تیسرے یہ کہ خود عیسیٰ علیہ السلام ہی تم مسلمانوں میں سے ہوں گے اور امام ہوں گے نماز پڑھایا کریں گے، بعض شارحین نے اس تیسرے معنی کو ترجیح دی ہے کیونکہ پہلے دو معنی سے لازم آوے گا کہ عیسیٰ علیہ السلام اس وقت بھی مسلمانوں میں سے نہ ہوں بلکہ ان کا دین اپنا پرانا دین ہو۔ پہلے دو معنے سے معلوم ہو رہا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اور ہوں گے امام کوئی اور ہوگا مگر مرزائے قادیان کہتا ہے کہ میں ہی عیسیٰ ہوں، میں ہی امام مہدی، میں ہی کرشن، میں ہی خدا اور یہ حدیث پیش کرتا ہے، یہ حدیث تو اس کے خلاف ہے۔

حدیث:

روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میری امت کی ایک جماعت حق پر قیامت تک لڑتی رہے گی ا۔ فرمایا تب عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے تو ان کا امیر کہے گا آیئے ہم کو نماز پڑھایئے تو وہ کہیں گے ۲۔ نہیں تم میں سے بعض بعض پر امیر ہیں یہ اللہ کی طرف سے اس امت کے احترام کی وجہ سے ۳۔ (مسلم) اور یہ باب دوسری فصل سے خالی ہے۔

شرح

ا۔ قیامت سے مراد قریب قیامت ہے جب کہ دنیا میں مؤمن و کافر دونوں ہوں گے، قیامت کے قیام کے وقت تو مؤمن نہ رہیں گے۔ اور طائفہ سے مراد اسلام کے غازی مجاہد اور علماء ربانی، صوفیاء کرام، اولیاء عظام ہیں کہ تا قیامت اسلام میں یہ جماعتیں رہیں گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاد قیامت تک ہے مگر مرزا قادیانی کہتا ہے کہ میں نے جہاد منسوخ کر دیا۔

۲۔ امیر سے مراد امام مہدی ہیں جو مسلمانوں کے اس وقت دینی امیر حاکم ہوں گے رضی اللہ عنہ۔ وہ کہیں گے کہ آپ مجھ سے افضل ہیں کہ اپنے وقت کے نبی اور اس وقت کے عالم مجتہد ہیں آپ نماز پڑھایئے۔

۳۔ یعنی میں نماز پڑھانے نہیں آیا دین اسلام کی دوسری خدمتیں کرنے آیا ہوں امام آپ ہی ہیں، اول وقت تو آپ یہ فرمائیں گے بعد میں بہت سی نمازیں بارہا پڑھائیں گے لہٰذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امامت کریں گے۔ (مرقات)" (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی، ج ہفتم، کتاب الفتن، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)

بَابُ بَیَانِ الزَّمَنِ الَّذِیْ لَا یُقْبَلُ فِیْهِ الْاِیْمَانُ

باب: اس زمانہ کا بیان جس میں ایمان قبول نہ کیا جائے گا

304- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ يَعْنُونَ ابْنَ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَإِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا آمَنَ النَّاسُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ فَيَوْمَئِذٍ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہوگا اس وقت تک قیامت برپا نہ ہوگی۔ اور جس وقت سورج مغرب سے طلوع ہوگا تو وہ سارے لوگ ایمان لے آئیں گے جو اس سے قبل ایمان نہ لائے تھے مگر اس روز کسی بھی آدمی کے لئے اس کا ایمان لے آنا نفع بخش نہ ہوگا جو اس سے قبل ایمان نہ لے آیا تھا۔ یا جس نے ایمان لا کر کسی نیکی کو نہ کیا تھا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 4، ص: 592، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 4314، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 4058، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم احدیث: 18397)

305- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ كِلَاهُمَا عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ ذَكْوَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یونہی سابق حدیث کی مانند راوی ہیں۔

306- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْرَقُ جَمِيعًا عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ إِذَا خَرَجْنَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَالدَّجَّالُ وَدَابَّةُ الْأَرْضِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت تین چیزیں ظاہر ہو جائیں گی تو اس وقت کسی آدمی کے لئے بھی اس کا ایمان لے آنا نفع بخش نہ ہوگا جو اس سے قبل ایمان نہ لایا تھا۔ یا جو ایمان لا کر کسی نیکی کو نہ کیا تھا۔ وہ تین یہ ہیں: سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، دجال کا نکلنا اور دابۃ الارض کا ظاہر ہو جانا۔ (شرح السنۃ: جز: 1، ص: 1018، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 6838، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 4359، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 319)

Marfat.com

307- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ يَزِيدَ التَّيْمِيِّ سَمِعَهُ فِيمَا أَعْلَمُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمًا أَتَدْرُونَ أَيْنَ تَذْهَبُ هٰذِهِ الشَّمْسُ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ إِنَّ هٰذِهِ تَجْرِي حَتّٰى تَنْتَهِيَ إِلٰى مُسْتَقَرِّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَخِرُّ سَاجِدَةً فَلَا تَزَالُ كَذٰلِكَ حَتّٰى يُقَالَ لَهَا ارْتَفِعِي ارْجِعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَرْجِعُ فَتُصْبِحُ طَالِعَةً مِنْ مَطْلِعِهَا ثُمَّ تَجْرِي حَتّٰى تَنْتَهِيَ إِلٰى مُسْتَقَرِّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَخِرُّ سَاجِدَةً فَلَا تَزَالُ كَذٰلِكَ حَتّٰى يُقَالَ لَهَا ارْتَفِعِي ارْجِعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَرْجِعُ فَتُصْبِحُ طَالِعَةً مِنْ مَطْلِعِهَا ثُمَّ تَجْرِي لَا يَسْتَنْكِرُ النَّاسُ مِنْهَا شَيْئًا حَتّٰى تَنْتَهِيَ إِلٰى مُسْتَقَرِّهَا ذَاكَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَيُقَالُ لَهَا ارْتَفِعِي أَصْبِحِي طَالِعَةً مِنْ مَغْرِبِكِ فَتُصْبِحُ طَالِعَةً مِنْ مَغْرِبِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَدْرُونَ مَتٰى ذَاكُمْ ذَاكَ حِينَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز ارشاد فرمایا: کیا تم کو پتہ ہے کہ آفتاب کہاں کو جاتا ہے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض گزار ہوئے: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بخوبی جانتے ہیں۔ارشاد فرمایا: سورج رواں دواں رہتا ہے حتیٰ کہ اپنی جگہ پر پہنچ کر عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے۔تو وہ یونہی رہتا ہے جب تک کہ اس سے یہ نہ کہا جائے کہ بلند ہو جاؤ اور جدھر سے آئے تھے وہیں کو پلٹ جاؤ۔پس وہ لوٹ کر اپنے طلوع ہونے والے مقام سے نکلتا ہے۔اور یونہی رواں دواں رہتا ہے حتیٰ کہ اپنے مقام پر پہنچ کر عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے چنانچہ وہ اسی حالت میں رہتا ہے حتیٰ کہ اس کو کہا جاتا ہے: بلند ہو جاؤ اور جدھر سے آئے تھے ادھر کو پلٹ جاؤ۔پس وہ واپس جا کر طلوع ہونے والی جگہ سے نکلتا ہے۔یہ معاملہ یونہی چلتا رہے گا اور لوگ کچھ بھی تغیر و تبدل نہ پائیں گے حتیٰ کہ ایک روز جس وقت سورج عرش کے نیچے سجدہ کرے گا تو اس کو کہا جائے گا: بلند ہو جاؤ اور مغرب سے طلوع ہو تو اس وقت صبح کو سورج مغرب سے نکلے گا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم کو پتہ ہے کہ وہ کون سا روز ہوگا جس روز کسی ایسے آدمی کا ایمان نفع نہ دے گا جو اس سے قبل مسلمان نہ ہوا ہو۔یا جس نے ایمان لے آ کر کسی بھی نیکی کو بجا نہ لایا ہو۔(احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 4، ص: 593، معجم الاوسط: جز: 4، ص: 373، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 320، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 7)

308- وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ بَيَانٍ الْوَاسِطِيُّ أَخْبَرَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ يُونُسَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمًا أَتَدْرُونَ أَيْنَ تَذْهَبُ هٰذِهِ الشَّمْسُ بِمِثْلِ مَعْنٰى حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے یونہی سابق حدیث کی مانند روایت ہے۔

309- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلّٰى

Marfat.com

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَلَمَّا غَابَتِ الشَّمْسُ قَالَ يَا اَبَا ذَرٍّ هَلْ تَدْرِيْ اَيْنَ تَذْهَبُ هٰذِهِ الشَّمْسُ قَالَ قُلْتُ اللهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهَا تَذْهَبُ فَتَسْتَأْذِنُ فِي السُّجُوْدِ فَيُؤْذَنُ لَهَا وَكَاَنَّهَا قَدْ قِيْلَ لَهَا ارْجِعِيْ مِنْ حَيْثُ جِئْتِ قَالَ فَتَطْلُعُ مِنْ مَّغْرِبِهَا قَالَ ثُمَّ قَرَاَ فِيْ قِرَائَةِ عَبْدِ اللهِ وَذٰلِكَ مُسْتَقَرٌّ لَّهَا

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک روز مسجد کے اندر گیا تو مسجد کے اندر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جلوہ فگن تھے جس وقت آفتاب غروب ہو چکا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابوذر! کیا تم کو پتہ ہے کہ یہ آفتاب کہاں جاتا ہے۔ میں عرض گزار ہوا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بخوبی معلوم ہے۔ ارشاد فرمایا: آفتاب جا کر سجدہ کا اذن مانگتا ہے۔ اسے سجدہ کا اذن مل جاتا ہے ایک دفعہ اس کو فرمایا جائے گا: جدھر سے آئے ہو ادھر کو پلٹ جاؤ پس آفتاب مغرب سے طلوع ہو گا اس کے بعد آپ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قرأت پر اس آیت کی تلاوت فرمائی: **وذالك مستقر لها** (مرجع السابق)

310- حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا وَقَالَ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِ اللهِ تَعَالٰى وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا قَالَ مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی سورج اپنے ٹھہرنے کے مقام تک پہنچ جانے کے واسطے متحرک ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: سورج کے ٹھہرنے کا مقام عرش کے نیچے ہے۔ (مرجع السابق)

تشریح: دجال کا بیان:

''دجال بروزن قوال مبالغہ کا صیغہ ہے، بنا ہے دجل سے بمعنی جھوٹ یا فریب وغیرہ یا ملمع سازی یا حق و باطل کا خلط ملط، چونکہ دجال میں یہ تمام عیوب ہوں گے اس لیے اسے دجال کہتے ہیں۔ دجال دو قسم کے ہیں: چھوٹے اور بڑے چھوٹ دجال بہت ہوئے اور ہوں گے، ہر جھوٹا نبی، جھوٹا مولوی صوفی جو لوگوں کو گمراہ کریں وہ دجال ہیں۔ بڑا دجال صرف ایک ہے جو دعویٰ خدائی کرے گا اس کا نام اس کی قوم کا پتہ نہیں چلا۔ مشہور یہ ہے کہ اس کی اصل یہود سے ہوگی۔ واللہ و رسولہ اعلم! جب اللہ و رسول نے اس کی یہ باتیں بیان نہ فرمائیں تو ہم تحقیق کرنے والے کون۔ مرزا قادیانی کہتا تھا کہ انگریز دجال ہیں، ریل ان کا گدھا ہے اور میں مسیح موعود انہیں فنا کرنے والا ہے لوگ اتنا نہیں سوچتے کہ ریل دجال کا ایسا گدھا ہے جس پر یہ مسیح صاحب زندگی میں سوار ہوتے رہے اور بعد مرنے ان کی لاش لاہور سے قادیان تک اسی گدھے پر گئی اور خود انگریزوں کی غلامی میں مرے انہیں تو کیا مارتا خود انگریزوں کی موجودگی میں ہلاک ہوا۔

علاماتِ قیامت:

روایت ہے حضرت حذیفہ ابن اسید غفاری سے اے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہم پر تشریف لائے جب کہ ہم کچھ تذکرے کر رہے تھے تو فرمایا کیا تذکرہ کرتے ہو، صحابہ نے عرض کیا کہ ہم قیامت کا تذکرہ کر رہے ہیں، فرمایا قیامت ہرگز نہ آوے گی حتی کہ اس سے پہلے

Marfat.com

دس نشانیاں دیکھ لو پھر حضور نے دھواں ۲؎ دجال، جانور ۳؎ سورج کا مغرب کی طرف سے نکلنا، عیسیٰ علیہ السلام کا اترنا اور یاجوج و ماجوج ۴؎ اور تین دھنسے ایک دھنسا پورب میں دوسرا پچھم میں اور ایک دھنسا عرب کے جزیرہ میں ۵؎ اور ان سب کے آخر میں وہ آگ جو یمن سے نکلے گی ۶؎ لوگوں کو ان کی قیامت گاہ کی طرف ہانک دے گی ۷؎ اور ایک روایت میں ہے کہ وہ آگ جو عدن کے بیچ سے نکلے گی لوگوں کو محشر کی طرف ہانک دے گی ۸؎ اور ایک روایت میں ہے دسویں علامت کے بارے میں ہے کہ وہ ہوا جو لوگوں کو دریا میں ڈال دے گی ۹؎ (مسلم)

شرح

۱؎ آپ صحابی ہیں، بیعت رضوان میں شریک ہوئے، آخر میں کوفہ قیام رہا۔

دابۃ الارض:

دابۃ الارض زمین سے پیدا ہونے والا ایک خوفناک جانور ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے لوگوں سے باتیں کرے گا اور جو لوگ قیامت کا یقین نہ کرنے والے ہوں گے ان کو یقین آجائے گا۔ لیکن اس وقت کا یقین اور ایمان قبول نہیں کیا جائے گا)

۲؎ حق یہ کہ اس دھوئیں سے مراد وہ دھواں نہیں جو ہجرت سے پہلے قریش کو قحط سالی میں سخت بھوک کی وجہ سے محسوس ہوا تھا بلکہ اس دھواں سے مراد قریب قیامت والا وہ دھواں ہے جو قریب قیامت مشرق و مغرب میں پھیل جائے گا، جس سے مسلمانوں کو زکام سا محسوس ہوگا اور کفار دیوانہ ہو جائیں گے یہ دوران چالیس دن رہے گا۔

۳؎ یہ جانور مکہ معظمہ کے حرم کعبہ سے نمودار ہوگا۔ صفا مروہ پہاڑوں کے درمیان سے یہ چوپایہ ہے ساٹھ گز قد، اس کے مختلف اعضاء بدن مختلف جانوروں کے سے ہوں گے، اس کے پاس عصاء موسوی، مہر سلیمانی ہوگی، ہر شخص کو پکڑ کر اس کی پیشانی پر مہر سلیمانی لگائے گا۔ جس پر سفید نقش نمودار ہوں وہ مؤمن ہوگا، سیاہ نقش والا کافر، اس جانور کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے

"اَخۡرَجۡنَا لَهُمۡ دَآبَّةً مِّنَ الۡاَرۡضِ تُكَلِّمُهُمۡ"۔

مرقات نے فرمایا کہ یہ جانور تین بار نکلے گا: امام مہدی کے زمانہ میں، پھر نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بعد، پھر آفتاب کے مغرب سے نکلنے کے بعد۔ (مرقات)

۴؎ ان علامات کے ظہور کی ترتیب یہ ہے (۱) پہلے دھواں (۲) پھر دجال (۳) پھر عیسیٰ علیہ السلام کا نزول (۴) پھر یاجوج ماجوج کا خروج (۵) پھر یہ جانور (۶) پھر سورج کا پچھم سے نکلنا۔ خیال رہے کہ امام مہدی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ظاہر ہو جائیں گے، بعض لوگوں نے سمجھا ہے کہ آفتاب کا مغرب سے نکلنا پہلے ہے نزول عیسیٰ علیہ السلام بعد میں مگر درست نہیں کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں کفار کا ایمان قبول ہوگا اور طلوع آفتاب کے بعد ایمان قبول نہ ہوگا۔ (مرقات)

۵؎ گزشتہ زمانوں میں بعض جگہ زمینیں دھنسی ہیں مگر یہ دھنسا قریب قیامت ہوں گے بڑے علاقہ میں اور بڑے خطرناک جیسے زلزلے عام طور پر آتے رہتے ہیں مگر زلزلہ قیامت خدا کی پناہ۔

Marfat.com

"اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ"۔ (از مرقات)

۶۔ اس موقع پر دو آگ نکلیں گی: ایک یمن سے، دوسری حجاز سے، آخر میں یہ دونوں جمع ہو جائیں گی لہٰذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں جن میں حجاز سے آگ نکلنے کا ذکر ہے۔ خیال رہے کہ یہ آگ ان مذکورہ علامات کے بعد ہوگی ان علامات سے پہلے جن کے متصل صور کا نفخہ ہے لہٰذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں جس میں آگ کو پہلی علامت فرمایا گیا ہے کہ یہ آگ ان علامات میں پہلی ہے۔

۷۔ قیامت زمین شام یا زمین فلسطین میں قائم ہوگی یہ آگ تمام کو وہاں پہنچا دے گی، یہ قدرت الٰہی ہوگی کہ ساری مخلوق زمین شام میں جمع ہو جائے گی۔

۸۔ عدن ملک یمن کا مشہور شہر ہے وہ اس کا دار الخلافہ ہے۔ یہ عبارت پچھلی عبارت کی شرح ہے کہ وہاں یمن تھا یہاں عدن ہے۔

۹۔ یعنی اس روایت میں دسویں علامت بجائے آگ کے ہوا فرمائی گئی ہے مگر ہوسکتا ہے کہ اس آگ کے ساتھ آندھی بھی ہو، یہ آندھی کفار کو سمندر میں پھینک دے کہ کفار سمندر سے قیامت میں اٹھیں۔ خیال رہے کہ وہ آگ مؤمنوں کے لیے عذاب نہیں بلکہ ڈراوا ہوگی جس سے مسلمان ملک شام میں پہنچ جائیں۔ واللہ ورسولہ اعلم! (مرقات)"

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی، ج ہفتم، کتاب الفتن، باب العلامات بین یدی الساعۃ وذکر الدجال)

بَابُ بَدْءِ الْوَحْيِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب: رسول اللہ ﷺ کی جانب وحی کا آغاز

311- حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جَائَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ ثُمَّ حُبِّبَ إِلَيْهِ الْخَلَاءُ فَكَانَ يَخْلُو بِغَارِ حِرَاءٍ يَتَحَنَّثُ فِيهِ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ أُولَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى أَهْلِهِ وَيَتَزَوَّدُ لِذَلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى خَدِيجَةَ فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا حَتَّى فَجِئَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِي غَارِ حِرَاءٍ فَجَائَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اقْرَأْ قَالَ مَا أَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدُ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ قَالَ قُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدُ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ فَقُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّالِثَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدُ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ فَرَجَعَ بِهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْجُفُ بَوَادِرُهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى خَدِيجَةَ فَقَالَ زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي فَزَمَّلُوهُ حَتَّى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ ثُمَّ قَالَ لِخَدِيجَةَ أَيْ

Marfat.com

خَدِيجَةُ مَا لِي وَأَخْبَرَهَا الْخَبَرَ قَالَ لَقَدْ خَشِيتُ عَلَى نَفْسِي قَالَتْ لَهُ خَدِيجَةُ كَلَّا أَبْشِرْ فَوَاللهِ لَا يُخْزِيكَ اللهُ أَبَدًا وَّاللهِ إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ الْحَدِيثَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَانْطَلَقَتْ بِهِ خَدِيجَةُ حَتَّى أَتَتْ بِهِ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلِ بْنِ أَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى وَهُوَ ابْنُ عَمِّ خَدِيجَةَ أَخِي أَبِيهَا وَكَانَ امْرَأً تَنَصَّرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعَرَبِيَّ وَيَكْتُبُ مِنَ الْإِنْجِيلِ بِالْعَرَبِيَّةِ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَكْتُبَ وَكَانَ شَيْخًا كَبِيرًا قَدْ عَمِيَ فَقَالَتْ لَهُ خَدِيجَةُ أَيْ عَمِّ اسْمَعْ مِنِ ابْنِ أَخِيكَ قَالَ وَرَقَةُ بْنُ نَوْفَلٍ يَا ابْنَ أَخِي مَاذَا تَرَى فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَرَ مَا رَآهُ فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ هَذَا النَّامُوسُ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَى مُوسَى يَا لَيْتَنِي فِيهَا جَذَعًا يَا لَيْتَنِي أَكُونُ حَيًّا حِينَ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَ مُخْرِجِيَّ هُمْ قَالَ وَرَقَةُ نَعَمْ لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمَا جِئْتَ بِهِ إِلَّا عُودِيَ وَإِنْ يُدْرِكْنِي يَوْمُكَ أَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا آغاز سچے خوابوں کے ذریعہ سے ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس خواب کو بھی دیکھتے اس کی تعبیر روشن صبح کی مانند ظاہر ہو جاتی تھی۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں اکیلے پن کی محبت جاگزیں کی گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غار حراء میں جا کر تنہائی کے اندر عبادت میں مصروف ہو گئے۔ بہت زیادہ راتوں تک غار میں رہا کرتے اور کھانے پینے کا سامان بھی ساتھ لے جایا کرتے۔ اس کے بعد (ختم ہونے پر) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے مزید تشریف لا کر چیزوں کو ساتھ لے جایا کرتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اسی لمحے غار حرا میں وحی کا نزول ہوا تو فرشتہ نے آ کر کہا: پڑھیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نہیں پڑھنے والا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پھر اس فرشتہ نے مجھے دبا کر گلے لگا کر دبایا حتیٰ کہ اس دبانے پر مکمل قوت کو خرچ کر دیا۔ پھر چھوڑنے کے بعد کہا: پڑھیے۔ میں نے کہا: میں نہیں پڑھنے والا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس فرشتہ نے مجھے پھر پکڑ کر گلے لگا کر مکمل قوت کے ساتھ دبایا پھر مجھے چھوڑنے کے بعد کہا: پڑھیے۔ میں نے کہا: میں نہیں پڑھنے والا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس فرشتے نے تیسری دفعہ پکڑ کر مجھے گلے سے لگا کر مکمل قوت کے ساتھ دبایا پھر اس نے مجھے چھوڑنے کے بعد کہا: ''اپنے رب کے نام سے پڑھیے جو خالق ہے جس نے انسان کو گوشت کے لوتھڑے سے بنایا، پڑھیے آپ کا رب سب سے زیادہ کریم ہے جس نے قلم سے لکھنا سکھایا اور انسان کو ایسی باتیں سکھا دیں جنہیں وہ جانتا ہی نہیں تھا۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وحی کو لینے کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس کپکپی طاری ہونے کی حالت میں گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے کپڑا اوڑھا دیجئے، مجھے کپڑا اوڑھا دیجئے۔ اہل خانہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کپڑے اوڑھا دیئے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ڈر چلا گیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو سارا واقعہ کہہ سنایا۔ اور ارشاد فرمایا: اب میرے ساتھ کیا بنے گا۔ مجھے تو اپنی جان کی لگ گئی ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا عرض گزار ہوئیں: ہرگز نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی بھی رسوا نہ فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ گواہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو صلہ رحمی کرنے والے ہیں، سچ بولنے والے ہیں، کمزوروں کو بوجھ اٹھانے والے ہیں، نادار لوگوں کو مال دینے والے ہیں، مہمان نوازی کرنے والے ہیں، حق کے راستہ میں مصیبت میں مبتلا ہونے والے لوگوں کی مدد کرنے والے ہیں۔ اس کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ

Marfat.com

عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے کر گئیں۔ جو کہ زمانہ جاہلیت میں مذہب عیسائیت پر تھا اور وہ انجیل شریف کو عربی زبان میں لکھتا تھا۔ کافی بوڑھا ہو چکا تھا اور بینائی بھی چلی گئی تھی۔ انہیں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے چچا! اپنے بھتیجے کی بات کو سنئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ورقہ بن نوفل نے کہا: اے بھتیجے! آپ نے کیا دیکھا؟ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی کے نزول کا سارا واقعہ کہہ سنایا۔ ورقہ نے کہا: یہ تو وہی فرشتہ ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی کو لے کر آیا کرتا تھا۔ کاش میں جوان ہوتا۔ کاش میں اس وقت زندہ ہوتا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وطن سے نکال دے گی۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا وہ مجھے نکال دے گی؟ ورقہ نے کہا: ہاں۔ جس آدمی پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانند وحی کا نزول ہوا۔ لوگ اس کے دشمن ہو گئے تھے۔ اگر وقت نے میرا ساتھ دیا تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید قسم کی مدد کروں گا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1 ص: 193، مستدرک: رقم الحدیث: 4843، شرح السنۃ: جز: 1 ص: 883، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 3)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف:

عائشہ صدیقہ: اُم المومنین ہیں، حضرت ابوبکر صدیق کی دختر آپ کی ماں اُم رومان بنت عامر ابن عویمر ہیں، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے نکاح کا پیغام دیا، نبوت کے دسویں سال مکہ معظمہ میں آپ سے نکاح کیا، یعنی ہجرت سے تین سال پہلے، ۲ دو ہجری شوال میں مدینہ منورہ میں رخصتی ہوئی، اس وقت آپ کی عمر شریف صرف نو برس تھی، نو سال حضور انور کے ساتھ رہیں، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت آپ کی عمر شریف اٹھارہ سال تھی، آپ کے سوا کسی کنواری بیوی سے حضور انور نے نکاح نہیں کیا بے مثال عالمہ فقیہہ فصیحہ فاضلہ تھیں حضور انور سے بہت ہی احادیث روایت فرمائیں تاریخ عرب پر بڑی خبر تھی، اشعار عرب پر بڑی نظر تھی مدینہ منورہ میں ۱۷ سترہ رمضان منگل کی رات وفات ہوئی، وصیت فرمائی تھی کہ مجھے رات میں دفن کیا جائے آپ جنت البقیع میں مدفون ہیں، آپ پر حضرت ابو ہریرہ نے نماز پڑھائی مروان ابن حکم کی طرف سے، اس وقت مروان مدینہ کے حاکم تھے امیر معاویہ کا زمانہ خلافت تھا۔ مترجم کہتا ہے کہ صرف آپ کے بستر میں حضور پر وحی آئی حضرت جبرئیل آپ کو سلام کرتے تھے آپ پر بہتان لگا تو سورۂ نور کی قریبًا اٹھارہ آیتیں آپ کی براءت میں نازل ہوئیں یعنی حضرت مریم اور حضرت یوسف کو بہتان لگا تو بچے گواہ مگر محبوبہ محبوب رب العالمین کو بہتان لگا تو خود رب تعالیٰ گواہ رضی اللہ عنہا۔

یعنی ہے سورۂ نور جن کی گواہ ان کی پرنور صورت پہ لاکھوں سلام

خلاصہ تہذیب میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ سے دو ہزار دو سو دس احادیث مروی ہیں جن میں ایک سو چوہتر متفق علیہ ہیں یعنی بخاری مسلم دونوں کی روایات اور چون احادیث صرف بخاری کی ہیں اڑسٹھ احادیث صرف مسلم کی، عروہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ سے بڑھ کر کسی کو اشعار کا عالم نہ پایا۔ (حاشیہ) (الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم تحت حالات صحابہ و تابعین)

312- وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ

Marfat.com

بِمِثْلِ حَدِيْثِ يُوْنُسَ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ فَوَاللّٰهِ لَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ اَبَدًا وَّقَالَ فَقَالَتْ خَدِيْجَةُ اَىِ ابْنَ عَمِّ اسْمَعْ مِنِ ابْنِ اَخِيْكَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحی کے نزول کا آغاز پھر اس کی مثل بیان کیا ہے۔ آگے یہ بیان ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہرگز شرمندہ نہ فرمائے گا اور ورقہ سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے میرے چچازاد! اپنے بھتیجے کی بات کو سنئے۔ (مرجع السابق)

313- وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ جَدِّيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ يَقُوْلُ قَالَتْ عَائِشَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجَعَ اِلٰى خَدِيْجَةَ يَرْجُفُ فُؤَادُهُ وَاقْتَصَّ الْحَدِيْثَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ يُوْنُسَ وَمَعْمَرٍ وَّلَمْ يَذْكُرْ اَوَّلَ حَدِيْثِهِمَا مِنْ قَوْلِهِ اَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ وَتَابَعَ يُوْنُسَ عَلٰى قَوْلِهِ فَوَاللّٰهِ لَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ اَبَدًا وَّذَكَرَ قَوْلَ خَدِيْجَةَ اَىِ ابْنَ عَمِّ اسْمَعْ مِنِ ابْنِ اَخِيْكَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس کپکپاہٹ کے عالم میں تشریف لائے آگے سابق حدیث کی مانند ہے مگر ابتداء میں یہ الفاظ نہیں ہیں کہ وحی کا آغاز سچے خوابوں سے ہوا اور یہ بھی الفاظ نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو رسوا نہ فرمائے گا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول کہ اے میرے چچازاد اپنے بھتیجے کی بات کو سنئے۔ (مرجع السابق)

314- حَدَّثَنِيْ اَبُو الطَّاهِرِ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيَّ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُحَدِّثُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ قَالَ فِيْ حَدِيْثِهِ فَبَيْنَا اَنَا اَمْشِيْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ رَاْسِيْ فَاِذَا الْمَلَكُ الَّذِيْ جَائَنِيْ بِحِرَاءٍ جَالِسًا عَلٰى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجُئِثْتُ مِنْهُ فَرَقًا فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ فَدَثَّرُوْنِيْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَا اَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ وَهِيَ الْاَوْثَانُ قَالَ ثُمَّ تَتَابَعَ الْوَحْيُ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحی کے رک جانے کے زمانہ کا ذکر فرما رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں چلا جا رہا تھا کہ میں نے اچانک ایک آواز کو سنا۔ تو میں نے سر انور کو اٹھاتے ہوئے دیکھا کہ وہی فرشتہ جو میرے پاس غار حرا میں تشریف لایا تھا وہ آسمان اور زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ میں ڈر سا گیا اور گھر لوٹ چلا اور میں کہنے لگا مجھے کپڑا اوڑھا دیجئے۔ مجھے میرے اہل نے کپڑے اوڑھا دیئے۔ تو اس دوران اس آیت کا نزول ہوا: اے کپڑا اوڑھنے والے اٹھو! اور لوگوں کو ڈراؤ اور اپنے رب تعالیٰ کی بڑائی کو بیان کرو۔ اپنے کپڑوں کو صاف ستھرا رکھئے اور بتوں سے کنارہ کشی پر ثابت قدم رہئے اس

Marfat.com

کے بعد وحی کا سلسلہ مسلسل نازل ہونے لگ گیا۔ (احکام الشرعیۃ الکبری: ج: 1 ص: 195، سنن الکبری للنسائی: رقم الحدیث: 11631، مستدرک: رقم الحدیث: 2993، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3248)

315- وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَقُولُ أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ثُمَّ فَتَرَ الْوَحْيُ عَنِّي فَتْرَةً فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِي ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَ حَدِيثِ يُونُسَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَجُئِثْتُ مِنْهُ فَرَقًا حَتّٰى هَوَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ قَالَ وَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ وَالرُّجْزُ الْأَوْثَانُ قَالَ ثُمَّ حَمِيَ الْوَحْيُ بَعْدُ وَتَتَابَعَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح ہی روایت ہے مگر اضافہ یوں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ڈر سے گرنے لگ گئے اور ابوسلمہ نے کہا: پلیدی سے بت مراد ہیں۔ (مرجع السابق)

316- وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ يُونُسَ وَقَالَ فَأَنْزَلَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ إِلَى قَوْلِهِ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ قَبْلَ أَنْ تُفْرَضَ الصَّلَاةُ وَهِيَ الْأَوْثَانُ قَالَ فَجُئِثْتُ مِنْهُ كَمَا قَالَ عُقَيْلٌ

ایک اور سند میں روایت ہونے کے بعد یہ اضافہ ہے: يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ○ قُمْ فَأَنْذِرْ ○ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ○ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ○ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ○ الآیۃ ان کا فرضیت نماز سے قبل نزول ہوا۔ (مرجع السابق)

317- وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيٰى يَقُولُ سَأَلْتُ أَبَا سَلَمَةَ أَيُّ الْقُرْآنِ أُنْزِلَ قَبْلُ قَالَ يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ فَقُلْتُ أَوِ اقْرَأْ فَقَالَ سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ أَيُّ الْقُرْآنِ أُنْزِلَ قَبْلُ قَالَ يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ فَقُلْتُ أَوِ اقْرَأْ قَالَ جَابِرٌ أُحَدِّثُكُمْ مَا حَدَّثَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَاوَرْتُ بِحِرَاءٍ شَهْرًا فَلَمَّا قَضَيْتُ جِوَارِي نَزَلْتُ فَاسْتَبْطَنْتُ بَطْنَ الْوَادِي فَنُودِيتُ فَنَظَرْتُ أَمَامِي وَخَلْفِي وَعَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي فَلَمْ أَرَ أَحَدًا ثُمَّ نُودِيتُ فَنَظَرْتُ فَلَمْ أَرَ أَحَدًا ثُمَّ نُودِيتُ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا هُوَ عَلَى الْعَرْشِ فِي الْهَوَاءِ يَعْنِي جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَخَذَتْنِي رَجْفَةٌ شَدِيدَةٌ فَأَتَيْتُ خَدِيجَةَ فَقُلْتُ دَثِّرُونِي فَدَثَّرُونِي فَصَبُّوا عَلَيَّ مَاءً فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ

ابوسلمہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کون سے والی آیت پہلے نازل ہوئی۔ وہ فرمانے لگے: يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ○ میں نے کہا: یا اقرا۔ اس پر حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں غار حرا میں ایک ماہ تک قیام پذیر رہا جس وقت میں نے اس مدت کو مکمل کر لیا۔ تو میں وادی کے اندر چلا گیا تو مجھے اچانک کسی نے آواز دی۔ اس پر میں اپنے آگے پیچھے دائیں بائیں دیکھنے لگ گیا تو مجھے کوئی بھی دکھائی نہ دیا مجھے پھر آواز دی گئی۔ تو میں نے دوبارہ دیکھا مجھے کوئی بھی دکھائی نہ دیا۔

تیسری دفعہ آواز دی گئی میں نے پھراوپر کی جانب دیکھا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک تخت کے اوپر جلوہ فگن دکھائی دیئے میں خوفزدہ سا ہو گیا۔ میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور میں کہنے لگا: مجھے کپڑے اوڑھ دیجئے۔ چنانچہ مجھے گھر والوں نے کپڑے اوڑھ دیئے اور میرے اوپر پانی کے چھینٹے ڈالے گئے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس آیت کا نزول فرمایا: يَاأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ○ قُمْ فَأَنْذِرْ ○ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ○ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ○ (مرجع السابق)

318- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ عَلٰى عَرْشٍ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ

یحییٰ بن کثیر سے اس اسناد کے ساتھ مروی ہے فرمایا: حضرت جبرائیل علیہ السلام اس تخت پر جلوہ فگن تھے جو زمین و آسمان کے مابین تھا۔ (مرجع السابق)

تشریح:

مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ رقمطراز ہیں: ''روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ا۔ فرماتی ہیں کہ اولاً جس وحی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ابتداء ہوئی وہ سوتے میں سچی خواب تھی ۲۔ کہ آپ کوئی خواب نہ دیکھتے مگر وہ صبح کے ظہور کی طرح ظاہر ہو جاتی ۳۔ پھر حضور کو خلوت پسند ہوگئی تو غار حرا میں خلوت کرتے تھے وہاں اس میں عبادت کرتے ۴۔ تحنث کے معنی ہیں اپنے گھر لوٹنے سے پہلے چند راتیں عبادت کرنا حضور اس کے لیے توشہ لے جاتے تھے ۵۔ پھر جناب خدیجہ کی طرف لوٹتے تھے اور اتنی راتوں کے لیے توشہ لے جاتے تھے ۶۔ حتی کہ آپ پر حق آیا جبکہ آپ غار حراء میں تھے آپ کے پاس فرشتہ آیا ۷۔ عرض کیا پڑھیے فرمایا میں نہیں پڑھنے والا ۸۔ پھر اس نے مجھے پکڑا مجھے گلے لگایا ۹۔ حتی کہ اسے مجھ سے مشقت پہنچی ۱۰۔ پھر مجھے چھوڑ دیا پھر کہا پڑھیئے میں نے کہا میں نہیں پڑھنے والا اس نے مجھے پھر پکڑا پھر مجھے دوبارہ گلے لگایا حتی کہ اس کو مجھ سے مشقت پہنچی پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا پھر کہا پڑھیئے میں نے کہا میں نہیں پڑھنے والا اس نے مجھے تیسری بار پکڑا اور مجھے گلے لگایا حتی کہ اسے مجھ سے مشقت پہنچی پھر مجھے چھوڑ دیا ۱۱۔ پھر کہا پڑھیئے اپنے رب کا نام جس نے سب کچھ بنایا، جس نے جمے خون سے انسان بنایا پڑھیئے اور آپ کا رب عزت والا ہے جس نے قلم سے سکھایا ۱۲۔ انسان کو وہ سب سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا ۱۳۔ یہ وحی لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس ہوئے اس طرح کہ آپ کا دل کانپ رہا تھا ۱۴۔ جناب خدیجہ کے پاس گئے فرمایا مجھے چادر اوڑھا دو انہوں نے حضور کو چادر اوڑھائی حتی کہ آپ سے رعب جاتا رہا ۱۵۔ پھر بی بی خدیجہ کو یہ خبر دے کر فرمایا کہ میں اپنی جان پر خوف کرتا ہوں ۱۶۔ خدیجہ بولیں رب کی قسم ہرگز نہیں اللہ آپ کو کبھی غمگین نہ کرے گا ۱۷۔ کیونکہ آپ رشتہ جوڑتے ہیں، بات سچی کرتے ہیں، دوسروں کے بوجھ اٹھاتے ہیں، نیستی والوں کے لیے کمائی کرتے ہیں، مہمان کی مہمان نوازی کرتے ہیں، حق کی طرف لے جانے والوں کی مدد کرتے ہیں ۱۸۔ پھر حضور کو جناب خدیجہ ورقہ ابن نوفل کے پاس لے گئیں جو خدیجہ کے چچازاد تھے ۱۹۔ ان سے بولیں اے چچیرے بھائی آپ اپنے بھتیجے سے تو سنیئے ۲۰۔ حضور نے ورقہ سے' کہا: اے میرے بھتیجے تم کیا دیکھتے ہو ۲۱۔ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ خبریں سنائیں جو آپ نے دیکھا تھا تو ورقہ نے کہا یہ وہی فرشتہ ہے جو اللہ نے موسیٰ علیہ السلام پر اتارا تھا ۲۲۔ ہائے کاش میں اس زمانہ میں قوی جوان ہوتا ۲۳۔ ہائے کاش میں زندہ ہوتا جب کہ آپ کو آپ کی قوم نکالے

Marfat.com

گی ۲۴؎ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ لوگ مجھے نکالیں گے عرض کیا ہاں ۲۵؎ کوئی صاحب وہ پیغام نہ لائے جو آپ لائے ہیں مگر ان سے دشمنی کی گئی ۲۶؎ اور اگر مجھ کو آپ کا وہ زمانہ نصیب ہو تو میں آپ کی بلیغ مدد کروں ۲۷؎ پھر ورقہ نہ ٹھہرے کہ ان کی وفات ہوگئی اور وحی بند ہوگئی ۲۸؎ (مسلم، بخاری)

شرح

۱؎ یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مرسل حدیث ہے یعنی صحابی کے مراسیل میں سے ہے کیونکہ وہ زمانہ حضرت عائشہ صدیقہ نے پایا نہیں۔ غالب یہ ہے کہ کسی صحابی سے سن کر فرما رہی ہیں، صحابی کی مرسل حدیث سب کے نزدیک حجت ہے۔ (مرقات) اور ہوسکتا ہے کہ ام المؤمنین حضور سے سن کر فرما رہی ہوں مگر کسی روایت میں آپ نے حضور انور سے نقل نہ فرمائی۔

۲؎ اگرچہ حضور انور کو ہمیشہ ہی سچی خوابیں آتی تھیں مگر قریب ظہور نبوت یعنی چھ ماہ پہلے ان خوابوں کا سلسلہ بندھ گیا اور تعبیر کا ظہور بہت جلد ہونے لگا۔

۳؎ یعنی حضور کی خواب کا ظہور بہت جلد اور بالکل درست ہوتا تھا جیسے رات کے بعد بہت جلد سویرا ہوتا ہے۔

۴؎ غار حرا حضور انور کا چلہ گاہ ہے جو جبل نور کی چوٹی پر واقع ہے، یہ جبل نور مکہ معظمہ سے قریبًا دو میل فاصلہ پر جنت معلیٰ سے آگے ہے، فقیر نے اس غار شریف میں نفل پڑھے ہیں۔

۵؎ یعنی کچھ روٹیاں پکوا کر وہاں غار حرا میں لے جاتے اور آٹھ دس دن تک باسی تہ باسی روٹیاں کھاتے، وہاں روزے نوافل، رکوع سجود ادا کرتے رہتے تھے۔ اس حدیث سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ حضور انور نزول قرآن سے پہلے ہی عارف باللہ تھے اور عبادات ریاضات سے واقف تھے۔ جو کہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن سے اللہ تعالیٰ کو جانا پہچانا اور قرآن سے عبادات سیکھیں وہ جھوٹا ہے۔ دیکھو ابھی قرآن کریم آنا بھی شروع نہ ہوا اور حضور عبادات کر رہے ہیں۔ دوسرے یہ کہ بزرگوں کے چلے اور چلوں میں ریاضات، ترک حیوانات کرنا، روزے رکھنا، کم کھانا، معمولی کھانا سب درست ہیں ان سب کی اصل یہ ہی حدیث ہے۔ خیال رہے کہ ام المؤمنین کا اس زمانہ کو راتیں فرمانا اس لیے ہے کہ خلوت کے لیے رات ہی مناسب ہے۔ ذوات عدد فرما کر بتایا کہ بہت راتوں تک عبادت کرتے تھے، ذوات عدد کثرت کے لیے ہے۔

۶؎ اس میں گفتگو ہے کہ اس زمانہ میں حضور کون سی عبادت کرتے تھے۔ حق یہ ہے کہ حضور انور کسی نبی کی شریعت والی عبادت نہیں کرتے تھے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی نبی کے امتی نہیں بلکہ اجتہاد اور رائے سے عبادت کرتے تھے جو عبادت ابراہیمی یعنی اسلامی عبادت کے موافق تھیں۔ (شامی شروع کتاب الطہارۃ اور شروع کتاب الصلوٰۃ) کلمہ طیبہ کا ذکر، اللہ کی صفات میں فکر، اعتکاف، رکوع، سجود وغیرہ (مرقات) میں تو ایک بار غار میں حاضر ہوا ہوں میرے ساتھیوں کو بخار آگیا تھا، سخت دشوار بہت اونچا اور پیچیدہ راستہ ہے۔ قربان ان نرم و نازک تلوؤں پر جو ہر ہفتہ وہاں سے چڑھتے اترتے تھے۔

۷؎ یعنی جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے وحی لے کر، بعض نے فرمایا یہ اسرافیل علیہ السلام تھے۔ (مرقات) یہ فرشتہ اللہ کا فرمان بھی لایا اور فیضان بھی سینہ سے لگا کر دیا فرمان زبانی پہنچایا جیسا کہ آرہا ہے۔ خیال رہے کہ اس وقت پہلے فرشتے نے اپنا تعارف نہیں کرایا کہ

میں رب کا بھیجا ہوا فرشتہ ہوں جیسے جناب مریم سے کہا تھا

"اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ"

نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو کہاں سے ہو کیونکر آئے ہو۔ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں پہلے سے جانتے پہچانتے تھے اگر نہ پہچانتے تو آیۃ کریمہ

"اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ"

کا قرآن ہونا بھی نہ جانتے، یہ نہ جاننا شانِ نبوت بلکہ شان اسلام کے خلاف ہے۔ قرآن کا جاننا پہچاننا ماننا فرض ہے بغیر جانے مانے گا کیا، بعض روایات میں ہے کہ حضور انور کو حریر ریشم کا ایک ٹکڑا دیا جس پر یہ سورت لکھی تھی اور کہا اسے پڑھیے۔ (اشعہ) یا یہ معنی ہیں کہ جو میں پڑھاؤں وہ پڑھیے۔ (مرقات) مگر یہ دونوں توجیہیں قوی نہیں۔ ظاہر یہ ہے کہ عرض کیا جو ذکر اور اللہ کا نام پہلے ہی سے آپ کے دل شریف پر نقش ہے وہ پڑھیے اس لیے اقراء کا مفعول بیان نہ کیا کہ کیا پڑھے۔

۸۔ عام شارحین اس کے معنی کرتے ہیں کہ مجھے پڑھنا نہیں آتا میں امی ہوں مگر یہ قوی نہیں کیونکہ حضور انور کو رب نے لکھنے کی مشق نہیں دی تھی یہ ہی معنی ہیں امی کے۔ (اشعہ) حضور کو اللہ کا نام لینا اس کا ذکر کرنا تو اول ہی سے آتا تھا آپ تو اس غار میں عبادات ذکر اللہ عرصہ سے کر رہے تھے اور اگر یہ معنی ہوں کہ میں نے پڑھنا کسی سے سیکھا نہیں تو حضرت جبریل یہ تو جانتے ہی تھے پھر اس سوال و جواب کے کیا معنی بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اے جبریل اس وقت میں نہیں پڑھنے والا اس وقت تو پڑھنے والے تم ہو سننے والا میں ہوں تا کہ نزول قرآن اور وحی الٰہی کے معنی درست ہوں۔ وحی قولی کے معنی ہی یہ ہیں کہ فرشتہ کہے نبی سنے۔ اس فرمان عالی میں اپنا منصب حضرت جبریل علیہ السلام کی خدمت اور قرآن کے درجے کا متعین فرمانا ہے۔

۹۔ غط کے معنی ہیں دبانا، نچوڑنا، اس پر طاقت صرف کرنا۔ یہاں مراد ہے گلے لگا کر خوب زور سے دبانا، یہ معانقہ فیض ربانی سینہ نبوی تک پہنچانے کے لیے تھا۔ بعض مشائخ مصافحہ سے معانقہ سے بلکہ نظر سے توجہ باطنی دیتے ہیں اس کی اصل یہ حدیث ہے۔ معلوم ہوا کہ حال قال سے پہلے ہے قال زبان سے حال توجہ سے دیا جاتا ہے۔

۱۰۔ اس عبارت کے معنی یہ نہیں کہ مجھے مشقت پہنچی ورنہ عبارت یوں ہوتی بلغنی الجھد۔ یہاں لفظ منی سے معلوم ہوتا ہے کہ میری طرف سے حضرت جبریل علیہ السلام کو مشقت پہنچی کہ انہوں نے سارا ملکی زور ختم کر دیا۔ الجھد یا تو بلغ کا فاعل ہے اور مرفوع ہے تو بلغ کا مفعول پوشیدہ ہے، بلغہ یا یہ مفعول ہے اور منصوب تو بلغ کا فاعل ھو پوشیدہ ہے یعنی جبریل کو میری طرف سے مشقت پہنچی یا وہ مشقت کو پہنچے کہ انہوں نے بہت ہی محنت سے وہ امانت فیض مجھ کو سونپی۔

۱۱۔ فیض کی امانت آہستہ تین بار ادا کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ فیض رسانی آہستگی سے ہوتی ہے۔ یہ اس آیت کے نزول کی تمہید ہے جو اس وقت آنے والی ہے تا کہ اس کے حروف کا نزول کان پر ہو، اس کے فیض و نور کا نزول دل پاک پر اس عظیم مہمان کے لیے یہ گھر تیار کیا گیا۔ مرقات نے فرمایا کہ پہلی بار جو ارشاد ہوا ما انا بقاریٔ وہاں ما نافیہ ہے اور اب تیسری بار جو فرمایا ما انا بقاریٔ اس میں ما استفہامیہ ہے یعنی اب بتاؤ میں کیا پڑھوں۔ (مرقات)

Marfat.com

۱۲؎ قوی یہ ہے کہ یہاں قلم سے مراد وہ پہلا قلم قدرت ہے جس نے لوح محفوظ پر تا قیامت سارے واقعات لکھے پھر لوح محفوظ کی اس تحریر کے ذریعہ فرشتوں نبیوں ولیوں کو سب کچھ بتایا سکھایا اس لیے اسے کتاب مبین کہتے ہیں یعنی مقبولوں پر اولین و آخرین کے علوم روشن کرنے والی۔ اور ہوسکتا ہے کہ قلم سے مراد یہ ہی دنیاوی قلم ہوں یعنی اس قلم کے ذریعہ سینہ کے علوم محفوظ کیے جس سے اگلوں کے علوم پچھلوں نے سیکھے مگر پہلے معنی قوی بھی ہیں لذیذ بھی۔ (اشعہ) یا قلم سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان ہے جو رب کا قلم ہے جس کے ذریعہ تا قیامت ولیوں عالموں کو علوم سکھائے گئے، اس کی بہت نفیس تفسیریں ہمارے حاشیہ قرآن میں دیکھو۔

۱۳؎ قوی یہ ہے کہ الانسان سے مراد انسانیت کی جان حبیب الرحمن حضور محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور مالم یعلم سے مراد ہے سارے علوم غیبیہ۔ اس کی اور بہت تفسیریں ہیں دیکھو ہمارا حاشیۃ القرآن یہاں بیان کی گنجائش نہیں۔ خیال رہے کہ یہاں بسم اللہ شریف کا ذکر نہیں۔ معلوم ہوا کہ بسم اللہ ہر سورت کا جز نہیں اور نہ ہر صورت کے اول اتری یہ ہی امام اعظم کا مذہب ہے اور سب سے پہلی صورت اقراء شریف ہے۔ سب سے اعلیٰ عبادت اللہ کا ذکر اس کا نام لینا ہے کہ قرآن مجید میں پہلے اسی کا حکم دیا گیا۔

۱۴؎ یہ دل کانپنا اس فیض ربانی کا اثر تھا جو آج عطا ہوا تھا۔ بعض مشائخ جب اپنے مرید کو سینے سے لگا کر توجہ دیتے ہیں تو وہ مرید بے ہوش ہو جاتا ہے گر پڑتا ہے یہ توجہ اگر پہاڑوں پر ڈالی جاتی تو پھٹ جاتا یہ تو حضور کا قوت والا دل ہے جو ٹھہرا رہا، رب فرماتا ہے:
"لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خٰشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ"۔

۱۵؎ یعنی کچھ دیر لگ جانے سکون سے لیٹنے سے صرف رعب ہی گیا۔ فیضان و نورانیت میں بالکل کمی نہ ہوئی بلکہ دل شریف میں تحمل و برداشت ہوگئی۔

۱۶؎ یہاں کس چیز کا خوف مراد ہے اس میں بہت گفتگو ہے اپنی موت کا خوف یا دیوانگی و جنون کا خوف، یا نبوت کی ذمہ داری برداشت نہ کرسکنے کا خوف، یا قوم کی ایذا رسانی کا خوف آخری احتمال قوی ہے۔ حضرت خدیجہ وہ خوش نصیب بی بی ہیں کہ نبوت کی پہلی خبر انہیں ملی۔

۱۷؎ یعنی جس نے درد دیا وہ ہی دوا دے گا، جس نے نبوت آپ کو دی ہے وہ برداشت و تحمل کی طاقت دے گا اور کفار کی شر سے آپ کو محفوظ رکھے گا۔

۱۸؎ جناب خدیجہ نے حضور کی چھ صفات حضور کو سنائیں: عزیزوں پر مہربانی، ہمیشہ سچ بولنا، لوگوں کے بوجھ اپنے پر لے لینا، فرض اولاد خصوصا بچیوں کی پرورش، بے دست و پا فقیروں کو کما کر کھلانا، مہمان نوازی کرنا، غیبی مصیبتوں میں لوگوں کی مدد کرنا۔ مقصد یہ ہے کہ آپ ان علامتوں کی وجہ سے بحکم توریت آخری نبی ہیں آپ کا سورج بلند ہوگا، آپ کا دین غالب ہوگا۔ حضرت خدیجہ توریت کی عالمہ تھیں اور علماء اسرائیل سے بھی آپ نے حضور کی یہ علامات سنی تھیں اس وجہ سے تو حضور سے نکاح کیا۔ اس تقریر سے معلوم ہوا کہ حضور انور اول سے ہی ایسی عالی صفات سے موصوف تھے، نزول قرآن کے بعد ان سے موصوف نہ ہوئے۔ حضور کو قرآن نے یہ چیزیں نہ سکھائیں بلکہ رب نے سکھا کر بھیجا۔ معلوم ہوا کہ اچھے صفات اچھے اعمال بلائیں دفع کرتے ہیں حفاظت الٰہی میں رکھتے ہیں۔

۱۹؎ حضرت خدیجہ بنت خویلد ابن اسد ابن عبد العزیٰ ہیں اور جناب ورقہ ابن نوفل ابن اسد ہیں لہٰذا جناب خدیجہ اور ورقہ اسد میں

مل جاتے ہیں، نوفل جناب خدیجہ کے چچازاد ہیں۔

۲۰۔ حضور رشتہ میں ورقہ کے بھتیجے نہیں مگر اہل عرب محبت و پیار میں اپنے کم عمروں کو بھتیجا یا بیٹا کہہ دیتے ہیں وہ محاورہ یہاں استعمال ہوا ہے۔

۲۱۔ ورقہ زمانہ جاہلیت میں عیسائی بن گئے تھے، انجیل کا ترجمہ عربی میں آپ نے کیا تھا، توریت و انجیل کے بڑے ماہر تھے، اس وقت بہت بوڑھے تھے نابینا ہو چکے تھے، صاحب مشکوٰۃ نے آپ کو صحابہ کی فہرست میں لیا ہے دیکھو اکمال مگر قوی یہ ہے کہ ورقہ صحابی نہیں کیونکہ صحابی وہ ہے جو شرعی مؤمن بن چکنے کے بعد حضور کا دیدار یا صحبت پائے اور شرعی ایمان تبلیغ کی آیات آنے حضور کی تبیغ اور دعوت اسلام دینے پر حاصل ہوتا ہے ورقہ نے وہ وہ زمانہ نہ پایا اس واقعہ کے بعد ہی فوت ہو گئے۔ اسی لیے اول صحابی ابو بکر صدیق ہیں نہ کہ ورقہ ابن نوفل اگر ورقہ صحابی ہوتے تو اول صحابی ہوتے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے انہیں کو اپنی وحی کی خبر دی ابھی صحابی بننے کا زمانہ شروع ہی نہیں ہوا تھا۔ اعلان نبوت کے بعد جو شرعی ایمان لا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھے وہ صحابی ہوتا ہے اس لیے جناب آمنہ عبد المطلب کو کسی نے صحابی نہیں کہا۔

۲۲۔ صاحب اسرار یعنی بھیدی ساتھی اگر خیر ہو تو ناموس کہلاتا ہے، شر ہو تو جاسوس کہا جاتا ہے یہاں جبریل مراد ہیں۔ چونکہ موسیٰ علیہ السلام پہلے صاحب شریعت صاحب کتاب نبی ہیں اس لیے ورقہ نے ان کا نام لیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام نہ لیا، بعض لوگوں نے کہا کہ ورقہ کے بتانے پر حضور انور کو خبر ہوئی کہ وہ جبریل تھے یہ محض غلط ہے ورنہ لازم آوے گا کہ اتنے وقت تک حضور اس آیت کے کلام الٰہی ہونے سے بے خبر رہے ورقہ کے کہنے سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جانا کہ یہ آیت

"اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ"

کلام الٰہی ہے۔ بی بی خدیجہ اور ورقہ مکہ بلکہ عرب میں بڑے معزز علماء میں سے مانے جاتے تھے۔ منشاء الٰہی یہ تھا کہ پہلے ان دونوں سے حضور انور کی نبوت کی گواہی دلوائی جائے پھر تبلیغ اسلام کا حکم حضور کو دیا جائے اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے ان دونوں کے پاس تشریف لے گئے، یہ تشریف لے جانا اپنے جاننے کے لیے نہ تھا بلکہ لوگوں کو بتانے سمجھانے کے لیے تھا۔

۲۳۔ عربی میں بکری کے دو سالہ بچہ کو اور اونٹ کے پانچ سالہ بچہ کو جذع کہتے ہیں، اس عمر میں وہ دونوں قوی جوان ہو جاتے ہیں اس لیے ہر قوی جوان کو جذع کہنے لگے وہ ہی معنی یہاں ہیں۔ فیھا میں ھا ضمیر مدت نبوت کو یا مدت نبوت تبلیغ کی طرف ہے یعنی جب آپ کو تبلیغ کا حکم دیا جائے گا اس وقت میں جوان ہوتا تو آپ کی خدمت کرتا۔

۲۴۔ معلوم ہوتا ہے کہ ورقہ نے حضور انور کے سارے پیش آنے والے واقعات گذشتہ کتابوں میں پڑھے تھے۔ خیال رہے کہ اپنی نبوت کا علم ورقہ کے بتانے سے نہیں ہوا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو بچپن شریف میں پتھر درخت بایں الفاظ سلام کرتے تھے السلام علیک یارسول اللہ جیسا کہ باب المعجزات میں آوے گا۔ والدہ ماجدہ آمنہ کی بشارتیں، جناب حلیمہ کی حکایتیں اپنے متعلق حضور سن چکے تھے، آپ اپنی نبوت سے اس وقت خبردار تھے جب کہ دنیا بھی نہیں بنی تھی دیکھو کتاب نشر الطیب مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی۔ یہ سب کچھ انتظام لوگوں کو سنانے کا ہو رہا ہے کہ لوگ ورقہ کی زبان سے سن لیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عالی صفات اعلیٰ واقعات سے خبردار ہو

Marfat.com

جائیں۔

۲۵۔ خیال رہے کہ یہاں نکالنے سے مراد ہے اتنا تنگ کرنا کہ حضور مکہ چھوڑنے پر مجبور ہو جائیں نہ کہ خود نکالنا کفار مکہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنا چاہتے تھے نہ کہ نکالنا وہ تو قتل کے لیے ڈھونڈتے پھرے۔ حضور انور کا ان سے یہ پوچھنا بھی اسی لیے تھا کہ لوگ ورقہ کی زبان سے ہجرت کی خبر سن لیں اور ہجرت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت کی دلیل سمجھیں۔

۲۶۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوتا ہے کہ قریبًا سارے نبیوں نے ہجرت کی الا ماشاء اللہ۔ خیال رہے کہ دشمنی سارے نبیوں سے کی گئی ہجرت اور جہاد اکثر نبیوں نے کیے۔ خیال رہے کہ حضور انور سے پہلے بعض لوگ اصلی عیسائیت پر قائم تھے مگر خال خال وہ بھی پہاڑوں غاروں میں چھپے چھپائے، جناب ورقہ اور سلمان فارسی جیسے لوگوں نے انہیں راہبوں سے یہ علوم حاصل کیے تھے، انہیں علوم کی برکت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جانا پہچانا تھا۔

۲۷۔ مؤزر بنا ہے ازر سے بمعنی پشت اور پشت پناہی وقوت، رب فرماتا تھا

"اُشْدُدْ بِهٖۤ اَزْرِیْ" مؤزر بمعنی مضبوط وقوی۔

۲۸۔ یعنی "اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ" پہلی وحی کے نزول سے کچھ دن بعد ہی ورقہ کا انتقال ہو گیا اور صرف یہ ہی ایک وحی آ کر بند ہو گئی، کتنے روز بند رہی اس میں بہت گفتگو ہے۔ غالب یہ ہے کہ چھ ماہ بند رہی اسی دوران میں حضرت جبریل آتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتے تھے مگر وحی نہ لاتے تھے۔ (اشعہ) مرقات نے فرمایا کہ

"اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ" پہلی وحی ہے اور "یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ"

دوسری وحی ان دونوں کے درمیان کچھ دنوں کا فاصلہ ہے۔ وحی بند ہونے میں بڑی حکمتیں تھیں قلب پاک کو سکون بخشا، حضور کو شوق وحی زیادہ کرنا وغیرہ۔ (مرقات)" (مرأۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ہشتم، باب المبعث وبدء الوحی، الفصل الاول)

وحی کا مفہوم:

وحی کا لغوی معنی پیغام بھیجنا، دل میں بات ڈالنا، خفیہ بات کرنا۔ اصطلاح شریعت میں وحی اس کلام کو کہتے ہیں جو کسی نبی پر اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہو۔ انبیاء علیہم السلام کے حق میں وحی کی دو قسمیں ہیں (۱) بالواسطہ اور (۲) بلاواسطہ۔ بالواسطہ یعنی کلام ربانی عزوجل فرشتہ کی وساطت سے نبی کے پاس آئے جیسے جبرائیل علیہ السلام کا وحی لانا اور بلاواسطہ یعنی فرشتے کی وساطت کے بغیر بنفس نفیس کلام ربانی عزوجل کو سننا جیسے معراج کی رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا اور کوہ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سنا۔ اسی طرح نبی کو خواب میں جو چیز بتائی جائے وہ بھی وحی ہے جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کا حکم ہوا۔ (ملخص از نزھۃ القاری شرح صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۳۴ مطبوعہ فرید بک اسٹال اردو بازار لاہور۔ بہار شریعت حصہ اول جلد اول ص ۱۰ مطبوعہ مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی)

سابق الایمان

مذہب جمہور پر سب سے پہلے علی الاعلان ایمان لانے والی حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ کیونکہ جب سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

غار حرا سے تشریف لائے اور ان کو نزول وحی کی خبر دی تو وہ ایمان لائیں۔ بعض کہتے ہیں ان کے بعد سب سے پہلے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایمان لائے بعض کہتے ہیں سب سے پہلے سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ ایمان لائے اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر شریف دس سال کی تھی۔ شیخ ابن الصلاح فرماتے ہیں۔ کہ سب سے زیادہ محتاط اور موزوں تر یہ ہے کہ آزاد مردوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بچوں اور نوعمروں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ عورتوں میں سیدتنا خدیجہ رضی اللہ عنہا اور موالی میں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور غلاموں میں سے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔ (مدارج النبوت، قسم دوم، باب سوم در بدو وحی وثبوت نبوت... الخ، ج ۲ ص ۴۷)

بَابُ الْإِسْرَاءِ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّمٰوٰتِ وَفَرْضِ الصَّلَوَاتِ

باب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمانوں کی سیر کرنا اور نمازوں کی فرضیت

319- حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُتِيتُ بِالْبُرَاقِ وَهُوَ دَابَّةٌ أَبْيَضُ طَوِيلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُونَ الْبَغْلِ يَضَعُ حَافِرَهُ عِنْدَ مُنْتَهٰى طَرْفِهِ قَالَ فَرَكِبْتُهُ حَتّٰى أَتَيْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ قَالَ فَرَبَطْتُهُ بِالْحَلْقَةِ الَّتِي يَرْبِطُ بِهِ الْأَنْبِيَاءُ قَالَ ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَصَلَّيْتُ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَاءَنِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِإِنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ وَإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ جِبْرِيلُ اخْتَرْتَ الْفِطْرَةَ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ فَقِيلَ مَنْ أَنْتَ قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِآدَمَ فَرَحَّبَ بِي وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقِيلَ مَنْ أَنْتَ قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِابْنَيِ الْخَالَةِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَيَحْيٰى بْنِ زَكَرِيَّاءَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمَا فَرَحَّبَا بِي وَدَعَوَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ فَقِيلَ مَنْ أَنْتَ قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِيُوسُفَ إِذَا هُوَ قَدْ أُعْطِيَ شَطْرَ الْحُسْنِ فَرَحَّبَ بِي وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقِيلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قَالَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِإِدْرِيسَ فَرَحَّبَ بِي وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ قِيلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِهَارُونَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَرَحَّبَ بِي وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ فَاسْتَفْتَحَ

Marfat.com

جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيْلَ وَقَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَاِذَا اَنَا بِمُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَرَحَّبَ بِيْ وَدَعَا لِيْ بِخَيْرٍ ثُمَّ عُرِجَ بِنَآ اِلَى السَّمَآءِ السَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ فَقِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيْلَ وَقَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَاِذَا اَنَا بِاِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مُسْنِدًا ظَهْرَهٗ اِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ وَاِذَا هُوَ يَدْخُلُهٗ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ لَا يَعُوْدُوْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِيْ اِلَى السِّدْرَةِ الْمُنْتَهٰى وَاِذَا وَرَقُهَا كَاٰذَانِ الْفِيَلَةِ وَاِذَا ثَمَرُهَا كَالْقِلَالِ قَالَ فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ اَمْرِ اللهِ مَا غَشِيَ تَغَيَّرَتْ فَمَا اَحَدٌ مِّنْ خَلْقِ اللهِ يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَّنْعَتَهَا مِنْ حُسْنِهَا فَاَوْحَى اللهُ اِلَيَّ مَا اَوْحٰى فَفَرَضَ عَلَيَّ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ فَنَزَلْتُ اِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ مَا فَرَضَ رَبُّكَ عَلٰى اُمَّتِكَ قُلْتُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاسْاَلْهُ التَّخْفِيْفَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا يُطِيْقُوْنَ ذٰلِكَ فَاِنِّيْ قَدْ بَلَوْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ وَخَبَرْتُهُمْ قَالَ فَرَجَعْتُ اِلٰى رَبِّيْ فَقُلْتُ يَا رَبِّ خَفِّفْ عَلٰى اُمَّتِيْ فَحَطَّ عَنِّيْ خَمْسًا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقُلْتُ حَطَّ عَنِّيْ خَمْسًا قَالَ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا يُطِيْقُوْنَ ذٰلِكَ فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاسْاَلْهُ التَّخْفِيْفَ قَالَ فَلَمْ اَزَلْ اَرْجِعُ بَيْنَ رَبِّيْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَبَيْنَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتّٰى قَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّهُنَّ خَمْسُ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ لِكُلِّ صَلَاةٍ عَشْرٌ فَذٰلِكَ خَمْسُوْنَ صَلَاةً وَّمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهٗ حَسَنَةً فَاِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهٗ عَشْرًا وَّمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ شَيْئًا فَاِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ سَيِّئَةً وَّاحِدَةً قَالَ فَنَزَلْتُ حَتّٰى انْتَهَيْتُ اِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاسْاَلْهُ التَّخْفِيْفَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدْ رَجَعْتُ اِلٰى رَبِّيْ حَتّٰى اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری خدمت میں براق کو لایا گیا وہ طویل قد اور سفید رنگت والا جانور تھا۔ گدھے سے بڑا اور خچر سے قدرے کم تھا۔ اس کا قدم نظر کی انتہاء پر پڑتا تھا۔ پس میں اس پر سوار ہو کر بیت المقدس تک جا پہنچا۔ اور انبیاء کرام علیہم السلام جس جگہ اپنی سواریوں کو باندھا کرتے تھے تو میں نے بھی وہاں اسے باندھ دیا۔ اس کے بعد میں مسجد میں داخل ہوا۔ اور دو رکعات پڑھنے کے بعد باہر کو آ گیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس ایک برتن میں شراب اور دوسرے میں دودھ لے کر تشریف لائے تو میں نے دودھ لے لیا۔ اس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا: آپ ﷺ نے فطرت کو اختیار فرمایا ہے۔ اس کے بعد مجھے آسمان کے اوپر لے جایا گیا اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آسمان کا دروازہ بجایا تو دریافت کیا: کون؟ فرمایا: جبرائیل علیہ السلام! دریافت کیا: تمہارے ساتھ کون ہے: فرمایا: سیدنا محمد مصطفی ﷺ! دریافت کیا: کیا ان کو بلایا گیا ہے۔ فرمایا: ہاں! ان کو بلایا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس کے بعد ہمارے واسطے آسمان کا دروازہ کھول دیا گیا۔ اور اس وقت میری حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی مجھے انہوں نے خوش آمدید کہا اور انہوں نے دعا بھی دی اس کے بعد ہم کو دوسرے

آسمان پر لے جایا گیا اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ بجایا تو وہاں سے آواز آئی: کون؟ فرمایا: جبرائیل علیہ السلام! دریافت کیا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ ارشاد فرمایا: سیّدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! دریافت کیا: کیا ان کو بلایا گیا ہے۔ فرمایا: ہاں ان کو بلایا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کے بعد ہمارے واسطے آسمان کا دروازہ کھول دیا گیا اور میری حضرت عیسیٰ بن مریم اور حضرت یحییٰ بن زکریا o دونوں خالہ زاد بھائیوں سے ملاقات ہوئی مجھے انہوں نے خوش آمدید کہا اور ساتھ دعا بھی دی اس کے بعد ہم کو تیسرے آسمان پر لے جایا گیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازے کو کھٹکھٹایا۔ کہا گیا: کون؟ فرمایا: جبرائیل علیہ السلام! دریافت کیا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ فرمایا: سیّد محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! دریافت کیا: کیا ان کو بلایا گیا ہے۔ فرمایا: ہاں ان کو بلایا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کے بعد ہمارے واسطے آسمان کا دروازہ کھول دیا گیا اور حضرت یوسف علیہ السلام سے میری ملاقات ہوئی جنہیں اللہ تعالیٰ نے سارے حسن کا نصف حسن عطا فرمایا ہے۔ مجھے انہوں نے خوش آمدید کہا اور ساتھ دعا بھی دی۔ اس کے بعد ہمیں چوتھے آسمان پر لے جایا گیا تو وہاں پر جا کر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازے کو کھٹکھٹایا۔ دریافت کیا: کون۔ فرمایا: جبرائیل علیہ السلام! دریافت کیا: تمہارے ساتھ اور کون ہے۔ فرمایا: سیّدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کہا: آپ کو بلایا گیا ہے۔ فرمایا: ہاں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پھر ہمارے واسطے آسمان کے دروازے کو کھول دیا گیا۔ اور حضرت ادریس علیہ السلام سے میری ملاقات ہوئی۔ مجھے انہوں نے مرحبا کہا اور ساتھ دعا بھی دی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ادریس علیہ السلام کے متعلق فرمایا: ''ہم نے انہیں بلند مقام عطا فرمایا ہے۔'' اس کے بعد ہمیں پانچویں آسمان پر لے جایا گیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے دروازے کو کھٹکھٹایا۔ دریافت کیا: کون؟ ارشاد فرمایا: جبرائیل علیہ السلام! دریافت کیا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ فرمایا: سیّدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! دریافت کیا: کیا آپ کو بلایا گیا ہے۔ فرمایا: ہاں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کے بعد ہمارے واسطے آسمان کے دروازہ کو کھول دیا۔ اور میری حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی مجھے انہوں نے مرحبا کہا۔ اور ساتھ دعا بھی دی اس کے بعد ہمیں چھٹے آسمان پر لے جایا گیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازے کو کھٹکھٹایا۔ دریافت کیا: کون؟ فرمایا: جبرائیل علیہ السلام! دریافت کیا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ فرمایا: سیّدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! دریافت کیا: کیا آپ کو بلایا گیا ہے۔ فرمایا: ہاں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کے بعد ہمارے واسطے آسمان کا دروازہ کھول دیا گیا۔ اور میری حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو مجھے انہوں نے بھی مرحبا کہا اور ساتھ دعا بھی دی۔ اس کے بعد ہمیں ساتویں آسمان پر لے جایا گیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کو کھٹکھٹایا۔ دریافت کیا: کون؟ فرمایا: جبرائیل علیہ السلام! دریافت کیا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ ارشاد فرمایا: سیّدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! دریافت کیا: کیا ان کو بلایا گیا ہے۔ فرمایا: ہاں! اس کے بعد ہمارے واسطے دروازے کو کھول دیا گیا اور میری حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی جنہوں نے بیت المعمور سے ٹیک لگا رکھی تھی۔ اور وہاں بیت المعمور میں روزانہ ستر ہزار ملائکہ جاتے ہیں اور جو فرشتہ ایک دفعہ ہو کر آیا اسے دوبارہ موقع نہیں مل پاتا۔ اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام مجھے سدرۃ المنتہیٰ پر لے گئے۔ جس کے پتے ہاتھی کے کان اور پھل مٹکوں کے مساوی تھے۔ اور وہ درخت اللہ تعالیٰ کے حکم سے اتنا حسین وجمیل ہو گیا کہ کوئی بھی آدمی اس کے حسن وجمال کو بیان نہیں کر سکتا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر جو چاہا وحی فرمائی۔ اور مجھ پر ایک دن اور رات میں پچاس نمازوں کو فرض کیا جس وقت واپس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب

Marfat.com

تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت پر کیا چیز فرض فرمائی ہے۔ میں نے کہا: ہر دن اور رات میں پچاس نمازوں کو فرض فرمایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اپنے رب عزوجل کی جانب لوٹ جایئے کمی کا سوال کیجئے اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت پچاس نمازوں کو بجا نہیں لا سکے گی۔ میں اس میں آ کر بنی اسرائیل پر تجربہ کر کے گزرا ہوں۔ چنانچہ میں اپنے رب تعالیٰ کے حضور حاضر ہوا اور کہا: اے میرے رب عزوجل! میری امت پر کچھ تخفیف فرما دیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازوں کو کم کر دیا ہے۔ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو کہا: اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازوں کی تخفیف فرما دی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت اس قدر نمازوں کو ادا نہیں کر پائے گی جا کر کمی کا سوال کیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں یونہی اللہ تعالیٰ کے پاس جاتا رہا اور وہ پانچ نمازوں کی تخفیف فرماتا رہا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام دوبارہ کمی کے لئے مجھے رب تعالیٰ کے حضور بھیجتے رہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے (سیدنا) محمد (مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دن اور رات کی یہ نمازیں ہیں اور ہر نماز کا دس گنا اجر ہوگا۔ تو یوں یہ پچاس نمازیں بن جائیں گی۔ اور جو آدمی نیک کام کا ارادہ کرے اور وہ پھر نیک کام نہ کر سکے تو اس کے واسطے ایک نیکی کو لکھ دیا جائے گا اور جو آدمی برے کام کا ارادہ کرے اور وہ اس برے کام کا مرتکب نہ ہو۔ تو اس کے لئے کچھ بھی نہ لکھا جائے گا۔ اور پھر بھی اگر وہ برے کام کا مرتکب ہو جائے تو اس کی ایک ہی برائی لکھی جائے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کے بعد میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس گیا اور انہیں ان احکام کے بارے میں بتایا تو انہوں نے دوبارہ کہا کہ اپنے رب تعالیٰ کے پاس جایئے تخفیف کا سوال کیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو میں نے اس وقت کہا: میں بار بار اپنے رب تعالیٰ کے حضور عرض کر چکا ہوں اور مجھے اب حیاء آتی ہے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1، ص: 203، البحر الزخار: رقم الحدیث: 1394، مستدرک: رقم الحدیث: 8793، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 9976)

320- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ هَاشِمٍ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيتُ فَانْطَلَقُوا بِي إِلَى زَمْزَمَ فَشُرِحَ عَنْ صَدْرِي ثُمَّ غُسِلَ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ أُنْزِلْتُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے ملائکہ زمزم کے اوپر لے گئے میرے سینے کو چاک کیا اور زمزم کے پانی سے دھو ڈالا پھر مجھے چھوڑ دیا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1، ص: 208، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 209)

321- حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَاهُ جِبْرِيلُ وَهُوَ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَأَخَذَهُ فَصَرَعَهُ فَشَقَّ عَنْ قَلْبِهِ فَاسْتَخْرَجَ الْقَلْبَ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ عَلَقَةً فَقَالَ هَذَا حَظُّ الشَّيْطَانِ مِنْكَ ثُمَّ غَسَلَهُ فِي طَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ لَأَمَهُ ثُمَّ أَعَادَهُ فِي مَكَانِهِ وَجَاءَ الْغِلْمَانُ يَسْعَوْنَ إِلَى أُمِّهِ يَعْنِي ظِئْرَهُ فَقَالُوا إِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ فَاسْتَقْبَلُوهُ وَهُوَ مُنْتَقِعُ اللَّوْنِ قَالَ أَنَسٌ وَقَدْ كُنْتُ أَرَى أَثَرَ ذَلِكَ الْمِخْيَطِ فِي صَدْرِهِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمانہ بچپن میں بچوں کی

Marfat.com

معیت کھیل رہے تھے تو اس سے حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لٹا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ کو چاک کر دیا، دل نکال ڈالا پھر دل سے جمے ہوئے خون کے لوتھڑے کو نکال لیا۔ اور فرمایا کہ یہ شیطان کا حصہ تھا۔ اس کے بعد دل کو سونے کے طشت میں رکھ کر زمزم کے پانی کے ساتھ دھو ڈالا پھر اسے جوڑ کر اس کی جگہ پر رکھ دیا اس عالم کو دیکھتے ہی بچے دوڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی والدہ محترمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور جا کر کہا: سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جان سے مار دیا گیا۔ یہ سنتے ہی سارے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنگ بدلا سا ہوا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ مقدسہ پر ان سلائی والے نشانوں کو بھی دیکھا تھا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:4، ص: 277، مستدرک: رقم الحدیث: 3949، شرح السنۃ: ج:1، ص: 872، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث: 3374)

322- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ وَهُوَ ابْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِي شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُنَا عَنْ لَيْلَةِ أُسْرِيَ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ أَنَّهُ جَاءَهُ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ قَبْلَ أَنْ يُوحَى إِلَيْهِ وَهُوَ نَائِمٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِقِصَّتِهِ نَحْوَ حَدِيثِ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ وَقَدَّمَ فِيهِ شَيْئًا وَأَخَّرَ وَزَادَ وَنَقَصَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ شب اسراء کا تذکرہ فرما رہے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ وحی کے نزول سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ معظمہ میں راحت فرما تھے۔ تو اچانک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تین ملائکہ آئے۔ آگے سابق حدیث کی مانند روایت کیا مگر بعض الفاظ میں تقدم و تاخر اور کمی اور زیادتی بھی ہے۔ (مرجع السابق)

323- وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ أَبُو ذَرٍّ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُرِجَ سَقْفُ بَيْتِي وَأَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَفَرَجَ صَدْرِي ثُمَّ غَسَلَهُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَإِيمَانًا فَأَفْرَغَهَا فِي صَدْرِي ثُمَّ أَطْبَقَهُ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فَعَرَجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ فَلَمَّا جِئْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا قَالَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِخَازِنِ السَّمَاءِ الدُّنْيَا افْتَحْ قَالَ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا جِبْرِيلُ قِيلَ هَلْ مَعَكَ أَحَدٌ قَالَ نَعَمْ مَعِيَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَأُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ فَافْتَحْ فَفَتَحَ قَالَ فَلَمَّا عَلَوْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَإِذَا رَجُلٌ عَنْ يَمِينِهِ أَسْوِدَةٌ وَعَنْ يَسَارِهِ أَسْوِدَةٌ قَالَ فَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِينِهِ ضَحِكَ وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهِ بَكَى قَالَ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالِابْنِ الصَّالِحِ قَالَ قُلْتُ يَا جِبْرِيلُ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهَذِهِ الْأَسْوِدَةُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ نَسَمُ بَنِيهِ فَأَهْلُ الْيَمِينِ أَهْلُ الْجَنَّةِ وَالْأَسْوِدَةُ الَّتِي عَنْ شِمَالِهِ أَهْلُ النَّارِ فَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِينِهِ ضَحِكَ وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهِ بَكَى قَالَ ثُمَّ عَرَجَ بِي جِبْرِيلُ حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ فَقَالَ

Marfat.com

لِخَازِنِهَا افْتَحْ قَالَ فَقَالَ لَهُ خَازِنُهَا مِثْلَ مَا قَالَ خَازِنُ السَّمَآءِ الدُّنْيَا فَفَتَحَ فَقَالَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَذَكَرَ اَنَّهُ وَجَدَ فِي السَّمَاوَاتِ اٰدَمَ وَاِدْرِيْسَ وَعِيْسٰى وَمُوْسٰى وَاِبْرَاهِيْمَ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ وَلَمْ يُثْبِتْ كَيْفَ مَنَازِلُهُمْ غَيْرَ اَنَّهُ ذَكَرَ اَنَّهُ قَدْ وَجَدَ اٰدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي السَّمَآءِ الدُّنْيَا وَاِبْرَاهِيْمَ فِي السَّمَآءِ السَّادِسَةِ قَالَ فَلَمَّا مَرَّ جِبْرِيْلُ وَرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاِدْرِيْسَ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ قَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاَخِ الصَّالِحِ قَالَ ثُمَّ مَرَّ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ هٰذَا اِدْرِيْسُ قَالَ ثُمَّ مَرَرْتُ بِمُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاَخِ الصَّالِحِ قَالَ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا مُوْسٰى قَالَ ثُمَّ مَرَرْتُ بِعِيْسٰى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاَخِ الصَّالِحِ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَالَ ثُمَّ مَرَرْتُ بِاِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاِبْنِ الصَّالِحِ قَالَ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا اِبْرَاهِيْمُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَّاَخْبَرَنِي ابْنُ حَزْمٍ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَّاَبَا حَبَّةَ الْاَنْصَارِيَّ كَانَا يَقُوْلَانِ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عُرِجَ بِيْ حَتّٰى ظَهَرْتُ لِمُسْتَوًى اَسْمَعُ فِيْهِ صَرِيْفَ الْاَقْلَامِ قَالَ ابْنُ حَزْمٍ وَّاَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَرَضَ اللهُ عَلٰى اُمَّتِيْ خَمْسِيْنَ صَلَاةً قَالَ فَرَجَعْتُ بِذٰلِكَ حَتّٰى اَمُرَّ بِمُوْسٰى فَقَالَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ مَاذَا فَرَضَ رَبُّكَ عَلٰى اُمَّتِكَ قَالَ قُلْتُ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسِيْنَ صَلَاةً قَالَ لِيْ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَرَاجِعْ رَبَّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ قَالَ فَرَاجَعْتُ رَبِّيْ فَوَضَعَ شَطْرَهَا قَالَ فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاَخْبَرْتُهُ قَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ قَالَ فَرَاجَعْتُ رَبِّيْ فَقَالَ هِيَ خَمْسٌ وَّهِيَ خَمْسُوْنَ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ قَالَ فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَقُلْتُ قَدِ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَّبِّيْ قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ بِيْ جِبْرِيْلُ حَتّٰى نَاْتِيَ سِدْرَةَ الْمُنْتَهٰى فَغَشِيَهَا اَلْوَانٌ لَّا اَدْرِيْ مَاهِيَ قَالَ ثُمَّ اُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ فَاِذَا فِيْهَا جَنَابِذُ اللُّؤْلُؤِ وَاِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں جن ایام میں مکہ مکرمہ تھا تو میرے مکان کی چھت کو چیرا گیا حضرت جبرائیل علیہ السلام کا نزول ہوا اور انہوں نے میرے سینہ کو چاک کیا۔ پھر اسے زمزم کے پانی سے دھویا اس کے بعد سونے کا طشت حکمت و ایمان سے لبریز لے کر آئے پھر ایمان و حکمت کو میرے سینہ کے اندر رکھ کر سی دیا۔ پھر میرے ہاتھ سے پکڑ کے مجھے آسمانوں کی جانب لے کر گئے جس وقت ہم پہلے آسمان پر پہنچے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس آسمان کے چوکیدار سے فرمایا: دروازہ کھولو۔ اس نے دریافت کیا: کون؟ فرمایا: جبرائیل علیہ السلام! دریافت کیا گیا: آپ کی معیت کوئی ہے؟ فرمایا: ہاں میری معیت سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ دریافت کیا گیا: انہیں بلایا گیا ہے۔ فرمایا: ہاں! اس کے دروازہ کو کھولا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس وقت ہم آسمان دنیا کے اوپر گئے تو وہاں پر ایک آدمی کو دیکھا جس کے دائیں بائیں بہت زیادہ لوگ تھے۔ وہ دائیں جانب دیکھ کر ہنس دیتے اور بائیں جانب دیکھ کر رو دیتے۔ مجھے انہوں نے دیکھ کر فرمایا: مرحبا اے صالح بیٹے اور صالح نبی! میں نے

Marfat.com

حضرت جبرائیل علیہ السلام سے کہا: یہ کون ہیں۔ فرمایا: یہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ اور ان کے دائیں بائیں ان کی اولادیں ہیں۔ دائیں طرف والے جنتی ہیں اور بائیں طرف والے دوزخی ہیں۔ اسی وجہ سے وہ دائیں طرف دیکھ کر ہنس دیتے ہیں اور بائیں طرف دیکھ کر رو دیتے ہیں اس کے بعد مجھے حضرت جبرائیل علیہ السلام لے کر دوسرے آسمان تک پہنچ گئے۔ اور وہاں کے پہرے دار سے دروازہ کھولنے کو فرمایا اور وہی سابقہ کلام ہوا جو پہلے آسمان کے پہرے دار سے ہوا تھا۔ پھر انہوں نے دروازہ کھولا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آسمانوں پر حضرت آدم، حضرت ادریس، حضرت عیسیٰ، حضرت موسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہم السلام سے ملاقات بھی ہوئی۔ اور یہ بیان نہیں فرمایا کہ کون سے آسمان پر کس نبی سے ملاقات ہوئی تھی ہاں یہ بیان کیا ہے کہ پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے اور چھٹے آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ جس وقت حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمایا: مرحبا صالح نبی اور صالح بھائی! میں نے کہا: یہ کون ہیں۔ تو فرمایا: یہ حضرت ادریس علیہ السلام ہیں۔ ارشاد فرمایا: اس کے بعد میرا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزر ہوا تو انہوں نے فرمایا: صالح نبی اور صالح بھائی کو مرحبا! میں نے پوچھا: یہ کون ہے۔ تو فرمایا: یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بھی مرحبا صالح نبی اور صالح بھائی کہا۔ میں نے کہا: یہ کون ہیں۔ فرمایا: یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بھی صالح نبی صالح بیٹے مرحبا کہا۔ دوسری سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابو حبہ انصار کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی۔ حتیٰ کہ میں مقام استواء تک پہنچا وہاں پر میں نے قلموں کے چلنے کی آواز سنا۔ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازوں کو فرض فرمایا ہے تو میں ان نمازوں کو لئے واپس آیا تو راستہ میں میری حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوگئی۔ دریافت کیا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت پر کیا فرض فرمایا ہے۔ میں نے کہا: پچاس نمازوں کو فرض فرمایا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: لوٹ جائیے اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں ان کی طاقت نہیں ہے چنانچہ میں اپنے رب تعالیٰ کے حضور حاضر ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے چند نمازوں میں تخفیف فرمادی اس کے بعد واپسی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوگئی تو ان کو بتایا انہوں نے پھر کہا: اپنے رب تعالیٰ کے حضور لوٹ جائیے اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں ان کی طاقت نہیں ہے۔ اس کے بعد میں اپنے رب تعالیٰ کے حضور حاضر ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازوں کو فرض فرمادیا۔ اور ارشاد فرمایا: ثواب پچاس ہی کا ملے گا میرے قول میں تبدیلی نہیں ہوا کرتی۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پھر فرمایا کہ اپنے رب تعالیٰ کے پاس پلٹ جائیے اب میں نے کہا: مجھے اپنے رب تعالیٰ سے حیاء آتی ہے اس کے بعد مجھے حضرت جبرائیل علیہ السلام سدرۃ المنتہیٰ پر لے گئے۔ جس کے اوپر اس طرح کے عجب رنگ پھیلے ہوئے تھے جنہیں میں قیاس بتا نہیں سکتا اس کے بعد مجھے جنت میں لے جایا گیا جہاں پر موتیوں کے گنبد تھے اور جس کی مٹی مشک والی تھی۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج: 1: ص: 305، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 314، صحیح ابن حبان: ج: 16: ص: 420، مسند ابی عوانہ: ج: 1: ص: 119)

324- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ لَعَلَّهُ قَالَ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ رَجُلٍ مِنْ قَوْمِهِ قَالَ قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا اَنَا عِنْدَ

Marfat.com

الْبَيْتِ بَيْنَ النَّائِمِ وَالْيَقْظَانِ إِذْ سَمِعْتُ قَائِلًا يَقُولُ أَحَدُ الثَّلَاثَةِ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ فَانْطُلِقَ بِيْ فَأُتِيتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ فِيهَا مِنْ مَّاءِ زَمْزَمَ فَشُرِحَ صَدْرِيْ إِلَى كَذَا وَكَذَا قَالَ قَتَادَةُ فَقُلْتُ لِلَّذِيْ مَعِي مَا يَعْنِي قَالَ إِلَى أَسْفَلِ بَطْنِهِ فَاسْتُخْرِجَ قَلْبِي فَغُسِلَ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ أُعِيدَ مَكَانَهُ ثُمَّ حُشِيَ إِيْمَانًا وَحِكْمَةً ثُمَّ أُتِيتُ بِدَابَّةٍ أَبْيَضَ يُقَالُ لَهُ الْبُرَاقُ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُوْنَ الْبَغْلِ يَقَعُ خَطْوُهُ عِنْدَ أَقْصَى طَرْفِهِ فَحُمِلْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ انْطَلَقْنَا حَتَّى أَتَيْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقِيلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَفُتِحَ لَنَا وَقَالَ مَرْحَبًا وَّلَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ قَالَ فَأَتَيْنَا عَلَى آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِقِصَّتِهِ وَذَكَرَ أَنَّهُ لَقِيَ فِي السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ عِيسٰى وَيَحْيٰى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَفِي الثَّالِثَةِ يُوسُفَ وَفِي الرَّابِعَةِ إِدْرِيسَ وَفِي الْخَامِسَةِ هَارُوْنَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمَا قَالَ ثُمَّ انْطَلَقْنَا حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ فَأَتَيْتُ عَلَى مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ فَلَمَّا جَاوَزْتُهُ بَكَى فَنُودِيَ مَا يُبْكِيكَ قَالَ يَا رَبِّ هٰذَا غُلَامٌ بَعَثْتَهُ بَعْدِي يَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِهِ الْجَنَّةَ أَكْثَرُ مِمَّا يَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِي قَالَ ثُمَّ انْطَلَقْنَا حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَأَتَيْتُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَقَالَ فِي الْحَدِيْثِ وَحَدَّثَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ رَأَى أَرْبَعَةَ أَنْهَارٍ يَخْرُجُ مِنْ أَصْلِهَا نَهْرَانِ ظَاهِرَانِ وَنَهْرَانِ بَاطِنَانِ فَقُلْتُ يَا جِبْرِيْلُ مَا هٰذِهِ الْأَنْهَارُ قَالَ أَمَّا النَّهْرَانِ الْبَاطِنَانِ فَنَهْرَانِ فِي الْجَنَّةِ وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّيلُ وَالْفُرَاتُ ثُمَّ رُفِعَ لِيَ الْبَيْتُ الْمَعْمُوْرُ فَقُلْتُ يَا جِبْرِيْلُ مَا هٰذَا قَالَ هٰذَا الْبَيْتُ الْمَعْمُوْرُ يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ إِذَا خَرَجُوا مِنْهُ لَمْ يَعُودُوا فِيهِ آخِرُ مَا عَلَيْهِمْ ثُمَّ أُتِيتُ بِإِنَائَيْنِ أَحَدُهُمَا خَمْرٌ وَالْآخَرُ لَبَنٌ فَعُرِضَا عَلَيَّ فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ فَقِيلَ لِي أَصَبْتَ أَصَابَ اللّٰهُ بِكَ أُمَّتُكَ عَلَى الْفِطْرَةِ ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَيَّ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسُوْنَ صَلَاةً ثُمَّ ذَكَرَ قِصَّتَهَا إِلَى آخِرِ الْحَدِيْثِ

حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں خانہ کعبہ میں نیند اور بیداری کے عالم میں تھا کہ میں نے اسی دوران ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا: یہ دو اشخاص کے مابین تیسرا آدمی ہے اس کے بعد وہ مجھے لے کر گئے پھر میرے پاس ایک سونے کے طشت کو لایا گیا۔ جس کے اندر زمزم کا پانی تھا۔ میرے سینہ کو ادھر سے ادھر تک چاک کیا گیا۔ پھر میرے قلب کو نکال کر اسے زمزم کے پانی کے ساتھ دھو کر دوبارہ اسی مقام پر رکھا گیا اس کے بعد اسے ایمان اور حکمت سے لبریز کیا گیا۔ میرے پاس گدھے سے اونچا اور خچر سے چھوٹا سفید رنگ والا جانور لایا گیا جسے براق کہا جاتا تھا۔ جو قدم کو انتہاء نظر تک رکھتا تھا۔ پس اس کے اوپر مجھے سوار کیا گیا۔ پس ہم نے چلنے کی ابتداء کر دی حتیٰ کہ ہم پہلے آسمان پر پہنچ گئے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازے کو کھلوایا۔ دریافت کیا گیا: کون ہے۔ فرمایا: جبرائیل علیہ السلام! دریافت کیا گیا: آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا: سیّدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

Marfat.com

دریافت کیا گیا: انہیں بلایا گیا ہے۔ فرمایا: ہاں! ارشاد فرمایا: اس کے بعد ہمارے واسطے دروازہ کو کھولا گیا۔ اور کہا گیا: مرحبا ہو اچھے آنے والے کو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کے بعد ہماری حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوگئی۔ آگے سابقہ حدیث کی مانند بیان کیا۔ اور فرمایا کہ دوسرے آسمان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ اور تیسرے پر حضرت یوسف علیہ السلام سے ہوئی۔ چوتھے پر حضرت ادریس علیہ السلام سے ہوئی۔ اور پانچویں پر حضرت ہارون علیہ السلام سے ہوئی پھر ہم آگے چل پڑے اور چھٹے آسمان پر پہنچ گئے، وہاں میری ملاقات حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی۔ انہیں میں نے سلام کیا۔ تو فرمایا: مرحبا صالح نبی اور صالح بھائی کو جس وقت میں آگے بڑھنے لگا تو وہ رونے لگ گئے۔ آواز آئی: تم نے کیوں رو دیا؟ کہا: اے میرے رب عزوجل! اس نوجوان کو تو نے میرے بعد میں بھیجا اور میری امت کی بدولت اس کی امت کے زیادہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کے بعد ہم آگے چل پڑے حتیٰ کہ ساتویں آسمان کے اوپر پہنچ گئے۔ اور وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوگئی۔ اور حدیث میں یہ بھی ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آپ نے چار نہروں کو دیکھا۔ جن کی شروع سے چار نہروں کا خروج ہوتا ہے۔ دو تو ظاہری اور دو باطنی، باطنی نہریں جنت کے اندر ہیں اور ظاہری نہریں نیل اور فرات والی ہیں۔ اس کے بعد میری خاطر بیت المعمور کو بلند فرمایا گیا۔ میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے کہا: یہ کیا ہے۔ تو فرمایا: یہ بیت المعمور ہے۔ اس کے اندر روزانہ ستر ہزار ملائکہ جاتے ہیں۔ اس سے نکل جانے کے بعد دوبارہ وہ کبھی بھی نہیں داخل ہو پاتے۔ اس کے بعد میرے پاس دو برتنوں کو لایا گیا۔ ایک میں تو شراب تھی اور دوسری میں دودھ تھا۔ تو میں نے دودھ کو پسند کیا۔ پھر مجھے کہا گیا کہ تم نے فطرت کو پایا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمہاری وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو فطرت کا خزانہ نوازا ہے۔ پھر میرے اوپر روزانہ پچاس نمازوں کو فرض کیا گیا۔ پھر آگے پورا قصہ بیان کیا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:1، ص:207، صحیح ابن خزیمہ: رقم الحدیث: 301، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 337، مسند الصحابۃ: جز:50، ص:42)

325- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ مَّالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ وَزَادَ فِيْهِ فَاُتِيْتُ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ مُّمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَّاِيْمَانًا فَشُقَّ مِنَ النَّحْرِ اِلٰى مَرَاقِّ الْبَطْنِ فَغُسِلَ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ مُلِئَ حِكْمَةً وَّاِيْمَانًا

حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں اس میں اضافہ یہ ہے کہ میرے پاس سونے والا طشت لایا گیا جو کہ ایمان وحکمت سے لبریز تھا۔ پھر سینہ کو شکم کے نیچے تک چاک کیا گیا۔ پس اسے زمزم کے پانی کے ساتھ دھویا گیا پھر اسے ایمان وحکمت سے لبریز کر دیا گیا۔ (مرجع السابق)

326- حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْعَالِيَةِ يَقُوْلُ حَدَّثَنِي ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اُسْرِيَ بِهٖ فَقَالَ مُوْسٰى اٰدَمُ طُوَالٌ كَاَنَّهٗ مِنْ رِّجَالِ شَنُوْئَةَ وَقَالَ عِيْسٰى جَعْدٌ مَّرْبُوْعٌ وَّذَكَرَ مَالِكًا خَازِنَ جَهَنَّمَ وَذَكَرَ الدَّجَّالَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب اسراء کا ذکر فرمایا تو ارشاد فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قبیلہ شنوءۃ کے لوگوں کی مانند طوالت والا قد تھا اور گندمی رنگ کے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام متوسط قد والے تھے اور جسم مبارک گھٹا ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوزخ کے خازن اور دجال کا ذکر بھی کیا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1، ص: 212، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 3215، مسند احمد: رقم الحدیث: 3014، مسند البزار: رقم الحدیث: 5328)

327- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ حَدَّثَنَا ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عَلَى مُوسَى بْنِ عِمْرَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَجُلٌ آدَمُ طُوَالٌ جَعْدٌ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ وَرَأَيْتُ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ مَرْبُوعَ الْخَلْقِ إِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ سَبْطَ الرَّأْسِ وَأُرِيَ مَالِكًا خَازِنَ النَّارِ وَالدَّجَّالَ فِي آيَاتٍ أَرَاهُنَّ اللهُ إِيَّاهُ فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِنْ لِقَائِهِ قَالَ كَانَ قَتَادَةُ يُفَسِّرُهَا أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ لَقِيَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: معراج کی رات حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کے پاس سے گزر ہوا۔ ان کا قد قبیلہ شنوءہ کے لوگوں کی مانند طوالت والا تھا گندمی رنگ، گھنگھریالے بالوں والے تھے۔ اور میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی دیکھا ان کا قد درمیانہ، سرخ رنگ سفیدی مائل اور بال سیدھے تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دکھائی جانے والی نشانیوں میں داروغہ مالک دوزخ اور دجال تھا۔ چنانچہ تم اس سے ملاقات میں شک اختیار نہ کرنا۔ (مرجع السابق)

328- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَسُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ قَالَا حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِوَادِي الْأَزْرَقِ فَقَالَ أَيُّ وَادٍ هٰذَا فَقَالُوا هٰذَا وَادِي الْأَزْرَقِ قَالَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ هَابِطًا مِنَ الثَّنِيَّةِ وَلَهُ جُؤَارٌ إِلَى اللهِ بِالتَّلْبِيَةِ ثُمَّ أَتَى عَلَى ثَنِيَّةِ هَرْشَى فَقَالَ أَيُّ ثَنِيَّةٍ هٰذِهِ قَالُوا ثَنِيَّةُ هَرْشَى قَالَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى يُونُسَ بْنِ مَتَّى عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى نَاقَةٍ حَمْرَاءَ جَعْدَةٍ عَلَيْهِ جُبَّةٌ مِنْ صُوفٍ خِطَامُ نَاقَتِهِ خُلْبَةٌ وَهُوَ يُلَبِّي قَالَ ابْنُ حَنْبَلٍ فِي حَدِيثِهِ قَالَ هُشَيْمٌ يَعْنِي لِيفًا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزر وادی ارزق سے ہوا۔ ارشاد فرمایا: یہ وادی کون سی والی ہے؟ اس پر لوگ کہنے لگے: یہ ارزق وادی ہے۔ ارشاد فرمایا: گویا کہ میں بلندی سے اترتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ پا رہا ہوں۔ اور وہ اونچی آواز کے ساتھ لبیک اللھم لبیک فرما رہے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برشی کی وادی پر جلوہ فگن ہوئے۔ تو دریافت فرمایا: یہ کون سی والی وادی ہے۔ لوگ عرض گزار ہوئے: یہ برشی کی وادی ہے۔ ارشاد فرمایا: گویا کہ میں حضرت یونس بن متی علیہ السلام کو دیکھ پا رہا ہوں وہ قوی سرخ اونٹنی کے اوپر سوار ہیں جس کی نکیل کھجور کی چھال والی ہے۔ انہوں نے ایک اونی جبے کو پہن رکھا ہے اور لبیک اللھم لبیک یعنی تلبیہ کہہ رہے ہیں۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 2، ص: 62، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 2882، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم

الحدیث:2896،شعب الایمان:رقم الحدیث:4023)

329-وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ دَاوُدَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سِرْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ فَمَرَرْنَا بِوَادٍ فَقَالَ أَيُّ وَادٍ هٰذَا فَقَالُوا وَادِي الْأَزْرَقِ فَقَالَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَذَكَرَ مِنْ لَوْنِهِ وَشَعْرِهِ شَيْئًا لَمْ يَحْفَظْهُ دَاوُدُ وَاضِعًا إِصْبَعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ لَهُ جُؤَارٌ إِلَى اللهِ بِالتَّلْبِيَةِ مَارًّا بِهٰذَا الْوَادِي قَالَ ثُمَّ سِرْنَا حَتَّى أَتَيْنَا عَلَى ثَنِيَّةٍ فَقَالَ أَيُّ ثَنِيَّةٍ هٰذِهِ قَالُوا هَرْشَى أَوْ لِفْتٌ فَقَالَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى يُونُسَ عَلَى نَاقَةٍ حَمْرَاءَ عَلَيْهِ جُبَّةُ صُوفٍ خِطَامُ نَاقَتِهِ لِيفٌ خُلْبَةٌ مَارًّا بِهٰذَا الْوَادِي مُلَبِّيًا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے مابین کسی وادی کے پاس سے گزر ہوا۔ تو دریافت فرمایا: یہ وادی کون سی والی ہے؟ عرض کیا: ارزق وادی ہے۔ ارشاد فرمایا: گویا کہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ پا رہا ہوں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے رنگ اور بالوں کی کیفیت کو بیان فرمایا۔ جسے راوی یاد نہ رکھ سکا۔ ارشاد فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی انگلیوں کو کانوں میں دیا ہوا ہے۔ اور وہ تلبیہ کی گونج فرماتے ہوئے اس وادی سے گزر رہے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا: ہم دوبارہ چلنے لگ گئے۔ حتیٰ کہ ہم ایک دوسری وادی میں جا پہنچے تو ارشاد فرمایا: یہ وادی کون سی والی ہے؟ عرض کیا: ہرشی الفت ہے۔ ارشاد فرمایا: گویا کہ میں حضرت یونس بن متی علیہ السلام کو دیکھ پا رہا ہوں۔ جو سرخ اونٹنی کے اوپر سوار ہیں جس کی نکیل کھجور کی چھال کی بنی ہوئی ہے۔ انہوں نے اونی جبے کو پہن رکھا ہے۔ اور وہ اسی وادی سے تلبیہ کہتے ہوئے گزر رہے ہیں۔ (مرجع السابق)

330-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَذَكَرُوا الدَّجَّالَ فَقَالَ إِنَّهُ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ قَالَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمْ أَسْمَعْهُ قَالَ ذَاكَ وَلَكِنَّهُ قَالَ أَمَّا إِبْرَاهِيمُ فَانْظُرُوا إِلَى صَاحِبِكُمْ وَأَمَّا مُوسَى فَرَجُلٌ آدَمُ جَعْدٌ عَلَى جَمَلٍ أَحْمَرَ مَخْطُومٍ بِخُلْبَةٍ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ إِذَا انْحَدَرَ فِي الْوَادِي يُلَبِّي

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں تھے کہ دجال کا ذکر ہونے لگا۔ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کی آنکھوں کے مابین کافر لکھا ہوگا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے تو اس حدیث کو نہیں سنا۔ انہوں نے فرمایا: یونہی ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تمہارے نبی سے مشابہت رکھتے ہیں اور گویا کہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ پا رہا ہوں ان کا رنگ گندمی ہے، گھنگھریالے بال ہیں، سرخ اونٹ کے اوپر سوار ہیں جس کی نکیل کھجور کی چھال کی بنی ہوئی ہے۔ جس وقت وہ وادی میں نزول فرماتے ہیں تو تلبیہ فرماتے ہیں۔ (مرجع السابق)

331-حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُرِضَ عَلَيَّ الْأَنْبِيَاءُ فَإِذَا مُوسَى ضَرْبٌ مِنَ

الرِّجَالِ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوئَةَ وَرَأَيْتُ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيمَ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا صَاحِبُكُمْ يَعْنِي نَفْسَهُ وَرَأَيْتُ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا دِحْيَةُ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ رُمْحٍ دِحْيَةُ بْنُ خَلِيفَةَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھ پر انبیاء کرام علیہم السلام کو پیش کیا گیا چنانچہ میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا وہ قبیلہ شنوءہ کے لوگوں کی مانند تھے۔ اور میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی دیکھا ان سے عروہ بن مسعود کافی مشابہت رکھتے تھے۔ اور میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا جن سے تمہارے نبی کافی مشابہت رکھتے ہیں۔ اور میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا جن سے دحیہ کلبی زیادہ مشابہت رکھتے ہیں۔ اور ایک روایت میں دحیہ بن خلیفہ ہے۔ (احکام الشرعیۃ الکبری: ج: 1 ص: 213، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3582، شرح السنۃ: ج: 1 ص: 858، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 349)

332- وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا وَقَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أُسْرِيَ بِي لَقِيتُ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَنَعَتَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا رَجُلٌ حَسِبْتُهُ قَالَ مُضْطَرِبٌ رَجِلُ الرَّأْسِ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ قَالَ وَلَقِيتُ عِيسَى فَنَعَتَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا رَبْعَةٌ أَحْمَرُ كَأَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِيمَاسٍ يَعْنِي حَمَّامَ قَالَ وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيمَ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ وَأَنَا أَشْبَهُ وَلَدِهِ بِهِ قَالَ فَأُتِيتُ بِإِنَائَيْنِ فِي أَحَدِهِمَا لَبَنٌ وَفِي الْآخَرِ خَمْرٌ فَقِيلَ لِي خُذْ أَيَّهُمَا شِئْتَ فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ فَشَرِبْتُهُ فَقَالَ هُدِيتَ الْفِطْرَةَ أَوْ أَصَبْتَ الْفِطْرَةَ أَمَا إِنَّكَ لَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری معراج والی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ قبیلہ شنوءہ کے لوگوں کی مانند تھے دبلا پتلا جسم مبارک تھا اور بالوں کے اندر کنگھی کر رکھی تھی۔ اور ارشاد فرمایا: میری حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی ملاقات ہوئی۔ ان کا قد درمیانہ تھا۔ اور سرخ رنگ والے تھے۔ اور تروتازہ یوں گویا کہ ابھی وقت غسل خانہ سے باہر تشریف لائے ہوں۔ اور میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی دیکھا اور ان کی ذریت میں سے میں ہی سب سے زیادہ ان کی مشابہت رکھتا ہوں۔ اس کے بعد میرے پاس دو پیالوں کو لایا گیا ایک میں تو دودھ اور دوسرے میں شراب تھی۔ مجھے کہا گیا: جو چاہو ان میں سے لے لے میں نے دودھ کو لے کر نوش کر لیا مجھے فرشتہ نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فطرت کو پالیا اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شراب کو لیتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت پھر گمراہ ہو جاتی۔ (احکام الشرعیۃ الکبری: ج: 1 ص: 213، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3055، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 3254، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 347)

333- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى

Marfat.com

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرَانِي لَيْلَةً عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَرَاَيْتُ رَجُلًا اٰدَمَ كَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ مِّنَ الرِّجَالِ مِنْ اُدْمِ الرِّجَالِ لَهُ لِمَّةٌ كَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ مِّنَ اللِّمَمِ قَدْ رَجَّلَهَا فَهِيَ تَقْطُرُ مَاءً مُتَّكِئًا عَلٰى رَجُلَيْنِ اَوْ عَلٰى عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَسَاَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقِيْلَ هٰذَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ اِذَا اَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطِطٍ اَعْوَرِ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَاَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ فَسَاَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقِيْلَ هٰذَا الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے ایک شب خواب میں خود کو خانہ کعبہ کے قرب میں دیکھا مجھے گندمی رنگ والے ایک جمیل وحسین آدمی دکھائی دیئے جس کے بال انتہائی حسین تھے۔ جن کے اندر انہوں نے کنگھی کررکھی تھی۔ وہ بال کانوں کی لوتک پہنچتے تھے ان سے پانی کے قطرے گر رہے تھے اور وہ دو آدمیوں کے کندھوں پر اپنے ہاتھ کو رکھ کر طواف خانہ کعبہ کررہے تھے۔ میں نے دریافت کیا: یہ کون ہیں؟ فرمایا گیا: یہ مسیح بن مریم علیہ السلام ہیں۔ پھر میں نے دوسرے آدمی کو دیکھا۔ جس کے بال سخت گھنگھریالے تھے۔ اور سیدھی آنکھ کانی اور انگور کی مانند ابھری سی تھی۔ میں نے دریافت کیا: یہ کون ہے؟ تو کہا گیا: یہ مسیح دجال ہے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:4، ص: 267، شرح السنۃ: ج:1، ص: 1027، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 6598، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 483)

334- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ الْمُسَيَّبِيُّ حَدَّثَنَا اَنَسٌ يَعْنِي ابْنَ عِيَاضٍ عَنْ مُوْسٰى وَهُوَ ابْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَيْنَ ظَهْرَانَيِ النَّاسِ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَيْسَ بِاَعْوَرَ اَلَا اِنَّ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ اَعْوَرُ عَيْنِ الْيُمْنٰى كَاَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَانِي اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَاِذَا رَجُلٌ اٰدَمُ كَاَحْسَنِ مَا تَرٰى مِنْ اُدْمِ الرِّجَالِ تَضْرِبُ لِمَّتُهُ بَيْنَ مَنْكِبَيْهِ رَجِلُ الشَّعْرِ يَقْطُرُ رَاْسُهُ مَاءً وَّاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى مَنْكِبَيْ رَجُلَيْنِ وَهُوَ بَيْنَهُمَا يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَرَاَيْتُ وَرَآئَهُ رَجُلًا جَعْدًا قَطِطًا اَعْوَرَ عَيْنِ الْيُمْنٰى كَاَشْبَهِ مَنْ رَاَيْتُ مِنَ النَّاسِ بِابْنِ قَطَنٍ وَّاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى مَنْكِبَيْ رَجُلَيْنِ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا هٰذَا الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن لوگوں کے سامنے دجال کا ذکر فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کانا نہیں اور یہ بات خوب یاد رکھو کہ مسیح دجال کی دائیں آنکھ ضرور کانی اور ابھری ہوگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے ایک شب خواب میں خود کو خانہ کعبہ کے قرب میں دیکھا۔ مجھے گندمی گورنگت والے ایک حسین وجمیل آدمی دکھائی دیئے۔ انہوں نے بالوں کے اندر کنگھی کررکھی تھی۔ اور ان کے بال شانوں سے نیچے لٹکے ہوئے تھے اور پانی کے قطرات ان سے گر رہے تھے اور وہ دو اشخاص کے مونڈھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے خانہ کعبہ کا طواف کررہے تھے۔ میں کہنے لگا: یہ کون ہے؟ فرمایا: مسیح بن مریم علیہ السلام

Marfat.com

اور ان کے پیچھے ایک آدمی کو دیکھا جس کے بال شدید قسم کے گھنگھریالے تھے اس کی سیدھی آنکھ کانی تھی وہ ابن قطن سے زیادہ مشابہت رکھتا تھا۔ وہ دو اشخاص کے مونڈھوں پر ہاتھ کو رکھ کر خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے دریافت کیا: یہ کون ہے؟ تو فرمایا گیا: یہ مسیح دجال ہے۔ (احکام شرعیۃ الکبری: جز: 1، ص: 273، مجم الکبیر: رقم الحدیث: 13338، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 2167، شرح السنۃ: ج: 1، ص: 1022)

335- حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا حَنْظَلَةُ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ عِنْدَ الْكَعْبَةِ رَجُلًا آدَمَ سَبِطَ الرَّأْسِ وَاضِعًا يَدَهُ عَلَى رَجُلَيْنِ يَسْكُبُ رَأْسُهُ أَوْ يَقْطُرُ رَأْسُهُ فَسَأَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالُوا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ أَوِ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ لَا نَدْرِي أَيَّ ذٰلِكَ قَالَ وَرَأَيْتُ وَرَاءَهُ رَجُلًا أَحْمَرَ جَعْدَ الرَّأْسِ أَعْوَرَ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى أَشْبَهُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ ابْنُ قَطَنٍ فَسَأَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالُوا الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے خانہ کعبہ کے قرب میں گندمی رنگ والے ایک آدمی کو دیکھا جس کے بال بالکل سیدھے تھے اور پانی کے قطرات ان سے گر رہے تھے انہوں نے دو اشخاص کے مونڈھوں کے مابین ہاتھوں کو رکھا ہوا تھا۔ میں نے دریافت کیا: یہ کون ہیں؟ لوگ کہنے لگے: یہ حضرت عیسیٰ بن مریم یا مسیح بن مریم علیہما السلام ہیں۔ ان کے بعد میں نے سرخ رنگت والا ایک آدمی دیکھا جس کے بال شدید قسم کے گھنگھریالے تھے۔ اس کی سیدھی آنکھ کانی تھی۔ اور وہ ابن قطن سے کافی مشابہت رکھتا تھا۔ میں نے دریافت کیا تو لوگ کہنے لگے: یہ مسیح دجال ہے۔ (مسند البزار: رقم الحدیث: 6058، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 103)

336- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا كَذَّبَتْنِي قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ فَجَلَّى اللهُ لِي بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ أُخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری جس وقت قریش نے تکذیب کی تو میں اس دوران حطیم خانہ کعبہ میں تھا۔ مجھ پر رب تعالیٰ نے بیت المقدس کو ظاہر فرما دیا اور میں اس کو دیکھتے ہوئے کفار کو اس کی تمام علامات بتاتے جا رہا تھا۔ (سنن الکبری للنسائی: رقم الحدیث: 11282، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3058، شرح السنۃ: ج: 1، ص: 895، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: ...)

337- حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي أَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ سَبِطُ الشَّعْرِ بَيْنَ رَجُلَيْنِ يَنْطِفُ رَأْسُهُ مَاءً أَوْ يُهَرَاقُ رَأْسُهُ مَاءً قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوا هٰذَا ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ ذَهَبْتُ أَلْتَفِتُ فَإِذَا رَجُلٌ أَحْمَرُ جَسِيمٌ جَعْدُ الرَّأْسِ أَعْوَرُ الْعَيْنِ كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوا الدَّجَّالُ أَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ

شَبَهًا ابْنُ قَطَنٍ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے خواب کے اندر دیکھا کہ میں طواف خانہ کعبہ کر رہا ہوں اور میں نے گندمی رنگ کے مالک ایک آدمی کو دیکھا جس کے بال سیدھے تھے جن سے پانی کے قطرات گر رہے تھے۔ انہوں نے دو اشخاص کے مونڈھوں پر ہاتھوں کو رکھا ہوا تھا۔ میں نے دریافت کیا: یہ کون ہیں؟ تو فرمایا کہ ابن مریم علیہ السلام اس کے بعد میں نے سرخ رنگ کے آدمی کو دیکھا جس کا گٹھا ہوا بدن تھا۔ بال شدید قسم کے گھنگھریالے تھے۔ اس کی آنکھ کانی اور انگور کی مانند ابھری ابھری سی تھی۔ میں نے دریافت کیا: یہ کون ہے؟ تو کہا: یہ دجال ہے چنانچہ وہ ابن قطن سے کافی مشابہت رکھتا تھا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج: 4، ص: 580، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 3257، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث: 5458، مسند احمد: رقم الحدیث: 6030)

338- وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ وَهُوَ ابْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي الْحِجْرِ وَقُرَيْشٌ تَسْأَلُنِي عَنْ مَسْرَايَ فَسَأَلَتْنِي عَنْ أَشْيَاءَ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ لَمْ أُثْبِتْهَا فَكُرِبْتُ كُرْبَةً مَا كُرِبْتُ مِثْلَهُ قَطُّ قَالَ فَرَفَعَهُ اللَّهُ لِي أَنْظُرُ إِلَيْهِ مَا يَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَنْبَأْتُهُمْ بِهِ وَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي جَمَاعَةٍ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ فَإِذَا مُوسَى قَائِمٌ يُصَلِّي فَإِذَا رَجُلٌ ضَرْبٌ جَعْدٌ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ وَإِذَا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَائِمٌ يُصَلِّي أَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ الثَّقَفِيُّ وَإِذَا إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَائِمٌ يُصَلِّي أَشْبَهُ النَّاسِ بِهِ صَاحِبُكُمْ يَعْنِي نَفْسَهُ فَحَانَتِ الصَّلَاةُ فَأَمَمْتُهُمْ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنَ الصَّلَاةِ قَالَ لِي قَائِلٌ يَا مُحَمَّدُ هَذَا مَالِكٌ صَاحِبُ النَّارِ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَالْتَفَتُّ إِلَيْهِ فَبَدَأَنِي بِالسَّلَامِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں حطیم خانہ کعبہ میں تھا اور مجھ سے کفار قریش معراج والے واقعہ کے متعلق پوچھ گچھ کر رہے تھے مجھ سے انہوں نے بیت اللہ کی چند علامات دریافت کیں۔ جنہیں میں نے یاد نہ کر رکھا تھا جس کی بناء پر انتہائی پریشان ہوا اتنا کہ اس سے قبل کبھی بھی نہ ہوا تھا۔ اس وقت رب تعالیٰ نے بیت المقدس کو اٹھا کر میرے روبرو رکھ دیا۔ چنانچہ مجھ سے وہ بیت المقدس کی علامات کو دریافت کرتے رہے اور میں دیکھتے ہوئے بتائے جا رہا تھا۔ اور میں نے خود کو انبیاء کرام علیہم السلام کی جماعت میں پایا میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کھڑے ہوئے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور وہ قبیلہ شنوءہ کے لوگوں کی مانند گھنگھریالے بالوں کے مالک تھے۔ پھر دیکھا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نماز کھڑے ہو کر ادا فرما رہے تھے وہ عروہ بن مسعود ثقفی سے کافی مشابہت رکھتے تھے پھر دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہو کر نماز ادا فرما رہے تھے اور تمہارے نبی ان سے سب سے زیادہ مشابہت رکھتے ہیں۔ اس کے بعد نماز کا وقت آ گیا اور میں ساروں کا امام بن گیا۔ جس وقت نماز سے فراغت پائی تو کسی کہنے والے نے مجھے کہا: یہ مالک ہیں جو دوزخ کے داروغہ ہیں۔ ان کو سلام فرمائیے۔ میں ان کی جانب متوجہ ہوا تو انہوں نے مجھے پہلے سلام کیا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج: 1، ص: 214، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 351، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 232)

Marfat.com

339- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَأَلْفَاظُهُمْ مُتَقَارِبَةٌ قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ طَلْحَةَ عَنْ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ لَمَّا أُسْرِيَ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْتُهِيَ بِهِ إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى وَهِيَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ إِلَيْهَا يَنْتَهِي مَا يُعْرَجُ بِهِ مِنَ الْأَرْضِ فَيُقْبَضُ مِنْهَا وَإِلَيْهَا يَنْتَهِي مَا يُهْبَطُ بِهِ مِنْ فَوْقِهَا فَيُقْبَضُ مِنْهَا قَالَ إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَى قَالَ فَرَاشٌ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ فَأُعْطِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا أُعْطِيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ وَأُعْطِيَ خَوَاتِيمَ سُورَةِ الْبَقَرَةِ وَغُفِرَ لِمَنْ لَمْ يُشْرِكْ بِاللهِ مِنْ أُمَّتِهِ شَيْئًا الْمُقْحِمَاتُ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ کو معراج کرائی گئی۔ تو آپ ﷺ کو سدرۃ المنتہی پر لے جایا گیا اور سدرۃ المنتہی چھٹے آسمان کے اوپر ہے۔ زمین سے اوپر جانے والی اشیاء اس مقام پر ٹھہر جاتی ہیں۔ اس کے بعد انہیں لے لیا جاتا ہے۔ اور اوپر سے نیچے آنے والی اشیاء یہاں پر ٹھہر جاتی ہیں۔ اس کے بعد ان کو لے لیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: سدرہ کو ڈھانپ لیا جس چیز نے ڈھانپ لیا۔ یعنی سونے کے پروانوں نے ڈھانپ لیا۔ راوی نے کہا کہ پھر رسول اللہ ﷺ کو تین چیزیں عطا فرمائی گئیں۔ پانچ نمازیں، سورہ بقرہ کا آخری حصہ اور شرک کے ماسوا آپ ﷺ کی امت کے لئے سارے گناہوں کی بخشش۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:1،ص:212،سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث:315،شرح السنۃ: ج:1،ص:894،مسند ابی یعلیٰ: رقم حدیث:5303)

تشریح:

مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ رقمطراز ہیں:

(معراج کا مفہوم:)

''معراج عروج کا اسم آلہ ہے، عروج کے معنی ہیں چڑھنا، معراج بمعنی چڑھنے کا آلہ یعنی سیڑھی مگر اصطلاح میں بمعنی مصدر آتا جیسے میلاد بمعنی ولادت یا معیاد بمعنی وعدہ

"إِنَّ اللهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ"

ایسے ہی معراج بمعنی عروج۔ معراج کے متعلق لوگوں کے بہت سے قول ہیں: جسمانی تھی یا خواب میں، بارہویں ربیع الاول میں ہوئی یا ستائیسویں رمضان کو، نبوت سے پہلے ہوئی یا بعد میں، نبوت سے پانچ سال پہلے ہوئی یا کم وبیش۔ مگر قوی اور صحیح یہ ہے کہ حضور انور ﷺ کو چونتیس بار معراج ہوئی: ایک بار جسمانی باقی خواب میں۔ جسمانی معراج نبوت کے گیارہویں سال یعنی ہجرت سے دو سال پہلے ہوئی ام ہانی کے گھر سے ہوئی ستائیسویں رجب شب دوشنبہ کو ہوئی، رب فرماتا ہے:

"أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ"

Marfat.com

اگر صرف خواب میں معراج ہوتی تو بعیدہٖ نہ فرمایا جاتا۔ عبد کہتے ہیں جسم مع روح کو، نیز پھر لوگوں میں اتنا شور نہ مچتا خواب پر کون اعتراض کرتا ہے۔

مسئلہ: بیت اللہ شریف سے بیت المقدس تک کی جسمانی معراج قطعی یقینی ہے، اس کا انکار کفر ہے۔ بیت المقدس سے آسمان بعدہ لامکان تک کی معراج کا اگر اس لیئے انکار کرتا ہے کہ آسمان کے پھٹنے کو ناممکن مانتا ہے تو بھی کافر ہے کہ اس میں آیات قرآنیہ کا انکار ہے ورنہ گمراہ ہے۔ اس کی پوری بحث یہاں مرقات اور اشعۃ اللمعات اور ہماری کتاب شانِ حبیب الرحمن میں ملاحظہ کرو۔ ہم نے کہا ہے کہ آیۃ کریمہ

"سُبْحٰنَ الَّذِیْ سے بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ" تک بیت المقدس تک کی معراج کا ذکر ہے اور

"لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا" میں آسمانی معراج کا ذکر ہے اور "اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ"

میں لامکانی معراج کا ذکر ہے۔

روایت ہے حضرت قتادہ سے وہ حضرت انس ابن مالک سے وہ مالک ابن صعصعہ سے راوی ا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس رات کے متعلق خبر دی جس میں حضور کو معراج کرائی گئی ۲۔ جب کہ میں حطیم بسا اوقات فرمایا کہ حجر میں تھا ۳۔ کہ میرے پاس ایک آنے والا آیا اس نے یہاں سے یہاں تک چیرا یعنی آپ کے گلے کی گھنڈی سے آپ کے بالوں تک ۴۔ پھر میرا دل نکالا پھر میرے پاس سونے کا ایک طشت لایا گیا جو ایمان سے بھرا تھا پھر میرا دل دھویا گیا ۵۔ پھر اسے بھر دیا گیا پھر لوٹا دیا گیا اور ایک روایت میں ہے پھر پیٹ دھویا گیا زمزم کے پانی سے پھر ایمان و حکمت سے بھر دیا گیا ۶۔ پھر میرے پاس ایک جانور لایا گیا جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا سفید رنگ تھا جسے براق کہا جاتا ہے ۷۔ وہ اپنی انتہائی نظر پر اپنا ایک قدم رکھتا ہے تو میں اس پر سوار کیا گیا ۸۔ پھر مجھے جبرئیل علیہ السلام لے چلے حتی کہ وہ دنیا کے آسمان پر پہنچے ۹۔ دروازہ کھلوایا کہا گیا کون ۱۰۔ فرمایا جبریل، کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے، فرمایا حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے کہا ہاں ۱۱۔ ان کی خوش آمدید ہو وہ خوب آئے پھر دروازہ کھول دیا گیا، جب میں داخل ہوا تو وہاں جناب آدم علیہ السلام تھے ۱۲۔ کہا یہ تمہارے والد آدم علیہ السلام ہیں انہیں سلام کرو ۱۳۔ میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے جواب دیا، پھر فرمایا صالح فرزند صالح نبی تم خوب تشریف لائے ۱۴۔ پھر مجھے جبرئیل علیہ السلام اوپر لے گئے حتی کہ دوسرے آسمان پر پہنچے دروازہ کھلوایا، کہا گیا کون بولے میں ہوں جبریل، کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہیں، کہا حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم، کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے کہا ہاں، کہا خوش آمدید تم بہت ہی اچھا آنا آئے، پھر دروازہ کھول دیا گیا تو جب میں اندر پہنچا تو ناگہاں وہاں حضرت یحییٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام تھے وہ دونوں خالہ زاد ہیں ۱۵۔ جبریل علیہ السلام نے کہا یہ یحییٰ علیہ السلام ہیں یہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں انہیں سلام کرو میں نے سلام کیا ۱۶۔ ان دونوں نے جواب دیا پھر کہا صالح بھائی صالح نبی آپ خوب آئے، پھر جبریل علیہ السلام مجھے تیسرے آسمان کی طرف لے گئے دروازہ کھلوایا، کہا گیا کون وہ بولے جبریل علیہ السلام ہوں، کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے، کہا حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، کہا گیا انہیں بلایا گیا ہے کہا ہاں خوش آمدید تم خوب ہی آئے پھر دروازہ کھول دیا گیا جب میں داخل ہوا تو وہاں حضرت یوسف علیہ السلام تھے ۱۷۔ جبریل علیہ السلام نے کہا یہ یوسف علیہ السلام ہیں انہیں سلام کرو میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے جواب دیا پھر کہا صالح بھائی صالح نبی

Marfat.com

آپ خوب آئے ۱۸۔ پھر مجھے اوپر لے گئے حتی کہ چوتھے آسمان پر پہنچے دروازہ کھلوایا گیا، کہا گیا کون ہیں فرمایا میں جبریل ہوں، کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے کہا حضور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، کہا گیا کیا انہیں بولایا گیا ہے کہا ہاں کہا گیا خوش آمدید اچھا آنا آپ آئے دروازہ کھولا گیا جب ہم اندر داخل ہوئے تو وہاں حضرت ادریس علیہ السلام تھے ۱۹۔ جبریل علیہ السلام نے کہا یہ ادریس علیہ السلام ہیں آپ انہیں اسلام کریں میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے جواب دیا کہا خوش آمدید اے صالح بھائی صالح نبی ۲۰۔ پھر مجھے اوپر چڑھایا گیا حتی کہ پانچویں آسمان پر پہنچے دروازہ کھلوایا، کہا گیا کون ہے کہا میں جبریل علیہ السلام ہوں، کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے کہا حضور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے کہا ہاں بلایا گیا ہے، کہا گیا خوش آمدید آپ اچھا آنا آئے دروازہ کھولا گیا جب میں اندر گیا تو وہاں حضرت ہارون علیہ السلام تھے ۲۱۔ جبریل علیہ السلام نے کہا یہ ہارون علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے جواب دیا پھر کہا خوش آمدید اے صالح بھائی صالح نبی ۲۲۔ پھر مجھے اوپر لے گئے حتی کہ چھٹے آسمان پر پہنچے دروازہ کھلوایا، کہا گیا کون ہے کہا میں جبریل علیہ السلام ہوں، کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے کہا حضور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے کہا ہاں، کہا گیا خوش آمدید آپ اچھا آنا آئے دروازہ کھولا گیا میں جب اندر پہنچا تو وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے ۲۳۔ جبریل علیہ السلام نے کہا یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے جواب دیا پھر کہا خوش آمدید اے صالح بھائی صالح نبی جب وہاں سے آگے بڑھے تو وہ رونے لگے ۲۴۔ ان سے کہا گیا کیا چیز آپ کو رُلا رہی ہے فرمایا اس لیے کہ ایک فرزند ۲۵۔ میرے بعد نبی بنائے گئے ان کی امت میری امت سے زیادہ جنت میں جائے گی ۲۶۔ پھر مجھے ساتویں آسمان کی طرف اٹھایا گیا جبریل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا، کہا گیا کون ہے کہا میں جبریل علیہ السلام ہوں، کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے، کہا حضور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے کہا ہاں تو کہا گیا خوش آمدید آپ بہت اچھا آنا آئے، پھر جب میں وہاں داخل ہوا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام وہاں تھے ۲۷۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ آپ کے والد ابراہیم علیہ السلام ہیں آپ انہیں سلام کریں ۲۸۔ میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے جواب دیا پھر کہا خوب آئے اے صالح فرزند صالح نبی ۲۹۔ پھر میں سدرۃ المنتہیٰ تک اٹھایا گیا ۳۰۔ تو اس کے بیر ہجر کے مٹکوں کی طرح تھے ۳۱۔ اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح، جبریل علیہ السلام نے کہا یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے وہاں چار نہریں تھیں: دو نہریں تو خفیہ تھیں اور دو نہریں ظاہر ۳۲۔ میں نے کہا: اے جبریل یہ کیا ہے عرض کیا کہ خفیہ نہریں تو جنت کی دو نہریں ہیں ۳۳۔ لیکن ظاہری نہریں وہ نیل اور فرات ہیں ۳۴۔ پھر میرے سامنے بیت المعمور لایا گیا ۳۵۔ پھر میرے پاس ایک برتن شراب کا اور ایک برتن دودھ کا اور ایک برتن شہد کا لایا گیا ۳۶۔ میں نے دودھ قبول کیا تو جبریل علیہ السلام نے کہا یہ وہ فطرت ہے جس پر آپ اور آپ کی امت ہے ۳۷۔ پھر مجھ پر ہر دن میں پچاس نمازیں فرض کی گئیں پھر میں واپس ہوا تو موسیٰ علیہ السلام پر گزرا ۳۸۔ انہوں نے کہا آپ کو کیا حکم دیا گیا میں نے کہا ہر دن پچاس نمازوں کا، انہوں نے کہا کہ آپ کی امت ہر دن پچاس نمازوں کی طاقت نہیں رکھے گی ۳۹۔ اللہ کی قسم میں نے آپ سے پہلے لوگوں کی آزمائش کی اور بنی اسرائیل کو تو خوب آزمایا ۴۰۔ لہٰذا آپ اپنے رب کی طرف لوٹیے اور اس سے اپنی امت کے لیے آسانی مانگیے ۴۱۔ چنانچہ میں واپس ہوا تو اس نے مجھ سے دس نمازیں کم کر دیں پھر میں جناب موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹا میں پھر رب کی طرف لوٹا اس نے مجھ سے دس معاف فرما دیں میں پھر جناب موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹا انہوں نے پھر وہی کہا میں پھر لوٹا اس نے

Marfat.com

مجھے سے دس اور معاف فرمادی میں پھر جناب موسیٰ کی طرف لوٹا انہوں نے پھر وہی کہا میں پھر لوٹا رب نے مجھ سے دس اور معاف کردیں ۴۲؎ پھر میں جناب موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹا انہوں نے پھر وہی کہا میں پھر لوٹا تو مجھے ہر دن پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا ۴۳؎ میں پھر جناب موسیٰ کی طرف لوٹا انہوں نے کہا کہ آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے میں نے کہا ہر دن پانچ نمازیں، انہوں نے کہا کہ آپ کی امت ہر دن پانچ نمازوں کی طاقت نہیں رکھتی ۴۴؎ میں نے آپ سے پہلے لوگوں کی آزمائش کرلی ہے اور بنی اسرائیل کو تو میں نے اچھی طرح آزمالیا ہے آپ پھر اپنے رب کی طرف لوٹیے آپ اس سے اپنی امت کے لیے کمی کا سوال کریں ۴۵؎ حضور نے کہا کہ میں نے اپنے رب سے اتنے سوال کرلیے کہ اب شرم کرتا ہوں لیکن میں راضی ہوں تسلیم کرتا ہوں ۴۶؎ فرمایا کہ پھر میں جب آگے بڑھا تو پکارنے والے نے پکارا کہ میں نے اپنا فریضہ جاری کردیا اور اپنے بندوں سے تخفیف کردی ۴۷؎ (مسلم، بخاری)

شرح

۱؎ قتادہ تابعی ہیں اور حضرت انس رضی اللہ عنہ بھی مشہور صحابی ہیں اور مالک ابن صعصعہ بھی صحابی ہیں۔

۲؎ اسریٰ بنا ہے اسراء سے بمعنی رات میں سیر کرنا۔ سارے معجزات لوگوں کو دکھائے مگر معراج لوگوں سے چھپائی گئی بعد میں سنائی گئی کیونکہ معراج میں رب سے وصال تھا، اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت بھی ظاہر تھی اور حضور کا لباس بھی نورانی تھا، کسی آنکھ میں طاقت نہ تھی کہ حضور کو دیکھتی، گھر کا لباس اور ہوتا ہے دفتر کا لباس دوسرا، دنیا حضور کا دفتر ہے یہاں لباس بشریت میں آئے وہ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر ہے وہاں کا لباس نور ہے۔

۳؎ حجر اور حطیم ایک ہی چیز ہے یعنی کعبہ معظمہ کا پرنالہ گرنے کی جگہ اس کی تفسیریں اور بھی کی گئی ہیں۔ اگر یہ جسمانی معراج کا ذکر ہے تو حضور اول شب میں حطیم میں تھے اور آخر شب میں اُمّ ہانی کے گھر میں، یا یوں کہو کہ حضور انور کو اُمّ ہانی کے مکان سے یہاں حطیم میں لائے اور یہاں لاکر لٹایا۔ یہاں سینہ پاک چاک کیا یہاں کوثر اور زمزم سے غسل دیا، یہاں حلہ بہشتی پہنا کر حضور کو دولہا بنایا، یہاں سے برات کے جلوس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر فرشتے چلے تو اس حدیث میں اس جگہ سے معراج کا ذکر ہے۔ فرشتہ یعنی جبریل امین کا اُمّ ہانی کے گھر آنا اور قسم کا ہے یہاں حطیم میں آنا دوسری نوعیت کا ہے۔

۴؎ بالوں سے مراد زیر ناف کے بال ہیں یعنی سارا پیٹ چاک کیا۔

۵؎ بچپن شریف میں دل نکالا گیا تھا اس سے ایک چیز نکال دینے کے لیے، آج دل نکالا گیا ہے اس میں علم و عرفان بھر دینے کے لیے۔ وہاں تخلیہ یعنی صفائی تھی آج تحلیہ یعنی دل کی آراستگی ہے۔ بغیر تکلیف دل دھونا اور حضور انور کا زندہ رہنا یہ بھی معجزہ ہے۔

۶؎ حضور کے قلب شریف میں ایمان و حکمت پہلے ہی سے موجود تھا یہ بھی زیادتی فرمانے کے لیے ہوا سینۂ پاک پہلے ہی نورانی تھا اب نور علیٰ نور ہوگیا۔ سونا جنتی تھا، پانی زمزم، جنتی سونے کی لگن میں حرم کا پانی شریف سبحان اللہ سونے پر سہاگہ ہے۔

۷؎ براق بنا ہے برق سے بمعنی بجلی یا چمک دار سفیدی، چونکہ اس کی رفتار بجلی کی طرح تیز ہے اور وہ چمک دار سفید رنگ ہے اس لیے براق کہتے ہیں۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ اس پر گذشتہ انبیاء کرام بھی سواری کرتے رہے تھے، بعض نے فرمایا کہ ہر نبی کا براق علیحدہ ہے یہ براق خاص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تھا اور ہے۔ (مرقات) اس پر حضور معراج میں بھی سوار ہوئے اور قیامت میں بھی سوار

Marfat.com

ہوں گے۔ یہ جنت میں چرتا رہا ہے، وہاں یہ جانور کسی عمل کی جزا کے لیے نہیں پہنچا تا کہ یہ کہا جائے کہ جنت تو صرف انسانوں کی جگہ ہے وہاں جانور کیسے پہنچا بلکہ حور و غلمان جنتی چڑیوں کی طرح یہ بھی خدمت کے لیے ہے۔ خیال رہے کہ ہر نبی کا جنت میں ایک حوض ہوگا مگر حضور کے حوض کا نام کوثر ہے جو سب سے اعلیٰ ہے، یوں ہی ہر نبی کا جنت میں ایک براق ہوگا سواری کے لیے مگر حضور کا براق سب سے اعلیٰ ہوگا وہ یہ ہی براق ہے۔ (اشعہ)

۸۔ یعنی میں خود سوار نہ ہوا بلکہ سوار کیا گیا، جبریل امین نے حضور کو سوار کیا رکاب جناب جبریل نے تھامی اور لگام میکائیل نے پکڑی اس شان سے دولہا کی سواری چلی۔ (اشعہ) خیال رہے کہ حضور انور کا براق پر سوار ہونا اظہار شان کے لیے تھا جیسے دولہا گھوڑے پر ہوتے ہیں براتی پیدل اور گھوڑا خراماں خراماں چلتا ہے براق کی یہ رفتار بھی خراماں تھی ورنہ اس دن خود حضور کی اپنی رفتار براق سے زیادہ تیز ہوتی، دیکھو حضرات انبیاء کرام نے بیت المقدس میں حضور کے پیچھے نماز پڑھی اور حضور کو وداع کیا مگر آسمانوں پر حضور سے پہلے پہنچ گئے اور حضور کا استقبال کیا جیسا کہ آگے آرہا ہے کیونکہ آج ان حضرات کی کارکردگی کا دن تھا، حضور کے دولہا بننے کا دن تھا یہ ہے نبی کی رفتار۔

۹۔ حدیث میں اجمال ہے یہاں بیت المقدس کی نماز و خطبہ وغیرہ کا ذکر نہیں کیا گیا دوسری احادیث میں کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ حضور انور آسمان پر براق کے ہی ذریعہ پہنچے۔ بعض نے کہا کہ وہاں بادبان کے ذریعہ پہنچے، بعض نے کہا کہ وہاں حضرت جبریل اپنے بازوؤں پر لے گئے براق صرف بیت المقدس تک تھا مگر قوی پہلا قول ہے۔ (اشعہ و مرقات) خیال رہے کہ اسی معراج کے تین حصہ ہیں: فرش سے فرش تک یعنی بیت الحرام سے بیت المقدس تک، دوسرا فرش سے عرش تک، تیسرا حصہ عرش سے لامکاں تک۔ بیت المقدس تک اس لیے پہنچایا گیا تا کہ اہل مکہ کو بیت المقدس کے حالات بتا کر دوسری دو معراجوں کا ثبوت دیا جائے کیونکہ وہ لوگ بیت المقدس جاتے آتے رہتے تھے اور تا کہ بیت المقدس کی عظمت کو چار چاند لگ جائیں، نیز آسمانوں کے دروازے بیت المقدس کے مقابل ہیں یہاں سے سیدھے ان دروازوں پر پہنچا جائے۔ (مرقات)

۱۰۔ اگرچہ فرشتوں میں حضور کی آمد کا پہلے سے ہی اعلان ہو چکا تھا اور آسمانوں کو ہر طرح سجایا آراستہ کیا جا چکا تھا، تشریف آوری کی دھوم مچ چکی تھی مگر دربار الٰہی کا ادب یہ ہے کہ وہاں اجازت لے کر حاضری دی جائے حضور اللہ کے محبوب بھی ہیں اور عبد بھی معراج میں دونوں شانوں کا اظہار ہے۔ خیال رہے کہ اس رات کو کروڑوں فرشتے تو حضور انور کو لینے مکہ معظمہ آئے تھے اور بہت سے فرشتے استقبال کے لیے اپنی ڈیوٹیوں پر تھے اور آج جبریل امین اس دروازے سے حضور کو لے گئے تھے جو آج تک کسی کے لیے نہیں کھولا گیا تھا وہ صرف حضور انور کے لیے ہی تھا۔ آسمان کے کروڑوں دروازے ہیں ہر شخص کی روزی اترنے کا دروازہ، اعمال چڑھنے کا دروازہ، فرشتوں کے چڑھنے کے دروازے ہیں یہ باب الصعود یا باب العروج تھا، مصعد ملائکہ دروازہ کا ذکر اس جگہ مرقات میں بھی ہے۔

۱۱۔ دربان فرشتے کے یہ تین سوال اسی لیے ہیں کہ جبریل یہ دروازہ تمہارے لیے تو ہے نہیں تمہارا دروازہ اور ہے آج تم ادھر کیوں داخل ہونا چاہتے ہو، انہوں نے فرمایا کہ آج میں ان کے ساتھ ہوں جن کی خاطر یہ دروازہ بنایا اور بند رکھا گیا ہے آج اس دروازہ کے کھلنے کا دن ہے، اس رات نہ معلوم کتنے دروازے کھلے ہوں گے۔ ارسل الیہ کا مطلب وہی ہے جو ابھی عرض کیا گیا کہ کیا آج وہ بلائے

گئے ہیں، یہ سوال اس اعلان کے خلاف نہیں جو پہلے سے حضور کی معراج کا ہو چکا تھا۔ یہ ضابطہ کی کارروائی ہے۔ یہاں مرقات میں فرمایا کہ خود رب تعالیٰ حضور انور کے ساتھ تھا اور خود ہی حضور کا استقبال فرمار ہا تھا۔

۱۲۔ آدم علیہ السلام نے ابھی بیت المقدس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی اور حضور کو وداع فرمایا خود پیچھے روانہ ہوئے مگر استقبال کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے یہاں پہنچ گئے۔ یہ ہے نبی کی رفتار حضور کے براق کی یہ رفتار خراماں تھی، ان حضرات کی کارگزاری کا دن تھا اس لیے وہ کبھی اپنی قبر میں ہیں، کبھی بیت المقدس میں، کبھی آسمان کے دروازے میں جیسا کہ برات کے منتظمین کا حال ہوتا ہے۔

۱۳۔ چونکہ حضور وہاں سے گزرے ہیں اور آدم علیہ السلام وہاں ہی ہیں اور رہیں گے آنے والا ٹھہرے ہوئے کو سلام کرتا ہے اس لیے آپ سلام کریں ورنہ حضور سارے نبیوں سے افضل ہیں۔

۱۴۔ صالح یا تو صلاحیت سے ہے بمعنی معراج حق سے ملاقات اس کے دیدار کی صلاحیت رکھنے والے یا اصلاح سے ہے بمعنی نیک، خوش خصال، یا صالح وہ ہے جو خالق ومخلوق دونوں کے حق ادا کرے اس لیے موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی تھی "وَاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ" صالح وہ ہے جس میں ساری خوبیاں جمع ہیں۔ (مرقات)

۱۵۔ یہ دونوں پیغمبر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک ہی جگہ ملے، یحییٰ علیہ السلام کی خالہ یعنی مریم کی بہن حضرت زکریا علیہ السلام کی بیوی تھیں، اس رشتہ سے حضرت زکریا نے جناب مریم کی پرورش کا حق ثابت کیا تھا۔ (اشعہ) اس کے معنی اور بھی کیے گئے ہیں کہ مریم کی خالہ حضرت زکریا کی زوجہ تھیں تو معنی یہ ہیں کہ یہ دونوں خالہ بھانجی کے بیٹے ہیں کہ مریم بھانجی ہیں اور ایشا یعنی والدہ یحییٰ علیہ السلام خالہ ابنا خالہ کہنا تغلیباً ہے جیسے چاند سورج کو قمرین کہہ دیتے ہیں۔

۱۶۔ خیال رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھالیے گئے باقی انبیاء کرام دوسروں کی طرح مرتے نہیں بلکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں یعنی دار فنا سے دار بقا کی طرف وہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ (مرقات)

۱۷۔ خیال رہے کہ ان حضرات انبیاء کرام نے حضور انور کو اپنا بھائی فرمایا کیونکہ سارے نبی نبوت کے لحاظ سے ایک دوسرے کے بھائی ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے کہ انبیاء کرام علاتی بھائی ہیں، عقائد سب کے ایک، قواعد شرعیہ میں مختلف۔ یہ بھی خیال رہے کہ ان حضرات کا مختلف آسمانوں پر حضور سے ملاقات کرنا استقبال کے لیے ہے ورنہ ان کے مقامات یہ نہیں ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کا مقام چوتھا آسمان ہے مگر معراج میں انہوں نے حضور سے دوسرے آسمان پر ملاقات کی جیسے جب حاجی صاحبان حج سے آتے ہیں تو کوئی کراچی جا کر ان کا استقبال کرتا ہے کوئی لاہور جا کر اور کوئی گجرات کے اسٹیشن پر۔ تفسیر روح البیان نے اس ترتیب مکان کی وجہ بہت شاندار بیان کی ہے دیکھو ہماری تفسیر نعیمی۔

۱۸۔ ان سب حضرات کا یہ فرمانا استقبالیہ کلمات کے طور پر تھا۔

۱۹۔ خیال رہے کہ ادریس علیہ السلام کا مقام جنت ہے، آپ نے دنیا میں عارضی موت اختیار کی پھر زندہ ہوئے اور جنت میں داخل ہوئے پھر وہاں سے نہ نکلے، رب نے فرمایا اچھا انہیں یہاں ہی رہنے دو، رب فرماتا ہے:

Marfat.com

"وَرَفَعۡنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا"

مگر آج حضور انور کے استقبال کے لیے چوتھے آسمان کے اس دروازہ پر آئے چوتھا آسمان گویا ان کا دفتر ہے جنت انکا گھر، کارگزاری دفتروں میں ہوا کرتی ہے نہ کہ گھر میں۔

۲۰۔ ادریس علیہ السلام حضور انور کے آباء واجداد میں سے ہیں کیونکہ آپ نوح علیہ السلام کے آباؤ اجداد میں سے ہیں مگر آپ کو بھائی کہا اس لیے کہ نبوت کے لحاظ سے سارے انبیاء آپس میں بھائی ہیں اس نبوت کے رشتہ سے حضور کو بھائی کہا جیسا کہ ہم عرض کر چکے ہیں۔ (مرقات، اشعہ)

۲۱۔ تفسیر روح البیان نے ایک مقام پر فرمایا ہے کہ حضرت انبیاء کرام کے یہ مقامات ان کے درجات اور علوم کے لحاظ سے تھے، جس نبی کا جتنا درجہ اعلیٰ اتنا ہی مقام بلند، دیکھو حضرت ہارون علیہ السلام اور ان سے اوپر چھٹے آسمان پر حضور انور سے ملے جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام چونکہ انبیاء کرام کے والد ہیں اور بڑے درجہ والے اس لیے وہ سب سے اوپر ساتویں آسمان پر حضور انور سے ملے، یہ فرق مراتب بیت المقدس کی نماز میں بھی تھا اعلیٰ درجہ والے نبی پہلی صف میں تھے۔ واللہ اعلم!

۲۲۔ صالح کے نہایت لذیذ ونفیس معنی ابھی کچھ پہلے عرض کیے گئے کہ رب کے دیدار، اس سے بالمشافہ کلام فرمانے، اس سے اپنی بات منوانے، گنہگاروں کی شفاعت فرمانے کی صلاحیت رکھنے والے۔ یہ صلاحیتیں سواء حضور انور کے اور کسی میں نہیں۔

۲۳۔ چونکہ موسیٰ علیہ السلام پہلے صاحب کتاب نبی ہیں آپ کی توریت پر ہزار ہا نبیوں نے عمل کیا۔

"يَحۡكُمُ بِهَا النَّبِيُّوۡنَ"

آپ کلیم اللہ ہیں اس لیے آپ ان سب نبیوں سے اوپر یعنی چھٹے آسمان پر دکھائے گئے۔ اکثر علماء فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام جناب عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہیں، ان کی دلیل یہ حدیث بھی ہے۔

۲۴۔ بعض بیوقوفوں نے سمجھا کہ موسیٰ علیہ السلام کا یہ رونا حضور ﷺ پر حسد کی وجہ سے تھا کہ جو درجہ انہیں مل گیا وہ مجھے نہ ملا اور ان کی امت جس قدر اہل جنت ہوئے میری نہ ہوئی مگر یہ غلط محض ہے کیونکہ آخرت میں تو اللہ تعالیٰ مؤمنوں کے سینوں سے بھی حسد دور کرے گا، فرماتا ہے:

"وَنَزَعۡنَا مَا فِيۡ صُدُوۡرِهِمۡ مِّنۡ غِلٍّ"

تو وہ حضرات انبیاء کرام جو دنیا میں حسد سے پاک تھے وہاں حسد کیسے کریں گے۔ عام شارحین فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کا یہ رونا اپنی امت پر اظہار افسوس کے لیے ہے کہ ان بدنصیبوں نے ہمیشہ میری مخالفت کی اس لیے ان میں جنتی تھوڑے ہوئے اور ان محبوب کی امت ان کی اطاعت بہت کرے گی اس لیے وہ جنتی زیادہ ہوں گے مگر عشاق کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ رونا خوشی کا تھا کہ آج ان کی طور والی تمنا پوری ہوگی کہ آج بار بار حضور ﷺ کو دیکھیں گے اور میں ان کی آنکھوں کو دیکھوں گا گویا رخسار مصطفیٰ جمال الٰہی کا میرے لیے آئینہ بنیں گے۔ اگلا مضمون رونے کی وجہ نہیں ہے بلکہ مستقل کلام ہے یہ توجیہ بڑی لذیذ ہے ان شاء اللہ اس کا ذکر بھی آگے آتا ہے۔

۲۵۔ عرب میں غلام بمعنی قوی اور طاقتور بھی آتا ہے اگرچہ وہ ادھیڑ یا بوڑھا ہے۔ چنانچہ اہل عرب حضور انور کو شاب یعنی جوان کہتے تھے اور ان سے کم عمر حضرت ابوبکر صدیق کو شیخ کہتے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غلام کہا بمعنی نہایت قوت و طاقت والے رسول جنہوں نے تھوڑے عرصہ میں دنیا کا نقشہ بدل دیا ہے بگڑی قوم کو بنانا بہت دشوار کام ہے۔

۲۶۔ اس فرمان عالی کا مطلب ابھی عرض کیا گیا کہ یہ حسد یا غبط نہیں بلکہ اپنی امت اسرائیلیوں پر اظہار افسوس ہے کہ کاش میری امت بھی ان محبوب کی امت کی طرح تابع فرمان ہوتی، میری امت میں بھی ان کی امت کی طرح اولیاء علماء صالحین رہتے۔

۲۷۔ یعنی سب سے بلند مقام ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، یہ ہی ترتیب اکثر روایات میں ہے۔ بعض روایات میں اس کے خلاف بھی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو ساتوں آسمان میں دیکھا، ادریس علیہ السلام کو تیسرے آسمان میں، یوسف علیہ السلام کو دوسرے آسمان میں۔ اگر وہ روایت درست ہے تو وہ واقعہ کسی اور معراج کا ہے، حضور انور کو معراجیں بہت ہوئی ہیں ایک جسمانی باقی منامی یعنی خواب میں۔

۲۸۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ معراج کی رات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شوق دیدار الٰہی میں بحالت استغراق تھے اس لیے جبریل علیہ السلام ہر بار عرض کرتے تھے کہ یہ فلاں نبی ہیں اور یہ فلاں رسول آپ انہیں سلام کریں، آپ کی توجہ تام رب انام کی طرف تھی "مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی" کا ظہور تھا۔ (مرقات) ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان تمام انبیاء کرام کو جانتے پہچانتے تھے، کیسے نہ جانتے ابھی کچھ دیر پہلے تو بیت المقدس میں یہ سب حضرات حضور انور کے پیچھے نماز پڑھ چکے ہیں، آپ سے ملاقات کر چکے ہیں، آپ کو وہاں سے وداع کر چکے ہیں پھر نہ پہچاننے کے کیا معنی بات وہ ہی ہے جو مرقات میں فرمائی۔

۲۹۔ یہاں مرقات نے باتیں بہت مفید بیان فرمائیں: ایک یہ کہ ان آسمانوں پر یہ انبیاء کرام اپنے جسم شریف سے ہی موجود تھے صرف روح نہ تھی۔ دوسرے یہ کہ ہر آسمان پر بہت سے نبی استقبال کے لیے موجود تھے جن کی قیادت خاص خاص نبی کر رہے تھے۔ پہلے آسمان کی قیادت آدم علیہ السلام کر رہے تھے حتی کہ ساتویں آسمان والوں کی قیادت ابراہیم علیہ السلام کر رہے تھے، یہاں قائدین انبیاء کا ذکر ہے۔ تیسرے یہ کہ اس ترتیب مکانی میں رب تعالیٰ کی بڑی حکمتیں تھیں، چونکہ آدم علیہ السلام اول بشر اول نبی ہیں لہٰذا وہ اول آسمان پر تشریف فرما ہوئے اولیت کے اظہار کے لیے، عیسیٰ علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قریب ترین ہیں کہ آپ میں اور ان کے درمیان میں کوئی اور نبی نہیں لہٰذا وہ وہاں سے قریب ترین جگہ یعنی دوسرے آسمان پر دکھائے گئے، چونکہ حضور کی امت شکل یوسفی میں جنت میں داخل ہوگی اس لیے آپ ان کے بعد دکھائے گئے اور چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نبیوں کے والد ہیں اس لیے آپ کو سب سے اونچے آسمان پر بلایا گیا۔

۳۰۔ یہ ایک نورانی بیری کا درخت ہے جس کی جڑ چھٹے آسمان پر ہے شاخیں ساتویں آسمان کے اوپر۔ اسے منتہی چند وجہ سے کہتے ہیں: ایک یہ کہ فرشتوں کے علم کی انتہاء یہاں ہے اس سے اوپر کی خبر کسی فرشتے کو نہیں۔ دوسرے یہ کہ حضور انور کے سواء کوئی نبی یہاں سے آگے تشریف نہ لے گئے۔ تیسرے یہ کہ سب سے بڑے فرشتے حضرت جبریل کی انتہا یہاں ہی ہے کہ وہ اس سے آگے نہیں بڑھتے۔ چوتھے یہ کہ لوگوں کے اعمال یہاں تک ہی بذریعہ فرشتے کے پہنچتے ہیں پھر یہاں سے اوپر اٹھائے جاتے ہیں، یوں ہی احکام

Marfat.com

الہٰی اوپر سے یہاں تک آتے ہیں پھر فرشتے یہاں سے لیتے ہیں۔ بہرحال یہ بیری چند وجہوں سے منتہیٰ یعنی ختم ہونے کی جگہ ہے، یہاں اضافت موصوف کی صفت کی طرف ہے۔(مرقات)

۳۱۔ ہجر یمن کا ایک شہر ہے جہاں کے مٹکے بہت بڑے ہوتے ہیں۔فرمایا اس بیری کے بیر مقام ہجر کے مٹکوں کی طرح ہیں۔خیال رہے کہ تمام درختوں میں بیری افضل ہے اس کے بعد کھجور کا درخت۔

۳۲۔ یعنی اس بیری کے درخت کی جڑ سے چار نہریں نکل رہی ہیں: دو تو ظاہر بہتی ہیں اور دو زمین دوز جیسے مکہ معظمہ میں نہر زبیدہ۔

۳۳۔ یہ جنتی نہریں کوثر اور سلسبیل ہیں یا کوثر اور نہر رحمت۔

۳۴۔ معلوم ہوا کہ نیل اور فرات بڑی اشرف و اعلیٰ نہریں ہیں کہ ان کی اصل جنت سے ہے۔

۳۵۔ اس طرح کہ بیت المعمور تک پہنچایا گیا اور وہ میرے سامنے آیا جیسے لاہور جانے والا کہتا ہے کہ لاہور آگیا یعنی میں لاہور آگیا۔ بیت المعمور فرشتوں کا قبلہ ہے، کعبہ معظمہ کے مقابل ساتویں آسمان کے اوپر ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ حضور انور نے وہاں فرشتوں کو نماز پڑھائی جیسے بیت المقدس میں نبیوں کو پڑھائی تھی۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔ شعر

صفوف سمانے سجدہ کیا ہوئی جو اذاں تمہارے لیے　　یہ نور سد اسماں پہ بندھا یہ سدرہ اٹھا وہ عرش جھکا

۳۶۔ وہاں دین فطرت دودھ کی شکل میں دکھایا گیا، دودھ ہی دنیا میں انسان کی پہلی غذا ہے اس کا رنگ سفید ہے اور سفید رنگ تمام رنگوں کی اصل ہے۔فطرت کی اصل شریعت کی اتباع ہے انتہا وصول الی اللہ ہے۔آج بھی جو خواب میں دودھ پئے تو اس کی تعبیر فطرت علم دین اور اسلام پر استقامت ہوتی ہے(اشعہ، مرقات) اگرچہ شہد بھی اچھی چیز ہے مگر اس میں دودھ کی سی سفیدی صفائی غذائیت نہیں ہے، یہ شراب جنت تھی جو حرام نہیں۔

۳۷۔ نماز کی فرضیت لامکاں میں پہنچ کر ایسے مقام پر ہوئی جہاں نہ مکان تھا نہ مقام، نہ یہاں تھا نہ وہاں۔ یہ خاص تحفہ تھا جو امت محمدیہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت دیا گیا، حضور انور تو پہلے ہی سے نمازیں ادا کرتے تھے۔

۳۸۔ یعنی چھٹے آسمان پر۔ معلوم ہوتا ہے کہ واپسی میں بھی حضور انور سے تمام نبیوں نے اسی ترتیب سے ملاقات کی جس ترتیب سے جاتے وقت ملاقات کی تھی، یہ ہی سواریوں کا حال تھا کہ براق رفرف وغیرہ جس ترتیب سے حضور کو لے گئے تھے اسی ترتیب سے واپس لائے۔

۳۹۔ یہ ہے موسیٰ علیہ السلام کا علم غیب کہ امت محمدیہ جوان کے بہت بعد ہے اور تا قیامت رہے گی اس کی طبعی کیفیت سے خبردار ہیں۔واقعی اگر نمازیں پچاس رہتیں تو چوبیس گھنٹہ میں پچاس نمازیں سخت بھاری پڑتیں نمازوں کے بعد کوئی وقت ہی نہ بچتا جو دوسرا کام کیا جاتا، کھانا کمانا سونا وغیرہ سب بند ہو جاتے۔ خیال رہے کہ طاقت سے زیادہ کی تکلیف دینا رب کا قانون نہیں

"لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا"۔

یہاں تکلیف نہیں کیونکہ یہ حکم امت تک پہنچا ہی نہیں جب ان تک پہنچا تو آسان بن چکا تھا لہٰذا اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

۴۰۔ موسیٰ علیہ السلام کی امت پر دن رات میں صرف دو نمازیں فرض تھیں جنہیں وہ ادا نہ کر سکے اس لیے آپ یہ فرما رہے ہیں اگر

Marfat.com

موسیٰ علیہ السلام کی ہر بات مانی جاتی تو غالباً ہفتہ میں ایک نماز رہتی۔

۴۱۔ خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم رؤف رحیم ہیں مگر امت محمد یہ پر رحم آیا جلال والے نبی موسیٰ علیہ السلام کو، آخر یہ کیوں؟ اس کی چند وجہیں ہیں: ایک یہ کہ رب چاہتا تھا کہ دکھا دیا جائے کہ اللہ کے مقبول بندے بعد وفات لوگوں کی مدد کر سکتے ہیں، دیکھو موسیٰ علیہ السلام نے اپنی وفات سے تین ہزار سال بعد مسلمانوں کی مدد یہ کی کہ پچاس نمازوں کی پانچ کرا دیں۔ دوسرے یہ کہ بتا دیا جائے کہ اللہ تعالیٰ جسے دیتا ہے اپنے مقبولوں کے ذریعہ وسیلہ سے دیتا ہے، رب نے یہ رعایت دی کہ پچاس نمازوں کی پانچ کر دیں مگر موسیٰ علیہ السلام کے وسیلہ سے۔ تیسرے یہ کہ موسیٰ علیہ السلام بھی رب سے عرض و معروض کرتے ہیں تو حضور محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے، دیکھو جناب موسیٰ علیہ السلام نے خود ہی رب سے یہ نہ کہہ دیا کہ پچاس نمازیں زیادہ ہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت کہا۔ اے لوگو! تم بھی حضور کے توسل سے رب سے عرض و معروض کیا کرو۔ چوتھے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ الٰہی میں ایسی باریابی ہے کہ بار بار حاضر ہو سکتے ہیں، دیکھو حضور نے یہاں سے ہی دعا نہ کر دی بلکہ بار بار حضرت موسیٰ علیہ السلام اور رب تعالیٰ کے درمیان آتے جاتے رہے اس لیے رب تعالیٰ نے پانچ پانچ نمازیں کم کیں ایک بار ہی پینتالیس کم نہ کر دیں۔ پانچویں یہ کہ موسیٰ علیہ السلام چاہتے تھے کہ محبوب بار بار رب کو دیکھ کر آتے ہیں اور میں محبوب کو ان کی آنکھوں کو بار بار دیکھتا ہوں رخسار مصطفی جمال کبریا کا آئینہ تھے۔ طور والی دعائے دیدار آج قبول ہو رہی ہے، وہ تمنا آج پوری ہو رہی ہے امت کا بہانہ تھا کام اپنا بنانا تھا اس لیے اس کے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام منتخب ہوئے۔ غرضیکہ اس واقعہ میں بہت سی حکمتیں ہیں جو رب ہی جانے یا اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم۔

۴۲۔ یہاں دس دس نمازوں کی معافی کا ذکر ہے، دوسری روایت میں ہے کہ رب نے آدھی نمازیں معاف کر دیں، ایک اور روایت میں ہے کہ پانچ پانچ نمازیں معاف فرمائیں یہ آخری روایت مفصل ہے باقی دونوں روایتیں مجمل ہیں یعنی چند بار میں آدھی نمازیں معاف ہوئیں یا دو بار میں دس نمازیں معاف فرمائیں۔ تفصیل یہ ہے کہ پانچ پانچ نمازیں معاف ہوئیں اور حضور انور اسی رات دس دفعہ بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہوئے ایک دفعہ تو پہلی بار اور نو دفعہ حضرت موسیٰ اور رب تعالیٰ کے درمیان تب نمازیں پچاس کی پانچ ہوئیں۔

۴۳۔ یعنی میں نے آخر بار میں موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ نمازیں پینتالیس معاف ہو گئیں اور پانچ باقی رہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حکم شرعی عمل بلکہ مکلفین کی خبر سے پہلے بھی منسوخ ہو سکتا ہے، دیکھو معاف شدہ پینتالیس نمازوں کا حکم ہوا مگر مسلمانوں نے نہ تو ان پر عمل کیا نہ ادا کیں کہ منسوخ ہو گئیں، صرف حضور انور کے علم میں آئیں نسخ سے پہلے حضور کا علم ہی کافی ہے۔

۴۴۔ یعنی عام مسلمان پانچ نمازوں کی پابندی نہیں کر سکیں گے اس میں سستی کیا کریں گے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ فرمان بالکل درست ہوا، دیکھ لو آج مسلمان زکوۃ، حج، جہاد، مسجدوں کی تعمیر بڑے شوق سے کرتے ہیں، روزے کے لیے بچے ضدیں کرتے ہیں مگر نماز کا پابند کوئی کوئی ہی ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ"

یہاں طاقت سے مراد قوت نہیں بلکہ رغبت والی طاقت مراد ہے۔ لہٰذا اس فرمان موسوی پر کوئی اعتراض نہیں نہ تو رب نے طاقت

سے زیادہ نمازوں کا ہم کو مکلف کیا ہے اور نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ فرمان غلط ہوا، طاقت واستطاعت کی بہت سی قسمیں ہیں۔

۴۵۔ یعنی نمازیں پانچ سے بھی کم کردی جائیں شاید جناب کلیم اللہ کا مقصد یہ ہوگا کہ دن رات میں ایک بلکہ ہفتہ میں ایک نماز رہے۔

۴۶۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ یہ پروگرام پہلے ہی طے شدہ تھا ورنہ جب نو بار حضور انور نے بے جھجک عرض معروض کی تو اب کیوں حیاء فرمائی۔

۴۷۔ یعنی نمازیں پڑھنے میں کم کی گئی ہیں ثواب میں کم نہیں کی گئیں مسلمان پڑھیں پانچ مگر ثواب پچاس ہی کا پائیں گے، رب فرماتا ہے:

"مَنۡ جَآءَ بِالۡحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشۡرُ اَمۡثَالِهَا"۔

دوسری روایت:

روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے اپنے کو حطیم میں دیکھا۱۔ قریش مجھ سے میرے سفر معراج کے متعلق سوالات کر رہے تھے تو انہوں نے مجھ سے بیت المقدس کی ایسی چیزوں کے متعلق سوالات کیے جو مجھے یاد نہ رہی تھیں ۲۔ تو میں اتنا غمگین ہوا جتنا کبھی نہ ہوا تھا ۳۔ تو اللہ نے میرے سامنے اسے کردیا میں اسے دیکھ رہا تھا وہ کسی چیز کے متعلق مجھ سے نہ پوچھتے تھے مگر میں انہیں بتادیتا تھا ۴۔ اور میں نے اپنے کو نبیوں کی جماعت میں دیکھا ۵۔ تو موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے وہ درمیانہ قد گھونگر یلے بال والے ہیں گویا وہ شنوءہ کے لوگوں میں سے ہیں ۶۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے ۷۔ ان سے قریباً ہم شکل عروہ ابن مسعود ثقفی ہیں ۸۔ اور ابراہیم علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے ۹۔ سب میں زیادہ ان کے مشابہ تمہارے صاحب یعنی میں ہوں ۱۰۔ پھر نماز کا وقت ہوگیا تو میں نے انکی امامت کی ۱۱۔ پھر جب نماز سے میں فارغ ہوگیا تو مجھ سے کسی کہنے والے نے' کہا: اے محمد یہ آگ کے خزانچی مالک ہیں انہیں سلام کیجئے میں نے ان کی طرف توجہ کی تو انہوں نے مجھے سلام کرنے سے ابتداء کی ۱۲۔ (مسلم)

شرح

۱۔ یعنی معراج کے سویرے کو جب ہم نے اپنی معراج کا اعلان کیا ہم حطیم کعبہ میں تھے کہ مشرکین مکہ نے ہم سے سوالات شروع کیے سوالات بھی لایعنی۔

۲۔ مثلاً یہ کہ بیت المقدس میں ستون کتنے ہیں، سیڑھیاں کتنی ہیں، منبر کس طرف ہے اور ظاہر ہے کہ یہ چیزیں تو بار بار دیکھنے پر بھی یاد نہیں رہتیں تو ایک بار دیکھنے پر یاد کیسے رہتیں۔ کفار نے کہا کہ عرش وکرسی کی باتیں جو آپ بیان کر رہے ہیں ان کی تو ہم کو خبر نہیں بیت المقدس ہم نے دیکھا ہوا ہے وہاں کی نشانیاں آپ ہم کو بتائیں اسی لیے رب نے اس معراج کے دو حصے کیے: بیت المقدس تک، پھر وہاں سے عرش کے آگے تک تاکہ لوگ اس حصہ معراج کو بہت دلائل سے معلوم کرلیں۔

۳۔ یہ غم اپنے متعلق نہ تھا بلکہ کفار کے متعلق تھا کہ اگر میں نے بیت المقدس کی نشانیاں بیان نہ کیں تو یہ میری معراج نہ مانیں گے

اور کافر رہیں گے یہ غم بھی عبادت ہے۔

۴۔ خیال رہے کہ حضرات انبیاء کرام پر کبھی تو بسط کی حالت طاری ہوتی ہے تو وہ دنیا کے ذرہ ذرہ کو دیکھتے اس کی خبر رکھتے ہیں اور کبھی غیر بسط کی حالت ہوتی ہے جب اپنے سے بھی بے خبر ہوتے ہیں لہٰذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں رایت مشارق الارض ومغاربھا اس وقت غیر بسط تھا جب بیت المقدس سامنے آ گیا تو یہ وقت بسط کا تھا۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں۔

گہے بر طارم اعلیٰ نشینم گہے بر پشت پائے خود نہ بینیم

۵۔ یعنی ہم معراج میں دوران سفر انبیاء کرام کی قبروں پر گزرے تو موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ حضور انور نے معراج میں چار بار انہیں کو دیکھا اولاً گزرتے ہوئے ان کی قبروں میں انہیں دیکھا، پھر بیت المقدس میں جہاں سب نے حضور کے پیچھے نماز پڑھی، پھر آسمانوں میں اپنے مقامات پر، پھر واپسی معراج میں اپنے مقامات پر یہاں پہلی ملاقات کا ذکر ہے۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں وہ زندہ ہیں مگر یہ نماز تکلیفی نہیں لذت وفرحت کی ہے۔

۶۔ شنوءہ یمن کا مشہور قبیلہ ہے، وہ لوگ بڑے خوبصورت ہوتے ہیں، فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کو دیکھنے کا شوق ہو تو ان لوگوں کو دیکھ لو۔

۷۔ غالبًا آپ آسمانوں میں اپنے مقام پر نماز پڑھتے ہوئے حضور کو ملے۔

۸۔ عروہ ابن مسعود ثقفی اور ہیں اور عروہ ابن مسعود ہزلی دوسرے ہیں، یہ عبداللہ ابن مسعود کے بھائی ہیں اور ثقفی دوسرے ہیں، صحابی ہیں، نہایت حسین تھے۔

۹۔ ہوسکتا ہے کہ یصلی میں صلوٰۃ سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف ہو یعنی میں نے انہیں اس طرح پایا کہ وہ مجھ پر درود شریف پڑھ رہے تھے۔

۱۰۔ یعنی اگر تم کو شوق ہو کہ ابراہیم علیہ السلام کو دیکھو تو مجھے دیکھ لو میں ان کی ہم شکل ہوں۔

۱۱۔ یعنی بیت المقدس میں سارے نبیوں نے میری اقتداء میں نماز پڑھی ہم نے سب کی امامت فرمائی اور ہوسکتا ہے کہ بیت المعمور والی نماز کی امامت مراد ہو جہاں حضور نے فرشتوں کو نماز پڑھائی۔ خیال رہے کہ حضور کو نماز تو عرش پر پہنچ کر ملی مگر اس سے پہلے ہی نبیوں فرشتوں کو نماز پڑھائی۔ معلوم ہوا کہ امت کے لیے نماز عرش پر ملی حضور کو پہلے ہی مل چکی تھی۔

۱۲۔ اس آخری جملہ سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہ نماز وہ ہے جو حضور انور نے بیت المعمور میں فرشتوں اور نبیوں کو پڑھائی کیونکہ یہاں ارشاد ہے کہ نماز سے فارغ ہوتے ہی داروغہ دوزخ مالک سے ملاقات ہوئی۔ خیال رہے کہ ان تمام حضرات نے آج حضور کے پیچھے محمدی نماز پڑھی تھی انبیاء کرام نے اپنی اپنی نمازیں نہیں پڑھی تھیں۔ سارے انبیاء کرام اور فرشتے حضور کے امتی ہیں یعنی قانونی طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مالک کو سلام فرماتے کیونکہ آنے والا سلام کیا کرتا ہے مگر خازن دوزخ نے حضور انور کا احترام کرتے ہوئے پہلے ہی سلام عرض کیا۔

روایت دیگر:

Marfat.com

روایت ہے حضرت عبداللہ سے ا؎ فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کرائی گئی تو آپ کو سدرۃ المنتہیٰ لے جایا گیا یہ چھٹے آسمان میں ہے ۲؎ جو چیزیں زمین سے اوپر اٹھائی جاتی ہیں وہ وہاں تک ہی پہنچتی ہیں پھر وہاں سے لے لی جاتی ہیں اور جو چیزیں اوپر سے اتاری جاتی ہیں وہ وہاں تک ہی پہنچتی ہیں پھر وہاں سے لے لی جاتی ہیں ۳؎ فرمایا کہ اچانک سدرہ پر چھا گئی جو چھا گئی فرمایا وہ سونے کے پتنگے تھے ۴؎ پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین چیزیں دی گئیں آپ کو پانچ نمازیں دی گئیں اور سورۂ بقرہ کی آخری آیات دی گئیں ۵؎ اور آپ کی امت میں سے جو اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں ان کے گناہ بخشے گئے ۶؎ (مسلم)

شرح

ا؎ حدیث اور فقہ میں جب عبداللہ بغیر قید آتا ہے تو حضرت عبداللہ ابن مسعود مراد ہوتے ہیں وہ ہی یہاں مراد ہے یعنی حضرت عبداللہ ابن مسعود نے فرمایا۔

۲؎ بعض روایات میں ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ ساتویں آسمان میں ہے جیسا کہ مالک ابن صعصعہ کی روایت میں ابھی کچھ پہلے گزرا مگر ان دونوں روایتوں میں مخالفت نہیں اس کی جڑ چھٹے آسمان میں ہے شاخیں ساتویں آسمان میں، یہاں جڑ کا ذکر ہے وہاں شاخوں کا تذکرہ تھا اس کی شاخوں کا سایہ تمام آسمانوں اور جنت میں ہے۔ (مرقات) یہ ہی بات بہت قوی ہے۔

۳؎ جیسے دو ملکوں کی ڈاک کا تبادلہ باڈر یعنی سرحد پر ہوتا ہے اگرچہ دونوں ملکوں کا بادشاہ ایک ہی ہو۔ سدرہ سے آگے ہمارے حضور کے سوا کوئی نہیں گیا بلکہ حضور تو اس جگہ گئے جہاں جگہ بھی نہیں وہاں نہ جہاں ہے نہ یہاں نہ وہاں ؎

برداشت از طبیعت امکاں قدم کہ آں	اسریٰ بعبدہ است من المسجد الحرام
تا عرصۂ وجوب کہ اقصاء عالم است	کانجا نہ جا است و نے جہت و نے شان و نام

۴؎ یعنی سدرۃ المنتہیٰ کے بیان میں جو آیت کریمہ "اِذْ یَغْشَی السِّدْرَۃَ مَا یَغْشٰی" وارد ہے اس کی تفسیر حضور انور نے پتنگوں سے کی۔ پتنگے یا تو فرشتے ہیں یا ارواح انبیاء جو پتنگوں کی طرح محسوس ہوتی ہیں۔ خیال رہے کہ اس بیری کے ہر پتہ پر فرشتوں کی فوجیں ہیں، بزرگوں کی روحیں اور سبز رنگ کے غیبی پرندے اور رنگ برنگے انوار لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں کہیں کسی چیز کا ذکر ہے کہیں کسی اور چیز کا۔ اس سے پہلے گزرا کہ حضور نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ وہاں کیا چیزیں ہیں وہاں حضور انور کے علم کی نفی مقصود نہیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ میں نہیں جانتا کہ تمہیں وہ چیزیں کیسے بتاؤں سمجھاؤں وہ بیان میں نہیں آسکتیں دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ میں ان کے بیان کرنے کے لیے الفاظ نہیں پاتا، یوں ہی رب کا فرمانا: "اِذْ یَغْشَی السِّدْرَۃَ مَا یَغْشٰی" اس کا مطلب یہ نہیں کہ رب کو بھی خبر نہیں کہ سدرہ پر کون سی چیز چھائی تھی مطلب یہ ہی ہے کہ اس کا بیان نہیں ہوسکتا جیسے رب فرماتا ہے:

"فَغَشِیَھُمْ مِّنَ الْیَمِّ مَا غَشِیَھُمْ" بہر حال اس قسم کے فرمان کا منشا بے خبری نہیں۔ (مرقات)۔

۵؎ یا تو سورۂ بقرہ کی آخری آیات معراج کی رات بھی حضور کو عطا کی گئیں اور بعد ہجرت بھی نازل کی گئیں، پہلی عطا بغیر واسطہ فرشتہ تھی اور دوبارہ نزول بواسطہ فرشتہ ہوا، یا یہ مطلب ہے کہ ان دعاؤں کی قبولیت وہاں عطا کی گئی جو ان آیات میں تعلیم کی گئی ہے حضور سے وعدہ کرلیا گیا کہ جو بھی یہ دعائیں ہم سے مانگے گا ہم اسے عطا کریں گے، یا مطلب یہ ہے کہ ان آیات کے فیوض ان کے انوار ان کی

رکتیں جو شمار سے باہر ہیں حضور کو اس رات عطا کی گئیں۔ (مرقات، اشعہ) ہوسکتا ہے کہ یہ تمام چیزیں مراد ہوں ان آیات کے الفاظ، قبولیت، انوار برکات سب کچھ اس رات حضور کو عطا ہوئیں۔

یہ آیات "اٰمَنَ الرَّسُوْلُ" سے لے کر "فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ" تک ہیں۔

۶۔ شرک باللہ سے مراد مطلقاً کفر ہے یعنی کفر تو نہیں بخشا جائے گا اس کے علاوہ سارے گناہ قابل بخشش ہیں، ہاں حقوق العباد خود حق والوں سے معاف کرائے جائیں گے جن کی تین نوعیتیں ہوں گی۔ قرآن کریم میں قریباً ہر جگہ شرک بمعنی کفر آتا ہے

"لَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا"۔ (مرأة المناجیح شرح مشکوٰة المصابیح ج ہشتم باب المعراج)

بَابُ مَعْنٰى قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى وَهَلْ رَاَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهٗ لَيْلَةَ الْاِسْرَاءِ

باب: رب تعالیٰ کے اس فرمان مقدس کی تفسیر کہ اس نے دوسری بار لوٹنے پر رب تعالیٰ کا دیدار کیا' اور کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شب اسراء اپنے رب تعالیٰ کا دیدار کیا؟

340- وَحَدَّثَنِيْ اَبُو الرَّبِيْعِ الزَّهْرَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبَّادٌ وَهُوَ ابْنُ الْعَوَّامِ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَاَلْتُ زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى جِبْرِيْلَ لَهٗ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ

شیبانی کا بیان ہے کہ میں نے زر بن حبیش سے قرآن مجید کی آیت "فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ٥" کی تفسیر دریافت کی۔ تو زر بن حبیش نے فرمایا: اس آیت کے متعلق مجھے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو چھ سو پروں کے ساتھ صورت میں دیکھا۔ (البحر الزخار: رقم الحدیث: 1600، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 9055، صحیح ابن حبان: جز: 1 ص: 256، مسند البزار: رقم الحدیث: 1809)

341- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى قَالَ رَاٰى جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَهٗ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے "مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ٥" کی تفسیر میں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو چھ سو پروں کے ساتھ ملاحظہ کیا۔ (مرجع السابق)

342- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ الشَّيْبَانِيِّ سَمِعَ زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى قَالَ رَاٰى جِبْرِيْلَ فِيْ صُوْرَتِهٖ لَهٗ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ

زر بن حبیش کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس آیت "لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ٥" کی تفسیر

Marfat.com

میں فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ان کی اصلی شکل وصورت میں چھ سو پروں کے ساتھ ملاحظہ کیا۔ (مرجع السابق)

343- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی قَالَ رَاٰی جِبْرِیْلَ عَلَیْهِ السَّلَامُ

عطاء کا بیان ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ "وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی o" کی تفسیر میں فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ملاحظہ کیا۔ (شرح السنۃ: ج:1، ص:894، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 11421)

344- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا حَفْصٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَاٰهُ بِقَلْبِهٖ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب تعالیٰ کو اپنے قلب کے ساتھ دیکھا۔ (مسند الصحابۃ: رقم حدیث: 404)

345- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَاَبُوْ سَعِیْدٍ الْاَشَجُّ جَمِیْعًا عَنْ وَكِیْعٍ قَالَ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا وَكِیْعٌ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ زِیَادِ بْنِ الْحُصَیْنِ اَبِیْ جَهْمَةَ عَنْ اَبِی الْعَالِیَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی قَالَ رَاٰهُ بِفُؤَادِهٖ مَرَّتَیْنِ

ابوعالیہ کا بیان ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے "مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی o وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی o" کی تفسیر میں فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رب تعالیٰ کو اپنے دل سے دو دفعہ دیکھا۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 11535، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3203، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 399)

346- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِیَاثٍ عَنِ الْاَعْمَشِ حَدَّثَنَا اَبُوْ جَهْمَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ

ابوجہمہ نے اسی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

347- حَدَّثَنَا زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ دَاوٗدَ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ مَّسْرُوْقٍ قَالَ كُنْتُ مُتَّكِئًا عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ یَا اَبَا عَائِشَةَ ثَلَاثَةٌ مَّنْ تَكَلَّمَ بِوَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ فَقَدْ اَعْظَمَ عَلَى اللّٰهِ الْفِرْیَةَ قُلْتُ مَا هُنَّ قَالَتْ مَنْ زَعَمَ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَاٰی رَبَّهٗ فَقَدْ اَعْظَمَ عَلَى اللّٰهِ الْفِرْیَةَ قَالَ وَكُنْتُ مُتَّكِئًا فَجَلَسْتُ فَقُلْتُ یَا اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْظِرِیْنِیْ وَلَا تُعْجِلِیْنِیْ اَلَمْ یَقُلِ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِیْنِ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی فَقَالَتْ اَنَا اَوَّلُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ سَاَلَ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّمَا هُوَ جِبْرِیْلُ لَمْ اَرَهٗ عَلٰی صُوْرَتِهِ الَّتِیْ خُلِقَ عَلَیْهَا غَیْرَ هَاتَیْنِ الْمَرَّتَیْنِ رَاَیْتُهٗ مُنْهَبِطًا مِّنَ السَّمَآءِ سَادًّا عِظَمُ خَلْقِهٖ مَا بَیْنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ فَقَالَتْ اَوَ

Marfat.com

لَمْ تَسْمَعْ اَنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ اَوَلَمْ تَسْمَعْ اَنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ قَالَتْ وَمَنْ زَعَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَمَ شَيْئًا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَقَدْ اَعْظَمَ عَلَى اللّٰهِ الْفِرْيَةَ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ يَا اَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ قَالَتْ وَمَنْ زَعَمَ اَنَّهٗ يُخْبِرُ بِمَا يَكُوْنُ فِيْ غَدٍ فَقَدْ اَعْظَمَ عَلَى اللّٰهِ الْفِرْيَةَ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ

مسروق کا بیان ہے کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ٹیک لگائے بیٹھا تھا کہ مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے ابوعائشہ! تین چیزیں وہ ہیں کہ اگر کسی آدمی نے ان تین چیزوں میں کسی کا بھی قول کیا تو اس نے اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا بہتان باندھا۔ میں نے دریافت کیا: وہ تین کون سی ہیں۔ فرمایا: ایک تو یہ کہ اگر کوئی آدمی یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے رب تعالیٰ کو دیکھا ہے۔ تو اس نے رب تعالیٰ پر بہت بڑا بہتان باندھا۔ مسروق کا بیان ہے کہ میں اس سے قبل ٹیک لگا ہوا تھا تو میں اس بات کو سنتے ہوئے اٹھ بیٹھا۔ میں عرض گزار ہوا: اے اُمّ المومنین! تھوڑا رکیے مجھے بھی کچھ گوش گزار کرنے دیجئے۔ کیا رب تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا: ''در یقینا انہوں نے روشن کنارے پر دیکھا۔'' اور ارشاد فرمایا: ''اور انہوں نے تو اس جلوہ کو دو دفعہ دیکھا۔'' اس پر اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے بھی اس امت میں سے سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ان آیات کے متعلق دریافت کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان آیات سے حضرت جبرائیل علیہ السلام مراد ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان دو بار کے علاوہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ان کی اصلی شکل وصورت میں نہ دیکھا تھا جس شکل وصورت میں انہیں پیدا کیا گیا تھا۔ فرمایا: میں نے ایک دفعہ ان کو آسمان سے اترتے وقت دیکھا تھا۔ ان کے بدن نے سارے زمین وآسمان کو گھیرا ہوا ہے۔ پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کیا تم نے قرآن مجید نہیں پڑھا۔ رب تعالیٰ نے فرمایا: ''آنکھیں اس کا احاطہ نہیں کر سکتیں۔ اور ساری آنکھیں اس کے احاطہ میں ہیں۔ اور وہ لطیف اور خبیر ہے۔'' اور کیا تم نے یہ قرآن مجید میں نہیں پڑھ رکھا: اور کسی بشر میں یہ طاقت نہیں کہ وہ رب تعالیٰ سے بغیر وحی کے کلام کرے یا وہ بشر حجاب کی اوٹ میں ہو یا اللہ تعالیٰ کوئی فرشتہ بھیجے جو رب تعالیٰ کے اذن سے اس کی مرضی کے مطابق اس بشر کے اوپر وحی کا نزول کرے۔ یقینا اللہ تعالیٰ بلند اور حکیم ہے۔ اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جو آدمی یہ کہتا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن مجید میں سے کچھ چھپالیا۔ اس نے بھی رب تعالیٰ پر بہت بڑا بہتان باندھا کیونکہ رب تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ'' اور جو آدمی یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کل کا علم بغیر رب تعالیٰ کے بتائے تھا تو اس شخص نے بھی رب تعالیٰ پر بہتان باندھا۔ اس لئے رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ''قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ'' (احکام الشرعیۃ الکبری: جز: 1، ص: 768، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 11408، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 2991، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 158)

حضرت مسروق رضی اللہ عنہ کا تعارف:

آپ کوفی ہمدانی ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے اسلام لائے، اکابر صحابہ سے ملاقات کی، ایک بار چرائے گئے تھے پھر ... تلاش پر ملے اس لیے آپ کا نام مسروق ہوا یعنی چورائے ہوئے یا اغواء کیے ہوئے ایک بار آپ بہت غریب ہو گئے تو خالد ... بصرہ نے آپ کو تیس ہزار درہم دینے کی کوشش کی مگر آپ نے رد فرما دیئے توکل کا یہ عالم تھا۔
(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح از مفتی احمد یار خاں نعیمی، جلد ششم، کتاب الرؤیا، باب الاسامی)

348-وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا دَاوٗدُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيْثِ ابْنِ عُلَيَّةَ وَزَادَ قَالَتْ وَلَوْ كَانَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاتِمًا شَيْئًا مِمَّا أُنْزِلَ عَلَيْهِ لَكَتَمَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَإِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْ أَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ

ابن علیہ کی حدیث کی مثل مروی ہے اور اس میں اضافہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم سے قرآن مجید کی کسی آیت کو مخفی رکھتے تو یہ آیت رکھتے: وَإِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْ أَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ (مرجع السابق)

349-وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ هَلْ رَأَى مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللهِ لَقَدْ قَفَّ شَعْرِيْ لِمَا قُلْتَ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِقِصَّتِهِ وَحَدِيْثُ دَاوٗدَ أَتَمُّ وَأَطْوَلُ

مسروق کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: کیا سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب ... دیکھا ہے۔ اس پر انہوں نے جواب دیا: تیری اس بات کو سنتے ہی میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے ہیں۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1، ... مسند ابی یعلی، رقم حدیث: 4901، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 4574، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 407)

350-وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنِ ابْنِ أَشْوَعَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ فَأَيْنَ قَوْلُهُ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى فَأَوْحٰى إِلٰى عَبْدِهٖ مَا أَوْحٰى قَالَتْ إِنَّمَا ذَاكَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَأْتِيْهِ فِيْ صُوْرَةِ الرِّجَالِ وَإِنَّهُ أَتَاهُ فِيْ هٰذِهِ الْمَرَّةِ فِيْ صُوْرَتِهِ الَّتِيْ هِيَ صُوْرَتُهُ فَسَدَّ أُفُقَ السَّمَاءِ

مسروق کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: قرآن مجید کی اس آیت کی کیا تفسیر ہے: "ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۔ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى ۝ فَأَوْحٰى إِلٰى عَبْدِهٖ مَا أَوْحٰى ۝" اس پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: اس سے حضرت جبرائیل علیہ السلام مراد ہیں۔ پہلے پہل وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں انسانی شکل وصورت میں حاضر ہوتے تھے ... اپنی اصلی شکل وصورت میں حاضر ہوئے جو صورت آسمانوں کے کناروں پر چھا گئی۔ (مرجع السابق)

351-حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ

Marfat.com

شَقِيقٍ عَنْ اَبِي ذَرٍّ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ رَاَيْتَ رَبَّكَ قَالَ نُورٌ اَنّٰى اَرَاهُ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا: کیا آپ ﷺ نے اپنے رب تعالیٰ کو دیکھا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نور ہے اور میں نے اسے جہاں سے بھی دیکھا وہ نور ہی نور ہے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:1،ص:270، البحر الزخار: رقم الحدیث:3345، مسند البزار: رقم الحدیث:3931، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث:178)

352- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا اَبِي ح وَحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ كِلَاهُمَا عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ قُلْتُ لِاَبِي ذَرٍّ لَوْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَسَاَلْتُهُ فَقَالَ عَنْ اَيِّ شَيْءٍ كُنْتَ تَسْاَلُهُ قَالَ كُنْتُ اَسْاَلُهُ هَلْ رَاَيْتَ رَبَّكَ قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ قَدْ سَاَلْتُهُ فَقَالَ رَاَيْتُ نُوْرًا

عبداللہ بن شقیق کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے کہا: اگر مجھے رسول اللہ ﷺ کی زیارت نصیب ہو جاتی تو میں آپ ﷺ سے ایک شے کے بارے میں دریافت کرتا۔ اس پر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم کیا دریافت کرتے۔ انہوں نے کہا: میں اس کا دریافت کرتا کہ کیا آپ ﷺ نے اپنے رب تعالیٰ کو دیکھا ہے۔ اس پر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے یہی دریافت کیا تھا۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا: میں نے نور کو دیکھا ہے۔ (مرجع السابق)

353- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ اَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ اَبِي مُوْسٰى قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَنَامُ وَلَا يَنْبَغِي لَهُ اَنْ يَنَامَ يَخْفِضُ الْقِسْطَ وَيَرْفَعُهُ يُرْفَعُ اِلَيْهِ عَمَلُ اللَّيْلِ قَبْلَ عَمَلِ النَّهَارِ وَعَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّيْلِ حِجَابُهُ النُّوْرُ وَفِي رِوَايَةِ اَبِي بَكْرٍ النَّارُ لَوْ كَشَفَهَا لَاَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ مَا انْتَهٰى اِلَيْهِ بَصَرُهُ مِنْ خَلْقِهِ وَفِي رِوَايَةِ اَبِي بَكْرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ وَلَمْ يَقُلْ حَدَّثَنَا

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر پانچ باتیں بیان فرمائیں جس پر ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ سوتا نہیں اور نہ ہی سونا اس کی شان کے لائق ہے۔ میزان کے پلڑوں کو جھکاتا بھی ہے اور اٹھاتا بھی ہے۔ اس کے پاس رات کے اعمال دن سے قبل اور دن کے اعمال رات سے قبل پہنچ جایا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کو ایک نور نے حجاب میں لے رکھا ہے اگر اس حجاب کو اٹھا دیا جائے تو اس کی ذات کی شعاعیں منتہاء بصر تک ساری مخلوق کو جلا بھنا ڈالیں گی۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:1،ص:232، البحر الزخار: رقم الحدیث:2603، معجم الاوسط: رقم الحدیث:1512، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث:131)

354- حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَرْبَعِ كَلِمَاتٍ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ اَبِي مُعَاوِيَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ مِنْ خَلْقِهِ وَقَالَ حِجَابُهُ النُّوْرُ

Marfat.com

اعمش سے اسی اسناد کے ساتھ مروی ہے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان جلوہ فگن ہوئے۔ آگے چار باتوں کو ذکر کیا ہے اور پانچویں میں مخلوق کو جلا ڈالنے کا تذکرہ نہیں اور فرمایا: اس کا حجاب نور ہے۔ (مرجع السابق)

355- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِي شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَرْبَعٍ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَنَامُ وَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَنَامَ يَرْفَعُ الْقِسْطَ وَيَخْفِضُهُ وَيُرْفَعُ إِلَيْهِ عَمَلُ النَّهَارِ بِاللَّيْلِ وَعَمَلُ اللَّيْلِ بِالنَّهَارِ

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے درمیان جلوہ فگن ہو کر چار باتیں ارشاد فرمائیں۔ ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نہ تو سوتا ہے نہ ہی اس کو سونا لائق ہے۔ اللہ تعالیٰ میزان کے پلڑے کو اوپر نیچے کرتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ مقدسہ میں رات کے اعمال دن میں اور دن کے اعمال رات میں پیش کیے جاتے ہیں۔ (مرجع السابق)

تشریح:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو سر کی آنکھوں سے دیکھا یا دل سے، اس میں اختلاف ہے، اور جن احادیث میں نہ دیکھنا بتایا گیا ہے، جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول، تو وہ سر کی آنکھوں سے نہ دیکھنے کی نفی ہے، علامہ غلام رسول سعیدی اس کی مفصل گفتگو کرتے ہیں، جس کا خلاصہ یہ ہے:

''آپ علیہ السلام نے (شب معراج) جو دیکھا اس کی تفسیر میں تین قول ہیں: (۱) آپ نے اپنے رب کو دیکھا (۲) آپ نے حضرت جبریل کو دیکھا (۳) آپ نے اپنے رب کی نشانیاں دیکھیں۔

امام رازی اس آیت کی تفسیر کے آخر میں لکھتے ہیں:

پھر نصوص اس پر وارد ہیں کہ سیّدنا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے رب کو اپنے دل سے دیکھا ہے، پس آپ کی بصر آپ کے دل میں رکھ دی گئی تھی یا آپ نے اپنے رب کو اپنی بصر سے دیکھا اور آپ کا دل آپ کی بصر میں رکھ دیا گیا تھا اور یہ کیوں نہیں ہو سکتا کیونکہ اہل سنت کا مذہب ہے کہ بندہ کا دیکھنا اللہ کے ارادہ سے ہوتا ہے، بندہ کی قدرت سے نہیں ہوتا، پس جب اللہ تعالیٰ بصر کے ذریعہ سے کسی چیز کا علم پیدا کرتا ہے تو اس کو رؤیت کہتے ہیں اور جب وہ کسی چیز کا علم دل کے ذریعہ سے پیدا کرتا ہے تو اس کو معرفت کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ وہ کسی چیز کے علم کے لیے بصر میں مدرک پیدا کردے جیسے وہ اس پر قادر ہے کہ کسی چیز کے علم کے لیے وہ قلب میں مدرک پیدا کردے اور نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے رب کو سر کی آنکھوں سے دیکھا تھا یا نہیں؟ اس مسئلہ میں صحابہ کا اختلاف ہے اور انکا اختلاف اس پر دلالت کرتا ہے کہ ان کا اس پر اتفاق ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اپنے رب کو سر کی آنکھوں سے دیکھنا ممکن ہے۔

(تفسیر کبیر ج ۱۰ ص ۲۴۲-۲۴۱، ملخصاً وموضحاً، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۱۵ھ)

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی مالکی متوفی ۶۶۸ھ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بصر کو آپ کے قلب میں رکھ دیا، حتیٰ کہ آپ نے اپنے رب تعالیٰ کو دیکھ لیا اور اس کی رؤیت قرار دیا اور ایک

قول یہ ہے کہ یہ رؤیت بصر سے حاصل ہوئی اور پہلا قول حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) کا ہے اور "صحیح مسلم" میں ہے کہ آپ نے اپنے رب کو اپنے قلب سے دیکھا۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۷۵)

اور حضرت ابوذر (رضی اللہ عنہ) اور صحابہ کی ایک جماعت کا بھی یہی قول ہے اور دوسرا قول حضرت انس (رضی اللہ عنہ) اور صحابہ کی ایک اور جماعت کا ہے۔

نیز حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: کیا تم اس پر تعجب کرتے ہو کہ حضرت ابراہیم خلیل ہوں، حضرت موسیٰ کلیم ہوں اور سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اللہ کی رؤیت حاصل ہو؟ اور حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے فرمایا: ہم بنو ہاشم یہ کہتے ہیں کہ سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے رب کو دو بار دیکھا ہے۔ (سنن ترمذی رقم الحدیث: ۳۲۷۸)

حضرت ابوذر (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے سوال کیا: کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ نور ہے میں نے اس کو جہاں سے بھی دیکھا، وہ نور ہی نور ہے۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۷۸)

اور دوسری روایت میں ہے: میں نے نور کو دیکھا۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۷۸)، (الجامع الاحکام القرآن جز ۱۷ ص ۸۷-۸۶، دار الفکر، بیروت، ۱۴۱۵ ھ)

اس مسئلہ میں ہمارا مختار یہ ہے کہ آپ نے شب معراج اپنے رب کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا اور آپ کے دل نے آپ کی آنکھوں سے دیکھنے کی تکذیب نہیں کی بلکہ تصدیق کی۔" (تفسیر تبیان القرآن، تحت سورۃ النجم)

بَابُ إِثْبَاتِ رُؤْيَةِ الْمُؤْمِنِينَ فِي الْآخِرَةِ لِرَبِّهِمْ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى

باب: آخرت میں اللہ سبحانہ کے دیدار کے اثبات کا بیان

356- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ وَأَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عَبْدِ الصَّمَدِ وَاللَّفْظُ لِأَبِي غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَى رَبِّهِمْ إِلَّا رِدَاءُ الْكِبْرِيَاءِ عَلَى وَجْهِهِ فِي جَنَّةِ عَدْنٍ

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو جنتیں ایسی ہیں کہ ان کے سارے برتن اور سازوسامان سونے کے ہوں گے اور جنتی اور ان کے رب تعالیٰ کے مابین جنت عدن میں رب تعالیٰ کی کبریائی کی چادر آڑے ہوگی۔

(احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1 ص: 271، البحر الزخار: رقم الحدیث: 2650، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 7765، مستدرک: رقم الحدیث: 282)

357- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ صُهَيْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

Marfat.com

قَالَ إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ قَالَ يَقُولُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى تُرِيدُونَ شَيْئًا أَزِيدُكُمْ فَيَقُولُونَ أَلَمْ تُبَيِّضْ وُجُوهَنَا أَلَمْ تُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَتُنَجِّنَا مِنَ النَّارِ قَالَ فَيَكْشِفُ الْحِجَابَ فَمَا أُعْطُوا شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ إِلَى رَبِّهِمْ عَزَّ وَجَلَّ

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب سارے جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے تو رب تعالیٰ ان سے اس وقت ارشاد فرمائے گا: کیا جنت کے بعد بھی تمہاری دوسری کوئی آرزو ہے جسے میں پورا کروں۔ اہل جنت عرض گزار ہوں گے: اے رب تعالیٰ! کیا تو نے ہمارے چہروں کو روشن نہیں کیا۔ کیا تو نے ہمیں جنت عطا نہیں فرمائی کیا تو نے ہمیں دوزخ سے نجات نہیں بخشی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پھر رب تعالیٰ ان کے اور اپنی ذات کے مابین سے حجاب کو اٹھا دے گا اور اہل جنت رب تعالیٰ کا دیدار کریں گے پس انہیں رب تعالیٰ کے دیدار سے زیادہ کوئی چیز بھی محبوب نہ ہوگی۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج: 1، ص: 271، مسند احمد: رقم الحدیث: 18172، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 181)

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کا تعارف:

صہیب ابن سنان: آپ عبداللہ بن جدعان کے آزاد کردہ ہیں، تیمی ہیں، آپ کی کنیت ابویحییٰ ہے آپ کا وطن موصل کے علاقہ میں تھا، رومیوں نے ان پر حملہ کیا آپ کو غلام بنالیا اس وقت آپ بچے تھے پھر رومیوں میں آپ کی پرورش ہوئی حتیٰ کہ آپ کو عبداللہ ابن جدعان نے خرید کر آزاد کیا۔ آپ اور عمار ابن یاسر ایک ہی دن مکہ معظمہ ایمان لائے، جب کہ حضور انور دار ارقم میں تھے اور اس وقت تک تیس سے کچھ زیادہ آدمی مسلمان ہوئے تھے مکہ معظمہ میں آپ کو اسلام کی وجہ سے بہت سخت ایذائیں دی گئیں، پھر آپ مدینہ منورہ ہجرت کر کے آگئے، آپ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی

"وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللهِ"

نوے سال عمر ہوئی، مدینہ منورہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ (الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابوعبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ وتابعین)

358- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَى وَزِيَادَةٌ

حماد بن زید سے اسی اسناد کے ساتھ مروی ہے اس میں اضافہ یہ ہے کہ آپ نے اس حدیث کو بیان فرما کر رب تعالیٰ کے دیدار پر استدلال کر کے اس آیت کو پڑھا: نیک لوگوں کے واسطے انجام اچھا ہے اور مزید بھی انعام ہے۔ (مرجع السابق)

359- حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ نَاسًا قَالُوا لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللهِ هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تُضَارُّونَ فِي الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ هَلْ تُضَارُّونَ فِي الشَّمْسِ لَيْسَ دُونَهَا سَحَابٌ قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ

Marfat.com

فَإِنَّكُمْ تَرَوْنَهُ كَذٰلِكَ يَجْمَعُ اللّٰهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَقُوْلُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَيْئًا فَلْيَتَّبِعْهُ فَيَتَّبِعُ
مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الشَّمْسَ الشَّمْسَ وَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الْقَمَرَ الْقَمَرَ وَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ
الطَّوَاغِيتَ الطَّوَاغِيتَ وَتَبْقٰى هٰذِهِ الْأُمَّةُ فِيهَا مُنَافِقُوهَا فَيَأْتِيهِمُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي صُوْرَةٍ
غَيْرِ صُوْرَتِهِ الَّتِيْ يَعْرِفُوْنَ فَيَقُوْلُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ هٰذَا مَكَانُنَا حَتّٰى يَأْتِيَنَا
رَبُّنَا فَإِذَا جَاءَ رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ فَيَأْتِيهِمُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ صُوْرَتِهِ الَّتِيْ يَعْرِفُوْنَ فَيَقُوْلُ أَنَا رَبُّكُمْ
فَيَقُوْلُوْنَ أَنْتَ رَبُّنَا فَيَتَّبِعُوْنَهُ وَيُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَيْ جَهَنَّمَ فَأَكُوْنُ أَنَا وَأُمَّتِيْ أَوَّلَ مَنْ يُّجِيزُ
وَلَا يَتَكَلَّمُ يَوْمَئِذٍ إِلَّا الرُّسُلُ وَدَعْوَى الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ اللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ وَفِيْ جَهَنَّمَ كَلَالِيبُ مِثْلُ
شَوْكِ السَّعْدَانِ هَلْ رَأَيْتُمُ السَّعْدَانَ قَالُوْا نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَإِنَّهَا مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ
غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَعْلَمُ مَا قَدْرُ عِظَمِهَا إِلَّا اللّٰهُ تَخْطَفُ النَّاسَ بِأَعْمَالِهِمْ فَمِنْهُمُ الْمُؤْمِنُ بَقِيَ بِعَمَلِهِ وَمِنْهُمُ
الْمُجَازٰى حَتّٰى يُنَجّٰى حَتّٰى إِذَا فَرَغَ اللّٰهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَأَرَادَ أَنْ يُّخْرِجَ بِرَحْمَتِهِ مَنْ أَرَادَ مِنْ
أَهْلِ النَّارِ أَمَرَ الْمَلَائِكَةَ أَنْ يُّخْرِجُوْا مِنَ النَّارِ مَنْ كَانَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا مِمَّنْ أَرَادَ اللّٰهُ تَعَالٰى أَنْ
يَّرْحَمَهُ مِمَّنْ يَقُوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَيَعْرِفُوْنَهُمْ فِي النَّارِ يَعْرِفُوْنَهُمْ بِأَثَرِ السُّجُوْدِ تَأْكُلُ النَّارُ مِنِ ابْنِ
اٰدَمَ إِلَّا أَثَرَ السُّجُوْدِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ أَنْ تَأْكُلَ أَثَرَ السُّجُوْدِ فَيَخْرُجُوْنَ مِنَ النَّارِ قَدِ امْتَحَشُوا
فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ مَاءُ الْحَيَاةِ فَيَنْبُتُوْنَ مِنْهُ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِيْ حَمِيلِ السَّيْلِ ثُمَّ يَفْرُغُ اللّٰهُ تَعَالٰى
مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَيَبْقٰى رَجُلٌ مُّقْبِلٌ بِوَجْهِهِ عَلَى النَّارِ وَهُوَ اٰخِرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا فِي الْجَنَّةِ
فَيَقُوْلُ أَيْ رَبِّ اصْرِفْ وَجْهِيْ عَنِ النَّارِ فَإِنَّهُ قَدْ قَشَبَنِيْ رِيحُهَا وَأَحْرَقَنِيْ ذَكَاؤُهَا فَيَدْعُو اللّٰهَ مَا شَاءَ
اللّٰهُ أَنْ يَّدْعُوَهُ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى هَلْ عَسَيْتَ إِنْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ بِكَ أَنْ تَسْأَلَ غَيْرَهُ فَيَقُوْلُ
لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهُ وَيُعْطِيْ رَبَّهُ مِنْ عُهُوْدٍ وَّمَوَاثِيقَ مَا شَاءَ اللّٰهُ فَيَصْرِفُ اللّٰهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ فَإِذَا أَقْبَلَ
عَلَى الْجَنَّةِ وَرَاٰهَا سَكَتَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَّسْكُتَ ثُمَّ يَقُوْلُ أَيْ رَبِّ قَدِّمْنِيْ إِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ
لَهُ أَلَيْسَ قَدْ أَعْطَيْتَ عُهُوْدَكَ وَمَوَاثِيقَكَ لَا تَسْأَلُنِيْ غَيْرَ الَّذِيْ أَعْطَيْتُكَ وَيْلَكَ يَا ابْنَ اٰدَمَ مَا
أَغْدَرَكَ فَيَقُوْلُ أَيْ رَبِّ يَدْعُو اللّٰهَ حَتّٰى يَقُوْلَ لَهُ فَهَلْ عَسَيْتَ إِنْ أَعْطَيْتُكَ ذٰلِكَ أَنْ تَسْأَلَ غَيْرَهُ
فَيَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِكَ فَيُعْطِيْ رَبَّهُ مَا شَاءَ اللّٰهُ مِنْ عُهُوْدٍ وَّمَوَاثِيقَ فَيُقَدِّمُهُ إِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَإِذَا قَامَ عَلٰى
بَابِ الْجَنَّةِ انْفَهَقَتْ لَهُ الْجَنَّةُ فَرَاٰى مَا فِيهَا مِنَ الْخَيْرِ وَالسُّرُوْرِ فَيَسْكُتُ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَّسْكُتَ ثُمَّ
يَقُوْلُ أَيْ رَبِّ أَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَهُ أَلَيْسَ قَدْ أَعْطَيْتَ عُهُوْدَكَ وَمَوَاثِيقَكَ
لَا تَسْأَلَ غَيْرَ مَا أُعْطِيتَ وَيْلَكَ يَا ابْنَ اٰدَمَ مَا أَغْدَرَكَ فَيَقُوْلُ أَيْ رَبِّ لَا أَكُوْنَنَّ أَشْقٰى خَلْقِكَ فَلَا
يَزَالُ يَدْعُو اللّٰهَ حَتّٰى يَضْحَكَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى مِنْهُ فَإِذَا ضَحِكَ اللّٰهُ مِنْهُ قَالَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ فَإِذَا

Marfat.com

اُدْخُلْهَا قَالَ اللّٰهُ لَهٗ تَمَنَّهْ فَیَسْاَلُ رَبَّهٗ وَیَتَمَنّٰی حَتّٰی اَنَّ اللّٰهَ لَیُذَکِّرُهٗ مِنْ کَذَا وَکَذَا حَتّٰی اِذَا انْقَطَعَتْ بِهِ الْاَمَانِیُّ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی ذٰلِکَ لَکَ وَمِثْلُهٗ مَعَهٗ قَالَ عَطَاءُ بْنُ یَزِیْدَ وَاَبُوْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیُّ مَعَ اَبِیْ هُرَیْرَةَ لَا یَرُدُّ عَلَیْهِ مِنْ حَدِیْثِهٖ شَیْئًا حَتّٰی اِذَا حَدَّثَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ اَنَّ اللّٰهَ قَالَ لِذٰلِکَ الرَّجُلِ ذٰلِکَ لَکَ وَمِثْلُهٗ مَعَهٗ قَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ وَّعَشَرَةُ اَمْثَالِهٖ مَعَهٗ یَا اَبَا هُرَیْرَةَ قَالَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ مَا حَفِظْتُ اِلَّا قَوْلَهٗ ذٰلِکَ لَکَ وَمِثْلُهٗ مَعَهٗ قَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ اَشْهَدُ اَنِّیْ حَفِظْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَوْلَهٗ ذٰلِکَ لَکَ وَعَشَرَةُ اَمْثَالِهٖ قَالَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ وَذٰلِکَ الرَّجُلُ اٰخِرُ اَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں عرض گزار ہوئے: کیا ہم آخرت میں اپنے رب تعالیٰ کو دیکھ پائیں گے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا چودھویں رات کے چاند میں تمہیں چاند دیکھنے میں کوئی مشکل پیش آتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! نہیں۔ ارشاد فرمایا: اگر آسمان پر کوئی بادل نہ ہو تو کیا تمہیں سورج دیکھنے میں کوئی دشواری ہوتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض گزار ہوئے: نہیں۔ ارشاد فرمایا: تم رب تعالیٰ کو بھی یونہی دیکھو گے۔ رب تعالیٰ بروز حشر لوگوں کو جمع فرمائے گا۔ تو ارشاد فرمائے گا: جو آدمی دنیا کے اندر جس چیز کی عبادت کرتا تھا وہ آج کے روز بھی اس کی اتباع کرے پس جو آدمی دنیا کے اندر سورج کی عبادت کرتا تھا وہ اسی کے ساتھ ہو جائے گا جو چاند کی عبادت کرتا تھا وہ اسی کے ساتھ ہو جائے گا اور جو بتوں کی پوجا کرتا تھا وہ انہی کے ساتھ ہو جائے گا۔ آخر میں یہ امت بچ جائے گی جس کے اندر مومن اور منافق دونوں ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کے سامنے ان کے لئے اجنبی صورت میں جلوہ فگن ہوگا اور ارشاد فرمائے گا: میں تمہارا رب عزوجل ہوں۔ میری امت اس وقت کہے گی: ہم تم سے رب تعالیٰ کی پناہ میں آتے ہیں ہم اسی مقام پر ٹھہرے رہیں گے حتیٰ کہ ہمارا رب تعالیٰ جلوہ فگن ہو اور اسے ہم پہچان جائیں پھر رب تعالیٰ ان کے لئے جانی پہچانی صورت میں جلوہ فگن ہوگا۔ اور ارشاد فرمائے گا: میں تمہارا رب عزوجل ہوں۔ تو اس وقت میری امت کہے گی: ہاں تو ہی ہمارا رب عزوجل ہے پھر وہ اپنے رب تعالیٰ کے جلوہ کی پیروی کریں گے اس کے بعد جہنم کی پشت پر پل صراط کو بچھایا جائے گا اور میں اور میری امت کا سب سے پہلے اس پل سے گزر ہوگا اور اس روز رسولوں کے علاوہ کسی کو بھی رب تعالیٰ سے بات کرنے کی ہمت نہیں ہوگی اور اس روز رسولوں کی زبان پر صرف یہ دعا ہوگی: اے رب عزوجل! سلامتی فرما، سلامتی سے پل صراط گزار دے۔ اور دوزخ میں سعدان نامی خاردار جھاڑی کی مانند کانٹے ہوں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا: کیا تم لوگوں نے سعدان جھاڑی کو دیکھ رکھا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض گزار ہوئے: ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ کانٹے سعدان جھاڑی والے کانٹوں ہی کی مانند ہوں گے مگر اس کے دندانوں کی لمبائی کا سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو بھی علم نہیں۔ اور وہ کانٹے لوگوں کو ان کے برے عملوں کی بناء پر دوزخ میں گھسیٹ لیں گے۔ اور بعض مومنین اپنے نیک اعمال کی وجہ سے ان سے بچ نکلیں گے اور کچھ مومنین پل صراط پار کر کے دوزخ سے نجات یافتہ ہوں گے (یہ یوں ہوتا رہے گا) حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے فیصلہ سے فراغت پالے گا اس کے بعد رب تعالیٰ یہ ارادہ فرمائے گا جنہوں نے بالکل شرک نہیں کیا ہے ان میں سے وہ جنہیں چاہے صرف اپنی رحمت سے دوزخ سے نکال لے اس دوران ملائکہ کو حکم فرمائے گا جو لوگ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ہمیشہ زندگی

تک باقی رہے انہیں دوزخ سے نکال لیں۔ ملائکہ ان لوگوں کو سجدوں کے نشانوں کی بناء پر پہچان لیں گے اس لئے کہ آگ انسان کے سجدوں کے عضو کے ماسوا سارے بدن کو جلا دے گی ان لوگوں کو جلے ہوئے بدن کے ساتھ دوزخ سے نکالا جائے گا۔ اس کے بعد ان پر آب حیات پھینکا جائے گا جس کی بدولت یہ یوں تروتازہ ہو کر کھڑے ہو جائیں گے جس طرح کہ کیچڑ میں ایک پڑا دانہ اگ کھڑا ہوتا ہے تو جس وقت رب تعالیٰ اپنے ان بندوں کے مابین فیصلہ کرنے سے فراغت پالے گا تو ایک آدمی ابھی باقی بچ جائے گا جس کا چہرہ دوزخ کی جانب ہوگا اور یہی آدمی آخری جنتی ہوگا تو وہ اللہ تعالیٰ سے عرض گزار ہوگا: اے میرے رب عزوجل! میرا رخ دوزخ کی جانب سے پھیر دے کیونکہ اس کی بدبو مجھے اذیت دے رہی ہے۔ اور اس کی تپش مجھے جلا رہی ہے تو جس وقت رب تعالیٰ چاہے گا وہ یونہی مسلسل عرض کرتا رہے گا۔ اس کے بعد رب تعالیٰ اس کی جانب متوجہ ہوگا ارشاد فرمائے گا: اگر میں نے تیرے سوال کو پورا کر دیا تو دوسرا سوال تو نہیں کرے گا تو وہ آدمی عرض کرے گا کہ میں دوسرا سوال نہیں کروں گا پھر رب تعالیٰ اس سے پختہ وعدہ لے گا جو اس کی مرضی ہوگی۔ اس کے بعد رب تعالیٰ اس کے رخ کو دوزخ کی جانب سے پھیر کر جنت کی جانب کر دے گا۔ جب وہ آدمی جنت کو اپنے سامنے دیکھے گا تو وہ رب تعالیٰ کی مرضی پر تھوڑی دیر خاموش کھڑا رہے گا پھر عرض کرے گا: اے میرے رب عزوجل! مجھے جنت کے دروازے تک لے جا۔ رب تعالیٰ فرمائے گا: کیا تو نے مجھ سے پکا عہد و وعدہ نہ کیا تھا کہ تو دوسرا مجھ سے کوئی سوال نہ کرے گا افسوس! اے انسان تو کتنا عہد شکن ہے وہ کہے گا: اے میرے رب عزوجل! اور وہ یونہی رب تعالیٰ سے عرض کرتا رہے گا۔ حتیٰ کہ رب تعالیٰ اس سے ارشاد فرمائے گا: اگر میں نے تیرے اس سوال کو پورا کر دیا تو تو پھر کوئی اور سوال تو نہیں کرے گا۔ وہ عرض گزار ہوگا: اے میرے رب عزوجل! تیری عزت و جلال کی قسم! میں یوں نہیں کروں گا اس کے بعد رب تعالیٰ اس سے دوبارہ عہد لے گا اپنی مشیت کے مطابق اور اس کو جنت کے دروازے پر لا کھڑا کرے گا جس وقت وہ آدمی جنت کے دروازہ پر آ جائے گا تو جنت اپنی ساری وسعتوں کے ساتھ اسے دکھائی دے گی اور اس میں پرکشش مناظر دیکھے گا پھر رب تعالیٰ کی مرضی کے مطابق تھوڑی دیر تک سکوت اختیار کرے گا پھر عرض گزار ہوگا: اے میرے رب عزوجل! مجھے جنت میں داخل فرما دے۔ رب تعالیٰ اس سے ارشاد فرمائے گا: تو ابھی تو نے پکا وعدہ نہ کیا تھا کہ تو کوئی دوسرا سوال نہ کرے گا افسوس! اے انسان! تو کتنا عہد شکن ہے۔ وہ عرض گزار ہوگا: اے میرے رب عزوجل! میں تیری مخلوق میں تمامی سے بڑھ کر گندے نصیب والا ہو گیا۔ وہ اسی طرح مسلسل عرض گزار ہوتا رہے گا۔ یہاں تک کہ رب تعالیٰ اپنی شان کے مطابق ہنس دے گا تو جس وقت رب تعالیٰ ہنس دے گا اپنی شان کے مطابق تو اس وقت فرمائے گا: جا جنت میں چلا جا اور جس وقت اس آدمی کو رب تعالیٰ جنت میں داخل فرما دے گا تو اس وقت ارشاد فرمائے گا: اور کوئی آرزو کرو۔ وہ آدمی اللہ تعالیٰ سے دوسری آرزوئیں کرے گا پھر رب تعالیٰ ویسے جنت کی نعمتوں کی جانب متوجہ فرما دے گا۔ اور جنت کی نعمتوں کی قسمیں اس کو یاد دلا دے گا تا کہ اس کی ساری تمنائیں خواہشات پوری ہو جائیں پھر رب تعالیٰ فرمائے گا: ان ساری نعمتوں کو لے لو اور اس قدر دوسری بھی حاصل کر لو۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث کے مطابق روایت کی ہے۔ صرف اتنا اختلاف فرمایا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جس وقت یہ کہا کہ یہ ساری نعمتیں لے لو اور ان کی مثل مزید بھی تو اس پر حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابوہریرہ! یہ ساری نعمتیں بھی لے لو اور اس کی مثل دس نعمتیں مزید بھی۔ اس پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ حدیث مجھے تو اسی طرح ہی یاد ہے

کہ یہ ساری نعمتیں بھی لے لو اور مزید بھی ایک مثل لے لو۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں رب تعالیٰ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یونہی ارشاد فرمایا ہے ان نعمتوں کو بھی لے لو اور ان کی مثل دس مزید نعمتوں کو بھی لے لو۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس آدمی کے متعلق بات کر رہا ہوں جو ساروں سے آخر میں جنت میں جائے گا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1، ص: 179، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 11637، سنن ترمذی: رقم الحدیث: 2480، شرح السنۃ: ج: 1، ص: 1057)

360- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ اَخْبَرَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ اللَّيْثِيُّ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّاسَ قَالُوْا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللهِ هَلْ نَرٰى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِمِثْلِ مَعْنٰى حَدِيْثِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا بروزِ حشر ہم اپنے رب تعالیٰ کو دیکھ پائیں گے۔ آگے سابق حدیث کی مانند ہے۔ (مرجع السابق)

361- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَدْنٰى مَقْعَدِ اَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ اَنْ يَقُوْلَ لَهٗ تَمَنَّ فَيَتَمَنّٰى فَيَقُوْلُ لَهٗ هَلْ تَمَنَّيْتَ فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيَقُوْلُ لَهٗ فَاِنَّ لَكَ مَا تَمَنَّيْتَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنت کے اندر ساروں سے کم درجہ والا آدمی وہ ہوگا جس سے رب تعالیٰ فرمائے گا: آرزو کرو۔ وہ آرزو کرے گا پھر رب تعالیٰ اس سے فرمائے گا: کیا تو نے آرزو کر لی۔ وہ عرض گزار ہوگا: ہاں۔ رب تعالیٰ فرمائے گا: جاؤ جا کر جو آرزو کی تھی اسے بھی لے لو اور اس قدر مزید بھی۔ (شرح السنۃ: ج: 1، ص: 1066، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 436، مسند احمد: رقم الحدیث: 7821، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 503)

362- وَحَدَّثَنِيْ سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ نَاسًا فِيْ زَمَنِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ هَلْ نَرٰى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ قَالَ فَهَلْ تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ الشَّمْسِ بِالظَّهِيْرَةِ صَحْوًا لَيْسَ مَعَهَا سَحَابٌ وَّهَلْ تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ صَحْوًا لَيْسَ فِيْهَا سَحَابٌ قَالُوْا لَا يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ مَا تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلَّا كَمَا تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ اَحَدِهِمَا اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ لِيَتَّبِعْ كُلُّ اُمَّةٍ مَا كَانَتْ تَعْبُدُ فَلَا يَبْقٰى اَحَدٌ كَانَ يَعْبُدُ غَيْرَ اللهِ سُبْحَانَهٗ مِنَ الْاَصْنَامِ وَالْاَنْصَابِ اِلَّا يَتَسَاقَطُوْنَ فِي النَّارِ حَتّٰى اِذَا لَمْ يَبْقَ اِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللهَ مِنْ بَرٍّ وَّفَاجِرٍ وَّغُبَّرِ اَهْلِ الْكِتَابِ فَيُدْعَى الْيَهُوْدُ فَيُقَالُ لَهُمْ مَا كُنْتُمْ

Marfat.com

تَعْبُدُوْنَ قَالُوْا كُنَّا نَعْبُدُ عُزَيْرَ ابْنَ اللهِ فَيُقَالُ كَذَبْتُمْ مَا اتَّخَذَ اللهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَّلَا وَلَدٍ فَمَاذَا تَبْغُوْنَ قَالُوْا عَطِشْنَا يَا رَبَّنَا فَاسْقِنَا فَيُشَارُ إِلَيْهِمْ اَلَا تَرِدُوْنَ فَيُحْشَرُوْنَ إِلَى النَّارِ كَأَنَّهَا سَرَابٌ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَيَتَسَاقَطُوْنَ فِي النَّارِ ثُمَّ يُدْعَى النَّصَارٰى فَيُقَالُ لَهُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ قَالُوْا كُنَّا نَعْبُدُ الْمَسِيْحَ ابْنَ اللهِ فَيُقَالُ لَهُمْ كَذَبْتُمْ مَا اتَّخَذَ اللهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَّلَا وَلَدٍ فَيُقَالُ لَهُمْ مَاذَا تَبْغُوْنَ فَيَقُوْلُوْنَ عَطِشْنَا يَا رَبَّنَا فَاسْقِنَا فَيُشَارُ إِلَيْهِمْ اَلَا تَرِدُوْنَ فَيُحْشَرُوْنَ إِلَى جَهَنَّمَ كَأَنَّهَا سَرَابٌ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَيَتَسَاقَطُوْنَ فِي النَّارِ حَتّٰى إِذَا لَمْ يَبْقَ إِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللهَ تَعَالٰى مِنْ بَرٍّ وَفَاجِرٍ اَتَاهُمْ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى فِيْ اَدْنٰى صُوْرَةٍ مِّنَ الَّتِيْ رَاَوْهُ فِيْهَا قَالَ فَمَا تَنْتَظِرُوْنَ تَتْبَعُ كُلُّ اُمَّةٍ مَا كَانَتْ تَعْبُدُ قَالُوْا يَا رَبَّنَا فَارَقْنَا النَّاسَ فِي الدُّنْيَا اَفْقَرَ مَا كُنَّا إِلَيْهِمْ وَلَمْ نُصَاحِبْهُمْ فَيَقُوْلُ اَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ نَعُوْذُ بِاللهِ مِنْكَ لَا نُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا حَتّٰى إِنَّ بَعْضَهُمْ لَيَكَادُ اَنْ يَّنْقَلِبَ فَيَقُوْلُ هَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ اٰيَةٌ فَتَعْرِفُوْنَهٗ بِهَا فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ فَلَا يَبْقٰى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ لِلّٰهِ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِهٖ إِلَّا اَذِنَ اللهُ لَهٗ بِالسُّجُوْدِ وَلَا يَبْقٰى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ اتِّقَاءً وَّرِيَاءً إِلَّا جَعَلَ اللهُ ظَهْرَهٗ طَبَقَةً وَّاحِدَةً كُلَّمَا اَرَادَ اَنْ يَّسْجُدَ خَرَّ عَلٰى قَفَاهُ ثُمَّ يَرْفَعُوْنَ رُءُوْسَهُمْ وَقَدْ تَحَوَّلَ فِيْ صُوْرَتِهِ الَّتِيْ رَاَوْهُ فِيْهَا اَوَّلَ مَرَّةٍ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ اَنْتَ رَبُّنَا ثُمَّ يُضْرَبُ الْجِسْرُ عَلٰى جَهَنَّمَ وَتَحِلُّ الشَّفَاعَةُ وَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللهِ وَمَا الْجِسْرُ قَالَ دَحْضٌ مَّزِلَّةٌ فِيْهَا خَطَاطِيْفُ وَكَلَالِيْبُ وَحَسَكٌ تَكُوْنُ بِنَجْدٍ فِيْهَا شُوَيْكَةٌ يُقَالُ لَهَا السَّعْدَانُ فَيَمُرُّ الْمُؤْمِنُوْنَ كَطَرْفِ الْعَيْنِ وَكَالْبَرْقِ وَكَالرِّيْحِ وَكَالطَّيْرِ وَكَاَجَاوِيْدِ الْخَيْلِ وَالرِّكَابِ فَنَاجٍ مُّسَلَّمٌ وَّمَخْدُوْشٌ مُّرْسَلٌ وَّمَكْدُوْسٌ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ حَتّٰى إِذَا خَلَصَ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ النَّارِ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْكُمْ بِاَشَدَّ مُنَاشَدَةً لِّلّٰهِ فِي اسْتِقْصَاءِ الْحَقِّ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لِلّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لِإِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا كَانُوْا يَصُوْمُوْنَ مَعَنَا وَيُصَلُّوْنَ وَيَحُجُّوْنَ فَيُقَالُ لَهُمْ اَخْرِجُوْا مَنْ عَرَفْتُمْ فَتُحَرَّمُ صُوَرُهُمْ عَلَى النَّارِ فَيُخْرِجُوْنَ خَلْقًا كَثِيْرًا قَدْ اَخَذَتِ النَّارُ إِلٰى نِصْفِ سَاقَيْهِ وَإِلٰى رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا مَا بَقِيَ فِيْهَا اَحَدٌ مِّمَّنْ اَمَرْتَنَا بِهٖ فَيَقُوْلُ اللهُ جَلَّ وَعَزَّ ارْجِعُوْا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ دِيْنَارٍ مِّنْ خَيْرٍ فَاَخْرِجُوْهُ فَيُخْرِجُوْنَ خَلْقًا كَثِيْرًا ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا لَمْ نَذَرْ فِيْهَا اَحَدًا مِّمَّنْ اَمَرْتَنَا بِهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ ارْجِعُوْا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ نِصْفِ دِيْنَارٍ مِّنْ خَيْرٍ فَاَخْرِجُوْهُ فَيُخْرِجُوْنَ خَلْقًا كَثِيْرًا ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا لَمْ نَذَرْ فِيْهَا مِمَّنْ اَمَرْتَنَا اَحَدًا ثُمَّ يَقُوْلُ ارْجِعُوْا فَمَنْ وَجَدْتُّمْ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِّنْ خَيْرٍ فَاَخْرِجُوْهُ فَيُخْرِجُوْنَ خَلْقًا كَثِيْرًا ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا لَمْ نَذَرْ فِيْهَا خَيْرًا وَّكَانَ اَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ يَقُوْلُ إِنْ لَّمْ تُصَدِّقُوْنِيْ بِهٰذَا

Marfat.com

اَلْحَدِيْثِ فَاقْرَؤُوْا اِنْ شِئْتُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَّاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ
اَجْرًا عَظِيْمًا فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ شَفَعَتِ الْمَلَائِكَةُ وَشَفَعَ النَّبِيُّوْنَ وَشَفَعَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَلَمْ يَبْقَ اِلَّا
اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ فَيَقْبِضُ قَبْضَةً مِّنَ النَّارِ فَيُخْرِجُ مِنْهَا قَوْمًا لَّمْ يَعْمَلُوْا خَيْرًا قَطُّ قَدْ عَادُوْا حُمَمًا
فَيُلْقِيْهِمْ فِيْ نَهَرٍ فِيْ اَفْوَاهِ الْجَنَّةِ يُقَالُ لَهٗ نَهَرُ الْحَيَاةِ فَيَخْرُجُوْنَ كَمَا تَخْرُجُ الْحِبَّةُ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ اَلَا
تَرَوْنَهَا تَكُوْنُ اِلَى الْحَجَرِ اَوْ اِلَى الشَّجَرِ مَا يَكُوْنُ اِلَى الشَّمْسِ اُصَيْفِرُ وَاُخَيْضِرُ وَمَا يَكُوْنُ مِنْهَا اِلَى
الظِّلِّ يَكُوْنُ اَبْيَضَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَاَنَّكَ كُنْتَ تَرْعٰى بِالْبَادِيَةِ قَالَ فَيَخْرُجُوْنَ كَاللُّؤْلُؤِ فِيْ
رِقَابِهِمُ الْخَوَاتِمُ يَعْرِفُهُمْ اَهْلُ الْجَنَّةِ هٰؤُلَاءِ عُتَقَاءُ اللّٰهِ الَّذِيْنَ اَدْخَلَهُمُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ عَمَلٍ عَمِلُوْهُ
وَلَا خَيْرٍ قَدَّمُوْهُ ثُمَّ يَقُوْلُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ فَمَا رَاَيْتُمُوْهُ فَهُوَ لَكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ
اَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِيْنَ فَيَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ اَفْضَلُ مِنْ هٰذَا فَيَقُوْلُوْنَ يَا رَبَّنَا اَيُّ شَيْءٍ اَفْضَلُ مِنْ هٰذَا
فَيَقُوْلُ رِضَايَ فَلَا اَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهٗ اَبَدًا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا: کیا ہم بروز حشر اپنے رب تعالیٰ کو دیکھ پائیں گے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں۔ پھر ارشاد فرمایا: دوپہر کے وقت جب آسمان پر کوئی بادل نہ ہو تو کیا تمہیں سورج کو دیکھنے میں کوئی مشکل پیش آتی ہے اور جس وقت چودھویں رات کو آسمان پر چاند اپنے جوبن میں اور بادل کوئی نہ ہو تو کیا چاند کو دیکھنے سے تم لوگوں کو کوئی اذیت ہوتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض گزار ہوئے: نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس حالت میں تم لوگ سورج یا چاند کو دیکھ پاتے ہو اس صورت میں تم بروز حشر رب تعالیٰ کو دیکھ پاؤ گے بروز حشر ایک منادی ندا کرے گا کہ ہر جماعت والا اس کی اتباع کرے جس کی وہ دنیا کے اندر عبادت کرتا تھا۔ ندا ہونے کے بعد جتنے بھی لوگ رب تعالیٰ کے علاوہ بتوں اور دوسری چیزوں کی پوجا کرتے تھے سارے کے سارے دوزخ میں چلے جائیں گے اور صرف رب تعالیٰ کی عبادت کرنے والے باقی رہ جائیں گے۔ جو رب تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے چاہے وہ نیک ہوں یا بد ہوں اور چند لوگ اہل کتاب میں سے بھی باقی بچ جائیں گے پھر یہود کو بلا کر ان سے دریافت کیا جائے گا: تم دنیا کے اندر کس کی پوجا کرتے تھے۔ وہ عرض گزار ہوں گے: دنیا میں رب تعالیٰ کے بیٹے عزیر علیہ السلام کی پوجا کرتے تھے۔ انہیں کہا جائے گا: تم جھوٹے ہو۔ اللہ تعالیٰ کی نہ تو کوئی زوجہ ہے نہ ہی کوئی بیٹا ہے اب تمہاری کیا خواہش ہے۔ وہ عرض گزار ہوں گے: اے رب عزوجل! ہم کو پیاس لگی ہے ہمیں پانی پلا دے پھر انہیں اشارے سے فرمایا جائے گا: تم پانی کی جانب کیونکر نہیں جارہے۔ پھر انہیں دوزخ کی جانب دھکیل دیا جائے گا اور وہ دوزخ سراب کی مانند نظر آئے گی پھر وہ دوزخ میں جاگریں گے۔ اس کے بعد عیسائیوں کو بلالیا جائے گا اور ان سے دریافت کیا جائے گا: تم دنیا میں کس کی پوجا کرتے تھے۔ وہ عرض گزار ہوں گے: ہم رب تعالیٰ کے بیٹے مسیح کی پوجا کرتے تھے۔ انہیں کہا جائے گا: تم کذب بیانی کرتے ہو نہ تو اللہ تعالیٰ کی زوجہ ہے اور نہ ہی اس کی کوئی اولاد ہے۔ پھر انہیں کہا جائے گا: اب تمہاری کیا خواہش ہے۔ وہ عرض گزار ہوں گے: اے ہمارے رب عزوجل! ہم کو سخت پیاس لگی ہے۔ ہم کو پانی ہی پلا دے۔ انہیں اشارہ سے کہا جائے گا: تم پانی کی

Marfat.com

جانب کیونکر نہیں جا رہے۔ پھر ان کو دوزخ کی جانب دھکیل دیا جائے گا۔ وہ دوزخ سراب کی مانند نظر آئے گی تو وہ دوزخ میں جا گریں گے۔ حتیٰ کہ صرف رب تعالیٰ کی عبادت کرنے والے باقی بچ جائیں گے۔ چاہے وہ نیک ہوں یا بد ہوں پھر رب تعالیٰ ان کے پاس دنیا والی جانی پہچانی صورت کو بھیجے گا۔ پھر رب تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: اب تم کس چیز کے منتظر ہو ہر جماعت تو اپنے معبود کے ساتھ چلی گئی۔ مسلمان اس وقت عرض گزار ہوں گے: اے باری تعالیٰ! ہم دنیا میں ان لوگوں سے جدا گانہ رہے جبکہ ہم ان سے بھی زیادہ حاجت مند تھے اور ہم نے ان کا ساتھ کبھی بھی نہ دیا۔ اس صورت سے آواز آئے گی: میں تمہارا رب ہوں۔ مسلمان کہیں گے: ہم تو تم سے رب تعالیٰ کی پناہ میں آتے ہیں۔ ہم رب تعالیٰ کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہیں ٹھہراتے مسلمان ان کلمات کو دو تین بار عرض کریں گے۔ یہ وقت اس عالم کا ہوگا کہ کچھ مسلمانوں کا دل ڈگمگانے لگ جائے گا۔ پھر رب تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: کیا تم کو کوئی ایسی نشانی پتہ ہے جس سے تم اپنے رب تعالیٰ کو پہچان لو۔ مسلمان عرض گزار ہوں گے: ہاں۔ پھر رب تعالیٰ اپنی شان کے مطابق پنڈلی ظاہر فرمائے گا۔ اسے دیکھتے ہی جو بھی آدمی دنیا کے اندر صرف اللہ تعالیٰ کے ڈر اور اس کی رضا جوئی کے لئے سجدہ ریز ہوتا تھا اسے سجدہ کرنے کا اذن عطا فرمایا جائے گا۔ اور جو دنیا میں دنیا کے خوف یا ریا کاری کے لئے سجدہ ریز ہوتا تھا اسے سجدہ کرنے کا اذن نہ ملے گا۔ اس کی پشت ایک سیدھے تختے کی مانند ہو جائے گی اور جس وقت بھی وہ سجدہ ریز ہونا چاہے گا اپنی پشت کے بل پر گر پڑے گا۔ اس کے بعد مسلمان اپنے سر کو سجدے سے اٹھائیں گے اور اللہ تعالیٰ ایسی صورت میں ہوگا جس صورت میں رب تعالیٰ کو انہوں نے پہلے دیکھا ہوگا۔ رب تعالیٰ فرمائے گا: میں تمہارا رب عزوجل ہوں۔ مسلمان عرض گزار ہوں گے: تو ہی ہمارا رب عزوجل ہے۔ پھر دوزخ کے اوپر پل صراط کو بچھا دیا جائے گا اور شفاعت کا اذن دیا جائے گا۔ اس دوران سارے لوگ عرض گزار ہوں گے: اے اللہ عزوجل! سلامتی فرما دے، سلامتی سے پار کروا دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا: وہ پل کس طرح کا ہوگا۔ ارشاد فرمایا: پھسلنے کی مانند کوئی چیز ہوگی اور اس کے اندر دندانے والے کانٹے ہوں گے۔ وہ لوہے والے کانٹے سعدان نام کی جھاڑی کے کانٹوں کی مانند ہوں گے کچھ مسلمان اس پل صراط سے پلک جھپکنے کی مقدار گزر جائیں گے، کچھ بجلی کی مانند، کچھ آندھی کی مانند، کچھ پرندوں کی مانند، کچھ تیز رفتار عمدہ نسل والے گھوڑوں کی مانند اور کچھ اونٹوں کی مانند گزر جائیں گے یہ سارے صحیح سلامت گزر کر پار ہو جائیں گے اور کچھ مسلمان کانٹوں سے الجھ کر گزر کر پار ہوں گے اور کچھ مسلمان کانٹوں کے ساتھ زخمی ہو کر دوزخ میں گر پڑیں گے اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے مومن نجات یافتہ ہو کر جنت میں جا چکے ہوں گے وہ دوزخ سے آزاد کروانے کے لئے رب تعالیٰ سے یوں جھگڑا کریں گے جس طرح کہ کوئی آدمی اپنے حق کو طلب کرنے کے واسطے بھی جھگڑا نہیں کرتا۔ اور رب تعالیٰ کے حضور عرض گزار ہوں گے: اے ہمارے رب عزوجل! یہ لوگ تو ہمارے ساتھ روزے رکھا کرتے تھے۔ ہمارے ساتھ نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ ہمارے ساتھ حج کیا کرتے تھے۔ انہیں فرمایا جائے گا: جن لوگوں کو تم پہچانتے ہو انہیں کو جہنم سے نکال لو۔ ان لوگوں کے اوپر جہنم کی آگ کو حرام کر دیا جائے گا اس پر اہل جنت بہت زیادہ لوگوں کو جہنم سے نکال لے آئیں گے۔ جن میں سے کچھ کو آدھی پنڈلیوں تک اور کچھ کو گھٹنوں تک دوزخ کی آگ سے جلا دیا ہوگا پھر اہل جنت عرض گزار ہوں گے: اے اللہ عزوجل! اب تو ان لوگوں میں کوئی بھی باقی نہیں رہ پایا جنہیں دوزخ سے نکال کر لے آنے کا تو نے حکم ارشاد فرمایا۔ رب تعالیٰ فرمائے گا: پھر جاؤ اور جس کے دل میں ایک دینار کے برابر بھی کوئی نیکی ہے اسے دوزخ سے نکال کر لے آؤ۔ پھر

Marfat.com

کافی تعداد میں اہل جنت لوگوں کو جہنم سے نکال لے آئیں گے پھر رب تعالیٰ کی بارگاہ مقدسہ میں عرض گزار ہوں گے: اے اللہ عزوجل! جن لوگوں کو تو نے دوزخ سے نکال لے آنے کا حکم ارشاد فرمایا تھا ہم نے ان میں سے کسی کو بھی شرک نہیں کیا۔ رب تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: جاؤ جس کے دل میں آدھے دینار کے برابر بھی کوئی نیکی ہو اسے دوزخ سے نکال لے آؤ۔ اہل جنت جا کر کافی تعداد میں لوگوں کو دوزخ سے باہر نکال لے آئیں گے۔ اور رب تعالیٰ کی بارگاہ مقدسہ میں عرض گزار ہوں گے: اے ہمارے رب عزوجل! جن لوگوں کا تو نے جہنم سے نکال لے آنے کا حکم ارشاد فرمایا تھا ہم نے ان میں سے کسی کو بھی ترک نہیں کیا۔ رب تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: جس آدمی کے دل میں تم کو ایک ذرہ کے برابر بھی کوئی نیکی مل جائے تو اسے بھی دوزخ سے نکال لے آؤ۔ اہل جنت جا کر کثیر تعداد میں لوگوں کو باہر نکال لے آئیں گے۔ پھر رب تعالیٰ کے حضور عرض گزار ہوں گے: اے اللہ عزوجل! اب تو جہنم میں نیکی کا ایک ذرہ بھی باقی نہیں بچا۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اگر تم میری اس بیان کی ہوئی حدیث کی تصدیق نہیں کرتے تو پھر قرآن مجید کی اس آیت کی تلاوت کرو: ''یقیناً رب تعالیٰ کسی کے ساتھ ایک ذرہ کے برابر بھی زیادتی نہیں کرے گا اگر کوئی نیکی ہوگی تو وہ اس کو دوگنا کردے گا اور اپنی جانب سے اجر عظیم عطا فرمائے گا۔'' پھر رب تعالیٰ فرمائے گا: فرشتے انبیاء اور سارے مسلمان شفاعت کر کے فراغت پا چکے اب گناہ گار لوگوں کے لئے ارحم الراحمین کے سوا کوئی بھی باقی نہیں بچا پھر رب تعالیٰ ایک مٹھی بھر جہنم میں سے ایسے لوگوں کو نکال لے آئے گا جن لوگوں نے کچھ بھی نیکی نہ کر رکھی ہوگی۔ اور وہ لوگ جل کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے۔ رب تعالیٰ انہیں جنت کے دروازہ پر آب حیات کی نہر میں ڈالے گا اور وہ اس نہر سے تروتازہ یوں نکلیں گے جس طرح کہ سیلاب والی مٹی سے دانہ اگ آتا ہے کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو دانہ پتھر یا درخت کے پاس سورج کے رخ کی جانب ہوتا ہے وہ زرد یا سبز رنگ کا پودا بن جاتا ہے۔ جو دانہ سایہ کی طرف ہوتا ہے اس کا پودا سفید رنگ کا ہوتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یوں لگتا ہے جیسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگل میں جانوروں کو چراتے رہے ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ لوگ اس نہر سے موتیوں کی مانند چمک کر باہر آئیں گے۔ اور ان لوگوں کی گردنوں میں سونے کے پٹے پڑے ہوئے ہوں گے جن کی بناء پر جنتی ان لوگوں کو پہچان لیں گے اور ان کے متعلق کہیں گے: یہ وہ لوگ ہیں جنہیں رب تعالیٰ نے بغیر کسی نیک عمل کے دوزخ سے آزاد فرما دیا ہے اور جنت میں داخل فرما دیا ہے۔ پھر رب تعالیٰ انہیں فرمائے گا: جنت میں چلے جاؤ۔ اور جنت میں جس چیز کی جانب نظر کرو گے وہ تمہاری ہو جائے گی۔ وہ لوگ عرض گزار ہوں گے: اے ہمارے رب عزوجل! تو نے ہمیں وہ عطا فرمایا جو جہاں والوں میں سے کسی کو بھی نہیں عطا فرمایا۔ رب تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: میرے پاس تمہارے واسطے اس سے بھی افضل چیز ہے۔ وہ عرض گزار ہوں گے: اے ہمارے رب عزوجل! وہ افضل چیز کون سی ہے۔ رب تعالیٰ فرمائے گا: میری رضا جوئی۔ اس کے بعد اب میں تم سے کبھی بھی ناراض نہ ہوں گا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1، ص: 179، مستدرک: رقم الحدیث: 8736، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 175، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 430)

363- قَالَ مُسْلِمٍ قَرَأْتُ عَلَى عِيسَى بْنِ حَمَّادٍ زُغْبَةَ الْمِصْرِيِّ هٰذَا الْحَدِيْثَ فِي الشَّفَاعَةِ وَقُلْتُ لَهُ أُحَدِّثُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ عَنْكَ أَنَّكَ سَمِعْتَهُ مِنَ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ فَقَالَ نَعَمْ قُلْتُ لِعِيسَى بْنِ حَمَّادٍ أَخْبَرَكُمُ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءٍ

Marfat.com

بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ أَنَرٰى رَبَّنَا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ الشَّمْسِ إِذَا كَانَ يَوْمٌ صَحْوٌ قُلْنَا لَا وَسُقْتُ الْحَدِيْثَ حَتّٰى انْقَضٰى اٰخِرُهُ وَهُوَ نَحْوُ حَدِيْثِ حَفْصِ بْنِ مَيْسَرَةَ وَزَادَ بَعْدَ قَوْلِهِ بِغَيْرِ عَمَلٍ عَمِلُوْهُ وَلَا قَدَمٍ قَدَّمُوْهُ فَيُقَالُ لَهُمْ لَكُمْ مَا رَأَيْتُمْ وَمِثْلُهُ مَعَهُ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ بَلَغَنِيْ اَنَّ الْجِسْرَ اَدَقُّ مِنَ الشَّعْرَةِ وَاَحَدُّ مِنَ السَّيْفِ وَلَيْسَ فِيْ حَدِيْثِ اللَّيْثِ فَيَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ اَحَدًا مِنَ الْعَالَمِيْنَ وَمَا بَعْدَهُ فَاَقَرَّ بِهِ عِيْسَى بْنُ حَمَّادٍ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ مقدسہ میں عرض گزار ہوئے: کیا ہم اپنے رب تعالیٰ کو دیکھ پائیں گے اس پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب آسمان پر بادل نہ ہوں تو کیا تم کو آفتاب کے دیکھنے میں کوئی مشکل ہوتی ہے۔ ہم عرض گزار ہوئے: نہیں۔ آگے حدیث سابق حدیث کی طرح ہے۔ اس میں اضافہ یہ ہے کہ جب رب تعالیٰ ان مسلمانوں کی مغفرت فرمادے گا جن لوگوں نے کسی نیک عمل کو بجا نہ لایا ہوگا تو انہیں کہا جائے گا: جو بھی تم نے جنت کے اندر دیکھا اسے بھی لے لو اور اتنی مقدار مزید بھی۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ پل صراط بال سے باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے۔ دوسری سند میں اس طرح کا اضافہ نہیں ہے۔ (مرجع السابق)

364- وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ بِاِسْنَادِهِمَا نَحْوَ حَدِيْثِ حَفْصِ بْنِ مَيْسَرَةَ اِلٰى اٰخِرِهِ وَقَدْ زَادَ وَنَقَصَ شَيْئًا

یہی روایت دوسری سند سے بھی مروی ہے۔ مگر کچھ تغیر وتبدل اور کمی بیشی اس روایت میں ہے۔ (مرجع السابق)

تشریح:

اہلسنت کا موقف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رویت عقلاً ممکن ہے، محال نہیں، اور اس پر اجماع ہے اور یہ رؤیت آخرت میں واقع ہوگی۔

اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کا موقف:

”ایک بار فقیر کے یہاں اس مسئلہ کا ذکر تھا کہ رافضی دیدار الٰہی کے منکر ہیں اور وہابی شفاعت نبوی کے۔ فقیر نے کہا ایک یہی مسئلہ نزاعیہ ہے جس میں ہم اور وہ دونوں راست گو ہیں ہم کہتے ہیں دیدار الٰہی ہوگا اور ہم حق کہتے ہیں ان شاء اللہ الغفار ہمیں ہوگا، رافضی کہتے ہیں نہ ہوگا وہ سچ کہتے ہیں ان شاء اللہ القہار انہیں نہ ہوگا، ہم کہتے ہیں شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حق ہے اور ہم قطعاً حق پر ہیں ان کے کرم سے ہمارے لئے ہوگی، وہابی کہتے ہیں کہ شفاعت محال مطلق ہے، اور وہ ٹھیک کہتے ہیں امید ہے کہ ان کے لئے نہ ہوگی۔

ع گر بر تو حرام ست حرامت بادا (اگر تجھ پر حرام ہے تو حرام رہے۔)“ (فتاویٰ رضویہ، ج ۳۰، فضائل وخصائص، ۱۲۹)

بَابُ اِثْبَاتِ الشَّفَاعَةِ وَاِخْرَاجِ الْمُوَحِّدِيْنَ مِنَ النَّارِ

باب: شفاعت کا اثبات اور موحدین کو جہنم سے نکالنا

Marfat.com

365-وَحَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ سَعِيْدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُمَارَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُدْخِلُ اللهُ أَهْلَ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ يُدْخِلُ مَنْ يَّشَاءُ بِرَحْمَتِهِ وَيُدْخِلُ أَهْلَ النَّارِ النَّارَ ثُمَّ يَقُوْلُ انْظُرُوْا مَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرِجُوْهُ فَيُخْرَجُوْنَ مِنْهَا حُمَمًا قَدِ امْتَحَشُوْا فَيُلْقَوْنَ فِي نَهَرِ الْحَيَاةِ أَوِ الْحَيَا فَيَنْبُتُوْنَ فِيْهِ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ إِلَى جَانِبِ السَّيْلِ أَلَمْ تَرَوْهَا كَيْفَ تَخْرُجُ صَفْرَاءَ مُلْتَوِيَةً

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رب تعالیٰ جنتیوں میں جس کو بھی چاہے گا اپنی رحمت کے ساتھ جنت میں داخل فرمادے گا اور دوزخیوں میں سے جس کو بھی چاہے گا دوزخ میں داخل فرمادے گا۔ پھر رب تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: دیکھو جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو سے دوزخ سے نکال لو۔ چنانچہ ان لوگوں کو دوزخ میں سے یوں باہر نکالا جائے گا کہ ان کا بدن جل کر راکھ ہو چکا ہوگا۔ پھر انہیں آب حیات کے اندر ڈالا جائے گا وہ اس نہر سے یوں تر و تازہ ہو کر نکلیں گے جس طرح کہ دانہ پانی کے بہاؤ والی مٹی سے زردی مائل ہو کر اگ آتا ہے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 3، ص: 411، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 20568، شعب الایمان: رقم الحدیث: 30، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 222)

366-وَحَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ ح وَحَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا خَالِدٌ كِلَاهُمَا عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَا فَيُلْقَوْنَ فِي نَهَرٍ يُقَالُ لَهُ الْحَيَاةُ وَلَمْ يَشُكَّا وَفِي حَدِيْثِ خَالِدٍ كَمَا تَنْبُتُ الْغُثَاءَةُ فِي جَانِبِ السَّيْلِ وَفِي حَدِيْثِ وُهَيْبٍ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِي حَمِئَةٍ أَوْ حَمِيْلَةِ السَّيْلِ

یہی روایت دوسری سند سے بھی مروی ہے مگر اس میں کچھ فرق ہے وہ یہ کہ دانہ اگنے کی جگہ کوڑا کرکٹ کے اگنے کا تذکرہ موجود ہے۔ (مرجع سابق)

367-وَحَدَّثَنِي نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ عَنْ أَبِي مَسْلَمَةَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا أَهْلُ النَّارِ الَّذِيْنَ هُمْ أَهْلُهَا فَإِنَّهُمْ لَا يَمُوْتُوْنَ فِيْهَا وَلَا يَحْيَوْنَ وَلٰكِنْ نَاسٌ أَصَابَتْهُمُ النَّارُ بِذُنُوْبِهِمْ أَوْ قَالَ بِخَطَايَاهُمْ فَأَمَاتَهُمُ اللهُ إِمَاتَةً حَتّٰى إِذَا كَانُوْا فَحْمًا أُذِنَ بِالشَّفَاعَةِ فَجِيْءَ بِهِمْ ضَبَائِرَ ضَبَائِرَ فَبُثُّوْا عَلٰى أَنْهَارِ الْجَنَّةِ ثُمَّ قِيْلَ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ أَفِيْضُوْا عَلَيْهِمْ فَيَنْبُتُوْنَ نَبَاتَ الْحِبَّةِ تَكُوْنُ فِي حَمِيْلِ السَّيْلِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ كَأَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانَ بِالْبَادِيَةِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دوزخیوں میں سے جو کافر و مشرک لوگ ہیں وہ نہ تو دوزخ میں مریں گے اور نہ ہی وہاں زندگی کا مزہ اٹھائیں گے ہاں چند مسلمان وہ بھی ہوں گے جنہیں ان کے گناہوں کی

Marfat.com

بدولت دوزخ میں پھینکا جائے گا۔ اور رب تعالیٰ ان کے اوپر موت کو ڈال دے گا جس کی وجہ سے وہ جل کر راکھ ہو چکے ہوں گے۔ پھر جس وقت شفاعت کا اذن ہوگا۔ تو انہیں گروہ در گروہ بلایا جائے گا اور ان کو جنت کی نہروں میں پھینک دیا جائے گا۔ پھر جنتیوں سے فرمایا جائے گا: ان کے اوپر پانی کو پھینکو جس کی بناء پر وہ یوں تر و تازہ ہو کر اٹھیں گے جس طرح پانی کے بہاؤ والی مٹی سے دانہ سرسبز ہو کر اگ آتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک آدمی نے کہا کہ ایسا لگتا ہے کہ جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگل کے اندر رہے ہوں۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:1، ص:183، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث:4299، شعب الایمان: رقم الحدیث:320، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث:184)

368-وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي مَسْلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ إِلَى قَوْلِهِ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔ مگر اس میں دانہ کے اگ آنے تک کا تذکرہ ہے۔ (مرجع السابق)

369-حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ كِلَاهُمَا عَنْ جَرِيرٍ قَالَ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنْهَا وَآخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا الْجَنَّةَ رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ حَبْوًا فَيَقُولُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَهُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَأْتِيهَا فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلْأَى فَيَرْجِعُ فَيَقُولُ يَا رَبِّ وَجَدْتُهَا مَلْأَى فَيَقُولُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَهُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ فَيَأْتِيهَا فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلْأَى فَيَرْجِعُ فَيَقُولُ يَا رَبِّ وَجَدْتُهَا مَلْأَى فَيَقُولُ اللهُ لَهُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَإِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَعَشَرَةَ أَمْثَالِهَا أَوْ إِنَّ لَكَ عَشَرَةَ أَمْثَالِ الدُّنْيَا قَالَ فَيَقُولُ أَتَسْخَرُ بِي أَوْ أَتَضْحَكُ بِي وَأَنْتَ الْمَلِكُ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ قَالَ فَكَانَ يُقَالُ ذَاكَ أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے بخوبی علم ہے کہ سب سے آخر میں دوزخ سے کون باہر آئے گا اور ساروں کے بعد جنت میں کون جائے گا۔ وہ ایسا آدمی ہوگا جو سرین کے بل گھسٹ گھسٹ کر دوزخ سے باہر آئے گا۔ اس سے رب تعالیٰ فرمائے گا: جا کر جنت میں چلے جاؤ۔ جس وقت وہ جنت میں جائے گا تو وہ جنت کو بھرا ہوا سمجھے گا اس سے اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: جا کر جنت میں چلے جاؤ وہ دوبارہ جائے گا تو وہ پھر سمجھے گا کہ جنت بھر چکی ہے۔ وہ دوبارہ واپس آجائے گا اور عرض گزار ہوگا: اے میرے رب عزوجل! میں نے تو جنت کو بھرا بھرا پایا ہے۔ رب تعالیٰ فرمائے گا: جا کر جنت میں داخل ہو جاؤ۔ تمہیں جنت میں اور اس کی دس گنا جگہ میسر ہو جائے گی۔ وہ عرض گزار ہوگا: اے اللہ عزوجل! تو مالک ہے مجھ سے مذاق کرتا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے یہ بیان کرنے کے دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہنستے ہوئے دیکھا ہے۔ حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس داڑھیں دکھائی دینے

Marfat.com

لگ گئیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: یہ اہل جنت کا سب سے ادنیٰ درجہ ہے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:3، ص:414، معجم الکبیر: رقم الحدیث:10339، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث:2475، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث:430)

370- وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ وَّاللَّفْظُ لِاَبِيْ كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَاَعْرِفُ آخِرَ اَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِنَ النَّارِ رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنْهَا زَحْفًا فَيُقَالُ لَهُ انْطَلِقْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ فَيَذْهَبُ فَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ فَيَجِدُ النَّاسَ قَدْ اَخَذُوا الْمَنَازِلَ فَيُقَالُ لَهُ اَتَذْكُرُ الزَّمَانَ الَّذِيْ كُنْتَ فِيْهِ فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيُقَالُ لَهُ تَمَنَّ فَيَتَمَنّٰى فَيُقَالُ لَهُ لَكَ الَّذِيْ تَمَنَّيْتَ وَعَشْرَةُ اَضْعَافِ الدُّنْيَا قَالَ فَيَقُوْلُ اَتَسْخَرُ بِيْ وَاَنْتَ الْمَلِكُ قَالَ فَلَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے آدمی کا بالیقین علم ہے جسے سب سے آخر میں جہنم سے آزاد کیا جائے گا۔ وہ سرین کے بل گھسٹ گھسٹ کر دوزخ سے باہر آئے گا۔ اس سے فرمایا جائے گا: جا کر جنت میں داخل ہو جاؤ۔ وہ وہاں جنت میں جائے گا تو دیکھے گا کہ لوگ اپنے گھروں میں رہائش پذیر ہیں اسے کہا جائے گا: کیا تم کو وہ وقت یاد ہے جس کو تم بسر کر کے آئے ہو۔ وہ عرض کرے گا: ہاں۔ پھر اسے فرمایا جائے گا: آرزو کرو۔ وہ خواہش کرے گا پھر اس کو فرمایا جائے گا: تم نے جو بھی خواہش کی ہے اس کو حاصل کر لو اور ساری دنیا کی دس گنا جگہ بھی لے لو۔ وہ آدمی عرض گزار ہوگا: تو مجھ سے مذاق کرتا ہے حالانکہ تو تو مالک ہے۔ راوی نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے فرماتے ہوئے ہنس دیئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھیں اقدس دکھائی دینے لگیں۔

(احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:3، ص:414، سنن الترمذی: رقم الحدیث:2520، شرح السنۃ: جز:1، ص:1062، مسند احمد: رقم الحدیث:3414)

371- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اٰخِرُ مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ رَجُلٌ فَهُوَ يَمْشِيْ مَرَّةً وَيَكْبُوْ مَرَّةً وَّتَسْفَعُهُ النَّارُ مَرَّةً فَاِذَا مَا جَاوَزَهَا الْتَفَتَ اِلَيْهَا فَقَالَ تَبَارَكَ الَّذِيْ نَجَّانِيْ مِنْكِ لَقَدْ اَعْطَانِيَ اللهُ شَيْئًا مَا اَعْطَاهُ اَحَدًا مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ فَتُرْفَعُ لَهٗ شَجَرَةٌ فَيَقُوْلُ اَيْ رَبِّ اَدْنِنِيْ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ فَلِاَسْتَظِلَّ بِظِلِّهَا وَاَشْرَبَ مِنْ مَّآئِهَا فَيَقُوْلُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ يَا ابْنَ اٰدَمَ لَعَلِّيْ اِنْ اَعْطَيْتُكَهَا سَاَلْتَنِيْ غَيْرَهَا فَيَقُوْلُ لَا يَا رَبِّ وَيُعَاهِدُهٗ اَنْ لَّا يَسْاَلَهٗ غَيْرَهَا وَرَبُّهٗ يَعْذِرُهٗ لِاَنَّهٗ يَرٰى مَا لَا صَبْرَ لَهٗ عَلَيْهِ فَيُدْنِيْهِ مِنْهَا فَيَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّآئِهَا ثُمَّ تُرْفَعُ لَهٗ شَجَرَةٌ هِيَ اَحْسَنُ مِنَ الْاُوْلٰى فَيَقُوْلُ اَيْ رَبِّ اَدْنِنِيْ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ لِاَشْرَبَ مِنْ مَّآئِهَا وَاَسْتَظِلَّ بِظِلِّهَا لَا اَسْاَلُكَ غَيْرَهَا فَيَقُوْلُ يَا ابْنَ اٰدَمَ اَلَمْ تُعَاهِدْنِيْ اَنْ لَّا تَسْاَلَنِيْ غَيْرَهَا فَيَقُوْلُ لَعَلِّيْ اِنْ اَدْنَيْتُكَ مِنْهَا تَسْاَلُنِيْ غَيْرَهَا فَيُعَاهِدُهٗ اَنْ لَّا يَسْاَلَهٗ غَيْرَهَا وَرَبُّهٗ يَعْذِرُهٗ لِاَنَّهٗ يَرٰى مَا لَا صَبْرَ لَهٗ عَلَيْهِ فَيُدْنِيْهِ مِنْهَا

Marfat.com

فَيَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّآئِهَا ثُمَّ تُرْفَعُ لَهُ شَجَرَةٌ عِنْدَ بَابِ الْجَنَّةِ هِيَ اَحْسَنُ مِنَ الْاُوْلَيَيْنِ فَيَقُوْلُ اَىْ رَبِّ اَدْنِنِىْ مِنْ هٰذِهٖ لِاَسْتَظِلَّ بِظِلِّهَا وَاَشْرَبَ مِنْ مَّآئِهَا لَا اَسْاَلُكَ غَيْرَهَا فَيَقُوْلُ يَا ابْنَ اٰدَمَ اَلَمْ تُعَاهِدْنِىْ اَنْ لَّا تَسْاَلَنِىْ غَيْرَهَا قَالَ بَلٰى يَا رَبِّ هٰذِهٖ لَا اَسْاَلُكَ غَيْرَهَا وَرَبُّهٗ يَعْذِرُهٗ لِاَنَّهٗ يَرٰى مَا لَا صَبْرَ لَهٗ عَلَيْهَا فَيُدْنِيْهِ مِنْهَا فَاِذَا اَدْنَاهُ مِنْهَا فَيَسْمَعُ اَصْوَاتَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ اَىْ رَبِّ اَدْخِلْنِيْهَا فَيَقُوْلُ يَا ابْنَ اٰدَمَ مَا يَصْرِيْنِىْ مِنْكَ اَيُرْضِيْكَ اَنْ اُعْطِيَكَ الدُّنْيَا وَمِثْلَهَا مَعَهَا فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اَتَسْتَهْزِئُ مِنِّىْ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ فَضَحِكَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ اَلَا تَسْاَلُوْنِىْ مِمَّ اَضْحَكُ فَقَالُوْا مِمَّ تَضْحَكُ فَقَالَ هٰكَذَا ضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا مِمَّ تَضْحَكُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مِنْ ضِحْكِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ حِيْنَ قَالَ اَتَسْتَهْزِئُ مِنِّىْ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ فَيَقُوْلُ اِنِّىْ لَا اَسْتَهْزِئُ مِنْكَ وَلٰكِنِّىْ عَلٰى مَا اَشَاءُ قَادِرٌ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی سب سے آخر میں جنت جائے گا وہ گر کر گھسٹ گھسٹ کر دوزخ سے یوں باہر آئے گا کہ دوزخ کی آگ اس کو جلا رہی ہوگی۔ جب دوزخ سے نکل جائے گا۔ تو لوٹ کر دوزخ کی جانب دیکھے گا اور دوزخ سے کہے گا: بڑی برکت والی وہ مقدس ذات ہے جس نے مجھے تم سے نجات یافتہ کیا۔ مجھے رب تعالیٰ نے ایسی نعمت عطا فرمائی ہے جو کہ اولین و آخرین میں سے کسی کو بھی اس طرح کی نعمت نہیں بخشی ہوگی۔ پھر اس کے واسطے ایک درخت کو بلند فرمایا جائے گا وہ آدمی عرض گزار ہوگا: اے اللہ عزوجل! مجھے اس درخت کے قریب فرما دے تاکہ میں اس کے سایہ کو لے سکوں۔ اور اس کے پھلوں سے پانی پی سکوں۔ رب تعالیٰ فرمائے گا: اے ابن آدم! اگر میں نے تیرے اس سوال کو پورا کر دیا تو مزید تو سوال نہ کرے گا۔ وہ عرض گزار ہوگا: کبھی بھی نہیں اے میرے رب تعالیٰ! اور رب تعالیٰ اس سے سوال نہ کرنے کا پکا وعدہ لے گا۔ اور رب تعالیٰ اس کے عذر کو مان جائے گا اس لئے وہ اس وقت ایسی نعمتوں کو دیکھ چکا ہوگا جن کے اوپر وہ ہرگز صبر نہ کر پائے گا۔ پس اس سے صبر نہ ہو سکے گا۔ چنانچہ رب تعالیٰ اس کو اس درخت کے قریب فرما دے گا اور وہ اس کے سایہ میں آرام کرے گا۔ اور اس کے پھلوں سے پیاس کو بجھائے گا پھر اس کے واسطے مزید ایک درخت کو ظاہر فرمایا جائے گا جو پہلے والے درخت سے زیادہ حسین و جمیل ہوگا وہ آدمی عرض گزار ہوگا: اے میرے رب عزوجل! مجھے اس درخت کے قریب فرما دے اس لئے کہ میں اس کے سایہ کو پا لوں۔ اور اس کے پانی کو پی سکوں۔ اور دوبارہ میں مزید سوال نہ کروں گا۔ رب تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہ کیا تھا۔ کہ مجھ سے تو دوسرا سوال نہ کرے گا اگر میں نے اب تمہیں اس درخت تک پہنچا بھی دیا تو اس کے علاوہ مزید تو مجھ سے سوال نہ کرے گا۔ رب تعالیٰ اس سے پھر وعدہ لے گا کہ وہ مزید سوال نہ کرے گا بہر حال اللہ تعالیٰ کے علم میں وہ آدمی عذر والا ہوگا اس لئے کہ وہ اس طرح کی نعمتیں ملاحظہ کرے گا کہ جن کے ماسوا صبر آزما نہیں ہو سکتا۔ پھر رب تعالیٰ اس آدمی کو اس درخت کے پاس کر دے گا وہ اس کے سایہ میں آرام کرے گا اور اس کے پانی کو پئے گا پھر اسے جنت کے دروازہ پر ایک درخت کو دکھایا جائے گا جو پہلے والے دونوں درختوں سے حسین و جمیل ہوگا۔ تو وہ آدمی عرض گزار ہوگا: اے میرے رب عزوجل! مجھے اس درخت کے قریب کر دے اس لئے کہ میں اس کے سایہ میں

Marfat.com

آرام کروں اور اس کے پانی کو پیوں اس کے بعد مزید سوال نہ کروں گا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: اے ابن آدم! تو نے مجھ سے عہد نہ کیا تھا۔ کہ اس کے بعد تو سوال نہ کرے گا۔ وہ عرض گزار ہوگا: اے میرے رب عزوجل! میں اس کے بعد مزید سوال نہ کروں گا چنانچہ رب تعالیٰ اسے عذر والا قرار دے گا اس لئے کہ اس نے اس طرح کی نعمتوں کو لیا ہوگا جن کے بعد آدمی صبر نہیں کر پاتا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس درخت کے قریب اس آدمی کو کردے گا جس وقت وہ اس درخت کے قریب ہوگا تو اہل جنت کی آوازوں کو سنے گا وہ دوبارہ عرض گزار ہوگا: اے میرے رب عزوجل! مجھے اس جنت میں داخل فرمادے۔ رب تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: اے ابن آدم! تیرے سوالات کو ایسی کون سی چیز ہے جو روک پائے گی کیا تو اس پر رضامند ہے کہ میں تم کو دنیا اور اتنا مزید جگہ عطا فرمادوں۔ وہ آدمی عرض گزار ہوگا: اے میرے رب عزوجل! تو مجھ سے مذاق کرتا ہے۔ جبکہ تو تو سارے جہان والوں کا رب عزوجل ہے۔ اس حدیث کو بیان کرتے ہی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہنس دیئے اس کے بعد آپ نے حدیث سننے والوں کو فرمایا: تم نے مجھ سے یہ نہیں دریافت کیا کہ میں کس وجہ سے ہنس دیا ہوں۔ لوگ عرض گزار ہوئے: آپ نے کس وجہ سے ہنسا ہے۔ تو فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس بات پر ہنس دیئے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کیوں ہنس دیئے ہیں۔ ارشاد فرمایا: رب تعالیٰ کے ہنس دیئے جانے کی بناء پر جس وقت اس آدمی نے کہا کہ تو مجھ سے مذاق کرتا ہے حالانکہ تو تو سارے جہان والوں کا رب عزوجل ہے۔ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: میں مذاق نہیں کرتا۔ مگر میں تو ہر چیز پر قادر ہوں۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:3، ص:414، البحر الزخار: رقم الحدیث: 1291، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 9775، شرح السنۃ: جز:1، ص:1061)

372- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِیْ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِیْ صَالِحٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ اَبِیْ عَيَّاشٍ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ نِالْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَدْنٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً رَجُلٌ صَرَفَ اللهُ وَجْهَهٗ عَنِ النَّارِ قِبَلَ الْجَنَّةِ وَمَثَّلَ لَهٗ شَجَرَةً ذَاتَ ظِلٍّ فَقَالَ اَیْ رَبِّ قَدِّمْنِیْ اِلٰى هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اَكُوْنُ فِیْ ظِلِّهَا وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِنَحْوِ حَدِيْثِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّلَمْ يَذْكُرْ فَيَقُوْلُ يَا ابْنَ اٰدَمَ مَا يَصْرِيْنِیْ مِنْكَ اِلٰى اٰخِرِ الْحَدِيْثِ وَزَادَ فِيْهِ وَيُذَكِّرُهُ اللهُ سَلْ كَذَا وَ كَذَا فَاِذَا انْقَطَعَتْ بِهِ الْاَمَانِیُّ قَالَ اللهُ هُوَ لَكَ وَعَشَرَةُ اَمْثَالِهٖ قَالَ ثُمَّ يَدْخُلُ بَيْتَهٗ وَتَدْخُلُ عَلَيْهِ زَوْجَتَاهُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ فَتَقُوْلَانِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْيَاكَ لَنَا وَاَحْيَانَا لَكَ قَالَ فَيَقُوْلُ مَا اُعْطِیَ اَحَدٌ مِثْلَ مَا اُعْطِيْتُ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اہل جنت میں سب سے کم درجہ والا آدمی وہ ہوگا جس کا چہرہ اللہ تعالیٰ دوزخ سے جنت کی جانب پھیر دے گا۔ اور اس کے واسطے ایک سایہ دار درخت کو بنادے گا۔ وہ آدمی عرض گزار ہوگا: اے میرے رب عزوجل! مجھے اس درخت کے قریب فرمادے۔ اس لئے کہ میں اس سے سایہ حاصل کرسکوں۔ آگے مثل سابق حدیث بیان کی ہے کہ یہ ذکر نہیں ہے کہ اے ابن آدم! تیری خواہشات کو ایسی کون سی چیز ہے جو ختم کرسکتی ہے۔ اور یہ بھی اضافہ ہے۔ رب تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: فلاں فلاں چیز کی خواہش کرو اور جس وقت اس کی خواہشات ختم ہوجائیں گی تو رب تعالیٰ فرمائے

Marfat.com

گا: یہ تمنائیں بھی پوری کر لو اور اس کی مثل دس گنا مزید بھی اور رب تعالیٰ اس کو اس کے گھر میں داخل فرما دے گا اور خوبصورت آنکھوں والی دو حوریں اس کی بیویاں بن کر اس کے پاس آئیں گی اور کہیں گی: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جس نے تجھے ہمارے واسطے زندہ فرما دیا اور ہمیں تیرے واسطے زندہ رکھا۔ وہ آدمی عرض گزار ہوگا: مجھے اللہ تعالیٰ نے اس قدر نعمتوں سے نوازا کہ کسی دوسرے کو اس قدر نعمتوں سے نہ نوازا ہوگا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:3: ص:415، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث:424، مسند احمد: رقم الحدیث:10784، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث:44)

373- حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَمْرٍو الْاَشْعَثِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُّطَرِّفٍ وَّابْنِ اَبْجَرَ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ سَمِعْتُ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ رِوَايَةً اِنْ شَآءَ اللّٰهُ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مُطَرِّفُ بْنُ طَرِيْفٍ وَّعَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ سَعِيْدٍ سَمِعَا الشَّعْبِيَّ يُخْبِرُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ سَمِعْتُهٗ عَلَى الْمِنْبَرِ يَرْفَعُهٗ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِيْ بِشْرُ بْنُ الْحَكَمِ وَاللَّفْظُ لَهٗ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ وَّابْنُ اَبْجَرَ سَمِعَا الشَّعْبِيَّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يُخْبِرُ بِهِ النَّاسَ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ سُفْيَانُ رَفَعَهٗ اَحَدُهُمَا اُرَاهُ ابْنَ اَبْجَرَ قَالَ سَاَلَ مُوْسٰى رَبَّهٗ مَا اَدْنٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً قَالَ هُوَ رَجُلٌ يَجِيْءُ بَعْدَ مَا اُدْخِلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ فَيُقَالُ لَهُ ادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ اَيْ رَبِّ كَيْفَ وَقَدْ نَزَلَ النَّاسُ مَنَازِلَهُمْ وَاَخَذُوْا اَخَذَاتِهِمْ فَيُقَالُ لَهٗ اَتَرْضٰى اَنْ يَكُوْنَ لَكَ مِثْلُ مُلْكِ مَلِكٍ مِنْ مُلُوْكِ الدُّنْيَا فَيَقُوْلُ رَضِيْتُ رَبِّ فَيَقُوْلُ لَكَ ذٰلِكَ وَمِثْلُهٗ وَمِثْلُهٗ وَمِثْلُهٗ وَمِثْلُهٗ فَقَالَ فِي الْخَامِسَةِ رَضِيْتُ رَبِّ فَيَقُوْلُ هٰذَا لَكَ وَعَشَرَةُ اَمْثَالِهٖ وَلَكَ مَا اشْتَهَتْ نَفْسُكَ وَلَذَّتْ عَيْنُكَ فَيَقُوْلُ رَضِيْتُ رَبِّ قَالَ رَبِّ فَاَعْلَاهُمْ مَنْزِلَةً قَالَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَرَدْتُ غَرَسْتُ كَرَامَتَهُمْ بِيَدِيْ وَخَتَمْتُ عَلَيْهَا فَلَمْ تَرَ عَيْنٌ وَّلَمْ تَسْمَعْ اُذُنٌ وَّلَمْ يَخْطُرْ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ قَالَ وَمِصْدَاقُهٗ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ الْاٰيَةَ

شعبی کا بیان ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے منبر پر جلوہ افروز ہو کر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک دفعہ دریافت کیا: جنت میں سب سے کم درجے والا آدمی کون ہوگا۔ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وہ ایسا ایک آدمی ہوگا جو سارے اہل جنت کے داخل ہو جانے کے بعد جنت میں داخل ہوگا۔ اسے کہا جائے گا: جنت میں داخل ہو جاؤ۔ وہ عرض گزار ہوگا: اے میرے رب عزوجل! میں جنت میں کہاں کو جاؤں جنت کے سارے محلات اور مناصب پر تو لوگوں نے پہلے قبضہ جما لیا ہے۔ تو اسے کہا جائے گا: کیا تم اس پر رضامند نہیں کہ تم کو جنت میں اس قدر جگہ میسر ہو جائے۔ جس قدر دنیا کے کسی بادشاہ کے قبضہ میں ایک جگہ ہوتی ہے۔ وہ عرض گزار ہوگا: اے رب عزوجل! میں رضامند ہوں۔ رب تعالیٰ فرمائے گا: جا کر اس علاقہ پر بھی قبضہ جما لو۔ اور اس کا پانچ گنا مزید بھی لے لو۔ وہ آدمی عرض گزار ہوگا۔ میں رضامند ہوں۔ رب تعالیٰ فرمائے گا: اسے بھی لے لو اور اس جتنا دس گنا بھی اور اس کے ماسوا جو چیز بھی تم کو بھا جائے اور جو تمہاری آنکھوں کو اچھی لگے۔ وہ آدمی عرض گزار ہوگا: اے میرے رب عزوجل! میں رضامند ہوں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریافت کیا: اور جن لوگوں کا جنت میں سب سے عظیم درجہ ہوگا وہ لوگ کون سے ہوں گے۔ رب

Marfat.com

تعالیٰ نے فرمایا: یہ ایسا گروہ ہے جسے میں نے خود پسند کرلیا ہے اور ان کی عزت و کرامت پر اپنے دست قدرت کے ساتھ مہر کو ثبت کردیا۔ اور انہیں ایسی نعمتیں میسر ہوں گی جن کو نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا نہ ہی کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی ذہن میں ان کا خیال تک آیا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قرآن مجید میں ان نعمتوں کی تصدیق یوں ہے: کوئی آدمی بھی نہیں جانتا کہ ان کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرنے کے لئے کون کون سی نعمتیں مخفی کر رکھی ہیں۔ (معجم الکبیر: رقم الحدیث: 989، احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج: 1، ص: 251، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 11)

374- حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ الْاَشْجَعِيُّ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبْجَرٍ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ اِنَّ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ سَاَلَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ عَنْ اَخَسِّ اَهْلِ الْجَنَّةِ مِنْهَا حَظًّا وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِنَحْوِهٖ

شعبی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رب تعالیٰ سے دریافت کیا: سب سے کم درجہ والا جنتی کون سا آدمی ہے۔ آگے سابق حدیث کی طرح ہے۔ (مرجع السابق)

375- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنِ الْمَعْرُوْرِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ اٰخِرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ وَاٰخِرَ اَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِنْهَا رَجُلٌ يُؤْتٰى بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُقَالُ اعْرِضُوْا عَلَيْهِ صِغَارَ ذُنُوْبِهٖ وَارْفَعُوْا عَنْهُ كِبَارَهَا فَتُعْرَضُ عَلَيْهِ صِغَارُ ذُنُوْبِهٖ فَيُقَالُ عَمِلْتَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا وَعَمِلْتَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا وَكَذَا فَيَقُوْلُ نَعَمْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُنْكِرَ وَهُوَ مُشْفِقٌ مِنْ كِبَارِ ذُنُوْبِهٖ اَنْ تُعْرَضَ عَلَيْهِ فَيُقَالُ لَهٗ فَاِنَّ لَكَ مَكَانَ كُلِّ سَيِّئَةٍ حَسَنَةً فَيَقُوْلُ رَبِّ قَدْ عَمِلْتُ اَشْيَاءَ لَا اَرَاهَا هٰهُنَا فَلَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یقیناً میں اس بات کو جانتا ہوں کہ سب سے آخر میں جنت کے اندر کون سا آدمی جائے گا۔ اور سب کے بعد جہنم سے کون سا آدمی باہر آئے گا۔ رب تعالیٰ ملائکہ سے ارشاد فرمائے گا: اس آدمی کے صغیرہ گناہوں کو اس کے اوپر پیش کرو اور کبیرہ گناہوں کو اٹھا کر رکھو پس اس کے اوپر صغیرہ گناہوں کو پیش کیا جائے گا اور اس کو کہا جائے گا: تو نے فلاں دن فلاں فلاں کام بجالایا تھا۔ اور فلاں روز فلاں فلاں کام بجالایا تھا وہ آدمی جواب دے گا: ہاں اور عرض گزار ہوگا: میں خود ان کاموں سے منکر ہونے کی مجال نہیں پاتا۔ اور وہ پھر بھی اپنے کبیرہ گناہوں سے خوفزدہ ہوگا کہ ان کے حساب کو شروع نہ کردیا جائے۔ اسی آدمی کو کہا جائے گا: جاؤ تجھے ہر گناہ کے عوض ایک نیکی کو عطا فرمایا جاتا ہے۔ وہ عرض گزار ہوگا: میں اس کے علاوہ بھی گناہوں کا پاپی بنا تھا۔ جنہیں میرے اوپر اب تک پیش ہی نہ کیا گیا۔ راوی فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے فرما کر ہنس دیئے تھے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھیں مقدسہ دکھائی دینے لگ گئی تھیں۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 20561، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 434، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 13)

376- وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ وَوَكِيْعٌ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ

Marfat.com

ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ كِلَاهُمَا عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ

اعمش سے اسی اسناد کے ساتھ روایت ہے۔(مرجع السابق)

377-حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيْدٍ وَّاِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ كِلَاهُمَا عَنْ رَوْحٍ قَالَ عُبَيْدُ اللهِ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ الْقَيْسِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَسْاَلُ عَنِ الْوُرُوْدِ فَقَالَ نَجِيْئُ نَحْنُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَنْ كَذَا وَ كَذَا انْظُرْ اَيْ ذٰلِكَ فَوْقَ النَّاسِ قَالَ فَتُدْعَى الْاُمَمُ بِاَوْثَانِهَا وَمَا كَانَتْ تَعْبُدُ الْاَوَّلُ فَالْاَوَّلُ ثُمَّ يَاْتِيْنَا رَبُّنَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُ مَنْ تَنْظُرُوْنَ فَيَقُوْلُوْنَ نَنْظُرُ رَبَّنَا فَيَقُوْلُ اَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ حَتّٰى نَنْظُرَ اِلَيْكَ فَيَتَجَلّٰى لَهُمْ يَضْحَكُ قَالَ فَيَنْطَلِقُ بِهِمْ وَيَتَّبِعُوْنَهٗ وَيُعْطٰى كُلُّ اِنْسَانٍ مِّنْهُمْ مُنَافِقٍ اَوْ مُؤْمِنٍ نُوْرًا ثُمَّ يَتَّبِعُوْنَهٗ وَعَلٰى جِسْرِ جَهَنَّمَ كَلَالِيْبُ وَحَسَكٌ تَاْخُذُ مَنْ شَآءَ اللهُ ثُمَّ يُطْفَاُ نُوْرُ الْمُنَافِقِيْنَ ثُمَّ يَنْجُو الْمُؤْمِنُوْنَ فَتَنْجُوْ اَوَّلُ زُمْرَةٍ وُجُوْهُهُمْ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ سَبْعُوْنَ اَلْفًا لَا يُحَاسَبُوْنَ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ كَاَضْوَءِ نَجْمٍ فِي السَّمَآءِ ثُمَّ كَذٰلِكَ ثُمَّ تَحِلُّ الشَّفَاعَةُ وَيَشْفَعُوْنَ حَتّٰى يَخْرُجَ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَكَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ شَعِيْرَةً فَيُجْعَلُوْنَ بِفِنَاءِ الْجَنَّةِ وَيُجْعَلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ يَرُشُّوْنَ عَلَيْهِمُ الْمَآءَ حَتّٰى يَنْبُتُوْا نَبَاتَ الشَّيْءِ فِي السَّيْلِ وَيَذْهَبُ حُرَاقُهٗ ثُمَّ يَسْاَلُ حَتّٰى يُجْعَلَ لَهُ الدُّنْيَا وَعَشَرَةُ اَمْثَالِهَا مَعَهَا

حضرت ابوزبیر کا بیان ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے لوگوں نے دریافت کیا کہ حشر کے میدان میں لوگوں پر کیسی حالت ہوگی۔اس پر انہوں نے فرمایا: ہم محشر کے عرصہ میں ساری امتوں سے اونچائی پر ہوں گے اس کے بعد باقی امتوں کو ترتیب وار ان کے بتوں کے ساتھ بلایا جائے گا۔ پھر ہمارا رب تعالیٰ جلوہ فگن ہوگا اپنی شان کے مطابق اور وہ فرمائے گا: تم کسے دیکھ رہے ہو۔ وہ عرض گزار ہوں گے: ہم اپنے رب تعالیٰ کو دیکھنے میں لگے ہوئے ہیں۔اس وقت رب تعالیٰ فرمائے گا: میں ہی تمہارا رب عزوجل ہوں۔ وہ عرض گزار ہوں گے: ہم تھوڑا دیدار بھی تو کرلیں۔ رب تعالیٰ اپنی حسب شان ہنستے ہوئے جلوہ فگن ہوگا۔ راوی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق چلے گا۔اور سارے لوگ اس کے پیچھے پیچھے چلیں گے اور ہر آدمی کو ایک نور ملے گا۔ چاہے وہ مومن ہو یا منافق اور لوگ اس نور کے پیچھے پیچھے چل پڑیں گے پل صراط کے اوپر کانٹے اور آنکڑوں کا جال ہوگا۔اور اللہ تعالیٰ جس آدمی کو چاہے گا اسے کانٹے اپنے قبضہ میں کرلیں گے۔اس کے بعد منافقین کا نور بجھ جائے گا اور مومن لوگ نجات یافتہ ہوجائیں گے نجات پانے والے لوگوں میں جو گروہ پہلے پہل ہوگا ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی مانند چمک دمک رہے ہوں گے ہر گروہ ستر ہزار لوگوں کا ہوگا۔اور یہی جنت میں بغیر حساب کے جائیں گے۔ پھر ان کے بعد والے جن کے چہرے سب سے روشن ستارے کی مانند ہوں گے۔ پھر شفاعت کا سلسلہ ہوگا اور صلحاء بھی شفاعت کریں گے یہاں تک کہ جن لوگوں نے کلمہ پڑھا ہوگا اور ایک جو کی مثل نیکی بجالائی ہوگی۔ان لوگوں کو جہنم سے نکال کر جنت کے بالکل سامنے ڈالا جائے گا تو اہل جنت ان کے اوپر پانی کے چھینٹوں کو چھڑکیں گے جس سے وہ یوں تروتازہ ہوجائیں گے جس طرح کہ سیلاب کے پانی کی مٹی میں سے دانہ سرسبز اگ آتا ہے۔ان سے جلنے والے آثار مٹ جائیں گے۔اس کے بعد ان کی آرزو

Marfat.com

کو دریافت کیا جائے گا اور انہیں دنیا اور اس سے دس گنا مزید جگہ جنت میں عطا فرمادی جائے گی۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:3، ص:404، معجم الاوسط: رقم الحدیث:9075، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث:363، مسند احمد: رقم الحدیث:14583)

378- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرًا يَقُوْلُ سَمِعَهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاُذُنِهٖ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ يُخْرِجُ نَاسًا مِنَ النَّارِ فَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو دوزخ سے آزاد فرما کر جنت میں داخل فرمادے گا۔ (مرجع السابق)

379- حَدَّثَنَا اَبُو الرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ قُلْتُ لِعَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ اَسَمِعْتَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يُحَدِّثُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يُخْرِجُ قَوْمًا مِنَ النَّارِ بِالشَّفَاعَةِ قَالَ نَعَمْ

حماد بن یزید کا بیان ہے کہ میں نے عمرو بن دینار سے دریافت کیا: کیا تم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اس روایت کو سن رکھا ہے کہ رب تعالیٰ شفاعت کی وجہ سے بعض لوگوں کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل فرمادے گا تو انہوں نے فرمایا: ہاں۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث:20566، شعب الایمان: رقم الحدیث:314، صحیح ابن حبان: ج:1، ص:410، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث:82)

380- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ سُلَيْمٍ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِىْ يَزِيْدُ الْفَقِيْرُ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ قَوْمًا يُخْرَجُوْنَ مِنَ النَّارِ يَحْتَرِقُوْنَ فِيْهَا اِلَّا دَارَاتِ وُجُوْهِهِمْ حَتّٰى يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بعض لوگ دوزخ سے آزاد ہو کر جنت میں جائیں گے کہ ان کا سوائے چہرہ کے تمام جسم جل گیا ہوگا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:1، ص:184، مسند احمد: رقم الحدیث:14300، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث:82)

381- وَحَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ يَعْنِىْ مُحَمَّدَ بْنَ اَبِىْ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِىْ يَزِيْدُ الْفَقِيْرُ قَالَ كُنْتُ قَدْ شَغَفَنِىْ رَاْىٌ مِنْ رَاْىِ الْخَوَارِجِ فَخَرَجْنَا فِىْ عِصَابَةٍ ذَوِىْ عَدَدٍ نُرِيْدُ اَنْ نَحُجَّ ثُمَّ نَخْرُجَ عَلَى النَّاسِ قَالَ فَمَرَرْنَا عَلَى الْمَدِيْنَةِ فَاِذَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ يُحَدِّثُ الْقَوْمَ جَالِسٌ اِلٰى سَارِيَةٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاِذَا هُوَ قَدْ ذَكَرَ الْجَهَنَّمِيِّيْنَ قَالَ فَقُلْتُ لَهٗ يَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَا هٰذَا الَّذِىْ تُحَدِّثُوْنَ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ وَ كُلَّمَا اَرَادُوْا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا اُعِيْدُوْا فِيْهَا فَمَا هٰذَا الَّذِىْ تَقُوْلُوْنَ قَالَ فَقَالَ اَتَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَهَلْ سَمِعْتَ بِمَقَامِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَعْنِى الَّذِىْ يَبْعَثُهُ اللّٰهُ فِيْهِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاِنَّهٗ مَقَامُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَحْمُوْدُ الَّذِىْ يُخْرِجُ اللّٰهُ بِهٖ مَنْ يُّخْرِجُ قَالَ ثُمَّ نَعَتَ وَضْعَ الصِّرَاطِ وَمَرَّ النَّاسِ عَلَيْهِ قَالَ وَاَخَافُ اَنْ لَّا اَكُوْنَ اَحْفَظُ ذَاكَ قَالَ غَيْرَ اَنَّهٗ قَدْ زَعَمَ اَنَّ قَوْمًا

Marfat.com

يَخْرُجُونَ مِنَ النَّارِ بَعْدَ اَنْ يَكُونُوا فِيهَا قَالَ يَعْنِي فَيَخْرُجُونَ كَاَنَّهُمْ عِيدَانُ السَّمَاسِمِ قَالَ فَيَدْخُلُونَ نَهَرًا مِنْ اَنْهَارِ الْجَنَّةِ فَيَغْتَسِلُونَ فِيهِ فَيَخْرُجُونَ كَاَنَّهُمُ الْقَرَاطِيسُ فَرَجَعْنَا قُلْنَا وَيْحَكُمْ اَتَرَوْنَ الشَّيْخَ يَكْذِبُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجَعْنَا فَلَا وَاللهِ مَا خَرَجَ مِنَّا غَيْرُ رَجُلٍ وَّاحِدٍ اَوْ كَمَا قَالَ اَبُو نُعَيْمٍ

یزید فقیر کا بیان ہے کہ مجھے خوارج کی اس بات نے عمدگی دکھائی کہ کبیرہ گناہوں کے ارتکاب کرنے والا ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ اس کے بعد میں نے لوگوں کے بہت زیادہ گٹھ کے ساتھ حج کرنے کا قصد کیا اور میں نے سوچا کہ حج کے اس عقیدہ کی تبلیغ کریں گے۔ یزید نے کہا کہ جس وقت ہم مدینہ منورہ میں پہنچے تو دیکھا کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما مسجد نبوی کے ایک ستون کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے ہیں اور حدیث کو بیان فرمارہے ہیں۔ اور لوگوں کی بکثرت جماعت وہ حدیث سن رہی تھی اتنے میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے دوزخیوں کا تذکرہ کیا انہیں میں نے کہا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی! یہ آپ کس طرح کی حدیث کو بیان فرمارہے ہیں رب تعالیٰ نے تو یہ ارشاد فرمایا ہے: یقیناً جسے تو نے دوزخ میں داخل کر دیا تو اسے تو نے رسوا کر ڈالا۔ اور ارشاد فرمایا: جب دوزخی دوزخ سے نکلنے کا ارادہ فرمائیں گے تو انہیں دوبارہ دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ تو پھر ان آیات کے خلاف آپ کس طرح حدیث کو بیان فرما رہے ہیں؟ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: کیا تو نے قرآن مجید کو پڑھا ہے؟ میں عرض گزار ہوا: ہاں! فرمایا: کیا تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ مقام قرآن مجید میں پڑھا ہے جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فائز فرمایا جائے گا۔ میں عرض گزار ہوا: ہاں! ارشاد فرمایا: سیّدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا مقام مقام محمود ہے جس پر فائز ہونے کے تصدق سے اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت کی بدولت دوزخیوں کو دوزخ سے آزاد فرمائے گا۔ یزید فقیر نے کہا: میرے خیال میں اس ذکر کو احسن طرح سے یاد نہ رکھ پایا۔ ہاں انہوں نے یہ فرمایا: دوزخ میں چلے جانے کے بعد بعض لوگ دوزخ سے باہر آئیں گے۔ ابو نعیم کہنے لگے: وہ لوگ تو دوزخ سے یوں باہر آئیں گے جس طرح کہ آبنوس کی جلی سڑی لکڑیاں ہوتی ہیں۔ اس کے بعد ان لوگوں کو جنت کی نہروں میں کسی نہر میں داخل کیا جائے گا۔ وہ اس کے اندر غسل کریں گے۔ اور اس کے بعد کاغذ کی مانند سفید ہو کر باہر کو آئیں گے۔ اس حدیث کو سن کر ہم وہاں سے چلے گئے۔ اور آپس میں ہم کہنے لگے: تم لوگوں کے اوپر افسوس ہے۔ کیا تم لوگوں کا ظن یہ ہے کہ یہ شیخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب جھوٹی بات کو منسوب کر سکتے ہیں۔ پس ابو نعیم کے قول کے مطابق ایک آدمی کے علاوہ اس حدیث کو سن کر سارے لوگوں نے خارجیوں کے عقیدے سے توبہ کر لی۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1، ص: 184، شعب الایمان: رقم الحدیث: 315، مسند ابی عوانۃ: رقم الحدیث: 448، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 82)

382- حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ الْاَزْدِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ اَبِي عِمْرَانَ وَثَابِتٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ اَرْبَعَةٌ فَيُعْرَضُونَ عَلَى اللهِ فَيَلْتَفِتُ اَحَدُهُمْ فَيَقُولُ اَيْ رَبِّ اِذَا اَخْرَجْتَنِي مِنْهَا فَلَا تُعِدْنِي فِيهَا فَيُنْجِيهِ اللهُ مِنْهَا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چار اشخاص کو دوزخ سے نکال کر رب تعالیٰ کے حضور پیش کیا جائے گا۔ ان میں سے ایک آدمی دوزخ کی جانب دیکھ کر عرض گزار ہوگا: اے میرے رب عزوجل! مجھے تو نے اس

Marfat.com

جہنم سے نکال لیا ہے تو دوبارہ پھر اس میں داخل نہ کرنا۔ پس رب تعالیٰ اس کو نجات یافتہ فرمادے گا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:1، ص:190، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث:336)

383- حَدَّثَنَا اَبُوْ كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْجَحْدَرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْغُبَرِيُّ وَاللَّفْظُ لِاَبِيْ كَامِلٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَهْتَمُّوْنَ لِذٰلِكَ وَقَالَ ابْنُ عُبَيْدٍ فَيُلْهَمُوْنَ لِذٰلِكَ فَيَقُوْلُوْنَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا اِلٰى رَبِّنَا حَتّٰى يُرِيْحَنَا مِنْ مَّكَانِنَا هٰذَا قَالَ فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَيَقُوْلُوْنَ اَنْتَ اٰدَمُ اَبُو الْخَلْقِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَنَفَخَ فِيْكَ مِنْ رُّوْحِهٖ وَاَمَرَ الْمَلٰٓئِكَةَ فَسَجَدُوْا لَكَ اشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ حَتّٰى يُرِيْحَنَا مِنْ مَّكَانِنَا هٰذَا فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ فَيَذْكُرُ خَطِيْٓئَتَهُ الَّتِيْ اَصَابَ فَيَسْتَحْيِيْ رَبَّهٗ مِنْهَا وَلٰكِنِ ائْتُوْا نُوْحًا اَوَّلَ رَسُوْلٍ بَعَثَهُ اللّٰهُ قَالَ فَيَاْتُوْنَ نُوْحًا عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ فَيَذْكُرُ خَطِيْٓئَتَهُ الَّتِيْ اَصَابَ فَيَسْتَحْيِيْ رَبَّهٗ مِنْهَا وَلٰكِنِ ائْتُوْا اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ الَّذِي اتَّخَذَهُ اللّٰهُ خَلِيْلًا فَيَاْتُوْنَ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْٓئَتَهُ الَّتِيْ اَصَابَ فَيَسْتَحْيِيْ رَبَّهٗ مِنْهَا وَلٰكِنِ ائْتُوْا مُوْسٰى عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ الَّذِيْ كَلَّمَهُ اللّٰهُ وَاَعْطَاهُ التَّوْرَاةَ قَالَ فَيَاْتُوْنَ مُوْسٰى عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْٓئَتَهُ الَّتِيْ اَصَابَ فَيَسْتَحْيِيْ رَبَّهٗ مِنْهَا وَلٰكِنِ ائْتُوْا عِيْسٰى رُوْحَ اللّٰهِ وَكَلِمَتَهٗ فَيَاْتُوْنَ عِيْسٰى رُوْحَ اللّٰهِ وَكَلِمَتَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَلٰكِنِ ائْتُوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدًا قَدْ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَاْتُوْنِيْ فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰى رَبِّيْ فَيُؤْذَنُ لِيْ فَاِذَا اَنَا رَاَيْتُهٗ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِيْ مَا شَآءَ اللّٰهُ فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاْسَكَ قُلْ تُسْمَعْ سَلْ تُعْطَهْ اشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَرْفَعُ رَاْسِيْ فَاَحْمَدُ رَبِّيْ بِتَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِيْهِ رَبِّيْ ثُمَّ اَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا فَاُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ اَعُوْدُ فَاَقَعُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِيْ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَدَعَنِيْ ثُمَّ يُقَالُ لِي ارْفَعْ رَاْسَكَ يَا مُحَمَّدُ قُلْ تُسْمَعْ سَلْ تُعْطَهْ اشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَرْفَعُ رَاْسِيْ فَاَحْمَدُ رَبِّيْ بِتَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِيْهِ ثُمَّ اَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا فَاُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ قَالَ فَلَا اَدْرِيْ فِي الثَّالِثَةِ اَوْ فِي الرَّابِعَةِ قَالَ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ مَا بَقِيَ فِي النَّارِ اِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْاٰنُ اَيْ مَنْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُوْدُ وَقَالَ ابْنُ عُبَيْدٍ فِيْ رِوَايَتِهٖ قَالَ قَتَادَةُ اَيْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُوْدُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بروز حشر اللہ تعالیٰ سارے لوگوں کو جمع کرے گا اور وہ قیامت کی پریشانی کو دور کرنے لگ جائیں گے۔ وہ کہیں گے: ہم کسی آدمی کو رب تعالیٰ کے حضور شفاعت کرنے کے

Marfat.com

واسطے لے آتے ہیں تا کہ وہ ہم کو محشر کی پریشانی سے نجات دلا دے۔ راوی نے فرمایا کہ پھر وہ لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے اور عرض گزار ہوں گے: آپ علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام ہیں سارے انسانوں کے والد محترم ہیں۔ رب تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو اپنے دست قدرت سے تخلیق کیا۔ اور آپ علیہ السلام کے جسم میں اپنی پسندیدہ روح پھونکی اور ملائکہ کو حکم ارشاد فرمایا کہ وہ آپ علیہ السلام کی تعظیم کے واسطے سجدہ کریں۔ پس آپ علیہ السلام اپنے رب تعالیٰ کے حضور ہماری شفاعت فرمائیے۔ اس لئے کہ وہ ہمیں حشر کی اس پریشانی سے نجات عطا فرمادے۔ حضرت آدم علیہ السلام اپنی بھول کو یاد فرما کر ان سے معذرت فرما کر فرمائیں گے: یہ منصب میرے لئے نہیں انہیں اپنے رب تعالیٰ سے حیاء آئے گی۔ مگر یہ ہے کہ تم لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ جو اللہ تعالیٰ کے سب سے پہلے رسول ہیں جنہیں رب تعالیٰ نے لوگوں کی جانب بھیجا تھا۔ چنانچہ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کی بارگاہ مقدسہ میں جائیں گے انہیں بھی ایک بھول یاد آجائے گی۔ اور وہ شفاعت کرنے سے معذرت فرمائیں گے اور فرمائیں گے: میرا منصب یہ نہیں انہیں اپنے رب تعالیٰ سے حیاء آئے گی چنانچہ وہ فرمائیں گے: تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ جنہیں رب تعالیٰ نے اپنا خلیل بنایا ہے چنانچہ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر ہوں گے۔ انہیں بھی بھول یاد آئے گی تو وہ معذرت فرما کر ارشاد فرمائیں گے: میرا منصب یہ نہیں ہاں یہ ہے کہ تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جنہیں رب تعالیٰ نے اپنا کلیم بنایا ہے۔ اور انہیں تورات شریف دی۔ راوی نے فرمایا کہ چنانچہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ مقدسہ میں جائیں گے انہیں بھی بھول یاد آئے گی اور معذرت فرمادیں گے کہ میرا منصب یہ نہیں ہاں تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جو روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں۔ چنانچہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے جو رب تعالیٰ کی پسندیدہ روح اور اس کے پسندیدہ کلمہ سے پیدا ہوئے۔ مگر وہ بھی یہی فرمادیں گے کہ میرا منصب یہ نہیں۔ ہاں یہ ہے کہ تم سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاؤ جن کے اگلے پچھلے ذنب کی رب تعالیٰ نے دنیا کے اندر معافی فرما دی۔ راوی نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کے بعد میرے پاس لوگ حاضر ہوں گے میں اپنے رب تعالیٰ سے شفاعت کا اذن مانگوں گا پھر میں دیکھوں گا کہ میں رب تعالیٰ کی بارگاہ مقدسہ میں سجدہ ریز ہوں رب تعالیٰ جب تک چاہے گا مجھے یونہی رہنے دے گا پھر مجھے کہا جائے گا: اے سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اپنے سر انور کو اٹھایئے۔ آپ کہیے آپ کی سنی جائے گی۔ مانگئے عطا کیا جائے گا۔ شفاعت کیجئے شفاعت کو قبول کیا جائے گا۔ تو میں اللہ تعالیٰ کی ان کلمات کے ساتھ حمد و ثناء کروں گا جو وہ مجھے القاء کرے گا۔ چنانچہ میں شفاعت فرماؤں گا۔ پس میرے واسطے ایک حد بندی کر دی جائے گی میں لوگوں کو اسی کے مطابق دوزخ سے باہر نکال لے آؤں گا۔ اور انہیں جنت میں داخل فرمادوں گا۔ اس کے بعد میں پھر سجدہ ریز ہو جاؤں گا اور رب تعالیٰ جب تک چاہے گا مجھے یونہی سجدہ میں رہنے دے گا۔ پھر فرمایا جائے گا: اے سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اپنے سر انور کو اٹھایئے آپ کہیے آپ کی سنی جائے گی مانگئے آپ کو عطا فرمایا جائے گا شفاعت فرمایئے قبول فرمائی جائے گی اس کے بعد میں سجدہ سے اپنے سر انور کو اٹھاؤں گا۔ اور رب تعالیٰ کی ایسے کلمات کے ساتھ حمد و ثناء کروں گا جو مجھے القاء فرمائے گا پس میں شفاعت کروں گا تو میرے واسطے حد بندی کر دی جائے گی میں لوگوں کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل فرمادوں گا۔ راوی نے فرمایا کہ مجھے یہ صحیح طرح سے یاد نہیں رہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوں تین یا چار بار شفاعت فرما کر لوگوں کو دوزخ سے باہر نکال لے آ کر جنت میں داخل فرمادیں گے پھر رب تعالیٰ کے حضور عرض گزار ہوں گے: اے میرے رب

Marfat.com

عزوجل! اب تو دوزخ میں صرف وہی لوگ باقی بچے ہیں جنہیں قرآن مجید نے روک رکھا ہے۔ یعنی جن پر ہمیشہ کا خلود نار لکھ دیا گیا ہے۔ قتادہ نے فرمایا: جن پر خلود نار واجب ہوگی۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:1، ص:185، شرح السنۃ: ج:1، ص:1053، شعب الایمان: رقم الحدیث:308، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث:444)

384- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ سَعِیْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْتَمِعُ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَهْتَمُّوْنَ بِذٰلِكَ اَوْ يُلْهَمُوْنَ ذٰلِكَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ اَبِیْ عَوَانَةَ وَقَالَ فِی الْحَدِيْثِ ثُمَّ آتِيْهِ الرَّابِعَةَ اَوْ اَعُوْدُ الرَّابِعَةَ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ مَا بَقِیَ اِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْاٰنُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بروز حشر سارے مسلمانوں کو جمع کیا جائے گا اور وہ حشر کی پریشانی سے نجات پانے کے لئے سعی کریں گے یا ان کے قلب میں اس بات کو پیدا فرما دیا جائے گا۔ آگے سابق حدیث کی مثل ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث کے اندر یہ بھی ارشاد فرمایا: پھر میں ان کی چوتھی دفعہ شفاعت فرماؤں گا اور عرض کروں گا: اے میرے رب عزوجل! اب تو جہنم میں وہی لوگ باقی بچ گئے ہیں جنہیں قرآن مجید نے روک رکھا ہے۔ (مرجع السابق)

385- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُلْهَمُوْنَ لِذٰلِكَ بِمِثْلِ حَدِيْثِهِمَا وَذَكَرَ فِی الرَّابِعَةِ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ مَا بَقِیَ فِی النَّارِ اِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْاٰنُ اَیْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُوْدُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بروز حشر اللہ تعالیٰ سارے مومنین کو جمع کرے گا اور ان کے دل میں محشر سے نجات یافتہ ہونے کی بات ڈال دی جائے گی۔ آگے مثل سابق حدیث ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چوتھی دفعہ فرمائیں گے: اے میرے رب عزوجل! اب تو جہنم میں صرف وہی لوگ بچے ہیں جن کے متعلق قرآن مجید نے ہمیشہ کے عذاب کو واجب کر دیا ہے۔ (مرجع السابق)

386- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ الضَّرِيْرُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِیْ عَرُوْبَةَ وَهِشَامٌ صَاحِبُ الدَّسْتَوَائِیِّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ الْمِسْمَعِیُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ وَهُوَ ابْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُخْرَجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَكَانَ فِیْ قَلْبِهٖ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ شَعِيْرَةً ثُمَّ يُخْرَجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَكَانَ فِیْ قَلْبِهٖ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ بُرَّةً ثُمَّ يُخْرَجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَكَانَ فِیْ قَلْبِهٖ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ ذَرَّةً زَادَ ابْنُ مِنْهَالٍ فِیْ رِوَايَتِهٖ قَالَ يَزِيْدُ فَلَقِيْتُ شُعْبَةَ فَحَدَّثْتُهُ بِالْحَدِيْثِ فَقَالَ شُعْبَةُ حَدَّثَنَا بِهٖ

Marfat.com

قَتَادَةُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَدِيْثِ اِلَّا اَنَّ شُعْبَةَ جَعَلَ مَكَانَ الذَّرَّةِ ذُرَةً قَالَ يَزِيْدُ صَحَّفَ فِيْهَا اَبُوْ بِسْطَامَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس آدمی نے لا الٰہ الا اللہ کہا اور اس نے پھر ایک جو کے برابر نیکی بھی کی تو اس کو دوزخ سے نکال لیا جائے گا۔ اس کے بعد اس آدمی کو باہر نکالا جائے گا جس نے صرف لا الٰہ الا اللہ کہا اور اس کے دل میں گندم کے دانہ کی مثل نیکی ہو۔ پھر اس آدمی کو دوزخ سے نکال لیا جائے گا جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا ہو گا اور اس کے دل میں ذرہ برابر بھی نیکی ہو گی۔ بعض روایات میں ذرہ کی جگہ جوار کا ذکر ہے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1، ص: 82، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 2518، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 7484، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 452)

387- حَدَّثَنَا اَبُو الرَّبِيْعِ الْعَتَكِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا مَعْبَدُ بْنُ هِلَالٍ الْعَنَزِيُّ ح وَحَدَّثَنَاهُ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَّاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا مَعْبَدُ بْنُ هِلَالٍ الْعَنَزِيُّ قَالَ انْطَلَقْنَا اِلٰى اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَّتَشَفَّعْنَا بِثَابِتٍ فَانْتَهَيْنَا اِلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي الضُّحٰى فَاسْتَاْذَنَ لَنَا ثَابِتٌ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ وَاَجْلَسَ ثَابِتًا مَعَهٗ عَلٰى سَرِيْرِهٖ فَقَالَ لَهٗ يَا اَبَا حَمْزَةَ اِنَّ اِخْوَانَكَ مِنْ اَهْلِ الْبَصْرَةِ يَسْاَلُوْنَكَ اَنْ تُحَدِّثَهُمْ حَدِيْثَ الشَّفَاعَةِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ مَاجَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ لَهُ اشْفَعْ لِذُرِّيَّتِكَ فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِاِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِنَّهٗ خَلِيْلُ اللّٰهِ فَيَاْتُوْنَ اِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِنَّهٗ كَلِيْمُ اللّٰهِ فَيُؤْتٰى مُوْسٰى فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِعِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِنَّهٗ رُوْحُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ فَيُؤْتٰى عِيْسٰى فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُوْتٰى فَاَقُوْلُ اَنَا لَهَا فَاَنْطَلِقُ فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰى رَبِّيْ فَيُؤْذَنُ لِيْ فَاَقُوْمُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَاَحْمَدُهٗ بِمَحَامِدَ لَا اَقْدِرُ عَلَيْهِ الْاٰنَ اِلَّا اَنْ يُّلْهِمُنِيْهِ اللّٰهُ ثُمَّ اَخِرُّ لَهٗ سَاجِدًا فَيُقَالُ لِيْ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَقُوْلُ رَبِّ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ فَيُقَالُ انْطَلِقْ فَمَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ بُرَّةٍ اَوْ شَعِيْرَةٍ مِّنْ اِيْمَانٍ فَاَخْرِجْهُ مِنْهَا فَاَنْطَلِقُ فَاَفْعَلُ ثُمَّ اَرْجِعُ اِلٰى رَبِّيْ فَاَحْمَدُهٗ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ اَخِرُّ لَهٗ سَاجِدًا فَيُقَالُ لِيْ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ فَيُقَالُ لِيَ انْطَلِقْ فَمَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِنْ اِيْمَانٍ فَاَخْرِجْهُ مِنْهَا فَاَنْطَلِقُ فَاَفْعَلُ ثُمَّ اَعُوْدُ اِلٰى رَبِّيْ فَاَحْمَدُهٗ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ اَخِرُّ لَهٗ سَاجِدًا فَيُقَالُ لِيْ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ فَيُقَالُ لِيَ انْطَلِقْ فَمَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ اَدْنٰى مِنْ مِثْقَالِ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِنْ اِيْمَانٍ فَاَخْرِجْهُ مِنَ النَّارِ فَاَنْطَلِقُ فَاَفْعَلُ هٰذَا حَدِيْثُ اَنَسٍ الَّذِيْ اَنْبَاَنَا بِهٖ فَخَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهٖ فَلَمَّا كُنَّا بِظَهْرِ

Marfat.com

الْجَبَّانِ قُلْنَا لَوْ مِلْنَا إِلَى الْحَسَنِ فَسَلَّمْنَا عَلَيْهِ وَهُوَ مُسْتَخْفٍ فِي دَارِ أَبِي خَلِيفَةَ قَالَ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ فَسَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَقُلْنَا يَا أَبَا سَعِيدٍ جِئْنَا مِنْ عِنْدِ أَخِيكَ أَبِي حَمْزَةَ فَلَمْ نَسْمَعْ مِثْلَ حَدِيثٍ حَدَّثَنَاهُ فِي الشَّفَاعَةِ فَقَالَ هِيهِ فَحَدَّثْنَاهُ الْحَدِيثَ فَقَالَ هِيهِ قُلْنَا مَا زَادَنَا قَالَ قَدْ حَدَّثَنَا بِهِ مُنْذُ عِشْرِينَ سَنَةً وَهُوَ يَوْمَئِذٍ جَمِيعٌ وَلَقَدْ تَرَكَ شَيْئًا مَا أَدْرِي أَنَسِيَ الشَّيْخُ أَوْ كَرِهَ أَنْ يُحَدِّثَكُمْ فَتَتَّكِلُوا قُلْنَا لَهُ حَدِّثْنَا فَضَحِكَ وَقَالَ خُلِقَ الْإِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ مَا ذَكَرْتُ لَكُمْ هَذَا إِلَّا وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أُحَدِّثَكُمُوهُ ثُمَّ أَرْجِعُ إِلَى رَبِّي فِي الرَّابِعَةِ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيَقُولُ لِي يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَقُولُ يَا رَبِّ ائْذَنْ لِي فِيمَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَيَقُولُ لَيْسَ ذَلِكَ لَكَ أَوْ قَالَ لَيْسَ ذَلِكَ إِلَيْكَ وَلَكِنْ وَعِزَّتِي وَجَلَالِي وَكِبْرِيَائِي وَعَظَمَتِي وَجِبْرِيَائِي لَأُخْرِجَنَّ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ فَأَشْهَدُ عَلَى الْحَسَنِ أَنَّهُ حَدَّثَنَا بِهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أُرَاهُ قَالَ قَبْلَ عِشْرِينَ سَنَةً وَهُوَ يَوْمَئِذٍ جَمِيعٌ

معبد بن ہلال عنزی کا بیان ہے کہ ہم کچھ لوگ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جانے کا شرف پانا چاہتے تھے تو ان سے ملاقات کا شرف پانے کے لئے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے سفارش چاہی۔ جس وقت ہم حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ اس وقت چاشت کی نماز ادا فرما رہے تھے۔ ہمیں بلانے کا حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے اذن مانگا۔ ہم اندر گئے تو انہوں نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس تخت کے اوپر بٹھالیا۔ اس کے بعد حضرت انس رضی اللہ عنہ کو حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابوحمزہ! آپ کے بصرہ والے بھائیوں کی یہ خواہش ہے کہ آپ ان کے روبرو شفاعت والی حدیث کو بیان فرمائیں۔ اس پر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سیّدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس وقت حشر کا دن قائم ہوگا تو لوگ گھبراتے ہوئے ایک دوسرے کے پاس جائیں گے سب سے پہلے وہ حضرت آدم علیہ السلام کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر ہوں گے اور انہیں عرض گزار ہوں گے: اپنی اولاد کے واسطے شفاعت فرمائیے تو حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے: یہ میرا منصب نہیں ہاں یہ ہے کہ تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس حاضر ہو اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں تو لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے تو وہ فرمائیں گے: میرا یہ مقام نہیں ہاں یہ ہے کہ تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ رب تعالیٰ کے کلیم ہیں پھر لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے وہ فرمائیں گے: میرا یہ مقام نہیں ہاں یہ ہے کہ تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہو وہ اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ روح ہیں اور اس کے پسندیدہ کلمہ سے پیدا ہوئے ہیں۔ چنانچہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے تو وہ فرمائیں گے: میرا یہ منصب نہیں ہاں یہ ہے کہ تم سیّدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو۔ چنانچہ سارے لوگ میری خدمت میں حاضر ہوں گے میں انہیں فرماؤں گا: اس شفاعت کے لئے میرا ہی منصب ہے۔ تو میں ان کی معیت چل پڑوں گا۔ اور اللہ تعالیٰ سے اذن مانگوں گا تو مجھے شفاعت کا اذن عطا فرما دیا جائے گا۔ چنانچہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا ہو جاؤں گا اور رب تعالیٰ کی ایسے کلمات کے ساتھ حمد کروں گا جو اب میرے ذہن میں مستحضر نہیں مگر اللہ تعالیٰ ان کلمات کو اس وقت میرے دل میں القاء فرما دے گا چنانچہ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ مقدسہ میں سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ مجھے کہا جائے گا: اے سیّدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم! اپنے سر انور کو اٹھایئے اور کہیے آپ کی بات کو مانا

Marfat.com

جائے گا مانگئے جو مانگیں گے عطا فرما دیا جائے گا۔ اور شفاعت کیجئے شفاعت کو قبول کیا جائے گا۔ میں عرض گزار ہوں گا: یارب عزوجل! امتی امتی۔ تو فرمایا جائے گا: جاؤ جس آدمی کے بھی دل میں ایک گندم یا جو کے دانہ کی مثل ایمان ہو اسے دوزخ سے نکال لے آؤ چنانچہ میں انہیں دوزخ سے باہر نکال لے آؤں گا۔ پھر رب تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں گا اور انہیں کلمات سے رب تعالیٰ کی حمد وثناء کروں گا اس کے بعد سجدہ میں گر جاؤں گا۔ پھر مجھے کہا جائے گا: اے سیّدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اپنے سر انور کو اٹھایئے اور فرمایئے آپ کی بات کو سنا جائے گا جو مانگو گے وہی عطا فرمایا جائے گا اور شفاعت کیجئے شفاعت کو قبول فرمایا جائے گا۔ تو میں عرض گزار ہوں گا: یارب عزوجل! امتی امتی۔ تو مجھے کہا جائے گا: جا کر جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو اسے دوزخ سے نکال لیجئے۔ میں انہیں دوزخ سے نکال لوں گا اس کے بعد دوبارہ رب تعالیٰ کے حضور جاؤں گا اور انہی کلمات کے ساتھ رب تعالیٰ کی حمد کروں گا اور پھر سجدہ ریز ہو جاؤں گا مجھے کہا جائے گا: اے سیّدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اپنے سر انور کو اٹھایئے اور کہئے آپ کی بات کو مانا جائے گا اور جو مانگو گے وہی عطا فرمایا جائے گا۔ اور شفاعت فرمایئے قبول کی جائے گی میں عرض گزار ہوں گا: یارب! امتی امتی! مجھے کہا جائے گا: جا کر جس کے دل میں رائی کے دانہ سے کم تر ایمان ہو اسے دوزخ سے نکال لیجئے تو میں انہیں دوزخ سے نکال لے آؤں گا یہ وہ حدیث ہے جس کو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ہمیں بیان کی تھی۔ اس حدیث کو سنتے ہی ہم وہاں سے لوٹ آئے۔ اور جس وقت ہم صحرا جبان میں پہنچے تو ہم کہنے لگے: پھر ہم حضرت حسن بصری سے ملتے ہیں جس وقت ہم ان کے پاس پہنچے تو وہ ابوخلیفہ کے گھر میں مخفی تھے۔ ہم نے جا کر ان کو سلام کیا۔ اور عرض گزار ہوئے: اے ابوسعید! ہم آپ کے بھائی حضرت ابوحمزہ سے ہو کر آ رہے ہیں انہوں نے شفاعت کے متعلق ہم کو حدیث بیان کی ہے جس کو ہم نے پہلی بار سنا ہے۔ حضرت حسن بصری نے کہا: ہم کو بھی وہ حدیث بیان کرو چنانچہ ہم نے اس حدیث کو بیان کیا۔ تو انہوں نے فرمایا: مزید سنایئے۔ ہم نے کہا: ہمیں تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس سے زیادہ حدیث نہیں بیان کی۔ حضرت حسن بصری نے فرمایا: ہم نے بیس سال قبل اس حدیث کو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا تھا۔ وہ اس دوران جوانی کی عمر کو تھے۔ مگر اب وہ بوڑھے ہو گئے ہیں ہم کو جس وقت انہوں نے حدیث بیان کی تھی تو اس سے زیادہ بھی سنائی تھی اب مجھے اس بات کا علم نہیں کہ آیا وہ تمہیں مکمل حدیث سنانا بھول گئے یا کسی مصلحت کی بناء پر نہیں سنائی کہ تم لوگ کہیں نیک عمل کرنا نہ ترک کر دو۔ ہم عرض گزار ہوئے: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جو ہمیں حدیث کا بقیہ حصہ نہیں سنایا وہ کیا ہے۔ تو حضرت حسن بصری اس پر ہنس دیئے فرمایا: انسان بڑا جلد باز ہے۔ میں نے تمہیں یہ قدیمی واقعہ اس وجہ سے بیان کیا تھا کہ حدیث مبارکہ کے جس حصہ کو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نہیں سنایا وہ تمہیں سنا دوں اس کے بعد حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چوتھی دفعہ دوبارہ رب تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں گے۔ اور انہی کلمات کے ساتھ رب تعالیٰ کی حمد وثناء کریں گے پھر سجدہ ریز ہو جائیں گے۔ تو رب تعالیٰ فرمائے گا: اے محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اپنے سر انور کو اٹھایئے۔ اور فرمایئے آپ کی بات کو سنا جائے گا مانگئے عطا فرمایا جائے گا۔ اور جس کے متعلق آپ شفاعت فرمائیں گے وہ شفاعت قبول فرمائی جائے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں عرض گزار ہوں گا: اے اللہ عزوجل! مجھے ایسے لوگوں کی شفاعت کا اذن عطا فرما دیجئے جنہوں نے صرف ایک ہی دفعہ کلمہ پڑھا ہے۔ رب تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: یہ حصہ آپ کا نہیں ہے۔ اور نہ ہی یہ شفاعت آپ کے سپرد ہے مگر مجھے اپنی عزت وجلال، عظمت جبروت اور کبریائی کی قسم میں ان لوگوں کو دوزخ سے ہر صورت میں نکالوں گا۔ جن لوگوں نے صرف ایک ہی دفعہ کلمہ پڑھا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں حضرت حسن بصری کے حق میں شہادت بیان کرتا ہوں کہ انہوں نے اس حدیث کو حضرت انس

Marfat.com

بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہی سنا ہے۔ اور میرا گمان یہ ہے کہ یہ انہوں نے بیس سال پہلے ہی سن رکھی ہوگی جب حضرت انس رضی اللہ عنہ جوانی کے عالم میں تھے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:1، ص:99، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث:203)

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ کا تعارف:

حسن بصری: آپ کے والد کا نام ابوالحسن ابوسعید ہے، زید ابن ثابت کے آزاد کردہ ہیں، ابوسعید کے والد کا نام یسار ہے اور ربیع بنت نضر نے آزاد کیا تھا، خواجہ حسن بصری کی ولادت عہد فاروقی میں ہے، جب آپ کی خلافت کے دو سال باقی تھے تب حسن بصری مدینہ میں پیدا ہوئے، حضرت عمر نے آپ کو تحنیک کی (پہلی گڑتی دی) آپ کی والدہ جناب اُمّ سلمہ کی خدمت کرتی تھیں، کبھی آپ کی والدہ کام میں ہوتیں آپ روتے تو حضرت اُمّ سلمہ اپنا پستان آپ کے منہ میں دے دیتی تھیں آپ چوستے رہتے اگرچہ دودھ ان میں نکل نہ ہوتا تھا مگر اس پستان شریف کی برکت آپ کو یہ پہنچی کہ آپ علوم کے امام ہوگئے حضرت عثمان کی شہادت کے بعد آپ مدینہ منورہ سے بصرہ چلے گئے۔ حق یہ ہے کہ آپ کی ملاقات حضرت علی سے ہوئی ہے مگر مدینہ منورہ میں نہیں ہوئی کیونکہ جب حضرت علی بصرہ تشریف لے گئے تب آپ وادی قری میں تھے، آپ نے بہت صحابہ سے روایت کیں اور بہت سے تابعین تبع تابعین نے آپ سے احادیث لیں، آپ اپنے وقت میں ہر فن وعلوم عبادت وزہد وتقویٰ میں امام تھے، ماہ رجب ۱۱۰ ایک سو دس میں آپ کی وفات ہوئی۔ مترجم کہتا ہے کہ آپ حضرت علی کے خلیفہ ہیں اور طریقت کے تین سلسلے قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ آپ سے چلتے ہیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابوعبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرآۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ وتابعین)

388- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَّاتَّفَقَا فِيْ سِيَاقِ الْحَدِيْثِ اِلَّا مَا يَزِيْدُ اَحَدُهُمَا مِنَ الْحَرْفِ بَعْدَ الْحَرْفِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ حَيَّانَ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بِلَحْمٍ فَرُفِعَ اِلَيْهِ الذِّرَاعُ وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ فَنَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً فَقَالَ اَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَهَلْ تَدْرُوْنَ بِمَ ذَاكَ يَجْمَعُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ فِيْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ فَيُسْمِعُهُمُ الدَّاعِيْ وَيَنْفُذُهُمُ الْبَصَرُ وَتَدْنُو الشَّمْسُ فَيَبْلُغُ النَّاسَ مِنَ الْغَمِّ وَالْكَرْبِ مَا لَا يُطِيْقُوْنَ وَمَا لَا يَحْتَمِلُوْنَ فَيَقُوْلُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ اَلَا تَرَوْنَ مَا اَنْتُمْ فِيْهِ اَلَا تَرَوْنَ مَا قَدْ بَلَغَكُمْ اَلَا تَنْظُرُوْنَ مَنْ يَّشْفَعُ لَكُمْ اِلٰى رَبِّكُمْ فَيَقُوْلُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ ائْتُوْا اٰدَمَ فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ يَا اٰدَمُ اَنْتَ اَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَنَفَخَ فِيْكَ مِنْ رُّوْحِهٖ وَاَمَرَ الْمَلٰٓئِكَةَ فَسَجَدُوْا لَكَ اشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ اَلَا تَرٰى اِلٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ اَلَا تَرٰى اِلٰى مَا قَدْ بَلَغَنَا فَيَقُوْلُ اٰدَمُ اِنَّ رَبِّيْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ يَّغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَاِنَّهٗ نَهَانِيْ عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَيْتُهٗ نَفْسِيْ نَفْسِيْ اذْهَبُوْا اِلٰى غَيْرِيْ اذْهَبُوْا اِلٰى نُوْحٍ فَيَاْتُوْنَ نُوْحًا فَيَقُوْلُوْنَ يَا نُوْحُ اَنْتَ اَوَّلُ الرُّسُلِ اِلَى الْاَرْضِ وَسَمَّاكَ اللّٰهُ عَبْدًا شَكُوْرًا اشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ اَلَا تَرٰى مَا نَحْنُ

فِيهِ اَلاَ تَرٰى مَا قَدْ بَلَغَنَا فَيَقُولُ لَهُمْ اِنَّ رَبِّيْ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَاِنَّهٗ قَدْ كَانَتْ لِيْ دَعْوَةٌ دَعَوْتُ بِهَا عَلٰى قَوْمِيْ نَفْسِيْ نَفْسِيْ اذْهَبُوْا اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَأْتُوْنَ اِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُوْنَ اَنْتَ نَبِيُّ اللّٰهِ وَخَلِيْلُهٗ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ اشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ اَلَا تَرٰى اِلٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ اَلَا تَرٰى اِلٰى مَا قَدْ بَلَغَنَا فَيَقُوْلُ لَهُمْ اِبْرَاهِيْمُ اِنَّ رَبِّيْ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَا يَغْضَبُ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَذَكَرَ كَذَبَاتِهٖ نَفْسِيْ نَفْسِيْ اذْهَبُوْا اِلٰى غَيْرِيْ اذْهَبُوْا اِلٰى مُوْسٰى فَيَأْتُوْنَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقُوْلُوْنَ يَا مُوْسٰى اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَضَّلَكَ اللّٰهُ بِرِسَالَاتِهٖ وَبِتَكْلِيْمِهٖ عَلَى النَّاسِ اشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ اَلَا تَرٰى اِلٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ اَلَا تَرٰى مَا قَدْ بَلَغَنَا فَيَقُوْلُ لَهُمْ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّ رَبِّيْ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَاِنِّيْ قَتَلْتُ نَفْسًا لَمْ اُوْمَرْ بِقَتْلِهَا نَفْسِيْ نَفْسِيْ اذْهَبُوْا اِلٰى عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَأْتُوْنَ عِيْسٰى فَيَقُوْلُوْنَ يَا عِيْسٰى اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلَّمْتَ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَلِمَةٌ مِّنْهُ اَلْقَاهَا اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ فَاشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ اَلَا تَرٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ اَلَا تَرٰى مَا قَدْ بَلَغَنَا فَيَقُوْلُ لَهُمْ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّ رَبِّيْ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَلَمْ يَذْكُرْ لَهٗ ذَنْبًا نَفْسِيْ نَفْسِيْ اذْهَبُوْا اِلٰى غَيْرِيْ اذْهَبُوْا اِلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَأْتُوْنِّيْ فَيَقُوْلُوْنَ يَا مُحَمَّدُ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَخَاتَمُ الْاَنْبِيَاءِ وَغَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ اشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ اَلَا تَرٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ اَلَا تَرٰى مَا قَدْ بَلَغَنَا فَاَنْطَلِقُ فَاٰتِيْ تَحْتَ الْعَرْشِ فَاَقَعُ سَاجِدًا لِرَبِّيْ ثُمَّ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيَّ وَيُلْهِمُنِيْ مِنْ مَّحَامِدِهٖ وَحُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ ثُمَّ يُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاْسَكَ سَلْ تُعْطَهٗ اشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَرْفَعُ رَاْسِيْ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ اَدْخِلِ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِكَ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِ مِنْهُمْ بَابِ الْاَيْمَنِ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيْمَا سِوٰى ذٰلِكَ مِنَ الْاَبْوَابِ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ اِنَّ مَا بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَّصَارِيْعِ الْجَنَّةِ لَكَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَهَجَرَ اَوْ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَبُصْرٰى

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں ایک روز گوشت پیش کیا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دستی مرغوب تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دستی ہی پیش کی گئی۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دانتوں کے ساتھ کھانا شروع فرمادیا۔ پس ارشاد فرمایا: میں بروز حشر سارے لوگوں کا سردار ہوں گا کیا تم کو پتہ ہے کہ یہ کس طرح ہوگا ارشاد فرمایا: بروز حشر اللہ تعالیٰ سارے اولین و آخرین مخلوق کو ایک میدان ہموار میں جمع فرمائے گا۔ جہاں منادی کی آواز کو سارے لوگ سنیں گے۔ اور وہ سارے نظر آئیں گے۔ سورج بالکل قریب ہو جائے گا اور لوگوں کو ایسی گھبراہٹ و پریشانی ہوگی جو ان کی برداشت سے باہر ہوگی۔ اسی وقت کچھ لوگ دوسرے لوگوں

Marfat.com

سے فرمائیں گے: کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہاری کیا حالت ہے اور تم نے یہ نہیں سوچا کہ تم کیسی پریشانی میں گھر چکے ہو۔ اب آؤ ایسے آدمی کی تلاش کرتے ہیں جو رب تعالیٰ کے حضور ہماری شفاعت کرے۔ چنانچہ کچھ لوگ آپس میں مشورہ کر کے کہیں گے آؤ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس پھر وہ لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے اور انہیں عرض گزار ہوں گے: اے آدم علیہ السلام! آپ علیہ السلام تو ہمارے انسانوں کے والد محترم ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا ہے۔ اور اپنی پسندیدہ روح آپ میں پھونکی ہے اور سارے ملائکہ کو آپ کے لئے سجدہ تعظیمی کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔ پس آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ مقدسہ میں ہماری شفاعت فرمائیے کیا آپ علیہ السلام نہیں دیکھ رہے کہ ہم کیسی پریشانی کے عالم میں ہیں۔ اور کیا آپ علیہ السلام ہماری تکلیفوں کو نہیں دیکھ پا رہے۔ حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے: آج میرا رب عزوجل اس قدر جلال و غضب میں ہے پہلے کبھی اس طرح غضب میں نہ تھا اور نہ ہی کبھی اس کے بعد اس قدر غضب میں ہوگا۔ اصل میں اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک درخت سے منع فرمایا تھا تو میں بھول گیا آج مجھے صرف اپنی فکر ہے تم میرے علاوہ کسی دوسرے کے پاس حاضر ہو حضرت نوح علیہ السلام کے پاس حاضر ہو پس وہ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے تو عرض گزار ہوں گے: آپ علیہ السلام کو زمین کے اوپر سب سے پہلا رسول بنا کر مبعوث فرمایا گیا رب تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو شکر کرنے والا بندہ ٹھہرایا لہٰذا آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حضور ہماری شفاعت فرمائیے۔ آپ علیہ السلام دیکھ رہے ہیں کہ ہماری کیا حالت ہے اور ہم کیسی تکالیف میں مبتلا ہیں۔ انہیں حضرت نوح علیہ السلام فرمائیں گے: آج میرا رب عزوجل اتنا سخت غضب میں ہے کہ پہلے کبھی اس طرح غضب میں آیا تھا نہ ہی آئندہ کبھی اس طرح غضب میں آئے گا۔ اصل میں بات یہ ہے کہ میں نے اپنی قوم کی ہلاکت کے لئے دعا کی تھی جس کی بدولت مجھے آج اپنی فکر ہے تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ چنانچہ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور عرض گزار ہوں گے: آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں اور ساری زمین میں اس کے تنہا خلیل ہیں لہٰذا آپ علیہ السلام اپنے رب تعالیٰ سے ہماری شفاعت فرمائیے کیا آپ علیہ السلام نہیں دیکھ پا رہے کہ ہماری حالت کیا ہے اور ہم کون کون سی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ انہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے: میرا رب عزوجل آج اس قدر سخت جلال میں ہے کہ نہ تو پہلے کبھی اس طرح کے جلال میں آیا تھا اور نہ ہی بعد میں کبھی آئے گا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی ان تینوں باتوں کا ذکر فرمائیں گے جن کو لوگوں نے ظاہری حالت میں جھوٹ گردانا مجھے آج اپنی فکر ہے لہٰذا تم کسی اور کے پاس جاؤ اس کے بعد لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جا کر عرض گزار ہوں گے: اے موسیٰ علیہ السلام آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو رسالت اور ہم کلام ہونے کا شرف بخشا لہٰذا آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حضور ہماری شفاعت فرمائیے کیا آپ علیہ السلام نہیں دیکھ پا رہے کہ ہماری کیا حالت ہوگئی ہے اور ہم کیسی کیسی تکالیف میں مبتلا ہیں۔ تو ان سے حضرت موسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے: میں نے رب تعالیٰ کے حکم کے بغیر ایک آدمی کو قتل کر ڈالا تھا مجھے آج اپنی فکر ہے تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہو چنانچہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے اور عرض گزار ہوں گے: اے عیسیٰ علیہ السلام! آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں آپ علیہ السلام نے لوگوں سے جھولے میں کلام فرمایا ہے آپ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اس کلمہ سے پیدا فرمایا جسے حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے دل میں القاء فرمایا تھا۔ آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ روح ہیں لہٰذا آپ علیہ السلام اپنے رب تعالیٰ کی بارگاہ مقدسہ میں ہماری شفاعت فرمائیے کیا آپ علیہ السلام نہیں دیکھ پا رہے کہ ہماری کیا

Marfat.com

حالت ہوگئی ہے اور ہم کو کس طرح کی تکالیف آ رہی ہیں۔ ان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے اصل میں بات یہ ہے کہ آج اللہ تعالیٰ جلال میں ہے نہ تو اس سے پہلے کبھی یوں جلال میں تھا اور نہ ہی اس کے بعد کبھی ہوگا۔ تاہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی بھول کا ذکر نہیں فرمائیں گے مگر یہ فرمائیں گے: مجھے آج اپنی فکر ہے تم میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ چنانچہ بعد میں لوگ میرے پاس حاضر ہوں گے اور عرض گزار ہوں گے: اے سیّدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور آخر الزمان نبی ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں بخشش کی نوید سنا دی تھی لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ مقدسہ میں ہماری شفاعت فرمائیے کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں دیکھ رہے کہ ہماری کیا حالت ہے کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مشاہدہ نہیں کر رہے کہ ہم کو کون سی تکلیفوں نے گھیر رکھا ہے چنانچہ میں پھر عرش کے نیچے جا کر اپنے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کروں گا پھر رب تعالیٰ میرے سینہ مقدسہ کو کھول دے گا اور میرے دل میں حمد وثناء کے ان کلمات کو القاء فرما دے گا جو اس سے قبل کسی کے دل میں القاء نہیں فرمائے تھے۔ پھر کہا جائے گا: اے سیّدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم! اپنے سر انور کو اٹھائیے مانگئے آپ کو عطا فرمایا جائے گا شفاعت کیجئے شفاعت کو قبول کیا جائے گا۔ میں عرض گزار ہوں گا: اے رب عزوجل! میری امت! میری امت! تو کہا جائے گا۔ اے سیّدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم! تمہاری امت میں سے جن لوگوں کا حساب نہیں لیا گیا انہیں جنت کے دائیں دروازے سے داخل فرما دیجئے اور یہ لوگ جنت کے بقیہ دروازوں سے بھی داخل ہونا چاہیں تو ہو سکتے ہیں۔ اور اس مقدس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں سیّدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے۔ جنت کے دروازوں کے کواڑوں کے مابین اس قدر فاصلہ ہے جس قدر مکہ مکرمہ اور ہجر کے مقام میں فاصلہ ہے یا جیسے مکہ مکرمہ اور بصریٰ کے مقام میں فاصلہ ہے۔ (سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 3298، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 1760، شرح السنۃ: جز: 1، ص: 1050، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 4433)

389- حَدَّثَنِیْ زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ وُضِعَتْ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَصْعَةٌ مِّنْ ثَرِیْدٍ وَّلَحْمٍ فَتَنَاوَلَ الذِّرَاعَ وَكَانَتْ اَحَبَّ الشَّاةِ اِلَیْهِ فَنَهَسَ نَهْسَةً فَقَالَ اَنَا سَیِّدُ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ثُمَّ نَهَسَ اُخْرٰی فَقَالَ اَنَا سَیِّدُ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَلَمَّا رَاٰی اَصْحَابَهٗ لَا یَسْاَلُوْنَهٗ فَقَالَ اَلَا تَقُوْلُوْنَ كَیْفَهٗ قَالُوْا كَیْفَهٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَسَاقَ الْحَدِیْثَ بِمَعْنٰی حَدِیْثِ اَبِیْ حَیَّانَ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ وَزَادَ فِیْ قِصَّةِ اِبْرٰهِیْمَ قَالَ ذَكَرَ قَوْلَهٗ فِی الْكَوْكَبِ هٰذَا رَبِّیْ وَقَوْلَهٗ لِاٰلِهَتِهِمْ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِیْرُهُمْ هٰذَا وَقَوْلَهٗ اِنِّیْ سَقِیْمٌ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ اِنَّ مَا بَیْنَ الْمِصْرَاعَیْنِ مِنْ مَّصَارِیْعِ الْجَنَّةِ اِلٰی عِضَادَتَیِ الْبَابِ لَكَمَا بَیْنَ مَكَّةَ وَهَجَرَ اَوْ هَجَرَ وَمَكَّةَ قَالَ لَا اَدْرِیْ اَیَّ ذٰلِكَ قَالَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں ثرید کا پیالہ پیش کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالہ کے اندر بکری کی ایک دستی کو اٹھا لیا اس لئے دستی بکری کے گوشت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو انتہائی پسندیدہ لگتی تھی چنانچہ اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دانتوں کے ساتھ کھانا شروع فرما دیا پس ارشاد فرمایا: میں بروز حشر سارے لوگوں کا سردار ہوں گا اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دستی کو تناول فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا: میں بروز حشر سارے لوگوں کا سردار ہوں گا جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھا کہ

Marfat.com

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو اس کی وجہ بھی نہیں دریافت فرمارہے تو ارشاد فرمایا کہ اس کا پتہ بھی نہیں لگانا چاہ رہے کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ وہ عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس کی کیا وجہ ہے؟ ارشاد فرمایا: جس روز سارے اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے ہوں گے آگے مثل سابق حدیث بیان کی۔ اس میں اضافہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جب لوگ حاضر ہوں گے تو وہ کہیں گے کہ میں نے ستاروں کو دیکھ کر کہا تھا کہ یہ میرا رب عزوجل ہے اور میں نے اپنی قوم کے بتوں کے متعلق کہا تھا بلکہ یہ کام ان کے بڑے بت نے کیا ہے۔ اور انہوں نے فرمایا: میں نے کہا تھا میں بیمار ہوں اور جنت کے دروازوں کے دو کواڑوں کے مابین اس قدر فاصلہ ہے جس قدر مکہ مکرمہ اور ہجر کے مقام کے مابین فاصلہ ہے۔ (مسند الصحابۃ: ج:1، ص:472)

390- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفِ خَلِيفَةُ الْبَجَلِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيُّ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَبُوْ مَالِكٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى النَّاسَ فَيَقُوْمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى تُزْلَفَ لَهُمُ الْجَنَّةُ فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ يَا اَبَانَا اسْتَفْتِحْ لَنَا الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ وَهَلْ اَخْرَجَكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ اِلَّا خَطِيْئَةُ اَبِيْكُمْ اٰدَمَ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ اذْهَبُوْا اِلٰى ابْنِيْ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ اللهِ قَالَ فَيَقُوْلُ اِبْرَاهِيْمُ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ اِنَّمَا كُنْتُ خَلِيْلًا مِنْ وَّرَاءَ وَرَاءَ اعْمِدُوْا اِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ الَّذِيْ كَلَّمَهُ اللهُ تَكْلِيْمًا فَيَاْتُوْنَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقُوْلُ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ اذْهَبُوْا اِلٰى عِيْسٰى كَلِمَةِ اللهِ وَرُوْحِهِ فَيَقُوْلُ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ فَيَاْتُوْنَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْمُ فَيُؤْذَنُ لَهُ وَتُرْسَلُ الْاَمَانَةُ وَالرَّحِمُ فَتَقُوْمَانِ جَنَبَتَيِ الصِّرَاطِ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا فَيَمُرُّ اَوَّلُكُمْ كَالْبَرْقِ قَالَ قُلْتُ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ اَيُّ شَيْءٍ كَمَرِّ الْبَرْقِ قَالَ اَلَمْ تَرَوْا اِلَى الْبَرْقِ كَيْفَ يَمُرُّ وَيَرْجِعُ فِيْ طَرْفَةِ عَيْنٍ ثُمَّ كَمَرِّ الرِّيْحِ ثُمَّ كَمَرِّ الطَّيْرِ وَشَدِّ الرِّجَالِ تَجْرِيْ بِهِمْ اَعْمَالُهُمْ وَنَبِيُّكُمْ قَائِمٌ عَلَى الصِّرَاطِ يَقُوْلُ رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ حَتّٰى تَعْجِزَ اَعْمَالُ الْعِبَادِ حَتّٰى يَجِيْءَ الرَّجُلُ فَلَا يَسْتَطِيْعُ السَّيْرَ اِلَّا زَحْفًا قَالَ وَفِيْ حَافَتَيِ الصِّرَاطِ كَلَالِيْبُ مُعَلَّقَةٌ مَّاْمُوْرَةٌ تَاْخُذُ مَنْ اُمِرَتْ بِهٖ فَمَخْدُوْشٌ نَاجٍ وَّمَكْدُوْسٌ فِي النَّارِ وَالَّذِيْ نَفْسُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ بِيَدِهٖ اِنَّ قَعْرَ جَهَنَّمَ لَسَبْعِيْنَ خَرِيْفًا

حضرت ابوہریرہ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ بروز حشر سارے مسلمانوں کو جمع فرمائے گا اور جنت کو ان کے قریب کر دیا جائے گا چنانچہ پھر سارے مسلمان حضرت آدم علیہ السلام کے پاس حاضر ہو کر عرض گزار ہوں گے: اے ہمارے باپ! ہمارے واسطے جنت کا دروازہ کھلوا دیجئے تو وہ ارشاد فرمائیں گے: تمہارے والد کی بھول نے ہی تو تمہیں جنت سے باہر نکال دیا تھا۔ یہ منصب میرا نہیں میرے بیٹے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو جو رب تعالیٰ کے خلیل ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السلام اس وقت فرمائیں گے: میرا منصب یہ نہیں میرے خلیل ہونے کا مرتبہ شفاعت کرنے والے مرتبہ سے کافی پیچھے ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جن کے ساتھ رب تعالیٰ نے کلام

Marfat.com

فرمایا ہے پھر لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کہیں گے: میرا یہ مقام نہیں ہے تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جو رب تعالیٰ کے پسندیدہ کلمہ سے پیدا ہوئے۔ اور اس کی پسندیدہ روح ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے: میرا منصب یہ نہیں تم حضرت سیّدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاؤ پھر لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر ہوں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شفاعت کا اذن عطا فرما دیا جائے گا ماسوا امانت اور رحم کو چھوڑ دیا جائے گا۔ اور وہ دونوں پل صراط کی دائیں اور بائیں جانب کھڑے ہو جائیں گے پھر تم میں سے پہلا شخص پل صراط سے بجلی کی مانند گزر جائے گا۔ راوی نے کہا: میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان جائیں بجلی کی مانند ایسی کون سی چیز ہے جو گزرتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم نے بجلی کی طرف نہیں دیکھا کہ کیسے گزر جاتی ہے اور پلک جھپکنے کی مقدار سے پہلے واپس آ جاتی ہے پھر لوگ پل صراط سے گزر جائیں گے جو آندھی کی مانند گزر جائیں گے پھر پرندوں کی رفتار سے گزر جائیں گے پھر لوگوں کے دوڑنے کی تیز رفتاری سے ہر آدمی کی تیز رفتاری اس کے اعمال کے مطابق ہوگی اور تمہارے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پل صراط پر کھڑے ہوں گے تو وہ کہہ رہے ہوں گے: رب سلم سلم۔ اس کے بعد ایک ایسا وقت آئے گا کہ بندوں کے اعمال ان کو عاجز ٹھہرا دیں گے اور لوگوں کے اندر چلنے کی سکت بالکل نہ ہوگی اور وہ خود گھسٹ گھسٹ کر پل صراط پار ہوں گے اور پل صراط کی دونوں طرف لوہے کے کانٹے ہوں گے۔ اور جس آدمی کے لئے حکم ہوگا اسے پکڑ لیں گے کچھ تو ان کی بناء پر زخمی ہونے کی حالت میں نجات یافتہ ہوں گے۔ اور کچھ ان میں گر پڑ کر دوزخ میں جا گریں گے۔ راوی نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی جان ہے دوزخ کی گہرائی ستر سال کی مسافت کے برابر ہے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:3، ص:400، البحر الزخار: رقم الحدیث:2468، مستدرک: رقم الحدیث:8749، شرح السنۃ: جز:1، ص:1058)

391- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَّاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ النَّاسِ يَشْفَعُ فِي الْجَنَّةِ وَاَنَا اَكْثَرُ الْاَنْبِيَاۤءِ تَبَعًا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں وہ پہلا آدمی ہوں جو جنت میں داخل ہونے کی شفاعت کروں گا۔ اور سارے انبیاء کرام علیہم السلام سے زیادہ میرے متبعین ہوں گے۔

392- وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ مُّحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاۤءِ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُّخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَكْثَرُ الْاَنْبِيَاۤءِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَبَعًا وَّاَنَا اَوَّلُ مَنْ يَّقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بروز حشر سارے انبیاء کرام علیہم السلام سے بڑھ کر میرے متبعین ہوں گے اور میں ہی سب سے پہلے جنت کے دروازہ کو کھٹکھٹاؤں گا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:1، ص:193، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث:17492، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث:326، مسند البزار: رقم الحدیث:7488)

393- وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَاۤئِدَةَ عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ قَالَ

Marfat.com

قَالَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ شَفِيعٍ فِي الْجَنَّةِ لَمْ يُصَدَّقْ نَبِيٌّ مِنَ الْاَنْبِيَآءِ مَا صُدِّقْتُ وَاِنَّ مِنَ الْاَنْبِيَآءِ نَبِيًّا مَا يُصَدِّقُهُ مِنْ اُمَّتِهِ اِلَّا رَجُلٌ وَّاحِدٌ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں ہی سب سے پہلے جنت واسطے شفاعت کروں گا سارے انبیاء کرام علیہم السلام میں کسی بھی نبی پر اس قدر لوگ ایمان نہ لائے تھے جس قدر میرے اوپر لوگ ایمان آئے ہیں اور بعض انبیاء کرام علیہم السلام پر تو ایمان لانے والا ایک ہی آدمی ہوگا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:1،ص:193، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث 324، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث:3970، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث:203)

394- وَحَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آتِي بَابَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَسْتَفْتِحُ فَيَقُولُ الْخَازِنُ مَنْ اَنْتَ فَاَقُولُ مُحَمَّدٌ فَيَقُولُ بِكَ اُمِرْتُ لَا اَفْتَحُ لِاَحَدٍ قَبْلَكَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بروز حشر جنت کے دروازے پر پہنچ اس دروازہ کو میں ہی کھلواؤں گا۔ جنت کا محافظ کہے گا: آپ کون؟ تو میں اس وقت کہوں گا: سیّدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم! وہ عرض گزار ہو مجھے بھی اسی طرح ہی حکم فرمایا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل کسی کے واسطے بھی جنت کا دروازہ نہ کھولوں۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:3،ص 416، شرح السنۃ: ج:1،ص:1055، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث:418، مسند احمد: رقم الحدیث:11948)

395- حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ يَدْعُوهَا فَاُرِيدُ اَنْ اَخْتَبِئَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِاُمَّتِي يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر نبی کے لئے ایک دعا (قبولیت والی دی گئی ہے جس کو رب تعالیٰ قبول فرماتا ہے) مخصوص کی گئی ہے میں نے اس دعا کو بروز حشر اپنی امت کی شفاعت کے لئے محفوظ کر رکھا ہے۔

(احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:1،ص:191، سنن البیہقی الکبریٰ: ج:10،ص:190، سنن الترمذی: رقم الحدیث:3522، سنن الدارمی: رقم الحدیث:2861)

396- وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ اَخْبَرَنِي اَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةً وَّاَرَدْتُ اِنْ شَآءَ اللهُ اَنْ اَخْتَبِئَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِاُمَّتِي يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر نبی کے لئے ایک خاص دعا مقرر ہے اور میرا ارادہ یہ ہے کہ میں انشاء اللہ اس دعا کو بروز حشر اپنی امت کی شفاعت کی خاطر محفوظ کر رکھا ہے۔ (شرح السنۃ: ج:1،ص:303، شعب الایمان: رقم الحدیث:313، صحیح البخاری: رقم الحدیث:5945، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث:256)

397- حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ

Marfat.com

أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي سُفْيَانَ بْنِ أَسِيدِ بْنِ جَارِيَةَ الثَّقَفِيُّ مِثْلَ ذٰلِكَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ (مرجع السابق)

398- وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عَمْرَو بْنَ أَبِي سُفْيَانَ بْنِ أَسِيدِ بْنِ جَارِيَةَ الثَّقَفِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ لِكَعْبِ الْأَحْبَارِ إِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ يَدْعُوهَا فَأَنَا أُرِيدُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ أَنْ أَخْتَبِئَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ كَعْبٌ لِأَبِي هُرَيْرَةَ أَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ نَعَمْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کعب احبار سے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر نبی کے لئے ایک خاص دعا ہوتی ہے جسے وہ مانگ لیتا ہے اور میرا یہ ارادہ ہے کہ میں نے انشاء اللہ عزوجل اس دعا کو بروز حشر اپنی امت کی شفاعت کرنے کی خاطر چھپا کر رکھا ہے۔ اس پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کعب نے دریافت کیا: کیا آپ نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس حدیث کو سن رکھا ہے۔ تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں۔ (مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 260، مسند احمد: رقم الحدیث: 7389، مسند اسحاق بن راھویہ: رقم الحدیث: 191، مسند البزار: رقم الحدیث: 7169)

399- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَّاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُّسْتَجَابَةٌ فَتَعَجَّلَ كُلُّ نَبِيٍّ دَعْوَتَهُ وَإِنِّي اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَهِيَ نَائِلَةٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِي لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر نبی کے لئے ایک مخصوص دعا ہوتی ہے اور ہر نبی نے اس دعا کو مانگ کر صرف بھی کر لیا اور میں نے بروز حشر کے لئے اپنی امت کی شفاعت کرنے کی خاطر یہ دعا چھپا کر رکھی ہے۔ اور انشاء اللہ میری یہ شفاعت امت کے ہر اس شخص کے لئے ہوگی جو شرک سے محفوظ رہا ہوگا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1، ص: 176، معجم الاوسط: رقم الحدیث: 1727، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 4297، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 15615)

400- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ وَهُوَ ابْنُ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُّسْتَجَابَةٌ يَدْعُو بِهَا فَيُسْتَجَابُ لَهُ فَيُؤْتَاهَا وَإِنِّي اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر نبی کے واسطے ایک مستجاب دعا ہوتی ہے۔ اور میں نے اپنی یہ دعا بروز حشر اپنی امت کی شفاعت کرنے کے لئے چھپا کر رکھی ہے۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 20582، سنن

Marfat.com

الترمذی: رقم الحدیث: 3526، شرح السنۃ: جز: 1، ص: 303، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 255)

401- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدٍ وَهُوَ ابْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ دَعَا بِهَا فِي أُمَّتِهِ فَاسْتُجِيبَ لَهُ وَإِنِّي أُرِيدُ إِنْ شَاءَ اللهُ أَنْ أُؤَخِّرَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر نبی کیلئے ایک خاص دعا ہوتی ہے تو ہر نبی نے اس دعا کو اپنی امت کے لئے مانگ لیا جبکہ میں نے اس دعا کو بروز حشر اپنی امت کی شفاعت کیلئے موخر فرمادیا ہے۔ (مرجع السابق)

402- حَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا وَاللَّفْظُ لِأَبِي غَسَّانَ قَالُوا حَدَّثَنَا مُعَاذٌ يَعْنُونَ ابْنَ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ دَعَاهَا لِأُمَّتِهِ وَإِنِّي اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر نبی کے لئے ایک خاص مستجاب دعا ہوتی ہے جو اس نے اپنی امت کے واسطے مانگ لی ہے جبکہ میں نے اس دعا کو اپنی امت کی شفاعت کرنے کی خاطر چھپا کر رکھی ہے۔

(سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 20564، شرح السنۃ: جز: 1، ص: 303، شعب الایمان: رقم الحدیث: 306، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 5946)

403- وَحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ أَبِي خَلَفٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

قتادہ سے اسی اسناد کے ساتھ مروی ہے۔ (مرجع السابق)

404- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنِيهِ إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ جَمِيعًا عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ وَكِيعٍ قَالَ قَالَ أُعْطِيَ وَفِي حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

دوسری سند لفظی تغیر کے ساتھ یونہی روایت ہے۔ (مرجع السابق)

405- وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یونہی روایت ہے۔ (مرجع السابق)

406- وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلَفٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ قَدْ دَعَا بِهَا فِي أُمَّتِهِ وَخَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہر نبی کے لئے ایک خاص دعا ہوتی ہے جسے اس نے اپنی امت کے واسطے

کرلی۔ میں نے اپنی اس دعا کو بروز حشر اپنی امت کی شفاعت کرنے کی خاطر چھپا رکھی ہے۔ (معجم الاوسط: رقم الحدیث: 3043، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 257، مسند ابی یعلی: رقم الحدیث: 7237، مسند احمد: رقم الحدیث: 14584)

بَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُمَّتِهِ وَبُكَائِهِ شَفَقَةً عَلَيْهِمْ

باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت کے واسطے شفقت فرما کر دعا کرنا اور رونا

407- حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّدَفِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ بَكْرَ بْنَ سَوَادَةَ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَا قَوْلَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي إِبْرَاهِيمَ رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ الْآيَةَ وَقَالَ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ اللّٰهُمَّ أُمَّتِي أُمَّتِي وَبَكَى فَقَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ يَا جِبْرِيلُ اذْهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ فَسَلْهُ مَا يُبْكِيكَ فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسَأَلَهُ فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا قَالَ وَهُوَ أَعْلَمُ فَقَالَ اللهُ يَا جِبْرِيلُ اذْهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ فَقُلْ إِنَّا سَنُرْضِيكَ فِي أُمَّتِكَ وَلَا نَسُوءُكَ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس قول کو قرآن مجید میں پڑھا: اے میرے رب عزوجل! ان بتوں نے تو بہت لوگوں کو گمراہ کر ڈالا ہے۔ جو آدمی میرا پیروکار ہوگا وہ میری راہ پر ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو اسے تو بخشنے والا مہربان ہے اور جس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے اس آیت کی تلاوت فرمائی: ''اے اللہ عزوجل! اگر تو انہیں عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو تو پھر غالب اور حکمت والا ہے۔'' اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گریہ کا عالم چھا گیا۔ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے جبرائیل! (سیّدنا) محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور پتہ کرو ان کے اوپر اس طرح کی گریہ کس وجہ سے چھا گئی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور رب تعالیٰ کی بارگاہ مقدسہ پتہ کر کے بتایا۔ رب تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا: اے جبرائیل علیہ السلام! سیّدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور انہیں کہو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے معاملہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی فرما دیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رنجیدہ خاطر نہ رکھیں گے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1، ص: 192، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 11269، شرح السنۃ: جز: 1، ص: 1055، شعب الایمان: جز: 1، ص: 282)

بَابُ بَيَانِ أَنَّ مَنْ مَاتَ عَلَى الْكُفْرِ فَهُوَ فِي النَّارِ وَلَا تَنَالُهُ شَفَاعَةٌ وَلَا تَنْفَعُهُ قَرَابَةُ الْمُقَرَّبِينَ

باب: جو آدمی کفر پر مرا وہ جہنم میں ہے اسے مقرب بندوں کی شفاعت اور قربت کا کچھ نفع نہ ہوگا

408- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ

Marfat.com

رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَيْنَ اَبِيْ قَالَ فِي النَّارِ قَالَ فَلَمَّا قَفَّى الرَّجُلُ دَعَاهُ فَقَالَ اِنَّ اَبِيْ وَاَبَاكَ فِي النَّارِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک آدمی نے پوچھا: میرا باپ کدھر ہوگا۔ ارشاد فرمایا: دوزخ میں۔ جس وقت وہ آدمی جانے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلا کر ارشاد فرمایا: میرا باپ (یعنی چچا) اور تمہارا دونوں دوزخ میں ہوں گے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:1،ص: 321، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث: 3516، مسند البزار: رقم الحدیث: 6806، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 334)

409- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ دَعَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشًا فَاجْتَمَعُوْا فَعَمَّ وَخَصَّ فَقَالَ يَا بَنِيْ كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِيْ مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِيْ عَبْدِ شَمْسٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِيْ هَاشِمٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا فَاطِمَةُ اَنْقِذِيْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ فَاِنِّيْ لَا اَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللهِ شَيْئًا غَيْرَ اَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَاَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت اس آیت کا نزول ہوا: اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرایئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام وخواص سارے قریش کو جمع فرما کر ارشاد فرمایا: اے بنی کعب بن لوی! خود کو جہنم سے بچاؤ۔ اے بنی عبد شمس! خود کو دوزخ سے بچاؤ۔ اے بنی عبد مناف! خود کو دوزخ سے بچاؤ۔ اے بنی ہاشم! خود کو آگ سے بچاؤ۔ اے بنی عبد المطلب! خود کو آگ سے بچاؤ۔ اے فاطمہ! خود کو جہنم سے بچاؤ اس لئے میں رب تعالیٰ کی چیزوں میں تمہارے واسطے کسی چیز کا از خود مالک نہیں ہوں سوائے اس کے کہ میں تمہارا عزیز ہوں اور تمہیں جلد ہی اس عزیزیت کا نفع ملے گا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:3،ص: 351، معجم الاوسط: رقم الحدیث: 8511، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3109، مسند احمد: رقم الحدیث: 8372)

410- وَحَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيْرِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَحَدِيْثُ جَرِيْرٍ اَتَمُّ وَاَشْبَعُ

دوسری سند سے مثل سابق حدیث مروی ہے۔ (مرجع السابق)

411- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ وَيُوْنُسُ بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ قَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الصَّفَا فَقَالَ يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ يَا صَفِيَّةُ بِنْتَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا اَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللهِ شَيْئًا سَلُوْنِيْ مِنْ مَالِيْ مَا شِئْتُمْ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس وقت اس آیت کا نزول ہوا: اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرایئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہ صفا کے اوپر جلوہ فگن ہو کر ارشاد فرمایا: اے فاطمہ بنت محمد! اے صفیہ بنت عبد المطلب! اے بنی عبد المطلب!

Marfat.com

میں تمہیں عذاب الٰہی سے بچا لینے کا ازخود مالک نہیں ہوں ہاں میرے مال سے جو سوال کرو وہ کرلو۔ (مستدرک: رقم الحدیث: 2761، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 12429، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3108، شرح السنۃ: ج: 1، ص: 886)

412- وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أُنْزِلَ عَلَيْهِ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ اللّٰهِ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُولِ اللّٰهِ لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ رَسُولِ اللّٰهِ سَلِينِي بِمَا شِئْتِ لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت اس آیت کا نزول ہوا: اور آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے قریش کی جماعت! خود کو اللہ تعالیٰ کو فروخت کرڈالو۔ میں رب تعالیٰ کی جانب سے نازل کردہ کسی چیز کو ٹالنے پر ازخود قادر نہیں۔ عباس بن عبدالمطلب! میں رب تعالیٰ کی جانب سے نازل کردہ عذاب کو آپ سے نہیں ازخود دور کرسکتا۔ اے صفیہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی صاحبہ! میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازہ کردہ کسی عذاب کو ازخود تم سے دور نہیں کرسکتا۔ اے فاطمہ بنت محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھ سے جس چیز کا سوال کرو کرلو۔ مگر میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل کردہ کسی عذاب کو ازخود تم سے دور نہیں کرسکتا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج: 3، ص: 352، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 6473، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 12428، سنن الدارمی: رقم الحدیث: 2788)

413- وَحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا زَائِدَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ ذَكْوَانَ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هٰذَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔ (مرجع السابق)

414- حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ الْمُخَارِقِ وَزُهَيْرِ بْنِ عَمْرٍو قَالَا لَمَّا نَزَلَتْ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ قَالَ انْطَلَقَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى رَضْمَةٍ مِنْ جَبَلٍ فَعَلَا أَعْلَاهَا حَجَرًا ثُمَّ نَادَى يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ إِنِّي نَذِيرٌ إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ رَجُلٍ رَأَى الْعَدُوَّ فَانْطَلَقَ يَرْبَأُ أَهْلَهُ فَخَشِيَ أَنْ يَسْبِقُوهُ فَجَعَلَ يَهْتِفُ يَا صَبَاحَاهُ

قبیصہ بن مخارق اور زہیر بن عمرو سے روایت ہے کہ جس وقت اس آیت کا نزول ہوا: اور آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑ کے بلندی والے پتھر پر جلوہ فگن ہوکر ارشاد فرمایا: اے بنی عبد مناف! میں تمہیں ڈرا رہا ہوں۔ میں اور تم اس آدمی کی مانند ہیں کہ جس نے دشمن کو دیکھ لیا ہو اور وہ اس دشمن سے اپنے خاندان کو بچانے کی خاطر دوڑا ہو کہ ایسا نہ ہو کہ دشمن اس سے قبل نہ پہنچ پائے اور اونچی آواز کے ساتھ پکارے خوب سن لو! دشمن آ رہا ہے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج: 3، ص: 351، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث:

Marfat.com

10815 معجم الکبیر: رقم الحدیث: 5305، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 265)

415- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ أَبِيهِ حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ عَمْرٍو وَقَبِيصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِهِ

دوسری سند سے یونہی مروی ہے۔ (مرجع السابق)

416- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ وَرَهْطَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى صَعِدَ الصَّفَا فَهَتَفَ يَا صَبَاحَاهُ فَقَالُوا مَنْ هٰذَا الَّذِي يَهْتِفُ قَالُوا مُحَمَّدٌ فَاجْتَمَعُوا إِلَيْهِ فَقَالَ يَا بَنِي فُلَانٍ يَا بَنِي فُلَانٍ يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَاجْتَمَعُوا إِلَيْهِ فَقَالَ أَرَأَيْتَكُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا تَخْرُجُ بِسَفْحِ هٰذَا الْجَبَلِ أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ قَالُوا مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ كَذِبًا قَالَ فَإِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ قَالَ فَقَالَ أَبُو لَهَبٍ تَبًّا لَكَ أَمَا جَمَعْتَنَا إِلَّا لِهٰذَا ثُمَّ قَامَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ السُّورَةُ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَّقَدْ تَبَّ كَذَا قَرَأَ الْأَعْمَشُ إِلٰى آخِرِ السُّورَةِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس وقت اس آیت کا نزول ہوا: ''اور آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرایئے۔'' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوہ صفا پہاڑ پر چڑھ گئے اور بلند آواز کے ساتھ ارشاد فرمایا: خوب سن لو! چاک وچوبند ہو جاؤ۔ لوگ کہنے لگے: یہ آدمی کون ہے جو پکاری جارہا ہے۔ تو سارے کہنے لگے: (سیّدنا) محمد (مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم) پکاری جارہے ہیں۔ جس وقت سارے لوگ اکٹھے ہو چکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے بنی فلاں! اے بنی فلاں! اے بنی عبد مناف! اے بنی عبد المطلب! چنانچہ یہ سارے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آس پاس آ گئے۔ تو اس وقت ارشاد فرمایا: اگر میں تم لوگوں کو یہ بتاؤں کہ اس پہاڑ کے پیچھے سے دشمن تم پر حملہ آور ہونے والا ہے تو کیا تم میری اس بات کی تصدیق کرو گے۔ سارے لوگ کہنے لگے: ہاں ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی بھی کذب بیانی کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ ارشاد فرمایا: پھر میں تم کو سخت عذاب سے ڈراتا ہوں۔ راوی نے کہا کہ ابولہب کہنے لگا: تم ہلاک ہو جاؤ کیا تم نے ہم ساروں کو اسی خاطر اکٹھا کیا؟ اس کے بعد وہ کھڑا ہو گیا اور اسی وقت سورہ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ کا نزول ہوا۔ اعمش نے آخر سورہ تک پڑھا۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 17503، شرح السنۃ: ج: 1، ص: 885، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 4687، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 19)

417- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ صَعِدَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ الصَّفَا فَقَالَ يَا صَبَاحَاهُ بِنَحْوِ حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ نُزُولَ الْآيَةِ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ

اعمش سے اسی اسناد کے ساتھ مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہ صفا پہاڑ پر چڑھ کر ارشاد فرمایا: خوب سن لو! چاک وچوبند ہو جاؤ۔ جس طرح ابو اسامہ سے مروی ہے۔ اور وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ○ والی آیت کا تذکرہ نہ کیا۔ (مرجع السابق)

تشریح:

خیال رہے کہ حضور کے والدین کریمین بلکہ سارے آباؤ اجداد جو ظہور نبوت سے پہلے وفات پا گئے دوزخ میں قطعاً نہیں جائیں گے کہ وہ حضرات اہلِ توحید تھے اور اس زمانہ میں صرف عقیدہ توحید نجات کے لیے کافی تھا ان سے کوئی گناہ سرزد نہ ہوا۔ گناہ وہ کام ہے جس سے رب تعالیٰ منع کرے ان تک ممانعت پہنچی نہیں کہ انہوں نے زمانہ نبوت پایا نہیں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے والدین کریمین مغفور و جنتی ہیں کہ وہ حضرات مؤحد تھے اور حضور کی نبوت سے پہلے وفات پا گئے۔

اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خاں فاضل بریلی رحمہ اللہ نے اس کے ضمن میں ''شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام'' نامی ایک رسالہ لکھا ہے۔

بَابُ شَفَاعَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي طَالِبٍ وَّالتَّخْفِيفِ عَنْهُ بِسَبَبِهٖ

باب: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ابو طالب کے لئے شفاعت اور آپ کے توسل سے اس کے عذاب میں تخفیف

418- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْأُمَوِيُّ قَالُوْا حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ هَلْ نَفَعْتَ أَبَا طَالِبٍ بِشَيْءٍ فَإِنَّهُ كَانَ يَحُوطُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ قَالَ نَعَمْ هُوَ فِي ضَحْضَاحٍ مِنْ نَارٍ وَّلَوْلَا أَنَا لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ

حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے دریافت کیا: کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ابو طالب کو بھی کچھ فائدہ دیا۔ جبکہ وہ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی حفاظت کرنے والے تھے۔ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خاطر لوگوں پر غضب فرماتے تھے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں۔ اب وہ دوزخ کے بالائی طبقہ کے اندر ہے۔ وہ دوزخ کے سب سے نیچے والے طبقہ میں ہوتا اگر میری شفاعت کا اسے فائدہ نہ ہوتا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:3، ص:440، مستدرک: رقم الحدیث: 8735، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 3670، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 278)

419- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ سَمِعْتُ الْعَبَّاسَ يَقُوْلُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّ أَبَا طَالِبٍ كَانَ يَحُوطُكَ وَيَنْصُرُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ فَهَلْ نَفَعَهُ ذٰلِكَ قَالَ نَعَمْ وَجَدْتُهُ فِي غَمَرَاتٍ مِنَ النَّارِ فَأَخْرَجْتُهُ إِلٰى ضَحْضَاحٍ

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم! ابو طالب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی نگہبانی کیا کرتا تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے لوگوں پر غضب ناک ہوتا تھا۔ کیا ایسے اعمال کے سبب اسے کوئی فائدہ ملا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں۔ میں نے اسے آگ کی گہرائی میں پایا تو اسے آگ کے سب سے اوپر والے طبقہ کے اندر لے کر آیا۔ (مرجع السابق)

Marfat.com

420- حَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ اَخْبَرَنِي الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ح وَحَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيثِ اَبِي عَوَانَةَ

دوسری سند سے مثل سابق حدیث روایت ہے۔

421- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ اَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذُكِرَ عِنْدَهُ عَمُّهُ اَبُو طَالِبٍ فَقَالَ لَعَلَّهُ تَنْفَعُهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُجْعَلُ فِي ضَحْضَاحٍ مِنْ نَارٍ يَبْلُغُ كَعْبَيْهِ يَغْلِي مِنْهُ دِمَاغُهُ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب کا ذکر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بروز حشر میری شفاعت اس کے لئے کارگر ہوگی۔ اس کو جہنم کے بالائی طبقہ کے اندر لایا جائے گا جہاں پر آگ اس کے ٹخنوں تک صرف پہنچ پائے گی اور اس کی سختی کی وجہ سے اس کا دماغ کھولنے لگ جائے گا۔ (مستدرک: رقم الحدیث: 8735، شرح السنۃ: ج: 1، ص: 1073، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 3672، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 281)

422- حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِي بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِي صَالِحٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ اَبِي عَيَّاشٍ عَنْ اَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَدْنٰى اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَنْتَعِلُ بِنَعْلَيْنِ مِنْ نَارٍ يَغْلِي دِمَاغُهُ مِنْ حَرَارَةِ نَعْلَيْهِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اہل دوزخ میں سے جس آدمی کو سب سے ہلکا عذاب ہوگا اسے صرف آگ کی جوتیاں پہنائی جائیں گی جن کی شدت حرارت سے اس کا دماغ کھولنے لگ جائے گا۔ (مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 42، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 11094، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث: 1360، احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج: 3، ص: 440)

423- وَحَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَهْوَنُ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا اَبُو طَالِبٍ وَهُوَ مُنْتَعِلٌ بِنَعْلَيْنِ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اہل دوزخ میں سے سب سے ہلکا عذاب ابوطالب کو ہوگا۔ جنہیں آگ والی جوتیاں پہنائی جائیں گی جس سے اس کا دماغ کھولنے لگ جائے گا۔

424- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ وَّاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا اِسْحٰقَ يَقُولُ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَخْطُبُ وَهُوَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اِنَّ اَهْوَنَ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَرَجُلٌ يُوضَعُ فِي اَخْمَصِ قَدَمَيْهِ

Marfat.com

جَمْرَتَانِ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ

ابواسحاق کا بیان ہے کہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے خطبہ کے وقت ارشاد فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ روز حشر سب سے ہلکا عذاب ایسے آدمی کو ہوگا جس کے تلوے تلے آگ کی دو چنگاریوں کو رکھا جائے گا جس سے اس کا دماغ کھولنے لگے گا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 3، ص: 441، البحر الزخار: رقم الحدیث: 2769، مستدرک: رقم الحدیث: 8732، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 2529)

425- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا مَنْ لَهُ نَعْلَانِ وَشِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ كَمَا يَغْلِ الْمِرْجَلُ مَا يُرٰى أَنَّ أَحَدًا أَشَدُّ مِنْهُ عَذَابًا وَإِنَّهُ لَأَهْوَنُهُمْ عَذَابًا

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اہل دوزخ میں سے سب سے ہلکا عذاب ایسے آدمی کو ہوگا جسے آگ کی دو جوتیاں مع تسموں کے پہنا دی جائیں گی جس سے اس کا دماغ یوں کھولے گا جس طرح کہ پانی پتیل کے اندر جوش مارنے لگتا ہے وہ اس بات کو بخوبی جانے گا مجھے ہی سب سے ہلکے عذاب میں مبتلا کیا گیا ہے۔ جبکہ واقعتاً اسے ہی سب سے ہلکا عذاب ہوگا۔ (مرجع السابق)

تشریح:

ہم اس معاملہ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں، کیونکہ بعض علماء نے ایمان ابی طالب میں توقف اختیار کیا ہے۔

بَابُ الدَّلِيلِ عَلٰى أَنَّ مَنْ مَّاتَ عَلَى الْكُفْرِ لَا يَنْفَعُهُ عَمَلٌ

باب: کفر پر مرنے والے لوگوں کو ان کے عمل کچھ فائدہ نہ دیں گے

426- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ دَاوٗدَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَّسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ ابْنُ جُدْعَانَ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَصِلُ الرَّحِمَ وَيُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ فَهَلْ ذَاكَ نَافِعُهُ قَالَ لَا يَنْفَعُهُ إِنَّهُ لَمْ يَقُلْ يَوْمًا رَبِّ اغْفِرْ لِي خَطِيْئَتِي يَوْمَ الدِّيْنِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں عرض گزار ہوئی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ابن جدعان زمانہ جاہلیت میں اپنے عزیزوں کے ساتھ حسن سلوک کرتا تھا، مساکین کو کھانا کھلایا کرتا تھا آیا ان اعمال نے اسے فائدہ پہنچانا ہے۔ ارشاد فرمایا: ان اعمال نے اس کے کوئی کام نہیں آنا۔ اس لئے کہ اس نے کسی بھی ایک دن یہ نہ کہا کہ اے باری تعالیٰ میری لغزشوں کو بروز حشر معاف فرما دینا۔ (مستدرک: رقم الحدیث: 3534، شعب الایمان: ج: 1، ص: 259، احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1، ص: 128، صحیح ابن حبان: جز: 1، ص: 259)

Marfat.com

بَابُ مُوَالَاةِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمُقَاطَعَةِ غَيْرِهِمْ وَالْبَرَآئَةِ مِنْهُمْ

باب: مومنین سے دوستی رکھنا اور غیر مسلمین سے قطع تعلقی کرنا

427-حَدَّثَنِيْ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِيْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِهَارًا غَيْرَ سِرٍّ يَقُوْلُ اَلَا اِنَّ آلَ اَبِيْ يَعْنِيْ فُلَانًا لَيْسُوْا لِيْ بِاَوْلِيَاءَ اِنَّمَا وَلِيِّيَ اللّٰهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز کے ساتھ ارشاد فرمایا: خوب سن لو! فلاں خاندان میرا رشتہ دار نہیں ہے میرا دوست صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور نیک مسلمان ہیں۔ (شرح السنۃ: جز: 1، ص: 813، صحیح البخاری: رقم الحدیث 5644، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 276، مسند احمد: رقم الحدیث: 17136)

بَابُ الدَّلِيْلِ عَلٰى دُخُوْلِ طَوَائِفَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَّلَا عَذَابٍ

باب: مسلمانوں کے بعض گروہ کا بغیر حساب اور عذاب کے دخول جنت ہونا

428-حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَلَّامٍ الْجُمَحِيُّ حَدَّثَنَا الرَّبِيْعُ يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَدْخُلُ مِنْ اُمَّتِي الْجَنَّةَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ . فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ آخَرُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ لِيْ اَنْ يَجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت میں سے ستر ہزار لوگ بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے ایک آدمی عرض گزار ہوا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ دعا فرمایئے کہ مجھے بھی رب تعالیٰ ان لوگوں میں شامل فرمادے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: اے اللہ عزوجل! اس آدمی کو ان لوگوں میں شامل کردے۔ پھر دوسرا آدمی کھڑے ہو کر عرض گزار ہوا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری خاطر بھی دعا فرمادیجئے۔ کہ مجھے بھی رب تعالیٰ ان لوگوں میں شامل کردے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عکاشہ تم پر سبقت لے گیا ہے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 3، ص: 413، سنن البیہقی الکبریٰ: جز: 10، ص: 139، سنن دارمی: رقم الحدیث: 2863، مسند احمد: رقم الحدیث: 7674)

429-وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ الرَّبِيْعِ

دوسری سند سے مثل سابق حدیث مروی ہے۔ (مرجع السابق)

430-حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَدْخُلُ مِنْ اُمَّتِيْ زُمْرَةٌ

هُمْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا تُضِيْئُ وُجُوْهُهُمْ اِضَائَةَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ الْاَسَدِيُّ يَرْفَعُ نَمِرَةً عَلَيْهِ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت میں سے ستر ہزار کا گروہ جنت میں جائے گا جن کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی مانند چمک دمک رہے ہوں گے۔ راوی نے فرمایا کہ اس پر حضرت عکاشہ بن محصن اسدی رضی اللہ عنہ اپنی چادر کو سمیٹ کر اٹھے تو عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! رب تعالیٰ سے دعا فرمایئے کہ ان لوگوں میں مجھے بھی شامل فرمادے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا: اے اللہ عزوجل! اسے بھی ان لوگوں میں شامل کردے پھر انصار میں سے دوسرا آدمی اٹھا وہ عرض گزار ہوا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! رب تعالیٰ سے دعا فرمایئے کہ ان لوگوں کے اندر مجھے بھی شامل فرمادے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم پر عکاشہ سبقت لے گئے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:3، ص:416، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 20271، شرح السنۃ: جز:1، ص:1047، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث:368)

431- وَحَدَّثَنِيْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ حَيْوَةُ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ يُوْنُسَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِيْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا زُمْرَةٌ وَّاحِدَةٌ مِّنْهُمْ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت میں سے ستر ہزار کا ایک گروہ جنت میں جائے گا جن کے چہرے چاند کی مانند چمک دمک رہے ہوں گے۔ (مسند الصحابۃ: رقم الحدیث:238، مسند احمد: رقم الحدیث:8003، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث:7512، معجم الکبیر: رقم الحدیث:5782)

432- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ مُّحَمَّدٍ يَّعْنِي ابْنَ سِيْرِيْنَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عِمْرَانُ قَالَ قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِيْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ قَالُوْا وَمَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَكْتَوُوْنَ وَلَا يَسْتَرْقُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ فَقَامَ عُكَّاشَةُ فَقَالَ ادْعُ اللّٰهَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ اَنْتَ مِنْهُمْ قَالَ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَانَبِيَّ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ

حضرت عمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت میں سے ستر ہزار لوگ بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ایسے کون خوش نصیب ہوں گے۔ ارشاد فرمایا: جو نہ تو داغ کے ذریعے علاج کروائیں گے نہ ہی پھونک جھاڑ کروائیں گے۔ وہ اپنے رب تعالیٰ پر بھروسہ کرنے والے ہوں گے۔ اس پر حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر عرض گزار ہوئے: اے اللہ عزوجل کے نبی! یہ دعا فرمادیجئے مجھے بھی رب تعالیٰ ان میں

Marfat.com

بھروسہ کریں گے اس کے بعد حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر عرض گزار ہوئے: اللہ تعالیٰ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا فرمائیے کہ مجھے بھی رب تعالیٰ انہی لوگوں میں شامل فرمادے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم ان ہی لوگوں میں شامل ہو پھر دوسرے آدمی کھڑے ہو کر عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے کہ مجھے بھی وہ ان میں شامل فرمادے۔ ارشاد فرمایا: تم پر عکاشہ سبقت لے گئے ہیں۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:3ص:54، شعب الایمان: رقم الحدیث:1163، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث:45)

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کا تعارف:

سعید ابن جبیر: آپ اسدی کوفی ہیں، شاندار تابعی ہیں، شعبان ۹۳ ترانوے میں آپ کو حجاج ابن یوسف نے قتل کیا اس سال رمضان یا شوال میں حجاج مر گیا آپ کے قتل کے بعد حجاج کسی کو قتل نہ کر سکا۔ جب حجاج نے آپ کو قتل کرنا چاہا تو پہلے بہت بحث مباحثہ کیا، پھر جلاد کو قتل کا حکم دیا آپ اس حکم پر بہت ہنسے وجہ پوچھی تو فرمایا تیرے ظلم اور رب تعالیٰ کے حلم پر ہنستا ہوں، جب ذبح کے لیے آپ کو لٹایا گیا تو آپ یہ پڑھ کر قبلہ رو لیٹے

"اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ" الخ۔ حجاج بولا انہیں غیر قبلہ کی طرف لٹاؤ تو آپ نے پڑھا

"فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ" حجاج بولا انہیں اوندھا لٹاؤ، آپ نے پڑھا

"مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِیْهَا نُعِیْدُكُمْ" الخ۔

حجاج بولا انہیں ذبح کر دو آپ بولے اے حجاج میرے کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا گواہ رہ تیرا میرا فیصلہ رب کے ہاں ہوگا، پھر آپ نے دعا کی الٰہی اب میرے بعد تو حجاج کو کسی کے قتل پر قابو نہ دے چنانچہ آپ کو ذبح کر دیا گیا آپ کے قتل کے بعد حجاج پندرہ دن زندہ رہا اس کے پیٹ میں زخم ہو گیا حکیم کو بلایا گیا اس نے گوشت کی بوٹی دھاگے میں باندھ کر اس کے حلق کے اندر لٹکائی۔ جب نکالی تو وہ خون سے لتھڑی ہوئی تھی اس نے کہا کہ اب تو بچ نہیں سکتا۔ وہ چیختا تھا کہ مجھے سعید ابن جبیر سے پناہ نہیں وہ مجھے سونے نہیں دیتے جب میں سونے کا ارادہ کرتا ہوں وہ میرا پاؤں پکڑ کر جھنجھوڑتے ہیں اسی حالت میں حجاج مرا، حضرت سعید کا مزار عراق کے شہر واسط میں ہے آپ کی قبر زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ (الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرآۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ و تابعین)

436- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَیْلٍ عَنْ حُصَیْنٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَیَّ الْاُمَمُ ثُمَّ ذَكَرَ بَاقِیَ الْحَدِیْثِ نَحْوَ حَدِیْثِ هُشَیْمٍ وَّلَمْ یَذْكُرْ اَوَّلَ حَدِیْثِهٖ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھ پر امتوں کو پیش کیا گیا آگے مثل سابق حدیث مروی ہے۔ (مرجع السابق)

تشریح: دم کرانا توکل کے خلاف نہیں ہے:

حدیث میں جو دم کرانے اور گرم لوہے کے داغ سے علاج کرنے کی ممانعت ہے وہ اس صورت پر محمول ہے جب ناجائز یا شرکیہ

الفاظ سے دم کیا جائے، کیونکہ ناجائز یا شرکیہ الفاظ سے دم کرنا حرام یا کفر ہے، جائز دعائیں پڑھ کر دم کرنا سنت ہے، جس دم جھاڑ پھونک کے معانی معلوم نہ ہوں انہیں نہ پڑھا جائے۔ یا پھر ممانعت اس صورت پر محمول ہے کہ ان کو شفا کا قطعی سبب اعتقاد کیا جائے ورنہ احادیث میں داغ لگوانے اور دم کرانے کا ثبوت موجود ہے، مثلاً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مبارکہ ہے:

"عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ، قَالَ: كُنَّا نَرْقِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ تَرَى فِي ذٰلِكَ فَقَالَ: »اعْرِضُوا عَلَيَّ رُقَاكُمْ، لَا بَأْسَ بِالرُّقَى مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ شِرْكٌ«"

(صحیح مسلم، کتاب الآداب، باب لاباس بالرقی... الخ، الحدیث 2200، ج 4، ص 1727)

بامحاورہ ترجمہ: "حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہا کہ ہم لوگ زمانہ جاہلیت میں جھاڑ پھونک کرتے تھے (اسلام لانے کے بعد) ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول عزوجل وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس جھاڑ پھونک کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنے جھاڑ پھونک مجھے سناؤ۔ ان میں کوئی حرج نہیں جب تک کہ ان میں شرک نہ ہو۔"

بَابُ كَوْنِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ

باب: نصف اہل جنت کا تعلق اس امت سے ہوگا

437- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ فَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ فَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا شَطْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَسَأُخْبِرُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ مَا الْمُسْلِمُونَ فِي الْكُفَّارِ إِلَّا كَشَعْرَةٍ بَيْضَاءَ فِي ثَوْرٍ أَسْوَدَ أَوْ كَشَعْرَةٍ سَوْدَاءَ فِي ثَوْرٍ أَبْيَضَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ تمہاری جنت میں تعداد سارے اہل جنت کی چوتھائی ہو۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے نعرہ تکبیر بآواز بلند خوشی کے ساتھ کیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اس بات سے راضی نہیں کہ جنت میں تم اہل جنت سے تہائی مقدار میں ہو۔ راوی نے فرمایا کہ ہم نے نعرہ تکبیر خوشی سے بآواز بلند کیا۔ پھر ارشاد فرمایا: مجھے امید ہے کہ تمہاری جنت میں تعداد سارے اہل جنت سے نصف ہوگی اور میں تمہیں یہ بیان کرتا ہوں کہ مسلمان اور کافر میں ایسا تعلق ہے جس طرح کالے بیل کے اندر ایک سفید بال ہو یا سفید بیل کے اندر ایک کالا بال ہو۔ (مسند ابن ابی شیبہ: رقم الحدیث: 299، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 4283، مسند احمد: رقم الحدیث: 3661، مسند الصحابہ: رقم الحدیث: 77)

438- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قُبَّةٍ نَحْوًا مِنْ أَرْبَعِينَ رَجُلًا فَقَالَ أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَقُلْنَا نَعَمْ فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ

Marfat.com

تَكُونُوا نِصْفَ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَذَاكَ اَنَّ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا اِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ وَمَا اَنْتُمْ فِي اَهْلِ الشِّرْكِ اِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ اَوْ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَحْمَرِ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت خیمہ کے اندر چالیس کے لگ بھگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ جنت میں تمہاری تعداد سارے اہل جنت کے ایک چوتھائی کے ہو۔ ہم عرض گزار ہوئے: ہاں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ جنت میں سارے اہل جنت کے تمہاری تعداد تہائی مقدار کے ہو۔ ہم عرض گزار ہوئے: ہاں۔ ارشاد فرمایا: اس مقدس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے۔ مجھے امید ہے کہ نصف لوگ جنت میں تم ہی ہو گے کیونکہ جنت کے اندر صرف مسلمان لوگ ہی جائیں گے اور مشرکین لوگوں کے مدمقابل تمہاری تعداد اتنی ہے جتنا کالے بیل کی کھال میں ایک سفید بال ہو یا سرخ بیل کی کھال میں ایک کالا بال ہو۔ (مرجع السابق)

439- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِي حَدَّثَنَا مَالِكٌ وَّهُوَ ابْنُ مِغْوَلٍ عَنْ اَبِي اِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْنَدَ ظَهْرَهٗ اِلٰى قُبَّةِ اَدَمٍ فَقَالَ اَلَا لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ اَتُحِبُّوْنَ اَنَّكُمْ رُبُعُ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَقُلْنَا نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اَتُحِبُّوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ قَالُوْا نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنِّيْ لَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنُوْا شَطْرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ مَا اَنْتُمْ فِيْ سِوَاكُمْ مِنَ الْاُمَمِ اِلَّا كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي الثَّوْرِ الْاَبْيَضِ اَوْ كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چمڑے والے خیمہ کے اندر ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ تو ارشاد فرمایا: یہ بات خوب ذہن نشین کر لو جنت میں صرف مسلمان ہی جائیں گے۔ اے اللہ عزوجل! تو گواہ ہو جا کہ میں نے تیرے پیغام کو پہنچا دیا۔ کیا تم اس بات کو محبوب رکھتے ہو کہ تمہاری اہل جنت کی تعداد میں چوتھائی ہو۔ ہم عرض گزار ہوئے: ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ارشاد فرمایا: کیا تم کو یہ بات محبوب ہے کہ تم اہل جنت کے تہائی ہو۔ ہم عرض گزار ہوئے: ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ارشاد فرمایا: مجھے امید ہے کہ تم سارے اہل جنت کے نصف ہو گے اور سابقہ امتوں کے مدمقابل تمہاری تعداد اس قدر ہے جس قدر سفید بیل میں ایک کالا بال یا کالے بیل میں ایک سفید بال ہوتا ہے۔ (مرجع السابق)

440- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ الْعَبْسِيُّ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَا اٰدَمُ فَيَقُوْلُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِيْ يَدَيْكَ قَالَ يَقُوْلُ اَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ قَالَ وَمَا بَعْثُ النَّارِ قَالَ مِنْ كُلِّ اَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَّتِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ قَالَ فَذَاكَ حِيْنَ يَشِيْبُ الصَّغِيْرُ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارٰى وَمَا هُمْ بِسُكَارٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ قَالَ فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

اَیُّنَا ذٰلِكَ الرَّجُلُ فَقَالَ اَبْشِرُوْا فَاِنَّ مِنْ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ اَلْفًا وَّمِنْكُمْ رَجُلٌ قَالَ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ اِنِّىْ لَاَطْمَعُ اَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَحَمِدْنَا اللّٰهَ وَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ اِنِّىْ لَاَطْمَعُ اَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَحَمِدْنَا اللّٰهَ وَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ اِنِّىْ لَاَطْمَعُ اَنْ تَكُوْنُوْا شَطْرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِنَّ مَثَلَكُمْ فِى الْاُمَمِ كَمَثَلِ الشَّعْرَةِ الْبَيْضَاۗءِ فِىْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ اَوْ كَالرَّقْمَةِ فِىْ ذِرَاعِ الْحِمَارِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام سے رب تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: اے آدم (علیہ السلام)! وہ کہیں گے: میں تیرے حکم کو بجالانے کی خاطر حاضر ہوں اور ساری خیر تیرے ہی قبضہ قدرت میں ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: رب تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: دوزخیوں کی جماعت کو نکال لو۔ حضرت آدم علیہ السلام عرض گزار ہوں گے: اہل دوزخ کی کتنی تعداد ہے؟ کہا جائے گا: ہر ہزار میں سے نوسوننانوے دوزخی ہیں۔ ارشاد فرمایا: یہی وہ ایسا وقت ہوگا کہ جس وقت بچے رب تعالیٰ کے خوف سے بوڑھے لگیں گے۔ اور ہر حمل والی عورت کا حمل گر جائے گا۔ اور سارے لوگ تم کو مدہوشی کے عالم میں دکھیں گے۔ حالانکہ وہ حقیقی طور پر مدہوشی کے عالم میں نہ ہوں گے۔ مگر رب تعالیٰ کا عذاب شدید قسم کا ہے۔ راوی نے فرمایا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کو سنتے ہی کافی پریشانی کے عالم میں آ گئے۔ تو عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ ﷺ! ذرا یہ ملاحظہ فرمائیے کہ ہم میں سے جنتی کون کون ہے؟ ارشاد فرمایا: تم اس پر بشاشت لو کہ تم میں سے صرف ایک ہوگا ہزار یاجوج ماجوج کے مدمقابل۔ ارشاد فرمایا: اس مقدس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے۔ میری تمنا یہ ہے کہ تم سارے اہل جنت کے چوتھائی ہو۔ اس پر ہم نے باآواز نعرہ تکبیر بلند کیا۔ اور رب تعالیٰ کی حمد بیان کی۔ پھر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس مقدس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میری یہ تمنا ہے کہ تم سارے اہل جنت کے تہائی ہو۔ اس پر ہم نے دوبار نعرہ تکبیر کہا۔ اور رب تعالیٰ کی حمد بھی بیان کی۔ پھر ارشاد فرمایا: اس مقدس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میری یہ تمنا ہے کہ تم سارے اہل جنت کے آدھے ہو اور سابقہ امتوں کے مدمقابل تمہاری نظریوں ہے جس طرح کہ کالے بیل میں سفید بال ہو یا گدھے کے پاؤں میں کوئی نشان ہو۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:3، ص:406، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث:11339، شرح السنۃ: جز:1، ص:1046، شعب الایمان: رقم الحدیث:361)

441- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ كِلَاهُمَا عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ غَيْرَ اَنَّهُمَا قَالَ مَا اَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ فِى النَّاسِ اِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاۗءِ فِى الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ اَوْ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاۗءِ فِى الثَّوْرِ الْاَبْيَضِ وَلَمْ يَذْكُرَا اَوْ كَالرَّقْمَةِ فِىْ ذِرَاعِ الْحِمَارِ

اعمش سے اسی اسناد کے ساتھ مروی ہے کہ بروز حشر لوگوں کے مدمقابل تمہاری نظیریوں ہوگی جس طرح کہ کالے بیل میں سفید بال یا سفید بیل میں کالا بال جبکہ اس روایت میں گدھے کے پاؤں پر نشان کا تذکرہ نہیں ہے۔ (مرجع السابق)

الحمدللہ عزوجل کتاب الایمان کی احادیث مبارکہ مکمل ہوئیں۔ رب تعالیٰ ان احادیث کے صدقے اپنے محبوب مکرم ﷺ کی شفاعت کے طفیل مجھے اور ساری امت مسلمہ کو بغیر حساب وکتاب جنت میں داخل فرمائے اور مرتے دم تک ایمان کی سلامتی میں رکھے اور ہم پر سدا راضی رہے۔ آمین بجاہ النبی الامین وصلی اللہ علیہ وسلم

کِتَابُ الْحَجِّ

حج کا بیان

مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: "حج کے معنی ہیں قصد اور ارادہ، عبادت کی نیت سے کعبہ شریف کا ارادہ کرنا حج ہے۔ حج کا سبب کعبہ معظمہ ہے، کعبہ شریف سب سے پہلے فرشتوں نے بنایا بیت المعمور کے مقابل اسی کا نام فرشتوں کے ہاں ضراح تھا، آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار برس پہلے سے فرشتے اس کا حج کرتے تھے، پھر آدم علیہ السلام سے لے کر ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک صرف انبیائے کرام نے حج کعبہ کیا، کسی امت پر حج فرض نہ تھا، ۵ ھ یا ٦ ھ یا ۹ ھ میں مسلمانوں پر حج فرض فرمایا گیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرضیت حج سے پہلے قبل ہجرت جو حج کیے وہ بطور عادتِ کریمہ تھے، آدم علیہ السلام نے ہندوستان سے پیدل چل کر چالیس حج کیے، حضور علیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حج میں حضرت موسیٰ علیہ السلام و یونس علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام نے بھی شرکت کی اور حضور علیہ السلام کے ساتھ حج کیا۔ معلوم ہوا کہ انبیائے کرام زندہ ہیں عبادتیں کرتے ہیں مگر ان کی یہ عابدتیں شرعی تکلیف سے نہیں ان کی خود اپنی خوشی سے ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کو حضور علیہ السلام نے ان کی قبر میں نماز پڑھتے دیکھا۔ (مرقات ولمعات واشعہ)

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں ہم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ پڑھا ۱ تو فرمایا: اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا لہٰذا حج کرو ۲۔ ایک شخص نے عرض کیا ۳۔ یارسول اللہ کیا ہر سال حضور خاموش رہے حتی کہ اس شخص نے تین بار کہا ۴ تو فرمایا کہ اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال واجب ہو جاتا اور تم نہ کر سکتے ۵۔ پھر فرمایا مجھے چھوڑے رہو جس میں میں تم کو آزادی دوں ٦۔ کیونکہ تم سے اگلے لوگ اپنے نبیوں سے زیادہ پوچھ گچھ اور زیادہ جھگڑنے کی وجہ سے ہی ہلاک ہوئے ۷۔ لہٰذا جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو جہاں تک ہو سکے کر گزرو اور جب تمہیں کسی چیز سے منع کروں تو اسے چھوڑ دو ۸۔ (مسلم)

شرح:

۱۔ یہ خطبہ حج فرض ہونے کے سال مدینہ منورہ میں تھا، ۸ ھ میں فتح مکہ ہوئی تو بعض لوگوں نے حج کیا، ۹ ھ میں حضرت ابوبکر صدیق نے لوگوں کو حج کرایا اور ۱۰ ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج فرمایا، ابن ہمام فرماتے ہیں کہ حج کی فرضیت ۵ ھ یا ٦ ھ یا ۹ ھ میں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتنے عرصہ تک حج نہ کرنا اس لیے تھا کہ آپ کو اپنی زندگی اور اپنے حج کرنے کا علم تھا۔ حق یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت سے پہلے بھی دو یا تین حج کیے ہیں جیسا کہ ترمذی، ابن ماجہ و حاکم نے حضرت جابر وغیرہم سے روایت کی۔ (مرقات)

۲۔ اگر حج کی فرضیت فتح مکہ سے پہلے ۵ ھ یا ٦ ھ میں ہوئی تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ جب تمہیں مکہ معظمہ پہنچنا میسر ہو جائے تو

حج کرنا، فرض تو ابھی ہو گیا ہے مگر اس کی ادا جب لازم ہو گی اور اگر فتح مکہ کے بعد ۹ھ میں فرض ہوا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس سال ہی حج کرو۔

۳۔ یہ عرض کرنے والے حضرت اقرع ابن حابس تھے، وہ سمجھے یہ کہ ہر رمضان میں روزے فرض ہوتے ہیں تو چاہیے کہ بقرعید میں حج فرض ہو کہ پھر یہ سوچا کہ اس میں لوگوں کو بہت دشواری ہو گی کیونکہ روزے تو اپنے گھر میں ہی رکھ لیے جاتے ہیں مگر حج کے لیے مکہ معظمہ جانا پڑتا ہے اور اطراف عالم سے ہر سال بیت اللہ شریف پہنچنا بہت مشکل ہو گا اس لیے آپ نے یہ سوال کیا اور بار بار کیا تا کہ مسئلہ واضح ہو جائے۔

۴۔ اس سوال پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاموشی اس لیے تھی کہ سائل سوال سے باز آ جائے تا کہ ہم کو جواب کی ضرورت نہ ہو مگر سائل شوق کی زیادتی سے یہ اشارہ نہ سمجھ سکا۔

۵۔ یعنی پورا جواب تو کیا معنی، اگر ہم صرف ہاں کہہ دیتے تب بھی ہر سال حج فرض ہو جاتا۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو احکام شرعیہ کا مالک بنایا ہے کہ آپ کی ہاں اور نہ میں تاثیر ہے جس کے قوی دلائل موجود ہیں کیوں نہ ہو کہ آپ کا کلام وحی الٰہی ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی"۔

اس کی پوری تحقیق ہماری کتاب "سلطنت مصطفیٰ" میں ملاحظہ فرمائیے۔ دوسرے یہ کہ بزرگوں سے اعمال اور وظیفوں میں قید یا پابندی نہ لگوانی چاہیے بلا قید عمل کرنا چاہیے۔

۶۔ یعنی ہمارے احکام میں کیوں، کیسے اور کب کہہ کر قید نہ لگائیں ہم شرعی احکام کی تبلیغ ہی کے لیے تو بھیجے گئے ہیں ضروری چیزیں ہم خود بیان فرمادیں گے۔ (لمعات)

۷۔ اس طرح کہ انہوں نے زیادہ پوچھ پوچھ کر پابندیاں لگوالیں، پھر ان پابندیوں پر عمل نہ کر سکے یا انہوں نے عمل تو کیا مگر بہت مشکل سے جیسے ذبح گائے کا واقعہ ہوا۔

۸۔ یعنی میرے احکام پر عمل کرنا فرض ہے اور ممنوعات سے بچنا لازم، یہ دونوں کام بقدر طاقت ہیں اگر نماز کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکو تو بیٹھ کر پڑھ لو، اگر جان پر بن جائے تو مردار کھالو۔ اس سے معلوم ہوا کہ جیسے وجوب و فرضیت کے لیے امر ضروری ہے ایسے ہی حرمت و ممانعت کے لیے نہی لازم، جس چیز کا حکم بھی نہ ہو اور ممانعت بھی نہ ہو وہ جائز ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا"۔

بعض جو کہتے ہیں کہ جو کام حضور علیہ السلام نے نہ کیا ہو وہ حرام ہے غلط ہے قرآن شریف کے بھی خلاف ہے اور اس قسم کی احادیث کے بھی۔" (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج4 تحت: کتاب المناسک کتاب حج کے ارکان)

شیخ الحدیث حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"حج ۹ھ میں فرض ہوا، نماز و زکوٰۃ اور روزہ کی طرح حج بھی اسلام کا ایک رکن ہے اس کا فرض ہونا قطعی اور یقینی ہے جو اس کی فرضیت

کا انکار کرے وہ کافر ہے، اور اس کی ادائیگی میں تاخیر کرنے والا گنہگار اور اس کا ترک کرنے والا فاسق اور عذاب جہنم کا سزاوار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ:

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ۔ یعنی حج وعمرہ کو اللہ کے لئے پورا کرو۔ (پ2، البقرۃ:196)"

(جنتی زیور، از شیخ الحدیث حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمۃ، تحت حج کا بیان)

کتاب الحج میں استعمال ہونے والی اصطلاحات:

ذیل میں کتاب الحج میں استعمال ہونے والی اصطلاحات کو بیان کیا جاتا ہے، جس کو پہلے ذہن نشین کرلیں تا کہ استفادہ آسان تر ہو سکے۔

"اشہرِ حج: حج کے مہینے یعنی شوال المکرم وذو القعدہ دو ۲ نوں مکمل اور ذوالحجہ کے ابتدائی دس ۱۰ دن۔ (رفیق الحرمین، ص ۳۳)

2 احرام: جب حج یا عمرہ یا دو ۲ نوں کی نیت کر کے تلبیہ پڑھتے ہیں، تو بعض حلال چیزیں بھی حرام ہو جاتی ہیں اس لئے اس کو احرام کہتے ہیں۔ اور مجازاً ان بغیر سلی چادروں کو بھی احرام کہا جاتا ہے جن کو احرام کی حالت میں استعمال کیا جاتا ہے۔ (ایضاً)

3 تَلبیہ: وہ وِرد جو عمرہ اور حج کے دوران حالتِ احرام میں کیا جاتا ہے۔ یعنی لَبَّيْكَ ؕ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ الخ پڑھنا۔ (ایضاً ص ۳۴)

4 اِضطِباع: احرام کی اوپر والی چادر کو سیدھی بغل سے نکال کر اس طرح الٹے کندھے پر ڈالنا کہ سیدھا کندھا کھلا رہے۔

(ایضاً ص ۳۴)

5 رَمَل: طواف کے ابتدائی تین ۳ پھیروں میں اکڑ کر شانے ہلاتے ہوئے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے ہوئے قدرے تیزی سے چلنا۔ (ایضاً ص ۳۴)

6 طواف: خانہ کعبہ کے گرد سات ۷ چکر یا پھیرے لگانا ایک چکر کو شوط کہتے ہیں جمع اشواط۔ (ایضاً ص ۳۴)

7 مَطاف: جس جگہ میں طواف کیا جاتا ہے۔ (ایضاً)

8 طوافِ قُدوم: مکہ معظمہ میں داخل ہونے پر پہلا طواف یہ افراد یا قِران کی نیت سے حج کرنے والوں کے لئے سنتِ مؤکدہ ہے۔ (ایضاً)

9 طوافِ زیارۃ: اسے طوافِ افاضہ بھی کہتے ہیں۔ یہ حج کا رکن ہے۔ اس کا وقت ۱۰ ذوالحجہ کی صبح صادق سے بارہ ۱۲ ذوالحجہ کے غروب آفتاب تک ہے مگر دس ۱۰ ذوالحجہ کو کرنا افضل ہے۔ (ایضاً)

10 طوافِ وداع: حج کے بعد مکہ مکرمہ سے رخصت ہوتے ہوئے کیا جاتا ہے۔ یہ ہر آفاقی حاجی پر واجب ہے۔ (ایضاً)، ص ۳۵)

11 طوافِ عمرہ: یہ عمرہ کرنے والوں پر فرض ہے۔ (ایضاً)

12 اِستلام: حجرِ اسود کو بوسہ دینا یا ہاتھ یا لکڑی سے چھو کر ہاتھ یا لکڑی کو چوم لینا یا ہاتھوں سے اس کی طرف اشارہ کر کے انہیں چوم لینا۔ (ایضاً)

13 سَعی: صفا اور مروہ کے مابین سات ۷ پھیرے لگانا (صفا سے مروہ تک ایک پھیرا ہوتا ہے یوں مروہ پر سات ۷ چکر پورے



ہوں گے۔(ایضاً)

14 رَمی: جمرات (یعنی شیطانوں) پر کنکریاں مارنا۔(ایضاً)

15 حَلق: احرام سے باہر ہونے کے لئے حدودِ حرم ہی میں پورا سر منڈوانا۔(ایضاً)

16 قَصر: چوتھائی سر کا ہر بال کم از کم انگلی کے ایک پورے کے برابر کتروانا۔(ایضاً)

17 مسجدُ الحرام: وہ مسجد جس میں کعبہ مشرفہ واقع ہے۔(ایضاً)

18 بابُ السّلام: مسجد الحرام کا وہ دروازہ مبارکہ جس سے پہلی بار داخل ہونا افضل ہے اور یہ جانب مشرق واقع ہے۔(ایضاً)

19 کعبہ: اسے بیت اللہ عزوجل بھی کہتے ہیں یعنی اللہ عزوجل کا گھر یہ پوری دنیا کے وسط میں واقع ہے اور ساری دنیا کے لوگ اسی کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے ہیں اور مسلمان پروانہ وار اس کا طواف کرتے ہیں۔(ایضاً ص ۳۶)

20 رکنِ اَسْوَد: جنوب و مشرق کے کونے میں واقع ہے اسی میں جنتی پتھر حجر اسود نصب ہے۔(ایضاً)

21 رکنِ عِراقی: یہ عراق کی سمت شمال مشرقی کونہ ہے۔(ایضاً)

22 رکن شامی: یہ ملک شام کی سمت شمال مغربی کونہ ہے۔(ایضاً)

23 رکنِ یَمانی: یہ یمن کی جانب مغربی کونہ ہے۔(ایضاً)

24 بابُ الکعبہ: رکن اسود اور رکن عراقی کے بیچ کی مشرقی دیوار میں زمین سے کافی بلند سونے کا دروازہ ہے۔(ایضاً)

25 مُلتَزَم: رکن اسود اور باب الکعبہ کی درمیانی دیوار۔(ایضاً ص ۳۶،۳۷)

26 مُستَجار: رکن یمانی اور شامی کے بیچ میں مغربی دیوار کا وہ حصہ جو ملتزم کے مقابل یعنی عین پیچھے کی سیدھ میں واقع ہے۔
(ایضاً ص ۳۷)

27 مُستَجاب: رکن یمانی اور رکن اسود کے بیچ کی جنوبی دیوار یہاں ستر ۷۰ ہزار فرشتے دعا پر امین کہنے کے لئے مقرر ہیں۔ اسی لئے سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن نے اس مقام کا نام مستجاب (یعنی دعا کی مقبولیت کا مقام) رکھا ہے۔(ایضاً)

28 حَطیم: کعبہ معظمہ کی شمالی دیوار کے پاس نصف دائرے کی شکل میں فصیل (یعنی باؤنڈری) کے اندر کا حصہ حطیمکعبہ شریف ہی کا حصہ ہے اور اس میں داخل ہونا عین کعبۃ اللہ شریف میں داخل ہونا ہے۔(ایضاً)

29 مِیزابِ رَحمت: سونے کا پرنالہ یہ رکنِ عراقی و شامی کی شمالی دیوار پر چھت پر نصب ہے اس سے بارش کا پانی حطیم میں نچھاور ہوتا ہے۔(ایضاً ص ۳۷۔۳۸)

30 مَقامِ اِبراھیم: دروازہ کعبہ کے سامنے ایک قبہ میں وہ جنتی پتھر جس پر کھڑے ہو کر حضرت سیدنا ابراھیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ السلام نے کعبہ شریف کی عمارت تعمیر کی اور یہ حضرت سیّدنا ابراھیم خلیل اللہ علیہ السلام کا زندہ معجزہ ہے کہ آج بھی اس مبارک پتھر پر آپ علیہ السلام کے قدمین شریفین کے نقش موجود ہیں۔(ایضاً ص ۳۸)

31 بِیرِ زَم زَم: مکہ معظمہ کا وہ مقدس کنواں جو حضرت سیّدنا اسماعیل علی نبینا وعلیہ السلام کے عالم طفولیت میں آپ کے ننھے ننھے

مبارک قدموں کی رگڑ سے جاری ہوا تھا۔ اس کا پانی دیکھنا، پینا اور بدن پر ڈالنا ثواب اور بیماریوں کے لئے شفا ہے۔ یہ مبارک کنواں مقام ابراہیم (علیہ السلام) سے جنوب میں واقع ہے۔ (ایضاً)

32 بابُ الصفا: مسجد الحرام کے جنوبی دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔ جس کے نزدیک کوہ صفا ہے۔ (ایضاً)

33 کوہِ صَفا: کعبہ معظمہ کے جنوب میں واقع ہے اور یہیں سے سعی شروع ہوتی ہے۔ (رفیق الحرمین ص ۳۹)

34 کوہ مَروہ: کوہ صفا کے سامنے واقع ہے۔ صفا سے مروہ تک پہنچنے پر سعی کا ایک پھیرا ختم ہو جاتا ہے اور ساتواں پھیرا یہیں مروہ پر ختم ہوتا ہے۔ (ایضاً)

35 مِیلَین اَخضَرَین: یعنی دو ۲ سبز نشان صَفا سے جانب مروہ کچھ دور چلنے کے بعد تھوڑے فاصلے پر دو ۲ نوں طرف کی دیواروں اور چھت میں سبز لائٹیں لگی ہوئی ہیں۔ نیز ابتدا اور انتہا پر فرش بھی سبز ماربل کا پٹا بنا ہوا ہے۔ ان دو ۲ نوں سبز نشانوں کے درمیان دوران سعی مردوں کو دوڑنا ہوتا ہے۔ (ایضاً)

36 مَسْعٰی: میلین اخضرین کا درمیانی فاصلہ جہاں دوران سعی مرد کو دوڑنا سنت ہے۔ (ایضاً)

37 مِیقات: اس جگہ کو کہتے ہیں کہ مکہ معظمہ جانے والے آفاقی کو بغیر احرام وہاں سے آگے جانا جائز نہیں، چاہے تجارت یا کسی بھی غرض سے جاتا ہو۔ یہاں تک کہ مکہ مکرمہ کے رہنے والے بھی اگر میقات کی حدود سے باہر (مثلاً طائف یا مدینہ منورہ) جائیں تو انہیں بھی اب بغیر احرام مکہ پاک آنا ناجائز ہے۔ (ایضاً)

38 ذُوالحُلَیفہ: مدینہ شریف سے مکہ پاک کی طرف تقریباً دس کلومیٹر پر ہے جو مدینہ منورہ کی طرف سے آنے والوں کے لئے میقات ہے۔ اب اس جگہ کا نام ابیارِ علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہے۔ (ایضاً ص ۴۰)

39 ذاتِ عِرق: عراق کی جانب سے آنے والوں کے لئے میقات ہے۔ (ایضاً)

40 یَلَمْلَم: پاک و ہند والوں کے لئے میقات ہے۔ (ایضاً)

41 جُحفہ: ملک شام کی طرف سے آنے والوں کے لئے میقات ہے۔ (ایضاً)

42 قَرنُ المَنازِل: نجد (موجودہ ریاض) کی طرف آنے والوں کے لئے میقات ہے۔ یہ جگہ طائف کے قریب ہے۔ (ایضاً ص ۴۰)

43 مِیقاتی: وہ شخص جو میقات کی حدود کے اندر رہتا ہو۔ (ایضاً)

44 آفاقی: وہ شخص جو میقات کی حدود سے باہر رہتا ہو۔ (ایضاً)

45 تَنعِیم: وہ جگہ جہاں سے مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران عمرے کے لئے احرام باندھتے ہیں اور یہ مقام مسجد الحرام سے تقریباً سات 7 کلومیٹر جانب مدینہ منورہ ہے اب یہاں مسجد عائشہ رضی اللہ عنہا بنی ہوئی ہے۔ اس جگہ کو لوگ چھوٹا عمرہ کہتے ہیں۔ (ایضاً ص ۴۰۔۴۱)

Marfat.com



46 جعرانہ: مکہ مکرمہ سے تقریباً چھبیس ۲۶ کلومیٹر دور طائف کے راستے پر واقع ہے۔ یہاں سے بھی دوران قیام مکہ شریف عمرہ کا باندھا جاتا ہے۔ اس مقام کو عوام بڑا عمرہ کہتے ہیں۔ (ایضاً ص ۴۱)

47 حرم: مکہ معظمہ کے چاروں طرف میلوں تک اس کی حدود ہیں اور یہ زمین حرمت وتقدس کی وجہ سے حرم کہلاتی ہے۔ ہر جانب حدود پر نشان لگے ہیں حرم کے جنگل کا شکار کرنا نیز خودرو درخت اور تر گھاس کاٹنا، حاجی، غیر حاجی سب کے لئے حرام ہے۔ جو شخص حرم میں رہتا ہوا سے حَرَمی یا اھلِ حرم کہتے ہیں۔ (رفیق الحرمین، ص ۴۱)

48 حِل: حدودِ حرم سے باہر میقات تک کی زمین کو حِل کہتے ہیں۔ اس جگہ وہ چیزیں حلال ہیں جو حرم میں حرام ہیں۔ جو شخص زمینِ حِل کا رہنے والا ہو اسے حِلّی کہتے ہیں۔ (ایضاً ص ۴۲)

49 مِنیٰ: مسجد الحرام سے پانچ ۵ کلومیٹر پر وہ وادی جہاں حاجی صاحبان قیام کرتے ہیں مِنیٰ حرم میں شامل ہے۔ (ایضاً)

50 جَمرات: منیٰ میں تین ۳ مقامات جہاں کنکریاں ماری جاتی ہیں پہلے کا نام جمرۃُ العَقَبہ ہے۔ اسے بڑا شیطان بھی بولتے ہیں۔ دوسرے کو جمرۃ الوسطیٰ (منجھلا شیطان) اور تیسرا کو جمرۃ الاُولیٰ (چھوٹا شیطان) کہتے ہیں۔ (ایضاً)

51 عَرَفات: منیٰ سے تقریباً گیارہ ۱۱ کلومیٹر دور میدان جہاں ۹ ذوالحجہ کو تمام حاجی صاحبان جمع ہوتے ہیں۔ عرفات حرم سے خارج ہے۔ (ایضاً)

52 جَبَلِ رَحمت: عرفات کا وہ مقدس پہاڑ جس کے قریب وقوف کرنا افضل ہے۔ (ایضاً ص ۴۲)

53 مُزدَلِفہ: منیٰ سے عرفات کی طرف تقریباً پانچ ۵ کلومیٹر پر واقع میدان جہاں عرفات سے واپسی پر رات بسر کرتے ہیں۔ سنت اور صبح صادق اور طلوع آفتاب کے درمیان کم از کم ایک لحہ وقوف واجب ہے۔ (ایضاً ص ۴۲۔۴۳)

54 مُحَسِّر: مزدلفہ سے ملا ہوا میدان، یہیں اصحاب فیل پر عذاب نازل ہوا تھا۔ لہٰذا یہاں سے گزرتے وقت تیزی سے گزرنا سنت ہے۔ (ایضاً ص ۴۳)

55 بطنِ عُرَنہ: عرفات کے قریب ایک جنگل جہاں حاجی کا وقوف درست نہیں۔ (ایضاً)

56 مُدّعیٰ: مسجد حرام اور مکہ مکرمہ کے قبرستان جنت المعلیٰ کے مابین جگہ جہاں دعا مانگنا مستحب ہے۔ (ایضاً)

57 دَم: یعنی ایک بکرا (اس میں نر، مادہ، دنبہ، بھیڑ، نیز گائے یا اونٹ کا ساتواں حصہ سب شامل ہیں)۔ (ایضاً ص ۲۲۸)

71 حجِ تَمتُّع: مکہ معظمہ میں پہنچ کر اشہر الحج (یکم شوال سے دس ذی الحجہ) میں عمرہ کر کے وہیں سے حج کا احرام باندھے۔ اسے تمتع کہتے ہیں اور اس حج کرنے والے کو مُتَمتِّع کہتے ہیں۔ (ماخوذ از فتاوٰی رضویہ، ج ۱۰، ص ۸۱۴)

72 حجِ اِفراد: جس میں صرف حج کیا جاتا ہے۔ اسے حج افراد کہتے ہیں اور اس حج کرنے والے کو مُفرِد کہتے ہیں۔
(ماخوذ از فتاوٰی رضویہ، ج ۱۰، ص ۸۱۳)

73 زادِ راہ: توشہ اور سواری، اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ چیزیں اُس کی حاجت یعنی مکان و لباس اور خانہ داری کے سامان وغیرہ اور قرض سے اتنی زائد ہوں کہ سواری پر جائے اور وہاں سے سواری پر واپس آئے اور جانے سے واپسی تک عیال کا نفقہ اور مکان کی مرمت

Marfat.com

کے لیے کافی مال چھوڑ جائے۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۶، ص ۱۰ و ۱۱)

74 جنایت: اس سے مراد وہ فعل ہے جو حرم یا احرام کی وجہ سے منع ہو۔ جیسے احرام کی حالت میں شکار کرنا، حرم میں کسی جانور کو قتل کرنا۔ (ماخوذ از در مختار، ج ۳، ص ۶۵۰)

75 ذی الحلیفہ: مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک مقام کا نام ہے، یہی اصح ہے۔ (مرقاۃ)

(بہار شریعت از مکتبۃ المدینہ حصہ اول: تحت: حصہ ششم (۶) کی اصطلاحات، ص 36)

بَابُ مَا يُبَاحُ لِلْمُحْرِمِ بِحَجَّةٍ أَوْ عُمْرَةٍ لُبْسُهُ وَمَا لَا يُبَاحُ

باب: حج یا عمرہ کے احرام باندھنے والے کے لئے کیا پہننا جائز ہے اور کیا جائز نہیں

442- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْبَسُوا الْقُمُصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ إِلَّا أَحَدٌ لَا يَجِدُ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ وَلَا الْوَرْسُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں ایک آدمی نے عرض کیا: محرم کس قسم کا لباس زیب تن کرے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قمیض، پگڑیاں، شلواروں کو زیب تن نہ کرو۔ نہ ہی ٹوپیاں اور نہ ہی موزوں کو پہنو مگر یہ کہ کسی کے پاس جوتی نہ ہو تو اسے چاہئے کہ وہ موزوں کو ٹخنوں کے نیچے سے قطع کر کے پہن لے اور ایسا لباس زیب تن ہرگز نہ کرے جس کے اندر ورس یا زعفران کا رنگ یا خوشبو مس ہو۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3849، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 2920، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8822، سنن دارمی: رقم الحدیث: 1852)

443- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ قَالَ لَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ الْقَمِيصَ وَلَا الْعِمَامَةَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ وَرْسٌ وَلَا زَعْفَرَانٌ وَلَا الْخُفَّيْنِ إِلَّا أَنْ لَا يَجِدَ نَعْلَيْنِ فَلْيَقْطَعْهُمَا حَتَّى يَكُونَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں عرض کیا گیا: محرم کس قسم کا لباس زیب تن کرے؟ تو ارشاد فرمایا: محرم نہ تو قمیص نہ ہی عمامہ نہ ہی ٹوپی نہ ہی شلوار، نہ ہی ورس اور زعفران سے رنگا ہوا کپڑا اور نہ ہی موزوں کو پہنے مگر یہ کہ ایسے جوتے نہ پا سکے تو پھر موزے ٹخنوں کے نیچے سے قطع کر کے پہن لے۔ (مرجع السابق)

Marfat.com

444- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَلْبَسَ الْمُحْرِمُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا بِزَعْفَرَانٍ أَوْ وَرْسٍ وَقَالَ مَنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ محرم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زعفران اور ورس کے ساتھ رنگے ہوئے کپڑے پہننے سے روکا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کے پاس جوتے نہ ہوں تو اس کو چاہئے کہ موزے ٹخنوں کے نیچے سے قطع کر کے پہن لے۔ (مرجع السابق)

445- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ جَمِيعًا عَنْ حَمَّادٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ يَقُولُ السَّرَاوِيلُ لِمَنْ لَمْ يَجِدِ الْإِزَارَ وَالْخِفَافُ لِمَنْ لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ يَعْنِي الْمُحْرِمَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیتے وقت ارشاد فرمایا: جس آدمی کو چادر میسر نہ ہو تو وہ شلوار کو پہن لے اور جسے جوتے میسر نہ ہوں تو وہ موزوں کو پہن لے۔ راوی نے فرمایا: یعنی جو آدمی محرم ہو۔ (معجم الکبیر: رقم الحدیث: 12810، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 3780، مسند ابی یعلی: رقم الحدیث: 2395، سنن دارمی: رقم الحدیث: 1799)

446- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ ح وَحَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَا جَمِيعًا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ بِعَرَفَاتٍ فَذَكَرَ هَذَا الْحَدِيثَ

دوسری سند سے یونہی مروی ہے اس میں اضافہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات کے اندر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ (مرجع السابق)

447- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ ح وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ كُلُّ هَؤُلَاءِ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ أَحَدٌ مِنْهُمْ يَخْطُبُ بِعَرَفَاتٍ غَيْرُ شُعْبَةَ وَحْدَهُ

دوسری سند سے بھی یونہی مروی ہے مگر عرفات میں خطبہ کا کسی نے بھی ذکر نہیں کیا ہے۔ (مرجع السابق)

448- وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَمَنْ لَمْ يَجِدْ إِزَارًا فَلْيَلْبَسْ سَرَاوِيلَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس آدمی نے جوتوں کو نہ پایا تو وہ پھر موزوں کو

Marfat.com

پہن لے اور جسے چادر میسر نہ ہو تو وہ شلوار کو زیب تن کر لے۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3661، معجم الاوسط: رقم الحدیث: 9322، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 12814، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8851)

449- حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْجِعِرَّانَةِ عَلَيْهِ جُبَّةٌ وَعَلَيْهَا خَلُوقٌ أَوْ قَالَ أَثَرُ صُفْرَةٍ فَقَالَ كَيْفَ تَأْمُرُنِي أَنْ أَصْنَعَ فِي عُمْرَتِي قَالَ وَأُنْزِلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَحْيُ فَسُتِرَ بِثَوْبٍ وَكَانَ يَعْلَى يَقُولُ وَدِدْتُ أَنِّي أَرَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ قَالَ فَقَالَ أَيَسُرُّكَ أَنْ تَنْظُرَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ قَالَ فَرَفَعَ عُمَرُ طَرَفَ الثَّوْبِ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ لَهُ غَطِيطٌ قَالَ وَأَحْسَبُهُ قَالَ كَغَطِيطِ الْبَكْرِ قَالَ فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْهُ قَالَ أَيْنَ السَّائِلُ عَنِ الْعُمْرَةِ اغْسِلْ عَنْكَ أَثَرَ الصُّفْرَةِ أَوْ قَالَ أَثَرَ الْخَلُوقِ وَاخْلَعْ عَنْكَ جُبَّتَكَ وَاصْنَعْ فِي عُمْرَتِكَ مَا أَنْتَ صَانِعٌ فِي حَجِّكَ

صفوان بن یعلیٰ بن امیہ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں: ایک آدمی جعرانہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر ہوا جبکہ اس نے جبہ کو پہن رکھا تھا۔ جس کے اوپر خوشبو لگی تھی۔ یا زردی کا تھوڑا بہت اثر تھا وہ عرض گزار ہوا: مجھے یہ ارشاد فرمائیے کہ میں عمرہ کے اندر کیا کچھ کروں۔ راوی نے فرمایا کہ اس دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا نزول ہو رہا تھا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کپڑا اوڑھا گیا تھا۔ یعلی نے فرمایا: میری یہ خواہش تھی کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کے نزول کی صورت حال ملاحظہ کروں۔ تو مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تمہاری یہ چاہت ہے کہ تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کے نزول کی صورت حال ملاحظہ کرو۔ یہ کہتے ہوئے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سے تھوڑا سا کپڑے کا کنارہ ہٹایا تو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب نظر کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت خراٹے لے رہے تھے۔ راوی نے فرمایا کہ وہ ایسی آواز تھی جو اونٹ کی ہوتی ہے۔ جس وقت یہ صورت حال ختم ہوگئی۔ تو ارشاد فرمایا: وہ آدمی کدھر ہے۔ جس نے عمرہ کے بارے میں پوچھا تھا۔ ارشاد فرمایا: زردی یا خوشبو کے اثر کو دھو دو۔ جبے کو اتار دو اور یونہی عمرہ میں بجالاؤ جس طرح کہ حج میں کرتے ہو۔ (معجم الکبیر: رقم الحدیث: 653، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8879، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 1697، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 1789)

450- وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ وَهُوَ بِالْجِعِرَّانَةِ وَأَنَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ مُقَطَّعَاتٌ يَعْنِي جُبَّةً وَهُوَ مُتَضَمِّخٌ بِالْخَلُوقِ فَقَالَ إِنِّي أَحْرَمْتُ بِالْعُمْرَةِ وَعَلَيَّ هَذَا وَأَنَا مُتَضَمِّخٌ بِالْخَلُوقِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اصْنَعْ مَا كُنْتَ صَانِعًا فِي حَجِّكَ قَالَ أَنْزِعُ عَنِّي هَذِهِ الثِّيَابَ وَأَغْسِلُ عَنِّي هَذَا الْخَلُوقَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كُنْتَ صَانِعًا فِي حَجِّكَ فَاصْنَعْهُ فِي عُمْرَتِكَ

صفوان بن یعلیٰ اپنے والد محترم سے راوی ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں جعرانہ کے مقام پر حاضر ہوا۔

اور اس دوران میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر تھا۔ اس آدمی نے جبہ پہن رکھا تھا جس کے اوپر خوشبو لگی ہوئی تھی۔ وہ کہنے لگا: میں نے عمرہ والا احرام باندھ رکھا ہے۔ اور میرے اوپر یہ والا جبہ بھی ہے۔ اور اس کے اوپر خوشبو بھی لگی ہوئی ہے۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو حج میں سرانجام دو اسی میں بھی ویسے سرانجام دو۔ وہ عرض گزار ہوا: میں ان کپڑوں کو اتار پھینکوں اور اس خوشبو کو دھو دوں۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو حج میں بجالاتے ہو اسی طرح اپنے عمرہ میں بھی سرانجام دو۔ (مرجع السابق)

451- حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بُكَيْرٍ قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ وَّاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا عِيسَى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ أَنَّ صَفْوَانَ بْنَ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ يَعْلَى كَانَ يَقُولُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَيْتَنِي أَرَى نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ فَلَمَّا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجِعِرَّانَةِ وَعَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَوْبٌ قَدْ أُظِلَّ بِهِ عَلَيْهِ مَعَهُ نَاسٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ فِيهِمْ عُمَرُ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ عَلَيْهِ جُبَّةُ صُوفٍ مُتَضَمِّخٌ بِطِيبٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ تَرَى فِي رَجُلٍ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ فِي جُبَّةٍ بَعْدَ مَا تَضَمَّخَ بِطِيبٍ فَنَظَرَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاعَةً ثُمَّ سَكَتَ فَجَاءَهُ الْوَحْيُ فَأَشَارَ عُمَرُ بِيَدِهِ إِلَى يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ تَعَالَ فَجَاءَ يَعْلَى فَأَدْخَلَ رَأْسَهُ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْمَرُّ الْوَجْهِ يَغِطُّ سَاعَةً ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَقَالَ أَيْنَ الَّذِي سَأَلَنِي عَنِ الْعُمْرَةِ آنِفًا فَالْتُمِسَ الرَّجُلُ فَجِيءَ بِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا الطِّيبُ الَّذِي بِكَ فَاغْسِلْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَّأَمَّا الْجُبَّةُ فَانْزِعْهَا ثُمَّ اصْنَعْ فِي عُمْرَتِكَ مَا تَصْنَعُ فِي حَجِّكَ

صفوان بن یعلیٰ بن امیہ کا بیان ہے کہ حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرماتے تھے کہ کاش میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی کے نزول والی صورت حال کو ملاحظہ کروں۔ تو جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام جعرانہ پر تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کپڑے سے سایہ کر رکھا تھا اور چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت تھے۔ ان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی بھی تھیں ایسے سمے میں ایک جبہ پہنے ہوئے ایک آدمی حاضر ہوا جس پر خوشبو بھی لگی ہوئی تھی وہ عرض گزار ہوا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آدمی کے متعلق کیا فرماتے ہیں کہ جس نے عمرہ کا احرام باندھ رکھا ہو۔ اور جبہ بھی پہن رکھا ہو۔ اس پر خوشبو بھی ملبد ہو اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آدمی کی جانب توجہ فرمائی تو سکوت اختیار فرمالیا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی کا نزول ہوا۔ تو حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ کی جانب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اشارہ فرمایا پس حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو کپڑے میں سر دے کر ملاحظہ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ انور سرخ تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھوڑی دیر تک خراٹے لیتے رہے۔ اس کے بعد یہ صورت حال ختم ہو گئی۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ آدمی کدھر گیا جس نے ابھی ابھی مجھ سے عمرہ کے بارے میں پوچھا تھا۔ چنانچہ اس آدمی کو حاضر کیا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خوشبو کو تین بار دھو ڈالو۔ اور جبے کو اتار پھینکو پھر اپنے عمرہ میں یونہی سرانجام دو جو اپنے حج میں سرانجام دیتے ہو۔ (مرجع السابق)

Marfat.com

452- وَحَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ رَافِعٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ قَيْسًا يُحَدِّثُ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْجِعِرَّانَةِ قَدْ أَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ وَهُوَ مُصَفِّرٌ لِحْيَتَهُ وَرَأْسَهُ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أَحْرَمْتُ بِعُمْرَةٍ وَأَنَا كَمَا تَرَى فَقَالَ انْزِعْ عَنْكَ الْجُبَّةَ وَاغْسِلْ عَنْكَ الصُّفْرَةَ وَمَا كُنْتَ صَانِعًا فِي حَجِّكَ فَاصْنَعْهُ فِي عُمْرَتِكَ

حضرت یعلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی جعرانہ کے مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر ہوا۔ جس نے عمرہ کا احرام باندھ رکھا تھا۔ جبکہ اس کی داڑھی اور سر کے بال زرد رنگ کے خضاب سے رنگے ہوئے تھے۔ اور اس نے ایک جبہ بھی زیب تن کیا ہوا تھا۔ وہ عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے عمرہ کا احرام باندھ رکھا ہے۔ اور میری جو صورت حال ہے اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ ارشاد فرمایا: جبے کو اتار پھینکو اور اس خضاب کو دھو دو اور جو حج میں سرانجام دیتے ہو وہی عمرہ میں سرانجام دو۔ (مرجع سابق)

453- وَحَدَّثَنِي إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ حَدَّثَنَا رَبَاحُ بْنُ أَبِي مَعْرُوفٍ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءً قَالَ أَخْبَرَنِي صَفْوَانُ بْنُ يَعْلَى عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَاهُ رَجُلٌ عَلَيْهِ جُبَّةٌ بِهَا أَثَرٌ مِنْ خَلُوقٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أَحْرَمْتُ بِعُمْرَةٍ فَكَيْفَ أَفْعَلُ فَسَكَتَ عَنْهُ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيْهِ وَكَانَ عُمَرُ يَسْتُرُهُ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ يُظِلُّهُ فَقُلْتُ لِعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِنِّي أُحِبُّ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ أَنْ أُدْخِلَ رَأْسِي مَعَهُ فِي الثَّوْبِ فَلَمَّا أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ خَمَّرَهُ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِالثَّوْبِ فَجِئْتُهُ فَأَدْخَلْتُ رَأْسِي مَعَهُ فِي الثَّوْبِ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْهُ قَالَ أَيْنَ السَّائِلُ آنِفًا عَنِ الْعُمْرَةِ فَقَامَ إِلَيْهِ الرَّجُلُ فَقَالَ انْزِعْ عَنْكَ جُبَّتَكَ وَاغْسِلْ أَثَرَ الْخَلُوقِ الَّذِي بِكَ وَافْعَلْ فِي عُمْرَتِكَ مَا كُنْتَ فَاعِلًا فِي حَجِّكَ

حضرت یعلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر تھے کہ اتنے میں ایک آدمی آکر عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے عمرہ والا احرام باندھ رکھا ہے۔ تو میں اس کے اندر کیا کیا سرانجام دوں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکوت اختیار فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آدمی کو کچھ بھی جواب مرحمت نہ فرمایا۔ اور جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نزول وحی کی کیفیت ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کپڑا اوڑھا دیا کرتے تھے میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کر رکھا تھا میری تمنا ہے کہ جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی کا نزول ہو تو میں اپنے سر کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کپڑے کے اندر کر دوں چنانچہ جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نزول وحی کی کیفیت ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوپر کپڑے سے اوٹ کر دی۔ اس پر میں نے بھی اپنے سر کو کپڑے کے اندر کر لیا تو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو۔ جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ صورت حال ختم ہو چکی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ آدمی کدھر ہے جس نے ابھی ابھی عمرہ کے بارے میں سوال کیا۔ وہ کھڑا ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ جبہ اتار

Marfat.com

پھینکو اور لگی ہوئی خوشبو کو دھو ڈالو اور جو حج میں سرانجام دیتے ہو وہی عمرہ میں سرانجام دو۔ (مرجع السابق)

تشریح:

کون سی چیز محرم کے لیے پہننی جائز ہے جن چیزوں میں اصل اباحت ہے ان کا استعمال جائز ہے اور جن چیزوں سے منع کیا گیا ہے ان کو یاد کرنا اور حفظ کرنا ضروری ہے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محرم قمیص یعنی جو چیزیں اس کے معنی میں ہیں، اور عمامہ یعنی ہر وہ چیز جس کے ساتھ سر کو ڈھانپا جاتا ہے، اور قباء اسی طرح عباء جب کہ ہاتھ کو اس کی آستین میں ڈالا جائے جائز نہیں اور اگر اس کو کاندھوں پر رکھ لیا تو مکروہ ہے اور نہ شلوار بھی نہ پہنے، اور لمبی ٹوپی اور ہر وہ کپڑا جس کے ساتھ سر ڈھانپا جاتا ہے اور نہ وہ کپڑا پہننا جائز ہے جس کو ورس (ایک خوشبو) یا زعفران لگا ہو۔ اس کا معنی یہ ہے کہ محرم چاہے عورت ہو یا مرد اس کو ان دونوں خوشبوؤں میں رنگا ہوا کپڑا پہننا جائز نہیں ہاں جب ان دونوں خوشبوؤں میں کپڑا رنگا ہوا ہے اور اس کی خوشبو ختم ہو چکی ہے تو جائز ہے، اور جس کے پاس جوتے نہ ہوں تو وہ موزوں کو ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ کر پہنے، اس سے معلوم ہوا کہ ان کو اپنی حالت پر پہننا جائز نہیں بلکہ ان کو کاٹ کر چپلیں بنا کر پہننا جائز ہے۔

(شرح الملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ علی مسند الامام الاعظم، قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی، ص 233)

بَابُ مَوَاقِيتِ الْحَجِّ

باب: حج کے مواقیت

454- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَخَلَفُ بْنُ هِشَامٍ وَّاَبُو الرَّبِيعِ وَقُتَيْبَةُ جَمِيعًا عَنْ حَمَّادٍ قَالَ يَحْيَى اَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ وَقَّتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِاَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِاَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِاَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ قَالَ فَهُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ اَتٰى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ اَهْلِهِنَّ مِمَّنْ اَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَمَنْ كَانَ دُونَهُنَّ فَمِنْ اَهْلِهِ وَكَذَا فَكَذٰلِكَ حَتّٰى اَهْلُ مَكَّةَ يُهِلُّونَ مِنْهَا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ والوں کے لئے ذوالحلیفہ، شام والوں کے لئے جحفہ، نجد والوں کے لئے قرن اور یمن والوں کے لئے یلملم کو میقات مقرر فرمایا یہ مواقیت وہاں کے رہنے والوں کے لئے بھی ہے اور ان کے لئے بھی جو دوسری جگہوں سے ان مواقیت کی حد میں آتے ہیں چاہے ان کا ارادہ حج کا ہو یا عمرہ کا ہو۔ اور جو لوگ ان مواقیت کے اندر ہوں وہ اسی مقام پر سے احرام کو باندھا کریں۔ یہاں تک کہ مکہ مکرمہ والے مکہ مکرمہ سے احرام باندھیں۔ (سنن النسائی: رقم الحدیث: 3637، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1740، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8704، شرح السنۃ: جز: 1، ص: 457)

455- حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتَ لِاَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِاَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِاَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِاَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ وَقَالَ هُنَّ لَهُمْ

Marfat.com

وَلِكُلِّ اٰتٍ اَتٰى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِهِنَّ مِمَّنْ اَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وَمَنْ كَانَ دُوْنَ ذٰلِكَ فَمِنْ حَيْثُ اَنْشَاَ حَتّٰى اَهْلُ مَكَّةَ مِنْ مَّكَّةَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ والوں کے لئے ذوالحلیفہ، شام والوں کے لئے جحفہ، نجد والوں کے لئے قرن المنازل اور یمن والوں کے لئے یلملم کو میقات بنایا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ میقات وہاں کے رہائشیوں کے لئے بھی ہے اور ان کے لئے بھی جو حج وعمرہ کرنے کی خاطر دوسرے علاقوں سے اس مقام پر آئیں اور جو ان مواقیت کے اندر والے ہیں۔ وہ اسی مقام پر سے احرام باندھیں یہاں تک کہ مکہ مکرمہ والے مکہ مکرمہ سے احرام باندھیں۔ (مرجع السابق)

456- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُهِلُّ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَاَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَاَهْلُ نَجْدٍ مِّنْ قَرْنٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَبَلَغَنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَيُهِلُّ اَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَّلَمْلَمَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مدینہ منورہ والے ذوالحلیفہ، شام والے جحفہ، نجد والے قرن المنازل سے احرام باندھا کریں۔ راوی نے فرمایا کہ مجھ تک یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یمن والے یلملم سے احرام باندھا کریں۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3631، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 2905، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8688، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 761)

457- وَحَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّابْنُ اَبِيْ عُمَرَ قَالَ ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُهِلُّ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَيُهِلُّ اَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَيُهِلُّ اَهْلُ نَجْدٍ مِّنْ قَرْنٍ قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَذُكِرَ لِيْ وَلَمْ اَسْمَعْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَيُهِلُّ اَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَّلَمْلَمَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مدینہ منورہ والے ذوالحلیفہ، شام والے جحفہ، نجد والے قرن المنازل سے احرام باندھا کریں۔ راوی نے فرمایا کہ میں نے خود تو سنا کہ مگر مجھے یہ بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یمن والے یلملم سے احرام باندھا کریں۔ (مرجع السابق)

458- وَحَدَّثَنِيْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مُهَلُّ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذُو الْحُلَيْفَةِ وَمُهَلُّ اَهْلِ الشَّامِ مَهْيَعَةُ وَهِيَ الْجُحْفَةُ وَمُهَلُّ اَهْلِ نَجْدٍ قَرْنٌ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَزَعَمُوْا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ اَسْمَعْ ذٰلِكَ مِنْهُ

Marfat.com

قَالَ وَمُهَلُّ اَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یمن والوں کے احرام باندھنے کا مقام ذوالحلیفہ، شام والوں کے لئے جحفہ، نجد والوں کے لئے قرن جگہ ہے۔ راوی نے فرمایا کہ میں نے یہ خود تو سماعت نہیں کیا مگر لوگوں نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یمن والوں کے لئے یلملم احرام باندھنے کا مقام ہے۔ (مرجع السابق)

459- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَيَحْيَى بْنُ اَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَّعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى اَخْبَرَنَا وَقَالَ الْاٰخَرُونَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهْلَ الْمَدِينَةِ اَنْ يُّهِلُّوا مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَاَهْلَ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَاَهْلَ نَجْدٍ مِّنْ قَرْنٍ وَّقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَاُخْبِرْتُ اَنَّهٗ قَالَ وَيُهِلُّ اَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَّلَمْلَمَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ والوں کو ذوالحلیفہ سے احرام باندھنے کا حکم ارشاد فرمایا، شام والوں کو جحفہ سے، نجد والوں کو قرن المنازل سے احرام باندھنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ راوی نے فرمایا کہ مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ یمن والے یلملم سے احرام باندھا کریں۔ (مرجع السابق)

460- حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ اَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِي اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُسْاَلُ عَنِ الْمُهَلِّ فَقَالَ سَمِعْتُ ثُمَّ انْتَهٰى فَقَالَ اُرَاهُ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابوالزبیر کا بیان ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مواقیت کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: میں نے سماعت کیا ہے۔ راوی نے فرمایا کہ میرا زعم یہ ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن رکھا تھا۔ (مرجع السابق)

461- وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ ابْنُ حَاتِمٍ وَّعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ كِلَاهُمَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بَكْرٍ قَالَ عَبْدٌ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِي اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُسْاَلُ عَنِ الْمُهَلِّ فَقَالَ سَمِعْتُ اَحْسَبُهٗ رَفَعَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مُهَلُّ اَهْلِ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَالطَّرِيقُ الْاٰخَرُ الْجُحْفَةُ وَمُهَلُّ اَهْلِ الْعِرَاقِ مِنْ ذَاتِ عِرْقٍ وَّمُهَلُّ اَهْلِ نَجْدٍ مِّنْ قَرْنٍ وَّمُهَلُّ اَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ يَّلَمْلَمَ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابوزبیر نے کہا کہ میرے زعم میں اس حدیث کو انہوں نے مرفوعاً بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مدینہ منورہ والوں کے لئے احرام باندھنے کا مقام ذوالحلیفہ ہے اور دوسری جگہ جحفہ ہے اور عراق والوں کے لئے ذات عرق ہے، نجد والوں کے لئے قرن المنازل ہے اور یمن والوں کے لئے یلملم احرام باندھنے کا مقام ہے۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8693، شرح السنۃ: جز: 1، ص: 458، صحیح ابن خزیمہ: رقم الحدیث: 2592، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 3708)

Marfat.com

شرح:

میقات اُس جگہ کو کہتے ہیں کہ مکہ معظمہ کے جانے والے کو بغیر احرام وہاں سے آگے جانا جائز نہیں اگر چہ تجارت وغیرہ کسی اور غرض سے جاتا ہو۔ (الھدایۃ،، کتاب الحج، ج۱، ص ۱۳۳۔ ۱۳۴، وغیرہ)

ایک آدمی نے کھڑے ہو کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مہل یعنی لوگوں کے لیے احرام اور میقات کا محل کہاں ہے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ والے کا میقات ذوالحلیفہ ہے" ذوالحلیفہ" ایک مشہور جگہ ہے جس کو بئر علی بھی کہتے ہیں اور اہل نجد کا میقات "قرن" ہے، اس حدیث کو امام ابن جریر نے بھی روایت کیا ہے، اور اہل عراق کا میقات مقام عقیق ہے "عقیق" شرق والوں کے راستہ میں ایک مشہور وادی کا نام ہے، اور اہل شام اور مصر کا میقات "جحفۃ" ہے اور اہل یمن کا میقات "یلملم" ہے یہ تمام مواقیت مکانیہ اپنے اہل کے لیے معروف ہیں۔ (شرح الملاعلی القاری رحمۃ اللہ علیہ علی مسند الامام الاعظم، قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی، ص،223)

مسند امام اعظم میں حدیث مبارکہ ہے:

(۲۲۴) اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ مَنْ اَرَادَ مِنْكُمُ الْحَجَّ فَلَا يُحْرِمَنَّ اِلَّا مِنَ الْمِيْقَاتِ وَالْمَوَاقِيْتُ الَّتِيْ وَقَّتَهَا نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ مَرَّ بِهَا مِنْ غَيْرِ اَهْلِهَا ذُوالْحُلَيْفَةِ وَلِاَهْلِ الشَّامِ وَمَنْ مَرَّ بِهَا الْجُحْفَةُ وَ لِاَهْلِ نَجْدٍ وَمَنْ مَرَّ بِهَا مِنْ غَيْرِ اَهْلِهَا قَرْنٌ وَّ لِاَهْلِ الْيَمَنِ وَمَنْ مَرَّ بِهَا مِنْ غَيْرِ اَهْلِهَا يَلَمْلَمُ وَلِاَهْلِ الْعِرَاقِ وَلِسَائِرِ النَّاسِ ذَاتُ عِرْقٍ. (مسند امام اعظم، حج کا بیان، حدیث نمبر 224)

" حضرت اسود بن یزید فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خطبہ دیا، اور اس میں فرمایا: تم میں سے جو حج کا ارادہ کرتا ہے تو وہ احرام میقات سے ہی باندھے، اور وہ مواقیت جن کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود مقرر فرمایا وہ اہل مدینہ کے لیے، اور اس راستے سے جانے والوں کے لیے ذوالحلیفہ، اور اہل شام اور جو اس راستہ سے آئے، ان کے لیے مقام جحفہ، اور اہل نجد اور اس راستہ سے گزرنے والوں کے لیے مقام قرن اور اہل نجد اور اس راستہ سے آنے والوں کے لیے یلملم، اور اہل عراق اور باقی لوگوں کے لیے ذات عرق ہے۔"

یعنی جو آدمی حج کا ارادہ کرے یعنی حج کا احرام باندھنے کا ارادہ کرے تو وہ میقات پر احرام باندھے، یعنی اس سے پہلے پہلے احرام باندھ لے اس کے بعد جائز نہیں بلکہ پہلے باندھنا افضل ہے، اور مواقیت جن کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہارے احراموں کے لیے مقرر فرمایا وہ اہل مدینہ کے لیے اور جو ان کے راستہ سے جائیں، ذوالحلیفہ ہے اور اہل شام کے لیے اور جو ان کے راستہ سے جائیں مثلاً مصر وغیرہ کے لیے "الجحفہ" ہے اور اہل نجد کے لیے اور جو ان کے راستہ سے جائیں" قرن" ہے اور اہل یمن کے لیے اور جو ان کے راستہ سے جائیں، جیسے ہند (پاکستان وانڈیا) وغیرہ "یلملم" ہے اور امام مسلم نے فرمایا کہ اہل عارق میں سے کوفیوں اور بصریوں، کے لیے اور جو ان کے راستہ سے جائیں" ذات عرق" ہے۔

(شرح الملاعلی القاری رحمۃ اللہ علیہ علی مسند الامام الاعظم، قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی، ص، 51)

Marfat.com

فقہی مسائل:

مسئلہ: میقات پانچ ہیں:

1 ذُوالحلیفہ: یہ مدینہ طیبہ کی میقات ہے۔ اس زمانہ میں اس جگہ کا نام ابیارِعلی ہے۔ ہندوستانی یا اور ملک والے حج سے پہلے اگر مدینہ طیبہ کو جائیں اور وہاں سے پھر مکہ معظمہ کو تو وہ بھی ذُوالحلیفہ سے احرام باندھیں۔

2 ذاتِ عرق: یہ عراق والوں کی میقات ہے۔

3 جحفہ: یہ شامیوں کی میقات ہے مگر جحفہ اب بالکل معدوم سا ہو گیا ہے وہاں آبادی نہ رہی، صرف بعض نشان پائے جاتے ہیں اس کے جاننے والے اب کم ہوں گے، لہٰذا اہلِ شام رابغ سے احرام باندھتے ہیں کہ جحفہ رابغ کے قریب ہے۔

قَرن: یہ نجد (یعنی موجودہ ریاض) والوں کی میقات ہے، یہ جگہ طائف کے قریب ہے۔

5 یَلَمْلَم: اہلِ یمن کے لیے۔

مسئلہ: یہ میقاتیں اُن کے لیے بھی ہیں جن کا ذکر ہوا اور انکے علاوہ جو شخص جس میقات سے گزرے اُس کے لیے وہی میقات ہے اور اگر میقات سے نہ گزرا تو جب میقات کے محاذی آئے اس وقت احرام باندھ لے، مثلاً ہندیوں کی میقات کوہِ یلملم کی محاذات ہے اور محاذات میں آنا اُسے خود معلوم نہ ہو تو کسی جاننے والے سے پوچھ کر معلوم کرے اور اگر کوئی ایسا نہ ملے جس سے دریافت کرے تو تحری کرے اگر کسی طرح محاذات کا علم نہ ہو تو مکہ معظمہ جب دو منزل باقی رہے احرام باندھ لے۔

(«الفتاویٰ الھندیۃ»، کتاب المناسک، الباب الثانی فی المواقیت، ج۱، ص۲۲۱. و «الدر المختار» و «رد المحتار»، کتاب الحج، مطلب فی المواقیت، ج۳، ص۵۴۸-۵۵۱)

مسئلہ: جو شخص دو میقاتوں سے گزرا، مثلاً شامی کہ مدینہ منورہ کی راہ سے ذُوالحلیفہ آیا اور وہاں سے جحفہ کو تو افضل یہ ہے کہ پہلی میقات پر احرام باندھے اور دوسری پر باندھا جب بھی حرج نہیں۔ یونہی اگر میقات سے نہ گزرا اور محاذات میں دو میقاتیں پڑتی ہیں تو جس میقات کی محاذاۃ پہلے ہو، وہاں احرام باندھنا افضل ہے۔

(«الفتاویٰ الھندیۃ»، المرجع السابق. و «الدر المختار» کتاب الحج، مطلب فی المواقیت، ج۳، ص۵۵۰.)

مسئلہ: مکہ معظمہ جانے کا ارادہ نہ ہو بلکہ میقات کے اندر کسی اور جگہ مثلاً جدہ جانا چاہتا ہے تو اُسے احرام کی ضرورت نہیں پھر وہاں سے اگر مکہ معظمہ جانا چاہے تو بغیر احرام جا سکتا ہے، لہٰذا جو شخص حرم میں بغیر احرام جانا چاہتا ہے وہ یہ حیلہ کر سکتا ہے بشرطیکہ واقعی اُس کا ارادہ پہلے مثلاً جدہ جانے کا ہو۔ نیز مکہ معظمہ حج اور عمرہ کے ارادہ سے نہ جاتا ہو، مثلاً تجارت کے لیے جدہ جاتا ہے اور وہاں سے فارغ ہو کر مکہ معظمہ جانے کا ارادہ ہے اور اگر پہلے ہی سے مکہ معظمہ کا ارادہ ہے تو اب بغیر احرام نہیں جا سکتا۔ جو شخص دوسرے کی طرف سے حجِ بدل کو جاتا ہو اُسے یہ حیلہ جائز نہیں۔ («الدر المختار» و «رد المحتار»، کتاب الحج، مطلب فی المواقیت، ج۳، ص۵۵۲)

مسئلہ: میقات سے پیشتر احرام باندھنے میں حرج نہیں بلکہ بہتر ہے بشرطیکہ حج کے مہینوں میں ہو اور شوال سے پہلے ہو تو منع ہے۔
(المرجع السابق)

Marfat.com

مسئلہ: جو لوگ میقات کے اندر کے رہنے والے ہیں مگر حرم سے باہر ہیں اُن کے احرام کی جگہ حل یعنی بیرون حرم ہے، حرم سے باہر جہاں چاہیں احرام باندھیں اور بہتر یہ کہ گھر سے احرام باندھیں اور یہ لوگ اگر حج یا عمرہ کا ارادہ نہ رکھتے ہوں تو بغیر احرام مکہ معظمہ جا سکتے ہیں۔ (الھدایۃ، کتاب الحج، ج ۱، ص ۱۳۴، وغیرہ)

مسئلہ: حرم کے رہنے والے حج کا احرام حرم سے باندھیں اور بہتر یہ کہ مسجد الحرام شریف میں احرام باندھیں اور عمرہ کا بیرون حرم سے اور بہتر یہ کہ تنعیم سے ہو۔ (الدر المختار کتاب الحج، مطلب فی المواقیت، ج ۳، ص ۵۵۴، وغیرہ)

مسئلہ: مکہ والے اگر کسی کام سے بیرونِ حرم جائیں تو انھیں واپسی کے لیے احرام کی حاجت نہیں اور میقات سے باہر جائیں تو اب بغیر احرام واپس آنا انھیں جائز نہیں۔ (الفتاویٰ الہندیۃ، کتاب المناسک، الباب الثانی فی المواقیت، ج ۱، ص ۲۲۱)

بَابُ التَّلْبِيَةِ وَصِفَتِهَا وَوَقْتِهَا

باب: تلبیہ اور اس کا طریقہ اور اس کے وقت کا بیان

462- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ تَلْبِيَةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ قَالَ وَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَزِيْدُ فِيْهَا لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ

"لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ."

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوں تلبیہ کہا کرتے تھے: اے اللہ عزوجل! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں ہے میں حاضر ہوں یقینا ساری تعریفیں، نعمتیں، سلطنتیں تیری ہی ہیں۔ تیرا کوئی بھی شریک نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان کلمات کے اندر یہ اضافہ فرمایا کرتے تھے: میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں۔ تیرے احکام کی پیروی کی خاطر حاضر ہوں۔ ساری بھلائیاں تیرے ہی ملک ہیں میں حاضر ہوں۔ رغبت اور عمل تیری ہی جانب ہے۔ (السنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3731، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1814، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8808، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 756)

463- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ يَعْنِي ابْنَ إِسْمٰعِيلَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ وَنَافِعٍ مَوْلَى عَبْدِ اللهِ وَحَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اسْتَوَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ قَائِمَةً عِنْدَ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ أَهَلَّ فَقَالَ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ قَالُوْا وَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ هٰذِهِ تَلْبِيَةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ نَافِعٌ كَانَ عَبْدُ اللهِ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَزِيْدُ مَعَ هٰذَا لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ

Marfat.com

بِيَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت اپنی اونٹنی کے اوپر سوار ہو چکے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لئے مسجد ذوالحلیفہ کے پاس سیدھی کھڑی ہوگئی تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احرام باندھ کر کہا: میں حاضر ہوں اے اللہ عزوجل میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں تیرا کوئی بھی شریک نہیں ہے۔ میں حاضر ہوں ساری تعریفیں، نعمتیں، سلطنتیں تیری ہی ہیں۔ تیرا کوئی بھی شریک نہیں ہے۔ راوی فرماتے تھے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تلبیہ ہے۔ نافع نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس تلبیہ کے ساتھ ان کلمات کا اضافہ فرمایا کرتے تھے: میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں تیری فرمانبرداری کے لئے حاضر ہوں، ساری بھلائیاں تیرے ہی قبضہ میں ہیں میں حاضر ہوں۔ اور رغبت اور عمل تیری ہی جانب ہے۔ (مرجع السابق)

464- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ تَلَقَّفْتُ التَّلْبِيَةَ مِنْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمْ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تلبیہ کو سیکھا ہے۔ آگے پچھلی حدیث کی مانند ہے۔

(مرجع السابق)

465- وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ فَإِنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَخْبَرَنِي عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ مُلَبِّدًا يَقُولُ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَا يَزِيدُ عَلٰى هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ وَإِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكَعُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ إِذَا اسْتَوَتْ بِهِ النَّاقَةُ قَائِمَةً عِنْدَ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ أَهَلَّ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُهِلُّ بِإِهْلَالِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ وَيَقُولُ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تلبیہ کو سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے بالوں کو جما کر تلبیہ فرما رہے تھے: میں حاضر ہوں۔ اے اللہ عزوجل میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں تیرا کوئی بھی شریک نہیں ہے۔ حاضر ہوں ساری تعریفیں، نعمتیں اور سلطنتیں تیری ہی ذات کی ہیں تیرا کوئی بھی شریک نہیں ہے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کلمات سے زیادہ اضافہ نہ فرمایا کرتے تھے۔ راوی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو رکعات نماز ذوالحلیفہ کے مقام پر ادا فرمائی تو جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناقہ شریف لئے مسجد ذوالحلیفہ کے پاس سیدھی طرح کھڑی ہو چکی تو انہی کلمات کے ساتھ تلبیہ کہہ کر احرام باندھا۔ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلمات کے ساتھ تلبیہ پڑھا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے: میں حاضر ہوں اے اللہ عزوجل! میں حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں تیری اطاعت کے واسطے حاضر ہوں

Marfat.com

اور ساری بھلائیاں تیری ہی ہیں میں حاضر ہوں۔ اور رغبت اور عمل تیری ہی جانب ہے۔ (سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1774، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8762، شرح السنۃ: ج: 1، ص: 460، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 3763)

466- وَحَدَّثَنِي عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْيَمَامِيُّ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ يَعْنِي ابْنَ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو زُمَيْلٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ الْمُشْرِكُونَ يَقُولُونَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ قَالَ فَيَقُولُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْلَكُمْ قَدْ قَدْ فَيَقُولُونَ إِلَّا شَرِيكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهُ وَمَا مَلَكَ يَقُولُونَ هٰذَا وَهُمْ يَطُوفُونَ بِالْبَيْتِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مشرکین لبیک لاشریک لک کہا کرتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا کرتے: تم کو عذاب ہو اس سے آگے نہ کہنا مگر مشرکین پھر بعد میں اس کے کہا کرتے: مگر ایک ہی شریک ہے اے اللہ! تو اس کا مالک ہے اور اس کے مملوک کا مالک نہیں اور وہ اس طرح کہہ کر خانہ کعبہ کا طواف کیا کرتے تھے۔ (معجم الاوسط: رقم الحدیث: 7910، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 12348، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8819، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 3726)

شرح: تلبیہ کا معنی:

تلبیہ کے معنی ہیں لبیک کہنا، یعنی یہ پڑھنا:

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ۔

ترجمہ: اے اللہ عزوجل میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں تیرا کوئی بھی شریک نہیں ہے۔ حاضر ہوں ساری تعریفیں، نعمتیں اور سلطنتیں تیری ہی ذات کی ہیں تیرا کوئی بھی شریک نہیں ہے۔

تلبیہ کہنے کا وقت:

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنا پاؤں شریف رکاب میں داخل فرمایا اور آپ کو لے کر آپ کی اونٹنی سیدھی کھڑی ہوئی ا۔ تو آپ نے ذوالحلیفہ کی مسجد کے پاس باآواز تلبیہ کہا ۲۔ (مسلم، بخاری) ۳۔

شرح:

ا۔ یعنی حضور علیہ السلام نے ذوالحلیفہ (بیر علی) پہنچ کر احرام کے نفل ادا کیے، پھر مکہ کی طرف روانگی کے لیے اونٹنی قصواء پر سوار ہوئے، جب اونٹنی آپ کو لے کر کھڑی ہوگئی۔

۲۔ یہ دوسری بار تلبیہ کہا پہلی بار نفل پڑھتے ہی کہا تھا کیونکہ احرام کے نفل پڑھتے ہی تلبیہ کہنا چاہیے، پھر بار بار کہتا رہے لہٰذا حدیث پر کوئی اعتراض نہیں، نہ یہ حدیث ان احادیث کے خلاف ہے جن میں فرمایا گیا کہ آپ نے بعد نفل بیٹھے ہوئے تلبیہ کہا۔

۳۔ بیہقی و ترمذی میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کے نفل پڑھتے ہی تلبیہ ہی کہا اسے بیہقی نے توضیف کہا مگر ترمذی نے حسن فرمایا، ابوداؤد نے حضرت عبداللہ ابن عباس سے ان دونوں حدیثوں کی تطبیق یوں روایت کی، بعض لوگوں نے حضور کا نفل کے بعد والا

تلبیہ سنا انہوں نے وہ روایت کر دیا اور دوسروں نے ناقہ پر سوار ہوتے وقت کا تلبیہ سنا انہوں نے وہ روایت کر دیا، دونوں وقت تلبیہ کہنا سنت ہے۔(از مرقات) امام شافعی کے ہاں پہلے تلبیہ اونٹ پر سوار ہو کر کہے، امام اعظم کے ہاں نفل سے فارغ ہوتے ہی کہے، امام مالک واحمد، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہم کے ساتھ ہیں، یہ ہی عمل بہتر ہے۔(لمعات)"

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح تحت کتاب المناسک، حج کے ارکان، تلبیہ کہنے کا بیان)

بال چپکانے اور الفاظ تلبیہ پر زیادتی کی وضاحت:

روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بال چمٹائے تلبیہ کہتے سنا ۱ کہ فرماتے تھے حاضر ہوں یا اللہ حاضر ہوں، حاضر ہوں ۲ تیرا کوئی شریک نہیں حاضر ہوں، یقیناً حمد و نعت تیری ہے اور ملک تیرا ہے تیرا کوئی شریک نہیں ان کلمات پر زیادتی نہ فرماتے تھے ۳ (مسلم، بخاری)

شرح

۱ ملبد تلبید سے بنا بمعنی بال چپکانا کسی گوند وغیرہ سے تاکہ بال نہ اڑیں اور ان میں گرد و غبار نہ بھرے، امام شافعی کے ہاں بحالت احرام تلبید جائز ہے، امام اعظم کے ہاں ممنوع کہ یہ سر ڈھکنے کے حکم میں ہے، یہ حدیث امام شافعی کی دلیل ہے، امام اعظم کے ہاں یہ تلبید لغوی معنی میں ہے یعنی بالکل مطلقاً جمع کر لینا، انہیں پریشان نہ رکھنا۔

۲ لبیک کا ترجمہ ہے حاضر جناب، یہ لفظ کسی پکارنے والے کے جواب میں بولا جاتا ہے، پکارنے والے حضرات ابراہیم خلیل اللہ تھے کہ انہوں نے تعمیر کعبہ کے بعد چار آوازیں رب تعالیٰ کے حکم سے دی تھیں "عباد اللہ تعالوا الی بیت اللہ" اے اللہ کے بندو اللہ کے گھر کی طرف آؤ، حاجی احرام باندھ کر اس پکار کا جواب دیتا ہوا جاتا ہے کہ حاضر جناب حاضر جناب، بعض نے فرمایا کہ پکارنے والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، بعض نے فرمایا کہ خود رب تعالیٰ ہے مگر پہلی بات قوی ہے۔(مرقات)

۳ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات تلبیہ میں ان الفاظ پر زیادتی نہ فرماتے تھے کبھی زیادتی بھی فرماتے تھے، امام طحاوی کے ہاں زیادتی کرنا مکروہ ہے اسی بنا پر مگر دوسرے اماموں کے ہاں زیادتی جائز بلکہ مستحب ہے۔ چنانچہ صحابہ و تابعین تلبیہ یوں کہتے تھے لَبَّیْکَ وَ سَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ کُلُّہٗ فِیْ یَدَیْکَ وَالرُّغْبَاءُ اِلَیْکَ وَالْعَمَلُ لَکَ لَبَّیْکَ اور بہت زیادتیاں فرماتے تھے جیسا کہ کتب احادیث میں موجود ہے، ہاں منقولہ الفاظ سے کمی کرنا مکروہ ہے، مرد کو تلبیہ بلند آواز سے کہنا چاہیے اور عورت کو آہستہ آواز سے۔"

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح تحت کتاب حج کے ارکان، تلبیہ کہنے کا بیان، ج4)

بَابُ اَمْرِ اَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ بِالْاِحْرَامِ مِنْ عِنْدِ مَسْجِدِ ذِی الْحُلَیْفَۃِ

باب: مدینہ منورہ کے لئے ذوالحلیفہ سے احرام باندھنے کے حکم کا بیان

467- حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیٰی قَالَ قَرَأْتُ عَلٰی مَالِکٍ عَنْ مُوْسَی بْنِ عُقْبَۃَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّہٗ سَمِعَ اَبَاہُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا یَقُوْلُ بَیْدَاؤُکُمْ ھٰذِہِ الَّتِیْ تَکْذِبُوْنَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

Marfat.com

فِيهَا مَا أَهَلَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا مِنْ عِنْدِ الْمَسْجِدِ يَعْنِي ذَا الْحُلَيْفَةِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرمایا کرتے تھے کہ یہ تمہارا بیداء ہے تم جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہتان باندھا کرتے ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد ذوالحلیفہ کے علاوہ کسی بھی دوسری جگہ تلبیہ نہ فرمایا۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3738، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1508، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8766، سنن النسائی: رقم الحدیث: 2707)

468- وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ يَعْنِي ابْنَ إِسْمَعِيلَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا إِذَا قِيلَ لَهُ الْإِحْرَامُ مِنَ الْبَيْدَاءِ قَالَ الْبَيْدَاءُ الَّتِي تَكْذِبُونَ فِيهَا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَهَلَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا مِنْ عِنْدِ الشَّجَرَةِ حِينَ قَامَ بِهِ بَعِيرُهُ

سالم کا بیان ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے جس وقت یہ کہا جاتا کہ بیداء سے احرام ہے تو وہ فرمایا کرتے: وہی بیداء جس کے بارے میں تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہتان باندھا کرتے ہو؟ تلبیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف اس درخت کے پاس فرمایا ہے جس جگہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اونٹ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر کھڑا ہوا۔ (مرجع السابق)

تشریح:

ماقبل گذر چکی ہے۔

بَابُ بَيَانِ أَنَّ الْأَفْضَلَ أَنْ يُحْرِمَ حِينَ تَنْبَعِثُ بِهِ رَاحِلَتُهُ مُتَوَجِّهًا إِلَى مَكَّةَ لَا عَقِبَ الرَّكْعَتَيْنِ

باب: سواری کے مکہ مکرمہ کی جانب کھڑے ہونے کے وقت تلبیہ پڑھنے کی فضیلت۔ دو رکعت کے بعد (تلبیہ پڑھنا افضل نہیں ہے)

469- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ رَأَيْتُكَ تَصْنَعُ أَرْبَعًا لَمْ أَرَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِكَ يَصْنَعُهَا قَالَ مَا هُنَّ يَا ابْنَ جُرَيْجٍ قَالَ رَأَيْتُكَ لَا تَمَسُّ مِنَ الْأَرْكَانِ إِلَّا الْيَمَانِيَيْنِ وَرَأَيْتُكَ تَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ وَرَأَيْتُكَ تَصْبُغُ بِالصُّفْرَةِ وَرَأَيْتُكَ إِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ أَهَلَّ النَّاسُ إِذَا رَأَوُا الْهِلَالَ وَلَمْ تُهِلَّ أَنْتَ حَتَّى يَكُونَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ أَمَّا الْأَرْكَانُ فَإِنِّي لَمْ أَرَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمَسُّ إِلَّا الْيَمَانِيَيْنِ وَأَمَّا النِّعَالُ السِّبْتِيَّةُ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا شَعَرٌ وَيَتَوَضَّأُ فِيهَا فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَلْبَسَهَا وَأَمَّا الصُّفْرَةُ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْبُغُ بِهَا فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَصْبُغَ بِهَا وَأَمَّا الْإِهْلَالُ فَإِنِّي لَمْ أَرَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ حَتَّى تَنْبَعِثَ بِهِ رَاحِلَتُهُ

عبید بن جریج کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کیا: اے ابوعبدالرحمن! میں نے آپ رضی اللہ عنہ کو ایسے چار کام بجالاتے ہوئے ملاحظہ کیا ہے جو آپ رضی اللہ عنہ کے رفقاء میں سے کسی کو بھی سرانجام دیتے ہوئے ملاحظہ نہ کیا۔ اس پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے دریافت کیا: اے ابن جریج! وہ کون سے والے چار کام ہیں؟ کہا: ایک تو یہ کہ آپ رضی اللہ عنہ کعبہ معظمہ کے کونوں میں سے دو رکن یمانی کے اور کسی کو بھی نہیں چھوا کرتے۔ دوسرا کام یہ کہ آپ رضی اللہ عنہ بالوں کے علاوہ والی جوتیاں پہنا کرتے ہیں۔ تیسرا کام یہ کہ آپ رضی اللہ عنہ زرد رنگ کے ساتھ رنگا کرتے ہیں اور چوتھا یہ کہ مکہ مکرمہ میں لوگ تو چاند دیکھ کر ہی احرام باندھ لیا کرتے ہیں جبکہ آپ رضی اللہ عنہ آٹھ ذوالحجۃ الحرام کو احرام باندھا کرتے ہیں اس کی وجوہات کیا ہیں۔ اس پر حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: دو رکن یمانی کو چھونے کی وجہ تو یہ ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صرف رکن یمانی کو ہی چھوتے ہوئے ملاحظہ کیا ہے۔ اور بالوں کے بغیر چمڑے کی جوتی پہننے کی وجہ یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملاحظہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالوں کے بغیر والے نعلین پہنا کرتے تھے اور اسی کے ساتھ ہی وضو فرمالیا کرتے تھے اور زرد رنگ کے خضاب لگانے کی وجہ یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملاحظہ کیا کہ زرد رنگ کے ساتھ رنگا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے میں بھی زرد خضاب کو پسند کیا کرتا ہوں۔ اور رہا آٹھ ذوالحجۃ الحرام کو احرام باندھنا اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت باندھا کرتے تھے جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر کھڑی ہو جایا کرتی تھی۔ (سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1509، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8762، شرح السنۃ: جز: 1، ص: 460، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 161)

470- حَدَّثَنِیْ هَارُوْنُ بْنُ سَعِیْدِ الْاَیْلِیُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ صَخْرٍ عَنِ ابْنِ قُسَیْطٍ عَنْ عُبَیْدِ بْنِ جُرَیْجٍ قَالَ حَجَجْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بَیْنَ حَجٍّ وَّعُمْرَةٍ ثِنْتَیْ عَشْرَةَ مَرَّةً فَقُلْتُ یَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَقَدْ رَاَیْتُ مِنْكَ اَرْبَعَ خِصَالٍ وَّسَاقَ الْحَدِیْثَ بِهٰذَا الْمَعْنٰی اِلَّا فِیْ قِصَّةِ الْاِهْلَالِ فَاِنَّهٗ خَالَفَ رِوَایَةَ الْمَقْبُرِیِّ فَذَكَرَهٗ بِمَعْنًی سِوٰی ذِكْرِهٖ اِیَّاهُ

عبید بن جریج سے روایت ہے کہ میں نے بارہ دفعہ حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کی معیت حج اور عمرہ ادا کیا میں عرض گزار ہوا: اے ابوعبدالرحمن! میں نے آپ رضی اللہ عنہ کو چار کام کرتے ہوئے ملاحظہ کیا ہے۔ آگے مثل سابق روایت بیان کی ہے۔ (مرجع السابق)

471- وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَضَعَ رِجْلَهٗ فِی الْغَرْزِ وَانْبَعَثَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ قَائِمَةً اَهَلَّ مِنْ ذِی الْحُلَیْفَةِ ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکاب میں پاؤں اقدس رکھا اور اونٹنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے ذوالحلیفہ کے مقام پر کھڑی ہوگئی اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احرام باندھ لیا۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3741، سنن النسائی: رقم الحدیث: 2710، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 1187)

Marfat.com

472- وَحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يُخْبِرُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهَلَّ حِينَ اسْتَوَتْ بِهِ نَاقَتُهُ قَائِمَةً

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جس وقت اونٹنی لئے سیدھی کھڑی ہو چکی تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھ لیا۔ (مرجع السابق)

473- وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ يُهِلُّ حِينَ تَسْتَوِي بِهِ قَائِمَةً

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذوالحلیفہ کے مقام پر لئے اونٹنی کھڑی ہو چکی تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھ لیا۔ (مرجع السابق)

474- وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالَ أَحْمَدُ حَدَّثَنَا وَقَالَ حَرْمَلَةُ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَخْبَرَهُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ بَاتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ مَبْدَأَهُ وَصَلَّى فِي مَسْجِدِهَا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے افعال کے آغاز میں مسجد ذوالحلیفہ کے اندر رات بسر فرمائی اور اس مسجد کے اندر نماز بھی ادا فرمائی۔ (معجم الاوسط: ج:6،ص: 351، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 3697، مسند ابی یعلی: رقم الحدیث: 5565، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 25)

تشریح:

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنا پاؤں شریف رکاب میں داخل فرمایا اور آپ کو لے کر آپ کی اونٹنی سیدھی کھڑی ہوئی ا۔ تو آپ نے ذوالحلیفہ کی مسجد کے پاس باآواز تلبیہ کہا ۲۔ (مسلم، بخاری) ۳۔

شرح:

ا۔ یعنی حضور علیہ السلام نے ذوالحلیفہ (بیر علی) پہنچ کر احرام کے نفل ادا کیے، پھر مکہ کی طرف روانگی کے لیے اونٹنی قصواء پر سوار ہوئے، جب اونٹنی آپ کو لے کر کھڑی ہوگئی۔

۲۔ یہ دوسری بار تلبیہ کہا پہلی بار نفل پڑھتے ہی کہا تھا کیونکہ احرام کے نفل پڑھتے ہی تلبیہ کہنا چاہیے، پھر بار بار کہتا رہے لہٰذا حدیث پر کوئی اعتراض نہیں، نہ یہ حدیث ان احادیث کے خلاف ہے جن میں فرمایا گیا کہ آپ نے بعد نفل بیٹھے ہوئے تلبیہ کہا۔

۳۔ بیہقی وترمذی میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کے نفل پڑھتے ہی تلبیہ ہی کہا اسے بیہقی نے توضعیف کہا مگر ترمذی نے حسن فرمایا، ابوداؤد نے حضرت عبداللہ ابن عباس سے ان دونوں حدیثوں کی تطبیق یوں روایت کی، بعض لوگوں نے حضور کا نفل کے بعد والا

Marfat.com

تلبیہ سنا انہوں نے وہ روایت کر دیا اور دوسروں نے ناقہ پر سوار ہوتے وقت کا تلبیہ سنا انہوں نے وہ روایت کر دیا، دونوں وقت تلبیہ کہنا سنت ہے۔(ازمرقات) امام شافعی کے ہاں پہلے تلبیہ اونٹ پر سوار ہو کر کہے، امام اعظم کے ہاں نفل سے فارغ ہوتے ہی کہے، امام مالک واحمد، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہم کے ساتھ ہیں، یہ ہی عمل بہتر ہے۔(لمعات)"

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح تحت کتاب المناسک، حج کے ارکان، تلبیہ کہنے کا بیان)

بَابُ اِسْتِحْبَابِ الطِّيْبِ قُبَيْلَ الْاِحْرَامِ فِي الْبَدَنِ وَاِسْتِحْبَابِهٖ فِي الْمِسْكِ وَاَنَّهٗ لَا بَاْسَ بِبَقَآءِ وَبِيْصِهٖ

باب: احرام سے قبل خوشبو لگانے اور مشک لگانے کا استحباب اور نشان باقی رہ جانے میں کچھ حرج نہیں

475- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحُرْمِهٖ حِيْنَ اَحْرَمَ وَلِحِلِّهٖ قَبْلَ اَنْ يَّطُوْفَ بِالْبَيْتِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احرام باندھا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوشبو لگائی اور خانہ کعبہ کے طواف سے پہلے جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احرام کو کھول دیا تو تب خوشبو بھی لگائی۔(سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3664، معجم الاوسط: رقم الحدیث: 7942، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 2917، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8734)

476- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا اَفْلَحُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِيْ لِحُرْمِهٖ حِيْنَ اَحْرَمَ وَلِحِلِّهٖ حِيْنَ اَحَلَّ قَبْلَ اَنْ يَّطُوْفَ بِالْبَيْتِ

زوج النبی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حالت احرام کی بناء پر خوشبو لگائی۔ جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احرام کو باندھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس وقت خانہ کعبہ کے طواف سے قبل احرام کو کھول لیا۔(مرجع السابق)

477- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ اُطَيِّبُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاِحْرَامِهٖ قَبْلَ اَنْ يُّحْرِمَ وَلِحِلِّهٖ قَبْلَ اَنْ يَّطُوْفَ بِالْبَيْتِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو احرام کی بناء پر خوشبو لگاتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت خانہ کعبہ کا طواف سے قبل احرام کو کھول لیا کرتے۔(مرجع السابق)

478- وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحِلِّهٖ وَلِحُرْمِهٖ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احرام کھولتے اور باندھتے وقت خوشبو لگایا کرتی تھی۔

Marfat.com

(مرجع السابق)

479- وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَّعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنَا و قَالَ ابْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُرْوَةَ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ وَالْقَاسِمَ يُخْبِرَانِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِي بِذَرِيرَةٍ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ لِلْحِلِّ وَالْإِحْرَامِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع کے موقع پر احرام کے کھولنے اور باندھنے کے دوران اپنے ہاتھوں سے ذریرہ خوشبو لگائی۔ (مرجع السابق)

480- وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ ابْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا بِأَيِّ شَيْءٍ طَيَّبْتِ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ حُرْمِهِ قَالَتْ بِأَطْيَبِ الطِّيبِ

عروہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام کے کھولنے کے دوران آپ رضی اللہ عنہا نے کون سے والی خوشبو لگائی تھی؟ ارشاد فرمایا: سب سے عمدہ قسم کی خوشبو۔ (مرجع السابق)

481- وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُوأُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَطْيَبِ مَا أَقْدِرُ عَلَيْهِ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ ثُمَّ يُحْرِمُ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام سے قبل جو سب سے عمدہ خوشبو لگائی ہوتی اسے لگادیتی تھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم احرام باندھ لیا کرتے تھے۔ (مرجع السابق)

483- وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ عَنْ أَبِي الرِّجَالِ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحُرْمِهِ حِينَ أَحْرَمَ وَلِحِلِّهِ قَبْلَ أَنْ يُفِيضَ بِأَطْيَبِ مَا وَجَدْتُ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام باندھنے کے دوران اور طواف افاضہ سے قبل جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم احرام کو کھول لیتے مجھے جو بھی عمدہ خوشبو ملتی اسے لگادیا کرتی تھی۔ (مرجع السابق)

484- وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَّأَبُو الرَّبِيعِ وَخَلَفُ بْنُ هِشَامٍ وَّقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا و قَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ الطِّيبِ فِي مَفْرِقِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَلَمْ يَقُلْ خَلَفٌ وَّهُوَ مُحْرِمٌ وَّلٰكِنَّهُ قَالَ وَذَاكَ طِيبُ إِحْرَامِهِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے سامنے وہ منظراب بھی گھوم رہا ہے جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مانگ میں خوشبو چمک دمک رہی تھی جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالت احرام سے تھے۔ خلف نے یہ نہ کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت حالت احرام سے تھے مگر یہ کہا ہے کہ وہ خوشبو احرام کی بناء پر تھی۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1، ص: 515، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3677، معجم الاوسط: رقم الحدیث: 5033، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1484)

485- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَ يَحْيَى اَخْبَرَنَا وَقَالَ الْاٰخَرَانِ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ لَكَاَنِّىْ اَنْظُرُ اِلٰى وَبِيْصِ الطِّيْبِ فِىْ مَفَارِقِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُهِلُّ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے سامنے وہ منظراب بھی باقی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مانگ میں خوشبو چمک دمک رہی ہے۔ جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تلبیہ پڑھ رہے ہیں۔ (مرجع السابق)

486- وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّاَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ قَالُوْا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِى الضُّحٰى عَنْ مَّسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَاَنِّىْ اَنْظُرُ اِلٰى وَبِيْصِ الطِّيْبِ فِىْ مَفَارِقِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُلَبِّىْ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے سامنے وہ منظراب بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مانگ والی خوشبو چمک دمک رہی ہے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تلبیہ فرما رہے ہیں۔ (مرجع السابق)

487- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ وَعَنْ مُّسْلِمٍ عَنْ مَّسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ لَكَاَنِّىْ اَنْظُرُ بِمِثْلِ حَدِيْثِ وَكِيْعٍ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سابق حدیث کی مثل ہے۔

488- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ اِبْرَاهِيْمَ يُحَدِّثُ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ كَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰى وَبِيْصِ الطِّيْبِ فِىْ مَفَارِقِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے سامنے وہ منظراب بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالت احرام میں ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مانگ میں خوشبو چمک دمک رہی ہے۔ (مرجع السابق)

489- وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِىْ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ اِنْ كُنْتُ لَاَنْظُرُ اِلٰى وَبِيْصِ الطِّيْبِ فِىْ مَفَارِقِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے سامنے یہ منظراب بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالت احرام سے ہیں ور

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں خوشبو چمک دمک رہی ہے۔ (مرجع السابق)

490- وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنِي إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ وَهُوَ السَّلُولِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ وَهُوَ ابْنُ إِسْحَقَ ابْنِ أَبِي إِسْحَقَ السَّبِيعِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ سَمِعَ ابْنَ الْأَسْوَدِ يَذْكُرُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُحْرِمَ يَتَطَيَّبُ بِأَطْيَبِ مَا يَجِدُ ثُمَّ أَرَى وَبِيصَ الدُّهْنِ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ بَعْدَ ذٰلِكَ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت احرام باندھا کرتے تو سب سے عمدہ خوشبو لگایا کرتے پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارکہ اور سر میں تیل کی چمک دمک کو ملاحظہ فرمایا کرتی۔ (مرجع السابق)

491- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ الْمِسْكِ فِي مَفْرِقِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے سامنے اب بھی یہ منظر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالت احرام سے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں مشک والی خوشبو چمک دمک رہی ہے۔ (مرجع السابق)

492- وَحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

حسن بن عبید اللہ سے اسی اسناد کے ساتھ اس کی مثل مروی ہے۔ (مرجع السابق)

493- وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ وَيَعْقُوبُ الدَّوْرَقِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أُطَيِّبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ وَيَوْمَ النَّحْرِ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ بِطِيبٍ فِيهِ مِسْكٌ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام باندھ لینے سے قبل اور قربانی والے روز بیت اللہ کے طواف سے قبل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشک سے ملی ہوئی خوشبو لگاتی تھی۔ (مرجع السابق)

494- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَأَبُو كَامِلٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي عَوَانَةَ قَالَ سَعِيدٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ ابْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ الرَّجُلِ يَتَطَيَّبُ ثُمَّ يُصْبِحُ مُحْرِمًا فَقَالَ مَا أُحِبُّ أَنْ أُصْبِحَ مُحْرِمًا أَنْضَخُ طِيبًا لَأَنْ أَطَّلِيَ بِقَطِرَانٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَفْعَلَ ذٰلِكَ فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَأَخْبَرْتُهَا أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ مَا أُحِبُّ أَنْ أُصْبِحَ مُحْرِمًا أَنْضَخُ طِيبًا لَأَنْ أَطَّلِيَ بِقَطِرَانٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَفْعَلَ ذٰلِكَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَنَا طَيَّبْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ إِحْرَامِهِ ثُمَّ طَافَ فِي نِسَائِهِ ثُمَّ أَصْبَحَ مُحْرِمًا

محمد بن منتشر کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایسے آدمی کے بارے میں دریافت کیا جو خوشبو لگا کے اور صبح کو احرام باندھ لے۔ اس پر انہوں نے فرمایا کہ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میں صبح ایسی حالت میں احرام باندھوں کہ میرے جسم سے خوشبو پھیلی ہوئی ہو اگر میں اس کے علاوہ جسم کے اوپر تارکول کو لگا ڈالوں تو وہ زیادہ عمدہ ہے۔

محمد بن منتشر کا بیان ہے کہ اس کے بعد میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کو عرض کیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ کہا ہے کہ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میں صبح کو احرام باندھ لوں اور میرے جسم سے خوشبو پھوٹ رہی ہو اگر میں تارکول اپنے جسم پر لگا لوں تو وہ میرے ہاں اس خوشبو سے عمدہ ہے۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو احرام کے دوران خوشبو لگائی بوقت شب ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے گئے اور صبح کو احرام باندھ لیا۔ (سنن النسائی: رقم الحدیث: 414، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 262)

495- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ ثُمَّ يُصْبِحُ مُحْرِمًا يَنْضَخُ طِيبًا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوشبو لگایا کرتی تھی بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ازواج مطہرات کو مشرف فرمایا کرتے اور صبح کو احرام باندھ لیا کرتے اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اقدس سے خوشبو پھوٹ رہی ہوتی تھی۔ (مرجع السابق)

496- وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مِسْعَرٍ وَسُفْيَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ لَأَنْ أُصْبِحَ مُطَّلِيًا بِقَطِرَانٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُصْبِحَ مُحْرِمًا أَنْضَخُ طِيبًا قَالَ فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَأَخْبَرْتُهَا بِقَوْلِهِ فَقَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ فِي نِسَائِهِ ثُمَّ أَصْبَحَ مُحْرِمًا

محمد بن منتشر کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ مجھے تارکول لگا کر اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں صبح کو اس حالت میں احرام باندھ لوں کہ میرے جسم اقدس سے خوشبو پھوٹ رہی ہو۔ محمد بن منتشر کا بیان ہے کہ اس کے بعد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بات بتائی تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوشبو لگائی اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ازواج مطہرات کے پاس جلوہ افروز ہوئے پھر صبح کو احرام باندھ لیا۔ (مرجع سابق)

تشریح:

حضرت ابن عمر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اقوال میں بظاہر تضاد معلوم ہوتا ہے مگر ایسا نہیں کیونکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بحالت احرام خوشبو کے استعمال کو سختی سے ممنوع قرار دے رہے ہیں جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس خوشبو کو جائز قرار دے رہی ہیں جو احرام سے پہلے لگائی جائے مگر اس کی مہک احرام کے بعد بھی باقی رہے تو اس میں دونوں کے نزدیک منع نہیں اور حالت احرام

دونوں کے نزدیک ناروا ہے اب کوئی تعارض باقی نہیں رہتا۔

سب سے افضل خوشبو:

مشک کی خوشبو سب سے افضل ہے اور مشک پاک ہے، اس کو بدن اور کپڑوں پر لگانا جائز ہے، ہاں حالت احرام میں چونکہ تمام خوشبو کی ممانعت ہے، اس لیے اس صورت میں منع ہے، مزید برآں اس کی خرید وفروخت میں بھی کوئی ممانعت نہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ ملاحظہ ہو:

عَنْ اَبِی سَعِیدٍ الْخُدْرِیِّ. قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَطْیَبُ طِیبِکُمُ الْمِسْکُ۔

"حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری خوشبو میں سے سب سے اچھی مشک کی خوشبو ہے۔"

(سنن ابوداود، کتاب الجنائز، باب المسک للمیت، حدیث نمبر:3158، ج3، ص200)

حج وعمرہ کرنے والے کے لیے بحالت احرام خوشبو لگانا کیسا؟:

نوٹ: مندرجہ ذیل مسائل میں جہاں دم کہا جائے گا اس سے مراد ایک بکری یا بھیڑ ہوگی اور بدنہ سے مراد اُونٹ یا گائے ہوگی، یہ سب جانور انہیں شرائط کے ہونگے جو شرائط قربانی میں ہیں اور صدقہ سے مراد نصف صاع گیہوں (گندم) یا ایک صاع جو یا ایک صاع کھجور اور پھر ان کی قیمت ہے۔ حوالہ: (قانونِ شریعت، حج کا بیان، ص ۲۴۲)

مسئلہ: خوشبو اگر بہت سی لگائی جسے دیکھ کر لوگ بہت بتائیں اگرچہ عضو کے تھوڑے سے حصہ پر یا کسی بڑے عضو جیسے سر، منہ، ران، پنڈلی، کو پورا سان دیا اگرچہ خوشبو تھوڑی تھی تو ان دونوں صورتوں میں دم ہے، اور اگر تھوڑی سی خوشبو عضو کے تھوڑے سے حصے کو لگائی تو صدقہ ہے۔

حوالہ: (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب المناسک، الباب الثامن فی جنایات، الفصل الاول، ج۱، ص ۲۴۰۔۲۴۱، بحوالہ بہارشریعت، ج۱، ص ۱۱۶۳، مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی)

مسئلہ: کپڑے یا بچھونے پر خوشبو ملی تو خود خوشبو کی مقدار دیکھی جائے گی زیادہ ہے تو دم اور کم ہے تو صدقہ۔

حوالہ: (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب المناسک، الباب الثامن فی جنایات، الفصل الاول، ج۱، ص ۲۴۱، بحوالہ بہارشریعت، ج۱، ص ۱۱۶۳، مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی)

مسئلہ: خوشبو سونگھی پھل ہو یا پھول جیسے لیمو، نارنگی، گلاب، چنبیلی، بیلے، جوہی وغیرہ کے پھول تو کچھ کفارہ نہیں۔

حوالہ: (ردالمحتار، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۵۳)

مسئلہ: احرام سے پہلے بدن پر خوشبو لگائی تھی احرام کے بعد پھیل کر اور اعضاء کو لگ گئی تو کفارہ نہیں۔

حوالہ: (ردالمحتار، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۵۳)

مسئلہ: محرم نے دوسرے کے بدن پر خوشبو لگائی مگر اس طرح کہ اس کے ہاتھ وغیرہ کسی عضو میں خوشبو نہ لگی یا اس کو سلا ہوا کپڑا پہنایا تو کچھ کفارہ نہیں مگر جب کہ محرم کو خوشبو لگائی یا سلا ہوا کپڑا پہنایا تو گناہ گار ہوا اور جس کو لگائی یا پہنایا اس پر کفارہ واجب ہے۔

حوالہ: (ردالمحتار، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۵۳)

مسئلہ: تھوڑی سی خوشبو بدن کے متفرق حصوں میں لگائی اگر جمع کرنے سے پورے بڑے عضو کی مقدار کو پہنچ جائے تو دم ہے ورنہ

Marfat.com

صدقہ اور زیادہ خوشبو متفرق جگہ لگائی تو بہر حال دم ہے۔ حوالہ: (ردالمحتار، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۵۴،)

مسئلہ: ایک جلسہ میں کتنے ہی اعضاء پر خوشبو لگائے بلکہ سارے بدن پر بھی لگائے تو ایک ہی دم ہے اور ایک کفارہ واجب اور کئی جلسوں میں لگائی تو ہر بار کے لیے الگ الگ کفارہ ہے خواہ پہلی بار کا کفارہ دے کر دوسری بار لگائی یا ابھی کسی کا کفارہ نہ دیا ہو۔

حوالہ: (ردالمحتار، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۵۴، بحوالہ بہارِ شریعت، ج ۱، ص ۱۱۶۴، مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی)

مسئلہ: کسی شئی میں خوشبو لگی تھی اسے چھوا، اگر اس سے خوشبو چھوٹ کر بڑے عضوِ کامل کی قدر بدن کو لگی تو دم دے اور کم ہو تو صدقہ اور کچھ نہیں تو کچھ نہیں، مثلاً سنگ اسود شریف پر خوشبو ملی جاتی ہے اگر بحالتِ احرام بوسہ لیتے میں بہت سی لگی تو دم اور تھوڑی سی تو صدقہ۔

حوالہ: (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب المناسک، الباب الثامن فی جنایات، الفصل الاول، ج ۱، ص ۲۴۱، بحوالہ بہارِ شریعت، ج ۱، ص ۱۱۶۴، مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی)

مسئلہ: خوشبودار سرمہ ایک بار یا دو بار لگایا تو صدقہ دے، اس سے زیادہ میں دم اور جس سرمہ میں خوشبو نہ ہو اُس کے استعمال میں حرج نہیں، جب کہ بضرورت استعمال اور بلا ضرورت مکروہ۔

حوالہ: (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب المناسک، الباب الثامن فی جنایات، الفصل الاول، ج ۱، ص ۲۴۱، بحوالہ بہارِ شریعت، ج ۱، ص ۱۱۶۴، مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی)

مسئلہ: اگر خالص خوشبو جیسے مشک، زعفران، لونگ، الائچی، دار چینی، اتنی کھائی کہ منہ کے اکثر حصہ میں لگ گئی تو دم ہے ورنہ صدقہ۔

حوالہ: (ردالمحتار، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۵۴، بحوالہ بہارِ شریعت، ج ۱، ص ۱۱۶۴، مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی)

مسئلہ: کھانے میں پکتے وقت خوشبو پڑی یا فنا ہو گئی تو کچھ نہیں، ورنہ اگر خوشبو کے اجزاء زیادہ ہوں تو وہ خالص خوشبو کے حکم میں ہے اور کھانا زیادہ ہو تو کفارہ کچھ نہیں مگر خوشبو آتی ہو تو مکروہ ہے۔ حوالہ: (ردالمحتار، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۵۶،

☆الفتاویٰ الہندیہ، کتاب المناسک، الباب الثامن فی جنایات، الفصل الاول، ج ۱، ص ۲۴۱، بحوالہ بہارِ شریعت، ج ۱، ص ۱۱۶۴، مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی)

مسئلہ: پینے کی چیز میں خوشبو ملائی گئی اگر خوشبو غالب ہے یا تین بار یا زیادہ پیا تو دم ہے ورنہ صدقہ۔

حوالہ: (ردالمحتار، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۵۴، بحوالہ بہارِ شریعت، ج ۱، ص ۱۱۶۵، مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی)

مسئلہ: تمباکو کھانے والے اس کا خیال رکھیں کہ احرام میں خوشبودار تمباکو نہ کھائیں کہ پتیوں میں تو ویسے ہی کچی خوشبو ملائی جاتی ہے اور قوام میں بھی اکثر پکانے کے بعد مشک وغیرہ ملاتے ہیں۔ حوالہ: (بہارِ شریعت، ج ۱، ص ۱۱۶۵، مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی)

مسئلہ: خمیرہ تمباکو نہ پینا بہتر ہے کہ اس میں خوشبو ہوتی ہے مگر پیا تو کفارہ نہیں۔

حوالہ: (بہارِ شریعت، ج ۱، ص ۱۱۶۵، مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی)

مسئلہ: اگر ایسی جگہ گیا جہاں خوشبو سُلگ رہی ہے اور اس کے کپڑے بھی بس گئے تو کچھ نہیں، اور سُلگا کر اس نے خود بسائے تو قلیل میں صدقہ اور کثیر میں دم اور نہ بسے تو کچھ نہیں اور اگر احرام سے پہلے بسایا تھا اور احرام میں پہنا تو مکروہ ہے مگر کفارہ نہیں۔

حوالہ: (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب المناسک، الباب الثامن فی جنایات، الفصل الاول، ج ۱، ص ۲۴۱، بحوالہ بہارِ شریعت، ج ۱، ص ۱۱۶۵، مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی)

مسئلہ: سر پر مہندی کا پتلا خضاب کیا کہ بال نہ چھپے تو ایک دم اور گاڑھی تھوپی کہ بال چھپ گئے اور چار پہر گزرے تو مرد پر دو دم اور چار پہر سے کم میں ایک دم اور صدقہ، اور عورت پر بہر حال ایک دم، چوتھائی سر چھپنے کا بھی یہی حکم ہے۔

حوالہ: (الجوہرۃ النیرہ، کتاب الحج، باب الجنایات، ص ۲۱۷، بحوالہ بہارِ شریعت، ج ۱، ص ۱۱۶۵، مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی)

Marfat.com

مسئلہ: داڑھی میں مہندی لگائی جب بھی دم واجب ہے، پوری ہتھیلی یا تلوے میں لگائی تو دم دے، مرد ہو یا عورت، اور چاروں ہاتھ پاؤں میں ایک ہی جلسے میں لگائی جب بھی ایک ہی دم ہے، ورنہ ہر جلسہ پر ایک دم اور ہاتھ پاؤں کے کسی حصہ میں لگائی تو صدقہ۔

حوالہ: (ردالمحتار، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۵۴، بحوالہ بہارِ شریعت، ج ۱، ص ۱۱۶۵، مکتبۃ المدینہ دعوتِ اسلامی)

مسئلہ: خطمی سے سر یا داڑھی دھوئی تو دم ہے۔

حوالہ: (الفتاوی الہندیہ، کتاب المناسک، الباب الثامن فی جنایات، الفصل الاول، ج ۱، ص ۲۴۱، بحوالہ بہارِ شریعت، ج ۱، ص ۱۱۶۶، مکتبۃ المدینہ دعوتِ اسلامی)

مسئلہ: عطر فروش کی دکان پر خوشبو سونگھنے کے لیے بیٹھا تو کراہت ہے ورنہ حرج نہیں۔

تخریج: (الفتاوی الہندیہ، کتاب المناسک، الباب الثامن فی جنایات، الفصل الاول، ج ۱، ص ۲۴۱، بحوالہ بہارِ شریعت، ج ۱، ص ۱۱۶۶، مکتبۃ المدینہ دعوتِ اسلامی)

مسئلہ: چادر یا تہبند کے کنارے میں مشک، عنبر، زعفران باندھا اگر زیادہ ہے اور چار پہر گزر گئے تو دم ہے اور کم ہے تو صدقہ۔

حوالہ: (ردالمحتار، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۵۴، بحوالہ بہارِ شریعت، ج ۱، ص ۱۱۶۵، مکتبۃ المدینہ دعوتِ اسلامی)

مسئلہ: خوشبو استعمال کرنے میں قصد یا بلا قصد ہونا، یاد کر کے یا بھولے سے ہونا مجبوراً یا خوشی سی ہونا مرد و عورت سب کے لیے یکساں حکم ہے۔

حوالہ: (الفتاوی الہندیہ، کتاب المناسک، الباب الثامن فی جنایات، الفصل الاول، ج ۱، ص ۲۴۱، بحوالہ بہارِ شریعت، ج ۱، ص ۱۱۶۶، مکتبۃ المدینہ دعوتِ اسلامی)

مسئلہ: خوشبو لگانا جب جرم قرار پایا تو بدن یا کپڑے سے دور کرنا واجب ہے اور کفارہ دینے کے بعد زائل نہ کیا تو پھر دم وغیرہ واجب ہوگا۔

حوالہ: (الفتاوی الہندیہ، کتاب المناسک، الباب الثامن فی جنایات، الفصل الاول، ج ۱، ص ۲۴۱۔۲۴۲، بحوالہ بہارِ شریعت، ج ۱، ص ۱۱۶۶، مکتبۃ المدینہ دعوتِ اسلامی)

مسئلہ: خوشبو لگانے سے بہر حال کفارہ واجب ہے اگرچہ فوراً زائل کر دی ہو اور اگر کوئی غیر مُحرم ملے تو اس سے دھلوائے اور اگر صرف پانی بہانے سے دُھل جائے تو یونہی کرے۔

حوالہ: (لباب المناسک، و، المسلک المتقسط، کتاب الحج، باب الجنایات، فصل لا یشترط بقاء الطیب، ص ۳۱۹، بحوالہ بہارِ شریعت، ج ۱، ص ۱۱۶۶، مکتبۃ المدینہ دعوتِ اسلامی)

مسئلہ: روغنِ چنبیلی وغیرہ خوشبودار تیل لگانے کا وہی حکم ہے جو خوشبو استعمال کرنے میں تھا۔

حوالہ: (الفتاوی الہندیہ، کتاب المناسک، الباب الثامن فی جنایات، الفصل الاول، ج ۱، ص ۲۴۰، بحوالہ بہارِ شریعت، ج ۱، ص ۱۱۶۶، مکتبۃ المدینہ دعوتِ اسلامی)

مسئلہ: تل اور زیتون کا تیل خوشبو کے حکم میں ہے اگرچہ ان میں خوشبو نہ ہو البتہ ان کے کھانے اور ناک میں چڑھانے اور زخم پر لگانے اور کان میں ٹپکانے سے صدقہ واجب نہیں۔

حوالہ: (ردالمحتار، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۵۵، بحوالہ بہارِ شریعت، ج ۱، ص ۱۱۶۶، مکتبۃ المدینہ دعوتِ اسلامی)

مسئلہ: مشک، عنبر، زعفران وغیرہ جو خود ہی خوشبو ہے ان کے استعمال سے مطلقاً کفارہ لازم ہے اگرچہ دواءً استعمال کیا ہو یہ اس صورت میں ہے جب کہ ان کو خالص استعمال کریں اور اگر دوسری چیز جو خوشبودار نہ ہو اس میں ملا کر استعمال کیا تو غالب کا اعتبار ہے اور دوسری چیز میں ملا کر پکا لیا تو کچھ حرج نہیں۔

حوالہ: (ردالمحتار، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۵۶، بحوالہ بہارِ شریعت، ج ۱، ص ۱۱۶۷، مکتبۃ المدینہ دعوتِ اسلامی)

مسئلہ: زخم کا علاج ایسی دوا سے کیا جس میں خوشبو ہے پھر دوسرا زخم ہوا اس کا علاج پہلے کے ساتھ کیا تو جب تک پہلا اچھا نہ ہو اس دوسرے کی وجہ سے کفارہ نہیں اور پہلے کے اچھے ہونے کے بعد دوسرے میں وہ خوشبودار دوا لگائی تو دو کفارے واجب ہیں۔

حوالہ: (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب المناسک، الباب الثامن فی جنایات، الفصل الاول، ج ۱ ص ۲۴۱، بحوالہ بہار شریعت، ج ۱ ص ۱۱۶۷، مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی)

مسئلہ: کُسم یا زعفران کا رنگا ہوا کپڑا چار پہر پہنا تو دم دے اور اس سے کم تو صدقہ اگرچہ فوراً اُتار ڈالا۔

حوالہ: (لباب المناسک، و، المسلک المتقسط، کتاب الحج، باب الجنایات، فصل فی تطیب الثوب اذا کان الطیب شبرا فی شبر، ص ۳۲۰، بحوالہ بہار شریعت، ج ۱ ص ۱۱۶۷، مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی)

فقہی مسائل:

یہاں پر ہم اختصار کے ساتھ احرام کے متعلق چند فقہی مسائل پیش کر رہے ہیں:

احرام باندھنے کے بعد جو کام حرام ہو جاتے ہیں:

(۱) عورت سے صحبت۔ (۲) بوسہ۔ (۳) مساس۔ (۴) گلے لگانا۔ (۵) اُس کی اندام نہانی پر نگاہ جب کہ یہ چاروں باتیں بشہوت ہوں۔ (۶) عورتوں کے سامنے اس کام کا نام لینا۔ (۷) فحش۔ (۸) گناہ ہمیشہ حرام تھے اب اور سخت حرام ہو گئے۔ (۹) کسی سے دنیوی لڑائی جھگڑا۔ (۱۰) جنگل کا شکار۔ (۱۱) اُس کی طرف شکار کرنے کو اشارہ کرنا۔ (۱۲) یا کسی طرح بتانا۔ (۱۳) بندوق یا بارود یا اُس کے ذبح کرنے کو چُھری دینا۔ (۱۴) اس کے انڈے توڑنا۔ (۱۵) پَر اُکھیڑنا۔ (۱۶) پاؤں یا بازو توڑنا۔ (۱۷) اُس کا دودھ دوہنا۔ (۱۸) اُس کا گوشت۔ یا (۱۹) انڈے پکانا، بھوننا۔ (۲۰) بیچنا۔ (۲۱) خریدنا۔ (۲۲) کھانا۔ (۲۳) اپنا یا دوسرے کا ناخن کترنا یا دوسرے سے اپنا کتروانا۔ (۲۴) سر سے پاؤں تک کہیں سے کوئی بال کسی طرح جدا کرنا۔ (۲۵) منہ، یا (۲۶) سر کسی کپڑے وغیرہ سے چھپانا۔ (۲۷) بستہ یا کپڑے کی بُقچی یا گٹھری سر پر رکھنا۔ (۲۸) عمامہ باندھنا۔ (۲۹) بُرقع (۳۰) دستانے پہننا۔ (۳۱) موزے یا جُرابیں وغیرہ جو وسط قدم کو چھپائے (جہاں عربی جوتے کا تسمہ ہوتا ہے) پہننا اگر جوتیاں نہ ہوں تو موزے کاٹ کر پہنیں کہ وہ تسمہ کی جگہ نہ چھپے۔ (۳۲) سِلا کپڑا پہننا۔ (۳۳) خوشبو بالوں، یا (۳۴) بدن، یا (۳۵) کپڑوں میں لگانا۔ (۳۶) ملاگیری یا کُسم، کیسر غرض کسی خوشبو کے رنگے کپڑے پہننا جب کہ ابھی خوشبو دے رہے ہوں۔ (۳۷) خالص خوشبو مشک، عنبر، زعفران، جاوتری، لونگ، الائچی، دارچینی، زنجبیل وغیرہ کھانا۔ (۳۸) ایسی خوشبو کا آنچل میں باندھنا جس میں فی الحال مہک ہو جیسے مُشک، عنبر، زعفران۔ (۳۹) سر یا داڑھی کو خطمی یا کسی خوشبودار یا ایسی چیز سے دھونا جس سے جوئیں مر جائیں۔ (۴۰) وسمہ یا مہندی کا خضاب لگانا۔ (۴۱) گوند وغیرہ سے بال جمانا۔ (۴۲) زیتون، یا (۴۳) تِل کا تیل اگرچہ بے خوشبو ہو بالوں یا بدن میں لگانا۔ (۴۴) کسی کا سر مونڈنا اگرچہ اُس کا احرام نہ ہو۔ (۴۵) جُوں مارنا۔ (۴۶) پھینکنا۔ (۴۷) کسی کو اس کے مارنے کا اشارہ کرنا۔ (۴۸) کپڑا اس کے مارنے کو دھونا۔ یا (۴۹) دھوپ میں ڈالنا۔ (۵۰) بالوں میں پارہ وغیرہ اس کے مارنے کو لگانا غرض جوں کے ہلاک پر کسی طرح باعث ہونا۔ (الفتاویٰ الرضویۃ، ج ۱۰ ص ۷۳۱، وغیرہ)

Marfat.com

وہ کام جو بحالت احرام مکروہ ہیں:

(۱) بدن کا میل چھڑانا۔ (۲) بال یا بدن کھلی یا صابون وغیرہ بے خوشبو کی چیز سے دھونا۔ (۳) کنگھی کرنا۔ (۴) اس طرح کھجانا کہ بال ٹوٹنے یا جوں کے گرنے کا اندیشہ ہو۔ (۵) انگرکھا کرتا چغہ پہننے کی طرح کندھوں پر ڈالنا۔ (۶) خوشبو کی دھونی دیا ہوا کپڑا کہ ابھی خوشبو دے رہا ہو پہننا اوڑھنا۔ (۷) قصداً خوشبو سونگھنا اگرچہ خوشبودار پھل یا پتا ہو جیسے لیموں، نارنگی، پودینہ، عطردانہ۔ (۸) عطرفروش کی دوکان پر اس غرض سے بیٹھنا کہ خوشبو سے دماغ معطر ہوگا۔ (۹) سر، یا (۱۰) منہ پر پٹی باندھنا۔ (۱۱) غلاف کعبہ معظمہ کے اندر اس طرح داخل ہونا کہ غلاف شریف سر یا منہ سے لگے۔ (۱۲) ناک وغیرہ منہ کا کوئی حصہ کپڑے سے چھپانا۔ (۱۳) کوئی ایسی چیز کھانا پینا جس میں خوشبو پڑی ہو اور نہ وہ پکائی گئی ہو نہ بو زائل ہوگئی ہو۔ (۱۴) بے سلا کپڑا رفو کیا ہوا یا پیوند لگا ہوا پہننا (۱۵) تکیہ پر منہ رکھ کر اوندھا لیٹنا۔ (۱۶) مہکتی خوشبو ہاتھ سے چھونا جب کہ ہاتھ میں لگ نہ جائے ورنہ حرام ہے۔ (۱۷) بازو یا گلے پر تعویذ باندھنا اگرچہ بے سلے کپڑے میں لپیٹ کر۔ (۱۸) بلا عذر بدن پر پٹی باندھنا۔ (۱۹) سنگار کرنا۔ (۲۰) چادر اوڑھ کر اُس کے آنچلوں میں گرہ دے لینا جیسے گانتی باندھتے ہیں اس طرح یا کسی اور طرح پر جب کہ سر کھلا ہو ورنہ حرام ہے۔ (۲۱) یونہی تہبند کے دونوں کناروں میں گرہ دینا۔ (۲۲) تہبند باندھ کر کمر بند یا رسّی سے کسنا۔ (الفتاوی الرضویہ، ج۱۰، ص ۷۳۳، وغیرہ)

جو کام بحالت احرام جائز ہیں:

(۱) انگرکھا کرتہ چغہ لیٹ کر اوپر سے اس طرح ڈال لینا کہ سر اور منہ نہ چھپے۔ (۲) اِن چیزوں یا پاجامہ کا تہبند باندھ لینا۔ (۳) چادر کے آنچلوں کو تہبند میں گھرسنا۔ (۴) ہمیانی، یا (۵) پٹی، یا (۶) ہتھیار باندھنا۔ (۷) بے میل چھڑائے حمام کرنا۔ (۸) پانی میں غوطہ لگانا۔ (۹) کپڑے دھونا جب کہ جوں مارنے کی غرض سے نہ ہو۔ (۱۰) مسواک کرنا۔ (۱۱) کسی چیز کے سایہ میں بیٹھنا۔ (۱۲) چھتری لگانا۔ (۱۳) انگوٹھی پہننا۔ (۱۴) بے خوشبو کا سُرمہ لگانا۔ (۱۵) داڑھ اکھاڑنا۔ (۱۶) ٹوٹے ہوئے ناخن کو جدا کر دینا۔ (۱۷) دنبل یا پھنسی توڑ دینا۔ (۱۸) ختنہ کرنا۔ (۱۹) فصد۔ (۲۰) بغیر بال مونڈے پچھنے کرانا۔ (۲۱) آنکھ میں جو بال نکلے اُسے جُدا کرنا۔ (۲۲) سر یا بدن اس طرح آہستہ کھجانا کہ بال نہ ٹوٹے۔ (۲۳) احرام سے پہلے جو خوشبو لگائی اُس کا لگا رہنا۔ (۲۴) پالتو جانور اونٹ گائے بکری مرغی وغیرہ ذبح کرنا۔ (۲۵) پکانا۔ (۲۶) کھانا۔ (۲۷) اس کا دودھ دوہنا۔ (۲۸) اس کے انڈے توڑنا بھُوننا کھانا۔ (۲۹) جس جانور کو غیر مُحرِم نے شکار کیا اور کسی مُحرِم نے اُس کے شکار یا ذبح میں کسی طرح کی مدد نہ کی ہو اُس کا کھانا بشرطیکہ وہ جانور نہ حرم کا ہو نہ حرم میں ذبح کیا گیا ہو۔ (۳۰) کھانے کے لیے مچھلی کا شکار کرنا۔ (۳۱) دوا کے لیے کسی دریائی جانور کا مارنا، دوا یا غذا کے لیے نہ ہو نری تفریح کے لیے ہو جس طرح لوگوں میں رائج ہے تو شکار دریا کا ہو یا جنگل کا خود ہی حرام ہے اور احرام میں سخت تر حرام۔ (۳۲) بیرون حرم کی گھاس اُکھاڑنا، یا (۳۳) درخت کاٹنا۔ (۳۴) چیل، (۳۵) کوا، (۳۶) چوہا، (۳۷) گرگٹ، (۳۸) چھپکلی، (۳۹) سانپ، (۴۰) بچھو، (۴۱) کھٹمل، (۴۲) مچھر، (۴۳) پسّو، (۴۴) مکھی وغیرہ خبیث وموذی جانوروں کا مارنا اگرچہ حرم میں ہو۔ (۴۵) منہ اور سر کے سوا کسی اور جگہ زخم پر پٹی باندھنا۔ (۴۶) سر، یا (۴۷) گال کے نیچے تکیہ رکھنا۔ (۴۸) سر یا (۴۹) ناک پر اپنا یا دوسرے کا ہاتھ رکھنا۔ (۵۰) کان کپڑے سے چھپانا۔ (۵۱) ٹھوڑی سے نیچے داڑھی پر کپڑا آنا۔ (۵۲) سر پر سینی

Marfat.com

یا بوری اُٹھانا۔ (۵۳) جس کھانے کے پکنے میں مشک وغیرہ پڑے ہوں اگرچہ خوشبو دیں۔ یا (۵۴) بے پکائے جس میں کوئی خوشبو ڈالی اور وہ بُو نہیں دیتی اُس کا کھانا پینا۔ (۵۵) گھی یا چربی یا کڑوا تیل یا ناریل یا بادام کدو، کاہو کا تیل کہ بسایا نہ ہو بالوں یا بدن میں لگانا۔ (۵۶) خوشبو کے رنگے کپڑے پہننا جب کہ اُن کی خوشبو جاتی رہی ہو مگر کسم، کیسر کا رنگ مرد کو ویسے ہی حرام ہے۔ (۵۷) دین کے لیے جھگڑنا بلکہ حسبِ حاجت فرض و واجب ہے۔ (۵۸) جوتا پہننا جو پاؤں کے اُس جوڑ کو نہ چھپائے۔ (۵۹) بے سلے کپڑے میں لپیٹ کر تعویذ گلے میں ڈالنا۔ (۶۰) آئینہ دیکھنا۔ (۶۱) ایسی خوشبو کا چھونا جس میں فی الحال مہک نہیں جیسے اگر، لوبان، صندل، یا (۶۲) اس کا آنچل میں باندھنا۔ (۶۳) نکاح کرنا۔ (الفتاویٰ الرضویۃ، ج۱۰ص ۷۴۳، وغیرہ)

بَابُ تَحْرِيمِ الصَّيْدِ الْمَأْكُولِ الْبَرِّيِّ عَلَى الْمُحْرِمِ بِحَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ أَوْ بِهِمَا

باب: حج یا عمرہ کا احرام باندھنے والے محرم کے لئے خشکی کے جانور کے شکار کی تحریم

497- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ اللَّيْثِيِّ أَنَّهُ أَهْدَى لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارًا وَّحْشِيًّا وَّهُوَ بِالْأَبْوَاءِ أَوْ بِوَدَّانَ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَلَمَّا أَنْ رَأَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا فِي وَجْهِي قَالَ إِنَّا لَمْ نَرُدَّهُ عَلَيْكَ إِلَّا أَنَّا حُرُمٌ

حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انہوں نے ابواء یا ودان کے مقام پر جنگلی گدھے کا گوشت پیش کیا تو اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوٹا دیا۔ جس وقت میرے چہرے سے پریشانی کو ملاحظہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہم نے اسے اس بناء پر لوٹایا ہے کہ ہم تو حالت احرام میں ہیں۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3801، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 7430، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9707، سنن النسائی: رقم الحدیث: 2769)

498- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ وَّقُتَيْبَةُ جَمِيعًا عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح وَحَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَهْدَيْتُ لَهُ حِمَارَ وَحْشٍ كَمَا قَالَ مَالِكٌ وَّفِي حَدِيثِ اللَّيْثِ وَصَالِحٍ أَنَّ الصَّعْبَ بْنَ جَثَّامَةَ أَخْبَرَهُ

حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے سابق حدیث کی مانند مروی ہے۔ (مرجع السابق)

499- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ أَهْدَيْتُ لَهُ مِنْ لَحْمِ حِمَارٍ وَّحْشٍ

دوسری سند سے بھی اس کی مثل مروی ہے۔ (مرجع السابق)

500- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ حَبِيبٍ

Marfat.com

بْنِ اَبِیْ ثَابِتٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ اَھْدَی الصَّعْبُ بْنُ جَثَّامَۃَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِمَارَ وَحْشٍ وَّھُوَ مُحْرِمٌ فَرَدَّہٗ عَلَیْہِ وَقَالَ لَوْلَا اَنَّا مُحْرِمُوْنَ لَقَبِلْنَاہُ مِنْکَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے جنگلی گدھا ہبہ کیا تو اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوٹا دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر ہم حالت احرام سے نہ ہوتے تو اسے قبول بھی فرما لیتے۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9711، مسند احمد: رقم الحدیث: 1759، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 66)

501- وَحَدَّثَنَاہُ یَحْیَی بْنُ یَحْیٰی اَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَیْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ مَنْصُوْرًا یُحَدِّثُ عَنِ الْحَکَمِ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنِ الْحَکَمِ ح وَحَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ جَمِیْعًا عَنْ حَبِیْبٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا فِیْ رِوَایَۃِ مَنْصُوْرٍ عَنِ الْحَکَمِ اَھْدَی الصَّعْبُ بْنُ جَثَّامَۃَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رِجْلَ حِمَارِ وَحْشٍ وَّفِیْ رِوَایَۃِ شُعْبَۃَ عَنِ الْحَکَمِ عَجُزَ حِمَارِ وَحْشٍ یَّقْطُرُ دَمًا وَّفِیْ رِوَایَۃِ شُعْبَۃَ عَنْ حَبِیْبٍ اُھْدِیَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شِقُّ حِمَارِ وَّحْشٍ فَرَدَّہٗ

حکم کا بیان ہے کہ حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں جنگلی گدھے کی ٹانگ کو ہبہ کیا اور حکم سے ہے کہ جنگلی گدھے کا پچھلا حصہ بھیجا جس سے خون ابھی ٹپک رہا تھا۔ حبیب سے ہے کہ جنگلی گدھے کا ایک پہلو بھیجا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوٹا دیا۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9712، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 1194)

502- وَحَدَّثَنِیْ زُھَیْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِی الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوٗسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَدِمَ زَیْدُ بْنُ اَرْقَمَ فَقَالَ لَہٗ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبَّاسٍ یَسْتَذْکِرُہٗ کَیْفَ اَخْبَرْتَنِیْ عَنْ لَحْمِ صَیْدٍ اُھْدِیَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ حَرَامٌ قَالَ قَالَ اُھْدِیَ لَہٗ عُضْوٌ مِّنْ لَحْمِ صَیْدٍ فَرَدَّہٗ فَقَالَ اِنَّا لَا نَاْکُلُہٗ اِنَّا حُرُمٌ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ جس وقت آئے تو ان سے انہوں نے دریافت کیا کہ آپ نے مجھ سے شکار کے گوشت کے متعلق کیا فرمایا تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محرم ہونے کی حالت میں ہبہ کیا گیا تھا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شکار والے گوشت کے ایک عضو کو ہبہ کیا گیا تھا۔ جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوٹا دیا اور ارشاد فرمایا: ہم اسے تناول نہیں فرماتے اس لئے کہ ہم حالت احرام سے ہیں۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3804، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 4963، سنن النسائی: رقم الحدیث: 2772، صحیح ابن خزیمہ: رقم الحدیث: 2640)

503- وَحَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ صَالِحِ بْنِ کَیْسَانَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ وَاللَّفْظُ لَہٗ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ کَیْسَانَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا مُحَمَّدٍ مَّوْلٰی اَبِیْ قَتَادَۃَ یَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا قَتَادَۃَ یَقُوْلُ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اِذَا کُنَّا بِالْقَاحَۃِ فَمِنَّا

Marfat.com

الْمُحْرِمُ وَمِنَّا غَيْرُ الْمُحْرِمِ اِذْ بَصُرْتُ بِاَصْحَابِيْ يَتَرَاءُوْنَ شَيْئًا فَنَظَرْتُ فَاِذَا حِمَارُ وَحْشٍ فَاَسْرَجْتُ فَرَسِيْ وَاَخَذْتُ رُمْحِيْ ثُمَّ رَكِبْتُ فَسَقَطَ مِنِّيْ سَوْطِيْ فَقُلْتُ لِاَصْحَابِيْ وَكَانُوْا مُحْرِمِيْنَ نَاوِلُوْنِي السَّوْطَ فَقَالُوْا وَاللّٰهِ لَا نُعِيْنُكَ عَلَيْهِ بِشَيْءٍ فَنَزَلْتُ فَتَنَاوَلْتُهٗ ثُمَّ رَكِبْتُ فَاَدْرَكْتُ الْحِمَارَ مِنْ خَلْفِهٖ وَهُوَ وَرَآءَ اَكَمَةٍ فَطَعَنْتُهٗ بِرُمْحِيْ فَعَقَرْتُهٗ فَاَتَيْتُ بِهٖ اَصْحَابِيْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ كُلُوْهُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَاْكُلُوْهُ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَامَنَا فَحَرَّكْتُ فَرَسِيْ فَاَدْرَكْتُهٗ فَقَالَ هُوَ حَلَالٌ فَكُلُوْهُ

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت گئے یہاں تک کہ مقام قاحہ میں پہنچ گئے اور ہم میں سے کچھ تو حالت احرام سے تھے اور کچھ نہیں تھے پس میں نے دیکھا کہ میرے ساتھی کسی چیز کی جانب ٹکٹکی باندھے دیکھ رہے ہیں۔ میں نے اچانک دیکھا تو وہ جنگلی گدھا تھا۔ میں نے اسے پکڑنے کی خاطر گھوڑے پر زین کو کس لیا اپنے نیزے سنبھالتے ہوئے سوار ہو گیا اس لمحہ میں مجھ سے چابک گر پڑا تو میں اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ میرا چابک تو پکڑا دو وہ حالت احرام میں تھے وہ کہنے لگے: اللہ تعالیٰ کی قسم! ہم تو اس سلسلہ میں تمہاری کچھ بھی مدد نہ کریں گے۔ چنانچہ میں نے خود ہی اتر کر چابک کو اٹھا لیا اور دوبارہ سوار ہو کر جنگلی گدھے کو پیچھے سے جا کر نوچ ڈالا جبکہ وہ ٹیلے کے پیچھے تھا۔ پس میں نے اس کی کونچیں قطع کر دیں نیزہ مار کر اور اس کو اپنے ساتھیوں کے پاس لے کر آیا کچھ ساتھی کہنے لگے: کھا لیجئے اور کچھ نے کہا: نہ کھائیے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے آگے آگے تھے تو میں نے گھوڑا کو دوڑا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک جا لیا۔ (پوچھا) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ حلال ہے اسے کھا لیجئے۔ (سنن البیہقی الکبری: رقم الحدیث: 9688، سنن النسائی: رقم الحدیث: 1826، مسند احمد: رقم الحدیث: 21301، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 9)

504- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ فِيْمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ اَبِي النَّضْرِ عَنْ نَافِعٍ مَوْلٰى اَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِبَعْضِ طَرِيْقِ مَكَّةَ تَخَلَّفَ مَعَ اَصْحَابٍ لَّهٗ مُحْرِمِيْنَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ فَرَاٰى حِمَارًا وَّحْشِيًّا فَاسْتَوٰى عَلٰى فَرَسِهٖ فَسَاَلَ اَصْحَابَهٗ اَنْ يُّنَاوِلُوْهُ سَوْطَهٗ فَاَبَوْا عَلَيْهِ فَسَاَلَهُمْ رُمْحَهٗ فَاَبَوْا عَلَيْهِ فَاَخَذَهٗ ثُمَّ شَدَّ عَلَى الْحِمَارِ فَقَتَلَهٗ فَاَكَلَ مِنْهُ بَعْضُ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبٰى بَعْضُهُمْ فَاَدْرَكُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلُوْهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنَّمَا هِيَ طُعْمَةٌ اَطْعَمَكُمُوْهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت تھے جس وقت مکہ مکرمہ کی ایک راہ پر پہنچے تو اپنے کچھ احرام باندھے ہوئے ساتھیوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے جبکہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ حالت احرام سے نہ تھے۔ اس دوران حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے ایک جنگلی گدھے کو دیکھا تو وہ گھوڑے کے اوپر سوار ہو گئے اور ساتھیوں سے فرمایا کہ ان کو چابک اٹھا کر دیں اس پر انہوں نے انکار کر دیا پھر ساتھیوں سے فرمایا کہ نیزہ کو دے دیں۔ انہوں نے پھر بھی انکار کر دیا چنانچہ انہوں نے خود نیزہ کو اٹھا کر گھوڑے کو دوڑا دیا اور جنگلی گدھے کو مار دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ اصحاب کرام رضی اللہ عنہم نے اس سے

Marfat.com

کھایا اور کچھ نے انکار کر دیا۔ پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر ہوئے اور اس کے بارے میں دریافت کیا۔ ارشاد فرمایا: یہ ایک کھانا ہے جو اللہ عزوجل نے تم لوگوں کو کھلایا ہے۔ (مرجع السابق)

505-وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي حِمَارِ الْوَحْشِ مِثْلَ حَدِيثِ اَبِي النَّضْرِ غَيْرَ اَنَّ فِي حَدِيثِ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهِ شَيْءٌ

زید بن اسلم کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے پاس اس گوشت میں سے کچھ ہے۔ (مرجع السابق)

506-وَحَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ مِسْمَارٍ السُّلَمِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي اَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ ابْنُ اَبِي قَتَادَةَ قَالَ انْطَلَقَ اَبِي مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فَاَحْرَمَ اَصْحَابُهُ وَلَمْ يُحْرِمْ وَحُدِّثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ عَدُوًّا بِغَيْقَةَ فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَبَيْنَمَا اَنَا مَعَ اَصْحَابِهِ يَضْحَكُ بَعْضُهُمْ اِلَى اِذْ نَظَرْتُ فَاِذَا اَنَا بِحِمَارِ وَحْشٍ فَحَمَلْتُ عَلَيْهِ فَطَعَنْتُهُ فَاَثْبَتُّهُ فَاسْتَعَنْتُهُمْ فَاَبَوْا اَنْ يُعِينُونِي فَاَكَلْنَا مِنْ لَحْمِهِ وَخَشِينَا اَنْ نُقْتَطَعَ فَانْطَلَقْتُ اَطْلُبُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْفَعُ فَرَسِي شَاْوًا وَاَسِيرُ شَاْوًا فَلَقِيتُ رَجُلًا مِنْ بَنِي غِفَارٍ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ فَقُلْتُ اَيْنَ لَقِيتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَرَكْتُهُ بِتَعْهِنَ وَهُوَ قَائِلٌ السُّقْيَا فَلَحِقْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ اِنَّ اَصْحَابَكَ يَقْرَءُونَ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَرَحْمَةَ اللهِ وَاِنَّهُمْ قَدْ خَشُوا اَنْ يُقْتَطَعُوا دُونَكَ انْتَظِرْهُمْ فَانْتَظَرَهُمْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ اِنِّي اَصَدْتُ وَمَعِي مِنْهُ فَاضِلَةٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْقَوْمِ كُلُوا وَهُمْ مُحْرِمُونَ

عبداللہ بن ابی قتادہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت صلح حدیبیہ کے سال میرے والد محترم گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم نے احرام باندھ رکھا تھا۔ جبکہ میرے والد محترم نے احرام نہ باندھ رکھا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا گیا کہ دشمن غیقہ میں چھپا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چل پڑے۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں اپنے ساتھیوں کی معیت تھا انہوں نے میری جانب دیکھ کر ہنسنا شروع کر دیا تو میں نے اس وقت ایک جنگلی گدھے کو دیکھ لیا جس پر میں نے حملہ کر دیا اور نیزہ کو مار کر اسے روک دیا اس کے بعد اپنے ساتھیوں سے مدد کا سوال کیا تو میری انہوں نے مدد کرنے سے انکار کر دیا۔ ہم نے اس کے گوشت کو تناول فرمایا اور ہم کو یہ خدشہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے جدا نہ ہو جائیں چنانچہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تلاش کرنے کی خاطر نکل پڑا میں بعض دفعہ تو گھوڑے کو دوڑا دیتا اور بعض دفعہ آہستہ کر دیتا میری راستہ میں آدھی شب کو بنی غفار کے آدمی سے ملاقات ہوئی تو اس سے میں نے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم کو کس جگہ ملے تھے؟ وہ کہنے لگا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تعہن والی جگہ پر چھوڑ آیا ہوں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سقیہ والی جگہ پر قیلولہ فرمائیں گے چنانچہ میں اس جگہ آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کر کے عرض گزار ہوا: یا رسول

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام پیش کرتے ہیں۔ اور ان کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جدا ہو جانے کا ڈر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کا انتظار فرما لیجئے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا انتظار فرمایا پس میں عرض گزار ہوا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے شکار کیا ہے اور اس میں سے کچھ میرے پاس باقی ماندہ بھی ہے۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا: کھالو جبکہ وہ سارے حالت احرام سے تھے۔ (مرجع السابق)

506- حَدَّثَنِیْ اَبُوْ کَامِلٍ الْجَحْدَرِیُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِیْهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَاجًّا وَّخَرَجْنَا مَعَهٗ قَالَ فَصَرَفَ مِنْ اَصْحَابِهٖ فِیْهِمْ اَبُوْ قَتَادَةَ فَقَالَ خُذُوْا سَاحِلَ الْبَحْرِ حَتّٰی تَلْقَوْنِیْ قَالَ فَاَخَذُوْا سَاحِلَ الْبَحْرِ فَلَمَّا انْصَرَفُوْا قِبَلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَحْرَمُوْا كُلُّهُمْ اِلَّا اَبَا قَتَادَةَ فَاِنَّهٗ لَمْ یُحْرِمْ فَبَیْنَمَا هُمْ یَسِیْرُوْنَ اِذْ رَاَوْا حُمُرَ وَحْشٍ فَحَمَلَ عَلَیْهَا اَبُوْ قَتَادَةَ فَعَقَرَ مِنْهَا اَتَانًا فَنَزَلُوْا فَاَكَلُوْا مِنْ لَّحْمِهَا قَالَ فَقَالُوْا اَكَلْنَا لَحْمًا وَّنَحْنُ مُحْرِمُوْنَ قَالَ فَحَمَلُوْا مَا بَقِیَ مِنْ لَّحْمِ الْاَتَانِ فَلَمَّا اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا اَحْرَمْنَا وَكَانَ اَبُوْ قَتَادَةَ لَمْ یُحْرِمْ فَرَاَیْنَا حُمُرَ وَحْشٍ فَحَمَلَ عَلَیْهَا اَبُوْ قَتَادَةَ فَعَقَرَ مِنْهَا اَتَانًا فَنَزَلْنَا فَاَكَلْنَا مِنْ لَّحْمِهَا فَقُلْنَا نَاْكُلُ لَحْمَ صَیْدٍ وَّنَحْنُ مُحْرِمُوْنَ فَحَمَلْنَا مَا بَقِیَ مِنْ لَّحْمِهَا فَقَالَ هَلْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اَمَرَهٗ اَوْ اَشَارَ اِلَیْهِ بِشَیْءٍ قَالَ قَالُوْا لَا قَالَ فَكُلُوْا مَا بَقِیَ مِنْ لَّحْمِهَا

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حج کے واسطے تشریف لے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت ہم بھی تھے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جانب رخ کروا لیا جن کے اندر حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم سارے ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ چلتے رہو۔ آگے آ کر مجھ سے مل جانا۔ وہ سارے کے سارے ساحل سمندر کے کنارے پر چل پڑے جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب انہوں نے جانے کا ارادہ کیا تو حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ ساروں نے احرام باندھ لیا۔ صرف انہوں نے ہی احرام نہ باندھا۔ انہوں نے راستہ میں چلتے ہوئے جنگلی گدھوں کو دیکھا۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ ان پر حملہ آور ہوئے اور ایک جنگلی گدھی کی کونچوں کو کاٹ دیا اس کے بعد ساروں نے اتر کر اس جنگلی گدھی کا گوشت تناول فرمایا۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ پھر انہوں نے یہ سوچا کہ ہم نے تو حالت احرام میں گوشت کھا لیا ہے۔ راوی نے فرمایا کہ انہوں نے بچے ہوئے گوشت کو بھی اپنے پاس رکھ لیا اور جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں پہنچے تو عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم نے تو احرام باندھ لیا تھا۔ اور حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے احرام نہ باندھا تھا۔ ہم نے جنگلی گدھوں کو دیکھا تو اس پر حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ ان پر حملہ آور ہو گئے اور ان میں سے ایک جنگلی گدھی کی کونچوں کو کاٹ دیا اس کے بعد ہم نے اتر کر اس کے گوشت کو کھا لیا تو ہم نے سوچا کہ ہم تو حالت احرام سے ہیں اس کے باوجود بھی شکار کے گوشت کو کھا لیا ہے تو جو باقی بچا ہوا گوشت تھا وہ رکھ ڈالا اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کسی آدمی نے شکار کا حکم دیا تھا۔ یا اس کی جانب اشارہ

Marfat.com

جیسے تیسے کیا تھا وہ عرض گزار ہوئے: نہیں۔ ارشاد فرمایا: اس کے باقی بچے ہوئے گوشت کو بھی کھا لیجئے۔ (مرجع السابق)

508-وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ شَيْبَانَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ فِي رِوَايَةِ شَيْبَانَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمِنْكُمْ أَحَدٌ أَمَرَهُ أَنْ يَحْمِلَ عَلَيْهَا أَوْ أَشَارَ إِلَيْهَا وَفِي رِوَايَةِ شُعْبَةَ قَالَ أَشَرْتُمْ أَوْ أَعَنْتُمْ أَوْ أَصَدْتُمْ قَالَ شُعْبَةُ لَا أَدْرِي قَالَ أَعَنْتُمْ أَوْ أَصَدْتُمْ

شیبان کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم میں سے کسی آدمی نے اس پر حملہ آور ہونے کا حکم دیا تھا۔ یا اس کی جانب اشارہ فرمایا تھا اور شعبہ کی روایت میں ہے کیا تم لوگوں نے اشارہ کیا تھا یا امداد کی تھی۔ شعبہ کا بیان ہے کہ مجھے یاد نہیں رہا کہ کیا کہا تھا۔ کیا تم لوگوں نے مدد کی تھی یا اشارہ کیا تھا۔ (مرجع السابق)

509- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ وَهُوَ ابْنُ سَلَّامٍ أَخْبَرَنِي يَحْيَى أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَاهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ الْحُدَيْبِيَةِ قَالَ فَأَهَلُّوا بِعُمْرَةٍ غَيْرِي قَالَ فَاصْطَدْتُ حِمَارَ وَحْشٍ فَأَطْعَمْتُ أَصْحَابِي وَهُمْ مُحْرِمُونَ ثُمَّ أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْبَأْتُهُ أَنَّ عِنْدَنَا مِنْ لَحْمِهِ فَاضِلَةً فَقَالَ كُلُوهُ وَهُمْ مُحْرِمُونَ

عبداللہ بن ابی قتادہ سے روایت ہے کہ ان کے والد محترم حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی معیت حدیبیہ کے مقام پر تھے تو انہوں نے کہا: میرے علاوہ ساروں نے عمرہ کا احرام باندھ لیا میں نے ایک جنگلی گدھے کا شکار کیا اور اس کو اپنے محرم ساتھیوں کو کھلایا پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ ﷺ کو سارا بتایا کہ ہمارے پاس اس قدر اس کا گوشت بھی باقی ماندہ ہے۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسے کھا لیجئے جبکہ وہ سارے کے سارے حالت احرام سے تھے۔ (مرجع السابق)

510-حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ النُّمَيْرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُمْ خَرَجُوا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ مُحْرِمُونَ وَأَبُو قَتَادَةَ مُحِلٌّ وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَفِيهِ فَقَالَ هَلْ مَعَكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ قَالُوا مَعَنَا رِجْلُهُ قَالَ فَأَخَذَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلَهَا

عبداللہ بن ابوقتادہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی معیت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گئے تو ساروں نے احرام باندھ رکھا تھا جبکہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے احرام نہ باندھ رکھا تھا آگے پچھلی حدیث کی مانند ہے۔ اور اس میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تمہارے پاس اس میں کچھ بچا ہوا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض گزار ہوئے: ہمارے پاس تو صرف ایک ہی ٹانگ باقی ماندہ ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس ٹانگ کو لے کر کھا لیا۔ (مرجع السابق)

511-وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَإِسْحٰقُ عَنْ جَرِيرٍ

Marfat.com

كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ كَانَ أَبُو قَتَادَةَ فِي نَفَرٍ مُحْرِمِينَ وَأَبُو قَتَادَةَ مُحِلٌّ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ وَفِيهِ هَلْ أَشَارَ إِلَيْهِ إِنْسَانٌ مِنْكُمْ أَوْ أَمَرَهُ بِشَيْءٍ قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ فَكُلُوا

عبداللہ بن ابی قتادہ کا بیان ہے کہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے احرام نہ باندھ رکھا تھا دوسرے سارے حالت احرام سے تھے۔ آگے پچھلی حدیث کی مانند روایت ہے۔ اور اس میں یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کسی نے اس کی جانب اشارہ کیا تھا یا کسی چیز کا امر کیا تھا۔ وہ عرض گزار ہوئے: نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فرمایا: پھر اسے بھی کھا لیجئے۔ (مرجع السابق)

512- حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عُثْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا مَعَ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ وَنَحْنُ حُرُمٌ فَأُهْدِيَ لَهُ طَيْرٌ وَطَلْحَةُ رَاقِدٌ فَمِنَّا مَنْ أَكَلَ وَمِنَّا مَنْ تَوَرَّعَ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ طَلْحَةُ وَفَّقَ مَنْ أَكَلَهُ وَقَالَ أَكَلْنَاهُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عبدالرحمن تیمی سے روایت ہے کہ ہم حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کی معیت تھے ہم حالت احرام سے تھے۔ ان کی خدمت میں پرندہ کو ہبہ کیا گیا تھا جبکہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سو رہے تھے ہم میں سے کچھ لوگوں نے تناول کر لیا اور کچھ نے نہ کھایا۔ جس وقت حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ جاگ گئے تو انہوں نے کھا لینے والوں کی تائید فرمائی اور فرمایا: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت اسے تناول فرمایا ہے۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3799، سنن الدارمی: رقم الحدیث: 1882، سنن النسائی: رقم الحدیث: 2767، صحیح ابن خزیمہ: رقم الحدیث: 2638)

تشریح:

مسند امام اعظم میں ہے:

أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ تَذَاكَرْنَا لَحْمَ صَيْدٍ يَصِيدُهُ الْحَلَالُ فَيَأْكُلُهُ الْمُحْرِمُ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَائِمٌ حَتَّى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُنَا فَاسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ فِيمَا يَتَنَازَعُونَ فَقُلْنَا فِي لَحْمِ صَيْدٍ يَصِيدُهُ الْحَلَالُ فَيَأْكُلُهُ الْمُحْرِمُ قَالَ فَأَمَرَنَا بِأَكْلِهِ۔ (مسند امام اعظم تحت: باب اکل المحرم الصید، حدیث نمبر 236)

"حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غیر محرم کے شکار کے گوشت کی بابت ہم گفتگو کر رہے تھے کہ آیا اسے محرم کھا سکتا ہے یا نہیں، جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محو استراحت تھے، ہماری آواز بلند ہو گئی، حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور فرمایا: کس شے کے متعلق تم جھگڑ رہے ہو؟ ہم نے عرض کی: ایسے گوشت کے متعلق جس کو غیر محرم شکار کرے، کیا اس کو محرم کھا سکتا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایسا گوشت کھانے کا حکم ارشاد فرمایا۔"

یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے تھے اور ہم صحابہ کرام کے درمیان یہ بحث چھڑ گئی کہ وہ گوشت جس کو غیر محرم آدمی نے شکار کیا ہے وہ محرم کھا سکتا ہے یا نہیں یعنی محرم کے لیے اس کا کھانا جائز ہے یا نہیں، اس بحث میں ہماری آوازیں بلند ہو گئیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے

تو آپ نے فرمایا کسی چیز میں بحث کر رہے ہو تو ہم نے کہا اس گوشت کے بارے میں جس کو غیر محرم نے شکار کیا اس کو محرم کھا سکتا ہے یا نہیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کھانے کا حکم دیا، یعنی اس کا کھانا جائز ہے، یہ ہمارے احناف کے نزدیک چند شرائط کے ساتھ مقید ہے، کہ نہ تو محرم شکار میں راہنمائی کرے، نہ اس کو مارنے کا حکم دے، اور نہ ہی شکار کے پکڑنے میں اس کے مدد کرے تو اس کے لیے جائز ہے کہ وہ یہ شکار کھا سکتا ہے۔ (شرح الملاعلی القاری رحمۃ اللہ علیہ علی مسند الامام الاعظم، قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی، ص، 212)

حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی ایک جماعت جو کہ دس سے کم تھی، کے ساتھ نکلا ان میں میرے علاوہ کوئی بھی غیر محرم (بغیر احرام کے) نہ تھا میں نے ایک جنگلی گدھا دیکھا، (جنگلی گدھا بالا جماع حلال ہے) تو میں نے اپنے گھوڑے کو جلدی سے اس کی طرف ہانکا تو جلدی میں میں اپنے کوڑا بھول گیا یعنی میں نے جلدی میں اپنا کوڑا بھی نہ لیا تو میں نے ان اصحاب سے کہا کہ مجھے میرے کوڑا دو تو انہوں نے انکار کر دیا یعنی انہوں نے کہا کہ ہم احرام باندھے ہوئے ہیں ہمارے لیے شکار پر مدد کرنا جائز نہیں، تو میں خود نیچے اترا اور اپنے کوڑا پکڑا اور جنگلی گدھے کے پیچھے ہو لیا یہاں تک کہ میں نے اس کا شکار کر لیا تو اس کو ہم سب کے مل کر کھایا، حاصل کلام یہ کہ محرم کے لیے غیر محرم کا شکار کیا ہوا جانور کھانا جائز ہے۔

(شرح الملاعلی القاری رحمۃ اللہ علیہ علی مسند الامام الاعظم، قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی، ص، 213)

فقہی مسائل:

مسئلہ: خشکی کا وحشی جانور شکار کرنا یا اس کی طرف شکار کرنے کو اشارہ کرنا یا اور کسی طرح بتانا، یہ سب کام حرام ہیں اور سب میں کفارہ واجب اگرچہ اُس کے کھانے میں مُضطر ہو۔ یعنی بھوک سے مرا جاتا ہو اور کفارہ اس کی قیمت ہے یعنی دو عادل وہاں کے حسابوں جو قیمت بتادیں وہ دینی ہوگی اور اگر وہاں اُس کی کوئی قیمت نہ ہو تو وہاں سے قریب جگہ میں جو قیمت ہو وہ ہے اور اگر ایک ہی عادل نے بتادیا جب بھی کافی ہے۔ (الدر المختار، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۷۶، وغیرہ)

مسئلہ: پانی کے جانور کو شکار کرنا جائز ہے، پانی کے جانور سے مراد وہ جانور ہے جو پانی میں پیدا ہوا ہو اگرچہ خشکی میں بھی کبھی رہتا ہو اور خشکی کا جانور وہ ہے جس کی پیدائش خشکی کی ہو اگرچہ پانی میں رہتا ہو۔

(لباب المناسک، (باب الجنایات، فصل فی ترک الواجبات بعذر)، ص ۳۶۰)

مسئلہ: جانور جال میں پھنسا ہوا تھا یا کسی درندہ نے اسے پکڑا تھا اُس نے چھوڑانا چاہا، تو اگر مر بھی جائے جب بھی کچھ نہیں۔

(الدر المختار، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۸۴)

مسئلہ: غیر مُحرم نے شکار کیا تو مُحرم اُسے کھا سکتا ہے اگرچہ اُس نے اسی کے لیے کیا ہو، جب کہ اُس محرم نے نہ اُسے بتایا، نہ حکم کیا، نہ کسی طرح اس کام میں اعانت کی ہو اور یہ شرط بھی ہے کہ حرم سے باہر اُسے ذبح کیا ہو۔

(الدر المختار، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۹۲)

مسئلہ: بتانے والے، اشارہ کرنے والے پر کفارہ اس وقت لازم ہے کہ 1 جسے بتایا وہ اس کی بات جھوٹی نہ جانے اور 2 بے اس کے بتائے وہ جانتا بھی نہ ہو اور 3 اُس کے بتانے پر فوراً اُس نے مار بھی ڈالا ہو اور 4 وہ جانور وہاں سے بھاگ نہ گیا اور 5 یہ بتانے والا

Marfat.com

نور کے مارے جانے تک احرام میں ہو۔ اگر ان پانچوں شرطوں میں ایک نہ پائی جائے تو کفارہ نہیں رہا گناہ وہ بہر حال ہے۔
(الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الحج، باب الجنایات فی الحج ص ۲۲۴)

مسئلہ: مُحرم نے جانور پر اپنا کتا یا باز سکھایا ہوا چھوڑا، اُس نے شکار کو مار ڈالا تو کفارہ واجب ہے اور اگر احرام کی وجہ سے تعمیل حکمِ ع کے لیے باز چھوڑ دیا، اُس نے جانور کو مار ڈالا یا سکھانے کے لیے جال پھیلایا، اس میں جانور پھنس کر مر گیا یا کوآں کھودا تھا اُس میں گر کر مرا تو ان صورتوں میں کفارہ نہیں۔ (الفتاویٰ الہندیۃ، کتاب المناسک، الباب التاسع فی الصید، ج ۱، ص 251)

بَابُ مَا يَنْدُبُ لِلْمُحْرِمِ وَغَيْرِهٖ قَتْلَهٗ مِنَ الدَّوَابِّ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ

باب: جن جانوروں کا محرم اور غیر محرم کے لئے حرم اور غیر حرم میں مارنا جائز ہے

513- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسٰى قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ مِقْسَمٍ يَقُولُ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ يَقُولُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَرْبَعٌ كُلُّهُنَّ فَاسِقٌ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ الْحِدَأَةُ وَالْغُرَابُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ قَالَ فَقُلْتُ لِلْقَاسِمِ أَفَرَأَيْتَ الْحَيَّةَ قَالَ تُقْتَلُ بِصُغْرٍ لَّهَا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چار جانور فاسق ہیں۔ جنہیں حرم اور غیر حرم میں قتل کیا جائے چیل، کوا، چوہا اور کاٹ جانے والا۔ میں نے قاسم سے کہا اور سانپ کے بارے میں کیا خیال ہے۔ فرمایا: اسے اس کی ذلت کی بنا پر مار دیا جائے گا۔ (مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 37)

514- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ الْحَيَّةُ وَالْغُرَابُ الْأَبْقَعُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ وَالْحُدَيَّا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پانچ جانور فاسق ہیں جن کو حرم اور غیر حرم دونوں میں مار ڈالا جائے۔ سانپ، کالا اور سفید کوا، چوہا، کاٹ دینے والا کتا اور چیل۔ (مرجع السابق)

515- وَحَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ الْعَقْرَبُ وَالْفَارَةُ وَالْحُدَيَّا وَالْغُرَابُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پانچ جانور فاسق ہیں جن کو حرم میں مار ڈالا جائے

Marfat.com

بچھو، چوہا، چیل، کوا اور کاٹ دینے والا کتا۔ (مرجع السابق)

516- وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالاَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ

دوسری سند سے پچھلی حدیث کی مانند ہے۔ (مرجع السابق)

517- وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيْرِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ الْفَارَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْغُرَابُ وَالْحُدَيَّا وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پانچ جانور فاسق ہیں جنہیں حرم میں مار ڈالا جائے چوہا، بچھو، چیل، کوا اور کاٹ دینے والا کتا۔ (مرجع السابق)

518- وَحَدَّثَنَاهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَتْ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ خَمْسِ فَوَاسِقَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ يَزِيْدَ بْنِ زُرَيْعٍ

اس سند سے ساتھ مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ جانوروں کو حرم اور غیر حرم میں مار دینے کا حکم ارشاد فرمایا۔ آگے پچھلی حدیث کی مانند ہے۔ (مرجع السابق)

519- وَحَدَّثَنِيْ اَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالاَ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ كُلُّهَا فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ الْغُرَابُ وَالْحِدَاةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَارَةُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پانچ جانور سارے کے سارے ہی فاسق ہیں ان کو حرم میں مار ڈالا جائے کوا، چیل، کاٹ دینے والا کتا، بچھو اور چوہا۔ (مرجع السابق)

520- وَحَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ اَبِيْ عُمَرَ جَمِيْعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسٌ لاَ جُنَاحَ عَلٰى مَنْ قَتَلَهُنَّ فِي الْحَرَمِ وَالْاِحْرَامِ الْفَارَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْغُرَابُ وَالْحِدَاةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ وَقَالَ ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ فِيْ رِوَايَتِهٖ فِي الْحُرُمِ وَالْاِحْرَامِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پانچ جانوروں کو حرم اور محرم ہونے کی حالت میں مار ڈالنے میں کوئی گناہ نہیں ہے چوہا، بچھو، کوا، چیل اور کاٹ دینے والا کتا۔ (مرجع السابق)

521- حَدَّثَنِيْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ

Marfat.com

عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَتْ حَفْصَةُ زَوْجُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَابِّ كُلُّهَا فَاسِقٌ لَا حَرَجَ عَلٰی مَنْ قَتَلَهُنَّ الْعَقْرَبُ وَالْغُرَابُ وَالْحِدَاةُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ

زوج النبی ﷺ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانچ جانور سارے کے سارے فاسق ہیں جن کو مار ڈالنے میں کچھ حرج نہیں بچھو، کوا، چیل، چوہا اور کاٹ دینے والا کتا۔ (مرجع السابق)

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا تعارف:

حفصہ بنت عمر: آپ اُمّ المؤمنین ہیں، حضرت عمر کی صاحبزادی، آپ کی ماں کا نام زینب بنت مظعون ہے۔ حضور انور سے پہلے خنیس ابن حذافہ سہمی کے نکاح میں تھیں، ان کے ساتھ ہجرت کی، غزوہ بدر کے بعد خنیس فوت ہو گئے، حضرت عمر نے جناب ابو بکر صدیق سے عرض کیا کہ حفصہ سے نکاح کر لو حضرت عثمان سے بھی یہ ہی کہا اس کے بعد حضور انور نے پیغام دیا چنانچہ ۳ ہجری میں حضور سے نکاح میں آئیں، ایک بار حضور انور نے انہیں ایک طلاق دے دی تھی مگر پھر رجوع فرمالیا کیونکہ وحی الٰہی آئی کہ حفصہ آپ کی زوجہ ہیں، جنت میں بھی وہ بہت نمازی قائم اللیل ہیں۔ آپ سے جماعت صحابہ اور تابعین نے روایات لیں، شعبان ۴۵ پینتالیس میں وفات ہوئی، مدینہ منورہ میں قبر انور ہے، مترجم نے زیارت کی ہے رضی اللہ عنہا۔ (الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکورنی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم تحت حالات صحابہ و تابعین)

522- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ یُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَیْرٌ حَدَّثَنَا زَیْدُ بْنُ جُبَیْرٍ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ ابْنَ عُمَرَ مَا یَقْتُلُ الْمُحْرِمُ مِنَ الدَّوَابِّ فَقَالَ اَخْبَرَتْنِیْ اِحْدٰی نِسْوَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ اَمَرَ اَوْ اُمِرَ اَنْ یَّقْتُلَ الْفَارَةَ وَالْعَقْرَبَ وَالْحِدَاةَ وَالْكَلْبَ الْعَقُوْرَ وَالْغُرَابَ

زید بن جبیر کا بیان ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ محرم کون سے جانوروں کو مار سکتا ہے۔ فرمایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے کسی نے بتایا کہ آپ ﷺ نے امر فرمایا ہے کہ چوہے، بچھو، چیل، کاٹ دینے والے کتے اور کوے کو مار ڈالا جائے۔ (مرجع السابق)

523- حَدَّثَنَا شَیْبَانُ بْنُ فَرُّوْخَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ زَیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ مَا یَقْتُلُ الرَّجُلُ مِنَ الدَّوَابِّ وَهُوَ مُحْرِمٌ قَالَ حَدَّثَتْنِیْ اِحْدٰی نِسْوَةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ یَاْمُرُ بِقَتْلِ الْكَلْبِ الْعَقُوْرِ وَالْفَارَةِ وَالْعَقْرَبِ وَالْحُدَیَّا وَالْغُرَابِ وَالْحَیَّةِ قَالَ وَفِی الصَّلٰوةِ اَیْضًا

زیاد بن جبیر کا بیان ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ محرم کون سے جانوروں کو مار سکتا ہے۔ فرمایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے کسی نے بتایا کہ آپ ﷺ نے کاٹ دینے والے کتے، چوہے، بچھو، چیل، کوے اور سانپ کو مارنے کا امر فرمایا ہے ارشاد فرمایا: انہیں حالت نماز کے اندر بھی مار ڈالا جائے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 2، ص:

Marfat.com

317 معجم الکبیر: رقم الحدیث: 10959، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1572، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9815)

524- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ لَيْسَ عَلَى الْمُحْرِمِ فِي قَتْلِهِنَّ جُنَاحٌ الْغُرَابُ وَالْحِدَأَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَأْرَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پانچ جانوروں کو محرم کے لئے مار ڈالنے میں کچھ گناہ نہیں کوا، چیل، بچھو، چوہا اور کاٹ دینے والا کتا۔ (مرجع السابق)

525- وَحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ قُلْتُ لِنَافِعٍ مَاذَا سَمِعْتَ ابْنَ عُمَرَ يُحِلُّ لِلْحَرَامِ قَتْلَهُ مِنَ الدَّوَابِّ فَقَالَ لِي نَافِعٌ قَالَ عَبْدُ اللهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ لَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ قَتَلَهُنَّ فِي قَتْلِهِنَّ الْغُرَابُ وَالْحِدَأَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَأْرَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ

ابن جریج کا بیان ہے کہ میں نے نافع سے دریافت کیا کہ کیا تم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایسے جانوروں کے متعلق سن رکھا ہے جنہیں محرم مار سکتا ہے تو نافع نے فرمایا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پانچ جانوروں کو مار ڈالنے میں کچھ گناہ نہیں کوا، چیل، بچھو، چوہا اور کاٹ دینے والا کتا۔ (مرجع السابق)

526- وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ وَابْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ يَعْنِي ابْنَ حَازِمٍ جَمِيعًا عَنْ نَافِعٍ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي جَمِيعًا عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ح وَحَدَّثَنِي أَبُو كَامِلٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ كُلُّ هَؤُلَاءِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكٍ وَابْنِ جُرَيْجٍ وَلَمْ يَقُلْ أَحَدٌ مِنْهُمْ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا ابْنُ جُرَيْجٍ وَحْدَهُ وَقَدْ تَابَعَ ابْنَ جُرَيْجٍ عَلَى ذَلِكَ ابْنُ إِسْحَقَ

متعدد اسانید کے مثل سابق حدیث مروی ہے۔ (مرجع السابق)

527- وَحَدَّثَنِيهِ فَضْلُ بْنُ سَهْلٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَقَ عَنْ نَافِعٍ وَعُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ خَمْسٌ لَا جُنَاحَ فِي قَتْلِ مَا قُتِلَ مِنْهُنَّ فِي الْحَرَمِ فَذَكَرَ بِمِثْلِهِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پانچ جانوروں کو حرم میں مار ڈالنا کچھ گناہ نہیں ہے آگے پچھلی روایت کی مانند ہے۔ (مرجع السابق)

Marfat.com

528- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسٌ مَنْ قَتَلَهُنَّ وَهُوَ حَرَامٌ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ فِيهِنَّ الْعَقْرَبُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ وَالْغُرَابُ وَالْحُدَيَّا وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى بْنِ يَحْيَى

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پانچ جانوروں کو حالت احرام میں مارنا کچھ گناہ نہیں ہے ان میں بچھو، چوہا، کاٹ دینے والا کتا اور چیل ہیں۔ (مرجع السابق)

تشریح:

یعنی وہ جانور جو لوگوں کو اذیت دیتے ہیں ان کا قتل جائز ہے جیسا کہ حدیث میں بیان ہوا۔ اور ان کی تفصیل احادیث میں بیان کر دی گئی ہے۔

اس حدیث کو امام مسلم، نسائی، ابن ماجہ، نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان الفاظ میں روایت کیا ہے کہ پانچ کا حل اور حرم (یعنی حالت احرام وغیر احرام) دونوں حالتوں میں قتل جائز ہے، سانپ، چتکبرا کوا، چوہا، دیونہ کتا اور چیل، اور ایک روایت میں کوے کی جگہ بچھو کا ذکر ہے۔ (شرح الملاعلی القاری رحمۃ اللہ علیہ، علی مسند الامام الاعظم، قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی، ص، 189)

بَابُ جَوَازِ حَلْقِ الرَّأْسِ لِلْمُحْرِمِ إِذَا كَانَ بِهِ أَذًى وَوُجُوبِ الْفِدْيَةِ لِحَلْقِهِ وَبَيَانِ قَدْرِهَا

باب: محرم کو تکلیف پہنچنے کی بناء پر سر منڈانے کی رخصت اور فدیہ کا وجوب اور فدیہ کی مقدار کا بیان

529- وَحَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ ح وَحَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَتَى عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ وَأَنَا أُوقِدُ تَحْتَ قَالَ الْقَوَارِيرِيُّ قِدْرٍ لِي وَقَالَ أَبُو الرَّبِيعِ بُرْمَةٍ لِي وَالْقَمْلُ يَتَنَاثَرُ عَلَى وَجْهِي فَقَالَ أَيُؤْذِيكَ هَوَامُّ رَأْسِكَ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاحْلِقْ وَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِينَ أَوِ انْسُكْ نَسِيكَةً قَالَ أَيُّوبُ فَلَا أَدْرِي بِأَيِّ ذٰلِكَ بَدَأَ

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس حدیبیہ والے سال جلوہ افروز ہوئے میں اس دوران پتیلی کے نیچے آگ کو جلائی جا رہا تھا۔ اور میرے چہرہ کے اوپر جوئیں گری جا رہی تھیں۔ ارشاد فرمایا: کیا تمہیں جوؤں نے نکافی تنگ کر دیا ہے؟ میں عرض گزار ہوا: ہاں۔ ارشاد فرمایا: تو پھر سر کو منڈوا ڈالو۔ اور تین روز کے روزے رکھ لو۔ یا چھ مساکین کو کھانا کھلا دو یا پھر ایک قربانی کر لو۔ ایوب نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے کون سی چیز کا تذکرہ کیا تھا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج4، ص:55، معجم الاوسط: رقم الحدیث: 1539، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 219، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9574)

Marfat.com

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف:

کعب ابن عجرہ: آپ بلوی ہیں، کوفہ میں رہے مدینہ منورہ میں وفات پائی، پچھتر سال عمر ہوئی ۵۱ھ اکیاون میں وفات پائی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابوعبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ وتابعین)

530- حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ

دوسری سند سے بھی یہی روایت مروی ہے۔

531- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ فِيَّ أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِّنْ رَّأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ) قَالَ فَأَتَيْتُهُ فَقَالَ ادْنُهْ فَدَنَوْتُ فَقَالَ ادْنُهْ فَدَنَوْتُ فَقَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُؤْذِيكَ هَوَامُّكَ قَالَ ابْنُ عَوْنٍ وَّأَظُنُّهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَمَرَنِي بِفِدْيَةٍ مِّنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ مَّا تَيَسَّرَ

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس آیت مبارکہ: "جو آدمی بیمار ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو وہ اس کے فدیے میں، روزے رکھے یا صدقہ دے یا پھر قربانی کرے" کا میرے متعلق ہی نزول ہوا تھا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر ہوا۔ ارشاد فرمایا: تھوڑا قریب آ، چنانچہ میں قریب ہو گیا ارشاد فرمایا: اور قریب آ، میں اور قریب ہو گیا۔ ارشاد فرمایا: کیا تم کو جوؤں نے تکلیف دے رکھی ہے۔ میں عرض گزار ہوا: ہاں۔ ارشاد فرمایا: روزے، صدقہ یا قربانی میں سے جو آسان ہو وہی بجالاؤ۔ (مرجع السابق)

532- وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا سَيْفٌ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُولُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي لَيْلٰى حَدَّثَنِي كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَ عَلَيْهِ وَرَأْسُهُ يَتَهَافَتُ قَمْلًا فَقَالَ أَيُؤْذِيكَ هَوَامُّكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاحْلِقْ رَأْسَكَ قَالَ فَفِيَّ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِّنْ رَّأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ) فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ تَصَدَّقْ بِفَرَقٍ بَيْنَ سِتَّةِ مَسَاكِينَ أَوِ انْسُكْ مَا تَيَسَّرَ

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس جلوہ افروز ہوئے اس حال میں کہ میرے سر سے جوئیں گری جا رہی تھیں ارشاد فرمایا: تم کو تمہاری جوؤں نے تکلیف دے رکھی ہے۔ عرض کیا: ہاں۔ ارشاد فرمایا: تم اپنے سر کو منڈوا ڈالو۔ اور اس آیت کا نزول بھی میرے لئے ہوا تھا: "تم میں سے جو بیمار ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو اس کے فدیہ میں روزے رکھے یا صدقہ دے یا قربانی۔" تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین دن کے روزے رکھو یا ایک ٹوکرے کو چھ مساکین میں صدقہ کر دو

Marfat.com

جوتم کو میسر ہو اس کی قربانی کرلو۔ (مرجع السابق)

533- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ وَّأَيُّوبَ وَحُمَيْدٍ وَّعَبْدِ الْكَرِيمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهِ وَهُوَ بِالْحُدَيْبِيَةِ قَبْلَ أَنْ يَّدْخُلَ مَكَّةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَّهُوَ يُوقِدُ تَحْتَ قِدْرٍ وَّالْقَمْلُ يَتَهَافَتُ عَلَى وَجْهِهِ فَقَالَ أَيُؤْذِيكَ هَوَامُّكَ هٰذِهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاحْلِقْ رَأْسَكَ وَأَطْعِمْ فَرَقًا بَيْنَ سِتَّةِ مَسَاكِينَ وَالْفَرَقُ ثَلَاثَةُ آصُعٍ أَوْ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوِ انْسُكْ نَسِيكَةً قَالَ ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ أَوِ اذْبَحْ شَاةً

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام حدیبیہ میں تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابھی تک مکہ مکرمہ میں داخل نہ ہوئے تھے۔ اور میں دیگچی کے نیچے حالت احرام میں آگ جلائی جا رہا تھا۔ اور میرے چہرہ کے اوپر جوؤں کا گرنا ہو رہا تھا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میرے پاس سے گزر ہوا تو ارشاد فرمایا: کیا تم کو ان جوؤں نے تکلیف دے رکھی ہے؟ عرض کیا: ہاں۔ ارشاد فرمایا: پھر سر کو منڈوا ڈالو۔ اور چھ مساکین میں ایک فرق کھانے کو بانٹ دو۔ یا تین دن روزے رکھو یا قربانی کرو۔ ابن ابی نجیح نے فرمایا: یا ایک بکری کو ذبح کر ڈالو۔ (مرجع السابق)

534- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهِ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ فَقَالَ لَهُ آذَاكَ هَوَامُّ رَأْسِكَ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْلِقْ رَأْسَكَ ثُمَّ اذْبَحْ شَاةً نُسُكًا أَوْ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ ثَلَاثَةَ آصُعٍ مِّنْ تَمْرٍ عَلَى سِتَّةِ مَسَاكِينَ

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان کے پاس سے حدیبیہ والے سال گزر ہوا تو دریافت فرمایا: ان جوؤں نے تم کو تکلیف دے رکھی ہے۔ میں عرض گزار ہوا: ہاں۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سر کو منڈوا ڈالو اس کے بعد ایک بکری کو ذبح کر ڈالو یا تین روزے رکھ لو۔ یا تین صاع چھوہاروں کو چھ مساکین کو کھلا ڈالو۔ (مرجع السابق)

535- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَعْقِلٍ قَالَ قَعَدْتُ إِلَى كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ (فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ) فَقَالَ كَعْبٌ رَّضِيَ اللهُ عَنْهُ نَزَلَتْ فِيَّ كَانَ بِي أَذًى مِّنْ رَّأْسِي فَحُمِلْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقَمْلُ يَتَنَاثَرُ عَلَى وَجْهِي فَقَالَ مَا كُنْتُ أُرَى أَنَّ الْجَهْدَ بَلَغَ مِنْكَ مَا أَرَى أَتَجِدُ شَاةً فَقُلْتُ لَا فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ (فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ) قَالَ صَوْمُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ أَوْ إِطْعَامُ سِتَّةِ مَسَاكِينَ نِصْفَ صَاعٍ طَعَامًا لِكُلِّ مِسْكِينٍ قَالَ فَنَزَلَتْ فِيَّ خَاصَّةً وَّهِيَ لَكُمْ عَامَّةً

عبداللہ بن معقل کا بیان ہے کہ میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک مسجد کے اندر حاضر تھا۔ اور اس آیت کے

Marfat.com

بارے میں ان سے دریافت کیا: "فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ" اس پر حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس آیت کا نزول میرے متعلق ہوا تھا۔ میرے سر کے اندر تکلیف تھی اسی وجہ سے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں لایا گیا اس حال میں کہ میرے چہرے پر جوؤں کی بھرمار تھی۔ ارشاد فرمایا: میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ جوؤں نے تم کو تکلیف دے رکھی ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ تم کو بکری نہیں مل پائے گی۔ میں نے عرض کیا: نہیں۔ اس کے بعد اس آیت کا نزول ہوا: "فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ" پھر ارشاد فرمایا: تین دن کے روزے یا چھ مساکین کو کھانا کھلا دینا ہر مسکین کو آدھا صاع کھلا ڈالنا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس آیت کا نزول خاص میرے واسطے ہوا تھا۔ مگر یاد رہے کہ یہ حکم تمہارے واسطے بھی عام ہے۔ (مرجع السابق)

536- وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ زَكَرِيَّاءَ بْنِ اَبِيْ زَائِدَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْاَصْبَهَانِيِّ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَعْقِلٍ حَدَّثَنِيْ كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهُ خَرَجَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْرِمًا فَقَمِلَ رَاْسُهُ وَلِحْيَتُهُ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ فَدَعَا الْحَلَّاقَ فَحَلَقَ رَاْسَهُ ثُمَّ قَالَ لَهُ هَلْ عِنْدَكَ نُسُكٌ قَالَ مَا اَقْدِرُ عَلَيْهِ فَاَمَرَهُ اَنْ يَّصُوْمَ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ اَوْ يُطْعِمَ سِتَّةَ مَسَاكِيْنَ لِكُلِّ مِسْكِيْنَيْنِ صَاعٌ فَاَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْهِ خَاصَّةً (فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ) ثُمَّ كَانَتْ لِلْمُسْلِمِيْنَ عَامَّةً

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں احرام کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت گیا اور میرے سر اور داڑھی میں جوؤں کی بھرمار ہوگئی چنانچہ اس بات کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر پہنچی تو مجھے بلا لیا۔ اور ایک حجام کو بلوا کر میرے سر کو منڈوا ڈالا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تمہارے پاس قربانی کے واسطے کوئی جانور ہے؟ میں عرض گزار ہوا: میں تو قربانی کی بھی طاقت نہیں پاتا۔ پھر مجھے حکم ارشاد فرمایا: تین دن کے روزے رکھوں یا چھ مساکین کو کھانا کھلا دوں ہر دو مساکین کو ایک صاع کھلاؤں۔ رب تعالیٰ نے اس وقت اس آیت کریمہ کا نزول فرمایا: فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ. پھر یہ حکم سارے مسلمانوں کے واسطے عام ہوگیا۔ (مرجع السابق)

تشریح:

ان احادیث مبارکہ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ محرم اضطراری حالت میں اپنا سر منڈوا سکتا ہے، لیکن اس صورت میں اس کو فدیہ بھی دینا ہوگا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ فَاِذَا اَمِنْتُمْ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (البقرہ: 196)

Marfat.com

ترجمہ: اور حج اور عمرہ کو اللہ کے لیے پورا کرو سو اگر تم کو (حج یا عمرہ سے) روک دیا جائے تو جو قربانی تم کو آسانی سے حاصل ہو وہ بھیج دو اور جب تک قربانی اپنی جگہ پر نہ پہنچ جائے اس وقت تک اپنے سروں کو نہ منڈاؤ' پس جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا اس کے سر میں کچھ تکلیف ہو تو وہ اس کے بدلہ میں روزے رکھے یا کچھ صدقہ دے کر یا قربانی کرے' سو جب تم حالت امن میں ہو تو جو شخص حج کے ساتھ عمرہ ملائے تو وہ ایک قربانی کرے تو جس کو وہ آسانی کے ساتھ کر سکے اور جو قربانی نہ کرے سکے وہ تین روزے ایام حج میں رکھے اور سات روزے جب تم لوٹ آؤ' یہ کامل دس (روزے) ہیں' یہ (حج تمتع کا) حکم اس شخص کے لیے ہے جس کے اہل و عیال مسجد حرام (مکہ مکرمہ) کے رہنے والے نہ ہوں' اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

ملاجیون حنفی لکھتے ہیں: اس آیت کا معنی یہ ہے کہ تم میں سے جو شخص مریض ہو اور اس کو فوراً سر منڈانے کی حاجت ہو' یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو مثلاً کوئی زخم ہو یا جوئیں ہوں' تو پھر اس کے لیے منیٰ پہنچنے اور قربانی کرنے تک سر منڈانے کو موقوف کرنا ضروری نہیں ہے' البتہ سر منڈانے کے بعد اس پر فدیہ دینا واجب ہوگا' قربانی کرے' تین دین کے روزے رکھے یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلائے قربانی کو حرم میں ذبح کرنا ضروری ہے اور روزہ رکھنا یا مسکینوں کو کھانا کھلانا حرم میں ضروری نہیں ہے۔ (تفسیرات احمدیہ ص ۸۸' مطبوعہ مطبع کریمی' بمبئی)

بَابُ جَوَازِ الْحِجَامَةِ لِلْمُحْرِمِ

باب: محرم کو فصد لگانے کا جواز

537- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا وَقَالَ الْاٰخَرَانِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ وَّعَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت احرام میں فصد لگوائے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج3، ص:38، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3202، مستدرک: رقم الحدیث: 1566، معجم الاوسط: رقم الحدیث: 2434)

538- وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ اَبِيْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنِ ابْنِ بُحَيْنَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ بِطَرِيْقِ مَكَّةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَّسَطَ رَاْسِهٖ

حضرت ابن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت احرام میں مقام مکہ مکرمہ میں سر کے درمیان والے حصہ میں فصد لگوائے۔ (معجم الکبیر: رقم الحدیث: 11387، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 3472، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8930، سنن الدارمی: رقم الحدیث: 1873)

حضرت ابن بحینہ رضی اللہ عنہ کا تعارف:

مشہور یہ ہے کہ بحینہ آپ کی والدہ کا نام ہے اور آپ کے والد کا نام مالک ہے، آپ والدہ کی طرف سے عبد المطلب میں حضور

Marfat.com

علیہ السلام سے مل جاتے ہیں کیونکہ نحیسہ بنت حارث ابن عبدالمطلب ابن عبدالمناف ہیں، آپ بڑے متقی، صائم الدھر صحابی ہیں، امیر معاویہ کے زمانہ میں وفات ہوئی۔ (مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲)

تشریح:

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی جگہ پچھنا لگوایا جہاں پر بال نہ تھے کہ جن کو مونڈنے کی ضرورت پڑی ہو (معلوم ہوا کہ جب بال کو کاٹنے اور مونڈنے کے بغیر پچھنا لگوا سکتا ہے ورنہ نہیں اس لیے کہ حالت احرام میں (بغیر اضطراری حالت کے) بال مونڈنے اور کاٹنے کی اجازت نہیں)۔ (شرح الملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ، علی مسند الامام الاعظم، قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی، ص،85)

بَابُ جَوَازِ مُدَاوَاةِ الْمُحْرِمِ عَيْنَيْهِ

باب: محرم کا اپنی آنکھوں کے علاج کروانے کا جواز

539- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيْعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِمَلَلٍ اشْتَكٰى عُمَرُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ عَيْنَيْهِ فَلَمَّا كُنَّا بِالرَّوْحَاءِ اشْتَدَّ وَجَعُهٗ فَاَرْسَلَ اِلٰى اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ يَسْاَلُهٗ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ اَنِ اضْمِدْهُمَا بِالصَّبِرِ فَاِنَّ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَدَّثَ عَنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّجُلِ اِذَا اشْتَكٰى عَيْنَيْهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ ضَمَّدَهَا بِالصَّبِرِ

نبیہ بن وہب کا بیان ہے کہ ہم حضرت ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ کی معیت گئے تو ہم جس وقت ملل والی جگہ پر پہنچ گئے۔ تو عمر بن عبید اللہ کی آنکھیں دکھنے لگ گئیں۔ اور جس وقت روحاء والی جگہ پر پہنچے تو ان کے اندر شدید قسم کی تکلیف ہوئی۔ چنانچہ انہوں نے حضرت ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ سے مسئلہ پوچھنے کے لئے کسی ایلچی کو روانہ فرمایا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ ایلوے تھوپ دو۔ اس لئے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک آدمی کی آنکھیں دکھ گئی تھیں تو اس کی آنکھوں پر ایلو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تھپوا دیا تھا۔ اس حال میں کہ وہ حالت احرام سے تھے۔

(سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8908، سنن النسائی: رقم الحدیث: 2711، مسند احمد: رقم الحدیث: 422، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 1204)

حضرت ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ کا تعارف:

ابان ابن عثمان: آپ حضرت عثمان غنی کے فرزند ہیں، قرشی ہیں، تابعی ہیں، آپ سے بہت احادیث مروی ہیں، یزید ابن عبدالملک کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابو عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمہ اکمال، مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ و تابعین)

540- وَحَدَّثَنَاهُ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ

Marfat.com

حَدَّثَنَا اَیُّوبُ بْنُ مُوسٰی حَدَّثَنِیْ نُبَیْهُ بْنُ وَهْبٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْمَرٍ رَمِدَتْ عَیْنُهٗ فَاَرَادَ اَنْ یَّکْحُلَهَا فَنَهَاهُ اَبَانُ بْنُ عُثْمَانَ وَاَمَرَهٗ اَنْ یُّضَمِّدَهَا بِالصَّبِرِ وَحَدَّثَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ فَعَلَ ذٰلِكَ

نبیہ بن وہب سے روایت ہے کہ عمر بن عبیداللہ بن معمر کی آنکھیں دکھنے لگ گئیں تو وہ سرمہ لگانے لگ گئے۔ تو ان کو حضرت ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ نے روکا۔ اور فرمایا: ایلوہ تھوپ دو۔ اس لئے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یونہی کیا تھا۔ (مرجع السابق)

تشریح:

ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ محرم اپنی آنکھوں کا علاج کرواسکتا ہے، بلکہ ظاہر تو یہ ہے کہ ہر وہ صورت جو تکلیف دہ ہو اس میں علاج کروانے کی رخصت ہے۔

بَابُ جَوَازِ غَسْلِ الْمُحْرِمِ بَدَنَهٗ وَرَاْسَهٗ

باب: محرم کا اپنے بدن اور سر کو دھونے کا جواز

541- وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّقُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ ح وَحَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ وَّهٰذَا حَدِیْثُهٗ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ فِیْمَا قُرِءَ عَلَیْهِ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَیْنٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَّالْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ اَنَّهُمَا اخْتَلَفَا بِالْاَبْوَاءِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ یَّغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَاْسَهٗ وَقَالَ الْمِسْوَرُ لَا یَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَاْسَهٗ فَاَرْسَلَنِی ابْنُ عَبَّاسٍ اِلٰی اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ اَسْاَلُهٗ عَنْ ذٰلِكَ فَوَجَدْتُّهٗ یَغْتَسِلُ بَیْنَ الْقَرْنَیْنِ وَهُوَ یَسْتَتِرُ بِثَوْبٍ قَالَ فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقُلْتُ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُنَیْنٍ اَرْسَلَنِیْ اِلَیْكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ اَسْاَلُكَ کَیْفَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَغْسِلُ رَاْسَهٗ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَوَضَعَ اَبُوْ اَیُّوْبَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یَدَهٗ عَلَی الثَّوْبِ فَطَاْطَاَهٗ حَتّٰی بَدَا لِیْ رَاْسُهٗ ثُمَّ قَالَ لِاِنْسَانٍ یَّصُبُّ اصْبُبْ فَصَبَّ عَلٰی رَاْسِهٖ ثُمَّ حَرَّكَ رَاْسَهٗ بِیَدَیْهِ فَاَقْبَلَ بِهِمَا وَاَدْبَرَ ثُمَّ قَالَ هٰکَذَا رَاَیْتُهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَفْعَلُ

عبداللہ بن حنین کا بیان ہے کہ حضرت مسور بن مخرمہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مابین ابواء کے مقام پر اختلاف پڑ گیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمانا یہ تھا کہ محرم اپنے سر کو دھو سکتا ہے اور حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا تھا کہ محرم اپنے سر کو نہیں دھو سکتا۔ چنانچہ مجھے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھیجا کہ ان سے اس مسئلہ کو دریافت کروں۔ پس میں وہاں گیا تو دیکھا کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ دو لکڑیوں کے مابین ایک کپڑے سے

Marfat.com

پردہ کر کے غسل فرما رہے تھے۔ میں نے ان کو سلام کیا۔ تو دریافت فرمایا: کون؟ میں عرض گزار ہوا: عبداللہ بن حسنین! مجھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اس وجہ سے بھیجا تا کہ آپ رضی اللہ عنہ سے یہ دریافت کروں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محرم ہونے کی حالت میں اپنے سر کو کس طرح دھویا کرتے تھے۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے میرے پوچھنے پر کپڑے کو ہاتھ کے ساتھ نیچے کر لیا یہاں تک کہ ان کا سر نظر آنے لگ گیا۔ پھر انہوں نے پانی ڈالنے والے سے فرمایا کہ پانی ڈالو اس نے سر کے اوپر پانی ڈالا حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے دونوں ہاتھوں کو سر کے اوپر رکھتے ہوئے سر کو ہلایا پھر سر پر ہاتھوں کو پھیرا آگے کی جانب سے پیچھے کو لائے اور پیچھے کی جانب سے آگے کو لائے پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یونہی سر انجام دیتے ہوئے ملاحظہ کیا ہے۔

(سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8914، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3646، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1568، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 2925)

حضرت مسور بن مخرمہ:

مسور ابن مخرمہ: آپ کی کنیت ابوعبدالرحمن ہے زہری قرشی ہیں، عبدالرحمن ابن عوف کے بھانجے ہیں، ۲ دو ہجری میں مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے، ۸ آٹھ میں آپ کو مدینہ منورہ میں لایا گیا ذی الحجہ میں حضور انور کی وفات کے وقت آپ کی عمر آٹھ سال تھی، اس کے باوجود آپ نے حضور سے احادیث سنیں بڑے فقیہ دیندار پرہیزگار تھے شہادت عثمان غنی تک آپ مدینہ منورہ میں رہے پھر مکہ معظمہ چلے گئے امیر معاویہ کی وفات تک وہاں رہے یزید کی بیعت سے انکار کر دیا جب یزید کی فوجوں نے مکہ معظمہ پر حملہ کر کے اس پر پتھر برسائے منجنیق سے اس وقت آپ حطیم میں نفل پڑھ رہے تھی ایک پتھر آپ کے لگا جس سے آپ کی وفات ہوگئی، یہ واقعہ ربیع الاول ۶۴ چونسٹھ میں ہوا آپ سے ایک خلقت نے روایات لیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابوعبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ و تابعین)

542- وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فَأَمَرَّ أَبُو أَيُّوبَ بِيَدَيْهِ عَلَى رَأْسِهِ جَمِيعًا عَلَى جَمِيعِ رَأْسِهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ فَقَالَ الْمِسْوَرُ لِابْنِ عَبَّاسٍ لَا أُمَارِيكَ أَبَدًا

دوسری سند سے روایت ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے سر پر آگے اور پیچھے کی جانب پھیرا اور حضرت مسور رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا: میں آج کے بعد آپ سے کبھی بھی بحث مباحثہ نہ کروں گا۔ (مرجع السابق)

تشریح:

ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ محرم اپنے سر کو دھو سکتا ہے۔ بلکہ بقول امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمہ اللہ کے محرم بے میل چھڑائے حمام کر سکتا ہے، اور پانی میں غوطہ زن بھی ہو سکتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج10، ص734، وغیرہ)

بَابُ مَا يُفْعَلُ بِالْمُحْرِمِ إِذَا مَاتَ

باب: جب محرم فوت ہو جائے تو پھر کیا کیا جائے

543- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَّ رَجُلٌ مِّنْ بَعِيرِهِ فَوُقِصَ فَمَاتَ فَقَالَ اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّ كَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْهِ وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّ اللهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُلَبِّيًا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی اونٹ سے گر پڑا جس سے اس کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ اس سے وہ فوت ہو گیا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے بیری کے پتوں اور پانی کے ساتھ غسل دے دو اور اس کے دو کپڑوں کے ساتھ کفن دیدو۔ اور اس کے سر کو مت ڈھانپو اس لئے کہ رب تعالیٰ بروز حشر اس کو تلبیہ کہتے ہوئے اٹھائے گا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:2، ص:502، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث:3836، معجم الاوسط: رقم الحدیث:6827، معجم الصغیر: رقم الحدیث:1004)

544- وَحَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ وَّأَيُّوبَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ وَّاقِفٌ مَّعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ إِذْ وَقَعَ مِنْ رَّاحِلَتِهِ قَالَ أَيُّوبُ فَأَوْقَصَتْهُ أَوْ قَالَ فَأَقْعَصَتْهُ وَقَالَ عَمْرٌو فَوَقَصَتْهُ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّ كَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ وَلَا تُحَنِّطُوهُ وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ قَالَ أَيُّوبُ فَإِنَّ اللهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُلَبِّيًا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت ایک آدمی عرفات کے میدان میں کھڑا ہوا تھا تو وہ اپنی اونٹنی سے گر گیا جس کی وجہ سے اس کی گردن ٹوٹ گئی۔ اس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ذکر کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ غسل دیدو اور دو کپڑوں کے اندر کفن دیدو۔ نہ تو خوشبو لگاؤ اور نہ ہی سر کو ڈھانپو اس لئے کہ بروز حشر رب تعالیٰ اسے تلبیہ کہتے ہوئے اٹھائے گا۔ (مرجع السابق)

545- وَقَالَ عَمْرٌو فَإِنَّ اللهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُلَبِّي وَحَدَّثَنِيهِ عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ قَالَ نُبِّئْتُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا كَانَ وَاقِفًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَذَكَرَ نَحْوَ مَا ذَكَرَ حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مثل سابق مروی ہے۔ (مرجع السابق)

546- وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا عِيسٰى يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ أَقْبَلَ رَجُلٌ حَرَامًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَّ مِنْ بَعِيرِهِ فَوُقِصَ وَقْصًا فَمَاتَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوهُ

Marfat.com

بِمَآءٍ وَّسِدْرٍ وَّالْبِسُوْهُ ثَوْبَيْهِ وَلَا تُخَمِّرُوْا رَاْسَهٗ فَاِنَّهٗ يَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُلَبِّيْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت احرام باندھ کر حاضر ہوا اور اپنے اونٹ پر سے گر پڑا اس کی گردن والی ہڈی ٹوٹ پڑی جس سے وہ فوت ہو گیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے بیری کے پتوں اور پانی کے ساتھ غسل دیدو اور اسے اسی کے دونوں کپڑوں میں کفن دے دو اور اس کے سر کو مت ڈھانکو اس لئے کہ بروز حشر تلبیہ کہتے ہوئے اٹھے گا۔ (مرجع السابق)

547- وَحَدَّثَنَاهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِيُّ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ اَخْبَرَهٗ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اَقْبَلَ رَجُلٌ حَرَامٌ مَّعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ فَاِنَّهٗ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُلَبِّيًا وَّزَادَ لَمْ يُسَمِّ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ حَيْثُ خَرَّ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت احرام باندھ کر آیا۔ آگے پچھلی حدیث کی مانند ہے۔ ہاں اس میں یہ اضافہ ہے کہ بروز حشر لبیک لبیک کہتے ہوئے اٹھے گا۔ (مرجع السابق)

548- وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَجُلًا اَوْقَصَتْهُ رَاحِلَتُهٗ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوْهُ بِمَآءٍ وَّسِدْرٍ وَّ كَفِّنُوْهُ فِيْ ثَوْبَيْهِ وَلَا تُخَمِّرُوْا وَجْهَهٗ وَلَا رَاْسَهٗ فَاِنَّهٗ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُلَبِّيًا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک محرم آدمی کی اونٹنی نے اس کی گردن کو توڑ دیا۔ اور وہ اسی دوران ہی وفات پا گیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کو پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ غسل دیدو اور اس کو اسی کے دونوں کپڑوں میں کفن دیدو۔ اور اس کے چہرے اور سر کو ڈھانک دو اس لئے یہ بروز حشر تلبیہ کہتے ہوئے اٹھے گا۔ (مرجع السابق)

549- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ اَخْبَرَنَا اَبُوْ بِشْرٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَاللَّفْظُ لَهٗ اَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَجُلًا كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْرِمًا فَوَقَصَتْهُ نَاقَتُهٗ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوْهُ بِمَآءٍ وَّسِدْرٍ وَّ كَفِّنُوْهُ فِيْ ثَوْبَيْهِ وَلَا تَمَسُّوْهُ بِطِيْبٍ وَّلَا تُخَمِّرُوْا رَاْسَهٗ فَاِنَّهٗ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُلَبِّدًا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت حالت احرام میں تھا تو اچانک اس کی اونٹنی نے اس کی گردن کو توڑ ڈالا جس سے وہ مر گیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ غسل دیدو اور اس کے دونوں کپڑوں میں کفن دیدو اسے خوشبو لگاؤ نہ ہی اس کے سر کو ڈھانکو اس لئے کہ بروز حشر بال جمے ہونے کی حالت میں

اٹھے گا۔ (مرجع السابق)

550- وَحَدَّثَنِي أَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا وَقَصَهُ بَعِيرُهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُغْسَلَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَلَا يُمَسَّ طِيبًا وَلَا يُخَمَّرَ رَأْسُهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيمَةِ مُلَبِّدًا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی کی اس کے اونٹ نے گردن کو توڑ دیا۔ جبکہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت احرام باندھ رکھا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس کو پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ غسل دے دیا جائے نہ تو خوشبو لگائی جائے اور نہ ہی اس کے سر کو ڈھانپا جائے۔ اس لئے کہ یہ بروز حشر بال جمے ہوئے ہونے کی صورت میں اٹھے گا۔ (مرجع السابق)

551- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ قَالَ ابْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا بِشْرٍ يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يُحَدِّثُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَوَقَعَ مِنْ نَاقَتِهِ فَأَقْعَصَتْهُ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُغْسَلَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَأَنْ يُكَفَّنَ فِي ثَوْبَيْنِ وَلَا يُمَسَّ طِيبًا خَارِجٌ رَأْسُهُ قَالَ شُعْبَةُ ثُمَّ حَدَّثَنِي بِهِ بَعْدَ ذَلِكَ خَارِجٌ رَأْسُهُ وَوَجْهُهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيمَةِ مُلَبِّدًا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں ایک آدمی حاضر ہوا۔ اور وہ اپنی اونٹنی سے گر پڑا جس سے اس کی گردن ٹوٹ پڑی اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم ارشاد فرمایا کہ اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ غسل دیا جائے اور دو کپڑوں میں یوں کفنایا جائے کہ اس کا سر اور چہرہ باہر ہو نہ ہی اس کو خوشبو لگائی جائے۔ اس لئے کہ بروز حشر اس حال میں اٹھے گا کہ اس کے بال جمے ہوئے ہوں گے۔ (مرجع السابق)

552- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ زُهَيْرٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ يَقُولُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَقَصَتْ رَجُلًا رَاحِلَتُهُ وَهُوَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَأَنْ يَكْشِفُوا وَجْهَهُ حَسِبْتُهُ قَالَ وَرَأْسَهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيمَةِ وَهُوَ يُهِلُّ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت ایک آدمی تھا جس کی اونٹنی نے اس کی گردن کو توڑ دیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم ارشاد فرمایا: اسے بیری کے پتوں اور پانی کے ساتھ غسل دیدو اور اس کے چہرے اور سر کو کھلا رہنے دو اس لئے کہ یہ بروز حشر اس حال میں اٹھے گا کہ تلبیہ کہہ رہا ہوگا۔ (مرجع السابق)

553- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَعِيدِ

Marfat.com

بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَوَقَصَتْهُ نَاقَتُهُ فَمَاتَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوهُ وَلَا تُقَرِّبُوهُ طِيبًا وَلَا تُغَطُّوا وَجْهَهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يُلَبِّي

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت تھا تو اونٹنی نے اس کی گردن کو توڑ ڈالا جس سے وہ فوت ہو گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے غسل دو اور نہ ہی خوشبو لگاؤ اور نہ ہی چہرے کو ڈھانکو اس لئے کہ یہ لبیک لبیک کہتا ہوا اٹھے گا۔ (مرجع السابق)

تشریح:

ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص حالت احرام میں فوت ہو جائے، تو اس کو غسل دیا جائے گا، اور دو کپڑوں میں کفن دیا جائے گا، لیکن کسی قسم کی خوشبو نہیں لگائی جائے گی، اگرچہ ہم احناف کے نزدیک محرم کو بھی خوشبو لگانے کی اجازت ہے، لیکن فلاح کی راہ اسی میں ہے کہ خوشبو لگانے سے بچا جائے، کیونکہ نہ لگانے میں کوئی گناہ تو ہے نہیں، لیکن لگانے کی صورت میں مذکورہ بالا احادیث کی مخالفت ہو سکتی ہے، واللہ اعلم بالصواب۔ (نوید علوی)

حالت احرام میں فوت ہونے والے کو قبر میں رکھتے وقت اس کا چہرہ نہیں ڈھانپا جائے گا، کیونکہ بروز قیامت وہ اسی حالت میں تلبیہ کہتے ہوئے کھڑا ہوگا۔۔ اللہ اکبر! کتنی شان اور قسمت والا ہے وہ انسان جو اس صورت میں ڈھل جائے۔

میت کے متعلق خوشبو کے احکام:

مسئلہ: (غسل کے بعد) میت کی داڑھی اور تمام بدن پر خوشبو ملیں اور مواضع سجود یعنی ماتھے، ناک، ہاتھ، گھٹنے، قدم، پر کافور (خوشبو کا نام) لگائیں۔

حوالہ: (الفتاوی الہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۱۶۱، بحوالہ بہار شریعت، ج ۱، ص ۸۲۱، مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی)

مسئلہ: کسم یا زعفران کا رنگا ہوا یا ریشم کا کفن مرد کو ممنوع ہے اور عورت کے لیے جائز یعنی جو کپڑا زندگی میں پہن سکتا ہے اُس کا کفن دیا جا سکتا ہے اور جو زندگی میں ناجائز، اُس کا کفن بھی ناجائز۔

حوالہ: (الفتاوی الہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۱۶۱، بحوالہ بہار شریعت، ج ۱، ص ۸۱۹، مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی)

مسئلہ: مرد کے بدن پر ایسی خوشبو لگانا جائز نہیں جس میں زعفران کی آمیزش ہو عورت کے لیے جائز ہے جس نے احرام باندھا اُس کے بدن پر بھی خوشبو لگائیں اور اُس کا منہ اور سر کفن سے چھپایا جائے۔

حوالہ: (الفتاوی الہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۱۶۱، بحوالہ بہار شریعت، ج ۱، ص ۸۲۱، مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی)

مسئلہ: احناف اور مالکیہ کے نزدیک میت چاہے محرم ہو یا غیر محرم دونوں کو خوشبو لگائی جائے گی لیکن شوافع اور حنابلہ کے نزدیک اگر مرنے والا المحرم (احرام باندھنے والا) ہو تو اس کو خوشبو نہیں لگائی جائے گی۔

حوالہ: (الفقہ الاسلامی وادلتہ، ڈاکٹر وھبۃ الزحیلی، مکتبۃ الاسد، دمشق دار الفکر، ج ۲، ص ۴۱۲)



مسئلہ: احناف، شوافع، اور حنابلہ کے نزدیک قبر پر خوشبو لگانا جائز ہے اور اُس پر پانی چھڑکنا اور اُس پر کوئی تر ٹہنی لگانا سنت ہے۔
(الفقہ الاسلامی وادلتہ، ڈاکٹر وھبۃ الزحیلی، مکتبۃ الاسد، دمشق دار الفکر، ج ۲، ص ۴۶۳۔ ۴۶۷)

بَابُ جَوَازِ اشْتِرَاطِ الْمُحْرِمِ التَّحَلُّلَ بِعُذْرِ الْمَرَضِ وَنَحْوِهٖ

باب: محرم کے یہ شرط عائد کرنے کا جواز کہ مرض یا کسی شرعی عذر کی بناء پر احرام کھول دے گا

554- حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى ضُبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ فَقَالَ لَهَا اَرَدْتِ الْحَجَّ قَالَتْ وَاللهِ مَا اَجِدُنِيْ اِلَّا وَجِعَةً فَقَالَ لَهَا حُجِّيْ وَاشْتَرِطِيْ وَقُوْلِيْ اللّٰهُمَّ مَحِلِّيْ حَيْثُ حَبَسْتَنِيْ وَكَانَتْ تَحْتَ الْمِقْدَادِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ضباعہ بنت زبیر رضی اللہ عنہا کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ افروز ہوئے۔ اور ان سے دریافت فرمایا: کیا تو نے حج کا ارادہ کر رکھا ہے؟ تو وہ عرض گزار ہوئیں: اللہ تعالیٰ کی قسم! مجھے تو درد اٹھتا ہے۔ ارشاد فرمایا: حج کرلو اور اس شرط کو عائد کردو کہ اے اللہ عزوجل! میرا حج سے باہر ہونا اس مقام پر ہوگا جس مقام پر تو مجھے روک دے گا۔ اور حضرت ضباعہ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کے عقد میں تھیں۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3747، معجم الاوسط: رقم الحدیث: 6869، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 833، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9884)

555- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى ضُبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنِّيْ اُرِيْدُ الْحَجَّ وَاَنَا شَاكِيَةٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُجِّيْ وَاشْتَرِطِيْ اَنَّ مَحِلِّيْ حَيْثُ حَبَسْتَنِيْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہا کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ افروز ہوئے۔ تو وہ عرض گزار ہوئیں: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرا حج کا ارادہ تو ہے مگر میں حالت مرض سے ہوں۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حج کرو اور اس شرط کو عائد کردو کہ میرے احرام کی جگہ وہی ہے جس جگہ تو مجھے (اے رب عزوجل) روک لے گا۔ (مرجع السابق)

حضرت ضباعہ بنت زبیر رضی اللہ عنہا کا تعارف:

ضباعہ زبیر ابن عبدالمطلب کی بیٹی ہیں یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چچازاد بہن، زبیر اسلام نہ لائے تھے، ضباع صحابیہ ہیں، مہاجرات سے ہیں، حضرت مقداد کی زوجہ ہیں۔ (اشعہ و مرقات) (مرآۃ المناجیح، ج ۴)

556- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ

Marfat.com

عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا مِثْلَهُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کی مثل مروی ہے۔(مرجع السابق)

557- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ وَأَبُو عَاصِمٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ طَاوُسًا وَعِكْرِمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ ضُبَاعَةَ بِنْتَ الزُّبَيْرِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَتَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنِّي امْرَأَةٌ ثَقِيلَةٌ وَإِنِّي أُرِيدُ الْحَجَّ فَمَا تَأْمُرُنِي قَالَ أَهِلِّي بِالْحَجِّ وَاشْتَرِطِي أَنَّ مَحِلِّي حَيْثُ تَحْبِسُنِي قَالَ فَأَدْرَكَتْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ضباعہ بنت الزبیر بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئیں: میں مریض عورت ہوں جبکہ میرا ارادہ حج کا بھی ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس کے متعلق کیا حکم ارشاد فرماتے ہیں۔ارشاد فرمایا: حج کا احرام باندھ لو اور اس شرط کو عائد کر دو کہ میرے احرام کھول دینے کی جگہ وہی ہے جس جگہ مجھے تو روک لے گا(اے رب عزوجل) راوی نے فرمایا کہ پس اس نے حج کو پالیا تھا۔(مرجع السابق)

558- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ عَمْرِو بْنِ هَرِمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَعِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ ضُبَاعَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَرَادَتِ الْحَجَّ فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَشْتَرِطَ فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ عَنْ أَمْرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ضباعہ رضی اللہ عنہا نے حج کا ارادہ فرمایا تو ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شرط عائد کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔چنانچہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے یونہی کیا۔(مرجع السابق)

559- وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَأَبُو أَيُّوبَ الْغَيْلَانِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ خِرَاشٍ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ وَهُوَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا رَبَاحٌ وَهُوَ ابْنُ أَبِي مَعْرُوفٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِضُبَاعَةَ حُجِّي وَاشْتَرِطِي أَنَّ مَحِلِّي حَيْثُ تَحْبِسُنِي وَفِي رِوَايَةِ إِسْحٰقَ أَمَرَ ضُبَاعَةَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ضباعہ بنت زبیر رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حج کرو اور اس شرط کو عائد کر دو کہ میرے احرام کھولنے کی جگہ وہی ہے جس جگہ مجھے تو (اے رب عزوجل) روک لے گا۔اور اسحاق کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ضباعہ رضی اللہ عنہا کو اس کا حکم ارشاد فرمایا تھا۔(مرجع السابق)

تشریح:

ان احادیث مبارکہ میں احصار کی ایک صورت بیان کی گئی ہے، "احصار حصر سے بنا بمعنی روکنا و باز رکھنا، رب تعالیٰ

Marfat.com

جاتا ہے: "اُحۡصِرُوۡا فِيۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ" ۔شریعت میں احصار یہ ہے کہ انسان بعد احرام حج کرنے پر قادر نہ ہو۔ مسئلہ احصار میں تین طرح کا اختلاف ہے: ایک یہ ہے کہ ہمارے امام اعظم کے ہاں دشمن، مرض، خرچہ، ہلاک ہو جانے، راستہ میں عورت محرمہ کے محرم مرجانے سے احصار ہو جاتا ہے، دیگر اماموں کے ہاں احصار صرف دشمن کافر سے ہوگا اور کسی وجہ سے نہیں۔ دوسرے یہ کہ ہمارے مذہب میں احصار کی قربانی حرم شریف میں ہی بھیجی جائے گی کہ وہاں ذبح ہو، دیگر آئمہ کے ہاں جہاں احصار ہو وہاں ہی ذبح کر دی جائے، وہ فرماتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قربانی حدیبیہ میں ہی کر دی تھی، ہم کہتے ہیں کہ وہ مجبوراً ہوا کہ وہاں سے حرم تک قربانی لے جانے والا کوئی نہ تھا، سب ہی روک دیئے گئے تھے ایسی مجبوری میں ہم بھی کہتے ہیں حل میں قربانی کر دے۔ (اشعہ) یا حدیبیہ کا بعض حصہ حرم میں داخل ہے، یہ قربانیاں داخل حرم والے حصہ میں ہوئیں۔ تیسرے یہ کہ ہمارے ہاں محصر پر قضا واجب ہے، امام شافعی کے ہاں نہیں مگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمرہ قضا ہماری تائید کرتا ہے۔ حج کا فوت قیام عرفات رہ جانے سے ہوتا ہے، قیام عرفات کا وقت نویں بقر عید کے زوال سے دسویں کی پو پھٹنے تک ہے اگرچہ ایک ساعت ہی وہاں ٹھہر جائے حتی کہ تنگی کے وقت اس وقوف کے لیے نماز عشاء قضا کردے۔ (اشعہ ومرقات)

روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضباعہ بنت زبیر کے پاس تشریف لے گئے ۱؎ تو ان سے فرمایا شاید تم حج کا ارادہ رکھتی ہو ۲؎ وہ بولیں اللہ کی قسم میں تو اپنے کو بیمار پاتی ہوں ۳؎ حضور نے ان سے فرمایا حج کو چلو اور یوں کہہ لو کہ الٰہی میرے کھلنے کی جگہ وہ ہی ہے جہاں تو مجھے روک دے ۴؎ (مسلم، بخاری)

شرح

۱؎ ضباعہ زبیر ابن عبدالمطلب کی بیٹی ہیں یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی چچا زاد بہن، زبیر اسلام نہ لائے تھے، ضباع صحابیہ ہیں، مہاجرات سے ہیں، حضرت مقداد کی زوجہ ہیں۔ (اشعہ ومرقات)

۲؎ یعنی ہم نے سنا ہے کہ حجۃ الوداع میں ہمارے ساتھ تم بھی حج کو چلنا چاہتی ہو، یہ واقعہ حجۃ الوداع کی تیاری کے وقت کا ہے۔ معلوم ہوا کہ حاجی دوسرے لوگوں کو بھی اپنے ساتھ حج کو چلنے کی رغبت دے۔

۳؎ یعنی ابھی بیماری سے اٹھی ہوں، کمزور ہوں، اندیشہ ہے کہ سفر سے پھر مرض عود کر آئے اور میں احرام کے بعد حج پورا نہ کرسکوں۔

۴؎ یعنی احرام باندھتے وقت یہ کہہ لینا کہ خدایا اگر میں بعد احرام ادائے حج سے قاصر رہوں، بیمار ہو جاؤں تو جہاں بیمار ہوں گی وہاں ہی احرام کھول دوں گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ احصار مرض سے بھی ہو جاتا ہے لہٰذا یہ حدیث امام اعظم کی دلیل ہے کہ احصار دشمن ہی سے نہیں ہوتا مرض سے بھی ہوتا ہے۔ خیال رہے کہ زبان سے یہ شرط لگا لینا استحبابا ہے، اگر شرط نہ بھی لگائی ہو تب بھی بیمار محرم احرام کھول سکتا ہے۔ بعض نے فرمایا کہ اس شرط لگانے کا فائدہ یہ ہوگا کہ بیمار فوراً حج سے کھل سکتا ہے، اگر بغیر شرط لگائے ایسا حادثہ پیش آیا دوسرے حجاج کے ہاتھ ہدی بھیجے گا اور ہدی حرم شریف میں ذبح ہو چکنے کے بعد احرام کھولے گا۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج4، باب الاحصار وفوت الحج)

Marfat.com

بَابُ اِحْرَامِ النُّفَسَاءِ وَاسْتِحْبَابِ اغْتِسَالِهَا لِلْاِحْرَامِ وَ كَذَا الْحَائِضُ

باب: نفاس والی عورتوں اور حیض والی عورتوں کے احرام باندھنے کے لئے غسل کے استحباب کا بیان

560- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّعُثْمَانُ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ كُلُّهُمْ عَنْ عَبْدَةَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ نُفِسَتْ اَسْمَآءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ بِمُحَمَّدِ بْنِ اَبِي بَكْرٍ بِالشَّجَرَةِ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَا بَكْرٍ يَّاْمُرُهَا اَنْ تَغْتَسِلَ وَتُهِلَّ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کو ذوالحلیفہ کے مقام پر محمد بن ابی بکر کے پیدا ہونے کی وجہ سے نفاس آ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ انہیں کہیں کہ غسل کر لیں اور احرام کو باندھ لیں۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:1،ص:535،معجم الکبیر: رقم الحدیث:368،سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث:2902،سنن البیہقی: رقم الحدیث:8508)

561- حَدَّثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو وَحَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فِي حَدِيْثِ اَسْمَآءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ حِيْنَ نُفِسَتْ بِذِي الْحُلَيْفَةِ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ اَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَاَمَرَهَا اَنْ تَغْتَسِلَ وَتُهِلَّ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کو ذوالحلیفہ کے مقام پر نفاس جاری ہو گیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اسماء کو کہہ دو کہ غسل کر لے اور احرام باندھ لے۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث:219،سنن دارمی: رقم الحدیث:1859،سنن النسائی: رقم الحدیث:2114،مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث:3413)

تشریح:

ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کو اگر بحالت احرام حیض یا نفاس کا خون آئے تو وہ خون ختم ہونے کے بعد غسل کر کے پھر احرام باندھ لیں، یہ ان کے لیے خصوصی طور پر رخصت ہے۔

نوٹ:

مسئلہ: طواف فرض کُل یا اکثر یعنی چار پھیرے جنابت یا حیض ونفاس میں کیا تو بدنہ ہے اور بے وضو کیا تو دَم اور پہلی صورت میں طہارت کے ساتھ اعادہ واجب، اگر مکہ سے چلا گیا ہو تو واپس آ کر اعادہ کرے اگرچہ میقات سے بھی آگے بڑھ گیا ہو مگر بارھویں تاریخ تک اگر کامل طور پر اعادہ کر لیا تو جرمانہ ساقط اور بارھویں کے بعد کیا تو دَم لازم، بدنہ ساقط۔ لہٰذا اگر طواف فرض بارھویں کے بعد کیا ہے تو دم (بہار شریعت کے نسخوں میں اس جگہ دم کے بجائے بدنہ لکھا ہے، جو کتابت کی غلطی ہے کیونکہ طواف فرض بارھویں کے بعد کیا تو بدنہ ساقط ہو جائے گا، ایسا ہی فتاویٰ عالمگیری میں ہے، اسی وجہ سے ہم نے لفظ دم کر دیا ہے۔ لہٰذا جن کے پاس بہار شریعت کے دیگر نسخے ہیں

ان کو چاہیے کہ لفظ بدنہ کو قلم زد کر کے اس جگہ پر لفظ دم لکھ لیں) ساقط نہ ہوگا کہ بارھویں تو گزر گئی اور اگر طواف فرض بے وضو کیا تھا تو اعادہ مستحب پھر اعادہ سے دَم ساقط ہو گیا اگر چہ بارھویں کے بعد کیا ہو۔ (الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الحج، باب الجنایات فی الحج، ص۲۲۱. والفتاویٰ الہندیۃ، کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات، الفصل الخامس، ج۱، ص۲۴۵) (بہار شریعت، ج۶، المکتبۃ المدینہ، ص۱۱۷۵ تحت، طواف میں غلطیاں)

مسئلہ: جو گیارھویں کو نہ جائے بارھویں کو کر لے اس کے بعد بلا عذر تاخیر گناہ ہے، جرمانہ میں ایک قربانی کرنی ہوگی۔ ہاں مثلاً عورت کو حیض یا نفاس آ گیا تو ان کے ختم کے بعد طواف کرے مگر حیض یا نفاس سے اگر ایسے وقت پاک ہوئی کہ نہا دھو کر بارھویں تاریخ میں آفتاب ڈوبنے سے پہلے چار پھیرے کر سکتی ہی تو کرنا واجب ہے، نہ کرے گی گنہگار ہوگی۔ یونہی اگر اتنا وقت اُسے ملا تھا کہ طواف کر لیتی اور نہ کیا اب حیض یا نفاس آ گیا تو گنہگار ہوئی۔ (ردالمحتار، کتاب الحج، مطلب فی طواف الزیارۃ، ج۳، ص۶۱۶)

بَابُ بَيَانِ وُجُوهِ الْإِحْرَامِ

باب: احرام کی مختلف اقسام

562- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَأَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيُهِلَّ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ لَا يَحِلُّ حَتَّى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا قَالَتْ فَقَدِمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ لَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْقُضِي رَأْسَكِ وَامْتَشِطِي وَأَهِلِّي بِالْحَجِّ وَدَعِي الْعُمْرَةَ قَالَتْ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا قَضَيْنَا الْحَجَّ أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ نِ الصِّدِّيقِ إِلَى التَّنْعِيمِ فَاعْتَمَرْتُ فَقَالَ هٰذِهِ مَكَانُ عُمْرَتِكِ فَطَافَ الَّذِينَ أَهَلُّوا بِالْعُمْرَةِ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلُّوا ثُمَّ طَافُوا طَوَافًا آخَرَ بَعْدَ أَنْ رَجَعُوا مِنْ مِنًى لِحَجِّهِمْ وَأَمَّا الَّذِينَ كَانُوا جَمَعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَإِنَّمَا طَافُوا طَوَافًا وَاحِدًا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت حجۃ الوداع کے موقع پر نکل پڑے تو ہم نے عمرہ والا احرام باندھ لیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کے پاس قربانی کا جانور ہے تو وہ حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھ لے۔ پھر احرام تب تک نہ کھولے جب تک حج اور عمرہ دونوں سے حلال نہیں ہو جاتا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں مکہ مکرمہ آئی تو میں حالت حیض سے تھی۔ میں نے نہ تو بیت اللہ کا طواف کیا نہ ہی صفا و مروہ کی سعی کی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کی شکایت عرض کی۔ ارشاد فرمایا: اپنے سر کے بال کھول دو اور کنگھی کرو، حج کے احرام کو باندھ لو۔ اور عمرہ کو ترک کر دو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے یونہی کیا۔ ہم نے جس وقت حج کر لیا تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کی معیت تنعیم کے مقام پر بھیجا چنانچہ میں نے عمرہ ادا کیا ارشاد فرمایا: یہ تمہارے عمرہ کا عوض ہے۔ جنہوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا انہوں

نے بیت اللہ اور صفا و مروہ کے درمیان سعی بھی کی۔ اس کے بعد حلال ہو گئے پھر انہوں نے اپنے حج کے واسطے منیٰ سے واپس ہونے کے بعد دوسرا طواف بھی کیا۔ اور جنہوں نے حج و عمرہ دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھ رکھا تھا انہوں نے ایک طواف کیا۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3745، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1517، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8527، سنن النسائی: رقم الحدیث: 2714)

563- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ حَتَّى قَدِمْنَا مَكَّةَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ مَنْ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَلَمْ يُهْدِ فَلْيَحْلِلْ وَمَنْ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَأَهْدَى فَلَا يَحِلُّ حَتَّى يَنْحَرَ هَدْيَهُ وَمَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ فَلْيُتِمَّ حَجَّهُ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَحِضْتُ فَلَمْ أَزَلْ حَائِضًا حَتَّى كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ وَلَمْ أُهْلِلْ إِلَّا بِعُمْرَةٍ فَأَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَنْقُضَ رَأْسِي وَأَمْتَشِطَ وَأُهِلَّ بِحَجٍّ وَأَتْرُكَ الْعُمْرَةَ قَالَتْ فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ حَتَّى إِذَا قَضَيْتُ حَجَّتِي بَعَثَ مَعِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ وَأَمَرَنِي أَنْ أَعْتَمِرَ مِنَ التَّنْعِيمِ مَكَانَ عُمْرَتِي الَّتِي أَدْرَكَنِي الْحَجُّ وَلَمْ أَحْلِلْ مِنْهَا

زوج النبی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت حجۃ الوداع کو گئے۔ تو ہم میں سے بعض نے حج کا احرام باندھ رکھا تھا اور بعض نے عمرہ کا باندھ رکھا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد ارشاد فرمایا: جس نے عمرہ کا احرام باندھا ہے۔ اور ہدی کو نہ لایا ہو تو وہ احرام کو کھول ڈالے اور جس نے عمرہ کا احرام باندھ رکھا ہے۔ اور قربانی کا جانور ساتھ لایا ہے تو وہ اس کو ذبح کرنے سے قبل احرام کو مت کھولے۔ اور جس نے حج کا احرام باندھ رکھا ہے وہ حج کو پورا کر لے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے حیض جاری ہو گیا میں عرفہ کے روز تک حالت حیض سے رہی۔ میں نے عمرہ کا احرام باندھ رکھا تھا۔ تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم ارشاد فرمایا کہ میں چوٹی کو کھول دوں اور کنگھی کو کرلوں۔ اور حج والے احرام کو باندھوں اور عمرہ کو ترک کردوں چنانچہ میں نے یونہی کیا۔ جس وقت میں نے حج سے فراغت پائی تو میرے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو بھیجا اور حکم ارشاد فرمایا: میں تنعیم سے عمرہ ادا کروں۔ یہ اس عمرہ کے عوض تھا۔ جسے میں نے پورا نہ کیا تھا۔ اور اس کے احرام کو کھولنے سے قبل میں نے حج والا احرام باندھا تھا۔ (مرجع السابق)

564- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ وَلَمْ أَكُنْ سُقْتُ الْهَدْيَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيُهْلِلْ بِالْحَجِّ مَعَ عُمْرَتِهِ ثُمَّ لَا يَحِلَّ حَتَّى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا قَالَتْ فَحِضْتُ فَلَمَّا دَخَلَتْ لَيْلَةُ عَرَفَةَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي كُنْتُ أَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ فَكَيْفَ أَصْنَعُ بِحَجَّتِي قَالَ انْقُضِي رَأْسَكِ وَامْتَشِطِي وَأَمْسِكِي عَنِ الْعُمْرَةِ وَأَهِلِّي بِالْحَجِّ

Marfat.com

قَالَتْ فَلَمَّا قَضَيْتُ حَجِّي أَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ فَأَرْدَفَنِي فَأَعْمَرَنِي مِنَ التَّنْعِيمِ مَكَانَ عُمْرَتِي الَّتِي أَمْسَكْتُ عَنْهَا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت حجۃ الوداع کے موقع پر گئے تو میں نے عمرہ کا احرام باندھ لیا میں قربانی والا جانور بھی ساتھ نہ لائی تھی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کے پاس قربانی کا جانور ہو تو وہ حج اور عمرہ دونوں کے احرام کو باندھے۔ اور جس وقت دونوں سے فراغت نہ پالے تو احرام کو مت کھولے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ان کو حیض جاری ہو گیا۔ تو میں نے عرفہ والی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے عمرہ کا احرام باندھا ہوا تھا تو میں اب حج کیسے کروں اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سر کے بالوں کو کھول دو، کنگھی کرلو اور عمرہ والے کام سارے ترک کردو۔ اور حج کے احرام کو باندھ لو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جس وقت میں نے حج بجالایا تو حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم ارشاد فرمایا کہ مجھے وہ اپنی معیت لے گئے اور تنعیم کے مقام سے مجھے عمرہ کروایا۔ یہ اس عمرہ کے مقام پر تھا جس کے افعال کو میں نے ترک کردیا تھا۔ (مرجع السابق)

565- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ أَرَادَ مِنْكُمْ أَنْ يُهِلَّ بِحَجٍّ وَّعُمْرَةٍ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَرَادَ أَنْ يُهِلَّ بِحَجٍّ فَلْيُهِلَّ وَمَنْ أَرَادَ أَنْ يُهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهِلَّ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَأَهَلَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَجٍّ وَّأَهَلَّ بِهِ نَاسٌ مَّعَهُ وَأَهَلَّ نَاسٌ بِالْعُمْرَةِ وَالْحَجِّ وَأَهَلَّ نَاسٌ بِعُمْرَةٍ وَّكُنْتُ فِيمَنْ أَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت نکلے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جو آدمی حج و عمرہ کا احرام باندھنا چاہے تو وہ باندھ لے اور جو صرف حج کا احرام باندھنا چاہے وہ باندھ لے اور جو عمرہ کا احرام باندھنا چاہے وہ باندھ لے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج کا احرام باندھ لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی حج کا احرام باندھ لیا اور کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حج اور عمرہ کا احرام باندھ لیا اور کچھ نے صرف عمرہ کا اور میں ان لوگوں میں شامل تھی جن لوگوں نے صرف عمرہ کا احرام باندھ رکھا تھا۔ (مرجع السابق)

566- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ مُوَافِينَ لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَرَادَ مِنْكُمْ أَنْ يُهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهِلَّ فَلَوْلَا أَنِّي أَهْدَيْتُ لَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ قَالَتْ فَكَانَ مِنَ الْقَوْمِ مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَّمِنْهُمْ مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ قَالَتْ فَكُنْتُ أَنَا مِمَّنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَخَرَجْنَا حَتّٰى قَدِمْنَا مَكَّةَ فَأَدْرَكَنِي يَوْمُ عَرَفَةَ وَأَنَا حَائِضٌ لَمْ أَحِلَّ مِنْ عُمْرَتِي فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعِي عُمْرَتَكِ وَانْقُضِي رَأْسَكِ

Marfat.com

وَامْتَشِطِي وَاَهِلِّي بِالْحَجِّ قَالَتْ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ وَقَدْ قَضَى اللهُ حَجَّنَا اَرْسَلَ مَعِي عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِي بَكْرٍ فَاَرْدَفَنِي وَخَرَجَ بِي اِلَى التَّنْعِيمِ فَاَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ فَقَضَى اللهُ حَجَّنَا وَعُمْرَتَنَا وَلَمْ يَكُنْ فِي ذٰلِكَ هَدْيٌ وَّلَا صَدَقَةٌ وَّلَا صَوْمٌ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت حجۃ الوداع میں ذی الحج کے چاند کے مطابق گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جس نے عمرہ کا احرام باندھنا ہے وہ باندھ لے اور اگر میں قربانی کا جانور ساتھ نہ لے آتا تو پھر میں بھی عمرہ کا احرام باندھ لیتا۔ اس کے بعد کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عمرہ کا احرام باندھا اور کچھ نے حج کا۔ ہم چلتے ہوئے مکہ مکرمہ پہنچ گئے تو میں عرفہ والے روز حالت حیض سے ہوگئی۔ میں تب عمرہ کے احرام سے باہر نہ ہوئی تھی۔ تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کی شکایت کی۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عمرہ کو ترک کر دو، بالوں کو کھول ڈالو، کنگھی کر ڈالو اور حج کے احرام کو باندھ لو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے یونہی کیا جس وقت محصب کی رات آئی اور رب تعالیٰ نے ہمارے حج کو پورا فرما دیا تو میری معیت آپ ﷺ نے حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کو بھیجا وہ مجھے اپنے ساتھ بٹھائے ہوئے تنعیم کے مقام پر لے گئے۔ میں نے عمرہ کا احرام باندھ لیا اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے حج اور عمرہ کو پورا فرما دیا اس میں نہ تو کوئی قربانی والا جانور تھا نہ ہی صدقہ اور نہ ہی روزہ تھا۔ (مرجع السابق)

567-وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مُوَافِيْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ لَا نُرٰى اِلَّا الْحَجَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ مِنْكُمْ اَنْ يُّهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهِلَّ بِعُمْرَةٍ وَّسَاقَ الْحَدِيْثَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ عَبْدَةَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت ذوالحجۃ الحرام کے چاند کے مطابق گئے تو ہمارا ارادہ صرف حج کرنے کا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے عمرہ کا احرام باندھنا ہے وہ عمرہ کا احرام باندھ لے۔ آگے مثل سابق روایت ہے۔ (مرجع السابق)

568-وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَافِيْنَ لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ مِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَّمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِحَجَّةٍ وَّعُمْرَةٍ وَّمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِحَجَّةٍ فَكُنْتُ فِيْمَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَّسَاقَ الْحَدِيْثَ بِنَحْوِ حَدِيْثِهِمَا وَقَالَ فِيْهِ قَالَ عُرْوَةُ فِي ذٰلِكَ اِنَّهُ قَضَى اللهُ حَجَّهَا وَعُمْرَتَهَا قَالَ هِشَامٌ وَّلَمْ يَكُنْ فِي ذٰلِكَ هَدْيٌ وَّلَا صِيَامٌ وَّلَا صَدَقَةٌ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت ذی الحج کے چاند کے مطابق گئے۔ تو ہم میں سے کچھ نے عمرہ کا احرام باندھ لیا کچھ نے حج وعمرہ کا۔ کچھ نے صرف حج کا۔ میں بھی انہی لوگوں میں شامل تھی جنہوں نے صرف عمرہ کا

Marfat.com

احرام باندھ رکھا تھا۔ آگے مثل سابق روایت ہے۔ عروہ کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حج اور عمرہ پورا فرما دیا۔ ہشام نے فرمایا کہ اس میں نہ تو قربانی کا جانور واجب ہوا نہ ہی روزہ اور نہ ہی صدقہ۔ (مرجع السابق)

569- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَّمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ وَّعُمْرَةٍ وَّمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ وَأَهَلَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ فَأَمَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَحَلَّ وَأَمَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ أَوْ جَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَلَمْ يَحِلُّوا حَتّٰى كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت حجۃ الوداع کے سال گئے۔ تو ہم میں سے کچھ نے عمرہ کا احرام باندھ لیا تھا اور کچھ نے حج وعمرہ کا اور کچھ نے صرف حج کا جبکہ رسول اللہ ﷺ نے خود حج کا احرام باندھ رکھا تھا۔ تو جن جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عمرہ کا احرام باندھ رکھا تھا اس وجہ سے وہ حلال ہو گئے اور جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حج یا حج وعمرہ کا احرام باندھ رکھا وہ یوم النحر سے قبل حلال نہ ہوئے۔ (مرجع السابق)

570- حَدَّثَنَا أَبُوْبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نَرٰى إِلَّا الْحَجَّ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِسَرِفَ أَوْ قَرِيبًا مِنْهَا حِضْتُ فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِي فَقَالَ أَنَفِسْتِ يَعْنِي الْحَيْضَةَ قَالَتْ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ إِنَّ هٰذَا شَيْءٌ كَتَبَهُ اللهُ عَلٰى بَنَاتِ آدَمَ فَاقْضِي مَا يَقْضِي الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَّا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتّٰى تَغْتَسِلِي قَالَتْ وَضَحّٰى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نِسَائِهِ بِالْبَقَرِ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت گئے جبکہ ہمارا ارادہ حج کا تھا۔ یہاں تک کہ جس وقت ہم سرف کے مقام یا اس کے آس پاس پہنچے تو میں حالت حیض سے ہو گئی۔ میرے پاس رسول اللہ ﷺ جلوہ فگن ہوئے اس حال میں کہ رو ئے جا رہی تھی۔ دریافت فرمایا: کیا تم کو حیض شروع ہو گیا ہے۔ عرض کیا: ہاں۔ ارشاد فرمایا: یہ ایسی شے ہے جسے رب تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی بیٹیوں کے لئے لکھ دیا ہے۔ اسی وجہ سے حج کرنے والوں جیسے سارے افعال بجالاؤ مگر بغیر غسل کے طواف نہ کرنا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کی جانب سے ایک گائے کو ذبح فرمایا۔

(مرجع السابق)

571- حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ أَبُو أَيُّوبَ الْغَيْلَانِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ الْمَاجِشُونُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَذْكُرُ إِلَّا الْحَجَّ حَتّٰى جِئْنَا سَرِفَ فَطَمِثْتُ

Marfat.com

فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبْكِي فَقَالَ مَا يُبْكِيكِ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَوَدِدْتُ اَنِّي لَمْ اَكُنْ خَرَجْتُ الْعَامَ قَالَ مَا لَكِ لَعَلَّكِ نَفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ هٰذَا شَيْءٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ اٰدَمَ افْعَلِي مَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ اَنْ لَّا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتّٰى تَطْهُرِي قَالَتْ فَلَمَّا قَدِمْتُ مَكَّةَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِهِ اجْعَلُوهَا عُمْرَةً فَاَحَلَّ النَّاسُ اِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ قَالَتْ فَكَانَ الْهَدْيُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِي بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَذَوِي الْيَسَارِ ثُمَّ اَهَلُّوا حِينَ رَاحُوا قَالَتْ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ طَهُرْتُ فَاَمَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَفَضْتُ قَالَتْ فَاُوتِينَا بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَا هٰذَا فَقَالُوا اَهْدٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نِسَائِهِ الْبَقَرَ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ يَرْجِعُ النَّاسُ بِحَجَّةٍ وَّعُمْرَةٍ وَّاَرْجِعُ بِحَجَّةٍ قَالَتْ فَاَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِي بَكْرٍ فَاَرْدَفَنِي عَلٰى جَمَلِهِ قَالَتْ فَاِنِّي لَاَذْكُرُ وَاَنَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ اَنْعُسُ فَيُصِيبُ وَجْهِي مُؤْخِرَةُ الرَّحْلِ حَتّٰى جِئْنَا اِلَى التَّنْعِيمِ فَاَهْلَلْتُ مِنْهَا بِعُمْرَةٍ جَزَاءً بِعُمْرَةِ النَّاسِ الَّتِي اعْتَمَرُوا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت گئے تو ہم حج ہی کا تذکرہ کر رہے تھے جس وقت ہم سرف کے مقام پر پہنچے تو مجھے حیض جاری ہو گیا میرے پاس رسول اللہ ﷺ جس وقت جلوہ فگن ہوئے تو میں رو رہی تھی۔ ارشاد فرمایا: کیوں رو رہی ہے؟ عرض کیا: کاش! میں اس سال نہ آتی۔ ارشاد فرمایا: وجہ کیا ہے؟ شاید کہ تم کو حیض جاری ہو گیا ہے۔ عرض کیا: ہاں۔ ارشاد فرمایا: یہ تو ایسی چیز ہے جسے رب تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی بیٹیوں کے لئے مقدر فرما دی ہے۔ جو حج کرنے والے افعال بجا لاتے ہیں تم بھی وہی بجا لاؤ وہاں طہارت کے علاوہ خانہ کعبہ کا طواف مت کرنا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس وقت میں مکہ مکرمہ آئی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا: اس احرام کو عمرہ کا احرام ٹھہرا لو۔ تو جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس قربانی کے جانور تھے ان کے علاوہ ساروں نے احرام کھول ڈالا۔ نبی کریم ﷺ، حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور دیگر اہل ثروت کے پاس قربانی کے جانور تھے جس وقت وہ چل پڑے تو حج کا احرام باندھ لیا میں یوم نحر کو پاک صاف ہو گئی۔ اس کے بعد میں نے طواف زیارت رسول اللہ ﷺ کے حکم فرمانے پر کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر ہم کو گائے والا گوشت پیش کیا گیا۔ میں نے دریافت کیا: یہ کیا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کی جانب سے گائے کی قربانی فرمائی ہے۔ جس وقت محصب والی رات آئی تو میں عرض گزار ہوئی: یا رسول اللہ ﷺ! لوگ تو حج اور عمرہ کر کے واپس ہوں گے اور میں صرف حج کر کے لوٹوں گی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت عبد الرحمن بن ابو بکر رضی اللہ عنہما کو رسول اللہ ﷺ نے حکم ارشاد فرمایا۔ تو وہ مجھے اپنے اونٹ پیچھے بٹھا کر لے گئے فرماتی ہیں کہ مجھے یہ بات یاد ہے کہ میں اس وقت نو عمر لڑکی سی تھی۔ اور مجھے اونگھ بھی آ جاتی ہے اور پالان کی پیچھے والی لکڑی میرے منہ پر لگ پڑتی تھی۔ یہاں تک کہ ہم مقام تنعیم تک آ پہنچے تو میں نے عمرہ کا احرام باندھ لیا یہ احرام اس عمرہ کے عوض تھا جو لوگوں نے ادا فرما لیا تھا۔ (مرجع السابق)

Marfat.com

572- وَحَدَّثَنِي أَبُو أَيُّوبَ الْغَيْلَانِيُّ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَبَّيْنَا بِالْحَجِّ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِسَرِفَ حِضْتُ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِي وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ الْمَاجِشُونِ غَيْرَ أَنَّ حَمَّادًا لَيْسَ فِي حَدِيثِهِ فَكَانَ الْهَدْيُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَذَوِي الْيَسَارَةِ ثُمَّ أَهَلُّوا حِينَ رَاحُوا وَلَا قَوْلُهَا وَأَنَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ أَنْعَسُ فَيُصِيبُ وَجْهِي مُؤْخِرَةَ الرَّحْلِ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نے حج کا احرام باندھا یہاں تک کہ ہم مقام سرف پر پہنچے تو مجھے حیض جاری ہوگیا۔ میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جلوہ فگن ہوئے۔ اس حال میں کہ میں روئے جا رہی تھی۔ اور آگے ماجشون کی حدیث کی مانند روایت ہے۔ ہاں حماد کی روایت میں یہ نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور دیگر صاحب ثروت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس قربانی کے جانور تھے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول بھی نہیں ہے کہ میں نوعمر لڑکی تھی اور اونگھ آ جاتی تھی۔ جس سے میرے منہ پر کجاوہ کی پیچھے والی لکڑی لگ جایا کرتی۔ (مرجع السابق)

573- حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ أُوَيْسٍ حَدَّثَنِي خَالِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْرَدَ الْحَجَّ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حج افراد کیا ہے۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3695، معجم الاوسط: رقم الحدیث: 8486، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1514، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 2955)

574- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَفْلَحَ بْنِ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُهِلِّينَ بِالْحَجِّ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ وَفِي حُرُمِ الْحَجِّ وَلَيَالِي الْحَجِّ حَتّٰى نَزَلْنَا بِسَرِفَ فَخَرَجَ إِلٰى أَصْحَابِهِ فَقَالَ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ مِنْكُمْ هَدْيٌ فَأَحَبَّ أَنْ يَجْعَلَهَا عُمْرَةً فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلَا فَمِنْهُمُ الْآخِذُ بِهَا وَالتَّارِكُ لَهَا مِمَّنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ فَأَمَّا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ وَمَعَهُ رِجَالٌ مِنْ أَصْحَابِهِ لَهُمْ قُوَّةٌ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِي فَقَالَ مَا يُبْكِيكِ قُلْتُ سَمِعْتُ كَلَامَكَ مَعَ أَصْحَابِكَ فَسَمِعْتُ بِالْعُمْرَةِ قَالَ وَمَا لَكِ قُلْتُ لَا أُصَلِّي قَالَ فَلَا يَضُرُّكِ فَكُونِي فِي حَجِّكِ فَعَسَى اللّٰهُ أَنْ يَرْزُقَكِيهَا وَإِنَّمَا أَنْتِ مِنْ بَنَاتِ آدَمَ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْكِ مَا كَتَبَ عَلَيْهِنَّ قَالَتْ فَخَرَجْتُ فِي حَجَّتِي حَتّٰى نَزَلْنَا مِنًى فَتَطَهَّرْتُ ثُمَّ طُفْنَا بِالْبَيْتِ وَنَزَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُحَصَّبَ فَدَعَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ اخْرُجْ بِأُخْتِكَ مِنَ الْحَرَمِ فَلْتُهِلَّ بِعُمْرَةٍ ثُمَّ لِتَطُفْ بِالْبَيْتِ فَإِنِّي أَنْتَظِرُكُمَا هَا هُنَا قَالَتْ فَخَرَجْنَا فَأَهْلَلْتُ ثُمَّ طُفْتُ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَجِئْنَا

Marfat.com

رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي مَنْزِلِهِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَقَالَ هَلْ فَرَغْتِ قُلْتُ نَعَمْ فَاٰذَنَ فِيْ اَصْحَابِهِ بِالرَّحِيْلِ فَخَرَجَ فَمَرَّ بِالْبَيْتِ فَطَافَ بِهٖ قَبْلَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت حج کے مہینوں حج کے دنوں میں احرام باندھ کر گئے تو جس وقت ہم سرف کے مقام پر پہنچ چکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس تشریف لے جا کر ارشاد فرمایا: تم میں سے جس آدمی کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو اور وہ اس احرام کو عمرہ کا احرام کر دینا اچھا سمجھے تو وہ یوں کر لے اور جس آدمی کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو وہ یوں نہ کرے جس کے پاس قربانی کا جانور نہ تھا تو ان میں سے کچھ اس پر عمل پیرا ہوئے اور کچھ عمل پیرا نہ ہوئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس قربانی کا جانور تھا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے جن کے پاس قربانی کے جانور کی استطاعت تھی۔ میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ افروز ہوئے اس حال میں کہ میں روئے جا رہی تھی۔ ارشاد فرمایا: تم کیوں روئے جا رہی ہو۔ میں کہنے لگی: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جو ارشاد فرمایا ہے اسے میں نے ساعت کر لیا ہے۔ میں نے عمرہ کے متعلق بھی سن رکھا ہے۔ ارشاد فرمایا: تمہاری اس سے کیا غرض؟ عرض کیا: میں نماز نہیں پڑھ پاتی۔ ارشاد فرمایا: تم کو اس سے کچھ بھی کمی نہ ہو گی۔ تم اپنے افعال حج میں مشغولیت رکھو۔ رب تعالیٰ سے یہ امید ہے کہ وہ تم کو عمرہ بھی عطا فرما دے گا۔ اصل بات تو یہ ہے کہ تم حضرت آدم علیہ السلام کی بیٹیوں میں سے ایک ہو۔ اور رب تعالیٰ نے اسے تمہارے واسطے بھی لکھ دیا ہے۔ جو حضرت آدم علیہ السلام کی دوسری بیٹیوں کے واسطے لکھ دیا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے افعال حج میں مشغولیت رکھی یہاں تک کہ ہم مقام منیٰ کو پہنچ گئے۔ وہاں جا کر میں پاک صاف ہو گئی۔ اس کے بعد ہم نے خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ وادی محصب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہنچے اور حضرت عبدالرحمن بن ابو بکر رضی اللہ عنہما کو بلا کر ارشاد فرمایا: اپنی ہمشیرہ کو حرم سے لے کر جاؤ اس لئے کہ وہ عمرہ کا احرام باندھ لے۔ اس کے بعد خانہ کعبہ کا طواف کرے اور میں تمہارا اس جگہ منتظر رہوں گا۔ فرماتی ہیں کہ ہم گئے تو میں نے عمرہ کا احرام باندھ لیا۔ پھر خانہ کعبہ کا طواف کیا اور صفا و مروہ کی سعی کی پھر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں پہنچے اس حال میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نصف شب کے وقت اسی جگہ پر جلوہ فگن تھے۔ ارشاد فرمایا: کیا تم نے عمرہ سے فراغت پا لی۔ میں عرض گزار ہوئی: ہاں پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں روانہ ہونے کی منادی کی چنانچہ نکلتے ہوئے جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیت اللہ کے پاس سے گزر ہوا تو صبح کی نماز سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خانہ کعبہ کا طواف فرمایا پھر مدینہ منورہ کی جانب تشریف لے گئے۔ (مرجع السابق)

575- حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ الْمُهَلَّبِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ مِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِالْحَجِّ مُفْرَدًا وَّمِنَّا مَنْ قَرَنَ وَمِنَّا مَنْ تَمَتَّعَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم میں سے کچھ نے حج کا احرام باندھ لیا اور کچھ نے قران کا احرام باندھ لیا اور کچھ نے تمتع کا احرام باندھ لیا۔ (مرجع السابق)

576- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنِ

الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ جَائَتْ عَائِشَةُ حَاجَّةً

قاسم بن محمد کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حج کا احرام باندھے ہوئے تشریف لائی تھیں۔ (مرجع السابق)

577- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا تَقُولُ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَمْسٍ بَقِينَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَلَا نَرَى إِلَّا أَنَّهُ الْحَجُّ حَتَّى إِذَا دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ أَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَنْ يَحِلَّ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَدَخَلَ عَلَيْنَا يَوْمَ النَّحْرِ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَا هٰذَا فَقِيلَ ذَبَحَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَزْوَاجِهِ قَالَ يَحْيَى فَذَكَرْتُ هٰذَا الْحَدِيثَ لِلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ فَقَالَ أَتَتْكَ وَاللهِ بِالْحَدِيثِ عَلَى وَجْهِهِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت ذی قعدہ کے پانچ روز گزرنے سے قبل گئے۔ ہمارا حج کے علاوہ دوسرا کوئی بھی ارادہ نہ تھا یہاں تک کہ جس وقت ہم مکہ مکرمہ کے پاس پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو وہ بیت اللہ کے طواف اور صفا و مروہ کی سعی کے بعد حلال ہو جائے۔ فرماتی ہیں کہ ہمارے پاس یوم نحر کو گوشت گائے والا آیا میں نے دریافت کیا: یہ کدھر سے آیا ہے۔ تو بتایا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کی طرف سے قربانی فرمائی ہے۔ (مرجع السابق)

578- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ أَخْبَرَتْنِي عَمْرَةُ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ح وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

یحییٰ بن سعید سے اسی اسناد کے ساتھ اس کی مثل مروی ہے۔ (مرجع السابق)

579- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ يَصْدُرُ النَّاسُ بِنُسُكَيْنِ وَأَصْدُرُ بِنُسُكٍ وَاحِدٍ قَالَ انْتَظِرِي فَإِذَا طَهُرْتِ فَاخْرُجِي إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَهِلِّي مِنْهُ ثُمَّ الْقَيْنَا عِنْدَ كَذَا وَكَذَا قَالَ أَظُنُّهُ قَالَ غَدًا وَلٰكِنَّهَا عَلَى قَدْرِ نَصَبِكِ أَوْ قَالَ نَفَقَتِكِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں عرض گزار ہوئی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! لوگ تو دو مناسک کر کے واپس ہوں گے اور میں صرف ایک؟ ارشاد فرمایا: تم منتظر رہو جس وقت تم پاک صاف ہو جاؤ تو تنعیم کے مقام پر چلی جانا اور اس جگہ سے احرام باندھ لینا اور فلاں جگہ پر ہم کو آ کر مل جانا۔ راوی نے کہا کہ میرا ظن یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا: کل اور تیرے اس عمرہ کا اجر تمہاری تکلیف اور تیرے خرچ کے موافق ہے۔ (مرجع السابق)

Marfat.com

580-وحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنِ الْقَاسِمِ وَإِبْرَاهِيمَ قَالَ لَا أَعْرِفُ حَدِيثَ أَحَدِهِمَا مِنَ الْآخَرِ أَنَّ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ يَصْدُرُ النَّاسُ بِنُسُكَيْنِ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں عرض گزار ہوئی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! لوگ تو دو مناسک کر کے واپس ہوں گے آگے پچھلی حدیث کی مانند ہے۔ (مرجع السابق)

581-حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا وَقَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نُرَى إِلَّا أَنَّهُ الْحَجُّ فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ تَطَوَّفْنَا بِالْبَيْتِ فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَكُنْ سَاقَ الْهَدْيَ أَنْ يَحِلَّ قَالَتْ فَحَلَّ مَنْ لَمْ يَكُنْ سَاقَ الْهَدْيَ وَنِسَاؤُهُ لَمْ يَسُقْنَ الْهَدْيَ فَأَحْلَلْنَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَحِضْتُ فَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ يَرْجِعُ النَّاسُ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ وَأَرْجِعُ أَنَا بِحَجَّةٍ قَالَ أَوَمَا كُنْتِ طُفْتِ لَيَالِيَ قَدِمْنَا مَكَّةَ قَالَتْ قُلْتُ لَا قَالَ فَاذْهَبِي مَعَ أَخِيكِ إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَهِلِّي بِعُمْرَةٍ ثُمَّ مَوْعِدُكِ مَكَانَ كَذَا وَكَذَا قَالَتْ صَفِيَّةُ مَا أُرَانِي إِلَّا حَابِسَتَكُمْ قَالَ عَقْرَى حَلْقَى أَوَمَا كُنْتِ طُفْتِ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَتْ بَلَى قَالَ لَا بَأْسَ انْفِرِي قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَقِيَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُصْعِدٌ مِنْ مَكَّةَ وَأَنَا مُنْهَبِطَةٌ عَلَيْهَا أَوْ أَنَا مُصْعِدَةٌ وَهُوَ مُنْهَبِطٌ مِنْهَا وَقَالَ إِسْحٰقُ مُتَهَبِّطَةٌ وَمُتَهَبِّطٌ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت گئے۔ اور ہمارا سوائے حج کے کوئی بھی قصد نہ تھا۔ جس وقت ہم مکہ مکرمہ آئے تو اس وقت خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم ارشاد فرمایا: جو قربانی کا جانور نہ لے کر آیا ہو وہ حلال ہو جائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: تو جن لوگوں نے قربانی کا جانور ساتھ نہ لایا تھا ان لوگوں نے احرام کھول دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات بھی قربانی کا جانور ساتھ نہ لے آئی تھیں۔ تو انہوں نے بھی احرام کو کھول دیا مجھے حیض جاری ہو گیا۔ جس کی وجہ سے خانہ کعبہ کا طواف نہ کر پائی۔ جس وقت محصب والی رات آئی تو میں عرض گزار ہوئی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! لوگ حج وعمرہ کر کے لوٹیں گے اور میں صرف حج کر کے واپس ہوں گی۔ ارشاد فرمایا: کیا جن راتوں کے اندر ہم مکہ مکرمہ پہنچے تھے تو اس وقت تم نے طواف نہ کیا تھا۔ میں عرض گزار ہوئی: نہیں۔ ارشاد فرمایا: تو پھر تم اپنے بھائی کی معیت مقام تنعیم پر چلی جاؤ۔ اور عمرہ کا احرام باندھ کر فلاں جگہ پر ہم سے آ کر مل جانا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ مجھے لگتا ہے کہ میں تمہیں روک دینے والی ہوں۔ ارشاد فرمایا: زخمی اور سر منڈی ہوئی۔ کیا تو نے یوم نحر کو طواف نہ کیا تھا۔ عرض کیا: کیوں نہیں۔ ارشاد فرمایا: پھر تو کوئی حرج نہیں ہے۔ چل پڑو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد میری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ کی بلندی کی جانب چڑھ رہے تھے یا میں بلندی کی جانب چڑھنے لگی تھی اور اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نزول فرما رہے تھے۔ (مرجع السابق)

Marfat.com

582-وَحَدَّثَنَاهُ سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُلَبِّي لَا نَذْكُرُ حَجًّا وَلَا عُمْرَةً وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ مَنْصُورٍ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت لبیک لبیک کہتے ہوئے گئے۔ نہ تو حج کا ذکر کیا نہ ہی عمرہ کا۔ (مرجع السابق)

583-حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ جَمِيعًا عَنْ غُنْدَرٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ ذَكْوَانَ مَوْلَى عَائِشَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَرْبَعٍ مَضَيْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ أَوْ خَمْسٍ فَدَخَلَ عَلَيَّ وَهُوَ غَضْبَانُ فَقُلْتُ مَنْ أَغْضَبَكَ يَا رَسُولَ اللهِ أَدْخَلَهُ اللهُ النَّارَ قَالَ أَوَمَا شَعَرْتِ أَنِّي أَمَرْتُ النَّاسَ بِأَمْرٍ فَإِذَا هُمْ يَتَرَدَّدُونَ قَالَ الْحَكَمُ كَأَنَّهُمْ يَتَرَدَّدُونَ أَحْسِبُ وَلَوْ أَنِّي اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا سُقْتُ الْهَدْيَ مَعِي حَتَّى أَشْتَرِيَهُ ثُمَّ أَحِلُّ كَمَا حَلُّوا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار یا پانچ ذوالحجۃ الحرام کو جلوہ افروز ہوئے تو میں عرض گزار ہوئی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اظہار ناراضگی والا بنا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے آدمی کو دوزخ میں پھینک ڈالے۔ ارشاد فرمایا: کیا تم کو پتہ نہیں کہ میں نے ایک ہی کام کا لوگوں کو حکم فرمایا تھا اور وہ اسے بجالانے پر تردد کر رہے ہیں۔ حکم کا بیان ہے کہ میرا ظن یہ ہے کہ ارشاد فرمایا: مجھے جس چیز کا علم بعد میں ہوا ہے مجھے اگر اس کا پہلے پتہ لگ جاتا تو میں قربانی کے جانور کو ساتھ نہ لے آتا۔ یہاں تک کہ میں قربانی کے جانور کو خرید لیتا پھر یونہی حلال ہو جاتا جیسے وہ حلال ہو گئے ہیں۔ (مرجع السابق)

584-وَحَدَّثَنَاهُ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَرْبَعٍ أَوْ خَمْسٍ مَضَيْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ بِمِثْلِ حَدِيثِ غُنْدَرٍ وَلَمْ يَذْكُرِ الشَّكَّ مِنَ الْحَكَمِ فِي قَوْلِهِ يَتَرَدَّدُونَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذوالحجۃ الحرام کی چار یا پانچ تاریخ کو جلوہ افروز ہوئے۔ آگے مثل سابق حدیث ہے۔ (مرجع السابق)

585-حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا أَهَلَّتْ بِعُمْرَةٍ فَقَدِمَتْ وَلَمْ تَطُفْ بِالْبَيْتِ حَتَّى حَاضَتْ فَنَسَكَتِ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا وَقَدْ أَهَلَّتْ بِالْحَجِّ فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّفْرِ يَسَعُكِ طَوَافُكِ لِحَجِّكِ وَعُمْرَتِكِ فَأَبَتْ فَبَعَثَ بِهَا مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِلَى التَّنْعِيمِ فَاعْتَمَرَتْ بَعْدَ الْحَجِّ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے عمرہ کا احرام باندھا ہوا تھا۔ وہ جب مکہ مکرمہ آئیں تو خانہ کعبہ کے طواف

Marfat.com

سے قبل حالت حیض سے ہوگئیں۔اس کے بعد انہوں نے احرام باندھ کر حج کے سارے افعال ادا کئے۔انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ ہونے والے روز ارشاد فرمایا: تمہارا طواف حج اور عمرہ کرنے والے کے لئے کفایت کر جائے گا۔ تو انہوں نے اس پر انکار کر دیا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کی معیت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تنعیم کے مقام سے بھیجا اس لئے کہ وہ حج کے بعد عمرہ ادا فرمالیں۔ (مرجع السابق)

586- وَحَدَّثَنِي حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا حَاضَتْ بِسَرِفَ فَتَطَهَّرَتْ بِعَرَفَةَ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجْزِئُ عَنْكِ طَوَافُكِ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ عَنْ حَجِّكِ وَعُمْرَتِكِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کو سرف کے مقام پر حیض جاری ہو گیا۔ جس سے وہ عرفہ کے دن پاک وصاف ہوئیں۔انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے حج اور عمرہ کے طواف صفا و مروہ کی سعی کافی ہو جائے گی۔ (مرجع السابق)

587- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا قُرَّةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ حَدَّثَتْنَا صَفِيَّةُ بِنْتُ شَيْبَةَ قَالَتْ قَالَتْ عَائِشَةُ أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ أَيَرْجِعُ النَّاسُ بِأَجْرَيْنِ وَأَرْجِعُ بِأَجْرٍ فَأَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ أَنْ يَنْطَلِقَ بِهَا إِلَى التَّنْعِيمِ قَالَتْ فَأَرْدَفَنِي خَلْفَهُ عَلَى جَمَلٍ لَهُ قَالَتْ فَجَعَلْتُ أَرْفَعُ خِمَارِي أَحْسُرُهُ عَنْ عُنُقِي فَيَضْرِبُ رِجْلِي بِعِلَّةِ الرَّاحِلَةِ قُلْتُ لَهُ وَهَلْ تَرَى مِنْ أَحَدٍ قَالَتْ فَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ ثُمَّ أَقْبَلْنَا حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْحَصْبَةِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ عرض گزار ہوئیں: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا لوگ تو دو اجر لے جائیں اور میں ایک اجر کو لے کر واپس ہوں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو حکم ارشاد فرمایا کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تنعیم کے مقام پر لے جائے۔ فرماتی ہیں کہ پس وہ مجھے اپنے پیچھے اونٹ پر بٹھائے لے کر گئے میں اپنی چادر کو اپنی گردن پر سے ہٹا دیا کرتی تھی اور وہ سواری کو مارنے کے بہانے میرے پاؤں کے اوپر مار دیتے تھے۔ میں ان کو کہتی: کیا تم کو اس جگہ کوئی دکھائی دے رہا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: چنانچہ میں نے احرام باندھ لیا اس کے بعد پلٹ آئے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حصبہ وادی میں جا پہنچے۔ (مرجع السابق)

588- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو أَخْبَرَهُ عَمْرُو بْنُ أَوْسٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ أَنْ يُرْدِفَ عَائِشَةَ فَيُعْمِرَهَا مِنَ التَّنْعِيمِ

حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم ارشاد فرمایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنے ساتھ لے کر جائیں اور ان کو مقام تنعیم سے عمرہ کروا کر لائیں۔ (سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 2990، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8578،

صحیح البخاری: رقم الحدیث: 1659، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 3187)

589- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ جَمِيعًا عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ أَقْبَلْنَا مُهِلِّينَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَجٍّ مُفْرَدٍ وَأَقْبَلَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا بِعُمْرَةٍ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِسَرِفَ عَرَكَتْ عَائِشَةُ حَتَّى إِذَا قَدِمْنَا طُفْنَا بِالْكَعْبَةِ وَالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَحِلَّ مِنَّا مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ قَالَ فَقُلْنَا حِلُّ مَاذَا قَالَ الْحِلُّ كُلُّهُ فَوَاقَعْنَا النِّسَاءَ وَتَطَيَّبْنَا بِالطِّيبِ وَلَبِسْنَا ثِيَابَنَا وَلَيْسَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَةَ إِلَّا أَرْبَعُ لَيَالٍ ثُمَّ أَهْلَلْنَا يَوْمَ التَّرْوِيَةِ ثُمَّ دَخَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَوَجَدَهَا تَبْكِي فَقَالَ مَا شَأْنُكِ قَالَتْ شَأْنِي أَنِّي قَدْ حِضْتُ وَقَدْ حَلَّ النَّاسُ وَلَمْ أَحْلِلْ وَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ وَالنَّاسُ يَذْهَبُونَ إِلَى الْحَجِّ الْآنَ فَقَالَ إِنَّ هَذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ فَاغْتَسِلِي ثُمَّ أَهِلِّي بِالْحَجِّ فَفَعَلَتْ وَوَقَفَتِ الْمَوَاقِفَ حَتَّى إِذَا طَهَرَتْ طَافَتْ بِالْكَعْبَةِ وَالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ قَالَ قَدْ حَلَلْتِ مِنْ حَجِّكِ وَعُمْرَتِكِ جَمِيعًا فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أَجِدُ فِي نَفْسِي أَنِّي لَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ حَتَّى حَجَجْتُ قَالَ فَاذْهَبْ بِهَا يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ فَأَعْمِرْهَا مِنَ التَّنْعِيمِ وَذَلِكَ لَيْلَةَ الْحَصْبَةِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت حج افراد کا احرام باندھے گئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صرف عمرہ کا احرام باندھے گئیں۔ جس وقت ہم سرف کے مقام پر پہنچ گئے تو انہیں حیض جاری ہو گیا۔ جب ہم مکہ مکرمہ میں آئے تو ہم نے کعبہ معظمہ اور صفا و مروہ کا طواف کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم ارشاد فرمایا: جس کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو تو وہ احرام کو کھول دے۔ ہم نے دریافت کیا: حلال ہونے کا مطلب کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: پورا پورا حلال ہو جائیں۔ راوی نے فرمایا کہ ہم نے اپنی ازواج سے سکون حاصل کیا۔ خوشبو کو لگایا اور سلے ہوئے کپڑوں کو زیب تن کیا۔ یوم عرفہ میں اس دوران چار روز باقی بچے ہوئے تھے۔ پھر ہم نے یوم الترویہ کو حج کا احرام باندھ لیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہوئے اس حال میں کہ وہ روئے جارہی تھیں۔ ارشاد فرمایا: کیا ہوا؟ عرض کیا: مجھے حیض جاری ہو گیا ہے۔ لوگ تو حلال ہو گئے ہیں جبکہ میں حلال نہیں ہو پائی۔ میں نے خانہ کعبہ کا طواف بھی نہیں کیا اور لوگ تو اس وقت حج کے واسطے بھی جارہے ہیں۔ ارشاد فرمایا: یہ ایسی چیز ہے جسے رب تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی بیٹیوں کے لئے لکھ دیا ہے۔ تم غسل کر و اور حج کا احرام باندھ لو۔ چنانچہ انہوں نے یونہی کیا اور سارے مواقف پر بھی رکیں۔ جس وقت وہ پاک وصاف ہوئیں تو انہوں نے کعبہ معظمہ اور صفا و مروہ کا طواف فرمایا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اپنے حج و عمرہ سے حلال ہو چکیں؟ عرض کیا: میں اپنے دل کے اندر الجھن سی پارہی ہوں۔ کہ میں حج سے قبل خانہ کعبہ کا طواف نہ کر پائی۔ ارشاد فرمایا: اے عبدالرحمن! جا کر انہیں مقام تنعیم سے عمرہ کروا کر لاؤ اور حصبہ والی رات کی بات ہے۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3744، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1521، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8507، سنن النسائی: رقم الحدیث: 2713)

590- وَحَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَّعَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ قَالَ ابْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا وَقَالَ عَبْدٌ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَکْرٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ اَخْبَرَنِیْ اَبُو الزُّبَیْرِ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا یَقُوْلُ دَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا وَهِیَ تَبْکِیْ فَذَکَرَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ اللَّیْثِ اِلٰی اٰخِرِهٖ وَلَمْ یَذْکُرْ مَا قَبْلَ هٰذَا مِنْ حَدِیْثِ اللَّیْثِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جلوہ افروز ہوئے اس حال میں کہ وہ روئے جا رہی تھیں۔ آگے پچھلی حدیث کی مانند ہے۔ (مرجع السابق)

591- وَحَدَّثَنِیْ اَبُوْ غَسَّانَ الْمِسْمَعِیُّ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ یَعْنِی ابْنَ هِشَامٍ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ مَّطَرٍ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا فِیْ حَجَّةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَهَلَّتْ بِعُمْرَةٍ وَّسَاقَ الْحَدِیْثَ بِمَعْنٰی حَدِیْثِ اللَّیْثِ وَزَادَ فِی الْحَدِیْثِ قَالَ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا سَهْلًا اِذَا هَوِیَتِ الشَّیْءَ تَابَعَهَا عَلَیْهِ فَاَرْسَلَهَا مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ فَاَهَلَّتْ بِعُمْرَةٍ مِّنَ التَّنْعِیْمِ قَالَ مَطَرٌ قَالَ اَبُو الزُّبَیْرِ فَکَانَتْ عَآئِشَةُ اِذَا حَجَّتْ صَنَعَتْ کَمَا صَنَعَتْ مَعَ نَبِیِّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا احرام باندھ رکھا تھا۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عمرہ کا۔ آگے حدیث لیث کی مانند ہے اور اس میں اضافہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رقیق القلب والے تھے جس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمائش کیا کرتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پورا فرما دیا کرتے تھے۔ ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کی معیت بھیجا تو وہ ان کو تنعیم کے مقام سے عمرہ کرا کر لائے۔ حضرت ابو زبیر نے فرمایا کہ جس وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حج کیا کرتیں تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کئے ہوئے حج کی مانند کرتی تھیں۔ (مرجع السابق)

592- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ یُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَیْرٌ حَدَّثَنَا اَبُو الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ح وَحَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیٰی وَاللَّفْظُ لَهٗ اَخْبَرَنَا اَبُوْ خَیْثَمَةَ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُهِلِّیْنَ بِالْحَجِّ مَعَنَا النِّسَآءُ وَالْوِلْدَانُ فَلَمَّا قَدِمْنَا مَکَّةَ طُفْنَا بِالْبَیْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَقَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ یَکُنْ مَّعَهٗ هَدْیٌ فَلْیَحْلِلْ قَالَ قُلْنَا اَیُّ الْحِلِّ قَالَ الْحِلُّ کُلُّهٗ قَالَ فَاَتَیْنَا النِّسَآءَ وَلَبِسْنَا الثِّیَابَ وَمَسِسْنَا الطِّیْبَ فَلَمَّا کَانَ یَوْمُ التَّرْوِیَةِ اَهْلَلْنَا بِالْحَجِّ وَکَفَانَا الطَّوَافُ الْاَوَّلُ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَاَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَّشْتَرِکَ فِی الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ کُلُّ سَبْعَةٍ مِّنَّا فِیْ بَدَنَةٍ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت حج کے احرام کو باندھے نکل کھڑے ہوئے ہماری معیت عورتیں اور بچے بھی تھے جس وقت ہم نے مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد خانہ کعبہ کا طواف کیا اور صفا و مروہ کی سعی کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

ارشاد فرمایا: جس کے پاس قربانی والا جانور نہ ہو تو وہ حلال ہو جائے۔ ہم نے دریافت کیا: کیسے حلال ہوں۔ ارشاد فرمایا: پوری طرح سے حلال ہو جائے۔ ہم اپنی ازواج کے پاس گئے سلے سلائے کپڑے پہن لئے اور خوشبو کو لگایا۔ ہم نے آٹھ ذوالحج کو احرام باندھ لیا۔ اور ہمیں صفا و مروہ والا پہلا طواف ہی کفایت کر گیا تھا۔ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم ارشاد فرمایا کہ ہم میں سے اونٹ اور گایوں میں سات اشخاص شامل ہوں۔ (مرجع السابق)

593- وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أَحْلَلْنَا أَنْ نُحْرِمَ إِذَا تَوَجَّهْنَا إِلَى مِنًى قَالَ فَأَهْلَلْنَا مِنَ الْأَبْطَحِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس وقت ہم حلال ہو گئے تو ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احرام باندھے منیٰ کو جانے کا حکم ارشاد فرمایا چنانچہ ہم نے ابطح کے مقام سے احرام باندھ لیا۔ (مرجع السابق)

594- وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ لَمْ يَطُفِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا أَصْحَابُهُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ إِلَّا طَوَافًا وَاحِدًا زَادَ فِي حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ بَكْرٍ طَوَافَهُ الْأَوَّلَ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صفا و مروہ کے پاس ایک ہی سعی فرمائی۔ (مرجع السابق)

595- وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فِي نَاسٍ مَعِي قَالَ أَهْلَلْنَا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ خَالِصًا وَحْدَهُ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ فَقَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُبْحَ رَابِعَةٍ مَضَتْ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ فَأَمَرَنَا أَنْ نَحِلَّ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ حِلُّوا وَأَصِيبُوا النِّسَاءَ قَالَ عَطَاءٌ وَلَمْ يَعْزِمْ عَلَيْهِمْ وَلَكِنْ أَحَلَّهُنَّ لَهُمْ فَقُلْنَا لَمَّا لَمْ يَكُنْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَةَ إِلَّا خَمْسٌ أَمَرَنَا أَنْ نُفْضِيَ إِلَى نِسَائِنَا فَنَأْتِي عَرَفَةَ تَقْطُرُ مَذَاكِيرُنَا الْمَنِيَّ قَالَ يَقُولُ جَابِرٌ بِيَدِهِ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى قَوْلِهِ بِيَدِهِ يُحَرِّكُهَا قَالَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِينَا فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُمْ أَنِّي أَتْقَاكُمْ لِلَّهِ وَأَصْدَقُكُمْ وَأَبَرُّكُمْ وَلَوْلَا هَدْيِي لَحَلَلْتُ كَمَا تَحِلُّونَ وَلَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمْ أَسُقِ الْهَدْيَ فَحِلُّوا فَحَلَلْنَا وَسَمِعْنَا وَأَطَعْنَا قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ فَقَدِمَ عَلِيٌّ مِنْ سِعَايَتِهِ فَقَالَ بِمَ أَهْلَلْتَ قَالَ بِمَا أَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهْدِ وَامْكُثْ حَرَامًا قَالَ وَأَهْدَى لَهُ عَلِيٌّ هَدْيًا فَقَالَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ يَا رَسُولَ اللهِ أَلِعَامِنَا هَذَا أَمْ لِأَبَدٍ فَقَالَ لِأَبَدٍ

Marfat.com

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ چار ذوالحجۃ الحرام کی صبح کو جلوہ افروز ہوئے اور ہم کو احرام کھولنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ عطاء کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے احرام کو کھول ڈالو اور ازواج کے پاس چلے جاؤ۔ عطاء کا بیان ہے کہ یہ حکم ان کے اوپر واجب نہ تھا۔ ہاں یہ ہے کہ ان کی عورتوں کو ان کے اوپر حلال فرما دیا تھا۔ راوی نے فرمایا کہ عرفہ میں صرف پانچ روز باقی بچ گئے تھے اور ہم کو ازواج کے ساتھ قربت کا اذن دے دیا ہے۔ اور ہم یوں عرفہ کو حاضری دیں گے ہم لوگوں سے قربت والے آثار نظر آ رہے ہوں گے۔ عطاء کا بیان ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ اس طرح کہہ کر ہاتھوں کو ہلایا کرتے تھے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم کو بخوبی علم ہے کہ میں تم ساروں سے بڑھ کر رب تعالیٰ سے خوف رکھنے والا ہوں اور تم سب سے بڑھ کر صادق اور پارسا ہوں۔ اگر میں نے قربانی کا جانور روانہ نہ کیا ہوا ہوتا تو میں بھی تمہاری مثل حلال ہو جاتا۔ اور اگر میں اس کی جانب دھیان دے لیتا جس کی جانب میں نے بعد میں دھیان دیا ہے تو میں قربانی والے جانور کو نہ بھیجتا۔ چنانچہ اس وقت احرام کھول دو پس ہم نے احرام کھول ڈالے اور آپ کے فرمان اقدس کو ہم نے سنا اور اس کی فرمانبرداری کی۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ صدقات اکٹھے کر کے آئے تو دریافت فرمایا: تم نے احرام میں کیا نیت کی تھی۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے نیت یہ کی تھی کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیت ہے وہی نیت میری بھی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے قربانی کے جانور کو بھیجو اور احرام باندھ کر رکھو۔ راوی نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ قربانی کا جانور لائے تھے۔ حضرت سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر پوچھنے لگے یہ حکم صرف اس سال کے لئے ہے یا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہمیشہ کے لئے ہے۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3787، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 1064، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8468، سنن النسائی: رقم الحدیث: 2755)

596- حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ أَهْلَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ أَمَرَنَا أَنْ نُحِلَّ وَنَجْعَلَهَا عُمْرَةً فَكَبُرَ ذٰلِكَ عَلَيْنَا وَضَاقَتْ بِهِ صُدُورُنَا فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا نَدْرِي أَشَيْءٌ بَلَغَهُ مِنَ السَّمَاءِ أَمْ شَيْءٌ مِنْ قِبَلِ النَّاسِ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ أَحِلُّوا فَلَوْلَا الْهَدْيُ الَّذِي مَعِي فَعَلْتُ كَمَا فَعَلْتُمْ قَالَ فَأَحْلَلْنَا حَتّٰى وَطِئْنَا النِّسَاءَ وَفَعَلْنَا مَا يَفْعَلُ الْحَلَالُ حَتّٰى إِذَا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ وَجَعَلْنَا مَكَّةَ بِظَهْرٍ أَهْلَلْنَا بِالْحَجِّ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت حج کا احرام باندھ لیا جس وقت ہم مقام مکہ مکرمہ پہنچے تو ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم ارشاد فرمایا کہ ہم اس احرام کو عمرہ والا احرام ٹھہرا کر حلال ہو جائیں۔ ہم کو ذرا یہ حکم سخت لگا اور ہمارے سینوں کے اندر تنگی محسوس ہوئی۔ اس بات کی خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہوئی اب اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اس کا علم آسمانی وحی کے ذریعہ سے ہوا یا لوگوں میں سے کسی نے خبر دی۔ ارشاد فرمایا: اے لوگو! احرام کھول دو اگر میرے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہوتا تو میں تمہاری مانند حلال ہو جاتا۔ راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد ہم نے احرام کھول دیا اور اپنی ازواج سے قربت بھی کی۔ اور ان سارے افعال کو بجا لایا جو حلال لوگ کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ آٹھ تاریخ کو ہم نے مکہ مکرمہ سے پیٹھ پھیری توجہ کے لئے لبیک لبیک کہا۔ (مرجع السابق)

597- وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ نَافِعٍ قَالَ قَدِمْتُ مَكَّةَ مُتَمَتِّعًا بِعُمْرَةٍ قَبْلَ التَّرْوِيَةِ بِأَرْبَعَةِ أَيَّامٍ فَقَالَ النَّاسُ تَصِيرُ حَجَّتُكَ الْآنَ مَكِّيَّةً فَدَخَلْتُ عَلَى عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ فَاسْتَفْتَيْتُهُ فَقَالَ عَطَاءٌ حَدَّثَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ حَجَّ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ سَاقَ الْهَدْيَ مَعَهُ وَقَدْ أَهَلُّوا بِالْحَجِّ مُفْرَدًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحِلُّوا مِنْ إِحْرَامِكُمْ فَطُوفُوا بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَقَصِّرُوا وَأَقِيمُوا حَلَالًا حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ فَأَهِلُّوا بِالْحَجِّ وَاجْعَلُوا الَّتِي قَدِمْتُمْ بِهَا مُتْعَةً قَالُوا كَيْفَ نَجْعَلُهَا مُتْعَةً وَقَدْ سَمَّيْنَا الْحَجَّ قَالَ افْعَلُوا مَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ فَإِنِّي لَوْلَا أَنِّي سُقْتُ الْهَدْيَ لَفَعَلْتُ مِثْلَ الَّذِي أَمَرْتُكُمْ بِهِ وَلَكِنْ لَا يَحِلُّ مِنِّي حَرَامٌ (حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ) فَفَعَلُوا

موسیٰ بن نافع کا بیان ہے کہ میں عمرہ سے تمتع ادا کر کے مکہ مکرمہ یوم ترویہ سے چار دن قبل آیا۔ لوگ کہنے لگے: تمہارا حج تو اب مکہ مکرمہ والوں کی مثل ہو گیا ہے۔ میں نے عطاء بن رباح رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے اس حدیث کو بیان کیا ہے کہ جس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قربانی لے کر آئے تھے انہوں نے بھی اس سال حج ادا کیا تھا۔ اور کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حج کا احرام باندھ رکھا تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے احرام کو کھول ڈالو۔ اور خانہ کعبہ کا طواف کرو اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرو اور بالوں کو کاٹ کر حلال ہو کر رہو۔ اور حج کا احرام یوم ترویہ کو باندھ لینا۔ اور اپنے پہلے والے احرام کو تمتع کر لو۔ لوگ عرض گزار ہوئے: اے ہم تمتع کیسے کر پائیں جبکہ ہم نے تو حج کی نیت کر رکھی تھی۔ ارشاد فرمایا: وہی عمل کرو جس کا میں نے تم لوگوں کو حکم دیا ہے مگر میں تب تک احرام نہیں کھول سکتا جب تک قربانی کا جانور اپنے مقام تک نہ پہنچ جائے۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی یونہی عمل بجالایا۔ (مرجع السابق)

598- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرِ بْنِ رِبْعِيٍّ الْقَيْسِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ الْمُغِيرَةُ بْنُ سَلَمَةَ الْمَخْزُومِيُّ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُهِلِّينَ بِالْحَجِّ فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَجْعَلَهَا عُمْرَةً وَنَحِلَّ قَالَ وَكَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَجْعَلَهَا عُمْرَةً

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت حج کے احرام کو باندھ کر گئے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم ارشاد فرمایا کہ ہم اس احرام کو عمرہ قرار دے دیں۔ اور حلال ہو جائیں۔ راوی کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قربانی کے جانور ہونے کی وجہ سے اس کو عمرہ نہ کر پائے۔ (مرجع السابق)

599- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَأْمُرُ بِالْمُتْعَةِ وَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَنْهَى عَنْهَا قَالَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ عَلَى يَدَيَّ دَارَ الْحَدِيثُ تَمَتَّعْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَامَ عُمَرُ قَالَ إِنَّ اللهَ كَانَ يُحِلُّ لِرَسُولِهِ مَا شَاءَ بِمَا شَاءَ وَإِنَّ الْقُرْآنَ قَدْ نَزَلَ مَنَازِلَهُ (فَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ) كَمَا أَمَرَكُمُ اللهُ وَأَبِتُّوا نِكَاحَ هٰذِهِ النِّسَاءِ فَلَنْ أُوتَى بِرَجُلٍ نَكَحَ امْرَأَةً إِلَى أَجَلٍ إِلَّا رَجَمْتُهُ بِالْحِجَارَةِ

ابونضرہ کا بیان ہے کہ ہمیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حج تمتع کا حکم فرماتے تھے۔ اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما حج تمتع سے روک دیتے تھے میں نے اس کا تذکرہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے کیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ حدیث میرے ذریعے لوگوں تک پہنچی ہے ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت حج تمتع کیا اس کے بعد جس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت آیا تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے جس چیز کو جس طرح چاہتا ہے ویسے ہی حلال فرما دیتا ہے۔ اور قرآن مجید نے درست احکام بیان فرمائے ہیں۔ پس تم حج وعمرہ یوں مکمل کرو جیسے تم کو رب تعالیٰ نے حکم ارشاد فرمایا ہے۔ اور ان عورتوں سے عقد کر لو۔ تو میرے پاس متعہ کرنے والا آدمی لایا گیا تو اسے میں پتھر مارنے کے ذریعے سنگسار کر ڈالوں گا۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8660، صحیح ابن حبان: جز: 9، ص: 247، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 3352، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 71)

600- وَحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ فَافْصِلُوا حَجَّكُمْ مِنْ عُمْرَتِكُمْ فَإِنَّهُ أَتَمُّ لِحَجِّكُمْ وَأَتَمُّ لِعُمْرَتِكُمْ

دوسری سند سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حج اور عمرہ کو جداگانہ کر دو یوں حج بھی مکمل ہوگا اور عمرہ بھی مکمل ہو جائے گا۔ (مرجع السابق)

601- وَحَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ وَأَبُو الرَّبِيعِ وَقُتَيْبَةُ جَمِيعًا عَنْ حَمَّادٍ قَالَ خَلَفٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يُحَدِّثُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَقُولُ لَبَّيْكَ بِالْحَجِّ فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَجْعَلَهَا عُمْرَةً.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم ارشاد فرمایا کہ حج کے احرام کو عمرہ کا احرام قرار دے دو (چنانچہ ہم نے یونہی کر دیا) (مرجع السابق)

تشریح: حج کی تین قسمیں:

(1) حج افراد جس میں حج کا احرام باندھ کر حج کیا جاتا ہے (2) حج تمتع اس میں احرام باندھتے وقت عمرہ کی نیت کی جاتی ہے۔ طواف اور سعی کر کے احرام کھول دیا جاتا ہے۔ پھر حج کے لیے دوبارہ احرام باندھا جاتا ہے۔ (3) حج قران میں احرام باندھتے وقت حج و عمرہ دونوں کی نیت کی جاتی ہے اور ارکان عمرہ ادا کرنے کے بعد انسان بدستور محرم ہوتا ہے تاوقتیکہ ارکان حج ادا نہ ہوں۔ تمتع کی دو قسمیں ہیں۔

(1) ایک سائق الھدی (2) دوسرا غیر سائق الھدی۔ سائق الھدی یعنی جو قربانی کا جانور ساتھ لے جائے اور غیر سائق الھدی جو

Marfat.com

قربانی کا جانور ساتھ لے کر نہ جائے۔ ہمارے ہاں حج قران افضل ہے اور حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حج بھی حج قران ہی تھا۔ جیسا کہ ترمذی شریف اور دیگر کتب حدیث میں صراحت ہے۔

حج قران:

"قِران کے یہ معنی ہیں کہ حج و عمرہ دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھے یا پہلے عمرہ کا احرام باندھا تھا اور ابھی طواف کے چار پھیرے نہ کیے تھے کہ حج کو شامل کرلیا یا پہلے حج کا احرام باندھا تھا اُس کے ساتھ عُمرہ بھی شامل کرلیا، خواہ طواف قدوم سے پہلے عمرہ شامل کیا یا بعد میں۔ طوافِ قدوم سے پہلے اساءت (برا) ہے کہ خلاف سنت ہے مگر دَم واجب نہیں اور طوافِ قدوم کے بعد شامل کیا تو واجب ہے کہ عمرہ توڑ دے اور دَم دے اور عمرہ کی قضا کرے اور عمرہ نہ توڑا جب بھی دَم دینا واجب ہے۔

(الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحج، باب القران، ج ۳، ص ۶۳۳)

مسئلہ ۲: قِران کے لیے شرط یہ ہے کہ عمرہ کے طواف کا اکثر حصہ وقوفِ عرفہ سے پہلے ہو، لہٰذا جس نے طواف کے چار پھیروں سے پہلے وقوف کیا اُس کا قِران باطل ہوگیا۔ (فتح القدیر)

مسئلہ ۳: سب سے افضل قِران ہے پھر تمتع پھر افراد۔ (ردالمحتار، کتاب الحج، باب القران، ج ۳، ص ۶۳۱، وغیرہ)

مسئلہ ۴: قِران کا احرام میقات سے پہلے بھی ہوسکتا ہے اور شوال سے پہلے بھی مگر اس کے افعال حج کے مہینوں میں کیے جائیں، شوال سے پہلے افعال نہیں کرسکتے۔ (الدرالمختار، کتاب الحج، باب القران، ج ۳، ص ۶۳۴)

مسئلہ ۵: قِران میں واجب ہے کہ پہلے سات پھیرے طواف کرے اور ان میں پہلے تین پھیروں میں رَمَل سنت ہے پھر سعی کرے، اب قِران کا ایک جُز یعنی عمرہ پورا ہوگیا مگر ابھی حلق نہیں کرسکتا اور کیا بھی تو احرام سے باہر نہ ہوگا اور اس کے جرمانہ میں دودَم لازم ہیں۔ عمرہ پورا کرنے کے بعد طوافِ قدوم کرے اور چاہے تو ابھی سعی بھی کرلے، ورنہ طوافِ افاضہ کے بعد سعی کرے۔ اگر ابھی سعی کرے تو طوافِ قدوم کے تین پہلے پھیروں میں بھی رَمَل کرے اور دونوں طوافوں میں اِضطباع بھی کرے۔

(الدرالمختار، کتاب الحج، باب القران، ج ۳، ص ۶۳۵، وغیرہ)

مسئلہ ۶: ایک ساتھ دو طواف کیے پھر دو سعی جب بھی جائز ہے مگر خلاف سنت ہے اور دَم لازم نہیں، خواہ پہلا طواف عمرہ کی نیت سے اور دوسرا قدوم کی نیت سے ہو یا دونوں میں سے کسی میں تعیین نہ کی یا اس کے سوا کسی اور طرح کی نیت کی۔ بہرحال پہلا عمرہ کا ہوگا اور دوسرا طوافِ قدوم۔ (المرجع السابق، ولباب المناسک والمسلک المتقسط، (باب القران، فصل فی اداء القران)، ص ۲۶۲)

مسئلہ ۷: پہلے طواف میں اگر طوافِ حج کی نیت کی، جب بھی عمرہ ہی کا طواف ہے۔

(الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الحج، باب القران، ص ۲۱۰)

عمرہ سے فارغ ہوکر بدستور مُحرِم رہے اور تمام افعال بجالائے، دسویں کو حلق کے بعد پھر طوافِ افاضہ کے بعد جیسے حج کرنے والے کے لیے چیزیں حلال ہوتی ہیں اُس کے لیے بھی حلال ہوں گی۔

مسئلہ ۸: قارِن پر دسویں کی رَمی کے بعد قربانی واجب ہے اور یہ قربانی کسی جرمانہ میں نہیں بلکہ اس کا شکر یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے

Marfat.com

اسے دو عبادتوں کی توفیق بخشی۔ قارِن کے لیے افضل یہ ہے کہ اپنے ساتھ قربانی کا جانور لے جائے۔

(الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب المناسک، الباب السابع فی القران والتمتع، ج ۱، ص ۲۳۸۔ والدر المختار، کتاب الحج، باب القران، ج ۳، ص ۶۳۶، وغیرہما)

مسئلہ ۹: اس قربانی کے لیے یہ ضروری ہے کہ حرم میں ہو، بیرون حرم نہیں ہو سکتی اور سنت یہ کہ منیٰ میں ہو اور اس کا وقت دسویں ذی الحجہ کی فجر طلوع ہونے سے بارھویں کے غروب آفتاب تک ہے مگر یہ ضروری ہے کہ رَمی کے بعد ہو، رَمی سے پہلے کرے گا تو دَم لازم آئے گا اور اگر بارھویں تک نہ کی تو ساقط نہ ہوگی بلکہ جب تک زندہ ہے قربانی اس کے ذمہ ہے۔

(لباب المناسک والمسلک المتقسط، (باب القران، فصل فی ھدی القارن والمتمتع)، ص ۲۶۳)

مسئلہ ۱۰: اگر قربانی پر قادر تھا اور ابھی قربانی نہ کی تھی کہ انتقال ہو گیا تو اس کی وصیت کر جانا واجب ہے اور اگر وصیت نہ کی مگر وارثوں نے خود کر دی جب بھی صحیح ہے۔ (لباب المناسک والمسلک المتقسط، (باب القران، فصل فی ھدی القارن والمتمتع)، ص ۲۶۳)

مسئلہ ۱۱: قارِن کو اگر قربانی میسر نہ آئے کہ اس کے پاس ضرورت سے زیادہ مال نہیں، نہ اتنا اسباب کہ اُسے بیچ کر جانور خریدے تو دس روزے رکھے۔ ان میں تین تو وہیں یعنی یکم شوال سے ذی الحجہ کی نویں تک احرام باندھنے کے بعد رکھے، خواہ سات، آٹھ، نو، کو رکھے یا اس کے پہلے اور بہتر یہ ہے کہ نویں سے پہلے ختم کر دے اور یہ بھی اختیار ہے کہ متفرق طور پر رکھے، تینوں کا پے در پے رکھنا ضروری نہیں اور سات روزے حج کا زمانہ گزرنے کے بعد یعنی تیرھویں کے بعد رکھے، تیرھویں کو یا اس کے پہلے نہیں ہو سکتے۔ ان سات روزوں میں اختیار ہے کہ وہیں رکھے یا مکان واپس آ کر اور بہتر مکان پر واپس ہو کر رکھنا ہے اور ان دسوں روزوں میں رات سے نیت ضروری ہے۔

(الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب المناسک، الباب السابع فی قران والتمتع، ج ۱، ص ۲۳۹۔ والدر المختار ورد المحتار، کتاب الحج، باب القران، ج ۳، ص ۶۳۶)

مسئلہ ۱۲: اگر پہلے کے تین روزے نویں تک نہیں رکھے تو اب روزے کافی نہیں بلکہ دَم واجب ہوگا، دَم دے کر احرام سے باہر ہو جائے اور اگر دَم دینے پر قادر نہیں تو سر مونڈا کر یا بال کتروا کر احرام سے جدا ہو جائے اور دو دَم واجب ہیں۔

(الدر المختار، کتاب الحج، باب القران، ج ۳، ص ۶۳۸)

مسئلہ ۱۳: قادر نہ ہونے کی وجہ سے روزے رکھ لیے پھر حلق سے پہلے دسویں کو جانور مل گیا، تو اب وہ روزے کافی نہیں لہٰذا قربانی کرے اور حلق کے بعد جانور پر قدرت ہوئی تو وہ روزے کافی ہیں، خواہ قربانی کے دنوں میں قدرت پائی گئی یا بعد میں۔ یونہی اگر قربانی کے دنوں میں سر نہ مونڈایا تو اگرچہ حلق سے پہلے جانور پر قادر ہو وہ روزے کافی ہیں۔ (ردالمحتار، کتاب الحج، باب القران، ج ۳، ص ۶۳۸)

مسئلہ ۱۴: قارن نے طوافِ عمرہ کے تین پھیرے کرنے کے بعد وقوفِ عرفہ کیا تو وہ طواف جاتا رہا اور چار پھیرے کے بعد وقوف کیا تو باطل نہ ہوا اگرچہ طوافِ قدوم یا نفل کی نیت سے کیے، لہٰذا یوم النحر میں طوافِ زیارت سے پہلے اُس کی تکمیل کرے اور پہلی صورت میں چونکہ اُس نے عمرہ توڑ ڈالا، لہٰذا ایک دَم واجب ہوا اور وہ قربانی کہ شکر کے لیے واجب تھی ساقط ہو گئی اور اب قارِن نہ رہا اور ایامِ تشریق کے بعد اس عمرہ کی قضا دے۔ (الدر المختار، کتاب الحج، باب القران، ج ۳، ص ۶۳۹) (بہار شریعت، ج 6 قران کا بیان، ص: 1154)

Marfat.com

تمتع کا بیان

فقہی مسائل: حج تمتع کی تعریف:

حجِ تمتّع: مکہ معظمہ میں پہنچ کر اشہرالحج (یکم شوال سے دس ذی الحجہ) میں عمرہ کر کے وہیں سے حج کا احرام باندھے۔ اسے تمتع کہتے ہیں اور اس حج کرنے والے کو مُتمتع کہتے ہیں۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، ج۱۰، ص ۸۱۴)

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۹۶﴾﴾ (پ ۲، البقرہ: ۱۹۶)

جس نے عمرہ سے حج کی طرف تمتع کیا، اس پر قربانی ہے جیسی میسر آئے پھر جسے قربانی کی قدرت نہ ہو تو تین روزے حج کے دنوں میں رکھے اور سات ۷ واپسی کے بعد، یہ دس پورے ہیں۔ یہ اُس کے لیے ہے جو مکہ کا رہنے والا نہ ہو اور اللہ (عزوجل) سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ (عزوجل) کا عذاب سخت ہے۔

تمتع اُسے کہتے ہیں کہ حج کے مہینے میں عمرہ کرے پھر اسی سال حج کا احرام باندھے یا پورا عمرہ نہ کیا، صرف چار پھیرے کیے پھر حج کا احرام باندھا۔

مسئلہ: تمتع کے لیے یہ شرط نہیں کہ میقات سے احرام باندھے اس سے پہلے بھی ہو سکتا ہے بلکہ اگر میقات کے بعد احرام باندھا جب بھی تمتع ہے، اگرچہ بلا احرام میقات سے گزرنا گناہ اور دَم لازم یا پھر میقات کو واپس جائے۔ یونہی تمتع کے لیے یہ شرط نہیں کہ عمرہ کا احرام حج کے مہینے میں باندھا جائے بلکہ شوال سے پیشتر بھی احرام باندھ سکتے ہیں، البتہ یہ ضروری ہے کہ عمرہ کے تمام افعال یا اکثر طواف حج کے مہینے میں ہو، مثلاً تین پھیرے طواف کے رمضان میں کیے پھر شوال میں باقی چار پھیرے کر لیے پھر اسی سال حج کر لیا تو یہ بھی تمتع ہے اور اگر رمضان میں چار پھیرے کر لیے تھے اور شوال میں تین باقی تو یہ تمتع نہیں اور یہ بھی شرط نہیں کہ جس سال احرام باندھا اسی سال تمتع کرے مثلاً اس رمضان میں احرام باندھا اور احرام پر قائم رہا، دوسرے سال عمرہ پھر حج کیا تو تمتع ہو گیا۔

(ردالمحتار، کتاب الحج، باب التمتع، ج ۳، ص ۶۴۰۔ و، الفتاویٰ الہندیۃ، کتاب المناسک، الباب السابع فی القران والتمتع، ج ۱، ص ۲۴۰)

تمتع کی دس شرطیں ہیں:

1 حج کے مہینے میں پورا طواف کرنا یا اکثر حصہ یعنی چار پھیرے۔
2 عمرہ کا احرام حج کے احرام سے مقدم ہونا۔
3 حج کے احرام سے پہلے عمرہ کا پورا طواف یا اکثر حصہ کر لیا ہو۔
4 عمرہ فاسد نہ کیا ہو۔

Marfat.com

5 حج فاسد نہ کیا ہو۔

6 اِلمام صحیح نہ کیا ہو۔ اِلمام صحیح کے یہ معنی ہیں کہ عمرہ کے بعد احرام کھول کر اپنے وطن کو واپس جائے اور وطن سے مراد وہ جگہ ہے جہاں وہ رہتا ہے پیدائش کا مقام اگرچہ دوسری جگہ ہو، لہٰذا اگر عمرہ کرنے کے بعد وطن گیا پھر واپس آ کر حج کیا تو تمتع نہ ہوا اور اگر عمرہ کرنے سے پیشتر گیا یا عمرہ کر کے بغیر حلق کیے یعنی احرام ہی میں وطن گیا پھر واپس آ کر اسی سال حج کیا تو تمتع ہے۔ یونہی اگر عمرہ کر کے احرام کھول دیا پھر حج کا احرام باندھ کر وطن گیا تو یہ بھی اِلمام صحیح نہیں، لہٰذا اگر واپس آ کر حج کرے گا تو تمتع ہوگا۔

7 حج وعمرہ دونوں ایک ہی سال میں ہوں۔

8 مکہ معظمہ میں ہمیشہ کے لیے ٹھہرنے کا ارادہ نہ ہو، لہٰذا اگر عمرہ کے بعد پکا ارادہ کر لیا کہ یہیں رہے گا تو تمتع نہیں اور دو ایک مہینے کا ہو تو ہے۔

9 مکہ معظمہ میں حج کا مہینہ آ جائے تو بے احرام کے نہ ہو، نہ ایسا ہو کہ احرام ہے مگر چار پھیرے طواف کے اس مہینے سے پہلے کر چکا ہے، ہاں اگر میقات سے باہر واپس جائے پھر عمرہ کا احرام باندھ کر آئے تو تمتع ہو سکتا ہے۔

10 میقات سے باہر کا رہنے والا ہو۔ مکہ کا رہنے والا تمتع نہیں کر سکتا۔ (ردالمحتار، کتاب الحج، باب التمتع، ج ۳، ص ۶۴۰، ۶۴۳)

مسئلہ: تمتع کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اپنے ساتھ قربانی کا جانور لایا، دوسری یہ کہ نہ لائے۔ جو جانور نہ لایا وہ میقات سے عمرہ کا احرام باندھے، مکہ معظمہ میں آ کر طواف وسعی کرے اور سر مونڈائے اب عمرہ سے فارغ ہو گیا اور طواف شروع کرتے ہی یعنی سنگِ اسود کو بوسہ دیتے وقت لبیک ختم کر دے اب مکہ میں بغیر احرام رہے۔ آٹھویں ذی الحجہ کو مسجد الحرام شریف سے حج کا احرام باندھے اور حج کے تمام افعال بجالائے مگر اس کے لیے طواف قدوم نہیں اور طواف زیارت میں یا حج کا احرام باندھنے کے بعد کسی طوافِ نفل میں رَمَل کرے اور اس کے بعد سعی کرے اور اگر حج کا احرام باندھنے کے بعد طوافِ قدوم کر لیا ہے (اگرچہ اس کے لیے یہ طواف مسنون نہ تھا) اور اس کے بعد سعی کر لی ہے تو اب طوافِ زیارت میں رَمَل نہیں، خواہ طوافِ قدوم میں رَمَل کیا ہو یا نہیں اور طوافِ زیارت کے بعد اب سعی بھی نہیں، عمرہ سے فارغ ہو کر حلق بھی ضروری نہیں۔ اُسے یہ بھی اختیار ہے کہ سر نہ مونڈائے بدستور مُحرم رہے۔

یونہی مکہ معظمہ ہی میں رہنا اُسے ضروری نہیں، چاہے وہاں رہے یا وطن کے سوا کہیں اور مگر جہاں رہے وہاں والے جہاں سے احرام باندھتے ہیں یہ بھی وہیں سے احرام باندھے، اگر مکہ مکرمہ میں ہے تو یہاں والوں کی طرح احرام باندھے اور اگر حرم سے باہر اور میقات کے اندر ہے تو حِل میں احرام باندھے اور میقات سے بھی باہر ہو گیا تو میقات سے باندھے۔ یہ اُس صورت میں ہے، جب کہ کسی اور غرض سے حرم یا میقات سے باہر جانا ہوا اور اگر احرام باندھنے کے لیے حرم سے باہر گیا تو اُس پر دَم واجب ہے مگر جب کہ وقوف سے پہلے مکہ میں آ گیا تو ساقط ہو گیا اور مکہ معظمہ میں رہا تو حرم میں احرام باندھے اور بہتر یہ ہے کہ مکہ معظمہ میں ہو اور اس سے بہتر یہ کہ مسجد حرم میں ہو اور سب سے بہتر یہ کہ حطیم شریف میں ہو۔ یونہی آٹھویں کو احرام باندھنا ضروری نہیں، نویں کو بھی ہو سکتا ہے اور آٹھویں سے پہلے بھی بلکہ یہ افضل ہے۔ تمتع کرنے والے پر واجب ہے کہ دسویں تاریخ کو شکرانہ میں قربانی کرے، اس کے بعد سر مونڈائے۔ اگر قربانی کی



استطاعت نہ ہو تو اُسی طرح روزے رکھے جو قران والے کے لیے ہیں۔
(الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الحج، باب التمتع، ص ۲۱۲۔ ۲۱۳، و الفتاوی الہندیۃ، کتاب المناسک، الباب السابع فی القران والتمتع، ج ۱، ۲۳۸۔ ۲۳۹.)

مسئلہ ۳: اگر اپنے ساتھ جانور لے جائے تو احرام باندھ کر لے چلے اور کھینچ کر لے جانے سے ہانکنا افضل ہے۔ ہاں اگر پیچھے سے نکلنے سے نہیں چلتا تو آگے سے کھینچے اور اُس کے گلے میں ہار ڈال دے کہ لوگ سمجھیں یہ حرم میں قربانی کو جاتا ہے، اور ہار ڈالنا جھول ڈالنے سے بہتر ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس جانور کے کوہان میں دہنی یا بائیں جانب خفیف سا شگاف کردے کہ گوشت تک نہ پہنچے، اب مکہ معظمہ میں پہنچ کر عمرہ کرے اور عمرہ سے فارغ ہو کر بھی مُحرم رہے جب تک قربانی نہ کرلے۔ اُسے سر مونڈانا جائز نہیں جب تک قربانی نہ کرلے ورنہ دَم لازم آئے گا پھر وہ تمام افعال کرے جو اس کے لیے بتائے گئے کہ جانور نہ لایا تھا اور دسویں تاریخ کو رَمی کرکے سر مونڈائے اب دونوں احرام سے ایک ساتھ فارغ ہوگیا۔ (الدر المختار ورد المحتار، کتاب الحج، باب التمتع، ج ۳، ص ۶۴۵)

مسئلہ ۴: جو جانور لایا اور جو نہ لایا دونوں میں فرق یہ ہے کہ اگر جانور نہ لایا اور عمرہ کے بعد احرام کھول ڈالا اب حج کا احرام باندھا اور کوئی جنایت واقع ہوئی تو جرمانہ مثل مُفرِد کے ہے اور وہ احرام باقی تھا تو جرمانہ قارِن کی مثل ہے اور جانور لایا ہے تو بہر حال قارِن کی مثل ہے۔ (ردالمحتار، کتاب الحج، باب التمتع، ج ۳، ص ۶۴۵)

مسئلہ ۵: میقات کے اندر والوں کے لیے قِران و تمتع نہیں، اگر کریں تو دَم دیں۔
(الدر المختار ورد المحتار، کتاب الحج، باب التمتع، ج ۳، ص ۶۴۶)

مسئلہ ۶: جو جانور لایا ہے اُسے روزہ رکھنا کافی نہ ہوگا اگرچہ نادار ہو۔ (الدر المختار، کتاب الحج، باب التمتع، ج ۳، ص ۶۴۸)

مسئلہ ۷: جانور نہیں لے گیا اور عمرہ کرکے گھر چلا آیا تو یہ اِلمام صحیح ہے اس کا تمتع جاتا رہا، اب حج کرے گا تو مُفرِد ہے اور جانور لے گیا ہے اور عمرہ کرکے گھر واپس آیا پھر مُحرِم رہا اور حج کو گیا تو یہ اِلمام صحیح نہیں، لہٰذا اس کا تمتع باقی ہے۔ یونہی اگر گھر نہ آیا عمرہ کرکے کہیں اور چلا گیا تو تمتع نہ گیا۔ (الدر المختار، کتاب الحج، باب التمتع، ج ۳، ص ۶۴۸، وغیرہ)

مسئلہ ۸: تمتع کرنے والے نے حج یا عمرہ فاسد کردیا تو اس کی قضا دے۔ اور جرمانہ میں دَم اور تمتع کی قربانی اُس کے ذمہ نہیں کہ تمتع رہا ہی نہیں۔ (الدر المختار، کتاب الحج، باب التمتع، ج ۳، ص ۶۵۰)

مسئلہ ۹: تمتع کے لیے یہ ضروری نہیں کہ حج و عمرہ دونوں ایک ہی کی طرف سے ہوں بلکہ یہ ہوسکتا ہے کہ ایک اپنی طرف سے ہو اور دوسرا کسی اور کی جانب سے یا ایک شخص نے اُسے حج کا حکم دیا اور دوسرے نے عمرہ کا اور دونوں نے تمتع کی اجازت دیدی تو کرسکتا ہے مگر قربانی خود اس کے ذمہ ہے اور اگر نادار ہے تو روزے رکھے۔
(المسلک المتقسط، (باب التمتع فصل ولا یشترط الصحۃ التمتع إحرام العمرۃ من المیقات)، ص ۲۸۶)

مسئلہ ۱۰: حج کے مہینے میں عمرہ کیا مگر اُسے فاسد کردیا پھر گھر واپس گیا پھر آکر عمرہ کی قضا کی اور اُسی سال حج کیا تو یہ تمتع ہوگیا اور اگر مکہ ہی میں رہ گیا یا مکہ سے چلا گیا مگر میقات کے اندر رہا یا میقات سے بھی باہر ہوگیا مگر گھر نہ گیا اور آکر عمرہ کی قضا کی اور اسی سال حج بھی کیا تو ان سب صورتوں میں تمتع نہ ہوا۔ (الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الحج، باب التمتع، ص ۲۱۶)

بَابُ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب: نبی کریم ﷺ کا حج

602- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ حَاتِمٍ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمٰعِيلَ الْمَدَنِيُّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ فَسَاَلَ عَنِ الْقَوْمِ حَتّٰى انْتَهٰى اِلَيَّ فَقُلْتُ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ فَاَهْوٰى بِيَدِهٖ اِلٰى رَاْسِي فَنَزَعَ زِرِّيَ الْاَعْلٰى ثُمَّ نَزَعَ زِرِّيَ الْاَسْفَلَ ثُمَّ وَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ ثَدْيَيَّ وَاَنَا يَوْمَئِذٍ غُلَامٌ شَابٌّ فَقَالَ مَرْحَبًا بِكَ يَا ابْنَ اَخِي سَلْ عَمَّا شِئْتَ فَسَاَلْتُهُ وَهُوَ اَعْمٰى وَحَضَرَ وَقْتُ الصَّلٰوةِ فَقَامَ فِي نِسَاجَةٍ مُلْتَحِفًا بِهَا كُلَّمَا وَضَعَهَا عَلٰى مَنْكِبِهٖ رَجَعَ طَرَفَاهَا اِلَيْهِ مِنْ صِغَرِهَا وَرِدَاؤُهُ اِلٰى جَنْبِهٖ عَلَى الْمِشْجَبِ فَصَلّٰى بِنَا فَقُلْتُ اَخْبِرْنِي عَنْ حَجَّةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بِيَدِهٖ فَعَقَدَ تِسْعًا فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَثَ تِسْعَ سِنِيْنَ لَمْ يَحُجَّ ثُمَّ اُذِّنَ فِي النَّاسِ فِي الْعَاشِرَةِ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجٌّ فَقَدِمَ الْمَدِيْنَةَ بَشَرٌ كَثِيْرٌ كُلُّهُمْ يَلْتَمِسُ اَنْ يَاْتَمَّ بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَعْمَلَ مِثْلَ عَمَلِهٖ فَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتّٰى اَتَيْنَا ذَا الْحُلَيْفَةِ فَوَلَدَتْ اَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ مُحَمَّدَ بْنَ اَبِي بَكْرٍ فَاَرْسَلَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ اَصْنَعُ قَالَ اغْتَسِلِي وَاسْتَثْفِرِي بِثَوْبٍ وَاَحْرِمِي فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ رَكِبَ الْقَصْوَاءَ حَتّٰى اِذَا اسْتَوَتْ بِهٖ نَاقَتُهُ عَلَى الْبَيْدَاءِ نَظَرْتُ اِلٰى مَدِّ بَصَرِي بَيْنَ يَدَيْهِ مِنْ رَاكِبٍ وَمَاشٍ وَعَنْ يَمِيْنِهٖ مِثْلَ ذٰلِكَ وَعَنْ يَسَارِهٖ مِثْلَ ذٰلِكَ وَمِنْ خَلْفِهٖ مِثْلَ ذٰلِكَ وَرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَظْهُرِنَا وَعَلَيْهِ يَنْزِلُ الْقُرْاٰنُ وَهُوَ يَعْرِفُ تَاْوِيْلَهُ وَمَا عَمِلَ بِهٖ مِنْ شَيْءٍ عَمِلْنَا بِهٖ فَاَهَلَّ بِالتَّوْحِيْدِ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَاَهَلَّ النَّاسُ بِهٰذَا الَّذِي يُهِلُّوْنَ بِهٖ فَلَمْ يَرُدَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ شَيْئًا مِنْهُ وَلَزِمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلْبِيَتَهُ قَالَ جَابِرٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَسْنَا نَنْوِي اِلَّا الْحَجَّ لَسْنَا نَعْرِفُ الْعُمْرَةَ حَتّٰى اِذَا اَتَيْنَا الْبَيْتَ مَعَهُ اسْتَلَمَ الرُّكْنَ فَرَمَلَ ثَلَاثًا وَمَشٰى اَرْبَعًا ثُمَّ تَقَدَّمَ اِلٰى مَقَامِ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَرَاَ (وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى) فَجَعَلَ الْمَقَامَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَكَانَ اَبِي يَقُوْلُ وَلَا اَعْلَمُهُ ذَكَرَهُ اِلَّا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَاُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ وَقُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ ثُمَّ رَجَعَ اِلَى الرُّكْنِ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ خَرَجَ مِنَ الْبَابِ اِلَى الصَّفَا فَلَمَّا دَنَا مِنَ الصَّفَا قَرَاَ (اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ) اَبْدَاُ بِمَا بَدَاَ اللهُ بِهٖ فَبَدَاَ بِالصَّفَا فَرَقِيَ عَلَيْهِ حَتّٰى

Marfat.com

رَاى الْبَيْتَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَوَحَّدَ اللهَ وَكَبَّرَهُ وَقَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ أَنْجَزَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ ثُمَّ دَعَا بَيْنَ ذٰلِكَ قَالَ مِثْلَ هٰذَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ نَزَلَ إِلَى الْمَرْوَةِ حَتّٰى انْصَبَّتْ قَدَمَاهُ فِي بَطْنِ الْوَادِي سَعٰى حَتّٰى إِذَا صَعِدَتَا مَشٰى حَتّٰى أَتَى الْمَرْوَةَ فَفَعَلَ عَلَى الْمَرْوَةِ كَمَا فَعَلَ عَلَى الصَّفَا حَتّٰى إِذَا كَانَ اٰخِرُ طَوَافٍ عَلَى الْمَرْوَةِ فَقَالَ لَوْ أَنِّي اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمْ أَسُقِ الْهَدْيَ وَجَعَلْتُهَا عُمْرَةً فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ لَيْسَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَحِلَّ وَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً فَقَامَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَلِعَامِنَا هٰذَا أَمْ لِأَبَدٍ فَشَبَّكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَابِعَهُ وَاحِدَةً فِي الْأُخْرٰى وَقَالَ دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ مَرَّتَيْنِ لَا بَلْ لِأَبَدٍ أَبَدٍ وَقَدِمَ عَلِيٌّ مِّنَ الْيَمَنِ بِبُدْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا مِمَّنْ حَلَّ وَلَبِسَتْ ثِيَابًا صَبِيغًا وَّاكْتَحَلَتْ فَأَنْكَرَ ذٰلِكَ عَلَيْهَا فَقَالَتْ إِنَّ أَبِي أَمَرَنِي بِهٰذَا قَالَ فَكَانَ عَلِيٌّ يَقُولُ بِالْعِرَاقِ فَذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحَرِّشًا عَلَى فَاطِمَةَ لِلَّذِي صَنَعَتْ مُسْتَفْتِيًا لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا ذَكَرَتْ عَنْهُ فَأَخْبَرْتُهُ أَنِّي أَنْكَرْتُ ذٰلِكَ عَلَيْهَا فَقَالَ صَدَقَتْ صَدَقَتْ مَاذَا قُلْتَ حِينَ فَرَضْتَ الْحَجَّ قَالَ قُلْتُ اللّٰهُمَّ إِنِّي أُهِلُّ بِمَا أَهَلَّ بِهِ رَسُولُكَ قَالَ فَإِنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ فَلَا تَحِلُّ قَالَ فَكَانَ جَمَاعَةُ الْهَدْيِ الَّذِي قَدِمَ بِهِ عَلِيٌّ مِّنَ الْيَمَنِ وَالَّذِي أَتٰى بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِائَةً قَالَ فَحَلَّ النَّاسُ كُلُّهُمْ وَقَصَّرُوا إِلَّا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ تَوَجَّهُوا إِلَى مِنًى فَأَهَلُّوا بِالْحَجِّ وَرَكِبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى بِهَا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَالْفَجْرَ ثُمَّ مَكَثَ قَلِيلًا حَتّٰى طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَأَمَرَ بِقُبَّةٍ مِّنْ شَعَرٍ تُضْرَبُ لَهُ بِنَمِرَةَ فَسَارَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَشُكُّ قُرَيْشٌ إِلَّا أَنَّهُ وَاقِفٌ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ كَمَا كَانَتْ قُرَيْشٌ تَصْنَعُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَأَجَازَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى أَتٰى عَرَفَةَ فَوَجَدَ الْقُبَّةَ قَدْ ضُرِبَتْ لَهُ بِنَمِرَةَ فَنَزَلَ بِهَا حَتّٰى إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ أَمَرَ بِالْقَصْوَاءِ فَرُحِلَتْ لَهُ فَأَتٰى بَطْنَ الْوَادِي فَخَطَبَ النَّاسَ وَقَالَ إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مِّنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمَيَّ مَوْضُوعٌ وَّدِمَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعَةٌ وَّإِنَّ أَوَّلَ دَمٍ أَضَعُ مِنْ دِمَائِنَا دَمُ ابْنِ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ كَانَ مُسْتَرْضِعًا فِي بَنِي سَعْدٍ فَقَتَلَهُ هُذَيْلٌ وَّرِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ وَّأَوَّلُ رِبًا أَضَعُ رِبَانَا رِبَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَإِنَّهُ مَوْضُوعٌ كُلُّهُ فَاتَّقُوا اللهَ فِي النِّسَاءِ فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانِ اللهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللهِ وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُونَهُ فَإِنْ فَعَلْنَ ذٰلِكَ فَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ وَّلَهُنَّ

Marfat.com

عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَ كِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَقَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ إِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهِ كِتَابَ اللهِ وَأَنْتُمْ تُسْأَلُونَ عَنِّي فَمَا أَنْتُمْ قَائِلُونَ قَالُوا نَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ وَأَدَّيْتَ وَنَصَحْتَ فَقَالَ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ يَرْفَعُهَا إِلَى السَّمَاءِ وَيَنْكُتُهَا إِلَى النَّاسِ اللّٰهُمَّ اشْهَدْ اللّٰهُمَّ اشْهَدْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ أَذَّنَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا ثُمَّ رَكِبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى أَتَى الْمَوْقِفَ فَجَعَلَ بَطْنَ نَاقَتِهِ الْقَصْوَاءِ إِلَى الصَّخَرَاتِ وَجَعَلَ حَبْلَ الْمُشَاةِ بَيْنَ يَدَيْهِ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَذَهَبَتِ الصُّفْرَةُ قَلِيلًا حَتّٰى غَابَ الْقُرْصُ وَأَرْدَفَ أُسَامَةَ خَلْفَهُ وَدَفَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ شَنَقَ لِلْقَصْوَاءِ الزِّمَامَ حَتّٰى إِنَّ رَأْسَهَا لَيُصِيبُ مَوْرِكَ رَحْلِهِ وَيَقُولُ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى أَيُّهَا النَّاسُ السَّكِينَةَ السَّكِينَةَ كُلَّمَا أَتَى جَبَلًا مِنَ الْجِبَالِ أَرْخٰى لَهَا قَلِيلًا حَتّٰى تَصْعَدَ حَتّٰى أَتَى الْمُزْدَلِفَةَ فَصَلّٰى بِهَا الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِأَذَانٍ وَاحِدٍ وَإِقَامَتَيْنِ وَلَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا شَيْئًا ثُمَّ اضْطَجَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ وَصَلَّى الْفَجْرَ حِينَ تَبَيَّنَ لَهُ الصُّبْحُ بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ ثُمَّ رَكِبَ الْقَصْوَاءَ حَتّٰى أَتَى الْمَشْعَرَ الْحَرَامَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَدَعَاهُ وَكَبَّرَهُ وَهَلَّلَهُ وَوَحَّدَهُ فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتّٰى أَسْفَرَ جِدًّا فَدَفَعَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَأَرْدَفَ الْفَضْلَ بْنَ عَبَّاسٍ وَكَانَ رَجُلًا حَسَنَ الشَّعْرِ أَبْيَضَ وَسِيمًا فَلَمَّا دَفَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّتْ بِهِ ظُعُنٌ يَجْرِينَ فَطَفِقَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهِنَّ فَوَضَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ عَلٰى وَجْهِ الْفَضْلِ فَحَوَّلَ الْفَضْلُ وَجْهَهُ إِلَى الشِّقِّ الْآخَرِ يَنْظُرُ فَحَوَّلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ مِنَ الشِّقِّ الْآخَرِ عَلٰى وَجْهِ الْفَضْلِ يَصْرِفُ وَجْهَهُ مِنَ الشِّقِّ الْآخَرِ يَنْظُرُ حَتّٰى أَتٰى بَطْنَ مُحَسِّرٍ فَحَرَّكَ قَلِيلًا ثُمَّ سَلَكَ الطَّرِيقَ الْوُسْطٰى الَّتِي تَخْرُجُ عَلَى الْجَمْرَةِ الْكُبْرٰى حَتّٰى أَتَى الْجَمْرَةَ الَّتِي عِنْدَ الشَّجَرَةِ فَرَمَاهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ مِنْهَا مِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ رَمٰى مِنْ بَطْنِ الْوَادِي ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمَنْحَرِ فَنَحَرَ ثَلَاثًا وَسِتِّينَ بِيَدِهِ ثُمَّ أَعْطٰى عَلِيًّا فَنَحَرَ مَا غَبَرَ وَأَشْرَكَهُ فِي هَدْيِهِ ثُمَّ أَمَرَ مِنْ كُلِّ بَدَنَةٍ بِبَضْعَةٍ فَجُعِلَتْ فِي قِدْرٍ فَطُبِخَتْ فَأَكَلَا مِنْ لَحْمِهَا وَشَرِبَا مِنْ مَرَقِهَا ثُمَّ رَكِبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَفَاضَ إِلَى الْبَيْتِ فَصَلّٰى بِمَكَّةَ الظُّهْرَ فَأَتٰى بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَسْقُونَ عَلٰى زَمْزَمَ فَقَالَ انْزِعُوا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَوْلَا أَنْ يَغْلِبَكُمُ النَّاسُ عَلٰى سِقَايَتِكُمْ لَنَزَعْتُ مَعَكُمْ فَنَاوَلُوهُ دَلْوًا فَشَرِبَ مِنْهُ

جعفر بن محمد اپنے والد محترم سے بیان فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے پاس گئے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے سارے لوگوں کی خیر و عافیت پوچھی جس وقت میری جانب متوجہ ہوئے تو میں کہنے لگا کہ میں محمد بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم ہوں۔ اس پر حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ بڑھا کر میرے سر پر رکھ دیا۔ پہلے میری قمیض کے اوپر والے بٹن کو کھولا اور پھر

Marfat.com

نیچے والے بٹن کو کھولا پھر اپنی ہتھیلی میرے سینہ کے اوپر دونوں چھاتیوں کے مابین رکھ دی۔ میں اس وقت نوجوان لڑکا تھا تو انہوں نے ارشاد فرمایا: اے بھتیجے مرحبا ہو! جو پوچھنا ہے پوچھو۔ چنانچہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے چند سوالات کئے۔ اس وقت حضرت جابر رضی اللہ عنہ نابینا ہو گئے تھے اس دوران وقت نماز ہو گیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ ایک چادر کو اوڑھے ہوئے قیام فرما ہو گئے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ جس وقت بھی چادر کے دونوں پلوں کو اپنے کندھوں کے اوپر رکھتے تو چادر کے چھوٹے ہونے کی بناء پر وہ نیچے گر جاتا تھا۔ اور ان کے الٹی جانب ایک چادر کھونٹی کے اوپر لٹکی ہوئی تھی۔ ہمیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی بعد ؤمیں میں عرض گزار ہوا: مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حج کے متعلق ارشاد فرمایئے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ کے ساتھ نو کا اشارہ فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نو سال کا عرصہ مدینہ منورہ میں جلوہ فگن رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج نہ فرمایا۔ تو دسویں سال اعلان کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حج پر تشریف لے جانے والے ہیں اس پر مدینہ منورہ میں کافی سارے لوگوں کا اجتماع ہو گیا۔ اور وہ سارے کے سارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کا ارادہ رکھتے تھے۔ اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت حج پر جانے کا قصد رکھتے تھے اس لئے کہ افعال حج میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کر سکیں۔ ہم سارے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت چل پڑے جس وقت مقام ذوالحلیفہ پہنچ چکے تو حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے محمد بن ابی بکر کو جنم دیا۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استفسار کروایا کہ اس عالم میں میں کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: غسل کر لو۔ اور ایک کپڑے کو باندھے ہوئے احرام باندھو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد کے اندر دو رکعت نماز ادا فرمائی اور قصواء ناقہ پر سوار ہو گئے حتیٰ کہ جس وقت اونٹنی بیداء کے مقام پر سیدھی طرح کھڑی ہو چکی تو میں نے جہاں تک نظر جاتی تھی دیکھا کہ آگے سوار اور پیدل سوار کثیر دکھائی دے رہے تھے۔ اور سیدھی اور الٹی طرف اور میرے پیچھے لوگوں کی کثرت لگی ہوئی تھی ہماری معیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدسہ تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوپر قرآن مجید کا نزول ہوتا تھا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی مراد بخوبی جانتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو بھی فعل سرانجام دیتے ہم بھی اسی فعل کو سرانجام دیا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کلمہ توحید کے ساتھ "لبیك اللهم لبیك لبیك لا شریك لك لبیك ان الحمد والنعمة لك والملك لا شریك لك" پڑھا۔ پھر لوگوں نے بھی یہی تلبیہ کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس تلبیہ پر کچھ اضافہ نہ فرمایا۔ اور اس تلبیہ کو پڑھتے رہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم صرف حج کی نیت کرتے تھے۔ ہم کو عمرہ کا علم ہی نہ تھا۔ جس وقت ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت مکہ مکرمہ پہنچ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت رکن کی تعظیم فرمائی۔ اس کے بعد طواف کے تین چکروں میں رمل فرمایا اور چار میں حسب چال طواف فرمایا۔ پھر مقام ابراہیم پر جلوہ افروز ہوئے اور اس آیت کو پڑھا: "**واتخذوا من مقام ابراهیم مصلی**" اور مقام ابراہیم کو اپنے اور بیت اللہ کے مابین رکھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو رکعت نماز ادا فرمائی اور اس کے اندر سورہ اخلاص اور سورہ کافرون پڑھی۔ اس کے بعد رکن کے پاس جا کر اس کی تعظیم بھی فرمائی۔ پھر صفا کے قریب والے دروازے سے نکل کر کوہ صفا پر تشریف لے گئے جس وقت کوہ صفا پر پہنچ گئے تو اس آیت کو پڑھا: "**ان الصفا والمروة من شعائر الله**" اس کے بعد ارشاد فرمایا: میں اس جگہ سے آغاز کروں گا جس جگہ سے رب تعالیٰ نے آغاز فرمایا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صفا سے آغاز فرمایا اور صفا کے اوپر چڑھ گئے۔ وہاں سے بیت اللہ کو ملاحظہ فرمایا اور قبلہ کی جانب رخ انور فرمایا۔ اور رب تعالیٰ کی توحید اور اس کی بزرگی کو بیان فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے

لائق نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی ساجھی نہیں اسی کا ملک ہے اور اسی کی حمد ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ تنہا ہے اس نے اپنے وعدہ کو پورا کر دکھایا اپنے بندے کی مدد فرمائی اس نے سارے لشکروں کو مات دے ڈالی۔" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اور ان کلمات کو تین دفعہ دہرایا۔ اس کے بعد مروہ کی جانب نزول فرمایا۔ اور جس وقت قدمین شریفین وادی میں پہنچے تو سعی فرمائی یہاں تک کہ جب ہم چڑھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پھر آہستہ سے چلنے لگ گئے۔ یہاں تک کہ مروہ پر پہنچ گئے اور مروہ پر صفا کی مثل کیا۔ جس وقت مروہ کا آخری پھیرا ہوا تو ارشاد فرمایا: جس چیز کی جانب میں بعد کو متوجہ ہوا اگر اس کی جانب پہلے متوجہ ہو جاتا تو میں قربانی کے جانور کو نہ بھیجتا اور اس احرام کو عمرہ قرار دے دیتا۔ لہٰذا تم میں سے جس آدمی کے پاس قربانی کا جانور نہیں ہے وہ حلال ہو جائے اور اسے عمرہ کا احرام ٹھہرا دے۔ اس پر حضرت سراقہ بن جعشم رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ حکم اس سال کے واسطے ہے یا یہ حکم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ میں ڈال کر پھر ارشاد فرمایا: ہمیشہ کے لئے عمرہ حج کے اندر داخل ہو گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ لے کر تشریف لائے۔ اور حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ وہ ایسے لوگوں میں شامل ہیں جو حلال ہو چکے تھے انہوں نے رنگ والے کپڑوں کو زیب تن کیا ہوا تھا اور آنکھوں کے اندر سرمہ سجایا ہوا تھا۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ معترض ہوئے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: مجھے میرے والد محترم نے حکم فرمایا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ مقام عراق میں یہ فرما رہے تھے کہ میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے احرام کھول دینے کے شکوہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں لے گیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہی بتایا جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بتایا تھا۔ ساتھ اپنا اعتراض بھی بیان کیا۔ اور اس کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ دریافت کیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انہوں نے سچ کہا ہے۔ سچ فرمایا ہے جس وقت تم نے حج کی نیت کی تھی تو اس وقت تم نے کیا کہا تھا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے اس وقت یہ نیت باندھی تھی کہ میں اس چیز کی نیت باندھ رہا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کی باندھی ہے۔ ارشاد فرمایا: میرے پاس قربانی والا جانور تم حلال نہ ہونا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے یمن سے لانے والے اونٹ اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ لائے تھے یہ سارے سو ہو گئے تھے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پھر سارے کے سارے حلال ہو گئے اور انہوں نے بالوں کو کاٹ ڈالا سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ان لوگوں کے جن کے پاس قربانی کے جانور موجود تھے۔ جس وقت آٹھ ذوالحجۃ الحرام ہوئی تو انہوں نے منیٰ میں جا کر احرام باندھ لیا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی سوار ہو چکے۔ اور منیٰ میں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نمازیں ادا فرمائیں۔ اس کے بعد کچھ دیر رکے یہاں تک کہ سورج نکل آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالوں سے بنے ہوئے خیمہ کو نمرہ کے مقام پر گاڑھنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چل پڑے قریش کو اس بات کا پکا پتہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مشعر حرام میں قیام فرمائیں گے جس طرح کہ زمانہ جاہلیت میں قریش کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے کراس کر کے عرفات میں تشریف لے گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں پر اپنا خیمہ نمرہ مسجد کے مقام پر گاڑھا ہوا پایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس خیمہ میں رکے یہاں تک سورج زائل ہو گیا اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قصواء اونٹنی کو تیار کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ اس کے بطن وادی میں جلوہ افروز ہو کر لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہاری جانیں اور اموال ایک دوسرے پر یوں حرام ہیں جس طرح کہ ان

Marfat.com



شہر اور اس مہینہ کی آج والے روز کی حرمت ہے۔ خوب سن لو! زمانہ جاہلیت کی ہر چیز میرے بدن کے قدمین شریفین کے نیچے ہے۔ زمانہ جاہلیت کے ایک دوسرے پر خون ختم ہو گئے ہیں۔ اور سب سے پہلے میں اپنے خون کو معاف کرتا ہوں وہ ابن ربیعہ بن حارث کا خون ہے وہ بنو سعد کے اندر دودھ پیتے بچے تھے۔ جسے ہذیل نے قتل کر ڈالا تھا یونہی زمانہ جاہلیت کے سارے سود فنا ہو گئے ہیں اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان کے سود کو چھوڑنے کا اعلان کرتا ہوں اور وہ ابن عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا سود ہے۔ ان کے سارے سود کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ تم لوگ اللہ تعالیٰ سے عورتوں کے متعلق خوف رکھو۔ اس لئے کہ تم لوگوں نے انہیں اللہ تعالیٰ کی امان میں حاصل کیا ہے تم نے رب تعالیٰ کے کلمہ سے ان کی فروج کو خود پر حلال ٹھہرایا ہے۔ تمہارا ان کے اوپر یہ حق ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی ایسے آدمی کو نہ آنے دیں جس کا آنا تم کو برا لگتا ہو۔ اگر وہ اس طرح کریں تو انہیں تم اس کے اوپر ایسی سزا دو جس سے ان پر چوٹ نہ لگنے پائے اور ان کا تمہارے اوپر بھی حق ہے وہ یہ کہ تم حسب توفیق انہیں غذا اور کپڑے دو میں تمہارے پاس ایک ایسی چیز کو چھوڑے جا رہا ہوں اگر تم نے اسے مضبوطی سے تھام لیا تو تم کبھی بھی ضلالت میں مبتلا نہ ہو گے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ تم لوگوں سے میرے متعلق بروز حشر سوال کیا جائے گا تو تم کیا جواب دو گے۔ سارے لوگوں نے کہا: ہم شہادت دیں گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا ہے اور رسالت کا جو حق تھا اس کو پورا فرما دیا ہے۔ اور امت کی خیر خواہی فرمائی اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت والی انگلی کو آسمان کی جانب اشارہ کر کے تین دفعہ ارشاد فرمایا: اے اللہ عزوجل! گواہ ہو جاؤ۔ اس کے بعد اذان اور اقامت ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر پڑھائی پھر اقامت ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عصر پڑھائی۔ ان دونوں نمازوں کے بیچ دوسری کوئی نماز نہ پڑھی۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو کر موقف تشریف لے گئے اور اپنی اونٹنی قصواء کا پیٹ پتھروں کی طرف فرما دیا اور ایک ڈنڈے کو اپنے سامنے فرما لیا۔ اور بجانب قبلہ رخ ہو کر قیام فرما ہو گئے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ ذرا سی زردی ختم ہوئی اور آفتاب کی ٹکی جو ہوتی ہے وہ غائب ہو گئی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے بٹھا دیا اور لوٹ آئے اور قصواء کی مہار اتنا کھینچ رکھی تھی کہ اس کا سر کجاوے کے اگلے حصہ کو لگ رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو آہستہ آہستہ چلنے کا حکم فرماتے۔ جس وقت راستے میں کوئی پہاڑی آ جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی قصواء کی مہار کو ڈھیلا فرما دیا کرتے۔ اس لئے کہ قصواء اونٹنی چڑھ جائے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مزدلفہ کو پہنچ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں جا کر مغرب اور عشاء والی نماز کو ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ ادا فرمائی اور ان دونوں فرضوں کے مابین نفل کچھ بھی نہ ادا فرمائے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم استراحت فرما ہوئے۔ یہاں تک کہ فجر طلوع ہو چکی۔ جس وقت صبح کی روشنی پھیل چکی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر ایک ہی اذان و اقامت کے ساتھ ادا فرمائی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم قصواء اونٹنی پر سوار ہوئے مشعر حرام کو پہنچ گئے۔ قبلہ کی جانب رخ انور فرما کر رب تعالیٰ سے دعا گو ہوئے: اللّٰہ اکبر اور لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریك لہ فرمایا اور خوب روشنی پھیل جانے تک اسی جگہ پر جلوہ فگن رہے۔ اور وہاں سے سورج کے طلوع ہونے سے قبل واپس ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے بٹھایا۔ حضرت فضل رضی اللہ عنہ کے بال انتہائی حسین و جمیل تھے۔ گورا گورا رنگ تھا حسین و جمیل نوجوان تھے۔ جس وقت آپ چل پڑے تو عورتوں کی جماعت چلتی ہوئی اس وقت جا رہی تھی ایک ایک عورت ایک ایک اونٹ کے اوپر سوار تھی۔ حضرت فضل رضی اللہ عنہ ان کی طرف دیکھنے لگ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فضل رضی اللہ عنہ کے منہ کے اوپر

دست اقدس کو رکھا تو حضرت فضل رضی اللہ عنہ اپنے چہرہ کو دوسری جانب کر کے دیکھنے لگ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ ان کے منہ پر دست اقدس رکھ دیا۔ اوران کے منہ کو دوسری جانب پھیر دیا حتیٰ کہ بطن محسر میں پہنچ چکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی کو تیز دوڑایا اور جمرہ کبریٰ جانے والی درمیانی راہ اختیار فرمائی اور درخت کے پاس ہونے والے جمرہ کے پاس پہنچے اور سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری پر اللہ اکبر کہا کرتے تھے یہ وہ کنکریاں تھیں جنہیں چٹکی کے ذریعے پھینک دیا جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وادی کے درمیان سے کنکر مارے اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ کو تشریف لے گئے وہاں پر جا کر تریسٹھ اونٹ اپنے دست اقدس سے نحر فرمائے باقی ماندہ اونٹ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نحر کرنے کے واسطے دے دیئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی ہدیٰ میں شامل فرمالیا تھا۔ اس کے بعد حکم ارشاد فرمایا کہ ہر قربانی والے ہدیٰ سے گوشت کے ایک ٹکڑے کو لے کر ہانڈی میں ڈالتے ہوئے پکا لیا جائے اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے تناول فرمایا اور اس کے شوربہ کو نوش فرمایا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو گئے۔ اور افاضہ والا طواف فرمایا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر مکہ مکرمہ میں ادا فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنوعبدالمطلب کے پاس تشریف لے گئے وہ زمزم کے اوپر پانی پلائی جارہے تھے ارشاد فرمایا: اے بنوعبدالمطلب! پانی بھرتے رہو مجھے اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ لوگ تمہارے پانی بھر بھر کر پلانے کی خدمت پر غلبہ پالیں گے تو میں بھی تمہاری میت پانی بھرتا رہتا۔ چنانچہ انہوں نے ایک ڈول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دیا اور اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمزم نوش فرمایا۔ (سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1628، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 3065، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8609، سنن دارمی: رقم الحدیث: 1903)

603- وَحَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ أَتَيْتُ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ حَجَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ حَاتِمِ بْنِ إِسْمَعِيلَ وَزَادَ فِي الْحَدِيثِ وَكَانَتِ الْعَرَبُ يَدْفَعُ بِهِمْ أَبُو سَيَّارَةَ عَلَى حِمَارٍ عُرْيٍ فَلَمَّا أَجَازَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ بِالْمَشْعَرِ الْحَرَامِ لَمْ تَشُكَّ قُرَيْشٌ أَنَّهُ سَيَقْتَصِرُ عَلَيْهِ وَيَكُونُ مَنْزِلُهُ ثَمَّ فَأَجَازَ وَلَمْ يَعْرِضْ لَهُ حَتَّى أَتَى عَرَفَاتٍ فَنَزَلَ

جعفر بن محمد اپنے والد محترم سے راوی ہیں کہ میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کے متعلق ان سے پوچھا تو انہوں نے حاتم بن اسماعیل کی مثل پچھلی حدیث کی مانند بیان کیا۔ اس میں اضافہ یہ ہے کہ عرب والوں کا طریقہ تھا کہ ابوسیارہ نام کا ایک آدمی گدھے کی برہنہ پیٹھ پر سوار ہو کر ان کو مزدلفہ سے واپس لایا کرتا تھا۔ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشعر حرام کی جانب مزدلفہ سے آگے بڑھ گئے تو قریش کو یقین ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مشعر حرام میں ٹھہریں گے اور اسی جگہ پر ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ فگن ہوں گے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بھی آگے سبقت فرما گئے اور اس مقام کی کچھ بھی توجہ نہ فرمائی۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات کے میدان میں پہنچ کر نزول فرمایا۔ (مرجع السابق)

604- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ جَعْفَرٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَابِرٍ فِي حَدِيثِهِ ذَلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحَرْتُ هَاهُنَا وَمِنًى كُلُّهَا مَنْحَرٌ فَانْحَرُوا فِي رِحَالِكُمْ وَوَقَفْتُ

Marfat.com

هَاهُنَا وَعَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ وَوَقَفْتُ هَاهُنَا وَجَمْعٌ كُلُّهَا مَوْقِفٌ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے اس مقام پر نحر کیا ہے اور منیٰ تمام نحر کا مقام ہے۔ جس جگہ نزول کرو وہیں پر ہی نحر کردو۔ میں نے اس جگہ ٹھہراؤ کیا ہے اور تمام عرفات ٹھہرنے کا مقام ہے اور مشعر حرام اور مزدلفہ سارا ٹھہرنے کی جگہیں ہیں (اور میں نے خود بھی اسی جگہ ٹھہراؤ کیا) (مرجع السابق)

605- وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ أَتَى الْحَجَرَ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ مَشَى عَلَى يَمِينِهِ فَرَمَلَ ثَلَاثًا وَمَشَى أَرْبَعًا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ جلوہ افروز ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کا بوسہ لیا اس کے بعد سیدھی طرف گئے اور تین طوافوں میں رمل فرمایا اور چار کے اندر درمیانی چال چلتے ہوئے طواف فرمایا۔

(سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3955، معجم الاوسط: رقم الحدیث: 1661، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 2942، سنن البیہقی الکبریٰ: ج: 5، ص: 82)

606- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ قُرَيْشٌ وَمَنْ دَانَ دِينَهَا يَقِفُونَ بِالْمُزْدَلِفَةِ وَكَانُوا يُسَمَّوْنَ الْحُمْسَ وَكَانَ سَائِرُ الْعَرَبِ يَقِفُونَ بِعَرَفَةَ فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ أَمَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ نَبِيَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَأْتِيَ عَرَفَاتٍ فَيَقِفَ بِهَا ثُمَّ يُفِيضَ مِنْهَا فَذٰلِكَ قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ (ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش اور ان سے موافقت رکھنے والے مزدلفہ کے مقام پر ٹھہرا کرتے تھے اور اپنے آپ کو حمس کہا کرتے تھے اور دیگر عرب والے عرفہ کے مقام پر ٹھہراؤ کرتے تھے اور جس وقت دین اسلام آ پہنچا تو اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رب تعالیٰ نے حکم ارشاد فرمایا کہ عرفات میں تشریف لا کر وقوف فرمائیں اور اسی جگہ سے ہی واپس ہو جائیں۔ رب تعالیٰ کے فرمان مقدس: "ثم افیضوا من حیث افاض الناس" سے یہی مراد ہے کہ جس مقام سے دیگر لوگ پلٹ آتے ہیں آپ بھی اسی جگہ سے پلٹ آئیے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج: 4، ص: 56، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1631، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9233، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 810)

607- وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَتِ الْعَرَبُ تَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرَاةً إِلَّا الْحُمْسَ وَالْحُمْسُ قُرَيْشٌ وَمَا وَلَدَتْ كَانُوا يَطُوفُونَ عُرَاةً إِلَّا أَنْ تُعْطِيَهُمُ الْحُمْسُ ثِيَابًا فَيُعْطِي الرِّجَالُ الرِّجَالَ وَالنِّسَاءُ النِّسَاءَ وَكَانَتِ الْحُمْسُ لَا يَخْرُجُونَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ وَكَانَ النَّاسُ كُلُّهُمْ يَبْلُغُونَ عَرَفَاتٍ قَالَ هِشَامٌ فَحَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ الْحُمْسُ هُمُ الَّذِينَ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيهِمْ (ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ) قَالَتْ كَانَ النَّاسُ يُفِيضُونَ مِنْ عَرَفَاتٍ وَكَانَ الْحُمْسُ يُفِيضُونَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ يَقُولُونَ لَا نُفِيضُ إِلَّا مِنَ الْحَرَمِ فَلَمَّا

Marfat.com

نَزَلَتْ (اَفِیْضُوْا مِنْ حَیْثُ اَفَاضَ النَّاسُ) رَجَعُوْا اِلٰی عَرَفَاتٍ

ہشام اپنے والد محترم سے راوی ہیں کہ حمس کے سوا دیگر اہل عرب خانہ کعبہ کا ننگے ہو کر طواف کیا کرتے تھے حمس قریش اور ان کی ذریت کو کہا جاتا ہے۔ قریش جنہیں کپڑا دیا کرتے تھے ان کے علاوہ دیگر سارے لوگ ننگے ہو کر طواف کیا کرتے تھے۔ مرد مردوں کو لباس بانٹتے تھے اور عورتیں عورتوں کو لباس بانٹا کرتی تھیں۔ اور حمس مقام مزدلفہ سے سبقت نہ کرتے تھے اور دیگر مقام عرفات میں وقوف کیا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حمس وہی لوگ ہیں جن کے متعلق رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: "ثم افیضوا من حیث افاض الناس" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حمس مقام مزدلفہ سے لوٹا کرتے تھے اور دیگر اہل عرب مقام عرفات سے لوٹا کرتے تھے۔ حمس کہا کرتے تھے کہ ہم حرم کے علاوہ دوسرے مقام سے نہیں واپس ہوا کرتے۔ اس پر اس آیت کریمہ کا نزول ہوا: افیضوا من حیث افاض الناس۔ (مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 1219)

608- وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ جَمِیْعًا عَنِ ابْنِ عُیَیْنَةَ قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ یُحَدِّثُ عَنْ اَبِیْهِ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ اَضْلَلْتُ بَعِیْرًا لِیْ فَذَهَبْتُ اَطْلُبُهٗ یَوْمَ عَرَفَةَ فَرَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاقِفًا مَعَ النَّاسِ بِعَرَفَةَ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ اِنَّ هٰذَا لَمِنَ الْحُمْسِ فَمَا شَاْنُهٗ هَاهُنَا وَكَانَتْ قُرَیْشٌ تُعَدُّ مِنَ الْحُمْسِ

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرا اونٹ گم گیا تو میں عرفہ والے روز اس کو ڈھونڈنے کے لئے نکل کھڑا ہوا میں کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی معیت عرفات کے میدان میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ میں کہنے لگا: اللہ تعالیٰ کی قسم! یہ حمس ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ آج یہ اس جگہ تک پہنچ چکے ہیں قریش کا شمار حمس میں ہوتا تھا۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 4009، مستدرک: رقم الحدیث: 1773، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 1556، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9235)

تشریح:

احادیث مذکورہ بالا میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حج شریف کا بیان ہوا ہے اور اس میں بتایا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیسے ادا فرمایا۔ مزید برآں اس میں مختلف امور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بیان کیے گئے ہیں، ہم ہر ایک پر گفتگو کریں گے، ان شاء اللہ۔

ہم سب سے پہلے حدیث نمبر 602 کی اجمالی شرح پیش کر رہے ہیں، جس کو مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ الرحمٰن نے بیان کیا ہے، اور بعد ازاں مذکورہ باب کی تفصیلی شرح پیش کریں گے، انشاء اللہ۔ چنانچہ مراۃ المناجیح میں بھی مذکورہ بالا حدیث یعنی 602 کچھ الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ بیان کی گئی ہے، اور مفتی صاحب نے اس کی بہت ہی اچھی شرح فرمائی ہے، ہم متن و شرح دونوں ذکر کیے دیتے ہیں:

"روایت ہے حضرت جابر ابن عبداللہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نو برس مدینہ پاک میں مقیم رہے کہ حج نہ کیا ا۔ پھر دسویں سال لوگوں میں حج کا اعلان کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج کو تشریف لے جانے والے ہیں چنانچہ بہت ہی لوگ مدینہ پاک میں آگئے ۲۔ ہم آپ کے ہمراہ نکلے ۳۔ حتی کہ جب ذوالحلیفہ میں پہنچے تو حضرت اسماء بنت عمیس کے ہاں محمد ابن ابوبکر صدیق پیدا ہوئے ۴۔ ان بی بی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ اب میں کیا کروں ۵۔ فرمایا نہالو اور کوئی کپڑا باندھ لو اور احرام باندھ لو ۶۔ پھر رسول

صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں نماز ادا کی پھر قصواء اونٹنی پر سوار ہوئے ۷ حتی کہ جب اونٹنی آپ کو لے کر میدان میں سیدھی کھڑی ہوئی تو حضور نے کلمہ توحید بلند آواز سے پکارا ۸ حاضر ہوں الٰہی میں حاضر ہوں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں ۹ بے شک تعریف نعمت ملک تیرے ہیں تیرا کوئی شریک نہیں۔ حضرت جابر کہتے ہیں کہ ہم صرف حج ہی کی نیت سے تھے عمرہ کو جانتے بھی نہ تھے ۱۰ حتی کہ ہم جب کعبہ شریف میں حضور انور کے ساتھ پہنچے ۱۱ تو حضور نے رکن کو بوسہ دیا پھر سات پھیرے طواف کیا جس میں تین چکروں میں رمل فرمایا اور چار میں معمولی چال چلے ۱۲ پھر مقام ابراہیم پر تشریف لائے تو یہ آیت تلاوت کی کہ مقام ابراہیم کو جائے نماز بناؤ پھر دو رکعتیں اس طرح پڑھیں کہ مقام کو اپنے اور بیت اللہ کے درمیان کر لیا ۱۳ ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے ان دونوں رکعتوں میں قل ھو اللہ احد اور قل یا ایہا الکافرون پڑھیں ۱۴ پھر رکن اسود کی طرف لوٹے اسے چوما پھر دروازے سے صفا پہاڑ کی طرف تشریف لے گئے جب صفا سے قریب ہوئے تو یہ آیت تلاوت کی کہ صفا و مروہ اللہ کی دینی نشانیوں میں سے ہیں ہم اس سے ابتداء کریں گے جس سے رب نے ابتداء کی چنانچہ آپ نے صفا سے سعی شروع کی ۱۵ اس پر چڑھے حتی کہ کعبہ معظمہ کو دیکھ لیا تو کعبہ کو منہ کیا اللہ کی توحید و تکبیر بیان کی ۱۶ اور فرمایا اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اسی کا ملک ہے اسی کی تعریف ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے ۱۷ اللہ اکیلے کے سوا کوئی معبود نہیں جس نے اپنا وعدہ پورا کر دیا اپنے بندے کی مدد کی اس اکیلے نے احزاب کو بھگایا ۱۸ پھر ان ذکروں کے درمیان دعا مانگی ۱۹ تین بار یہ فرمایا ۲۰ پھر اترے پھر مروہ کی طرف چلے حتی کہ بطن وادی میں آپ کے قدم شریف برابر سیدھے ہو گئے ۲۱ پھر دوڑے حتی کہ جب آپ کے قدم چڑھنے لگے تو معمولی چال چلے ۲۲ حتی کہ مروہ پہنچے پھر مروہ پر وہ ہی کیا جیسا صفا پر کیا تھا ۲۳ حتی کہ جب مروہ پر آخری چکر ہوا تو آپ نے آواز دی حالانکہ آپ مروہ پر تھے اور لوگ آپ سے نیچے تو فرمایا اگر ہم اس کام کا پہلے سے خیال کرتے جس کا بعد میں خیال آیا تو ہم ہدی نہ لاتے اور اسے عمرہ قرار دیتے ۲۴ لہٰذا تم میں سے جس کے ساتھ ہدی نہ ہو وہ احرام کھول دے اور اسے عمرہ بنا لے ۲۵ تب حضرت سراقہ ابن مالک بن جعشم کھڑے ہو کر بولے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ حکم ہمارے اس ہی سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے ۲۶ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل فرمائیں اور دوبارہ فرمایا کہ عمرہ حج میں داخل ہو گیا یہ حکم ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہے ۲۷ جناب علی یمن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہدی کے اونٹ لے کر آئے ۲۸ تو ان سے حضور نے پوچھا کہ جب تم نے حج کی نیت کی تو کیا کہا تھا؟ عرض کیا میں نے کہا تھا الٰہی میں اس کا احرام باندھتا ہوں جس کا احرام تیرے رسول نے باندھا ۲۹ فرمایا میرے ساتھ تو ہدی ہے، لہٰذا تم حلال نہ ہونا ۳۰ راوی فرماتے ہیں کہ مجموعہ ان ہدیوں کا جو جناب علی یمن سے لائے اور جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لائے کل سو تھا ۳۱ فرماتے ہیں پھر تمام لوگ حلال ہو گئے اور بال کٹوا لیے ۳۲ سوائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ان حضرات کے جن کے ساتھ ہدی جانور تھا ۳۳ پھر جب آٹھویں بقر عید ہوئی تو لوگوں نے منیٰ کا رخ کیا تب حج کا احرام باندھا ۳۴ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے تو منیٰ میں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر پڑھی ۳۵ پھر تھوڑا ٹھہرے حتی کہ سورج نکل آئے اور حضور نے حکم دیا تھا تو نمرہ میں حضور کے لیے اونی خیمہ لگا دیا گیا تھا ۳۶ چنانچہ رسول اللہ چلتے رہے قریش کو اس میں شک و تردد ہی نہ تھا کہ آپ مشعر حرام کے پاس قیام کریں گے ٹھہر جائیں گے ۳۷ جیسے اسلام سے پہلے قریش کرتے تھے ۳۸ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے آگے بڑھ گئے حتی کہ عرفہ پہنچ گئے تو آپ نے مقام نمرہ میں خیمہ لگا ہوا پایا وہاں

Marfat.com

ہی اتر پڑے ۳۹؎ حتی کہ سورج ڈھل گیا تو اونٹنی قصواء کا حکم دیا اسے کجاوا کس دیا گیا آپ بطن وادی میں تشریف لائے ۴۰؎ لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا کہ تمہارے خون تمہارے آپس کے مال تم پر یوں ہی حرام ہیں جیسے تمہارے اس دن کی اس مہینہ اور اس شہر میں حرمت ۴۱؎ خبردار رہو زمانہ جاہلیت کی تمام رسمیں میرے قدم کے نیچے روند دی گئیں ۴۲؎ اور جاہلیت کے زمانہ کے خون ختم کردیئے گئے ۴۳؎ میں اپنے خونوں میں سے پہلا خون ختم کرتا ہوں وہ ابن ربیعہ ابن حارثہ کا خون ہے ۴۴؎ یہ بنی سعد میں شیر خوار تھے تو انہیں قوم ہذیل نے قتل کردیا تھا ۴۵؎ اور جاہلیت کے زمانہ کے سود ختم ہیں میں اپنے سودوں میں سے پہلا سود ختم کرتا ہوں وہ عباس ابن عبدالمطلب کا سود ہے وہ سارا ہی ختم ۴۶؎ عورتوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو کہ تم نے انہیں اللہ تعالیٰ کی امان میں لے لیا ہے اور کلمہ الہیہ سے ان کی شرمگاہوں کو حلال کیا ہے ۴۷؎ تمہارے ان پر یہ حقوق ہیں کہ وہ تمہارے بستروں کو ان سے پامال نہ کرائیں جنہیں تم ناپسند کرتے ہو ۴۸؎ پھر اگر وہ عورتیں ایسا کریں تو تم انہیں غیر مہلک مار مارو ۴۹؎ اور عورتوں کی تم پر بھلائی سے ان کی روزی اور بھلائی سے ان کا کپڑا ہے ۵۰؎ میں تم میں وہ چیز چھوڑتا ہوں کہ اس کے ہوتے تم کبھی گمراہ نہ ہوگے جب تک تم اسے تھامے رہے یعنی قرآن کریم ۵۱؎ اور تم سے میرے متعلق پوچھا جائے گا تو تم کیا کہو گے، سب بولے ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے تبلیغ فرمادی اور امانت ادا کردی اور خیر خواہی فرمائی ۵۲؎ تو آپ نے اپنے کلمہ کی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی اور لوگوں کی طرف جھکائی، فرمایا خدایا! گواہ ہوجاؤ خدایا گواہ ہوجاؤ (تین بار) ۵۳؎ پھر حضرت بلال نے اذان دی پھر تکبیر کہی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر پڑھی پھر تکبیر کہی تو عصر پڑھ لی ان دو نمازوں کے درمیان کچھ نہ پڑھا ۵۴؎ پھر سوار ہوئے حتی کہ عرفات کے جائے قیام پر تشریف لائے تو اپنی قصواء کا پیٹ بڑے پتھروں کی طرف کردیا اور جبل مشاۃ کو اپنے سامنے لیا اور قبلہ کو منہ کیا ۵۵؎ پھر وہاں اتنا ٹھہرے رہے کہ سورج ڈوب گیا اور کچھ زردی غائب ہوگئی تا آنکہ سورج کی ٹکیہ پوری چھپ گئی ۵۶؎ اور حضرت اسامہ کو ردیف بنایا اور روانہ ہوگئے حتی کہ مزدلفہ پہنچ گئے ۵۷؎ پھر وہاں ایک اذان اور دو تکبیروں سے نماز مغرب وعشاء پڑھی درمیان میں نوافل کچھ نہ پڑھے ۵۸؎ پھر کچھ لیٹ گئے ۵۹؎ حتی کہ فجر طلوع ہوگئی تو سویرا چمکتے ہی اذان وتکبیر کے ساتھ فجر پڑھی ۶۰؎ پھر قصواء پر سوار ہولیے حتی کہ مشعر پہاڑ کے پاس تشریف لائے پھر قبلہ کو منہ کیا اور رب سے دعا مانگی تکبیر وتہلیل وتوحید کہتے رہے وہاں ٹھہرے رہے حتی کہ خوب اجالا ہوگیا ۶۱؎ تو سورج نکلنے سے پہلے روانہ ہوگئے اور حضرت فضل ابن عباس کو اپنے پیچھے سوار کرلیا ۶۲؎ حتی کہ بطن وادی میں آئے تو اپنی اونٹنی کو کچھ حرکت دی ۶۳؎ پھر درمیانی راستے پر پڑ گئے جو بڑے جمرے پر نکلتا ہے ۶۴؎ حتی کہ اس جمرہ پر پہنچے جو درخت کے پاس ہے ۶۵؎ تو اسے سات کنکر مارے جن میں سے ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہتے تھے جو کنکر ٹھیکری جیسے تھے ۶۶؎ بطن وادی سے رمی کی ۶۷؎ پھر قربانی گاہ کی طرف لوٹے تو تریسٹھ اونٹ اپنے ہاتھ سے قربانی کیے پھر حضرت علی کو مرحمت فرمائے تو بقیہ انہوں نے قربانی کیے ۶۸؎ اور حضور نے انہیں اپنی ہدی میں شریک کرلیا ۶۹؎ پھر حکم دیا تو ہر اونٹ کی ایک بوٹی لے کر ہانڈی میں ڈالی اور پکائی گئی تو ان دونوں صاحبوں نے وہ گوشت کھایا اس کا شوربا پیا ۷۰؎ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے اور بیت اللہ شریف چلے تو نماز ظہر مکہ میں پڑھی ۷۱؎ پھر بنی عبدالمطلب کے پاس تشریف لائے جو زمزم پر پانی کھینچ رہے تھے فرمایا: اے بنی عبدالمطلب کھینچے جاؤ ۷۲؎ اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ سب لوگ تمہارے پاس کھینچنے میں تم پر غلبہ کرلیں گے تو میں تمہارے ساتھ پانی کھینچتا ۷۳؎ لوگوں نے حضور کو ڈول پیش کیا آپ نے اس سے پیا ۷۴؎ (مسلم) ۷۵؎



شرح:

۱۔ حج ۶ ھ یا ۹ ھ میں فرض ہوا مگر حضور ﷺ نے فرض ہوتے ہی نہ کیا کہ آپ کو اپنی زندگی شریف کی خبر تھی کہ ابھی وفات نہیں ہے، ہم پر فوراً اس لیے فرض ہوتا ہے کہ ہمیں زندگی کی خبر نہیں ۱۰ ھ میں حج کیا، اسی کا نام حجۃ الوداع ہے لہٰذا حضور انور نے بعد فرضیت حج صرف ایک حج کیا، حضور نے عمرے کل چار کیے ہیں۔

۲۔ مرقات نے فرمایا کہ کل ایک لاکھ تیس ہزار حجاج جمع ہو گئے۔ اشعہ میں ہے کہ وہ حضرات ایک لاکھ تھے یا ایک لاکھ چودہ ہزار یا ایک لاکھ چوبیس ہزار، ہوسکتا ہے کہ اولاً تھوڑے ہوں، آگے جاتے ہوئے ملتے ہوں گے۔ خیال رہے کہ کل صحابہ ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں جن میں سے اصحاب بدر تین سو تیرہ، پھر ان میں خلفائے راشدین چار، ان میں سے حضرت ابوبکر صدیق افضل الخلق بعد الانبیاء ہیں جیسے نبی ایک لاکھ چوبیس ہزار (کم وبیش) ہیں، رسول تین سو تیرہ، مرسلین چار، ان میں سے ہمارے حضور ﷺ افضل الخلق ہیں۔ دیکھو ہماری کتاب "امیر معاویہ"۔ یہ حضرات اپنے گھر سے سیدھے مکہ معظمہ نہ پہنچ گئے بلکہ پہلے مدینہ منورہ حاضر ہوئے تاکہ کعبہ ایمان کے ساتھ کعبہ اجسام کی طرف سفر کریں، اب بعض عشاق پہلے مدینہ منورہ حاضر ہوتے ہیں، پھر مکہ معظمہ اسی سنت پر عمل کرنے کے لیے، بعض اس کے برعکس کرتے ہیں وللناس فیما یعشقون مذاھب۔

۳۔ یہ روانگی ۲۵ ذیقعدہ ۱۰ ھ بعد ظہر ہوئی جیسا کہ ترمذی، ابن ماجہ نے حضرت انس سے اور طبرانی نے حضرت ابن عباس سے روایت کی جس کجاوے پر حضور انور سوار تھے اس کی قیمت چار درہم یعنی ایک روپیہ دو آنے تھی۔ (مرقات)

۴۔ اسماء بنت عمیس پہلے حضرت جعفر بن ابی طالب کی زوجہ تھیں، ان کی شہادت کے بعد حضرت ابوبکر صدیق کے نکاح میں آئیں، آپ کے بعد حضرت علی مرتضٰی نے نکاح کیا، محمد ابن ابی بکر ان سے پیدا ہوئے، پھر حضرت علی سے یحییٰ ابن علی انہیں کے بطن سے پیدا ہوئے۔ (مرقات) محمد ابن ابوبکر صدیق صغر سن صحابی ہیں، ۳۸ ھ میں اصحاب امیر معاویہ کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ (مرقات)

۵۔ یعنی میں اس حالت میں احرام یا حج کیسے ادا کروں۔ خیال رہے کہ حضور ﷺ نے ذوالحلیفہ میں عصر، مغرب، عشاء اور اگلی فجر وظہر پڑھیں۔ حضور ﷺ کی تمام ازواج پاک آپ کے ساتھ تھیں۔ (مرقات) حضرت اسماء کا جوش ایمانی اور شوق حج قابل داد ہے کہ اس حالت میں بھی حضور ﷺ کے ساتھ روانہ ہو گئیں۔

۶۔ یعنی نفاس نہ تو احرام سے مانع ہے نہ ادائے حج وعمرہ سے صرف طواف ممنوع ہے کہ وہ مسجد میں ہوتا ہے اور نفساء کو مسجد میں آنے کی اجازت نہیں اور احرام کے وقت یہ عورت نفل نہ پڑھے کہ نفاس میں نماز پڑھنا حرام ہے۔

۷۔ ظاہر یہ ہے کہ حضور انور نے احرام کے نفل علاوہ فرض ظہر کے ادا کیے، پھر قصواء پر سوار ہوئے۔ قصواء قصی بمعنی دوری سے بنا، یا قصو بمعنی کان کٹنے سے بنا، چونکہ یہ اونٹنی بہت تیز رفتار اور دور تک جانے والی تھی یا چونکہ اس کے ایک کان کا کچھ حصہ کٹا ہوا تھا اس لیے اسے قصواء کہتے تھے، یہ حضور انور ﷺ کی سواری کی خاص اونٹنی تھی۔

۸۔ یہاں اھل کے معنی ہیں بلند آواز سے پکارا، توحید سے مراد ہے رب تعالیٰ کی وحدانیت یعنی رب کی توحید پکاری، چونکہ تلبیہ میں لاشریک لک بھی ہوتا ہے اس لیے بالتوحید فرمایا۔ بعض شوافع نے توحید کے معنی افراد حج کیے یعنی صرف حج کا تلبیہ فرمایا اور اس سے ثابت

کیا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے افراد کیا مگر یہ معنی بہت ہی بعید ہیں، قوی وہ ہی ہے جو عرض کیا گیا لہٰذا یہ جملہ شوافع کی تائید نہیں اور احناف کے خلاف نہیں۔

۹۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ حاجی کا لبیک کہنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پکار اور بلاوے کا جواب ہے۔ چنانچہ حاکم نے حضرت ابن عباس سے روایت فرمایا کہ جب جناب خلیل بناء کعبہ سے فارغ ہوئے تو رب نے فرمایا لوگوں کو حج کے لیے بلاؤ، عرض کیا مولیٰ میری آواز سب تک کیسے پہنچے گی فرمایا پکارنا بلانا تمہارا کام ہے تمہاری آواز سب تک پہنچانا ہمارا کام۔ چنانچہ آپ نے پکارا زمین و آسمان میں آپ کی آواز پہنچی اور یہ لبّیک اسی پکار کا جواب ہے۔ (مرقات) معلوم ہوا کہ بحکم پروردگار نبی کی آواز زمین و آسمان میں پہنچ سکتی ہے، آج بذریعہ ریڈیو (Radio) تار (Telegraph) کی طاقت سے لاکھوں میل دور آواز پہنچادی جاتی ہے تو نور کی طاقت تار سے کہیں زیادہ ہے۔

۱۰۔ کفار عرب اسلام سے پہلے حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا سخت گناہ اور بدترین جرم سمجھتے تھے ماہ صفر سے عمرہ جائز مانتے تھے۔ چنانچہ حضرات صحابہ کا اس موقعہ پر عمرہ کی طرف دھیان بھی نہ گیا۔ بخاری نے حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کی کہ حضور انور نے احرام کے وقت ہی لوگوں کو احرام کے اقسام بتا کر فرمادیا تھا کہ جو حج کا احرام باندھنا چاہے وہ یہ احرام باندھے، جو عمرہ کرنا چاہے وہ عمرہ کا احرام باندھے۔ (مرقات)

۱۱۔ اس طرح کہ تین ذی الحجہ ہفتہ کے دن ذی طوی پہنچ گئے وہاں رات گزاری اور ۴ ذی الحجہ اتوار کے دن صبح کے وقت باب السلام کی طرف سے مسجد حرام میں داخل ہوئے اور سب سے پہلے طواف قدوم کیا، بیت اللہ شریف کی تحیۃ طواف ہے دوسری مسجدوں کی تحیۃ دو رکعت نفل۔

۱۲۔ یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم دروازہ سلام سے سیدھے رکن اسود پر پہنچے اس کو بوسہ دے کر طواف قدوم کیا، طواف میں اکڑ کر چلنے کو رمل کہتے ہیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چکروں میں رمل کیا یعنی پہلوان کی طرح اظہار قوت دکھاتے چلے، رمل کی وجہ اور جگہ بیان ہوگی۔ ان شاء اللہ اور چار چکر آہستہ معمولی رفتار پر۔

۱۳۔ مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر جناب خلیل اللہ نے کعبہ کی دیواریں اونچی فرمائیں ہر۔ طواف کے بعد دو نفل پڑھے جاتے ہیں، یہ نفل اسی جگہ پڑھنا سنت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس پتھر پر نبی کے قدم پڑ جائیں وہ پتھر بھی قابل احترام ہو جاتا ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ عین نماز میں بزرگوں کے تبرکات کی تعظیم کرنا ثواب ہے شرک نہیں تو جو کہے نماز میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال کرنا شرک ہے وہ دراصل حضور کی اہانت کرتا ہے، جب جناب خلیل اللہ کے نشانِ قدم والے پتھر کو آگے رکھ کر نماز پڑھنا درست ہوا تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ تو بہت اعلیٰ ہے۔

۱۴۔ واؤ ترتیب کے لیے نہیں صرف جمع کے لیے ہے یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان نفل طواف کی پہلی رکعت میں قل یا ایہا الکفرون اور دوسری رکعت میں قل ھو اللہ احد پڑھی کہ یہ جگہ پہلے بت خانہ بنی ہوئی تھی۔ اب رب تعالیٰ کے کرم سے پاک و صاف ہوئی تو پہلی رکعت میں شرک سے بیزاری کا اظہار اور دوسری رکعت میں توحید الٰہی کا اعلان فرمایا، چونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم آہستہ

Marfat.com

قرأت میں بھی بعض لفظ اونچی آواز سے پڑھ دیتے تھے۔اس لیے لوگوں کو پتہ چل جاتا تھا کہ فلاں رکعت میں فلاں سورت پڑھی۔

۱۵؎ باب الصفا سے صفا پہاڑ کی طرف گئے اور یہ آیت پڑھ کر صفا پر کچھ چڑھے وہاں دعائیں مانگیں۔خیال رہے کہ صفا مروہ وہ پہاڑ ہیں جن پر بی بی ھاجرہ رضی اللہ عنہا تلاش پانی میں سات بار چڑھیں،چونکہ ان پہاڑوں کو اس بی بی پاک کی قدم بوسی میسر ہوئی اس لیے انہیں رب تعالٰی نے شعائر اللہ یعنی اللہ کے دین کی نشانیاں قرار دیا۔معلوم ہوا کہ بزرگوں کے مزارات ان کے تبرکات شعائر اللہ بن جاتے ہیں،ان کی تعظیم ثواب ہے شرک نہیں۔سعی میں صفا سے شروع کرنا سنت ہے اور حج میں صفا مروہ کے درمیان سعی واجب ہے رکن نہیں،یہ ہی مذہب احناف ہے۔

۱۶؎ اس زمانہ میں صفا اور کعبہ معظمہ کے درمیان کوئی آڑ نہ تھی اس لیے صفا پر کچھ چڑھنے میں کعبہ معظمہ نظر آتا تھا،اب آڑ واقع ہوچکی ہے اب کعبہ معظمہ نظر نہیں آتا لیکن نظر آنا ضروری نہیں صرف کعبہ کو منہ کرنا ضروری ہے۔اب تو صفا پہاڑ پر حرم مسجد وسیع کردی گئی ہے کہ سعی مسجد ہی میں ہوتی ہے۔

۱۷؎ اب بھی سنت یہ ہے کہ صفا شریف پر یہ ہی دعا پڑھی جائے۔

۱۸؎ اس کلمہ میں غزوہ خندق کی طرف اشارہ ہے جب کہ ہر قسم کے کفار نے متفقہ طور پر مدینہ طیبہ پر یلغار کی تھی،رب تعالٰی نے تیز سرد ہوا کے ذریعہ انہیں بھگادیا۔اس سے معلوم ہوا کہ سخت مصیبت کا وقت یاد رکھنا اور اس کے دفعیہ پر رب تعالٰی کا شکر کرتے رہنا سنت ہے،یہ واقعہ بہت پہلے ہوچکا تھا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخر دم تک وقتًا فوقتًا اس کا ذکر فرماتے رہے رب تعالٰی کی حمد و شکر کے لیے۔

۱۹؎ اس طرح کہ پہلے بھی اللہ کا ذکر کیا بعد میں بھی اور درمیان میں دعائیں مانگیں،سنت یہ ہی ہے کہ دعا اللہ کے ذکر سے گھری ہو کہ ایسی دعا ان شاء اللہ رد نہیں ہوتی۔

۲۰؎ اولاً ذکر الٰہی پھر دعا پھر ذکر الٰہی یہ ایک بار ہو،اس طرح تین دفعہ عمل کیا،حاجی اسی پر عمل کرے۔

۲۱؎ یعنی صفا کی ڈھلائی اور مروہ کی چڑھائی کے درمیان جو ہموار زمین ہے جسے بطن وادی کہتے ہیں وہاں سعی کی۔سعی کے معنی ہیں دوڑ لگانا،چونکہ اسی جگہ حضرت ہاجرہ دوڑی تھیں اس لیے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی جگہ سعی فرمائی،اس مقبول بی بی کی پوری نقل اتارنا سنت ہے،مقبولوں کی نقل بھی اچھی کہ اللہ تعالٰی اصل کے طفیل نقل پر کرم فرمادے،بطن وادی لغۃً پہاڑ یا ٹیلے کے درمیان شگاف کو کہتے ہیں۔

۲۲؎ یعنی جب مروہ شریف کی چڑھائی شروع ہوئی تو پھر معمولی رفتار سے چلنا شروع فرمادیا،دوڑ ختم کردی۔

۲۳؎ یعنی اس قدر چڑھنا کہ کعبہ معظمہ سامنے آجائے،کعبہ معظمہ کو منہ کرنا اللہ کا ذکر و دعائیں کرنا۔غرضکہ جو کچھ صفا پر کیا وہ ہی مروہ پر بھی کیا،وہ ہی دعائیں وذکر جو صفا پر کیا تھا وہ ہی مروہ پر کیا۔اس سے معلوم ہوا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدل سعی فرمائی سواری پر نہ کی،یہ ہی سنت ہے بلا عذر سواری پر سعی کرنا خلاف سنت ہے۔مسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جو روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری پر سعی فرمائی وہ عمرہ قضاء کا واقعہ ہے اور وہ سوار ہونا بھی دشواری و معذوری کی وجہ سے تھا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے کے لیے مکہ والے ہجوم بن کر آئے اور حضور کے پاس سے ہٹتے نہ تھے،پیدل سعی ناممکن ہوگئی تھی لہذا احادیث میں تعارض نہیں۔(مرقات)

۲۴؎ یعنی ہم نے قران کا احرام باندھ لیا اور ہدی ہمارے ساتھ ہے،اب ہم کو عمرہ کرکے احرام کھول دینا جائز نہ رہا۔اور ہم نے تم

Marfat.com

کو حکم دیا کہ عمرہ کر کے احرام کھول دو شاید تم کو احرام کھولنا گراں گزرے کہ تم ہماری سنت پر عمل کرنے کے دلدادہ ہو تم ہمارے سے اعمال کرنا چاہتے ہو اگر ہمیں احرام سے پہلے یہ خیال آجاتا تو ہم ہدی ساتھ نہ لاتے اور نہ قران کا احرام باندھتے اور ہم بھی عمرہ کر کے کھل جاتے تاکہ تم کو عمرہ پر کھل جانا گراں نہ ہوتا۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے قران کیا اور قران ہی افضل ہے۔ دوسروں کو عمرہ کر کے کھل جانے کا حکم ایک مصلحت کی بناء پر دیا جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا کہ زمانہ جاہلیت میں حج کے زمانہ میں عمرہ کرنا اور حج کے قریب تک حلال رہنا سخت گناہ سمجھا جاتا تھا، وہ رسم توڑنا تھی۔ دوسرے یہ کہ صحابہ کرام حضور کی ہر ادا کی نقل کرنا سعادت سمجھتے تھے۔

۲۵۔ یعنی صرف حج یا عمرے کا احرام بندھا ہو اور اس کے ساتھ ہدی ہو تو ہدی کی قربانی کے بعد احرام کھولے دسویں ذی الحجہ کو مگر جس نے حج یا عمرہ کا احرام باندھا ہو اور اس کے ساتھ ہدی نہ ہو تو وہ عمرے کے افعال ادا کر کے احرام کھول دے اس طرح کہ حج کے احرام کو عمرہ بنادے، اسے فسخ حج الی العمرۃ کہتے ہیں۔ یہ فسخ صرف اس سال ہی صحابہ کے لیے جائز ہوا، اب تا قیامت کسی کو جائز نہیں اب حج کا احرام بعد حج ہی کھل سکتا ہے۔ چنانچہ روایات میں ہے کہ بلال ابن حارث نے عرض کیا یا رسول اللہ فسخ ہمارے لیے خاص ہے یا آئندہ بھی ہوگا، فرمایا صرف تمہارے لیے خاص طور پر ہے۔ (مرقات)

۲۶۔ چار وجہ سے یہ حکم حاضرین پر گراں ہوا: ایک تو زمانہ حج میں عمرہ کرنا کیونکہ اسلام سے پہلے زمانہ حج میں عمرہ گناہ کبیرہ سمجھا جاتا تھا۔ دوسرے حج کا احرام عمرہ کر کے کھول دینا اور تیسرے یوم عرفات کے قریب احرام کھولنا۔ چوتھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میسر نہ ہونا کہ حضور تو احرام میں ہیں اور ان حضرات کے احرام کھل گئے، سرکار کا یہ حکم صرف اس لیے تھا کہ لوگ اس زمانہ میں عمرہ کو گناہ نہ سمجھیں۔ حضرت سراقہ ابن مالک نے بھی پہلے مسئلہ کے متعلق سوال کیا کہ یا رسول اللہ زمانہ حج میں عمرہ کا جواز صرف اس سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے ہے، بقیہ تین مسائل کے متعلق نہیں ہے جیسا کہ جواب عالی سے معلوم ہو رہا ہے لہٰذا اب فسخ حج ہرگز جائز نہیں۔

۲۷۔ یعنی عمرہ کا جواز زمانہ حج میں قیامت کے لیے ہے، امام احمد اس کے معنی یہ کرتے ہیں کہ فسخ حج الی العمرۃ تا قیامت رہے گا۔ ان کے ہاں اب حج کا احرام عمرہ کر کے کھول سکتے ہیں مگر امام ابو حنیفہ شافعی، مالک و جمہور علماء رضی اللہ عنہم کے ہاں نہیں کر سکتے، ان کی دلیل مسلم کی یہ حدیث ہے کہ متعہ یعنی فسخ حج صرف صحابہ کے لیے تھا اور نسائی کی وہ روایت ہے کہ یا رسول اللہ فسخ حج صرف ہم لوگوں کے لیے خاص ہے یا تمام مسلمانوں کے لیے فرمایا صرف ہم لوگوں کے لیے۔ (مرقات ولمعات) ہاں یہ جائز ہے کہ عمرہ کا احرام والا جب عمرہ نہ کر سکے کہ تنگ وقت میں مکہ معظمہ پہنچے یا عورت کو حیض آجائے جس سے وہ طواف نہ کر سکے تو اس پر حج کا احرام باندھ لے پہلے حج کرے بعد میں عمرہ جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس موقعہ پر کیا تھا۔

۲۸۔ اس زمانہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ یمن کے قاضی بنا کر بھیجے گئے تھے انہیں وہاں ہی اطلاع دے دی گئی تھی کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم حج کو جا رہے ہیں تم مکہ معظمہ پہنچو اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کچھ ہدی ساتھ لیتے آؤ کچھ اونٹ تو حضور خود لے گئے تھے اور بہت سے اونٹ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جناب علی رضی اللہ عنہ لے کر آئے تھے کل سو اونٹ ہو گئے تھے۔

۲۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ حج میں تعلیقاً نیت کر سکتے ہیں کہ خدایا جو فلاں بزرگ کی نیت وہ میری نیت، نماز میں تعلیق نیت درست

Marfat.com

نہیں جیسا کہ فقہ میں مصرح ہے۔

۳۰۔ یعنی ہماری طرح تمہارا احرام بھی قران کا ہو گیا اور ہمارے ساتھ بھی ہدی ہے تمہارے ساتھ بھی لہٰذا ہماری طرح تم بھی عمرہ کر کے احرام پر قائم رہنا۔ خیال رہے کہ جناب علی اپنے لیے بھی ہدی لائے تھے۔

۳۱۔ یہ نہیں پتہ لگا کہ حضور انور مدینہ منورہ سے اپنے ہمراہ کتنے اونٹ قربانی کے لیے لائے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کتنے لائے، بعض نے فرمایا کہ چالیس اونٹ سرکار لائے تھے اور ساٹھ اونٹ حضرت علی۔ واللہ اعلم!

۳۲۔ اس سے حضرت عائشہ صدیقہ علیحدہ ہیں کہ آپ کے ساتھ ہدی نہ تھی پھر بھی آپ کو حلال ہو جانے کا حکم نہ دیا گیا بلکہ عمرہ کے احرام پر حج کا احرام بندھوا دیا گیا۔ (مرقات) خیال رہے کہ احرام کھولتے وقت سر منڈانا افضل ہے مگر صحابہ نے اس موقع پر بال کٹوائے تھے منڈائے نہیں کیونکہ عنقریب ہی انہیں حج کا احرام باندھ کر کھولنا تھا، اس وقت تک منڈے ہوئے بال بڑھ نہ سکتے تھے، نیز انہوں نے چاہا کہ ہم محلقین رؤسکم و مقصرین دونوں پر عمل کریں، اس وقت بال کٹوا لیے اور حج کا احرام کھولتے وقت منڈوا دیئے۔ (اشعہ)

۳۳۔ کہ وہ حضرات حلال نہ ہوئے مگر وہ تھوڑے تھے، زیادہ تر بغیر ہدی والے تھے۔

۳۴۔ آٹھویں ذی الحجہ کو ترویہ کہتے ہیں بمعنی سیراب کرنا یا بمعنی غور کرنا، چونکہ اہل عرب حج کے لیے آٹھویں ذی الحجہ کو اونٹ کو پانی پلا لیتے تھے یا حضرت خلیل اللہ نے آٹھویں ذی الحجہ کو اپنی خواب کے متعلق غور کیا تھا کہ قربانی کس چیز کی دوں اس لیے اسے ترویہ کہتے ہیں۔ غرضکہ ترویہ یا روئی سے ہے یا رائی سے۔ منٰی کے معنی ہیں بہانا، چونکہ اس میدان میں قربانیوں کا خون بہایا جاتا ہے لہٰذا منے کہا جاتا ہے۔

۳۵۔ یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام صحابہ آٹھویں ذی الحجہ کی نماز فجر پڑھ کر سورج نکلتے مکہ معظمہ سے منٰی روانہ ہو گئے، منٰی کا یہ قیام احناف کے ہاں واجب نہیں سنت ہے۔

۳۶۔ نمرہ عربی میں چیتے کو کہتے ہیں، عرفات کے قریب کنارہ حرم پر ایک پہاڑی کا نام نمرہ ہے جس پر حضرت عمر نے مینار بنایا تھا تا کہ حد حرم کی علامت رہے، چونکہ اس پر سیاہ و سفید پتھر ہیں جو چیتے کے داغ کے مشابہ ہیں اس لیے اسے نمرہ کہتے ہیں۔ (لمعات و اشعہ) اس جگہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قیام کے لیے خیمہ لگا دیا گیا تھا۔ معلوم ہوا کہ عرفات وغیرہ میں پہلے سے اپنے واسطے خیمہ لگا لینا جگہ پر قبضہ کر لینا جائز ہے جیسا کہ عموماً معلم حضرات آج کل کرتے ہیں اس عمل کا ماخذ یہ حدیث ہے۔

۳۷۔ اسلام سے پہلے کفار عرب کا دستور تھا کہ قریش مکہ تو مزدلفہ میں ہی ٹھہر جاتے تھے، عرفات نہ پہنچتے تھے اور عوام حجاج عرفات شریف جاتے تھے، تمام مسلمانوں کو یقین تھا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی مزدلفہ میں ہی قیام کریں گے عرفات تشریف نہ لے جائیں گے کہ آپ تو قریش کے سردار ہیں، قرشی ہی، ہاشمی ہیں، مُطلبی (اپنے دادا عبدالمطلب کی نسبت سے) ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ مرقات نے فرمایا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہور نبوت سے پہلے جو حج کئے ان میں عوام کے ساتھ عرفات شریف میں ہی قیام فرماتے رہے۔

۳۸۔ قریش کہتے تھے کہ ہم حرم شریف کے کبوتر ہیں حرم سے باہر نہ جائیں گے عرفات حرم سے باہر ہے، نیز اس میں اپنا شرف بھی ظاہر کرتے تھے کہ ہم سردار معلوم ہوں۔

Marfat.com

۳۹۔ یعنی اس قبہ میں قیام پذیر ہوئے۔ معلوم ہوا کہ بحالت احرام چھت، چھتری، خیمہ وغیرہ کا سایہ لینا جائز ہے، امام مالک واحمد کے ہاں ممنوع ہے، یہ حدیث ان کے خلاف نہیں۔

۴۰۔ بطن وادی عرفات میں ایک میدان کا نام ہے جسے بطن عرفہ بھی کہتے ہیں، یہ جگہ عرفات میں داخل نہیں ہے، یہاں مسجد ابراہیم ہے۔ صحیح یہ ہے کہ ابراہیم قتیس عباسی کی طرف منسوب ہے، اب بھی نماز ظہر وعصر وہاں ہی ہوتی ہے، اسی میدان میں ہی مسجد شریف واقع ہے جسے مسجد نمرہ کہتے ہیں۔

۴۱۔ یعنی جیسے ماہ ذی الحجہ خصوصاً عرفہ کے دن حرم شریف کی زمین میں گناہ کرنا بدترین جرم ہے کہ اس میں تین جرموں کا مجموعہ ہے: گناہ جرم محترم جگہ کی بے حرمتی جرم، حرمت والی تاریخ ومہینہ کی بے ادبی جرم، ایسے ہی مسلمان کا خون بہانا، مال مارنا کئی جرموں کا مجموعہ ہے کہ یہ ظلم بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا باعث بھی اور میری تکلیف وایذاء کا سبب بھی ہے، بعض نے فرمایا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نفس یعنی خون کی حرمت کو حرم شریف کی حرمت سے تشبیہ دی جو دائمی وباقی ہے اور حرمت مال کو اس زمانہ کی حرمت سے تشبیہ دی جو عارضی ہے مگر پہلی توجیہ قوی ہے اور یہ کلام شریف بہت ہی بلیغ ہے۔

۴۲۔ یعنی ہم نے اسلام سے پہلے والی تمام بری رسمیں مٹادیں، نوحہ، ماتم، بتوں کے نام کے ذبیحہ وغیرہ تمام مٹادیں، اب کوئی وہ رسوم ادا نہ کرے۔

۴۳۔ یعنی اسلام سے پہلے جو ظلماً خون کردیئے گئے تھے اور ان کا قصاص باقی تھا وہ تمام خون معاف کردیئے گئے اب ان میں سے کسی قاتل پر قصاص نہیں، اب نیا راج ہے نیا راجہ، نیا دور ہے نئے دور والا محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۴۴۔ اس بچے کا نام ایاس ابن ربیعہ ابن حارث ابن عبدالمطلب ہے، حارث حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ہیں، ان کے بیٹے ربیعہ صحابی ہیں جنہوں نے خلافت فاروقی میں وفات پائی۔

۴۵۔ اس طرح کہ بنی سعد وہذیل قبیلوں میں جنگ ہوئی تھی۔ ہذیل کا ایک پتھر ایاس کے لگا جس سے وہ وفات پا گئے۔ مشکوٰۃ کے بعض نسخوں میں دم ربیعہ ہے بغیر ابن کے، خون سے مراد ربیعہ کے خون کا مطالبہ ہے جس کے وہ ولی ہیں ورنہ مقتول ایاس ابن ربیعہ ہیں نہ کہ خود ربیعہ۔

۴۶۔ یعنی زمانہ جاہلیت کے تمام غصب کئے ہوئے لوٹے ہوئے اور سودی کاروبار کے مال معاف ہیں جن کے ذمہ کسی کا قرض ہے اور سود بھی چڑھا ہوا ہے ان کے سود معاف، وہ اصل رقم ادا کردے۔ حضرت عباس اسلام سے پہلے سود لیتے تھے، ان لوگوں پر بہت قرض وسود تھے جو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاف فرمادیئے۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں کے جان و مال کے مالک ہیں، دیکھو آپ بذات خود خون بھی معاف فرمارہے ہیں اور مال بھی، ان حق والوں سے معاف نہیں کرایا۔ دوسرے یہ کہ قانون پر پہلے بادشاہ اور اس کے اہل قرابت عمل کریں پھر رعایاء سے عمل کرائیں تب قانون چلتا ہے اگر خود عمل نہ کریں تو رعایا عمل نہ کرے گی جیسے آج دیکھا جارہا ہے کہ قانون فٹ بال (Foot Ball) بن کر رہ گئے ہیں۔ دیکھو سرکار نے یہ دونوں قانون پہلے اپنے اور اپنے اہل قرابت پر جاری فرمائے۔

Marfat.com

۴۷۔ یہ ف عاطفہ ہے یعنی مال وخون کے معاملات میں ظلم نہ کرو، پھر اپنی بیویوں پر بھی زیادتی نہ کرو۔ امان بمعنی امانت وعہد ہے یعنی تم نے انہیں اللہ کی ضمانت پر اپنے نکاح میں لیا ہے۔ کلمۃ اللہ سے مراد اللہ کا حکم ہے کہ فانکحوھن یعنی اللہ تعالیٰ کے فرمان کے ماتحت تمہارے لیے وہ حلال ہوئی ہیں، ہمارے ہاں بوقت نکاح دولہا دلہن کو کلمہ پڑھاتے ہیں، اس کا ماخذ یہ حدیث ہوسکتی ہے تاکہ دونوں کا معاہدہ مضبوط رہے، کلمہ پڑھ کر عہد وپیمان کریں۔

۴۸۔ یعنی تمہارے گھروں میں کسی ایسے کو نہ آنے دیں اور تمہارے بستروں پر کسی ایسے کو نہ بیٹھنے دیں جن کا آنا بیٹھنا تم ناپسند کرتے ہو۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ عورت کے میکے والے حتیٰ کہ اس کے ماں باپ بھی بغیر خاوند کی اجازت اس کے گھر نہ جائیں، اگر خاوند کا آنا اپنے گھر میں ناپسند کرے تو عورت انہیں نہ بلائے بلکہ میکے جا کر ان سے مل آئے اس کا ماخذ یہ حدیث ہے، ہاں مرد عورت کو ماں باپ کے ملنے سے منع نہیں کرسکتا کہ اس میں قطعیت رحم ہے۔

۴۹۔ یعنی انہیں اس قصور پر سزا دے سکتے ہو۔ معلوم ہوا کہ مرد عورت کو سزاءً معمولی طور پر مار سکتا ہے کیونکہ مرد عورت کا حاکم ہے جیسے ماں، باپ، استاد اپنی اولاد شاگرد کو تنبیہاً مار پیٹ سکتے ہیں ایسے ہی خاوند بیوی کو مگر مار معمولی ہو اس لیے غیر مبرّح فرمایا کہ اس مار سے ایذاء مقصود نہیں اصلاح مقصود ہے۔

۵۰۔ بھلائی سے روٹی کپڑے کے معنے یہ ہیں کہ خوشدلی سے دو ان کے خرچ کو بوجھ نہ سمجھو اور جیسا خود کھاؤ پہنو ویسا ہی انہیں کھلاؤ پہناؤ۔

۵۱۔ یعنی میں جا رہا ہوں اور قرآن کریم تم میں چھوڑے جاتا ہوں، اگر تم نے اپنے عقائد واعمال اس کے مطابق رکھے تو گمراہ نہ ہوگے۔ خیال رہے کہ پورے قرآن پر عمل ضروری اور قرآن شریف میں تو یہ حکم بھی ہے کہ اللہ ورسول کی اطاعت کرو اور یہ بھی ہے کہ جس نے رسول اللہ کی اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی، لہٰذا سنت پر عمل لازم ہوا، اب یہ اعتراض نہیں ہوسکتا کہ سنت پر عمل ضروری نہیں قرآن کافی ہے۔

۵۲۔ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ایمان کی گواہی دیں گے اور ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ کی گواہی دیں گے، ہاں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ کا کوئی بے ایمان انکار نہ کرسکے گا تاکہ پھر اس کی تحقیق کی جائے لہٰذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں "لَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِیْمِ" یہ سوال اور ہے اور جس سوال کی نفی ہے وہ اور سوال ہے۔

۵۳۔ یعنی مولیٰ تو ان کی گواہی کا گواہ ہو جا، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَ کَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا" رب تعالیٰ احکم الحاکمین بھی ہے اور گواہوں کا گواہ بھی، ہر حاکم گواہوں کا گواہ ہوتا ہے لہٰذا یہ گواہی رب تعالیٰ کی حاکمیت کے خلاف نہیں، بعض نسخوں میں ینکبھا ب سے ہے نکب بمعنی جھانکنا اور نکت ت سے بمعنی کریدنا۔

۵۴۔ یہ جمع صلوتین ہے، عرفات میں ظہر وعصر ایک اذان اور دو تکبیروں سے ظہر کے وقت میں ادا کی جاتی ہے، ظہر کی سنتیں ونفل چھوڑ دی جاتی ہیں تاکہ عرفات پہاڑ پر جلد پہنچیں اور دعاؤں کے لیے کافی وقت ملے۔

لطیفہ معمہ: سوال: وہ کون سی جگہ ہے جہاں نفل کی وجہ سے فرض چھوڑ دیا جاتا ہے؟

Marfat.com

جواب: وہ عرفات ہے جہاں نفل یعنی دعاؤں کی وجہ سے عصر کا وقت جوفرض ہے چھوڑ دیا جاتا ہے، امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں یہ جمع صلوتین حج کی وجہ سے ہے، امام شافعی کے ہاں سفر کی وجہ سے مذہب حنفی قوی ہے کیونکہ خود مکہ والے جو مسافر نہیں ہوتے وہ بھی یہاں جمع صلوتین کرتے ہیں اب امام مکہ معظمہ میں رہتا ہے مگر جمع کرتا ہے۔

۵۵۔ جبل ریگ رواں کو کہتے ہیں جس پر رسیوں کی طرح سلوٹیں پڑی ہوتی ہیں مشاۃ ماش کی جمع بمعنی چلنے والے، چونکہ ریگ کی وجہ سے یہاں سواری پر نہیں چل سکتے پیدل چلنا پڑتا ہے اس لیے اسے جبل مشاۃ کہتے ہیں۔ یہ ایک میدان ہے عرفات شریف میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے پتھریلے علاقہ پر اونٹنی کھڑی کی، اس طرح کہ ریگستانی خطہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ گیا اور قبلہ کو آپ کا منہ ہو گیا، حجاج کو اس جگہ کھڑے ہونے کی کوشش کرنی چاہیے، شاید کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے قیام پر کھڑا ہونا نصیب ہو جائے۔

۵۶۔ پہلے غائب ہونے سے مراد تھا سورج کا کچھ حصہ غائب ہونا اور اس غائب ہونے سے مراد ہے پورا سورج ڈوب جانا۔ بیان میں ترتیب نہیں کیونکہ زردی سورج ڈوب چکنے کے بعد غائب ہو جاتی ہے۔ راوی نے غروب آفتاب کا ذکر دوبار کیا تاکید کے لیے تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ غروب سے قریب غروب ہونا مراد ہے۔

۵۷۔ یعنی آفتاب عرفات ہی میں غروب ہو گیا، اس کے بعد آپ مزدلفہ کی طرف اس طرح روانہ ہوئے کہ حضرت اسامہ ابن زید کو اپنی اونٹنی پر اپنے پیچھے سوار کر لیا۔ مزدلفہ زلف بمعنی قریب سے ہے یا زَلَف، بمعنی ہموار زمین سے، چونکہ یہ جگہ منٰے سے قریب ہے، نیز اسی جگہ حضرت آدم علیہ السلام وحوا علیہا السلام کی ملاقات کا قرب ہوا اور یہاں کی زمین ہموار ہے اس لیے اسے مزدلفہ کہتے ہیں۔ مزدلفہ میں رات گزارنا ہمارے ہاں اور امام احمد کے ہاں سنت ہے، بعض شوافع کے ہاں فرض ہے۔ (لمعات واشعہ) بعض کے ہاں واجب۔

۵۸۔ امام احمد وزفر کے ہاں یہ ہی طریقہ ہے، ہمارے ہاں یہ دونوں نمازیں ایک ہی اذان اور ایک ہی تکبیر سے ہوں گی کیونکہ عرفات میں تو عصر وقت سے پہلے ہوئی تھی اسی لیے اس کی علیحدہ اطلاع ضروری تھی مگر یہاں عشاء اپنے وقت میں ہو رہی ہے اس کی نئی اطلاع کی ضرورت نہیں۔ مسلم و ترمذی نے حضرت ابن عمر سے ایک تکبیر کی روایت کی، ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح فرمایا۔ (اشعہ)

۵۹۔ عشاء کی سنتیں و وتر و نفل پڑھ کر لیٹے اس لیے ثم ارشاد فرمایا اب بھی حاجی کو مزدلفہ میں پوری عشاء مع سنت وتر پڑھنا چاہیے۔ (مرقات) مرقات نے فرمایا کہ سنت مغرب بھی پڑھنا بہتر ہے۔ اس صورت میں یہاں نوافل اوابین کی نفی ہوگی۔

۶۰۔ آپ ہمیشہ تو فجر اجالے میں پڑھا کرتے تھے مگر آج مزدلفہ میں فجر اول وقت پو پھٹتے ہی پڑھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ فجر اجالے میں پڑھنا چاہیے، معلوم ہوا کہ مزدلفہ کی شب میں حاجی کو سونا سنت ہے اگرچہ عموماً عید کی رات کو جاگنا بہتر ہے۔

۶۱۔ مشعر حرام مزدلفہ میں ایک خاص جگہ کا نام ہے جہاں اب مسجد بنی ہوئی ہے۔ یہ جگہ قزح پہاڑ کے قریب ہے اسی جگہ حاجی کو ٹھہرنا چاہیے۔

۶۲۔ کفار مکہ سورج نکلنے کے بعد مزدلفہ سے روانہ ہوتے تھے جب کہ پہاڑ کی چوٹی چمک جاتی تھی۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج نکلنے سے پہلے روانگی فرمائی اور یہاں سے حضرت فضل ابن عباس کو اپنے پیچھے سوار کر لیا۔

۶۳۔ وادی محسر مزدلفہ ومنٰی کے درمیان ایک جنگل ہے۔ محسر کے معنی ہیں تھک جانے کی جگہ، رب تعالیٰ فرماتا ہے:

Marfat.com

"خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِیْرٌ"

اصحاب فیل کا ہاتھی اس جنگل میں پہنچ کر تھک گیا تھا اس لیے محسر کہتے ہیں، بعض علماء نے فرمایا کہ یہاں ہی اصحاب فیل پر عذاب آیا تھا اس لیے یہاں سے جلد گزر جانا چاہیے جیسے قوم ثمود و عاد کی زمین سے جلد گزر جانا چاہیے، بعض نے فرمایا کہ یہاں مشرکین ٹھہر جاتے تھے ان کی مخالفت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہاں سے جلد گزرے۔ واللہ اعلم (اشعہ)

۶۴ ۔ یعنی عرفات کو جاتے وقت اور راستہ اختیار کیا تھا واپسی پر دوسرا راستہ اختیار فرمایا، یہ راستہ جمرہ عقبہ پر نکلتا ہے۔ معلوم ہوا کہ عرفات کو جاتے آتے علیحدہ راستے اختیار کرنا سنت ہے۔

۶۵ ۔ یہ جمرہ عقبہ ہے شاید اس زمانہ میں یہاں کوئی درخت ہوگا اب وہاں کوئی درخت نہیں ہے، یہ جمرہ مسجد حنیف سے دور ہے مکہ معظمہ کی جانب ہے، آخری جمرہ ہے، چونکہ اس پہاڑ کے پیچھے ہے جہاں بیعت عقبہ ہوئی اسی لیے اسے جمرہ عقبہ کہتے ہیں۔

۶۶ ۔ خذف کے لفظی معنے ہیں انگلیوں سے کنکر پھینکنا، یہ کنکر باقلا کے دانہ کے برابر تھے جو کلمہ کی انگلی اور انگوٹھے سے پکڑ کر جمرہ (ستون) پر مارے جاتے تھے اب بھی ایسے ہی کنکر مارنا چاہئیں، بعض جہلا بڑے بڑے پتھر مارتے ہیں، بعض جوتے مارتے ہیں یہ غلط بھی ہے اور حماقت بھی۔

۶۷ ۔ یعنی جمرہ کے سامنے کھڑے ہو کر ہموار زمین سے رمی کی جسے بطن وادی کہتے ہیں، اوپر کے حصہ سے رمی نہ کی، بطن وادی کا پتہ وہ جگہ دیکھ کر ہی لگتا ہے۔

۶۸ ۔ قربانی گاہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام گاہ سے قریب ہی تھا مسجد حنیف کے قبلہ کی طرف جمرہ عقبہ سے قریب اگرچہ منٰی سارا ہی قربانی گاہ ہے مگر بہتر یہ ہے کہ حضور انور کی قربانی گاہ میں پہنچ کر کی جائے۔ (از مرقات)

۶۹ ۔ اس طرح کہ اپنی ہر قربانی میں حضرت علی مرتضٰی کا بھی حصہ رکھا، یہ جناب علی کی بڑی عظمت ہے۔

۷۰ ۔ یعنی حضرت علی مرتضٰی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دیگچی سے بوٹیاں بھی کھائیں اور شوربا بھی پیا۔ معلوم ہوا کہ اپنی قربانی کا گوشت کھانا سنت ہے، بعض نے واجب کہا ہے، رب تعالٰی فرماتا ہے:

"فَكُلُوْا مِنْهَا".

۷۱ ۔ حق یہ ہی ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ پہنچ کر زوال سے پہلے طواف زیارت کیا پھر وہاں ہی ظہر پڑھی۔ جن روایات میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منٰی سے واپس ہو کر پڑھی وہاں راوی کو دھوکا ہوگیا وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نوافل پڑھے علاوہ فرض ظہر کے، ورنہ ظہر غیر وقت مستحب میں پڑھنا لازم ہوگا، اب بھی مستحب یہ ہی ہے کہ دسویں ذی الحجہ کو ہی طواف زیارت کرے اور ظہر حرم شریف میں ہی پڑھے مگر یہ بمشکل میسر ہوتا ہے کہ اس دن کام زیادہ ہوتے ہیں اور قربانی میں بہت دیر لگ جاتی ہے اکثر حجاج مکہ معظمہ میں پڑھتے ہیں۔

۷۲ ۔ یہ لوگ حضرت عباس کی اولاد اور کچھ دوسرے حضرات تھے وہاں چاہ زمزم سے ہر شخص پانی نہیں بھر سکتا یہ بھی خاص لوگوں کا حق ہے۔

Marfat.com

۷۳۔ یعنی اگر ہم نے یہ پانی کھینچا تو یہ عمل سنت ہو جائے گا اور ہر شخص اس سنت پر عمل کرے گا تمہیں یہاں سے نکلنے پڑے گا اس لیے ہم خود نہیں کھینچتے۔

۷۴۔ آپ نے کھڑے کھڑے ہی ڈول سے زمزم پیا، بقیہ پانی چاہ زمزم میں ڈال دیا گیا، اب اس پانی میں دو برکتیں ہیں: ایک تو حضرت ذبیح اللہ کے پاؤں شریف کا دھوون ہے اور دوسرے حبیب اللہ کا پیا ہوا پانی اس میں ہے، مبارک ہیں وہ جنہیں اس کا پینا نصیب ہو۔

۷۵۔ یہ حدیث ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، نسائی، عبدابن حمید بزاز، دارمی نے بھی حضرت امام جعفر صادق عن ابیہ عن جابر روایت کی۔"
(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج 4، باب قصۃ حجۃ الوداع، تحت فصل اول)

اب ہم اس باب کی تفصیلی شرح کرتے ہیں:

حجۃ الوداع:

سب سے پہلے ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حج کے بارے میں بتاتے ہیں، حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ الاعظمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:
"ہجرت کے دسویں سال کے تمام واقعات میں سب سے زیادہ شاندار اور اہم ترین واقعہ حجۃ الوداع ہے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری حج تھا اور ہجرت کے بعد یہی آپ کا پہلا حج تھا۔ ذوقعدہ ۱۰ھ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج کے لئے روانگی کا اعلان فرمایا۔ یہ خبر بجلی کی طرح سارے عرب میں ہر طرف پھیل گئی اور تمام عرب شرف ہمرکابی کے لئے اُمنڈ پڑا۔
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخر ذوقعدہ میں جمعرات کے دن مدینہ میں غسل فرما کر تہبند اور چادر زیب تن فرمایا اور نماز ظہر مسجد نبوی میں ادا فرما کر مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے اور اپنی تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو بھی ساتھ چلنے کا حکم دیا۔ مدینہ منورہ سے چھ میل دور اہل مدینہ کی میقات ذوالحلیفہ پر پہنچ کر رات بھر قیام فرمایا پھر احرام کے لئے غسل فرمایا اور حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ہاتھ سے جسم اطہر پر خوشبو لگائی پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو رکعت نماز ادا فرمائی اور اپنی اونٹنی قصواء پر سوار ہو کر احرام باندھا اور بلند آواز سے لبیک پڑھا اور روانہ ہو گئے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے نظر اُٹھا کر دیکھا تو آگے پیچھے دائیں بائیں حدِ نگاہ تک آدمیوں کا جنگل نظر آتا تھا۔ بیہقی کی روایت ہے کہ ایک لاکھ چودہ ہزار اور دوسری روایتوں میں ہے ایک لاکھ چوبیس ہزار مسلمان حجۃ الوداع میں آپ کے ساتھ تھے۔ (زرقانی ج ۳ ص ۱۰۶ و مدارج ج ۲ ص ۳۸۷)
(المواہب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، النوع السادس فی ذکر حجہ وعمرہ، ج ۱۱، ص ۳۲۹۔۳۳۱ و حجۃ الوداع، ج ۴، ص ۱۴۶)
چوتھی ذوالحجہ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ آپ کے خاندان بنی ہاشم کے لڑکوں نے تشریف آوری کی خبر سنی تو خوشی سے دوڑ پڑے اور آپ نے نہایت ہی محبت و پیار کے ساتھ کسی کو آگے کسی کو پیچھے اپنی اونٹنی پر بٹھا لیا۔ (نسائی باب استقبال الحاج ج ۲ ص ۲۶ مطبوعہ رحیمیہ) (سنن النسائی، کتاب مناسک الحج، باب استقبال الحج، الحدیث: ۲۸۹۱، ص ۴۷۱ و مدارج النبوت، قسم سوم، باب دہم، ج ۲، ص ۳۸۷)
فجر کی نماز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقام ذی طویٰ میں ادا فرمائی اور غسل فرمایا پھر آپ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور چاشت کے وقت یعنی جب آفتاب بلند ہو چکا تھا تو آپ مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ جب کعبہ معظمہ پر نگاہ مہر نبوت پڑی تو آپ نے یہ دعا پڑھی کہ

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ حَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ اَللّٰھُمَّ زِدْ ھٰذَا الْبَیْتَ تَشْرِیْفًا وَّتَعْظِیْمًا وَّتَکْرِیْمًا وَّمَھَابَۃً وَّزِدْ مَنْ حَجَّہٗ وَاعْتَمَرَہٗ تَکْرِیْمًا وَّتَشْرِیْفًا وَّتَعْظِیْمًا۔

اے اللہ! عزوجل تو سلامتی دینے والا ہے اور تیری طرف سے سلامتی ہے۔ اے رب! عزوجل ہمیں سلامتی کے ساتھ زندہ رکھ۔ اے اللہ! عزوجل اس گھر کی عظمت و شرف اور عزت و ہیبت کو زیادہ کر اور جو اس گھر کا حج اور عمرہ کرے تو اس کی بزرگی اور شرف و عظمت کو زیادہ کر۔

جب حجر اسود کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو حجر اسود پر ہاتھ رکھ کر اس کو بوسہ دیا پھر خانہ کعبہ کا طواف فرمایا۔ شروع کے تین پھیروں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمل کیا اور باقی چار چکروں میں معمولی چال سے چلے ہر چکر میں جب حجر اسود کے سامنے پہنچتے تو اپنی چھڑی سے حجر اسود کی طرف اشارہ کر کے چھڑی کو چوم لیتے تھے۔ حجر اسود کا استلام کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھڑی کے ذریعہ سے کیا کبھی ہاتھ سے چھو کر ہاتھ کو چوم لیا کبھی لب مبارک کو حجر اسود پر رکھ کر بوسہ دیا اور یہ بھی ثابت ہے کہ کبھی رُکن یمانی کا بھی آپ نے استلام کیا۔

(نسائی ج ۲ ص ۳۰ و ص ۳۱) (المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، النوع السادس فی ذکر حجہ وعمرہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۱۱، ص ۳۷۵، ۳۷۷۔ ۳۷۹ ملتقطاً و مدارج النبوت، قسم سوم، باب دہم، ج ۲، ص ۳۸۹ ملتقطاً)

جب طواف سے فارغ ہوئے تو مقام ابراہیم کے پاس تشریف لائے اور وہاں دو رکعت نماز ادا کی نماز سے فارغ ہو کر پھر حجر اسود کا استلام فرمایا اور سامنے کے دروازہ سے صفا کی جانب روانہ ہوئے قریب پہنچے تو اس آیت کی تلاوت فرمائی کہ

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ (پ ۲، البقرۃ: ۱۵۸)

بے شک صفا اور مروہ اللہ کے دین کے نشانوں میں سے ہیں۔

پھر صفا اور مروہ کی سعی فرمائی اور چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قربانی کے جانور تھے اس لئے عمرہ ادا کرنے کے بعد آپ نے احرام نہیں اتارا۔

آٹھویں ذوالحجہ جمعرات کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ تشریف لے گئے اور پانچ نمازیں ظہر، عصر، مغرب، عشاء، فجر منیٰ میں ادا فرما کر نویں ذوالحجہ جمعہ کے دن آپ عرفات میں تشریف لے گئے۔

زمانہ جاہلیت میں چونکہ قریش اپنے کو سارے عرب میں افضل و اعلیٰ شمار کرتے تھے اس لئے وہ عرفات کی بجائے مزدلفہ میں قیام کرتے تھے اور دوسرے تمام عرب عرفات میں ٹھہرتے تھے لیکن اسلامی مساوات نے قریش کے لئے اس تخصیص کو گوارا نہیں کیا اور اللہ عزوجل نے یہ حکم دیا کہ

ثُمَّ اَفِیْضُوْا مِنْ حَیْثُ اَفَاضَ النَّاسُ۔

(اے قریش) تم بھی وہیں (عرفات) سے پلٹ کر آؤ جہاں سے سب لوگ پلٹ کر آتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات پہنچ کر ایک کمبل کے خیمہ میں قیام فرمایا۔ جب سورج ڈھل گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اونٹنی قصواء پر سوار ہو کر خطبہ پڑھا۔ اس خطبہ میں آپ نے بہت سے ضروری احکامِ اسلام کا اعلان فرمایا اور زمانہ جاہلیت کی تمام برائیوں اور بیہودہ رسموں کو

Marfat.com

آپ نے مٹاتے ہوئے اعلان فرمایا کہ اَلَا كُلُّ شَیْءٍ مِّنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمَيَّ مَوْضُوْعٌ۔ سن لو! جاہلیت کے تمام دستور میرے دونوں قدموں کے نیچے پامال ہیں۔ (ابوداؤد ج۱ ص ۲۶۳ و مسلم ج۱ ص ۳۹۷ باب حجۃ النبی) (المواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، الفصل السادس فی ذکر حجہ وعمرہ، ج۱۱ ص ۳۸۴، ۳۹۳۔ ۳۹۵، ۴۰۳ ﷺ ۹۷ ملتقطاً صحیح مسلم، کتاب الحج، باب حجۃ النبی ﷺ، الحدیث: ۱۲۱۸، ص ۶۳۴)

اسی طرح زمانہ جاہلیت کے خاندانی تفاخر اور رنگ و نسل کی برتری اور قومیت میں نیچ اونچ وغیرہ تصورات جاہلیت کے بتوں کو پاش پاش کرتے ہوئے اور مساوات اسلام کا عَلَم بلند فرماتے ہوئے تاجدار دو عالم ﷺ نے اپنے اس تاریخی خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ

يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَلَا إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ وَإِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ أَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى أَعْجَمِيٍّ وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ وَلَا لِأَحْمَرَ عَلَى أَسْوَدَ وَلَا لِأَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرَ إِلَّا بِالتَّقْوٰى (مسند امام احمد)

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث رجل من اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، الحدیث: ۲۳۵۴۸، ج۹، ص ۱۲۷)

اے لوگو! بے شک تمہارا رب ایک ہے اور بے شک تمہارا باپ (آدم علیہ السلام) ایک ہے۔ سن لو! کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی سرخ کو کسی کالے پر اور کسی کالے کو کسی سرخ پر کوئی فضیلت نہیں مگر تقویٰ کے سبب سے۔ اسی طرح تمام دنیا میں امن و امان قائم فرمانے کے لئے امن و سلامتی کے شہنشاہ تاجدار دو عالم ﷺ نے یہ خدائی فرمان جاری فرمایا کہ

فَإِنَّ دِمَائَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا إِلٰى يَوْمِ تَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ (صحیح البخاری، کتاب الحج، باب الخطبۃ ایام منی، الحدیث: ۱۷۴۱، ج۱، ص ۵۷۷ ملتقطاً)

تمہارا خون اور تمہارا مال تم پر تا قیامت اسی طرح حرام ہے جس طرح تمہارا یہ دن، تمہارا یہ مہینہ، تمہارا یہ شہر محترم ہے۔

(بخاری و مسلم و ابوداؤد)

اپنا خطبہ ختم فرماتے ہوئے آپ ﷺ نے سامعین سے فرمایا کہ وَأَنْتُمْ مَسْئُوْلُوْنَ عَنِّيْ فَمَا أَنْتُمْ قَائِلُوْنَ تم سے خداعزوجل کے یہاں میری نسبت پوچھا جائے گا تو تم لوگ کیا جواب دو گے؟

تمام سامعین نے کہا کہ ہم لوگ خدا سے کہہ دیں گے کہ آپ نے خدا کا پیغام پہنچا دیا اور رسالت کا حق ادا کر دیا۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے آسمان کی طرف انگلی اٹھائی اور تین بار فرمایا کہ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ اے اللہ! تو گواہ رہنا۔ (ابوداؤد ج۱ ص ۲۶۳ باب صفۃ حج النبی)

(سنن ابی داود، کتاب المناسک، باب صفۃ حجۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، الحدیث: ۱۹۰۵، ج۲، ص ۲۶۹ ملتقطاً)

عین اسی حالت میں جب کہ خطبہ میں آپ ﷺ اپنا فرض رسالت ادا فرما رہے تھے یہ آیت نازل ہوئی کہ

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا

(پ۶، المائدۃ: ۳ و مدارج النبوت، قسم سوم، باب دہم، ج۲، ص ۳۹۴)

آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کر لیا۔

شہنشاہِ کونین ﷺ کا تختِ شاہی:

یہ حیرت انگیز و عبرت خیز واقعہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جس وقت شہنشاہ کونین خداعزوجل کے نائب اکرم اور خلیفہ اعظم ہونے

Marfat.com

حیثیت سے فرمان ربانی کا اعلان فرما رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تختِ شہنشاہی یعنی اونٹنی کا کجاوہ اور عرق گیر شاید دس روپے سے زیادہ کا نہ تھا نہ اس اونٹنی پر کوئی شاندار کجاوہ تھا نہ کوئی ہودج نہ کوئی محمل نہ کوئی چتر نہ کوئی تاج۔

کیا تاریخ عالم میں کسی اور بادشاہ نے بھی ایسی سادگی کا نمونہ پیش کیا ہے؟ اس کا جواب یہی اور فقط یہی ہے کہ نہیں۔

یہ وہ زاہدانہ شہنشاہی ہے جو صرف شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہنشاہیت کا طرۂ امتیاز ہے!۔

خطبہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر و عصر ایک اذان اور دو اقامتوں سے ادا فرمائی پھر موقف میں تشریف لے گئے اور جبل رحمت کے نیچے غروبِ آفتاب تک دعاؤں میں مصروف رہے۔ غروب آفتاب کے بعد عرفات سے ایک لاکھ سے زائد حجاج کے ازدحام میں مزدلفہ پہنچے۔ یہاں پہلے مغرب پھر عشاء ایک اذان اور دو اقامتوں سے ادا فرمائی۔ مشعرِ حرام کے پاس رات بھر امت کے لئے دعائیں مانگتے رہے اور سورج نکلنے سے پہلے مزدلفہ سے منیٰ کے لئے روانہ ہو گئے اور وادی محسر کے راستہ سے منیٰ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمرہ کے پاس تشریف لائے اور کنکریاں ماریں پھر آپ نے باآواز بلند فرمایا کہ

لِتَاْخُذُوْا مَنَاسِكَكُمْ فَاِنِّيْ لَا اَدْرِيْ لَعَلِّيْ لَا اَحُجُّ بَعْدَ حَجَّتِيْ هٰذِهٖ

صحیح مسلم، کتاب الحج، باب استحباب رمی الجمرۃ العقبۃ... الخ، الحدیث: ۱۲۹۷، ص ۶۷۵ ومدارج النبوت، قسم سوم، باب دہم، ج ۲، ص ۳۹۳، ۳۹۵_۳۹۶ ملتقطاً)

حج کے مسائل سیکھ لو! میں نہیں جانتا کہ شاید اس کے بعد میں دوسرا حج نہ کروں گا۔ (مسلم ج ۱ ص ۴۱۹ باب رمی جمرۃ العقبہ)

منیٰ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طویل خطبہ دیا جس میں عرفات کے خطبہ کی طرح بہت سے مسائل و احکام کا اعلان فرمایا۔ پھر قربان گاہ میں تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قربانی کے ایک سو اونٹ تھے کچھ کو تو آپ نے اپنے دست مبارک سے ذبح فرمایا اور باقی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سونپ دیا اور گوشت، پوست، جھول، نکیل سب کو خیرات کر دینے کا حکم دیا اور فرمایا کہ قصاب کی مزدوری بھی اس میں سے نہ ادا کی جائے بلکہ الگ سے دی جائے۔ (السیرۃ الحلبیۃ، حجۃ الوداع، ج ۳، ص ۳۷۶_۳۷۷ ملتقطاً)

موئے مبارک

قربانی کے بعد حضرت معمر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کے بال اتروائے اور کچھ حصہ حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا اور باقی موئے مبارک کو مسلمانوں میں تقسیم کر دینے کا حکم صادر فرمایا۔ (مسلم ج ۱ ص ۴۲۱ باب بیان ان السنۃ یوم النحر الخ)

(صحیح مسلم، کتاب الحج، باب بیان ان السنۃ... الخ، الحدیث: ۱۳۰۵، ص ۶۷۸ والمواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، النوع السادس فی ذکر حجہ وعمرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج ۱۱، ص ۴۳۷، ۴۳۸ ملخصاً)

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ تشریف لائے اور طواف زیارت فرمایا۔

ساقی کوثر چاہ زمزم پر

پھر چاہ زمزم کے پاس تشریف لائے خاندان عبدالمطلب کے لوگ حاجیوں کو زمزم پلا رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ مجھ کو ایسا کرتے دیکھ کر دوسرے لوگ بھی تمہارے ہاتھ سے ڈول چھین کر خود اپنے ہاتھ سے پانی بھر کر پینے لگیں گے

Marfat.com

تو میں خود اپنے ہاتھ سے پانی بھر کر پیتا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے زمزم شریف پیش کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبلہ رخ کھڑے کھڑے زمزم شریف نوش فرمایا۔ پھر منیٰ واپس تشریف لے گئے اور بارہ ذوالحجہ تک منیٰ میں مقیم رہے اور ہر روز سورج ڈھلنے کے بعد جمروں کو کنکر مارتے رہے۔ تیرہ ذوالحجہ منگل کے دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورج ڈھلنے کے بعد منیٰ سے روانہ ہو کر محصب میں رات بھر قیام فرمایا اور صبح نماز فجر کعبہ کی مسجد میں ادا فرمائی اور طواف وداع کر کے انصار و مہاجرین کے ساتھ مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہو گئے۔

(شرح الزرقانی علی المواهب، النوع السادس فی ذکر حجه وعمره، ج ۱۱، ص ۴۶۰۔ ۴۶۶ ملتقطاً)

غدیر خم کا خطبہ

راستہ میں مقام غدیر خم پر جو ایک تالاب ہے یہاں تمام ہمراہیوں کو جمع فرما کر ایک مختصر خطبہ ارشاد فرمایا جس کا ترجمہ یہ ہے:

حمد وثنا کے بعد: اے لوگو! میں بھی ایک آدمی ہوں ممکن ہے کہ خدا عزوجل کا فرشتہ (ملک الموت) جلد آجائے اور مجھے اس کا پیغام قبول کرنا پڑے میں تمہارے درمیان دو بھاری چیزیں چھوڑتا ہوں۔ ایک خدا عزوجل کی کتاب جس میں ہدایت اور روشنی ہے اور دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں۔ میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمہیں خدا عزوجل کی یاد دلاتا ہوں۔ (مسلم ج ۱ ص ۲۷۹ باب من فضائل علی)

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب من فضائل علی ابن ابی طالب، الحدیث: ۲۴۰۸، ص ۱۳۱۲ ملتقطاً)

اس خطبہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَّالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ (مشکوۃ ص ۵۶۵ مناقب علی)

(مشکاۃ المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، الفصل الثالث، الحدیث: ۶۱۰۳، ج ۲، ص ۴۳۰)

جس کا میں مولا ہوں علی بھی اسکے مولیٰ، خداوندا! عزوجل جو علی سے محبت رکھے اس سے تو بھی محبت رکھ اور جو علی سے عداوت رکھے اس سے تو بھی عداوت رکھ۔

غدیر خم کے خطبہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی اس کی کوئی تصریح کہیں حدیثوں میں نہیں ملتی۔ ہاں البتہ بخاری کی ایک روایت سے پتا چلتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے اختیار سے کوئی ایسا کام کر ڈالا تھا جس کو ان کے یمن سے آنے والے ہمراہیوں نے پسند نہیں کیا، یہاں تک کہ ان میں سے ایک نے بارگاہ رسالت میں اس کی شکایت بھی کر دی جس کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ جواب دیا کہ علی کو اس سے زیادہ کا حق ہے۔ ممکن ہے اسی قسم کے شبہات وشکوک کو مسلمان یمنیوں کے دلوں سے دور کرنے کے لئے اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے فضائل بھی بیان کر دیئے ہوں۔

(بخاری باب بعث علی ج ۲ ص ۶۲۳ و ترمذی مناقب علی)

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب بعث علی الی الیمن، الحدیث: ۴۳۵۰، ج ۳، ص ۱۲۳ و فتح الباری شرح صحیح البخاری، تحت الحدیث: ۴۳۵۰، ج ۸، ص ۵۷)

روافض کا ایک شبہ

بعض شیعہ صاحبان نے اس موقع پر لکھا ہے کہ غدیر خم کا خطبہ یہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی خلافت بلافصل کا اعلان تھا مگر اہل فہم پر روشن ہے کہ یہ محض ایک تک بندی کے سوا کچھ بھی نہیں کیونکہ اگر واقعی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے خلافت بلافصل کا اعلان کرنا

Marfat.com

تھا تو عرفات یا منیٰ کے خطبوں میں یہ اعلان زیادہ مناسب تھا جہاں ایک لاکھ سے زائد مسلمانوں کا اجتماع تھا نہ کہ غدیر خم پر جہاں یمن اور مدینہ والوں کے سوا کوئی بھی نہ تھا۔

مدینہ کے قریب پہنچ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام ذوالحلیفہ میں رات بسر فرمائی اور صبح کو مدینہ منورہ میں نزول اجلال فرمایا۔"

(سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم از علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی، مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی، ہجرت کا پندرھواں باب، ص 526)

اونٹ کا گوشت:

باب مذکورہ بالا کی حدیث میں بیان ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ ذبح کیے، اور اس کے مابعد کو بیان نہیں کیا گیا، لہٰذا اس حدیث اس قطعہ کے بعد کا واقعہ یوں ہے:

قال کان علی رضی اللہ عنه قدم بهدی لرسول اللہ ﷺ فکان الهدی الذی قدم به ﷺ و علی رضی اللہ عنه من الیمن مائة بدنة فنحر رسول اللہ ﷺ منها ثلاث و ستین و نحر علی رضی اللی تعالیٰ سبعا و ثلاثین و اشرك علیا رضی اللہ عنه فی بدنة ثم اخذ من کل بدنة بضعة فجعلت فی قدر فطبخت فاکل رسول اللہ ﷺ و علی رضی اللہ عنه من لحمها و شربا من مرقها

(امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی، سبل الہدیٰ والرشاد، مکتبہ نعمانیہ محلہ جنگی پشاور، ج ۷، ص ۱۸۸۔۱۸۹)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اُس قربانی کے جانور کے ساتھ آئے جس کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آئے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے ایک سو اُونٹ لائے اُن میں سے تریسٹھ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نحر فرمایا اور سینتیس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نحر فرمایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی قربانی میں شریک کیا پھر ہر اونٹ کے گوشت سے ایک ایک ٹکڑا پکڑا اور اس کو ہانڈی میں ڈال دیا گیا اور اس کو پکایا گیا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کا گوشت کھایا اور اس کا شوربا پیا۔

اونٹ کے گوشت کے طبی فوائد:

اونٹ کے بچے کا گوشت تمام گوشتوں میں لذیذ ترین، پاکیزہ اور مقوی ہے۔ اور جو شخص اس کے کھانے کا عادی ہو اس کو کبھی بھی نقصان نہیں دیتا اور اس کے استعمال سے کوئی بیماری نہیں ہوتی۔ اور جن اطباء نے اس کی مذمت کی ہے وہ صرف شہر میں رہنے والے ان لوگوں کو مدِ نظر رکھ کر کی ہے جو اس کے کھانے کے عادی نہیں ہوتے۔

(امام المحدث شمس الدین ابو عبداللہ ابن قیم الجوزی، طب نبوی، مترجم، اسلام بکڈپو، لاہور، اپریل ۲۰۱۰ء، ص ۴۶۱)

گوشت کا کیمیاوی تجزیہ:

گوشت کھانے کا بنیادی مقصد لحمیات حاصل کرنا ہے۔ جو کہ اس میں وافر مقدار میں ہوتی ہیں۔ جانوروں کے گوشت میں عام طور پر وہی چیزیں ہوتیں ہیں جو انسان کے اپنے گوشت کی ساخت میں ہوتی ہیں۔ چونکہ ہر جانور کی خوراک، نسل اور ماحول دوسرے سے مختلف ہوتا ہے اس لیے گوشت کی کیمیاوی ساخت میں معمولی فرق ہوتا ہے۔ جیسے کہ سرد ممالک کے جانوروں میں چکنائی زیادہ ہوتی

Marfat.com

ہے کیونکہ چربی جسم کی گرمی کو خارج نہیں ہونے دیتی۔ زیادہ تر استعمال ہونے والے گوشت کی قسموں میں اہم عناصر کی تدوین یہ ہے:

	بکرے کی ران اُبلی ہوئی۔	بکرے کی ران بھنی ہوئی۔	بچھڑے کا گوشت بھنا ہوا۔	مرغ بھنا ہوا۔
(proteins)	۸٫۲۵۔	۰٫۲۵۔	۵٫۳۰۔	۵٫۳۲
(fats)	۱۶۔	۲۰۔	۵٫۱۱۔	۲٫۸
(carbohydrates)	۰۔	۰۔	۰۔	۰۔
(Calories)	۲۶۰۔	۲۹۲۔	۲۳۲۔	۲۱۰۔
(sodium)	۶۴۔	۷۱۔	۹۷۔	۱۳۶۔
(potassium)	۲۷۳۔	۳۴۶۔	۴۲۷۔	۴۳۰۔
)Calcium)	۶٫۳۔	۳٫۴۔	۳٫۱۴۔	۲٫۱۹۔
(magnesium)	۳٫۲۷۔	۴٫۳۶۔	۶٫۲۷۔	۷٫۲۸۔
(Iron)	۱٫۵۔	۳٫۴۔	۵٫۲۔	۳٫۹۔
(Copper)	۲۴٫۰۔	۰۔	۰۔	۰۔
(phosphorus)	۲۳۸۔	۲۴۲۔	۳۵۵۔	۲۹۲۔
(sulphur)	۲۸۰۔	۲۷۱۔	۳۳۰۔	۳۶۳۔
(Chlorine)	۶۷۔	۶۲۔	۱۱۳۔	۱۷۹۔

(خالد غزنوی، ڈاکٹر، طب نبوی اور جدید سائنس، الفیصل ناشران وتاجران کتب، لاہور، جنوری ۲۰۱۴ء، ج ۲، ص ۳۳۸، ۳۳۹)

صحیح گوشت کی پہچان:

	گوشت کا رنگ	چربی کا رنگ
گائے۔ بیل:	سرخ	زرد اور خشک
بکری :	ہلکا سرخ	سفید
بھیڑ۔ دُنبہ :	ہلکا سرخ	سفید، دُنبے کے گوشت کے اندر بھی چربی کے ریشے ہوتے ہیں۔
بھینس :	گہرا سرخ	سفید
اونٹ :	سرخ	ہلکا زرد
ہرن :	ہلکا سرخ	زرد
وہیل مچھلی:	نہایت گہرا سرخ	سیال

Marfat.com

ان امور کو دیکھنے کے بعد گوشت کی عمومی رنگت، چمک دیکھی جانی چاہیے۔ اگر جانور کی کلیجی اور پھیپھڑا دیکھنے کو مل جائے تو بہتر ہے کلیجی چمکدار، اس کے کنارے مضبوط، مکمل اور مسلسل ہونے چاہئیں۔ کلیجی یا پھیپھڑے پر کوئی داغ، آبلہ، پھنسی، گھاؤ، خطرناک بیماریوں کی علامت ہو سکتے ہیں۔ گوشت کا رنگ گلابی اور اس کی ہڈیوں کے جوڑ آسمانی رنگ کے ہوں۔ ہڈی کا جوڑ بنانے والا سرا جتنا نیلگوں ہوگا گوشت اتنی ہی جلدی گلے گا۔ اگر وہ سفید یا سرخ ہو تو گوشت جتنا بھی پکائیں گلنے میں نہ آئے گا۔

(خالد غزنوی، ڈاکٹر، طبِ نبوی اور جدید سائنس، الفیصل ناشران وتاجران کتب، لاہور، جنوری ۲۰۱۴ء، ج ۲، ص ۳۲۱، ۳۲۲)

زمانہ جہالت میں برہنہ بدن طواف:

مذکورہ بالا باب کی حدیث میں مذکور ہے کہ کفار برہنہ بدن طواف کیا کرتے تھے۔ یاد رہے کہ اسلام نے ایسی بے ہودہ حرکات سے منع کیا ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَإِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً قَالُوا وَجَدْنَا عَلَيْهَا آبَاءَنَا وَاللَّهُ أَمَرَنَا بِهَا قُلْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ أَتَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ۔ (الاعراف:28)

ترجمہ: اور جب کوئی اور بے حیائی کا کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے بزرگوں کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے اور خدا نے بھی ہم کو یہی حکم دیا ہے۔ کہہ دو کہ خدا بے حیائی کے کام کرنے کا حکم ہرگز نہیں دیتا۔ بھلا تم خدا کی نسبت ایسی بات کیوں کہتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں۔

امام ابن کثیر لکھتے ہیں:

"جہالت اور طواف کعبہ:

مشرکین ننگے ہو کر بیت اللہ کا طواف کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جیسے ہم پیدا ہوئے ہیں اسی حالت میں طواف کریں گے۔ عورتیں بھی آگے کوئی چمڑے کا ٹکڑا یا کوئی چیز رکھ لیتی تھیں اور کہتی تھیں۔

اليوم يبدو بعضه او كله وما بدا منه فلا احله

آج اس کا تھوڑا سا حصہ ظاہر ہو جائے گا اور جتنا بھی ظاہر ہو میں اسے اس کے لئے جائز نہیں رکھتی۔

اس پر آیت: (واذا فعلوا) الخ، نازل ہوئی ہے۔ یہ دستور تھا کہ قریش کے سوا تمام عرب بیت اللہ شریف کا طواف اپنے پہنے ہوئے کپڑوں میں نہیں کرتے تھے سمجھتے تھے کہ یہ کپڑے جنہیں پہن کر اللہ کی نافرمانیاں کی ہیں اس قابل نہیں رہے کہ انہیں پہنے ہوئے طواف کر سکیں ہاں قریش جو اپنے تئیں حمس کہتے تھے اپنے کپڑوں میں بھی طواف کرتے تھے اور جن لوگوں کو قریش کپڑے بطور ادھار دیں وہ بھی ان کے دیئے ہوئے کپڑے پہن کر طواف کر سکتا تھا یا وہ شخص کپڑے پہنے طواف کر سکتا تھا جس کے پاس نئے کپڑے ہوں۔ پھر طواف کے بعد ہی انہیں اتار ڈالتا تھا اب یہ کسی کی ملکیت نہیں ہو سکتے تھے۔ پس جس کے پاس نیا کپڑا نہ ہو اور حمس بھی اس کو اپنا کپڑا نہ دے تو اسے ضروری تھا کہ وہ ننگا ہو کر طواف کرے۔ خواہ عورت ہو خواہ مرد عورت اپنے آگے کے عضو پر ذرا سی کوئی چیز رکھ لیتی اور وہ کہتی جس کا بیان اوپر گذرا لیکن عموماً عورتیں رات کے وقت طواف کرتی تھیں یہ بدعت انہوں نے از خود گھڑ لی تھی اس فعل کی دلیل سوائے باپ

دادا کی تقلید کے اور ان کے پاس کچھ نہ تھی لیکن اپنی خوش فہمی اور نیک ظنی سے کہہ دیتے تھے کہ اللہ کا بھی یہی حکم ہے۔ کیونکہ ان کا خیال تھا کہ اگر یہ فرمودہ رب نہ ہوتا تو ہمارے بزرگ اس طرح نہ کرتے۔ اس لئے حکم ہوتا ہے کہ اے نبی آپ ان سے کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ بے حیائی کے کاموں کا حکم نہیں کرتا۔ ایک تو برا کام کرتے ہوں دوسرے جھوٹ موٹ اس کی نسبت اللہ کی طرف کرتے ہو یہ چوری اور سینہ زوری ہے۔ کہہ دیجئے کہ رب العالمین کا حکم تو عدل وانصاف کا ہے، استقامت اور دیانت داری کا ہے، برائیوں اور گندے کاموں کے چھوڑنے کا ہے، عبادات ٹھیک طور پر بجالانے کا ہے جو اللہ کے سچے رسولوں کے طریقہ کے مطابق ہوں، جن کی سچائی ان کے زبردست معجزوں سے اللہ نے ثابت کر دی ہے، ان کی لائی ہوئی شریعت پر اخلاص کے ساتھ عمل کرتے ہوں۔ جب تک اخلاص اور پیغمبر کی تابعداری کسی کام میں نہ ہو اللہ کے ہاں وہ مقبول نہیں ہوتا۔ اس نے جس طرح تمہیں اول اول پیدا کیا ہے اسی طرح وہ دوبارہ بھی لوٹائے گا، دنیا میں بھی اسی نے پیدا کیا، آخرت کے دن بھی وہی قبروں سے دوبارہ پیدا کرے گا، پہلے تم کچھ نہ تھے اس نے تمہیں بنایا۔ اب مرنے کے بعد پھر بھی وہ تمہیں زندہ کر دے گا۔ جیسے اس نے شروع میں تمہاری ابتداء کی تھی اس طرح پھر سے تمہارا اعادہ کرے گا چنانچہ حدیث میں بھی ہے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ایک وعظ میں فرمایا لوگو تم اللہ کے سامنے ننگے پیروں ننگے بدنوں بے ختنہ جمع کئے جاؤ گے جیسے کہ ہم نے تمہیں پیدائش میں کیا تھا اسی کو پھر دوہرائیں گے یہ ہمارا وعدہ ہے اور ہم اسے کر کے ہی رہنے والے ہیں۔ یہ روایت بخاری ومسلم میں بھی نکالی گئی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر: تحت آیت: الاعراف: 28)

سود اور اس کا انجام:

باب مذکورہ بالا حدیث نمبر 602 میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "زمانہ جاہلیت کے سارے سود فنا ہو گئے ہیں اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان کے سود کو چھوڑنے کا اعلان کرتا ہوں اور وہ ابن عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا سود ہے۔ ان کے سارے سود کو چھوڑ دیا گیا ہے۔"

لہٰذا سود سے حتی الامکان بچنا چاہیے، فی زمانہ جہاں ہمارا معاشرہ بے شمار برائیوں میں مبتلا ہے، وہیں ایک اہم ترین برائی ہمارے معاشرے میں بڑی تیزی کے ساتھ پروان چڑھ رہی ہے، وہ یہ ہے کہ اب کسی حاجت مند کو بغیر سود (Interest) کے قرض (Loan) ملنا مشکل ہو گیا ہے۔ لہٰذا آیئے اس بھیانک بیماری کے بارے میں جانتے ہیں جو ایک وبا کی طرح ہمارے معاشرے میں پھیلتی چلی جا رہی ہے۔ حالانکہ قرض دینے کے بے شمار فضائل مروی ہیں۔ چنانچہ:

عن اَبی هُرَيْرَةَ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: كَانَ رَجُلٌ تَاجِرٌ يُدَايِنُ النَّاسَ، فَإِذَا رَأَى إِعْسَارَ الْمُعْسِرِ قَالَ لِفَتَاهُ: تَجَاوَزْ لَعَلَّ اللّٰهَ يَتَجَاوَزُ عَنَّا. قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَلَقِيَ اللّٰهَ فتجاوز عنه۔ (صحیح ابن حبان کتاب البیوع، باب الدیون، حدیث نمبر: 5042، ج11، ص421)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ایک تاجر آدمی لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور جب وہ مفلس کی تنگدستی دیکھتا، تو وہ شخص اپنے غلام سے کہتا کہ اس کو معاف کر دو، ممکن ہے اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرما دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس وقت اس کی ملاقات اللہ تعالیٰ سے ہوئی، تو خداوند تعالیٰ نے اس کو معاف فرما دیا۔

Marfat.com

ایک مقام پر بالفاظ دیگر:

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ رَجُلًا لَمْ یَعْمَلْ خَیْرًا قَطُّ، وَكَانَ یُدَایِنُ النَّاسَ فَیَقُولُ: لِرَسُولِهِ: خُذْ مَا تَیَسَّرَ وَاتْرُكْ مَا تَعَسَّرَ، وَتَجَاوَزْ لَعَلَّ اللّٰهَ یَتَجَاوَزُ عَنَّا، قَالَ: فَلَمَّا هَلَكَ، قَالَ اللّٰهُ: هَلْ عَمِلْتَ خَیْرًا قَطُّ؟ قَالَ: لَا إِلَّا أَنَّهُ كَانَ لِی غُلَامٌ، وَكُنْتُ أُدَایِنُ النَّاسَ، فَإِذَا بَعَثْتُهُ لِیَتَقَاضَی، قُلْتُ لَهُ: خُذْ مَا تَیَسَّرَ، وَاتْرُكْ مَا تعسر، وَتَجَاوَزْ لَعَلَّ اللّٰهَ یَتَجَاوَزُ عَنَّا، قَالَ اللّٰهُ تَعَالَی: قَدْ تَجَاوَزْتُ عَنْكَ. (صحیح ابن حبان کتاب البیوع، باب الدیون، حدیث نمبر: 5043، ج 11، ص 422)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی نے کبھی کوئی بھلائی کا کام نہیں کیا تھا، لیکن وہ لوگوں کو قرض دیا کرتا، پھر اپنے قاصد سے کہتا: جو قرض آسانی سے واپس ملے، اسے لے لو اور جس میں دشواری پیش آئے، اسے چھوڑ دو اور معاف کر دو، شاید اللہ تعالیٰ ہماری غلطیوں کو معاف کر دے، جب وہ مر گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا: کیا تم نے کبھی کوئی خیر کا کام کیا؟ اس نے کہا: نہیں، سوائے اس کے کہ میرے پاس ایک لڑکا تھا، میں لوگوں کو قرض دیتا تھا، جب میں اس لڑکے کو تقاضا کرنے کے لیے بھیجتا تو اس سے کہتا کہ جو آسانی سے ملے، اسے لے لینا اور جس میں دشواری ہو، اسے چھوڑ دینا اور معاف کر دینا، شاید اللہ تعالیٰ ہمیں معاف کر دے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پھر میں نے بھی تمہیں معاف کر دیا۔

دروس وعبر:

جو بندوں پر مہربانی کرتا ہے، رب تعالیٰ اس پر کرم فرماتا ہے، کسی کو پھانسنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے، بلکہ پھنسے کو نکالنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ معمولی نیکی کو بھی معمولی سمجھ کر چھوڑ نہیں دینا چاہیے، بلکہ کبھی ایک قطرہ بھی جان بچا لیتا ہے۔ ممکن ہے کہ چھوٹا عمل بخشش کا ذریعہ بن جائے اور کوئی معمولی گناہ چھوٹا سمجھ کر نہیں کر لینا چاہیے کہ کبھی چھوٹی چنگاری سارا گھر جلا ڈالتی ہے۔ بہر حال اپنے مقروض پر مہربانی کرنا بخشش کا ذریعہ ہے۔ جو مقروض کو معافی یا مہلت دے، غریب کی غربت دور کرے، قرض پر سود نہ لے، تو ان شاء اللہ دین و دنیا میں اس کی مشکلیں آسان ہوں گی۔ جیسا کہ حدیث مذکورہ بالا سے ثابت ہے۔ اس حکم میں مؤمن کافر سب شامل ہیں۔ کافر مصیبت زدہ کی مصیبت دور کرنے پر بھی ثواب مل جاتا ہے، بلکہ حدیث شریف میں ہے کہ ایک رنڈی نے پیاسے کتے کو پانی پلا کر جان بچائی، اللہ تعالیٰ نے اسے اسی پر بخش دیا۔ مقروض کی بابت فرمان الٰہی ہے:

"وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَی مَیْسَرَةٍ وَأَنْ تَصَدَّقُوا خَیْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ." (البقرہ: 280)

"اور اگر (مقروض) تنگ دست ہے، تو اسے اس کی فراخی دستی تک مہلت دو اور (قرض کو معاف کر کے) تمہارا صدقہ کرنا زیادہ بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو۔"

مقروض سے نرمی برتنے والے کے بارے میں حدیث مبارکہ:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا

Marfat.com

سَمْحًا إِذَا بَاعَ، وَإِذَا اشْتَرَى، وَإِذَا اقْتَضَى۔

”حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحمتیں کرے، جو نرم ہو، جب بیچے اور خریدے اور جب تقاضا کرے۔“

(بخاری: الصحیح، کتاب السھولۃ، باب السھولۃ والسماحۃ فی الشراء والبیع، ومن طلب حقا فلیطلبہ فی عفاف، حدیث نمبر: 2076، ج3، ص57)

تنخواہ کی کٹوتی:

فی زمانہ حکومتیں اپنے ملازمین کی تنخواہ سے کچھ فنڈز کاٹتی ہیں، ملازمت سے الگ ہونے پر یہ جمع شدہ رقم مع زیادتی دیتی ہیں، یہ سود نہیں ملازم کے لیے حلال ہے، کیونکہ ملازم قبضہ نہ ہونے کی وجہ سے ان فنڈز کی رقم کا مالک وقابض نہ بنا، لہٰذا وہ رقم قرض نہیں، اور یہ نفع سود نہیں، حکومت ان فنڈز سے تجارت کرتی ہے، اور اس تجارتی نفع میں سے اس ملازم کو دیتی ہے۔

سود خور کا انجام:

صاحبِ جود ونوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”میں نے شب معراج دیکھا کہ دو شخص مجھے ارضِ مقدس (یعنی بیت المقدس) لے گئے، پھر ہم آگے چل دیئے یہاں تک کہ خون کے ایک دریا پر پہنچے جس میں ایک شخص کھڑا ہوا تھا اور دریا کے کنارے پر دوسرا شخص کھڑا تھا جس کے سامنے پتھر رکھے ہوئے تھے، دریا میں موجود شخص جب بھی باہر نکلنے کا ارادہ کرتا تو کنارے پر کھڑا شخص ایک پتھر اس کے منہ پر مار کر اسے اس کی جگہ لوٹا دیتا، اسی طرح ہوتا رہا کہ جب بھی وہ (دریا والا) شخص کنارے پر آنے کا ارادہ کرتا تو دوسرا شخص اس کے منہ پر پتھر مار کر اسے واپس لوٹا دیتا، میں نے پوچھا: ”یہ دریا میں کون ہے؟“ جواب ملا: ”یہ سود کھانے والا ہے۔“ (صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب اکل الربا وشاہدہ وکاتبہ، الحدیث: 2085، ج2، ص14)

جو شخص خون کی نہر میں کھڑا تھا وہ سخت تنگی، مصیبت وتکلیف میں تھا، وہ وہاں سے نکلنا چاہتا تھا۔ عصر حاضر میں گرمیوں کے موسم میں گرم پانی کے ٹب میں کھڑا ہونا ہی سخت تکلیف دہ ہوتا ہے وہ تو گرم خون میں کھڑا ہوتا تھا، اس سے بھاگتا تھا، مگر کنارے والا آدمی اسے نکلنے نہ دیتا تھا، نہر کے اس پار نکلنے کی راہ نہ تھی، اس لیے وہ اس طرف بھاگ کر آتا اور پتھر کھا کر لوٹ جاتا۔ دنیا میں سود خور لوگوں کا خون چوستا تھا کہ غریبوں کا مال سود کے ذریعہ حرام طریقے سے جمع کر کے امیر بنا تھا، لہٰذا اسے خون کی نہر میں کھڑا کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

”اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْۤا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰواۘ وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰواؕ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَؕ وَ اَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِؕ وَ مَنْ عَادَ فَاُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ۔“

”جو لوگ سود کھاتے ہیں، وہ قیامت کے دن صرف اس شخص کی طرح کھڑے ہوں گے، جس کو شیطان نے چھو کر مخبوط الحواس کر دیا ہو اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے کہا تھا کہ بیع سود ہی کی مثل ہے اور اللہ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے سو جس شخص کے پاس اس کے رب کی طرف سے نصیحت آ گئی، پس وہ (سود سے) باز آ گیا، تو جو کچھ پہلے ہو چکا ہے، وہ ہو گیا

Marfat.com

اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے اور جس نے دوبارہ اس کا اعادہ کیا، تو وہی لوگ دوزخی ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔"
(البقرۃ آیت نمبر 275)

قرض پر نفع لینا سود ہے:

فتاوٰی رضویہ شریف میں اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدِّدِ دین وملت، پروانۂ شمع رسالت، مولانا الشاہ احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن قرض پر نفع لینے کے متعلق فرماتے ہیں: "قرض دینے والے کو قرض پر جو نفع وفائدہ حاصل ہو وہ سب سود اور نرا حرام ہے۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"كُلُّ قَرْضٍ جَرَّ مَنْفَعَةً فَهُوَ رِباً۔ قرض سے جو فائدہ حاصل کیا جائے وہ سود ہے۔" (فتاوٰی رضویہ، ج17، ص713)

احادیثِ مبارکہ میں سود کی حرمت:

کثیر احادیثِ مبارکہ میں سود کی بھرپور مذمت فرمائی گئی ہے۔ چنانچہ شہنشاہِ مدینہ، سرورِ قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ باقرینہ ہے: "سات چیزوں سے بچو جو کہ تباہ وبرباد کرنے والی ہیں۔" صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ سات چیزیں کیا ہیں؟" ارشاد فرمایا: "(1) شرک کرنا (2) جادو کرنا (3) اسے ناحق قتل کرنا کہ جس کا قتل کرنا اللہ عزوجل نے حرام کیا (4) سود کھانا (5) یتیم کا مال کھانا (6) جنگ کے دوران مقابلہ کے وقت پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا (7) اور پاکدامن، شادی شدہ، مومن عورتوں پر تہمت لگانا۔"
(صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب قول اللہ تعالیٰ ان الذین یاکلون اموال الیتمٰی ۔۔۔ الایۃ، الحدیث: 2766، ج2، ص242)

سود سے ساری بستی ہلاک ہوجاتی ہے:

حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب کسی بستی میں زنا اور سود پھیل جائے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس بستی والوں کو ہلاک کرنے کی اجازت دے دیتا ہے۔ (کتاب الکبائر للذھبی، الکبیرۃ الثانیۃ عشرۃ، ص69)

سود سے پاگل پن پھیلتا ہے:

نبیوں کے سلطان، سرورِ ذیشان صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عبرت نشان ہے: "جس قوم میں سود پھیلتا ہے اس قوم میں پاگل پن پھیلتا ہے۔"
(کتاب الکبائر للذھبی، الکبیرۃ الثانیۃ عشرۃ، ص70)

سود خور کے پیٹ میں سانپ:

حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میرے آقا، شفیعِ روزِ شُمار، دوعالم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ شبِ معراج میں ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرا، جن کے پیٹ کمروں کی طرح (بڑے بڑے) تھے، جن میں سانپ پیٹوں کے باہر سے دیکھے جارہے تھے۔ میں نے جبرائیل سے پوچھا: "یہ کون لوگ ہیں؟" انہوں نے عرض کی: "یہ سود خور ہیں۔"
(سنن ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب التغلیظ فی الربا، الحدیث: 2273، ج3، ص72)

آہ صد کروڑ آہ! آج ہمارے پیٹ میں اگر معمولی سا کیڑا چلا جائے، تو طبیعت میں بھونچال آ جاتا ہے۔ قیامت کا یہ سخت عذاب کیسے برداشت کریں گے؟ سود کھانے والے لوگوں کے پیٹ اتنے بڑے ہوں گے جیسا کہ کسی مکان کے کمرے ہوں۔ ان میں سانپ اور بچھو وغیرہ ہوں گے۔ کس قدر بھیانک عذاب ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو سود کی آفت سے محفوظ فرمائے۔

سودی کاروبار میں شرکت باعثِ لعنت ہے:

حضرت سیِّدُنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے، کھلانے والے، اس کی تحریر لکھنے والے اور اس کے گواہوں پر لعنت کی اور فرمایا کہ یہ سب (گناہ میں) برابر ہیں۔
(سنن ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب التغلیظ فی الربا، الحدیث: 2273، ج3، ص72)

اے سودی کھانے لکھنے اور سود پر گواہ بننے والو! دیکھو کس قدر وعید مروی ہے۔

سود کھانا جیسے اپنی ماں سے زنا کرنا:

مکی مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: "بے شک سود کے 72 دروازے ہیں، ان میں سے کمترین ایسے ہے جو کوئی مرد اپنی ماں سے زنا کرے۔" (صحیح مسلم، کتاب المساقات، باب لعن آکل الربا وموکلہ، الحدیث: 1598، ص862)

ایک روایت میں سرکارِ والاتبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: "سود کے 70 دروازے ہیں، ان میں سے کم تر ایسا ہے جیسے کوئی مرد اپنی ماں سے زنا کرے۔" (المعجم الاوسط، الحدیث: 7151، ج5، ص227)

میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، مجددِ دین وملت عَلَیہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت فتاویٰ رضویہ ج17، ص307 پر اس حدیثِ پاک کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "تو جو شخص سود کا ایک پیسہ لینا چاہے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مانتا ہے تو ذرا گریبان میں منہ ڈال کر پہلے سوچ لے کہ اس پیسہ کا نہ ملنا قبول ہے یا اپنی ماں سے ستر ستر (70) بار زنا کرنا۔ سود لینا حرام قطعی وکبیرہ وعظیمہ ہے جس کا لینا کسی طرح روا نہیں۔" (فتاویٰ رضویہ، ج17، ص307)

بَابُ جَوَازِ تَعْلِيقِ الْإِحْرَامِ وَهُوَ أَنْ يُحْرِمَ بِإِحْرَامٍ كَإِحْرَامِ فُلَانٍ

باب: احرام کو معلق کرنے کا جواز اور وہ یہ ہے کہ آدمی کسی دوسرے شخص کے احرام کے موافق احرام کو باندھ لے

609- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُنِيخٌ بِالْبَطْحَاءِ فَقَالَ لِي أَحَجَجْتَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ بِمَ أَهْلَلْتَ قَالَ قُلْتُ لَبَّيْكَ بِإِهْلَالٍ كَإِهْلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَقَدْ أَحْسَنْتَ طُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَأَحِلَّ قَالَ فَطُفْتُ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ أَتَيْتُ امْرَأَةً مِنْ بَنِي قَيْسٍ فَفَلَتْ رَأْسِي ثُمَّ أَهْلَلْتُ بِالْحَجِّ قَالَ فَكُنْتُ أُفْتِي بِهِ النَّاسَ حَتَّى كَانَ فِي خِلَافَةِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا أَبَا

مُوْسٰی اَوْ یَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَیْسٍ رُوَیْدَكَ بَعْضَ فُتْیَاكَ فَاِنَّكَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی النُّسُكِ بَعْدَكَ فَقَالَ یَا اَیُّهَا النَّاسُ مَنْ كُنَّا اَفْتَیْنَاهُ فُتْیَا فَلْیَتَّئِدْ فَاِنَّ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ قَادِمٌ عَلَیْكُمْ فَبِهٖ فَأْتَمُّوْا قَالَ فَقَدِمَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ اِنْ نَأْخُذْ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَاِنَّ كِتَابَ اللّٰهِ یَأْمُرُ بِالتَّمَامِ وَاِنْ نَأْخُذْ بِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمْ یَحِلَّ حَتّٰی بَلَغَ الْهَدْیُ مَحِلَّهٗ

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں گیا اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بطحائے مکہ مکرمہ میں اونٹوں کو بٹھا رکھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ تم نے حج کی نیت باندھ لی ہے۔ میں عرض گزار ہوا: ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا: تم نے کیسے احرام باندھا ہے؟ میں عرض گزار ہوا: میں نے اس طرح نیت کی کہ جس کا احرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باندھا تھا اسی کا میں نے باندھا ہے۔ ارشاد فرمایا: تم نے پھر ٹھیک کیا ہے۔ تم بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی کرنے کے بعد اب حلال ہو جاؤ۔ راوی فرماتے ہیں کہ میں نے خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ صفا و مروہ کے درمیان سعی کی اس کے بعد بنو قیس کی عورت کے پاس آیا جس نے میرے سر کی جوؤں کو دیکھا۔ پھر میں نے حج کا احرام باندھا۔ اور میں لوگوں کو اسی طرح ہی فتویٰ دیا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت آ پہنچا ایک آدمی نے مجھے کہا: اے ابوموسیٰ یا اے عبداللہ بن قیس! اس فتویٰ کو ترک کر دو۔ اس لئے کہ تم کو پتہ نہیں کہ امیر المومنین نے تمہارے بعد حج میں کون کون سے احکام کو جاری فرما دیا ہے۔ اس کے بعد حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے جن کو فتوے دے رکھے تھے۔ انہیں فرمایا: رکو۔ امیر المومنین تشریف لانے والے ہیں۔ ان کی اتباع کر لینا۔ راوی کا بیان ہے کہ جس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو میں نے اس بات کو عرض کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر ہم کتاب اللہ کی اطاعت کریں تو کتاب اللہ ہم کو حج و عمرہ پورا کرنے کا حکم فرماتی ہے اور اگر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر عمل پیرا ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تب تک حلال نہ ہوئے جس وقت تک قربانی کا جانور اپنے محل تک نہ پہنچ گیا۔ (سنن دارمی: رقم الحدیث: 1869، سنن النسائی: رقم الحدیث: 2692، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 1609، مسند احمد: رقم الحدیث: 18713)

610- وَحَدَّثَنَاهُ عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ فِیْ هٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ

دوسری سند سے بھی اسی کی مثل مروی ہے۔ (مرجع السابق)

611- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ یَعْنِی ابْنَ مَهْدِیٍّ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ قَیْسٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُنِیْخٌ بِالْبَطْحَاءِ فَقَالَ بِمَ اَهْلَلْتَ قَالَ قُلْتُ اَهْلَلْتُ بِاِهْلَالِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ سُقْتَ مِنْ هَدْیٍ قُلْتُ لَا قَالَ فَطُفْ بِالْبَیْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حِلَّ فَطُفْتُ بِالْبَیْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ اَتَیْتُ امْرَاَةً مِّنْ قَوْمِیْ فَمَشَطَتْنِیْ وَغَسَلَتْ رَاْسِیْ فَكُنْتُ اُفْتِی النَّاسَ بِذٰلِكَ فِیْ اِمَارَةِ اَبِیْ بَكْرٍ وَّاِمَارَةِ عُمَرَ فَاِنِّیْ لَقَائِمٌ بِالْمَوْسِمِ اِذْ جَائَنِیْ رَجُلٌ فَقَالَ اِنَّكَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثَ

Marfat.com

اَمِیرُ الْمُؤْمِنِیْنَ فِیْ شَانِ النُّسُكِ فَقُلْتُ اَیُّهَا النَّاسُ مَنْ کُنَّا اَفْتَیْنَاهُ بِشَیْءٍ فَلْیَتَّئِدْ فَهٰذَا اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ قَادِمٌ عَلَیْکُمْ فَبِهٖ فَأْتَمُّوا فَلَمَّا قَدِمَ قُلْتُ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ مَا هٰذَا الَّذِیْ اَحْدَثْتَ فِیْ شَاْنِ النُّسُكِ قَالَ اِنْ نَّاْخُذْ بِکِتَابِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ (وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ) وَاِنْ نَّاْخُذْ بِسُنَّةِ نَبِیِّنَا عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَاِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمْ یَحِلَّ حَتّٰی نَحَرَ الْهَدْیَ

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر ہوا اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطحائے مکہ مکرمہ میں اونٹ بٹھار کھے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: تم نے کس چیز کا احرام باندھ رکھا ہے؟ میں عرض گزار ہوا: میں نے یہ نیت کر لی تھی کہ میرا بھی اسی چیز کا احرام ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھ رکھا ہے۔ اس پر دریافت فرمایا: کیا تم نے قربانی کا جانور بھیجا ہے۔ میں عرض گزار ہوا: نہیں۔ ارشاد فرمایا: خانہ کعبہ کا طواف کرو اور صفا و مروہ کی سعی کرو اس کے بعد حلال ہو جاؤ۔ چنانچہ میں نے طواف بیت اللہ کیا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کی اس کے بعد اپنی قوم کی ایک عورت کی جانب آیا تو اس نے میرے بالوں کے اندر کنگھی کی اور میرے سر کو دھویا۔ میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے زمانہ خلافت میں اسی چیز کا فتویٰ دیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ میری حج کے دنوں میں ایک آدمی سے ملاقات ہوئی۔ تو وہ کہنے لگا: تم کو اس بات کا پتہ نہیں کہ امیر المومنین نے حج کے متعلق کون سے نئے احکام کو جاری کیا ہے۔ اس پر میں نے اعلان کر دیا کہ میں نے جن لوگوں کو حج کے متعلق فتویٰ دیا ہے وہ اس پر عمل پیرا نہ ہوں۔ اس لئے کہ امیر المومنین تشریف لے آنے والے ہیں۔ تم اس بارے میں ان کے احکام پر عمل پیرا ہونا۔ جس وقت امیر المومنین آ گئے تو میں عرض گزار ہوا: آپ نے حج کے بارے میں کیا حکم جاری فرمایا ہے۔ تو وہ فرمانے لگے کہ اگر ہم رب تعالیٰ کی کتاب پر عمل پیرا ہوں تو رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: "اتموا الحج والعمرة للہ" اور اگر ہم اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل پیرا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک حلال نہ ہوئے جس وقت تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے جانور کو نحر نہ فرما لیا۔

(مرجع السابق)

612-وَحَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَّعَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ قَالَا اَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ اَخْبَرَنَا اَبُوْ عُمَیْسٍ عَنْ قَیْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَنِیْ اِلَی الْیَمَنِ قَالَ فَوَافَقْتُهٗ فِی الْعَامِ الَّذِیْ حَجَّ فِیْهِ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا اَبَا مُوْسٰی کَیْفَ قُلْتَ حِیْنَ اَحْرَمْتَ قَالَ قُلْتُ لَبَّیْكَ اِهْلَالًا کَاِهْلَالِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلْ سُقْتَ هَدْیًا فَقُلْتُ لَا قَالَ فَانْطَلِقْ فَطُفْ بِالْبَیْتِ وَبَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ اَحِلَّ ثُمَّ سَاقَ الْحَدِیْثَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ شُعْبَةَ وَسُفْیَانَ

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی جانب روانہ فرمایا تھا اور میں اسی سال لوٹ آیا جس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج فرمایا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: اے ابوموسیٰ! تم نے احرام باندھنے کے وقت کیا نیت کی تھی میں عرض گزار ہوا: میں نے یہ نیت کی تھی کہ میرا بھی وہی احرام ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھ رکھا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

دریافت فرمایا: جا کر بیت اللہ کا طواف کرو اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرو پھر حلال ہو جاؤ۔ پھر آگے پچھلی حدیث کی مانند بیان فرمایا ہے۔(مرجع السابق)

613- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ اَبِيْ مُوْسٰى عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى اَنَّهٗ كَانَ يُفْتِيْ بِالْمُتْعَةِ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ رُوَيْدَكَ بِبَعْضِ فُتْيَاكَ فَاِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي النُّسُكِ بَعْدُ حَتّٰى لَقِيَهٗ بَعْدُ فَسَاَلَهٗ فَقَالَ عُمَرُ قَدْ عَلِمْتُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ فَعَلَهٗ وَاَصْحَابُهٗ وَلٰكِنْ كَرِهْتُ اَنْ يَّظَلُّوْا مُعْرِسِيْنَ بِهِنَّ فِي الْاَرَاكِ ثُمَّ يَرُوْحُوْنَ فِي الْحَجِّ تَقْطُرُ رُءُوْسُهُمْ

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ تمتع کا فتویٰ دیا کرتے تھے انہیں ایک آدمی نے کہا: آپ ذرا اپنے فتویٰ سے رک جائیں اس لئے کہ تم کو پتہ نہیں کہ تمہارے بعد امیر المومنین نے حج میں کیا کیا نئے احکام کو جاری فرمایا ہے ان پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے ملاقات کی اور ان سے اس بارے میں دریافت کیا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے علم ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تمتع کیا ہے مگر میں اس وجہ سے پسند نہیں کرتا کہ لوگ پیلو کے درختوں کے تلے اپنی عورتوں سے لطف اندوز ہوں بعد میں اسی حالت میں حج کرنے رَوانہ ہو پڑیں کہ ان کے سروں سے پانی کے قطرات گر رہے ہوں۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3715، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 2970، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8654، سنن دارمی: رقم الحدیث: 1869)

تشریح:

ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ احرام میں ایسی نیت بھی کر سکتے ہیں کہ میں فلاں بزرگ نے جو نیت کی ہے میں بھی ویسی ہی نیت کرتا ہوں، یہ جائز ہے، اور اس کا ماخذ باب مذکورہ بالا کی احادیث ہیں۔

بَابُ جَوَازِ التَّمَتُّعِ

باب: حج تمتع کا جواز

614- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَقِيْقٍ كَانَ عُثْمَانُ يَنْهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ وَكَانَ عَلِيٌّ يَاْمُرُ بِهَا فَقَالَ عُثْمَانُ لِعَلِيٍّ كَلِمَةً ثُمَّ قَالَ عَلِيٌّ لَقَدْ عَلِمْتَ اَنَّا قَدْ تَمَتَّعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَجَلْ وَلٰكِنَّا كُنَّا خَائِفِيْنَ

عبداللہ بن شقیق کا بیان ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تمتع سے روکتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ تمتع کا حکم فرمایا کرتے تھے اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کچھ ارشاد فرمایا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ کو علم ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت حج تمتع ادا کیا ہے اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں مگر اس وقت ہم

ہوئے تھے۔(سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8664، مسند احمد: رقم الحدیث: 405، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 6)

615- وَحَدَّثَنِيهِ يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

دوسری سند سے بھی اسی طرح مروی ہے۔(مرجع السابق)

616- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ اجْتَمَعَ عَلِيٌّ وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا بِعُسْفَانَ فَكَانَ عُثْمَانُ يَنْهَى عَنِ الْمُتْعَةِ أَوِ الْعُمْرَةِ فَقَالَ عَلِيٌّ مَا تُرِيدُ إِلَى أَمْرٍ قَدْ فَعَلَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَنْهَى عَنْهُ فَقَالَ عُثْمَانُ دَعْنَا مِنْكَ فَقَالَ إِنِّي لَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَدَعَكَ فَلَمَّا أَنْ رَأَى عَلِيٌّ ذَلِكَ أَهَلَّ بِهِمَا جَمِيعًا

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مقام عسفان میں اکٹھے ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تمتع یا عمرہ سے روکا کرتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ کو کیا ہے کہ اس کام سے روک رہے ہیں جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بجالایا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم کو ہمارے حال پر رہنے دیجئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں آپ کو یوں نہیں رہنے دوں گا۔ تو جس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ ملاحظہ کیا تو حج وعمرہ کا احرام باندھ لیا۔(سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8863، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 3351، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث: 342، مسند احمد: رقم الحدیث: 1089)

617- وَحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتِ الْمُتْعَةُ فِي الْحَجِّ لِأَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حج تمتع اصحاب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ تھا۔(سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3794، معجم الاوسط: رقم الحدیث: 3320، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 2976، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8666)

618- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَيَّاشٍ الْعَامِرِيِّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتْ لَنَا رُخْصَةً يَعْنِي الْمُتْعَةَ فِي الْحَجِّ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے لئے حج تمتع کی رخصت تھی۔(سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3791، معجم الاوسط: رقم الحدیث: 1721، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8665، سنن النسائی: رقم الحدیث: 2759)

619- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ فُضَيْلٍ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ أَبُو ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَا تَصْلُحُ الْمُتْعَتَانِ إِلَّا لَنَا خَاصَّةً يَعْنِي مُتْعَةَ النِّسَاءِ وَمُتْعَةَ الْحَجِّ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے لئے دو تمتع خاص تھے تمتع بالحج اور تمتع بالنساء۔(مرجع السابق)

620- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ بَيَانٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ قَالَ أَتَيْتُ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيَّ وَإِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيَّ فَقُلْتُ إِنِّي أَهُمُّ أَنْ أَجْمَعَ الْعُمْرَةَ وَالْحَجَّ الْعَامَ فَقَالَ إِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ لٰكِنْ أَبُوكَ لَمْ يَكُنْ لِيَهُمَّ بِذٰلِكَ قَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ بَيَانٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ مَرَّ بِأَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِالرَّبَذَةِ فَذَكَرَ لَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ إِنَّمَا كَانَتْ لَنَا خَاصَّةً دُونَكُمْ

عبدالرحمن بن ابی الشعثاء سے روایت ہے کہ میں ابراہیم نخعی اور ابراہیم تیمی کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ میں اس سال حج وعمرہ ایک ہی ساتھ ادا کروں۔ حضرت ابراہیم نخعی نے فرمایا: مگر تمہارے باپ تو حج اور عمرہ کو نہ ملایا کرتے تھے۔ اور ابراہیم تیمی اپنے والد سے راوی ہیں کہ یہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس سے مقام ربذہ میں گزرے تو ان سے انہوں نے تذکرہ کیا اس پر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ تو ہمارے ساتھ خاص تھا تمہارے واسطے تو یہ نہیں ہے۔ (مرجع السابق)

621- وَحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنِ الْفَزَارِيِّ قَالَ سَعِيدٌ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ غُنَيْمِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ سَأَلْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ الْمُتْعَةِ فَقَالَ فَعَلْنَاهَا وَهٰذَا يَوْمَئِذٍ كَافِرٌ بِالْعُرُشِ يَعْنِي بُيُوتَ مَكَّةَ

غنم بن قیس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے تمتع کے متعلق دریافت کیا۔ تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم لوگوں نے تو تمتع ادا کیا ہے جبکہ یہ (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) تو اس دوران مکہ مکرمہ کے مکانوں میں کفر کی حالت میں مبتلا تھے۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 5540، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 277، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8636، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 3369)

622- وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فِي رِوَايَتِهِ يَعْنِي مُعَاوِيَةَ

دوسری سند سے یونہی مروی ہے۔ (مرجع السابق)

623- وَحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي خَلَفٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ جَمِيعًا عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِهِمَا وَفِي حَدِيثِ سُفْيَانَ الْمُتْعَةُ فِي الْحَجِّ

دوسری سند سے بھی یہ روایت مروی ہے اور حدیث سفیان میں تمتع فی الحج مذکور ہے۔ (مرجع السابق)

624- وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ قَالَ لِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ إِنِّي لَأُحَدِّثُكَ بِالْحَدِيثِ الْيَوْمَ يَنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهِ بَعْدَ الْيَوْمِ وَاعْلَمْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَعْمَرَ طَائِفَةً مِنْ أَهْلِهِ فِي الْعَشْرِ فَلَمْ تَنْزِلْ آيَةٌ تَنْسَخُ ذٰلِكَ وَلَمْ يَنْهَ عَنْهُ حَتّٰى مَضٰى لِوَجْهِهِ ارْتَأَى كُلُّ امْرِئٍ بَعْدُ مَا شَاءَ أَنْ يَرْتَئِيَ

Marfat.com

مطرف کا بیان ہے کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا: میں تم کو آج ایک ایسی حدیث بیان فرماؤں جس سے آج کے بعد رب تعالیٰ تم کو نفع پہنچائے گا۔ اور خوب جان لو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اہل میں ایک گروہ کو عشرہ ذوالحجۃ الحرام میں حج تمتع کروایا۔ اس کے بعد ایسی کسی بھی آیت کا نزول نہ ہوا جس نے اس حکم کو منسوخ کر دیا ہو۔ نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دنوں میں عمرہ کرنے سے روکا ہے۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا سے ظاہری پردہ فرما گئے۔ پھر جس نے بھی اس کے خلاف کہا اس نے صرف اپنی رائے کو دخل دیا۔ (مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 1226)

625-وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ كِلَاهُمَا عَنْ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ ابْنُ حَاتِمٍ فِي رِوَايَتِهِ ارْتَأَى رَجُلٌ بِرَأْيِهِ مَا شَاءَ يَعْنِي عُمَرَ

اور ابن حاتم نے ایک روایت میں کہا ہے کہ ایک آدمی نے اپنی رائے سے جو چاہا فرما دیا۔ یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے۔ (مرجع السابق)

626-وَحَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ قَالَ لِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ أُحَدِّثُكَ حَدِيثًا عَسَى اللهُ أَنْ يَنْفَعَكَ بِهِ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ بَيْنَ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ ثُمَّ لَمْ يَنْهَ عَنْهُ حَتّٰى مَاتَ وَلَمْ يَنْزِلْ فِيهِ قُرْآنٌ يُحَرِّمُهُ وَقَدْ كَانَ يُسَلَّمُ عَلَيَّ حَتّٰى اكْتَوَيْتُ فَتُرِكْتُ ثُمَّ تَرَكْتُ الْكَيَّ فَعَادَ

مطرف کا بیان ہے کہ مجھے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تم کو ایک حدیث بیان کرتا ہوں۔ اور مجھے توقع ہے کہ تمہیں رب تعالیٰ اس سے نفع دے گا یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج اور عمرہ کو جمع فرمایا۔ اور اس کے بعد اس سے روکا نہیں یہاں تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا سے ظاہری پردہ فرما گئے۔ نہ ہی قرآن مجید میں اس کی حرمت کے متعلق کسی حکم کا نزول ہوا اور میرے اوپر تو ملائکہ اس وقت بھی سلام بھیجتے تھے۔ جس وقت تک میں نے علاج معالجہ کی خاطر داغ نہیں لگوائے تھے اور جس وقت میں نے داغ لگوائے تو یہ سلام موقوف ہو گیا اور جس وقت داغ لگوانے کو ترک کر دیا تو یہ معاملہ پھر سے جاری ہو گیا۔ (مرجع السابق)

627-وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ سَمِعْتُ مُطَرِّفًا قَالَ قَالَ لِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ بِمِثْلِ حَدِيثِ مُعَاذٍ

دوسری سند سے بھی یہ روایت ہے۔ (مرجع السابق)

628-وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ بَعَثَ إِلَيَّ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ فِي مَرَضِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ فَقَالَ إِنِّي كُنْتُ مُحَدِّثَكَ بِأَحَادِيثَ لَعَلَّ اللهَ أَنْ يَنْفَعَكَ بِهَا بَعْدِي فَإِنْ عِشْتُ فَاكْتُمْ عَنِّي وَإِنْ مُتُّ فَحَدِّثْ بِهَا إِنْ شِئْتَ إِنَّهُ قَدْ سُلِّمَ عَلَيَّ وَاعْلَمْ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَمَعَ بَيْنَ حَجٍّ وَعُمْرَةٍ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ فِيهَا كِتَابُ اللهِ وَلَمْ يَنْهَ عَنْهَا نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَجُلٌ فِيهَا بِرَأْيِهِ مَا شَاءَ

Marfat.com

مطرف کا بیان ہے کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو جس وقت مرض وصال لاحق ہوا تو مجھے انہوں نے بلا کر ارشاد فرمایا: میں تم کو کچھ حدیثیں سناؤں گا ہوسکتا ہے کہ رب تعالیٰ میرے بعد تم کو ان سے نفع دے۔ اگر میں حیات رہا تو مجھ سے وہ روایت نہ کرنا۔ اور اگر میں وفات پا گیا تو پھر چاہے روایت کر لینا۔ مجھے سلام کیا گیا (ملائکہ کا) اور اس بات کو جان لو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج وعمرہ دونوں کو جمع فرمایا ہے۔ پھر کتاب اللہ میں ایسی کسی بھی آیت کا نزول نہ ہوا جس کے اندر اس سے روکا گیا ہو۔ اور نہ ہی اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روکا ہے۔ اور جس آدمی نے جو چاہا کہا اس نے صرف اپنی رائے کو دخل دیا۔ (مرجع السابق)

629- وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيرِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اعْلَمْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ بَيْنَ حَجٍّ وَعُمْرَةٍ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ فِيهَا كِتَابٌ وَلَمْ يَنْهَنَا عَنْهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيهَا رَجُلٌ بِرَأْيِهِ مَا شَاءَ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں بخوبی جانتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج وعمرہ دونوں کو جمع فرمایا اس کے بعد کتاب میں کسی طرح کے بھی ایسے حکم کا نزول نہ ہوا جس کے اندر اس سے منع کیا گیا ہو اور نہ ہی اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روکا ہے۔ اور جس آدمی نے جو بھی کہا اس نے اپنی صرف رائے کو دخل دیا۔ (مرجع السابق)

630- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنِي عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ تَمَتَّعْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَنْزِلْ فِيهِ الْقُرْآنُ قَالَ رَجُلٌ بِرَأْيِهِ مَا شَاءَ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت حج تمتع کیا اور اس کے ممنوع ہونے میں قرآن مجید میں کسی بھی حکم کا نزول نہ ہوا اور جس آدمی نے جو چاہا اس نے اپنی رائے کا دخل دیا۔ (مرجع السابق)

631- وَحَدَّثَنِيهِ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ وَاسِعٍ عَنْ مُطَرِّفِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيرِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ قَالَ تَمَتَّعَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَمَتَّعْنَا مَعَهُ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج تمتع کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت ہم نے بھی حج تمتع کیا۔ (مرجع السابق)

632- حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ الْبَكْرَاوِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ قَالَ قَالَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ نَزَلَتْ آيَةُ الْمُتْعَةِ فِي كِتَابِ اللّٰهِ يَعْنِي مُتْعَةَ الْحَجِّ وَأَمَرَنَا بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لَمْ تَنْزِلْ آيَةٌ تَنْسَخُ آيَةَ مُتْعَةِ الْحَجِّ وَلَمْ يَنْهَ عَنْهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى مَاتَ قَالَ رَجُلٌ بِرَأْيِهِ بَعْدُ مَا شَاءَ

Marfat.com

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تمتع کی آیت کا نزول قرآن مجید میں ہوا اور ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا حکم ارشاد فرمایا۔ اس کے بعد کسی ایسی آیت کریمہ کا نزول نہ ہوا جو تمتع کو منسوخ کر دیتی ہو۔ اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے روکا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دنیا سے ظاہری پردہ فرمالیا۔ پھر ایک آدمی نے اس کے بعد جو چاہا اپنی رائے کا دخل دے دیا۔ (مرجع السابق)

633-وَحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عِمْرَانَ الْقَصِيرِ حَدَّثَنَا أَبُورَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَفَعَلْنَاهَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَقُلْ وَأَمَرَنَا بِهَا

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے کچھ تغیر کے ساتھ روایت مروی ہے۔ (مرجع السابق)

تشریح:

باب مذکورہ بالا میں تمتع کے جواز اور عدم جواز پر دلائل مذکور ہیں، جن میں اکابر صحابہ کرام کا آپس میں اختلاف پایا گیا ہے، جیسے کہ احادیث مذکورہ بالا سے ثابت ہے، لیکن یہ کسی حسد، بغض یا ذاتی دشمنی کی وجہ سے نہیں، چونکہ حج تمتع پر دلائل ماقبل گزر چکے ہیں، مزید برآں باب مذکورہ بالا کے آخر میں درج کردہ احادیث بھی حج تمتع کے جواز پر ثبوت ہیں، لہٰذا ہم یہاں پر اس اختلاف کی نوعیت بیان کرتے ہیں، علامہ غلام رسول سعید علیہ رحمۃ الرحمٰن لکھتے ہیں:

"قرآن اور حدیث کی بناء پر اکابر علماء سے اختلاف کرنے کا جواز:

حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) یہ کہتے تھے کہ میت پر گھر والوں کے رونے سے اس میت کو عذاب ہوگا اور حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) کے سامنے اس کا قرآن مجید سے رد کیا (صحیح بخاری) حالانکہ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) دوسرے خلیفہ راشد ہیں اور ان کا مرتبہ حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے بڑا ہے' اس سے معلوم ہوا کہ دلیل کے ساتھ اکابر علماء سے اختلاف کرنا جائز ہے۔

اسی طرح حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) اور عثمان (رضی اللہ عنہ) حج تمتع کرنے سے منع کرتے تھے اور حضرت علی (رضی اللہ عنہ)' حضرت عمران بن حصین وغیرہما ان سے اختلاف کرتے تھے کیونکہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے حج تمتع کرنا ثابت ہے۔

امام بخاری (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) روایت کرتے ہیں:

مروان بن الحکم بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) اور حضرت علی کے زمانہ میں حاضر تھا' حضرت عثمان تمتع کرنے سے منع کر رہے تھے' حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے یہ دیکھا تو حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے حج اور عمرہ کا احرام باندھا اور فرمایا: میں کسی شخص کے قول کی وجہ سے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی سنت کو ترک نہیں کروں گا۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۱۳' مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' کراچی' ۱۳۸۱ھ)

Marfat.com

امام ترمذی (رحمۃ اللہ علیہ) روایت کرتے ہیں:

سالم بن عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ شام کے ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سے تمتع کے متعلق سوال کیا' انہوں نے کہا: یہ حلال ہے' شامی نے کہا: آپ کے باپ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) اس سے منع کرتے تھے! حضرت ابن عمر (رضی اللہ عنہما) نے فرمایا: یہ بتاؤ کہ اگر میرے باپ نے تمتع سے منع کیا ہو اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے تمتع کیا ہو تو میرے باپ کے حکم پر عمل کیا جائے گا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے طریقہ پر عمل کیا جائے گا؟ اس شخص نے کہا: بلکہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے طریقہ پر عمل کیا جائے گا' حضرت ابن عمر (رضی اللہ عنہما) نے فرمایا: تو بے شک رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے تمتع کیا ہے' امام ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(جامع ترمذی ص ۱٤۱ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب' کراچی)

حضرت علی' حضرت عمران بن حصین اور حضرت ابن عمر علم وفضل اور مرتبہ ومقام میں حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) اور حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) سے کم درجہ کے تھے لیکن انہوں نے دلائل کی بناء پر اپنے سے بڑے درجہ کے صحابہ سے اختلاف کیا اور ان کا رد کیا اور اس چیز کو ان کے مرتبہ کی خلاف ورزی یا بے ادبی نہیں سمجھا گیا' آج اگر قرآن اور حدیث کی بناء پر کسی مشہور عالم سے اختلاف کیا جائے تو اس کے معتقدین کہتے ہیں کہ ان کو قرآن اور حدیث کا علم نہیں تھا؟ کیونکہ خیر القرون میں لوگ اس قدر غلو کا شکار نہیں تھے اور کسی شخص کی رائے اور اس کے قول کو قرآن اور حدیث پر فوقیت نہیں دیتے تھے۔

حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) جنبی کے لیے تیمم کو جائز نہیں قرار دیتے تھے' حضرت عمار بن یاسر (رضی اللہ عنہ) نے ایک حدیث کی بناء پر ان سے اختلاف کیا۔

امام بخاری (رحمۃ اللہ علیہ) روایت کرتے ہیں:

عبدالرحمان بن ابزی بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آ کر حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) سے پوچھا: میں جنبی ہو گیا اور مجھے پانی نہیں ملا' حضرت عمار بن یاسر نے حضرت عمر بن الخطاب سے کہا: کیا آپ کو یاد نہیں کہ میں اور آپ ایک سفر میں تھے' ہم دونوں جنبی ہو گئے' آپ نے تو نماز نہیں پڑھی اور میں زمین پر لوٹ پوٹ ہو گیا اور میں نے نماز پڑھ لی' پھر میں نے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے اس کا ذکر کیا تو نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: تمہیں اس طرح کر لینا کافی تھا' پھر نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنی ہتھیلیاں زمین پر ماریں' ان پر پھونک ماری اور چہرے اور ہاتھوں پر تیمم کیا۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ٤۸ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' کراچی' ۱۳۸۱ھ)

شقیق بن سلمہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) اور حضرت ابوموسیٰ (رضی اللہ عنہ) کے پاس بیٹھا ہوا تھا' حضرت ابوموسیٰ (رضی اللہ عنہ) نے حضرت ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے پوچھا: جب ایک شخص جنبی ہو اور اس کو پانی نہ ملے تو وہ کیا کرے؟ حضرت ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: جب تک پانی نہ ملے وہ نماز نہ پڑھے' حضرت ابوموسیٰ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: پھر آپ حضرت عمار (رضی اللہ عنہ) کی حدیث کا کیا جواب دیں گے؟ حضرت ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے کہا: کیا تم کو معلوم نہیں کہ حضرت عمر ان کی روایت سے مطمئن نہیں تھے؟ حضرت ابوموسیٰ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: اچھا حضرت عمار (رضی اللہ عنہ) کی حدیث کو چھوڑیں آپ اس آیت کا کیا جواب دیں گے:

Marfat.com

(آیت) "اولمستم النسآء فلم تجدوا مآء فتیمموا" (المائدہ:۶)

"جب تم جنبی ہو جاؤ اور پانی نہ ملے تو تیمم کرو۔" حضرت ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) کو اس آیت کا کوئی جواب نہ آیا' پھر وہ کہنے لگے: اگر میں لوگوں کو اس کی اجازت دے دوں تو جس کو سردی لگے گی وہ غسل کی جگہ تیمم کر لے گا۔

(صحیح بخاری ج۱ ص۵۰ 'مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' کراچی' ۱۳۸۱ھ)

اس مسئلہ میں بھی جمہور امت نے حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کے قول اور حضرت ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) کی رائے پر عمل نہیں کیا بلکہ قرآن اور حدیث پر عمل کیا ہے۔

بعض جمود لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ صحابہ سب مجتہد تھے' ان کا ایک دوسرے سے اختلاف جائز ہے' ہم مقلد ہیں' ہمارا ائمہ اور اکابر علماء سے اختلاف جائز نہیں' میں کہتا ہوں کہ دلائل کی بناء پر ہمارے فقہاء نے امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) سے بھی اختلاف کیا ہے' مثلاً علامہ ابن نجیم نے لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) کے نزدیک شوال کے چھ روزے رکھنا مکروہ ہے خواہ وہ متفرق رکھے جائیں یا متصلاً اور امام ابو یوسف کے نزدیک یہ روزے متصلاً رکھنا مکروہ ہیں لیکن عام متاخرین کے نزدیک ان میں کراہت نہیں ہے۔

(البحر الرائق ج۲ ص۲۵۸ 'مطبوعہ مطبع علمیہ' مصر ۱۳۱۱ھ)

اور علامہ شرنبلالی نے لکھا ہے کہ شوال کے چھ روزے رکھنے مستحب ہیں کیونکہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: جس نے رمضان کے بعد متصل چھ روزے رکھے اس کو دائماً روزہ رکھنے کا اجر ملے گا۔

(صحیح مسلم ج۱ ص۳۶۹) (مراقی الفلاح ص۳۸۷ 'مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البابی واولادہ' مصر ۱۳۵۶ھ)

اسی طرح عقیقہ کو امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) نے مباح کہا ہے لیکن ہمارے فقہاء نے حدیث کی بناء پر کہا: یہ سنت ہے اور کار ثواب ہے' بہر حال قرآن اور حدیث سب پر مقدم ہیں اور قرآن اور حدیث کے دلائل کی وجہ سے اکابر علماء سے اختلاف کرنا جائز ہے اور میری زندگی کا یہی مشن ہے کہ قرآن اور حدیث کی بالادستی بیان کروں۔" (تبیان القرآن، تحت: البقرۃ:132)

نوٹ: خیال رہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے خود واضح فرمادیا تھا کہ اگر میرا قول قرآن وسنت کے خلاف ہو، تو تم پر قرآن وسنت کی پیروی کرنا ضروری ہے۔

بَابُ وُجُوْبِ الدَّمِ عَلَى الْمُتَمَتِّعِ وَاَنَّهٗ اِذَا عَدَمَهٗ لَزِمَهٗ صَوْمُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعَ اِلٰى اَهْلِهٖ

باب: تمتع کرنے والے پر قربانی کا وجوب اور جب وہ احرام سے باہر ہو جائے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ حج کے دنوں میں تین روزوں کو رکھے اور گھر لوٹ کر سات روزوں کو رکھے

(نوٹ: باب کا ترجمہ کرنے میں مترجم سے سہو ہو گیا ہے، کیونکہ باب کا ترجمہ یہ بنتا ہے: تمتع کرنے والے پر قربانی کا وجوب اور جب وہ قربانی کی طاقت نہ رکھے، تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ (قربانی کی جگہ) حج کے دنوں میں تین روزوں کو رکھے اور گھر لوٹ کر

Marfat.com

سات روزوں کو رکھے، نوید علوی)

634- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ تَمَتَّعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ وَأَهْدَى فَسَاقَ مَعَهُ الْهَدْيَ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَبَدَأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ أَهَلَّ بِالْحَجِّ وَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَكَانَ مِنَ النَّاسِ مَنْ أَهْدَى فَسَاقَ الْهَدْيَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ يُهْدِ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ قَالَ لِلنَّاسِ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ أَهْدَى فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَجَّهُ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ أَهْدَى فَلْيَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلْيُقَصِّرْ وَلْيَحْلِلْ ثُمَّ لِيُهِلَّ بِالْحَجِّ وَلْيُهْدِ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا فَلْيَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةً إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ وَطَافَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَدِمَ مَكَّةَ فَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ أَوَّلَ شَيْءٍ ثُمَّ خَبَّ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ مِنَ السَّبْعِ وَمَشَى أَرْبَعَةَ أَطْوَافٍ ثُمَّ رَكَعَ حِينَ قَضَى طَوَافَهُ بِالْبَيْتِ عِنْدَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَانْصَرَفَ فَأَتَى الصَّفَا فَطَافَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعَةَ أَطْوَافٍ ثُمَّ لَمْ يَحْلِلْ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتَّى قَضَى حَجَّهُ وَنَحَرَ هَدْيَهُ يَوْمَ النَّحْرِ وَأَفَاضَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ وَفَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَهْدَى وَسَاقَ الْهَدْيَ مِنَ النَّاسِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ کو ملا کر حجۃ الوداع کے موقع پر تمتع فرمایا۔ اور قربانی بھی دی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم قربانی والے جانور کو اپنی معیت ذوالحلیفہ سے لے کر گئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے قبل عمرہ کے لئے لبیک اللھم لبیک فرمایا پھر حج کے لئے لبیک اللھم لبیک کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت لوگوں نے حج تمتع کیا کچھ لوگوں کے پاس قربانی کے جانور تھے اور ان لوگوں نے قربانی کے جانوروں کو بھیج دیا تھا۔ اور کچھ لوگوں کے پاس قربانی کے جانور نہ تھے جس وقت مکہ مکرمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ فگن ہوئے تو لوگوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جو قربانی کے جانور بھیج چکا ہے وہ اس وقت ان چیزوں سے حلال نہ ہو جو اس کے اوپر حج میں حرام ہوگئی ہیں جس وقت تک کہ اپنے حج سے فراغت نہ پا لے۔ اور جس نے تم میں سے قربانی کا جانور نہیں بھیجا ہے اس کو بیت اللہ کا طواف کر لینا چاہئے اور صفا و مروہ کی سعی کر لینی چاہئے اور وہ بال کاٹ کر حلال ہو جائے پھر حج کا احرام باندھے اور قربانی کرے اور جس کے پاس قربانی نہیں ہے تو وہ حج کے دنوں میں تین دن کے روزے رکھے۔ اور سات روزوں کو گھر واپس ہونے کے بعد رکھ لے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت مکہ مکرمہ میں جلوہ افروز ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے حجر اسود کی تعظیم فرمائی۔ پھر طواف کے سات پھیروں میں تین پھیرے دوڑتے ہوئے لگائے اور چار پھیرے حسب چال لگائے۔ تو جس وقت طواف کر لیا تو اس کے بعد مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز ادا

Marfat.com

فرمائی۔ پھر سلام پھیر کر فراغت پالی پھر صفا پر جلوہ افروز ہوئے اور سات پھیرے لگائے۔ اور جو چیزیں حج میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر حرام ہو چکی تھیں ان میں سے کسی سے بھی حلال نہ ہوئے یہاں تک کہ حج کو پورا فرمالیا۔ اور قربانی والے روز اپنے قربانی والے جانور کو ذبح فرمایا پھر طواف افاضہ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان ساری چیزوں کے لئے حلال ہو گئے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حج میں حرام تھیں۔ اور جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قربانی کے جانور بھیجے تھے۔ انہوں نے بھی یونہی کیا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3712، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1540، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8639، سنن النسائی: ج: 9، ص: 91)

635- وَحَدَّثَنِيهِ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي تَمَتُّعِهِ بِالْحَجِّ إِلَى الْعُمْرَةِ وَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَهُ بِمِثْلِ الَّذِي أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ کو ملا کر حج تمتع فرمایا اور لوگوں نے بھی حج تمتع کیا۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8641، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 3196، مسند احمد: ج: 13، ص: 4، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 1228)

تشریح:

ان احادیث مبارکہ میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ حج تمتع کرنے والے پر قربانی کرنا واجب ہے، اور طاقت نہ رکھنے کی صورت میں 10 روزے رکھنے ہوں گے، ارشادِ خداوندی ہے:

وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ فَإِذَا أَمِنْتُمْ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ذَلِكَ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ أَهْلُهُ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ (البقرۃ: 196)

ترجمہ: اور حج اور عمرہ کو اللہ کے لیے پورا کرو' سو اگر تم کو (حج یا عمرہ سے) روک دیا جائے تو جو قربانی تم کو آسانی سے حاصل ہو' وہ بھیج دو' اور جب تک قربانی اپنی جگہ پر نہ پہنچ جائے اس وقت تک اپنے سروں کو نہ منڈاؤ' پس جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا اس کے سر میں کچھ تکلیف ہو تو وہ اس کے بدلہ میں روزے رکھے یا کچھ صدقہ دے کر یا قربانی کرے' سو جب تم حالت امن میں ہو تو جو شخص حج کے ساتھ عمرہ ملائے تو وہ ایک قربانی کرے تو جس کو وہ آسانی کے ساتھ کر سکے اور جو قربانی نہ کرے سکے وہ تین روزے ایام حج میں رکھے اور سات روزے جب تم لوٹ آؤ' یہ کامل دس (روزے) ہیں' یہ (حج تمتع کا) حکم اس شخص کے لیے ہے جس کے اہل وعیال مسجد حرام (مکہ مکرمہ) کے رہنے والے نہ ہوں' اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو' اور جان لو کہ بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

ملا جیون حنفی لکھتے ہیں:

اس آیت کا معنی یہ ہے کہ تم میں سے جو شخص مریض ہو اور اس کو فوراً سر منڈانے کی حاجت ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو مثلاً کوئی زخم ہو یا جوئیں ہوں' تو پھر اس کے لیے منیٰ پہنچنے اور قربانی کرنے تک سر منڈانے کو موقوف کرنا ضروری نہیں ہے' البتہ سر منڈانے کے بعد اس پر فدیہ دینا واجب ہوگا' قربانی کرے' تین دن کے روزے رکھے یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلائے قربانی کو حرم میں ذبح کرنا ضروری ہے اور روزہ رکھنا یا مسکینوں کو کھانا کھلانا حرم میں ضروری نہیں ہے۔ (تفسیرات احمدیہ ص ۸۸' مطبوعہ مطبع کریمی' بمبئی)

مولانا امجد علی اعظمی فرماتے ہیں:

"مسئلہ ۱۱: قارن کو اگر قربانی میسر نہ آئے کہ اس کے پاس ضرورت سے زیادہ مال نہیں، نہ اتنا اسباب کہ اُسے بیچ کر جانور خریدے تو دس روزے رکھے۔ ان میں تین تو وہیں یعنی یکم شوال سے ذی الحجہ کی نویں تک احرام باندھنے کے بعد رکھے، خواہ سات، آٹھ، نو، کو رکھے یا اس کے پہلے اور بہتر یہ ہے کہ نویں سے پہلے ختم کردے اور یہ بھی اختیار ہے کہ متفرق طور پر رکھے، تینوں کا پے در پے رکھنا ضروری نہیں اور سات روزے حج کا زمانہ گزرنے کے بعد یعنی تیرھویں کے بعد رکھے، تیرھویں کو یا اس کے پہلے نہیں ہو سکتے۔ ان سات روزوں میں اختیار ہے کہ وہیں رکھے یا مکان واپس آکر اور بہتر مکان پر واپس ہو کر رکھنا ہے اور ان دسوں روزوں میں رات سے نیت ضروری ہے۔
(الفتاوی الہندیہ، کتاب المناسک، الباب السابع فی قران والمتمتع، ج ۱، ص ۲۳۹۔ والدر المختار ورد المحتار، کتاب الحج، باب القران، ج ۳، ص ۶۳۶)

مسئلہ ۱۲: اگر پہلے کے تین روزے نویں تک نہیں رکھے تو اب روزے کافی نہیں بلکہ دَم واجب ہوگا، دَم دے کر احرام سے باہر ہو جائے اور اگر دَم دینے پر قادر نہیں تو سر مونڈا کر یا بال کتروا کر احرام سے جُدا ہو جائے اور دو دَم واجب ہیں۔
(الدر المختار، کتاب الحج، باب القران، ج ۳، ص ۶۳۸)

مسئلہ ۱۳: قادر نہ ہونے کی وجہ سے روزے رکھ لیے پھر حلق سے پہلے دسویں کو جانور مل گیا، تو اب وہ روزے کافی نہیں لہٰذا قربانی کرے اور حلق کے بعد جانور پر قدرت ہوئی تو وہ روزے کافی ہیں، خواہ قربانی کے دنوں میں قدرت پائی گئی یا بعد میں۔ یونہی اگر قربانی کے دنوں میں سر نہ مونڈایا تو اگرچہ حلق سے پہلے جانور پر قادر ہو وہ روزے کافی ہیں۔ (ردالمحتار، کتاب الحج، باب القران، ج ۳، ص ۶۳۸)

مسئلہ ۱۴: قارن نے طوافِ عمرہ کے تین پھیرے کرنے کے بعد وقوفِ عرفہ کیا تو وہ طواف جاتا رہا اور چار پھیرے کے بعد وقوف کیا تو باطل نہ ہوا اگرچہ طوافِ قدوم یا نفل کی نیت سے کیے، لہٰذا یوم النحر میں طوافِ زیارت سے پہلے اُس کی تکمیل کرے اور پہلی صورت میں چونکہ اُس نے عمرہ توڑ ڈالا، لہٰذا ایک دَم واجب ہوا اور وہ قربانی کہ شکر کے لیے واجب تھی ساقط ہوگئی اور اب قارن نہ رہا اور ایام تشریق کے بعد اس عمرہ کی قضا دے۔ (الدر المختار، کتاب الحج، باب القران، ج ۳، ص ۶۳۹)" (بہار شریعت، ج6، قران کا بیان، ص:1155)

بَابُ بَيَانِ اَنَّ الْقَارِنَ لَا يَتَحَلَّلُ اِلَّا فِيْ وَقْتِ تَحَلُّلِ الْحَاجِّ الْمُفْرِدِ

باب: اس بات کا بیان ہے کہ قارن احرام اس وقت تک نہیں کھولے گا جب تک صرف حج کرنیوالا احرام نہ کھول لے

636- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ حَفْصَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا شَاْنُ النَّاسِ حَلُّوْا وَلَمْ تَحْلِلْ اَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ

Marfat.com

قَالَ اِنِّي لَبَّدْتُ رَاْسِيْ وَقَلَّدْتُ هَدْيِيْ فَلَا اَحِلُّ حَتّٰى اَنْحَرَ

زوج النبی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ عرض گزار ہوئیں: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا وجہ ہے کہ لوگ تو حلال ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابھی تک اپنے عمرہ سے حلال نہیں ہوئے۔ تو ارشاد فرمایا: میں نے اپنے بالوں کو چپکا لیا ہے قربانی کے جانور کے گلے میں قلادہ کو ڈال دیا ہے اس وجہ سے میں قربانی کے جانور کو نحر کرنے سے قبل حلال نہ ہوں گا۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3662، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 311، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1541، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 3037)

637- وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لَكَ لَمْ تَحِلَّ بِنَحْوِهٖ

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں عرض گزار ہوئی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احرام کیوں نہ باندھا؟ آگے پچھلی حدیث کی مانند ہے۔ (مرجع السابق)

638- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاْنُ النَّاسِ حَلُّوْا وَلَمْ تَحِلَّ مِنْ عُمْرَتِكَ قَالَ اِنِّيْ قَلَّدْتُ هَدْيِيْ وَلَبَّدْتُ رَاْسِيْ فَلَا اَحِلُّ حَتّٰى اَحِلَّ مِنَ الْحَجِّ

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں عرض گزار ہوئی: اس کی کیا وجہ ہے کہ ہم تو اپنے عمرہ سے حلال ہو چکے اور ابھی تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حلال نہیں ہوئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے اپنے قربانی والے جانور میں قلادہ ڈال دیا ہے اور اپنے سر کے بالوں کو چپکا ڈالا ہے۔ اسی وجہ سے میں حج سے فراغت پانے سے قبل حلال نہ ہوں گا۔ (مرجع السابق)

639- وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِمِثْلِ حَدِيْثِ مَالِكٍ فَلَا اَحِلُّ حَتّٰى اَنْحَرَ

دوسری سند سے بھی اس کی مثل مروی ہے۔ (مرجع السابق)

640- وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمَخْزُوْمِيُّ وَعَبْدُ الْمَجِيْدِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ حَفْصَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ اَزْوَاجَهٗ اَنْ يَّحْلِلْنَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ قَالَتْ حَفْصَةُ فَقُلْتُ مَا يَمْنَعُكَ اَنْ تَحِلَّ قَالَ اِنِّيْ لَبَّدْتُ رَاْسِيْ وَقَلَّدْتُ هَدْيِيْ فَلَا اَحِلُّ حَتّٰى اَنْحَرَ هَدْيِيْ

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع والے سال اپنی ازواج مطہرات کو حکم ارشاد فرمایا کہ وہ حلال ہو جائیں۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں عرض گزار ہوئی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حلال کیوں نہیں ہو پا رہے؟ ارشاد فرمایا: میں نے اپنے بالوں کو چپکا ڈالا ہے اور قربانی والے جانور میں قلادہ ڈالا ہوا ہے۔ میں جس وقت اپنے

Marfat.com

قربانی والے جانور کو ذبح نہ کرلوں تو اس وقت تک حلال نہ ہوں گا۔ (مرجع السابق)

تشریح:

باب مذکورہ بالا کی احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ قارن بھی حج مفرد کرنے والے کی طرح تمام افعال حج ادا کرنے کے بعد احرام کھولے گا۔

بَابُ جَوَازِ التَّحَلُّلِ بِالْاِحْصَارِ وَجَوَازِ الْقِرَانِ وَاقْتِصَارِ الْقَارِنِ عَلٰى طَوَافٍ وَّاحِدٍ وَّسَعْيٍ وَّاحِدٍ

باب: احصار کے دوران احرام کھول دینے کا جواز اور قران کا جواز اور قارن ایک ہی بار طواف کرے گا اور ایک بار سعی کرے گا

641- وَحَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا خَرَجَ فِي الْفِتْنَةِ مُعْتَمِرًا وَّقَالَ اِنْ صُدِدْتُّ عَنِ الْبَيْتِ صَنَعْنَا كَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ فَاَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَّسَارَ حَتّٰى اِذَا ظَهَرَ عَلَى الْبَيْدَاءِ الْتَفَتَ اِلٰى اَصْحَابِهٖ فَقَالَ مَا اَمْرُهُمَا اِلَّا وَاحِدٌ اُشْهِدُكُمْ اَنِّيْ قَدْ اَوْجَبْتُ الْحَجَّ مَعَ الْعُمْرَةِ فَخَرَجَ حَتّٰى اِذَا جَآءَ الْبَيْتَ طَافَ بِهٖ سَبْعًا وَّبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعًا لَمْ يَزِدْ عَلَيْهِ وَرَاٰى اَنَّهٗ مُجْزِئٌ عَنْهُ وَاَهْدٰى

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما زمانہ فتنہ میں عمرہ کرنے کی خاطر تشریف لے گئے۔ اور انہوں نے ارشاد فرمایا: اگر مجھے خانہ کعبہ جانے سے روک دیا گیا تو ہم یونہی کریں گے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ اس کے بعد وہ عمرہ کا احرام باندھے ہوئے گئے جس وقت وہ بیداء کے مقام پر گئے تو اپنے ساتھیوں کی جانب رخ کر کے کہا: حج اور عمرہ دونوں کا حکم ایک ہی طرح کا ہے۔ میں تم کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے حج کے ساتھ عمرہ کی بھی نیت کی ہے۔ اس کے بعد خانہ کعبہ پہنچتے ہی سات پھیرے طواف کے کئے اور سات صفا و مروہ کے درمیان سعی کے پھیرے لگائے۔ اور ان کے اوپر اضافہ نہ کیا اور ان کے نزدیک یہ پھیرے کفایت کر جائیں گے۔ اور انہوں نے پھر قربانی کے جانور کو ذبح کر دیا۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3727، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8564، سنن دارمی: رقم الحدیث: 1946، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 3383)

642- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ كَلَّمَا عَبْدَ اللّٰهِ حِيْنَ نَزَلَ الْحَجَّاجُ لِقِتَالِ ابْنِ الزُّبَيْرِ قَالَا لَا يَضُرُّكَ اَنْ لَّا تَحُجَّ الْعَامَ فَاِنَّا نَخْشٰى اَنْ يَّكُوْنَ بَيْنَ النَّاسِ قِتَالٌ يُّحَالُ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْبَيْتِ قَالَ فَاِنْ حِيْلَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ فَعَلْتُ كَمَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا مَعَهٗ حِيْنَ حَالَتْ كُفَّارُ قُرَيْشٍ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْبَيْتِ اُشْهِدُكُمْ اَنِّيْ قَدْ اَوْجَبْتُ عُمْرَةً فَانْطَلَقَ حَتّٰى اَتٰى ذَا الْحُلَيْفَةِ فَلَبّٰى بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ قَالَ اِنْ خُلِّيَ سَبِيْلِيْ قَضَيْتُ عُمْرَتِيْ وَاِنْ حِيْلَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ فَعَلْتُ كَمَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

Marfat.com

وَسَلَّمَ وَاَنَا مَعَهٗ ثُمَّ تَلاَ (لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ) ثُمَّ سَارَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِظَهْرِ الْبَيْدَاءِ قَالَ مَا اَمْرُهُمَا اِلَّا وَاحِدٌ اِنْ حِيْلَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ الْعُمْرَةِ حِيْلَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ الْحَجِّ اُشْهِدُكُمْ اَنِّيْ قَدْ اَوْجَبْتُ حَجَّةً مَعَ عُمْرَةٍ فَانْطَلَقَ حَتّٰى ابْتَاعَ بِقُدَيْدٍ هَدْيًا ثُمَّ طَافَ لَهُمَا طَوَافًا وَّاحِدًا بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ لَمْ يَحِلَّ مِنْهُمَا حَتّٰى حَلَّ مِنْهُمَا بِحَجَّةٍ يَوْمَ النَّحْرِ

حضرت نافع کا بیان ہے کہ جن ایام کے اندر حجاج حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے جنگ کرنے کی خاطر گیا ہوا تھا تو عبداللہ بن عبداللہ اور سالم بن عبداللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کیا: اگر آپ رضی اللہ عنہ اس سال حج ادا نہ فرمائیں تو آپ رضی اللہ عنہ کو کچھ بھی حرج نہ ہوگا؟ ہمیں ڈر ہے کہ مسلمانوں کے درمیان جنگ برپا ہوگی اور وہ جنگ آپ کے اور بیت اللہ کے حج کرنے کے مابین رکاوٹ کھڑی کردے گی اس پر انہوں نے فرمایا: اگر میرے اور حج کے مابین جنگ آڑے آئی تو میں یونہی کروں گا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرانجام دیا تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خانہ کعبہ کے مابین مشرکین آڑے آئے تو تب میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت تھا۔ میں تم کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے عمرہ کی نیت باندھ لی ہے۔ پھر وہ چل پڑے یہاں تک کہ جس وقت ذوالحلیفہ کے مقام پر پہنچ گئے تو عمرہ کے لئے لبیک اللھم لبیک فرمایا ارشاد فرمایا: اگر میری راہ میں کوئی رکاوٹ نہ ہوئی تو میں عمرہ کو پورا پورا ادا کروں گا اور میرے اور خانہ کعبہ کے مابین کوئی رکاوٹ باعث بنی تو میں یونہی کروں گا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرانجام دیا اور میں تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت تھا۔ اس کے بعد اس آیت کو پڑھا: "لقد کان لکم رسول اللہ اسوۃ حسنۃ" اس کے بعد روانہ ہو گئے۔ جس وقت ظہر البیداء کے مقام پر پہنچے تو انہوں نے فرمایا کہ حج اور عمرہ دونوں کا ایک ہی طرح کا حکم ہے اگر میرے اور عمرہ کے مابین کوئی چیز آڑے آئی تو میرے حج کے مابین بھی آڑے آئے گی۔ میں تم لوگوں کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے عمرہ کے ساتھ حج کی بھی نیت باندھی ہے۔ اس کے بعد انہوں نے مقام قدید پہنچ کر قربانی کا جانور خریدا پھر دونوں کے لئے خانہ کعبہ کا ایک ہی طواف کیا۔ اور صفا و مروہ کے مابین سعی بھی کی۔ پھر عمرہ سے تب تک حلال نہ ہوئے حتیٰ کہ حج سے قربانی کے دن حلال نہ ہو گئے۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3842، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9208، سنن دارمی: رقم الحدیث: 1946، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 3383)

643- وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ قَالَ اَرَادَ ابْنُ عُمَرَ الْحَجَّ حِيْنَ نَزَلَ الْحَجَّاجُ بِابْنِ الزُّبَيْرِ وَاقْتَصَّ الْحَدِيْثَ بِمِثْلِ هٰذِهِ الْقِصَّةِ وَقَالَ فِيْ اٰخِرِ الْحَدِيْثِ وَكَانَ يَقُوْلُ مَنْ جَمَعَ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ كَفَاهُ طَوَافٌ وَّاحِدٌ وَّلَمْ يَحِلَّ حَتّٰى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيْعًا

حضرت نافع کا بیان ہے کہ جب حجاج حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما پر حملہ آور ہوا آگے مثل سابق حدیث ہے۔ اور آخری الفاظ یہ ہیں کہ جس آدمی نے حج اور عمرہ کو اکٹھا کر دیا اس کو ایک ہی طواف کر جاتا ہے۔ اور وہ دونوں سے حلال ہونے تک حلال نہیں ہو پاتا۔ (مرجع السابق)

644- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَاللَّفْظُ لَهٗ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَرَادَ الْحَجَّ عَامَ نَزَلَ الْحَجَّاجُ بِابْنِ الزُّبَيْرِ فَقِيْلَ لَهٗ اِنَّ النَّاسَ كَائِنٌ بَيْنَهُمْ قِتَالٌ وَّاِنَّا نَخَافُ

اَنْ يَّصُدُّوكَ فَقَالَ (لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ) اَصْنَعُ كَمَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّي اُشْهِدُ كُمْ اَنِّي قَدْ اَوْجَبْتُ عُمْرَةً ثُمَّ خَرَجَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِظَاهِرِ الْبَيْدَاءِ قَالَ مَا شَأْنُ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ اِلَّا وَاحِدٌ اشْهَدُوْا قَالَ ابْنُ رُمْحٍ اُشْهِدُ كُمْ اَنِّي قَدْ اَوْجَبْتُ حَجًّا مَعَ عُمْرَتِي وَاَهْدٰى هَدْيًا اِشْتَرَاهُ بِقُدَيْدٍ ثُمَّ انْطَلَقَ يُهِلُّ بِهِمَا جَمِيْعًا حَتّٰى قَدِمَ مَكَّةَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَمْ يَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ وَلَمْ يَنْحَرْ وَلَمْ يَحْلِقْ وَلَمْ يُقَصِّرْ وَلَمْ يَحْلِلْ مِنْ شَيْئٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتّٰى كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ فَنَحَرَ وَحَلَقَ وَرَاٰى اَنْ قَدْ قَضٰى طَوَافَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ بِطَوَافِهِ الْاَوَّلِ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ كَذٰلِكَ فَعَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما پر جس سال حجاج حملہ آور ہوا تو اسی سال حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حج کا ارادہ فرمایا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو عرض کیا گیا کہ لوگوں کے اندر جنگ برپا ہونے والی ہے اور ہم کو ڈر ہے کہ ان لوگوں نے آپ کو حج سے روک دینا ہے۔ اس پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تمہارے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ میں عمدہ نمونہ ہے۔ میں یونہی کروں گا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سرانجام دیا تھا۔ میں تم لوگوں کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے عمرہ کی نیت کی ہے۔ اس کے بعد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما تشریف لے گئے یہاں تک کہ ظاہر البیداء کے مقام پر جس وقت پہنچ چکے تو انہوں نے فرمایا کہ حج اور عمرہ دونوں کا ایک ہی طرح کا حکم ہے۔ ابن رمح کا کہنا ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں تم لوگوں کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے عمرہ کے ساتھ حج کی بھی نیت کی ہے۔ چنانچہ قدید پر جا کر انہوں نے قربانی کا جانور بھی خریدا اس کے بعد حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھے آگے تشریف لے گئے یہاں تک کہ مکہ مکرمہ جلوہ افروز ہوئے۔ تو انہوں نے خانہ کعبہ کا طواف فرمایا اور صفا و مروہ کی سعی بھی فرمائی۔ اس پر انہوں نے کچھ بھی اضافہ نہ فرمایا۔ اور نہ ہی قربانی فرمائی نہ سر کو منڈوایا اور نہ بالوں کو کٹوایا اور ان پر حرام شدہ چیزوں میں کوئی بھی حلال نہیں ہوئیں جب تک کہ یوم نحر نہ آپہنچا۔ چنانچہ انہوں نے پھر قربانی کی اور سر کو منڈوا دیا اور ان کے نزدیک پہلے طواف سے حج اور عمرہ کا طواف پورا ہو چکا ہے۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یونہی کیا تھا۔ (مرجع السابق)

645- حَدَّثَنَا اَبُو الرَّبِيْعِ الزَّهْرَانِيُّ وَاَبُوْ كَامِلٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ح وَحَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنِيْ اِسْمٰعِيْلُ كِلَاهُمَا عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ وَلَمْ يَذْكُرِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا فِي اَوَّلِ الْحَدِيْثِ حِيْنَ قِيْلَ لَهُ يَصُدُّوْكَ عَنِ الْبَيْتِ قَالَ اِذَنْ اَفْعَلَ كَمَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي اٰخِرِ الْحَدِيْثِ هٰكَذَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا ذَكَرَهُ اللَّيْثُ

نافع کا بیان ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس قصہ کو روایت کیا گیا ہے اس حدیث کی ابتداء میں ہے کہ جس وقت آپ کو کہا گیا کہ آپ کو لوگوں نے روک دینا ہے تو انہوں نے فرمایا: میں بھی یونہی کروں گا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سرانجام دیا تھا۔ اور حدیث کے آخر میں یہ الفاظ نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یونہی کیا تھا۔ (مرجع السابق)

تشریح:

باب مذکور بالا میں چند امور بیان ہوئے ہیں، جن میں سے ایک احصار و محصر کا بیان ہے، لہٰذا ہم یہاں احصار کو بیان کرتے ہیں:

مُحصر کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

(فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ) (پ ۲، البقرۃ: ۱۹۶)

اگر حج وعمرہ سے تم روک دیے جاؤ تو جو قربانی میسّر آئے کرو اور اپنے سر نہ مُنڈاؤ، جب تک قربانی اپنی جگہ (حرم) میں نہ پہنچ جائے۔

اور فرماتا ہے:

(إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ ۚ وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿۲۵﴾) (پ ۱۷، الحج: ۲۵)

بیشک وہ جنھوں نے کفر کیا اور روکتے ہیں اللہ (عزوجل) کی راہ سے اور مسجدِ حرام سے، جس کو ہم نے سب لوگوں کے لیے مقرر کیا، اس میں وہاں کے رہنے والے اور باہر والے برابر حق رکھتے ہیں اور جو اس میں ناحق زیادتی کا ارادہ کرے، ہم اُسے دردناک عذاب چکھائیں گے۔

(احادیث)

(حدیث ۱:) صحیح بخاری شریف میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی، کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے، کفارِ قریش کعبہ تک جانے سے مانع ہوئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانیاں کیں اور سر مونڈایا اور صحابہ نے بال کتروائے۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الحدیبیۃ، الحدیث: ۴۱۸۵، ج ۳، ص ۷۵)

نیز بخاری میں مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلق سے پہلے قربانی کی اور صحابہ کو بھی اسی کا حکم فرمایا۔

(صحیح البخاری، أبواب المحصر وجزاء الصید، باب النحر قبل الحلق فی الحصر، الحدیث: ۱۸۱۱، ج ۱، ص ۵۹۷)

(حدیث ۲:) ابوداود و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و دارمی حجاج بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کی ہڈی ٹوٹ جائے یا لنگڑا ہو جائے تو احرام کھول سکتا ہے اور سالِ آئندہ اُس کو حج کرنا ہوگا۔

(سنن أبی داود، کتاب المناسک، باب الاحصار، الحدیث: ۱۸۶۲، ج ۲، ص ۲۵۱)

اور ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے، یا بیمار ہو جائے۔ (سنن أبی داود، کتاب المناسک، باب الاحصار، الحدیث: ۱۸۶۳، ج ۲، ص ۲۵۲)

مسئلہ ۱: جس نے حج یا عمرہ کا احرام باندھا مگر کسی وجہ سے پورا نہ کرسکا، اُسے مُحصر کہتے ہیں۔ جن وجوہ سے حج یا عمرہ نہ کرسکے وہ یہ ہیں: 1 دشمن۔ 2 درندہ۔ 3 مرض کہ سفر کرنے اور سوار ہونے میں اس کے زیادہ ہونے کا گمان غالب ہے۔

4 ہاتھ پاؤں ٹوٹ جانا۔ 5 قید۔ 6 عورت کے محرم یا شوہر جس کے ساتھ جارہی تھی اُس کا انتقال ہو جانا۔ 7 عدّت۔

Marfat.com

8 مصارف یا سواری کا ہلاک ہوجانا۔ (شوہر حج نفل میں عورت کو اور مولیٰ لونڈی غلام کو منع کردے۔

مسئلہ ۲: مصارف چوری گئے یا سواری کا جانور ہلاک ہوگیا، تو اگر پیدل نہیں چل سکتا تو مُحصر ہے ورنہ نہیں۔

(الفتاویٰ الہندیۃ، کتاب المناسک، الباب الثانی عشرفی الاحصار، ج ا،ص ۲۵۵)

مسئلہ ۳: صورتِ مذکورہ میں فی الحال تو پیدل چل سکتا ہے مگر آئندہ مجبور ہوجائے گا، اُسے احرام کھول دینا جائز ہے۔

(ردالمحتار، کتاب الحج، باب الاحصار، ج ۴،ص ۵)

مسئلہ ۴: عورت کا شوہر یا محرم مرگیا اور وہاں سے مکہ معظمہ مسافتِ سفر یعنی تین دن کی راہ سے کم ہے تو مُحصر نہیں اور تین دن یا زیادہ کی راہ ہے تو اگر وہاں ٹھہرنے کی جگہ ہے تو مُحصر ہے ورنہ نہیں۔

(ردالمحتار، کتاب الحج، باب الاحصار، ج ۴،ص ۵. والفتاویٰ الہندیۃ، کتاب المناسک، الباب الثانی عشرفی الاحصار، ج ا،ص ۲۵۵)

مسئلہ ۵: عورت نے بغیر شوہر یا محرم کے احرام باندھا تو وہ بھی مُحصر ہے کہ اُسے بغیر ان کے سفر حرام ہے۔

(الفتاویٰ الہندیۃ، کتاب المناسک، الباب الثانی عشرفی الاحصار، ج ا،ص ۲۵۵)

مسئلہ ۶: عورت نے حج نفل کا احرام بغیر اجازت شوہر باندھا تو شوہر منع کرسکتا ہے، لہٰذا اگر منع کردے تو مُحصر ہے، اگرچہ اس کے ساتھ محرم بھی ہو اور حج فرض کو منع نہیں کرسکتا، البتہ اگر وقت سے بہت پہلے احرام باندھا تو شوہر کھلوا سکتا ہے۔

(ردالمحتار، کتاب الحج، باب الاحصار، ج ۴،ص ۶)

مسئلہ ۷: مولیٰ نے غلام کو اجازت دیدی پھر بھی منع کرنے کا اختیار ہے اگرچہ بغیر ضرورت منع کرنا مکروہ ہے اور لونڈی کو مولیٰ نے اجازت دیدی تو اُس کے شوہر کو روکنے کا حق حاصل نہیں ہے۔ (ردالمحتار، کتاب الحج، باب الاحصار، ج ۴،ص ۶)

مسئلہ ۸: عورت نے احرام باندھا اس کے بعد شوہر نے طلاق دیدی، تو مُحصرہ ہے اگرچہ محرم بھی ہمراہ موجود ہو۔

(ردالمحتار، کتاب الحج، باب الاحصار، ج ۴،ص ۶)

مسئلہ ۹: مُحصر کو یہ اجازت ہے کہ حرم کو قربانی بھیج دے، جب قربانی ہوجائے گی اس کا احرام کھل جائے گا یا قیمت بھیج دے کہ وہاں جانور خرید کر ذبح کردیا جائے' بغیر اس کے احرام نہیں کھل سکتا، جب تک مکہ معظمہ پہنچ کر طواف وسعی وحلق نہ کرلے، روزہ رکھنے یا صدقہ دینے سے کام نہ چلے گا اگرچہ قربانی کی استطاعت نہ ہو۔ احرام باندھتے وقت اگر شرط لگائی ہے کہ کسی وجہ سے وہاں تک نہ پہنچ سکوں تو احرام کھول دوں گا، جب بھی یہی حکم ہے اس شرط کا کچھ اثر نہیں۔

(الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحج، باب الاحصار، ج ۴،ص ۶. والفتاویٰ الہندیۃ، کتاب المناسک، الباب الثانی عشرفی الاحصار، ج ا،ص ۲۵۵)

مسئلہ ۱۰: یہ ضروری امر ہے کہ جس کے ہاتھ قربانی بھیجے اس سے ٹھہرا لے کہ فُلاں دن فُلاں وقت قربانی ذبح ہو اور وہ وقت گزرنے کے بعد احرام سے باہر ہوگا پھر اگر اسی وقت قربانی ہوئی جو ٹھہرا تھا یا اس سے پیشتر فبہا اور اگر بعد میں ہوئی اور اُسے اب معلوم ہوا تو ذبح سے پہلے چونکہ احرام سے باہر ہوا لہٰذا دَم دے۔ مُحصر کو احرام سے باہر آنے کے لیے حلق شرط نہیں مگر بہتر ہے۔

(الفتاویٰ الہندیۃ، کتاب المناسک، الباب الثانی عشرفی الاحصار، ج ا،ص ۲۵۵)

مسئلہ ۱۱: مُحصر اگر مُفرِد ہو یعنی صرف حج یا صرف عمرہ کا احرام باندھا ہے تو ایک قربانی بھیجے اور دو بھیجیں تو پہلی ہی کے ذبح سے احرام

Marfat.com

کھل گیا اور قارِن ہو تو دو بھیجے ایک سے کام نہ چلے گا۔ (الدر المختار، کتاب الحج، باب الاحصار، ج ۴، ص ۶، وغیرہ)

مسئلہ ۱۲: اس قربانی کے لیے حرم شرط ہے بیرونِ حرم نہیں ہو سکتی، دسویں، گیارھویں، بارھویں تاریخوں کی شرط نہیں، پہلے اور بعد کو بھی ہو سکتی ہے۔ (الدر المختار، کتاب الحج، باب الاحصار، ج ۴، ص ۷)

مسئلہ ۱۳: قارِن نے اپنے خیال سے دو ۲ قربانیوں کے دام بھیجے اور وہاں ان داموں کی ایک ہی ملی اور ذبح کر دی تو یہ ناکافی ہے۔
(ردالمحتار، کتاب الحج، باب الاحصار، ج ۴، ص ۷)

مسئلہ ۱۴: قارِن نے دو قربانیاں بھیجیں اور یہ معیّن نہ کیا کہ یہ حج کی ہے اور یہ عمرہ کی تو بھی کچھ مضایقہ نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ معیّن کر دے کہ یہ حج کی ہے اور یہ عمرہ کی۔ (الفتاوی الہندیۃ، کتاب المناسک، الباب الثانی عشر فی الاحصار، ج ۱، ص ۲۵۵)

مسئلہ ۱۵: قارِن نے عمرہ کا طواف کیا اور وقوفِ عرفہ سے پیشتر مُحصر ہوا تو ایک قربانی بھیجے اور حج کے بدلے ایک حج اور ایک عمرہ کرے دوسرا عمرہ اس پر نہیں۔ (المرجع السابق)

مسئلہ ۱۶: اگر احرام میں حج یا عمرہ کسی کی نیت نہیں تھی تو ایک جانور بھیجنا کافی ہے اور ایک عمرہ کرنا ہوگا اور اگر نیت تھی مگر یہ یاد نہیں کہ کاہے کی نیت تھی تو ایک جانور بھیج دے اور ایک حج اور ایک عمرہ کرے اور اگر دو حج کا احرام باندھا تو دو دَم دے کر احرام کھولے اور دو عمرے کا احرام باندھا اور ادا کرنے کے لیے مکہ معظمہ کو چلا مگر نہ جا سکا تو ایک دَم دے اور چلا نہ تھا کہ مُحصر ہو گیا تو دو دَم دے اور اس کو دو عمرے کرنے ہوں گے۔ (المرجع السابق، ص ۲۵۵۔۲۵۶)

مسئلہ ۱۷: عورت نے حجِ نفل کا احرام باندھا تھا اگرچہ شوہر کی اجازت سے پھر شوہر نے احرام کھلوا دیا، تو اس کا احرام کھلنے کے لیے قربانی کا ذبح ہو جانا ضروری نہیں بلکہ ہر ایسا کام جو احرام میں منع تھا اس کے کرنے سے احرام سے باہر ہو گئی مگر اس پر بھی قربانی یا اس کی قیمت بھیجنا ضروری ہے اور اگر حج کا احرام تھا تو ایک حج اور ایک عمرہ قضا کرنا ہوگا اور اگر شوہر یا محرم کے مر جانے سے مُحصرہ ہوئی یا حج فرض کا احرام تھا اور بغیر محرم جا رہی تھی شوہر نے منع کر دیا تو اس میں بغیر قربانی ذبح ہوئے احرام سے باہر نہیں ہو سکتی۔
(لباب المناسک والمسلک المتقسط، (باب الاحصار)، ص ۴۲۲۔۴۲۳)

مسئلہ ۱۸: مُحصر نے قربانی نہیں بھیجی ویسے ہی گھر کو چلا آیا اور احرام باندھے ہوئے رہ گیا تو یہ بھی جائز ہے۔
(الدر المختار، کتاب الحج، باب الاحصار، ج ۴، ص ۷)

مسئلہ ۱۹: وہ مانع جس کی وجہ سے رُکنا ہوا تھا جاتا رہا اور وقت اتنا ہے کہ حج اور قربانی دونوں پالے گا، تو جانا فرض ہے اب اگر گیا اور حج پالیا فبہا، ورنہ عمرہ کر کے احرام سے باہر ہو جائے اور قربانی کا جانور جو بھیجا تھا مل گیا تو جو چاہے کرے۔
(الدر المختار، کتاب الحج، باب الاحصار، ج ۴، ص ۸، وغیرہ)

مسئلہ ۲۰: مانع جاتا رہا اور اسی سال حج کیا تو قضا کی نیت نہ کرے اور اب مُفرِد پر عمرہ بھی واجب نہیں۔
(الفتاوی الہندیۃ، کتاب المناسک، الباب الثانی عشر فی الاحصار، ج ۱، ص ۲۵۶)

مسئلہ ۲۱: وقوفِ عرفہ کے بعد احصار نہیں ہو سکتا اور اگر مکہ ہی میں ہے مگر طواف اور وقوفِ عرفہ دونوں پر قادر نہ ہو تو مُحصر ہے اور

دونوں میں سے ایک پر قادر ہے تو نہیں۔ (الفتاویٰ الہندیۃ، کتاب المناسک، الباب الثانی عشر فی الاحصار، ج ا، ص ۲۵۶، وغیرہ)

مسئلہ ۲۲: محصر قربانی بھیج کر جب احرام سے باہر ہو گیا اب اس کی قضا کرنا چاہتا ہے تو اگر صرف حج کا احرام تھا تو ایک حج اور ایک عمرہ کرے اور قران تھا تو ایک حج دو عمرے اور یہ اختیار ہے کہ قضا میں قران کرے، پھر ایک عمرہ یا تینوں الگ الگ کرے اور اگر احرام عمرہ کا تھا تو صرف ایک عمرہ کرنا ہوگا۔ (الفتاویٰ الہندیۃ، کتاب المناسک، الباب الثانی عشر فی الاحصار، ج ا، ص ۲۵۵، وغیرہ)

(بہار شریعت، ج6 محصر کا بیان، مکتبۃ المدینہ، ص1194)

ایک طوف کرنے کی وضاحت:

باب مذکورہ بالا میں بتایا گیا کہ قران کرنے والوں نے ایک بار طواف وسعی کی، خیال رہے کہ یہ احادیث احناف کے خلاف نہیں، ہم احناف کا موقف یہ ہے کہ قارن عمرہ کا طواف الگ اور حج کا الگ سے کرے گا، اور اس کی بابت دلائل بھی کتب فقہ میں مذکور ہیں، مفتی احمد یار خاں نعیمی اس حدیث کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں ا۔ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع میں روانہ ہوئے تو ہم میں سے بعض نے عمرہ کا احرام باندھا اور بعض نے حج کا ۲۔ ہم جب مکہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے عمرہ کا احرام باندھا ہو اور ہدی نہ لایا ہو وہ حلال ہو جائے اور جس نے عمرہ کا احرام باندھا ہو اور ہدی لایا ہو وہ عمرہ کے ساتھ حج کا احرام باندھ لے ۳۔ پھر حلال نہ ہو حتی کہ ان دونوں سے حلال ہو اور ایک روایت میں یوں ہے کہ پھر حلال نہ ہو حتی کہ ہدی کی قربانی کرلے ۴۔ اور جس نے حج کا احرام باندھا ہو وہ اپنا حج پورا کرے ۵۔ فرماتی ہیں کہ میں کپڑوں سے ہوگئی حالانکہ میں نے بیت اللہ کا طواف نہ کیا تھا نہ صفا اور مروہ کی سعی تو میں کپڑوں سے ہی رہی حتی کہ عرفہ کا دن آ گیا ۶۔ اور میں نے صرف عمرہ کا ہی احرام باندھا ہوا تھا تو مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ میں اپنے بال کھول دوں اور کنگھی کرلوں اور حج کا احرام باندھ لوں عمرہ چھوڑ دوں ۷۔ میں نے ایسا ہی کیا حتی کہ میں نے اپنا حج پورا کرلیا ۸۔ میرے ساتھ عبدالرحمان ابن ابوبکر صدیق کو بھیجا اور مجھے حکم دیا کہ میں اپنے چھوٹے ہوئے عمرہ کی جگہ مقام تنعیم سے عمرہ کروں ۹۔ فرماتی ہیں کہ جن لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا انہوں نے بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کے درمیان سعی کی پھر حلال ہو گئے ۱۰۔ پھر منیٰ سے لوٹنے کے بعد ایک طواف کیا ۱۱۔ لیکن جنہوں نے حج و عمرہ جمع کیا تھا انہوں نے ایک ہی طواف کیا ۱۲۔ (مسلم، بخاری)

شرح:

ا۔ ہم تمام ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام۔

۲۔ صرف حج کا یا حج مع عمرہ کا یا بعض نے صرف حج کا بعض نے حج و عمرہ دونوں کا۔ غرضکہ صحابہ کے حالات مختلف تھے۔

(مرقات)

۳۔ یعنی یہ دونوں قسم کے حضرات تمتع کریں، ہدی لانے والے تو ہدی کا تمتع کریں کہ درمیان میں حلال نہ ہوں اور ہدی نہ لانے والے بغیر ہدی کا تمتع کرے کہ درمیان میں حلال ہو جائیں۔ خیال رہے کہ حج چار قسم کا ہوتا ہے: افراد، قران، تمتع ہدی والا، تمتع بغیر ہدی۔

Marfat.com

۴ ۔ دونوں عبارتوں کا مطلب قریباً یکساں ہے کیونکہ قارن اور ہدی والا تمتع دسویں بقرعید کو ہی قربانی کرتے ہیں اور اسی دن دونوں احراموں سے کھلتے ہیں۔

۵ ۔ یعنی افراد بالحج والا خواہ ہدی لایا ہو یا نہ لایا ہو بقرعید کے دن ہی احرام کھولے جیسا کہ مفرد کرتے ہیں۔

۶ ۔ یعنی میں نے صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا مگر حج سے پہلے عمرہ نہ کرسکی کیونکہ میں ایام آجانے کی وجہ سے طواف نہ کرسکی اور بغیر طواف صفا مروہ کی سعی ہوتی نہیں لہٰذا عمرہ کا کوئی رکن ادا نہ کرسکی۔ خیال رہے اگر عورت کو طواف کے بعد ایام آجائیں تو وہ سعی کرسکتی ہے، اگر طواف سے پہلے آجائیں تو نہ طواف کرسکتی ہے نہ سعی۔

۷ ۔ اسے فسخ عمرہ یا رفض عمرہ کہتے ہیں کہ عمرہ کا احرام باندھ کر بغیر عمرہ کئے کھل جانا یعنی خلاف احرام افعال کرلینا۔

۸ ۔ اس طرح کہ حج کا احرام باندھ کر بغیر طواف قدوم کئے عرفات چلی گئی، پھر عرفات مزدلفہ منیٰ کے افعال سے فارغ ہو کر طواف زیارت کرلیا کہ اب میں ایام سے فارغ ہوچکی تھی طواف قدوم ایام کی وجہ سے نہ کرسکی تھی، اب بھی عورت کو عارضہ آجانے پر یہ ہی حکم ہے کہ اسے طواف قدوم بلکہ طواف وداع بھی معاف ہوجاتا ہے۔

۹ ۔ تنعیم مکہ معظمہ سے تین میل کے فاصلہ پر حدود حرم سے باہر جگہ ہے، اب وہاں مسجد عائشہ بنی ہوئی ہے، عام حجاج وہاں جاکر نفلی عمروں کا احرام باندھتے ہیں، یہ جگہ قریب ترین حد حرم ہے۔ یہ حدیث احناف کی دلیل ہے کہ حائضہ عورت اپنا عمرہ چھوڑ دے اور بعد حج اس کی جگہ دوسرا عمرہ یعنی عمرہ قضا کرے۔ حضرت عائشہ صدیقہ کا تمتع ہوا نہ کہ قران اور یہ بعد والا عمرہ عمرہ واجبہ تھا نہ کہ عمرہ نفلی جیسا کہ شوافع نے سمجھا۔

۱۰ ۔ یہ حضرات ۷ ذی الحجہ تک حلال رہے آٹھویں کو احرام باندھ کر منیٰ روانہ ہوگئے جیسا کہ تمتع والے اب بھی کرتے ہیں

۱۱ ۔ طواف زیارت جس کا وقت دسویں بقرعید سے بارھویں بقرعید کی شام تک ہے، یہ طواف فرض ہے۔

(قارن دو طواف وسعی کرے گا:)

۱۲ ۔ یعنی قران والوں نے بھی منیٰ سے واپس ہو کر صرف ایک طواف ہی کیا، طواف زیارت انہوں نے قران کی وجہ سے اب دو طواف نہ کئے لہٰذا یہ حدیث نہ تو احناف کے خلاف ہے نہ شوافع کی دلیل۔ خیال رہے کہ قارن احناف کے نزدیک بعد ادائے عمرہ عرفات جانے سے پہلے طواف قدوم اور صفا مروہ کی سعی کرے گا اور بعد عرفات طواف زیارت کرے گا، امام شافعی کے ہاں قارن طواف قدوم نہیں کرتا، صرف بعد عرفات طواف زیارت کرتا ہے ان کی دلیل یہ حدیث ہے، ہماری دلیل یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم قارن تھے مگر آپ نے عمرہ کے بعد طواف قدوم کیا، نیز دار قطنی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قارن تھے مگر آپ نے عرفہ سے دو طواف کئے اور دو سعی، ایک طواف وسعی عمرہ کا، دوسرا طواف وسعی حج کا، نیز طحاوی نے عمران ابن حصین، علی، عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایت کی کہ قارن دو طواف کرے اور دو سعی لہٰذا اس حدیث عائشہ کے یہ ہی معنی ہیں کہ عرفات کے بعد قارن صحابہ رضی اللہ عنہم نے ایک طواف کیا تاکہ تمام احادیث جمع ہوجائیں اور یہ حدیث ہماری پیش کردہ احادیث کے خلاف نہ ہو۔"

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، باب قصۃ حجۃ الوداع)

فتنہ کا زمانہ:

باب مذکورہ بالا میں فتنہ کے زمانہ کا تذکرہ ہوا ہے، مزید برآں حدیث نمبر 643 میں ہے، کہ حجاج اس وقت حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پر حملہ کرنے کی غرض سے آیا ہوا تھا، اور باب مذکورہ بالا میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس زمانہ جو حج کرنے تشریف لے گئے، ان کا مختصر واقعہ بھی تفصیل مطلوب ہے، لہٰذا مناسب یہی ہے کہ اس واقعہ کو تھوڑی تفصیل سے نقل کر دیا جائے تا کہ امت مسلمہ کو اسلام پر جان نچھاور کرنے والے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شجاعت و بہادری کا اندازہ ہو، اور حجاج کے ظلم و ستم کی ایک جھلک نظر آسکے، اکبر شاہ نجیب آبادی لکھتے ہیں:

"سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے جابر بن اسود کو مدینہ منورہ کی حکومت سے معذول کر کے ۷۰ ہجری میں طلحہ بن عبداللہ بن عوف معروف بہ طلحہ النداء کو مدینہ منورہ کا حاکم مقرر کیا' اس کے بعد خیبر کا علاقہ عبدالملک بن مروان کی حکومت میں شامل رہا اور طلحہ بن عبداللہ مدینہ منورہ میں سیّدنا عبداللہ بن زبیر کی طرف سے مدینہ میں حکومت کرتا رہا' دو برس تک طرفین میں کوئی قابل تذکرہ معرکہ آرائی نہیں ہوئی' اور عبدالملک کی توجہ عراق و ایران کی طرف مبذول رہی۔

محاصرہ مکہ

عبدالملک بن مروان نے سرداران شام کو مکہ معظمہ پر حملہ کرنے کے لیے آمادہ کرنا چاہا مگر سب نے سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے مقابلہ پر جانے اور خانہ کعبہ کو رزم گاہ بنانے سے انکار کیا' عبدالملک دمشق سے کوفہ گیا' وہاں اس نے حجاج بن یوسف ثقفی کو اس کام پر آمادہ کیا' حجاج تین ہزار آدمیوں کو ہمراہ لے کر جمادی الاول ۷۲ھ میں کوفہ سے روانہ ہوا' اور مدینہ منورہ کو چھوڑتا ہوا عبدالملک کی ہدایت کے موافق طائف میں پہنچ کر قیام کیا' یہاں سے وہ اپنے سواروں کو عرفہ کی طرف روزانہ روانہ کرتا اور وہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے سواروں سے لڑ بھڑ کر واپس آجاتے' کئی مہینے اسی حالت میں گذر گئے' تو حجاج نے عبدالملک کو لکھا' کہ میری امداد کے لیے کچھ فوج بھیجی جائے۔ نیز مجھ کو اجازت دی جائے کہ آگے بڑھ کر مکہ کا محاصرہ کرلوں۔

عبدالملک نے حجاج کی درخواست کو منظور کر کے پانچ ہزار آدمی اس کی امداد کے لیے اور روانہ کر دیئے' اور طارق کو لکھا' کہ مدینہ منورہ پر حملہ کرو اور مدینہ سے فارغ ہو کر مکہ کی طرف جاؤ' اور حجاج کی مدد کرو' حجاج نے بماہ رمضان المبارک مکہ معظمہ کا محاصرہ کرلیا اور کوہ ابوقبیس پر منجنیق لگا کر سنگ باری شروع کر دی' اہل مکہ کے لیے یہ رمضان کا مہینہ اس سنگ باری کے عالم میں بڑی مصیبت کا مہینہ تھا' لوگ محاصرہ کی شدت سے تنگ آکر مکہ سے نکل نکل کر بھاگنا شروع ہوئے'

رمضان و شوال کے بعد ذیقعدہ کا مہینہ بھی آگیا اور اہل مکہ کی مصیبت اور محاصرہ کی شدت میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی' سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما روزانہ مقابلہ پر جاتے اور محاصرین کو پسپا کرنے کی کوششیں عمل میں لاتے' لیکن روزانہ ان کے ساتھیوں کی تعداد کم ہو رہی تھی' اس لیے ان کی تدابیر کوئی ایسا نتیجہ پیدا نہ کر سکیں' جس سے کامیابی کی امید ہوتی۔

اہل مکہ ایک طرف مکہ سے باہر نکلے چلے جا رہے تھے' دوسری طرف سامان خورد و نوش کی نایابی و گرانی نے محصورین کے حوصلوں کو

Marfat.com

پست کر رکھا تھا' ماہ ذیقعدہ ۲۷ھ میں طارق نے مدینہ منورہ سے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے عامل طلحہ الندا کو نکال دیا' اور ایک شامی کو مدینہ کا حاکم مقرر کر کے خود مکہ معظمہ کی طرف پانچ ہزار فوج کے ساتھ روانہ ہوا' اس زبردست امداد کے پہنچنے پر حجاج کی طاقت بہت زیادہ بڑھ گئی' اور اہل مکہ کی رہی سہی امیدیں بھی منقطع ہو گئیں' اسی حالت میں ماہ ذی الحجہ شروع ہو گیا' اور دور دور سے لوگ حج کے لیے آنا شروع ہوئے۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے حجاج کو حج کرنے کی اجازت دے دی تھی مگر اس نے نہ طواف کیا' نہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کی' سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے میدانِ عرفات میں جانا چاہا تو حجاج نے روک دیا چنانچہ انہوں نے مکہ ہی میں قربانی کی' میدان عرفات میں کوئی امام نہ تھا' غرض اس سال لوگ ارکان حج ادا نہ کر سکے' ایام حج میں بھی حجاج نے سنگ باری کو بند نہ کیا' اس لیے خانہ کعبہ کا طواف بھی خطرے سے خالی نہ تھا' حاجیوں کی آمد سے مکہ میں قحط اور بھی زیادہ بڑھ گیا۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی اس سال حج کے لیے تشریف لائے تھے' انہوں نے یہ حالت دیکھ کر حجاج کے پاس پیغام بھیجا ''کہ بندہ اللہ تعالیٰ اتنا تو خیال کر' کہ دور دور سے لوگ حج کے لیے آئے ہوئے ہیں ان کو طواف کرنے اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے کا تو موقع مل جائے' اس سنگ باری کو حج کے ختم ہونے تک بند کرا دے''۔ اس پیغام کا یہ اثر ہوا' کہ حجاج نے سنگ باری بند کرا دی' مگر خود طواف نہیں کیا' اور نہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو میدان عرفات میں جانے دیا' ایام حج کے گذرتے ہی حجاج کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ باہر سے آئے ہوئے تمام اشخاص فوراً اپنے اپنے شہروں کو روانہ ہو جائیں' کیوں کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما پر سنگ باری شروع ہونے والی ہے' اس آواز کو سنتے ہی لوگوں کے قافلے روانہ ہو گئے' اور ساتھ ہی بچے ہوئے مکہ والوں میں سے بھی بہت سے لوگ اپنی اپنی جان بچا کر نکل گئے۔

حجاج نے پھر سنگ باری شروع کر دی ایک بڑا پتھر خانہ کعبہ کی چھت پر آ کر گرا اور چھت ٹوٹ کر گری' اس پتھر کے آتے ہی آسمان سے ایک سخت کڑک کی آواز آئی' بجلی چمکی اور زمین و آسمان پر تاریکی چھا گئی' حجاج کی فوج کے لوگ ڈر گئے اور پتھر پھینکنے بند کر دیئے' حجاج نے لوگوں کو تسلی و تشفی دی اور کہا' کہ یہ بجلی اور یہ کڑک میری امداد کے لیے آئی ہے اور یہ میری فتح کا نشان ہے' تم لوگ مطلق خوف و ہراس کو اپنے دلوں میں راہ نہ دو۔

دو روز تک تاریکی چھائی رہی اور کڑک کی آواز کے خوف سے کئی آدمی حجاج کی فوج کے مر گئے' حجاج کی فوج میں بڑی تشویش پھیلی ہوئی تھی' اتفاقاً اگلے روز پھر بجلی گری اور دو آدمی سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی فوج کے بھی اس کے صدمے سے فوت ہو گئے' اس سے حجاج کو بڑی خوشی ہوئی' اور اس کے لشکر والوں کو بھی کچھ اطمینان ہوا' حجاج نے خود اپنے ہاتھ سے منجنیق پر پتھر رکھ کر پھینکنے شروع کیے اس کے بعد تمام لشکر کا خوف جاتا رہا' اور زور شور سے سنگ باری شروع ہو گئی۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما خانہ کعبہ میں نماز پڑھتے تھے اور بڑے بڑے پتھر ان کے ارد گرد آ کر گرتے تھے' لیکن ان کی توجہ الی اللہ اور نماز کے خشوع و خضوع میں رتی برابر فرق نہیں آتا تھا۔

یہ محاصرہ اسی شدت سے برابر جاری رہا' مکہ معظمہ میں باہر سے کسی قسم کی امداد و سامان رسد نہیں پہنچ سکتا تھا' نوبت یہاں تک پہنچی'

کہ سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اپنا گھوڑا ذبح کر کے لوگوں میں تقسیم کر دیا۔

(نوٹ: یاد رہے کہ گھوڑے کا گوشت کھانا پہلے جائز تھا، بعد ازاں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے جنگی مصلحت کے تحت گھوڑے کے گوشت سے منع فرما دیا، چونکہ گھوڑوں پر اس زمانہ میں جنگیں لڑی جاتی تھیں، تو امام صاحب نے ان کے گوشت سے منع فرمدیا تا کہ گھوڑوں کی مقدار کم نہ ہو، واللہ اعلم بالصواب، نوید علوی)

سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس غلہ اور کھجوروں کا ایک ذخیرہ موجود تھا' وہ اس ذخیرہ میں سے صرف اس قدر لوگوں کو تقسیم کرتے تھے' جس سے حیات باقی رہے' مدعا ان کا یہ تھا' کہ ہم دیر تک محاصرین کے مقابلہ پر قائم رہ سکیں۔

حجاج نے جب یہ دیکھا کہ کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوتی ہے' تو اس نے سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے ہمراہیوں کے پاس امان نامے لکھ لکھ کر بھیجنے شروع کر دیئے' یہ امان نامہ والی تدبیر کارگر ثابت ہوئی اور بہت سے آدمی سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا ساتھ چھوڑ چھوڑ کر حجاج کے پاس چلے آئے بہت ہی تھوڑے سے آدمی سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس رہ گئے' حتی کے ان کے دو لڑکے حمزہ وحبیب بھی باپ کو چھوڑ کر حجاج کے پاس آ گئے' تیسرا لڑکا باپ کے ساتھ رہا اور آخر وقت تک داد مردانگی دیتا رہا' حتی کہ عین معرکہ کارزار میں کام آیا۔

جب سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس سے ہزاروں آدمی حجاج کے پاس آ گئے' اور معدودے چند شخص باقی رہ گئے تو حجاج نے اپنے لشکر کو ایک جگہ جمع کر کے اس طرح تقریر کی کہ:

> ''تم لوگ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا اندازہ کر چکے ہو' ان کے ہمراہی اس قدر تھوڑے ہیں' کہ اگر تم میں سے ہر شخص ان پر ایک ایک مٹھی کنکریاں پھینکے تو وہ سب کے سب مر جائیں' پھر لطف یہ کہ وہ بھوکے پیاسے ہیں' اے شامی وکوفی دلاورو بڑھو' عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما چند ساعت کا مہمان ہے''۔

اس تقریر سے پیشتر حجاج عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں ایک خط بھیج چکا تھا' اس میں لکھا تھا کہ ''اب آپ کے پاس کوئی طاقت نہیں رہی' آپ ہر طرح مجبور ہو چکے ہیں' بہتر یہی ہے' کہ آپ ہماری امان میں آ جائیں' اور امیر المومنین عبدالملک کی بیعت اختیار کر لیں' آپ کے ساتھ انتہائی عزت وتکریم کا برتاؤ کیا جائے گا اور آپ کی ہر ایک خواہش پوری کر دی جائے گی' مجھ کو امیر المومنین نے یہی حکم دیا ہے' کہ میں جہاں تک ممکن ہو آپ کو صلح وآشتی کی طرف متوجہ کروں' اور آپ کے قتل میں حتی الامکان عجلت سے کام نہ لوں۔

شہادت ابن زبیر رضی اللہ عنہما

سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اس خط کو پڑھ کر اپنی ماں سیّدنا اسماء بنت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور عرض کیا کہ:

> ''میرے پاس اب کوئی آدمی نہیں رہا' برائے نام صرف پانچ آدمی باقی ہیں جو میرا ساتھ دینے پر بظاہر اب تک آمادہ ہیں' لوگوں نے میرے ساتھ اسی طرح دھوکے کا برتاؤ کیا' جیسا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ کیا تھا' لیکن ان کے بیٹے جب تک زندہ رہے باپ کے سامنے تلوار لے کر دشمنوں سے لڑتے رہے' میرے تو بیٹے بھی اس فاسق کی امان میں چلے گئے' اب

Marfat.com

حجاج کہتا ہے' کہ تم بھی امان میں آ جاؤ' اور جو کچھ مانگو ہم دینے کو تیار ہیں' پس میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ کیا حکم دیتی ہیں''۔

سیّدنا اسماء رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ:

''تم اپنے معاملے کو مجھ سے بہتر سمجھتے ہو' اگر تم حق پر ہو اور حق کی طرف لوگوں کو بلاتے ہو' تو اس کام میں برابر مصروف رہو' تمہارے ساتھی بھی راہ حق میں شہید ہوئے' اور تم بھی اسی راہ پر گامزن رہ کر شہادت حاصل کرو' اگر تم نے دنیا حاصل کرنے کا قصد کیا تھا' تو تم بہت ہی نالائق آدمی ہو' تم خود بھی ہلاکت میں پڑے' اور تم نے اپنے ہمراہیوں کو بھی ہلاکت میں ڈالا' میری رائے یہ ہے کہ تم اپنے آپ کو بنوامیہ کے حوالے نہ کرو' موت اپنے وقت پر ضرور آ جائے گی' تم کو مردوں کی طرح جینا اور مردوں کی طرح مرنا چاہیے' تمہارا یہ کہنا کہ میں حق پر تھا' اور لوگوں نے مجھ کو دھوکہ دے کر کمزور کر دیا، ایک ایسی شکایت ہے جو نیک آدمیوں کی زبان پر نہیں آیا کرتی''۔

سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ:

''مجھ کو اس بات کا خوف ہے کہ وہ لوگ قتل کرنے کے بعد مجھ کو مثلہ کریں گے اور صلیب پر لٹکائیں گے''۔

سیّدنا اسماء رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ:

''بیٹا بکری جب ذبح کر ڈالی گئی' تو اسے اس کی کیا پرواہ ہو سکتی ہے کہ اس کی کھال کھینچی جاتی ہے' تم جو کچھ کر رہے ہو بصیرت کے ساتھ کیے جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے امداد طلب کرتے رہو''۔

سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ماں کے سر کا بوسہ لیا اور عرض کیا کہ:

''میری بھی یہی رائے تھی جو اپنی رائے آپ نے ظاہر فرمائی' مجھ کو دنیا کی خواہش اور حکومت کی تمنا بالکل نہ تھی' میں نے اس کام کو صرف اس لیے اختیار کیا تھا' کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی نہیں کی جاتی تھی اور ممنوعات سے لوگ بچتے نہ تھے' جب تک میرے دم میں دم ہے میں حق کے لیے لڑتا رہوں گا' میں نے آپ سے مشورہ لینا ضروری سمجھا اور آپ کی باتوں نے میری وصیت کو بہت کچھ بڑھا دیا' اور اماں جان میں آج ضرور مارا جاؤں گا' تم زیادہ مغموم نہ ہونا' تم مجھ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دو' میں نے کبھی ناجائز کام کا قصد نہیں کیا' اور نہ کسی سے بدعہدی کی' نہ کسی پر ظلم کیا' نہ ظالم کا معاون بنا' حتی الامکان اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہیں کیا' الٰہی میں نے یہ باتیں فخر کی راہ سے نہیں کہیں' بلکہ صرف اس لیے کہ میری ماں کو تسکین خاطر حاصل ہو''۔

سیّدنا اسماء رضی اللہ عنہا بولیں:

''مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو اس کا اجر عطا فرمائے گا' تم اللہ تعالیٰ کا نام لے کر دشمنوں پر حملہ کرو''۔

بیٹے کو رخصت کرتے وقت سیّدنا اسماء رضی اللہ عنہا نے گلے سے لگایا' تو ہاتھ زرہ پر پڑا' پوچھا تم نے یہ زرہ کس ارادہ سے پہن رکھی ہے' کہا صرف اطمینان و مضبوطی کی غرض سے' اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا اس کو اتار دو' اور معمولی کپڑے پہنے ہوئے دشمنوں سے لڑو' سیّدنا

Marfat.com

ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے وہیں زرہ اتار کر پھینک دی' قمیص کے دامن اٹھا کر کمر سے باندھے' دونوں آستینیں چڑھائیں اور گھر سے باہر نکل آئے' اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ:

''اے آل زبیر رضی اللہ عنہما تم تلوار کی جھنکار سے خوف زدہ نہ ہونا' کیوں کہ زخم میں دوا لگانے کی تکلیف زیادہ ہوتی ہے بمقابلہ اس تکلیف کے جو زخم پیدا ہونے سے ہوتی ہے' تم لوگ اپنی اپنی تلواریں تول لو' جس طرح اپنے چہرے کو بچاتے ہو' اسی طرح ان کو بھی خون ناحق سے بچاؤ' اپنی آنکھیں نیچی کر لو کہ تلواروں کی چمک سے چکا چوند نہ ہو جائیں' ہر شخص اپنے مقابل پر حملہ آور ہو' تم مجھے ڈھونڈتے نہ پھرنا' اور اگر میری تلاش ہی ہو تو میں سب سے آگے دشمنوں سے لڑتا ہوا ملوں گا''۔

یہ کہہ کر شامیوں پر ایک سخت حملہ کیا' صفوں کو چیرتے لوگوں کو مارتے اور گراتے ہوئے شامیوں کی پچھلی صفوں تک پہنچ گئے' اور پھر اسی طرح لشکر شام کے سمندر میں تیرتے ہوئے واپس آ گئے' حجاج ہر چند لوگوں کو ترغیب دے رہا تھا' مگر کوئی شخص سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے مقابل ہونے کی جرات نہ کرتا تھا' آخر حجاج نے خود پیدل فوج لے کر سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے علم بردار کو گھیر لیا' سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے فوراً حملہ کر کے اپنے علمبردار کو دشمنوں کے نرغہ سے نکالا اور دشمنوں کو پیچھے ہٹا دیا' واپس آ کر مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز ادا کی' حجاج نے پھر حملہ کیا اور باب بنوشیبہ پر سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا علم بردار مارا گیا' مسجد حرام کے کل دروازوں پر شامی ڈٹے ہوئے تھے' مکہ معظمہ کی بھی انہوں نے ناکہ بندی کر لی تھی' حجاج و طارق نے ابطح کی جانب مروہ تک گھیر لیا تھا۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہما کبھی ایک طرف کبھی دوسری طرف حملہ کر رہے تھے' نماز سے فارغ ہو کر پھر لڑنے لگے' باب صفا کی طرف آپ نے حملہ کیا' اور شامیوں کو ہٹاتے ہوئے دور تک لے گئے' کوہ صفا کے اوپر سے ایک شخص نے تیر مارا' پیشانی پر لگا' خون بہنے لگا' آپ اسی حالت میں برابر لڑتے رہے' غرض آپ نے اور آپ کے ہمرائیوں نے صبح سے بعد ظہر تک شامیوں کے قتل کرنے میں وہ چابک دستی اور حیرت انگیز شجاعت دکھائی کہ چشم فلک نے آج تک نہ دیکھی تھی' آخر ایک ایک کر کے تمام ہمراہی کام آئے۔ سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما پر دشمنوں نے ہر طرف سے پتھروں اور تیروں کی بارش شروع کر دی حالانکہ نیزے اور تلواریں اس سے پیشتر اپنی اپنی کاٹ دکھا چکے تھے۔

بالآخر یوم سہ شنبہ ماہ جمادی الثانی ۷۳ھ کو یہ دنیا کا عظیم الشان بہادر و متقی انسان شہید ہوا' بہادری و شجاعت زہد و عبادت اور ہمت و شرافت وغیرہ کے سوا کوئی انسان اس میدان میں ان کی لاش پر کف افسوس ملنے والا نہ تھا' لشکر شام نے اس مردہ شیر ببر کا سر کاٹنے میں بڑی عجلت و چابک دستی سے کام لیا' حجاج کے سامنے لے گئے' تو اسی قوت اس نے سجدہ شکر ادا کیا' اور لشکر سے نعرہ تکبیر بلند ہوا' لاش اسی جگہ یعنی مقام حجون میں دار پر لٹکا دی گئی اور سر عبدالملک کے پاس بھیجا گیا' ایک دوسری روایت کے موافق سر عبدالملک کے پاس نہیں بھیجا گیا' بلکہ خانہ کعبہ کی دیوار یا پرنالہ پر لٹکا دیا گیا۔

سیّدنا اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے لاش کے دفن کرنے کی اجازت چاہی' مگر ان کو حجاج نے اس کی اجازت نہ دی' عبدالملک کو جب یہ حال معلوم ہوا تو اس نے حجاج کو ملامت کی اور لاش کو دفن کرنے کی اجازت دی' چند روز کے بعد سیّدنا اسماء رضی اللہ عنہا کا بھی انتقال ہو گیا۔

Marfat.com

حجاج شہادت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے بعد خانہ کعبہ میں داخل ہوا' پتھروں کی بڑی کثرت تھی جو باہر سے خانہ کعبہ پر پھینکے گئے تھے' فرش مبارک پر خون کے جا بجا نشانات تھے' پتھروں کو اٹھوایا' اور خون کو دھلوایا' اہل مکہ سے خلافت عبدالملک کی بیعت لی' اس کے بعد مدینہ منورہ کو واپس ہوا' وہاں دو مہینے تک ٹھہرا رہا' وہاں تمام اہل مدینہ کو سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا قاتل سمجھ کر سختیاں شروع کیں' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سخت آزار پہنچائے' وہاں سے پھر مکہ معظمہ کی جانب آیا' سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے بنائے ہوئے خانہ کعبہ کو ڈھا کر پھر از سر نو خانہ کعبہ کی تعمیر کی' عبدالملک بن مروان نے حجاج کو ملک حجاز کا گورنر مقرر کیا اور اس نے طارق کی جگہ مدینہ منورہ میں رہنا شروع کیا۔ (تاریخ اسلام از اکبر شاہ نجیب آبادی)

بَابٌ فِي الْإِفْرَادِ وَالْقِرَانِ

باب: حج افراد اور حج قران کا بیان

646- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عَوْنٍ الْهِلَالِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ الْمُهَلَّبِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ فِي رِوَايَةِ يَحْيَى قَالَ أَهْلَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ مُفْرَدًا وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ عَوْنٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهَلَّ بِالْحَجِّ مُفْرَدًا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت حج افراد کا احرام باندھ لیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج افراد کے احرام کو باندھا۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8593، مسند احمد: رقم الحدیث: 5461، مسند الصحابة: رقم الحدیث: 274)

647- وَحَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ بَكْرٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّي بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ جَمِيعًا قَالَ بَكْرٌ فَحَدَّثْتُ بِذَلِكَ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ لَبَّى بِالْحَجِّ وَحْدَهُ فَلَقِيتُ أَنَسًا فَحَدَّثْتُهُ بِقَوْلِ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ أَنَسٌ مَا تَعُدُّونَنَا إِلَّا صِبْيَانًا سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجًّا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حج اور عمرہ کا ایک ہی ساتھ تلبیہ کہتے ہوئے سنا ہے۔ بکر کا بیان ہے کہ میں نے اس روایت کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا تو انہوں نے اس وقت فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف حج ہی کا تلبیہ پڑھا تھا۔ بکر کا کہنا ہے کہ اس کے بعد میری حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو انہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے قول کو سنا۔ راوی نے فرمایا کہ کیا ہمیں تو بچہ سمجھ رہا ہے میں نے خود یہ سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لبیک عمرة و حجا۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3711، معجم الاوسط: رقم الحدیث: 8753، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1530، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8610)

648- وَحَدَّثَنِي أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامَ الْعَيْشِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ الشَّهِيدِ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا أَنَسٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ بَيْنَهُمَا

Marfat.com

بَیْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ قَالَ فَسَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ اَهْلَلْنَا بِالْحَجِّ فَرَجَعْتُ اِلٰی اَنَسٍ فَاَخْبَرْتُهٗ مَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَقَالَ کَاَنَّمَا کُنَّا صِبْیَانًا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج وعمرہ دونوں کو ایک ہی ساتھ جمع کیا۔ راوی نے فرمایا کہ میں نے اس کے بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ ہم نے حج کا احرام باندھ رکھا تھا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کو عرض کیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کیا کچھ فرمایا ہے اس پر انہوں نے فرمایا: گویا ہم بچے تھے۔ (مسند ابی یعلی: رقم الحدیث: 5695، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 112)

تشریح:

باب مذکورہ بالا میں حج افراد اور حج قران کو بیان کیا گیا ہے۔ جس کو ماقبل بیان کر دیا گیا ہے، یہاں پر ہم اس کے متعلق دیگر امور بیان کرنے جا رہے ہیں۔

حج افراد کی تعریف:

حجِ افراد: جس میں صرف حج کیا جاتا ہے۔ اسے حج افراد کہتے ہیں اور اس حج کرنے والے کو مُفرِد کہتے ہیں۔
(ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، ج ۱۰، ص ۸۱۳)

حج کی نیتیں:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ایک یہ کہ نرا حج کرے اسے افراد کہتے ہیں، اس میں بعد سلام یوں کہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ نَوَیْتُ الْحَجَّ مُخْلِصًا لِلّٰہِ تَعَالٰی۔

ترجمہ: الٰہی! میں حج کا ارادہ کرتا ہوں تو اسے میرے لیے آسان کر دے اور مجھ سے قبول فرما، میں نے خاص اللہ تعالیٰ کے لیے حج کی نیت کی۔ (منسک متوسط مع ارشاد الساری فصل یصلی رکعتین بعد اللبس، دار الکتاب العربی بیروت، ص ۶۹)

دوسرا یہ کہ یہاں سے نرے عمرے کی نیت کرے، مکہ معظمہ میں حج کا احرام باندھے اسے تمتع کہتے ہیں اس میں بعد سلام یوں کہے:

اَللّٰھُمَّ اُرِیْدُ الْعُمْرَةَ فَیَسِّرْھَا لِیْ وَتَقَبَّلْھَا مِنِّیْ نَوَیْتُ الْعُمْرَةَ مُخْلِصًا لِلّٰہِ تَعَالٰی۔
(منسک متوسط مع ارشاد الساری فصل یصلی رکعتین بعد اللبس، دار الکتاب العربی بیروت ص ۷۰)

تیسرا یہ کہ حج وعمرہ کی یہیں سے نیت کرے اور یہ سب سے افضل ہے اسے قران کہتے ہیں، اس میں بعد سلام یوں کہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَیَسِّرْھُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْھُمَا مِنِّیْ نَوَیْتُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰہِ تَعَالٰی۔
(منسک متوسط مع ارشاد الساری فصل یصلی رکعتین بعد اللبس، دار الکتاب العربی بیروت ص ۷۰)

اور تینوں صورتوں میں اس نیت کے بعد لبیک بآوازِ بلند کہے، لبیک یہ ہے:

لَبَّیْكَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ ط لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ ط اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ ط لَا شَرِیْكَ

Marfat.com

لَكَ۔ (منسک متوسط مع ارشاد الساری، فصل یصلی رکعتین بعد اللبس، دار الکتاب العربی بیروت، ص ۶۹)

یہ احرام تھا اس کے ہوتے ہی یہ کام حرام ہو گئے۔"

(فتاوی رضویہ، ج10، کتاب الحج، رسالہ: انوار البشارۃ فی مسائل الحج والزیارۃ (۱۳۲۹ھ) (حج وزیارت کے مسائل میں خوشی کی بہاریں)، تحت: فصل دوم احرام اور اس کے احکام اور داخلی حرم محترم ومکہ مکرمہ ومسجد الحرام، ص 171)

افضل حج کون سا ہے؟:

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"علماء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے کہ تمتع جائز ہے جیسا کہ تفصیل آگے آئے گی اور حج افراد جائز ہے اور حج قرآن بھی جائز ہے کیونکہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے تمام صورتوں کو پسند فرمایا اور کسی صحابی کے حج کی کون سی صورت کا احرام باندھا تھا اور حج کی ان صورتوں میں افضل صورت کیا ہے؟ کیونکہ اس کے متعلق وارد احادیث مختلف ہیں، بعض علماء نے فرمایا: جن میں سے امام مالک بھی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حج مفرد کیا تھا اور حج افراد، حج قرآن سے افضل ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے مروی ہے، فرمایا: ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ نکلے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: جو تم میں سے حج اور عمرہ کا احرام باندھنا ہے وہ ایسا کرے اور جو صرف حج کا احرام باندھنا چاہے وہ حج کا احرام باندھ لے اور جو عمرہ کا احرام باندھنا چاہے وہ عمرہ کا احرام باندھ لے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حج کا احرام باندھا اور آپ کے ساتھ دوسرے لوگوں نے بھی احرام باندھا، اور بعض لوگوں نے عمرہ اور حج دونوں کا احرام باندھا، بعض نے صرف عمرہ کا احرام باندھا اور میں ان لوگوں میں سے تھی جنہوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ اس حدیث کو ایک جماعت نے ھشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ عنہما کے سلسلہ سے روایت کیا ہے۔ بعض نے فرمایا: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: میں نے حج کا احرام باندھا ہے۔ یہ اختلاف کے مقام پر نص ہے یہ ان علماء کی حجت ہے جنہوں نے حج افراد کا قول کیا اور اس کو افضل فرمایا، امام محمد بن حسن نے امام مالک سے روایت کیا ہے، فرمایا: جب نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے دو مختلف احادیث مروی ہوں اور ہمیں خبر پہنچے کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر نے ان میں سے ایک حدیث پر عمل کیا اور دوسری کو ترک کیا تو اس میں دلالت ہے کہ حق وہ ہے جس پر ان دونوں نے عمل کیا۔ اور ابو ثور نے افراد کو پسند کیا اور اسے حج تمتع اور حج قرآن پر فضیلت دی۔ یہ امام شافعی کا مشہور قول ہے اور دوسرے علماء نے حج تمتع افضل ہے یہ حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت عبد اللہ بن زبیر کا مذہب ہے اور یہی امام احمد کا قول ہے۔ یہ امام شافعی کا قول ہے دار قطنی نے کہا: امام شافعی نے کہا: میں نے افراد کو پسند کیا۔ تمتع بھی اچھا ہے، ہم اسے ناپسند نہیں کرتے اور جنہوں نے حج تمتع کو فضیلت دی انہوں نے مسلم کی حضرت عمران بن حصین سے مروی حدیث سے حجت پکڑی ہے۔ انہوں نے فرمایا: تمتع کی آیت کتاب اللہ میں نازل ہوئی (یعنی حج تمتع کے بارے میں آیت) ہمیں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس کا حکم دیا پھر کوئی آیت نازل نہ ہوئی جس نے متعۃ الحج کی آیت کو منسوخ کر دیا ہو اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس سے منع نہیں فرمایا حتیٰ کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ پھر ایک شخص نے اپنی رائے سے کہا جو کہا۔

ترمذی نے روایت کیا ہے کہ ہمیں قتیبہ بن سعید نے بتایا انہوں نے مالک بن انس سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے محمد

Marfat.com

بن عبداللہ بن حارث بن نوفل سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے سعید بن ابی وقاص، ضحاک بن قیس سے معاویہ بن ابی سفیان کے حج کرنے کے سال سنا ان دونوں نے حج تمتع کا ذکر کیا۔ ضحاک بن قیس نے کہا: حج تمتع نہیں کرے گا مگر وہ جو اللہ کے حکم سے جاہل ہوگا۔ سعد نے کہا: اے میرے بھتیجے! تو نے میری بات کی۔ ضحاک نے کہا: حضرت عمر بن حطاب اس سے منع کرتے ہیں۔ حضرت سعد نے کہا: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حج تمتع کیا تھا اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ حج تمتع کیا تھا، یہ حدیث صحیح ہے۔ ابن اسحاق نے زہری اور انہوں نے سالم سے روایت کیا ہے، فرمایا: میں حضرت ابن عمر کے ساتھ مسجد میں بیٹھا ہوا تھا۔ ایک شامی شخص آپ کے پاس آیا اس نے حج تمتع کے بارے میں پوچھا۔ حضرت ابن عمر نے کہا: خوبصورت عمل ہے۔ اس شخص نے کہا: تمہارا باپ اس سے منع کرتا ہے۔ حضرت ابن عمر نے کہا: تجھ پر افسوس میرا باپ اس سے اگر منع کرتا ہے تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حج تمتع کیا تھا اور اس کا حکم بھی فرمایا تھا۔ میں اپنے باپ کے قول پر عمل کروں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حکم پر عمل کروں؟ تو مجھ سے اٹھ جا۔ اس روایت کو دارقطنی نے نقل کیا ہے۔ یہ حدیث ابو عیسیٰ ترمذی نے صالح بن کیسان عن شہاب عن سالم کے سلسلہ سے نقل کی ہے۔ لیث عن طاؤس ابن عباس کے سلسلہ سے روایت کی ہے، فرمایا: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت ابوبکر، حضرت عثمان نے حج تمتع کیا تھا سب سے پہلے حج تمتع سے حضرت معاویہ نے منع کیا تھا۔ یہ حدیث حسن ہے۔ ابو عمر نے کہا: لیث بن ابی سلیم ضعیف ہے۔ حضرت عمر اور حضرت عثمان سے مشہور ہے کہ وہ دونوں حج تمتع سے منع کرتے تھے اگرچہ اہل علم کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ وہ تمتع جس سے حضرت عمر نے منع کیا تھا اور جس پر مارا تھا وہ حج کو فسخ کر کے عمرہ کرنا ہے۔ رہا پہلے عمرہ کرنا اور پھر حج کرنا اس سے حضرت عمر منع نہیں کرتے تھے اور جنہوں نے حضرت عمر کے حج تمتع سے منع کرنے کو صحیح کہا ہے ان کا خیال ہے کہ آپ حج تمتع سے اس لئے منع فرماتے تھے تاکہ بیت اللہ میں لوگ سال میں دو یا زیادہ مرتبہ آئیں تاکہ موسم حج کے علاوہ بھی زائرین کی اس میں کثرت رہے۔ آپ نے اہل حرم پر رفق و مہربانی داخل کرنے کا ارادہ کیا تھا تاکہ حضرت ابراہیم کی دعا ثابت ہو جائے

فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم۔ (ابراھیم: 37)

دوسرے کئی علماء نے فرمایا: حضرت عمر نے حج تمتع سے اس منع فرمایا تھا کیونکہ آپ نے دیکھا کہ لوگ آسانی اور رخصت کی وجہ سے حج تمتع کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ پس آپ کو حج افراد اور حج قرآن کے ضیاع کا اندیشہ ہوا جبکہ وہ دونوں حج کی وجہ سے حج تمتع کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ پس آپ کو حج افراد اور حج قرآن کے ضیاع کا اندیشہ ہوا جبکہ دو دونوں حج بھی نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنت ہیں۔ امام احمد نے حج تمتع کے اختیار پر نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اس ارشاد سے حجت پکڑی ہے "اگر مجھے اپنے معاملہ کا پہلے علم ہوتا جس کا مجھے بعد میں علم ہوا تو میں ہدی ساتھ نہ لے آتا اور حج کے احرام کو عمرہ بنا دیتا۔ اس حدیث کو ائمہ نے نقل کیا ہے۔

دوسرے علماء نے کہا: حج قرآن افضل ہے، ان میں امام ابوحنیفہ اور ثوری ہیں۔ یہی قول مزنی کا ہے۔ انہوں نے فرمایا: کیونکہ اس میں انسان دو فرض اکٹھے ادا کرنے والا ہوتا ہے۔ یہ اسحاق کا قول ہے، اسحاق نے کہا: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) حج قرآن کرنے والے تھے۔ یہ حضرت علی بن ابی طالب کا قول بھی ہے اور حضرت علی نے حج قرآن کو پسند کیا ہے اور اس کو فضیلت دی ہے۔ انہوں نے اس روایت سے حجت پکڑی ہے جو بخاری نے حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت کی ہے، فرمایا: میں نے وادی عقیق میں رسول اللہ

Marfat.com

(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو یہ فرماتے سنا" اس رات میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا آیا اس نے کہا: اس مبارک وادی میں نماز پڑھو اور حج وعمرہ کرو۔" ترمذی نے حضرت انس سے روایت کیا ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو یہ فرماتے سنا ہے:

لبيك بعمرة وحجة۔

یعنی آپ نے عمرہ اور حج کی نیت سے تلبیہ کہا۔ امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ ابوعمر نے کہا: انشاء اللہ حج افراد افضل ہے کیونکہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حج مفرد کرنے والے تھے۔ اسی وجہ سے ہم نے کہا: حج افراد افضل ہے کیونکہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے حج افراد کے متعلق ہوتا ہے۔ ابوجعفر نحاس نے کہا: حج افراد کرنے والے کو متمتع سے زیادہ تھکاوٹ ہوتی ہے کیونکہ وہ اپنے احرام پر باقی رہتا ہے۔ اس لئے اس میں ثواب زیادہ ہے اور احادیث کے اتفاق کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے جب حج تمتع اور قرآن کا حکم دیا تو یہ کہنا جائز ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حج تمتع اور قران کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

نادیٰ فرعون فی قومه۔ (زخرف:51)

حضرت عمر بن خطاب نے فرمایا: ہم نے رجم کیا اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے رجم کیا حالانکہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے رجم کا حکم فرمایا تھا۔

میں کہتا ہوں: آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے حج میں ظاہر حج قرآن ہے آپ قرآن کرنے والے تھے اس کی وجہ حضرت عمر اور حضرت انس کی مذکررہ احادیث ہیں اور صحیح مسلم میں بکر سے انہوں نے حضرت انس سے روایت کیا ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو حج اور عمرہ کا اکٹھا تلبیہ کہتے ہوئے سنا۔ بکر نے کہا میں نے انہیں حضرت ابن عمر کا قول بیان کیا۔ حضرت انس نے کہا: تم ہمیں بچے شمار کرتے ہو؟ (یعنی ہم بچے تو نہیں کہ ہمیں معلوم ہی نہ ہو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کس حج کا تلبیہ فرمایا تھا، جان لو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج قران کا تلبیہ ہی فرمایا تھا، نوید علوی)

نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے عمرہ کا احرام باندھا اور صحابہ کرام نے حج کا احرام باندھا اور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے احرام نہ کھولا اور ان صحابہ نے بھی احرام نہ کھولا جنہوں نے ہدی ساتھ لائی تھی اور باقی لوگوں نے احرام کھول دیا تھا۔ بعض اہل علم نے کہا: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حج قران کرنے والے تھے۔۔ جب آپ قران کرنے والے تھے تو آپ نے حج اور عمرہ کیا تھا۔ اس طرح احادیث متفق ہوگئیں۔

(احادیث میں تطبیق:)

نحاس نے کہا: سب سے بہتر وہ ہے جو کہا گیا ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ جس نے آپ کو دیکھا اس نے کہا: آپ نے عمرہ کیا پھر حج کا احرام باندھا، بعض نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے افراد کیا پھر کہا:

لبيك بحجة وعمرة

جس نے آپ سے یہ سنا اس نے کہا: آپ نے قران کیا۔ پس احادیث متفق ہوگئیں اور اس پر دلیل یہ ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے کسی نے یہ روایت نہیں کیا کہ آپ نے فرمایا ہو میں نے حج مفرد کیا اور تمتع نہیں کیا اور آپ سے یہ صحیح مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: میں

نے حج قران کیا۔ جیسا کہ نسائی نے حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا ہے، فرمایا: میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس آیا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مجھ سے پوچھ سے پوچھا تو نے کیسا احرام باندھا؟ میں نے عرض کی: میں نے آپ کے احرام جیسا باندھا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: میں ہدی ساتھ لایا ہوں اور حج قران کا احرام باندھا ہے۔ حضرت علی نے فرمایا اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے صحابہ کرام سے فرمایا: اگر مجھے اپنے معاملہ کا پہلے علم ہوتا جس کا مجھے بعد میں علم ہوا تو میں بھی ایسا کرتا جیسا تم نے کیا ہے لیکن میں ہدی ساتھ لایا ہوں اور میں نے حج قران کا احرام باندھا ہے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے ثابت ہے، فرمایا: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لوگوں کو کیا ہے کہ انہوں نے اپنے عمرہ کا احرام کھول دیا ہے اور آپ نے احرام نہیں کھولا ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: میں نے اپنے سر پر گوند لگائی ہوئی ہے اور میں ہدی ساتھ لایا ہوں میں احرام نہیں کھولوں گا حتیٰ کہ میں قربانی کرلوں گا۔ یہ حدیث بیان کرتی ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حج قران کرنے والے تھے، اگر آپ حج تمتع یا حج مفرد کرنے والے ہوتے تو آپ ہدی کے نحر کی وجہ سے نہ رو کتے۔

میں کہتا ہوں: نحاس نے جو یہ کہا ہے کہ کسی سے یہ مروی نہیں ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا ہو کہ میں نے حج افراد کیا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت گزر چکی ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: میں حج کا احرام باندھتا ہوں اور مسلم کی حضرت ابن عمر سے روایت ہے اس میں ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے پہلے عمرہ کیا پھر حج کا احرام باندھا تو میں حج کا احرام باندھتا ہوں کے ارشاد میں حج مفرد پر دلیل باقی نہ رہی اور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ارشاد کہ میں نے حج قران کیا باقی رہا اور حضرت انس جو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے خادم تھے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو

لبیک بحجة وعمرة معاً

کہتے ہوئے سنا۔ یہ جملہ حق قران پر نص صریح ہے کسی تاویل کا احتمال نہیں رکھتا۔ دارقطنی نے عبداللہ بن ابی قتادہ سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے، فرمایا: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حج اور عمرہ کو جمع کیا کیونکہ آپ کو معلوم تھا کہ اس کے بعد آپ دوبارہ حج کرنے والے نہیں۔" (الجامع لاحکام القرآن بنام تفسیر قرطبی، تحت البقرۃ:196)

بَابُ اِسْتِحْبَابِ طَوَافِ الْقُدُوْمِ لِلْحَاجِّ وَالسَّعْيِ بَعْدَهٗ

باب: طواف قدوم اور اس کے بعد سعی کے استحباب کا بیان

649- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا عَبْثَرٌ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِيْ خَالِدٍ عَنْ وَبَرَةَ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ فَجَآءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ اَيَصْلُحُ لِيْ اَنْ اَطُوْفَ بِالْبَيْتِ قَبْلَ اَنْ اٰتِيَ الْمَوْقِفَ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ فَاِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ يَّقُوْلُ لَا تَطُفْ بِالْبَيْتِ حَتّٰى تَاْتِيَ الْمَوْقِفَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ فَقَدْ حَجَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَ الْمَوْقِفَ فَبِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَقُّ اَنْ تَاْخُذَ اَوْ بِقَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِنْ كُنْتَ صَادِقًا

وبرہ کا بیان ہے کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک آدمی نے آتے ہوئے دریافت کیا: میرا وقوف

Marfat.com

عرفات سے قبل طواف کرنا درست ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: ہاں۔ وہ کہنے لگا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تو یہ فرماتے ہیں کہ عرفات سے قبل خانہ کعبہ کا طواف نہ کرو۔ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج ادا فرمایا اور عرفات کو جانے سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طواف فرمایا۔ اب ذرا یہ بتایئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان پر عمل کرنا درست ہے یا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول پر عمل کرنا درست ہے۔ اگر تم سچے ہو تو۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9028، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 3212، مسند احمد: رقم الحدیث: 4947، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 274)

650- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ بَيَانٍ عَنْ وَبَرَةَ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَطُوفُ بِالْبَيْتِ وَقَدْ أَحْرَمْتُ بِالْحَجِّ فَقَالَ وَمَا يَمْنَعُكَ قَالَ إِنِّي رَأَيْتُ ابْنَ فُلَانٍ يَكْرَهُهُ وَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيْنَا مِنْهُ رَأَيْنَاهُ قَدْ فَتَنَتْهُ الدُّنْيَا فَقَالَ وَأَيُّنَا أَوْ أَيُّكُمْ لَمْ تَفْتِنْهُ الدُّنْيَا ثُمَّ قَالَ رَأَيْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْرَمَ بِالْحَجِّ وَطَافَ بِالْبَيْتِ وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَسُنَّةُ اللهِ وَسُنَّةُ رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَقُّ أَنْ تُتَّبَعَ مِنْ سُنَّةِ فُلَانٍ إِنْ كُنْتَ صَادِقًا

وبرہ کا بیان ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ میں نے حج کا احرام باندھ رکھا ہے تو آیا میں طواف بھی کر سکتا ہوں۔ ارشاد فرمایا: اس میں تم کو کیا رکاوٹ ہے؟ وہ کہنے لگا: میں نے ابن فلاں کو یوں ملاحظہ کیا ہے کہ وہ اسے مکروہ گردانتے ہیں۔ اور ہمیں تو آپ ان سے زیادہ محبوب ہیں ہم نے تو یہ ملاحظہ کیا ہے کہ انہیں دنیا کی محبت نے غفلت میں ڈال دیا ہے۔ اس پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہمارے اندر اور تمہارے اندر ایسا کون سا آدمی ہے جسے دنیا نے غفلت میں نہ ڈال دیا ہو۔ پھر انہوں نے فرمایا کہ ہم نے ملاحظہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج کا احرام باندھا اور خانہ کعبہ کا طواف فرمایا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی فرمائی اور اس ابن فلاں کی بدولت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرنا زیادہ استحقاق رکھتا ہے۔ اگر تم دعویٰ اسلام میں سچے ہو۔ (مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 3211، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 275)

تشریح:

علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں: "جو حج کرنے والا مسافر ہو اس کے لئے طواف قدوم سنت ہے اور طواف زیارت ہر حج کرنے والے پر فرض ہے اور طواف وداع، حج کرنے والے مسافر پر واجب ہے۔

علامہ علاء الدین حصکفی حنفی متوفی 1088ھ طواف قدوم کے متعلق لکھتے ہیں:

اور بیت اللہ کا طواف قدوم کرے اور یہ باہر سے آکر حج کرنے والے کے لئے سنت ہے کیونکہ وہ بیت اللہ میں قدم رکھنے والا ہے، اس طواف کی ابتداء طواف کرنے سے پہلے کعبہ کے دروازہ کے قریب اپنی دائیں جانب سے کرے اس طرح بیت اللہ اس کی بائیں جانب ہو جائے گا۔ طواف شروع کرنے سے پہلے اپنے احرام کی چادر اپنی دائیں بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے کے اوپر ڈال لے اور حطیم کے پیچھے سے طواف کرے اور سات بار کعبہ کے گرد چکر لگائے اور پہلے تین چکروں میں رمل کرے یعنی تیز تیز چلے اور ہر چکر میں طواف حجر اسود سے شروع کر کے حجر اسود پر ختم کرے اور جب بھی حجر اسود کے سامنے سے گزرے تو تعظیم کرے اگر ممکن ہو تو اس کو

Marfat.com

بوسہ دے یا چھوئے یا اس کی طرف دونوں ہاتھ اٹھا کر اس طرح اشارہ کرے گویا اس کو پکڑ رہا ہے اور رکن یمانی کی بھی تعظیم کرے اور یہ مستحب ہے لیکن بوسہ دینے کے بغیر امام محمد نے کہا یہ سنت ہے اور رکن یمانی کو بھی بوسہ دے اور دلائل اس کے سنت ہونے اور اس کو بوسہ دینے کی تائید کرتے ہیں۔ (علامہ شامی نے کہا کہ رکن یمانی کو بوسہ نہ دے اور امام محمد کی طرف جو قول منسوب ہے، وہ ضعیف ہے) اور حجر اسود اور رکن یمانی کے ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھے۔

(الدر المختار مع رد المختار ج ۳ ص 448-454 مخضرا مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1420ھ) (تبیان القرآن، تحت: الحج: 26)

طواف قدوم کے بعد چونکہ سعی کرنی ہوتی ہے، لہٰذا طواف کے بعد سعی کے مسائل ذکر کیے جاتے ہیں۔

صفا و مروہ کی سعی کے فقہی مسائل

"(۲۱) اب اگر کوئی عذر تکان وغیرہ کا نہ ہو تو ابھی، ورنہ آرام لے کر صفا مروہ میں سعی کے لیے پھر حجر اسود کے پاس آؤ اور اسی طرح تکبیر وغیرہ کہہ کر چومو اور نہ ہو سکے تو اس کی طرف منہ کر کے

اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ

اور درود پڑھتے ہوئے فوراً باب صفا سے جانب صفا روانہ ہو، دروازہ مسجد سے بایاں پاؤں پہلے نکالو اور دہنا پہلے جوتے میں ڈالو اور یہ ادب ہر مسجد سے آتے ہوئے ہمیشہ ملحوظ رکھو اور وہی دعا پڑھو، جو مسجد سے نکلتے وقت پڑھنے کے لیے مذکور ہو چکی ہے۔

مسئلہ ۲۱: بغیر عذر اس وقت سعی نہ کرنا مکروہ ہے کہ خلاف سنت ہے۔

مسئلہ ۲۲: جب طواف کے بعد سعی کرنی ہو تو واپس آ کر حجر اسود کا استلام کر کے سعی کو جائے اور سعی نہ کرنی ہو تو استلام کی ضرورت نہیں۔ (یعنی قارن اور مفرد اگر چاہیں تو طواف قدوم کے بعد سعی اسی وقت کر لیں، بصورت دیگر طواف زیارت کے بعد بھی کر سکتے ہیں، لیکن پہلی صورت افضل ہے، نوید علوی) (الفتاوی الہندیۃ، کتاب المناسک، الباب الخامس، فی کیفیۃ اداء الحج، ج ۱ ص ۲۲۶)

مسئلہ ۲۳: سعی کے لیے باب صفا سے جانا مستحب ہے اور یہی آسان بھی ہے اور اگر کسی دوسرے دروازہ سے جائے گا جب بھی سعی ادا ہو جائے گی۔

(۲۲) ذکر و درود میں مشغول صفا کی سیڑھیوں پر اتنا چڑھو کہ کعبہ معظمہ نظر آئے اور یہ بات یہاں پہلی ہی سیڑھی پر چڑھنے سے حاصل ہے یعنی اگر مکان اور دیواریں درمیان میں نہ ہوتیں تو کعبہ معظمہ یہاں سے نظر آتا، اس سے اوپر چڑھنے کی حاجت نہیں بلکہ مذہب اہل سنت و جماعت کے خلاف اور بدمذہبوں اور جاہلوں کا فعل ہے کہ بالکل اوپر کی سیڑھی تک چڑھ جاتے ہیں اور سیڑھی پر چڑھنے سے پہلے یہ پڑھو:

اَبْدَاُ بِمَا بَدَاَ اللّٰهُ بِهٖ (اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ج فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ○)

(میں اس سے شروع کرتا ہوں جس کو اللہ (عزوجل) نے پہلے ذکر کیا۔ بے شک صفا و مروہ اللہ (عزوجل) کی نشانیوں سے ہیں جس نے حج یا عمرہ کیا اس پر ان کے طواف میں گناہ نہیں اور جو شخص نیک کام کرے تو بیشک اللہ (عزوجل) بدلہ دینے

Marfat.com

والا، جاننے والا ہے۔)

پھر کعبہ معظمہ کی طرف منہ کر کے دونوں ہاتھ مونڈھوں تک دعا کی طرح پھیلے ہوئے اُٹھاؤ اور اتنی دیر تک ٹھہرو جتنی دیر میں مفصل کی کوئی سورت یا سورہ بقرہ کی پچیس آیتوں کی تلاوت کی جائے اور تسبیح وتہلیل وتکبیر و درود پڑھو اور اپنے لیے اور اپنے دوستوں اور دیگر مسلمانوں کے لیے دعا کرو کہ یہاں دعا قبول ہوتی ہے، یہاں بھی دعائے جامع پڑھو اور یہ پڑھو:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا هَدٰنَا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا اَوْلَانَا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا اَلْهَمَنَا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ هَدٰنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِىَ لَوْلَا اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِىْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَىٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ صَدَقَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَاَعَزَّ جُنْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّآ اِيَّاهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ.

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ يُخْرِجُ الْحَىَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَىِّ وَيُحْىِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ اَللّٰهُمَّ كَمَا هَدَيْتَنِىْ لِلْاِسْلَامِ اَسْاَلُكَ اَنْ لَّا تَنْزِعَهٗ مِنِّىْ حَتّٰى تَوَفَّانِىْ وَاَنَا مُسْلِمٌ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِىِّ الْعَظِيْمِ.

اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِىْ عَلٰى سُنَّةِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَوَفَّنِىْ عَلٰى مِلَّتِهٖ وَاَعِذْنِىْ مِنْ مُّضِلَّاتِ الْفِتَنِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِمَّنْ يُّحِبُّكَ وَيُحِبُّ رَسُوْلَكَ وَاَنْبِيَآئَكَ وَمَلٰئِكَتَكَ وَعِبَادَكَ الصّٰلِحِيْنَ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ لِىَ الْيُسْرٰى وَجَنِّبْنِىَ الْعُسْرٰى اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِىْ عَلٰى سُنَّةِ رَسُوْلِكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَوَفَّنِىْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِىْ بِالصّٰلِحِيْنَ وَاجْعَلْنِىْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ وَاغْفِرْ لِىْ خَطِيْئَتِىْ يَوْمَ الدِّيْنِ

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ اِيْمَانًا كَامِلًا وَّقَلْبًا خَاشِعًا وَّنَسْئَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّيَقِيْنًا صَادِقًا وَّدِيْنًا قَيِّمًا وَّنَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ مِنْ كُلِّ بَلِيَّةٍ وَّنَسْئَلُكَ تَمَامَ الْعَافِيَةِ وَنَسْئَلُكَ دَوَامَ الْعَافِيَةِ وَنَسْئَلُكَ الشُّكْرَ عَلَى الْعَافِيَةِ وَنَسْئَلُكَ الْغِنٰى عَنِ النَّاسِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ عَدَدَ خَلْقِكَ وَرِضَا نَفْسِكَ وَزِنَةَ عَرْشِكَ وَمِدَادَ كَلِمَاتِكَ كُلَّمَا ذَكَرَكَ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ الْغَافِلُوْنَ.

"حمد ہے اللہ (عزوجل) کے لیے کہ اس نے ہم کو ہدایت کی، حمد ہے اللہ (عزوجل) کے لیے کہ اس نے ہم کو دیا، حمد ہے اللہ (عزوجل) کے لیے کہ اس نے ہم کو الہام کیا، حمد ہے اللہ (عزوجل) کے لیے جس نے ہم کو اس کی ہدایت کی اور اگر اللہ (عزوجل) ہدایت نہ کرتا تو ہم ہدایت نہ پاتے۔ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں، جو اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں،

Marfat.com

اسی کے لیے مُلک ہے اور اسی کے لیے حمد ہے، وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے اور وہ خود زندہ ہے مرتا نہیں، اُسی کے ہاتھ میں خیر ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں جو اکیلا ہے، اس نے اپنا وعدہ سچا کیا اپنے بندہ کی مدد کی اور اپنے لشکر کو غالب کیا اور کافروں کی جماعتوں کو تنہا اس نے شکست دی۔ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں ہم اسی کی عبادت کرتے ہیں، اسی کے لیے دین کو خالص کرتے ہوئے اگرچہ کافر بُرا مانیں۔

اللہ (عزوجل) کی پاکی ہے شام و صبح اور اسی کے لیے حمد ہے آسمانوں اور زمین میں اور تیسرے پہر کو اور ظہر کے وقت، وہ زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے اور اسی طرح تم نکالے جاؤ گے، الٰہی! تو نے جس طرح مجھے اسلام کی طرف ہدایت کی، تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ اسے مجھ سے جُدا نہ کرنا یہاں تک کہ مجھے اسلام پر موت دے، اللہ (عزوجل) کے لیے پاکی ہے اور اللہ (عزوجل) کے لیے حمد ہے اور اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ (عزوجل) بہت بڑا ہے، اور گناہ سے پھرنا اور نیکی کی طاقت نہیں مگر اللہ (عزوجل) کی مدد سے جو برتر و بزرگ ہے۔ الٰہی! تو مجھ کو اپنے نبی محمد ﷺ کی سنت پر زندہ رکھ اور ان کی ملت پر وفات دے اور فتنہ کی گمراہیوں سے بچا، الٰہی! تو مجھ کو ان لوگوں میں کر جو تجھ سے محبت رکھتے ہیں اور تیرے رسول وانبیاء وملائکہ اور نیک بندوں سے محبت رکھتے ہیں۔ الٰہی! میرے لیے آسانی میسر کر اور مجھے سختی سے بچا، الٰہی! اپنے رسول محمد ﷺ کی سنت پر مجھ کو زندہ رکھ اور مجھے اسلام کی حالت میں ہی وفات دینا، اور نیکوں کے ساتھ ملا اور جنت النعیم کا وارث کر اور قیامت کے دن میری خطا بخش دے۔ الٰہی! تجھ سے ایمان کامل اور قلب خاشع کا ہم سوال کرتے ہیں اور ہم تجھ سے علمِ نافع اور یقینِ صادق اور دینِ مستقیم کا سوال کرتے ہیں اور ہر بلا سے عفو و عافیت کا سوال کرتے ہیں اور پوری عافیت اور عافیت کی ہمیشگی اور عافیت پر شکر کا سوال کرتے ہیں اور آدمیوں سے بے نیازی کا سوال کرتے ہیں۔ الٰہی! تو درود وسلام و برکت نازل کر ہمارے سردار محمد ﷺ اور ان کی آل واصحاب پر بقدر شمار تیری مخلوق اور تیری رضا اور ہموزن تیرے عرش کے اور بقدر درازی تیرے کلمات کے جب تک ذکر کرنے والے تیرا ذکر کرتے رہیں اور جب تک غافل تیرے ذکر سے غافل رہیں۔"

دعا میں ہتھیلیاں آسمان کی طرف ہوں، نہ اس طرح جیسا بعض جاہل ہتھیلیاں کعبہ معظمہ کی طرف کرتے ہیں اور اکثر مطوف ہاتھ کانوں تک اُٹھاتے ہیں پھر چھوڑ دیتے ہیں، یونہی تین بار کرتے ہیں یہ بھی غلط طریقہ ہے بلکہ ایک بار دعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے اور جب تک دعا مانگے اُٹھائے رہے، جب ختم ہو جائے ہاتھ چھوڑ دے پھر سعی کی نیت کرے، اس کی نیت یوں ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْۤ اُرِیْدُ السَّعْیَ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَیَسِّرْهُ لِیْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ.

(۲۳) پھر صفا سے اُتر کر مروہ کو چلے ذکر و درود برابر جاری رکھے، جب پہلا میل آئے (اور یہ صفا سے تھوڑے ہی فاصلہ پر ہے کہ بائیں ہاتھ کو سبز رنگ کا میل مسجد شریف کی دیوار سے متصل ہے) یہاں سے مرد دوڑنا شروع کریں (مگر نہ حد سے زائد، نہ کسی کو ایذا دیتے) یہاں تک کہ دوسرے سبز میل سے نکل جائیں۔ یہاں کی دعا یہ ہے:

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ وَتَعْلَمُ مَا لَا نَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا

Marfat.com

مَّبْرُوْرًا وَّسَعْيًا مَّشْكُوْرًا وَّذَنْبًام مَّغْفُوْرًا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَا مُجِيْبَ الدَّعْوَاتِ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ.

اے پروردگار! بخش اور رحم کر اور درگزر کر اُس سے جسے تو جانتا ہے اور تو اسے جانتا ہے جسے ہم نہیں جانتے، بیشک تو عزت و کرم والا ہے۔ اے اللہ (عزوجل)! تو اسے حج مبرور کر اور سعی مشکور کر اور گناہ بخش، اے اللہ (عزوجل)! مجھ کو اور میرے والدین اور جمیع مومنین و مومنات کو بخش دے، اے دعاؤں کے قبول کرنے والے! اے رب! تو ہم سے قبول کر، بیشک تو سُننے والا، جاننے والا ہے اور ہماری توبہ قبول کر، بیشک تو توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ اے رب! تو ہم کو دنیا میں بھلائی دے اور آخرت میں بھلائی دے اور ہم کو عذابِ جہنم سے بچا۔

(۲۴) دوسرے میل سے نکل کر آہستہ ہو لو اور یہ دعا بار بار پڑھتے ہوئے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.

مروہ تک پہنچو یہاں پہلی سیڑھی پر چڑھنے بلکہ اس کے قریب زمین پر کھڑے ہونے سے مروہ پر چڑھنا ہو گیا لہٰذا بالکل دیوار سے متصل نہ ہو جائے کہ یہ جاہلوں کا طریقہ ہے یہاں بھی اگرچہ عمارتیں بن جانے سے کعبہ نظر نہیں آتا مگر کعبہ کی طرف منہ کر کے جیسا صفا پر کیا تھا تسبیح و تکبیر و حمد و ثنا و درود و دُعا یہاں بھی کرو یہ ایک پھیرا ہوا۔

(۲۵) پھر یہاں سے صفا کو ذکر کر و دُرود اور دعائیں پڑھتے ہوئے جاؤ، جب سبز میل کے پاس پہنچو اُسی طرح دوڑو اور دونوں میلوں سے گزر کر آہستہ ہو لو پھر آؤ پھر جاؤ یہاں تک کہ ساتواں پھیرا مروہ پر ختم ہو اور ہر پھیرے میں اُسی طرح کرو اس کا نام سعی ہے۔ دونوں میلوں کے درمیان اگر دوڑ کر نہ چلا یا صفا سے مروہ تک دوڑ کر گیا تو برا کیا کہ سنت ترک ہوئی، مگر دَم یا صدقہ واجب نہیں اور سعی میں اِضطباع نہیں۔ اگر ہجوم کی وجہ سے میلین کے درمیان دوڑنے سے عاجز ہے تو کچھ ٹھہر جائے کہ بھیڑ کم ہو جائے اور دوڑنے کا موقع مل جائے اور اگر کچھ ٹھہرنے سے ہجوم کم نہ ہو گا تو دوڑنے والوں کی طرح چلے اور اگر کسی عذر کی وجہ سے جانور پر سوار ہو کر سعی کرتا ہے تو اس درمیان میں جانور کو تیز چلائے مگر اس کا خیال رہے کہ کسی کو ایذا نہ ہو کہ یہ حرام ہے۔

مسئلہ ۲۴: اگر مروہ سے سعی شروع کی تو پہلا پھیرا کہ مروہ سے صفا کو ہوا شمار نہ کیا جائے گا، اب کہ صفا سے مروہ کو جائے گا یہ پہلا پھیرا ہوا۔ (الفتاوی الہندیۃ، کتاب المناسک، الباب الخامس فی کیفیۃ اداء الحج، ج ۱، ص ۲۲۷)

مسئلہ ۲۵: جو شخص احرام سے پہلے بیہوش ہو گیا ہے اور اُس کے ساتھیوں نے اس کی طرف سے احرام باندھا ہے تو اُس کی طرف سے اُس کے ساتھی نیابۃً سعی کر سکتے ہیں۔ (المسلک المتقسط، (باب سعی بین صفا والمروۃ، فصل فی شرائط صحۃ السعی)، ص ۱۷۴)

مسئلہ ۲۶: سعی کے لیے شرط یہ ہے کہ پورے طواف یا طواف کے اکثر حصہ کے بعد ہو، لہٰذا اگر طواف سے پہلے یا طواف کے تین پھیرے کے بعد سعی کی تو نہ ہوئی اور سعی کے قبل احرام ہونا بھی شرط ہے، خواہ حج کا احرام ہو یا عمرہ کا، احرام سے قبل سعی نہیں ہو سکتی اور حج

کی سعی اگر وقوفِ عرفہ کے قبل کرے تو وقتِ سعی میں بھی احرام ہونا شرط ہے اور وقوفِ عرفہ کے بعد ہو تو سنت یہ ہے کہ احرام کھول چکا ہو اور عمرہ کی سعی میں احرام واجب ہے یعنی اگر طواف کے بعد سر مونڈا لیا پھر سعی کی تو سعی ہوگئی مگر چونکہ واجب ترک ہوا لہٰذا دَم واجب ہے۔
(لباب المناسک، ص ۱۷۴)

مسئلہ ۲۷: سعی کے لیے طہارت شرط نہیں، حیض والی عورت اور جُنبی بھی سعی کرسکتا ہے۔
(الفتاویٰ الہندیۃ، کتاب المناسک، الباب الخامس فی کیفیۃ اداء الحج، ج۱، ص ۲۲۷)

مسئلہ ۲۸: سعی میں پیدل چلنا واجب ہے جب کہ عذر نہ ہو، لہٰذا اگر سواری یا ڈولی وغیرہ پر سعی کی یا پاؤں سے نہ چلا بلکہ گھسٹتا ہوا گیا تو حالتِ عذر میں معاف ہے اور بغیر عذر ایسا کیا تو دَم واجب ہے۔ (لباب المناسک، (باب سعی بین صفاوالمروۃ، فصل فی واجباتہ) ص ۱۷۸)

مسئلہ ۲۹: سعی میں سترِ عورت سنت ہے یعنی اگرچہ ستر کا چھپانا فرض ہے مگر اس حالت میں فرض کے علاوہ سُنت بھی ہے کہ اگر ستر کھلا رہا تو اس کی وجہ سے کفارہ واجب نہیں مگر ایک گناہ فرض کے ترک کا ہوا، دوسرا ترکِ سنت کا۔
(المسلک المتقسط، (باب سعی بین صفاوالمروۃ، فصل فی سننہ) ص ۱۷۹)

ایک ضروری نصیحت:

بعض عورتوں کو میں نے خود دیکھا ہے کہ نہایت بے باکی سے سعی کرتی ہیں کہ اُن کی کلائیاں اور گلا کھلا رہتا ہے اور یہ خیال نہیں کہ مکہ معظمہ میں معصیت کرنا نہایت سخت بات ہے کہ یہاں جس طرح ایک نیکی لاکھ کے برابر ہے۔ یونہی ایک گناہ لاکھ گناہ کے برابر بلکہ یہاں تو یہاں کعبہ معظمہ کے سامنے بھی وہ اسی حالت سے رہتی ہیں بلکہ اسی حالت میں طواف کرتے دیکھا، حالانکہ طواف میں ستر کا چھپانا علاوہ اُسی فرض دائمی کے واجب بھی ہے تو ایک فرض دوسرے واجب کے ترک سے دو گناہ کیے۔
وہ بھی کہاں بیت اللہ کے سامنے اور خاص طواف کی حالت میں بلکہ بعض عورتیں طواف کرنے میں خصوصاً حجرِ اسود کو بوسہ دینے میں مردوں میں گھس جاتی ہیں اور اُن کا بدن مردوں کے بدن سے مس ہوتا رہتا ہے مگر ان کو اس کی کچھ پروا نہیں حالانکہ طواف یا بوسہ حجرِ اسود وغیرہما ثواب کے لیے کیا جاتا ہے مگر وہ عورتیں ثواب کے بدلے گناہ مول لیتی ہیں لہٰذا ان امور کی طرف حجاج کو خصوصیت کے ساتھ توجہ کرنی چاہیے اور ان کے ساتھ جو عورتیں ہوں انھیں بتاکید ایسی حرکات سے منع کرنا چاہیے۔
مسئلہ ۳۰: مستحب یہ ہے کہ باوضو سعی کرے اور کپڑا بھی پاک ہو اور بدن بھی ہر قسم کی نجاست سے پاک ہو اور سعی شروع کرتے وقت نیت کرلے۔

مسئلہ ۳۱: مکروہ وقت نہ ہو تو سعی کے بعد دو رکعت نماز مسجد شریف میں جاکر پڑھنا بہتر ہے۔ (الدر المختار، کتاب الحج، ج ۳، ص ۵۸۹)
امام احمد و ابن ماجہ و ابن حبان، مطلب بن ابی وداعہ سے راوی، کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب سعی سے فارغ ہوئے تو حجر کے سامنے تشریف لاکر حاشیہ مطاف میں دو رکعت نماز پڑھی۔ (المسند للامام احمد، الحدیث: ۲۷۳۱۳، ج ۱۰، ص ۳۵۴)
مسئلہ ۳۲: سعی کے ساتوں پھیرے پے در پے کرے، اگر متفرق طور پر کیے تو اعادہ کرے اور اب سے سات پھیرے کرے کہ پے در پے نہ ہونے سے سنت ترک ہوگئی، ہاں اگر سعی کرتے میں جماعت قائم ہوئی یا جنازہ آیا تو سعی چھوڑ کر نماز میں مشغول ہو، بعد نماز

Marfat.com

جہاں سے چھوڑی تھی وہیں سے پوری کرلے۔ (الفتاوی الهندية، كتاب المناسك، الباب الخامس فی کیفیۃ اداء الحج، ج ا،ص ۲۲۷)

مسئلہ ۳۳: سعی کی حالت میں فضول و بیکار باتیں سخت نازیبا ہیں کہ یہ تو ویسے بھی نہ چاہیے نہ کہ اس وقت کہ عبادت میں مشغول ہو، واضح ہو کہ عمرہ صرف انہیں افعال طواف وسعی کا نام ہے۔ قران وتمتع والے کے لیے یہی عمرہ ہو گیا اور افراد والے کے لیے یہ طواف طواف قدوم یعنی حاضری دربار کا مجرا۔ (یعنی جاری ہونے کی جگہ)

مسئلہ ۳۴: حج کرنے والا مکہ میں جانے سے پہلے عرفات میں پہنچا تو طواف قدوم ساقط ہو گیا مگر برا کیا کہ سنت فوت ہوئی اور دم وغیرہ واجب نہیں۔ (الجوہرۃ النیرۃ، الجزء الاول، کتاب الحج، ص ۲۰۹۔ ورد المحتار، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۶۵)

قارن یعنی جس نے قران کیا ہے اس کے بعد طواف قدوم کی نیت سے ایک طواف وسعی اور بجالائے۔"

(بہار شریعت، از مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ تحت صفا ومروہ کی سعی، ص 1105، مکتبۃ المدینہ)

بَابُ بَيَانِ اَنَّ الْمُحْرِمَ بِعُمْرَةٍ لَّا يَتَحَلَّلُ بِالطَّوَافِ قَبْلَ السَّعْيِ وَاَنَّ الْمُحْرِمَ بِحَجٍّ لَّا يَتَحَلَّلُ بِطَوَافِ الْقُدُوْمِ وَ كَذٰلِكَ الْقَارِنُ

باب: عمرہ کرنے والا سعی سے اور حج کرنے والا طواف قدوم سے قبل احرام نہیں کھول سکتا یونہی قارن کا حکم ہے

651- حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ سَاَلْنَا ابْنَ عُمَرَ عَنْ رَّجُلٍ قَدِمَ بِعُمْرَةٍ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَلَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ اَيَاْتِي امْرَاَتَهُ فَقَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَّصَلّٰى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعًا وَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

عمرو بن دینار کا بیان ہے کہ ہم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا: ایک آدمی نے عمرہ کا احرام باندھ لیا اس نے خانہ کعبہ کا طواف بھی کیا مگر صفا و مروہ کے درمیان سعی نہیں کی۔ تو کیا وہ اپنی بیوی سے جماع کر سکتا ہے۔ اس پر انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہوئے خانہ کعبہ کا سات بار طواف کیا مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعات نماز ادا فرمائی اور صفا و مروہ کے درمیان میں سات دفعہ سعی فرمائی اور تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں عمدہ نمونہ ہے۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3911، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9146، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 381، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 3213)

652- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَاَبُو الرَّبِيْعِ الزَّهْرَانِيُّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ جَمِيْعًا عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيْثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ

دوسری سند بھی یونہی مروی ہے۔ (مرجع السابق)

653- حَدَّثَنِيْ هَارُوْنُ بْنُ سَعِيْدٍ الْاَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ عَنْ مُحَمَّدٍ

بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ قَالَ لَهٗ سَلْ لِیْ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَیْرِ عَنْ رَّجُلٍ یُهِلُّ بِالْحَجِّ فَاِذَا طَافَ بِالْبَیْتِ اَیَحِلُّ اَمْ لَا فَاِنْ قَالَ لَكَ لَا یَحِلُّ فَقُلْ لَهٗ اِنَّ رَجُلًا یَقُوْلُ ذٰلِكَ قَالَ فَسَاَلْتُهٗ فَقَالَ لَا یَحِلُّ مَنْ اَهَلَّ بِالْحَجِّ اِلَّا بِالْحَجِّ قُلْتُ فَاِنَّ رَجُلًا كَانَ یَقُوْلُ ذٰلِكَ قَالَ بِئْسَ مَا قَالَ فَتَصَدَّانِی الرَّجُلُ فَسَاَلَنِیْ فَحَدَّثْتُهٗ فَقَالَ فَقُلْ لَهٗ فَاِنَّ رَجُلًا كَانَ یُخْبِرُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ فَعَلَ ذٰلِكَ وَمَا شَاْنُ اَسْمَآءَ وَالزُّبَیْرِ قَدْ فَعَلَا ذٰلِكَ قَالَ فَجِئْتُهٗ فَذَكَرْتُ لَهٗ ذٰلِكَ فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقُلْتُ لَا اَدْرِیْ قَالَ فَمَا بَالُهٗ لَا یَاْتِیْنِیْ بِنَفْسِهٖ یَسْاَلُنِیْ اَظُنُّهٗ عِرَاقِیًّا قُلْتُ لَا اَدْرِیْ قَالَ فَاِنَّهٗ قَدْ كَذَبَ قَدْ حَجَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَتْنِیْ عَآئِشَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ اَوَّلَ شَیْءٍ بَدَاَ بِهٖ حِیْنَ قَدِمَ مَكَّةَ اَنَّهٗ تَوَضَّاَ ثُمَّ طَافَ بِالْبَیْتِ ثُمَّ حَجَّ اَبُوْبَكْرٍ فَكَانَ اَوَّلَ شَیْءٍ بَدَاَ بِهِ الطَّوَافُ بِالْبَیْتِ ثُمَّ لَمْ یَكُنْ غَیْرُهٗ ثُمَّ عُمَرُ مِثْلُ ذٰلِكَ ثُمَّ حَجَّ عُثْمَانُ فَرَاَیْتُهٗ اَوَّلَ شَیْءٍ بَدَاَ بِهِ الطَّوَافُ بِالْبَیْتِ ثُمَّ لَمْ یَكُنْ غَیْرُهٗ ثُمَّ مُعَاوِیَةُ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ ثُمَّ حَجَجْتُ مَعَ اَبِی الزُّبَیْرِ بْنِ الْعَوَّامِ فَكَانَ اَوَّلَ شَیْءٍ بَدَاَ بِهِ الطَّوَافُ بِالْبَیْتِ ثُمَّ لَمْ یَكُنْ غَیْرُهٗ ثُمَّ رَاَیْتُ الْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارَ یَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ ثُمَّ لَمْ یَكُنْ غَیْرُهٗ ثُمَّ اٰخِرُ مَنْ رَّاَیْتُ فَعَلَ ذٰلِكَ ابْنُ عُمَرَ ثُمَّ لَمْ یَنْقُضْهَا بِعُمْرَةٍ وَّهٰذَا ابْنُ عُمَرَ عِنْدَهُمْ اَفَلَا یَسْاَلُوْنَهٗ وَلَا اَحَدٌ مِّمَّنْ مَّضٰى مَا كَانُوْا یَبْدَءُوْنَ بِشَیْءٍ حِیْنَ یَضَعُوْنَ اَقْدَامَهُمْ اَوَّلَ مِنَ الطَّوَافِ بِالْبَیْتِ ثُمَّ لَا یَحِلُّوْنَ وَقَدْ رَاَیْتُ اُمِّیْ وَخَالَتِیْ حِیْنَ تَقْدَمَانِ لَا تَبْدَاٰنِ بِشَیْءٍ اَوَّلَ مِنَ الْبَیْتِ تَطُوْفَانِ بِهٖ ثُمَّ لَا تَحِلَّانِ وَقَدْ اَخْبَرَتْنِیْ اُمِّیْ اَنَّهَا اَقْبَلَتْ هِیَ وَاُخْتُهَا وَالزُّبَیْرُ وَفُلَانٌ وَّفُلَانٌ بِعُمْرَةٍ قَطُّ فَلَمَّا مَسَحُوا الرُّكْنَ حَلُّوْا وَقَدْ كَذَبَ فِیْمَا ذَكَرَ مِنْ ذٰلِكَ

محمد بن عبدالرحمن کا بیان ہے کہ اہل عراق میں سے ایک آدمی نے ان سے کہا کہ عروہ بن زبیر سے دریافت کرو کہ جس آدمی نے حج والا احرام باندھ لیا تو کیا وہ خانہ کعبہ کے طواف کے بعد حلال ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اگر وہ یہ کہیں کہ وہ حلال نہیں ہوسکتا تو انہیں کہنا کہ ایک کا یہ کہنا ہے کہ وہ تو حلال ہوسکتا ہے۔ محمد بن عبدالرحمن کا بیان ہے کہ میں نے عروہ سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ جس آدمی نے حج کا احرام باندھ لیا ہے وہ حج کو پورا کرنے کے علاوہ حلال نہیں ہو پائے گا۔ اس پر میں کہنے لگا کہ ایک آدمی کا تو یہ کہنا ہے کہ وہ تو حلال ہوسکتا ہے۔ عروہ کہنے لگا کہ اس نے قبیح بات کردی ہے۔ اس کے بعد اس اہل عراق والا آدمی مجھ سے ملا اور مجھ سے انہوں نے دریافت کیا تو میں نے اسے عروہ والا فتویٰ سنادیا۔ وہ کہنے لگے کہ عروہ سے جاکر کہو کہ ایک آدمی کا یہ کہنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح ہی کیا ہے اور حضرت اسماء اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما نے بھی یونہی کیا ہے۔ محمد بن عبدالرحمن نے کہا کہ میں عروہ کے پاس گیا اور انہیں یہ سب کچھ بتایا تو انہوں نے دریافت کیا: ایسا آدمی ہے کون؟ میں کہنے لگا: میں تو نہیں جانتا۔ انہوں نے فرمایا: کیا ہوا ہے کہ وہ میرے پاس خود ہی آکر سوال کیوں نہیں کرسکتا۔ میرے خیال میں وہ آدمی اہل عراق سے ہوگا۔ اس پر میں نے کہا: میں تو نہیں جانتا۔ عروہ کہنے لگے: اس نے جھوٹ بولا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج فرمایا مجھے یہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حدیث بیان فرمائی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے مکہ مکرمہ پہنچ کر سب سے پہلے وضو فرمایا اور طواف خانہ کعبہ فرمایا۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حج فرمایا اور انہوں نے بھی پہلے طواف خانہ کعبہ کیا پھر سوائے حج کے کچھ بھی نہ کیا۔ اس کے بعد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یونہی کیا۔ اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حج فرمایا میں نے انہیں بھی آ ملاحظہ کیا کہ انہوں نے پہلے طواف خانہ کعبہ کیا اور ماسوا حج کے کچھ بھی نہ کیا۔ اس کے بعد حضرت معاویہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم دونوں نے حج فرمایا اس کے بعد میں نے خود اپنے والد محترم حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی معیت حج کیا تو انہوں نے بھی پہلے طواف خانہ کعبہ اور سوائے حج کے کچھ نہ کیا۔ اور میں نے مہاجرین و انصار کو بھی یونہی کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ وہ بھی ماسوا اس کے کچھ نہ کرتے تھے اور سب سے آخر میں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو یونہی کرتے ہوئے دیکھا تھا انہوں نے حج کے احرام کو عمرہ کے بعد نہ کھولا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ان کے پاس جلوہ افروز ہیں تو وہ انہی سے کیونکر نہیں پوچھتے۔ یونہی جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی وصال فرما چکے ہیں جس وقت وہ مکہ مکرمہ جایا کرتے تو پہلے طواف خانہ کعبہ کرتے وہ بھی حلال نہ ہوئے تھے اور میں نے خود اپنی والدہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اور اپنی خالہ جان حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا ہے کہ وہ بھی مکہ مکرمہ جا کر پہلے طواف خانہ کعبہ کرتیں اور حلال نہ ہوتی تھیں۔ اور مجھے میری والدہ محترمہ نے خبر دی کہ وہ اور ان کی ہمشیرہ اور حضرت زبیر اور فلاں فلاں آدمی نے صرف عمرہ ادا کیا جس وقت وہ حجر اسود کی تعظیم کر بیٹھے تو پھر حلال ہو گئے اور اس اہل عراق والے نے جو بھی ذکر کیا وہ جھوٹ کہا ہے۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9026، مسند الصحابۃ: ج:8، ص:56)

654- حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي مَنْصُورُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أُمِّهِ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَتْ خَرَجْنَا مُحْرِمِينَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَقُمْ عَلٰى إِحْرَامِهِ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَحْلِلْ فَلَمْ يَكُنْ مَعِي هَدْيٌ فَحَلَلْتُ وَكَانَ مَعَ الزُّبَيْرِ هَدْيٌ فَلَمْ يَحْلِلْ قَالَتْ فَلَبِسْتُ ثِيَابِي ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَلَسْتُ إِلَى الزُّبَيْرِ فَقَالَ قُومِي عَنِّي فَقُلْتُ أَتَخْشٰى أَنْ أَثِبَ عَلَيْكَ

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت احرام باندھ کر نکلے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس آدمی کے پاس قربانی کا جانور ہو وہ اپنے احرام میں رہے اور جس آدمی کے پاس نہیں تو وہ احرام کو کھول دے چنانچہ میرے پاس قربانی کا جانور نہ تھا میں نے احرام کھول دیا اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس قربانی کا جانور تھا تو انہوں نے احرام نہ کھولا۔ فرماتی ہیں کہ میں اپنے کپڑے پہنے گئی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جا کر بیٹھ گئی تو انہوں نے فرمایا: میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔ میں کہنے لگی کہ کیا تمہیں یہ اندیشہ ہے کہ میں تم پر پڑ جاؤں گی۔ (معجم الکبیر: رقم الحدیث: 354، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 2974، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8471، سنن النسائی: رقم الحدیث: 2942)

655- وَحَدَّثَنِي عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ الْمُغِيرَةُ بْنُ سَلَمَةَ الْمَخْزُومِيُّ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أُمِّهِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا

Marfat.com

قَالَتْ قَدِمْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُهِلِّيْنَ بِالْحَجِّ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ ابْنِ جُرَيْجٍ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ فَقَالَ اسْتَرْخِيْ عَنِّيْ اسْتَرْخِيْ عَنِّيْ فَقُلْتُ اَتَخْشٰى اَنْ اَثِبَ عَلَيْكَ

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت حج کا احرام باندھے ہوئے نکلے آگے مثل سابق حدیث مروی ہے۔ آگے یہ الفاظ ہیں کہ مجھے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھ سے دور ہو جاؤ، مجھ سے دور ہو جاؤ اس پر انہوں نے کہا کہ تم کو یہ اندیشہ ہے کہ میں آپ پر پڑ جاؤں گی۔ (مرجع السابق)

656- وَحَدَّثَنِيْ هَارُوْنُ بْنُ سَعِيْدٍ الْاَيْلِيُّ وَاَحْمَدُ بْنُ عِيْسٰى قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو عَنْ اَبِي الْاَسْوَدِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ مَوْلٰى اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ كَانَ يَسْمَعُ اَسْمَاءَ كُلَّمَا مَرَّتْ بِالْحَجُوْنِ تَقُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَسَلَّمَ لَقَدْ نَزَلْنَا مَعَهٗ هَاهُنَا وَنَحْنُ يَوْمَئِذٍ خِفَافُ الْحَقَائِبِ قَلِيْلٌ ظُهْرُنَا قَلِيْلَةٌ اَزْوَادُنَا فَاعْتَمَرْتُ اَنَا وَاُخْتِيْ عَائِشَةُ وَالزُّبَيْرُ وَفُلَانٌ وَّفُلَانٌ فَلَمَّا مَسَحْنَا الْبَيْتَ اَحْلَلْنَا ثُمَّ اَهْلَلْنَا مِنَ الْعَشِيِّ بِالْحَجِّ قَالَ هَارُوْنُ فِيْ رِوَايَتِهٖ اَنَّ مَوْلٰى اَسْمَاءَ وَلَمْ يُسَمِّ عَبْدَ اللّٰهِ

عبداللہ مولیٰ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا جس وقت بھی حجون کے مقام سے گزر ہوتا تو فرمایا کرتیں: رب تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت اس جگہ ٹھہراؤ کیا تھا۔ ان ایام میں ہمارے پاس تھوڑا سا سامان تھا۔ اور سواریاں بھی، میں، میری ہمشیرہ حضرت عائشہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہم اور فلاں فلاں آدمی نے عمرہ ادا کیا ہم بیت اللہ کے طواف سے فراغت پا کر حلال ہو گئے اس کے بعد شام کو ہم نے حج کا احرام باندھ لیا۔ (صحیح البخاری: رقم الحدیث: 1669، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 3205، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 6)

657- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُسْلِمٍ الْقُرِّيِّ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ مُتْعَةِ الْحَجِّ فَرَخَّصَ فِيْهَا وَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَنْهٰى عَنْهَا فَقَالَ هٰذِهٖ اُمُّ ابْنِ الزُّبَيْرِ تُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِيْهَا فَادْخُلُوْا عَلَيْهَا فَاسْاَلُوْهَا قَالَ فَدَخَلْنَا عَلَيْهَا فَاِذَا امْرَاَةٌ ضَخْمَةٌ عَمْيَاءُ فَقَالَتْ قَدْ رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا

مسلم قری کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ کیا حج میں تمتع کرنا جائز ہے تو انہوں نے اس کا اذن دیدیا جبکہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما اس سے روکتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی والدہ محترمہ ہیں جو اس حدیث کو روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج تمتع کا اذن دیا ہے ان کے پاس جا کر اس مسئلہ کو دریافت کرو چنانچہ ان سے لوگوں نے جا کر یہ دریافت کیا وہ بھاری جسم رکھنے والی، آنکھوں سے معذور عورت تھیں تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمتع کا اذن دیا ہے۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8661، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 202، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 3374، مسند احمد: رقم الحدیث: 25709)

658-وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ح وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ جَمِيعًا عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ فَأَمَّا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَفِي حَدِيثِهِ الْمُتْعَةُ وَلَمْ يَقُلْ مُتْعَةُ الْحَجِّ وَأَمَّا ابْنُ جَعْفَرٍ فَقَالَ قَالَ شُعْبَةُ قَالَ مُسْلِمٌ لَا أَدْرِي مُتْعَةُ الْحَجِّ أَوْ مُتْعَةُ النِّسَاءِ

دوسری سند سے یہ روایت مروی ہے مگر اس میں بعض روات نے متعہ والا لفظ نقل کیا ہے متعۃ الحج کا لفظ نہیں ہے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اب یہ معلوم نہیں کہ اس سے متعۃ الحج ہے یا متعۃ النساء ہے۔ (مرجع السابق)

659-وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ الْقُرِّيُّ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ أَهَلَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعُمْرَةٍ وَأَهَلَّ أَصْحَابُهُ بِحَجٍّ فَلَمْ يَحِلَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا مَنْ سَاقَ الْهَدْيَ مِنْ أَصْحَابِهِ وَحَلَّ بَقِيَّتُهُمْ فَكَانَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ فِيمَنْ سَاقَ الْهَدْيَ فَلَمْ يَحِلَّ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمرہ کا احرام باندھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حج کا احرام باندھ لیا۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حلال ہو گئے۔ نہ ہی وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو ساتھ قربانی والا جانور لے کر آئے تھے اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حلال ہو گئے اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کا ان لوگوں میں شمار تھا جن کے ساتھ قربانی کا جانور تھا۔ تو وہ حلال نہ ہوئے۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8642، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1789، مسند احمد: رقم الحدیث: 14318، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 72)

660-وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَكَانَ مِمَّنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ الْهَدْيُ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ آخَرُ فَأَحَلَّا

دوسری سند میں یہ اضافہ ہے کہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے ایک آدمی کے پاس قربانی کا جانور نہ تھا تو وہ حلال ہو گئے۔ (مرجع السابق)

بَابُ جَوَازِ الْعُمْرَةِ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ

باب: حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے کا جواز

661-وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانُوا يَرَوْنَ أَنَّ الْعُمْرَةَ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ مِنْ أَفْجَرِ الْفُجُورِ فِي الْأَرْضِ وَيَجْعَلُونَ الْمُحَرَّمَ صَفَرًا وَيَقُولُونَ إِذَا بَرَأَ الدَّبَرْ وَعَفَا الْأَثَرْ وَانْسَلَخَ صَفَرْ حَلَّتِ الْعُمْرَةُ لِمَنِ اعْتَمَرْ فَقَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ صَبِيحَةَ رَابِعَةٍ مُهِلِّينَ بِالْحَجِّ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَجْعَلُوهَا عُمْرَةً فَتَعَاظَمَ ذٰلِكَ عِنْدَهُمْ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ الْحِلِّ قَالَ الْحِلُّ كُلُّهُ

Marfat.com

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا یہ گمان تھا کہ حج کے مہینوں میں عمرہ ادا کرنا روئے زمین پر سب سے عظیم گناہ ہے۔ جبکہ وہ محرم والے ماہ کو صفر گردانتے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ جس وقت اونٹنیوں کی پیٹھیں خوب فربہ ہو جائیں حجاج کے آثار قدم راستہ سے محو ہو جائیں اور صفر والا مہینہ بھی ختم ہو جائے تو عمرہ کرنے والوں کے لئے عمرہ حلال ہو جاتا ہے جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم چار تاریخ کو احرام باندھ کر مکہ مکرمہ جلوہ افروز ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس احرام کو عمرہ کا احرام قرار دے دو۔ اس بات سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شاق ہوا۔ وہ عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم کیسے حلال ہو جائیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مکمل طور پر حلال ہو جاؤ۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3795، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 10931، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8515، سنن النسائی: رقم الحدیث: 2763)

662- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ الْبَرَّاءِ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ أَهَلَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ فَقَدِمَ لِأَرْبَعٍ مَّضَيْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ فَصَلَّى الصُّبْحَ وَقَالَ لَمَّا صَلَّى الصُّبْحَ مَنْ شَاءَ أَنْ يَّجْعَلَهَا عُمْرَةً فَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چار ذی الحج کو حج کا احرام باندھ کر جلوہ افروز ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز صبح ادا فرمائی۔ نماز ادا کر چکنے کے بعد ارشاد فرمایا: جس آدمی نے اس احرام کو عمرہ کا احرام ٹھہرانا ہے تو وہ اسے عمرہ کا احرام کر ڈالے۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8595، سنن النسائی: رقم الحدیث: 2822، مسند احمد: رقم الحدیث: 3329، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 72)

663- وَحَدَّثَنَاهُ إِبْرَاهِيمُ بْنُ دِينَارٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْمُبَارَكِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ كُلُّهُمْ عَنْ شُعْبَةَ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ أَمَّا رَوْحٌ وَّيَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ فَقَالَا كَمَا قَالَ نَصْرٌ أَهَلَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ وَأَمَّا أَبُو شِهَابٍ فَفِي رِوَايَتِهِ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُهِلُّ بِالْحَجِّ وَفِي حَدِيثِهِمْ جَمِيعًا فَصَلَّى الصُّبْحَ بِالْبَطْحَاءِ خَلَا الْجَهْضَمِيَّ فَإِنَّهُ لَمْ يَقُلْهُ

دوسری سند سے اختلاف الفاظ کے ساتھ یہ حدیث مروی ہے روح اور یحییٰ بن کثیر نے نصر کی طرح بیان کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج کا احرام باندھا اور ابو شہاب کی روایت میں ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت نکلے اس حال میں کہ ہم ساروں نے حج کا احرام باندھ رکھا تھا۔ اور جہضمی کی روایت کے سوا دیگر نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فجر کی نماز بطحاء کے مقام پر ادا فرمائی۔ (مرجع السابق)

664- وَحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ السَّدُوسِيُّ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ الْبَرَّاءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ لِأَرْبَعٍ خَلَوْنَ مِنَ الْعَشْرِ وَهُمْ يُلَبُّونَ بِالْحَجِّ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَّجْعَلُوهَا عُمْرَةً

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چار ذوالحجہ الحرام کو مکہ مکرمہ میں حج کے لئے لبیک لبیک کہتے ہوئے جلوہ افروز ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم ارشاد فرمایا کہ وہ اس احرام کو عمرہ کا احرام قرار دے دیں۔ (مرجع السابق)

665- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ بِذِي طَوًى وَقَدِمَ لِأَرْبَعٍ مَضَيْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ وَأَمَرَ أَصْحَابَهُ أَنْ يُحَوِّلُوا إِحْرَامَهُمْ بِعُمْرَةٍ إِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوطویٰ کے مقام پر نماز فجر ادا فرمائی اور چار ذوالحج کو مکہ مکرمہ جلوہ افروز ہوئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم ارشاد فرمایا کہ جن کے پاس قربانی کا جانور نہیں وہ اپنے اس احرام کو عمرہ کا احرام قرار دے دیں۔ (مرجع السابق)

666- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ عُمْرَةٌ اسْتَمْتَعْنَا بِهَا فَمَنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ الْهَدْيُ فَلْيَحِلَّ الْحِلَّ كُلَّهُ فَإِنَّ الْعُمْرَةَ قَدْ دَخَلَتْ فِي الْحَجِّ إِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ عمرہ ہے جس سے ہم نے فائدہ اٹھایا ہے تو جس کے پاس قربانی کا جانور نہیں وہ مکمل طور پر حلال ہو جائے اس لئے کہ بروز حشر تک کے لئے عمرہ حج میں داخل ہو گیا ہے۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3797، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1525، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8645، سنن دارمی: رقم الحدیث: 1909)

667- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَمْرَةَ الضُّبَعِيَّ قَالَ تَمَتَّعْتُ فَنَهَانِي نَاسٌ عَنْ ذٰلِكَ فَأَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ فَأَمَرَنِي بِهَا قَالَ ثُمَّ انْطَلَقْتُ إِلَى الْبَيْتِ فَنِمْتُ فَأَتَانِي آتٍ فِي مَنَامِي فَقَالَ عُمْرَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ وَحَجٌّ مَبْرُورٌ قَالَ فَأَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي رَأَيْتُ فَقَالَ اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ سُنَّةُ أَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابوجمرہ ضبعی کا بیان ہے کہ میں نے تمتع کیا تو مجھے لوگوں نے اس سے روکا میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس جا کر ان سے حج تمتع کے متعلق دریافت کیا تو مجھے انہوں نے حج تمتع کرنے کا فرمایا۔ چنانچہ میں خانہ کعبہ میں جا کر سو گیا۔ تو میں نے خواب دیکھا کہ کسی آنے والے نے میرے پاس آ کر کہا: عمرہ کو قبول کر لیا گیا اور حج مبرور ہو گیا۔ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کو اپنا خواب کہہ سنایا تو انہوں نے فرمایا: اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بھی یہی ہے۔

(سنن الکبریٰ للبیہقی: رقم الحدیث: 8648، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 3362، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 12962، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 1465)

Marfat.com

تشریح:

کفار عرب اسلام سے پہلے حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا سخت گناہ اور بدترین جرم سمجھتے تھے ماہ صفر سے عمرہ جائز مانتے تھے۔ چنانچہ حضرات صحابہ کا اس موقعہ پر عمرہ کی طرف دھیان بھی نہ گیا۔ بخاری نے حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کی کہ حضور انور نے احرام کے وقت ہی لوگوں کو احرام کے اقسام بتا کر فرما دیا تھا کہ جو حج کا احرام باندھنا چاہے وہ یہ احرام باندھے، جو عمرہ کرنا چاہے وہ عمرہ کا احرام باندھے۔ (مراۃ المناجیح، باب قصة حجۃ الوداع)

بہر حال لوگ یہ نظریہ رکھتے تھے کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا زمین پر بہت بڑا گناہ ہے اور وہ خود محرم کو صفر بنا دیتے تھے اور وہ کہتے تھے جب اونٹ کا زخم ٹھیک ہو جائے گا، اثر مٹ جائے گا اور صفر کا مہینہ گزر جائے گا تو عمرہ کرنے والے کے لئے عمرہ حلال ہوگا۔ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور آپ کے اصحاب چار ذی الحجہ کو حج کو احرام باندھے ہوئے تھے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حج کو عمرہ بنانے کا حکم دیا۔ یہ حکم صحابہ کو بڑا عظیم لگا۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ احرام کھولنا کیسا ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: ہر پابندی سے حلالی ہو گئے ہو۔ یہ حدیث مسلم نے نقل فرمائی ہے۔ مسند صحیح ابو حاتم میں حضرت ابن عباس سے مروی ہے فرمایا: اللہ کی قسم! رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت عائشہ کو ذی الحجہ میں اس لئے عمرہ کرایا تھا کہ اہل شرک کے نظریہ کا قلع قمع ہو جائے۔ قبیلہ قریش اور جو ان کے دین کے پیروکار تھے وہ کہتے تھے: جب اونٹ سے اثر ختم ہو جائے گا اور اس کا زخم ٹھیک ہو جائے گا اور صفر کا مہینہ گزر جائے گا تو عمرہ کرنے والے کے لئے عمرہ حلال ہو جائے گا، وہ عمرہ کرنا حرام سمجھتے تھے حتیٰ کہ ذوالحجہ گزر جائے۔ حضرت عائشہ کو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان کے نظریہ کو غلط ثابت کرنے کے لئے عمرہ کرایا تھا۔ اس میں دلیل ہے کہ رسول اللہ نے حج کو عمرہ میں اس لئے تبدیل کیا تھا تاکہ آپ انہیں دکھائیں کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

بَابُ اِشْعَارِ الْبُدْنِ وَتَقْلِيْدِهٖ عِنْدَ الْاِحْرَامِ

باب: احرام باندھنے کے وقت قربانی کے جانور میں اشعار کرنا اور اس کو قلادہ پہنانا

668- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ جَمِيْعًا عَنِ ابْنِ اَبِيْ عَدِيٍّ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْ حَسَّانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ دَعَا بِنَاقَتِهٖ فَاَشْعَرَهَا فِيْ صَفْحَةِ سَنَامِهَا الْاَيْمَنِ وَسَلَتَ الدَّمَ وَقَلَّدَهَا نَعْلَيْنِ ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهٗ فَلَمَّا اسْتَوَتْ بِهٖ عَلَى الْبَيْدَاءِ اَهَلَّ بِالْحَجِّ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذوالحلیفہ کے مقام پر نماز ظہر ادا فرمائی۔ اس کے بعد اپنی اونٹنی کو طلب فرمایا اور اس کے کوہان کے اوپر سیدھی جانب چیر دیا جس سے خون بہنے لگ گیا۔ پھر اس کے گلے میں دو جوتیوں کے ہار کو ڈال دیا۔ اس کے بعد اپنی ناقہ شریف پر سوار ہو گئے جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی بیداء کے مقام پر سیدھی طرح سے کھڑی ہو گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج کا احرام باندھ لیا۔ (المعجم الکبیر: رقم الحدیث: 12901، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1490، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8597،

Marfat.com

سنن دارمی: رقم الحدیث: 1964)

669-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنٰى حَدِيثِ شُعْبَةَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أَتٰى ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلَمْ يَقُلْ صَلّٰى بِهَا الظُّهْرَ

دوسری سند سے مروی ہے کہ جس وقت نبی کریم ﷺ مقام ذوالحلیفہ پر جلوہ افروز ہوئے اس روایت میں نماز ظہر پڑھنے کا تذکرہ نہیں ہے۔ (مرجع السابق)

تشریح: شعار کی تعریف:

''ہر وہ چیز جس کو کسی چیز کی علامت قرار دیا جائے' اس کو شعیرہ' شعار اور مشعرہ کہتے ہیں جس ھدی (قربانی کے جانور) کو مکہ بھیجا جاتا ہے' اس کے گلے میں ہار' جوتا' یا درخت کی چھال ڈال دیتے ہیں۔ اس کو بھی شعار کہتے ہیں۔

قلادہ کی تعریف:

ھدی کے گلے میں قربان کیے جانے کی نشانی کے طور پر اون کا ہار' یا جوتی یا درخت کی چھال ڈال دی جاتی ہے۔ اس کو قلادہ کہتے ہیں۔۔۔ اور ابن زید نے یہ کہا ہے کہ جو شخص حرم کے درخت کی چھال اپنے اوپر لپیٹ لیتا تھا' وہ مامون قرار دیا جاتا' اور جہاں چاہتا چلا جاتا' اور قلائد کا یہی معنی ہے۔ (جامع البیان' ج ٦' ص ٧٦)

جو اونٹ قربانی کے لیے حرم میں بھیجا جاتا ہے اس کے گلے میں قلادہ ڈال دیتے ہیں' تاکہ معلوم ہو کہ یہ ھدی ہے۔ ایک طریقہ یہ ہے کہ اس کے کوہان پر معمولی سا شگاف ڈالتے ہیں جس سے اس کے کوہان پر خون بہہ جاتا ہے' اور یہ بھی اس کے ھدی ہونے کی علامت ہے۔ اس کو اشعار کہتے ہیں' یہ سنت ہے امام ابوحنیفہ کا بھی یہی مذہب ہے۔ البتہ عجمی لوگ جو اشعار کرنا نہیں جانتے' انکے حق میں یہ سنت نہیں ہے' کیونکہ وہ زیادہ شگاف ڈال دیتے ہیں جس سے بڑا زخم پڑ جاتا ہے' ایسے لوگوں کو امام ابوحنیفہ اشعار کرنے سے منع کرتے ہیں۔''

(تبیان القرآن از علامہ غلام رسول سعیدی، تحت: سورۃ المائدہ: ٠٢)

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی، کہتی ہیں: میں نے نبی ﷺ کی قربانیوں کے ہار اپنے ہاتھ سے بنائے پھر حضور (ﷺ) نے اُن کے گلوں میں ڈالے اور اُن کے کوہان چیرے اور حرم کو روانہ کیں۔

(صحیح مسلم، کتاب الحج، باب استحباب بعث الھدی إلی الحرم... إلخ، الحدیث: ٣٦٢ـ (١٣٢١) ص ٦٨٦)

صحیح مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ ﷺ نے سولہ اونٹ ایک شخص کے ساتھ حرم کو بھیجے۔ انھوں نے عرض کی، ان میں سے اگر کوئی تھک جائے تو کیا کروں؟ فرمایا: اُسے نحر کر دینا اور خون سے اُس کے پاؤں رنگ دینا اور پہلو پر اُسکا چھاپا لگا دینا اور اس میں سے تم اور تمہارے ساتھیوں میں سے کوئی نہ کھائے۔

(صحیح مسلم، کتاب الحج، باب ما یفعل بالھدی إذا عطب فی الطریق، الحدیث: ١٣٢٥، ص ٦٨٨)

احادیث مذکورہ بالا سے معلوم ہوا کہ اونٹ کی گردن میں قلادہ ڈالنا بھی سنت ہے اور شعار کرنا بھی، اس آیت میں بھی قلادہ کی اہمیت

Marfat.com

ہے:

جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیاما للناس و الشھر الحرام و الھدی و القلائد۔

(آیت ۹۷، سورۃ المائدۃ ۵)

اور قلادہ پہنانا جھول ڈالنے سے بہتر ہے۔ اس لئے کہ قلادہ کا ذکر قرآن میں ہے، اور اس لئے کہ قلادہ اعلان کے لئے ہے، اور جھول ڈالنا زینت کے لئے بھی ہوسکتا ہے۔ قلادہ پہنانے میں یہ اعلان ہوتا ہے کہ یہ ہدی کا جانور ہے، اور ہدی کی خصوصی علامت بھی ہے ، اور اس لئے بھی قلادہ اچھا ہے اس کا تذکرہ قرآن میں ہے اس لئے وہ زیادہ بہتر ہے۔ اس کے برخلاف جھول ڈالنا ہدی کی علامت نہیں ہے بلکہ ہوسکتا ہے کہ زینت کے لئے ڈالا ہو، یا سردی گرمی سے بچنے کے لئے ڈالا ہو۔

ہدی کو قلادہ پہنا کر احرام کی نیت سے اس کے ساتھ چلے تو احرام بندھ جائے گا، اس لئے بہتر یہ ہے کہ تلبیہ کے ذریعہ احرام باندھے کیونکہ وہ اصل ہے، اور اس کے بعد ہدی کو قلادہ ڈالے اور چلے، اس طرح تلبیہ کے ذریعہ احرام بھی ہوگا اور قلادہ پہنانا بھی ہوگا۔ حدیث میں یہ ہے کہ پہلے قلادہ پہنایا پھر احرام باندھا، حدیث یہ ہے:

عن ابن عباس قال صلی رسول اللہ ﷺ الظھر بذی الحلیفۃ ثم دعا بناقتہ فأشعرھا فی صفحۃ سنامھا الایمن و سلت الدم و قلدھا نعلین، ثم رکب راحلتہ فلما استوت بہ علی البیداء أھل بالحج۔ (مسلم شریف، باب اشعار البدن و تقلیدہ عند الاحرام، ص ۵۲۸، نمبر ۳۰۱۶/۱۲۴۳)

اس حدیث میں ہے کہ پہلے قلادہ پہنایا، اس کے بعد حج کا احرام باندھا۔

دوسری بات یہ کہ ہدی کو ہانکے یہ زیادہ بہتر ہے اس سے کہ اس کو کھینچ کر لے چلے، اس لئے کہ نبی علیہ السلام نے ذی الحلیفہ سے احرام باندھا اور ہدی آپ کے سامنے ہانکی جارہی تھی، ہدی کو ساتھ لیجانے کی ایک شکل یہ ہے کہ ہدی محرم کے پیچھے ہو اور محرم اس کو کھینچتا جا ئے، اس کو عربی میں کہتے ہیں، یقود، کہ اس کو کھینچ رہا ہے، یہ شکل جائز ہے لیکن اتنی اچھی نہیں ہے کیونکہ اللہ کے سامنے پیش کرنے کی چیز پیچھے ہے جبکہ ہدیہ کے طور پر اس کو آگے ہونا چاہئے۔ اور دوسری شکل یہ ہے کہ ہدی آگے آگے جائے اور محرم اس کو پیچھے سے ہنکائے، عربی میں اس کو یسوق، کہتے ہیں، یہ شکل بہتر ہے اس لئے کہ ہدیہ کا جانور آدمی کے سامنے ہے، اور حدیث میں اس کا ذکر ہے کہ ہدی حضور کے سامنے تھی، جیسا کہ:

ان ابن عمر قال تمتع رسول اللہ ﷺ فی حجۃ الوداع بالعمرۃ الی الحج واھدی فساق معہ الھدی من ذی الحلیفۃ وبدا رسول اللہ ﷺ فاھل بالعمرۃ ثم اھل بالحج فتمتع الناس مع النبی ﷺ بالعمرۃ الی الحج۔

(بخاری شریف، باب من ساق البدن معہ ص ۲۲۹ نمبر ۱۶۹۱ مسلم شریف، باب وجوب الدم علی المتمتع الخ ص ۴۰۳ نمبر ۱۲۲۷/۲۹۸۲)

اس حدیث میں ہے کہ آپ ہدی ہانک رہے تھے۔ مزید برآں ہدی کے جانور آگے آگے ہنکانے میں ہدی کی تشہیر زیادہ ہے اس لئے بھی یہ صورت زیادہ بہتر ہے، لیکن اگر شریر ہو اور ہنکانے سے نہ جاتا ہو تو اس وقت اس کو کھینچنے کی گنجائش ہے۔

Marfat.com

ہدایہ شریف میں اشعار کی تحقیق

ہدایہ شریف میں ہے:

وأشعَر البدنة عند ابی یوسف ومحمد ولا یشعر عند ابی حنیفة ویکره) والاشعار هو الإدماء بالجرح لغة (الہدایہ، کتاب الحج، باب التمتع)

ترجمہ: 'امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک بدنہ کا اشعار کرے، اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک اشعار نہ کرے، انکے نزدیک شعار مکروہ ہے۔'

صاحبین کے یہاں شعار کرنا حسن ہے افضل ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ قلادہ تو ٹوٹ کر گر بھی سکتا ہے یا کوئی توڑ بھی سکتا ہے، لیکن اشعار میں کوہان پھاڑا جاتا ہے اس لئے زمانے تک گہرا زخم رہتا ہے اس لئے ہر آدمی جان جائے گا کہ یہ بیت اللہ کی ہدی ہے اس لئے لوگ اس کا احترام کرے گا، اس کو چرائے گا نہیں، اور نہ محرم کو چھیڑے گا اس لئے اونٹ کے لئے قلادہ سے اشعار زیادہ بہتر ہے۔ اس حدیث میں اس کا ثبوت ہے:

کان ابن عمر اذا اهدی زمن الحدیبیة قلده و اشعره بذی الحلیفة یطعن فی شق سنامه الایمن بالشفرة ووجهها قبل القبلة بارکة۔ (بخاری شریف، باب من اشعر وقلد بذی الحلیفة ثم احرم ص ۲۲۹ نمبر ۱۶۹۵)

اس اثر سے معلوم ہوا کہ اونٹ کی دائیں کوہان میں چھری مار کر خون نکالے۔ صاحبین کے نزدیک یہی سنت ہے۔ کیونکہ حدیث سے ثابت ہے۔

اشعار ضروری نہیں:

اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک اشعار ضروری نہیں ہے کیونکہ اس میں تعذیب حیوان ہے اور قلادہ ڈالنے کا طریقہ بھی ہے اس لئے اشعار کرنا ضروری نہیں۔ ان کی دلیل یہ اثر ہے:

عن ابن عباس قال ان شئت فاشعر الهدی وان شئت فلا تشعر

(مصنف ابن ابی شیبۃ ۷۵ فی الاشعار واجب هو ام لا ج ثالث ص ۱۷۲ نمبر ۱۳۲۰۹)

اس اثر سے معلوم ہوا کہ اشعار ضروری نہیں ہے۔

وصفته ان یشق سنامها) بان یطعن فی اسفل السنام من الجانب الایمن قالوا والاشبه هو الایسر لان النبی طعن فی جنب الیسار مقصودًا وفی جانب الایمن اتفاقاً ویلطخ سنامها بالدم اعلاما وهذا الصنع مکروه عند ابی حنیفة وعندهما حسن وعند الشافعی سنة لانه مروی عن النبی علیه السلام وعن الخلفاء الراشدین (الہدایہ، کتاب الحج، باب التمتع)

ترجمہ: ''اور شعار کا طریقہ یہ ہے کہ کوہان کے دائیں جانب کے نیچے چھری مارے۔ علماء فرماتے ہیں کہ زیادہ بہتر یہ ہے کہ

Marfat.com

بائیں کوہان کے نیچے چھری مارے، اس لئے کہ نبی علیہ السلام نے بائیں جانب میں مقصود کے طور پر چھری ماری ہے، اور دائیں جانب میں اتفاقا مارا ہے اور علامت کے طور پر اس کے کوہان پر خون مل دے۔ یہ اشعار امام ابوحنیفہ کے یہاں مکروہ ہے، اور صاحبین کے نزدیک اچھا ہے، اور امام شافعی کے نزدیک سنت ہے، اس لئے کہ حضور اور خلفائے راشدین سے یہ مروی ہے۔"

اشعار کی تفسیر فرماتے ہیں کہ کوہان کے دائیں جانب تھوڑے نیچے میں نیزہ مار کر پھاڑے اور جو خون نکلے اس کو کوہان پر مل دے تا کہ اس کی علامت ہو جائے کہ یہ ہدی ہے۔ بعد کے علماء نے فرمایا کہ بائیں جانب پھاڑے، کیونکہ حضور نے بائیں جانب مقصود کے طور پر پھاڑا ہے اور دائیں جانب اتفاقا پھاڑا ہے۔ اس کے لئے حدیث یہ ہے:

عن عبد الله بن عمر أنه كان اذا أهدى هديا من المدينة قلده و اشعره بذى الحليفة يقلده قبل أن يشعره و ذالك فى مكان واحد و هو موجه للقبلة يقلده نعلين و يشعره من الشق الايسر ثم يساق معه. (سنن بیہقی ن باب الاختیار فی التقلید والاشعار، ج خامس، ص ۳۷۹ نمبر ۱۰۱۷۱)

اس اثر میں ہے کہ اونٹ کے بائیں جانب اشعار کیا۔ جبکہ دوسری طرف:

عن ابن عباس قال صلى رسول الله ﷺ الظهر بذى الحليفة ثم دعا بناقته فأشعرها فى صفحة سنامها الايمن و سلت الدم و قلدها نعلين، ثم ركب راحلته فلما استوت به على البيداء أهل بالحج.

(مسلم شریف، باب اشعار البدن وتقلیدہ عند الاحرام، ص ۵۲۸ نمبر ۱۶۱۱۲۴۳، ۳ بخاری شریف، باب من اشعر وقلد بذی الحلیفۃ ثم احرم ص ۲۲۹ نمبر ۱۶۹۵)

اس حدیث میں ہے کہ کوہان کے دائیں جانب پھاڑے۔ بہر حال امام ابوحنیفہ کے نزدیک اشعار مکروہ ہے، اور صاحبین کے نزدیک اچھا ہے، اور امام شافعی کے نزدیک اشعار سنت ہے۔ امام صاحبین اور امام شافعی کی دلیل یہ ہے کہ حضور سے مروی ہے کہ آپ نے ہدی کا شعار کیا ہے، یہ حدیث اوپر گزر گئی ہے۔ اور خلفائے راشدین نے بھی اشعار کیا ہے اس لئے اشعار سنت ہے، صحابہ کا عمل یہ ہے:

كان ابن عمر اذاا هدى زمن الحديبة قلده و اشعره بذى الحليفة يطعن فى شق سنامه الايمن بالشفرة ووجهها قبل القبلة باركة. (بخاری شریف، باب من اشعر وقلد بذی الحلیفۃ ثم احرم ص ۲۲۹ نمبر ۱۶۹۵)

اس اثر سے معلوم ہوا کہ اونٹ کی دائیں کوہان کو پھاڑے۔

ولهما ان المقصود من التقليد ان لا يهاج اذا ورد ماءً و كلاء او يردّ اذا ضل وانه فى الاشعار اتم لانه الزم فمن هذا الوجه يكون سنة الا انه عارضته جهة كونه مُثلة فقلنا بحسنه، ولابى حنيفة انه مُثلة وانه منهى عنه (الہدایہ، کتاب الحج، باب التمتع)

صاحبین کی دلیل یہ ہے کہ تقلید کا مقصد یہ ہے کہ ہدی کا جانور جب پانی یا گھاس پر جائے تو اس کو دھتکارا نہ جائے، یا جب گم ہو جائے تو اس کو واپس لوٹا دیا جائے، اور یہ معنی اشعار میں اتم ہے، کیونکہ اشعار اونٹ کے ساتھ چپکا ہوا ہے، اسی وجہ سے سنت ہو گا لیکن

Marfat.com

چونکہ مثلہ ہونے کی جانب معارض ہوگئی اس لئے ہم اس کے حسن ہونے کے قائل ہوئے۔ امام ابوحنیفہ کی دلیل یہ ہے کہ اشعار کرنا مثلہ ہے، اور مثلہ کرنے سے منع کیا گیا ہے [اس لئے اشعار مکروہ ہوگا۔]

یہ صاحبین کی دلیل عقلی ہے کہ اشعار کرنے یا قلادہ پہنانے کا مقصد یہ ہے کہ اس جانور کا احترام کرے، کسی پانی یا گھاس پر چلا جائے تو لوگ اس ہدی کو نہ دھتکارے، کبھی گم ہو جائے تو اس کو واپس کر دے، اور یہ مقصد اشعار کرنے میں زیادہ ہے کیونکہ وہ کوہان کے ساتھ چپکا ہوتا ہے، اور قلادہ تو ٹوٹ بھی سکتا ہے اس مقصد کو دیکھتے ہوئے اشعار سنت ہونا چاہئے لیکن کوہان پھاڑنے میں جانور کو تکلیف ہوتی ہے، اس لئے سنت کے بجائے اس بات کے قائل ہوئے کہ اشعار حسن ہے۔

امام ابوحنیفہ کی دلیل یہ ہے کہ اشعار کرنا ایک قسم کا مثلہ ہے یعنی اس سے جانور کو تکلیف ہوتی ہے، اور قلادہ پہنانے سے بھی کام چل سکتا ہے اور احترام کا مقصد پورا ہو سکتا ہے اس لئے شعار کرنا اچھا نہیں ہے، حضور کے زمانے میں مشرکین بغیر اشعار کے ہدی کو چھیڑنے سے رکتے نہیں تھے اس لئے آپ نے اشعار کیا، اب اسلامی حکومت ہے اور بغیر اشعار کے بھی ہدی کو کوئی نہیں چھیڑتا ہے اس لئے جانور کو تکلیف دینا اچھا نہیں لگتا، تاہم حدیث سے اشعار ثابت ہے اس لئے سنت ہونے سے انکار نہیں ہے۔ وجہ یہ ہے کہ مثلہ ممنوع ہے اس کے لئے حدیث یہ ہے:

سمعت عبد اللہ بن یزید عن النبی ﷺ أنہ نہی عن النہبی و المثلۃ۔

(بخاری شریف، باب ما یکرہ من المثلۃ والمصبورۃ والمجثمۃ، ص ۹۸۲ نمبر ۵۵۱۶)

اس حدیث میں ہے کہ مثلہ سے حضور نے منع فرمایا۔

ولو وقع التعارض فالترجیح للحرام اشعار النبی لصیانۃ الھدی لان المشرکین لا یمتنعون عن تعرضہ الا بہ وقیل ان ابا حنیفۃ کرہ اشعار اہل زمانہ لمبالغتھم فیہ علی وجہ یخاف منہ السرایۃ وقیل انما کرہ ایثارہ علی التقلید (الہدایہ، کتاب الحج، باب التمتع)

ترجمہ: ''اور اگر حرمت اور اباحت میں تعارض ہو جائے تو حرمت کو ترجیح ہوتی ہے۔ اور نبی علیہ السلام کی اشعار کرنا ہدی کو بچانے کے لئے ہے اس لئے کہ مشرکین اشعار کے بغیر چھیڑنے سے نہیں رکتے تھے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ نے اپنے زمانے کے اشعار کو مکروہ کہا، اس لئے کہ وہ لوگ اشعار کرنے میں اتنا مبالغہ کرتے تھے کہ زخم کے سرایت ہونے کا اندیشہ ہو جاتا تھا۔ اور کہا گیا ہے کہ قلادہ پر اشعار کو ترجیح دینا مکرہ ہے۔''

تطبیق احادیث:

یہاں دو قسم کی حدیث ہیں ایک میں یہ ہے کہ اشعار جائز ہے، اور دوسری قسم کی حدیث ہے کہ حضور نے مثلہ سے منع فرمایا، تو ایک میں اشعار مباح ہوا اور دوسری حدیث سے حرمت کا پتہ چلا، اور قاعدہ یہ ہے کہ حرمت اور اباحت میں تعارض ہو جائے تو حرمت کو ترجیح ہوتی ہے اس لئے اشعار کے بارے میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ حضور نے ہدی کا اشعار کیا ہے اس کے باوجود امام ابوحنیفہ نے اس کو اچھا نہیں کہا تو اس کی تین تاویل فرمارہے ہیں [۱] کہ مشرکین اشعار کئے بغیر چھیڑنے سے باز نہیں رہتے تھے اس لئے ہدی کو

Marfat.com

لوٹنے سے بچانے کے لئے آپ نے اشعار فرمایا، اور اب یہ حالت نہیں ہے اس لئے قلادہ ٹھیک ہے۔

امام ابو حنیفہ کے مکروہ کہنے کی [۲] دوسری تاویل یہ فرماتے ہیں کہ تمام لوگوں کے اشعار کو مکروہ نہیں کہا، بلکہ انکے ملک عراق میں جو اشعار کرتے تھے اس کو مکروہ کہا، کیونکہ وہ لوگ اس زمانے میں کوہان کو اتنا گہرا پھاڑتے تھے کہ جانور کو بہت تکلیف ہوتی تھی اور خطرہ ہوتا تھا کہ زخم سرایت کر کے جانور اپاہج نہ ہو جائے، یا مر نہ جائے اس لئے امام ابو حنیفہ نے اس اشعار کو مکروہ کہا، تمام اشعار کو مکروہ نہیں کہا۔

[۳] تیسری تاویل ہے۔ کہ کوئی آدمی اشعار کو ترجیح دے اور قلادہ کو ناقص قرار دے یہ مکروہ ہے، بلکہ جتنے درجے کا قلادہ پہنانا ہدی کا شعار ہے اتنے ہی درجے کا اشعار کرنا بھی ہدی کا شعار ہے، اس میں سے اشعار کرنے کو ترجیح دے یہ مکروہ ہے۔ اور اگر برابر درجے کا سمجھے تو اس کے لئے اشعار کرنا سنت ہے، کیونکہ حدیث سے ثابت ہے۔

فقہی مسائل:

مسئلہ ۱: ہَدی اُس جانور کو کہتے ہیں جو قربانی کے لیے حرم کو لے جایا جائے۔ یہ تین قسم کے جانور ہیں: 1 بکری، اس میں بھیڑ اور دُنبہ بھی داخل ہے۔ 2 گائے، بھینس بھی اسی میں شمار ہے۔ 3 اونٹ ہَدی کا ادنیٰ درجہ بکری ہے تو اگر کسی نے حرم کو قربانی بھیجنے کی منّت مانی اور معیّن نہ کی تو بکری کافی ہے۔ (الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحج، باب الھدی، ج ۴، ص ۴۱، وغیرہ)

مسئلہ ۲: قربانی کی نیت سے بھیجا یا لے گیا جب تو ظاہر ہے کہ قربانی ہے اور اگر بدنہ کے گلے میں ہار ڈال کر ہانکا جب بھی ہَدی ہے اگرچہ نیت نہ ہو۔ اس لیے کہ اس طرح قربانی ہی کو لے جاتے ہیں۔ (ردالمحتار، کتاب الحج، باب الھدی، ج ۴، ص ۴۲)

مسئلہ ۳: قربانی کے جانور میں جو شرطیں ہیں وہ ہدی کے جانور میں بھی ہیں مثلاً اونٹ پانچ سال کا، گائے دو ۲ سال کی، بکری ایک سال کی مگر بھیڑ دُنبہ چھ ۶ مہینے کا اگر سال بھر والی کی مثل ہو تو ہو سکتا ہے اور اونٹ گائے میں یہاں بھی سات آدمی کی شرکت ہو سکتی ہے۔
(الدرالمختار، کتاب الحج، باب الھدی، ج ۴، ص ۴۲، وغیرہ)

مسئلہ ۴: اونٹ، گائے کے گلے میں ہار ڈال دینا مسنون ہے اور بکری کے گلے میں ہار ڈالنا سنت نہیں مگر صرف شکرانہ یعنی تمتع و قِران اور نفل اور منّت کی قربانی میں سنت ہے، احصار اور جرمانہ کے دَم میں نہ ڈالیں۔
(الفتاوی الھندیۃ، کتاب المناسک، الباب السادس عشر فی الھدی، ج ۱، ص ۲۶۱)

مسئلہ ۵: ہَدی اگر قِران یا تمتّع کا ہو تو اس میں سے کچھ کھا لینا بہتر ہے۔ یونہی اگر نفل ہو اور حرم کو پہنچ گیا ہو اور اگر حرم کو نہ پہنچا تو خود نہیں کھا سکتا، فقرا کا حق ہے اور ان تین کے علاوہ نہیں کھا سکتا اور جسے خود کھا سکتا ہے، مالداروں کو بھی کھلا سکتا ہے، نہیں تو نہیں اور جس کو کھا نہیں سکتا اس کی کھال وغیرہ سے بھی نفع نہیں لے سکتا۔ (الدرالمختار، کتاب الحج، باب الھدی، ج ۴، ص ۴۵)

مسئلہ ۶: تمتّع و قران کی قربانی دسویں سے پہلے نہیں ہو سکتی اور دسویں کے بعد کی تو ہو جائے گی مگر دَم لازم ہے کہ تاخیر جائز نہیں اور ان دو ۲ کے علاوہ کے لیے کوئی دن معیّن نہیں اور بہتر دسویں ہے۔ حرم میں ہونا سب میں ضروری ہے، منیٰ کی خصوصیت نہیں ہاں دسویں کو ہو تو منیٰ میں ہونا سنت ہے اور دسویں کے بعد مکہ میں۔ منّت کے بدنہ کا حرم میں ذبح ہونا شرط نہیں جبکہ منّت میں حرم کی شرط نہ لگائی۔
(الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحج، باب الھدی، ج ۴، ص ۴۷، والفتاوی الھندیۃ، کتاب المناسک، الباب السادس عشر فی الھدی، ج ۱، ص ۲۶۱)

Marfat.com

مسئلہ ۷: ہَدی کا گوشت حرم کے مساکین کو دینا بہتر ہے، اس کی نکیل اور جُھول کو خیرات کر دیں اور قصاب کو اس کے گوشت میں سے کچھ نہ دیں۔ ہاں اگر اُسے بطور تصدق دیں تو حرج نہیں۔ (الدر المختار، کتاب الحج، باب الھدی، ج ۴، ص ۴۷)

مسئلہ ۸: ہَدی کے جانور پر بلا ضرورت سوار نہیں ہو سکتا نہ اس پر سامان لاد سکتا ہے اگرچہ نفل ہو اور ضرورت کے وقت سوار ہوا یا سامان لادا اور اس کی وجہ سے اُس میں کچھ نقصان آیا تو اتنا محتاجوں پر تصدّق کرے۔

(الفتاویٰ الہندیۃ، کتاب المناسک، الباب السادس عشر فی الھدی، ج ۱، ص ۲۶۱)

مسئلہ ۹: اگر وہ دودھ والا جانور ہے تو دودھ نہ دوہے اور تھن پر ٹھنڈا پانی چھڑک دیا کرے کہ دودھ موقوف ہو جائے اور اگر ذبح میں وقفہ ہو اور نہ دوہنے سے ضرر ہوگا تو دوہ کر دودھ خیرات کر دے اور اگر خود کھالیا یا غنی کو دیدیا یا ضائع کر دیا تو اتنا ہی دودھ یا اس کی قیمت مساکین پر تصدق کرے۔ (المرجع السابق. ورد المحتار کتاب الحج، باب الھدی، ج ۴، ص ۴۸)

مسئلہ ۱۰: اگر وہ بچہ جنی تو بچہ کو تصدق کر دے یا اُسے بھی اُس کے ساتھ ذبح کر دے اور اگر بچہ کو بیچ ڈالا یا ہلاک کر دیا تو قیمت کو تصدق کرے اور اس قیمت سے قربانی کا جانور خرید لیا تو بہتر ہے۔

(الفتاویٰ الہندیۃ، کتاب المناسک، الباب السادس عشر فی الھدی، ج ۱، ص ۲۶۱)

مسئلہ ۱۱: غلطی سے اُس نے دوسرے کے جانور کو ذبح کر دیا اور دوسرے نے اُس کے جانور کو تو دونوں کی قربانیاں ہوگئیں۔

(لباب المناسک، (باب الھدایا) ص ۴۷۴)

مسئلہ ۱۲: اگر جانور حرم کو لے جا رہا تھا راستہ میں مرنے لگا تو اُسے وہیں ذبح کر ڈالے اور خون سے اُس کا ہار رنگ دے اور کوہان پر چھاپا لگا دے تاکہ اُسے مالدار لوگ نہ کھائیں، فقرا ہی کھائیں پھر اگر وہ نفل تھا تو اُس کے بدلے کا دوسرا جانور لے جانا ضروری نہیں اور اگر واجب تھا تو اس کے بدلے کا دوسرا لے جانا واجب ہے اور اگر اس میں کوئی ایسا عیب آگیا کہ قربانی کے قابل نہ رہا تو اسے جو چاہے کرے اور اُس کے بدلے دوسرا لے جائے جب کہ واجب ہو۔ (الدر المختار، کتاب الحج، باب الھدی، ج ۴، ص ۴۹، وغیرہ)

مسئلہ ۱۳: جانور حرم کو پہنچ گیا اور وہاں مرنے لگا تو اسے ذبح کر کے مساکین پر تصدق کرے اور خود نہ کھائے اگرچہ نفل ہو اور اگر اس میں تھوڑا سا نقصان پیدا ہوا ہے کہ ابھی قربانی کے قابل ہے تو قربانی کرے اور خود بھی کھا سکتا ہے۔

(الفتاویٰ الہندیۃ، کتاب المناسک، الباب السادس عشر فی الھدی، ج ۱، ص ۲۶۱)

مسئلہ ۱۴: جانور چوری ہو گیا اُس کے بدلے کا دوسرا خریدا اور اُسے ہار ڈال کر لے چلا پھر وہ مل گیا تو بہتر یہ ہے کہ دونوں کی قربانی کر دے اور اگر پہلے کی قربانی کی اور دوسرے کو بیچ ڈالا تو یہ بھی ہو سکتا ہے اور اگر پچھلے کو ذبح کیا اور پہلے کو بیچ ڈالا تو اگر وہ اُس کی قیمت میں برابر تھا یا زیادہ تو کافی ہے اور کم ہے تو جتنی کمی ہوئی صدقہ کر دے۔ (المرجع السابق)

بَابُ قَوْلِهٖ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَّا هٰذَا الْفُتْيَا الَّتِيْ قَدْ تَشَغَّفَتْ اَوْ تَشَغَّبَتْ بِالنَّاسِ

باب: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لوگوں کا یہ کہنا کہ آپ رضی اللہ عنہ ہی کے فتویٰ نے لوگوں کو الجھا ڈالا ہے

670- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ

عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا حَسَّانَ الْاَعْرَجَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِي الْهُجَيْمِ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَّا هٰذَا الْفُتْيَا الَّتِيْ قَدْ تَشَغَّفَتْ اَوْ تَشَغَّبَتْ بِالنَّاسِ اَنَّ مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ فَقَدْ حَلَّ فَقَالَ سُنَّةُ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنْ رَغِمْتُمْ

اعرج کا بیان ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بنی ہجیم کے آدمی نے کہا: لوگوں میں اس فتویٰ سے کہرام برپا ہو گیا ہے جس نے طواف خانہ کعبہ کیا وہ حلال ہو گیا۔ اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ تمہارے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے چاہے تم کو نا گوار ہی کیوں نہ لگے۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3908، معجم الاوسط: ج:6، ص:255، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 12895، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 3206)

671- وَحَدَّثَنِيْ اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اِسْحٰقَ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْ حَسَّانَ قَالَ قِيْلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ قَدْ تَفَشَّغَ بِالنَّاسِ مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ فَقَدْ حَلَّ الطَّوَافُ عُمْرَةٌ فَقَالَ سُنَّةُ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنْ رَغِمْتُمْ

ابوحسان کا بیان ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا گیا کہ اس مسئلہ سے لوگوں میں کہرام برپا ہو گیا ہے کہ جس نے طواف خانہ کعبہ کر لیا تو وہ سمجھو حلال ہو گیا۔ پس اسے وہ عمرہ قرار دے دے۔ اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ تمہارے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے چاہے تم کو نا گوار ہی کیوں نہ ہو۔ (مرجع السابق)

672- وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ قَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ لَا يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ حَاجٌّ وَّلَا غَيْرُ حَاجٍّ اِلَّا حَلَّ قُلْتُ لِعَطَاءٍ مِّنْ اَيْنَ يَقُوْلُ ذٰلِكَ قَالَ مِنْ قَوْلِ اللهِ تَعَالٰى (ثُمَّ مَحِلُّهَا اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ) قَالَ قُلْتُ فَاِنَّ ذٰلِكَ بَعْدَ الْمُعَرَّفِ فَقَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ هُوَ بَعْدَ الْمُعَرَّفِ وَقَبْلَهُ وَكَانَ يَاْخُذُ ذٰلِكَ مِنْ اَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اَمَرَهُمْ اَنْ يَّحِلُّوْا فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ

عطاء کا بیان ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ طواف خانہ کعبہ کرنے والا آیا حلال ہو جاتا ہے چاہے وہ حج ادا کرنے والا ہو یا عمرہ۔ راوی نے عطاء سے دریافت کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس مسئلہ کو کدھر سے اخذ فرمایا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ قرآن مجید کی اس آیت کریمہ سے اخذ فرمایا: ثم محلها الى البيت العتيق. راوی نے اس پر کہا: قربانی تو عرفات سے لوٹنے کے بعد ہوا کرتی ہے تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اسی طرح کہنا ہے چاہے وہ عرفات سے قبل یا عرفات کے بعد ہو۔ وہ یہ اس حدیث سے اخذ فرماتے تھے جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حجۃ الوداع کے موقع پر احرام کھولنے کا امر فرمایا تھا۔ (صحیح البخاری: رقم الحدیث: 4045، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 3209، مسند الصحابة: رقم الحدیث: 82)

تشریح:

ان احادیث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا موقف پیش کیا گیا ہے کہ محض طواف قدوم سے بھی احرام کی حالت سے نکلا جا سکتا

Marfat.com

ہے، لیکن یاد رہے کہ یہ ان کا ذاتی مئوقف ہے، امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس مئوقف میں علماء نے آپ کی موافقت نہیں کی۔

(الکتاب: الدیباج علی صحیح مسلم بن الحجاج، المؤلف: عبد الرحمن بن أبی بکر، جلال الدین السیوطی (المتوفی: 911ھ)، حقق أصلہ، وعلق علیہ: أبو اسحق الحوینی الأثری، الناشر: دار ابن عفان للنشر والتوزیع - المملکۃ العربیۃ السعودیۃ - الخبر، الطبعۃ: الأولی 1416ھ - 1996م، ج ۳، ص ۳۴۰)

جمہور علماء کا اس میں نظریہ یہ ہے کہ حج کرنے والا صرف طوف قدوم سے حلال نہیں ہوتا بلکہ اس کے حلال ہونے کے لیے ضروری ہے کہ وہ عرفات میں قیام کرے، مزدلفہ میں رات گزارے، جمرہ عقبہ کی رمی کرے، سرمنڈوائے اور طواف زیارت کرے۔

بَابُ جَوَازِ تَقْصِيرِ الْمُعْتَمِرِ مِنْ شَعْرِهِ وَأَنَّهُ لَا يَجِبُ حَلْقُهُ وَأَنَّهُ يَسْتَحِبُّ كَوْنَ حَلْقِهِ أَوْ تَقْصِيرِهِ عِنْدَ الْمَرْوَةِ

باب: عمرہ کرنے والے کے تقصیر کروانے کا جواز اور اس کے لئے سر کو منڈوانا واجب نہیں اور یہ مستحب ہے کہ مروہ ہی کے پاس سر کو منڈوائے یا تقصیر کروائے

673- حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ حُجَيْرٍ عَنْ طَاوُسٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ لِي مُعَاوِيَةُ أَعَلِمْتَ أَنِّي قَصَّرْتُ مِنْ رَأْسِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الْمَرْوَةِ بِمِشْقَصٍ فَقُلْتُ لَهُ لَا أَعْلَمُ هَذِهِ إِلَّا حُجَّةً عَلَيْكَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا: تم کو پتہ ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مروہ کے پاس تیر کے پیکان سے کاٹے تھے۔ اس پر میں نے انہیں کہا کہ مجھے اس کا پتہ نہیں۔ مگر یہ آپ پر حجت ہے۔

(سنن ابو داؤد: رقم الحدیث: 1538، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 3200، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 1246)

674- وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ أَخْبَرَهُ قَالَ قَصَّرْتُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِشْقَصٍ وَهُوَ عَلَى الْمَرْوَةِ أَوْ رَأَيْتُهُ يُقَصَّرُ عَنْهُ بِمِشْقَصٍ وَهُوَ عَلَى الْمَرْوَةِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھے حضرت معاویہ ابن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال اقدس مروہ کے مقام پر تیر کے پیکان سے کاٹے تھے۔ فرمایا کہ میں نے ملاحظہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام مروہ پر تیر کے پیکان سے بالوں کو کٹوار ہے ہیں۔ (معجم الکبیر: رقم الحدیث: 693، سنن البیہقی الکبری: رقم الحدیث: 9176، سنن النسائی: رقم الحدیث: 2937، مسند احمد: رقم الحدیث: 16260)

تشریح:

حج اور عمرہ کرنے والا احرم میں جس جگہ بھی بال کٹوائے یا سرمنڈائے جائز ہے، لیکن عمرہ کرنے والے کے لیے مروہ کے پاس اور حج کرنے والے کے لیے منیٰ میں بال کٹانا یا سرمنڈانا افضل اور مستحب ہے۔ مزید برآں ان احادیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حلق کرانا

ضروری نہیں بلکہ بال بھی کٹوا سکتا ہے۔

بَابُ جَوَازِ التَّمَتُّعِ فِي الْحَجِّ وَالْقِرَانِ

باب: حج میں تمتع اور قران کا جواز

675- حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَصْرُخُ بِالْحَجِّ صُرَاخًا فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ أَمَرَنَا أَنْ نَجْعَلَهَا عُمْرَةً إِلَّا مَنْ سَاقَ الْهَدْيَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ وَرُحْنَا إِلَى مِنًى أَهْلَلْنَا بِالْحَجِّ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت گئے اس حال میں کہ ہم لبیک لبیک کی صدائیں بلند کر رہے تھے تو جس وقت ہم مکہ مکرمہ پہنچ چکے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم ارشاد فرمایا کہ جن لوگوں نے قربانی کا جانور بھیجا ہے ان کے علاوہ دوسرے لوگ اپنے احرام کو عمرہ کا احرام قرار دے دیں تو جب آٹھ ذوالحجہ ہوئی تو ہم منیٰ کو چل پڑے ہم نے حج کا احرام باندھا تھا۔ (معجم الاوسط: رقم الحدیث: 3787، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8718، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 3793، مسند احمد: رقم الحدیث: 11249)

676- وَحَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ دَاوُدَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ جَابِرٍ وَعَنْ أَبِي سَعِيدِ نِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَا قَدِمْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَصْرُخُ بِالْحَجِّ صُرَاخًا

حضرت جابر اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت گئے اس حال میں کہ ہم لبیک لبیک کی صدائیں بلند کر رہے تھے۔ (مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 3727، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 1623، مسند احمد: رقم الحدیث: 2348، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 30)

677- حَدَّثَنِي حَامِدُ بْنُ عُمَرَ الْبَكْرَاوِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ فَأَتَاهُ آتٍ فَقَالَ إِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَابْنَ الزُّبَيْرِ اخْتَلَفَا فِي الْمُتْعَتَيْنِ فَقَالَ جَابِرٌ فَعَلْنَاهُمَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَهَانَا عَنْهُمَا عُمَرُ فَلَمْ نَعُدْ لَهُمَا

ابونضرہ کا بیان ہے کہ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تھا تو ان کی خدمت میں ایک آدمی نے آ کر عرض کیا کہ حضرت ابن عباس اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہم آپس میں متعوں کے متعلق اختلاف کر رہے ہیں اس پر حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت ان دو متعوں کو کیا ہے۔ ان سے اس کے بعد ہمیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے روک دیا تو بعد میں ان کو ہم نے نہ کیا۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 13947، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 3375)

678- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنِي سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ عَنْ مَرْوَانَ الْأَصْفَرِ عَنْ

Marfat.com

اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ عَلِیًّا قَدِمَ مِنَ الْیَمَنِ فَقَالَ لَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَ اَھْلَلْتَ فَقَالَ اَھْلَلْتُ بِاِھْلَالِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا اَنَّ مَعِی الْھَدْیَ لَاَحْلَلْتُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے تشریف لائے انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم نے کس چیز کا احرام باندھ رکھا ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے اس چیز کا احرام باندھا جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باندھا ہے۔ ارشاد فرمایا: اگر میرے پاس قربانی کا جانور نہ ہوتا تو میں حلال ہو جاتا۔ (معجم الاوسط: ج: 6، ص: 187، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8634، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 879، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 1456)

679- وَحَدَّثَنِیْہِ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ ح وَحَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ ھَاشِمٍ حَدَّثَنَا بَھْزٌ قَالَا حَدَّثَنَا سَلِیْمُ بْنُ حَیَّانَ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَہُ غَیْرَ اَنَّ فِیْ رِوَایَۃِ بَھْزٍ لَحَلَلْتُ

دوسری سند سے بھی یونہی روایت ہے۔ (مرجع السابق)

680- حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیٰی اَخْبَرَنَا ھُشَیْمٌ عَنْ یَحْیَی بْنِ اَبِیْ اِسْحٰقَ وَعَبْدِ الْعَزِیْزِ بْنِ صُھَیْبٍ وَّحُمَیْدٍ اَنَّھُمْ سَمِعُوْا اَنَسًا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَھَلَّ بِھِمَا جَمِیْعًا لَبَّیْکَ عُمْرَۃً وَّحَجًّا لَبَّیْکَ عُمْرَۃً وَّحَجًّا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھ کر پڑھا: لبیک عمرۃ و حجا لبیک عمرۃ و حجا۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8616، سنن دارمی: رقم الحدیث: 1977، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث: 4154، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث: 5696)

681- وَحَدَّثَنِیْہِ عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ عَنْ یَحْیَی بْنِ اَبِیْ اِسْحٰقَ وَحُمَیْدٍ الطَّوِیْلِ قَالَ یَحْیٰی سَمِعْتُ اَنَسًا یَّقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَبَّیْکَ عُمْرَۃً وَّحَجًّا وَ قَالَ حُمَیْدٌ قَالَ اَنَسٌ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَبَّیْکَ بِعُمْرَۃٍ وَّحَجٍّ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لبیک عمرۃ و حجا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: لبیک بعمرۃ و حج۔ (مرجع السابق)

682- وَحَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَّعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُھَیْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِیْعًا عَنِ ابْنِ عُیَیْنَۃَ قَالَ سَعِیْدٌ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ حَدَّثَنِی الزُّھْرِیُّ عَنْ حَنْظَلَۃَ الْاَسْلَمِیِّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یُحَدِّثُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَیُھِلَّنَّ ابْنُ مَرْیَمَ بِفَجِّ الرَّوْحَاءِ حَاجًّا اَوْ مُعْتَمِرًا اَوْ لَیَثْنِیَنَّھُمَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یقیناً ابن مریم فج الروحاء میں حج یا عمرہ یا دونوں کے واسطے لبیک لبیک فرمائیں گے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج: 4، ص: 582،

Marfat.com

سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8585، شرح السنۃ: جز: 1، ص: 1033، شعب الایمان: رقم الحدیث: 3716)

683-وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ قَالَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ

ابن شہاب سے اس اسناد کے ساتھ اس کی مثل مروی ہے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان ہے۔ (مرجع السابق)

684-وَحَدَّثَنِيهِ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ عَلِيٍّ الْأَسْلَمِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس مقدس ذات کی قسم جس کے قبضہ و قدرت میں میری جان ہے آگے مثل سابق روایت مروی ہے۔ (مرجع السابق)

تشریح:

حدیث نمبر ۶۷۷ میں ہے کہ بلند آواز سے تلبیہ کہہ رہے تھے، اس میں سب کا اتفاق ہے لیکن اتنا بھی زور سے نہ کہے کہ دوسروں کے لیے تکلیف کا باعث ہو، البتہ عورت بلند آواز سے تلبیہ نہ کہے کہ اس کی آواز سے فتنے کا اندیشہ ہے۔

حج کی تین قسمیں ہیں، تینوں جائز ہیں (1) حج افراد جس میں حج کا احرام باندھ کر حج کیا جاتا ہے (2) حج تمتع اس میں احرام باندھتے وقت عمرہ کی نیت کی جاتی ہے۔ طواف اور سعی کر کے احرام کھول دیا جاتا ہے۔ پھر حج کے لیے دوبارہ احرام باندھا جاتا ہے۔ (3) حج قران میں احرام باندھتے وقت حج و عمرہ دونوں کی نیت کی جاتی ہے اور ارکان عمرہ ادا کرنے کے بعد انسان بدستور محرم ہوتا ہے تاوقتیکہ ارکان حج ادا نہ ہوں۔ تمتع کی دو قسمیں ہیں۔

(1) ایک سائق الھدی (2) دوسرا غیر سائق الھدی۔ سائق الھدی یعنی جو قربانی کا جانور ساتھ لے جائے اور غیر سائق الھدی جو قربانی کا جانور ساتھ لے کر نہ جائے۔ ہمارے ہاں حج قران افضل ہے اور حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا حج بھی حج قران ہی تھا۔ جیسا کہ ترمذی شریف اور دیگر کتب حدیث میں صراحت ہے۔

بَابُ بَيَانِ عَدَدِ عُمَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَزَمَانِهِنَّ

باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمروں کی تعداد اور ان کا زمانہ

685-حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَمَرَ أَرْبَعَ عُمَرٍ كُلُّهُنَّ فِي ذِي الْقَعْدَةِ إِلَّا الَّتِي مَعَ حَجَّتِهِ عُمْرَةً مِنَ الْحُدَيْبِيَةِ أَوْ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ فِي ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فِي ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مِنْ جِعِرَّانَةَ حَيْثُ

Marfat.com

قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ فِي ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مَعَ حَجَّتِهِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار عمرے فرمائے۔ اور ان ساروں کو ذوالقعدہ میں ادا فرمایا ہے۔ ماسوا اس ایک عمرے کے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے حج کے ساتھ ادا فرمایا تھا ایک عمرہ تو حدیبیہ کا تھا جو حدیبیہ کے زمانہ میں ذوالقعدہ میں ادا فرمایا۔ دوسرا اس کے بعد کے سال ذوالقعدہ میں ادا فرمایا۔ تیسرا عمرہ مقام جعرانہ والا جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ حنین والا مال غنیمت بانٹا۔ ان کو بھی ذوالقعدہ میں ادا فرمایا اور آخری اور چوتھا حج کے ساتھ ادا فرمایا۔ (معجم الکبیر: رقم الحدیث: 11629، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1703، شرح السنۃ: ج: 7، ص: 1، 455، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 3765)

686- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنِي عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا كَمْ حَجَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَجَّةً وَّاحِدَةً وَّاعْتَمَرَ أَرْبَعَ عُمَرٍ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ هَدَّابٍ

حضرت قتادہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج کتنے ادا فرمائے ہیں تو انہوں نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حج اور چار عمرے ادا فرمائے ہیں۔ (مرجع السابق)

687- وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ سَأَلْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ كَمْ غَزَوْتَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَ عَشْرَةَ قَالَ وَحَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَا تِسْعَ عَشْرَةَ وَأَنَّهُ حَجَّ بَعْدَ مَا هَاجَرَ حَجَّةً وَّاحِدَةً حَجَّةَ الْوَدَاعِ قَالَ أَبُوْ إِسْحٰقَ وَبِمَكَّةَ أُخْرٰى

ابواسحاق کا بیان ہے کہ میں نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت کتنے عمروں میں شامل ہوئے ہو۔ تو انہوں نے فرمایا: سترہ۔ اور مجھے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انیس غزوات میں شامل ہوئے ہیں اور ہجرت کے بعد ایک حج فرمایا ہے جو کہ حجۃ الوداع والا ہے۔ ابواسحاق نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرا حج بھی مکہ مکرمہ میں رہتے وقت ادا فرمایا تھا۔ (معجم الکبیر: رقم الحدیث: 5049، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8491، شرح السنۃ: ج: 1، ص: 901، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 4052)

688- وَحَدَّثَنِي هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءً يُخْبِرُ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ كُنْتُ أَنَا وَابْنُ عُمَرَ مُسْتَنِدَيْنِ إِلٰى حُجْرَةِ عَائِشَةَ وَإِنَّا لَنَسْمَعُ ضَرْبَهَا بِالسِّوَاكِ تَسْتَنُّ قَالَ فَقُلْتُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَجَبٍ قَالَ نَعَمْ فَقُلْتُ لِعَائِشَةَ أَيْ أُمَّتَاهُ أَلَا تَسْمَعِيْنَ مَا يَقُوْلُ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَتْ وَمَا يَقُوْلُ قُلْتُ يَقُوْلُ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَجَبٍ فَقَالَتْ يَغْفِرُ اللّٰهُ لِأَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَعَمْرِي مَا اعْتَمَرَ فِي رَجَبٍ وَّمَا اعْتَمَرَ مِنْ عُمْرَةٍ إِلَّا وَإِنَّهُ لَمَعَهُ قَالَ وَابْنُ عُمَرَ يَسْمَعُ فَمَا قَالَ لَا وَلَا نَعَمْ

Marfat.com

سکوت

عروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ میں اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارکہ سے ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے اس دوران حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مسواک فرما رہی تھیں جبکہ ہم مسواک کرنے کی آواز کو سن پا رہے تھے۔ میں نے کہا: اے ابوعبدالرحمن! کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب میں عمرہ کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ہاں۔ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا: اے میری ماں! کیا آپ نہیں سن پا رہیں جو ابوعبدالرحمن نے کہا ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا: انہوں نے کیا کہا ہے؟ میں عرض گزار ہوا: ان کا کہنا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب میں عمرہ ادا فرمایا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ابوعبدالرحمن کو بخش دے مجھے اپنی زندگی کی قسم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب میں عمرہ نہیں فرمایا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت بھی عمرہ ادا فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ عروہ کا کہنا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما یہ سارا کچھ سن رہے تھے انہوں نے نہ تو ہاں کہا اور نہ ہی نہ کہا سکوت ہی اختیار فرمائے رکھا۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 4222، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8619، مسند احمد: رقم الحدیث: 23144، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 52)

689- وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ الْمَسْجِدَ فَاِذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ جَالِسٌ اِلٰى حُجْرَةِ عَائِشَةَ وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ الضُّحٰى فِى الْمَسْجِدِ فَسَاَلْنَاهُ عَنْ صَلٰوتِهِمْ فَقَالَ بِدْعَةٌ فَقَالَ لَهٗ عُرْوَةُ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ كَمِ اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَرْبَعَ عُمَرٍ اِحْدَاهُنَّ فِىْ رَجَبٍ فَكَرِهْنَا اَنْ نُّكَذِّبَهٗ وَنَرُدَّ عَلَيْهِ وَسَمِعْنَا اسْتِنَانَ عَائِشَةَ فِى الْحُجْرَةِ فَقَالَ عُرْوَةُ اَلَا تَسْمَعِيْنَ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اِلٰى مَا يَقُوْلُ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَتْ وَمَا يَقُوْلُ قَالَ يَقُوْلُ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعَ عُمَرٍ اِحْدَاهُنَّ فِىْ رَجَبٍ فَقَالَتْ يَرْحَمُ اللّٰهُ اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَا اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا وَهُوَ مَعَهٗ وَمَا اعْتَمَرَ فِىْ رَجَبٍ قَطُّ

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں اور عروہ مسجد میں گئے وہاں پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ٹیک لگا رکھی تھی۔ اور مسجد میں لوگ نماز چاشت ادا کر رہے تھے۔ ہم نے اس نماز کے متعلق حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بدعت ہے۔ اس کے بعد ان سے عروہ نے پوچھا: اے ابو عبدالرحمن! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے عمرے ادا فرمائے ہیں؟ فرمایا: چار عمرے۔ اور ان میں سے ایک عمرہ رجب میں کیا ہے ہم نے ان کی بات کی تکذیب کرنا یا رد کرنا پسند نہ کیا۔ پھر ہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مسواک کرنے کی آواز حجرہ مبارکہ سے سماعت کی۔ عروہ نے کہا: اے اُمّ المومنین! کیا آپ نے سنا ہے جو حضرت ابوعبدالرحمن نے کہا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ان کا کیا کہنا ہے۔ عروہ کہنے لگا: ان کا کہنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرہ ادا فرمائے ہیں۔ اور ان میں سے ایک عمرہ رجب میں ادا فرمایا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ابوعبدالرحمن پر رحم فرمائے جس وقت بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ ادا فرمایا ابوعبدالرحمن آپ کی معیت تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب میں کوئی بھی عمرہ نہ کیا۔ (معجم الاوسط: رقم الحدیث: 2705، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم

الحدیث:8618،صحیح ابن حبان:جز:9،ص:260،صحیح البخاری:رقم الحدیث:1652)

تشریح:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمروں کی تعداد:

حضرت انس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اس قول پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار عمرے کیے ہیں، اور ان میں سے ایک عمرہ رجب میں کیا ہے، لیکن جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رجب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمرہ ادا کیے جانے سے انکار کیا، تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ خاموش رہے اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو صحیح یاد نہ رہا یا شبہ پڑ گیا اسی وجہ سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بحث کی اور نہ ہی ان کی بات کا انکار کیا۔

(شرح صحیح مسلم از علامہ غلام رسول سعیدی، ج ۳، ص ۴۸۰، فرید بک سٹال)

نماز چاشت کے بدعت ہونے کی توضیح:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حدیث مذکورہ بالا میں جو چاشت کی نماز کو بدعت کہا اس سے مراد یہ ہے کہ چاشت کی نماز کے لیے مسجد میں جمع ہونا اور اس کا اظہار کرنا بدعت ہے، علامہ نووی نے اسی طرح لکھا ہے، اور چاشت کی اصل تو سنت ہے، تاہم چاشت کی نماز کے لیے مسجد میں جمع ہونا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک بدعت سیئہ تو تھی نہیں اس لیے آپ نے لوگوں کو منع نہ فرمایا۔

(شرح صحیح مسلم از علامہ غلام رسول سعیدی، ج ۳، ص ۴۸۱، فرید بک سٹال)

بَابُ فَضْلِ الْعُمْرَةِ فِيْ رَمَضَانَ

باب: رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کی فضیلت

690- وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُوْنٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يُحَدِّثُنَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِامْرَأَةٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ سَمَّاهَا ابْنُ عَبَّاسٍ فَنَسِيْتُ اسْمَهَا مَا مَنَعَكِ أَنْ تَحُجِّيْ مَعَنَا قَالَتْ لَمْ يَكُنْ لَّنَا إِلَّا نَاضِحَانِ فَحَجَّ أَبُوْ وَلَدِهَا وَابْنُهَا عَلَى نَاضِحٍ وَّتَرَكَ لَنَا نَاضِحًا نَنْضِحُ عَلَيْهِ قَالَ فَإِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فَاعْتَمِرِيْ فَإِنَّ عُمْرَةً فِيْهِ تَعْدِلُ حَجَّةً

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انصار کی ایک عورت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم ہماری معیت حج کو کیونکر کرنے نہیں جاتی۔ وہ عرض گزار ہوئیں: ہمارے پانی لے کر آنے والے صرف دو اونٹ ہیں ایک کے اوپر تو میرا خاوند اور بیٹا حج کرنے کے واسطے گئے ہوئے ہیں اور دوسرے والا اونٹ ہمارے پانی لے کر آنے کے لئے چھوڑ دیا ہے۔ ارشاد فرمایا: جس وقت رمضان المبارک آئے تو عمرہ کر لینا اس لئے کہ رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کا اجر حج کے برابر ہے۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8524، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 1730، مسند احمد: رقم الحدیث: 1921، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 4)

Marfat.com

691- وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا حَبِيبٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهَا أُمُّ سِنَانٍ مَا مَنَعَكِ أَنْ تَكُونِي حَجَجْتِ مَعَنَا قَالَتْ نَاضِحَانِ كَانَا لِأَبِي فُلَانٍ زَوْجِهَا حَجَّ هُوَ وَابْنُهُ عَلَى أَحَدِهِمَا وَكَانَ الْآخَرُ يَسْقِي عَلَيْهِ غُلَامُنَا قَالَ فَعُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تَقْضِي حَجَّةً أَوْ حَجَّةً مَعِي

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انصار کی عورت اُمّ سنان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم کو ہماری معیت حج کرنے سے کون سی چیز مانع ہے۔ وہ عرض گزار ہوئیں: میرے خاوند کے دو اونٹ تھے ایک کے اوپر تو وہ خود اور اس کا صاحبزادہ حج کرنے کے واسطے گئے ہیں اور دوسرے پر ہمارا غلام پانی لے کر آتا ہے۔ ارشاد فرمایا: رمضان المبارک میں عمرہ کرنا حج کرنے کے برابر ہے یا ارشاد فرمایا: میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔ (مسند الصحابۃ: جز:27،ص:301، صحیح البخاری: جز:6،ص:410)

تشریح:

احادیث مذکورہ بالا کو کچھ الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ امام حاکم نے تفصیلاً روایت کیا ہے:

حاکم نے حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت کیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حج کا ارادہ فرمایا تو ایک عورت نے اپنے خاوند سے کہا کہ میرے ساتھ حج پر چل اس نے کہا میرے پاس کوئی سواری نہیں کہ میں اس پر تیرے ساتھ حج کروں عورت نے کہا اپنے اونٹ پر سوار ہو کر میرے ساتھ حج پر چل اس نے کہا اس (اونٹ) کو میں نے اپنے لئے اور تیری اولاد کے لئے روک رکھا ہے بیوی نے کہا میرے ساتھ حج کرا اپنے فلاں اونٹ پر اس نے کہا اس کو میں نے اللہ کی راہ کے لئے روکا ہوا ہے پھر کہنے لگی اف (باغ) کی کھجوروں کو بیچ کر چلو اس نے کہا وہ میری اور تیری خوراک ہے جب نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مکہ مکرمہ سے واپس تشریف لائے تو اس عورت نے اپنے خاوند کو ان کی طرف بھیجا اور کہا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو میری طرف سے سلام کہہ دینا اور ان سے پوچھنا آپ کے ساتھ حج کرنے کا کتنا ثواب ہے؟ اس کا خاوند نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں آیا اور ان کو ساری بات بتائی آپ نے فرمایا کاش کہ تو اپنی عورت کے ساتھ اس اونٹ پر حج کرتا جو تو اس اونٹ پر حج کرتا جو تو نے اللہ کے راستے میں روکا ہوا تو بھی فی سبیل اللہ میں ہوتا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہنس پڑے اور اس عورت کے حج پر جانے کی حرص پر تعجب کرتے ہوئے اور فرمایا اس کو میری طرف سے السلام علیک ورحمہ اللہ کہہ دینا۔ اور اس کو بتا دینا کہ رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔ (تفسیر در منثور: سورہ البقرۃ تحت آیت ۱۹۶)

بَابُ اِسْتِحْبَابِ دُخُولِ مَكَّةَ مِنَ الثَّنِيَّةِ الْعُلْيَا وَالْخُرُوجِ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلَى

باب: مکہ مکرمہ میں بالائی حصہ سے داخل ہونے اور زیریں حصہ سے نکلنے کا استحباب

692- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْرُجُ مِنْ طَرِيقِ الشَّجَرَةِ وَيَدْخُلُ مِنْ طَرِيقِ الْمُعَرَّسِ وَإِذَا دَخَلَ مَكَّةَ دَخَلَ مِنَ الثَّنِيَّةِ الْعُلْيَا وَيَخْرُجُ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلَى

Marfat.com

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درخت والے راہ سے خروج فرماتے اور معرس والے راہ سے لوٹا کرتے۔ اور جس وقت مکہ مکرمہ میں داخل ہوا کرتے تو بالائی گھاٹی سے داخل ہوا کرتے اور خروج فرماتے وقت زیریں گھاٹی سے۔

(سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1591، صحیح ابن حبان: ج:9، ص:218، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 1435، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 3694)

693- وَحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فِي رِوَايَةِ زُهَيْرٍ الْعُلْيَا الَّتِي بِالْبَطْحَاءِ

زہیر نے کہا ہے کہ وہ بالائی گھاٹی بطحاء کے مقام پر ہے۔ (مرجع السابق)

694- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ أَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا جَاءَ إِلَى مَكَّةَ دَخَلَهَا مِنْ أَعْلَاهَا وَخَرَجَ مِنْ أَسْفَلِهَا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس وقت بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ جلوہ افروز ہوتے تو بالائی طرف سے داخل ہوا کرتے اور جس وقت واپس ہوا کرتے تو زیریں طرف سے واپس ہوا کرتے۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 4241، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1593، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8985، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 781)

695- وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ كَدَاءٍ مِنْ أَعْلَى مَكَّةَ قَالَ هِشَامٌ فَكَانَ أَبِي يَدْخُلُ مِنْهُمَا كِلَيْهِمَا وَكَانَ أَبِي أَكْثَرَ مَا يَدْخُلُ مِنْ كَدَاءٍ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کداء کی طرف سے مکہ مکرمہ کے فتح والے سال داخل ہوئے جو مکہ مکرمہ کا بالائی حصہ ہے۔ ہشام نے کہا کہ میرے والد محترم ان دونوں طرفوں سے داخل ہوا کرتے تھے اور اکثر اوقات کداء والی طرف سے داخل ہوا کرتے تھے۔ (سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1592، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8984، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 3807، صحیح ابن خزیمہ: رقم الحدیث: 960)

بَابُ اسْتِحْبَابِ الْمَبِيتِ بِذِي طُوًى عِنْدَ إِرَادَةِ دُخُولِ مَكَّةَ وَالْاِغْتِسَالِ لِدُخُولِهَا وَدُخُولِهَا نَهَارًا

باب: مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے وقت رات مقام ذوطویٰ میں گزار کر غسل کر کے دن کے وقت مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کا استحباب

696- حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَاتَ بِذِي طُوًى حَتَّى أَصْبَحَ ثُمَّ دَخَلَ

Marfat.com

مَكَّةَ قَالَ وَكَانَ عَبْدُ اللهِ يَفْعَلُ ذٰلِكَ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ سَعِيْدٍ حَتّٰى صَلَّى الصُّبْحَ قَالَ يَحْيٰى اَوْ قَالَ حَتّٰى اَصْبَحَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی طویٰ کے مقام پر صبح ہونے تک رات بسر فرمائی اس کے بعد مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی یونہی کیا کرتے تھے اور ابن سعید کی روایت میں ہے کہ حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز صبح ادا کی۔ یا کہا کہ حتیٰ کہ صبح ہوگئی۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:2، ص:62، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3845، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8981، سنن الدارمی: رقم الحدیث: 1979)

697- وَحَدَّثَنَا اَبُو الرَّبِيْعِ الزَّهْرَانِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَقْدَمُ مَكَّةَ اِلَّا بَاتَ بِذِيْ طُوًى حَتّٰى يُصْبِحَ وَيَغْتَسِلَ ثُمَّ يَدْخُلُ مَكَّةَ نَهَارًا وَّيَذْكُرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ فَعَلَهٗ

نافع کا بیان ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جس وقت بھی مکہ مکرمہ جلوہ افروز ہوا کرتے تھے تو مقام ذی طویٰ میں رات بسر فرماتے تھے یہاں تک صبح کر لیتے اور غسل فرمالیا کرتے پھر مکہ مکرمہ دن میں داخل ہوا کرتے اور وہ ذکر کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یونہی کیا تھا۔ (مرجع السابق)

698- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ الْمُسَيَّبِيُّ حَدَّثَنِيْ اَنَسٌ يَّعْنِي ابْنَ عِيَاضٍ عَنْ مُّوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللهِ حَدَّثَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْزِلُ بِذِيْ طُوًى وَيَبِيْتُ بِهٖ حَتّٰى يُصَلِّيَ الصُّبْحَ حِيْنَ يَقْدَمُ مَكَّةَ وَمُصَلّٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ عَلٰى اَكَمَةٍ غَلِيْظَةٍ لَّيْسَ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِيْ بُنِيَ ثَمَّ وَلٰكِنْ اَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ عَلٰى اَكَمَةٍ غَلِيْظَةٍ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت بھی مکہ مکرمہ جلوہ افروز ہوتے تو مقام ذی طویٰ میں نزول فرما کر وہیں رات بسر فرمایا کرتے یہاں تک کہ نماز فجر ادا فرمالیتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز ادا فرمانے کا مقام ایک بڑے ٹیلے کے اوپر ہے اس مسجد میں نہیں ہے جس کو بعد میں تعمیر کیا گیا مگر اس کے نیچے بڑے ٹیلے کے اوپر ہے۔ (مرجع السابق)

699- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ الْمُسَيَّبِيُّ حَدَّثَنِيْ اَنَسٌ يَّعْنِي ابْنَ عِيَاضٍ عَنْ مُّوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللهِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَقْبَلَ فُرْضَتَيِ الْجَبَلِ الَّذِيْ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجَبَلِ الطَّوِيْلِ نَحْوَ الْكَعْبَةِ يَجْعَلُ الْمَسْجِدَ الَّذِيْ بُنِيَ ثَمَّ يَسَارَ الْمَسْجِدِ الَّذِيْ بِطَرَفِ الْاَكَمَةِ وَمُصَلّٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْفَلَ مِنْهُ عَلَى الْاَكَمَةِ السَّوْدَاءِ يَدَعُ مِنَ الْاَكَمَةِ عَشَرَةَ اَذْرُعٍ اَوْ نَحْوَهَا ثُمَّ يُصَلِّيْ مُسْتَقْبِلَ الْفُرْضَتَيْنِ مِنَ الْجَبَلِ الطَّوِيْلِ الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْكَعْبَةِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس لمبے پہاڑ کے دونوں چوٹیوں کے مابین قبلہ رخ ہوتے اور جو مسجد وہاں پر تعمیر شدہ ہے اسے ٹیلے کے الٹی جانب چھوڑ دیتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز ادا فرمانے کا مقام اس سیاہ ٹیلے

Marfat.com

کے تلے ہے اس سیاہ ٹیلے سے دس ہاتھ ترک کر کے یا تھوڑا بہت۔ اس کے بعد اس طویل پہاڑ کے دونوں ٹیلوں کی جانب رخ فرما کر جو تمہارے اور خانہ کعبہ کے مابین ہے نماز پڑھا کرتے تھے صلی اللہ علیہ وسلم۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:2: ص:62، صحیح البخاری: ج:2: ص: 293، مسند احمد: رقم الحدیث: 5344، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 25)

بَابُ اِسْتِحْبَابِ الرَّمَلِ فِي الطَّوَافِ وَالْعُمْرَةِ وَفِي الطَّوَافِ الْاَوَّلِ مِنَ الْحَجِّ

باب: حج اور عمرہ کے پہلے طواف میں رمل کا مستحب ہونا

700- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ الطَّوَافَ الْاَوَّلَ خَبَّ ثَلَاثًا وَّمَشٰى اَرْبَعًا وَّكَانَ يَسْعٰى بِبَطْنِ الْمَسِيْلِ اِذَا طَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کا پہلا طواف کر لیتے تو پہلے تین پھیروں میں سرعت انگیزی کے ساتھ دوڑ کر طواف فرمایا کرتے اور بقیہ پھیروں میں حسب معمول چلا کرتے اور جس وقت صفا و مروہ کے مابین سعی کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو سبز نشانوں کے مابین دوڑا کرتے تھے۔ نافع فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی یونہی کرتے تھے۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3712، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1540، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8639، سنن الدارمی: رقم الحدیث: 1894)

701- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ يَعْنِي ابْنَ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ مُوْسٰى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا طَافَ فِي الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ اَوَّلَ مَا يَقْدَمُ فَاِنَّهُ يَسْعٰى ثَلَاثَةَ اَطْوَافٍ بِالْبَيْتِ ثُمَّ يَمْشِيْ اَرْبَعَةً ثُمَّ يُصَلِّيْ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ يَطُوْفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آ کر جس وقت حج و عمرہ کا پہلا طواف فرمایا کرتے تو تین بار دوڑ کر طواف فرمایا کرتے اور چار بار حسب معمول چلتے ہوئے طواف فرمایا کرتے پھر دو رکعات نماز ادا فرمایا کرتے پھر صفا و مروہ کی سعی فرمایا کرتے۔ (مرجع السابق)

702- وَحَدَّثَنِيْ اَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَرْمَلَةُ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ اَخْبَرَهُ اَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ يَقْدَمُ مَكَّةَ اِذَا اسْتَلَمَ الرُّكْنَ الْاَسْوَدَ اَوَّلَ مَا يَطُوْفُ حِيْنَ يَقْدَمُ يَخُبُّ ثَلَاثَةَ اَطْوَافٍ مِّنَ السَّبْعِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ جلوہ افروز ہوا کرتے تو حجر اسود کو بوسہ دیا کرتے اور آ کر پہلے ہی طواف کے سات میں سے تین پھیروں میں دوڑا کرتے۔ (مرجع السابق)

Marfat.com

703- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ اَبَانٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَمَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْحَجَرِ اِلَى الْحَجَرِ ثَلَاثًا وَّمَشٰى اَرْبَعًا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود سے حجر اسود تک تین پھیروں میں رمل کیا اور بقیہ چار پھیروں میں حسب معمول چلا کرتے۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9060، سنن الدارمی: رقم الحدیث: 1895، شرح السنۃ: جز: 1، ص: 468، مسند احمد: رقم الحدیث: 4741)

704- وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كَامِلٍ الْجُحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمُ بْنُ اَخْضَرَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَمَلَ مِنَ الْحَجَرِ اِلَى الْحَجَرِ وَذَكَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَهُ

نافع کا بیان ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حجر اسود سے حجر اسود تک رمل فرمایا اور ذکر کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی یونہی کرتے تھے۔ (مرجع السابق)

705- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهُ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَلَ مِنَ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ حَتّٰى انْتَهٰى اِلَيْهِ ثَلَاثَةَ اَطْوَافٍ.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملاحظہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود سے اسود تک رمل کیا حتیٰ کہ وہاں تک کے تین پھیرے مکمل ہو گئے۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3940، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9062، سنن النسائی: رقم الحدیث: 2895، مسند احمد: رقم الحدیث: 14636)

706- وَحَدَّثَنِيْ اَبُو الطَّاهِرِ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ مَالِكٌ وَّابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَلَ الثَّلَاثَةَ اَطْوَافٍ مِّنَ الْحَجَرِ اِلَى الْحَجَرِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود سے حجر اسود تک تین پھیروں میں رمل کیا۔ (مرجع السابق)

707- حَدَّثَنَا اَبُوْ كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْجُحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ اَرَاَيْتَ هٰذَا الرَّمَلَ بِالْبَيْتِ ثَلَاثَةَ اَطْوَافٍ وَّمَشْيَ اَرْبَعَةِ اَطْوَافٍ اَسُنَّةٌ هُوَ فَاِنَّ قَوْمَكَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُ سُنَّةٌ قَالَ فَقَالَ صَدَقُوْا وَكَذَبُوْا قَالَ قُلْتُ مَا قَوْلُكَ صَدَقُوْا وَكَذَبُوْا قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ مَكَّةَ فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ اِنَّ مُحَمَّدًا وَّاَصْحَابَهُ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ اَنْ يَّطُوْفُوْا بِالْبَيْتِ مِنَ الْهُزَلِ قَالَ وَكَانُوْا يَحْسُدُوْنَهُ فَاَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّرْمُلُوْا ثَلَاثًا وَّيَمْشُوْا اَرْبَعًا قَالَ قُلْتُ لَهُ اَخْبِرْنِيْ عَنِ الطَّوَافِ بَيْنَ الصَّفَا

Marfat.com

وَالْمَرْوَةِ رَاكِبًا اَسُنَّةٌ هُوَ فَاِنَّ قَوْمَكَ يَزْعُمُونَ اَنَّهُ سُنَّةٌ قَالَ صَدَقُوْا وَكَذَبُوْا قَالَ قُلْتُ وَمَا قَوْلُكَ صَدَقُوْا وَكَذَبُوْا قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثُرَ عَلَيْهِ النَّاسُ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مُحَمَّدٌ هٰذَا مُحَمَّدٌ حَتّٰى خَرَجَ الْعَوَاتِقُ مِنَ الْبُيُوْتِ قَالَ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُضْرَبُ النَّاسُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَمَّا كَثُرَ عَلَيْهِ رَكِبَ وَالْمَشْيُ وَالسَّعْيُ اَفْضَلُ

ابوالطفیل کا بیان ہے کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض گزار ہوا: مجھے طواف خانہ کعبہ اور اس میں تین دفعہ رمل کرنے اور چار دفعہ حسب ذیل معمول چلنے کے متعلق بیان فرمایئے۔ آیا یہ سنت ہے؟ اس لئے کہ آپ کی قوم نے اس کو سنت سمجھنا شروع کر دیا ہے اس پر انہوں نے فرمایا کہ وہ صادق بھی ہیں اور کاذب بھی ہیں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ جلوہ افروز ہوئے تو مکہ مکرمہ کے کفار نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دبلے پتلے ہونے کی بناء پر طواف نہیں کر سکتے۔ فرمایا کہ کفار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغض کیا کرتے تھے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم ارشاد فرمایا کہ وہ طواف کے پہلے تین پھیروں میں مونڈھوں کو ہلا ہلا کر سرعت انگیزی سے دوڑیں۔ اور بقیہ تین پھیروں میں حسب معمول چلیں۔ راوی نے فرمایا کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو عرض گزار ہوا: مجھے صفا و مروہ کی سعی کے متعلق ارشاد فرمایئے کیا سوار ہوتے ہوئے بھی طواف کرنا سنت ہے؟ اس لئے کہ آپ کی قوم نے سوار ہوتے ہوئے طواف کرنے کو سنت سمجھ رکھا ہے۔ اس پر انہوں نے فرمایا کہ وہ صادق بھی ہیں اور کاذب بھی ہیں۔ میں عرض گزار ہوا: اس کا کیا مطلب ہے کہ صادق بھی ہیں اور کاذب بھی ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کثیر لوگ جمع ہو گئے لوگ یہ کہنے لگ گئے کہ یہ سیّدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، یہ سیّدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ یہاں تک جوان عورتیں بھی اپنے گھروں سے باہر نکل آئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے سامنے سے لوگوں کو ہٹایا نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ جس وقت کثیر ہجوم ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار ہو گئے اور پیادہ پا ہونا اور دوڑنا افضل ہے۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9161، صحیح ابن حبان: جز: 9، ص: 154، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 128)

708- وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ اَبِيْ حُسَيْنٍ عَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّ قَوْمَكَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَلَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَهِيَ سُنَّةٌ قَالَ صَدَقُوْا وَكَذَبُوْا

ابوالطفیل کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا: آپ کی قوم کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طواف خانہ کعبہ میں رمل فرمایا تھا اور صفا و مروہ میں سعی فرمائی تھی اور یہ سنت ہے فرمایا کہ وہ صادق بھی ہیں اور کاذب بھی ہیں۔ (مرجع السابق)

709- وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ الْاَبْجَرِ عَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ اُرَانِيْ قَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَصِفْهُ لِيْ قَالَ قُلْتُ رَاَيْتُهُ عِنْدَ الْمَرْوَةِ عَلٰى نَاقَةٍ وَقَدْ كَثُرَ النَّاسُ عَلَيْهِ قَالَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ذَاكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يُدَعُّوْنَ عَنْهُ وَلَا يُكْرَهُوْنَ



ابوالطفیل کا بیان ہے کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض گزار ہوا: میں کہتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ہے۔ مجھے انہوں نے فرمایا کہ مجھے اسے بیان کیجئے۔ میں عرض گزار ہوا: میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مروہ کے پاس ایک اونٹنی پر جلوہ افروز دیکھا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گرداگرد لوگوں کی بھیڑ تھی۔ راوی نے فرمایا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ وہی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تھے اس لئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عادت کریمہ تھی کہ وہ نہ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑا کرتے تھے نہ ہی دور ہوا کرتے تھے۔ (مرجع السابق)

710- وَحَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ مَكَّةَ وَقَدْ وَهَنَتْهُمْ حُمَّى يَثْرِبَ قَالَ الْمُشْرِكُونَ إِنَّهُ يَقْدَمُ عَلَيْكُمْ غَدًا قَوْمٌ قَدْ وَهَنَتْهُمُ الْحُمَّى وَلَقُوا مِنْهَا شِدَّةً فَجَلَسُوا مِمَّا يَلِي الْحِجْرَ وَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَرْمُلُوا ثَلَاثَةَ أَشْوَاطٍ وَيَمْشُوا مَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ لِيَرَى الْمُشْرِكُونَ جَلَدَهُمْ فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ أَنَّ الْحُمَّى قَدْ وَهَنَتْهُمْ هَؤُلَاءِ أَجْلَدُ مِنْ كَذَا وَكَذَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَلَمْ يَمْنَعْهُ أَنْ يَأْمُرَهُمْ أَنْ يَرْمُلُوا الْأَشْوَاطَ كُلَّهَا إِلَّا الْإِبْقَاءُ عَلَيْهِمْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مکہ مکرمہ جلوہ افروز ہوئے اس حال میں کہ ان کو مدینہ منورہ کے بخار نے ضعف دے ڈالا تھا۔ مشرک لوگ کہنے لگے تھے کہ کل کو تمہارے وہ لوگ آنے والے ہیں جن کو بخار نے دبلا پتلا کر ڈالا ہے۔ اور اس سے ان کو اذیت ہوئی ہے۔ مشرک لوگ حطیم خانہ کعبہ کے پاس بیٹھے تھے تو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم ارشاد فرمایا: تین پھیروں میں رمل کرو اور دو رکنوں کے مابین حسب معمول چال اپنائیں اس لئے کہ مشرک لوگوں کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جسمانی قوت کا پتہ لگے اس پر مشرک لوگوں نے دیکھتے ہوئے کہا کہ یہی وہ لوگ ہیں جن کے متعلق تم نے یہ کہا تھا کہ انہیں بخار نے ضعف میں مبتلا کر دیا ہے یہ لوگ تو فلاں فلاں سے بھی بڑھ کر قوی ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سارے پھیروں میں رمل کرنے کا حکم ان کے تھکن میں ہونے کی بناء پر نہ دیا تھا۔ (سنن ابوداود: رقم الحدیث: 1610، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9055، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 3417، مسند احمد: رقم الحدیث: 2507)

711- وَحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ ابْنُ عَبْدَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّمَا سَعَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَمَلَ بِالْبَيْتِ لِيُرِيَ الْمُشْرِكِينَ قُوَّتَهُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے طواف خانہ کعبہ میں رمل اس وجہ سے فرمایا تھا کہ مشرک لوگوں کو اپنی قوت دکھا پائیں۔ (مرجع السابق)

712- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَزِيدُ أَخْبَرَنَا الْجُرَيْرِيُّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَكَانَ

اَهْلُ مَكَّةَ قَوْمٌ حَسَدٌ وَلَمْ يَقُلْ يَحْسُدُوْنَهُ

دوسری سند سے بھی یہی روایت ہے اور اس میں اضافہ یہ ہے کہ مکہ مکرمہ والے حسد کرتے تھے آگے ولم یقل یحسدونہ کے الفاظ منقول ہیں۔ (مرجع السابق)

تشریح: رمل کی تعریف:

رمل یا خوب اکڑ کر چلنے یا بہادروں کی رفتار سے چلنے کو کہتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے عمرہ قضا کے طواف میں تین چکروں میں رمل کیا تھا مشرکین مکہ کو اپنی طاقت وقوت دکھانے کے لیے، پھر یہ رمل دائمی سنت ہو گیا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے طواف قدوم میں بھی کیا اب بھی حجاج رمل کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال وافعال کی نقل عبادت ہے، اس رب کے گھر میں طواف جو عبادت ہے اس کی حالت میں اکڑنا عقل کے خلاف معلوم ہوتا ہے، بارگاہِ الٰہی میں عجز وانکسار چاہیے مگر چونکہ یہ اکڑنا سنت ہے لہذا محبوب ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ عین عبادت کی حالت میں کفار کو اپنی طاقت دکھانا بہتر ہے کہ اسلامی قوت کا اظہار بھی عبادت ہے، اب بھی فوجی پریڈ وفوجی سلاموں میں پھرتی وطاقت کا اظہار ہوتا ہے۔

یاد رہے کہ عورت کے لیے رمل کی اجازت نہیں ہے۔

بَابُ اِسْتِحْبَابِ اسْتِلَامِ الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ فِي الطَّوَافِ

باب: طواف میں دو یمانی رکنوں کی تعظیم کا مستحب ہونا

713- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى اَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُ قَالَ لَمْ اَرَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ مِنَ الْبَيْتِ اِلَّا الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے فقط دو یمانی رکنوں کی تعظیم فرمایا کرتے تھے۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3929، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1598، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9019، سنن النسائی: رقم حدیث: 2900)

714- وَحَدَّثَنِي اَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَ اَبُو الطَّاهِرِ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِي يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُ مِنْ اَرْكَانِ الْبَيْتِ اِلَّا الرُّكْنَ الْاَسْوَدَ وَالَّذِيْ يَلِيْهِ مِنْ نَحْوِ دُوْرِ الْجُمَحِيِّيْنَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے ارکان میں سے فقط حجر اسود اور اس کے ساتھ کے کونے کی تعظیم فرمایا کرتے تھے جو بنی جمح کے مکانوں والی جانب ہے۔ (مرجع السابق)

715- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ ذَكَرَ

Marfat.com

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ لَا یَسْتَلِمُ اِلَّا الْحَجَرَ وَالرُّکْنَ الْیَمَانِیَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقط حجر اسود اور رکن یمانی کی تعظیم فرمایا کرتے تھے۔ (مرجع السابق)

716- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَزُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّعُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ سَعِیْدٍ جَمِیْعًا عَنْ یَّحْیَی الْقَطَّانِ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا یَحْیَی عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ حَدَّثَنِیْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَا تَرَکْتُ اسْتِلَامَ هٰذَیْنِ الرُّکْنَیْنِ الْیَمَانِیَ وَالْحَجَرَ مُنْذُ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْتَلِمُهُمَا فِیْ شِدَّةٍ وَّلَا رَخَاءٍ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رکن یمانی اور حجر اسود کی تعظیم کرتے ہوئے دیکھا تو اس وقت سے میں نے ان دو رکنوں کی تعظیم کرنا کبھی بھی نہ ترک کی۔ نہ ہی شدت کی حالت میں نہ آسانی کی حالت میں۔ (سنن الدارمی: رقم الحدیث: 1891، سنن النسائی: رقم الحدیث: 2903، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 3426، مسند احمد: رقم الحدیث: 4233)

717- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَابْنُ نُمَیْرٍ جَمِیْعًا عَنْ اَبِیْ خَالِدٍ قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ عَنْ نَّافِعٍ قَالَ رَاَیْتُ ابْنَ عُمَرَ یَسْتَلِمُ الْحَجَرَ بِیَدِهٖ ثُمَّ قَبَّلَ یَدَهٗ وَقَالَ مَا تَرَکْتُهٗ مُنْذُ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَفْعَلُهٗ

نافع کا بیان ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حجر اسود کو اپنا ہاتھ لگا کر چوم لیا پھر ارشاد فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جس وقت سے یوں کرتے ہوئے دیکھا ہے میں نے کبھی بھی اسے نہیں چھوڑا۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9008، سنن النسائی: رقم الحدیث: 876، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 3824، صحیح ابن خزیمہ: رقم الحدیث: 2715)

718- وَحَدَّثَنِیْ اَبُو الطَّاهِرِ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ اَنَّ قَتَادَةَ بْنَ دِعَامَةَ حَدَّثَهٗ اَنَّ اَبَا الطُّفَیْلِ الْبَکْرِیَّ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ یَقُوْلُ لَمْ اَرَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْتَلِمُ غَیْرَ الرُّکْنَیْنِ الْیَمَانِیَیْنِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دو یمانی رکنوں کے ماسوا دوسرے کسی بھی رکن کی تعظیم کرتے ہوئے ملاحظہ نہ کیا۔ (معجم الاوسط: رقم الحدیث: 1022، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9022، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 3431، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 128)

بَابُ اِسْتِحْبَابِ تَقْبِیْلِ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ فِی الطَّوَافِ

باب: طواف میں حجر اسود کو بوسہ دینے کا استحباب

719- وَحَدَّثَنِیْ حَرْمَلَةُ بْنُ یَحْیٰی اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ وَعَمْرٌو ح وَحَدَّثَنِیْ هَارُوْنُ بْنُ سَعِیْدِ الْاَیْلِیُّ حَدَّثَنِیْ ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ عَمْرٌو عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهٗ قَالَ قَبَّلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الْحَجَرَ ثُمَّ قَالَ اَمَ وَاللّٰہِ لَقَدْ عَلِمْتُ اَنَّکَ حَجَرٌ وَّلَوْلَا اَنِّیْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ زَادَ هَارُونُ فِي رِوَايَتِهِ قَالَ عَمْرٌو وَحَدَّثَنِي بِمِثْلِهَا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَسْلَمَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو بوسہ دیا پھر ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم میں بخوبی جانتا ہوں کہ تو صرف ایک پتھر ہے اگر میں نے تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں کبھی بھی تم کو بوسہ نہ دیتا۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3920، معجم الاوسط: رقم الحدیث: 1719، معجم الصغیر: رقم الحدیث: 171، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1597)

720- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ قَبَّلَ الْحَجَرَ وَقَالَ إِنِّي لَأُقَبِّلُكَ وَإِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ وَلَكِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُكَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور ارشاد فرمایا: میں تجھے بوسہ دینے لگا ہوں جبکہ میں بخوبی جانتا ہوں کہ تو صرف ایک پتھر ہے مگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے ملاحظہ کیا ہے۔ (مرجع السابق)

721- حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ وَالْمُقَدَّمِيُّ وَأَبُو كَامِلٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ كُلُّهُمْ عَنْ حَمَّادٍ قَالَ خَلَفٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ رَأَيْتُ الْأَصْلَعَ يَعْنِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يُقَبِّلُ الْحَجَرَ وَيَقُولُ وَاللَّهِ إِنِّي لَأُقَبِّلُكَ وَإِنِّي أَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ وَأَنَّكَ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَكَ مَا قَبَّلْتُكَ وَفِي رِوَايَةِ الْمُقَدَّمِيِّ وَأَبِي كَامِلٍ رَأَيْتُ الْأُصَيْلِعَ

عبداللہ بن سرجس کا بیان ہے کہ میں نے ملاحظہ کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حجر اسود کو بوسہ دے رہے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ فرمار ہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم میں تم کو بوسہ دینے لگا ہوں جبکہ میں اس بات کو بخوبی جانتا ہوں کہ تو صرف ایک پتھر ہے نہ تو نفع پہنچاتا ہے نہ ہی ضرر اور اگر میں نے تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا تو میں بھی تم کو بوسہ نہ دیتا۔ (مرجع السابق)

722- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَابِسِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ يُقَبِّلُ الْحَجَرَ وَيَقُولُ إِنِّي لَأُقَبِّلُكَ وَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُكَ لَمْ أُقَبِّلْكَ

عابس بن ربیعہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حجر اسود کو بوسہ دیتے ہوئے دیکھا تو وہ فرمار ہے تھے کہ میں تم کو بوسہ دینے لگا ہوں جبکہ اس بات کو بخوبی جانتا ہوں کہ تو صرف ایک پتھر ہے اگر میں نے تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھتا تو میں بھی تم کو بوسہ نہ دیتا۔ (مرجع السابق)

Marfat.com

723- وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيْعًا عَنْ وَكِيْعٍ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الْاَعْلٰى عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ رَاَيْتُ عُمَرَ قَبَّلَ الْحَجَرَ وَالْتَزَمَهُ وَقَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَ حَفِيًّا

سوید بن غفلہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور اس سے لپٹ گئے اور ارشاد فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملاحظہ کیا تجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محبت فرماتے تھے۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3921، معجم الاوسط: رقم الحدیث: 5047، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9002، سنن النسائی: رقم الحدیث: 2887)

724- وَحَدَّثَنِيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ وَلٰكِنِّیْ رَاَيْتُ اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَ حَفِيًّا وَلَمْ يَقُلْ وَالْتَزَمَهُ

سفیان سے اسی اسناد کے ساتھ مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھ سے بہت محبت کرتے تھے اور یہ نہیں فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو لپٹے بھی تھے۔ (مرجع السابق)

تشریح: حجر اسود:

یہ وہ جنتی پتھر ہے جو کعبۃ اللہ شریف کے جنوب مشرقی کونے میں واقع رکن اسود میں نصب ہے، مسلمان اسے چومتے اور استلام کر کے اپنے گناہ دھلواتے ہیں۔

ع دھو چکا ظلمتِ دل بوسہ سنگ اسود — خاک بوسی مدینہ کا بھی رتبہ دیکھو
(حدائق بخشش، ص ۹۵)

فضائلِ حجر اسود:

حدیث پاک میں ہے کہ "بے شک حجر اسود جنتی پتھروں میں سے ایک پتھر ہے، اسے بروز قیامت یوں اٹھایا جائے گا کہ اس کی دو آنکھیں اور ایک زبان ہوگی جس کے ذریعے یہ کلام کرے گا اور ہر اس شخص کے حق میں گواہی دے گا جس نے حق وصداقت کے ساتھ اسے بوسہ دیا ہوگا۔"

(سنن ابن ماجہ، کتاب المناسک، باب استلام الحجر، الحدیث: ۲۹۴۴، ج ۳، ص ۴۳۴، بتغیر۔ قوت القلوب، الفصل الثالث والثلاثون فی ذکر دعائم الاسلام......الخ، ج ۲، ص ۲۰۱)

مروی ہے کہ "حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجر اسود کو بہت زیادہ بوسہ دیا کرتے تھے۔"

(سنن النسائی، کتاب مناسک الحج، باب کیف یقبل، الحدیث: ۲۹۳۵، ص ۴۷۸، عن عمر رضی اللہ عنہ۔ قوت القلوب الفصل الثالث، والثلاثون فی ذکر دعائم الاسلام......الخ، ج ۲، ص ۲۰۱۔)

ایک روایت میں ہے کہ "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجر اسود پر پیشانی رکھی۔"

(قوت القلوب الفصل الثالث، والثلاثون فی ذکر دعائم الاسلام......الخ، ج ۲، ص ۲۰۱۔ المستدرک، کتاب المناسک، باب استلام الحجر وتقبیلہ الخ، الحدیث: ۱۷۱۵، ج ۲، ص ۱۰۶)

اور آپ سواری پر طواف فرماتے ہوئے اپنے عصا مبارک کا مڑا ہوا کنارہ اس پر رکھ دیتے پھر اس کنارے کو بوسہ دیتے۔

(صحیح مسلم، کتاب الحج، باب جواز الطواف علی بعیر......الخ، الحدیث: ۱۲۷۴۔۱۲۷۵، ص ۶۶۳)

حجر اسود نفع بھی دیتا ہے اور نقصان بھی:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو بوسہ دے کر فرمایا: ''بے شک میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے نہ نفع دے سکتا ہے نہ نقصان، اگر میں نے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا۔'' پھر آپ رونے لگے یہاں تک کہ آپ کی آواز بلند ہوگئی۔ پھر اپنے پیچھے کی جانب متوجہ ہوئے اور امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو دیکھ کر فرمایا: ''اے ابو الحسن! یہاں پر آنسو بہائے جاتے اور دعائیں قبول ہوتی ہیں۔'' امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے کہا: ''اے امیر المؤمنین! بلکہ یہ پتھر نفع بھی دیتا ہے اور نقصان بھی۔'' پوچھا: ''وہ کیسے؟'' کہا: ''بے شک اللہ عزوجل نے جب بندوں سے عہد لیا تو ایک تحریر لکھ کر اس پتھر کو کھلا دی، پس یہ مومن کے حق میں ایفائے عہد کی اور کافر کے خلاف اس کے انکار کی گواہی دے گا۔'' (المستدرک، کتاب المناسک، باب الحجر الاسود یمین اللہ......الخ، الحدیث: ۱۷۲۵، ج ۲، ص ۱۰۹۔۱۱۰، باختصار)

حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت کی دعا:

منقول ہے کہ اسے بوسہ دیتے ہوئے لوگوں کے مذکور کلمات پڑھنے کا یہی معنی ہے:

اَللّٰھُمَّ اِیْمَانًا بِکَ وَتَصْدِیْقًا بِکِتَابِکَ وَوَفَاءً بِعَھْدِکَ

یعنی اے اللہ عزوجل! میں تجھ پر ایمان لاتے، تیری کتاب کی تصدیق کرتے اور تیرے وعدے کو پورا کرتے ہوئے (اسے بوسہ دیتا ہوں)۔''

حجر اسود کا استلام:

حجر اسود کو بوسہ دیتے ہوئے یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ عزوجل کی اطاعت پر اس کی بیعت کرنے والا ہے۔ لہٰذا اپنی بیعت کو پورا کرنے کا عزم مصمم کرے کیونکہ جو بیعت میں دھوکہ دہی سے کام لیتا ہے وہ اللہ عزوجل کی ناراضی کا مستحق ہو جاتا ہے۔

دایاں دست قدرت:

حضرت سیِّدُ نا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''حجر اسود زمین میں اللہ عزوجل کا دایاں دست قدرت ہے اس کے ساتھ وہ اپنی مخلوق سے مصافحہ کرتا ہے جیسے کوئی شخص اپنے بھائی سے مصافحہ کرتا ہے۔''

(الکامل فی ضعفاء الرجال، اسحاق بن بشیر: ۱۷۲، ج ۱، ص ۵۵۷، بتغیر۔ کشف الخفاء، حرف الحاء المھملۃ، الحدیث: ۱۱۰۷، ج ۱، ص ۳۱۱، باختصار)

بروز قیامت سفارش کرنے والا پتھر:

رسولِ انور، صاحب کوثر صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: دنیا والوں میں سے جو حجر اسود کا استلام کرے گا یا اسے بوسہ دے گا یہ اس کے لئے گواہی دے گا اور بے شک یہ سفارش کرے گا اور اس کی سفارش قبول ہوگی۔

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۱۷۲۹، ج ۲، ص ۱۸۸، بدون بقبلہ من اھل الدنیا)

Marfat.com

نبیٔ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ معظم ہے: قیامت کے دن رکن یمانی جَبَلِ اَبِی قُبَیس سے بھی بڑا ہوکر آئے گا، اس کی دو زبانیں اور دو ہونٹ ہوں گے، یہ برف سے زیادہ سفید تھا یہاں تک کہ مشرکوں کے گناہوں نے اسے سیاہ کر دیا اگر ایسا نہ ہوتا تو جو آفت زدہ انسان اسے چھوتا اسے شفا ہو جاتی۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمرو بن عاص، الحدیث: ۶۹۹۷، ج ۲، ص ۶۶۵، بدونانہ کان اشد۔۔۔۔۔۔الخ)

رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: یہ آسمان سے اُترا تو اسے جَبَلِ اَبِی قُبَیس کی پشت پر رکھ دیا گیا گویا یہ ایک صاف شفاف جوہر تھا، یہ 40 سال تک اس پر رہا، پھر اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر رکھ دیا گیا۔

(الترغیب والترہیب، کتاب الحج، باب الترغیب فی الطواف واستلام۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث: ۱۷۸۲، ج ۲، ص ۹۴)

یہ حدیثِ پاک اگر چہ حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما پر موقوف ہے مگر ایسی باتیں اپنی رائے سے نہیں کہی جاتیں۔

نبی کریم، رءُوف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: حجرِ اسود اللہ عزوجل کی قدرت کا دایاں ہاتھ ہے جس سے وہ اپنے بندوں سے مصافحہ فرماتا ہے۔ (یعنی حجرِ اسود اللہ عزوجل کی رحمت اور برکت کا منبع ہے کہ جب لوگ اس کا استلام کرتے ہیں یا اسے بوسہ دیتے ہیں تو اللہ عزوجل ان پر اس کی وجہ سے رحمت و برکت نازل فرماتا ہے)

(المصنف لعبدالرزاق، باب الرکن من الجنۃ، الحدیث: ۸۹۵۰/۵۱، ج ۵، ص ۲۸)

رسولِ اکرم، شفیعِ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: حجرِ اسود اور رکنِ یمانی دونوں خطاؤں کو مٹاتے ہیں۔

(المرجع السابق، الحدیث: ۲۳۷۵)

زبان اور ہونٹوں والا پتھر:

حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: حجرِ اسود اور رکنِ یمانی دونوں قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے تو ان کی دو آنکھیں، ایک زبان اور دو ہونٹ ہوں گے، جس نے ان کا صحیح طریقے سے استلام کیا ہوگا یہ اس کے حق میں گواہی دیں گے، اور اسی کے پاس آنسو بہائے جاتے ہیں۔ (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۱۴۳۲، ج ۱۱، ص ۱۴۶، بدونان عندہ تسکب العبرات)

کعبہ کی تعمیر میں حجرِ اسود کا واقعہ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راست بازی اور امانت و دیانت کی بدولت خداوند عالم عزوجل نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس قدر مقبولِ خلائق بنا دیا اور عقلِ سلیم اور بے مثال دانائی کا ایسا عظیم جوہر عطا فرمادیا کہ کم عمری میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرب کے بڑے بڑے سرداروں کے جھگڑوں کا ایسا لاجواب فیصلہ فرمادیا کہ بڑے بڑے دانشوروں اور سرداروں نے اس فیصلہ کی عظمت کے آگے سر جھکا دیا، اور سب نے بالاتفاق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا حکم اور سردارِ اعظم تسلیم کر لیا۔ چنانچہ اس قسم کا ایک واقعہ تعمیر کعبہ کے وقت پیش آیا جس کی تفصیل یہ ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر پینتیس (۳۵) برس کی ہوئی تو زوردار بارش سے حرم کعبہ میں ایسا عظیم سیلاب آ گیا کہ کعبہ کی عمارت بالکل ہی منہدم ہوگئی۔ حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کا بنایا ہوا کعبہ بہت پرانا ہو چکا تھا۔ عمالقہ، قبیلۂ جرہم اور قصی وغیرہ اپنے اپنے وقتوں میں اس کعبہ کی تعمیر و مرمت کرتے رہے تھے مگر چونکہ عمارت نشیب میں تھی اس لئے پہاڑوں سے برساتی پانی کے بہاؤ کا زوردار دھارا وادیٔ مکہ میں ہوکر

Marfat.com

گزرتا تھا اور اکثر حرم کعبہ میں سیلاب آجاتا تھا۔ کعبہ کی حفاظت کے لیے بالائی حصہ میں قریش نے کئی بند بھی بنائے تھے مگر وہ بند بار بار ٹوٹ جاتے تھے۔ اس لیے قریش نے یہ طے کیا کہ عمارت کو ڈھا کر پھر سے کعبہ کی ایک مضبوط عمارت بنائی جائے جس کا دروازہ بلند ہو اور چھت بھی ہو۔ (السیرۃ الحلبیۃ، باب بنیان قریش الکعبۃ...الخ، ج ا،ص ۲۰۴ مختصراً)

چنانچہ قریش نے مل جل کر تعمیر کا کام شروع کر دیا۔ اس تعمیر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی شریک ہوئے اور سرداران قریش کے دوش بدوش پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے رہے مختلف قبیلوں نے تعمیر کے لیے مختلف حصے آپس میں تقسیم کر لئے۔ جب عمارت حجر اسود تک پہنچ گئی تو قبائل میں سخت جھگڑا کھڑا ہو گیا۔ ہر قبیلہ یہی چاہتا تھا کہ ہم ہی حجر اسود کو اٹھا کر دیوار میں نصب کریں۔ تاکہ ہمارے قبیلہ کے لئے یہ فخر و اعزاز کا باعث بن جائے۔ اس کشمکش میں چار دن گزر گئے یہاں تک نوبت پہنچی کہ تلواریں نکل آئیں بنو عبدالدار اور بنو عدی کے قبیلوں نے تو اس پر جان کی بازی لگا دی اور زمانہ جاہلیت کے دستور کے مطابق اپنی قسموں کو مضبوط کرنے کے لئے ایک پیالہ میں خون بھر کر اپنی انگلیاں اس میں ڈبو کر چاٹ لیں۔ پانچویں دن حرم کعبہ میں تمام قبائل عرب جمع ہوئے اور اس جھگڑے کو طے کرنے کے لئے ایک بڑے بوڑھے شخص نے یہ تجویز پیش کی کہ کل جو شخص صبح سویرے سب سے پہلے حرم کعبہ میں داخل ہو اس کو پنچ مان لیا جائے۔ وہ جو فیصلہ کر دے سب اس کو تسلیم کر لیں۔ چنانچہ سب نے یہ بات مان لی۔ خدا عزوجل کی شان کہ صبح کو جو شخص حرم کعبہ میں داخل ہوا وہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے۔ آپ کو دیکھتے ہی سب پکار اٹھے کہ واللہ یہ امین ہیں لہٰذا ہم سب ان کے فیصلہ پر راضی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جھگڑے کا اس طرح تصفیہ فرمایا کہ پہلے آپ نے یہ حکم دیا کہ جس جس قبیلہ کے لوگ حجر اسود کو اس کے مقام پر رکھنے کے مدعی ہیں ان کا ایک ایک سردار چن لیا جائے۔ چنانچہ ہر قبیلہ والوں نے اپنا اپنا سردار چن لیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر مبارک کو بچھا کر حجر اسود کو اس پر رکھا اور سرداروں کو حکم دیا کہ سب لوگ اس چادر کو تھام کر مقدس پتھر کو اٹھائیں۔ چنانچہ سب سرداروں نے چادر کو اٹھایا اور جب حجر اسود اپنے مقام تک پہنچ گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متبرک ہاتھوں سے اس مقدس پتھر کو اٹھا کر اس کی جگہ پر رکھ دیا۔ اس طرح ایک ایسی خونریز لڑائی ٹل گئی جس کے نتیجہ میں نہ معلوم کتنا خون خرابا ہوتا۔ (سیرت ابن ہشام ج ا ص ۱۹۶ تا ۱۹۷)

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، حدیث بنیان الکعبۃ...الخ، ص ۷۹)

بَابُ جَوَازِ الطَّوَافِ عَلٰی بَعِيْرٍ وَّغَيْرِهٖ وَاسْتِلَامِ الْحَجَرِ بِمِحْجَنٍ وَّنَحْوِهٖ لِلرَّاكِبِ

باب: اونٹ وغیرہ پر بیٹھ کر طواف کرنے کا جواز اور سوار آدمی کے لئے چھڑی یا اس کی مانند چیز کے ساتھ حجر اسود کا استلام کرنا

725- حَدَّثَنِيْ اَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَا اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلٰی بَعِيْرٍ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کے اوپر طواف فرمایا اور

Marfat.com

چھڑی کے ذریعہ سے حجر اسود کا استلام کیا۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 792، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1601، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 2939، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9155)

726- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ طَافَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ فِىْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ يَسْتَلِمُ الْحَجَرَ بِمِحْجَنِهٖ لِاَنْ يَّرَاهُ النَّاسُ وَلِيُشْرِفَ وَلِيَسْاَلُوْهُ فَاِنَّ النَّاسَ غَشُوْهُ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے طواف خانہ کعبہ اپنی سواری پر کیا۔ اور اپنی چھڑی کے ساتھ حجر اسود کا استلام کیا۔ اس لئے کہ اونچا ہونے کی بناء پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو لوگ دیکھ سکیں۔ اور سوالات کر پائیں کیونکہ لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گھیر رکھا تھا۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9159، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 90، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1604)

727- وَحَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ خَشْرَمٍ اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ يَّعْنِى ابْنَ بَكْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِىْ اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُوْلُ طَافَ النَّبِىُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِيَرَاهُ النَّاسُ وَلِيُشْرِفَ وَلِيَسْاَلُوْهُ فَاِنَّ النَّاسَ غَشُوْهُ وَلَمْ يَذْكُرِ ابْنُ خَشْرَمٍ وَلِيَسْاَلُوْهُ فَقَطْ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی سواری پر جلوہ فگن ہو کر طواف بیت اللہ اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کی۔ اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اونچے ہونے کی بناء پر لوگ دیکھ پائیں اور سوالات کر سکیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو لوگوں نے گھیرا ہوا تھا۔ (سنن النسائی: رقم الحدیث: 2926، شرح السنۃ: ج: 1، ص: 471، مسند احمد: رقم الحدیث: 13895، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 30)

728- حَدَّثَنِى الْحَكَمُ بْنُ مُوْسَى الْقَنْطَرِىُّ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اِسْحٰقَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ طَافَ النَّبِىُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ حَوْلَ الْكَعْبَةِ عَلٰى بَعِيْرِهٖ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ كَرَاهِيَةَ اَنْ يُّضْرَبَ عَنْهُ النَّاسُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کعبہ معظمہ کے گرداگرد اپنے اونٹ پر جلوہ فگن ہو کر طواف فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حجر اسود کا استلام کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سوار ہو کر طواف اس وجہ سے کیا تاکہ لوگوں کو نہ ہٹایا جائے۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3923، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9163، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 3420، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 16)

729- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ حَدَّثَنَا مَعْرُوْفُ بْنُ خَرَّبُوْذَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الطُّفَيْلِ يَقُوْلُ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ وَيَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ مَّعَهٗ وَيُقَبِّلُ الْمِحْجَنَ

حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے ملاحظہ کیا۔ آپ

صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چھڑی کے ساتھ حجر اسود کا استلام فرماتے اور اس چھڑی کو بوسہ دے دیا کرتے تھے۔(سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3925، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 2940، شرح السنۃ: ج:1، ص:470، صحیح ابن خزیمہ: رقم الحدیث: 2782)

730- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّهَا قَالَتْ شَكَوْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِّيْ اَشْتَكِيْ فَقَالَ طُوْفِيْ مِنْ وَّرَآءِ النَّاسِ وَاَنْتِ رَاكِبَةٌ قَالَتْ فَطُفْتُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَئِذٍ يُصَلِّيْ اِلٰى جَنْبِ الْبَيْتِ وَهُوَ يَقْرَاُ بِالطُّوْرِ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ

حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے بیمار ہونے کا شکوہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں کے پیچھے پیچھے سوار ہو کر طواف کرو فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت خانہ کعبہ معظمہ کے پاس نماز ادا فرما رہے تھے جب میں نے طواف کیا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم وَالطُّوْرِ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ سورہ پڑھ رہے تھے۔(احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:2، ص:67، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3903، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 804، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1606)

بَابُ بَيَانِ اَنَّ السَّعْيَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ رُكْنٌ لَّا يَصِحُّ الْحَجُّ اِلَّا بِهٖ

باب: اس بات کا بیان کہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا حج کا رکن ہے اس کے بغیر حج نہیں ہوتا

731- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَ قُلْتُ لَهَا اِنِّيْ لَاَظُنُّ رَجُلًا لَوْ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ مَا ضَرَّهٗ قَالَتْ لِمَ قُلْتُ لِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ (اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ) اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ فَقَالَتْ مَا اَتَمَّ اللّٰهُ حَجَّ امْرِئٍ وَلَا عُمْرَتَهٗ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَوْ كَانَ كَمَا تَقُوْلُ لَكَانَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ لَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَهَلْ تَدْرِيْ فِيْمَا كَانَ ذَاكَ اِنَّمَا كَانَ ذَاكَ اَنَّ الْاَنْصَارَ كَانُوْا يُهِلُّوْنَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ لِصَنَمَيْنِ عَلٰى شَطِّ الْبَحْرِ يُقَالُ لَهُمَا اِسَافٌ وَّنَائِلَةُ ثُمَّ يَجِيْئُوْنَ فَيَطُوْفُوْنَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ يَحْلِقُوْنَ فَلَمَّا جَآءَ الْاِسْلَامُ كَرِهُوْا اَنْ يَطُوْفُوْا بَيْنَهُمَا لِلَّذِيْ كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَتْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ) اِلٰى اٰخِرِهَا قَالَتْ فَطَافُوْا

عروہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا: میرے خیال میں اگر کوئی صفا و مروہ کے درمیان سعی نہ کرے تو کچھ حرج نہیں ہے۔ تو انہوں نے فرمایا: تم نے کس بناء پر کہا ہے۔ میں کہنے لگا: قرآن مجید میں ہے: ''صفا و مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں جو آدمی حج اور عمرہ کرے اور ان کا طواف نہ کرے تو کچھ حرج نہیں ہے۔'' اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رب تعالیٰ اس آدمی کے حج اور عمرہ کو قبول نہ فرمائے گا جس نے صفا و مروہ کی سعی نہ کی۔ اور جس طرح تم نے گمان کر لیا ہے اگر یوں ہوتا تو رب تعالیٰ پھر یوں ارشاد فرماتا: جو صفا اور مروہ کے درمیان سعی نہ کرے تو کوئی حرج نہیں اور تم کو پتہ ہے کہ اس آیت کریمہ کا کیا شان

Marfat.com

نزول ہے؟ اس کا شان نزول یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں سمندر کے ساحل پر دو بت رکھے تھے جن کا نام اساف اور نائلہ تھا اور ان کے نام کا انصار احرام باندھا کرتے تھے پھر وہ جا کر صفا و مروہ کے درمیان سعی کیا کرتے۔ پھر سر کو منڈوایا کرتے۔ جس وقت اسلام کا ظہور ہوا تو انصار نے زمانہ جاہلیت میں اپنی سعی کے گمان سے صفا و مروہ کی سعی کو مکروہ سمجھ لیا تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کا نزول فرمایا کہ صفا و مروہ کا طواف کرنے میں کچھ حرج نہیں ہے فرماتی ہیں کہ پھر انہوں نے طواف کیا۔ (سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 2977، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9141، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 2891، صحیح ابن خزیمہ: رقم الحدیث: 2767)

732- وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ مَا اَرٰی عَلَیَّ جُنَاحًا اَنْ لَّا اَتَطَوَّفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ قَالَتْ لِمَ قُلْتُ لِاَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُوْلُ (اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ) الْاٰيَةَ فَقَالَتْ لَوْ كَانَ كَمَا تَقُوْلُ لَكَانَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ لَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا اِنَّمَا اُنْزِلَ هٰذَا فِیْ اُنَاسٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ كَانُوْا اِذَا اَهَلُّوْا اَهَلُّوْا لِمَنَاةَ فِی الْجَاهِلِيَّةِ فَلَا يَحِلُّ لَهُمْ اَنْ يَّطَّوَّفُوْا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا قَدِمُوْا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَجِّ ذَكَرُوْا ذٰلِكَ لَهٗ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی هٰذِهِ الْاٰيَةَ فَلَعَمْرِیْ مَا اَتَمَّ اللّٰهُ حَجَّ مَنْ لَّمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ

عروہ کا بیان ہے کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض گزار ہوا: میرے خیال میں اگر میں صفا و مروہ کی سعی نہ کروں تو کچھ حرج نہیں ہے اس پر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اس کی وجہ؟ میں کہنے لگا: اس لئے کہ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں جو آدمی حج اور عمرہ کرے اور ان کا طواف کر لے تو کچھ حرج نہیں ہے اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جیسا تم نے کہا ہے کہ اگر اس طرح ہوتا تو رب تعالیٰ پھر اس طرح فرماتا: اگر وہ صفا اور مروہ کا طواف نہ کریں تو کچھ حرج نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اس آیت کا نزول انصار کے چند لوگوں کے متعلق ہوا ہے۔ جو زمانہ جاہلیت میں منات کا احرام باندھا کرتے تھے اور وہ صفا و مروہ کی سعی کو حلال نہ سمجھا کرتے تھے جس وقت وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت حج کرتے تھے تو انہوں نے اس چیز کا تذکرہ کیا تو رب تعالیٰ نے اس آیت کا نزول فرمایا چنانچہ مجھے اپنی جان کی قسم! جو آدمی صفا اور مروہ کے درمیان سعی نہ کرے گا اس کا حج بھی پورا نہ فرمائے گا۔ (مرجع السابق)

733- حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ اَبِیْ عُمَرَ جَمِيْعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِیَّ يُحَدِّثُ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَرٰی عَلٰی اَحَدٍ لَّمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ شَيْئًا وَّمَا اُبَالِیْ اَنْ لَّا اَطُوْفَ بَيْنَهُمَا قَالَتْ بِئْسَ مَا قُلْتَ يَا ابْنَ اُخْتِیْ طَافَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَافَ الْمُسْلِمُوْنَ فَكَانَتْ سُنَّةً وَّاِنَّمَا كَانَ مَنْ اَهَلَّ لِمَنَاةَ الطَّاغِيَةِ الَّتِیْ بِالْمُشَلَّلِ لَا يَطُوْفُوْنَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا كَانَ الْاِسْلَامُ سَاَلْنَا النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا) وَلَوْ كَانَتْ كَمَا تَقُوْلُ لَكَانَتْ

فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ لَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا قَالَ الزُّهْرِيُّ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِاَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَاَعْجَبَهُ ذٰلِكَ وَقَالَ اِنَّ هٰذَا الْعِلْمَ وَلَقَدْ سَمِعْتُ رِجَالًا مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا كَانَ مَنْ لَّا يَطُوْفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ مِنَ الْعَرَبِ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ طَوَافَنَا بَيْنَ هٰذَيْنِ الْحَجَرَيْنِ مِنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ وَقَالَ اٰخَرُوْنَ مِنَ الْاَنْصَارِ اِنَّمَا اُمِرْنَا بِالطَّوَافِ بِالْبَيْتِ وَلَمْ نُؤْمَرْ بِهِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ) قَالَ اَبُوْبَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَاُرَاهَا قَدْ نَزَلَتْ فِيْ هٰؤُلَاءِ وَهٰؤُلَاءِ

عروہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض گزار ہوا کہ میرے گمان میں یہ ہے کہ جو آدمی صفا و مروہ کے درمیان طواف نہ کرے تو کچھ حرج نہیں۔ اور میں یہاں کا طواف نہ بھی کروں تو کچھ پروا نہیں۔ اس پر انہوں نے فرمایا: اے بھانجے! تم نے یہ بات غلط کہی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سارے مسلمانوں نے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی ہے۔ پس یہ سنت ہے۔ اصل بات اس کی یہ ہے کہ جو لوگ مشلل میں مناۃ کے واسطے احرام باندھا کرتے تھے وہ لوگ صفا و مروہ کے مابین سعی نہ کرتے تھے جس وقت اسلام کا ظہور ہوا تو ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا تو اس آیت کریمہ کا رب تعالیٰ نے نزول فرمایا کہ صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں جو آدمی حج یا عمرہ کرے تو اس پر ان کا طواف کرنے میں کچھ حرج نہیں اور اگر یوں ہوتا جس طرح تم نے کہا ہے تو پھر رب تعالیٰ اس طرح ارشاد فرمایا: ان کے طواف میں کچھ حرج نہیں۔ زہری کا بیان ہے کہ میں نے ابوبکر بن عبدالرحمن سے اس بات کا تذکرہ کیا تو وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس جواب پر بے حد پر مسرت ہوئے۔ اور انہوں نے کہا: اصل میں یہی علم ہے اور میں نے کافی اہل علم سے سن رکھا ہے کہ عرب لوگ صفا و مروہ کے درمیان سعی نہ کرتے تھے اور وہ کہا کرتے تھے کہ ان دو پتھروں میں ہمارا سعی کا کرنا یہ جاہلیت کے افعال میں سے تھا اور دیگر کا یہ کہنا تھا کہ ہمیں خانہ کعبہ کے طواف کا حکم بھی نہیں فرمایا گیا تو اس وقت رب تعالیٰ نے ان پر اس آیت کریمہ کا نزول فرمایا کہ صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ ابوبکر بن عبدالرحمن کا کہنا ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ ان دونوں گروہ کے متعلق اس آیت کا نزول ہوا ہے۔ (مرجع السابق)

733- وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّهُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِنَحْوِهِ وَقَالَ فِي الْحَدِيْثِ فَلَمَّا سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا نَتَحَرَّجُ اَنْ نَطُوْفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا) قَالَتْ عَائِشَةُ قَدْ سَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّوَافَ بَيْنَهُمَا فَلَيْسَ لِاَحَدٍ اَنْ يَّتْرُكَ الطَّوَافَ بِهِمَا

عروہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا آگے پچھلی روایت ہے اور بعد میں یہ الفاظ ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم صفا اور مروہ کے طواف میں حرج پاتے ہیں تو رب تعالیٰ نے اس آیت

کریمہ کا نزول فرمایا: صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں جو آدمی خانہ کعبہ کا حج اور عمرہ کرے تو اس کے اوپر صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صفا اور مروہ کے مابین طواف کرنے کو سنت قرار دیا ہے۔ لہٰذا کسی آدمی کے واسطے ان کے طواف کو ترک کرنا جائز نہیں ہے۔ (مرجع السابق)

735- وَحَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ الْاَنْصَارَ كَانُوْا قَبْلَ اَنْ يُّسْلِمُوْا هُمْ وَغَسَّانُ يُهِلُّوْنَ لِمَنَاةَ فَتَحَرَّجُوْا اَنْ يَّطُوْفُوْا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَكَانَ ذٰلِكَ سُنَّةً فِيْ اٰبَائِهِمْ مَنْ اَحْرَمَ لِمَنَاةَ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَاِنَّهُمْ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ حِيْنَ اَسْلَمُوْا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ ذٰلِكَ (اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ)

عروہ کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ انصار اور غسان اسلام آنے سے قبل مناۃ کا باندھا کرتے تھے اس وجہ سے وہ صفا اور مروہ کے طواف میں بھی حرج گردانتے تھے۔ اور یہ طریقہ ان کا آباؤ اجداد کا تھا کہ جو آدمی بھی مناۃ کا احرام باندھا کرتا تھا وہ صفا و مروہ کا طواف نہ کرتا تھا۔ ان لوگوں نے اسلام لے آنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کے متعلق سوال کیا تو رب تعالیٰ نے اس آیت کا نزول فرمایا: صفا و مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں جو آدمی بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے تو اس کے اوپر ان کا طواف کرنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ اور جو آدمی زیادہ نیکی کو بجالائے گا تو رب تعالیٰ شکر جزا عطا فرمانے والا اور علم والا ہے۔ (مرجع السابق)

736- وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَتِ الْاَنْصَارُ يَكْرَهُوْنَ اَنْ يَّطُوْفُوْا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ حَتّٰى نَزَلَتْ (اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار صفا اور مروہ کے درمیان سعی کو مکروہ گردانتے تھے تو اس وقت اس آیت کا نزول ہوا کہ صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں جو آدمی بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے تو اس پر ان کا طواف کرنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ (صحیح ابن خزیمہ: رقم الحدیث: 2768، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 683، مستدرک: رقم الحدیث: 3072، مسند الصحابة: رقم الحدیث: 114)

تشریح:

باب مذکورہ بالا میں اس بات کا بیان ہے کہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا حج کا رکن ہے اس کے بغیر حج نہیں ہوتا، اس میں آئمہ کا اختلاف ہے، جو کہ آگے آرہا ہے، اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ (البقرة: ۱۵۸)

ترجمہ: بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں، سو جس نے بیت اللہ کا حج یا عمرہ، اس پر ان دونوں کا طواف (سعی)

Marfat.com

کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے' اور بے شک جس نے خوشی سے کوئی (نفلی) نیکی کی تو بے شک اللہ جزا دینے والا خوب جاننے والا ہے۔

علامہ غلام رسول سعیدی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

''صفا اور مروہ کے معنی:

صفا اور مروہ کعبہ کے سامنے دو پہاڑیاں ہیں۔ صفا کے معنی ہیں: چکنا پتھر' اور مروہ کے معنی ہیں: سفید اور ملائم پتھر' ایک قول یہ ہے کہ صفا کے معنی ہیں: صاف اور خالص' اور مروہ کے معنی ہیں: چھوٹے چھوٹے پتھر۔ ایک قول یہ ہے کہ صفا کو اس لیے صفا کہتے ہیں کہ اس پر حضرت آدم صفی اللہ بیٹھے تھے' اور مروہ کو اس لیے مروہ کہتے ہیں اس پر ان کی امراۃ (بیوی) بیٹھی تھیں۔

''شعائر''

''شعیرۃ'' کی جمع ہے۔ ''شعیرۃ'' کا معنی علامت ہے اور ''شعائر اللہ'' کا معنی ہے: اللہ کے دین کی علامتیں اور خصوصیات اور وہ اعمال جن کو اللہ نے عبادت اور دین کی علامتیں قرار دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: سو جس نے بیت اللہ کا حج یا عمرہ کیا اس پر ان دونوں کا طواف (سعی) کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (البقرہ:۱۵۸)

قرآن کریم میں یہ فرمانے کی وجہ کہ صفا اور مروہ میں سعی گناہ نہیں ہے:

صفا اور مروہ میں طوفاف کو مسلمان دو وجہوں سے گناہ سمجھتے تھے ایک وجہ یہ تھی کہ زمانہ جاہلیت میں بعض لوگ بتوں کی عبادت اور ان کی تعظیم کے لیے صفا اور مروہ میں طواف کرتے تھے' اس لیے اسلام لانے کے بعد انہوں نے اس کو عمل جاہلیت کی بناء پر گناہ سمجھا اور بعض لوگ زمانہ جاہلیت میں صفا اور مروہ میں طواف کو گناہ سمجھتے تھے تو انہوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد میں طواف کرنے کو گناہ سمجھا تو یہ آیت مذکورہ بالا نازل ہوئی۔

امام ابن جریر روایت کرتے ہیں: شعبی بیان کرتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں صفا پر اساف نام کا ایک بت رکھا ہوا تھا اور مروہ پر نائلہ نام کا ایک بت رکھا ہوا تھا' اہل جاہلیت جب بیت اللہ کا طواف کرتے تو ان بتوں کو چھوتے تھے' جب اسلام کا ظہور ہوا اور بت توڑ دیئے گئے تو مسلمانوں نے کہا: صفا اور مروہ میں تو ان بتوں کی وجہ سے سعی کی جاتی تھی اور ان میں طواف کرنا شعائر اسلام سے نہیں ہے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (جامع البیان ج ۲ ص ۲۸' مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت' ۱۴۰۹ھ)

حافظ سیوطی نے اس حدیث کو سعید بن منصور' عبد بن حمید' ابن جریر اور ابن منذر کے حوالوں سے بیان کیا ہے۔ (الدر المنثور ج ۱ ص ۱۶۰' مطبوعہ مکتبہ آیۃ اللہ النجفی ایران)

امام بخاری روایت کرتے ہیں: عروہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے: سو جس نے بیت اللہ کا حج یا عمرہ کیا اس پر ان دونوں کی سعی کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے' (ان کا مطلب تھا: یہ سعی واجب نہیں ہے)

Marfat.com

سو بہ خدا اگر کوئی شخص صفا اور مروہ میں سعی نہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا! حضرت عائشہ نے فرمایا: اے بھتیجے! تم نے غلط کہا: جس طرح تم نے اس آیت کی تاویل کی ہے' اگر اسی طرح ہوتا تو اللہ تعالیٰ فرماتا: جو ان کے درمیان سعی نہ کرے اس پر کوئی گناہ نہیں ہے' اور اس طرح فرمانے کی وجہ یہ ہے کہ یہ آیت انصار کے متعلق نازل ہوئی ہے' وہ اسلام سے پہلے منات (ایک بت) کے لیے احرام باندھتے تھے جس کی وہ مشلل کے پاس عبادت کرتے تھے تو جو شخص احرام باندھتا وہ صفا اور مروہ کے درمیان طواف کرنے میں گناہ سمجھتا تھا' جب وہ اسلام لے آئے تو انہوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے اس کے متعلق سوال کیا' انہوں نے کہا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! ہم صفا اور مروہ کے طواف میں گناہ سمجھتے تھے' تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: سو جس نے بیت اللہ کا حج یا عمرہ کیا اس پر ان دونوں کی سعی کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے' حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: بے شک رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس طواف کو مقرر کیا ہے اور کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ ان کے درمیان طواف کرنے کو ترک کردے' عروہ نے کہا: بلاشک وشبہ یہ علم کی بات ہے' میں نے اس سے پہلے اس کو نہیں سنا' اور حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے بیان کرنے سے پہلے میں نے لوگوں سے یہ سنا تھا کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ منات کے لیے احرام باندھتے تھے اور وہ سب لوگ صفا اور مروہ میں طواف کرتے تھے اور جب اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کے طواف کا ذکر فرمایا اور قرآن میں صفا اور مروہ کے درمیان طواف کا ذکر نہیں فرمایا تو صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم صفا اور مروہ میں طواف کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کے طواف کا حکم نازل کیا ہے اور صفا کا ذکر نہیں کیا' آیا اگر ہم صفا اور مروہ میں طواف کرلیں تو کوئی حرج ہے؟ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: جس نے بیت اللہ کا حج یا عمرہ کیا اس پر ان دونوں کا طواف کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ ابوبکر بن عبدالرحمن (حدیث کے راوی) نے کہا: سنو! یہ آیت دونوں فریقوں کے متعلق نازل ہوئی ہے جو لوگ زمانہ جاہلیت میں صفا اور مروہ کے طواف کو گناہ سمجھتے تھے' اور جو لوگ زمانہ جاہلیت میں ان کا طواف کرتے تھے' پھر ظہور اسلام کے بعد انہوں نے ان کے طواف کو گناہ سمجھا' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کے طواف کا ذکر فرمایا اور صفا اور مروہ کے طواف کا ذکر نہیں فرمایا۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۲۳ - ۲۲۲ ج ۲ ص ٦٤٦ - ٦٤٥ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' کراچی' ۱۳۸۱ھ)

اس حدیث کو امام ترمذی۔ (امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ٤٢٢ - ٤٢١ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب' کراچی)

اور امام نسائی۔ (امام احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن کبریٰ ج ٦ ص ۲۹۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ' بیروت' ۱٤۱۱ھ) نے بھی روایت کیا ہے۔

ان احادیث سے یہ معلوم ہوا کہ جو کام اصل میں عبادت ہو اور شریعت میں صحیح ہو اور اپنی اصل پر صحیح رہتا ہے' خواہ جاہل اور بدمذہب بعد میں اس کام کو کسی غلط نیت اور فاسد عقیدہ سے کرنے لگیں' جس طرح سیاہ عمامہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی سنت ہے' بعد میں روافض اور شیعہ نے سوگ کی نیت سے سیاہ عمامہ باندھنا شروع کردیا تو ان کے اس عمل کا اعتبار نہیں ہوگا اور سیاہ عمامہ باندھنا اپنی اصل کے اعتبار سے مسنون رہے گا۔

صفا اور مروہ کے درمیان سعی میں مذاہب ائمہ:

صفا اور مروہ کے درمیان سات بار سعی کرنا واجب ہے یہ سعی صفا سے شروع ہو کر مروہ پر ختم ہوگی' ائمہ ثلاثہ اور امام شافعی کا صحیح مذہب یہ ہے کہ صفا سے مروہ تک ایک طواف ہے' علامہ نووی نے لکھا ہے کہ یہ جو مشہور ہے کہ امام شافعی کے نزدیک صفا سے مروہ' پھر مروہ سے صفا

Marfat.com

تک سعی ایک طواف ہے یہ غلط ہے۔ امام شافعی کا مذہب جمہور کے مطابق ہے۔ (شرح المہذب ج ۸ ص ۷۲-۷۱، مطبوعہ دار الفکر بیروت)

صفا اور مروہ میں سعی کے متعلق امام احمد کے دو قول ہیں: ایک قول یہ ہے کہ یہ سعی رکن ہے اس کے بغیر حج تمام نہیں ہوتا کیونکہ امام مسلم نے حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت کیا ہے کہ جس نے صفا اور مروہ میں طواف نہیں کیا اللہ نے اس کا حج تمام نہیں کیا، سعی کرنا حج اور عمرہ دونوں میں رکن ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ سعی سنت ہے کیونکہ قرآن مجید میں ہے کہ اس سعی میں کوئی گناہ نہیں ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ مباح ہے لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو شعائر اللہ میں داخل کیا ہے اس لیے اس کا مرتبہ سنت سے کم نہیں ہے۔

(المغنی ج ۳ ص ۱۹٤ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱٤۰۵ھ)

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں: حج میں صفا اور مروہ میں سعی کرنا رکن ہے دم دینے سے اس کی تلافی نہیں ہوگی اور محرم اس کے بغیر حلال نہیں ہوگا۔ (روضۃ الطالبین ج ۲ ص ۳۷۲ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱٤۰۵ھ)

علامہ ابو العباس رملی شافعی نے لکھا ہے کہ صفا اور مروہ کا طواف کرنا عمرہ کا بھی رکن ہے۔

(نہایت المحتاج ج ۳ ص ۳۲۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱٤۱٤ھ)

علامہ حطاب مالکی لکھتے ہیں: حج اور عمرہ دونوں میں صفا اور مروہ میں سعی کرنا رکن ہے۔

(مواہب الجلیل ج ۳ ص ۸٤ مطبوعہ مکتبۃ النجاح لیبیا)

علامہ المرغینانی حنفی لکھتے ہیں کہ صفا اور مروہ میں طواف کرنا (حج اور عمرہ میں) واجب ہے رکن نہیں ہے امام شافعی یہ کہتے ہیں کہ یہ رکن ہے کیونکہ رسول اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم پر سعی فرض کر دی پس سعی کرو۔ (مسند احمد ج ٦ ص ٤۲۱)

ہم کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں ہے کہ صفا اور مروہ میں طواف کرنا گناہ نہیں ہے اور یہ مباح ہونے کو مستلزم ہے اور فرضیت کے منافی ہے نیز ہم نے رکن سے وجوب کی طرف اس لیے عدول کیا ہے کہ یہ حدیث خبر واحد ہے اور رکنیت دلیل قطعی سے ثابت ہوتی ہے۔

(ہدایہ اولین ص ۲٤۳ مطبوعہ شرکت علمیہ ملتان)"

(تبیان القرآن، سورۃ البقرۃ: تحت آیت: ۱۵۸)

بَابُ بَيَانِ اَنَّ السَّعْيَ لَا يُكَرَّرُ

باب: اس بات کا بیان کہ سعی بار بار نہیں کی جاتی

737- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ لَمْ يَطُفِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا أَصْحَابُهُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ إِلَّا طَوَافًا وَاحِدًا

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صفا اور مروہ کی سعی صرف ایک دفعہ فرمائی ہے۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3980، سنن ابو داؤد: رقم الحدیث: 1619، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 2963، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8529)

Marfat.com

738- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَقَالَ إِلَّا طَوَافًا وَّاحِدًا طَوَافَهُ الْأَوَّلَ

دوسری سند سے بھی یہ حدیث روایت ہے مگر اضافہ یہ ہے کہ وہی سب سے پہلا طواف فرمایا تھا۔ (مرجع السابق)

بَابُ اِسْتِحْبَابِ إِدَامَةِ الْحَاجِّ التَّلْبِيَةَ حَتّٰى يَشْرَعَ فِي رَمْيِ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ

باب: حاجی کے یوم نحر میں جمرہ عقبہ تک تلبیہ کہتے رہنے کا استحباب

739- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَّابْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ أَخْبَرَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي حَرْمَلَةَ عَنْ كُرَيْبٍ مَّوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ رَدِفْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَاتٍ فَلَمَّا بَلَغَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشِّعْبَ الْأَيْسَرَ الَّذِي دُونَ الْمُزْدَلِفَةِ أَنَاخَ فَبَالَ ثُمَّ جَاءَ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ الْوَضُوءَ فَتَوَضَّأَ وُضُوءًا خَفِيفًا ثُمَّ قُلْتُ الصَّلٰوةَ يَا رَسُولَ فَقَالَ الصَّلٰوةُ أَمَامَكَ فَرَكِبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى أَتَى الْمُزْدَلِفَةَ فَصَلّٰى ثُمَّ رَدِفَ الْفَضْلُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ جَمْعٍ قَالَ كُرَيْبٌ فَأَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتّٰى بَلَغَ الْجَمْرَةَ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے سواری پر عرفات سے ردیف بنا ہوا تھا۔ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مزدلفہ کی الٹی طرف گھاٹی کے اوپر پہنچ چکے تو اپنے اونٹ کو بٹھا کر بول فرمایا۔ اس کے بعد جلوہ فگن ہوئے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وضو کروایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہلکا سا وضو فرمایا۔ میں عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! وقت نماز آ پہنچا ہے۔ ارشاد فرمایا: نماز تو ابھی آگے ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار ہوتے ہوئے مزدلفہ کو جلوہ افروز ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مقام پر نماز ادا فرمائی اور حضرت فضل رضی اللہ عنہ کو اپنا ردیف سواری صبح کے وقت بنایا۔ حضرت فضل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمرہ عقبہ تک لبیک لبیک فرماتے رہے۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9270، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 1558، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 3481، مسند الصحابۃ: ج: 7: 42: ص: 384)

740- وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ كِلَاهُمَا عَنْ عِيسَى بْنِ يُونُسَ قَالَ ابْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا عِيسَى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ أَخْبَرَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْدَفَ الْفَضْلَ مِنْ جَمْعٍ قَالَ فَأَخْبَرَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ الْفَضْلَ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو مزدلفہ سے اپنا

Marfat.com

ردیف سواری بنایا۔ حضرت فضل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمرہ عقبہ میں کنکریاں مارنے تک مسلسل لبیک لبیک فرماتے رہے۔ (معجم الکبیر: رقم الحدیث: 11585، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 6059، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 3804، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 1443)

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما:

فضل ابن عباس: ابن عبدالمطلب آپ حضور انور کے چچازاد ہیں، حضور کے ساتھ غزوہ حنین میں شریک ہوئے اور ثابت قدم رہے حجۃ الوداع میں حضور کے ساتھ تھے حضور انور کو غسل وفات دینے والوں میں آپ بھی تھے، پھر شام میں جہاد کرتے رہے اردن کے علاقہ میں وفات پائی، اکیس سال عمر ہوئی اپنے بھائی عبداللہ اور حضرت ابوہریرہ سے روایات کرتے ہیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابوعبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ وتابعین)

741- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنِي اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ وَكَانَ رَدِيفَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي عَشِيَّةِ عَرَفَةَ وَغَدَاةِ جَمْعٍ لِلنَّاسِ حِينَ دَفَعُوا عَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ وَهُوَ كَافٌّ نَاقَتَهُ حَتَّى دَخَلَ مُحَسِّرًا وَهُوَ مِنْ مِنًى قَالَ عَلَيْكُمْ بِحَصَى الْخَذْفِ الَّذِي تُرْمَى بِهِ الْجَمْرَةُ وَقَالَ لَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى الْجَمْرَةَ

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سواری پر ردیف تھے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرفہ کی شام کو اور مزدلفہ کی صبح کو لوگوں سے کہا کرتے تھے کہ سکون واطمینان سے چلتے رہو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ناقہ شریف کو روک روک کر تشریف لے جاتے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وادی محسر میں داخل ہو گئے محسر مقام منیٰ میں ہے وہاں پر ارشاد فرمایا: کنکریاں مارنے کی خاطر کنکریوں کو چن لو۔ راوی نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلسل جمرہ کی رمی تک لبیک لبیک فرماتے رہے۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 4056، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 686، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9316، سنن النسائی: رقم الحدیث: 2970)

742- وَحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ فِي الْحَدِيثِ وَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى الْجَمْرَةَ وَزَادَ فِي حَدِيثِهِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشِيرُ بِيَدِهِ كَمَا يَخْذِفُ الْإِنْسَانُ

دوسری سند کے ساتھ یونہی مروی ہے مگر اس میں اضافہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دست اقدس سے اشارہ فرمایا کرتے جس طرح کہ چٹکی سے پکڑ کر کوئی شخص کنکری کو مارا کرتا ہے۔ (مرجع السابق)

743- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُدْرِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ وَنَحْنُ بِجَمْعٍ سَمِعْتُ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ يَقُولُ فِي هَذَا الْمَقَامِ لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم اس دوران مزدلفہ کے مقام پر تھے جس وقت میں نے اس مقدس ذات سے سماعت کیا جن کے اوپر سورہ بقرہ کا نزول ہوا ہے آپ وہاں پر ارشاد فرمارہے تھے لبیک اللھم لبیک۔ (سنن النسائی: رقم الحدیث: 2996، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 3539، مسند ابی شیبہ: رقم الحدیث: 188، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 35)

744- وَحَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُدْرِكٍ الْأَشْجَعِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ لَبَّى حِينَ أَفَاضَ مِنْ جَمْعٍ فَقِيلَ أَعْرَابِيٌّ هَذَا فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ أَنَسِيَ النَّاسُ أَمْ ضَلُّوا سَمِعْتُ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ يَقُولُ فِي هَذَا الْمَكَانِ لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ

عبدالرحمن بن یزید کا بیان ہے کہ جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ مزدلفہ سے واپس ہوئے تو انہوں نے لبیک لبیک کی صدائیں بلند فرمائیں لوگ یہ خیال کرنے لگے کہ ہوسکتا ہے کہ کوئی بددل شخص ہے۔ اس پر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگ یا تو بھول چکے ہیں یا ضلالت میں پھنس چکے ہیں میں نے اس مقام پر اس مقدس ذات کو لبیك اللھم لبیك کہتے ہوئے سماعت کیا ہے جن کے اوپر رب تعالیٰ نے سورہ بقرہ کا نزول فرمایا ہے۔ (مرجع السابق)

745- وَحَدَّثَنَاهُ حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُصَيْنٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

دوسری سند سے بھی یونہی مروی ہے۔ (مرجع السابق)

746- وَحَدَّثَنِيهِ يُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ الْمَعْنِيُّ حَدَّثَنَا زِيَادٌ يَعْنِي الْبَكَّائِيَّ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُدْرِكٍ الْأَشْجَعِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ وَالْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ قَالَا سَمِعْنَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ بِجَمْعٍ سَمِعْتُ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ هَاهُنَا يَقُولُ لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ ثُمَّ لَبَّى وَلَبَّيْنَا مَعَهُ

عبدالرحمن بن یزید اور اسود بن یزید کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود مقام مزدلفہ میں فرمارہے تھے کہ میں نے اس مقام پر اس مقدس ذات کو لبیك اللھم لبیك کہتے ہوئے سنا ہے جن کے اوپر سورہ بقرہ کا نزول فرمایا گیا ہے پھر انہوں نے لبیک لبیک کہا اور ہم نے بھی ان کی معیت لبیک لبیک کہا۔ (مرجع السابق)

تشریح: تلبیہ کہنے کی مدت:

احادیث مذکورہ بالا میں بتایا گیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مزدلفہ ست روانہ ہوئے تو یوم نحر کی صبح کو جمرہ عقبہ میں کنکریاں مارنے تک تلبیہ کہتے رہے، یہ مؤقف جمہور صحابہ، فقہاء تابعین، امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور جمہور علماء کا ہے۔

بَابُ التَّلْبِيَةِ وَالتَّكْبِيرِ فِي الذَّهَابِ مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَاتٍ فِي يَوْمِ عَرَفَةَ

باب: یوم عرفہ کو منیٰ سے عرفات جاتے وقت تلبیہ اور تکبیر کہنے کا بیان

747- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح وَحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى الْأُمَوِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَا جَمِيعًا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ

Marfat.com

بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ غَدَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مِنًى اِلٰى عَرَفَاتٍ مِّنَّا الْمُلَبِّيْ وَمِنَّا الْمُكَبِّرُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت منیٰ سے عرفات صبح کو گئے تو ہم میں کوئی تو تلبیہ کہا کرتا اور کوئی تکبیر۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3990، معجم الاوسط: رقم الحدیث: 4675، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 13302، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1550)

748- وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَهَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَيَعْقُوْبُ الدَّوْرَقِيُّ قَالُوْا اَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَدَاةِ عَرَفَةَ فَمِنَّا الْمُكَبِّرُ وَمِنَّا الْمُهَلِّلُ فَاَمَّا نَحْنُ فَنُكَبِّرُ قَالَ قُلْتُ وَاللّٰهِ لَعَجَبًا مِنْكُمْ كَيْفَ لَمْ تَقُوْلُوْا لَهُ مَاذَا رَاَيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت صبح عرفہ کی جانب گئے کچھ لوگ تو تکبیر کہہ رہے اور کچھ لا الہ الا اللہ مگر ہم اللہ اکبر کی صدائیں بلند کر رہے تھے۔ راوی نے فرمایا کہ میں نے عبداللہ بن عبید اللہ کو کہا: واللہ! کتنی تعجب خیز بات ہے کہ تم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ کیونکر دریافت نہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرما رہے تھے۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 6066، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 276)

749- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ الثَّقَفِيِّ اَنَّهُ سَاَلَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَّهُمَا غَادِيَانِ مِنْ مِنًى اِلٰى عَرَفَةَ كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ يُهِلُّ الْمُهِلُّ مِنَّا فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ وَيُكَبِّرُ الْمُكَبِّرُ مِنَّا فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ

محمد بن ابی بکر ثقفی کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سوال کیا اس وقت کہ وہ منیٰ سے عرفات کو جا رہے تھے کہ تم آج کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت کیا فعل سرانجام دیتے تھے۔ اس پر انہوں نے فرمایا کہ ہم میں سے کوئی تو لا الہ الا اللہ کہتا اور اس کو روکتا بھی کوئی نہ تھا اور کوئی اللہ اکبر کہا کرتا تھا تو اس کو بھی کوئی نہ روکتا تھا۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3992، معجم الاوسط: ج: 4، ص: 205، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 6065، شرح السنۃ: ج: 1، ص: 475)

750- وَحَدَّثَنِيْ سُرَيْجُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ قُلْتُ لِاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ غَدَاةَ عَرَفَةَ مَا تَقُوْلُ فِي التَّلْبِيَةِ هٰذَا الْيَوْمَ قَالَ سِرْتُ هٰذَا الْمَسِيْرَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهِ فَمِنَّا الْمُكَبِّرُ وَمِنَّا الْمُهَلِّلُ وَلَا يَعِيْبُ اَحَدُنَا عَلٰى صَاحِبِهِ

محمد بن ابو بکر کا بیان ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے عرفہ کی صبح دریافت کیا کہ آپ آج والے تلبیہ کے متعلق کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ میں اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت اس سفر میں تھے ہم سے کچھ تو تکبیر کہہ رہے تھے تو کچھ لا الہ الا اللہ کہہ رہے تھے۔ اور کوئی بھی دوسرے کو نہ روکتا تھا۔ (مرجع السابق)

Marfat.com

بَابُ الْاِفَاضَةِ مِنْ عَرَفَاتٍ اِلَى الْمُزْدَلِفَةِ وَاسْتِحْبَابِ صَلٰوتَيِ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ جَمِيعًا بِالْمُزْدَلِفَةِ فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ

باب: عرفات سے مزدلفہ کو جانا اور اسی شب میں مزدلفہ کے مقام پر مغرب اور عشاء دونوں کو جمع کر کے پڑھنے کا استحباب

751- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ دَفَعَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَةَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِالشِّعْبِ نَزَلَ فَبَالَ ثُمَّ تَوَضَّاَ وَلَمْ يُسْبِغِ الْوُضُوْءَ فَقُلْتُ لَهُ الصَّلٰوةُ قَالَ الصَّلٰوةُ اَمَامَكَ فَرَكِبَ فَلَمَّا جَآءَ الْمُزْدَلِفَةَ نَزَلَ فَتَوَضَّاَ فَاَسْبَغَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ اَنَاخَ كُلُّ اِنْسَانٍ بَعِيْرَهُ فِيْ مَنْزِلِهِ ثُمَّ اُقِيْمَتِ الْعِشَآءُ فَصَلَّاهَا وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات لوٹ آئے تو ایک گھاٹی میں نزول فرما کر بول فرمایا اس کے بعد وضو فرمایا اور ہلکا سا وضو فرمایا۔ میں عرض گزار ہوا: نماز۔ ارشاد فرمایا: نماز تو ابھی تمہارے آگے۔ پھر سوار ہو گئے۔ جس وقت مزدلفہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نزول فرمایا، وضو فرمایا اور پوری طرح سے وضو فرمایا پھر اقامت نماز کہی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز ادا فرمائی اس کے بعد ہر آدمی نے اپنے اونٹ کو اس کے مقام پر بٹھا دیا اس کے بعد اقامت عشاء کہی گئی تو نماز عشاء ادا فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں نمازوں کے مابین کوئی نوافل ادا نہ فرمائے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1، ص: 422، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 4029، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1644، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9282)

752- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ مَوْلَى الزُّبَيْرِ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الدَّفْعَةِ مِنْ عَرَفَاتٍ اِلٰى بَعْضِ تِلْكَ الشِّعَابِ لِحَاجَتِهِ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْمَاءِ فَقُلْتُ اَتُصَلِّيْ فَقَالَ الْمُصَلّٰى اَمَامَكَ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے لوٹنے کے وقت رفع حاجت کے واسطے بعض گھاٹیوں کے اندر تشریف لے گئے چنانچہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو کروایا تو میں عرض گزار ہوا: کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا نہ فرمائیں گے؟ ارشاد فرمایا: نماز تو ابھی تمہارے آگے ہے۔ یعنی نماز پڑھنے کی جگہ آگے ہے۔ (مرجع السابق)

753- وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ يَقُوْلُ اَفَاضَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَاتٍ فَلَمَّا انْتَهٰى اِلَى الشِّعْبِ نَزَلَ فَبَالَ وَلَمْ يَقُلْ اُسَامَةُ اَرَاقَ الْمَاءَ قَالَ فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّاَ وُضُوْءًا لَيْسَ بِالْبَالِغِ قَالَ فَقُلْتُ يَا

Marfat.com

رَسُوْلَ اللّٰهِ الصَّلٰوةَ قَالَ الصَّلٰوةُ اَمَامَكَ قَالَ ثُمَّ سَارَ حَتّٰى بَلَغَ جَمْعًا فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفات سے لوٹنے پر کسی گھاٹی کے اندر بول فرمایا اس کے بعد پانی طلب فرما کر ہلکا سا وضو فرمایا۔ میں عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ ﷺ! نماز کا وقت ہو چکا ہے۔ ارشاد فرمایا: نماز (پڑھنے کا مقام) تو تمہارے آگے ہے اس کے بعد تشریف لے گئے یہاں تک کہ مقام مزدلفہ کو پہنچ گئے تو وہاں نماز مغرب اور عشاء ادا فرمائی۔ (مرجع السابق)

754- وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ اَبُوْ خَيْثَمَةَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ عُقْبَةَ اَخْبَرَنِىْ كُرَيْبٌ اَنَّهٗ سَاَلَ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ كَيْفَ صَنَعْتُمْ حِيْنَ رَدِفْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ فَقَالَ جِئْنَا الشِّعْبَ الَّذِىْ يُنِيْخُ النَّاسُ فِيْهِ لِلْمَغْرِبِ فَاَنَاخَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاقَتَهٗ وَبَالَ وَمَا قَالَ اَهْرَاقَ الْمَاءَ ثُمَّ دَعَا بِالْوَضُوْءِ فَتَوَضَّاَ وُضُوْءًا لَيْسَ بِالْبَالِغِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الصَّلٰوةَ فَقَالَ الصَّلٰوةُ اَمَامَكَ فَرَكِبَ حَتّٰى جِئْنَا الْمُزْدَلِفَةَ فَاَقَامَ الْمَغْرِبَ ثُمَّ اَنَاخَ النَّاسُ فِىْ مَنَازِلِهِمْ وَلَمْ يَحُلُّوْا حَتّٰى اَقَامَ الْعِشَآءَ الْاٰخِرَةَ فَصَلّٰى ثُمَّ حَلُّوْا قُلْتُ فَكَيْفَ فَعَلْتُمْ حِيْنَ اَصْبَحْتُمْ قَالَ رَدِفَهُ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ وَّانْطَلَقْتُ اَنَا فِىْ سُبَّاقِ قُرَيْشٍ عَلٰى رِجْلَىَّ

کریب کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ جس وقت عرفہ کی شام کو آپ رسول اللہ ﷺ کے ردیف تھے تو آپ نے کون سا فعل سرانجام دیا تھا؟ فرمایا کہ ہم اس گھاٹی پر آئے جس جگہ لوگ نماز مغرب کے واسطے اپنے اونٹوں کو بٹھایا کرتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنی ناقہ شریف کو بٹھا دیا اور بول فرمایا۔ اس کے بعد پانی طلب فرما کر ہلکا سا وضو فرمایا۔ میں عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ ﷺ! نماز کا وقت ہو چکا ہے۔ ارشاد فرمایا: نماز تو آگے ہے۔ اس کے بعد ہم سوار ہو گئے حتیٰ کہ مقام مزدلفہ کو آئے تو اس وقت نماز مغرب کی اقامت کہی گئی اور لوگوں نے اپنے اپنے ٹھکانوں پر اونٹوں کو بٹھا دیا مگر ان کو نہ کھولا۔ یہاں تک کہ عشاء کی اقامت ہوئی تو آپ ﷺ نے نماز عشاء ادا فرمائی۔ اس کے بعد لوگوں نے اونٹوں کو کھول دیا۔ میں نے دریافت کیا: آپ لوگوں نے صبح کے دوران کیا فرمایا تھا۔ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا ردیف حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو بنایا اور میں قریش کے سب سے پہلے پیادہ پا جانے والوں کی معیت تھا۔ (مرجع السابق)

755- حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا اَتَى النَّقْبَ الَّذِىْ يَنْزِلُهُ الْاُمَرَاءُ نَزَلَ فَبَالَ وَلَمْ يَقُلْ اَهْرَاقَ ثُمَّ دَعَا بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّاَ وُضُوْءًا خَفِيْفًا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الصَّلٰوةَ فَقَالَ الصَّلٰوةُ اَمَامَكَ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جس وقت اس گھاٹی کے اوپر جلوہ افروز ہوئے جس جگہ

امراء کا نزول ہوتا ہے تو آپ ﷺ نے نزول فرما کر پیشاب کیا اس کے بعد وضو کی خاطر پانی طلب فرمایا اور ہلکا سا وضو فرمایا میں عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ ﷺ! نماز؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نماز تو تمہارے آگے ہے۔ (مرجع السابق)

756- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَآءٍ مَّوْلَى ابْنِ سِبَاعٍ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّهُ كَانَ رَدِيفَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ فَلَمَّا جَآءَ الشِّعْبَ اَنَاخَ رَاحِلَتَهُ ثُمَّ ذَهَبَ اِلَى الْغَائِطِ فَلَمَّا رَجَعَ صَبَبْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْاِدَاوَةِ فَتَوَضَّاَ ثُمَّ رَكِبَ ثُمَّ اَتَى الْمُزْدَلِفَةَ فَجَمَعَ بِهَا بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب میدان عرفات سے واپس تشریف لائے تو میں سواری پر آپ ﷺ کا ردیف تھا جس وقت گھاٹی پر جلوہ افروز ہوئے تو سواری کو بٹھا دیا۔ اور رفع حاجت کے واسطے نزول فرما لیا۔ جس وقت واپس تشریف لائے تو میں نے برتن سے پانی لے کر وضو کروایا پھر سوار ہو کر مزدلفہ تشریف لائے تو نماز مغرب اور عشاء کو جمع کر کے ادا فرمایا۔ (مرجع السابق)

757- حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ اَبِيْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ وَاُسَامَةُ رِدْفُهُ قَالَ اُسَامَةُ فَمَا زَالَ يَسِيْرُ عَلَى هَيْئَتِهِ حَتّٰى اَتَى جَمْعًا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عرفہ سے رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لائے تو حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے سواری کے ردیف تھے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ چلتے رہے یہاں تک کہ مقام مزدلفہ کو پہنچ گئے۔ (سنن النسائی: رقم الحدیث: 2967، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1920، مسند احمد: رقم الحدیث: 1800، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 274)

758- وَحَدَّثَنَا اَبُو الرَّبِيْعِ الزَّهْرَانِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ جَمِيْعًا عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ اَبُو الرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سُئِلَ اُسَامَةُ وَاَنَا شَاهِدٌ اَوْ قَالَ سَاَلْتُ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْدَفَهُ مِنْ عَرَفَاتٍ قُلْتُ كَيْفَ كَانَ يَسِيْرُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ قَالَ كَانَ يَسِيْرُ الْعَنَقَ فَاِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ

ہشام کا بیان ہے کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا جبکہ میں موجود تھا کہ جس وقت آپ رسول اللہ ﷺ کی معیت سواری پر ردیف تھے عرفات سے لوٹنے پر تو عرفات سے مزدلفہ کی جانب آپ ﷺ کس طرح تشریف لے جا رہے تھے اس پر انہوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ آہستہ سے تشریف لے جا رہے تھے جس وقت وسعت والا راستہ آتا تو سواری کو تیز فرما دیا کرتے۔ (مرجع السابق)

759- وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَّحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَزَادَ فِيْ حَدِيْثِ حُمَيْدٍ قَالَ هِشَامٌ وَّالنَّصُّ فَوْقَ الْعَنَقِ

دوسری سند سے بھی یونہی روایت ہے۔ (مرجع السابق)

Marfat.com

760- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَخْبَرَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ يَزِيدَ الْخَطْمِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا أَيُّوبَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت حجۃ الوداع کے موقع پر مقام مزدلفہ میں نماز مغرب وعشاء ایک ہی ساتھ ادا فرمائیں۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 1576، شرح السنۃ: ج: 1 ص: 478، سنن النسائی: رقم الحدیث: 601، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 3863)

761- وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ وَابْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ ابْنُ رُمْحٍ فِي رِوَايَتِهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ الْخَطْمِيِّ وَكَانَ أَمِيرًا عَلَى الْكُوفَةِ عَلَى عَهْدِ ابْنِ الزُّبَيْرِ

عبداللہ بن یزید خطمی کا بیان ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں کوفہ کے امیر تھے۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 5105، سنن الدارمی: رقم الحدیث: 2722)

762- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ جَمِيعًا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز مغرب وعشاء مزدلفہ میں جمع کر کے ادا فرمایا کرتے۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 4025، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1645، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 1773، صحیح ابن خزیمہ: رقم الحدیث: 2848)

763- وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ قَالَ جَمَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ لَيْسَ بَيْنَهُمَا سَجْدَةٌ وَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ وَصَلَّى الْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ فَكَانَ عَبْدُ اللهِ يُصَلِّي بِجَمْعٍ كَذَلِكَ حَتَّى لَحِقَ بِاللهِ تَعَالَى

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام مزدلفہ میں نماز مغرب وعشاء دونوں کو جمع فرما کر ایک ہی ساتھ ادا فرمائیں اور ان کے ساتھ نوافل کچھ بھی نہ ادا فرمائے۔ مغرب تین رکعتیں ادا فرمائیں اور عشاء دو رکعات ادا فرمائیں۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی مقام مزدلفہ میں یونہی نماز ادا فرمایا کرتے رہے یہاں تک کہ خالق حقیقی سے جا ملے۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 5226، صحیح ابن خزیمہ: رقم الحدیث: 2849، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 1557، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 66)

764- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ وَسَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّهُ صَلَّى الْمَغْرِبَ بِجَمْعٍ وَالْعِشَاءَ بِإِقَامَةٍ ثُمَّ حَدَّثَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ صَلَّى مِثْلَ ذَلِكَ وَحَدَّثَ ابْنُ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ مِثْلَ ذَلِكَ

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے مزدلفہ میں نماز مغرب اور عشاء ایک ہی اقامت کے ساتھ ادا

Marfat.com

فرمائیں پھر بیان فرمایا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی یونہی نماز ادا فرمایا کرتے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اسی کی مثل کیا تھا۔ (مرجع السابق)

765- وَحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ صَلَّاهُمَا بِإِقَامَةٍ وَاحِدَةٍ

دوسری سند سے اس کی مثل بیان ہے۔ اور فرمایا: دونوں نمازوں کو ایک ہی اقامت کے ساتھ ادا فرمایا۔ (مرجع السابق)

766- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ جَمَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ صَلَّى الْمَغْرِبَ ثَلَاثًا وَالْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ بِإِقَامَةٍ وَاحِدَةٍ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقام مزدلفہ میں نماز مغرب اور عشاء ملا کر ادا فرمائیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مغرب کی تین رکعتیں اور عشاء کی دو رکعتیں ایک ہی اقامت کے ساتھ ادا فرمائیں۔ (مرجع السابق)

767- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ قَالَ قَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ أَفَضْنَا مَعَ ابْنِ عُمَرَ حَتَّى أَتَيْنَا جَمْعًا فَصَلَّى بِنَا الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِإِقَامَةٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ هٰكَذَا صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَا الْمَكَانِ

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی معیت گئے یہاں تک کہ مقام مزدلفہ میں پہنچ گئے تو انہوں نے ہم کو اس جگہ نماز مغرب اور عشاء ایک ہی اقامت کے ساتھ پڑھائیں اس کے بعد لوٹ چلے اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں اس مقام پر یونہی نماز پڑھائی تھی۔ (مرجع السابق)

تشریح:

امام قرطبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مغرب اور عشاء کی نماز مزدلفہ میں اکٹھی پڑھی۔ اہل علم کا اجماع ہے اور کوئی اختلاف نہیں ہے کہ حاجی کے لئے مغرب وعشاء کی نماز کو جمع کرنا ہے اور اس کے متعلق اختلاف ہے جس نے مزدلفہ میں پہنچنے سے پہلے نماز پڑھی۔ امام مالک نے کہا: جو امام کے ساتھ ٹھہرے اور امام کے ساتھ نکلے تو وہ نماز نہ پڑھے حتیٰ کہ مزدلفہ آئے اور یہاں دونوں نمازیں اکٹھی پڑھے اور اس پر انہوں نے اس ارشاد سے استدلال کیا جو نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت اسامہ بن زید کو فرمایا تھا "نماز آگے ہے"۔ ابن حبیب نے کہا: جس نے مزدلفہ میں آنے سے پہلے بغیر عذر کے نماز پڑھی تو وہ نماز کا اعادہ کرے جب اسے علم ہو، یہ اس شخص کی مانند ہے جس نے زوال سے پہلے نماز پڑھی کیونکہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: الصلاۃ امامک (نماز آگے ہے) یہی امام ابوحنیفہ کا قول ہے۔ اشہب نے کہا: اس پر اعادہ نہیں ہے مگر جب اس نے شفق کے غیب ہونے سے پہلے نماز پڑھی ہو، وہ صرف عشاء کی نماز کا اعادہ کرے۔ یہی امام شافعی کا قول ہے۔ قاضی ابوالحسن نے اس کی تائید کی ہے اور اس نے اس سے حجت پکڑی ہے کہ یہ دو نمازیں مزدلفہ میں جمع کرنا سنت ہے اور ان کی صحت کے لئے یہ شرط نہیں ہے، یہ استحباب کے معنی پر ہے جیسے ظہر اور عصر کو عرفہ میں

Marfat.com

جمع کرنا ہے۔ ابن منذر نے اس قول کو اختیار کیا ہے اور انہوں نے یہ قول عطا بن رباح، عروہ بن زبیر، قاسم بن محمد، سعید بن جبیر، احمد، اسحاق، ابوثور اور یعقوب سے حکایت کیا ہے اور امام شافعی سے حکایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: وہ نماز نہ پڑھے حتیٰ کہ مزدلفہ میں آئے اگر مزدلفہ پہنچنے سے پہلے نصف رات گزر چکی ہو تو دونوں نمازیں پڑھے۔

جس نے جلدی کی اور شفق کے غروب ہونے سے پہلے مزدلفہ پہنچ گیا تو ابن حبیب نے کہا: جو شفق کے غروب ہونے سے پہلے جلدی پہنچا اس کی نماز نہیں، نہ امام کی نماز ہے اور نہ کسی اور کی حتیٰ کہ شفق غائب ہو جائے۔ کیونکہ نبی کریم (ﷺ) نے فرمایا: نماز آگے ہے۔ پھر شفق کے غروب ہونے کے بعد مزدلفہ میں نماز پڑھی اس اعتبار سے اس نماز کا وقت شفق کے غائب ہونے کے بعد ہے۔ پس شفق کے غائب ہونے سے پہلے اس کو ادا کرنا جائز نہیں۔ اگر اس کا وقت شفق کے غائب ہونے سے پہلے ہوتا تو اس وقت سے مؤخر نہ کی جاتی۔

جو امام کے جانے کے بعد عرفہ میں آیا یا جس کو عذر لاحق ہوا جو امام کے ساتھ ٹھہرا تھا تو ابن المواز نے کہا: جو امام کے بعد ٹھہرا وہ ہر نمازیں اکٹھی پڑھے جب شفق غائب ہو جائے۔ ابن القاسم نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو امام کے بعد ٹھہرا، اگر اسے رات کے تیسرے حصہ میں مزدلفہ پہنچنے کی امید ہو تو وہ نماز کو مؤخر کرے حتیٰ کہ مزدلفہ پہنچ جائے ورنہ ہر نماز کو اپنے وقت پر پڑھے۔ ابن المواز نے مزدلفہ تک نماز کو مؤخر کرنے کو کہا جو امام کے ساتھ ٹھہرے نہ کہ کسی دوسرے شخص کے لئے۔ امام مالک نے وقت کی رعایت کی ہے، مکان کی نہیں۔ ابن القاسم نے نماز کے لئے مختار وقت اور مکان کا اعتبار کیا ہے۔ جب مختار وقت کے فوت ہونے کا خوف ہو تو مکان کا اعتبار باطل ہو جائے گا اور مختار وقت کی رعایت اولیٰ ہے۔

علماء کا مزدلفہ میں نماز کی ہیئت میں دو اعتبار سے خلاف سے اختلاف ہے: اذان اور اقامت کے اعتبار سے کیا ان کا جمع کرنا متصل ہو گا یا کسی عمل سے ان کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا یا ان کے درمیان عمل جائز ہے، مثلاً سواریوں کا اتارنا وغیرہ۔ رہی اذان اور اقامت، ثابت ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے مزدلفہ میں کیا مگر یہ بالا جماع ظہر کے پہلے وقت میں ادا کی جائیں گی۔ ابوعمر نے کہا: امام مالک نے جو کہا اس کے بارے میں نبی کریم (ﷺ) کی کوئی مرفوع حدیث نہیں جانتا لیکن حضرت عمر بن خطاب سے مروی ہے۔ ابن منذر نے حضرت ابن مسعود کا بھی زائد ذکر کیا ہے۔ نظری جہت سے اس بات میں امام مالک کی حجت یہ ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے مزدلفہ اور عرفہ کی نمازوں میں سنت قائم فرمائی کہ ان دونوں نمازوں کا ایک وقت ہے جب ان کا وقت ایک ہے اور ہر نماز اپنے وقت پر پڑھی جائے گی تو کوئی نماز دوسری سے اذان اور اقامت کے اعتبار سے اولیٰ نہ ہو گی کیونکہ ان میں سے کوئی ایک بھی اس کا تقاضا نہیں کرتی۔ یہ نماز اپنے وقت میں پڑھی گئی ہے اور جو نماز اپنے وقت پر پڑھی گئی ہو اس کی سنت یہ ہے کہ اس کے لئے اذان دی جائے اور جماعت کے لئے تکبیر کہی جائے اور یہ واضح ہے۔ واللہ اعلم

دوسرے علماء نے کہا: ان میں سے پہلی نماز اذان اور اقامت کے ساتھ پڑھی جائے اور دوسری نماز بغیر اذان اور اقامت کے پڑھی جائے۔ علماء نے کہا: حضرت عمر نے دوسری کا حکم دیا تھا کیونکہ لوگ شام کے کھانے کے لئے جدا جدا ہو گئے تھے۔ پس آپ نے اذان دلوائی تاکہ وہ لوگوں کو جمع کریں۔ علماء نے کہا: اسی طرح ہم کہتے ہیں جب لوگ امام سے کھانے وغیرہ کے لئے جدا ہو گئے تو آپ نے مؤذنین کو حکم دیا کہ وہ اذان دیں تاکہ لوگ جمع ہو جائیں۔ جب اذان دی تو اقامت بھی کہی۔ علماء نے کہا: یہ وہ معنی ہے جو حضرت عمر

Marfat.com

سے مروی ہے۔ عبدالرحمن بن یزید کی حدیث ذکر کی۔ فرمایا: حضرت ابن مسعود عشاء کا کھانا مزدلفہ میں دو نمازوں کے درمیان میں کھاتے تھے اور دوسری سند میں ہے ہر نماز کو اذان اور اقامت کے ساتھ پڑھا۔ یہ عبدالرزاق نے ذکر کیا ہے۔ دوسرے علماء نے کہا: دونوں نمازیں ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ مزدلفہ میں اکٹھی پڑھی جائیں گی اور ان درمیان کوئی چیز نہ ہوگی۔ حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے اور یہی ثوری کا قول ہے۔ عبدالرزاق اور عبدالمالک بن صباح نے ثوری سے انہوں نے سلمہ بن کہیل سے انہوں نے حضرت سعید بن جبیر سے انہوں نے حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے، فرمایا: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو جمع کیا مغرب کی تین رکعتیں پڑھیں اور عشاء کی دو رکعتیں پڑھیں ایک اقامت کے ساتھ۔ دوسرے علماء نے کہا: مزدلفہ میں مغرب وعشاء کی نمازیں اکٹھی ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ جمع کرے۔ یہ علماء اس روایت پر عمل کرتے ہیں جو ہشیم نے یونس بن عبید سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ مغرب اور عشاء کی نماز کو مزدلفہ میں جمع کرتے تھے اور ان کے درمیان کچھ نہیں کرتے تھے۔ اس کی مثل حضرت خزیمہ بن ثابت کی حدیث سے مرفوع روایت مروی ہے لیکن وہ قوی نہیں ہے۔

جوزجانی نے محمد بن حسن سے انہوں نے امام ابو یوسف سے انہوں نے امام ابو حنیفہ سے حکایت کیا ہے کہ دونوں نمازیں ایک اذان اور دو اقامتوں سے ادا کی جائیں گی۔ مغرب کے لئے اذان دی جائے گی اور عشاء کے لئے صرف تکبیر کہی جائے گی۔

یہی نظریہ امام طحاوی کا ہے کیونکہ حضرت جابر کی حدیث اس کی دلیل ہے۔ یہ پہلا قول ہے اور اسی پر اعتماد ہے۔ بعض علماء نے کہا: بغیر اذان کے دونوں اقامتوں کے ساتھ ادا کی جائیں گی اور یہ جن علماء نے کہا ان میں سے امام شافعی، ان کے اصحاب اور اسحاق ہیں اور امام احمد کا ایک قول یہی ہے۔ یہ سالم بن عبداللہ، قاسم بن کا قول ہے۔ ان علماء نے اس روایت سے استدلال کیا ہے جو عبدالرزاق نے معمر سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سالم سے انہوں نے حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جب مزدلفہ آئے تو مغرب وعشاء کی نمازوں کو جمع کیا مغرب کی تین اور عشاء کی دو رکعتیں پڑھیں ہر ایک کے لئے ایک تکبیر کہی اور ان کے درمیان کوئی نوافل نہ پڑھے۔ ابو عمر نے کہا: حضرت ابن عمر سے آثار اس قول کے بارے میں زیادہ ثابت ہیں جو اس باب میں مروی ہیں لیکن یہ تاویل کا احتمال رکھتے ہیں اور حضرت جابر کی حدیث میں اختلاف نہیں ہے اور یہ اولیٰ ہے۔ اس مسئلہ میں نظر کو کوئی دخل نہیں ہے اس میں صرف اتباع ہے۔

نماز کے علاوہ دونوں نمازوں کے درمیان کسی عمل کے ساتھ فاصلہ کرنا:

حضرت اسامہ بن زید سے ثابت ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جب مزدلفہ میں آئے تو اترے، وضو کیا اور مکمل وضو کیا پھر نماز کے لئے تکبیر کہی گئی، آپ نے مغرب کی نماز پڑھی پھر ہر شخص نے اپنی منزل میں اپنے اونٹ کو بٹھایا پھر تکبیر کہی گئی تو پھر آپ نے عشاء کی نماز پڑھائی اور دونوں نمازوں کے درمیان کوئی نماز نہ پڑھی۔ ایک روایت میں ہے "اور صحابہ نے سامان نہ کھولا حتیٰ کہ عشاء کی تکبیر ہوئی آپ نے نماز پڑھائی پھر سامان کھولا" ہم نے ابھی ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود سے دونوں نمازوں کے درمیان فاصلہ کرنے کا جواز ہے۔ امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو مزدلفہ میں آیا کیا وہ پہلے نماز پڑھے یا نماز کو مؤخر کرے حتیٰ کہ سواری سے سامان

Marfat.com

اتارے؟ سامان خفیف ہو تو کوئی حرج نہیں کہ نماز سے پہلے اس کو اتار دے اور رہی ساز و سامان والی سواریاں ان کو بٹھانے اور ان کا سامان اتارنے کا نظریہ نہیں رکھتا، اسے چاہئے کہ پہلے نمازیں پڑھے پھر سواری سے سامان اتارے۔ اشہب نے اپنی کتب میں لکھا ہے کہ اس کے لئے نماز سے پہلے سواری سے اتارنا جائز ہے اور مغرب کی نماز پڑھ کر سامان اتارنا میرے نزدیک محبوب ہے جب تک کہ اس کی طرف مجبور نہ ہو۔ مثلاً سواری پر بوجھ زیادہ ہو یا عذر ہو۔

رہا دونوں نمازوں کے درمیان نفل پڑھنا تو ابن منذر نے کہا: اس میں علماء کا اختلاف نہیں جانتا کہ سنت یہ ہے کہ جمع کرنے والا دونوں نمازوں کے درمیان نفل نہیں پڑھے گا۔ حضرت اسامہ کی حدیث میں ہے ان دونوں نمازوں کے درمیان کوئی نماز نہیں پڑھی۔

بَابُ اِسْتِحْبَابِ زِيَادَةِ التَّغْلِيْسِ بِصَلٰوةِ الصُّبْحِ يَوْمَ النَّحْرِ بِالْمُزْدَلِفَةِ

باب: یوم نحر کو مقام مزدلفہ میں نماز فجر کو اندھیرے میں پڑھنے کا استحباب

768- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَاَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ جَمِيْعًا عَنْ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ قَالَ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى صَلٰوةً اِلَّا لِمِيْقَاتِهَا اِلَّا صَلٰوتَيْنِ صَلٰوةَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ بِجَمْعٍ وَّصَلَّى الْفَجْرَ يَوْمَئِذٍ قَبْلَ مِيْقَاتِهَا

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز اپنے وقت کے اندر پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ سوائے مزدلفہ کے مقام پر نماز مغرب اور عشاء کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان نمازوں کو ملا کر ادا فرمایا۔ اور سوائے مزدلفہ میں نماز فجر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نماز کو اس کے (معروف) وقت سے قبل ادا فرمایا۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 4030، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1656، سنن البیہقی الکبری: رقم الحدیث: 9301، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 3506، 3507)

769- وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ جَمِيْعًا عَنْ جَرِيْرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ قَبْلَ وَقْتِهَا بِغَلَسٍ

دوسری سند میں یہ اضافہ ہے کہ نماز فجر اس کے (معروف) وقت سے قبل اندھیرے میں ادا فرمائی۔ (مرجع السابق)

بَابُ اِسْتِحْبَابِ تَقْدِيْمِ دَفْعِ الضَّعَفَةِ مِنَ النِّسَآءِ وَغَيْرِهِنَّ مِنْ مُزْدَلِفَةَ اِلٰى مِنًى فِيْ اَوَاخِرِ اللَّيْلِ قَبْلَ زَحْمَةِ النَّاسِ

باب: ضعیفوں اور عورتوں وغیرہ کو رات کے آخری حصہ میں بھیڑ ہونے سے قبل منیٰ روانہ کر دینے کا استحباب

770- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا اَفْلَحُ يَعْنِي ابْنَ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتِ اسْتَاْذَنَتْ سَوْدَةُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ تَدْفَعُ قَبْلَهُ وَقَبْلَ

خَطْمَةِ النَّاسِ وَكَانَتِ امْرَأَةً ثَبِطَةً يَقُولُ الْقَاسِمُ وَالثَّبِطَةُ الثَّقِيلَةُ قَالَ فَأَذِنَ لَهَا فَخَرَجَتْ قَبْلَ دَفْعِهِ وَحُبِسْنَا حَتَّى أَصْبَحْنَا فَدَفَعْنَا بِدَفْعِهِ وَلَأَنْ أَكُونَ اسْتَأْذَنْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا اسْتَأْذَنَتْهُ سَوْدَةُ فَأَكُونَ أَدْفَعُ بِإِذْنِهِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ مَفْرُوحٍ بِهِ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مزدلفہ والی رات اذن مانگا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل منیٰ کو ہجوم ہونے سے قبل روانہ ہو جائیں وہ بھاری جسم کی مالک تھیں۔ تو ان کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اذن عطا فرما دیا وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واپس ہونے سے قبل روانہ ہو گئیں ہم یونہی صبح تک ٹھہرے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی معیت واپس ہوئے۔ فرماتی ہیں کہ اگر میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی طرح اذن مانگتی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اذن سے روانہ ہو جاتی تو میرے لئے یہ اس سے اچھا تھا جس کی بناء پر میں مسرور ہو پا رہی تھی۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9296، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 1569، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 3534، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 47)

ام المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا تعارف:

سودہ بنت زمعہ: آپ اُمّ المؤمنین یعنی زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، آپ پہلے اپنے چچا زاد سکران ابن عمرو کے نکاح میں تھیں ان کی وفات کے بعد حضور کے نکاح میں آئیں، حضور انور نے آپ سے نکاح مکہ معظمہ میں ہجرت سے پہلے بی بی خدیجہ کی وفات کے بعد کیا گویا ہماری پہلی ماں حضرت خدیجہ ہیں، دوسری ماں بی بی سودہ ہیں، مدینہ منورہ کی طرف آپ نے ہجرت کی آخر میں آپ نے اپنی باری جناب عائشہ صدیقہ کو دے دی تھی ۵۴ھ چون میں مدینہ منورہ میں آپ کی وفات ہوئی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابوعبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم تحت حالات صحابہ وتابعین)

771- وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى جَمِيعًا عَنِ الثَّقَفِيِّ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ سَوْدَةُ امْرَأَةً ضَخْمَةً ثَبِطَةً فَاسْتَأْذَنَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُفِيضَ مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ فَأَذِنَ لَهَا فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَلَيْتَنِي كُنْتُ اسْتَأْذَنْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا اسْتَأْذَنَتْهُ سَوْدَةُ وَكَانَتْ عَائِشَةُ لَا تُفِيضُ إِلَّا مَعَ الْإِمَامِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بھاری جسم کی مالک تھیں چنانچہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مزدلفہ سے لوٹنے کا اذن رات ہی کو مانگ لیا تو انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اذن عطا فرما دیا۔ فرماتی ہیں کہ کاش میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اذن لے لیتی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مقام مزدلفہ سے نہ لوٹا کرتیں مگر امام کی معیت۔ (مرجع السابق)

772- وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ وَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ اسْتَأْذَنْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا

Marfat.com

اسْتَأْذَنَتْهُ سَوْدَةُ فَأُصَلِّي الصُّبْحَ بِمِنًى فَأَرْمِي الْجَمْرَةَ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَ النَّاسُ فَقِيلَ لِعَائِشَةَ فَكَانَتْ سَوْدَةُ اسْتَأْذَنَتْهُ قَالَتْ نَعَمْ إِنَّهَا كَانَتِ امْرَأَةً ثَقِيلَةً ثَبِطَةً فَاسْتَأْذَنَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَذِنَ لَهَا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے یہ خواہش کی کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میں بھی اذن لے لیتی اور نماز فجر منیٰ کے مقام پر ادا کرتی اور جمرہ کو کنکریاں لوگوں کے آنے سے قبل مارتی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا گیا کیا حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے اذن طلب کرلیا تھا۔ تو فرمایا: ہاں۔ وہ بھاری جسم کی مالک تھیں۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اذن مانگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اذن عطا فرمادیا۔ (مرجع السابق)

773-وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ كِلَاهُمَا عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

دوسری سند سے اس کی مثل روایت ہے۔ (مرجع السابق)

774- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ مَوْلَى أَسْمَاءَ قَالَ قَالَتْ لِي أَسْمَاءُ وَهِيَ عِنْدَ دَارِ الْمُزْدَلِفَةِ هَلْ غَابَ الْقَمَرُ قُلْتُ لَا فَصَلَّتْ سَاعَةً ثُمَّ قَالَتْ يَا بُنَيَّ هَلْ غَابَ الْقَمَرُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَتِ ارْحَلْ بِي فَارْتَحَلْنَا حَتَّى رَمَتِ الْجَمْرَةَ ثُمَّ صَلَّتْ فِي مَنْزِلِهَا فَقُلْتُ لَهَا أَيْ هَنْتَاهُ لَقَدْ غَلَّسْنَا قَالَتْ كَلَّا أَيْ بُنَيَّ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ لِلظُّعُنِ

عبداللہ مولیٰ اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا اس حال میں کہ وہ مقام مزدلفہ کے قریب تھیں کہ کیا چاند غائب ہوگیا۔ میں عرض گزار ہوا: نہیں۔ چنانچہ انہوں نے تھوڑی دیر نماز ادا فرمائی پھر پوچھا: بیٹے! کیا چاند غائب ہوگیا۔ میں عرض گزار ہوا: ہاں۔ تو فرمایا کہ میری معیت روانہ ہو چنانچہ ہم ان کی معیت گئے یہاں تک کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے جمرہ کی رمی فرمائی اس کے بعد اپنی جگہ پر نماز ادا فرمائی میں کہنے لگا: اماں حضور! ہم تو جلدی سے چل پڑے ہیں؟ فرمایا: اے بیٹے! کچھ حرج نہیں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کو جلدی چلے جانے کا اذن عطا فرمایا ہے۔ (معجم الکبیر: رقم الحدیث: 269، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9351، صحیح ابن خزیمہ: رقم الحدیث: 2884، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 1567)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا تعارف:

اسماء بنت ابوبکر الصدیق: آپ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں، حضور انور کی سالی، آپ کا نام لقب ذات النطاقین یعنی دو کمر بند والی ہے کیونکہ ہجرت کی رات آپ نے اپنے کمر بند کے دو ٹکڑے کر کے ایک ٹکڑے سے حضور انور کے سفر کا توشہ باندھا تھا دوسرا ٹکڑا اپنے استعمال میں رکھا، یا دوسرے سے حضور کے سفر کا مشکیزہ باندھا، آپ حضرت عبداللہ ابن زبیر کی والدہ ہیں، مکہ معظمہ میں ایمان لائیں، آپ سے پہلے صرف سترہ آدمی ایمان لائے تھے آپ اٹھارویں مومنہ ہیں، اپنی ہمشیرہ حضرت عائشہ صدیقہ سے

Marfat.com

دس سال بڑی ہیں، اپنے فرزند عبداللہ ابن زبیر کی شہادت سے دس دن بعد وفات ہوئی، ان کے سولی سے اترنے کے بعد ۱۰۰ برس عمر ہوئی، ۷۳ تہتر میں مکہ معظمہ میں وفات ہوئی رضی اللہ عنہا۔

(الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابوعبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمة اکمال، مذکور فی "مرآۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح" جلد ہشتم بتحت حالات صحابہ وتابعین)

775-وَحَدَّثَنِيهِ عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي رِوَايَتِهِ قَالَتْ لَا أَيْ بُنَيَّ إِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ لِظُعُنِهِ

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زوجہ کو سفر کا اذن عطا فرمایا تھا۔
(مرجع السابق)

776- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ح وَحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا عِيسَى جَمِيعًا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ أَنَّ ابْنَ شَوَّالٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أُمِّ حَبِيبَةَ فَأَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بِهَا مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ

ابن شوال کا بیان ہے کہ وہ حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات ہی کے وقت مزدلفہ کو بھیج دیا تھا۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9299، سنن الدارمی: رقم الحدیث: 1938، مسند احمد: رقم الحدیث: 25551، مسند الصحابة: رقم الحدیث: 1292)

777- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ ح وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ شَوَّالٍ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ كُنَّا نَفْعَلُهُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُغَلِّسُ مِنْ جَمْعٍ إِلَى مِنًى وَفِي رِوَايَةِ النَّاقِدِ نُغَلِّسُ مِنْ مُزْدَلِفَةَ

حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہمیشہ اندھیرے ہی میں مزدلفہ سے منیٰ کو چلے جاتے تھے۔ (مرجع السابق)

778- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ جَمِيعًا عَنْ حَمَّادٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الثَّقَلِ أَوْ قَالَ فِي الضَّعَفَةِ مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کمزور لوگوں کو رات ہی میں مزدلفہ سے بھیج دیا تھا مجھے بھی ان میں بھیجا تھا۔ (مسند الصحابة: رقم الحدیث: 3034، مسند احمد: رقم الحدیث: 2993، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث: 6725، سنن النسائی: رقم الحدیث: 2984)

779- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ أَنَّهُ سَمِعَ

Marfat.com

ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ اَنَا مِمَّنْ قَدَّمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ ضَعَفَةِ اَهْلِهٖ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل کے کمزور لوگوں کے ساتھ پہلے بھیج دیا تھا۔ (سنن الکبری للنسائی: رقم الحدیث: 4036، معجم الاوسط: رقم الحدیث: 500، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 11260، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 3017)

780- وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ فِيْمَنْ قَدَّمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ ضَعَفَةِ اَهْلِهٖ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر کے جن کمزور لوگوں کو پہلے بھیجا تھا ان میں میں بھی شامل تھا۔

781- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِىْ عَطَآءٌ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ بَعَثَ بِىْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَحَرٍ مِّنْ جَمْعٍ فِىْ ثَقَلِ نَبِىِّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ اَبَلَغَكَ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ بَعَثَ بِىْ بِلَيْلٍ طَوِيْلٍ قَالَ لَا اِلَّا كَذٰلِكَ بِسَحَرٍ قُلْتُ لَهٗ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَمَيْنَا الْجَمْرَةَ قَبْلَ الْفَجْرِ وَاَيْنَ صَلَّى الْفَجْرَ قَالَ لَا اِلَّا كَذٰلِكَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کے وقت مزدلفہ سے اپنے سامان کے ساتھ بھیج دیا تھا۔ عطاء سے ابن جریج نے کہا کہ کیا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ فرمایا تھا کہ مجھے بوقت شب پہلے بھیج دیا تھا۔ عطاء نے فرمایا: نہیں مگر صبح کے وقت۔ ابن جریج نے کہا کہ میں نے کہا کہ کیا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ فرمایا تھا کہ ہم نے فجر سے قبل جمرہ کو کنکریاں ماری تھیں۔ تو پھر نماز فجر کس جگہ ادا کی؟ فرمایا کہ اس کے ماسوا کچھ بھی نہیں فرمایا۔ (مرجع السابق)

782- وَحَدَّثَنِىْ اَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَا اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِىْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُقَدِّمُ ضَعَفَةَ اَهْلِهٖ فَيَقِفُوْنَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ بِالْمُزْدَلِفَةِ بِاللَّيْلِ فَيَذْكُرُوْنَ اللهَ مَا بَدَا لَهُمْ ثُمَّ يَدْفَعُوْنَ قَبْلَ اَنْ يَّقِفَ الْاِمَامُ وَقَبْلَ اَنْ يَّدْفَعَ فَمِنْهُمْ مَنْ يَّقْدَمُ مِنًى لِصَلٰوةِ الْفَجْرِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّقْدَمُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاِذَا قَدِمُوْا رَمَوُا الْجَمْرَةَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ اَرْخَصَ فِىْ اُولٰٓئِكَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سالم بن عبداللہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے اہل خانہ کے کمزور کو پہلے بھیج دیا کرتے تھے۔ اور مزدلفہ میں رات ہی کے وقت مشعر حرام کے مقام پر ٹھہرتے تھے۔ اور جس قدر چاہا کرتے تھے رب تعالیٰ کا ذکر فرمایا کرتے تھے پھر امام کے ٹھہرنے کی جگہ اور اس کے جانے سے قبل چل پڑتے تھے۔ کچھ لوگ ان میں سے نماز فجر کے وقت منیٰ کو پہنچا کرتے اور کچھ اس کے بعد پہنچا کرتے۔ جس وقت وہ پہنچ جاتے تو کنکریاں جمرہ کو مارا کرتے۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کمزور لوگوں کو اذن عطا فرمایا ہے۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9294، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 3867، صحیح ابن خزیمہ: رقم الحدیث: 2871، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 1564)

تشریح:

مزدلفہ میں قیام اگر بلا عذر ترک کر دیا تو یہ نا جائز ہے اور کسی عذر (شرعی) کی وجہ سے ایسا کر لیا تو جائز ہے، جیسا کہ احادیث مذکورہ بالا سے ثابت ہوتا ہے، جن میں ضعیف لوگوں اور ان عورتوں کو پہلے واپس بھیجنے کا ذکر ہے جو بھیڑ سے بہت زیادہ گھبراتے ہوں۔

بَابُ رَمْيِ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِيْ وَتَكُوْنُ مَكَّةُ عَنْ يَّسَارِهٖ وَيُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ

باب: بطن وادی سے جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنا اور مکہ مکرمہ الٹی جانب ہو اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہنا

783- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ رَمٰى عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِيْ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ قَالَ فَقِيْلَ لَهٗ اِنَّ اُنَاسًا يَرْمُوْنَهَا مِنْ فَوْقِهَا فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ هٰذَا وَالَّذِيْ لَآ اِلٰهَ غَيْرُهٗ مَقَامُ الَّذِيْ اُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ

عبدالرحمن بن یزید کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ نے بطن وادی سے سات دفعہ جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماریں وہ اللہ اکبر ہر کنکری مارتے وقت فرمایا کرتے تھے۔ انہیں کہا گیا کہ لوگ تو جمرہ عقبہ کے اوپر سے کنکریوں کو مارا کرتے ہیں اس پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں یہ انہی کا مقام ہے جن کے اوپر سورہ بقرہ کا نزول ہوا۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9330، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 3870، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 1629، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 3563)

784- وَحَدَّثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيْمِيُّ اَخْبَرَنَا ابْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ بْنَ يُوْسُفَ يَقُوْلُ وَهُوَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ اَلِّفُوا الْقُرْاٰنَ كَمَا اَلَّفَهٗ جِبْرِيْلُ السُّوْرَةُ الَّتِيْ يُذْكَرُ فِيْهَا الْبَقَرَةُ وَالسُّوْرَةُ الَّتِيْ يُذْكَرُ فِيْهَا النِّسَآءُ وَالسُّوْرَةُ الَّتِيْ يُذْكَرُ فِيْهَا اٰلُ عِمْرَانَ قَالَ فَلَقِيْتُ اِبْرَاهِيْمَ فَاَخْبَرْتُهٗ بِقَوْلِهٖ فَسَبَّهٗ وَقَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يَزِيْدَ اَنَّهٗ كَانَ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فَاَتٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَاسْتَبْطَنَ الْوَادِيْ فَاسْتَعْرَضَهَا فَرَمَاهَا مِنْ بَطْنِ الْوَادِيْ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ قَالَ فَقُلْتُ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِنَّ النَّاسَ يَرْمُوْنَهَا مِنْ فَوْقِهَا فَقَالَ هٰذَا وَالَّذِيْ لَآ اِلٰهَ غَيْرُهٗ مَقَامُ الَّذِيْ اُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ

اعمش کا بیان ہے کہ حجاج بن یوسف منبر پر خطبہ دیتے ہوئے یہ کہہ رہا تھا کہ قرآن مجید کو یوں جمع کرو جیسے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جمع فرمایا ہے ایسی سورۃ جس میں بقرہ کا تذکرہ ہے ایسی سورت جس کے اندر نساء کا تذکرہ ہے۔ اور ایسی سورت جس کے اندر آل عمران کا تذکرہ ہے۔ اعمش نے کہا ہے کہ اس کے بعد میں ابراہیم سے ملا تو میں نے حجاج کے قول کا بتایا اس کو سن کر انہوں نے حجاج کو گالیاں دیں۔ اور فرمایا کہ مجھے عبدالرحمن بن یزید نے فرمایا ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی معیت تھے وہ جمرہ عقبہ پر تشریف لے گئے اور جمرہ عقبہ کے بالکل محاذی جمرہ عقبہ پر بطن وادی سے سات کنکریاں ماریں وہ ہر کنکر مارنے پر اللہ اکبر کہا کرتے تھے۔

Marfat.com

عبدالرحمن نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا: اے ابوعبدالرحمن! لوگ اس پر سے کنکریاں مارا کرتے ہیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ ان کے کنکریاں مارنے کا یہی مقام ہے۔ (مرجع السابق)

785- وَحَدَّثَنِي يَعْقُوبُ الدَّوْرَقِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ يَقُولُ لَا تَقُولُوا سُورَةُ الْبَقَرَةِ وَاقْتَصَّا الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ مُسْهِرٍ

اعمش کا بیان ہے کہ حجاج نے کہا کہ سورہ بقرہ نہ کہو آگے پچھلی حدیث کی مانند ہے۔ (مرجع السابق)

786- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّهُ حَجَّ مَعَ عَبْدِ اللهِ قَالَ فَرَمَى الْجَمْرَةَ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ وَجَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَسَارِهِ وَمِنًى عَنْ يَمِينِهِ وَقَالَ هَذَا مَقَامُ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ

عبدالرحمن بن یزید کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی معیت حج کیا۔ تو انہوں نے سات کنکریوں کے ساتھ جمرہ کی رمی فرمائی خانہ کعبہ کے سیدھی طرف اور منیٰ کی الٹی طرف کھڑے ہوئے اور فرمایا: یہ اس ذات کے کھڑے ہونے کا مقام ہے جن کے اوپر سورہ بقرہ کا نزول ہوا ہے۔ (مرجع السابق)

787- وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَلَمَّا أَتَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ

دوسری سند سے بھی اس کی مانند مروی ہے۔ (مرجع السابق)

788- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُحَيَّاةِ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْلَى أَبُو الْمُحَيَّاةِ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ يَزِيدَ قَالَ قِيلَ لِعَبْدِ اللهِ إِنَّ نَاسًا يَرْمُونَ الْجَمْرَةَ مِنْ فَوْقِ الْعَقَبَةِ قَالَ فَرَمَاهَا عَبْدُ اللهِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي ثُمَّ قَالَ مِنْ هَا هُنَا وَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ رَمَاهَا الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ

عبدالرحمن بن یزید کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا گیا کہ لوگ جمرہ عقبہ پر سے کنکریاں مارا کرتے ہیں، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے وادی سے کنکریاں ماریں۔ اور فرمایا: اس مقدس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اس مقام پر سے اس مقدس ذات نے کنکریاں ماری ہیں جن کے اوپر سورہ بقرہ کا نزول ہوا ہے۔ (مرجع السابق)

تشریح: جمرات کو کنکریاں مارنا:

کنکریاں مارتے وقت حکم کی اطاعت، غلامی اور بندگی کا اظہار کرے، محض حکم کی بجا آوری کے لئے تیار ہو جس میں عقل ونفس کا کوئی حصہ نہ ہو، پھر حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی مشابہت کا ارادہ کرے کہ اس جگہ ابلیس ملعون نے ان

کے حج میں شبہ ڈالنے یا انہیں نافرمانی میں مبتلا کرنے کی کوشش کی تھی تو اللہ عزوجل نے انہیں حکم فرمایا کہ اسے کنکریوں کے ساتھ بھگا دیں اور اس کی امید ختم کردیں۔

وسوسہ: اگر تیرے دل میں وسوسہ آئے کہ شیطان حضرت سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے ظاہر ہوا تھا، انہوں نے اسے دیکھا تھا اسی لئے کنکریاں ماری تھیں لیکن میرے سامنے تو شیطان نہیں آتا (لہٰذا میں کنکریاں کیوں ماروں)؟

علاج وسوسہ: جان لو کہ یہ وسوسہ بھی شیطان کی طرف سے ہے، اسی نے تیرے دل میں یہ بات ڈالی تاکہ تیرے کنکریاں مارنے کا ارادہ کمزور ہو جائے اور تیرے دل میں یہ خیال ڈالے کہ اس کام میں کوئی فائدہ نہیں اور یہ کہ یہ کھیل کے مشابہ ہے پھر تو اس میں کیوں مشغول ہے؟ لہٰذا خوب کنکریاں مار کر اسے بھگاؤ اور ذلیل و رسوا کرو اور یقین رکھو کہ بظاہر ستونوں کو کنکریاں مار رہے ہو لیکن حقیقت میں شیطان کے منہ پر کنکریاں مار رہے ہو، اس کی پیٹھ پر مار رہے ہو کیونکہ شیطان تبھی ذلیل و رسوا ہو سکتا ہے جبکہ اللہ عزوجل کی تعظیم کرتے ہوئے اس کے حکم پر عمل کیا جائے جس میں نفس و عقل کا کوئی حصہ نہ ہو۔

وقوف مزدلفہ حج کی سعی اور رمی جمرات واجب ہیں:

ان میں سے کسی ایک کے بھی ترک سے دم لازم آئے گا' دس ذوالحجہ کو طواف زیارت کرنے کے بعد منیٰ لوٹ آئے اور رات وہاں گزارے' اور گیارہ تاریخ کو زوال کے بعد تینوں جمرات پر رمی کرے اور ہر جمرہ پر سات سات کنکریاں مارے' پھر بارہ تاریخ کو اسی طرح کنکریاں مارے۔ دس تاریخ کو رمی کا وقت فجر سے غروب تک ہے اور گیارہ اور بارہ تاریخ کو زوال سے لے کر غروب تک ہے' تیرہ تاریخ کو طلوع فجر سے پہلے منیٰ سے مکہ روانہ ہو سکتا ہے اور اگر تیرہ تاریخ کی فجر کو پالیا تو پھر اس دن کی رمی کرنی ہوگی۔

بَابُ اِسْتِحْبَابِ رَمْيِ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ رَاكِبًا وَّبَيَانِ قَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِتَاْخُذُوْا عَنِّيْ مَنَاسِكَكُمْ

باب: یوم نحر کو سوار ہو کر جمرہ عقبہ میں رمی کرنے کا استحباب اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کا بیان مجھ سے مناسک حج سیکھ لو

789- حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ جَمِيْعًا عَنْ عِيْسَى بْنِ يُوْنُسَ قَالَ ابْنُ خَشْرَمٍ اَخْبَرَنَا عِيْسٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرًا يَّقُوْلُ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْمِيْ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ يَوْمَ النَّحْرِ وَيَقُوْلُ لِتَاْخُذُوْا مَنَاسِكَكُمْ فَاِنِّيْ لَا اَدْرِيْ لَعَلِّيْ لَا اَحُجُّ بَعْدَ حَجَّتِيْ هٰذِهٖ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی سواری پر جلوہ فگن ہو کر جمرہ عقبہ کی کنکریاں مار رہے تھے اور ارشاد فرما رہے تھے کہ مجھ سے حج کے احکام سیکھ لو اس لئے میں از خود نہیں جانتا کہ ہو سکتا ہے کہ اس حج کے بعد میرا حج نہ ہوگا۔ (سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1680، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9335، شرح السنۃ: ج7: 1، ص: 480، صحیح ابن خزیمہ: رقم الحدیث: 2877)

790- وَحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ حُصَيْنٍ عَنْ جَدَّتِهِ أُمِّ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَ سَمِعْتُهَا تَقُولُ حَجَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَّةَ الْوَدَاعِ فَرَأَيْتُهُ حِينَ رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ وَانْصَرَفَ وَهُوَ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَمَعَهُ بِلَالٌ وَأُسَامَةُ أَحَدُهُمَا يَقُودُ بِهِ رَاحِلَتَهُ وَالْآخَرُ رَافِعٌ ثَوْبَهُ عَلَى رَأْسِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الشَّمْسِ قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلًا كَثِيرًا ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُولُ إِنْ أُمِّرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ مُجَدَّعٌ حَسِبْتُهَا قَالَتْ أَسْوَدُ يَقُودُكُمْ بِكِتَابِ اللهِ تَعَالَى فَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا

حضرت اُم الحصین رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت حجۃ الوداع کے موقع پر تھی تو میں نے ملاحظہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمرہ عقبہ پر کنکریاں ماریں اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر جلوہ افروز تھے۔ حضرت بلال اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہما بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت تھے ان میں ایک تو سواری کی مہار پکڑے چلا جا رہا تھا اور دوسرے نے اپنے کپڑے کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر سایہ کر رکھا تھا۔ تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دھوپ سے بچ جائیں۔ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سارے ارشادات فرمائے۔ پھر میں نے ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اگر سیاہ حبشی غلام بھی تمہاری کتاب اللہ سے رہنمائی کرے تو اس کے احکام کو سنو اور اطاعت کرو۔ (مسند احمد: رقم الحدیث: 16032، مسند اسحاق بن راہویہ: رقم الحدیث: 2397، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 1706)

حضرت اُمّ الحصین رضی اللہ عنہا کا تعارف:

آپ اُمّ حصین بنت اسحاق قبیلہ احمس سے ہیں، آپ کے بیٹے یحییٰ ابن حصین ہیں، آپ صحابیہ ہیں، حجۃ الوداع میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں۔ (مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ، ج ۵)

791- وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحِيمِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْحُصَيْنِ عَنْ أُمِّ الْحُصَيْنِ قَالَتْ حَجَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَّةَ الْوَدَاعِ فَرَأَيْتُ أُسَامَةَ وَبِلَالًا وَأَحَدُهُمَا آخِذٌ بِخِطَامِ نَاقَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْآخَرُ رَافِعٌ ثَوْبَهُ يَسْتُرُهُ مِنَ الْحَرِّ حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ قَالَ مُسْلِمٌ وَاسْمُ أَبِي عَبْدِ الرَّحِيمِ خَالِدُ بْنُ أَبِي يَزِيدَ وَهُوَ خَالُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَمَةَ رَوَى عَنْهُ وَكِيعٌ وَحَجَّاجٌ الْأَعْوَرُ

حضرت اُمّ حصین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت حجۃ الوداع کیا۔ میں نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان میں سے ایک نے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ شریف کی مہار کو پکڑ رکھا تھا اور ایک نے اپنے کپڑے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کر رکھا تھا۔ تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گرمی سے بچ جائیں حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمرہ عقبہ پر کنکریاں ماریں۔ (مرجع السابق)

تشریح:

احناف کے نزدیک اگر حج کرنے والا سوار ہو کر رمی کرے تو بھی جائز ہے، اور ہر وہ رمی جس کے بعد پھر رمی ہو اس میں پیدل رمی

Marfat.com

کرنا افضل ہے اور جس رمی کے بعد رمی نہ ہو اس میں سوار ہو کر رمی کرنا افضل ہے۔ (ہدایہ شریف، از علامہ ابوالحسن مرغینانی تحت: کتاب الحج)

بَابُ اِسْتِحْبَابِ كَوْنِ حَصَى الْجِمَارِ بِقَدْرِ حَصَى الْخَذْفِ

باب: ٹھیکری کی مثل کنکریوں کے مارنے کا استحباب

792- وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَّعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ابْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنَا اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَى الْجَمْرَةَ بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے ملاحظہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھیکریوں کی مثل جمرہ پر کنکریوں کو مارا۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 4016، مستدرک: رقم الحدیث: 1711، معجم الاوسط: ج: 2، ص: 347، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 12199)

بَابُ بَيَانِ وَقْتِ اسْتِحْبَابِ الرَّمْيِ

باب: کنکریوں کے مارنے کا مستحب وقت

793- وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ وَابْنُ اِدْرِيسَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ رَمَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَمْرَةَ يَوْمَ النَّحْرِ ضُحًى وَاَمَّا بَعْدُ فَاِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاشت کے وقت جمرہ عقبہ میں کنکریاں ماریں اور بعد والے ایام میں سورج کے ڈھل جانے کے بعد ماریں۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 4069، معجم الاوسط: رقم الحدیث: 8919، سنن دارمی: رقم الحدیث: 1948، سنن النسائی: رقم الحدیث: 3063)

794- وَحَدَّثَنَاهُ عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ اَخْبَرَنَا عِيسَى ابْنُ يُونُسَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِي اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یونہی کنکریاں مارتے تھے۔ (مرجع السابق)

بَابُ بَيَانِ اَنَّ حَصَى الْجِمَارِ سَبْعٌ

باب: سات کنکریاں مارنا

795- وَحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ اَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ وَّهُوَ ابْنُ عُبَيْدِ اللهِ الْجَزَرِيُّ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاِسْتِجْمَارُ تَوٌّ وَّرَمْيُ الْجِمَارِ تَوٌّ وَّالسَّعْيُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ تَوٌّ وَّالطَّوَافُ تَوٌّ وَّاِذَا اسْتَجْمَرَ اَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَجْمِرْ بِتَوٍّ

Marfat.com

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ڈھیلے کے ساتھ استنجا طاق بار اور جمرات کی کنکریاں بھی طاق بار، صفا و مروہ کے درمیان سعی بھی طاق بار اور طواف میں پھیرے بھی طاق بار کرنا چاہئے اور تم میں سے جو آدمی استنجا کرے تو اس کو چاہئے کہ وہ طاق بار کرے۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9104، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 93)

بَابُ تَفْضِيلِ الْحَلْقِ عَلَى التَّقْصِيرِ وَجَوَازِ التَّقْصِيرِ

باب: سر منڈانا بال کٹوانے سے افضل ہے اور بال کٹوانے کا جواز

796- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَا أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ قَالَ حَلَقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَلَقَ طَائِفَةٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ وَقَصَّرَ بَعْضُهُمْ قَالَ عَبْدُ اللهِ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَحِمَ اللهُ الْمُحَلِّقِينَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ قَالَ وَالْمُقَصِّرِينَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر منڈوایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک گروہ نے بھی سر کو منڈوایا اور کچھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بالوں کو کٹوایا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک یا دو دفعہ ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ سر منڈوانے والوں پر رحم فرمائے پھر ارشاد فرمایا: اور تقصیر کرنے والوں پر بھی۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 4114، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 1689، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 3035، مرجع السابق: رقم الحدیث: 9179)

797- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِينَ قَالُوا وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ اللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِينَ قَالُوا وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ وَالْمُقَصِّرِينَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے اللہ عزوجل! حلق کروانے والوں پر رحم فرما اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اور تقصیر کرانے والوں پر؟ ارشاد فرمایا: اے اللہ عزوجل! حلق کروانے والوں پر رحم فرما۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اور تقصیر کرانے والوں پر؟ ارشاد فرمایا: اور تقصیر کرانے والوں پر بھی۔ (مرجع السابق)

798- أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحٰقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ الْحَجَّاجِ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَحِمَ اللهُ الْمُحَلِّقِينَ قَالُوا وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ رَحِمَ اللهُ الْمُحَلِّقِينَ قَالُوا وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ رَحِمَ اللهُ الْمُحَلِّقِينَ قَالُوا وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ وَالْمُقَصِّرِينَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے اللہ عزوجل! حلق کروانے والوں پر رحم فرما۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اور تقصیر کرانے والوں پر؟ ارشاد فرمایا: اے اللہ عزوجل! حلق کروانے والوں پر رحم فرما۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دوبارہ عرض گزار ہوئے: اور تقصیر کروانے والوں پر بھی؟ ارشاد فرمایا: اے اللہ عزوجل! حلق کروانے والوں پر رحم فرما۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دوبارہ عرض گزار ہوئے: اور تقصیر کروانے والوں پر بھی۔ ارشاد فرمایا: اور تقصیر کروانے والوں پر بھی۔ (مرجع السابق)

799- وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ فَلَمَّا كَانَتِ الرَّابِعَةُ قَالَ وَالْمُقَصِّرِينَ

دوسری سند سے بھی یونہی مروی ہے مگر اس میں اضافہ چوتھی دفعہ کا یوں ہے اور تقصیر کروانے والوں پر بھی۔ (مرجع السابق)

800- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ فُضَيْلٍ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِينَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَلِلْمُقَصِّرِينَ قَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِينَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَلِلْمُقَصِّرِينَ قَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِينَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَلِلْمُقَصِّرِينَ قَالَ وَلِلْمُقَصِّرِينَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے اللہ عزوجل! حلق کروانے والوں کی مغفرت فرمادے۔ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اور تقصیر کروانے والوں کے لئے بھی؟ ارشاد فرمایا: اے اللہ عزوجل! حلق کروانے والوں کی مغفرت فرمادے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دوبارہ عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اور تقصیر کرانے والوں کے لئے بھی؟ ارشاد فرمایا: اے اللہ عزوجل! حلق کروانے والوں کی مغفرت فرمادے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دوبارہ عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اور تقصیر کروانے والوں کے لئے بھی؟ ارشاد فرمایا: اور تقصیر کروانے والوں کے لئے بھی۔ (سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 3034، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9362، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 1613، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 3243)

801- وَحَدَّثَنِي أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

دوسری سند سے بھی یونہی روایت ہے۔

802- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَأَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْحُصَيْنِ عَنْ جَدَّتِهِ أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ دَعَا لِلْمُحَلِّقِينَ ثَلَاثًا وَلِلْمُقَصِّرِينَ مَرَّةً وَلَمْ يَقُلْ وَكِيعٌ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ

یحییٰ بن حصین کی دادی محترمہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر تین دفعہ حلق کروانے والوں کے لئے دعا

Marfat.com

فرمائی اور ایک دفعہ تقصیر کروانے والوں کے لئے دعا فرمائی۔ (مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 3246، مسند اسحاق بن راھویہ: رقم الحدیث: 3294، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 1303، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9181)

803- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيُّ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ يَعْنِي ابْنَ إِسْمٰعِيلَ كِلَاهُمَا عَنْ مُوسٰى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَقَ رَأْسَهُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے سر اقدس کا حلق کروایا۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 4114، مستدرک: رقم الحدیث: 1765، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 13412، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1690)

تشریح:

احادیث مذکورہ بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ سر منڈانا افضل ہے، تاہم بال بھی کٹوا سکتا ہے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے عمرہ کے موقع پر بال کتروائے تھے، حدیث میں ہے:

حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بال قینچی سے کاٹے تھے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۱۷۳۰، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۲۴۶۔ سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۱۸۰۲، سنن نسائی رقم الحدیث: ۲۷۳۷)

اور حج کے موقع پر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سر کے بال منڈائے تھے، حدیث میں ہے:

حضرت ابن عمر (رضی اللہ عنہما) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے حج میں سر کے بال منڈوائے تھے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۱۷۲۶، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۳۰۴، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۱۹۸۰)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں:

''مسئلہ* سر منڈوانا احرام کے واجبات میں سے ہے۔ حج کا رکن نہیں ہے۔ امام ابو یوسف (رحمۃ اللہ علیہ) امام احمد (رحمۃ اللہ علیہ) اور بعض مالکیہ کے نزدیک واجب نہیں ہے ایک امر مباح ہے۔ ایک کمزور روایت میں امام شافعی (رحمۃ اللہ علیہ) کی طرف بھی اس قول کی نسبت کی گئی ہے' ہماری دلیل یہی آیت ہے۔ اس میں تفث دور کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور تفث سے مراد سر منڈوانا ہے اور امر (حقیقتاً) وجوب کے لئے ہوتا ہے' لہٰذا سر منڈوانا واجب ہو گیا یہ شبہ نہ کیا جائے کہ جب حلق راس کا رکن حج ہونا امر وجوبی قطعی سے ثابت ہے تو پھر حلق فرض کیا جائے' واجب کیوں قرار دیا گیا (واجب کا ثبوت تو دلیل ظنی سے ہوتا ہے) یہ شبہ غلط ہے کیونکہ آیت اگرچہ قطعی ہے ناقابل شک لیکن تفسیری مطلب قطعی نہیں ہے ظنی ہے۔ موجب یقین نہیں ہے اس لئے حلق راس کا رکن حج ہونا وجوب کی حدود سے آگے نہیں بڑھتا۔ شافعی (رحمۃ اللہ علیہ) نے حلق راس کو رکن حج اس وجہ سے بھی قرار دیا ہے کہ حلق راس سے احرام کا حکم ختم ہو جاتا ہے اور احرام رکن حج ہے پس جس چیز سے احرام ختم ہو گیا اس کا بھی رکن حج ہونا ضروری ہے۔ جیسے لفظ سلام شافعی (رحمۃ اللہ علیہ) کے نزدیک رکن صلوٰۃ ہے کیونکہ نماز کا رکن لفظ سلام کی وجہ سے جاتا رہتا ہے نماز ختم ہو جاتی ہے اس لئے لفظ سلام بھی رکن صلوٰۃ قرار پایا۔ ہمارے نزدیک احرام حج کی شرط (خارجی) ہو یا رکن (داخلی) کسی صورت میں بھی اس عمل کا جس سے احرام جاتا رہتا ہے۔ نہ رکن ہونا ضروری

ہے نہ شرط ہونا اور ہمارے نزدیک لفظ سلام بھی نماز کا رکن نہیں ہے اس کے علاوہ احرام کو سلام پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے کیونکہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سلام کو تحریمۂ صلوٰۃ کی انتہا قرار دیا ہے' فرمایا ہے (تحریم صلوٰۃ تکبیر ہے اور) تحلیل صلوٰۃ سلام ہے (یعنی تکبیر سے نماز شروع ہوجاتی ہے نماز میں داخلہ ہوجاتا ہے اور لفظ سلام سے نماز کھل جاتی ہے' بندش صلوٰۃ ختم ہوجاتی ہے) پس اگر لفظ سلام کے بغیر کوئی ایسا فعل (یا قول) کیا جو نماز کے خلاف ہے تو اس سے نماز کا تحریمہ ختم ہوجائے گا۔ خواہ تحریمہ کو نماز کا رکن کہا جائے یا شرط۔ بہر حال تحریمہ جاتا رہے گا۔ لیکن احرام حج کی یہ حالت نہیں ہے۔ امور ممنوعہ کرنے سے احرام حج باطل نہیں ہوجاتا' دیکھو عرفات میں قیام سے پہلے اگر کسی نے جماع کرلیا تو حج جاتا رہے گا۔ آئندہ حج کی قضا واجب ہوگی ایسا نہیں کہ احرام باطل ہوجائے اور حج قائم رہے اور آخر تک حج کو پورا کرنا لازم ہو۔

حلق کا ابتدائی وقت:

مسئلہ* حلق راس کا ابتدائی وقت کون سا ہے اور انتہائی کون سا۔ قربانی کے دن فجر صادق سے اکثر علماء کے نزدیک اور آدھی رات کے بعد سے بعض علماء کے نزدیک حلق راس کا وقت شروع ہوجاتا ہے۔ حضرت عروہ بن مفرس کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جس نے ہمارے ساتھ یہ نماز یعنی فجر کی نماز مزدلفہ میں پڑھی اور اس سے پہلے رات کو یا دن کو عرفات میں بھی وہ قیام کرچکا۔ اس کا حج پورا ہوگیا اور اس نے اپنا تفث دور کردیا (یعنی سر منڈوا دیا) رواہ اصحاب السنن' الاربعۃ۔ حاکم نے کہا یہ روایت تمام اہل حدیث کی شرائط کے مطابق ہے۔ لیکن بخاری و مسلم نے اس کو نہیں بیان کیا۔ یہ روایت اصول شیخین کے خلاف ہے۔ عروہ بن مفرس سے صرف شعبی نے روایت کی ہے ہم نے ابن مفرس کے بجائے عروہ بن زبیر کو پایا ہے اور عروہ بن زبیر سے حدیث مروی ہے۔

امام شافعی: (رحمۃ اللہ علیہ)' امام ابو یوسف (رحمۃ اللہ علیہ) اور امام محمد (رحمۃ اللہ علیہ) بلکہ اکثر علماء کے نزدیک سر منڈوانے کے وقت کی کوئی آخری حد نہیں ہے۔ ہاں اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ حلق کے لئے کیا داخل حرم ہونا شرط ہے یعنی سر منڈانے کا مقام حرم ہی ہے۔ امام ابو یوسف (رحمۃ اللہ علیہ) اور امام زفر (رحمۃ اللہ علیہ): کو حلق کا مقام ضروری نہیں قرار دیتے۔ کوئی شرط نہیں کہ حرم کے اندر ہی سر منڈ یا جائے امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا سر منڈانے کے دو پہلو ہیں ایک رخ تو یہ ہے کہ حلق راس احرام کھول دینے کا ذریعہ ہے۔ دوسرا رخ یہ ہے کہ یہ مناسک حج میں داخل ہے حج کے ارکان واجبہ میں سے ایک رکن ہے اوّل لحاظ سے تو اس کی خصوصیت کسی مقام اور جگہ سے نہیں ہے اور دوسرے اعتبار سے اس کے لئے دن بھی مقرر ہے' یعنی قربانی کا دن اور مقام کی بھی تعیین ہے یعنی حرم یہ ایک عبادت ہے جس کے اندر قیاس کو دخل نہیں' اس لئے اس کی عبادتی خصوصیات وہی ہوں گی جو شارع کی طرف سے مقرر کردی گئی ہیں یعنی زمان (یوم النحر) اور مکان (حرم) اوّل لحاظ سے اس میں رائے اور قیاس کو دخل ہے کیونکہ محلل (احرام کھولنے کا ذریعہ) وہی ہوگا جو مقررہ وقت و مقام کے علاوہ اگر کیا جائے تو جنایت اور جرم قرار پائے (جس کی تلافی کفارہ سے کی جانی چاہئے) اس لئے ہم کہتے ہیں کہ اگر وقت مقررہ کے بعد حلق کیا یا حرم سے باہر کیا تو احرام سے بے شک آزاد ہوجائے گا۔ مگر غیر شرعی طریقے سے کرنے کی وجہ سے اس کی عبادتی حیثیت فوت ہوجائے گی اور (بطور کفارہ) قربانی کرنی ہوگی۔

امام ابو یوسف (رحمۃ اللہ علیہ) نے حدیث کے اس فقرہ سے استدلال کیا ہے کہ جب ایک شخص نے قربانی سے پہلے سر منڈا دیا

Marfat.com

(اب) قربانی کرلے کوئی ہرج نہیں۔

حدیبیہ میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حلق کرا دیا تھا اس کے متعلق امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) کے نزدیک اس کی حیثیت عبادتی نہیں تھی بلکہ قطعی واپسی کی ایک نشانی تھی (کہ اب واپس جانا ہی ہے) اسی لئے امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) کے نزدیک اس شخص پر حلق واجب نہیں جس کو راستے میں کسی مجبوری کی وجہ سے رک جانا پڑا ہو اور حج کرنا ممکن نہ ہوا ہو۔

حلق یا قصر کی مقدار:

مسئلہ* حلق یا قصر کی واجب مقدار کتنی ہے یہ مسئلہ ائمہ کے اندر مختلف فیہا ہے۔

امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ): ایک چوتھائی سر کا منڈوانا یا بال کتروانا کافی سمجھتے ہیں۔

امام شافعی (رحمۃ اللہ علیہ) کے نزدیک ایک بال یا تین بالوں کا منڈوانا یا کتروانا کافی ہے۔

امام مالک (رحمۃ اللہ علیہ) اور امام احمد پورا سر منڈوانا پورے سر کے بال کتروانا ضروری قرار دیتے ہیں۔

امام شافعی (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا قضاء تفث (یعنی حلق وغیرہ) از روئے آیت واجب ہے اور باتفاق علماء کامل طور پر قضاء تفث ضروری نہیں کیونکہ قصر کی اجازت ہے اور قصر سے مکمل طور پر میل کچیل (تفث) کا ازالہ نہیں ہوتا' کسی قدر ہو جاتا ہے اور کسی قدر ازالہ تفث (کی کوئی حد نہیں یہ) ایک یا تین بالوں کے منڈوانے یا کتروانے سے بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں ایک یا تین بالوں کے منڈوانے یا کٹوانے کو کوئی عرب سر منڈوانا یا کتروانا نہیں کہتا نہ اس کو قضاء تفث کہتے ہیں شرعاً کم سے کم اس کی کوئی حد مقرر ہونی چاہئے اور چوتھائی سر کو کل سر کا قائم مقام وضو کے اندر مانا گیا ہے چوتھائی سر کا مسح کل سر کے مسح کی جگہ کافی قرار دیا گیا ہے اور باقی اعضاء کو کامل طور پر دھونا ضروری قرار دیا ہے' سورۃ مائدہ کے اندر آیت وضوء کی تفسیر کے ذیل میں اس کی تحقیق کردی گئی ہے اس لئے یہاں بھی ایک چوتھائی سر منڈوانا یا کتروانا کافی ہے۔ امام مالک (رحمۃ اللہ علیہ) اور امام احمد (رحمۃ اللہ علیہ) نے وضو کے اندر چوتھائی سر کے مسح کو کافی نہیں قرار دیا اس لئے یہاں بھی ان کے نزدیک پورا سر منڈوانا یا کتروانا واجب ہے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد تمام صحابہ کا یہی عمل رہا کہ پورا سر منڈواتے تھے یا سب بال کترواتے تھے۔" (تفسیر مظہری، سورۃ الحج تحت آیت: ۲۹)

عورت سر نہ منڈوائے:

صاحب ہدایہ لکھتے ہیں: ولا تحلق ولکن تقصر لماروی ان النبینهی النساء عن الحلق وامرهن بالتقصیر ولان حلق الشعر فی حقها مُثلَة کحلق اللحیة فی حق الرجال۔ (ہدایہ شریف: تحت کتاب الحج)

ترجمہ: اور عورت سر کا حلق نہ کرائے گی، لیکن قصر کرائے۔ اس لئے کہ روایت کی گئی ہے کہ نبی علیہ السلام نے عورت کو حلق سے روکا اور اس کو قصر کرنے کا حکم دیا۔ اور اس لئے بھی کہ عورت کے حق میں بال حلق کرانے میں مثلہ ہے جیسے کہ مرد کے حق میں ڈاڑھی حلق کرانے میں۔

تشریح:

حج میں رمی یا ذبح کے بعد محرم سر منڈاتے ہیں یا عمرے میں سعی کے بعد سر منڈواتے ہیں لیکن عورت اس وقت سر نہیں منڈوائے گی

Marfat.com

بلکہ صرف ایک انگلی کے برابر اپنے بال کاٹ کر احرام کھولیگی۔

وجہ: بال منڈوانے سے عورت گنجی ہوجائے گی جو اس کی زینت کے خلاف ہے اس لئے صرف قصر کرے گی۔ صاحب ھدایہ کی حدیث یہ ہے: ان ابن عباس قال قال رسول الله لیس علی النساء حلق انما علی النساء التقصیر۔

(ابوداؤد باب الحلق والتقصیر ص ۲۷۹ نمبر ۱۹۸٤ ترمذی شریف باب ماجاء فی کراہیۃ الحلق للنساء ص ۱۸۲ نمبر ۹۱٤)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت حلق نہ کرائے وہ صرف تقصیر کرائے اور پورے بھر بال کٹوا کر حلال ہوجائے۔

دوسری یہ دلیل عقلی ہے، کہ جس طرح مرد داڑھی کا بال حلق کرائے تو یہ ایک قسم کا مثلہ ہے اسی طرح عورت سر کا بال حلق کرائے تو یہ مثلہ ہے اس لئے عورت احرام کھولتے وقت قصر کرائے گی، حلق نہیں کرائے گی۔

بَابُ بَيَانِ اَنَّ السُّنَّةَ يَوْمَ النَّحْرِ اَنْ يَّرْمِىَ ثُمَّ يَنْحَرَ ثُمَّ يَحْلِقَ وَالِابْتِدَاءِ فِى الْحَلْقِ بِالْجَانِبِ الْاَيْمَنِ مِنْ رَّاْسِ الْمَحْلُوْقِ

باب: اس بات کا بیان کہ یوم نحر کو سب سے پہلے رمی کرنا پھر قربانی کرنا پھر سر کا حلق کروانا سنت ہے اور دائیں جانب سے حلق کروانے کی ابتداء کا بیان

804-حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى اَخْبَرَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتٰى مِنًى فَاَتَى الْجَمْرَةَ فَرَمَاهَا ثُمَّ اَتٰى مَنْزِلَهُ بِمِنًى وَنَحَرَ ثُمَّ قَالَ لِلْحَلَّاقِ خُذْ وَاَشَارَ اِلٰى جَانِبِهِ الْاَيْمَنِ ثُمَّ الْاَيْسَرِ ثُمَّ جَعَلَ يُعْطِيْهِ النَّاسَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام منیٰ جلوہ افروز ہوئے تو سب سے پہلے جمرہ عقبہ پر تشریف لے گئے تو ان کو کنکریاں ماریں پھر منیٰ میں اپنے ٹھہراؤ پر جلوہ افروز ہو گئے تو قربانی فرمائی اور نائی سے حلق کروانے کو فرمایا۔ اور اسے سیدھی طرف کا اشارہ فرمایا پھر الٹی طرف کا اشارہ فرمایا اس کے بعد اپنے بالوں مبارکہ کو لوگوں کو دیئے۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9183، شرح السنۃ: جز: 1، ص: 483، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 16، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 1371)

805-وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالُوْا اَخْبَرَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ اَمَّا اَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ فِىْ رِوَايَتِهِ لِلْحَلَّاقِ هَا وَاَشَارَ بِيَدِهِ اِلَى الْجَانِبِ الْاَيْمَنِ هٰكَذَا فَقَسَمَ شَعَرَهُ بَيْنَ مَنْ يَّلِيْهِ قَالَ ثُمَّ اَشَارَ اِلَى الْحَلَّاقِ وَاِلَى الْجَانِبِ الْاَيْسَرِ فَحَلَقَهُ فَاَعْطَاهُ اُمَّ سُلَيْمٍ وَاَمَّا فِىْ رِوَايَةِ اَبِىْ كُرَيْبٍ قَالَ فَبَدَاَ بِالشِّقِّ الْاَيْمَنِ فَوَزَّعَهُ الشَّعْرَةَ وَالشَّعْرَتَيْنِ بَيْنَ النَّاسِ ثُمَّ قَالَ بِالْاَيْسَرِ فَصَنَعَ بِهِ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ هَا هُنَا اَبُوْ طَلْحَةَ فَدَفَعَهُ اِلٰى اَبِىْ طَلْحَةَ

دوسری سند سے یہ روایت بھی ہے مگر اس میں اضافہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست اقدس سے الٹی طرف کا اشارہ فرما کر ارشاد فرمایا: ادھر سے۔ پس جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لوگ آس پاس تھے انہیں بالوں اقدس کو بانٹ دیا۔ اس کے بعد نائی کو الٹی طرف کا اشارہ

فرمایا۔ تو اس نے حلق کیا اور ان بالوں کو حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا کے حوالے کیا۔ اور ابی کریب کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدھی طرف سے ابتداء فرمائی اور لوگوں کے اندر ایک یا دو بال بانٹ دیئے پھر الٹی طرف کا اشارہ فرمایا اور اس جانب بھی یونہی کیا پھر ارشاد فرمایا: یہاں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ ہیں پس وہ بال اقدس حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو عطا فرما دیئے۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 4032، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 3879، صحیح ابن خزیمہ: رقم الحدیث: 2928، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 3232)

806- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰی حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلَى الْبُدْنِ فَنَحَرَهَا وَالْحَجَّامُ جَالِسٌ وَّقَالَ بِيَدِهٖ عَنْ رَّاْسِهٖ فَحَلَقَ شِقَّهُ الْاَيْمَنَ فَقَسَمَهٗ فِيْمَنْ يَّلِيْهِ ثُمَّ قَالَ احْلِقِ الشِّقَّ الْاٰخَرَ فَقَالَ اَيْنَ اَبُوْ طَلْحَةَ فَاَعْطَاهُ اِيَّاهُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمرہ عقبہ میں کنکریاں ماریں پھر اونٹوں کی جانب تشریف لے گئے تو انہیں نحر فرمایا اور حجام بیٹھے ہوئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست اقدس سے سر کی جانب اشارہ فرمایا تو انہوں نے سیدھی طرف کے بال اتار دیئے جو لوگ آس پاس تھے ان میں ان بالوں اقدس کو بانٹ دیا پھر ارشاد فرمایا: دوسری طرف کے بھی اتار دو تو ارشاد فرمایا: ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کدھر ہیں تو وہ بال انہیں عطا فرما دیئے۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 4102، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 1305)

807- وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَسَّانٍ يُخْبِرُ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا رَمٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَمْرَةَ وَنَحَرَ نُسُكَهٗ وَحَلَقَ نَاوَلَ الْحَالِقَ شِقَّهُ الْاَيْمَنَ فَحَلَقَهٗ ثُمَّ دَعَا اَبَا طَلْحَةَ الْاَنْصَارِيَّ فَاَعْطَاهُ اِيَّاهُ ثُمَّ نَاوَلَهُ الشِّقَّ الْاَيْسَرَ فَقَالَ احْلِقْ فَحَلَقَهٗ فَاَعْطَاهُ اَبَا طَلْحَةَ فَقَالَ اقْسِمْهُ بَيْنَ النَّاسِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمرہ کی کنکریاں ماریں تو اونٹوں کو نحر بھی کیا اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجام کے آگے سیدھی طرف کی تو اس نے وہاں کے بال اتار دیئے۔ پھر حضرت طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو بلایا اور وہ بال اقدس انہیں عطا فرما دیئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجام کے آگے الٹی طرف کی تو ارشاد فرمایا: حلق کر دو چنانچہ انہوں نے اس جانب کے بھی اتار لئے، چنانچہ ان بالوں کو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا۔ تو ارشاد فرمایا: ان بالوں کو لوگوں کے مابین بانٹ دو۔ (مرجع السابق)

بَابُ جَوَازِ تَقْدِيْمِ الذَّبْحِ عَلَى الرَّمْيِ وَالْحَلْقِ عَلَى الذَّبْحِ وَعَلَى الرَّمْيِ وَتَقْدِيْمِ الطَّوَافِ عَلَيْهَا كُلِّهَا

باب: رمی سے قبل قربانی اور قربانی اور رمی سے قبل حلق کروانے کا جواز اور سب سے پہلے طواف کرنا

808- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ ابْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ وَقَفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِمِنًى لِلنَّاسِ يَسْأَلُونَهُ فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ لَمْ أَشْعُرْ فَحَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَنْحَرَ فَقَالَ اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ ثُمَّ جَاءَهُ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ لَمْ أَشْعُرْ فَنَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ فَقَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ قَالَ فَمَا سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلَا أُخِّرَ إِلَّا قَالَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کو مقام منیٰ میں وقوف فرمایا اس لئے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ آ کر مسائل پوچھیں۔ایک آدمی حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے عدم علم کی بناء پر ذبح کرنے سے قبل حلق کروا ڈالا ہے۔ارشاد فرمایا: ذبح کر لو کچھ حرج نہیں ہے۔پھر دوسرا آدمی حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے عدم علم کی بناء پر کنکریاں مارنے سے قبل قربانی کر ڈالی۔ارشاد فرمایا: اب جا کر کنکریاں مار لو کچھ حرج نہیں۔ الحاصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جس چیز کی تقدیم اور تاخیر کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اب کر لو کچھ حرج نہیں۔(البحر الزخار: رقم الحدیث: 2117، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1722، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9402، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 39ع)

809- وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عِيسَى بْنُ طَلْحَةَ التَّيْمِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ يَقُولُ وَقَفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَاحِلَتِهِ فَطَفِقَ نَاسٌ يَسْأَلُونَهُ فَيَقُولُ الْقَائِلُ مِنْهُمْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي لَمْ أَكُنْ أَشْعُرُ أَنَّ الرَّمْيَ قَبْلَ النَّحْرِ فَنَحَرْتُ قَبْلَ الرَّمْيِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْمِ وَلَا حَرَجَ قَالَ وَطَفِقَ آخَرُ يَقُولُ إِنِّي لَمْ أَشْعُرْ أَنَّ النَّحْرَ قَبْلَ الْحَلْقِ فَحَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَنْحَرَ فَيَقُولُ انْحَرْ وَلَا حَرَجَ قَالَ فَمَا سَمِعْتُهُ سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ أَمْرٍ مِمَّا يَنْسَى الْمَرْءُ وَيَجْهَلُ مِنْ تَقْدِيمِ بَعْضِ الْأُمُورِ قَبْلَ بَعْضٍ وَأَشْبَاهِهَا إِلَّا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْعَلُوا ذٰلِكَ وَلَا حَرَجَ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ناقہ شریف پر جلوہ افروز ہوئے اور لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرنے لگ گئے ان میں سے ایک سوال کرنے والے نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے علم نہیں تھا کہ کنکریاں قربانی سے قبل ماری جاتی ہیں تو میں نے قربانی کنکریاں مارنے سے قبل کر دی ہے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اب کنکریاں مار لو کچھ حرج نہیں۔راوی نے فرمایا کہ دوسرا اور آدمی حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ مجھے علم نہیں تھا کہ قربانی حلق سے قبل کی جاتی ہے اور قربانی سے قبل حلق کروا لیا ہے۔تو اسے ارشاد فرمایا: اب قربانی کر لو کچھ حرج نہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عدم علم یا بھول یا تقدیم یا تاخیر کی بناء پر سرزد ہونے والے جس کام کے متعلق بھی دریافت کیا گیا تو ان کے متعلق یہی کچھ ارشاد فرمایا: اب کر لو کچھ حرج نہیں۔(مرجع السابق)

810- حَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِمِثْلِ حَدِيثِ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ إِلَى آخِرِهِ

Marfat.com

دوسری سند سے بھی یونہی مروی ہے۔ (مرجع السابق)

811- وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا عِيسَى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ شِهَابٍ يَقُولُ حَدَّثَنِي عِيسَى بْنُ طَلْحَةَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا هُوَ يَخْطُبُ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ مَا كُنْتُ أَحْسِبُ يَا رَسُولَ اللهِ أَنَّ كَذَا وَكَذَا قَبْلَ كَذَا وَكَذَا ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ كُنْتُ أَحْسِبُ أَنَّ كَذَا قَبْلَ كَذَا وَكَذَا لِهَؤُلَاءِ الثَّلَاثِ قَالَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم نحر کو خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک آدمی کھڑے ہو کر عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے اس بات کا پتہ نہ تھا کہ فلاں فلاں چیز فلاں فلاں کام سے قبل ہے۔ دوسرا آدمی عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے نزدیک فلاں چیز فلاں چیز سے قبل ہونی چاہئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان تینوں کے متعلق ارشاد فرمایا: اب کر لو کچھ حرج نہیں۔ (مرجع السابق)

812- وَحَدَّثَنَاهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ ح وَحَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى الْأُمَوِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي جَمِيعًا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَمَّا رِوَايَةُ ابْنِ بَكْرٍ فَكَرِوَايَةِ عِيسَى إِلَّا قَوْلَهُ لِهَؤُلَاءِ الثَّلَاثِ فَإِنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ ذَلِكَ وَأَمَّا يَحْيَى الْأُمَوِيُّ فَفِي رِوَايَتِهِ حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَنْحَرَ نَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ وَأَشْبَاهُ ذَلِكَ

دوسری سند سے بھی یہ مروی ہے لیکن اس کے اندر تین اشخاص کا تذکرہ نہیں ہے۔ یحییٰ اموی کی روایت میں ہے کہ میں نے قربانی سے قبل حلق کروالیا ہے یا میں نے کنکریاں مارنے سے قبل قربانی کر لی ہے۔ (مرجع السابق)

813- وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ أَتَى النَّبِيَّ رَجُلٌ فَقَالَ حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ قَالَ فَاذْبَحْ وَلَا حَرَجَ قَالَ ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: میں نے ذبح سے قبل سر منڈوالیا ہے۔ ارشاد فرمایا: اب ذبح کر لو کچھ حرج نہیں۔ دوسرے آدمی نے عرض کیا: میں نے کنکریاں مارنے سے قبل ذبح کر لیا ہے۔ ارشاد فرمایا: اب کنکریاں مار لو کچھ حرج نہیں۔ (مرجع السابق)

814- وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى نَاقَةٍ بِمِنًى فَجَاءَهُ رَجُلٌ بِمَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ

زہری سے اسی اسناد کے ساتھ مروی ہے کہ میں نے ملاحظہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام منیٰ میں اپنی ناقہ شریف پر جلوہ فگن ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک شخص حاضر ہوا آگے حدیث ابن عیینہ کی مانند ہے۔ (مرجع السابق)

815- وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ قُهْزَاذَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَفْصَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَتَاهُ رَجُلٌ يَوْمَ النَّحْرِ وَهُوَ وَاقِفٌ عِنْدَ الْجَمْرَةِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ فَقَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ وَأَتَاهُ آخَرُ فَقَالَ إِنِّي ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ وَأَتَاهُ آخَرُ فَقَالَ إِنِّي أَفَضْتُ إِلَى الْبَيْتِ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ قَالَ فَمَا رَأَيْتُهُ سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا قَالَ افْعَلُوا وَلَا حَرَجَ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قربانی والے روز جمرہ کے پاس جلوہ فگن تھے تو ایک آدمی حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے کنکریاں مارنے سے قبل حلق کروالیا ہے۔ ارشاد فرمایا: کنکریاں مار لو کچھ حرج نہیں۔ دوسرا حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے کنکریاں مارنے سے قبل قربانی کر لی ہے۔ ارشاد فرمایا: کنکریاں مار لو کچھ حرج نہیں۔ تیسرا آدمی حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے کنکریاں مارنے سے قبل طواف افاضہ کر لیا ہے۔ ارشاد فرمایا: کچھ حرج نہیں اب کنکریاں مار لو۔ راوی نے فرمایا کہ اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جس چیز کے متعلق بھی دریافت کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی جواب ارشاد فرمایا: کچھ حرج نہیں اب کر لو۔ (مرجع السابق)

816- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ لَهُ فِي الذَّبْحِ وَالْحَلْقِ وَالرَّمْيِ وَالتَّقْدِيمِ وَالتَّأْخِيرِ فَقَالَ لَا حَرَجَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذبح، حلق کروانے اور کنکریاں مارنے کے متعلق مقدم یا مؤخر کئے جانے پر دریافت کیا گیا تو یہی ارشاد فرمایا: کچھ حرج نہیں۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 4103، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 10909، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9406، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 1619)

تشریح:

احادیث مذکورہ بالا میں افعال حج میں ترتیب کا ذکر ہوا ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ (الحج: ۲۹)

ترجمہ: پھر چاہئے کہ ختم کر دیں اپنا میل کچیل اور پوری کر دیں اپنی منتیں اور طواف کریں اس قدیم گھر کا۔

آیت مذکورہ بالا کے تحت امام ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں:

ثم لیقضوا تفثهم پھر وہ اپنے میل کچیل کو دور کریں یعنی سر منڈوائیں، ناخن کاٹیں، زیر ناف اور بغلوں کی صفائی کریں مطلب یہ کہ طواف زیارت سے پہلے احرام کھول کر یہ سب کام کر سکتے ہیں اور سر منڈوانے کے بعد سوائے عورتوں کی قربت کے مذکورہ بالا ممنوعات حلال ہو جاتے ہیں، عورت سے قربت کی حلت طواف کے بعد ہوتی ہے کذا قال المفسرون۔

Marfat.com

لفظ ثم سے معلوم ہوتا ہے کہ حلق اور طواف قربانی کے بعد کیا جائے۔ یہ دلیل ہے امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) کے قول کے صحیح ہونے کی کہ رمی جمار اور صاحب قرآن کی قربانی اور حلق راس میں ترتیب واجب ہے سعید بن جبیر قتادہ حسن اور نخعی کا بھی یہی قول ہے اس لئے اگر کوئی شخص ترتیب کو قصداً چھوڑ دے یا غلطی سے۔ بہر حال اس پر (اس جرم کے عوض) قربانی واجب ہو جائے گی حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) کی حدیث ہے کہ مناسک کی ترتیب میں جو شخص تقدیم و تاخیر کرے اس کو قربانی کرنی چاہئے۔ یہ روایت ابن ابی شیبہ نے موقوفاً بیان کی ہے اور ایسے موقع پر حدیث موقوف بھی مرفوع کے حکم میں ہوتی ہے کیونکہ کسی جرم کا کفارہ ایسے طور پر ادا کرنا جواز روئے عقل جرم سے مشابہت نہ رکھتا ہو (یعنی قضاء بمثل غیر معقول) رائے سے معلوم نہیں ہوتا۔ (یقیناً حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ایسا سنا ہوگا)۔

ایک شبہ اس حدیث کی سند میں ایک راوی ابراہیم بن مہاجر ہے جس کو ابو حاتم نے منکر الحدیث کہا ہے اور ابن المدینی ونسائی کے نزدیک یہ شخص قوی نہیں ہے ابن عدی کا قول ہے کہ اس شخص کی حدیث کو ضعفاء میں شمار کیا جائے۔

شبہ کا ازالہ ابراہیم بن مہاجر جلیل القدر تابعی تھا مسلم نے اس کا متابع ذکر کیا ہے سفیان (بن عیینہ) احمد اور ترمذی نے اس کو لاباس بہ (اس میں کوئی خرابی نہیں) کے زمرہ میں شامل کیا ہے پھر یہ حدیث صرف اسی راوی کی روایت پر منحصر نہیں ہے طحاوی نے دوسری سند سے بھی جس میں ابراہیم شامل نہیں ہے۔ یہ حدیث نقل کی ہے۔ طحاوی نے لکھا ہے حدثنا وہب عن ایوب عن سعید بن جبیر عن ابن عباس۔ اس کے بعد حدیث مذکور نقل کی ہے۔

امام احمد کے نزدیک صرف قصداً ترتیب کو ترک کرنے سے قربانی واجب ہے بھول کر ناواقفیت کی وجہ سے ترتیب کے خلاف ہو گیا تو قربانی واجب نہیں۔ امام احمد کا یہ قول اثرم نے بھی نقل کیا ہے بخاری کے کلام سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ میرے نزدیک بھی فتویٰ کے لئے یہی قول پسندیدہ ہے۔ امام شافعی (رحمۃ اللہ علیہ) اور بہت سے علماء سلف کے نزدیک ترتیب سنت ہے واجب نہیں ہے۔

امام مالک (رحمۃ اللہ علیہ) کے نزدیک قربانی اور رمی جمار سے حلق الراس کو مقدم کرنا جائز ہی نہیں ہے۔

امام شافعی (رحمۃ اللہ علیہ): کا بھی ایک قول اسی طرح کا ایک روایت میں آیا ہے کہ ترتیب ٹوٹنے میں کوئی فدیہ نہیں ہے۔ امام شافعی (رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے مسلک کے ثبوت میں حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) کی روایت پیش کی ہے کہ جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے قربانی اور رمی جمار اور حلق راس کی تقدیم و تاخیر کے متعلق دریافت کیا گیا تو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے (سب کے جواب میں) فرمایا کوئی ہرج نہیں ہے۔ متفق علیہ۔

بخاری کی روایت میں ہے کہ منیٰ میں قربانی کے دن حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سوال کئے جا رہے تھے (جن کے جواب میں) حضور (صلی اللہ علیہ وسلم): فرما رہے تھے کوئی ہرج نہیں۔ ایک شخص نے سوال کیا میں نے قربانی سے پہلے سر منڈوایا۔ فرمایا (اب) قربانی کر لے کوئی ہرج نہیں۔ بخاری کی ایک اور روایت میں آیا ہے کہ ایک شخص خدمت گرامی میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں نے رمی سے پہلے زیارت کر لی (یعنی طواف زیارت کر لیا) فرمایا کوئی ہرج نہیں۔ اس نے عرض کیا میں نے رمی سے پہلے قربانی کر لی فرمایا کوئی ہرج نہیں۔

ابن ابی ... کی روایت ان الفاظ کے ساتھ ہے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے رمی سے پہلے کعبہ کا طواف کر لیا فرمایا

Marfat.com

(اب) رمی کرلے کوئی ہرج نہیں۔

حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کی حدیث میں صراحت کے ساتھ آیا ہے کہ قربانی سے پہلے طواف کر لینے کا مسئلہ اس نے دریافت کیا تھا۔ رواہ احمد۔ امام شافعی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ اگر ترتیب واجب ہوتی تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کو ترتیب کے ساتھ دوبارہ مناسک ادا کرنے کا حکم دیتے' کیونکہ قربانی کا دن تھا' اداءِ مناسک کا وقت موجود تھا یا (ترک واجب کے کفارہ میں) قربانی کا حکم دے دیتے۔ لیکن ایسا کوئی حکم دینا کسی روایت میں نہیں آیا۔ مسلمانوں کا عظیم اجتماع تھا اور ہر شخص مناسک حج سے واقف ہونے کا آرزومند اور حریص بھی تھا' پس جب کسی روایت میں اعادۂ مناسک یا جدید قربانی کا حکم منقول نہیں اور کسی نے اس کا تذکرہ ہی نہیں کیا تو معلوم ہوا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا ہی نہ تھا اور ترتیب واجب ہی نہیں تھی واجب ہوتی تو برمحل واجب حکم کی تعلیم ضروری تھی اور جب ترتیب واجب نہ قرار پائی تو اگر کسی نے اس کو قصداً ترک کر دیا تو اس پر قربانی کا وجوب بھی نہیں ہوسکتا۔

امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا مذکورہ بالا قصہ کے ایک راوی حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) ہیں اور (اس روایت کے خلاف) حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) کا یہ قول بھی مروی ہے کہ جس نے مناسک میں کچھ تقدیم و تاخیر کی اس کو (بطور کفارہ) قربانی کرنا چاہئے اور اگر راوی کا اپنا قول اس کی روایت کے خلاف ہو تو وہ روایت مجروح ہو جاتی ہے کیونکہ روایت کے خلاف اس کا قول بتاتا ہے کہ روایتی حدیث کے خلاف اس راوی کو کوئی دوسری حدیث ملی ہے جو اوّل حدیث کو منسوخ کرنے والی ہے (اسی بناء پر تو اوّل حدیث کے خلاف راوی کا قول پیدا ہوا)۔ (تفسیر مظہری، سورۃ الحج تحت آیت: ۲۹)

امام ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ کا نظریہ:

میں کہتا ہوں جہاں تک ممکن ہو احادیث کا تعارض دور کرنا ضروری ہے۔ ایک پر عمل کرنا اور دوسری کو بالکل ترک کر دینا مناسب نہیں اس لئے میرے نزدیک حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) کے قول کو جو حدیث مرفوع کے حکم میں ہے اور حدیث حسن کے درجہ تک پہنچ چکا ہے ارادہ ترک ترتیب پر محمول کیا جائے یعنی ابن عباس (رضی اللہ عنہما) کے قول کا یہ مطلب سمجھا جائے کہ جس نے قصداً مناسک کی ترتیب توڑی اور تقدیم و تاخیر کر دی تو اس پر قربانی واجب ہے اور امام شافعی (رحمۃ اللہ علیہ) نے جو حدیث نقل کی ہے اس کو نسیان یا ناواقفیت پر محمول کیا جائے یعنی اس حدیث سے یہ سمجھا جائے کہ بھول کر یا ناواقفیت کی وجہ سے کسی نے مناسک میں تقدیم و تاخیر کر لی ہو تو کوئی ہرج نہیں' اس پر قربانی واجب نہیں۔ جیسے امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) کے نزدیک فوت شدہ نمازوں کو ترتیب وار ادا کرنا واجب ہے لیکن اگر بھول گیا تو ترتیب فوائت کا وجود ساقط ہو جاتا ہے یا جس طرح روزے میں کھانا پینا ترک کرنا ضروری ہے لیکن بھول کر کھا لیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا یا جیسے تکبیرات تشریق واجب ہیں لیکن نسیان کی صورت میں ساقط ہو جاتی ہیں۔ (تفسیر مظہری، سورۃ الحج تحت آیت: ۲۹)

افعال حج میں ترتیب کا درجہ (خلاصہ):

جو ترتیب افعال حج کی قرآن و حدیث میں آئی اور فقہاء نے اس کو منضبط کیا اسی ترتیب سے افعال حج ادا کرنا باتفاق امت کم از کم سنت ضرور ہے واجب ہونے میں اختلاف ہے امام اعظم ابوحنیفہ اور امام مالک کے نزدیک واجب ہے جس کے خلاف کرنے سے ایک دم جنایت لازم ہوتا ہے۔ امام شافعی کے نزدیک سنت ہے اس لئے اس کے خلاف کرنے سے ثواب میں کمی آتی ہے مگر دم لازم نہیں ہوتا۔

Marfat.com

حضرت ابن عباس کی حدیث میں ہے: من قدم شیئاً من نسکه او اخره فلیھرق دما رواه ابن ابی شیبة موقوفا و هو فی حکم المرفوع (مظہری) یعنی جس شخص نے افعال حج میں سے کسی کو مقدم یا موخر کر دیا اس پر لازم ہے کہ ایک دم دے۔ یہ روایت طحاوی نے بھی مختلف طرق سے نقل کی ہے اور حضرت سعید بن جبیر، قتادہ، نخعی، حسن بصری رحمہم اللہ کا بھی یہی مذہب ہے کہ خلاف ترتیب کرنے والے پر دم لازم کرتے ہیں۔

بَابُ اِسْتِحْبَابِ طَوَافِ الْاِفَاضَةِ يَوْمَ النَّحْرِ

باب: یوم نحر کو طواف افاضہ کرنا

817- حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفَاضَ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ رَجَعَ فَصَلَّى الظُّهْرَ بِمِنًى قَالَ نَافِعٌ فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُفِيْضُ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيُصَلِّي الظُّهْرَ بِمِنًى وَيَذْكُرُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَهُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوم نحر کو طواف افاضہ فرمایا۔ پھر واپس جا کر منیٰ کے مقام پر نماز ظہر ادا فرمائی۔ نافع کا بیان ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی یوم نحر کو طواف افاضہ فرمایا کرتے تھے اور دوبارہ مقام منیٰ کو لوٹ کر نماز ظہر ادا فرماتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اسی طرح ہی بجالایا ہے۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 4168، مستدرک: رقم الحدیث: 1745، سنن ابوداود: رقم الحدیث: 1707، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9417)

بَابُ اِسْتِحْبَابِ نُزُوْلِ الْمُحَصَّبِ يَوْمَ النَّفْرِ

باب: روانگی کے دن وادی محصب میں اترنے کا استحباب

818- حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ يُوْسُفَ الْاَزْرَقُ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قُلْتُ اَخْبِرْنِيْ بِشَيْءٍ عَقَلْتَهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ قَالَ بِمِنًى قُلْتُ فَاَيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ قَالَ بِالْاَبْطَحِ ثُمَّ قَالَ افْعَلْ مَا يَفْعَلُ اُمَرَاؤُكَ

عبدالعزیز بن رفیع کا بیان ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ظہر آٹھ ذی الحج کو کس جگہ ادا فرمائی تھی؟ اس بارے میں جس قدر احادیث آپ نے یاد رکھی ہوئی ہیں بیان فرمائیے۔ تو انہوں نے فرمایا: منیٰ کے مقام پر۔ میں نے دریافت کیا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز عصر روانگی والے روز کس جگہ ادا فرمائی تھی؟ راوی نے فرمایا کہ وادی ابطح کے مقام پر۔ پھر فرمایا: تم اس کو بجالاؤ جو تمہارے امراء بجالاتے ہیں۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3988، سنن ابوداود: رقم الحدیث: 1633، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9222، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 887)

819- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ

عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ كَانُوْا يَنْزِلُوْنَ الْاَبْطَحَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما وادی ابطح کے مقام پر نزول فرمایا کرتے تھے۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9516، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 844، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 235، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1911)

820- حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُوْنٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَرَى التَّحْصِيْبَ سُنَّةً وَّكَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ يَوْمَ النَّفْرِ بِالْحَصْبَةِ قَالَ نَافِعٌ قَدْ حَصَّبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْخُلَفَاءُ بَعْدَهٗ

نافع کا بیان ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما وادی محصب میں جانے کو سنت سمجھتے تھے وہ یوم نحر کو نماز ظہر وادی محصب میں ادا فرماتے تھے۔ نافع نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کے خلفاء وادی محصب میں جایا کرتے تھے۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9516، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 88)

821- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ نُزُوْلُ الْاَبْطَحِ لَيْسَ بِسُنَّةٍ اِنَّمَا نَزَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَنَّهٗ كَانَ اَسْمَحَ لِخُرُوْجِهٖ اِذَا خَرَجَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وادی محصب میں جانا سنت نہیں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ اس خاطر تشریف لے گئے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے مکہ مکرمہ جانے کے وقت اس جگہ سے باہر نکلنا آسان تھا۔ (سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 3058، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9520، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 846، مسند احمد: رقم الحدیث: 23013)

822- وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ ح وَحَدَّثَنِيْهِ اَبُو الرَّبِيْعِ الزَّهْرَانِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَّعْنِي ابْنَ زَيْدٍ ح وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْ كَامِلٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا حَبِيْبٌ الْمُعَلِّمُ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ

دوسری سند سے بھی یونہی روایت ہے۔ (مرجع السابق)

823- حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَابْنَ عُمَرَ كَانُوْا يَنْزِلُوْنَ الْاَبْطَحَ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَاَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا لَمْ تَكُنْ تَفْعَلُ ذٰلِكَ وَقَالَتْ اِنَّمَا نَزَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَنَّهٗ كَانَ مَنْزِلًا اَسْمَحَ لِخُرُوْجِهٖ

سالم کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم وادی محصب میں نزول فرمایا کرتے تھے۔ عروہ نے کہا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وادی محصب میں نہ اترتی تھیں اور فرمایا کرتی تھیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ صرف اس خاطر قیام فرمایا تھا کہ یہ جگہ لوٹنے کے وقت زیادہ موزوں تھی۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 4706، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 235)

824- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَابْنُ اَبِيْ عُمَرَ وَاَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ وَاللَّفْظُ لِاَبِيْ

بَكْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَيْسَ التَّحْصِيبُ بِشَيْءٍ إِنَّمَا هُوَ مَنْزِلٌ نَزَلَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وادی محصب میں چلے جانا حج کی کوئی طے شدہ عبادت نہیں یہ ایک منزل ہے جہاں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وقوف فرمایا تھا۔ (سنن الترمذی: رقم الحدیث: 845، سنن دارمی: رقم الحدیث: 1823، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 1645، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 133)

825- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَّأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ أَبُو رَافِعٍ لَمْ يَأْمُرْنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَنْزِلَ الْأَبْطَحَ حِينَ خَرَجَ مِنْ مِنًى وَلَكِنِّي جِئْتُ فَضَرَبْتُ فِيهِ قُبَّتَهُ فَجَاءَ فَنَزَلَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ فِي رِوَايَةِ صَالِحٍ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ وَّفِي رِوَايَةِ قُتَيْبَةَ قَالَ عَنْ أَبِي رَافِعٍ وَّكَانَ عَلَى ثَقَلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منیٰ سے تشریف لے گئے تو مجھے وادی محصب میں نزول کا حکم ارشاد نہ فرمایا تھا۔ مگر میں نے آ کر اس جگہ خیمہ نصب کر دیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس جگہ جلوہ فگن ہو کر قیام فرما ہو گئے۔ قتیبہ کی روایت میں ہے کہ ان کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساز و سامان پر ڈیوٹی تھی۔ (مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 1313، مسند احمد: رقم الحدیث: 3289، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 3895، سنن ابو داؤد: رقم الحدیث: 2009)

826- حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ نَنْزِلُ غَدًا إِنْ شَاءَ اللهُ بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کل ہم ان شاء اللہ خیف بنی کنانہ میں قیام فرمائیں گے۔ جس جگہ کفار نے آپس میں بیٹھ کر کفر کے اوپر قسموں کو کھایا تھا۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9514، صحیح ابن خزیمہ: رقم الحدیث: 2981، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 1486، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث: 6349)

827- حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ بِمِنًى نَحْنُ نَازِلُونَ غَدًا بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ وَذَلِكَ إِنَّ قُرَيْشًا وَّبَنِي كِنَانَةَ تَحَالَفَتْ عَلَى بَنِي هَاشِمٍ وَّبَنِي الْمُطَّلِبِ أَنْ لَّا يُنَاكِحُوهُمْ وَلَا يُبَايِعُوهُمْ حَتَّى يُسْلِمُوا إِلَيْهِمْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي بِذَلِكَ الْمُحَصَّبَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس حال میں ہم منیٰ کے مقام پر تھے

کہ کل ہم خیف بنوکنانہ میں قیام فرمائیں گے جس جگہ کفار نے آپس میں بیٹھ کر قسمیں اٹھائی تھیں قریش اور بنی کنانہ نے یہ قسم کھائی تھی کہ ہم بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کے ساتھ نہ تو اس وقت تک نکاح کریں گے نہ ہی لین دین کریں گے جس وقت تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمارے حوالے نہ کردیں۔ یعنی اس وادی محصب میں۔ (مرجع السابق)

828- وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنِي وَرْقَاءُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْزِلُنَا إِنْ شَاءَ اللهُ إِذَا فَتَحَ اللهُ الْخَيْفُ حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رب تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی تو ہم انشاء اللہ کل خیف کے مقام پر قیام فرمائیں گے جس جگہ کافروں نے کفر کی قسمیں اٹھائی تھیں۔ (مرجع السابق)

بَابُ وُجُوبِ الْمَبِيتِ بِمِنًى لَيَالِيَ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ وَالتَّرْخِيصِ فِي تَرْكِهِ لِأَهْلِ السِّقَايَةِ

باب: ایام تشریق کی راتوں کو منیٰ میں گزارنے کا وجوب اور پانی پلانے والوں کے لئے نہ ٹھہرنے کی رخصت

829- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ قَالَا حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ الْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اسْتَأْذَنَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبِيتَ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى مِنْ أَجْلِ سِقَايَتِهِ فَأَذِنَ لَهُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے منیٰ والی راتوں میں زمزم پلانے کی خاطر مکہ مکرمہ میں ٹھہرنے کا اذن مانگا تو انہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اذن عطا فرمادیا۔ (سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1674، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 3056، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9473، سنن دارمی: رقم الحدیث: 1995)

830- وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ح وَحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيعًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ كِلَاهُمَا عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

دوسری سند سے بھی یونہی مروی ہے۔ (مرجع السابق)

تشریح:

ایام تشریق کی راتوں کو منیٰ میں گزارنے کا حکم متفق علیہ ہے، اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ حکم از روئے سنت ہے۔

بَابُ فَضْلِ قِيَامٍ بِالسِّقَايَةِ وَالثَّنَاءِ عَلَى أَهْلِهَا وَاسْتِحْبَابِ الشُّرْبِ مِنْهَا

باب: پلانے والے مقام پر قیام کرکے پلانے کی فضیلت، پلانے والوں کی مدح سرائی اور ان سے پینے کا مستحب ہونا

831- وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْهَالِ الضَّرِيرُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُزَنِيِّ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَأَتَاهُ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ مَا لِي أَرَى بَنِي عَمِّكُمْ يَسْقُونَ الْعَسَلَ وَاللَّبَنَ وَأَنْتُمْ تَسْقُونَ النَّبِيذَ أَمِنْ حَاجَةٍ بِكُمْ أَمْ مِنْ بُخْلٍ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْحَمْدُ لِلّٰهِ مَا بِنَا مِنْ حَاجَةٍ وَلَا بُخْلٍ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَخَلْفَهُ أُسَامَةُ فَاسْتَسْقَى فَأَتَيْنَاهُ بِإِنَاءٍ مِنْ نَبِيذٍ فَشَرِبَ وَسَقَى فَضْلَهُ أُسَامَةَ وَقَالَ أَحْسَنْتُمْ وَأَجْمَلْتُمْ كَذَا فَاصْنَعُوا فَلَا نُرِيدُ تَغْيِيرَ مَا أَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عبداللہ مزنی کا بیان ہے کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں خانہ کعبہ کے اندر بیٹھا ہوا تھا تو ایک دیہاتی حاضر ہوکر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کرنے لگا: اس کی وجہ کیا ہے کہ آپ کے چچازاد تو دودھ اور شہد پلایا کرتے ہیں اور آپ نبیذ پلاتے ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ غربت ہے یا پھر بخل ہے؟ اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے ہم نہ تو غربت کے مارے ہیں نہ بخل کے مارے۔ دراصل بات یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر تشریف لائے اس حال میں کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ردیف تھے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی طلب فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم نے برتن کے اندر نبیذ حاضر اقدس کیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نبیذ کو نوش فرمایا اور باقی ماندہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو عطا فرما دیا۔ چنانچہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تبرک نوش فرمایا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم نے انتہائی اچھا اور بہتر کام کرلیا ہے یونہی کیا کرو۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمانے لگے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو امر فرمایا تھا اس میں ہم کوئی ردوبدل نہیں کرنے کا ارادہ رکھتے۔ (سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1728، مسند احمد: رقم الحدیث: 2946، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 2947، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 275)

بَابُ فِي الصَّدَقَةِ بِلُحُومِ الْهَدْيِ وَجُلُودِهَا وَجِلَالِهَا وَلَا يُعْطَى الْجَزَّارُ مِنْهَا شَيْئًا وَجَوَازِ الْإِسْتِنَابَةِ فِي الْقِيَامِ عَلَيْهَا

باب: قربانی کے گوشت، کھال اور جھول کو صدقہ کرنا اور قصاب کو اس میں سے کچھ بھی نہ دیا جائے گا اس پر کسی کو اپنا نائب مقرر کردینے کا جواز

832- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَلِيٍّ قَالَ أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَقُومَ عَلَى بُدْنِهِ وَأَنْ أَتَصَدَّقَ بِلَحْمِهَا وَجُلُودِهَا وَأَجِلَّتِهَا وَأَنْ لَا أُعْطِيَ الْجَزَّارَ مِنْهَا قَالَ نَحْنُ نُعْطِيهِ مِنْ عِنْدِنَا

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں قربانی کے اونٹوں پر نگہبان رہوں اور ان کے گوشت، کھالوں اور جھول کو صدقہ کرڈالوں اور اس میں سے قصاب کی اجرت نہ دوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قصاب کی اجرت ہم اپنے پلے سے دیں گے۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 4149، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 10023، مسند ابی عوانہ: رقم

الحدیث: 3259، مسند احمد: رقم الحدیث: 1256)

833- وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ الْجَزَرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ

دوسری سند سے بھی یونہی مروی ہے۔ (مرجع السابق)

834- وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ وَقَالَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ اَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ فِيْ حَدِيْثِهِمَا اَجْرُ الْجَازِرِ

دوسری سند میں بھی یونہی مروی ہے مگر اس میں قصاب کی اجرت کا تذکرہ نہیں ہے۔ (مرجع السابق)

835- وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُوْنٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ مَرْزُوْقٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ اَخْبَرَنَا وَقَالَ الْاٰخَرَانِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ اَنَّ مُجَاهِدًا اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِيْ لَيْلٰى اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَهٗ اَنْ يَّقُوْمَ عَلٰى بُدْنِهٖ وَاَمَرَهٗ اَنْ يَّقْسِمَ بُدْنَهٗ كُلَّهَا لُحُوْمَهَا وَجُلُوْدَهَا وَجِلَالَهَا فِي الْمَسَاكِيْنِ وَلَا يُعْطِيَ فِيْ جِزَارَتِهَا مِنْهَا شَيْئًا

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم ارشاد فرمایا کہ وہ قربانی والے اونٹوں کے اوپر نگہبان رہیں ان کو یہ حکم ارشاد فرمایا کہ وہ اپنے اونٹوں کے گوشت، کھالوں اور جھولوں کو مسکینوں کے اندر بانٹ دیں اور اس میں سے قصاب کی اجرت نہ بھریں۔ (البحر الزخار: رقم الحدیث: 557، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 4143، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 10022، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 4022)

836- حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الْكَرِيْمِ بْنُ مَالِكٍ الْجَزَرِيُّ اَنَّ مُجَاهِدًا اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِيْ لَيْلٰى اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَهٗ بِمِثْلِهٖ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس کی مثل حکم ارشاد فرمایا۔ (مرجع السابق)

تشریح:

فقہاء احناف نے کہا ہے کہ جس قربانی کا قربانی کرنے والے کے لیے کھانا جائز ہے، اس کو ذبح کرنے کے بعد صدقہ کرنا واجب نہیں، بلکہ اس کے لیے مستحب ہے کہ وہ ایک تہائی کا صدقہ کر دے، اور جس قربانی کا اس کے لیے کھانا جائز نہیں ہے، اس پر اس کا صدقہ کرنا واجب ہے۔

قربانی کرنے والے کے لیے نفلی قربانی، تمتع اور قران کی قربانی سے کچھ کھانا مستحب ہے اور وہ اس میں سے غنی کو بھی کھلا سکتا ہے، اور

Marfat.com

جو قربانی اس پر کفارے یا نذر کی وجہ سے واجب ہوئی ہو اس میں سے اس کے لیے کھانا جائز نہیں۔

قربانی کی جھول اور رسی کو صدقہ کر دے اور اس میں سے قصائی کو اجرت نہ دے، نیز فقہاء نے لکھا ہے کہ قربانی کی کھال کو صدقہ کر دے۔ (شرح صحیح مسلم، از غلام رسول سعیدی، کتاب الحج، ص ۵۶۵، فرید بک سٹال)

بَابُ الِاشْتِرَاكِ فِي الْهَدْيِ

باب: قربانی کے جانور میں اشتراک کا جواز

837- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ نَحَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ الْبَدَنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت ایک اونٹ کو سات اشخاص کی جانب سے حدیبیہ والے سال نحر کیا۔ اور گائے کی قربانی بھی سات اشخاص کی جانب سے پیش کی۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 4121، معجم الاوسط: رقم الحدیث: 8734، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 2426)

838- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُهِلِّينَ بِالْحَجِّ فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَشْتَرِكَ فِي الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ كُلُّ سَبْعَةٍ مِنَّا فِي بَدَنَةٍ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت حج کے لئے لبیک لبیک کی صدائیں لگاتے ہوئے گئے تو ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم ارشاد فرمایا کہ اونٹ اور گائے کی قربانی میں سات سات اشخاص شامل ہوں۔ (مرجع السابق)

839- وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَجَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَحَرْنَا الْبَعِيرَ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت حج کیا سات اشخاص کی جانب سے اونٹ نحر کئے اور سات اشخاص کی جانب سے گائے کی بھی قربانی کی۔ (مرجع السابق)

840- وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ قَالَ اشْتَرَكْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ كُلُّ سَبْعَةٍ فِي بَدَنَةٍ فَقَالَ رَجُلٌ لِجَابِرٍ أَيُشْتَرَكُ فِي الْبَدَنَةِ مَا يُشْتَرَكُ فِي الْجَزُورِ قَالَ مَا هِيَ إِلَّا مِنَ الْبُدْنِ وَحَضَرَ جَابِرٌ الْحُدَيْبِيَةَ قَالَ نَحَرْنَا يَوْمَئِذٍ سَبْعِينَ بَدَنَةً اشْتَرَكْنَا كُلُّ سَبْعَةٍ فِي بَدَنَةٍ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت حج اور عمرہ کرنے گئے۔ اور سات سات

Marfat.com

اشخاص ایک ہی قربانی کے جانور میں شامل ہوئے تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک آدمی نے پوچھا: جس طرح قربانی کے اونٹ میں شامل ہو پاتے ہیں تو آیا یونہی بعد میں خریدے گئے اونٹ میں بھی شامل ہونا جائز ہے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ پہلے اور بعد میں خرید گئے اونٹوں کا حکم واحد ہی ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ حدیبیہ میں تشریف فرما تھے انہوں نے فرمایا کہ ہم نے ستر اونٹ نحر کئے اور ہر اونٹ میں سات اشخاص شامل تھے۔ (مرجع السابق)

841- وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يُحَدِّثُ عَنْ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَأَمَرَنَا إِذَا أَحْلَلْنَا أَنْ نُهْدِيَ وَيَجْتَمِعَ النَّفَرُ مِنَّا فِي الْهَدِيَّةِ وَذَلِكَ حِينَ أَمَرَهُمْ أَنْ يَحِلُّوا مِنْ حَجِّهِمْ فِي هَذَا الْحَدِيثِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کو بیان کرتے ہوئے راوی ہیں کہ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کھولنے کے وقت قربانی کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کچھ اشخاص کا ایک گروہ ایک ہی اونٹ یا گائے میں شامل ہو جائیں۔ یہ حکم احرام کھولنے کے وقت عطا فرمایا تھا۔ (مرجع السابق)

842- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا نَتَمَتَّعُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعُمْرَةِ فَنَذْبَحُ الْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ نَشْتَرِكُ فِيهَا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت حج تمتع کرتے تھے اور ایک ہی گائے کی قربانی میں سات لوگ شامل ہوا کرتے تھے۔ (مرجع السابق)

843- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّاءَ بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ ذَبَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَائِشَةَ بَقَرَةً يَوْمَ النَّحْرِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم نحر کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی جانب سے ایک گائے کو ذبح فرمایا۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 10002)

844- وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى الْأُمَوِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ نَحَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نِسَائِهِ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ بَكْرٍ عَنْ عَائِشَةَ بَقَرَةً فِي حَجَّتِهِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کی طرف سے نحر کیا اور حدیث ابی بکر میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی جانب سے اپنے حج کے اندر ایک گائے کو ذبح فرمایا۔ (مرجع السابق)

تشریح:

احادیث مذکورہ بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ اونٹ یا گائے میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں، اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے کہ اگر سب عبادت کی نیت کریں تو اشتراک جائز ہے بصورت دیگر جائز نہیں۔

Marfat.com

(شرح صحیح مسلم، از غلام رسول سعیدی، کتاب الحج، ص ۵۶۸، فرید بک سٹال)

بَابُ اِسْتِحْبَابِ نَحْرِ الْاِبِلِ قِيَامًا مَّعْقُوْلَةً

باب: اونٹ کو باندھ کر کھڑا کر کے نحر کرنے کا استحباب

845- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ يُوْنُسَ عَنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَتَى عَلَى رَجُلٍ وَّهُوَ يَنْحَرُ بَدَنَتَهُ بَارِكَةً فَقَالَ ابْعَثْهَا قِيَامًا مُقَيَّدَةً سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

زیاد بن جبیر کا بیان ہے کہ ایک آدمی کے پاس حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما تشریف لائے تو اس کو ملاحظہ فرمایا کہ وہ اپنے اونٹ کو بٹھائے ہوئے نحر کر رہا ہے ارشاد فرمایا: اسے اٹھا کر کھڑا کئے ہوئے پاؤں کو باندھ کر نحر کرو یہی تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے۔ (سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1505، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9995، سنن الدارمی: رقم الحدیث: 1966، صحیح ابن خزیمہ: رقم الحدیث: 5903)

بَابُ اِسْتِحْبَابِ بَعْثِ الْهَدْيِ اِلَى الْحَرَمِ لِمَنْ لَّا يُرِيْدُ الذَّهَابَ بِنَفْسِهِ وَاسْتِحْبَابِ تَقْلِيْدِهِ وَفَتْلِ الْقَلَائِدِ وَاَنَّ بَاعِثَهُ لَا يَصِيْرُ مُحْرِمًا وَّلَا يَحْرُمُ عَلَيْهِ شَيْءٌ بِسَبَبِ ذٰلِكَ

باب: آدمی خود حرم شریف میں نہ جانے پر تقلید ہدیٰ کا استحباب اس کے گلے میں ہار پہنانا، خود ہار کو پہنانا مستحب ہے۔ مگر یہ کہ ہدیٰ بھیجنے والا حالت احرام میں داخل نہ ہوگا اور اس پر کچھ بھی حرام نہ ہوگا

846- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَا أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهْدِيْ مِنَ الْمَدِيْنَةِ فَأَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِهِ ثُمَّ لَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِّمَّا يَجْتَنِبُ الْمُحْرِمُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے قربانی والے جانوروں کو بھیج دیتے تھے اور میں خود ہی ان جانوروں کے ہار کو بنتی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم محرم کے بچنے والی چیزوں سے نہ بچا کرتے تھے۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3756، معجم الاوسط: رقم الحدیث: 377، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1495، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 3085)

847- وَحَدَّثَنِيْهِ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ

دوسری سند سے یونہی مروی ہے۔ (مرجع السابق)

848- وَحَدَّثَنَاهُ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَّزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَّخَلَفُ بْنُ هِشَامٍ وَّقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالُوْا أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَى أَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِهِ

Marfat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے خوب یاد رکھا ہوا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہدیٰ کے ہار بنا کرتی تھی۔ (مرجع السابق)

849- وَحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ كُنْتُ أَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ هَاتَيْنِ ثُمَّ لَا يَعْتَزِلُ شَيْئًا وَلَا يَتْرُكُهُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہدیٰ کے خود ہاتھوں سے ہار بنا کرتی تھی۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو کسی چیز سے پرہیز کیا کرتے تھے نہ ہی کسی چیز کو ترک کیا کرتے تھے۔ (مرجع السابق)

850- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا أَفْلَحُ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَتَلْتُ قَلَائِدَ بُدْنِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ ثُمَّ أَشْعَرَهَا وَقَلَّدَهَا ثُمَّ بَعَثَ بِهَا إِلَى الْبَيْتِ وَأَقَامَ بِالْمَدِينَةِ فَمَا حَرُمَ عَلَيْهِ شَيْءٌ كَانَ لَهُ حِلًّا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہدیٰ کی اپنے ہاتھوں سے ہار بنا کرتی تھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اشعار کیا اور ان کے گلے میں ہار ڈالے انہیں خانہ کعبہ کی جانب بھیج دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود مدینہ منورہ میں جلوہ فگن رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایسی کوئی چیز حرام نہ ہوئی جو پہلے حلال تھی۔

851- وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ قَالَ ابْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ الْقَاسِمِ وَأَبِي قِلَابَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْعَثُ بِالْهَدْيِ أَفْتِلُ قَلَائِدَهَا بِيَدَيَّ ثُمَّ لَا يُمْسِكُ عَنْ شَيْءٍ لَا يُمْسِكُ عَنْهُ الْحَلَالُ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہدیٰ کو بھیج دیتے تھے اور میں ان کے ہار خود ہی اپنے ہاتھوں سے بنا کرتی تھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی بھی ایسی چیز کو ترک نہ فرمایا کرتے تھے جسے حلال ترک نہیں کرتا۔ (مرجع السابق)

852- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ أَنَا فَتَلْتُ تِلْكَ الْقَلَائِدَ مِنْ عِهْنٍ كَانَ عِنْدَنَا فَأَصْبَحَ فِينَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَالًا يَأْتِي مَا يَأْتِي الْحَلَالُ مِنْ أَهْلِهِ أَوْ يَأْتِي مَا يَأْتِي الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِهِ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نے ان ہاروں کو اس اون سے بنا تھا جو ہمارے پاس موجود تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کے وقت حلال تھے جیسا کہ حلال آدمی اپنے گھر والی سے ملتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ویسے ملتے تھے۔ (مرجع السابق)

853- وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ رَأَيْتُنِي أَفْتِلُ الْقَلَائِدَ لِهَدْيِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْغَنَمِ فَيَبْعَثُ بِهِ ثُمَّ يُقِيمُ فِينَا حَلَالًا

Marfat.com

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھے یہ بات خوب یاد ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہدی کے ہار اون سے بنا کرتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو بھیجنے سے قبل حلال ہوا کرتے تھے۔ (مرجع السابق)

854- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رُبَّمَا فَتَلْتُ الْقَلَائِدَ لِهَدْيِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُقَلِّدُ هَدْيَهُ ثُمَّ يَبْعَثُ بِهِ ثُمَّ يُقِيمُ لَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِمَّا يَجْتَنِبُ الْمُحْرِمُ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں ہی اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہدی والے ہار بنا کرتی تھی۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں ہدی کے گلے میں ڈالے بھیج دیتے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رک جاتے اور ان چیزوں پر ہیز کیا کرتے تھے جن سے ایک محرم پرہیز کیا کرتا ہے۔ (مرجع السابق)

855- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَهْدَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً إِلَى الْبَيْتِ غَنَمًا فَقَلَّدَهَا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ خانہ کعبہ میں ہدی کے طور پر بکریوں کو روانہ فرمایا پس انہیں قلادہ پہنایا تھا۔ (مرجع السابق)

856- وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّا نُقَلِّدُ الشَّاءَ فَنُرْسِلُ بِهَا وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَالٌ لَمْ يَحْرُمْ عَلَيْهِ مِنْهُ شَيْءٌ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم بکریوں کے گلے میں ہار ڈالے ہوئے بھیج دیتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حلال ہوا کرتے تھے اور خود پر کسی چیز کو حرام نہ ٹھہراتے تھے۔ (مرجع السابق)

857- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ ابْنَ زِيَادٍ كَتَبَ إِلَى عَائِشَةَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ مَنْ أَهْدَى هَدْيًا حَرُمَ عَلَيْهِ مَا يَحْرُمُ عَلَى الْحَاجِّ حَتّٰى يُنْحَرَ الْهَدْيُ وَقَدْ بَعَثْتُ بِهَدْيِي فَاكْتُبِي إِلَيَّ بِأَمْرِكِ قَالَتْ عَمْرَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ لَيْسَ كَمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَا فَتَلْتُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ ثُمَّ قَلَّدَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ ثُمَّ بَعَثَ بِهَا مَعَ أَبِي فَلَمْ يَحْرُمْ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ أَحَلَّهُ اللهُ لَهُ حَتّٰى نُحِرَ الْهَدْيُ

عمرہ بنت عبدالرحمن کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ابن زیاد نے تحریر کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ

فرمایا ہے کہ جس آدمی نے ہدیٰ بھیج دی تو جس وقت تک ہدیٰ کو ذبح نہ کر دیا جائے اس کے اوپر وہ ساری چیزیں حرام ہیں جو کہ حجاج پر احرام کی حالت میں حرام ہوا کرتی ہیں۔ میں بھی ہدیٰ کو روانہ کر چکا ہوں مجھے اس مسئلہ کے اندر اپنا حکم بیان فرما دیجئے۔ فرماتی ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول درست نہیں ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہدیٰ کے خود اپنے ہاتھوں سے ہار بنے تھے۔ اور انہیں میرے والد محترم کے ہاتھوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھیج دیا تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہدیٰ کے روانہ کرنے کے بعد قربانی کرنے کے وقت تک خود پر ان چیزوں میں سے کسی بھی چیز کو حرام نہ ٹھہرایا تھا جو آپ کے لئے رب تعالیٰ نے حلال فرمایا تھا۔ (مرجع السابق)

858- وَحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ وَهِيَ مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ تُصَفِّقُ وَتَقُولُ كُنْتُ أَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ ثُمَّ يَبْعَثُ بِهَا وَمَا يُمْسِكُ عَنْ شَيْءٍ مِمَّا يُمْسِكُ عَنْهُ الْمُحْرِمُ حَتَّى يُنْحَرَ هَدْيُهُ

مسروق کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سنا ہے آپ پردہ کے پیچھے دستک دے کر فرما رہی تھیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہدیٰ کے ہار خود اپنے ہاتھوں سے بنا کرتی تھی۔ بعد میں ان کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھیج دیا تھا۔ اور ہدیٰ کے نحر ہونے تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کام کو نہ چھوڑا تھا جسے محرم ترک کر دیتا ہے۔ (مرجع السابق)

859- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا دَاوُدُ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ كِلَاهُمَا عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ بِمِثْلِهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

دوسری سند بھی اس کی مثل مروی ہے۔ (مرجع السابق)

تشریح:

احناف کے نزدیک بکری کے گلے میں ہار ڈالنا جائز تو ہے لیکن سنت ثابت نہیں ہے، اور نہ ہی لوگ اس پر عمل کرتے آئے ہیں۔
(شرح صحیح مسلم، از غلام رسول سعیدی، کتاب الحج، ص ۵۷۶، فرید بک سٹال)

بَابُ جَوَازِ رُكُوبِ الْبَدَنَةِ الْمُهْدَاةِ لِمَنِ احْتَاجَ إِلَيْهَا

باب: حاجت کے وقت بدنہ پر سوار ہونے کا جواز

860- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ ارْكَبْهَا قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهَا بَدَنَةٌ فَقَالَ ارْكَبْهَا وَيْلَكَ فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الثَّالِثَةِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ایسے آدمی کو دیکھا جو بدنہ کو ہنکائے ہوئے جا رہا

تھا۔ارشاد فرمایا: اس پر سوار ہو جاؤ۔ وہ عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ تو بدنہ ہے۔ ارشاد فرمایا: سوار ہو جاؤ اور دوسری یا تیسری دفعہ ارشاد فرمایا: تم کو خرابی ہو۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3781، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1497، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 3094، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9984)

861-وَحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى ابْنُ يَحْيَى اَخْبَرَنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِزَامِيُّ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَسُوْقُ بَدَنَةً مُقَلَّدَةً

دوسری سند میں بھی یونہی مروی ہے کہ اس میں اضافہ یہ ہے کہ اس بدنہ کے گلے میں قلادہ ڈلا ہوا تھا۔ (مرجع السابق)

862- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَسُوْقُ بَدَنَةً مُقَلَّدَةً قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْلَكَ ارْكَبْهَا فَقَالَ بَدَنَةٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَيْلَكَ ارْكَبْهَا وَيْلَكَ ارْكَبْهَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی اس اونٹ کو ہنکا کر لیے جا رہا تھا جس کی گردن میں ہار ڈلے ہوئے تھے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو ارشاد فرمایا: تمہارا ستیاناس ہو اس کے اوپر سوار ہو جاؤ وہ عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ تو بدنہ ہے۔ ارشاد فرمایا: تمہارا ستیاناس ہو اس پر سوار ہو جاؤ، تمہارا ستیاناس ہو اس پر سوار ہو جاؤ۔ (مرجع السابق)

863-وَحَدَّثَنِيْ عَمْرٌو النَّاقِدُ وَسُرَيْجُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَا حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ اَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ وَاَظُنُّنِيْ قَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ اَنَسٍ ح وَحَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ اَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ يَسُوْقُ بَدَنَةً فَقَالَ ارْكَبْهَا فَقَالَ اِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک آدمی کے پاس سے گزر ہوا جو اپنے اونٹ کو ہنکائے جا رہا تھا۔ وہ عرض گزار ہوا: یہ تو بدنہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سوار ہو جاؤ۔ وہ عرض گزار ہوا: یہ تو بدنہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو دفعہ یا تین دفعہ ارشاد فرمایا: سوار ہو جاؤ۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9986، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 835، سنن دارمی: رقم الحدیث: 1965، سنن النسائی: رقم الحدیث: 2800)

864-وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْاَخْنَسِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ مُرَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَدَنَةٍ اَوْ هَدِيَّةٍ فَقَالَ ارْكَبْهَا قَالَ اِنَّهَا بَدَنَةٌ اَوْ هَدِيَّةٌ فَقَالَ وَاِنْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک آدمی کے پاس سے گزر ہوا اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کے اوپر سوار ہو جاؤ۔ وہ عرض گزار ہوا: یہ تو بدنہ ہے۔ ارشاد فرمایا: کچھ حرج نہیں۔ (مرجع السابق)

865- وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ بِشْرٍ عَنْ مِسْعَرٍ حَدَّثَنِي بُكَيْرُ بْنُ الْأَخْنَسِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ مُرَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَدَنَةٍ فَذَكَرَ مِثْلَهُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مثل سابق حدیث مروی ہے۔ (مرجع السابق)

866- وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ سُئِلَ عَنْ رُكُوبِ الْهَدْيِ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ارْكَبْهَا بِالْمَعْرُوفِ إِذَا أُلْجِئْتَ إِلَيْهَا حَتَّى تَجِدَ ظَهْرًا

ابوزبیر کا بیان ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے ہدیٰ پر سوار ہونے کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس وقت شدید قسم کی مجبوری پڑ جائے تو اس وقت اس کے اوپر حاجت کی مقدار سواری کرلو۔ (سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1498، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9988، شرح السنۃ: ج: 1 ص: 482، صحیح ابن خزیمہ: رقم الحدیث: 2664)

867- وَحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ سَأَلْتُ جَابِرًا عَنْ رُكُوبِ الْهَدْيِ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ارْكَبْهَا بِالْمَعْرُوفِ حَتَّى تَجِدَ ظَهْرًا

ابوزبیر کا بیان ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہدیٰ پر سوار ہونے کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس وقت تک دوسری کوئی سواری نہ میسر ہو سکے تو اس کے اوپر سوار ہونے کا استحقاق ہے۔ (مرجع السابق)

تشریح:

احادیث مذکورہ بالا میں مجبوری کے وقت قربانی کے جانور اونٹ وغیرہ پر سوار ہونے کی اجازت بیان کی گئی ہے، اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ (الحج: ۳۳)

ترجمہ: تمہارے لئے ان مویشیوں میں مدت معین تک فوائد ہیں، پھر ان کو ذبح کرنے کا مقام قدیم گھر کی طرف ہے۔

''ہدی کا معنی اور ھدی پر سوار ہونے کے متعلق مذاہب فقہاء:

الحج: ۳۳ میں فرمایا: تمہارے لئے ان مویشیوں میں مدت معین تک فوائد ہیں پھر ان کو ذبح کرنے کا مقام قدیم گھر کی طرف ہے۔ ان مویشیوں کے فوائد سے مراد ہے اونٹوں پر سوار ہونا، اونٹنیوں کا دودھ پینا، ان کی نسل بڑھانا اور ان کے اون اور بالوں کو کام میں لانا بہ شرطیکہ ان مویشیوں کے مالک نے ان کو ھدی (قربانی جانور) نہ قرار دیا ہو۔ حج یا عمرہ کرنے والا جس جانور کو اپنے ساتھ اس نیت سے لے جائے کہ اس کو حرم میں ذبح کیا جائے گا تو اس کو ھدی کہتے ہیں۔ جب کسی جانور کو ھدی کے لئے نامزد کر دیا جائے تو پھر بغیر کسی مجبوری کے اس جانور سے کسی قسم کا نفع اٹھانا جائز نہیں ہے مثلاً اونٹ کو ھدی بنا کر ساتھ لیا اور خود پیدل چل رہا ہے، سواری کے لئے کوئی

Marfat.com

اور جانور نہیں اور پیدل چلنا اس پر دشوار ہو تو مجبوری اور ضرورت کی وجہ سے اس ھدی پر اس کا سوار ہونا جائز ہے۔

حضرت ابن عباس اور مجاہد نے فرمایا اونٹ یا اونٹنی کو بدنہ اور ھدی قرار دینے کے بعد اس کا دودھ پینے، اس پر سوار ہونے اور دیگر فوائد ختم ہو جاتے ہیں۔ (جامع البیان رقم الحدیث: 19019، 19،20-19،21-12922)

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دیکھا ایک شخص بدنہ کو کھینچ کر لے جا رہا تھا، آپ نے اس سے فرمایا، اس پر سوار ہو جاؤ اس نے کہا یہ بدنہ (قربانی کا اونٹ) ہے آپ نے دو یا تین بار فرمایا تم پر افسوس ہے اس پر سوار ہو جاؤ۔
(صحیح البخاری رقم الحدیث 1689 صحیح مسلم رقم الحدیث: 1322 سنن ابوداؤد رقم الحدیث: 1760، سنن نسائی رقم الحدیث: 2799)

امام مالک، امام احمد اور غیر مقلدین کا مذہب یہ ہے کہ بغیر ضرورت کے بھی بدنہ اور ھدی پر سوار ہو سکتا ہے بہ شرطیکہ اس کو ضرر نہ ہو، اور ان کی دلیل یہ حدیث ہے۔ اور امام ابوحنیفہ اور امام شافعی یہ کہتے ہیں کہ بغیر ضرورت کے ھدی پر سوار نہ ہو ان کی دلیل حسب ذیل حدیث ہے:

حضرت جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں ہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ھدی پر سوار ہونے کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا، تم مجبوری کی حالت میں اس پر سوار ہو سکتے ہو حتیٰ کہ تمہیں کوئی اور سواری مل جائے۔
(صحیح مسلم رقم الحدیث: 1324 سنن ابوداؤد رقم الحدیث: 1761، سنن النسائی رقم الحدیث: 2802) (تبیان القرآن: سورۃ الحج: ۳۳)

بَابُ مَا يَفْعَلُ بِالْهَدْيِ إِذَا عَطِبَ فِي الطَّرِيقِ

باب: جب راستہ میں ہدیٰ تھک جائے تو پھر کیا کیا جائے؟

868- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ الضُّبَعِيِّ حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ سَلَمَةَ الْهُذَلِيُّ قَالَ انْطَلَقْتُ أَنَا وَسِنَانُ بْنُ سَلَمَةَ مُعْتَمِرَيْنِ قَالَ وَانْطَلَقَ سِنَانٌ مَعَهُ بِبَدَنَةٍ يَسُوقُهَا فَأَزْحَفَتْ عَلَيْهِ بِالطَّرِيقِ فَعَيِيَ بِشَأْنِهَا إِنْ هِيَ أُبْدِعَتْ كَيْفَ يَأْتِي بِهَا فَقَالَ لَئِنْ قَدِمْتُ الْبَلَدَ لَأَسْتَحْفِيَنَّ عَنْ ذَلِكَ قَالَ فَأَضْحَيْتُ فَلَمَّا نَزَلْنَا الْبَطْحَاءَ قَالَ انْطَلِقْ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ نَتَحَدَّثْ إِلَيْهِ قَالَ فَذَكَرَ لَهُ شَأْنَ بَدَنَتِهِ فَقَالَ عَلَى الْخَبِيرِ سَقَطْتَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسِتَّ عَشْرَةَ بَدَنَةً مَعَ رَجُلٍ وَأَمَّرَهُ فِيهَا قَالَ فَمَضَى ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ أَصْنَعُ بِمَا أُبْدِعَ عَلَيَّ مِنْهَا قَالَ انْحَرْهَا ثُمَّ اصْبُغْ نَعْلَيْهَا فِي دَمِهَا ثُمَّ اجْعَلْهُ عَلَى صَفْحَتِهَا وَلَا تَأْكُلْ مِنْهَا أَنْتَ وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ رُفْقَتِكَ

موسیٰ بن سلمہ ہذلی کا بیان ہے کہ میں اور سنان بن سلمہ عمرہ کرنے گئے تو سنان اپنی معیت بدنہ کو لے کر گئے راستہ میں بدنہ تھک کر رک گیا اس پر سنان کو پریشانی لاحق ہوگئی اگر یہ بدنہ تھک کر ٹھہر گیا تو پھر وہ کیا کر پائیں گے۔ وہ سوچنے لگے کہ شہر جاتے ہی اس کے متعلق مسئلہ دریافت کرلیں گے جب ہم دوپہر کے وقت مقام بطحاء کو پہنچے تو فرمایا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہو کر اس واقعہ کو عرض کرتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر ساری صورت حال بتائی تو انہوں نے فرمایا: تم نے ایک

Marfat.com

ایسے آدمی سے مسئلہ پوچھا ہے جو اسے جانتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ ایک آدمی کے ساتھ سولہ بدنوں کو بھیجا تھا۔ وہ آدمی جا کر پھر حاضر ہوا تو عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر ان میں سے کوئی بدنہ تھک جائے تو پھر میں کیا کروں؟ ارشاد فرمایا: اسے نحر کر ڈالو۔ اور اس گلے میں ڈلی دو جوتیاں اس کے خون میں ڈال کر اس کے کوہان کے اوپر مار دو اور اس کے گوشت کو تم اور تمہارے رفقاء میں سے کوئی بھی نہ کھائے۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 4136، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1500، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 4024، مسند احمد: رقم الحدیث: 1772)

869- وَحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ مُوسَى بْنِ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بِثَمَانَ عَشْرَةَ بَدَنَةً مَعَ رَجُلٍ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ عَبْدِ الْوَارِثِ وَلَمْ يَذْكُرْ أَوَّلَ الْحَدِيثِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کی معیت اٹھارہ بدنوں کو بھیجا آگے حسب سابق روایت ہے۔ (مرجع السابق)

870- حَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سِنَانِ ابْنِ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ ذُؤَيْبًا أَبَا قَبِيصَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَبْعَثُ مَعَهُ بِالْبُدْنِ ثُمَّ يَقُولُ إِنْ عَطِبَ مِنْهَا شَيْءٌ فَخَشِيتَ عَلَيْهِ مَوْتًا فَانْحَرْهَا ثُمَّ اغْمِسْ نَعْلَهَا فِي دَمِهَا ثُمَّ اضْرِبْ بِهِ صَفْحَتَهَا وَلَا تَطْعَمْهَا أَنْتَ وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ رُفْقَتِكَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ذویب ابو قبیصہ رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا کہ میری معیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدنوں کو بھیجا تھا۔ اور یہ حکم ارشاد فرمایا تھا کہ اگر ان میں کوئی بدنہ تھک جائے اور تم کو اس کے مرجانے کا خطرہ ہو تو پھر اسے ذبح کر ڈالنا اور اس کی گردن میں ڈلی جوتیاں اس کے خون میں رنگ کر کوہان کے اوپر لگا دینا۔ اور اس کے گوشت کو تم اور تمہارے رفقاء میں سے کوئی بھی نہ کھانے پائے۔ (مسند احمد: رقم الحدیث: 17292، سنن الکبریٰ للبیہقی: رقم الحدیث: 18947، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 3009، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 3105)

تشریح:

یاد رہے کہ یہ نفلی قربانی کی صورت میں ہے اور اگر قربانی واجب ہو تو احناف کے نزدیک دوسرے جانور کو اس کے بدلہ میں خریدا جائے گا، اور اس پہلے جانور کے ساتھ جو چاہے کرے کہ یہ اس کی بقیہ املاک کی طرح ایک ملکیت ہے۔ (شرح صحیح مسلم، کتاب الحج، ص ۵۸۲)

بَابُ وُجُوبِ طَوَافِ الْوَدَاعِ وَسُقُوطِهِ عَنِ الْحَائِضِ

باب: طواف وداع کا وجوب اور حائضہ عورت سے اس کا ساقط ہونا

Marfat.com

871- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَّزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَنْصَرِفُونَ فِي كُلِّ وَجْهٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْفِرَنَّ أَحَدٌ حَتَّى يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهِ بِالْبَيْتِ قَالَ زُهَيْرٌ يَنْصَرِفُونَ كُلَّ وَجْهٍ وَلَمْ يَقُلْ فِي

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ (حج سے فراغت پانے کے بعد) لوگ کسی جگہ سے بھی لوٹ جایا کرتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں کوئی بھی آدمی بغیر خانہ کعبہ کے طواف کے واپس نہ ہو۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 4184، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 10986، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 3061، سنن الدارمی: رقم الحدیث: 1932)

872- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَّأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لِسَعِيدٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أُمِرَ النَّاسُ أَنْ يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهِمْ بِالْبَيْتِ إِلَّا أَنَّهُ خُفِّفَ عَنِ الْمَرْأَةِ الْحَائِضِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ لوگوں کو یہ حکم ارشاد فرمایا گیا کہ وہ سب سے آخر میں خانہ کعبہ کا طواف کریں مگر حائضہ عورت کو اس میں تخفیف عطا فرمائی گئی۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9527، مستدرک: رقم الحدیث: 1724، صحیح ابن خزیمہ: رقم الحدیث: 3001، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 13393)

873- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ ابْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ إِذْ قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ تُفْتِي أَنْ تَصْدُرَ الْحَائِضُ قَبْلَ أَنْ يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهَا بِالْبَيْتِ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ إِمَّا لَا فَسَلْ فُلَانَةَ الْأَنْصَارِيَّةَ هَلْ أَمَرَهَا بِذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَرَجَعَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَضْحَكُ وَهُوَ يَقُولُ مَا أَرَاكَ إِلَّا قَدْ صَدَقْتَ

طاؤس کا بیان ہے کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر تھا تو ان سے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا: کیا آپ نے یہ فتویٰ دے رکھا ہے کہ حیض والی عورت طواف وداع سے قبل مکہ مکرمہ سے واپس لوٹ سکتی ہے اس پر انہوں نے فرمایا: اگر آپ رضی اللہ عنہ کو میرے فتویٰ کے اوپر اعتماد نہیں تو پھر فلاں انصاری عورت کے پاس جا کر دریافت کرلو کہ کیا اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا حکم ارشاد فرمایا تھا یا نہیں۔ اس پر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس سے ہنس ہنس کر واپس ہو گئے اور وہ یہ فرماتے ہوئے گئے کہ آپ ہمیشہ سچ بولتے ہیں۔ (مرجع السابق)

874- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَعُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ حَاضَتْ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ بَعْدَ مَا أَفَاضَتْ قَالَتْ عَائِشَةُ فَذَكَرْتُ حِيضَتَهَا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَابِسَتُنَا هِيَ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهَا كَانَتْ أَفَاضَتْ وَطَافَتْ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَاضَتْ

بَعْدَ الْإِفَاضَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْتَنْفِرْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کو طواف افاضہ کے بعد حیض جاری ہو گیا۔ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے حیض جاری ہونے کا تذکرہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا وہ ہمیں روک دینے والی ہیں؟ میں عرض گزار ہوئی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! انہوں نے طواف افاضہ بھی کر لیا ہے۔ پھر حیض والی ہوئی ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پھر تو چل پڑو۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 4187، معجم الاوسط: رقم الحدیث: 378، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9532، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 3903)

875- حَدَّثَنِيْ اَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى وَاَحْمَدُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ اَحْمَدُ حَدَّثَنَا وَقَالَ الْاٰخَرَانِ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَتْ طَمِثَتْ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ بَعْدَ مَا اَفَاضَتْ طَاهِرًا بِمِثْلِ حَدِيْثِ اللَّيْثِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اُمّ المومنین حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کو حجۃ الوداع کے موقع پر طواف افاضہ کے بعد حیض جاری ہو گیا آگے مثل سابق روایت ہے۔ (مرجع السابق)

876- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ يَعْنِيْ ابْنَ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ ابْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ كُلُّهُمْ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا ذَكَرَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ صَفِيَّةَ قَدْ حَاضَتْ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ الزُّهْرِيِّ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں عرض گزار ہوئیں: حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کو حیض جاری ہو گیا ہے۔ (مرجع السابق)

877- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا اَفْلَحُ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّا نَتَخَوَّفُ اَنْ تَحِيْضَ صَفِيَّةُ قَبْلَ اَنْ تُفِيْضَ قَالَتْ فَجَائَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَحَابِسَتُنَا صَفِيَّةُ قُلْنَا قَدْ اَفَاضَتْ قَالَ فَلَا اِذَنْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم کو اس بات کا ڈر تھا کہ حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا طواف سے قبل حالت حیض سے ہو پڑیں گی۔ چنانچہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ فگن ہوئے تو دریافت فرمایا: کیا صفیہ (رضی اللہ عنہا) ہمیں روک دینے والی ہیں؟ عرض کیا: انہوں نے طواف افاضہ بھی کر لیا ہے۔ ارشاد فرمایا: پھر تو کچھ حرج نہیں۔ (مرجع السابق)

878- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ قَدْ حَاضَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّهَا تَحْبِسُنَا اَلَمْ تَكُنْ طَافَتْ مَعَكُنَّ

Marfat.com

بِالْبَیْتِ قَالُوْا بَلٰی قَالَ فَاخْرُجْنَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں عرض گزار ہوئی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کو حیض جاری ہو گیا ہے۔ ارشاد فرمایا: شاید انہوں نے ہمیں روک دینا ہے۔ کیا انہوں نے تمہاری معیت خانہ کعبہ کا طواف نہ کیا تھا۔ کہا: کیوں نہیں۔ ارشاد فرمایا: پھر تو نکل پڑو۔ (مرجع السابق)

879- وَحَدَّثَنِی الْحَکَمُ بْنُ مُوْسٰی حَدَّثَنِیْ یَحْیَی بْنُ حَمْزَةَ عَنِ الْاَوْزَاعِیِّ لَعَلَّهٗ قَالَ عَنْ یَحْیَی بْنِ اَبِیْ کَثِیْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ التَّیْمِیِّ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرَادَ مِنْ صَفِیَّةَ بَعْضَ مَا یُرِیْدُ الرَّجُلُ مِنْ اَهْلِهٖ فَقَالُوْا اِنَّهَا حَائِضٌ یَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنَّهَا لَحَابِسَتُنَا قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهَا قَدْ زَارَتْ یَوْمَ النَّحْرِ قَالَ فَلْتَنْفِرْ مَعَکُمْ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ قصد فرمایا جو ایک شخص اپنی زوجہ کے ساتھ قصد کرتا ہے۔ تو پتہ چلا کہ ان کو تو حیض جاری ہو گیا ہے۔ ارشاد فرمایا: کیا انہوں نے ہمیں روک دینا ہے۔ عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! وہ یوم نحر کو طواف زیارت کر چکی ہیں۔ ارشاد فرمایا: پھر تو ہماری معیت چل پڑیں گی۔ (مرجع السابق)

880- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ وَّاللَّفْظُ لَهٗ حَدَّثَنَا اَبِیْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَکَمِ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا اَرَادَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّنْفِرَ اِذَا صَفِیَّةُ عَلٰی بَابِ خِبَائِهَا کَئِیْبَةً حَزِیْنَةً فَقَالَ عَقْرٰی حَلْقٰی اِنَّکِ لَحَابِسَتُنَا ثُمَّ قَالَ لَهَا اَکُنْتِ اَفَضْتِ یَوْمَ النَّحْرِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَانْفِرِیْ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے روانہ ہونے کا ارادہ فرمایا تو حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا اپنے خیمہ کے دروازہ پر افسردہ حالت میں کھڑی ہو گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: زخمی سرمنڈی تو ہمیں روک دینے والی ہو؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم نے یوم نحر کو طواف افاضہ کیا تھا۔ وہ عرض گزار ہوئیں: ہاں۔ تو ارشاد فرمایا: تو پھر چل پڑو۔ (مرجع السابق)

881- وَحَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیٰی وَاَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَاَبُوْ کُرَیْبٍ عَنْ اَبِیْ مُعَاوِیَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ ح وَحَدَّثَنَا زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ جَمِیْعًا عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِیْثِ الْحَکَمِ غَیْرَ اَنَّهُمَا لَا یَذْکُرَانِ کَئِیْبَةً حَزِیْنَةً

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کی مثل مروی مگر کئیبة حزینة کا ذکر نہیں۔ (مرجع السابق)

بَابُ اِسْتِحْبَابِ دُخُوْلِ الْکَعْبَةِ لِلْحَاجِّ وَغَیْرِهٖ وَالصَّلٰوةِ فِیْهَا

باب: حجاج وغیرہ کے لئے کعبہ معظمہ میں داخل اور اس میں نماز پڑھنے کا استحباب

882- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ هُوَ وَأُسَامَةُ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْحَجَبِيُّ فَأَغْلَقَهَا عَلَيْهِ ثُمَّ مَكَثَ فِيهَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَسَأَلْتُ بِلَالًا حِينَ خَرَجَ مَا صَنَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَعَلَ عَمُودَيْنِ عَنْ يَسَارِهِ وَعَمُودًا عَنْ يَمِينِهِ وَثَلَاثَةَ أَعْمِدَةٍ وَرَاءَهُ وَكَانَ الْبَيْتُ يَوْمَئِذٍ عَلَى سِتَّةِ أَعْمِدَةٍ ثُمَّ صَلَّى

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ معظمہ میں داخل ہوئے اور حضرت اسامہ، حضرت بلال اور حضرت عثمان بن طلحہ الحجبی رضی اللہ عنہم بھی داخل ہو گئے اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کعبہ معظمہ کا دروازہ بند کر دیا گیا پھر اس میں ٹھہرے رہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت باہر تشریف لے کر آئے تو میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر جا کر کیا بجالایا تھا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ستونوں کو الٹی جانب ایک کو سیدھی جانب اور تین ستونوں کو اپنے پیچھے چھوڑ دیا تو بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا فرمائی۔ اور اس وقت بیت اللہ کے ستون چھ تھے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 2، ص: 158، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 825، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 1041، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 3600)

883- حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ كُلُّهُمْ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ أَبُو كَامِلٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَنَزَلَ بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ وَأَرْسَلَ إِلَى عُثْمَانَ ابْنِ طَلْحَةَ فَجَاءَ بِالْمِفْتَحِ فَفَتَحَ الْبَابَ قَالَ ثُمَّ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِلَالٌ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ وَأَمَرَ بِالْبَابِ فَأُغْلِقَ فَلَبِثُوا فِيهِ مَلِيًّا ثُمَّ فَتَحَ الْبَابَ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ فَبَادَرْتُ النَّاسَ فَلَقِيتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَارِجًا وَبِلَالٌ عَلَى إِثْرِهِ فَقُلْتُ لِبِلَالٍ هَلْ صَلَّى فِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ أَيْنَ قَالَ بَيْنَ الْعَمُودَيْنِ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ قَالَ وَنَسِيتُ أَنْ أَسْأَلَهُ كَمْ صَلَّى

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ مکرمہ والے روز جلوہ افروز ہوئے اور صحن کعبہ میں نزول فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو بلوایا انہوں نے چابی لے آ کر حاضر اقدس کر دی اور دروازہ کو کھول دیا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ معظمہ کے اندر تشریف لے گئے ساتھ یہ حضرت بلال، حضرت اسامہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہم بھی تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کے مطابق دروازہ کو بند فرما دیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اندر کافی دیر تک ٹھہراؤ فرمایا۔ پھر دروازہ کو کھول دیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ راوی فرماتے ہیں کہ میں نے جھپٹتے ہوئے سارے لوگوں سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے باہر ملاقات کی۔ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے تھے۔ میں نے ان سے دریافت کیا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا فرمائی تھی۔ فرمایا: ہاں۔ دریافت کیا: کس مقام پر۔ تو انہوں نے فرمایا: اپنے آگے والے دو ستونوں

کے مابین۔ اس پر راوی فرماتے ہیں کہ میں یہ دریافت کرنا بھول گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی رکعات ادا فرمائی تھیں۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:2، ص:64، سنن النسائی: رقم الحدیث:2856)

884- وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ عَلَى نَاقَةٍ لِأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ حَتَّى أَنَاخَ بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ ثُمَّ دَعَا عُثْمَانَ بْنَ طَلْحَةَ فَقَالَ ائْتِنِي بِالْمِفْتَاحِ فَذَهَبَ إِلَى أُمِّهِ فَأَبَتْ أَنْ تُعْطِيَهُ فَقَالَ وَاللَّهِ لَتُعْطِينِهِ أَوْ لَيَخْرُجَنَّ هَذَا السَّيْفُ مِنْ صُلْبِي قَالَ فَأَعْطَتْهُ إِيَّاهُ فَجَاءَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَفَعَهُ إِلَيْهِ فَفَتَحَ الْبَابَ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی ناقہ پر سوار ہو کر فتح مکہ مکرمہ والے روز جلوہ فگن ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی کو صحن کعبہ کے اندر بٹھا دیا پھر حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو بلوایا تو ارشاد فرمایا: مجھے چابی لا کر دیجئے۔ تو انہوں نے اپنی والدہ کے پاس جا کر چابی طلب کی تو اس نے چابی دینے سے انکار کر دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: چابی دو وگرنہ میں اپنی تلوار کو میان سے نکال لوں گا۔ اس پر اس کی ماں نے ان کو چابی تھما دی۔ پھر انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جا کر پیش کر دی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازہ کھول دیا آگے پچھلی حدیث کی مانند مروی ہے۔ (مرجع السابق)

885- وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ وَمَعَهُ أُسَامَةُ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ فَأَجَافُوا عَلَيْهِمُ الْبَابَ طَوِيلًا ثُمَّ فُتِحَ فَكُنْتُ أَوَّلَ مَنْ دَخَلَ فَلَقِيتُ بِلَالًا فَقُلْتُ أَيْنَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَيْنَ الْعَمُودَيْنِ الْمُقَدَّمَيْنِ فَنَسِيتُ أَنْ أَسْأَلَهُ كَمْ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے اندر داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت حضرت اسامہ، حضرت بلال اور حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہم بھی داخل ہو گئے اس کے بعد دروازہ کو بند فرما دیا گیا اور دروازہ بہت زیادہ دیر کے بعد کھلا۔ میں ہی سب سے اولاً اندر داخل ہوا میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے ملا تو میں نے دریافت کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس مقام پر نماز ادا فرمائی تھی تو انہوں نے فرمایا: پہلے والے دو ستونوں کے مابین اب میں یہ ان سے سوال کرنا بھول گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی رکعتیں نماز ادا فرمائی تھی۔ (مرجع السابق)

886- وَحَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ انْتَهَى إِلَى الْكَعْبَةِ وَقَدْ دَخَلَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِلَالٌ وَأُسَامَةُ وَأَجَافَ عَلَيْهِمْ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْبَابَ قَالَ فَمَكَثُوا فِيهِ مَلِيًّا ثُمَّ فُتِحَ الْبَابُ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَقِيتُ الدَّرَجَةَ فَدَخَلْتُ الْبَيْتَ فَقُلْتُ اَيْنَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا هَاهُنَا قَالَ وَنَسِيتُ اَنْ اَسْاَلَهُمْ كَمْ صَلَّى

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں کعبہ معظمہ تک پہنچا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت بلال اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہما کعبہ معظمہ میں داخل ہو گئے تھے اور حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ پر دروازہ کو بند کر دیا تھا۔ یہ بزرگ بہت زیادہ دیر تک اندر ہی رہے۔ اس کے بعد دروازہ کو کھولا گیا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر جلوہ افروز ہوئے۔ اور میں سیڑھی کی جانب سے اندر پہنچا اور دریافت کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کس مقام پر پڑھی ہے۔ تو فرمایا: اس مقام پر۔ اور میں ان سے یہ دریافت کرنا بھول گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی رکعتیں نماز ادا فرمائی ہے۔ (مرجع السابق)

887- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ اَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيهِ اَنَّهُ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ هُوَ وَاُسَامَةُ ابْنُ زَيْدٍ وَّبِلَالٌ وَّعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ فَاَغْلَقُوا عَلَيْهِمْ فَلَمَّا فَتَحُوا كُنْتُ فِي اَوَّلِ مَنْ وَلَجَ فَلَقِيتُ بِلَالًا فَسَاَلْتُهُ هَلْ صَلَّى فِيهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ صَلَّى بَيْنَ الْعَمُوْدَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ

سالم اپنے والد محترم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ معظمہ کے اندر تشریف لے گئے اور ساتھ حضرت اسامہ بن زید، حضرت بلال اور حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہم بھی داخل ہوئے پھر دروازہ کو بند کر دیا۔ جس وقت انہوں نے دروازہ کھولا تو میں ہی سب سے پہلے اندر گیا میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ملا تو ان سے دریافت کیا: کیا ان کے اندر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا فرمائی ہے۔ وہ فرمانے لگے: ہاں۔ دو یمنی ستونوں کے مابین نماز ادا فرمائی ہے۔ (مرجع السابق)

888- وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِي يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ اَبِيهِ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ هُوَ وَاُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَّبِلَالٌ وَّعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ وَلَمْ يَدْخُلْهَا مَعَهُمْ اَحَدٌ ثُمَّ اُغْلِقَتْ عَلَيْهِمْ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ فَاَخْبَرَنِي بِلَالٌ اَوْ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِي جَوْفِ الْكَعْبَةِ بَيْنَ الْعَمُوْدَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ معظمہ میں تشریف لے گئے ساتھ حضرت اسامہ بن زید، حضرت بلال اور حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہم بھی داخل ہوئے۔ راوی نے فرمایا کہ وہ نہ ساتھ جا پائے۔ پھر دروازہ کو ان پر بند کر دیا گیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مجھے حضرت بلال یا حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ معظمہ کے اندر دو یمنی ستونوں کے مابین نماز ادا فرمائی ہے۔ (مرجع السابق)

889- حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ بَكْرٍ قَالَ عَبْدٌ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ اَسَمِعْتَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ اِنَّمَا اُمِرْتُمْ بِالطَّوَافِ وَلَمْ تُؤْمَرُوْا

Marfat.com

بِدُخُولِهِ قَالَ لَمْ يَكُنْ يَنْهَى عَنْ دُخُولِهِ وَلَكِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا دَخَلَ الْبَيْتَ دَعَا فِي نَوَاحِيهِ كُلِّهَا وَلَمْ يُصَلِّ فِيهِ حَتَّى خَرَجَ فَلَمَّا خَرَجَ رَكَعَ فِي قُبُلِ الْبَيْتِ رَكْعَتَيْنِ وَقَالَ هَذِهِ الْقِبْلَةُ قُلْتُ لَهُ مَا نَوَاحِيهَا أَفِي زَوَايَاهَا قَالَ بَلْ فِي كُلِّ قِبْلَةٍ مِنَ الْبَيْتِ

ابن جریج کا بیان ہے کہ میں نے عطاء سے کہا: کیا آپ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ سن رکھا ہے کہ تم کو کعبہ معظمہ میں طواف کا حکم فرمایا گیا ہے۔ کعبہ معظمہ میں داخل ہونے کا حکم نہ دیا گیا۔ اس پر عطاء نے فرمایا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کعبہ معظمہ میں داخل ہونے سے نہ روکا کرتے ہاں وہ کہا کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کعبہ معظمہ میں تشریف لے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سارے کونوں میں دعا گو ہوئے اور نماز نہ ادا فرمائی حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر کو جلوہ افروز ہوئے اور باہر تشریف لا کر خانہ کعبہ کے محاذی دو رکعتیں ادا فرمائیں۔ اور ارشاد فرمایا: یہ قبلہ ہے۔ میں نے دریافت کیا: بیت اللہ کے کناروں اور اس کے گوشوں کے بارے میں کیا حکم ہے۔ فرمایا: بلکہ بیت اللہ زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً کی ہر طرف قبلہ ہی ہے۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 3608، صحیح ابن خزیمہ: رقم الحدیث: 3003)

890- حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ وَفِيهَا سِتُّ سَوَارٍ فَقَامَ عِنْدَ كُلِّ سَارِيَةٍ فَدَعَا وَلَمْ يُصَلِّ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ معظمہ میں جلوہ افروز ہوئے اس کے اندر چھ ستون تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ستون کے پاس قیام فرما کر دعا فرمائی مگر نماز ادا نہ فرمائی۔ (معجم الاوسط: رقم الحدیث: 1020، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 11339، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 3207)

891- وَحَدَّثَنِي سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنِي هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى صَاحِبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ فِي عُمْرَتِهِ قَالَ لَا

اسماعیل بن خالد کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عمرہ کے وقت بیت اللہ کے اندر جلوہ فگن ہوئے تھے۔ فرمایا: نہیں۔ (البحر الزخار: رقم الحدیث: 2838، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9509)

تشریح: کعبہ معظمہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کے متعلق حضرت اسامہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایات میں تطبیق:

علامہ غلام رسول سعیدی نے اس کی تطبیق مختلف اعتبار سے کی ہے جس میں سے ایک یہ ہے کہ یہ دونوں واقعات الگ الگ ہیں۔

بہر حال یہ ثابت ضرور ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ شریف میں نماز ادا کی ہے۔ (شرح صحیح مسلم، کتاب الحج، ص ۵۹۱)

بَابُ نَقْضِ الْكَعْبَةِ وَبِنَائِهَا

باب: کعبہ معظّمہ کی عمارت کو توڑ کر نئے سرے سے تعمیر کرنا

892- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا حَدَاثَةُ عَهْدِ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَنَقَضْتُ الْبَيْتَ وَلَجَعَلْتُهَا عَلَى أَسَاسِ إِبْرَاهِيمَ فَإِنَّ قُرَيْشًا حِينَ بَنَتِ الْبَيْتَ اسْتَقْصَرَتْ وَلَجَعَلْتُ لَهَا خَلْفًا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تمہاری قوم نے کفر کو تازہ تازہ نہ ترک کیا ہوا ہوتا تو میں بیت اللہ کی عمارت کو شہید کر کے اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر تعمیر کر دیتا۔ اس لئے کہ قریش نے جس وقت اسے تعمیر کیا تو اسے چھوٹا کر دیا اور میں اس کے پیچھے ہی دروازہ کو بنا دیتا۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3885، سنن دارمی: رقم الحدیث: 1868، سنن النسائی: رقم الحدیث: 2852، صحیح ابن خزیمہ: رقم الحدیث: 2742)

893- وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ

ہشام سے اسی اسناد کے ساتھ مروی ہے۔ (مرجع السابق)

894- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ أَخْبَرَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ قَوْمَكِ حِينَ بَنَوُا الْكَعْبَةَ اقْتَصَرُوا عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا تَرُدُّهَا عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَفَعَلْتُ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ لَئِنْ كَانَتْ عَائِشَةُ سَمِعَتْ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أُرَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكَ اسْتِلَامَ الرُّكْنَيْنِ اللَّذَيْنِ يَلِيَانِ الْحِجْرَ إِلَّا أَنَّ الْبَيْتَ لَمْ يُتَمَّمْ عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ

زوج النبی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ارشاد فرمایا: کیا تم کو پتہ نہیں کہ جس وقت تمہاری قوم نے کعبہ معظّمہ بنایا تھا تو اس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں سے چھوٹا کر دیا تھا۔ عرض گزار ہوئیں: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ معظّمہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر کیوں نہیں لوٹا دیتے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تمہاری قوم کفر سے تازہ تازہ نہ نکلی ہوتی۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ضرور سن رکھا ہوگا۔ اس لئے کہ میں نے دیکھا ہے کہ جو دو کونے حجرہ سے ملے ہوئے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعظیم بجالانا ترک کر دیا ہے۔ کیونکہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں کے اوپر پوری طرح تعمیر شدہ نہیں ہے۔ (سنن البیہقی الکبریٰ:

Marfat.com

رقم الحدیث: 9024، 9096، سنن النسائی: رقم الحدیث: 2851، شرح السنۃ: ج: 1، ص: 469)

895- وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ مَخْرَمَةَ ح وَحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ يَقُولُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي قُحَافَةَ يُحَدِّثُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثُو عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ أَوْ قَالَ بِكُفْرٍ لَأَنْفَقْتُ كَنْزَ الْكَعْبَةِ فِي سَبِيلِ اللهِ وَلَجَعَلْتُ بَابَهَا بِالْأَرْضِ وَلَأَدْخَلْتُ فِيهَا مِنَ الْحِجْرِ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تمہاری جاہلیت یا کفر کو تازہ تازہ نہ چھوڑا ہوتا تو میں کعبہ معظمہ کا خزانہ راہ اللہ میں خرچ کر ڈالتا اور میں اس کے دروازہ کو زمین سے متصل بنا دیتا اور حطیم کو خانہ کعبہ سے متصل کر دیتا۔ (مرجع السابق)

896- وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنِي ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ عَنْ سَعِيدٍ يَعْنِي ابْنَ مِينَاءَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ حَدَّثَتْنِي خَالَتِي يَعْنِي عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ لَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثُو عَهْدٍ بِشِرْكٍ لَهَدَمْتُ الْكَعْبَةَ فَأَلْزَقْتُهَا بِالْأَرْضِ وَجَعَلْتُ لَهَا بَابَيْنِ بَابًا شَرْقِيًّا وَبَابًا غَرْبِيًّا وَزِدْتُ فِيهَا سِتَّةَ أَذْرُعٍ مِنَ الْحِجْرِ فَإِنَّ قُرَيْشًا اقْتَصَرَتْهَا حَيْثُ بَنَتِ الْكَعْبَةَ

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھے میری خالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ! اگر تمہاری قوم نے تازہ تازہ شرک کو ترک نہ کیا ہوا ہوتا تو میں کعبہ معظمہ کو توڑ کر اس کو زمین سے متصل کر دیتا۔ اور اس کے دو دروازوں کو بناتا ایک تو مشرق والی جانب دوسرا مغرب والی جانب اور حطیم میں سے چھ ہاتھ جتنی جگہ کعبہ معظمہ میں مزید ملا دیتا اس لئے کہ قریش نے جس وقت کعبہ معظمہ کو تعمیر کیا تھا تو انہوں نے اسے چھوٹا کر دیا تھا۔ (مرجع السابق)

897- وَحَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ لَمَّا احْتَرَقَ الْبَيْتُ زَمَنَ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ حِينَ غَزَاهَا أَهْلُ الشَّامِ فَكَانَ مِنْ أَمْرِهِ مَا كَانَ تَرَكَهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ حَتَّى قَدِمَ النَّاسُ الْمَوْسِمَ يُرِيدُ أَنْ يُجَرِّئَهُمْ أَوْ يُحَرِّبَهُمْ عَلَى أَهْلِ الشَّامِ فَلَمَّا صَدَرَ النَّاسُ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَشِيرُوا عَلَيَّ فِي الْكَعْبَةِ أَنْقُضُهَا ثُمَّ أَبْنِي بِنَاءَهَا أَوْ أُصْلِحُ مَا وَهَى مِنْهَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَإِنِّي قَدْ فُرِقَ لِي رَأْيٌ فِيهَا أَرَى أَنْ تُصْلِحَ مَا وَهَى مِنْهَا وَتَدَعَ بَيْتًا أَسْلَمَ النَّاسُ عَلَيْهِ وَأَحْجَارًا أَسْلَمَ النَّاسُ عَلَيْهَا وَبُعِثَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ لَوْ كَانَ أَحَدُكُمُ احْتَرَقَ بَيْتُهُ مَا رَضِيَ حَتَّى يُجِدَّهُ فَكَيْفَ بَيْتُ رَبِّكُمْ إِنِّي مُسْتَخِيرٌ رَبِّي ثَلَاثًا ثُمَّ عَازِمٌ

عَلٰى اَمْرِیْ فَلَمَّا مَضَى الثَّلَاثُ اَجْمَعَ رَاْيَهُ عَلٰى اَنْ يَّنْقُضَهَا فَتَحَامَاهُ النَّاسُ اَنْ يَّنْزِلَ بِاَوَّلِ النَّاسِ يَصْعَدُ فِيْهِ اَمْرٌ مِّنَ السَّمَاءِ حَتّٰى صَعِدَهُ رَجُلٌ فَاَلْقٰى مِنْهُ حِجَارَةً فَلَمَّا لَمْ يَرَهُ النَّاسُ اَصَابَهُ شَيْءٌ تَتَابَعُوْا فَنَقَضُوْهُ حَتّٰى بَلَغُوْا بِهِ الْاَرْضَ فَجَعَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ اَعْمِدَةً فَسَتَّرَ عَلَيْهَا السُّتُوْرَ حَتّٰى ارْتَفَعَ بِنَاؤُهُ وَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ اِنِّيْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُوْلُ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا اَنَّ النَّاسَ حَدِيْثٌ عَهْدُهُمْ بِكُفْرٍ وَّلَيْسَ عِنْدِيْ مِنَ النَّفَقَةِ مَا يُقَوِّيْنِيْ عَلٰى بِنَائِهِ لَكُنْتُ اَدْخَلْتُ فِيْهِ مِنَ الْحِجْرِ خَمْسَ اَذْرُعٍ وَّلَجَعَلْتُ لَهَا بَابًا يَّدْخُلُ النَّاسُ مِنْهُ وَبَابًا يَّخْرُجُوْنَ مِنْهُ قَالَ فَاَنَا الْيَوْمَ اَجِدُ مَا اُنْفِقُ وَلَسْتُ اَخَافُ النَّاسَ قَالَ فَزَادَ فِيْهِ خَمْسَ اَذْرُعٍ مِّنَ الْحِجْرِ حَتّٰى اَبْدٰى اُسًّا نَظَرَ النَّاسُ اِلَيْهِ فَبَنٰى عَلَيْهِ الْبِنَاءَ وَكَانَ طُوْلُ الْكَعْبَةِ ثَمَانِيْ عَشْرَةَ ذِرَاعًا فَلَمَّا زَادَ فِيْهِ اسْتَقْصَرَهُ فَزَادَ فِيْ طُوْلِهِ عَشْرَ اَذْرُعٍ وَّجَعَلَ لَهُ بَابَيْنِ اَحَدُهُمَا يُدْخَلُ مِنْهُ وَالْاٰخَرُ يُخْرَجُ مِنْهُ فَلَمَّا قُتِلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ كَتَبَ الْحَجَّاجُ اِلٰى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ يُخْبِرُهُ بِذٰلِكَ وَيُخْبِرُهُ اَنَّ ابْنَ الزُّبَيْرِ قَدْ وَضَعَ الْبِنَاءَ عَلٰى اُسٍّ نَظَرَ اِلَيْهِ الْعُدُوْلُ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ فَكَتَبَ اِلَيْهِ عَبْدُ الْمَلِكِ اِنَّا لَسْنَا مِنْ تَلْطِيْخِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فِيْ شَيْءٍ اَمَّا مَا زَادَ فِيْ طُوْلِهِ فَاَقِرَّهُ وَاَمَّا مَا زَادَ فِيْهِ مِنَ الْحِجْرِ فَرُدَّهُ اِلٰى بِنَائِهِ وَسُدَّ الْبَابَ الَّذِيْ فَتَحَهُ فَنَقَضَهُ وَاَعَادَهُ اِلٰى بِنَائِهِ

عطاء کا بیان ہے کہ جس وقت یزید بن معاویہ کے زمانہ میں شام والوں نے مکہ مکرمہ میں آ کر جنگ برپا کی اور بیت اللہ جل گیا اور اس کی جو کیفیت ہوئی تھی وہ ہو گئی تو حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے کعبہ معظمہ کو یونہی رہنے دیا یہاں تک کہ حج کے موسم میں سارے مسلمانوں کا اجتماع ہوا۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا قصد یہ تھا کہ لوگوں کو شام والوں کے خلاف ابھاریں اور ان پر جری کریں۔ جس وقت لوگ واپس ہونے لگے تو انہوں نے فرمایا: اے لوگو! مجھے کعبہ معظمہ کے متعلق کوئی مشورہ دو میں کعبہ معظمہ کو گرا کر دوبارہ نئے سرے سے تعمیر کروں گا یا جو اس کا حصہ خراب پڑ گیا ہے اسے ہی ٹھیک کر دوں؟ اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میرے خیال میں کعبہ معظمہ کا جو حصہ خراب پڑ گیا ہے اس کی مرمت سازی کروا دیجئے اور اسے یونہی رہنے دیجئے۔ جس طرح کہ اسلام کے آغاز میں تھا۔ اور ان ہی پتھروں کو رہنے دیجئے جن کے اوپر لوگوں نے اسلام قبول کیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جلوہ گری ہوئی تھی۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اگر تم میں سے کسی آدمی کا گھر جل پڑے تو وہ اسے نئے سرے سے بنانے کے علاوہ سکون سے نہ بیٹھے گا۔ تو پھر رب تعالیٰ کے گھر کو شروع سے کیونکر نہ تعمیر کیا جائے؟ اور میں تین دفعہ استخارہ کر لینے کے بعد اس کے ازسرنو تعمیر کرنے کا ارادہ کروں گا۔ جس وقت حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے تین دفعہ استخارہ کیا تو پھر انہوں نے اس کو منہدم کر لینے کا پکا ارادہ کر لیا لوگ یہ سوچ کر خوفزدہ ہو گئے کہ جو بھی آدمی سب سے پہلے بیت اللہ کے اوپر منہدم کرنے کے واسطے چڑھے گا تو اس پر ایسا نہ ہو کہ کوئی آسمانی مصیبت کا نزول ہو پڑے۔ حتیٰ کہ ایک آدمی چڑھ گیا اور ایک پتھر کو اس نے اس میں گرا دیا۔ جس وقت لوگوں نے یہ دیکھا کہ ان پر کچھ بھی مصیبت نہیں آ پڑی تو ساروں نے اکٹھے ہو کر اسے گرا دیا اور زمین کے متصل کر دیا۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے کچھ ستونوں کو

کھڑا کر کے ان کے اوپر پردوں کو ڈال دیا حتیٰ کہ اس کی دیواریں اونچی ہوگئیں۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس روایت کو سنا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر لوگ تازہ تازہ کفر سے نہ نکلے ہوتے اور میرے پاس نہ ہی اس قدر خرچہ ہے کہ اسے تعمیر کر پاؤں تو میں حطیم میں سے پانچ ہاتھ کعبہ معظمہ میں شامل کر دیتا۔ اور ایک ایسے دروازہ کو بناتا جس سے لوگ اندر کو جاسکیں اور دوسرے کو ایسے بناتا جس سے باہر کو جاسکیں۔ حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما آج تو ہمارے پاس خرچہ بھی ہے اور لوگوں کا ہم کو ڈر بھی نہیں۔ راوی نے کہا ہے کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے حطیم کی پانچ ہاتھ زمین کعبہ معظمہ میں ملا دی یہاں تک کہ اس مقام پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنائی ہوئی بنیاد بھی ظاہر ہوگئی اور اس کو لوگوں نے صحیح طور پر دیکھا بھی سہی چنانچہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما اسی بنیاد کے اوپر دیوار کو کھڑا کرنے لگ گئے یوں بیت اللہ کی لمبائی اٹھارہ ہاتھ ہوگئی جس وقت میں اضافہ کیا تو اس کی لمبائی تھوڑی سی لگنے لگی اس کے بعد اس کے طول میں دس ہاتھ کا اضافہ فرمایا۔ اور اس کے دو دروازوں کو بنایا۔ ایک تو اندر جانے کو دوسرا باہر نکلنے کو۔ جس وقت حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو شہید کر دیا گیا تو حجاج نے عبدالملک بن مروان کو اس کا بتایا اور لکھ بھیجا کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے جو بیت اللہ کو بنایا ہے وہ ان بنیادوں کے بالکل موافق ہے جن کو مکہ مکرمہ کے معتبر لوگوں نے ملاحظہ بھی کیا ہے۔ اس پر عبدالملک نے لکھ بھیجا کہ ہم کو حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے بدل ڈالنے سے لینا دینا نہیں انہوں نے لمبائی میں جو اضافہ کیا ہے اور حطیم کے جس حصہ کو کعبہ معظمہ میں شامل کیا ہے اسے نکال دو اور اسے پہلی طرح ہی تعمیر کر دو اور جس دروازہ کو اس نے کھول دیا تھا اسے بھی بند کر دو تو اس وقت حجاج نے کعبہ معظمہ کو گرا کر دوبارہ پہلی طرح تعمیر کر دیا۔ (مرجع السابق)

898- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ وَالْوَلِيدَ بْنَ عَطَاءٍ يُحَدِّثَانِ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُبَيْدٍ وَفَدَ الْحَارِثُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَلَى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ فِي خِلَافَتِهِ فَقَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ مَا أَظُنُّ أَبَا خُبَيْبٍ يَعْنِي ابْنَ الزُّبَيْرِ سَمِعَ مِنْ عَائِشَةَ مَا كَانَ يَزْعُمُ أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْهَا قَالَ الْحَارِثُ بَلَى أَنَا سَمِعْتُهُ مِنْهَا قَالَ سَمِعْتَهَا تَقُولُ مَاذَا قَالَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ قَوْمَكِ اسْتَقْصَرُوا مِنْ بُنْيَانِ الْبَيْتِ وَلَوْلَا حَدَاثَةُ عَهْدِهِمْ بِالشِّرْكِ أَعَدْتُ مَا تَرَكُوا مِنْهُ فَإِنْ بَدَا لِقَوْمِكِ مِنْ بَعْدِي أَنْ يَبْنُوهُ فَهَلُمِّي لِأُرِيَكِ مَا تَرَكُوا مِنْهُ فَأَرَاهَا قَرِيبًا مِنْ سَبْعِ أَذْرُعٍ هَذَا حَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدٍ وَزَادَ عَلَيْهِ الْوَلِيدُ بْنُ عَطَاءٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَجَعَلْتُ لَهَا بَابَيْنِ مَوْضُوعَيْنِ فِي الْأَرْضِ شَرْقِيًّا وَغَرْبِيًّا وَهَلْ تَدْرِينَ لِمَ كَانَ قَوْمُكِ رَفَعُوا بَابَهَا قَالَتْ قُلْتُ لَا قَالَ تَعَزُّزًا أَنْ لَا يَدْخُلَهَا إِلَّا مَنْ أَرَادُوا فَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا هُوَ أَرَادَ أَنْ يَدْخُلَهَا يَدَعُونَهُ يَرْتَقِي حَتَّى إِذَا كَادَ أَنْ يَدْخُلَ دَفَعُوهُ فَسَقَطَ قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ لِلْحَارِثِ أَنْتَ سَمِعْتَهَا تَقُولُ هَذَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَنَكَتَ سَاعَةً بِعَصَاهُ ثُمَّ قَالَ وَدِدْتُ أَنِّي تَرَكْتُهُ وَمَا تَحَمَّلَ

عبداللہ بن عبید کا بیان ہے کہ حارث بن عبداللہ بن ابو ربیعہ عبدالملک بن مروان کے پاس اس کے دور سلطنت میں وفد لے کر گیا۔

Marfat.com

تو اس کو عبدالملک نے کہا: ابوخبیب (حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سماعت کئے بغیر حدیث کو روایت کر دیتے ہیں۔ حارث کہنے لگا: نہیں میں نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس حدیث کو سنا ہے۔ عبدالملک کہنے لگا: چلو تم نے جو سن رکھا ہے۔ اس کو بیان کرو۔ حارث نے کہا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہاری قوم نے کعبہ معظمہ کو چھوٹا کر دیا ہے اگر تمہاری قوم تازہ تازہ کفر سے نہ نکلی ہوتی تو جس قدر اس میں سے انہوں نے ترک کر دیا ہے میں اسے از سر نو تعمیر کر دیتا اگر میرے بعد تمہاری قوم اس کو نئے سرے سے تعمیر کرنے لگے تو آؤ میں تم کو دکھا دوں کہ اس کے اندر انہوں نے کیا ترک کیا ہے۔ چنانچہ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ جگہ بھی دکھائی جو تقریباً سات کے تھی۔ یہ روایت عبداللہ بن عبید کی ہے۔ اور یہاں ولید بن عطاء نے یہ اضافہ کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس میں دو دروازوں کو زمین سے متصل بنا دیتا ایک تو مشرق والی طرف دوسرا مغرب والی طرف۔ ارشاد فرمایا: کیا تمہیں علم ہے کہ تمہاری قوم نے اس کے دروازہ کو کیوں اونچا کیا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں عرض گزار ہوئی: نہیں۔ ارشاد فرمایا: اپنی عظمت و برتری کے لئے تاکہ وہ اپنی مرضی کے ساتھ لوگوں کو داخل کر پائیں۔ جس وقت کوئی آدمی کعبہ معظمہ میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتا تو اس کو وہ بلا لیا کرتے اور جس وقت وہ بالکل داخل ہونے کے قریب پہنچ جاتا تو اسے دھکا دے دیا کرتے جس کی بناء پر وہ گر جاتا۔ عبدالملک نے حارث سے کہا: کیا اس حدیث کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تم نے خود سماعت کیا ہے۔ تو کہا: ہاں۔ عبدالملک کچھ دیر اپنی لکڑی کے ساتھ زمین کو کریدنے لگ گیا پھر کہا: کاش میں اس تعمیر کو اسی کیفیت پر ترک کر دیتا۔ (مرجع السابق)

899- وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَبَلَةَ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ ابْنِ بَكْرٍ

دوسری سند سے بھی یونہی مروی ہے۔ (مرجع السابق)

900- وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَكْرٍ السَّهْمِيُّ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ أَبِي صَغِيرَةَ عَنْ أَبِي قَزَعَةَ أَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ بَيْنَمَا هُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ إِذْ قَالَ قَاتَلَ اللَّهُ ابْنَ الزُّبَيْرِ حَيْثُ يَكْذِبُ عَلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ يَقُولُ سَمِعْتُهَا تَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ لَوْلَا حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَنَقَضْتُ الْبَيْتَ حَتَّى أَزِيدَ فِيهِ مِنَ الْحِجْرِ فَإِنَّ قَوْمَكِ قَصَّرُوا فِي الْبِنَاءِ فَقَالَ الْحَارِثُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ لَا تَقُلْ هَذَا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَأَنَا سَمِعْتُ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ تُحَدِّثُ هَذَا قَالَ لَوْ كُنْتُ سَمِعْتُهُ قَبْلَ أَنْ أَهْدِمَهُ لَتَرَكْتُهُ عَلَى مَا بَنَى ابْنُ الزُّبَيْرِ

ابوقزعہ کا بیان ہے کہ عبدالملک بیت اللہ کے طواف میں مصروف تھا تو کہا: اللہ تعالیٰ ابن الزبیر (رضی اللہ عنہما) کو ہلاکت میں ڈال دے وہ اُم المومنین رضی اللہ عنہا پر جھوٹ باندھا کرتا تھا۔ اور ان کا کہنا تھا کہ میں نے ان سے سماعت کیا ہے وہ فرماتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ! اگر تمہاری قوم تازہ تازہ کفر سے نہ نکلی ہوتی میں کعبہ معظمہ کو مہندم کر کے حطیم کو اس میں داخل کر دیتا۔ اس لئے کہ تمہاری قوم نے بیت اللہ کی تعمیر کو چھوٹا کر دیا ہے۔ حارث بن عبداللہ بن ربیعہ نے کہا: اے امیر المومنین! اس طرح نہ کہو

Marfat.com

اس لئے کہ میں نے اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا سے اس حدیث کو خود سنا ہے۔ اس پر عبد الملک کہنے لگا: اگر اس بات کو میں کعبہ معظمہ کے منہدم کرنے سے قبل سن لیتا تو حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کی تعمیر پر باقی رہنے دیتا۔ (مرجع السابق)

901- وَحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ حَدَّثَنَا أَشْعَثُ بْنُ أَبِي الشَّعْثَاءِ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجَدْرِ أَمِنَ الْبَيْتِ هُوَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَلِمَ لَمْ يُدْخِلُوهُ فِي الْبَيْتِ قَالَ إِنَّ قَوْمَكِ قَصَّرَتْ بِهِمُ النَّفَقَةُ قُلْتُ فَمَا شَأْنُ بَابِهِ مُرْتَفِعًا قَالَ فَعَلَ ذَلِكِ قَوْمُكِ لِيُدْخِلُوا مَنْ شَاءُوا وَيَمْنَعُوا مَنْ شَاءُوا وَلَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَأَخَافُ أَنْ تُنْكِرَ قُلُوبُهُمْ لَنَظَرْتُ أَنْ أُدْخِلَ الْجَدْرَ فِي الْبَيْتِ وَأَنْ أُلْزِقَ بَابَهُ بِالْأَرْضِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا: حطیم کی دیوار بیت اللہ میں داخل ہے؟ تو ارشاد فرمایا: ہاں! میں نے پوچھا: انہوں نے اسے بیت اللہ کے اندر کس وجہ سے شامل نہ کیا۔ فرمایا: تمہاری قوم کے پاس خرچہ تھوڑا پڑ گیا تھا۔ میں نے دریافت کیا: تو پھر اس کے اونچے دروازہ ہونے کی کیا وجہ ہے؟ ارشاد فرمایا: انہوں نے یہ اس وجہ سے اونچا کیا تھا تا کہ اپنی مرضی کے مطابق کسی کو داخل ہونے دیں اور روک دیں۔ اگر تمہاری قوم تازہ تازہ کفر سے نہ نکلی ہوتی اور یہ بھی مجھے ڈر نہ ہوتا کہ انہیں یہ ناپسندیدہ ہوگا تو میں حطیم کی دیواروں کو کعبہ معظمہ کے اندر شامل کر دیتا۔ اور اس کے دروازہ کو زمین کے ساتھ متصل کر دیتا۔ (مرجع السابق)

902- وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ يَعْنِي ابْنَ مُوسَى حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحِجْرِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي الْأَحْوَصِ وَقَالَ فِيهِ فَقُلْتُ فَمَا شَأْنُ بَابِهِ مُرْتَفِعًا لَا يُصْعَدُ إِلَيْهِ إِلَّا بِسُلَّمٍ وَقَالَ مَخَافَةَ أَنْ تَنْفِرَ قُلُوبُهُمْ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حطیم کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا آگے پچھلی حدیث کی مانند ہے۔ اس میں اضافہ یہ ہے کہ بیت اللہ کا دروازہ اتنا کیوں اونچا ہے کہ اس پر سیڑھی کے بغیر چڑھ ہی نہیں سکتے اور ارشاد فرمایا: میں ان کے قلوب کے متنفر ہونے سے خوف رکھتا ہوں۔ (مرجع السابق)

تشریح: "تعمیر کعبہ کی تاریخ:

حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان سے فرمایا: اے عائشہ! اگر تمہاری قوم زمانہ جاہلیت سے نئی نئی نکلی ہوئی نہ ہوتی تو میں بیت اللہ کو منہدم کرنے کا حکم دیتا' اور اس میں اس حصہ (حطیم) کو داخل کر دیتا جو اس سے خارج کر دیا گیا ہے اور اس کو زمین سے ملا دیتا' اور اس میں دو دروازے بناتا ایک شرقی دروازہ' ایک غربی دروازہ' اور اس کو میں اساس ابراہیم کے مطابق کر دیتا' یہی وہ حدیث تھی جس نے حضرت ابن الزبیر (رضی اللہ عنہ) کو کعبہ کے منہدم کرنے پر برانگیختہ کیا' یزید بن رومان کہتے ہیں میں

اس وقت دیکھ رہا تھا کہ جب حضرت ابن الزبیر (رضی اللہ عنہ) نے کعبہ کو منہدم کیا اور اس کو دوبارہ بنایا اور اس میں حطیم کو داخل کر لیا اور میں نے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی رکھی ہوئی بنیاد کے پتھر دیکھے جو اونٹ کے کوہان کے برابر تھے' جریر کہتے کہ میں نے اندازہ کیا اس بنیاد سے حطیم تک چھ ہاتھ کا فاصلہ تھا۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۱۶۔۲۱۵ 'مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' کراچی' ۱۳۸۱ھ)

کعبہ کی تعمیر اور اس کی تجدید اور اصلاح:

کعبہ کی تعمیر اور اس کی تجدید اور اصلاح کئی مرتبہ کی گئی ہے اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(۱) پہلی بار کعبہ کو حضرت آدم (علیہ السلام) نے تعمیر فرمایا' علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں:

امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں حضرت عبداللہ بن عمرو (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے جبرائیل (علیہ السلام) کو حضرت آدم اور حضرت حواء علیہما السلام کے پاس بھیجا اور ان سے فرمایا کہ میرے لیے ایک بیت بناؤ' جبرائیل (علیہ السلام) نے ان کے لیے نشان ڈالے' حضرت آدم زمین کھودتے تھے اور حضرت حوا مٹی نکالتی تھیں' انہوں نے اس قدر گہری بنیاد کھودی کہ زمین کے نیچے سے پانی نکل آیا' پھر یہ ندا کی گئی کہ اے آدم یہ کافی ہے' جب حضرت آدم (علیہ السلام) نے یہ بیت بنا لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی کہ اس کے گرد طواف کریں اور ان سے کہا گیا کہ آپ پہلے انسان ہیں اور یہ پہلا بیت ہے' پھر صدیاں گزرتی گئیں حتیٰ کہ حضرت نوح (علیہ السلام) نے اس کا حج کیا۔

(۲) کتاب التیجان میں لکھا ہے کہ جب حضرت نوح (علیہ السلام) کی قوم گمراہ ہوگئی اور انہوں نے کعبہ کو منہدم کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اب تم انکی ہلاکت کا انتظار کرو حتیٰ کہ تنور جوش مارنے لگے۔ ازرقی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ جب حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے کعبہ کو بنایا تو بلندی میں اس کا طول نو ہاتھ تھا' زمین میں اس کا طول تیس ہاتھ اور عرض بائیس ہاتھ تھا' اور اس پر چھت نہیں تھی اور جب قریش نے اس کو بنایا تو بلندی میں اس کا طول اٹھارہ ہاتھ رکھا' اور زمین میں اس کے طول کو چھ ہاتھ اور ایک بالشت کم کر دیا اور حطیم کو چھوڑ دیا' اور جب حضرت ابن الزبیر نے اس کو بنایا تو بلندی میں اس کا طول بیس ہاتھ رکھا اور جب حجاج نے اس کو منہدم کر کے بنایا تو اس میں تغیر نہیں کیا اور یہ اب تک اسی طرح بنا ہوا ہے۔

(۳) جرہم کے ایام میں کعبہ کو ایک یا دو مرتبہ بنایا گیا کیونکہ سیلاب سے کعبہ کی ایک دیوار منہدم ہوگئی تھی' اور ایک قول یہ ہے کہ اس کو بنایا نہیں گیا تھا صرف اس کی مرمت کی گئی تھی' حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ جب حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے کعبہ بنایا اور کافی زمانہ گزر گیا تو یہ بوسیدہ ہو کر منہدم ہو گیا پھر اس کو جرہم نے بنایا اور کافی زمانہ کے بعد یہ پھر منہدم ہو گیا تو اس کو قریش نے بنایا اس وقت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جوان تھے امام حاکم نے اس حدیث کی اصل کو صحیح قرار دیا ہے۔ (حضرت ابراہیم (علیہ السلام) اور قریش کے درمیان دو ہزار سات سو پچھتر سال کا عرصہ ہے)

(٤) امام محمد بن اسحاق نے السیرۃ میں بیان کیا ہے کہ جس وقت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عمر پینتیس سال کی تھی تو قریش کعبہ کو بنانے کے لیے جمع ہوئے وہ اس کی چھت بھی ڈالنا چاہتے تھے اور اس کو منہدم کرنے سے خوف کھاتے تھے' پھر قریش کے تمام قبائل جمع ہوئے اور انہوں نے پتھر جمع کیے اور اس کی بنیاد میں ہر قبیلہ نے پتھر ڈالے حتیٰ کہ حجر اسود کو نصب کرنے کی جگہ آ گئی اور اس کو نصب کرنے

Marfat.com

میں اختلاف ہوا ہر قبیلہ والا اس کو نصب کرنا چاہتا تھا' حتیٰ کہ قریش کے سب سے بوڑھے شخص ابوامیہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمران بن مخزوم نے یہ فیصلہ کیا کہ کل جو شخص اس مسجد کے دروازہ میں سب سے پہلے داخل ہوگا وہی تمہارے درمیان اس کا فیصلہ کرے گا اور اس دن سب سے پہلے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) داخل ہوئے لوگوں نے کہا یہ امین ہیں ہم ان پر راضی ہیں یہ محمد ہیں۔ جب آپ تک یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا ایک چادر لاؤ' پھر آپ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے حجر اسود کو اس چادر میں رکھ دیا پھر آپ نے فرمایا ہر قبیلہ والا اس چادر کو پکڑ کر اوپر اٹھائے جب انہوں نے اس چادر کو حجر اسود کو نصب کرنے کی جگہ تک اوپر اٹھالیا تو آپ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے حجر اسود کو نصب کر دیا۔ (عمدۃ القاری ج ۹ ص ۲۱۷، ۲۱۶ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ' مصر ۱۳۴۸ھ)

(۵) اس کے بعد ۶۴ھ یا ۶۵ھ ہجری میں حضرت عبداللہ بن الزبیر (رضی اللہ عنہ) نے کعبہ کو منہدم کر کے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خواہش کے مطابق بناء ابراہیم پر کعبہ کو بنا دیا اور حطیم کو کعبہ میں شامل کر دیا۔

(۶) پھر تہتر (۷۳ھ) میں عبدالملک بن مروان کے حکم سے حجاج بن یوسف نے حضرت ابن الزبیر (رضی اللہ عنہ) کی بناء کو منہدم کر دیا اور دوبارہ قریش کی بناء پر کعبہ کو بنا دیا اور آج تک کعبہ اسی بناء قریش پر قائم ہے۔

حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

حافظ ابن عبدالبر اور قاضی عیاض وغیرہ نے لکھا ہے کہ رشید یا مہدی یا منصور نے دوبارہ کعبہ کو حضرت ابن الزبیر (رضی اللہ عنہ) کی تعمیر کے مطابق بنانے کا ارادہ کیا اور اس سلسلہ میں امام مالک سے مشورہ کیا تو انہوں نے کہا مجھے ڈر ہے کہیں کعبہ کی تعمیر بادشاہوں کا کھیل نہ بن جائے' تو پھر اس نے بنانے کا ارادہ ترک کر دیا' فاکہی نے روایت کیا ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن الزبیر کعبہ کو بنانے لگے تو حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے ان کو اس وقت منع فرمایا تھا اور یہ فرمایا تھا کہ مجھے ڈر ہے کہ تمہارے بعد کوئی اور امیر آئے گا تو پھر اس میں تغیر کرے گا اس کو اسی طرح رہنے دو۔ (فتح الباری ج ۳ ص مطبوعہ ۴۴۸ دار نشر الکتب الاسلامیہ' لاہور' ۱۴۰۱ھ)

علامہ سیوطی نے تاریخ مکہ میں لکھا ہے کہ کعبہ کو دس بار بنایا گیا' پہلی بار فرشتوں نے بنایا' دوسری بار حضرت آدم (علیہ السلام) نے' تیسری بار ان کی اولاد نے' چوتھی بار حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے' پانچویں بار عمالقہ نے' چھٹی بار جرہم نے' ساتویں بار نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے جد امجد قصی بن کلاب نے' آٹھویں بار نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بعثت سے پہلے قریش نے' نویں بار حضرت عبداللہ بن الزبیر (رضی اللہ عنہ) نے اور دسویں بار حجاج بن یوسف نے' لیکن یہ قول ضعیف ہے۔ صحیح قول وہی ہے جس کو ہم نے اس سے پہلے تفصیل سے مدلل اور باحوالہ بیان کیا ہے۔

یزید کی بابت علامہ غلام رسول سعیدی کی تحقیق:

باب مذکورہ بالا کی حدیث میں ہے کہ یزید نے خانہ کعبہ کو جلایا، علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں:

''یزید کی تکفیر اور اس پر لعنت کے سلسلہ میں مصنف کا موقف

یزید کے تین جرم متواتر ہیں، اس نے حضرت حسین بن علی (رضی اللہ عنہ) سے جبری بیعت لینے کے لئے عبیداللہ بن زیاد کو روانہ کیا

Marfat.com

اور اس کو حضرت حسین کے مرتبہ اور مقام کی رعایت کرنے کی کوئی ہدایت نہیں کی۔ اس نے آپ کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا یا نہیں اور قتل کی خبر سن کر خوش ہوا تھا یا نہیں؟ اس میں مؤرخین کے درمیان اختلاف ہے، لیکن اس میں کوئی اختلاف نہیں اس نے قاتلین کو کوئی سزا نہیں دی جب کہ وہ سزا دینے پر پوری طرح قادر تھا اور اس میں کوئی رکاوٹ نہیں تھی اور یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ قتل اس کے ایماء سے ہوا اور وہ اس قتل سے راضی تھا۔ حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) اور ان کے رفقاء پر کربلا میں جو ظلم وستم ڈھایا گیا اور پھر ظالموں سے یزید نے بحیثیت حاکم کوئی باز پرس نہیں کی، انہیں مظالم کی وجہ سے بعض علماء (امام احمد، علامہ ابن جوزی اور علامہ تفتازانی وغیرہ) نے یزید پر لعنت کی ہے، ہر چند کہ محققین اور محتاط علماء نے یزید پر شخصی لعنت کرنے سے منع کیا ہے اور اسی میں سلامتی سمجھی ہے کہ یزید کے معاملے کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیا جائے۔

یزید کا دوسرا جرم مدینہ منورہ پر حملہ کا حکم دینا اور تین دن کے لئے مدینہ میں لوٹ مار، قتل و غارت گری اور عصمت دری کی عام اجازت دینا ہے، اس وجہ سے بھی علماء نے یزید پر شخصی لعنت کی ہے۔

اور تیسرا جرم مکہ مکرمہ پر حملہ کا حکم دینا اور کعبہ کو جلانا ہے۔

قاضی ابوبکر ابن العربی نے "العواصم من القواصم" میں لکھا ہے کہ امام احمد نے "کتاب الزہد" میں یزید کا ذکر اخیار تابعین میں کیا ہے۔ میں نے "کتاب الزہد" پوری پڑھی اس میں یزید کا ذکر نہیں ہے۔ اس معاملہ میں یقیناً ابن عربی کو وہم ہوا ہے۔ علامہ ابن خلدون نے لکھا ہے کہ ابن العربی کا یزید کو برحق اور حضرت حسین کو خاطی قرار دینا صحیح نہیں ہے۔ ہم اس نظریہ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتے ہیں۔ جس شخص نے آل رسول پر ظلم کیے، حرم مدینہ کی بے حرمتی کی، خانہ کعبہ کو جلایا، ہمارے دل میں اس کے بارے میں نرمی کا کوئی شمہ نہیں ہے، یہ شخص بہت بڑا ظالم اور فاسق وفاجر تھا، اگر ہمیں شرعی حدود وقیود اور قواعد شرعیہ کا پاس نہ ہوتا تو ہم یزید پر کفر کا حکم لگا دیتے اور اس پر شخصی لعنت کرنے میں ہمیں کوئی تامل نہ ہوتا۔

یزید پر لعنت کرنے کی مکمل بحث ہم نے "شرح صحیح مسلم" ج ۳ ص ۶۳۷۔۶۱۴ میں لکھی ہے جو قارئین اس موضوع پر زیادہ تفصیل جاننا چاہتے ہوں وہ اس بحث کا وہاں مطالعہ فرمالیں۔

بَابُ الْحَجِّ عَنِ الْعَاجِزِ لِزَمَانَةٍ وَّهَرَمٍ وَّنَحْوِهِمَا اَوْ لِلْمَوْتِ

باب: عاجز بوڑھے اور ان دونوں جیسی کسی چیز کے عارض ہونے کی وجہ سے اور میت کی طرف سے حج کرنا

903- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ قَالَ كَانَ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ رَدِيفَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَائَتْهُ امْرَاَةٌ مِّنْ خَثْعَمَ تَسْتَفْتِيهِ فَجَعَلَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ اِلَيْهَا وَتَنْظُرُ اِلَيْهِ فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ اِلَى الشِّقِّ الْاٰخَرِ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّ فَرِيضَةَ اللّٰهِ عَلَى عِبَادِهِ فِي الْحَجِّ اَدْرَكَتْ اَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لَا يَسْتَطِيعُ اَنْ يَّثْبُتَ عَلَى الرَّاحِلَةِ اَفَاَحُجُّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ وَذٰلِكَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سواری پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ردیف تھے اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں قبیلہ خثعم کی ایک عورت نے آ کر مسئلہ دریافت کیا۔ اس پر حضرت فضل رضی اللہ عنہ اس عورت کو تکنے لگے اور وہ عورت حضرت فضل رضی اللہ عنہ کو تکنے لگ گئی۔ اس پر حضرت فضل رضی اللہ عنہ کے چہرہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسری جانب کر دیا۔ وہ عرض گزار ہوئی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے اوپر حج کو فرض فرمایا اور میرا والد انتہائی ضعیف آدمی ہے وہ سواری کے اوپر بھی نہیں بیٹھ پاتا تو کیا میں اس کی جانب سے حج کر سکتی ہوں۔ ارشاد فرمایا: ہاں اور یہ واقعہ حجۃ الوداع کے موقع کا ہے۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3621، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 722، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8408، سنن النسائی: رقم الحدیث: 2593)

904- حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ اَخْبَرَنَا عِيسٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ اَنَّ امْرَاَةً مِّنْ خَثْعَمَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ عَلَيْهِ فَرِيضَةُ اللّٰهِ فِي الْحَجِّ وَهُوَ لَا يَسْتَطِيعُ اَنْ يَّسْتَوِيَ عَلٰى ظَهْرِ بَعِيرِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحُجِّي عَنْهُ

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ایک عورت قبیلہ خثعم والی عرض گزار ہوئی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے والد محترم انتہائی ضعیف ہیں۔ رب تعالیٰ کا ان پر فریضہ حج وجوب ٹھہر گیا ہے۔ جبکہ وہ اپنے اونٹ کی پشت پر بھی نہیں بیٹھ پاتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان کی جانب سے حج ادا کر لو۔ (مرجع السابق)

تشریح:

''علامہ عینی حنفی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عاجز کی طرف سے نیابت جائز ہے، ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ جو شخص اونٹ پر سوار ہو کر حج کر سکتا ہے، تو اس کی طرف سے دوسرا شخص حج نہیں کر سکتا اور اگر اس کو ایسا عجز لاحق ہو گیا جو زائل نہ ہو سکے جیسے لنگڑا پن، اور نابینا پن تو پھر دوسرا شخص اس کی طرف سے حج کر سکتا ہے، اور اگر کوئی ایسا مرض لاحق ہو جو زائل ہو سکے لیکن ہو دائمی تو اس کی طرف سے بھی نیابت ہو سکتی ہے بصورت دیگر نہیں۔''

(شرح صحیح مسلم، از علامہ غلام رسول سعیدی، کتاب الحج، ج ۳، ص ۶۴۰)

بَابُ صِحَّةِ حَجِّ الصَّبِيِّ

باب: نابالغ کے حج کی صحت کا بیان

905- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّابْنُ اَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَ رَكْبًا بِالرَّوْحَاءِ فَقَالَ مَنِ الْقَوْمُ قَالُوا الْمُسْلِمُوْنَ

Marfat.com

فَقَالُوا مَنْ أَنْتَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ فَرَفَعَتْ إِلَيْهِ امْرَأَةٌ صَبِيًّا فَقَالَتْ أَلِهَذَا حَجٌّ قَالَ نَعَمْ وَلَكِ أَجْرٌ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ روحاء کے مقام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چند سوار لوگ ملے تو ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تم لوگ کون ہو؟ وہ عرض گزار ہوئے: مسلمان۔ اس پر وہ پوچھنے لگے: آپ کون ہیں؟ ارشاد فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! تو ان میں سے ایک عورت نے بچے کو اوپر کر کے دریافت کیا: کیا اس کا بھی حج ہو جائے گا؟ ارشاد فرمایا: ہاں اور تیرے لئے ثواب ہوگا۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3625، معجم الاوسط: رقم الحدیث: 7882، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 11016، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9485)

906- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَفَعَتِ امْرَأَةٌ صَبِيًّا لَهَا فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلِهَذَا حَجٌّ قَالَ نَعَمْ وَلَكِ أَجْرٌ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اپنے بچہ کو ایک خاتون نے اٹھا کر دریافت کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس کا حج بھی ہو جائے گا۔ ارشاد فرمایا: ہاں اور تیرے لئے ثواب ہے۔ (مرجع السابق)

907- وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ أَنَّ امْرَأَةً رَفَعَتْ صَبِيًّا فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلِهَذَا حَجٌّ قَالَ نَعَمْ وَلَكِ أَجْرٌ

کریب کا بیان ہے کہ ایک خاتون نے بچہ کو اٹھا کر عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا اس کا حج بھی ہو جائے گا۔ ارشاد فرمایا: ہاں اور تیرے واسطے ثواب ہے۔ (مرجع السابق)

908- وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ بِمِثْلِهِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی مثل مروی ہے۔ (مرجع السابق)

تشریح:

حج ان لوگوں پر فرض ہے جو آزاد ہوں، ہوشمند ہوں اور بالغ ہوں۔ بچوں، دیوانوں اور غلاموں پر حج فرض نہیں۔ اگر کسی کافر نے یا نابالغ بچہ یا غلام نے حج کر لیا تو بالاجماع کافر پر مسلمان ہونے کے بعد، بچہ پر بالغ ہونے کے بعد اور غلام پر آزاد ہونے کے بعد حج کرنا واجب ہے۔ سابقہ حج جو کفر کے زمانے، یا بالغ ہونے سے پہلے یا غلامی کے زمانے میں کیا تھا وہ کافی نہیں۔ حاکم نے حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) کی روایت سے بیان کیا کہ جس بچہ نے حج کر لیا پھر وہ بالغ ہو گیا تو اس پر دوسرا حج کرنا لازم ہے اور جو دیہاتی حج کر چکا ہو پھر اس نے (مسلمان ہو کر) ہجرت کی ہو اس پر بھی دوسرا حج کرنا واجب ہے اور جو غلام حج کر چکا ہو، پھر آزاد کر دیا گیا ہو تو اس پر بھی دوسرا حج فرض ہے۔ اس حدیث میں دیہاتی سے غیر مسلم دیہاتی مراد ہے کیونکہ عرب کے مشرک بھی حج کیا کرتے تھے۔ (مظہری ۹/۹۰)

مذاہبِ فقہاء:

تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بچہ جو نابالغ ہو اس کا حج کرنا صحیح ہے اور یہ نفلی حج ہوگا، جو حج فرض ہوتا ہے وہ ابھی اس پر ہے، جو

Marfat.com

بالغ ہونے کے بعد شرائط پائے جانے کے ساتھ کیا جائے گا۔ بہر حال نابالغ کا نفلی حج صحیح ہے، جیسا کہ احادیث مذکورہ بالا میں ہے، لیکن امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک اس بات میں اختلاف ہے کہ آیا اس کو حاجی کہا جائے گا، اور اس پر حج کے احکام جاری ہونگے؟ اور اس میں فدیہ واجب ہوگا، اور اس میں کسی کوتاہی اور قصور سے دم لازم آئے گا اور بالغین کے تمام احکام جاری ہونگے یا نہیں؟

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ان تمام باتوں سے منع کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ بچہ کو تمام ممنوعات سے مشق اور تعلیم کے لیے پرہیز کرائی جائے گی، جبکہ جمہور علماء کہتے ہیں کے اس پر بقیہ حج کرنے والوں کی مثل حج کے احکام جارہ ہونگے۔ (امام صاحب کا مؤقف قوی ہے کیونکہ نابالغ احادیث مبارکہ کی رو سے احکام کا مکلف نہیں ہوتا، چہ جائیکہ اس پر دم وغیرہ لازم آئے۔علوی)

(شرح صحیح مسلم، ج ۳، کتاب الحج، ص ۴۴۳، ۴۴۴)

بَابُ فَرْضِ الْحَجِّ مَرَّةً فِي الْعُمُرِ

باب: زندگی میں حج کرنا ایک ہی دفعہ فرض ہے

909- وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ مُسْلِمٍ الْقُرَشِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ فَرَضَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوا فَقَالَ رَجُلٌ أَكُلَّ عَامٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَسَكَتَ حَتَّى قَالَهَا ثَلَاثًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ ثُمَّ قَالَ ذَرُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ فَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَدَعُوهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا تو ارشاد فرمایا: اے لوگو! تم پر حج کو فرض فرمادیا گیا۔ ایک آدمی عرض گزار ہوا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہر سال؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت اختیار فرمالیا یہاں تک کہ اس نے تین دفعہ یونہی سوال کیا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر میں ہاں فرمادیتا تو حج ہر سال ہی فرض ہوجاتا۔ اور تم اس کے ادا کرنے کی طاقت نہ پاتے۔ میں جن چیزوں کے بیان کرنے کو ترک کردیا کروں تو پھر تم ان کے متعلق مت پوچھا کرو۔ اس لئے کہ تم سے پہلے والے لوگ اسی وجہ سے ہی تو ہلاک ہوئے تھے انہوں نے بہت زیادہ سوالات انبیاء کرام علیہم السلام سے کئے تھے اور وہ انبیاء کرام علیہم السلام سے اختلاف کیا کرتے تھے۔ تو جس وقت میں تمہیں کسی چیز کا حکم دیدوں تو اس کے اوپر حسب استطاعت عمل کرلیا کرو اور جس وقت کسی چیز سے منع کردوں تو اسے ترک کردیا کرو۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8398، مسند اسحاق بن راہویہ: رقم الحدیث: 91، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 3704، سنن دارمی: رقم الحدیث: 1788)

بَابُ سَفَرِ الْمَرْأَةِ مَعَ مَحْرَمٍ إِلَى حَجٍّ وَغَيْرِهِ

باب: عورت کا حج وغیرہ کا سفر محرم کے ساتھ کرنا

Marfat.com

910- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُسَافِرِ الْمَرْاَةُ ثَلَاثًا اِلَّا وَمَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی بھی عورت سوائے محرم کے تین دن کا سفر نہ کرے۔ (مستدرک: رقم الحدیث: 1615، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 12204، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 5188، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 1089)

911- وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَّاَبُوْ اُسَامَةَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ جَمِيْعًا عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ فِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ بَكْرٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ فِيْ رِوَايَتِهٖ عَنْ اَبِيْهِ ثَلَاثَةً اِلَّا وَمَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ

ابن نمیر اپنے والد کی روایت میں فرماتے ہیں کہ کوئی عورت بغیر محرم کے تین دن کا سفر نہ کرے۔ (مرجع السابق)

912- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ فُدَيْكٍ اَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ تُسَافِرُ مَسِيْرَةَ ثَلَاثِ لَيَالٍ اِلَّا وَمَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو عورت رب تعالیٰ، بروز حشر پر ایمان رکھتی ہے وہ بغیر محرم کے تین راتوں کی مسافت کا سفر نہ کرے۔ (مرجع السابق)

913- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَّعُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ جَمِيْعًا عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ وَهُوَ ابْنُ عُمَيْرٍ عَنْ قَزَعَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ مِنْهُ حَدِيْثًا فَاَعْجَبَنِيْ فَقُلْتُ لَهٗ اَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاَقُوْلُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَمْ اَسْمَعْ قَالَ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَشُدُّوا الرِّحَالَ اِلَّا اِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِيْ هٰذَا وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى وَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ لَا تُسَافِرِ الْمَرْاَةُ يَوْمَيْنِ مِنَ الدَّهْرِ اِلَّا وَمَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ مِّنْهَا اَوْ زَوْجُهَا

قزعہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث کو سنا جو مجھے بہت ہی اچھی لگی میں نے کہا: آپ نے اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا ہے۔ تو انہوں نے فرمایا: کیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب اس بات کو منسوب کرنے کی جرأت رکھ سکتا ہوں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سن ہی نہیں رکھی۔ پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین مساجد کے علاوہ سفر کا سامان نہ باندھا جائے میری مسجد، مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے یہ بھی سن رکھا ہے کہ کوئی خاتون دو دن کا سفر شوہر یا محرم کے بغیر نہ کرے۔ (سنن الدارمی: رقم الحدیث: 2678، شرح السنۃ: ج:7، ص:119، شرح السنۃ: ج:1، ص:456، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 19921)

914- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ

سَمِعْتُ قَزَعَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعًا فَاَعْجَبْنَنِيْ وَآنَقْنَنِيْ نَهٰى اَنْ تُسَافِرَ الْمَرْاَةُ مَسِيْرَةَ يَوْمَيْنِ اِلَّا وَمَعَهَا زَوْجُهَا اَوْ ذُو مَحْرَمٍ وَّاقْتَصَّ بَاقِيَ الْحَدِيْثِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چار باتوں کو سنا ہے۔ جو مجھے انتہائی اچھی لگی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورت کو اکیلے دو دن کا سفر کرنے سے روکا ہے مگر یہ کہ اس کی معیت شوہر یا محرم ہو۔ (مرجع السابق)

915- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ سَهْمِ بْنِ مِنْجَابٍ عَنْ قَزَعَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُسَافِرِ الْمَرْاَةُ ثَلَاثًا اِلَّا مَعَ ذِيْ مَحْرَمٍ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محرم کے بغیر عورت کو تین روز کے سفر سے روکا ہے۔ (مرجع السابق)

916- وَحَدَّثَنِيْ اَبُوْ غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ جَمِيْعًا عَنْ مُعَاذِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ اَبُوْ غَسَّانَ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ قَزَعَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُسَافِرِ امْرَاَةٌ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ اِلَّا مَعَ ذِيْ مَحْرَمٍ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی بھی عورت محرم کے بغیر تین راتوں سے زیادہ سفر اختیار نہ کرے۔ (مرجع السابق)

917- وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ اَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثٍ اِلَّا مَعَ ذِيْ مَحْرَمٍ

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوئی خاتون محرم کے بغیر تین دن سے زیادہ سفر اختیار نہ کرے۔ (مرجع السابق)

918- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ مُسْلِمَةٍ تُسَافِرُ مَسِيْرَةَ لَيْلَةٍ اِلَّا وَمَعَهَا رَجُلٌ ذُو حُرْمَةٍ مِنْهَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی خاتون کے واسطے بغیر محرم کے ایک شب کا سفر اختیار کرنا جائز نہیں ہے۔ (معجم الاوسط: رقم الحدیث: 7929، سنن البیہقی الکبری: رقم الحدیث: 5192، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 2830، شرح السنۃ: جز: 1، ص: 456)

919- وَحَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ ذِئْبٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

Marfat.com

الْاٰخِرِ تُسَافِرُ مَسِيْرَةَ يَوْمٍ اِلَّا مَعَ ذِيْ مَحْرَمٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو عورت رب تعالیٰ اور یوم جزاء پر ایمان رکھتی ہو اس کو محرم کے بغیر ایک روز کا سفر کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ (مرجع السابق)

920- وَحَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ تُسَافِرُ مَسِيْرَةَ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ اِلَّا مَعَ ذِيْ مَحْرَمٍ عَلَيْهَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو عورت رب تعالیٰ اور روز جزاء پر ایمان رکھتی ہو اس کو ایک دن اور رات کا سفر محرم کے بغیر اختیار کرنا جائز نہیں ہے۔ (مرجع السابق)

921- وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ مُفَضَّلٍ حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ اَنْ تُسَافِرَ ثَلَاثًا اِلَّا وَمَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ مِنْهَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی عورت کا محرم کے بغیر تین دن کی مسافت کا سفر اختیار کرنا جائز نہیں ہے۔ (مرجع السابق)

922- وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ جَمِيْعًا عَنْ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ قَالَ اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُسَافِرَ سَفَرًا يَّكُوْنُ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فَصَاعِدًا اِلَّا وَمَعَهَا اَبُوْهَا اَوِ ابْنُهَا اَوْ زَوْجُهَا اَوْ اَخُوْهَا اَوْ ذُوْ مَحْرَمٍ مِنْهَا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والی عورت کے لئے اس کے باپ، بیٹے، بھائی، شوہر یا دوسرے بغیر محرم کے تین دن کی مسافت کا سفر اختیار کرنا جائز نہیں ہے۔

(سنن الدارمی: رقم الحدیث: 1089، صحیح ابن خزیمہ: رقم الحدیث: 2519، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث: 1166، مسند احمد: رقم الحدیث: 3231)

923- وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْسَعِيْدٍ الْاَشَجُّ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ

دوسری سند سے بھی یونہی مروی ہے۔ (مرجع السابق)

924- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ كِلَاهُمَا عَنْ سُفْيَانَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِيْ مَعْبَدٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَّقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَقُوْلُ لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَاَةٍ اِلَّا وَمَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ وَّلَا تُسَافِرِ

Marfat.com

الْمَرْاَةُ اِلَّا مَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ امْرَاَتِیْ خَرَجَتْ حَاجَّةً وَاِنِّیْ اكْتُتِبْتُ فِیْ غَزْوَةِ كَذَا وَ كَذَا قَالَ انْطَلِقْ فَحُجَّ مَعَ امْرَاَتِكَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دیتے وقت ارشاد فرمار ہے تھے کہ کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ اکیلے میں نہ رہے مگر یہ کہ اس کے ساتھ محرم ہو اور کوئی عورت محرم کے بغیر سفر اختیار نہ کرے۔ایک آدمی عرض گزار ہوا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری اہلیہ تو حج کو جارہی ہے جبکہ میرا نام فلاں فلاں جہاد کے اندر تحریر کیا ہوا ہے۔ارشاد فرمایا: جاکر تم اپنی اہلیہ کی معیت حج کرو۔(معجم الکبیر: رقم الحدیث: 12201، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 2891، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9914، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 3756)

925-وَحَدَّثَنَاهُ اَبُو الرَّبِیْعِ الزَّهْرَانِیُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ

دوسری سند سے یونہی مروی ہے۔(مرجع السابق)

926-وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ یَعْنِی ابْنَ سُلَیْمَانَ الْمَخْزُوْمِیُّ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ وَلَمْ یَذْكُرْ لَا یَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَاَةٍ اِلَّا وَمَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ

دوسری سند سے بھی یونہی مروی ہے مگر اضافہ یہ نہیں ہے کہ کوئی مرد کسی عورت کی معیت محرم کے بغیر اکیلے میں نہ رہے۔(مرجع السابق)

تشریح:

احادیث مذکورہ بالا میں بتایا گیا ہے کہ عورت حج کے سفر بلکہ کسی بھی سفر میں محرم کے بغیر ایک دن اور بعض روایات میں تین دن سے زیادہ سفر نہ کرے۔

فقہی مسائل:

''عورت کو مکہ تک جانے میں تین دن یا زیادہ کا راستہ ہو تو اُس کے ہمراہ شوہر یا محرم ہونا شرط ہے،خواہ وہ عورت جوان ہو یا بوڑھیا اور تین دن سے کم کی راہ ہو تو بغیر محرم اور شوہر کے بھی جاسکتی ہے۔

یہ ظاہر الروایہ ہے۔مگر ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری المسلک المتقسط فی المنسک المتوسط صفحہ 57 پر تحریر فرماتے ہیں:

امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ سے عورت کو بغیر شوہر یا محرم کے ایک دن کا سفر کرنے کی کراہیت بھی مروی ہے۔فتنہ و فساد کے زمانے کی وجہ سے اسی قول (ایک دن) پر فتویٰ دینا چاہیے۔(المسلک المتقسط، ص ۵۷، ردالمحتار، کتاب الحج، ج ۳، ص ۵۳۳)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: عورت کو بغیر شوہر یا محرم کے ساتھ لیے سفر کو جانا حرام ہے، اس میں کچھ حج کی خصوصیت نہیں، کہیں ایک دن کے راستہ پر بغیر شوہر یا محرم جائے گی تو گناہ گار ہوگی۔(فتاویٰ رضویہ، کتاب الحج، ج ۱۰، ص ۶۵۷)

بہارِ شریعت حصہ 4، نماز مسافر کا بیان، صفحہ 101 پر ہے کہ عورت کو بغیر محرم کے تین دن یا زیادہ کی راہ جانا، ناجائز ہے بلکہ ایک دن کی راہ جانا بھی۔(عالمگیری وغیرہ) لہٰذا اسی پر عمل کرنا چاہیے۔

محرم کا مفہوم:

محرم سے مراد وہ مرد ہے جس سے ہمیشہ کے لیے اُس عورت کا نکاح حرام ہے، خواہ نسب کی وجہ سے نکاح حرام ہو، جیسے باپ، بیٹا، بھائی وغیرہ یا دُودھ کے رشتہ سے نکاح کی حرمت ہو، جیسے رضاعی بھائی، باپ، بیٹا وغیرہ یا سُسرالی رشتہ سے حُرمت آئی، جیسے خُسر، شوہر کا بیٹا وغیرہ۔

شوہر یا محرم جس کے ساتھ سفر کر سکتی ہے اُس کا عاقل بالغ غیر فاسق ہونا شرط ہے۔ مجنون یا نابالغ یا فاسق کے ساتھ نہیں جا سکتی آزاد یا مسلمان ہونا شرط نہیں، البتہ مجوسی جس کے اِعتقاد میں محارم سے نکاح جائز ہے اُس کے ہمراہ سفر نہیں کر سکتی۔ مراہق و مراہقہ یعنی لڑکا اور لڑکی جو بالغ ہونے کے قریب ہوں بالغ کے حکم میں ہیں یعنی مراہق کے ساتھ جا سکتی ہے اور مراہقہ کو بھی بغیر محرم یا شوہر کے سفر کی ممانعت ہے۔ (الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الحج، ص ۱۹۳۔ والدر المختار، کتاب الحج، ج ۳، ص ۵۳۱۔ والفتاوی الہندیۃ، کتاب المناسک، الباب الأول فی تفسیر الحج وفرضیتہ... إلخ، ج ۱، ص ۲۱۸۔۲۱۹)

مسئلہ: عورت کا غلام اس کا محرم نہیں کہ اُس کے ساتھ نکاح کی حرمت ہمیشہ کے لیے نہیں کہ اگر آزاد کر دے تو اُس سے نکاح کر سکتی ہے۔ (الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الحج، ص ۱۹۳)

مسئلہ: باندیوں کو بغیر محرم کے سفر جائز ہے۔

(الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الحج، ص ۱۹۳۔ ھکذا فی الجوہرۃ النیرۃ لکن فی شرح اللباب والفتوی: علی أنہ یکرہ فی زماننا۔ (انظر: رد المحتار، کتاب الحج، ج ۳، ص ۵۳۲)

مسئلہ: اگرچہ زنا سے بھی حرمتِ نکاح ثابت ہوتی ہے، مثلاً جس عورت سے معاذ اللہ زنا کیا اُس کی لڑکی سے نکاح نہیں کر سکتا، مگر اُس لڑکی کو اُس کے ساتھ سفر کرنا جائز نہیں۔ (رد المحتار، کتاب الحج، مطلب فی قولھم یقدم حق العبد علی حق الشرع، ج ۳، ص ۵۳۱)

مسئلہ: عورت بغیر محرم یا شوہر کے حج کو گئی تو گنہگار ہوئی، مگر حج کرے گی تو حج ہو جائے گا یعنی فرض ادا ہو جائے گا۔

(الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الحج، ص ۱۹۳)

مسئلہ: عورت کے نہ شوہر ہے، نہ محرم تو اس پر یہ واجب نہیں کہ حج کے جانے کے لیے نکاح کر لے اور جب محرم ہے تو حج فرض کے لیے محرم کے ساتھ جائے اگرچہ شوہر اجازت نہ دیتا ہو۔ نفل اور منت کا حج ہو تو شوہر کو منع کرنے کا اختیار ہے۔ (المرجع السابق)

مسئلہ: محرم کے ساتھ جائے تو اس کا نفقہ عورت کے ذمہ ہے، لہٰذا اب یہ شرط ہے کہ اپنے اور اُس کے دونوں کے نفقہ پر قادر ہو۔

(الدر المختار ورد المحتار، کتاب الحج، مطلب فی قولھم یقدم حق العبد علی حق الشرع، ج ۳، ص ۵۳۲)

جانے کے زمانے میں عورت عدّت میں نہ ہو، وہ عدّت وفات کی ہو یا طلاق کی، بائن کی ہو یا رجعی کی۔

(الدر المختار ورد المحتار، کتاب الحج، مطلب فیمن حج بمال حرام، ج ۳، ص ۵۳۴)

قید میں نہ ہو مگر جب کسی حق کی وجہ سے قید میں ہو اور اُس کے ادا کرنے پر قادر ہو تو یہ عذر نہیں اور بادشاہ اگر حج کے جانے سے روکتا ہو تو یہ عذر ہے۔ (الدر المختار ورد المحتار، کتاب الحج، مطلب فی قولھم یقدم حق العبد علی حق الشرع، ج ۳، ص ۵۲۴)

ان فقہی مسائل کو سمجھنے کے بعد جس طرح مردوں کے لیے ذیل میں دی گئی ہدایات ہیں، اسی طرح عورتوں کے لیے بھی ہیں:

صحت ادا کے شرائط:

Marfat.com

صحتِ ادا کے لیے نو شرطیں ہیں کہ وہ نہ پائی جائیں تو حج صحیح نہیں:

1۔ اسلام، کافر نے حج کیا تو نہ ہوا۔

2۔ احرام، بغیر احرام حج نہیں ہو سکتا۔

3۔ زمان یعنی حج کے لیے جو زمانہ مقرر ہے اُس سے قبل افعالِ حج نہیں ہو سکتے، مثلاً طوافِ قدوم وسعی کہ حج کے مہینوں سے قبل نہیں ہو سکتے اور وقوفِ عرفہ نویں کے زوال سے قبل یا دسویں کی صبح ہونے کے بعد نہیں ہو سکتا اور طواف زیارت دسویں سے قبل نہیں ہو سکتا۔

4۔ مکان، طواف کی جگہ مسجد الحرام شریف ہے اور وقوف کے لیے عرفات و مزدلفہ، کنکری مارنے کے لیے منیٰ، قربانی کے لیے حرم، یعنی جس فعل کے لیے جو جگہ مقرر ہے وہ وہیں ہوگا۔

5۔ تمیز۔

6۔ عقل، جس میں تمیز نہ ہو جیسے ناسمجھ بچہ یا جس میں عقل نہ ہو جیسے مجنون۔ یہ خود وہ افعال نہیں کر سکتے جن میں نیت کی ضرورت ہے، مثلاً احرام یا طواف، بلکہ ان کی طرف سے کوئی اور کرے اور جس فعل میں نیت شرط نہیں، جیسے وقوفِ عرفہ وہ یہ خود کر سکتے ہیں۔

7۔ فرائضِ حج کا بجالانا مگر جب کہ عذر ہو۔

8۔ احرام کے بعد اور وقوف سے پہلے جماع نہ ہونا اگر ہوگا حج باطل ہو جائے گا۔

9۔ جس سال احرام باندھا اُسی سال حج کرنا، لہٰذا اگر اُس سال حج فوت ہو گیا تو عمرہ کر کے احرام کھول دے اور سالِ آئندہ جدید احرام سے حج کرے اور اگر احرام نہ کھولا بلکہ اُسی احرام سے حج کیا تو حج نہ ہوا۔

حج فرض ادا ہونے کے شرائط:

حجِ فرض ادا ہونے کے لیے نو شرطیں ہیں:

1۔ اسلام۔

2۔ مرتے وقت تک اسلام ہی پر رہنا۔

3۔ عاقل۔

4۔ بالغ ہونا۔

5۔ آزاد ہونا۔

6۔ اگر قادر ہو تو خود ادا کرنا۔

7۔ نفل کی نیت نہ ہونا۔

8۔ دوسرے کی طرف سے حج کرنے کی نیت نہ ہونا۔

فاسد نہ کرنا۔ (لباب المناسک (باب شرائط الحج) ص ۲۶)

حج کے فرائض:

Marfat.com

حج میں یہ چیزیں فرض ہیں:

1۔احرام، کہ یہ شرط ہے۔

2۔وقوفِ عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ کے آفتاب ڈھلنے سے دسویں کی صبح صادق سے پیشتر تک کسی وقت عرفات میں ٹھہرنا۔

3۔طواف زیارت کا اکثر حصہ، یعنی چار پھیرے پچھلی دونوں چیزیں یعنی وقوف وطواف رُکن ہیں۔

4۔نیت۔

5۔ترتیب یعنی پہلے احرام باندھنا پھر وقوف پھر طواف۔

6۔ہر فرض کا اپنے وقت پر ہونا، یعنی وقوف اُس وقت ہونا جو مذکور ہوا اس کے بعد طواف اس کا وقت وقوف کے بعد سے آخر عمر تک ہے۔

7۔مکان یعنی وقوف زمینِ عرفات میں ہونا سوا بطنِ عرنہ کے اور طواف کا مکان مسجد الحرام شریف ہے۔

(الدر المختار ورد المحتار، کتاب الحج، مطلب فی فروض الحج وواجباتہ، ج ۳، ص ۵۳۶)

حج کے واجبات:

حج کے واجبات یہ ہیں:

(۱) میقات سے احرام باندھنا، یعنی میقات سے بغیر احرام نہ گزرنا اور اگر میقات سے پہلے ہی احرام باندھ لیا تو جائز ہے۔

(۲) صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا اس کو سعی کہتے ہیں۔

(۳) سعی کو صفا سے شروع کرنا اور اگر مروہ سے شروع کی تو پہلا پھیرا شمار نہ کیا جائے، اُس کا اعادہ کرے۔

(۴) اگر عذر نہ ہو تو پیدل سعی کرنا، سعی کا طواف معتد بہ کے بعد یعنی کم سے کم چار پھیروں کے بعد ہونا۔

(۵) دن میں وقوف کیا تو اتنی دیر تک وقوف کرے کہ آفتاب ڈوب جائے خواہ آفتاب ڈھلتے ہی شروع کیا ہو یا بعد میں، غرض غروب تک وقوف میں مشغول رہے اور اگر رات میں وقوف کیا تو اس کے لیے کسی خاص حد تک وقوف کرنا واجب نہیں مگر وہ اُس واجب کا تارک ہوا کہ دن میں غروب تک وقوف کرتا۔

(۶) وقوف میں رات کا کچھ جز آ جانا۔

(۷) عرفات سے واپسی میں امام کی متابعت کرنا یعنی جب تک امام وہاں سے نہ نکلے یہ بھی نہ چلے، ہاں اگر امام نے وقت سے تاخیر کی تو اُسے امام کے پہلے چلا جانا جائز ہے اور اگر بھیڑ وغیرہ کسی ضرورت سے امام کے چلے جانے کے بعد ٹھہر گیا ساتھ نہ گیا جب بھی جائز ہے۔

(۸) مزدلفہ میں ٹھہرنا۔

(۹) مغرب وعشا کی نماز کا وقت عشا میں مزدلفہ میں آ کر پڑھنا۔

(۱۰) تینوں جمروں پر دسویں، گیارہویں، بارھویں تینوں دن کنکریاں مارنا یعنی دسویں کو صرف جمرۃ العقبہ پر اور گیارہویں

Marfat.com

بارھویں کو تینوں پر رَمی کرنا۔

(۱۱) جمرہ عقبہ کی رَمی پہلے دن حلق سے پہلے ہونا۔

(۱۲) ہر روز کی رَمی کا اسی دن ہونا۔

(۱۳) سر مونڈانا یا بال کتروانا۔

(۱۴) اور اُس کا ایام نحر اور (۱۵) حرم شریف میں ہونا اگرچہ منیٰ میں نہ ہو۔

(۱۶) قِران اور تمتع والے کو قربانی کرنا اور

(۱۷) اس قربانی کا حرم اور ایام نحر میں ہونا۔

(۱۸) طواف افاضہ کا اکثر حصہ ایام نحر میں ہونا۔ عرفات سے واپسی کے بعد جو طواف کیا جاتا ہے اُس کا نام طوافِ اِفاضہ ہے اور اُسے طوافِ زیارت بھی کہتے ہیں۔ طوافِ زیارت کے اکثر حصہ سے جتنا زائد ہے یعنی تین پھیرے ایام نحر کے غیر میں بھی ہوسکتا ہے۔

(۱۹) طواف حطیم کے باہر سے ہونا۔

(۲۰) دہنی طرف سے طواف کرنا یعنی کعبہ معظمہ طواف کرنے والے کی بائیں جانب ہو۔

(۲۱) عذر نہ ہو تو پاؤں سے چل کر طواف کرنا، یہاں تک کہ اگر گھسٹتے ہوئے طواف کرنے کی منت مانی جب بھی طواف میں پاؤں سے چلنا لازم ہے اور طوافِ نفل اگر گھسٹتے ہوئے شروع کیا تو ہوجائے گا مگر افضل یہ ہے کہ چل کر طواف کرے۔

(۲۲) طواف کرنے میں نجاست حکمیہ سے پاک ہونا، یعنی جنب (یعنی جس پر جماع یا احتلام یا شہوت کے ساتھ منی خارج ہونے کی وجہ سے غسل فرض ہوگیا ہے) و بے وضو نہ ہونا، اگر بے وضو یا جنابت میں طواف کیا تو اعادہ کرے۔

(۲۳) طواف کرتے وقت ستر چھپا ہونا یعنی اگر ایک عضو کی چوتھائی یا اس سے زیادہ حصہ کھلا رہا تو دَم واجب ہوگا اور چند جگہ سے کھلا رہا تو جمع کریں گے، غرض نماز میں ستر کھلنے سے جہاں نماز فاسد ہوتی ہے یہاں دَم واجب ہوگا۔

(۲۴) طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا، نہ پڑھی تو دَم واجب نہیں۔

(۲۵) کنکریاں پھینکنے اور ذبح اور سر مُنڈانے اور طواف میں ترتیب یعنی پہلے کنکریاں پھینکے پھر غیر مُفرِد قربانی کرے پھر سر منڈائے پھر طواف کرے۔

(۲۶) طواف صدر یعنی میقات سے باہر کے رہنے والوں کے لیے رخصت کا طواف کرنا۔ اگر حج کرنے والی حیض یا نفاس سے ہے اور طہارت سے پہلے قافلہ روانہ ہوجائے گا تو اس پر طوافِ رخصت نہیں۔

(۲۷) وقوف عرفہ کے بعد سر مُنڈانے تک جماع نہ ہونا۔

(۲۸) احرام کے ممنوعات، مثلاً سلا کپڑا پہننے اور منہ یا سر چھپانے سے بچنا۔

(لباب المناسک للسندی، (فصل فی واجباتہ) ص ۶۸۔ ۷۳۔ والفتاویٰ الرضویہ، ج ۱۰ ص ۷۸۹۔ ۷۹۱، وغیرہ)

مسئلہ: واجب کے ترک سے دَم لازم آتا ہے خواہ قصداً ترک کیا ہو یا سہواً خطا کے طور پر ہو یا نسیان کے، وہ شخص اس کا واجب ہونا

جانتا ہو یا نہیں، ہاں اگر قصداً کرے اور جانتا بھی ہے تو گنہگار بھی ہے مگر واجب کے ترک سے حج باطل نہ ہوگا، البتہ بعض واجب کا اس حکم سے اِستثنا ہے کہ ترک پر دَم لازم نہیں، مثلاً طواف کے بعد کی دونوں رکعتیں یا کسی عذر کی وجہ سے سر نہ منڈانا یا مغرب کی نماز کا عشا تک مؤخر نہ کرنا یا کسی واجب کا ترک، ایسے عذر سے ہو جس کو شرع نے معتبر رکھا ہو یعنی وہاں اجازت دی ہو اور کفارہ ساقط کر دیا ہو۔

حج کی سنتیں:

1۔طواف قدوم یعنی میقات کے باہر سے آنے والا مکہ معظمہ میں حاضر ہو کر سب میں پہلا جو طواف کرے اُسے طواف قدوم کہتے ہیں۔طواف قدوم مفرد اور قارِن کے لیے سنت ہے، متمتع کے لیے نہیں۔

2۔طواف کا حجرِ اسود سے شروع کرنا۔

3۔طواف قدوم یا طوافِ فرض میں رَمَل کرنا۔

4۔صفا و مروہ کے درمیان جو دو میل اخضر ہیں، اُن کے درمیان دوڑنا۔

5۔امام کا مکہ میں ساتویں کو اور

6۔عرفات میں نویں کو اور

7۔منیٰ میں گیارہویں کو خطبہ پڑھنا۔

8۔آٹھویں کی فجر کے بعد مکہ سے روانہ ہونا کہ منیٰ میں پانچ نمازیں پڑھ لی جائیں۔

9۔نویں رات منیٰ میں گزارنا۔

10۔آفتاب نکلنے کے بعد منیٰ سے عرفات کو روانہ ہونا۔

11۔وقوف عرفہ کے لیے غسل کرنا۔

12۔عرفات سے واپسی میں مزدلفہ میں رات کو رہنا اور

13۔آفتاب نکلنے سے پہلے یہاں سے منیٰ کو چلا جانا۔

14۔دس اور گیارہ کے بعد جو دونوں راتیں ہیں اُن کو منیٰ میں گزارنا اور اگر تیرھویں کو بھی منیٰ میں رہا تو بارھویں کے بعد کی رات کو بھی منیٰ میں رہے۔

15۔ابطح یعنی وادی محصّب میں اُترنا، اگرچہ تھوڑی دیر کے لیے ہو۔"

(بہار شریعت از مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ، ج ۶ ص ۴ ۱۰۴، مکتبۃ المدینہ)

بَابُ اِسْتِحْبَابِ الذِّكْرِ اِذَا رَكِبَ دَآبَّتَهٗ مُتَوَجِّهًا لِسَفَرِ حَجٍّ اَوْ غَيْرِهٖ وَبَيَانِ الْاَفْضَلِ مِنْ ذٰلِكَ

باب: جب کوئی شخص سواری پر سوار ہو کر حج کا سفر یا کسی دوسرے سفر کے لئے روانہ ہونے لگے تو اس وقت ذکر الٰہی کرنے کا استحباب اور اس کی افضل دعا

Marfat.com

927- وَحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّ عَلِيًّا الْأَزْدِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ عَلَّمَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اسْتَوَى عَلَى بَعِيرِهِ خَارِجًا إِلَى سَفَرٍ كَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ (سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ) اللّٰهُمَّ نَسْأَلُكَ فِي سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضَى اللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهُ اللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْأَهْلِ وَإِذَا رَجَعَ قَالَهُنَّ وَزَادَ فِيهِنَّ آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ "سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ) اللّٰهُمَّ نَسْأَلُكَ فِي سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضَى اللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهُ اللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوءِ الْمُنْقَلَبِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت بھی کسی جگہ سفر پر جانے کے واسطے اونٹ پر سوار ہوتے تو اس وقت تین دفعہ اللہ اکبر فرمایا کرتے پھر فرمایا کرتے: پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارے واسطے مسخر فرما دیا ہے ہم تو اس پر قابو پانے والے نہ تھے اور ہم اپنے رب تعالیٰ کے پاس لوٹ کر جانے والے ہیں۔ اے اللہ عزوجل! ہم تجھ سے اپنے اس سفر کے اندر نیکی اور تقویٰ کا سوال کرتے ہیں۔ اور ان کاموں کا سوال کرتے ہیں جن سے تو راضی رہے۔ اے اللہ عزوجل! اس سفر کو تو آسان فرما دے اور اس کی مسافت کو لپیٹ دے۔ اے اللہ عزوجل! اس سفر کے اندر تو ہی ہمارا صاحب ہے۔ اور ہمارے گھر کا محافظ ہے۔ اے اللہ عزوجل! میں سفر کی تکالیف سے، رنج وغم سے اور اپنے اہل ومال سے، برے انجام سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ اور جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے واپس آیا کرتے تو پھر بھی اسی دعا کو پڑھا کرتے۔ اور ان کے اندر ان کلمات کو زائد فرماتے تھے: ہم لوٹنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ سے توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں، اپنے رب تعالیٰ کا شکر بجا لانے والے ہیں۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج: 3، ص: 521، شرح السنۃ: ج: 1، ص: 332، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 2542، مسند احمد: رقم الحدیث: 930)

928- وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ سَرْجِسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَسَافَرَ يَتَعَوَّذُ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ وَدَعْوَةِ الْمَظْلُومِ وَسُوءِ الْمَنْظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ

حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت سفر پر تشریف لے جاتے تو سفر کی تکالیف سے، بری چیزوں کے دیکھنے سے، برے انجام سے، راحت کے بعد تکلیف سے، مظلوم کی بددعا سے اور اہل ومال میں برے انجام سے رب تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے تھے۔ (صحیح ابن خزیمہ: رقم الحدیث: 2533، سنن النسائی: رقم الحدیث: 5405، سنن النسائی: رقم الحدیث: 2672، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3361)

Marfat.com

929-وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنِي حَامِدُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ كِلَاهُمَا عَنْ عَاصِمٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ عَبْدِ الْوَاحِدِ فِي الْمَالِ وَالْأَهْلِ وَفِي رِوَايَةِ مُحَمَّدِ بْنِ خَازِمٍ قَالَ يَبْدَأُ بِالْأَهْلِ إِذَا رَجَعَ وَفِي رِوَايَتِهِمَا جَمِيعًا اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ

دوسری سند کے ساتھ الفاظ متغیر سے یونہی مروی ہے۔ اور الفاظ یہ ہیں: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ۔ (مرجع السابق)

بَابُ مَا يُقَالُ إِذَا رَجَعَ مِنْ سَفَرِ الْحَجِّ وَغَيْرِهِ

باب: حج وغیرہ کے سفر سے جب لوٹے تو کیا کہے؟

930-وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَفَلَ مِنَ الْجُيُوشِ أَوِ السَّرَايَا أَوِ الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ إِذَا أَوْفَى عَلَى ثَنِيَّةٍ أَوْ فَدْفَدٍ كَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ صَدَقَ اللهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جس وقت کسی لشکر، جہاد، حج یا عمرہ سے لوٹا کرتے اور کسی ٹیلے یا ہموار میدان میں پہنچتے تو تین دفعہ اللہ اکبر فرما لینے کے بعد کہا کرتے: رب تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی سلطنت ہے اور اسی کے لئے ستائش ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے، ہم پلٹ کر آنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں، سجدہ کرنے والے ہیں، اپنے رب تعالیٰ کا شکر ادا کرنے والے ہیں، رب تعالیٰ نے اپنے وعدہ کو سچا فرمایا اور اپنے بندۂ خاص کی مدد فرمائی اور اکیلے ہی سارے لشکروں کو ہزیمت دی۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:3،ص:522، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث:4244، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث:10145)

931-وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ عَنْ مَالِكٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ كُلُّهُمْ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ إِلَّا حَدِيثَ أَيُّوبَ فَإِنَّ فِيهِ التَّكْبِيرَ مَرَّتَيْنِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یونہی مروی ہے۔ (مرجع السابق)

932-وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحَقَ قَالَ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَقْبَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَأَبُو طَلْحَةَ وَصَفِيَّةُ رَدِيفَتُهُ عَلَى نَاقَتِهِ حَتَّى إِذَا كُنَّا

بِظَهْرِ الْمَدِيْنَةِ قَالَ آيِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ فَلَمْ يَزَلْ يَقُوْلُ ذٰلِكَ حَتّٰى قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت واپس لوٹ رہے تھے جبکہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ردیف اونٹنی پر تھیں۔ جس وقت ہم ظہر المدینہ کے مقام پر پہنچ گئے تو ارشاد فرمایا: ہم پلٹ کر آنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، اپنے رب تعالیٰ کی عبادت کرنے والے ہیں، اپنے رب تعالیٰ کی حمد بجا لانے والے ہیں۔ اس پر آپ نے اضافہ نہ فرمایا انہی کو پڑھتے ہوئے مدینہ منورہ میں تشریف لے گئے۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 4247، شرح السنۃ: جز: 1، ص: 658، صحیح ابن خزیمہ: رقم الحدیث: 2616، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث: 5460)

933- وَحَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں۔ (مرجع السابق)

بَابُ اسْتِحْبَابِ النُّزُوْلِ بِبَطْحَاءِ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَالصَّلٰوةِ بِهَا إِذَا صَدَرَ مِنَ الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ وَغَيْرِهِمَا فَمَرَّ بِهَا

باب: حج یا عمرہ وغیرہ کے گزرنے والوں کے لئے ذوالحلیفہ کے مقام پر نماز پڑھنے کا استحباب

934- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِي بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَصَلّٰى بِهَا قَالَ وَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذوالحلیفہ کی بجری والی زمین پر اپنا اونٹ بٹھا کر اس جگہ نماز ادا فرمائی۔ نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی یونہی کیا کرتے تھے۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3641، معجم الاوسط: جز: 4، ص: 307، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 10045، سنن النسائی: رقم الحدیث: 2613)

935- وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ الْمِصْرِيُّ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُنِيْخُ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِي بِذِي الْحُلَيْفَةِ الَّتِي كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنِيْخُ بِهَا وَيُصَلِّي بِهَا

نافع کا بیان ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ذوالحلیفہ کی بجری والی زمین پر اونٹ کو بٹھایا کرتے تھے جس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اونٹ کو بٹھایا کرتے تھے اور اسی جگہ نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔ (مرجع السابق)

936- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحٰقَ الْمُسَيَّبِيُّ حَدَّثَنِي أَنَسٌ يَعْنِي أَبَا ضَمْرَةَ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا صَدَرَ مِنَ الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ أَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِي بِذِي الْحُلَيْفَةِ الَّتِي كَانَ

Marfat.com

يُنِيخُ بِهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حج یا عمرہ سے لوٹتے پر ذوالحلیفہ کی بجری والی زمین پر اپنے اونٹ کو بٹھایا کرتے تھے جس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اونٹ کو بٹھایا کرتے تھے۔ (مرجع السابق)

937- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ يَعْنِي ابْنَ إِسْمٰعِيلَ عَنْ مُوسٰى وَهُوَ ابْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ فِي مُعَرَّسِهِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَقِيلَ لَهُ إِنَّكَ بِبَطْحَاءَ مُبَارَكَةٍ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے آخری حصہ میں ذوالحلیفہ کے مقام پر پہنچے پس کہا گیا کہ یہ بطحاء مبارکہ ہے۔ (سنن البیہقی الکبری: رقم الحدیث: 10047، صحیح ابن حبان: جز: 9، ص: 100، صحیح ابن خزیمہ: رقم الحدیث: 2616، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث: 5460)

938- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارِ بْنِ الرَّيَّانِ وَسُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ وَاللَّفْظُ لِسُرَيْجٍ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي مُوسٰى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ وَهُوَ فِي مُعَرَّسِهِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ فِي بَطْنِ الْوَادِي فَقِيلَ إِنَّكَ بِبَطْحَاءَ مُبَارَكَةٍ قَالَ مُوسٰى وَقَدْ أَنَاخَ بِنَا سَالِمٌ بِالْمُنَاخِ مِنَ الْمَسْجِدِ الَّذِي كَانَ عَبْدُ اللهِ يُنِيخُ بِهِ يَتَحَرّٰى مُعَرَّسَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ أَسْفَلُ مِنَ الْمَسْجِدِ الَّذِي بِبَطْنِ الْوَادِي بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ وَسَطًا مِنْ ذٰلِكَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں فرشتہ حاضر ہوا اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے آخری حصہ میں ذوالحلیفہ کی وادی میں نزول فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عرض کیا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بطحاء مبارکہ میں ہیں۔ موسیٰ نے کہا ہے کہ ہماری معیت سالم نے بھی اس مقام پر اونٹ کو بٹھایا جس مقام پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اونٹ کو بٹھایا کرتے تھے۔ اور اس مقام کو ڈھونڈا کرتے تھے جس مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رات کے آخری حصہ میں نزول فرمایا تھا اور وہ جگہ اس مسجد سے نیچے جو بطن وادی میں تعمیر شدہ ہے اور وہ مقام مسجد اور قبلہ کے مابین ہے۔ (مرجع السابق)

بَابُ لَا يَحُجُّ الْبَيْتَ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ وَّبَيَانِ يَوْمِ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ

باب: مشرک بیت اللہ کا حج نہیں کر سکتا اور ننگا آدمی بیت اللہ کا طواف نہیں کر سکتا اور حج اکبر کا بیان

939- وَحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ح وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ، أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَنِي أَبُو بَكْرٍ

Marfat.com

الصِّدِّيقُ فِي الْحَجَّةِ الَّتِي اَمَّرَهُ عَلَيْهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فِي رَهْطٍ يُؤَذِّنُونَ فِي النَّاسِ يَوْمَ النَّحْرِ لَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَكَانَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَقُولُ يَوْمُ النَّحْرِ يَوْمُ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ مِنْ اَجْلِ حَدِيثِ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع سے قبل جس حج کا امیر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا تھا اس حج پر مجھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یوم نحر کو ایک جماعت کی معیت یہ منادی کرنے بھیجا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے گا اور نہ ہی کوئی آدمی ننگا ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے گا۔ حمید بن عبد الرحمن، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کو مدنظر رکھتے ہوئے فرماتے تھے کہ قربانی کا دن ہی یوم حج اکبر ہے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:4، ص:115، مستدرک: رقم الحدیث: 3275، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9091، صحیح ابن خزیمہ: رقم الحدیث: 2702)

تشریح: حج اکبر کا بیان:

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

وَاَذَانٌ مِّنَ اللهِ وَرَسُولِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَرَسُولُهٗ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللهِ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ۔ (التوبۃ:۳)

ترجمہ: اور سب لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلان ہے کہ حج اکبر کے دن، اللہ مشرکین سے بری الذمہ ہے اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) (بھی) پس اگر تم توبہ کر لو تو وہ تمہارے لیے بہتر ہے اور اگر تم اعراض کرتے ہو تو تم یقین رکھو کہ تم اللہ کو عاجز کرنے والے نہیں ہو، اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کافروں کو دردناک عذاب کی خوش خبری دیجئے۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں:

''حج اکبر کی تعیین:

حج اکبر کی تعیین میں مختلف اقوال ہیں، امام عبد الرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں (رحمۃ اللہ علیہ): حسن اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ جس سال حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے حج کیا تھا اس میں مسلمان اور مشرکین جمع تھے اور اسی دن یہود اور نصاریٰ کی عید بھی تھی اس لیے اس کو حج اکبر فرمایا۔ حارث حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے اور معمر زہری سے روایت کرتے ہیں کہ یوم النحر (قربانی کا دن) حج اکبر ہے۔ ابو اسحاق بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن شداد (رضی اللہ عنہ) سے حج اکبر اور حج اصغر کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا: حج اکبر یوم النحر ہے اور حج اصغر عمرہ ہے۔ عطا نے کہا حج اکبر یوم عرفہ ہے۔ ابو اسحاق بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو جحیفہ (رضی اللہ عنہ) سے حج اکبر کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا وہ یوم عرفہ

Marfat.com

ہے۔ میں نے پوچھا یہ آپ کی رائے ہے یا سیّدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اصحاب کی؟ انہوں نے کہا سب کی، پھر میں نے حضرت عبداللہ بن شداد سے سوال کیا تو انہوں نے کہا حج اکبر یوم النحر ہے اور حج اصغر عمرہ ہے۔

(تفسیر امام عبدالرزاق ج ۱ ص ۲۴۱، مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت، ۱۴۱۱ھ)

حضرت ابن عمر (رضی اللہ عنہما) بیان کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے جب حج ادا کیا تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یوم النحر (۱۰ ذوالحجہ) کو جمرات کے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا: یہ حج اکبر کا دن ہے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۱۷۴۲، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۱۹۴۵، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۲۱۶۶، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۳۰۵۵، الطبقات الکبریٰ ج ۲ ص ۱۴۰، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ، المستدرک ج ۲ ص ۲۳۱)

امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ ھ نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ اور سعید بن جبیر سے، عبداللہ بن شداد سے، حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے، حضرت مغیرہ بن شعبہ (رضی اللہ عنہ) سے، عامر سے، حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے اور حضرت ابو جحیفہ (رضی اللہ عنہ) سے اپنی اسانید کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حج اکبر یوم النحر ہے۔ (المصنف ج ۳ ص ۳۶۰، رقم لحدیث: ۱۵۱۱۱-۱۵۱۰۲)

حج اکبر کے مصداق کے متعلق مذاہب فقہاء، حافظ ابوالعباس احمد بن عمر بن ابراہیم القرطبی المالکی المتوفی ۶۵۶ ھ لکھتے ہیں: امام مسلم نے روایت کیا ہے کہ حمید بن عبدالرحمن کہتے تھے کہ یوم النحر، یوم الحج الاکبر ہے۔

(البخاری: ۳۶۹، مسلم: ۱۳۴۷، سنن ابوداؤد: ۱۹۴۶، سنن النسائی: ۲۳۴، مسند احمد ج ۲ ص ۲۹۹)

یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ حج اکبر کا دن یوم النحر ہے، جیسا کہ حمید نے کہا ہے، اور یہ سعید بن جبیر اور امام مالک کا قول ہے، اور ایک جماعت نے کہا ہے کہ حج اکبر یوم عرفہ ہے اور یہی حضرت عمر کا قول ہے، امام شافعی کا بھی یہی مذہب ہے، مجاہد نے کہا حج اکبر قران ہے اور حج اصغر افراد ہے، اور شعبی نے کہا حج اکبر، حج ہے اور حج اصغر عمرہ ہے، اور پہلا قول اولیٰ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو یہ حکم دیا کہ وہ لوگوں میں حج اکبر کا اعلان کریں اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: حج اکبر یوم النحر ہے۔

(سنن ابوداؤد، رقم الحدیث ۱۹۴۵) (المفہم ج ۳ ص ۱۶۰-۴۵۹، مطبوعہ دار ابن کثیر بیروت، ۱۴۱۷ھ)

حج اکبر کے مختلف اقوال میں تطبیق:

ملا علی بن سلطان محمد القاری الحنفی المتوفی ۱۰۱۴ ھ لکھتے ہیں: خلاصہ یہ ہے کہ یوم حج اکبر کے متعلق چار قول ہیں: ایک قول یہ ہے کہ حج اکبر یوم عرفہ ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ یہ یوم نحر ہے، تیسرا قول یہ ہے کہ حج اکبر طواف زیارت کا دن ہے، چوتھا قول یہ ہے کہ حج کے تمام ایام یوم حج اکبر ہیں، اور درحقیقت ان اقوال میں کوئی تعارض نہیں، ہے، کیونکہ اکبر اور اصغر امر اضافی ہیں، لہٰذا جمعہ کے دن کا حج دوسرے ایام کی بہ نسبت اکبر ہے اور حج قران حج افراد سے اکبر ہے اور مطلقاً حج، عمرے سے اکبر ہے اور جمیع ایام حج بھی اکبر ہیں اور ان میں سے ہر ایک اپنے نورانی مقام کے اعتبار سے مختلف ہے، اسی طرح ایام میں یوم عرفہ، حج اکبر کی تحصیل کا دن ہے جو مطلقاً حج ہے، اور یوم نحر حج اکبر کے افعال کے مکمل ہونے اور ان سے حلال ہونے کا دن ہے۔

(الحظ الاوفر فی الحج الاکبر مع المسلک المتقسط ص ۴۸۱، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۱۷ھ)

جب یوم عرفہ جمعہ کے دن ہو تو اس کے حج اکبر ہونے کی تحقیق:

احادیث اور آثار صحابہ میں مختلف ایام پر حج اکبر کا اطلاق آیا ہے اور کسی دن کے حج اکبر ہونے پر اتفاق نہیں ہے، اور عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ جب جمعہ کے دن یوم عرفہ ہو تو وہ حج اکبر ہوتا ہے۔ اس کے ثبوت میں ہر چند کہ کوئی صریح حدیث نہیں ہے تاہم بکثرت دلائل شرعیہ سے اس دن کا حج اکبر ہونا ثابت ہے، اس لیے اس کو حج اکبر کہنا صحیح ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ جس سال جمعہ کے دن یوم عرفہ ہو اس سال کے حج کا ثواب دوسرے دنوں کے حج سے زیادہ ہوتا ہے۔ ملا علی قاری متوفی ۱۰۱۴ھ نے جب یوم عرفہ جمعہ کے دن ہو تو اس کے حج اکبر ہونے کے ثبوت میں ایک مستقل رسالہ لکھا ہے، اس میں وہ لکھتے ہیں: جب یوم عرفہ جمعہ کے دن ہو تو اس پر حج اکبر کا اطلاق کرنا بہت مشہور ہے اور زبان زد خلائق ہے، اور خلق خدا کی زبانیں، حق کا قلم ہوتی ہیں اور (حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا:) جس چیز کو مسلمان حسن (اچھا اور نیک) سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی حسن ہے اور جس چیز کو مسلمان برا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی برا ہے۔

(مسند احمد ج۱ ص ۳۷۹، شیخ احمد شاکر نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے، مسند احمد ج ۳ رقم الحدیث: ۳۶۰۰، مطبوعہ دار الحدیث القاہرہ، حافظ الہیثمی نے کہا اس حدیث کو امام احمد، امام بزار اور امام طبرانی نے المعجم الکبیر میں روایت کیا ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں، مجمع الزوائد ج۱ ص ۱۷۸۔۱۷۷، ج ۸ ص ۲۵۲، حاکم نے کہا اس کی سند صحیح ہے، المستدرک، ج ۳ ص ۷۹۔ ۷۸، تاریخ بغداد ج ٤ ص ۱٦٥، کشف الخفاء ج ۲ ص ۲٦۳)

اس رسالہ میں ہمارا مقصود اس مسئلہ کی تحقیق کرنا ہے۔ امام رزین بن معاویہ نے تجرید الصحاح میں حضرت طلحہ بن عبید اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا افضل الایام، یوم عرفہ ہے اور جب یہ جمعہ کے دن ہو تو یہ بغیر جمعہ کے ستر حج سے افضل ہے۔

(اتحاف السادۃ المتقین ج ٤ ص ۷٤، مطبوعہ مطبعہ میمنہ مصر)

ملا علی قاری لکھتے ہیں کہ بعض محدثین نے یہ کہا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے، اگر بالفرض یہ واقع میں ضعیف ہو بھی تو کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ فضائل اعمال میں حدیث ضعیف بھی معتبر ہوتی ہے اور بعض جاہلوں کا یہ کہنا کہ یہ حدیث موضوع ہے، باطل اور مردود ہے (علامہ مناوی اور حافظ ابن قیم نے اس حدیث کو باطل کہا ہے) کیونکہ رزین بن معاویہ عبدری کبراء نے اس کو صحاح ستہ کی تجرید میں بیان کیا ہے، اس لیے یہ سند اگر صحیح نہیں ہے تو ضعیف سے کسی حال میں کم نہیں ہے اور اس حدیث کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ جمعہ کے دن عبادات کا ثواب ستر یا سو گناہ بڑھ جاتا ہے، اور علامہ نووی نے اپنے مناسک میں بیان کیا ہے کہ جب عرفہ جمعہ کے دن ہو تو تمام اہل موقف کی مغفرت کر دی جاتی ہے، علامہ ابو طالب مکی نے اس حدیث کو قوت القلوب میں بیان کیا ہے۔ ابن جماعہ نے اس حدیث کو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف مسند کر کے بیان کیا ہے، اور علامہ سیوطی نے اس کو ابن جماعہ سے نقل کر کے مقرر رکھا ہے اور یہ چیز قواعد میں سے ہے کہ جب کسی حدیث کے متعدد طرق ہوں تو وہ قوی ہو جاتی ہے اور اس پر دلیل ہوتی ہے کہ اس حدیث کو اصل ہے۔

(الحظ الاوفر فی الحج الاکبر مع المسلک المتقسط ص ٤۸۲، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی)

جمعہ کے دن مغفرت اور نیکیوں میں اضافہ کے متعلق احادیث:

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے فضائل جمعہ میں چند احادیث ذکر کی ہیں جن کو ہم تخریج کے ساتھ پیش کر رہے ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

والیوم الموعود و شاھد و مشھود (البروج: ۳۔۲)

ترجمہ: وعدہ کیے ہوئے دن کی قسم اور حاضر ہونے والے کی اور حاضر کیے ہوئے کی قسم۔

اس کی تفسیر اس حدیث میں ہے: حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: یوم موعود قیامت کا دن ہے، اور یوم مشہود یوم عرفہ ہے اور شاہد یوم الجمعہ ہے، اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا سورج کسی ایسے دن پر طلوع ہوا، نہ غروب ہوا جو جمعہ کے دن سے افضل ہو، اس دن میں ایک ایسی ساعت ہے کہ بندہ اس میں جس خیر کی بھی دعا کرے اللہ اس کو قبول فرماتا ہے اور جس چیز سے بھی پناہ طلب کرے اس کو اس سے پناہ میں رکھتا ہے۔

(سنن الترمذی رقم الحدیث: ۳۳۰۵، مسند احمد ج ۲ ص ۲۹۸، سنن کبریٰ ج ۴ ص ۱۷۰، شرح السنہ للبغوی ج ۷ ص ۲۲۶، کامل ابن عدی ج ۲ ص ۴۷۶، حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے، المستدرک ج ۲ ص ۵۱۹، المشکوٰۃ رقم الحدیث: ۱۳۶۲، شعب الایمان ج ۳ ص ۸۸، کنز العمال رقم الحدیث: ۲۱۰۶۵)

ملا علی قاری اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: اس حدیث میں یہ ظاہر دلیل ہے کہ تنہا جمعہ یوم عرفہ سے افضل ہے، پس ثابت ہوا کہ جمعہ سیّد الایام ہے جیسا کہ زبان زد خلائق ہے۔ (الحظ الاوفر فی الحج الاکبر مع المسلک المتقسط ص ۴۸۳)

میں کہتا ہوں کہ اس سلسلہ میں بھی احادیث وارد ہیں: حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: جمعہ کا دن سیّد الایام ہے، اس میں حضرت آدم (علیہ السلام) کو پیدا کیا گیا، اسی دن ان کو جنت میں داخل کیا گیا، اسی دن وہ جنت سے باہر لائے گئے اور قیامت صرف جمعہ کے دن ہی قائم ہوگی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث: ۵۵۰۷، شعب الایمان ج ۳ ص ۹۰، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۰ھ)

حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رمضان سیّد الشہور (مہینوں کا سردار) ہے اور جمعہ سیّد الایام ہے۔

(المعجم الکبیر ج ۹ ص ۲۰۵، رقم الحدیث: ۹۰۰۰، مجمع الزوائد ج ۳ ص ۱۴۰، کنز العمال ج ۷ رقم الحدیث: ۲۱۰۶۷، مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث: ۵۵۰۸)

اس کے بعد ملا علی قاری نے جمعہ کے دن مغفرت کے متعلق یہ احادیث ذکر کی ہیں: حضرت انس (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اللہ جمعہ کے دن ہر مسلمان کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ (المعجم الاوسط، ج ۵ ص ۴۱۲، رقم الحدیث: ۴۸۱۴، مسند ابو یعلی رقم الحدیث: ۳۴، کنز العمال رقم الحدیث: ۲۱۰۵۳، اس کا ایک راوی محمد بن بحر الجہنی بہت ضعیف ہے)

حضرت انس (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: جمعہ کے دن اور اس کی رات کے چوبیس گھنٹوں کی ہر ساعت میں چھ سو گنہ گار دوزخ کی آگ سے آزاد ہوتے ہیں، ان میں سے ہر گنہ گار پر دوزخ واجب ہوتی ہے۔

(مسند ابو یعلی ج ۶ ص ۲۰۱-۲۰۲، رقم الحدیث: ۳۴۸۴، اس کی سند میں عبدالواحد بصری ضعیف ہے، مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۶۵، المطالب العالیہ رقم الحدیث: ۸۵۲، کنز العمال ج ۷ ص ۷۱۹، رقم الحدیث: ۲۱۰۸۰)

امام محمد بن سعد نے طبقات کبریٰ میں حضرت حسن بن علی (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا ہے کہ میں نے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یوم عرفہ کو اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے اپنے بندوں کی وجہ سے فخر فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ میرے بندے بکھرے ہوئے غبار آلود بالوں کے ساتھ میری رحمت کی طلب میں آئے ہیں، میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان کے نیکوں کو بخش دیا اور ان کے نیکوں کو ان کے بروں کے لیے شفاعت کرنے والا بنا دیا اور جمعہ کے دن بھی اسی طرح فرماتا ہے (مجھ کو طبقات یا کسی اور کتاب میں یہ حدیث نہیں ملی)۔ ان احادیث کو ذکر کرنے کے بعد ملا علی قاری فرماتے ہیں: اس حدیث میں اس بات کی واضح دلیل ہے

Marfat.com

کہ جمعہ اور عرفہ کا اجتماع زیادہ مغفرت کا موجب ہے، اور جو شخص اس کا انکار کرتا ہے، وہ جاہل ہے اور منقول اور معقول پر مطلع نہیں ہے۔
اس کے بعد ملا علی قاری جمعہ کے دن اجر میں زیادتی کے متعلق احادیث بیان کرتے ہیں: حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ جمعہ کے دن نیکیوں کو دگنا کر دیا جاتا ہے۔
(المعجم الاوسط ج ۸ ص ۴۳۵، رقم الحدیث: ۷۸۹۱، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ رقم الحدیث: ۵۵۱۲، کنز العمال رقم الحدیث: ۲۱۰۵۷)
ملا علی قاری فرماتے ہیں: بعض احادیث میں ستر گنا اضافہ کا بھی ذکر ہے اور امام احمد بن زنجویہ نے فضائل اعمال میں مسیب بن رافع سے روایت کیا ہے کہ اس کو باقی ایام کی بہ نسبت دس گنا زائد اجر دیا جائے گا، میں کہتا ہوں کہ یہ ستر گنا اضافہ بلکہ سو گنا اضافہ کو بھی شامل ہے اور یہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اس حدیث کو شامل ہے کہ جب یوم عرفہ جمعہ کے دن ہو تو اس کا اجر ستر گنا زائد ہوتا ہے۔
(الحظ الاوفر فی الحج الاکبر مع المسلک المتقسط ص ۴۸۴)
میں کہتا ہوں کہ جمعہ کے دن اجر و ثواب میں زیادتی کے متعلق یہ حدیث بہت واضح ہے: حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: میری امت کی عیدوں میں جمعہ کی عید سے بڑھ کر کوئی عید نہیں ہے، جمعہ کے دن ایک رکعت نماز پڑھنا باقی دنوں میں ہزار رکعات سے افضل ہے اور جمعہ کے دن ایک تسبیح پڑھنا باقی دنوں میں ہزار تسبیحات پڑھنے سے افضل ہے۔ (الفردوس بماثور الخطاب ج ۳ ص ۳۸۳، رقم الحدیث: ۵۱۶۶، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۰۶ھ)

جس جمعہ کو یوم عرفہ ہو اس دن حج اکبر ہونے پر ایک حدیث سے استدلال:

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے جس دن حج کیا وہ جمعہ کا دن تھا۔ علامہ حسین بن مسعود بغوی متوفی ۵۱۶ھ لکھتے ہیں:

الیوم اکملت لکم دینکم۔ (المائدۃ: ۳)

یہ آیت جمعہ کے دن یوم عرفہ کو عصر کے بعد حجۃ الوداع میں نازل ہوئی۔ اس وقت نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میدان عرفات میں اپنی اونٹنی عضباء پر تشریف فرما تھے۔ حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک یہودی کے سامنے یہ آیت پڑھی:

الیوم اکملت لکم دینکم۔ (المائدۃ: ۳)

اس یہودی نے کہا اگر ہم میں یہ آیت نازل ہوتی تو ہم اس دن عید مناتے۔ حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے فرمایا: یہ آیت یہ عیدوں کے دن نازل ہوئی ہے، جمعہ کے دن اور عرفہ کے دن۔ (سنن الترمذی رقم الحدیث: ۳۰۵۵، صحیح البخاری رقم الحدیث: ۴۵، ۴۴۰۷، ۴۶۰۶، ۷۲۶۸، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۳۰۱۷، سنن النسائی رقم الحدیث: ۳۰۰۲، ۵۰۲۷، سنن کبریٰ للنسائی، رقم الحدیث: ۱۱۱۳۷، سنن کبریٰ للبیہقی، ج ۵ ص ۱۱۸، صحیح ابن حبان، ج ۱ ص ۱۸۵)

نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے جمعہ کے دن حج کیا اور جس دن نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حج کیا اسی دن حج کرنا حج اکبر ہے۔ امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں: شہاب بن عباد العصری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: حضرت عمر نے فرمایا یوم عرفہ حج اکبر ہے میں نے اس بات کا سعید بن مسیب سے ذکر کیا، انہوں نے کہا مجھ سے عون بن محمد نے بیان کیا کہ میں نے محمد بن سیرین سے حج اکبر کے متعلق سوال کیا تھا، انہوں نے کہا جس دن حج اس دن کے موافق ہو جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور تمام اہل ملل نے حج کیا تھا۔

Marfat.com

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۳۶۰، رقم الحدیث: ۱۵۱۰۳، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۶ھ)۔

اور اس حدیث سے محدث رزین کی اس حدیث کی تائید ہوتی ہے کہ جب یوم عرفہ جمعہ کے دن ہو تو اس حج کا ثواب ستر حج سے افضل ہے۔

جمعہ کے حج کے متعلق مفسرین کے اقوال:

امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ نے حج اکبر کے متعلق ایک یہ قول ذکر کیا ہے: ابن عون بیان کرتے ہیں کہ میں نے محمد بن سیرین سے حج اکبر کے متعلق سوال کیا، انہوں نے کہا جو حج اس دن کے موافق ہو جس دن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اور تمام دیہاتیوں نے حج کیا تھا۔ (وہ حج اکبر ہے)۔ (جامع البیان، جز ۱۰، ص ۹۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۱۵ھ)

امام ابن شیبہ کی روایت میں اہل ملل کے الفاظ ہیں اور امام ابن جریر کی روایت میں اہل وبر (دیہاتیوں) کے الفاظ ہیں اور امام ابن جریر کی روایت ہی صحیح ہے کیونکہ تمام اہل ملل نے سال حج کیا تھا جس سال حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے حج کیا تھا اور جس سال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حج کیا تھا اس سال صرف مسلمانوں نے حج کیا تھا جن میں اہل وبر بھی تھے۔ بہر حال اس روایت کا ذکر حسب ذیل علماء نے کیا ہے:

امام بغوی شافعی، متوفی ۵۱۶ھ۔ (معالم التنزیل ج ۲ ص ۲۲۶، مطبوعہ بیروت)

علامہ قرطبی مالکی، متوفی ۶۶۸ھ (الجامع الاحکام القرآن جز ۸، ص ۱۱)

علامہ ابوالحیان اندلسی، متوفی ۷۵۴ھ۔ (البحر المحیط ج ۵ ص ۳۶۹، مطبوعہ دار الفکر بیروت)

حافظ ابن کثیر شافعی، متوفی ۷۷۴ھ۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۳۶۳، مطبوعہ دار الاندلس بیروت)

حافظ جلال الدین شافعی، متوفی ۹۱۱ھ۔ (الدر المنثور ج ۴ ص ۱۲۸، مطبوعہ دار الفکر بیروت)

نواب صدیق حسن خان بھوپالی (غیر مقلد)، متوفی ۱۳۰۴ھ۔ (فتح البیان ج ۵ ص ۲۳۳، مطبوعہ المکتبۃ العصریہ بیروت، ۱۴۱۵ھ)

علامہ علی بن محمد خازن شافعی متوفی ۷۲۵ھ لکھتے ہیں: جو حج رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے حج کے موافق ہو اس کو حج اکبر کہا گیا ہے اور یہ دن جمعہ کا دن تھا۔ (لباب التاویل ج ۲ ص ۲۱۷، مطبوعہ مکتبہ دار الکتب العربیہ پشاور)

علامہ اسماعیل حقی حنفی متوفی ۱۱۳۷ھ لکھتے ہیں: حدیث میں وارد ہے کہ جب یوم عرفہ جمعہ کے دن ہو تو اس کا اجر ستر حج کے برابر ہے اور یہی حج اکبر ہے۔ (روح البیان، ج ۳ ص ۳۸۵، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ)

صدر الافاضل سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: اور ایک قول یہ ہے کہ اس حج کو حج اکبر اس لیے کہا گیا کہ اس سال رسول کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حج فرمایا تھا اور چونکہ یہ جمعہ کو واقع ہوا تھا اس لیے مسلمان اس حج کو جو روز جمعہ ہو حج وداع کا مذکر (یاد دلانے والا) جان کر حج اکبر کہتے ہیں۔ (خزائن العرفان ص ۳۰۱، مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور)

مفتی احمد یار خاں نعیمی متوفی ۱۳۹۱ھ لکھتے ہیں: اس سے اشارتاً معلوم ہوا کہ اگر حج جمعہ کا ہو تو حج اکبر ہے کیونکہ جمعہ کے ایک حج کا ثواب ستر حج کے برابر ہے، حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا حجۃ الوداع جمعہ ہی کو ہوا تھا۔ (نور العرفان ص ۲۹۷، مطبوعہ ادارہ کتب اسلامیہ گجرات)

Marfat.com

مفتی محمد شفیع دیوبندی متوفی ۱۳۹۶ھ لکھتے ہیں: عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ جس سال یوم عرفہ بروز جمعہ واقع ہو صرف وہی حج اکبر ہے، اس کی اصلیت اس کے سوا نہیں ہے کہ اتفاقی طور پر جس سال رسول کریم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا حج وداع ہوا ہے اس میں عرفہ بروز جمعہ ہوا تھا۔ (معارف القرآن ج ٤ ص ٣١٥، مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی، ١٤١٤ھ)

شیخ محمد ادریس کاندھلوی (دیوبندی) متوفی ۱۳۹۴ھ لکھتے ہیں: عوام الناس میں جو یہ مشہور ہے کہ حج اکبر وہ حج ہے جو خاص جمعہ کے دن ہو اس کی کوئی اصلیت نہیں ہے۔ (تفسیر معارف القرآن ج ٣ ص ٤٨٦، مطبوعہ مکتبہ عثمانیہ لاہور، ١٤٠٢ھ)

جمعہ کے حج کے متعلق فقہاء کے اقوال:

علامہ عثمان بن علی زیلعی حنفی متوفی ۷۴۳ھ لکھتے ہیں: حضرت طلحہ بن عبید اللہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے فرمایا: تمام ایام میں افضل یوم عرفہ ہے اور جب یوم عرفہ جمعہ کے دن ہو تو وہ باقی دنوں کی بہ نسبت ستر حج سے افضل ہے۔ اس حدیث کو رزین بن معاویہ نے تجرید الصحاح میں ذکر کیا ہے اور علامہ نووی نے اپنے مناسک میں ذکر کیا ہے۔ جب یوم عرفہ یوم جمعہ کو ہو تو تمام اہل موقف کی مغفرت کردی جاتی ہے۔ (تبیین الحقائق ج ٢ ص ٢٦، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ایضاً حاشیۃ الشلبی ج ٢ ص ٢٦، مطبوعہ ملتان)

علامہ زین الدین بن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ لکھتے ہیں: اور ایک قول یہ ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے فرمایا ہے تمام دنوں میں افضل یوم عرفہ ہے اور جب یوم عرفہ جمعہ کے دن ہو تو وہ باقی دنوں کی نسبت ستر حج سے افضل ہے۔ اس حدیث کو رزین نے روایت کیا ہے، اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے فرمایا: جمعہ کے دن کے حج کی باقی دنوں پر فضیلت ہے؟ انہوں نے کہا جمعہ کے حج کو باقی دنوں کے حج پر پانچ وجہ سے فضیلت ہے: پہلی اور دوسری وجہ تو مذکور الصدر حدیثوں سے واضح ہے اور تیسری وجہ یہ ہے کہ جس طرح جگہ کی فضیلت سے بھی عمل کی فضیلت ہوتی ہے اور جمعہ کے دن ہفتہ کے باقی دنوں سے افضل ہے (بلکہ سید الایام ہے) پس واجب ہوا کہ جمعہ کے دن کا عمل باقی دنوں کے عمل سے افضل ہو، اور چوتھی وجہ یہ ہے کہ جمعہ کے دن میں ایک ایسی ساعت ہوتی ہے جس میں مسلمان بندہ اللہ تعالیٰ سے جو سوال بھی کرے اللہ تعالیٰ اسے وہ عطا فرماتا ہے اور یہ فضیلت باقی دنوں میں نہیں ہے اور پانچویں فضیلت یہ ہے کہ جمعہ کے حج میں نبی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے حج سے موافقت ہے کیونکہ حجۃ الوداع جمعہ کے دن تھا اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے لیے سب سے افضل عمل اختیار کیا جاتا تھا۔ بعض طلبہ نے میرے والد سے سوال کیا کہ حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ تمام اہل موقف کی مغفرت فرمادیتا ہے، پھر اس میں جمعہ کے دن کی کیا خصوصیت ہے جیسا کہ مذکور الصدر حدیث میں ہے تو میرے والد نے جواب دیا کہ ہوسکتا ہے کہ جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ بلاواسطہ مغفرت فرمائے اور باقی ایام کے حج میں بعض لوگوں کے واسطہ سے مغفرت فرمائے۔ شیخ نور الدین الزیاری الشافعی کے حاشیہ میں بھی اسی طرح مذکور ہے۔

(منحۃ الخالق علی ہامش البحر الرائق ج ٢ ص ٣٤٠، مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ)۔

علامہ حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی الحنفی المتوفی ۱۰۶۹ھ لکھتے ہیں: تمام دنوں میں افضل یوم عرفہ ہے اور جب یوم عرفہ جمعہ کے دن ہو تو وہ باقی دنوں کی بہ نسبت ستر حج سے افضل ہے، اس حدیث کو معراج الدرایہ نے اپنے اس قول کے ساتھ روایت کیا ہے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سے حدیث صحیح مروی ہے کہ تمام دنوں میں افضل یوم عرفہ ہے اور جب یوم عرفہ جمعہ کے دن ہو تو وہ ستر حج سے افضل ہے۔ یہ حدیث تجرید الصحاح میں علامتہ المؤطا کے ساتھ مذکور ہے۔ (المؤطا کے موجودہ مطبوعہ نسخوں میں یہ حدیث مذکور نہیں ہے، حافظ ابن حجر

Marfat.com

عسقلانی نے لکھا ہے اگر اس حدیث کی کوئی اصل ہے تو ہو سکتا ہے ستر سے مراد ستر درجے ہوں یا مبالغہ مراد ہو اور حقیقت حال اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔(فتح الباری ج ۸ ص ۲۷۱)......(مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی ص ۴۴۰، مطبوعہ مصر، ۱۳۰۶ھ)

علامہ علاء الدین محمد بن علی بن محمد الحصکفی الحنفی المتوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں: جب عرفہ جمعہ کے دن ہو تو ستر حج کا ثواب ہے اور (میدان عرفات میں) ہر فرد کے لیے بلاواسطہ مغفرت کردی جاتی ہے۔

(الدر المختار مع رد المحتار ج ۲ ص ۲۰۴، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۰۷ھ)۔

اس کے حاشیہ پر علامہ سیّد محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں: الشرنبلالیہ نے زیلعی سے نقل کیا ہے کہ تمام دنوں میں افضل یوم عرفہ ہے اور جب عرفہ جمعہ کے دن ہو تو اس دن حج کرنا باقی دنوں کے ستر حج سے افضل ہے۔ اس حدیث کو رزین بن معاویہ نے تجرید الصحاح میں روایت کیا ہے۔ علامہ مناوی نے بعض حفاظ سے نقل کیا ہے کہ یہ حدیث باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

(فیض القدیر ج ۳ ص ۱۱۷۳، مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفیٰ مکہ مکرمہ، ۱۴۱۸ھ)

البتہ امام غزالی نے احیاء العلوم میں ذکر کیا ہے کہ بعض سلف نے کہا ہے کہ جب یوم عرفہ جمعہ کے دن ہو تو تمام اہل عرفہ کی مغفرت کردی جاتی ہے اور یہ دن دُنیا کے تمام دنوں سے افضل ہے، اسی دن میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے حج کیا تھا جو حجۃ الوداع تھا، اور جب آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) وقوف فرما رہے تھے تو یہ آیت نازل ہوئی: الیوم اکملت لکم دینکم۔ (المائدۃ: ۳) اہل کتاب نے کہا اگر ہم میں یہ آیت نازل ہوتی تو ہم عید مناتے۔ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ آیت دو عیدوں کے دن نازل ہوئی ہے: یوم عرفہ اور یوم جمعہ۔ اس وقت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) عرفہ میں وقوف فرما رہے تھے۔

(علامہ شامی نے معراج کے حوالہ سے لکھا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ رد المحتار، ج ۲ ص ۱۷۸)۔

نیز علامہ شامی لکھتے ہیں: علامہ سندی نے المنسک الکبیر میں لکھا ہے کہ تمام اہل موقف کی مطلقاً مغفرت کردی جاتی ہے پھر جمعہ کی تخصیص کی کیا وجہ ہے؟ اس کا یہ جواب ہے کہ جمعہ کے دن بلاواسطہ مغفرت کی جاتی ہے اور باقی ایام میں بعض لوگوں کی بعض کے واسطے سے مغفرت کی جاتی ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ دوسرے دنوں میں صرف حجاج کی مغفرت کی جاتی ہے اور جب عرفہ جمعہ کے دن ہو تو حجاج اور غیر حجاج سب کی مغفرت کی جاتی ہے۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ میدان عرفات میں بعض ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کا حج قبول نہیں ہوتا تو سب کی مغفرت کیسے ہوگی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ان کی مغفرت تو ہو جائے گی لیکن ان کو حج مبرور کا ثواب نہیں ملے گا اور مغفرت حج کے مقبول ہونے کے ساتھ مقید نہیں ہے۔ ان احادیث میں تمام اہل موقف کی مغفرت کا ذکر ہے، اس لیے اس قید کا اعتبار کرنا واجب ہے۔(رد المحتار ج ۲ ص ۲۰۴، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۰۷ھ)

علامہ سیّد احمد الطحطاوی الحنفی المتوفی ۱۲۳۱ھ لکھتے ہیں: جب یوم عرفہ جمعہ کے دن ہو تو اس دن حج کرنا دوسرے ایام کی بہ نسبت ستر حج سے افضل ہے۔(حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار ج ۱ ص ۵۰۹، مطبوعہ دار المعرفہ بیروت، ۱۳۹۵ھ)

امام محمد بن محمد غزالی شافعی متوفی ۵۰۵ھ لکھتے ہیں: بعض اسلاف نے یہ کہا ہے کہ جب جمعہ کے دن یوم عرفہ ہو تو تمام میدان عرفات والوں کی مغفرت کردی جاتی ہے اور یہ دن دُنیا کے تمام دنوں سے افضل ہے اور اسی دن میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے حجۃ الوداع کیا تھا۔

Marfat.com

(احیاء علوم الدین ج۱ ص ۳۲۰، مطبوعہ دار الخیر بروت، ۱۴۱۳ھ)۔

اس کی شرح میں علامہ سیّد محمد زبیدی متوفی ۱۲۰۵ھ لکھتے ہیں: رزین بن معاویہ العبدری نے تجرید الصحاح میں حضرت طلحہ بن عبید اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: تمام دنوں میں افضل یوم عرفہ ہے اور جس دن عرفہ جمعہ کے دن ہو تو وہ ستر حج سے افضل ہے۔ اس حدیث پر مؤطا کی علامت ہے لیکن یہ حدیث یحییٰ بن یحییٰ کی مؤطا میں نہیں ہے، شاید یہ کسی اور مؤطا میں ہے۔

(اتحاف السادۃ المتقین ج ٤ ص ۲۷٤، مطبوعہ مطبعہ میمنہ مصر)۔

علامہ یحییٰ بن شرف نواوی شافعی متوفی ٦٧٦ھ لکھتے ہیں: اور بے شک یہ کہا گیا ہے کہ جب یوم عرفہ جمعہ کے دن ہو تو تمام اہل موقف (میدان عرفات کے تمام لوگوں) کی مغفرت کردی جاتی ہے۔

(شرح المہذب ج ۸ ص ۱۱۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت، الایضاح فی مناسک الحج والعمرۃ ص ۲۸٦، مطبوعہ المکتبہ الامدادیہ مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ)۔

مناسک نووی کی یہی وہ عبارت ہے جس کا اکثر علماء نے حوالہ دیا ہے اور اس عبارت سے استدلال کیا ہے۔ علامہ عبد الفتاح مکی مناسک الحج والعمرۃ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں: نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ارشاد ہے کہ تمام دنوں میں افضل یوم عرفہ ہے، اگر اس میں وقف جمعہ کے دن ہو تو وہ دوسرے دنوں کی بہ نسبت ستر دنوں سے افضل ہے۔ (الافصاح علی مسائل الایضاح ص ۲۸۷، مطبوعہ المکتبہ الامدادیہ مکہ مکرمہ، ۱۴۱۷ھ)

علامہ ابن حجر الہیتمی المکی الافعی المتوفی ۹۷٤ھ لکھتے ہیں: جمعہ کے دن کے فضائل میں سے یہ ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ارشاد ہے: تمام دنوں میں افضل یوم عرفہ ہے، اگر وقوف عرفہ جمعہ کے دن ہو تو وہ غیر جمعہ کے ستر حج سے افضل ہے۔ (حاشیہ ابن حجر الہیتمی علی شرح الایضاح فی مناسک الحج للامام النووی ص ۳۲۸، مطبوعہ نزار مصطفی مکہ مکرمہ، ۱۴۱۹ھ)۔" (تبیان القرآن، از علامہ غلام رسول سعیدی، سورۃ التوبۃ: ۰۳)

بَابُ فَضْلِ يَوْمِ عَرَفَةَ

باب: یوم عرفہ کی فضیلت

940- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ يُونُسَ بْنَ يُوسُفَ يَقُولُ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ يَوْمٍ أَكْثَرَ مِنْ أَنْ يُعْتِقَ اللهُ فِيهِ عَبْدًا مِنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ وَإِنَّهُ لَيَدْنُو ثُمَّ يُبَاهِي بِهِمُ الْمَلَائِكَةَ فَيَقُولُ مَا أَرَادَ هَؤُلَاءِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رب تعالیٰ یوم عرفہ سے زیادہ کسی دن بھی بندوں کو جہنم سے آزاد نہیں فرماتا وہ قریب ہوتا ہے اور ملائکہ کے سامنے اپنے بندوں کے اوپر فخر فرماتا ہے تو فرماتا ہے: یہ لوگ کس ارادہ کو لے کر آئے ہیں۔ (مستدرک: رقم الحدیث: 1705، معجم الاوسط: رقم الحدیث: 9134، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 3005، سنن النسائی: رقم الحدیث: 2953)

بَابُ فَضْلِ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ

باب: حج اور عمرہ کی فضیلت

941- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک کے درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مقبول کی جزا جنت ہی ہے۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3608، معجم الاوسط: رقم الحدیث: 905، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 2879، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8506)

942- وَحَدَّثَنَاهُ سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْأُمَوِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ عَنْ سُهَيْلٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ كُلُّ هٰؤُلَاءِ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكِ ابْنِ أَنَسٍ

دوسری سند سے بھی اس کی مثل مروی ہے۔ (مرجع السابق)

943- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَتَى هٰذَا الْبَيْتَ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی بیت اللہ کو حاضر ہو نہ تو وہ بے ہودہ باتیں کرے نہ ہی کوئی گناہ کرے تو وہ یوں واپس ہوگا جیسے وہ اپنی ماں سے ابھی ابھی پیدا ہوا ہو۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3606، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 2880، سنن الدارمی: رقم الحدیث: 1796، سنن النسائی: رقم الحدیث: 2880)

944- وَحَدَّثَنَاهُ سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ وَأَبِي الْأَحْوَصِ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مِسْعَرٍ وَسُفْيَانَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ كُلُّ هٰؤُلَاءِ عَنْ مَنْصُورٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِهِمْ جَمِيعًا مَنْ حَجَّ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ

دوسری سند سے بھی اس کی مانند مروی ہے۔ (مرجع السابق)

945- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ سَيَّارٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔ (مرجع السابق)

بَابُ النُّزُولِ الْحُجَّاجِ بِمَكَّةَ وَتَوْرِيثِ دُورِهَا

باب: حجاج کا مکہ مکرمہ میں نزول اور مکہ مکرمہ کے گھروں کی وراثت کا بیان

946- حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ حُسَيْنٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَخْبَرَهُ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَتَنْزِلُ فِي دَارِكَ بِمَكَّةَ قَالَ وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيلٌ مِنْ رِبَاعٍ أَوْ دُورٍ وَكَانَ عَقِيلٌ وَرِثَ أَبَا طَالِبٍ هُوَ وَطَالِبٌ وَلَمْ يَرِثْهُ جَعْفَرٌ وَلَا عَلِيٌّ لِأَنَّهُمَا كَانَا مُسْلِمَيْنِ وَكَانَ عَقِيلٌ وَطَالِبٌ كَافِرَيْنِ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ میں اپنے مکان پر نزول فرمائیں گے۔ ارشاد فرمایا: کیا عقیل نے مکہ مکرمہ میں ہمارا کوئی مکان یا زمین کو ترک کیا ہے۔ عقیل اور طالب ابوطالب کے وارث بنے تھے اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان کے ترکہ سے کچھ بھی نہ ملا تھا کیونکہ یہ دونوں مسلمان تھے اور عقیل اور ابوطالب کافر تھے۔ (صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 5149، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 4255، مستدرک: رقم الحدیث: 4178، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 12006)

947- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيعًا عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ قَالَ ابْنُ مِهْرَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَيْنَ تَنْزِلُ غَدًا وَذٰلِكَ فِي حَجَّتِهِ حِينَ دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ فَقَالَ وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيلٌ مَنْزِلًا

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم مکہ مکرمہ کے قریب حجۃ الوداع کے موقع پر پہنچے تو میں عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کل کہاں نزول فرمائیں گے۔ ارشاد فرمایا: کیا عقیل نے ہمارے واسطے کوئی مکان ترک کیا ہے۔ (مرجع السابق)

948- وَحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَفْصَةَ وَزَمْعَةُ بْنُ صَالِحٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَيْنَ تَنْزِلُ غَدًا إِنْ شَاءَ اللهُ وَذٰلِكَ زَمَنَ الْفَتْحِ قَالَ وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيلٌ مِنْ مَنْزِلٍ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! انشاء اللہ عزوجل! کل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہاں نزول فرمائیں گے۔ ارشاد فرمایا: کیا عقیل نے ہمارے واسطے کوئی مکان رکھ چھوڑا ہے؟ (مرجع السابق)

تشریح:

علامہ عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی 620ھ لکھتے ہیں:

نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اصحاب کے مکہ میں مکانات تھے۔ حضرت ابوبکر، حضرت زبیر، حضرت حکیم بن حزام، حضرت ابوسفیان اور باقی اہل مکہ کے مکانات تھے۔ بعض نے اپنے مکانوں کو فروخت کردیا اور بعض نے اپنے مکانوں کو اپنی ملک میں رہنے دیا۔ حضرت حکیم بن حزام نے دارالندوہ کو فروخت کردیا تو حضرت ابن الزبیر نے کہا آپ نے قریش کی عزت کو بیچ دیا تو حضرت حکیم بن حزام نے' کہا: اے بھتیجے! عزت تو صرف تقویٰ سے حاصل ہوتی ہے اور حضرت معاویہ نے دو مکان خریدے۔ حضرت عمر نے حضرت صفوان سے چار ہزار درہم میں ایک قید خانہ خریدا اور ہمیشہ سے اہل مکہ اپنے مکانوں میں مالکانہ تصرف کرتے رہے ہیں اور خرید و فروخت کرتے رہے ہیں اور اس پر کسی نے اعتراض نہیں کیا تو یہ اجماع ہوگیا، اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اہل مکہ کے مکانوں کی ان کی طرف نسبت کو برقرار رکھا۔ آپ نے فرمایا: جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگیا اس کو امان ہے، اور جس نے اپنے گھر کا دروازہ بند کردیا اس کو امان ہے، اور ان کے مکانوں اور ان کی حویلیوں کو برقرار رکھا اور کسی شخص کو اسکے گھر سے منتقل نہیں کیا گیا اور نہ کوئی ایسی حدیث پائی گئی جو ان کے مکانوں سے ان کی ملکیت زائل ہونے پر دلالت کرے، اور آپ کے بعد آپ کے خلفاء کا بھی یہی معمول رہا حتیٰ کہ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کو قید خانے بنانے کے لئے مکان کی سخت ضرورت تھی مگر انہوں نے خریدنے کے سوا اس کو نہیں لیا اور اس کے خلاف جو احادیث مروی ہیں وہ سب ضعیف ہیں اور صحیح یہ ہے کہ مکہ جنگ سے فتح ہوا ہے لیکن نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اہل مکہ کو ان کی املاک اور حویلیوں پر برقرار رکھا اور آپ نے ان کے مکانوں کو ان کے لئے اس طرح چھوڑ دیا جس طرح ہوازن کے لئے ان کی عورتوں اور بیٹوں کو چھوڑ دیا تھا۔ ابن عقیل نے کہا ہے کہ مکہ کی زمینوں کا یہ اختلاف افعال حج کی ادائیگی کے مقامات کے علاوہ میں ہے لیکن زمین کے جن حصوں میں افعال حج کی ادائیگی کی جاتی ہے جیسے صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنے کی جگہ اور شیطان کو کنکریاں مارنے کی جگہیں، ان جگہوں کا حکم مساجد کا حکم ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ (المغنی لابن قدامہ ج ۳ ص 178، مطبوعہ دارالفکر بیروت، 1405ھ)

بَابُ إِقَامَةِ الْمُهَاجِرِ بِمَكَّةَ

باب: مہاجر کا مکہ مکرمہ میں ٹھہرنا

949- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَيْدٍ وَأَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَسْأَلُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ يَقُولُ هَلْ سَمِعْتَ فِي الْإِقَامَةِ بِمَكَّةَ شَيْئًا فَقَالَ السَّائِبُ سَمِعْتُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِلْمُهَاجِرِ إِقَامَةُ ثَلَاثٍ بَعْدَ الصَّدَرِ بِمَكَّةَ كَأَنَّهُ يَقُولُ لَا يَزِيدُ عَلَيْهَا

عبدالرحمن بن حمید کا بیان ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے حضرت سائب بن یزید سے دریافت کیا: کیا تم نے مکہ مکرمہ میں اقامت اختیار کرنے کے متعلق کچھ سن رکھا ہے۔ اس پر حضرت سائب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے علاء بن حضرمی سے سن رکھا ہے ان کا کہنا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مہاجر (منیٰ سے) واپس لوٹنے کے بعد مکہ مکرمہ میں تین روز تک قیام کرسکتا ہے؟ گویا کہ فرمان مقصود یہ ہے کہ تین دن سے زیادہ اقامت اختیار نہ کرے۔

Marfat.com

حضرت سائب رضی اللہ عنہ کا تعارف:

سائب ابن خلاد: آپ کی کنیت ابوسہلہ ہے، انصاری ہیں، خزرجی ہیں، ۹۱ اکیانوے میں وفات پائی۔ (الاکمال فی اسماء الرجال از حضرت ولی الدین ابوعبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خاں نعیمی: اجمال فی ترجمۃ اکمال، مذکور فی "مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" جلد ہشتم، تحت حالات صحابہ وتابعین)

950- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَقُولُ لِجُلَسَائِهِ مَا سَمِعْتُمْ فِي سُكْنَى مَكَّةَ فَقَالَ السَّائِبُ ابْنُ يَزِيدَ سَمِعْتُ الْعَلَاءَ أَوْ قَالَ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقِيمُ الْمُهَاجِرُ بِمَكَّةَ بَعْدَ قَضَاءِ نُسُكِهِ ثَلَاثًا.

عبدالرحمن بن حمید کا بیان ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنے رفقاء سے دریافت کیا: کیا تم نے مکہ مکرمہ میں اقامت اختیار کرنے کی کوئی حدیث سن رکھی ہے۔ اس پر حضرت سائب بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مہاجر مناسک حج ادا کرنے کے بعد تین روز تک مکہ مکرمہ میں اقامت اختیار کرسکتا ہے۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 41132، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 173، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 1063، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 5237)

951- وَحَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيعًا عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَسْأَلُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ فَقَالَ السَّائِبُ سَمِعْتُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ثَلَاثُ لَيَالٍ يَمْكُثُهُنَّ الْمُهَاجِرُ بِمَكَّةَ بَعْدَ الصَّدَرِ

حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مہاجر تین رات تک مکہ مکرمہ میں اقامت اختیار کرسکتا ہے۔ (مرجع السابق)

952- وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ وَأَمْلَاهُ عَلَيْنَا إِمْلَاءً أَخْبَرَنِي إِسْمٰعِيلُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ أَخْبَرَهُ أَنَّ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ أَخْبَرَهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَكْثُ الْمُهَاجِرِ بِمَكَّةَ بَعْدَ قَضَاءِ نُسُكِهِ ثَلَاثٌ

حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مہاجر حج سے فراغت پانے کے بعد تین روز تک اقامت اختیار کرسکتا ہے۔ (مرجع السابق)

953- وَحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

دوسری سند سے بھی اس کی مثل مروی ہے۔ (مرجع السابق)

تشریح:
جن لوگوں نے فتح مکہ سے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی تھی ان کے لیے مکہ کو وطن بنانا حرام ہو گیا تھا، البتہ حج وعمرہ سے فراغت کے بعد تین دن تک ان کے لیے مکہ میں قیام کرنے کی اجازت دی گئی۔

بَابُ تَحْرِيمِ صَيْدِ مَكَّةَ وَغَيْرِهِ

باب: مکہ مکرمہ میں شکار وغیرہ کرنے کی تحریم

954- حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَتْحِ مَكَّةَ لَا هِجْرَةَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوا وَقَالَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَتْحِ مَكَّةَ إِنَّ هٰذَا الْبَلَدَ حَرَّمَهُ اللهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَإِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ الْقِتَالُ فِيهِ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَلَمْ يَحِلَّ لِي إِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَهَارٍ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا يُعْضَدُ شَوْكُهُ وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهُ وَلَا يَلْتَقِطُ لُقَطَتَهُ إِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا وَلَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا فَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُولَ اللهِ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّهُ لِقَيْنِهِمْ وَلِبُيُوتِهِمْ فَقَالَ إِلَّا الْإِذْخِرَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ مکرمہ والے روز ارشاد فرمایا: اب ہجرت نہیں ہے۔ ہاں جہاد اور سنت ہے۔ جس وقت تم کو جہاد کی خاطر بلایا جائے تو چلے جاؤ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ مکرمہ والے روز یہ بھی ارشاد فرمایا: رب تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کو آسمان وزمین کی پیدائش والے روز ہی حرام بنا دیا تھا۔ پس یہ رب تعالیٰ کے حکم کی وجہ سے بروز حشر تک حرم ہی رہے گا۔ مجھ سے قبل کسی کے لئے بھی مکہ مکرمہ میں قتال کرنا جائز نہ تھا اور میرے واسطے بھی صرف اس دن کی ایک گھڑی میں جنگ کا جواز ہوا تھا۔ تو اس کے حکم کی وجہ سے یہ شہر بروز حشر تک کے لئے حرم ہے۔ نہ تو اس کے کانٹوں کو توڑا جائے نہ ہی اس کے شکار کو بھگایا جائے اور دوسرا کوئی آدمی لقطہ کو نہیں اٹھائے گا۔ سوائے اس آدمی کے جو اس کی منادی کے ذریعے مالک کے سپرد کر دے اور اس جگہ کی گھاس کو بھی نہ قطع کیا جائے گا۔ اس پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ماسوا اذخر گھاس کے۔ اس لئے کہ یہ لوہاروں اور سناروں کے کام آتی ہے۔ اور اس سے گھروں کو تعمیر کیا جاتا ہے۔ ارشاد فرمایا: ماسوا اذخر گھاس کے۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 7793، معجم الاوسط: رقم الحدیث: 7158، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 10844، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9724)

955- وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ حَدَّثَنَا مُفَضَّلٌ عَنْ مَنْصُورٍ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَقَالَ بَدَلَ الْقِتَالِ الْقَتْلَ وَقَالَ لَا يَلْتَقِطُ لُقَطَتَهُ إِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا

منصور سے اسی کی مثل مروی ہے۔ لیکن اس میں زمین وآسمان کے پیدا ہونے کا تذکرہ نہیں ہے اور لفظ قتال کی جگہ قتل ہے اور

یَلْتَقِطُ لُقَطَتَهُ اِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا ذکر کیا گیا ہے۔ (مرجع السابق)

956- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ اَبِي سَعِيدٍ عَنْ اَبِي شُرَيْحٍ الْعَدَوِيِّ اَنَّهُ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ وَّهُوَ يَبْعَثُ الْبُعُوثَ اِلٰى مَكَّةَ ائْذَنْ لِي اَيُّهَا الْاَمِيرُ اُحَدِّثْكَ قَوْلًا قَامَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغَدَ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ سَمِعَتْهُ اُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي وَاَبْصَرَتْهُ عَيْنَايَ حِينَ تَكَلَّمَ بِهِ اَنَّهُ حَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللّٰهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ فَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يَّسْفِكَ بِهَا دَمًا وَّلَا يَعْضِدَ بِهَا شَجَرَةً فَاِنْ اَحَدٌ تَرَخَّصَ بِقِتَالِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا فَقُولُوا لَهُ اِنَّ اللّٰهَ اَذِنَ لِرَسُولِهِ وَلَمْ يَاْذَنْ لَكُمْ وَاِنَّمَا اَذِنَ لِي فِيهَا سَاعَةً مِّنْ نَهَارٍ وَّقَدْ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْاَمْسِ وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَقِيلَ لِاَبِي شُرَيْحٍ مَا قَالَ لَكَ عَمْرٌو قَالَ اَنَا اَعْلَمُ بِذٰلِكَ مِنْكَ يَا اَبَا شُرَيْحٍ اِنَّ الْحَرَمَ لَا يُعِيذُ عَاصِيًا وَّلَا فَارًّا بِدَمٍ وَّلَا فَارًّا بِخَرْبَةٍ

سعید بن مسیب کا بیان ہے کہ جب عمرو بن سعید مکہ مکرمہ میں فوج کو بھیجنے لگا تھا تو تب حضرت ابوشریح عدوی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے امیر! اگر آپ کی اجازت ہو تو میں ایسی حدیث کو سناؤں جو فتح مکہ مکرمہ کے روز نبی کریم ﷺ نے بیان فرمائی تھی جسے خود میرے کانوں نے سنا اور میرے دل نے یاد رکھا۔ اور اس کا منظر بھی میرے سامنے گھوم رہا ہے۔ جس وقت نبی کریم ﷺ اس کو ارشاد فرما رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے رب تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد ارشاد فرمایا: رب تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کو حرم بنایا ہے۔ لوگوں نے تو حرم نہ بنایا پس جو آدمی اللہ تعالیٰ اور روز جزاء پر ایمان رکھتا ہو اس کے واسطے یہ جائز نہیں کہ وہ مکہ مکرمہ میں خون بہائے یا اس مقام کے درختوں کو قطع کرے اگر کوئی آدمی رسول اللہ ﷺ کے قتال کی وجہ سے اس جگہ قتال کو جائز ٹھہراتا ہو تو اسے یہ کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا اپنے رسول اللہ ﷺ کو اذن عطا فرمایا تھا۔ اور تمہیں اذن عطا نہ فرمایا اور مجھے بھی صرف ایک ساعت کے لئے اذن دیا تھا اور مکہ مکرمہ کی حرمت آج دوبارہ پہلے کی طرح واپس آ گئی ہے جس طرح کہ کل تھی۔ جو اب یہاں حاضر ہے وہ غائب کو یہ حدیث پہنچا دے۔ حضرت ابو شریح رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ پھر عمرو بن سعید نے اس پر آپ کو کیا جواب لوٹایا تھا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ اس پر عمرو نے یہ کہا: اے ابوشریح! میں تم سے بھی اس مسئلہ کو اچھی طرح زیادہ جانتا ہوں۔ حرم تو کسی عاصی کو پناہ نہیں دیتا نہ ہی قتل کرنے والے اور نہ ہی چوری کر کے بھاگ جانے والے کو پناہ دیتا ہے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1، ص: 295، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 5846، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 484، شرح السنۃ: جز: 1، ص: 494)

957- وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ جَمِيعًا عَنِ الْوَلِيدِ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ اَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَنِي اَبُو سَلَمَةَ هُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنِي اَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ قَامَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْفِيلَ وَسَلَّطَ عَلَيْهَا رَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ وَاِنَّهَا لَنْ

Marfat.com

تَحِلَّ لِاَحَدٍ كَانَ قَبْلِيْ وَاِنَّهَا اُحِلَّتْ لِيْ سَاعَةً مِّنْ نَهَارٍ وَاِنَّهَا لَنْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ بَعْدِيْ فَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا يُخْتَلٰى شَوْكُهَا وَلَا تَحِلُّ سَاقِطَتُهَا اِلَّا لِمُنْشِدٍ وَمَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيْلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ اِمَّا اَنْ يُفْدٰى وَاِمَّا اَنْ يُقْتَلَ فَقَالَ الْعَبَّاسُ اِلَّا الْاِذْخِرَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاِنَّا نَجْعَلُهُ فِيْ قُبُوْرِنَا وَبُيُوْتِنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا الْاِذْخِرَ فَقَامَ اَبُوْ شَاهٍ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ اكْتُبُوْا لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اكْتُبُوْا لِاَبِيْ شَاهٍ قَالَ الْوَلِيْدُ فَقُلْتُ لِلْاَوْزَاعِيِّ مَا قَوْلُهُ اكْتُبُوْا لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ هٰذِهِ الْخُطْبَةَ الَّتِيْ سَمِعَهَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رب تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ مکرمہ فتح کروا دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں میں جلوہ فگن ہو کر رب تعالیٰ کی حمد وثناء بیان فرمائی تو ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ سے اصحاب فیل کو روک دیا تھا۔ لیکن اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مومنین کو مکہ مکرمہ پر غالب فرما دیا۔ مجھ سے قبل کسی کے لئے بھی مکہ مکرمہ حلال نہ تھا۔ اور میرے واسطے بھی صرف ایک ساعت کے واسطے مکہ مکرمہ حلال ہوا ہے اب تو میرے بعد بھی کسی کے واسطے حلال نہیں ہے۔ پس نہ تو یہاں کے شکار کو دھمکایا جائے نہ ہی یہاں کے کانٹوں کو کاٹا جائے نہ ہی یہاں کے لقطہ کو اٹھانا حلال ہے مگر منادی کرنے والے کو۔ اور جس آدمی کا کوئی قتل کیا جائے اسے دو چیزوں میں سے ایک چیز کا اختیار ہے یا تو اس کا خون بہا وصول کرے یا اسے قصاص میں قتل کر ڈالے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ماسوا اذخر گھاس کے اس لئے اسے ہم اپنی قبور اور گھروں میں استعمال کیا کرتے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ماسوا اذخر گھاس کے۔ اس وقت یمن کا آدمی ابوشاہ کھڑے ہو کر عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے لئے یہ لکھوا دیجئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابوشاہ کے لئے لکھ دو۔ ولید نے کہا کہ میں نے اوزاعی سے پوچھا کہ ابوشاہ کے اس قول میرے واسطے اسے لکھوا دیجئے کا کیا مطلب ہے۔ تو انہوں نے فرمایا: ایسا خطبہ جن کو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سماعت کیا تھا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1، ص: 309، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9728، سنن الدارمی: رقم الحدیث: 2600، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 3715)

958- حَدَّثَنِيْ اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ شَيْبَانَ عَنْ يَحْيٰى اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ اِنَّ خُزَاعَةَ قَتَلُوْا رَجُلًا مِّنْ بَنِيْ لَيْثٍ عَامَ فَتْحِ مَكَّةَ بِقَتِيْلٍ مِّنْهُمْ قَتَلُوْهُ فَاُخْبِرَ بِذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَكِبَ رَاحِلَتَهُ فَخَطَبَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْفِيْلَ وَسَلَّطَ عَلَيْهَا رَسُوْلَهُ وَالْمُؤْمِنِيْنَ اَلَا وَاِنَّهَا لَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَنْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ بَعْدِيْ اَلَا وَاِنَّهَا اُحِلَّتْ لِيْ سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ اَلَا وَاِنَّهَا سَاعَتِيْ هٰذِهٖ حَرَامٌ لَّا يُخْبَطُ شَوْكُهَا وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا يَلْتَقِطُ سَاقِطَتَهَا اِلَّا مُنْشِدٌ وَمَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيْلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ اِمَّا اَنْ يُعْطٰى يَعْنِي الدِّيَةَ وَاِمَّا اَنْ يُقَادَ اَهْلُ الْقَتِيْلِ قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ اَبُوْ شَاهٍ فَقَالَ اكْتُبْ لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اكْتُبُوْا لِاَبِيْ شَاهٍ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ اِلَّا الْاِذْخِرَ فَاِنَّا نَجْعَلُهُ فِيْ بُيُوْتِنَا وَقُبُوْرِنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا الْاِذْخِرَ

Marfat.com

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنوخزاعہ کے ایک آدمی کو بنولیث نے قتل کرڈالا تھا۔ تو فتح مکہ مکرمہ کے روز اس مقتول کے بدلہ میں بنوخزاعہ نے بنولیث کے ایک شخص کو قتل کرڈالا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بات بتائی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونٹنی کے اوپر جلوہ فرما کر ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ سے اصحاب فیل کو روک دیا تھا۔ لیکن رب تعالیٰ نے اپنے رسول اور مومنین کو مکہ مکرمہ کے اوپر غالب فرمادیا۔ مجھ سے پہلے مکہ مکرمہ کے لئے حلال نہ تھا نہ ہی میرے بعد کسی کے واسطے حلال ہے اور میرے واسطے بھی صرف دن کی ایک ساعت میں حلال ہوا تھا۔ سن لو! اب مکہ مکرمہ حرم ہے نہ تو یہاں کے کانٹوں کو قطع کیا جائے گا نہ ہی لقطہ کو اٹھایا جائے ماسوا منادی کرنے والے کے اور جس شخص کا کوئی قتل کردیا جائے تو اس کو دو باتوں میں سے صرف ایک بات کا اختیار ہے یا تو اسے دیت دی جائے گی یا قصاص لے۔ پس یمن کا ایک آدمی حاضر ہوا جسے ابوشاہ کہا جاتا تھا۔ وہ عرض گزار ہوا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے یہ تحریر کروادیجئے۔ ارشاد فرمایا: ابوشاہ کے لئے لکھ دو اس پر ایک قریش کے آدمی نے عرض کیا: ماسوا اذخر گھاس کے۔ اس لئے کہ اسے ہم اپنے گھروں اور قبروں میں استعمال کیا کرتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ماسوا اذخر گھاس کے۔ (صحیح ابن حبان: جز:9، ص:28، شعب الایمان: رقم الحدیث: 3719، شرح السنۃ: جز:1، ص:615، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 15818)

تشریح:

مکہ مکرمہ میں شکار کی بحث پچھلے صفحات پر گذر گئی ہے۔ یہاں پر ہم ہجرت کی بابت ذکر کرتے ہیں جو ان احادیث مبارکہ میں بیان ہوئی۔

مسلمانوں پر پہلے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کرنا فرض تھا اور فتح مکہ کے بعد ہجرت منسوخ ہوگئی کیونکہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں ہے لیکن جہاد اور نیت ہے۔

(امام محمد اسماعیل بخاری (رحمۃ اللہ علیہ) متوفی ۲۵۶ھ صحیح بخاری ج۱ ص ۴۳۳ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع' کراچی' ۱۳۸۱ھ)

البتہ جب کبھی کہیں مکہ جیسے حالات پیدا ہوں جہاں اس کا ایمان' جان' مال اور عزت محفوظ نہ ہو تو اس کے لیے وہاں سے ہجرت کرنا واجب ہے۔ آج کل جس قدر کافر ملک ہیں کسی میں ایسے حالات نہیں ہیں' ہوسکتا ہے اسرائیل میں یہ کیفیت ہو' اس لیے ان ممالک سے ہجرت کرنا واجب نہیں ہے' بلکہ برطانیہ' مغربی جرمنی' کینیڈا فرانس اور ہالینڈ میں رہنے والے مسلمان پاکستان سے زیادہ مامون اور محفوظ ہیں' یہ تمام ملک دارالکفر ہیں اور جن ملکوں سے بالفعل حالت جنگ برپا ہو وہ دارالحرب ہیں اور جہاں مسلمانوں کی حکومت ہو اور ان میں نظام اسلام جاری کرنے کی اہلیت ہو وہ دارالاسلام ہیں۔" (تبیان القرآن، از علامہ غلام رسول سعیدی، سورۃ البقرۃ: تحت آیت ۲۱۸)

"فتح مکہ کے بعد ہجرت کے منسوخ ہونے کی وجوہات

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: علامہ خطابی وغیرہ نے کہا ہے کہ ابتداء اسلام میں مدینہ کی طرف ہجرت کرنا فرض تھا کیونکہ مدینہ منورہ میں مسلمانوں کی تعداد کم تھی اور انہیں جمعیت کی ضرورت تھی۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے مکہ کو فتح کردیا اور لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہونے لگے تو مدینہ کی طرف ہجرت منسوخ ہوگئی اور تبلیغ اسلام اور دشمن سے مدافعت کے لیے جہاد کی فرضیت باقی رہی۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ ابتداء میں مدینہ منورہ ہجرت کرنا اس لیے بھی فرض تھا کہ جو شخص اسلام قبول کرتا تھا اس کو کفار ایذاء دیتے

Marfat.com

تھے اور اس وقت تک اس پر ظلم کرتے رہتے تھے جب تک کہ وہ (العیاذ باللہ) دین اسلام کو چھوڑ نہیں دیتا۔ اور انہی لوگوں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی:

"ان الذین توفاھم الملئکة ظالمی انفسھم قالوا فیم کنتم۔ قالوا کنا مستضعفین فی الارض قالوا الم تکن ارض الله واسعة فتھاجروا فیھا فاولئك ماواھم جھنم وساءت مصیرا۔ الا المستضعفین من الرجال والنساء والولدان لا یستطیعون حیلة ولا یھتدون سبیلا فاولئك عسی الله ان یعفو عنھم وکان الله عفوا غفورا۔ (النساء:97.99)

"بے شک جن لوگوں کی جانیں فرشتے اس حال میں قبض کرتے ہیں کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے تو فرشتے ان سے کہتے ہیں تم کیا کرتے رہے؟ وہ کہتے ہیں ہم زمین میں بے بس تھے! فرشتے کہتے ہیں کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے؟ ان لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ کیا ہی برا ٹھکانا ہے، البتہ مردوں، عورتوں اور بچوں میں سے جو (واقعی) بے بس (اور مجبور) ہیں، جو کسی تدبیر کی استطاعت رکھتے ہیں اور نہ کہیں جانے کا راستہ جانتے ہیں، تو قریب ہے کہ اللہ ان لوگوں سے درگزر فرمائے اور اللہ بہت معاف فرمانے والا اور بے حد بخشنے والا ہے"۔

ہجرت اب بھی باقی ہے؟:

جو شخص دار الکفر میں اسلام لائے اور اس سے نکلنے پر قادر ہو اس کے حق میں ہجرت اب بھی باقی ہے کیونکہ سنن نسائی میں حضرت معاویہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا اللہ تعالیٰ مشرک کے اسلام قبول کرنے کے بعد اس کے کسی عمل کو اس وقت تک قبول نہیں کرتا جب تک کہ وہ مشرکین سے علیحدہ نہ ہو جائے اور سنن ابو داود میں حضرت سمرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا میں ہر اس مسلمان سے بیزار ہوں جو مشرکین کے درمیان رہتا ہے یہ حدیث ان لوگوں پر محمول ہے جن کو یہ خدشہ ہو کہ اگر وہ دار الکفر میں رہے تو ان کا دین خطرہ میں پڑ جائے گا۔ (فتح الباری، ج 6، ص 190، مطبوعہ لاہور، 1401ھ)

دار الکفر میں مسلمانوں کی سکونت کا حکم:

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: لا ھجرة بعد الفتح

فتح کے بعد ہجرت نہیں کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ مطلقاً فتح کے بعد ہجرت نہیں ہے خواہ مکہ مکرمہ ہو یا کوئی اور شہر، لہٰذا اب اگر مسلمان کسی شہر کو فتح کرلیں تو ان پر ہجرت واجب نہیں ہے، لیکن اگر کسی شہر کو مسلمانوں نے فتح نہیں کیا تو وہاں کے رہنے والوں کے متعلق تین قول ہیں:

1۔ پہلا قول: جو شخص دار الکفر میں دین کا اظہار نہ کرسکتا ہو اور فرائض اور واجبات کو ادا نہ کرسکتا ہو اور وہ دار الکفر سے نکلنے کی استطاعت رکھتا ہو اس پر ہجرت کرنا واجب ہے۔

2۔ دوسرا قول: مسلمان دار الکفر میں فرائض اور واجبات کو آزادی سے ادا کرسکتے ہوں اور ہجرت کرنے کی بھی استطاعت رکھتے ہوں پھر بھی ان کے لیے دار الکفر سے ہجرت کرنا مستحب ہے تاکہ دار الاسلام میں مسلمانوں کی کثرت اور جمعیت ہو اور وہ بوقت ضرورت

مسلمانوں کے ساتھ جہاد میں شامل ہو سکیں اور دار الکفر میں کفار کی بدعہدی اور فتنوں سے محفوظ رہیں اور کافروں کی تہذیب اور ثقافت اور ان کے معاشرے کی بے راہ روی، بدچلنی اور فحاشی کے برے اثرات سے مامون رہیں، اور کفار اپنے دین کی اشاعت اور مسلمانوں کو اسلام سے منحرف کرنے کی جو کوشش کرتے ہیں ان کے خطرات سے مسلمان محفوظ رہیں۔

3۔ تیسرا قول: جو مسلمان قید مرض یا کسی اور عذر کی بنا پر دار الکفر سے ہجرت نہ کر سکتا ہو اس کے لیے دار الکفر میں رہنا جائز ہے۔ اس کے باوجود اگر وہ تکلیف اور مشقت اٹھا کر ہجرت کرے تو ماجور ہوگا۔ (فتح الباری ج6 ص38 مطبوعہ لاہور، 1401ھ)

ہجرت کی اقسام:

علامہ بدر الدین عینی حنفی نے ہجرت کی حسب ذیل اقسام ذکر کی ہیں:

1۔ دار الخوف سے دار الامن کی طرف ہجرت، جیسا کہ مسلمانوں نے مکہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کی، یا اب ہندوستان کے مسلمان ہندوؤں کے مظالم سے تنگ آ کر انگلینڈ، امریکہ یا مغربی جرمنی کی طرف ہجرت کر جائیں۔

2۔ دار الکفر سے دار الاسلام کی طرف ہجرت کرنا، جیسا کہ فتح مکہ سے پہلے مسلمانوں نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی، یا اب بھارت سے پاکستان کی طرف ہجرت کرنا۔ اسی طرح جو شخص دار الکفر میں اظہار دین پر قادر نہ ہو اس کا دار الاسلام کی طرف ہجرت کرنا۔

3۔ قرب قیامت میں فتنوں کے ظہور کے وقت مسلمانوں کا شام کی طرف ہجرت کرنا۔ چنانچہ سنن ابو داود میں ہے حضرت عبداللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا عنقریب ایک ہجرت کے بعد دوسری ہجرت ہوگی، سو روئے زمین کے اچھے لوگ حضرت ابراہیم کی ہجرت کی جگہ (شام میں چلے جائیں گے اور باقی زمین پر بدترین لوگ رہ جائیں گے۔

4۔ برائیوں اور گناہوں سے ہجرت کرنا۔ (عمدۃ القاری ج1 ص35 مطبوعہ ادارۃ المنیریہ مصر، 1348ھ)

ایک اور قسم کا بھی اضافہ کیا جا سکتا ہے اور وہ یہ ہے:

5۔ ماسوا اللہ کو ترک کر کے اللہ کی طرف ہجرت کرنا (رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہو تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہی ہے۔ (بخاری)

ہجرت الی اللہ کی توضیح:

اللہ کی طرف ہجرت کرنے سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو رضائے الٰہی میں اس طرح ڈھال لے کہ اس کے دل میں ہر کام کا محرک اور داعی اللہ کا حکم ہو، اور طبعی تقاضے شرعی تقاضوں کے مظہر ہو جائیں حتی کہ وہ اس منزل پر آ جائے کہ اس کا کھانا پینا بھی اس نیت سے ہو کہ چونکہ اللہ نے کھانے پینے کا حکم دیا ہے اس لیے وہ کھاتا پیتا ہے ورنہ اس کو لاکھ بھوک اور پیاس لگتی وہ کھانے پینے کی طرف التفات نہ کرتا۔ اس مقام کا خلاصہ یہ ہے کہ بندے کے ہر کام کی نیت اور جذبہ یہ ہو کہ چونکہ یہ اللہ کا حکم ہے اس لیے وہ اس کام کو کر رہا ہے اور اگر اللہ کا حکم نہ ہوتا تو خواہ کچھ ہوتا وہ اس کام کو نہ کرتا۔ اسی مرتبہ کو اللہ کے صبغۃ اللہ سے تعبیر فرمایا ہے اور رسول اللہ (ﷺ) نے اسی مقام کی طرف اس حدیث میں ہدایت دی ہے۔

اللہ کی صفات سے متصف ہو جاؤ اقبال نے اسی منزل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

Marfat.com

در دشت جنون من جبریل زبوں صیدے   یزداں بکمند آور اے ہمت مردانہ!

یعنی انسان کے لیے ملکوتی صفات اپنانا حتی کہ مظہر جبرئیل ہونا بھی کمال نہیں ہے۔ اس کا مقام تو یہ ہے وہ الوہی صفات اپنا کر اپنے آپ کو اللہ کے رنگ میں رنگ لے اور مظہر رب جبرئیل ہو جائے۔ چنانچہ بندہ اگر کسی پر رحم کرے تو اس لیے کہ اس کا رب رحیم ہے اور اگر کسی پر غضب ناک ہو تو اس لیے کہ اس کا رب قہار ہے، اور انہیں پر رحم کرے جن پر اس کا رب رحم کرنا چاہتا ہے اور انہیں پر غضب ناک ہو جن پر اس کا رب اس سے غضبناک ہونے کا تقاضا کرتا ہے۔ اسی طرح ہجرت الی الرسول کا مطلب بھی یہ ہے کہ اپنی سیرت کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سیرت کے تابع کرے اور چونکہ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مرضی اور حکم الگ الگ اور مغائر نہیں ہیں اس لیے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے احکام پر عمل کرنا اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنا ہے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو راضی کرنا اللہ کو راضی کرنا ہے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف ہجرت کرنا ہی اللہ کی طرف ہجرت کرنا ہے۔" (تبیان القرآن، از علامہ غلام رسول سعیدی، سورۃ الانفال: تحت آیت ۷۵)

بَابُ النَّهْيِ عَنْ حَمْلِ السِّلَاحِ بِمَكَّةَ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ

باب: مکہ مکرمہ میں بغیر حاجت کے ہتھیار اٹھانے کی نہی

960- وَحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَحِلُّ لِأَحَدِكُمْ أَنْ يَحْمِلَ بِمَكَّةَ السِّلَاحَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کسی کے لئے مکہ مکرمہ میں ہتھیار حلال نہیں ہے۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9481، شرح السنۃ: جز: 1 ص: 495، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 3714، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث: 2800)

بَابُ جَوَازِ دُخُولِ مَكَّةَ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ

باب: بغیر احرام کے مکہ مکرمہ میں دخول

961- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ وَيَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ أَخْبَرَنَا الْقَعْنَبِيُّ فَقَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَأَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ فَقَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ وَقَالَ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ قُلْتُ لِمَالِكٍ حَدَّثَكَ ابْنُ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَأْسِهِ مِغْفَرٌ فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ ابْنُ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ اقْتُلُوهُ فَقَالَ مَالِكٌ نَعَمْ

یحییٰ کا بیان ہے کہ میں نے امام مالک سے دریافت کیا: کیا آپ کو ابن شہاب نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہوئے اس حدیث کو بیان فرمایا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ مکرمہ کے روز مکہ مکرمہ کے اندر تشریف لے گئے اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر انور پر خود تھا۔ جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کو اتارا تو ایک آدمی حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: ابن خطل کعبہ معظمہ کے پردے کو چمٹا ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے قتل کر ڈالو۔ تو اس پر امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں۔ (سنن البیہقی

Marfat.com

الکبریٰ: رقم الحدیث: 12633، سنن دارمی: رقم الحدیث: 1938، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 3719، صحیح ابن خزیمہ: رقم الحدیث: 3063)

962- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الثَّقَفِيُّ وَقَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمَّارٍ الدُّهْنِيُّ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ وَقَالَ قُتَيْبَةُ دَخَلَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ وَفِي رِوَايَةِ قُتَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ میں تشریف لے گئے اور قتیبہ نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ مکرمہ کے روز احرام باندھے بغیر تشریف لائے اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرانور پر سیاہ عمامہ شریف تھا۔

(سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 3852، معجم الاوسط: جز: 4، ص: 371، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 4078، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 2822)

963- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَكِيمٍ الْأَوْدِيُّ أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَمَّارٍ الدُّهْنِيِّ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ مکرمہ کے روز سیاہ عمامہ شریف باندھ کر مکہ مکرمہ میں جلوہ افروز ہوئے۔ (مرجع السابق)

964- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَا أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ مُسَاوِرٍ الْوَرَّاقِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ

حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیاہ عمامہ شریف باندھ کر لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا۔ (مرجع السابق)

965- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَالْحَسَنُ الْحُلْوَانِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ مُسَاوِرٍ الْوَرَّاقِ قَالَ حَدَّثَنِي وَفِي حَدِيثِ الْحُلْوَانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ جَعْفَرَ بْنَ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ قَدْ أَرْخَى طَرَفَيْهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ وَلَمْ يَقُلْ أَبُو بَكْرٍ عَلَى الْمِنْبَرِ

حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ گویا میں اب بھی دیکھ رہا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیاہ عمامہ شریف باندھ کر منبر پر جلوہ فرما ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں کندھوں اقدس کے درمیان عمامہ شریف کے دونوں کنارے لٹک رہے ہیں۔ (مرجع السابق)

تشریح:

”مکہ مکرمہ میں احناف کے نزدیک بغیر احرام کے وہ شخص داخل نہیں ہوسکتا جو حرم کی حدود سے باہر رہتا ہو، باقی رہی حدیث مذکورہ بالا تو یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت ہے، جس کا آپ نے خود اظہار فرمایا ہے۔

Marfat.com

ابن خطل کو اس لیے قتل کروا دیا گیا تھا کہ وہ اسلام سے مرتد ہو گیا تھا، مزید برآں اس نے اپنے مسلمان خادم کو قتل کر دیا تھا، ان تمام گناہوں کے ساتھ ساتھ وہ آپ علیہ السلام کی ہجو بیان کرتا اور آپ ﷺ کو گالیاں بکتا تھا (العیاذ باللہ!) اور اس کی دو لونڈیاں تھیں جو نبی اکرم ﷺ اور مسلمانوں کو گالیاں دیتی تھیں۔" (شرح صحیح مسلم، از سعیدی، ج ۳، کتاب الحج، ص ۷۱۵)

بَابُ فَضْلِ الْمَدِيْنَةِ وَدُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا بِالْبَرَكَةِ وَبَيَانِ تَحْرِيْمِهَا وَتَحْرِيْمِ صَيْدِهَا وَشَجَرِهَا وَبَيَانِ حُدُوْدِ حَرَمِهَا

باب: مدینہ منورہ کی فضیلت اور نبی کریم ﷺ کا مدینہ منورہ میں برکت ہونے کی دعا فرمانا اس کا حرم ہونا اور اس میں شکار کا احرام ہونا اور اس کے حرم کی حدود

966- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيَّ عَنْ عَمْرِو ابْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَدَعَا لِأَهْلِهَا وَإِنِّيْ حَرَّمْتُ الْمَدِيْنَةَ كَمَا حَرَّمَ إِبْرَاهِيْمُ مَكَّةَ وَإِنِّيْ دَعَوْتُ فِيْ صَاعِهَا وَمُدِّهَا بِمِثْلَيْ مَا دَعَا بِهِ إِبْرَاهِيْمُ لِأَهْلِ مَكَّةَ

حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرم بنایا تھا اور مکہ مکرمہ والوں کے لئے دعا فرمائی تھی اور میں مدینہ منورہ کو حرم بناتا ہوں جس طرح کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرم بنایا تھا اور میں مدینہ منورہ کے صاع اور مد میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دوگنا دعا کرتا ہوں۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9736، صحیح ابن حبان: جز: 9، ص: 68، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 3590، مسند احمد: رقم الحدیث: 615)

967- وَحَدَّثَنِيْهِ أَبُوْ كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ يَعْنِي ابْنَ الْمُخْتَارِ ح وَحَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ ح وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا الْمَخْزُوْمِيُّ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ كُلُّهُمْ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى بِهٰذَا الْإِسْنَادِ أَمَّا حَدِيْثُ وُهَيْبٍ فَكَرِوَايَةِ الدَّرَاوَرْدِيِّ بِمِثْلَيْ مَا دَعَا بِهِ إِبْرَاهِيْمُ وَأَمَّا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ وَعَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ الْمُخْتَارِ فَفِيْ رِوَايَتِهِمَا مِثْلَ مَا دَعَا بِهِ إِبْرَاهِيْمُ

وہب کی روایت میں یہ بیان ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس قدر دعائیں فرمائی تھیں میں اس سے دوگنی دعائیں کرتا ہوں اور عبدالعزیز بن مختار کی روایت میں یہ بیان ہے کہ جس قدر دعائیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی تھیں اسی قدر میں بھی دعائیں کرتا ہوں۔ (مرجع السابق)

968- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا بَكْرٌ يَعْنِي ابْنَ مُضَرَ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ أَبِيْ بَكْرِ ابْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ

Marfat.com

اِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَاِنِّيْ اُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا يُرِيْدُ الْمَدِيْنَةَ

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرم بنایا اور میں اس کے دونوں پتھر کنارے مراد مدینہ منورہ کو حرم بناتا ہوں۔ (البحر الزخار: رقم الحدیث: 903، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 4286، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 4325، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9742)

969- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ اَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ خَطَبَ النَّاسَ فَذَكَرَ مَكَّةَ وَاَهْلَهَا وَحُرْمَتَهَا فَنَادَاهُ رَافِعُ بْنُ خَدِيْجٍ فَقَالَ مَا لِيْ اَسْمَعُكَ ذَكَرْتَ مَكَّةَ وَاَهْلَهَا وَحُرْمَتَهَا وَلَمْ تَذْكُرِ الْمَدِيْنَةَ وَاَهْلَهَا وَحُرْمَتَهَا وَقَدْ حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا وَذٰلِكَ عِنْدَنَا فِيْ اَدِيْمٍ خَوْلَانِيٍّ اِنْ شِئْتَ اَقْرَاْتُكَهُ قَالَ فَسَكَتَ مَرْوَانُ ثُمَّ قَالَ قَدْ سَمِعْتُ بَعْضَ ذٰلِكَ

نافع بن جبیر کا بیان ہے کہ مروان بن حکم نے خطبہ کہتے ہوئے مکہ مکرمہ کے رہائشیوں اور مکہ مکرمہ کا تذکرہ کیا۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے اسے ندادے کر فرمایا کہ کیا وجہ ہے کہ میں اس بات کو سن رہا ہوں کہ تو مکہ مکرمہ کے رہائشیوں اور مکہ مکرمہ کا اور مکہ مکرمہ کی حرمت کا ذکر تو کر رہے ہو مگر نہ مدینہ منورہ کے رہائشیوں کا ذکر کر رہے ہو نہ ہی مدینہ منورہ کی حرمت کا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو اس پتھریلی زمین کے دونوں کناروں کے درمیان کو بھی حرم بنایا ہے اور یہ حکم تو ہمارے پاس خولانی چمڑے کے اوپر تحریر ہے اگر تم چاہو تو میں تمہیں پڑھ کر سناؤں۔ اس پر مروان نے سکوت اختیار کر لیا اور کہا: میں نے بھی اس کا بعض سن رکھا ہے۔ (مرجع السابق)

970- وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ كِلَاهُمَا عَنْ اَبِيْ اَحْمَدَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَسَدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَاِنِّيْ حَرَّمْتُ الْمَدِيْنَةَ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا لَا يُقْطَعُ عِضَاهُهَا وَلَا يُصَادُ صَيْدُهَا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرم بنایا تھا اور میں مدینہ منورہ کو حرم بناتا ہوں۔ مدینہ منورہ کے دونوں پتھریلی کناروں کے درمیان نہ تو کسی درخت کو قطع کیا جائے گا اور نہ ہی کسی جانور کا شکار کیا جائے گا۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9747، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث: 2151، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 120)

971- وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ حَدَّثَنِيْ عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ اُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِيْنَةِ اَنْ يُقْطَعَ عِضَاهُهَا اَوْ يُقْتَلَ صَيْدُهَا وَقَالَ الْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ لَا يَدَعُهَا اَحَدٌ رَغْبَةً عَنْهَا اِلَّا اَبْدَلَ اللّٰهُ فِيْهَا مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْهُ وَلَا يَثْبُتُ اَحَدٌ عَلٰى لَاْوَائِهَا وَجَهْدِهَا اِلَّا كُنْتُ لَهٗ شَفِيْعًا اَوْ شَهِيْدًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

عامر بن سعد اپنے والد حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں مدینہ منورہ کی دونوں

پتھریلی جانبوں کے درمیان والی جگہ حرم بناتا ہوں نہ ہی یہاں کے خاردار درختوں کو قطع کیا جائے گا نہ ہی شکار کو مارا جائے گا۔ ارشاد فرمایا: کاش! اہل مدینہ منورہ اس بات کو خوب جان جائیں کہ ان کے واسطے مدینہ منورہ اچھا ہے جو آدمی مدینہ منورہ سے رخ موڑ کر مدینہ منورہ کی رہائش کو چھوڑ دے گا اللہ تعالیٰ اس آدمی کے بدلہ میں ایسے آدمی کو مدینہ منورہ کا رہائشی فرما دے گا جو اس سے بھی اچھا ہوگا۔ اور جو آدمی بھی مدینہ منورہ کی بھوک پیاس اور جہد پر صبر اختیار کرے گا۔ تو میں بروز حشر اس کی شفاعت کروں گا یا اس کے واسطے شہادت بیان کروں گا۔

(سنن البیھقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9753، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث: 263، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 3717، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 23)

972- وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيْمٍ الْاَنْصَارِيُّ اَخْبَرَنِيْ عَامِرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَ حَدِيْثِ ابْنِ نُمَيْرٍ وَّزَادَ فِي الْحَدِيْثِ وَلَا يُرِيْدُ اَحَدٌ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ بِسُوْءٍ اِلَّا اَذَابَهُ اللّٰهُ فِي النَّارِ ذَوْبَ الرَّصَاصِ اَوْ ذَوْبَ الْمِلْحِ فِي الْمَاءِ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے پچھلی حدیث کی مانند ہے مگر اضافہ اس میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی مدینہ منورہ کو تکلیف دینا چاہے گا رب تعالیٰ اسے آگ میں یوں پگھلا دے گا جیسے سیسہ پگھلتا ہے یا جیسے نمک پانی میں حل ہو جاتا ہے۔ (مرجع السابق)

973- وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيْعًا عَنِ الْعَقَدِيِّ قَالَ عَبْدٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ سَعْدًا رَكِبَ اِلٰى قَصْرِهٖ بِالْعَقِيْقِ فَوَجَدَ عَبْدًا يَقْطَعُ شَجَرًا اَوْ يَخْبِطُهٗ فَسَلَبَهٗ فَلَمَّا رَجَعَ سَعْدٌ جَاءَهٗ اَهْلُ الْعَبْدِ فَكَلَّمُوْهُ اَنْ يَرُدَّ عَلٰى غُلَامِهِمْ اَوْ عَلَيْهِمْ مَا اَخَذَ مِنْ غُلَامِهِمْ فَقَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ اَرُدَّ شَيْئًا نَفَّلَنِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبٰى اَنْ يَرُدَّ عَلَيْهِمْ

عامر بن سعد کا بیان ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مقام عقیق میں اپنے مقام پر تشریف لے گئے تو دیکھا کہ ایک آدمی درخت کاٹے جا رہا تھا۔ یا اس کے کانٹوں کو توڑنے لگا ہوا تھا اس سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے سامان کو چھین لیا جس وقت حضرت سعد رضی اللہ عنہ واپس تشریف لائے تو اس کے مالکان نے اس کے متعلق بات کی تاکہ اس غلام کا چھپا ہوا مال خود اسے لوٹا دیں۔ اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: معاذ اللہ میں ان چیزوں کو نہیں لوٹاؤں گا جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عطا فرمائی ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو وہ سامان لوٹانے سے انکار کر دیا۔ (مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 1364، مستدرک: رقم الحدیث: 1789، سنن البیھقی الکبریٰ: جز: 5، ص: 199)

974- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ جَمِيْعًا عَنْ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ ابْنُ اَيُّوْبَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ اَبِيْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْطَبٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِيْ طَلْحَةَ الْتَمِسْ لِيْ غُلَامًا مِنْ غِلْمَانِكُمْ يَخْدُمُنِيْ فَخَرَجَ بِيْ اَبُوْ طَلْحَةَ يُرْدِفُنِيْ وَرَاءَهٗ فَكُنْتُ اَخْدُمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا نَزَلَ وَقَالَ فِي

Marfat.com

الْحَدِيثِ ثُمَّ أَقْبَلَ حَتَّى إِذَا بَدَا لَهُ أُحُدٌ قَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَى الْمَدِينَةِ قَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ جَبَلَيْهَا مِثْلَ مَا حَرَّمَ بِهِ إِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مُدِّهِمْ وَصَاعِهِمْ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے لڑکوں میں سے میری خاطر کوئی لڑکا لے کر آؤ جو میرا خدمت گار رہے۔ اس پر مجھے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنی سواری پر ردیف بنا کر حاضر کر دیا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس جگہ بھی نزول فرمایا کرتے تھے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گزاری کرتا تھا۔ اور فرمایا: اس حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے تھے یہاں تک کہ جس وقت احد پہاڑ نمودار ہوا تو ارشاد فرمایا: یہ احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم بھی اس سے محبت کرتے ہیں اے اللہ عزوجل! میں ان دونوں پہاڑوں کی درمیانی جگہ کو حرم بناتا ہوں جس طرح کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرم بنا دیا تھا اے اللہ عزوجل! مدینہ منورہ کے مد اور صاع میں برکت عطا فرما دے۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 7940، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 18082، سنن النسائی: رقم الحدیث: 5408، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 4725)

975- وَحَدَّثَنَاهُ سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ إِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا

دوسری سند سے اس کی مثل مروی ہے۔ (مرجع السابق)

976- وَحَدَّثَنَاهُ حَامِدُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَحَرَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ قَالَ نَعَمْ مَا بَيْنَ كَذَا إِلَى كَذَا فَمَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا قَالَ ثُمَّ قَالَ لِي هٰذِهِ شَدِيدَةٌ مَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا قَالَ فَقَالَ ابْنُ أَنَسٍ أَوْ آوَى مُحْدِثًا

عاصم کا بیان ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کو حرم بنایا تھا؟ ارشاد فرمایا: ہاں فلاں مقام سے فلاں مقام تک۔ چنانچہ جس آدمی نے مدینہ منورہ میں کسی جرم کا ارتکاب کیا پھر مجھے فرمایا: یہ سخت گناہ ہے۔ ارشاد فرمایا: جو اس مقام میں جرم کا ارتکاب کرے گا اللہ تعالیٰ کی، ملائکہ کی اور سارے انسانوں کی اس پر لعنت ہے۔ بروز حشر اللہ تعالیٰ نہ تو اس کا کوئی فرض قبول فرمائے گا اور نہ ہی نفل۔ ابن انس نے کہا: یا کسی مجرم کو پناہ گزیں کیا۔ (معجم الکبیر: رقم الحدیث: 795، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث: 296، مسند احمد: رقم الحدیث: 13051، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 124)

977- حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا أَحَرَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ قَالَ نَعَمْ هِيَ حَرَامٌ لَا يُخْتَلَى خَلَاهَا فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ

Marfat.com

عاصم احول کا بیان ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ کو حرم بنایا ہے۔ تو فرمایا: ہاں یہاں کی تو گھاس کو بھی نہیں کاٹا جائے گا اور جس آدمی نے یوں فعل کیا تو اللہ تعالیٰ، ملائکہ اور سارے انسانوں کی اس کے اوپر لعنت ہو۔ (مرجع السابق)

978- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ فِيمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ إِسْحَقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مِكْيَالِهِمْ وَبَارِكْ لَهُمْ فِي صَاعِهِمْ وَبَارِكْ لَهُمْ فِي مُدِّهِمْ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے اللہ عزوجل! ان کے پیمانہ میں برکت عطا فرمادے۔ اے اللہ عزوجل! ان کے صاع میں برکت عطا فرمادے۔ اے اللہ عزوجل! ان کے مد میں برکت عطا فرمادے۔

(مسند احمد: رقم الحدیث: 12155، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 142)

979- وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ السَّامِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ يُونُسَ يُحَدِّثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِينَةِ ضِعْفَيْ مَا بِمَكَّةَ مِنَ الْبَرَكَةِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے اللہ عزوجل! جس قدر برکات کا نزول مکہ مکرمہ میں فرمایا اس قدر برکتوں کا نزول مدینہ منورہ میں بھی فرمادے۔ (معجم الاوسط: جز: 6، ص: 32، رقم الحدیث: 8040، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 1786، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 3594، مسند ابی یعلی: رقم الحدیث: 3578)

980- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ قَالَ أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ خَطَبَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ مَنْ زَعَمَ أَنَّ عِنْدَنَا شَيْئًا نَقْرَؤُهُ إِلَّا كِتَابَ اللَّهِ وَهَذِهِ الصَّحِيفَةَ قَالَ وَصَحِيفَةٌ مُعَلَّقَةٌ فِي قِرَابِ سَيْفِهِ فَقَدْ كَذَبَ فِيهَا أَسْنَانُ الْإِبِلِ وَأَشْيَاءُ مِنَ الْجِرَاحَاتِ وَفِيهَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَيْرٍ إِلَى ثَوْرٍ فَمَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا أَوْ آوَى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ يَسْعَى بِهَا أَدْنَاهُمْ وَمَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ أَوِ انْتَمَى إِلَى غَيْرِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا وَانْتَهَى حَدِيثُ أَبِي بَكْرٍ وَزُهَيْرٍ عِنْدَ قَوْلِهِ يَسْعَى بِهَا أَدْنَاهُمْ وَلَمْ يَذْكُرَا مَا بَعْدَهُ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمَا مُعَلَّقَةٌ فِي قِرَابِ سَيْفِهِ

ابراہیم تیمی اپنے والد سے راوی ہیں کہ ہم کو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا اس حالت میں کہ ان کی میان کی معیت ایک صحیفہ لٹکا ہوا تھا۔ اس صحیفہ کی جانب انہوں نے اشارہ کر کے فرمایا: جس آدمی کو یہ گمان ہو کہ ہمارے پاس کتاب اللہ

Marfat.com

اور صحیفہ کے ماسوا دوسرا کچھ ہے تو وہ جھوٹا آدمی ہے۔ اس صحیفہ کے اندر اونٹوں کی عمروں کا بھی حکم ہے۔ اور چند زخموں کی دیت کا ذکر ہے۔ اس کے اندر یہ بھی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پہاڑ عسر سے لے کر پہاڑ نور تک مدینہ منورہ حرم ہے۔ پس جو آدمی مدینہ منورہ میں کسی جرم کا ارتکاب کرے گا یا کسی مجرم کو پناہ گزیں کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ، ملائکہ اور سارے انسانوں کی اس پر لعنت ہو۔ نہ تو بروز حشر اس کے فرض قبول ہوں گے نہ ہی نفل قبول ہوں گے سارے مسلمانوں کا ایک ہی ذمہ ہے اور عام مسلمان بھی کسی آدمی کو پناہ گزیں کر سکتا ہے۔ اور جس آدمی نے خود کو اپنے باپ کے علاوہ کی جانب منسوب کیا یا جس غلام نے خود کو اپنے مالک کے غیر کی جانب منسوب کیا تو اللہ تعالیٰ، ملائکہ اور سارے انسانوں کی اس پر لعنت ہو۔ اللہ تعالیٰ بروز حشر نہ تو اس کا فرض قبول فرمائے گا اور نہ ہی نفل کو۔ یہاں ابوبکر کی روایت ختم ہوئی۔ اور زہیر کی روایت اس بیان تک ختم ہوتی ہے جہاں پر عام مسلمان کے پناہ گزیں کرنے کا ذکر ہے اور پھر بعد کا تذکرہ نہیں ہے۔ اور ان دونوں احادیث میں صحیفہ کے میان میں لٹکنے کا تذکرہ نہیں ہے۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1، ص: 158، شرح السنۃ: جز: 1، ص: 689، شعب الایمان: رقم الحدیث: 7484، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 1297)

981- وَحَدَّثَنِيْ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ ح وَحَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ جَمِيْعًا عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيْثِ اَبِيْ كُرَيْبٍ عَنْ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ اِلٰى اٰخِرِهٖ وَزَادَ فِي الْحَدِيْثِ فَمَنْ اَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ وَّلَيْسَ فِيْ حَدِيْثِهِمَا مَنِ ادَّعٰى اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ وَلَيْسَ فِيْ رِوَايَةِ وَكِيْعٍ ذِكْرُ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

ابو معاویہ نے بیان کیا ہے اس حدیث میں یہ اضافہ ہے کہ جس آدمی نے کسی مسلمان کی پناہ کو توڑا تو اللہ تعالیٰ کی، ملائکہ کی اور سارے انسانوں کی اس پر لعنت ہو۔ بروز حشر نہ تو اس کا کوئی فرض قبول ہوگا اور نہ نفل قبول ہوگا۔ ان روایات میں اپنے باپ کے غیر کی جانب منسوب ہونے کا تذکرہ نہیں ہے۔ اور روایت وکیع میں بروز حشر کا تذکرہ نہیں ہے۔

982- وَحَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيْرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيْثِ ابْنِ مُسْهِرٍ وَّوَكِيْعٍ اِلَّا قَوْلَهٗ مَنْ تَوَلّٰى غَيْرَ مَوَالِيْهِ وَذِكْرَ اللَّعْنَةِ لَهٗ

دوسری سند کے ساتھ یونہی روایت مروی ہے۔ مگر اس کے اندر اپنے مالک کے سوا کسی کو مالک بنانے کا تذکرہ نہیں ہے۔ (مرجع السابق)

983- وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ فَمَنْ اَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا اَوْ اٰوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَدْلٌ وَّلَا صَرْفٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مدینہ منورہ حرم ہے۔ پس جس آدمی نے یہاں کسی جرم کا ارتکاب کیا یا کسی جرم کرنے والے کو پناہ گزیں کیا تو اللہ تعالیٰ، ملائکہ اور سارے انسانوں کی اس پر لعنت ہے بروز حشر اس کا نہ تو فرض قبول ہوگا نہ ہی نفل قبول ہوگا۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9733، مسند احمد: رقم الحدیث: 10384، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 239)

Marfat.com



984-وحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ النَّضْرِ بْنِ اَبِي النَّضْرِ حَدَّثَنِيْ اَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ الْاَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ وَلَمْ يَقُلْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزَادَ وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ يَّسْعٰى بِهَا اَدْنَاهُمْ فَمَنْ اَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَدْلٌ وَّلَا صَرْفٌ

اعمش کا بیان ہے مگر اس میں بروز حشر کا تذکرہ نہیں ہے۔اور اضافہ اس میں یہ ہے کہ سارے مسلمانوں کا ایک ہی ذمہ ہے۔اور ایک عام مسلمان کو پناہ گزیں کرنا بھی معتبر ہے۔اور جس نے کسی مسلمان کی پناہ کو توڑا تو اللہ تعالیٰ، ملائکہ اور سارے انسانوں کی اس پر لعنت ہو بروز حشر نہ تو اس کا فرض قبول ہوگا نہ ہی نفل قبول ہوگا۔(مرجع السابق)

985-حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ لَوْ رَاَيْتُ الظِّبَاءَ تَرْتَعُ بِالْمَدِيْنَةِ مَا ذَعَرْتُهَا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا حَرَامٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر میں مدینہ منورہ کے ہرنوں کو چرتا ہوا دیکھ لوں تو ان کو میں شکار پر نہیں ابھروں گا۔اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو پتھریلی زمینوں کے درمیان والی جگہ حرم ہے۔(سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9732، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3856، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 3751، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 1774)

986-وحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَّعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ حَرَّمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِيْنَةِ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ فَلَوْ وَجَدْتُ الظِّبَاءَ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا مَا ذَعَرْتُهَا وَجَعَلَ اثْنَيْ عَشَرَ مِيْلًا حَوْلَ الْمَدِيْنَةِ حِمًى

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کے دونوں پتھریلی کناروں کے درمیان والی جگہ کو حرم بنایا ہے۔اور اگر میں ان پتھریلی کناروں والی جگہ کے مابین ہرنیوں کو دیکھ لوں تو شکار کرنے پر نہ ابھروں گا۔اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کے گرداگرد بارہ میل تک حرم کی حد کو قائم فرمایا تھا۔(مرجع السابق)

987-حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ فِيْمَا قُرِءَ عَلَيْهِ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ قَالَ كَانَ النَّاسُ اِذَا رَاَوْا اَوَّلَ الثَّمَرِ جَآءُوْا بِهٖ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا اَخَذَهٗ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ ثَمَرِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مَدِيْنَتِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مُدِّنَا اللّٰهُمَّ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ عَبْدُكَ وَخَلِيْلُكَ وَنَبِيُّكَ وَاِنِّيْ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ وَاِنَّهٗ دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَاِنِّيْ اَدْعُوْكَ لِلْمَدِيْنَةِ بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَمِثْلِهٖ مَعَهٗ قَالَ ثُمَّ يَدْعُوْ اَصْغَرَ وَلِيْدٍ لَّهٗ فَيُعْطِيْهِ ذٰلِكَ الثَّمَرَ

Marfat.com

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت لوگ پہلے پھل کو دیکھتے تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر ہو جایا کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبول فرما کر ارشاد فرمایا کرتے: اے اللہ عزوجل! ہمارے پھلوں کے اندر برکتوں کا نزول فرما دے، ہمارے مدینہ منورہ میں برکتوں کا نزول فرما دے، ہمارے صاع میں اور ہمارے مد میں بھی برکتوں کا نزول فرما دے۔ اے اللہ عزوجل! حضرت ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے، تیرے خلیل اور تیرے نبی مقرب تھے۔ اور میں بھی تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں انہوں نے مکہ مکرمہ کے واسطے دعا فرمائی تھی اور میں ان کی دعاؤں کی طرح اور اس سے ایک مثل زیادہ مدینہ منورہ کے واسطے دعا گو ہوں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی چھوٹے بچے کو بلا کر اسے وہ پھل عطا فرما دیا کرتے۔ (مرجع السابق)

989- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَدَنِيُّ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتَى بِأَوَّلِ الثَّمَرِ فَيَقُولُ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا وَفِي ثِمَارِنَا وَفِي مُدِّنَا وَفِي صَاعِنَا بَرَكَةً مَعَ بَرَكَةٍ ثُمَّ يُعْطِيهِ أَصْغَرَ مَنْ يَحْضُرُهُ مِنَ الْوِلْدَانِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں پہلے والا پھل حاضر کیا جاتا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا کرتے: اے اللہ عزوجل! ہمارے مدینہ منورہ، ہمارے پھلوں اور ہمارے مد اور صاع میں برکتیں ہی برکتیں فرما دے پھر اس پھل کو حاضر بچوں میں سے کسی صغر سن والے بچے کو عطا فرما دیا کرتے۔ (مرجع السابق)

989- وَحَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ إِسْمَعِيلَ ابْنِ عُلَيَّةَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ وُهَيْبٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحَقَ أَنَّهُ حَدَّثَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ مَوْلَى الْمَهْرِيِّ أَنَّهُ أَصَابَهُمْ بِالْمَدِينَةِ جَهْدٌ وَشِدَّةٌ وَأَنَّهُ أَتَى أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ فَقَالَ لَهُ إِنِّي كَثِيرُ الْعِيَالِ وَقَدْ أَصَابَتْنَا شِدَّةٌ فَأَرَدْتُ أَنْ أَنْقُلَ عِيَالِي إِلَى بَعْضِ الرِّيفِ فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ لَا تَفْعَلِ الْزَمِ الْمَدِينَةَ فَإِنَّا خَرَجْنَا مَعَ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَظُنُّ أَنَّهُ قَالَ حَتَّى قَدِمْنَا عُسْفَانَ فَأَقَامَ بِهَا لَيَالِيَ فَقَالَ النَّاسُ وَاللَّهِ مَا نَحْنُ هَا هُنَا فِي شَيْءٍ وَإِنَّ عِيَالَنَا لَخُلُوفٌ مَا نَأْمَنُ عَلَيْهِمْ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا هَذَا الَّذِي بَلَغَنِي مِنْ حَدِيثِكُمْ مَا أَدْرِي كَيْفَ قَالَ وَالَّذِي أَحْلِفُ بِهِ أَوْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ هَمَمْتُ أَوْ إِنْ شِئْتُمْ لَا أَدْرِي أَيَّتَهُمَا قَالَ لَآمُرَنَّ بِنَاقَتِي تُرْحَلُ ثُمَّ لَا أَحُلُّ لَهَا عُقْدَةً حَتَّى أَقْدَمَ الْمَدِينَةَ وَقَالَ اللَّهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ فَجَعَلَهَا حَرَمًا وَإِنِّي حَرَّمْتُ الْمَدِينَةَ حَرَامًا مَا بَيْنَ مَأْزِمَيْهَا أَنْ لَا يُهْرَاقَ فِيهَا دَمٌ وَلَا يُحْمَلَ فِيهَا سِلَاحٌ لِقِتَالٍ وَلَا تُخْبَطَ فِيهَا شَجَرَةٌ إِلَّا لِعَلْفٍ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا اللَّهُمَّ اجْعَلْ مَعَ الْبَرَكَةِ بَرَكَتَيْنِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا مِنَ الْمَدِينَةِ شِعْبٌ وَلَا نَقْبٌ إِلَّا عَلَيْهِ مَلَكَانِ يَحْرُسَانِهَا حَتَّى تَقْدَمُوا إِلَيْهَا ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ ارْتَحِلُوا فَارْتَحَلْنَا فَأَقْبَلْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ فَوَالَّذِي نَحْلِفُ بِهِ أَوْ يُحْلَفُ بِهِ الشَّكُّ مِنْ حَمَّادٍ مَا وَضَعْنَا رِحَالَنَا حِينَ دَخَلْنَا الْمَدِينَةَ

Marfat.com

حَتّٰى اَغَارَ عَلَيْنَا بَنُو عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ غَطْفَانَ وَمَا يَهِيجُهُمْ قَبْلَ ذٰلِكَ شَيْءٌ

ابوسعید مولیٰ المہری کا بیان ہے کہ جس وقت مدینہ منورہ والے قحط اور تنگی کا شکار ہوئے تو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس مہری آیا تو اس نے کہا: میرے اہل وعیال کثیر ہیں اور ہم تنگی میں مبتلا ہیں اس لئے ارادہ یہ ہے کہ میں انہیں کسی وسعت والے علاقے میں لے جاؤں اس پر حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس طرح ہرگز نہ کرنا اور مدینہ منورہ کو نہ چھوڑنا۔ اس لئے کہ ایک بار ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت سفر پر گئے۔ تو جس وقت عسفان والی جگہ پر پہنچے تو وہاں پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ٹھہراؤ فرمایا۔ لوگ عرض گزار ہوئے: اس جگہ تو ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہے اور ہمارے پیچھے بچوں کی نگہبانی کے لئے بھی کوئی نہیں ہے ہم کو ان کی جانب تسلی نہیں ہے اس بات کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پتہ چل گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں کیسی کیسی باتوں کو سن پا رہا ہوں۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نہیں جانتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون سے کلمات فرماتے تھے۔ ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے اگر تمہاری خواہش ہو تو میں اونٹنی کے اوپر پالان کس دیئے جانے کا حکم ارشاد فرمادوں اور جس وقت تک مدینہ منورہ میں نہ پہنچ جاؤں تو اس کی گرہ کو نہ کھولوں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا: اے اللہ عزوجل! حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرم بنایا تھا اور میں مدینہ منورہ کو حرم قرار دیتا ہوں اس کے دونوں پہاڑوں کے مابین حرم ہے۔ نہ تو یہاں پر قتال کیا جائے نہ ہی قتال کے لئے ہتھیار، کو اٹھایا جائے اس جگہ کے درختوں سے سوائے چارہ کے کسی مقصد کی خاطر پتوں کو نہ توڑا جائے۔ اے اللہ عزوجل! ہمارے مدینہ منورہ میں برکتوں کا نزول فرمادے۔ اے اللہ عزوجل! ہمارے صاع میں برکتوں کا نزول فرمادے۔ اے اللہ عزوجل! ہمارے مد میں برکتوں کا نزول فرمادے۔ اے اللہ عزوجل! اس کے اندر دوگنی برکتیں ہی برکتیں فرمادے اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے مدینہ منورہ کی ہر گھاٹی اور ہر درہ کے اوپر دو ملائکہ کا بسیرا ہے۔ جو تمہاری واپسی تک محافظ ہیں پھر لوگوں سے ارشاد فرمایا: چل پڑو چنانچہ ہم چل پڑے اور مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہو گئے۔ اس ذات کی قسم! جس کی ہم قسم اٹھاتے ہیں ہم نے ابھی مدینہ منورہ پہنچ کر سفر کا سامان نہ اتارا تھا کہ ہم پر بنوعبداللہ بن عطفان حملہ آور ہو گئے جبکہ اس سے قبل کسی بھی طرح کی بے سکونی نہیں ہوئی تھی۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9762، مسند الصحابة: رقم الحدیث: 72)

990- وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ مَوْلَى الْمَهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ مُدِّنَا وَصَاعِنَا وَاجْعَلْ مَعَ الْبَرَكَةِ بَرَكَتَيْنِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے اللہ عزوجل! ہمارے مد اور صاع میں برکت عطا فرمادے۔ اے اللہ عزوجل! ایک برکت کے مدمقابل اور برکتیں عطا فرمادے۔ (مرجع السابق)

991- وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى اَخْبَرَنَا شَيْبَانُ ح وَحَدَّثَنِيْ اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا حَرْبٌ يَعْنِي ابْنَ شَدَّادٍ كِلَاهُمَا عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ

دوسری سند سے بھی یونہی مروی ہے۔ (مرجع السابق)

992- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ مَوْلَى الْمَهْرِيِّ أَنَّهُ جَاءَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ لَيَالِيَ الْحَرَّةِ فَاسْتَشَارَهُ فِي الْجَلَاءِ مِنَ الْمَدِينَةِ وَشَكَا إِلَيْهِ أَسْعَارَهَا وَكَثْرَةَ عِيَالِهِ وَأَخْبَرَهُ أَنْ لَا صَبْرَ لَهُ عَلَى جَهْدِ الْمَدِينَةِ وَلَأْوَائِهَا فَقَالَ لَهُ وَيْحَكَ لَا آمُرُكَ بِذَلِكَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَصْبِرُ أَحَدٌ عَلَى لَأْوَائِهَا فَيَمُوتَ إِلَّا كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا أَوْ شَهِيدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِذَا كَانَ مُسْلِمًا

ابوسعید مولیٰ مہری کا بیان ہے کہ وہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں زمانہ جنگ حرہ میں حاضر ہوئے اور مدینہ منورہ کے متعلق مشورہ طلب کیا۔ اور مدینہ منورہ کی مہنگائی اور اپنے اہل وعیال کے کثیر ہونے کا شکوہ کیا۔ اور اس نے کہا کہ میں مدینہ منورہ میں اب مشکلوں کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اس پر انہوں نے فرمایا: میں تو تمہیں اس کا مشورہ نہ دوں گا اس لئے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن رکھا ہے کہ جو آدمی مدینہ منورہ کی تکالیف پر صبر کر کے مرجائے گا میں بروز حشر اس کی شفاعت یا فرمایا: گواہ ہوں گا مگر شرط یہ ہے کہ وہ ہو مسلمان۔ (مرجع السابق)

993- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي أُسَامَةَ وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ وَابْنِ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنِّي حَرَّمْتُ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِينَةِ كَمَا حَرَّمَ إِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ قَالَ ثُمَّ كَانَ أَبُو سَعِيدٍ يَأْخُذُ وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ يَجِدُ أَحَدَنَا فِي يَدِهِ الطَّيْرُ فَيَفُكُّهُ مِنْ يَدِهِ ثُمَّ يُرْسِلُهُ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے مدینہ منورہ کے دونوں پتھریلی کنارے والی درمیانی جگہ کو حرم بنادیا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرم بنایا تھا۔ پس حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ اگر کسی شخص کے ہاتھ میں کسی پرندہ کو دیکھتے تو اس کو اس کے ہاتھوں سے چھڑوا کر آزاد فرمادیا کرتے تھے۔ (مرجع السابق)

994- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ يُسَيْرِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ أَهْوَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَقَالَ إِنَّهَا حَرَمٌ آمِنٌ

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی جانب ہاتھ سے اشارہ فرما کر ارشاد فرمایا: یہ حرم ہے یہ تو امن کا مقام ہے۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 9746، مسند احمد: رقم الحدیث: 1457، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 4323، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 1375)

995- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدِمْنَا

الْمَدِيْنَةَ وَهِيَ وَبِيئَةٌ فَاشْتَكَى اَبُوْبَكْرٍ وَّاشْتَكَى بِلَالٌ فَلَمَّا رَاٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَكْوٰى اَصْحَابِهٖ قَالَ اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَمَا حَبَّبْتَ مَكَّةَ اَوْ اَشَدَّ وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِهَا وَمُدِّهَا وَحَوِّلْ حُمَّاهَا اِلَى الْجُحْفَةِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس وقت ہم مدینہ منورہ آئے تو وہاں پر وبائی بخار نے گھیر رکھا تھا چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ بیمار پڑ گئے تو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مرض کو دیکھا تو یوں دعا گو ہوئے: اے اللہ عزوجل! جس طرح تو نے ہمارے نزدیک مکہ مکرمہ کو محبوب بنایا ہے یونہی مدینہ منورہ کو محبوب بنا دے یا اس سے بھی بڑھ کر فرما دے۔ اور مدینہ منورہ کو صحت کا مقام بنا دے اور ہمارے صاع اور مد میں برکت عطا فرما دے اور یہاں کے بخار کو جحفہ والی جگہ بھیج دے۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 7495، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 6386، شرح السنۃ: ج: 1، ص: 497، صحیح ابن حبان: ج: 9، ص: 41)

996- وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ

دوسری سند سے بھی یونہی مروی ہے۔ (مرجع السابق)

تشریح:

مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ رحمۃ الرحمان لکھتے ہیں: ''تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ حدود مدینہ منورہ کا ادب و احترام مکہ معظمہ کی حدود کی طرح ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ مگر اختلاف اس میں کہ حرم مدینہ میں شکار کرنا حلال ہے یا حرام؟ اگر حرام ہے تو اس کی جزا یعنی فدیہ یا کفارہ واجب ہے یا نہیں، ہمارے امام اعظم کے ہاں وہاں شکار بھی حلال ہے اور درخت وغیرہ کا کاٹنا بھی درست کیونکہ ان چیزوں کی حلت تو قرآن کریم کی صریح آیات سے ثابت ہے مگر حدود مدینہ میں ان کی حرمت کی نہ کوئی آیت ہے نہ حدیث قطعی بلکہ حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت انس کے بھائی ابوعمیر نے مدینہ منورہ میں ایک چڑیا پالی تھی جو پنجرے میں رکھی تھی اگر مدینہ منورہ میں شکار حرام ہوتا تو چڑیا کو پنجرے میں بند کرنا بھی حرام ہوتا، حرم مکہ میں شکار حرام ہونا اور کر لینے پر جزاء واجب ہونا قرآن کریم سے بھی ثابت ہے اور احادیث قطعیہ سے بھی، بعض آئمہ کے ہاں حرم مدینہ میں شکار حرام تو ہے مگر اس کی جزا واجب نہیں، بعض کے ہاں جزاء بھی واجب ہے، بعض کے نزدیک وہاں پرندوں کا شکار حلال ہے چرندوں کا حرام، بہرحال مسئلہ اختلافی ہے اور اس بارے میں مذہب حنفی بہت قوی ہے۔

روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوائے قرآن کے اور اس کے جو اس کتاب میں ہے کچھ اور نہ لکھا ا۔ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مدینہ منورہ عیر سے ثور تک کے درمیان حرم ہے ۲۔ تو جو اس میں کوئی بدعت ایجاد کرے یا کسی بدعتی کو پناہ دے تو اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے ۳۔ اس کے نہ فرائض قبول ہوں نہ نفل ۴۔ مسلمانوں کا ذمہ ایک ہے کہ ان کا ادنیٰ آدمی بھی کوشش کر سکتا ہے ۵۔ جو کسی مسلمان کی عہد شکنی کرے اس پر اللہ، فرشتوں اور سارے انسانوں کی لعنت ہے نہ اس کے فرض قبول نہ نفل ۶۔ جو اپنے کو اپنے دوستوں کی بغیر اجازت کسی قوم سے عقد دوستی باندھے اس پر اللہ کی فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے نہ اس کے فرض قبول ہوں نہ نفل ۷۔ (مسلم، بخاری) انہی کی دوسری روایت میں یوں ہے کہ

Marfat.com

جو اپنے کو اپنے غیر باپ کی طرف منسوب کرے ۸۔ یا اپنے غیر مولاؤں سے ولاء کرے تو اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے نہ اس کے فرض قبول ہوں اور نہ نفل ۹۔

شرح

ا۔ حضرت علی کے زمانہ خلافت میں رفض اور خروج کی جڑیں قائم ہوئیں چھپے منافق ان گروہوں کی شکل میں نمودار ہوئے، روافض نے مشہور کیا کہ حضرت علی کے پاس نبی کریم ﷺ کا خصوصی وصیت نامہ اور خلافت نامہ ہے جس میں لکھا ہے کہ آپ اسلام کے خلیفہ اول ہیں لہٰذا گزشتہ خلافتیں باطل تھیں اور یہ کہ آپ کے پاس کوئی خاص چھپا ہوا قرآن ہے اور وہی اصلی ہے اس لیے بعض لوگ آپ سے اس کے متعلق سوال کرتے تھے اور جناب علی مرتضیٰ یہ جواب دیتے تھے، بعض روافض کو آپ نے زندہ جلوا دیا جیسا کہ مشکوٰۃ کتاب الحدود میں آئے گا مگر یہ دبی چنگاری سلگتی ہی رہی۔ صحیفہ ایک کاغذ تھا جس میں کچھ شرعی احکام لکھے ہوئے تھے جو جناب علی کی تلوار کے پرتلہ میں رہتا تھا جو آپ لوگوں کو دکھایا بھی کرتے تھے اور سناتے بھی تھے، وہی واقعہ یہاں بیان ہو رہا ہے آپ فرما رہے ہیں کہ ہمارے پاس کوئی اور قرآن نہیں یہی قرآن ہے اور حضور انور کی کوئی خاص وصیت یا تحریر نہیں صرف یہ ورق ہے جس میں کچھ احکام لکھے ہوئے ہیں۔

۲۔ عیر و ثور کے متعلق شارحین کے بہت اقوال ہیں۔ حضرت شیخ نے اشعہ میں فرمایا کہ یہ دونوں پہاڑ ہیں جو مدینہ منورہ کے کناروں پر واقع ہیں، بعض نے فرمایا کہ یہ دونوں پہاڑ مکہ معظمہ میں ہیں۔ ثور پہاڑ وہ ہے جس کے غار میں ہجرت کی رات حضور انور ﷺ مع صدیق اکبر چھپے تھے اس لیے اسے غار ثور کہتے ہیں اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جتنا فاصلہ مکہ کے دو پہاڑوں عیر و ثور کے درمیان ہے اتنا فاصلہ مدینہ منورہ کا حرم ہے، بعض نے فرمایا کہ عیر تو مدینہ منورہ میں ہے اور ثور مکہ معظمہ میں، بعض کے خیال میں ہے کہ عیر و ثور پہاڑ نہیں بلکہ اطراف مدینہ کے دو میدانوں کا نام ہے جنہیں حرتین کہتے ہیں، بعض روایات میں عیر و اُحد ہے راوی نے غلطی سے بجائے احد کے ثور کہا، بہر حال مدینہ منورہ کے حدود مراد ہیں۔

۳۔ یہ فرمان امام اعظم کی قوی دلیل ہیں کہ حدود مدینہ میں شکار حرام نہیں بلکہ یہ چیزیں حرام ہیں جو حضرت علی نے بیان فرمائیں یعنی یہاں بدعتیں ایجاد کرنا بدعتیوں کو مدینہ میں جگہ دینا سخت گناہ ہے کہ اس میں مدینہ منورہ کی بے حرمتی بھی ہے اور دین میں فساد بھی۔ خیال رہے کہ بدعت و بدعتی سے عقیدہ کی بدعتیں و بدعتی مراد ہیں جیسے رفض و خوارج، وہابیت وغیرہ نہ کہ عملی بدعتیں کہ وہ تو کبھی فرض و واجب بھی ہوتی ہیں جیسے کتب حدیث کا جمع کرنا یا قرآن کریم کے تیس پارے اور علم فقہ وغیرہ، اگرچہ ہر جگہ ہی بدعتیں بری ہیں مگر مدینہ پاک میں زیادہ بری۔

۴۔ صَرف سے مراد فرائض ہیں یا شفاعت یا توبہ، اور عدل سے مراد نوافل ہیں یا فدیہ گناہ کہ صرف کے معنے ہیں پھیرنا فرائض کی ادا یا شفاعت یا توبہ سے عذاب الٰہی پھر جاتا ہے، لوٹ جاتا ہے، عدل کے معنے ہیں برابری نفل کبھی فرض کی کمی پوری کر کے کامل فرض کے برابر کر دیتے ہیں یا فدیہ اصل فوت شدہ کے برابر ہوتا ہے۔

۵۔ یعنی اگر معمولی درجے کا مسلمان کسی کافر کو امان یا ذمہ یا پناہ دے دے تو تمام مسلمانوں پر اس کا پورا کرنا لازم ہے اسے توڑنا حرام ہے اور باعث مذمت، سارے مسلمان ایک جسم کے اعضاء کی طرح ہیں کہ روح سب کی ایک ہے کوشش کرنے سے مراد والی یا

ولی یا ذمہ دار ہوتا ہے۔

۶؎ یعنی جو مسلمان دوسرے مسلمان کے ذمہ یا اس کی دی ہوئی امان توڑے یا اس کے کیے ہوئے وعدوں کے خلاف کرے اس پر لعنت ہے۔

۷؎ ولاء دو قسم کی ہے ولاء مولات اور ولاء عتاقہ، ولاء مولات قوموں کے معاہدے کو کہتے ہیں کہ چند قومیں کسی معاہدے میں شریک ہو کر ایک دوسرے کے معاون و مددگار بن جائیں، ان میں سے ہر ایک بغیر دوسرے ساتھیوں سے مشورہ کیے کسی اور قوم سے معاہدہ نہ کرے کہ اس میں عہد شکنی ہے جو حرام ہے یا یہ مطلب ہے کہ آزاد کردہ غلام اپنے آزاد کرنے والے مولیٰ کا عتاقہ ہے کہ اسے اس غلام کی میراث کا حق پہنچتا ہے، یہ غلام دوسرے کو اپنا مولیٰ نہ بتائے جس کا معتق ہے اسی کا رہے یا یہ مطلب ہے کہ کوئی مسلمان بھائی، بھائی مسلمان کو ستانے کے لیے کافر سے دوستی نہ کرے ورنہ لعنت کا مستحق ہوگا۔ غرضکہ اس جملہ کی تین شرحیں ہیں۔ اس کلام سے معلوم ہوا کہ علم لکھ لینا سنت صحابہ ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ روافض کا یہ قول غلط محض ہے کہ حضور انور نے اہل بیت کو خلافت کی وصیت کی یا کوئی خاص قرآن دیا یا انہیں قرآن کے ایسے خاص اسرار لکھائے جو دوسروں سے چھپائے۔ نعوذ باللہ!

۸؎ اس طرح کہ غیر باپ کو اپنا باپ بتائے کہ فلاں کا بیٹا ہوں یا اپنے کو غیر قوم کی طرف نسبت کرے، سید نہ ہو مگر کہے کہ میں سید ہوں اس میں ماں کو گالی دینا ہے اور سخت لعنت وعذاب کا استحقاق۔

۹؎ اس فرمان عالی سے آج کل کے وہ لوگ عبرت پکڑیں جنہیں سید یا شیخ یا پٹھان بننے کا شوق ہے، اس بیماری میں بہت مسلمان گرفتار ہیں رب تعالیٰ اس مرض سے شفا بخشے۔'' (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، باب حرم المدینۃ حرسھا اللہ تعالیٰ، الفصل الاول)

''روایت ہے حضرت ابوسعید سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی آپ نے فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم بنایا ا؎ اسی کے لیے احرام بنایا ۲؎ اور میں مدینہ کو حرم بناتا ہوں ۳؎ اس کے گوشوں کے درمیان کو ۴؎ کہ اس میں نہ خون بہایا جائے نہ اس میں جنگ کے لیے ہتھیار اٹھایا جائے ۵؎ نہ بجز چارے کے یہاں کا درخت کاٹا جائے ۶؎ (مسلم)

شرح

ا؎ اس طرح کہ آپ نے مکہ معظمہ کو حرم بنانے کی رب سے دعا کی اور رب نے آپ کی دعاء سے حرم بنایا، چونکہ آپ کی دعا حرم بننے کا سبب ہوئی اس لیے گویا انہوں نے ہی حرم بنایا لہٰذا یہ حدیث اس گزشتہ حدیث کے خلاف نہیں جس میں فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی اسے حرم بنایا جب کہ آسمان وزمین پیدا فرمائے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے اس کے وہ احکام جاری ہوئے جو آج بھی باقی ہیں یعنی یہاں کے شکار کر لینے پر قیمت کا فدیہ واجب ہونا، باقی اس بقعہ پاک کا احترام وہ تو ابتداء خلق سے ہو رہا ہے اس لیے اس کے حرم بنانے کی نسبت حضرت خلیل کی طرف درست ہے۔

۲؎ یعنی مکہ معظمہ میں احرام باندھ کر آنا، بغیر احرام داخلہ منع ہونا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے آپ کی دعا سے ہوا، اس جملہ نے حرم بنانے کے معنے واضح کر دیئے۔

۳؎ یعنی اس زمین مدینہ کو تا قیامت محترم ومعظم قرار دیتا ہوں حضرت خلیل اور حبیب کے حرم بنانے میں بہت طرح فرق ہے جن

میں سے ایک یہ ہے کہ جناب خلیل نے اس زمین مکہ کو حرم بنایا جو بعض وجوہ سے پہلے بھی حرم تھی اور لوگوں سے جو عظمت اس کی گم ہوگئی تھی وہ ظاہر فرمائی مگر حضور انور نے اس زمین مدینہ کو حرم بنایا جو پہلے سے معظم نہ تھی بلکہ لوگ اس سے گھبراتے تھے کہ یہ جگہ وباؤں کی تھی حتی کہ اس کا نام بھی یثرب تھا یعنی بلاؤں کا گھر۔

۴۔ مازم دو پہاڑوں کے درمیان تنگ راستہ کو کہتے ہیں جو کہیں بالکل مل جائے اور کہیں وسیع ہو جائے، اس سے مراد اطراف مدینہ ہیں۔ (مرقات)

۵۔ لا یحمل الخ خون نہ بہانے کی تفسیر ہے یعنی مدینہ کی حدود میں مسلمان لڑیں بھڑیں نہیں، جس سے خون خرابہ ہو کہ اگرچہ یہ حرکت ہر جگہ ہی بری ہے مگر مدینہ میں زیادہ بری، کسی امام کے ہاں اس کے یہ معنے نہیں کہ اگر مستحق قتل مجرم زمین مدینہ میں پناہ لے لے تو اس سے قصاص نہ لیا جائے یہ صرف مکہ معظمہ کی شان ہے کہ:

"مَنْ دَخَلَهٗ کَانَ اٰمِنًا"۔

۶۔ یہ جملہ امام ابوحنیفہ کی دلیل ہے کہ حرم مدینہ میں درخت کاٹنا درست ہے کہ یہاں چارے کے لیے کاٹنے کی اجازت دی، اگر درخت کاٹنا حرام ہوتے تو چارے کے لیے بھی نہ کاٹے جاتے جیسا کہ مکہ معظمہ کے حرم میں ہے، رہا وہاں کے شکار کا حرام ہونا تو چڑیوں و دیگر پرندوں کے شکار کے جواز پر قریبًا سب ہی کا اتفاق ہے، چرندے کے شکار کو اکثر و جمہور صحابہ درست مانتے ہیں، بعض نے منع فرمایا مگر اس شکار کی بھی قیمت خیرات کرنا کسی کے ہاں واجب نہیں اور نہ کسی حدیث سے اس کا وجوب ثابت ہے۔ غرضکہ حرم مکہ بمعنی تحریم ہے اور حرم مدینہ بمعنی احترام، مدینہ منورہ کا احترام مکہ معظمہ سے بھی زیادہ ہے۔ خیال رہے کہ حرم مدینہ کو حرم مکہ سے تشبیہ دینا بعض وجوہ یعنی احترام و تعظیم کے لحاظ سے نہ کہ تمام وجوہ سے جیسے رب تعالیٰ کا فرمان:

"اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ"

کا مقصد یہ ہے کہ چونکہ مدینہ منورہ دار الہجرۃ ہے یہاں لوگ کثرت سے حاضر ہوں گے لہٰذا یہاں سے درخت وغیرہ نہ کاٹو تا کہ یہاں کی زینت نہ جاتی رہے، آج دیگر سرکاری جگہ میں پھول توڑنا، درخت کاٹنا منع ہوتا ہے، کیوں؟ بقاء زینت کے لیے یہ حکم بھی ایسے ہی ہے کہ چارے کے لیے کاٹ لو بلا ضرورت نہ کاٹو۔" (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، باب حرم المدینۃ حرمها اللہ تعالیٰ، الفصل الاوّل)

باب مذکورہ بالا میں جو صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سامان چھینا:

یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم کسی کو حرم مدینہ کے درخت یا پتے کاٹتے دیکھو تو بطور غنیمت سامان چھین لو اور دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا اگر تم چاہو تو اس سامان کی قیمت دے دوں مگر سامان نہ دوں گا، یہ حدیث تمام آئمہ کے ہاں واجب التاویل ہے کسی کا اس پر عمل نہیں کیونکہ یہ کوئی نہیں کہتا کہ درخت کاٹنے والے کا سامان کپڑے وغیرہ چھین لو، حرم مکہ میں بھی شکار یا درخت کی قیمت خیرات کرنا ہوتی ہے کوئی شکاری کا سامان چھین نہیں سکتا، لہٰذا یہ ہی کہا جا سکتا ہے کہ سرکار عالی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان کہ اس کے کپڑے چھین لو تشدیدًا ہے جیسے فرمایا گیا کہ جو نمازی کے آگے سے گزرنے لگے اس سے جنگ کرو یا نوحہ کرنے والی عورتوں کے منہ میں خاک ڈال دو یا جو کسی کی تعریف اس کے سامنے کرے تو اس کے منہ میں خاک جھونک دو، یہ احادیث اپنے ظاہری معنے پر نہیں ایسے ہی

یہاں سامان چھیننے کے ظاہری معنے مراد نہیں بلکہ مراد ہے سختی سے منع کر دینا۔ حضرت سعد کا یہ اجتہادی حکم ہے کافر حربی کا مال غنیمت ہوتا ہے ذمی کافر کا مال بھی غنیمت نہیں ہوتا چہ جائیکہ مسلمان کا۔ خیال رہے کہ امام مالک وشافعی کے ہاں مدینہ کے شکار اور درخت کاٹنا حرام تو ہیں مگر ان کی جزاء واجب نہیں، بعض آئمہ کے ہاں جزاء یعنی قیمت خیرات کرنا واجب ہے، ہمارے ہاں نہ جزاء ہے نہ یہ کام حرام مکروہ ہے جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا، حضرت ابن مسعود، ابن عمر، عائشہ صدیقہ کا یہی مذہب ہے، خود نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت وہاں کی کھجوریں وغیرہ کاٹ دیں، مشرکین کی قبریں اکھیڑ دیں اور وہاں مسجد بنادی، حضرت ابن مسعود اور ابن زبالہ نے فرمایا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مسلمہ سے فرمایا تھا کہ اگر تم عقیق میں شکار کھیلو تو ہم تمہاری امداد کریں جیسا کہ ابن ابی شیبہ طبرانی منذری نے باسناد حسن روایت کی، نیز طبرانی میں حضرت انس سے مرفوعاً منقول ہے کہ حضور انور نے فرمایا جب تم احد پہاڑ پر جاؤ تو وہاں کے درخت یا کچھ گھاس (جو کھانے کے قابل ہو) کھالو اور کھانا بغیر اکھیڑے یا کاٹے ناممکن ہے، دیکھو مرقات وغیرہ۔
(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، باب حرم المدینۃ حرمھا اللہ تعالیٰ، الفصل الاول)

جحفہ کا مقام:

(مدینہ سے جحفہ کی طرف بیماری کو منتقل کرنے کی دعا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی) حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ تمام دعائیں قبول ہوئیں۔ چنانچہ آج بھی ہر مسلمان کو بمقابلہ مکہ مکرمہ کے مدینہ منورہ زیادہ پیارا ہے اور مدینہ پاک کی آب وہوا بہت ہی صحت بخش ہے حتی کہ وہاں کی خاک خاکِ شفا کہلاتی ہے، وہاں کی روزی میں بڑی برکت ہے۔ جحفہ حرمین طیبین کے درمیان چھوٹی سی بستی ہے جہاں اس زمانہ میں یہود آباد تھے، اب بھی وہاں کی آب وہوا ابخار ہے کہ اگر پرندہ وہاں سے گزر جائے تو بیمار پڑ جاتا ہے۔ (لمعات) یہ حدیث امام مالک کی دلیل ہے کہ مدینہ منورہ افضل ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۴، باب حرم المدینۃ حرمھا اللہ تعالیٰ، الفصل الاول)

بَابُ التَّرْغِيبِ فِي سُكْنَى الْمَدِينَةِ وَفَضْلِ الصَّبْرِ عَلَى لَأْوَائِهَا وَشِدَّتِهَا

باب: مدینہ منورہ میں اقامت اختیار کرنے کی ترغیب اور مدینہ منورہ کی تکالیف اور شدت پر صبر اختیار کرنے کا بیان

997- وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنِي عِيسَى بْنُ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ صَبَرَ عَلَى لَأْوَائِهَا كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا أَوْ شَهِيدًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی مدینہ منورہ کی شدتوں، سختیوں پر صبر اختیار کرے گا تو میں بروز حشر اس کی شفاعت کروں گا یا اس کے حق میں گواہی دوں گا۔ (البحر الزخار: رقم الحدیث: 143، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 13307، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 10053، شعب الایمان: رقم الحدیث: 3857)

998- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ قَطَنِ بْنِ وَهْبِ بْنِ عُوَيْمِرِ بْنِ الْأَجْدَعِ عَنْ يُحَنِّسَ مَوْلَى الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ فِي الْفِتْنَةِ فَأَتَتْهُ مَوْلَاةٌ لَهُ تُسَلِّمُ

Marfat.com

عَلَيْهِ فَقَالَتْ اِنِّیْ اَرَدْتُ الْخُرُوْجَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اشْتَدَّ عَلَيْنَا الزَّمَانُ فَقَالَ لَهَا عَبْدُ اللهِ اقْعُدِیْ لَكَاعِ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَصْبِرُ عَلٰى لَاْوَائِهَا وَشِدَّتِهَا اِلَّا كُنْتُ لَهٗ شَهِيْدًا اَوْ شَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

یحنس مولیٰ زبیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں زمانہ فتنہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا۔ تو اچانک وہاں آپ رضی اللہ عنہ کی آزاد کردہ لونڈی آئی۔ اس نے آپ رضی اللہ عنہ کو سلام کر کے عرض کیا: اے ابوعبدالرحمن! میرا ارادہ یہاں سے نکل جانے کا ہے اس لئے اب یہاں کے حالات خراب ہو چکے ہیں۔ اس پر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: احمق عورت! یہیں پر رہو اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی مدینہ منورہ کی سختیوں اور شدتوں پر صبر اختیار کرے گا تو میں بروز حشر اس کی شفاعت فرماؤں گا یا اس کے حق میں گواہی دوں گا۔ (مرجع السابق)

999- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ فُدَيْكٍ اَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ عَنْ قَطَنٍ الْخُزَاعِیِّ عَنْ يُحَنَّسَ مَوْلٰى مُصْعَبٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ صَبَرَ عَلٰى لَاْوَائِهَا وَشِدَّتِهَا كُنْتُ لَهٗ شَهِيْدًا اَوْ شَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَعْنِی الْمَدِيْنَةَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی سختیوں اور مصیبتوں پر صبر اختیار کرے گا تو میں بروز حشر اس کی شفاعت فرماؤں گا یا ارشاد فرمایا: اس کے حق میں گواہی دوں گا۔ (مرجع السابق)

1000- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ جَمِيْعًا عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَصْبِرُ عَلٰى لَاْوَاءِ الْمَدِيْنَةِ وَشِدَّتِهَا اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِیْ اِلَّا كُنْتُ لَهٗ شَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَوْ شَهِيْدًا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت میں سے جو بھی آدمی مدینہ منورہ کی تنگی اور سختی پر صبر اختیار کرے گا تو میں اس کی بروز حشر شفاعت فرماؤں گا یا ارشاد فرمایا: میں اس کے حق میں گواہی دوں گا۔ (مرجع السابق)

1001- وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِیْ هَارُوْنَ مُوْسَى بْنِ اَبِیْ عِيْسٰى سَمِعَ اَبَا عَبْدِ اللهِ الْقَرَّاظَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل مروی ہے۔ (مرجع السابق)

1002- وَحَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ صَالِحِ بْنِ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَصْبِرُ اَحَدٌ عَلٰى لَاْوَاءِ الْمَدِيْنَةِ بِمِثْلِهٖ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی مدینہ منورہ کی مصیبتوں پر صبر اختیار کرے گا آگے پچھلی حدیث کی مانند ہے۔ (مرجع السابق)

تشریح:

ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جو مدینہ منورہ کی غربت و بے کسی کی زندگی یہاں کی تکالیف وقحط وبھوک پر صبر کر کے حضور کے قدموں میں پڑا رہے گا ان شاء اللہ اس کا خاتمہ بخیر ہوگا اور حضور انور اس کے گناہوں کی شفاعت نیکیوں کی گواہی ادا فرمائیں گے یا حضور انور اپنے زمانہ میں مرنے والوں کی گواہی اور بعد میں وہاں مرنے والوں کی شفاعت کریں گے اگر چہ حضور اپنے ہر امتی کے گواہ بھی ہیں اور شفیع بھی مگر مدینہ میں مرنے والوں کی شفاعت بھی خصوصی ہوگی اور گواہی بھی خصوصی۔ ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ مسلمان حرمین طیبین خصوصا مدینہ منورہ میں رہنے مرنے کو رب تعالیٰ کی اعلیٰ نعمت جانے، اگر یہ مٹی وہاں کی پاک مٹی سے مل جائے تو اس سے بڑھ کر کیا ہوسکتا ہے۔ شعر

پس مرگ مری مٹی ٹھکانے خوب لگ جاتی میسر گر مجھے دو گز مدینہ کی زمیں ہوتی

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۴، باب حرم المدینۃ حرمھا اللہ تعالیٰ، الفصل الاول)

بَابُ صِيَانَةِ الْمَدِيْنَةِ مِنْ دُخُولِ الطَّاعُونِ وَالدَّجَّالِ إِلَيْهَا

باب: طاعون اور دجال کے دخول سے مدینہ منورہ کا محفوظ ہونا

1003- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَنْقَابِ الْمَدِيْنَةِ مَلٰئِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُونُ وَلَا الدَّجَّالُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مدینہ منورہ کی راہوں پر ملائکہ مقرر ہیں اس کے اندر نہ طاعون داخل ہوسکتا اور نہ ہی دجال۔ (شرح السنۃ: جز: 1، ص: 499، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 1781، مسند احمد: رقم الحدیث: 6936، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 131)

1004- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ جَمِيْعًا عَنْ إِسْمٰعِيْلَ بْنِ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَأْتِي الْمَسِيْحُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ هِمَّتُهُ الْمَدِيْنَةُ حَتّٰى يَنْزِلَ دُبُرَ أُحُدٍ ثُمَّ تَصْرِفُ الْمَلٰئِكَةُ وَجْهَهُ قِبَلَ الشَّامِ وَهُنَالِكَ يَهْلِكُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسیح دجال بجانب مشرق سے آئے گا پس وہ مدینہ منورہ میں داخل ہونے کا قصد کرے گا حتیٰ کہ وہ احد پہاڑ کے پیچھے نازل ہوگا تو اس کا منہ وہاں سے ہی بجانب شام پھیر دیں گے اور وہ اسی جگہ ہی ہلاک ہوجائے گا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج: 4، ص: 571، معجم الاوسط: ج: 4، ص: 236، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 562)

تشریح:

مدینہ منورہ پر فرشتوں کا یہ پہرہ دائمی ہے کہ اس کے تمام راستوں پر ایسے فرشتے پہرہ دے رہے ہیں جن کی وجہ سے وہ جنات مدینہ پاک میں نہیں آسکتے جن کے اثر سے طاعون پھیلتی ہے، آج تک وہاں طاعون نہ پھیلی اور نہ ان شاء اللہ پھیلے گی، دجال بھی وہاں نہ پہنچ سکے

Marfat.com

گا، پیداوار والے ممالک میں قحط پڑتے رہتے ہیں، لوگ بھوک سے ہلاک ہوتے رہتے ہیں مگر آج تک حرمین شریفین میں قحط نہیں سنا گیا، نہ لوگ وہاں بھوک سے ہلاک ہوئے اگرچہ وہاں پیداوار کوئی نہیں یہ کھلا معجزہ ہے۔ خیال رہے کہ شہر مدینہ کی حفاظت پر اور قسم کے فرشتے مامور ہیں اور روضہ اطہر پر سلام عرض کرنے کے لیے ستر ہزار دوسرے فرشتے مامور ہیں جن کی دن رات تبدیلیاں ہوتی ہیں۔

دجال تمام دنیا کے سارے شہروں گاؤں میں پہنچ کر فساد پھیلا دے گا مگر حرمین طیبین میں داخل نہ ہو سکے گا اور یہاں پہنچ کر فساد نہ پھیلا سکے گا۔ صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ جسم پاک مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے مدینہ منورہ دجال سے محفوظ ہے تو جس دل پر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ کرم ہو جائے وہ بھی یقیناً شیطان سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

دجال مدینہ منورہ میں داخل ہونا چاہے گا مگر ان فرشتوں کو دیکھ کر آگے نہ بڑھ سکے گا جیسے شیطان فرشتوں کو دیکھ لیتا ہے ایسے ہی وہ بھی دیکھ لے گا۔

زمین مدینہ وہاں کے بے دینی باشندوں کی وجہ سے یا تمام باشندوں پر تین بار کانپے گی یعنی زلزلہ آئے گا تا کہ بے دین نکل کر دجال کے پاس پہنچ جائیں اور مخلصین یہیں رہ جائیں، مخلصین کسی مصیبت میں بھی مدینہ پاک نہیں چھوڑتے، یہ زلزلے کھروں کھوٹوں میں چھانٹ کے لیے ہوں گے ان سے وہاں کے مکانات نہ گریں گے صرف انسانوں کو جھٹکے محسوس ہوں گے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۴، باب حرم المدینۃ حرمھا اللہ تعالیٰ، الفصل الاول)

بَابُ الْمَدِينَةِ تَنْفِي خَبَثَهَا وَتُسَمّٰى طَابَةَ وَطَيْبَةَ

باب: خبیث چیزوں کو مدینہ منورہ کا نکال پھینکنا اور اس کا نام طابہ اور طیبہ ہے

1005- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَدْعُو الرَّجُلُ ابْنَ عَمِّهِ وَقَرِيبَهُ هَلُمَّ إِلَى الرَّخَاءِ هَلُمَّ إِلَى الرَّخَاءِ وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَخْرُجُ مِنْهُمْ أَحَدٌ رَغْبَةً عَنْهَا إِلَّا أَخْلَفَ اللّٰهُ فِيهَا خَيْرًا مِنْهُ أَلَا إِنَّ الْمَدِينَةَ كَالْكِيرِ تُخْرِجُ الْخَبِيثَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَنْفِيَ الْمَدِينَةُ شِرَارَهَا كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک وہ زمانہ آئے گا کہ لوگ اس وقت اپنے چچا زاد بھائیوں اور عزیزوں کو بلا کر کہیں گے کہ جہاں پر آسانی اور سہولت ہو وہاں ہی چل پڑو عیاشی والے مقام کی جانب چلو۔ کاش وہ اس بات کو جان جاتے کہ مدینہ منورہ ہی ان کے واسطے بہتر ہے اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے جو آدمی مدینہ منورہ سے رخ پھیر کر چلا گیا تو رب تعالیٰ اس سے بھی اچھے آدمی کو مدینہ منورہ لے آئے گا۔ خوب سن لو! مدینہ منورہ ایک بھٹی کی طرح ہے جو کہ میل کچیل کو نکالتے ہوئے باہر پھینک دیتا ہے اور اس وقت تک قیامت برپا نہ ہوگی جس وقت تک مدینہ منورہ خبیث لوگوں کو باہر نکال کر نہیں پھینک دے گا۔ جس طرح لوہار کی بھٹی لوہے کے میل کو باہر نکال دیتی ہے۔ (معجم الکبیر: رقم الحدیث: 2783، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 3734، مسند احمد: رقم الحدیث: 14153، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 1162)

Marfat.com

1006-وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ فِيمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْحُبَابِ سَعِيدَ بْنَ يَسَارٍ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَأْكُلُ الْقُرَى يَقُولُونَ يَثْرِبَ وَهِيَ الْمَدِينَةُ تَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے ایسی بستی کی جانب ہجرت کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے جو ساری بستیوں کو کھا جاتی ہے اس کو لوگ یثرب کہا کرتے ہیں جبکہ وہ تو مدینہ ہے اور وہ برے لوگوں کو یوں دور بھگا دیتا ہے جس طرح بھٹی لوہے کے میل کو دور کر کے پھینک دیتی ہے۔ (مرجع السابق)

1007-وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ جَمِيعًا عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَا كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ الْخَبَثَ لَمْ يَذْكُرَا الْحَدِيدَ

اس سند میں ہے کہ جس طرح بھٹی میل کو دور کر کے پھینک دیتی ہے اور اس روایت میں لوہے کا تذکرہ نہیں ہے۔ (مرجع السابق)

1008-وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَصَابَ الْأَعْرَابِيَّ وَعْكٌ بِالْمَدِينَةِ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبَى ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبَى فَخَرَجَ الْأَعْرَابِيُّ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا الْمَدِينَةُ كَالْكِيرِ تَنْفِي خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طَيِّبُهَا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک اعرابی شخص نے بیعت کی تو اس کو مدینہ منورہ میں شدید قسم کا بخار آ گیا جس کی وجہ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: میری بیعت واپس لیجیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرما دیا۔ وہ دوبارہ حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: میری بیعت واپس کر دیجیے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ بھی انکار فرما دیا۔ وہ دوبارہ حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: اے سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم! میری بیعت کو واپس کر دیجیے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ بھی انکار فرما دیا۔ اس کے بعد اعرابی لوٹ چلا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مدینہ منورہ بھٹی کی مانند ہے مدینہ منورہ میل کچیل کو دور کر دیتا ہے اور پاک چیز کو صاف وشفاف کر دیتا ہے۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 7808، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 4299، سنن النسائی: رقم الحدیث: 4185، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 3732)

1009-وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ وَهُوَ ابْنُ ثَابِتٍ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ يَزِيدَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّهَا طَيْبَةُ يَعْنِي الْمَدِينَةَ وَإِنَّهَا تَنْفِي الْخَبَثَ كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْفِضَّةِ

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مدینہ منورہ طیبہ ہے اور یہ میل کو یوں

Marfat.com

دور کر دیتا ہے جیسے چاندی کے میل کو آگ دور کر کے پھینک ڈالتی ہے۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 11113، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 3469، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3302، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 1751)

1010-وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَّهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ وَاَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ قَالُوْا حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى سَمّٰى الْمَدِيْنَةَ طَابَةَ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مدینہ منورہ کا نام طابہ رکھا ہے۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 4260، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 1972، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 3726، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث: 7444)

تشریح:

مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ رحمۃ الرحمٰن ان احادیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایسی بستی کا حکم دیا گیا جو تمام بستیوں کو کھا جائے گی ا۔ لوگ اسے یثرب کہیں گے حالانکہ وہ مدینہ ہے ۲۔ لوگوں کو ایسے صاف کر دے گی جیسے بھٹی لوہے کے میل کو ۳۔ (مسلم، بخاری)

شرح

ا۔ غالباً یہ ارشاد گرامی ہجرت سے پہلے ہوا کہ مجھے ہجرت کر کے وہاں جانے کا حکم دیا ہے، ہوسکتا ہے کہ بعد ہجرت کا یہ فرمان ہو یعنی مجھے رب تعالیٰ نے اس مدینہ کی بستی میں رہنے کا حکم دیا ہے۔ کھا جانے کے معنے یہ ہیں کہ یہاں کے لوگ تمام ملکوں کو فتح کریں گے اور ان کے مال اور خزانے مدینہ میں پہنچ جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ شام، فارس اور روم کے خزانے مدینہ پہنچے یا یہاں کے باشندے پہلے بھی دوسروں پر غالب آتے رہے ہیں۔ چنانچہ پہلے مدینہ منورہ میں قوم عمالقہ رہی تو وہ بہت ملکوں پر غالب آگئی پھر یہاں یہود آباد ہوئے تو وہ عمالقہ پر غالب آئے پھر مہاجرین مؤمن یہاں رہے وہ تمام روئے زمین پر غالب آگئے۔

۲۔ مدینہ منورہ کے نام سو سے بھی زیادہ ہیں، طیبہ، طابہ، بطحے، مدینہ، ابطح وغیرہ، ہجرت سے پہلے لوگ اسے یثرب کہتے تھے یا تو اس لیے کہ یہاں قوم عمالقہ کا جو پہلا آدمی آیا اس کا نام یثرب تھا یا یہ لفظ ثرب سے مشتق ہے بمعنی سرزنش، سزا مصیبت وبلا، رب تعالیٰ فرماتا ہے:

"لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ"

اب اسے یثرب کہنا سخت منع ہے، قرآن کریم میں جو اسے یثرب کہا گیا:

"يٰۤاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ"

وہ قول منافقین ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں کہ جو مدینہ منورہ کو یثرب کہے وہ توبہ کرے، بخاری نے اپنی تاریخ میں فرمایا کہ جو ایک بار اسے یثرب کہے وہ بطور کفارہ دس بار اسے مدینہ کہے۔ مدینہ کے معنے ہیں اجتماع کی جگہ، مدن سے مشتق ہے بمعنی اجتماع اسی سے ہے تمدن و مدنیت، شہر کو مدینہ اسی لیے کہتے ہیں کہ وہاں ہر قسم کے لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے، کسی شاعر نے مدینہ کے عجیب معنے یہ بیان کیے۔

Marfat.com

معجزہ شق القمر کا ہے مدینہ سے عیاں مہ نے شق کر لیا ہے دین کو آغوش میں

۳؎ یہ زمین مدینہ کی تاثیر ہے کہ اس نے وہاں سے مشرکین و کفار کو یا تو مؤمن بنادیا اور یا وہاں سے نکال دیا۔ چنانچہ اوس وخزرج تو مؤمن ہو گئے بنی قریظہ ہلاک اور بنی نضیر وہاں سے جلاوطن کر دیئے گئے۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ اگر کوئی خبیث وہاں مر کر دفن بھی ہو جائے تو فرشتے وہاں سے اس کی نعش کسی دوسری جگہ منتقل کر دیتے ہیں اور اگر کوئی وہاں کا عاشق دوسری جگہ دفن ہو جائے تو اس کی نعش مدینہ منورہ پہنچا دیتے ہیں، غرضیکہ زمین مدینہ بھی بھٹی ہے۔

روایت ہے حضرت جابر ابن سمرہ سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے مدینہ کا نام طابہ رکھا ہے ا؎ (مسلم)

شرح

ا؎ یعنی لوح محفوظ میں مدینہ منورہ کا نام طابہ، طیبہ ہے یا رب تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ اس کا نام طابہ رکھیں، اس کے معنی ہیں پاک و صاف اور خوشبودار جگہ، اسے رب تعالیٰ نے کفر و شرک سے پاک کیا، یہاں کے باشندوں کو بدخلقی وغیرہ سے صاف فرمایا جیسا کہ آج بھی مشاہدہ ہے کہ مدینہ منورہ کے باشندے اخلاق و عادات اور نرمی طبیعت میں بہت اچھے ہیں، نیز زمین مدینہ بلکہ در و دیوار میں ایک خاص مہک ہے وہاں کے خس و خاشاک اگرچہ گلی کوچوں میں جمع رہیں مگر بدبو نہیں دیتے، وہاں کی مٹی میں قدرتی خوشبو ہے مگر محسوس اسے ہو جس کے دماغ میں کفر و نفاق کا نزلہ زکام نہ ہو۔

بیعت کو فسخ کرنے والی روایت کی وضاحت:

روایت ہے حضرت جابر ابن عبداللہ سے کہ ایک بدوی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ا؎ پھر اسے مدینہ منورہ میں بخار آ گیا ۲؎ تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کیا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم میری بیعت فسخ فرما دیجئے ۳؎ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کیا ۴؎ وہ پھر حاضر ہوا بولا میری بیعت فسخ کر دیجئے ۵؎ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کیا وہ پھر آیا بولا میری بیعت فسخ فرما دیجئے حضور نے انکار کیا وہ بدوی آخر چلا گیا ۶؎ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ بھٹی کی طرح ہے جو لوہے کے میل کو دور کر دیتی ہے اور اچھے کو خالص کر لیتی ہے ۷؎ (مسلم، بخاری)

شرح

ا؎ یعنی ایک دیہاتی آدمی ایمان لایا، پھر اس نے ہجرت پر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی کہ میں اپنے وطن میں جو دار الکفر ہے قیام نہ رکھوں گا بلکہ مدینہ منورہ آپ کے قدموں میں آن بسوں گا۔

۲؎ وہ بے وقوف سمجھا کہ مدینہ کی آب و ہوا مجھے موافق نہیں اور یہ بیعت مجھے راس نہ آئی جس سے میں بیمار ہو گیا اس لیے اس نے اگلا کلام عرض کیا۔

۳؎ اور مجھے اجازت دیجئے کہ اسلام سے پھر جاؤں یا اپنی ہجرت توڑ کر اپنے وطن چلا جاؤں۔

۴؎ کیونکہ پہلی صورت میں تو فسخ بیعت سے اسے ارتداد کی اجازت دینا لازم ہوگا اور دوسری صورت میں مہاجر کو ہجرت ختم کر دینے

کی اجازت ہوگی، پہلی جز کفر ہے دوسری جز حرام، فتح مکہ کے بعد بھی حضور انور نے کسی مہاجر کو مکہ معظمہ بسنے کی اجازت تو کیا وہاں تین دن سے زیادہ بلاضرورت رہنے کی اجازت نہ دی۔

۵۔ وہ سمجھا یہ تھا کہ جیسے بیع، نکاح بعض صورتوں میں فسخ ہوجاتے ہیں ایسے ہی بیعت اسلام یا بیعت ہجرت بھی فسخ ہوسکتی ہے اس لیے بار بار یہ کہتا رہا۔ ظاہر یہ ہے کہ وہ مرتد ہونا نہ چاہتا تھا بلکہ ہجرت چھوڑنا چاہتا تھا ورنہ واجب القتل ہوتا کہ کفر وارتداد کا ارادہ کرلینا بھی کفر ہے۔

۶۔ یعنی بغیر اجازت ہی مدینہ منورہ سے نکل گیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فی الحال اس کا ارادہ ترک اسلام نہ تھا ترک ہجرت تھا اس کی وہ اجازت مانگتا تھا۔

۷۔ اس فرمان عالی سے معلوم ہوا کہ زمین مدینہ میں کھوٹوں کو نکالنے، کھروں کو چھانٹ لینے کی تاثیر اول ہی سے ہے اور آخر تک رہے گی صرف قریب قیامت نہ ہوگی، جو منافقین یا یہود وہاں ہی مرکر وہاں ہی دفن ہوگئے ان کی نعشیں وہاں سے نکال دی گئیں۔ غرضکہ زمین مدینہ کسی خبیث کو اس کی زندگی میں ہی نکال دیتی ہے کسی کو بعد موت لہٰذا حدیث پر کوئی اعتراض نہیں، ہاں قریب قیامت اس چھانٹ کا خصوصی اثر نمودار ہوگا جسے ہر شخص اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گا لہٰذا یہ حدیث اگلی آنے والی حدیث کے خلاف نہیں۔

روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ مدینہ منورہ برے لوگوں کو یوں نکال دے گا جیسے بھٹی لوہے کا میل نکال دیتی ہے ا۔ (مسلم)

شرح

ا۔ ظاہر یہ ہے کہ اس سے مراد ظہور دجال کے زمانہ کا واقعہ ہے، دجال تو مدینہ منورہ میں نہ داخل ہوسکے گا مگر مدینہ پاک میں زلزلہ سا ہوگا جس سے منافقین یہاں سے بھاگ جائیں گے اور دجال کے جال میں پھنس جائیں گے۔ مخلصین نہ نکلیں گے یہ ہوگی مدینہ پاک کی چھانٹ۔ ہوسکتا ہے کہ اس سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ہی مراد ہو کیونکہ حضور کی تشریف آوری بھی علامت قیامت ہے یعنی چونکہ اب قیامت قریب آگئی اس لیے مدینہ منورہ کی یہ تاثیر ظاہر ہونے لگی۔ (مرقات) مگر پہلے معنے زیادہ واضح ہیں۔ شرار سے مراد منافقین اور مدینہ کے غیر مناسب لوگ ہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۴، باب حرم المدینۃ حرمھا اللہ تعالیٰ، الفصل الاول)

بَابُ تَحْرِيمِ إِرَادَةِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ بِسُوءٍ وَأَنَّ مَنْ أَرَادَهُمْ بِهِ أَذَابَهُ اللهُ

باب: مدینہ منورہ والوں کے لئے برائی کا ارادہ کرنا حرام ہے۔ اور جو آدمی ان کے لئے برائی کا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو (دوزخ کی آگ میں) پگھلا ڈالے گا

1011- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ دِينَارٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يُحَنَّسَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْقَرَّاظِ أَنَّهُ قَالَ أَشْهَدُ عَلَى أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ

اَرَادَ اَهْلَ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ بِسُوْءٍ يَعْنِي الْمَدِيْنَةَ اَذَابَهُ اللّٰهُ كَمَا يَذُوْبُ الْمِلْحُ فِي الْمَآءِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی اس شہر والوں یعنی مدینہ منورہ والوں کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اسے یوں پگھلا ڈالے گا جس طرح کہ نمک پانی میں پگھل جایا کرتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 3114، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث: 5991، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 3737، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 3758)

1012- وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَّاِبْرَاهِيْمُ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ ح وَحَدَّثَنِيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ جَمِيْعًا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ اَنَّهُ سَمِعَ الْقَرَّاظَ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ اَبِي هُرَيْرَةَ يَزْعُمُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَرَادَ اَهْلَهَا بِسُوْءٍ يُرِيْدُ الْمَدِيْنَةَ اَذَابَهُ اللّٰهُ كَمَا يَذُوْبُ الْمِلْحُ فِي الْمَآءِ قَالَ ابْنُ حَاتِمٍ فِي حَدِيْثِ ابْنِ يُحَنَّسَ بَدَلَ قَوْلِهِ بِسُوْءٍ شَرًّا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی مدینہ منورہ والوں کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے یوں پگھلا ڈالے گا جیسے نمک پانی کے اندر پگھل (یا گھل) جایا کرتا ہے۔ (مرجع السابق)

1013- حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِي هَارُوْنَ مُوْسَى بْنِ اَبِي عِيْسَى ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا الدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو جَمِيْعًا سَمِعَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ الْقَرَّاظَ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

دوسری سند سے بھی یونہی مروی ہے۔ (مرجع السابق)

1014- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ يَعْنِي ابْنَ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ عُمَرَ بْنِ مُنَبِّهٍ اَخْبَرَنِي دِيْنَارٌ الْقَرَّاظُ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ اَبِي وَقَّاصٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَرَادَ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ بِسُوْءٍ اَذَابَهُ اللّٰهُ كَمَا يَذُوْبُ الْمِلْحُ فِي الْمَآءِ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی مدینہ منورہ والوں کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا تو رب تعالیٰ اسے یوں پگھلا ڈالے گا (دوزخ میں) جیسے نمک پانی میں پگھل (یا گھل) جایا کرتا ہے۔ (مرجع السابق)

1015- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ مُنَبِّهٍ الْكَعْبِيِّ عَنْ اَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الْقَرَّاظِ اَنَّهُ سَمِعَ سَعْدَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ بِدَهْمٍ اَوْ بِسُوْءٍ

حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ بدھم اوسیوء کے الفاظ ہے۔ (مرجع السابق)

1016- وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسَى حَدَّثَنَا اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَبِي

عَبْدِ اللّٰهِ الْقَرَّاظِ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ وَسَعْدًا يَقُوْلَانِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ فِىْ مُدِّهِمْ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ وَفِيْهِ مَنْ اَرَادَ اَهْلَهَا بِسُوْءٍ اَذَابَهُ اللّٰهُ كَمَا يَذُوْبُ الْمِلْحُ فِى الْمَآءِ

حضرت ابوہریرہ اور حضرت سعد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے اللہ عزوجل! مدینہ منورہ کے مد میں نزول برکت فرمادے آگے حدیث بیان فرمائی اور اس میں یہ بھی ہے کہ جو مدینہ منورہ والوں کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے (دوزخ میں) پگھلا ڈالے گا جیسے نمک پانی کے اندر پگھل (گھل) جایا کرتا ہے۔ (مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 3756، معجم الاوسط: رقم الحدیث: 9086، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 1387)

تشریح:

یہ بالکل صحیح اور مجرب ہے کہ جس نے اہلِ مدینہ کو ستایا چین نہ پایا، یزید پلید واقعہ حرہ کے بعد دق اور سل میں مبتلا ہو کر مر گیا، حجاج ابن یوسف برے حال سے ہلاک ہوا۔

بَابُ التَّرْغِيْبِ النَّاسِ فِىْ سُكْنَى الْمَدِيْنَةِ عِنْدَ فَتْحِ الْاَمْصَارِ

باب: زمانہ فتوحات میں مدینہ منورہ کے اندر رہائش پذیر رہنے کی ترغیب

1017- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ اَبِىْ زُهَيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُفْتَحُ الشَّامُ فَيَخْرُجُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ قَوْمٌ بِاَهْلِيْهِمْ يَبُسُّوْنَ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ثُمَّ يُفْتَحُ الْيَمَنُ فَيَخْرُجُ قَوْمٌ بِاَهْلِيْهِمْ يَبُسُّوْنَ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ثُمَّ يُفْتَحُ الْعِرَاقُ فَيَخْرُجُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ قَوْمٌ بِاَهْلِيْهِمْ يَبُسُّوْنَ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ

حضرت سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس وقت شام کا ملک فتح ہو جائے گا تو ایک قوم اپنے اہل خانہ کو لے کر اونٹوں کو ہنکا کر مدینہ منورہ سے نکل جائے گی حالانکہ مدینہ منورہ ان کے لئے اچھا ہے۔ کاش کہ وہ جان لیتے پھر یمن فتح ہو جائے گا تو ایک قوم اپنے اہل خانہ کو لئے اونٹ کو ہنکا کر مدینہ منورہ سے نکل جائے گی حالانکہ ان کے لئے مدینہ اچھا ہے۔ کاش وہ جان جاتے۔ پھر عراق فتح ہو جائے گا تو ایک قوم اپنے اہل خانہ کو لئے اونٹوں کو ہنکا کر مدینہ منورہ سے نکل جائے گی کاش وہ جان جاتے کہ ان کے لئے مدینہ منورہ اچھا ہے۔ (معجم الکبیر: رقم الحدیث: 6407، 6412، 6413، شرح السنۃ: ج: 1، ص: 498، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 6673، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 1742)

1018- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِىْ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ اَبِىْ زُهَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَقُوْلُ يُفْتَحُ الْيَمَنُ فَيَأْتِيْ قَوْمٌ يَبُسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ثُمَّ يُفْتَحُ الشَّامُ فَيَأْتِيْ قَوْمٌ يَبُسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ثُمَّ يُفْتَحُ الْعِرَاقُ فَيَأْتِيْ قَوْمٌ يَبُسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ

حضرت سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یمن فتح ہوگا تو ایک قوم اپنے اہل خانہ اور خادموں کو لئے نکل کھڑی ہوگی۔ کاش وہ جان جاتے کہ مدینہ منورہ ان کے واسطے اچھا ہے۔ پھر شام کی فتح ہوگی تو ایک قوم اپنے اہل خانہ اور خدمت گزاروں کو لئے نکل کھڑی ہوگی کاش وہ جانتے کہ مدینہ منورہ ان کے لئے اچھا ہے۔ پھر عراق کی فتح ہوگی تو ایک قوم اپنے اہل خانہ اور خدمت گزاروں کو لئے نکل کھڑی ہوگی کاش وہ جان جاتے کہ ان کے لئے مدینہ منورہ اچھا ہے۔ (مرجع السابق)

تشریح:

مراۃ المناجیح میں ہے:

روایت ہے حضرت سفیان ابن ابی زہیر سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ عنقریب یمن فتح ہوگا تو ایک قوم دوڑتی ہوئی خوشی خوشی آئے گی ا؎ اور اپنے بال بچوں اور اپنے خدام کو وہاں لے جائے گی حالانکہ اگر وہ سمجھتے تو مدینہ ان کے لیے بہتر تھا ۲؎ اور شام فتح ہوگا تو ایک قوم خوشی خوشی دوڑتی آئے گی تو گھر والوں اور خدام کو وہاں لے جائے گی حالانکہ ان کے لیے مدینہ اچھا تھا اگر وہ جانتے اور عراق فتح ہوگا ۳؎ تو ایک قوم خوشی خوشی دوڑتی آئے گی اور اپنے بال بچوں اور خادموں کو لے جائے گی حالانکہ مدینہ ان کے لیے بہتر تھا اگر جانتے ۴؎ (مسلم، بخاری)

شرح

ا؎ یَبُسُّوْنَ بَسٌّ سے بنا بمعنی نرم رفتار، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا" یعنی فتح یمن کے بعد بعض مدینہ والے وہاں جا کر وہاں کے عیش و آرام دیکھیں گے تو خراماں خراماں خوش خوش مدینہ آئیں گے اور اپنے بال بچوں کو یمن لے جائیں گے، مدینہ منورہ کی رہائش چھوڑ کر یمن کی بود و باش اختیار کرلیں گے بعض شارحین نے اس جملہ کے یہ معنے کیے کہ فتح یمن کے بعد بعض یمنی لوگ اپنے بال بچے مدینہ منورہ لے آئیں گے اور مدینہ کی بود باش اختیار کرلیں گے مگر یہ معنے بعید ہیں اگلا مضمون اس کے موافق نہیں الا بالتاویل البعید۔ (از مرقات)

۲؎ ظاہر یہ ہے کہ لو تمنا کا ہے یعنی کاش یہ چلے جانے والے لوگ یہ جان لیتے کہ دوسرے شہروں سے مدینہ منورہ ان کے لیے بہتر ہے کہ یہاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا قرب ہے، مسجد نبوی شریف میں نماز میسر ہے، یہ سرزمین جائے نزول وحی ہے، یہاں دین و دنیا کی بھلائیاں ہیں۔

۳؎ خیال رہے کہ عراق عہد صدیقی میں فتح ہوا اور شام خلافت فاروقی میں لہٰذا یہاں ذکر کی ترتیب واقع کی ترتیب کے موافق نہیں ہے۔

۴۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یمن، شام، عراق غرضکہ تمام ملکوں سے مدینہ منورہ بہتر اور افضل ہے اگرچہ شام میں ہزارہا انبیاء کرام کے مزارات ہیں وہاں بیت المقدس ہے اور مدینہ منورہ میں صرف حضور انور آرام فرما ہیں مگر مدینہ ہی افضل ہے کہ سارے تارے شام میں ہیں اور سورج مدینہ میں، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اس جملہ کے معنے یہ کرتے ہیں کہ تمام جگہ سے بہتر مدینہ ہے، اس میں مکہ معظمہ بھی داخل ہے، اسی بنا پر وہ فرماتے ہیں کہ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ افضل ہے۔ (مرقات) خیال رہے کہ تمام اماموں کا ہاں مدینہ میں رہنا افضل ہے، مکہ میں رہنے سے بھی کسی حدیث میں مکہ معظمہ کے رہنے پر اتنا زور نہیں دیا گیا جتنا مدینہ پاک میں رہنے پر دیا گیا ہے، مکہ معظمہ کا افضل ہونا اور ہے اور وہاں رہنے سہنے کا افضل ہونا کچھ اور۔ ہم اس کے متعلق پہلے عرض کر چکے ہیں کہ سیّدنا عبداللہ ابن عباس نے طائف شریف کا قیام اختیار فرمایا۔ شعر

میرا دل زار مدینہ میں ہے میں ہوں یہاں یار مدینہ میں خلد کا مختار مدینہ میں ہے دید کا بازار مدینہ میں

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۴، باب حرم المدینۃ حرمھا اللہ تعالٰی، الفصل الاول)

بَابُ إِخْبَارِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَرْكِ النَّاسِ الْمَدِينَةَ عَلَى خَيْرِ مَا كَانَتْ

باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خبر دینا کہ لوگ مدینہ منورہ کو خیر ہونے کے باوجود بھی چھوڑ جائیں گے

1019- وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو صَفْوَانَ يَعْنِي عَبْدَ اللهِ ابْنَ عَبْدِ الْمَلِكِ الْأُمَوِيَّ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ ح وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمَدِينَةِ لَيَتْرُكَنَّهَا أَهْلُهَا عَلَى خَيْرِ مَا كَانَتْ مُذَلَّلَةً لِلْعَوَافِي يَعْنِي السِّبَاعَ وَالطَّيْرَ قَالَ مُسْلِمٌ أَبُو صَفْوَانَ هٰذَا هُوَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ يَتِيمُ ابْنِ جُرَيْجٍ عَشْرَ سِنِينَ كَانَ فِي حَجْرِهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگ مدینہ منورہ کے خیر ہونے کے باوجود اسے درندوں، پرندوں کے واسطے چھوڑ جائیں گے۔ (صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 6772، مسند احمد: رقم الحدیث: 8638، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 1162)

1020- وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَتْرُكُونَ الْمَدِينَةَ عَلَى خَيْرِ مَا كَانَتْ لَا يَغْشَاهَا إِلَّا الْعَوَافِي يُرِيدُ عَوَافِيَ السِّبَاعِ وَالطَّيْرِ ثُمَّ يَخْرُجُ رَاعِيَانِ مِنْ مُزَيْنَةَ يُرِيدَانِ الْمَدِينَةَ يَنْعِقَانِ بِغَنَمِهِمَا فَيَجِدَانِهَا وَحْشًا حَتَّى إِذَا بَلَغَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ خَرَّا عَلَى وُجُوهِهِمَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگ مدینہ منورہ کو اس کے خیر ہونے کے باوجود بھی چھوڑ جائیں گے اور یہاں درندے اور پرندے بسیرا کریں گے چنانچہ تھوڑے عرصہ کے بعد قبیلہ مزینہ کے دو چرواہے مدینہ منورہ پہنچ جانے کے قصد سے اپنی بکریوں کو ہنکا کر آئیں گے اور مدینہ منورہ میں وحشی جانوروں کو دیکھیں گے جس وقت ثنیۃ الوداع کے

Marfat.com

قریب پہنچ جائیں گے تو وہ اوندھے منہ گر جائیں گے۔ (مرجع السابق)

تشریح:

بقول امام نووی کے یہ واقعہ قرب قیامت ہوگا۔ (شرح صحیح مسلم، از علامہ غلام رسول سعیدی، ج ۳، کتاب الحج، ص ۷۴۲)

بَابُ فَضْلِ مَا بَيْنَ قَبْرِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْبَرِهٖ وَفَضْلِ مَوْضِعِ مِنْبَرِهٖ

باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ انور اور منبر اقدس کے درمیان والی جگہ کی فضیلت اور جس مقام پر منبر ہے اس جگہ کی فضیلت

1021- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ فِيمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ الْمَازِنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ

حضرت عبداللہ بن زید مازنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے گھر اور منبر کے مابین جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 774، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 10062، سنن النسائی: رقم الحدیث: 695، شرح السنۃ: جز: 1، ص: 119)

1022- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَدَنِيُّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْهَادِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا بَيْنَ مِنْبَرِي وَبَيْتِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ

حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے گھر اور منبر کے مابین جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ (مرجع السابق)

1023- وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِي عَلَى حَوْضِي

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے گھر اور منبر کے مابین جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے اور میرا منبر میرے حوض کے اوپر ہے۔ (مرجع السابق) (معجم الاوسط: رقم الحدیث: 99، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 4293، شعب الایمان: رقم الحدیث: 4146، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 3750)

تشریح:

بعض روایات میں ہے کہ میری قبر اور میرے منبر کے درمیان۔ بعض روایات میں ہے کہ میرے حجرے اور مصلے کے درمیان مگر

Marfat.com

سب کے معنی ایک ہی ہیں کیونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر حجرہ شریف اور قبر انور ایک ہی جگہ ہے اور مصلّٰے یعنی محراب النبی اور منبر شریف بالکل متصل ہیں۔ جیسا کہ زیارت کرنے والوں کو معلوم ہے۔

یعنی یہ جگہ پہلے جنت کا باغ تھی وہاں سے لائی گئی، اللہ نے خلیل کو جنت کا سنگ اسود عطا فرمایا اور اپنے حبیب کے لیے جنت کا باغ بھیجا، یا یہ جگہ بعینہ کل جنت کا باغ ہوگی، یا جو یہاں آ گیا تو گویا جنت کے باغ میں داخل ہو گیا کہ آئندہ اس کی برکت سے جنت میں ضرور جائے گا، یا یہ جگہ جنت کے باغ کے مقابل ہے۔ خیال رہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر اللہ کے حلقوں کو اور مؤمن کی قبر کو جنت کا باغ فرمایا ہے وہاں بھی بہت توجیہیں ہیں۔

یہاں بھی وہی توجیہیں ہیں کہ یہ جگہ پہلے میرے حوض پر تھی، وہاں سے یہاں لائی گئی یا آئندہ کنارۂ حوض پر ہوگی یا اب کنارۂ حوض پر ہوگی، یا اب کنارۂ حوض کے مقابل ہے یا جسے اس کا بوسہ نصیب ہو جائے وہ گویا میرے حوض پر پہنچ گیا۔ خیال رہے کہ منبر سے مراد منبر کی جگہ ہے وہاں منبر کوئی سا بھی ہو، نیز کعبہ کا سنگ اسود اور رکن یمانی اور مدینہ پاک کی یہ جگہ اگرچہ جنت سے آئی ہے لیکن وہاں کا وہ رونق وحسن ختم کر دیا گیا۔ (مراۃ المناجیح، کتاب الصلوۃ، باب مسجدوں اور نماز کے مقامات کا بیان، ج نمبر ۱)

مکہ مکرّمہ افضل ہے یا مدینہ طیبہ!؟

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا نظریہ:

''عرض: حضور! مدینہ طیبہ میں ایک نماز پچاس ہزار کا ثواب رکھتی ہے اور مکہ معظمہ میں ایک لاکھ کا، اِس سے مکہ معظمہ کا افضل ہونا سمجھا جاتا ہے؟

ارشاد: جمہور حنفیہ کا یہی مسلک ہے اور امام مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک مدینہ افضل اور یہی مذہب امیر المؤمنین فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا ہے۔

ایک صحابی (رضی اللہ عنہ) نے کہا: مکہ معظمہ افضل ہے۔ فرمایا: کیا تم کہتے ہو کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے! انہوں نے کہا: واللہ! بیت اللہ وحرم اللہ۔ فرمایا: میں بیت اللہ اور حرم اللہ میں کچھ نہیں کہتا، کیا تم کہتے ہو کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے! انہوں نے کہا: بخدا خانہ خدا وحرمِ خدا۔ فرمایا: میں خانہ خدا وحرمِ خدا میں کچھ نہیں کہتا، کیا تم کہتے ہو کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے!۔

(ملخصاً، المؤطا امام مالک، کتاب الجامع ماجاء فی امر المدینۃ، الحدیث ۱۷۰۰، ج ۲، ص ۳۹۶)

وہ وہی کہتے رہے اور امیر المؤمنین (رضی اللہ عنہ) یہی فرماتے رہے اور یہی میرا مسلک ہے۔ صحیح حدیث میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اَلْمَدِیْنَۃُ خَیْرٌ لَّھُمْ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ

مدینہ اُن کے لیے بہتر ہے اگر وہ جانیں۔ (صحیح البخاری، کتاب فضائل المدینۃ، باب من راغب عن المدینۃ، الحدیث ۱۸۷۵، ج ۱، ص ۶۱۸)

دوسری حدیث نصِ صریح ہے کہ فرمایا:

اَلْمَدِیْنَۃُ خَیْرٌ مِّنْ مَّکَّۃَ یعنی: مدینہ مکہ سے افضل ہے۔

(المعجم الکبیر، حرف المیم، الحدیث ۴۴۵۰، ج ۴، ص ۲۸۸)

Marfat.com

ثواب میں فرق کیوں؟:

اور تفاوتِ ثواب (یعنی ثواب میں فرق) کا جواب باصواب (یعنی درست جواب) شیخ محقق عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب دیا کہ مکہ میں کمیت زیادہ ہے اور مدینہ میں کیفیت۔ (تاریخ مدینۃ اردو ترجمہ جذب القلوب، ص ۱۹)

یعنی وہاں مقدار زیادہ ہے اور یہاں قدر افزوں (یعنی زیادہ)۔ جسے یوں سمجھیں کہ لاکھ روپیہ زیادہ کہ پچاس ہزار اشرفیاں؟ گنتی میں وہ (یعنی لاکھ روپے) دونے ہیں اور مالیت میں یہ (یعنی پچاس ہزار اشرفیاں) دس گنی۔ مکہ معظمہ میں جس طرح ایک نیکی لاکھ نیکیاں ہیں یوں ہی ایک گناہ لاکھ گناہ ہیں اور وہاں گناہ کے ارادے پر بھی گرفت ہے جس طرح نیکی کے ارادے پر ثواب۔

مدینہ طیبہ میں نیکی کے ارادے پر ثواب اور گناہ کے ارادے پر کچھ نہیں اور گناہ کرے تو ایک ہی گناہ اور نیکی کرے تو پچاس ہزار نیکیاں۔ عجب نہیں کہ حدیث میں خَيْرٌ لَّهُمْ کا اشارہ اسی طرف ہو کہ ان کے حق میں مدینہ ہی بہتر ہے۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت، تحت فضائل وثواب، مکہ مکرمہ افضل ہے یا مدینہ طیبہ مجلس المدینۃ العلمیہ)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کی زیارت کا ثبوت:

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (النساء: ۶۴)

ترجمہ: اور ہم نے ہر رسول کو صرف اس لیے بھیجا ہے کہ اللہ کے اذن سے اس کی اطاعت کی جائے اور جب یہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے تو یہ آپ کے پاس آجاتے پھر اللہ سے مغفرت طلب کرتے اور رسول بھی ان کے لیے استغفار کرتے تو یہ ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا، بے حد رحم فرمانیوالا پاتے۔

"نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے روضہ پر حاضر ہو کر شفاعت طلب کرنے کا جواز:

حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر شافعی متوفی ۷۷۴ھ لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں عاصیوں اور گنہ گاروں کو یہ ہدایت دی ہے کہ جب ان سے خطا اور گناہ ہو جائے تو وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس آئیں اور آپ کے پاس آکر استغفار کریں اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے یہ درخواست کریں کہ آپ بھی ان کے لیے اللہ سے درخواست کریں اور جب وہ ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرمائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا اور بہت مہربان پائیں گے' مفسرین کی ایک جماعت نے ذکر کیا ہے ان میں الشیخ ابو منصور الصباغ بھی ہیں' انہوں نے اپنی کتاب الشامل میں عتبی کی یہ مشہور حکایت لکھی ہے کہ میں نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی قبر پر بیٹھا ہوا تھا کہ ایک اعرابی نے آکر کہا السلام علیک یا رسول اللہ! میں نے اللہ عزوجل کا یہ ارشاد سنا ہے:۔

(آیت)-ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك- الآیه

اور میں آپ کے پاس آگیا ہوں اور اپنے گناہ پر اللہ سے استغفار کرتا ہوں اور اپنے رب کی بارگاہ میں آپ سے شفاعت طلب کرنے والا ہوں' پھر اس نے دو شعر پڑھے:

اے وہ جوز مین کے مدفونین میں سب سے بہتر ہیں جن کی خوشبو سے زمین اور ٹیلے خوشبودار ہو گئے۔
میری جان اس قبر پر فدا ہو جس میں آپ ساکن ہیں اس میں عفو ہے اس میں سخاوت ہے اور لطف وکرم ہے۔
پھر وہ اعرابی چلا گیا' عتبی بیان کرتے ہیں کہ مجھ پر نیند غالب آ گئی میں نے خواب میں نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی زیارت کی اور آپ نے فرمایا: اے عتبی! اس اعرابی کے پاس جا کر اس کو خوشخبری دو کہ اللہ نے اس کی مغفرت کر دی ہے۔
(تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۳۲۹۔ ۳۲۸' الجامع لاحکام القرآن ج ۵ ص ۲۶۵' البحر المحیط ج ۳ ص ۶۹۴' مدارک التنزیل علی ہامش الخازن ج ۱ ص ۳۹۹)
مفتی محمد شفیع متوفی ۱۳۹۶ھ لکھتے ہیں:
یہ آیت اگرچہ خاص واقعہ منافقین کے بارے میں نازل ہوئی ہے' لیکن اس کے الفاظ سے ایک عام ضابطہ نکل آیا کہ جو شخص رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہو جائے اور آپ اس کے لیے دعاء مغفرت کر دیں اس کی مغفرت ضرور ہو جائے گی اور آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں حاضری جیسے آپ کی دنیاوی حیات کے زمانہ میں ہو سکتی تھی اسی طرح آج بھی روضہ اقدس پر حاضری اسی حکم میں ہے' اس کے بعد مفتی صاحب نے بھی عتبی کی مذکور الصدر حکایت بیان کی ہے۔
(معارف القرآن ج ۲ ص ۴۶۰' ۔۴۵۹ مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی)
معروف دیوبندی عالم شیخ محمد سرفراز گکھڑوی لکھتے ہیں:
عتبی کی حکایت اس میں مشہور ہے اور تمام مذاہب کے مصنفین نے مناسک کی کتابوں میں اور مورخین نے اس کا ذکر کیا ہے اور سب نے اس کو مستحسن قرار دیا ہے اسی طرح دیگر متعدد علماء کرام نے قدیماً وحدیثاً اس کو نقل کیا ہے اور حضرت تھانوی لکھتے ہیں کہ مواہب میں بہ سند امام ابو منصور صباغ اور ابن النجار اور ابن عساکر اور ابن الجوزی رحمہم اللہ تعالیٰ نے محمد بن حرب ہلالی سے روایت کیا ہے کہ میں قبر مبارک کی زیارت کر کے سامنے بیٹھا ہوا تھا کہ ایک اعرابی آیا اور زیارت کر کے عرض کیا کہ یا خیر الرسل' اللہ تعالیٰ آپ پر ایک سچی کتاب نازل فرمائی جس میں ارشاد ہے
(آیت) "ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما"۔
اور میں آپ کے پاس اپنے گناہوں سے استغفار کرتا ہوا اور اپنے رب کے حضور میں آپ کے وسیلہ سے شفاعت چاہتا ہوا آیا ہوں پھر دو شعر پڑھے۔ اور اس محمد بن حرب کی وفات ۲۲۸ھ میں ہوئی ہے' غرض زمانہ خیر القرون کا تھا اور کسی سے اس وقت نکیر منقول نہیں' پس حجت ہو گیا۔ (نشر الطیب ص ۲۵۴)
اور حضرت مولانا نانوتوی یہ آیت کریمہ لکھ کر فرماتے ہیں: "کیونکہ اس میں کسی کی تخصیص نہیں آپ کے ہم عصر ہوں یا بعد کے امتی ہوں' اور تخصیص ہو تو کیونکر ہو آپ کا وجود تربیت تمام امت کے لیے یکساں رحمت ہے کہ پچھلے امتیوں کا آپ کی خدمت میں آنا اور استغفار کرنا اور کرانا جب ہی متصور ہے کہ قبر میں زندہ ہوں۔ (آب حیات ص ۴۰)
اور حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی یہ سابق واقعہ ذکر کر کے آخر میں لکھتے ہیں: پس ثابت ہوا کہ اس آیت کریمہ کا حکم آنحضرت

Marfat.com

(صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات کے بعد بھی باقی ہے۔ (اعلاء السنن ج ۱۰ ص ۳۳۰)

ان حضرات کے بیان سے معلوم ہوا کہ قبر پر حاضر ہو کر شفاعت مغفرت کی درخواست کرنا قرآن کریم کی آیت کے عموم سے ثابت ہے' بلکہ امام سبکی فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ اس معنی میں صریح ہے۔ (شفاء السقام ص ۱۲۸)

اور خیر القرون میں یہ کارروائی ہوئی مگر کسی نے انکار نہیں کیا جو اس کے صحیح ہونے کی واضح دلیل ہے۔

(تسکین الصدور ص ۳۶۶۔۳۶۵ ملخصاً' مطبوعہ ادارہ نصرت العلوم گوجرانوالہ)

گنبد خضراء کی زیارت کے لیے سفر کا جواز:

قرآن مجید کی اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قبر انور کے لیے سفر کرنا مستحسن اور مستحب ہے' شیخ ابن تیمیہ نے اس سفر کو سفر معصیت اور سفر حرام کہا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ اس سفر میں قصر کرنا جائز نہیں ہے ان کا استدلال اس حدیث سے ہے:

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: تین مسجدوں کے علاوہ اور کسی مسجد کی طرف کجائے نہ کسے جائیں (سفر نہ کیا جائے) مسجد حرام' مسجد الرسول' اور مسجد اقصیٰ۔

(صحیح البخاری' رقم الحدیث: ۱۱۸۹' صحیح مسلم الحج: ۵۱۱' (۱۳۹۷) ۳۳۲۴' سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۲۰۳۳' سنن الترمذی' رقم الحدیث: ۳۲۵' سنن نسائی' رقم الحدیث: ۷۰۰' سنن ابن ماجہ' رقم الحدیث: ۱۴۰۹' مسند الحمیدی' رقم الحدیث: ۹۴۳' مسند احمد ج ۲ ص ۲۳۴' ۲۳۸' ۲۷۲' السنن الکبریٰ للنسائی' رقم الحدیث: جامع الاصول ج ۹' رقم الحدیث: ۶۸۹۴)

حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ ھ نے اس حدیث کے جواب میں فرمایا ہے: اس حدیث میں ان تین مساجد کے علاوہ مطلقاً سفر سے منع نہیں فرمایا بلکہ ان تین مسجدوں کے علاوہ اور کسی مسجد کے لیے سفر کرنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ مستثنیٰ منہ مستثنیٰ کی جنس سے ہوتا ہے۔

(فتح الباری ج ۳ ص ۶۵' مطبوعہ لاہور)

اور اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے' امام احمد بن حنبل روایت کرتے ہیں:

حضرت ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: کسی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے کسی سواری کا کجاوہ نہ کسا جائے سوائے مسجد حرام' مسجد اقصیٰ اور میری اس مسجد کے۔

(مسند احمد ج ۳ ص ۶۴' طبع قدیم دار الفکر' مسند احمد ج ۱ رقم الحدیث: ۱۱۵۵۲' طبع دار الحدیث قاہرہ' ۱۴۱۶ھ)

شیخ عبدالرحمان مبارک پوری متوفی ۱۳۵۲ ھ نے اس حدیث پر یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ حدیث شہر بن حوشب سے مروی ہے اور وہ کثیر الادھام ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے التقریب میں لکھا ہے۔ (تحفۃ الاحوذی ج ۱ ص ۲۷۱' طبع ملتان)

میں کہتا ہوں کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے التقریب میں لکھا ہے کہ شہر بن حوشب' بہت صادق ہے اور یہ بہت ارسال کرتا ہے اور اس کے بہت وہم ہیں۔ (تقریب التہذیب ج ۱ ص ۴۲۳' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

اور حافظ ابن حجر عسقلانی شہر بن حوشب کے متعلق تہذیب التہذیب میں لکھتے ہیں: امام احمد نے اس کے متعلق کہا اس کی حدیث کتنی حسین ہے اور اس کی توثیق کی اور کہا کہ عبدالحمید بن بھرام کی وہ احادیث صحت کے قریب ہیں جو شہر بن حوشب سے مروی ہیں' دارمی نے

کہا احمد شہر بن حوشب کی تعریف کرتے تھے امام ترمذی نے کہا امام بخاری نے فرمایا شہر حسن الحدیث ہے اور اس کا امر قوی ہے' ابن معین نے کہا یہ ثقہ ہے' ان کے علاوہ اور بہت ناقدین فن نے شہر کی توثیق کی ہے۔ (تہذیب التہذیب ج ٤ ص ٣٣٧ 'مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

حافظ جمال الدین مزنی متوفی ٧٤٢ ھ' اور علامہ شمس الدین ذہبی متوفی ٧٤٨ ھ نے بھی شہر بن حوشب کی تعدیل میں یہ اور بہت ائمہ کے اقوال نقل کیے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ٨ ص ٤٠٩ 'میزان الاعتدال ج ٣ ص ٣٩٠ 'طبع بیروت)

علاوہ ازیں حافظ ابن حجر عسقلانی نے خصوصیت سے اس حدیث کے متعلق لکھا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔ (فتح الباری ج ٣ ص ٦٦)

اور شیخ احمد شاکر متوفی ١٣٧٧ ھ نے بھی اس حدیث کے متعلق لکھا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے' کیونکہ امام احمد اور امام ابن معین نے شہر بن حوشب کی توثیق کی ہے۔ (مسند احمد ج ١٠' ص ٢٠١ 'طبع قاہرہ)

اس حدیث کا دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر اس حدیث میں مستثنیٰ منہ مسجد کو نہ مانا جائے' بلکہ عام مانا جائے اور یہ معنی کیا جائے کہ ان تین مساجد کے سوا کسی جگہ کا بھی سفر کا قصد نہ کیا جائے تو پھر نیک لوگوں کی زیارت' رشتہ داروں سے ملنے' دوستوں سے ملنے' علوم مروجہ کو حاصل کرنے' تلاش معاش' حصول ملازمت' سیر و تفریح' سیاحت اور سفارت کے لیے سفر کرنا بھی ناجائز' حرام اور سفر معصیت ہوگا۔

شیخ مبارک پوری نے اس جواب پر یہ اعتراض کیا ہے رہا تجارت یا طلب علم یا کسی اور غرض صحیح کے لیے سفر کرنا تو ان کا جواز دوسرے دلائل سے ثابت ہے (اس لیے یہ ممانعت عموم پر محمول ہے)۔ (تحفۃ الاحوذی ج ١ ص ٢٧١ 'مطبوعہ نشر السنہ ملتان)

میں کہتا ہوں کہ ہم نے جو سفر کی انواع ذکر کی ہیں وہ سب غرض صحیح پر مبنی ہیں اور ان کے جواز پر کون سے دلائل ہیں جو صحاح ستہ کی اس حدیث کی ممانعت کے عموم کے مقابلہ میں راجح ہوں؟ خصوصاً نیک لوگوں' رشتہ داروں' دوستوں کی زیارت اور ان سے ملاقات کے لیے سفر کرنے' اسی طرح سائنسی علوم کے حصول' تلاش معاش' حصول ملازمت اور سیر و تفریح کے لئے سفر کرنے کے جواز پر اور بھی بہت دلائل ہیں اور ممانعت کی اس حدیث کی ممانعت پر راجح یا اس کے لیے ناسخ ہوں! نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی قبر مبارک کی زیارت کے لیے سفر کرنیکے جواز پر اور بھی بہت دلائل ہیں اور ممانعت کی اس حدیث کی ہم نے ان مذکور توجیہات کے علاوہ اور بھی کئی توجیہات ذکر کی ہیں اس کے لیے شرح صحیح مسلم ج ٣ ص ٧٦٤-٧٦٣ ملاحظہ فرمائیں' شیخ ابن تیمیہ نے جو اس سفر کو حرام کہا ہے' حافظ ابن حجر نے فرمایا یہ ان کا انتہائی مکروہ قول ہے۔

اور ملا علی بن سلطان محمد القاری المتوفی ١٠١٤ ھ لکھتے ہیں: ابن تیمیہ حنبلی نے اس مسئلہ میں بہت تفریط کی ہے' کیونکہ اس نے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی زیارت کے لیے سفر کو حرام کہا ہے' اور بعض علماء نے اس مسئلہ میں افراط کیا ہے اور اس سفر کے منکر کو کافر کہا ہے اور یہ دوسرا قول صحت اور صواب کے زیادہ قریب ہے کیونکہ جس چیز کی اباحت پر اتفاق ہو اس کا انکار کفر ہے تو جس چیز کے استحباب پر علماء پر کا اتفاق ہو اس کو حرام قرار دینا بہ طریق اولیٰ کفر ہوگا۔

(شرح الشفاء علی ھامش نسیم الریاض ج ٣ ص ٥١٤ 'مطبوعہ بیروت)'' (تبیان القرآن، سورۃ النساء، تحت: آیت ٦٤)

''زیارت مدینہ منورہ اور اس کی فضیلت:

سوال: مدینہ منورہ اور اہل مدینہ کی فضیلت کیا ہے؟

Marfat.com

جواب: مدینہ منورہ کائنات ارض وسماوات کا وہ نگینہ ہے، جہاں ہر لمحہ آسمان سے رحمت کی رم جھم برستی رہتی ہے، ساکنانِ مدینہ سائبانِ کرم میں رہتے ہیں اہل مدینہ کو مدینہ کا شہری ہونے کے باعث بے پناہ فضیلت حاصل ہے۔ یہ وہ خوش نصیب لوگ ہیں جن کے شب وروز کا ہر لمحہ حضور نبی اکرم ﷺ کی چادرِ رحمت کے سائے میں گزرتا ہے، حضور نبی اکرم ﷺ کی دعاؤں کا حصار انہیں اپنے دامنِ عطاء وبخشش میں چھپالیتا ہے۔ اہل مدینہ کو بتقاضائے بشریت اگر کوئی مصیبت یا تکلیف پہنچتی ہے اور وہ اس پر صبر کا مظاہرہ کرتے ہیں اور حرف شکوہ زبان پر نہیں آنے دیتے تو ایسے اہل مدینہ کے بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

جو شخص مدینہ منورہ کی سختیوں اور مصیبتوں پر صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑے گا قیامت کے روز میں اس شخص کے حق میں گواہی دوں گا یا اس کی شفاعت کروں گا۔ (مسلم، الصحیح، کتاب الحج، باب الترغیب فی سکنی المدینۃ والصبر علی لاوائہا، 2:1004، رقم:1377)

اہل مدینہ سے برائی کرنا تو درکنار برائی کا ارادہ کرنے والے کو بھی جہنم کی وعید سنائی گئی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

جو شخص اس شہر والوں (یعنی اہل مدینہ) کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اسے (دوزخ میں) اس طرح پگھلائے گا جیسا کہ نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔ (مسلم، الصحیح، کتاب الحج، باب من أراد أہل المدینۃ بسوء أذابہ اللہ، 2:1007، رقم:1386)

حضور نبی اکرم ﷺ کے شہر دلنواز مدینہ منورہ کے رہنے والوں کا ادب واحترام بھی آپ ﷺ کی نسبت وتعلق کی وجہ سے لازم ہے جو ایسا نہیں کرے گا وہ جہنم کا ایندھن بنے گا۔

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ایمان سمٹ کر مدینہ طیبہ میں اس طرح داخل ہو جائے گا جس طرح سانپ اپنے بل میں داخل ہوتا ہے۔ (ابن ماجہ، السنن، کتاب المناسک، باب فضل المدینۃ، 3:524، رقم:3111)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص تم میں سے مدینہ میں مرنے کی طاقت رکھتا ہو وہ ایسا کرے کیونکہ جو مدینہ میں مرے گا میں اللہ کے سامنے اس کی شہادت دوں گا۔

(ابن ماجہ، السنن، کتاب المناسک، باب فضل المدینۃ، 3:524، رقم:3112)

مسجد نبوی ﷺ کی تاریخ اور فضیلت:

سوال: مسجد نبوی ﷺ کی تاریخ اور فضیلت کیا ہے؟

جواب: حضور ﷺ نے مدینہ منورہ میں قیام فرمانے کے بعد سب سے پہلا کام جو فرمایا وہ اس مقدس مسجد نبوی کی تعمیر ہے۔ زمین کا یہ قطعہ جہاں اب یہ مسجد موجود ہے دو یتیم بچوں حضرت سہل اور حضرت سہیل کی ملکیت تھا۔ یہ دونوں بچے سیدنا اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے زیر کفالت تھے۔ اس جگہ کھجوریں خشک کی جاتی تھیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے بچوں سے فرمایا یہ زمین مسجد کی تعمیر کے لئے ہمیں فروخت کردو۔ بچوں نے بصد ادب ونیاز عرض کی: آقا یہ اراضی ہماری طرف سے بطور نذرانہ قبول فرمائیے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ان کی اس پیش کش کو بلا معاوضہ قبول نہ فرمایا۔ بالآخر قیمت ادا کر کے یہ زمین خرید لی گئی جس کے لئے دس ہزار دینار حضرت ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ نے ادا کیے۔

ربیع الاول یکم ہجری بمطابق اکتوبر 622ء مسجد نبوی کا سنگ بنیاد حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنے دستِ اقدس سے رکھا۔ مسجد کی تعمیر شروع کردی گئی تو اس تعمیر میں آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مل کر کام کیا خود اینٹیں اٹھا اٹھا کر لاتے اور اپنی زبان فیض ترجمان سے یہ بھی فرماتے:

اَللّٰھُمَّ إِنَّ الْأَجْرَ أَجْرُ الْآخِرَة. فَارْحَمِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَة.

(بخاری، الصحیح، کتاب فضائل الصحابۃ، باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واصحابہ إلی المدینۃ، 3: 1422-1423، رقم: 3694)

اے اللہ! آخرت کا بدلہ ہی بہتر ہے تو انصار اور مہاجرین پر رحم فرما۔

یہ مسجد انتہائی سادگی سے تعمیر کی گئی۔ تعمیر میں کچی اینٹیں، کھجور کی شاخیں اور تنے استعمال کیے گئے۔ جب کبھی بارش ہوتی تو چھت ٹپکنے لگتی مگر حضور ﷺ اور آپ کے جاں نثار صحابہ رضی اللہ عنہم اسی گیلی زمین پر اللہ تعالیٰ کے حضور سر بسجود ہو جاتے۔ رسول اکرم ﷺ نے دس سال تک اس مسجد میں نمازیں ادا فرمائیں۔ یہ مسجد اسلام کا مرکز قرار پائی۔

مسجد نبوی کی فضیلت متعدد احادیث مبارکہ میں بیان فرمائی گئی ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هٰذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ.

(بخاری، الصحیح، کتاب التطوع، باب فضل الصلاۃ فی مسجد مکۃ والمدینۃ، 1: 398، رقم: 21133 ومسلم، الصحیح، کتاب الحج، باب فضل الصلاۃ بمسجد مکۃ والمدینۃ، 2: 1012، رقم: 1394)

میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری مساجد کی ہزار نمازوں سے بہتر ہے سوائے مسجد حرام کے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

صَلَاتُهُ فِي مَسْجِدِي بِخَمْسِينَ أَلْفِ صَلَاةٍ.

(ابن ماجہ، السنن، کتاب إقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیہا، باب ماجاء فی الصلاۃ فی المسجد الجامع، 2: 191، رقم: 1413)

جس نے میری مسجد (مسجد نبوی) میں ایک نماز پڑھی اسے پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

فَإِنِّي آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ وَإِنَّ مَسْجِدِي آخِرُ الْمَسَاجِدِ.

(مسلم، الصحیح، کتاب الحج، باب فضل الصلاۃ بمسجدی مکۃ والمدینۃ، 2: 1012، رقم: 1394)

بیشک میں آخر الانبیاء ہوں اور میری مسجد آخر المساجد۔

حضرت اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

أَنَا خَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ وَمَسْجِدِي خَاتَمُ مَسَاجِدِ الْأَنْبِيَاءِ. (دیلمی، الفردوس بماثور الخطاب، 1: 45، رقم: 112)

Marfat.com

میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد انبیاء کرام کی مساجد کی خاتم ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰى فِي مَسْجِدِي أَرْبَعِيْنَ صَلٰوةً لَا يَفُوْتُهُ صَلٰوةٌ كُتِبَتْ لَهُ بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ، وَنَجَاةٌ مِّنَ الْعَذَابِ وَبَرِيءٌ مِّنَ النِّفَاقِ. (احمد بن حنبل، المسند، 3: 12590 سمہودی، وفاء الوفا، 1: 77)

جس نے مسجد نبوی میں چالیس نمازیں متواتر ادا کیں اس کے لئے جہنم، عذاب اور نفاق سے نجات لکھ دی جاتی ہے۔

مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر اور توسیع کے اَدوار:

سوال: مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر اور توسیع کن اَدوار میں کی گئی؟

جواب: مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر آپ ﷺ نے فتح خیبر سن 7 ہجری کے بعد مسجد نبوی کی از سر نو تعمیر فرمائی اور اسے مزید کشادہ کیا۔ اس کے بعد مسجد نبوی کی توسیع کی تواریخ درج ذیل ہیں:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کے عہد میں، 17 ہجری۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کے عہد میں، 29-30 ہجری۔

ولید بن عبد الملک کے عہد میں، 88-91 ہجری۔

مہدی العباسی کے عہد میں، 161-165 ہجری۔

سلطان اشرف قائتبائی کے عہد میں، 888 ہجری۔

سلطان عبد المجید عثمانی کے عہد میں، 1265-1277 ہجری۔

الملک سعود کے عہد میں، 1372 ہجری۔

اور مسجد نبوی ﷺ کی موجودہ توسیع خادم الحرمین شریفین شاہ فہد بن عبد العزیز کے عہد (1405-1412ھ) میں مکمل ہوئی۔

مسجد کا موجودہ توسیع شدہ رقبہ 98 ہزار 500 مربع میٹر ہے۔ اس کے علاوہ چھت پر بھی نماز پڑھنے کے لئے 67 ہزار مربع میٹر کی جگہ موجود ہے۔

اس وقت مسجد میں عام دنوں میں 6 لاکھ 50 ہزار نمازی نماز ادا کر سکتے ہیں البتہ حج کے زمانے میں اور رمضان المبارک کے دنوں میں یہ تعداد 10 لاکھ تک بھی ہو سکتی ہے۔

مسجد نبوی ﷺ کے مشہور دروازے:

سوال: مسجد نبوی ﷺ کے مشہور دروازوں کے نام کیا ہیں؟

جواب: جنوبی سمت چھوڑ کر مسجد نبوی کے تین اطراف میں پر شکوہ، دیدہ زیب دروازے موجود ہیں۔ چند تاریخی دروازے جن سے متعارف ہونا ضروری ہے وہ یہ ہیں۔ مشرقی جانب باب جبریل، باب النساء اور باب البقیع، باب جنازہ، مغربی جانب باب السلام، باب ابوبکر رضی اللہ عنہ، باب الرحمۃ اور باب سعود، شمالی جانب باب عثمان رضی اللہ عنہ، باب مجیدی اور باب عمر رضی اللہ عنہ۔

Marfat.com

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہونے کی دعا:

سوال: مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہونے کی دعا کیا ہے؟

جواب: مسجد نبوی میں داخل ہوتے وقت درود شریف کا ورد جاری رکھیں اور یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ. اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ. اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ الْيَوْمَ مِنْ اَوْجَهِ مَنْ تَوَجَّهَ اِلَيْكَ وَاَقْرَبِ مَنْ تَقَرَّبَ اِلَيْكَ وَاَنْجَحِ مَنْ دَعَاكَ وَابْتَغٰى مَرْضَاتِكَ.

اے اللہ! ہمارے آقا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ کی آل پر درود بھیج اور برکتیں اور سلامتی نازل فرما۔ اے اللہ! میرے گناہوں کو بخش دے اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ اے اللہ! آج کے دن مجھے اپنی طرف متوجہ ہونے والوں میں سب سے زیادہ قریب بنالے اور زیادہ نواز، ان میں سے جنہوں نے تجھ سے دعا کی اور اپنی مرادیں مانگیں۔

بارگاہِ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری کی فضیلت:

سوال: بارگاہِ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری کی فضیلت کیا ہے؟

جواب: بیت اللہ شریف کی زیارت اور حج کے مقدس فریضہ کی بجا آوری کے بعد عشاق اپنے اگلے سفر یعنی مدینہ منورہ کی زیارت کے لئے روانہ ہو جاتے ہیں، اور اس دربار کی حاضری کے لئے مچلتے جذبات، دھڑکتے دلوں اور برستی آنکھوں کے ساتھ کشاں کشاں اپنے آقا و مولا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں بصد ادب و احترام حاضر ہوتے ہیں۔ یہی عشاق کے دلوں کا حج ہوتا ہے۔

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو　　کعبہ تو دیکھ چکے، کعبے کا کعبہ دیکھو

بارگاہِ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری کی فضیلت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث مبارکہ کی روشنی میں درج ذیل ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ زَارَ قَبْرِيْ، وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ. (دارقطنی، السنن، 2:447، رقم: 2669)

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جس شخص نے خلوصِ نیت سے مدینہ منورہ حاضر ہو کر میری زیارت کا شرف حاصل کیا میں قیامت کے دن اس کا گواہ ہوں گا اور اس کی شفاعت کروں گا۔ (بیہقی، شعب الایمان، 3:490، رقم: 4157)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

جس نے میری قبر (یا راوی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:) میری زیارت کی میں اس کا شفیع یا گواہ ہوں گا، اور کوئی دو حرموں میں سے کسی ایک میں فوت ہوا اللہ تعالیٰ اسے روزِ قیامت ایمان والوں کے ساتھ اٹھائے گا۔ (طیالسی، المسند، 12:13، رقم: 65)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

Marfat.com

جس نے حج کیا پھر میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔
(دار قطنی، السنن، 447، رقم: 2667)

حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضری کے آداب:

سوال: حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضری کے آداب کیا ہیں؟

جواب: حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضری کے آداب یہ ہیں:

جب شہرِ نبی ﷺ میں داخلہ کا وقت آئے تو زائر مدینہ غسل اور وضو کرے، اچھی سے اچھی پوشاک پہنے، نوافل ادا کرے، توبہ کی تجدید کرے اور پیدل چلتا ہوا اندر داخل ہو کر تصویرِ عجز بن جائے کہ وہ شہنشاہ کونین ﷺ کے دربار اقدس میں حاضری کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

علامہ ابن قیم الجوزیہ نے اپنے شہرہ آفاق القصیدۃ النونیۃ میں زیارت نبوی ﷺ کے آداب بیان کیے ہیں، وہ کہتے ہیں:

☆ جب ہم مسجد نبوی میں حاضر ہوں تو سب سے پہلے دو رکعت نماز تحیۃ المسجد ادا کریں۔

☆ پھر باطناً و ظاہراً انتہائی عاجزی و انکساری کے ساتھ حضوری کی تمام تر کیفیتوں میں ڈوب کر قبر انور کے پاس کھڑے ہوں۔

☆ یہ احساس دل میں جاگزیں رہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ اپنی قبر انور میں زندہ ہیں سماعت بھی فرماتے ہیں اور کلام بھی فرماتے ہیں، پس وہاں کھڑے ہونے والوں کا سر ادباً و تعظیماً جھکا رہے۔

☆ بارگاہ نبوی ﷺ میں یوں کھڑے ہوں کہ رعبِ مصطفی ﷺ سے پاؤں تھر تھر کانپ رہے ہوں اور آنکھیں بارگاہ حضور نبی اکرم ﷺ میں گریہ مسلسل کا نذرانہ پیش کرتی رہیں اور وہ طویل زمانوں کی مسافت طے کر کے حضور نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں کھو جائیں۔

☆ پھر مسلمان حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں وقار و ادب کے ساتھ ہدیہ سلام پیش کرتے ہوئے آئے جیسا کہ صاحبانِ ایمان و صاحبانِ علم کا شیوہ ہے۔

☆ حضور نبی اکرم ﷺ کی قبر انور کے قریب آواز بھی بلند نہ کرے، خبردار! اور نہ ہی سجدہ ریز ہو۔

☆ یہی زیارت افضل اعمال میں سے ہے اور روزِ حشر اسے میزانِ حسنات میں رکھا جائے گا۔ (ابن قیم، القصیدۃ النونیہ: 181)

اس کے بعد زائر یہ دعا کرے:

اَللّٰهُمَّ قَدْ سَمِعْنَا قَوْلَكَ وَاَطَعْنَا اَمْرَكَ وَقَصَدْنَا نَبِيَّكَ مُسْتَشْفِعِيْنَ بِهٖ اِلَيْكَ مِنْ ذُنُوْبِنَا. اَللّٰهُمَّ! فَتُبْ عَلَيْنَا وَاسْعِدْنَا بِزِيَارَتِهٖ وَاَدْخِلْنَا فِيْ شَفَاعَتِهٖ، وَقَدْ جِئْنَاكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ ظَالِمِيْنَ اَنْفُسَنَا مُسْتَغْفِرِيْنَ لِذُنُوْبِنَا. وَقَدْ سَمَّاكَ اللهُ تَعَالٰى بِالرَّءُوْفِ الرَّحِيْمِ. فَاشْفَعْ لِمَنْ جَاءَكَ ظَالِمًا لِنَفْسِهٖ مُعْتَرِفًا بِذَنْبِهٖ تَائِبًا اِلٰى رَبِّهٖ.

اے اللہ ہم نے تیرا فرمان سنا اور تیرے احکام کی تعمیل میں تیرے حبیب ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہیں، جو تیری بارگاہ میں

Marfat.com

ہمارے گناہوں کی شفاعت کریں گے، اے اللہ ہم پر رحم وکرم فرما اور سرکار دو عالم ﷺ کی زیارت کی برکت سے ہمیں خوش بخت بنا اور آپ ﷺ کی شفاعت ہمیں نصیب فرما۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وآلک وسلم! ہم آپ کی بارگاہ میں اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہوئے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہوئے حاضر ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو رؤف ورحیم بنایا ہے۔ پس وہ جو اپنی جانوں پر ظلم کر کے اپنے رب کی بارگاہ میں اپنا گناہوں کا اقرار کر کے اس سے معافی مانگتے ہوئے آپ ﷺ کے حضور حاضر ہوا، اس کی شفاعت فرمائیے۔

اور حضور نبی اکرم ﷺ سے اپنے لئے، اپنے ماں باپ، شیخ، اساتذہ، اولاد، اعزا و اقرباء، دوستوں اور سب مسلمانوں کے لئے شفاعت مانگیں، اور بار بار عرض کریں:

اَسْئَلُ الشَّفَاعَةَ یَا رَسُوْلَ اللهِ صلی الله علیك وآلك وسلم.

پھر اگر کسی نے بارگاہ رسالت مآب میں سلام عرض کرنے کے لئے کہا ہو تو شرعاً اس کی طرف سے سلام پہنچانا لازم ہے اور یوں عرض کرے: السلام علیك یا رسول الله ﷺ عن فلاں بن/بنت فلاں (نام وولدیت)

(حج اور عمرہ، ڈاکٹر محمد طاہر القادری، منہاج القرآن پبلیکیشنز، تحت: زیارت مدینہ منورہ اور اس کی فضیلت)

بَابُ فَضْلِ اُحُدٍ

باب: اُحد پہاڑ کی فضیلت

1024- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ السَّاعِدِيِّ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَفِيهِ ثُمَّ أَقْبَلْنَا حَتَّى قَدِمْنَا وَادِيَ الْقُرَى فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي مُسْرِعٌ فَمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ فَلْيُسْرِعْ مَعِي وَمَنْ شَاءَ فَلْيَمْكُثْ فَخَرَجْنَا حَتَّى أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِينَةِ فَقَالَ هَذِهِ طَابَةُ وَهَذَا أُحُدٌ وَهُوَ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ

حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت غزوہ تبوک میں گئے تو جس وقت واپس لوٹے اور قریٰ وادی میں پہنچ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے جلدی ہے تم میں سے جو آدمی چاہے وہ میری معیت جلدی چل پڑے اور جو رکنا چاہے وہ رک جائے۔ چنانچہ ہم آپ ﷺ کی ہی معیت چل پڑے، ہم جس وقت مدینہ منورہ کے پاس پہنچے تو ارشاد فرمایا: یہ طابہ ہے اور یہ احد ہے یہ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:2، ص:587، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث:1392)

1025- وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُحُدًا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ (معجم الاوسط: رقم الحدیث: 1905، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 3115، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 4301، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 3725)

1026- وَحَدَّثَنِيهِ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ حَدَّثَنِي حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ نَظَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أُحُدٍ فَقَالَ إِنَّ أُحُدًا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد پہاڑ کی جانب دیکھتے ہوئے ارشاد فرمایا: احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے پس ہم بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ (مرجع السابق)

تشریح: احد پہاڑ کی فضیلت:

"سرکار عالی صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے لوٹ رہے تھے کہ احد نمودار ہوا یا مدینہ منورہ ہی میں ایک بار احد پر نظر پڑی اور اظہار محبت فرمایا۔ احد شریف مدینہ پاک سے بجانب مشرق تقریباً تین میل دور ایک پہاڑ ہے مدینہ منورہ خصوصاً جنت البقیع سے صاف نظر آتا ہے، وہاں شہداء احد خصوصاً سیّد الشہداء امیر حمزہ کے مزارات ہیں، زائرین جوق در جوق اس پہاڑ کی زیارت کرتے ہیں، میں نے حجاج کو اس پہاڑ سے لپٹ کر روتے اور وہاں کے پتھروں کو چومتے دیکھا ہے۔ ہر مؤمن کے دل میں قدرتی طور پر اس کی محبت ہے۔

بعض ظاہر بین شارحین نے کہا ہے کہ اس سے احد کے باشندوں کی محبت مراد ہے مگر حق یہ ہے کہ خود پہاڑ ہی حضور سے محبت کرتا ہے، لکڑیوں پتھروں میں احساس بھی ہے اور محبت و عداوت کا مادہ بھی، حضور کے فراق میں اونٹ بھی روئے اور لکڑیوں نے بھی گریہ و زاری و فریاد کی ہے۔ (لمعات، مرقات، محی السنہ) لہٰذا حق یہ ہے کہ خود حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم احد پہاڑ سے، اس علاقہ سے، وہاں کے پتھروں سے محبت فرماتے ہیں اور یہ تمام چیزیں بعینہٖ حضور سے محبت کرتی ہیں، احادیث سے ثابت ہے کہ حضور انور احد پر چڑھے تو احد کو وجد آ گیا اور وہ جھومنے لگا۔

روایت ہے حضرت سہل ابن سعد سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد وہ پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں ا۔ (بخاری)

شرح

ا۔ اس حدیث سے چند ایمان افروز مسائل ثابت ہوئے: (۱) ایک یہ کہ تمام حسین صرف انسانوں کے محبوب ہوئے، حضور انور انسان، جن، لکڑی، پتھر، جانوروں کے بھی محبوب ہیں یعنی خدائی کے محبوب ہیں کیونکہ خدا کے محبوب ہیں (۲) دوسرے یہ کہ دوسرے محبوبوں کو ہزاروں نے دیکھا مگر عاشق ایک دو ہوں، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت کا یہ عالم ہے کہ آج ان کا دیکھنے والا کوئی نہیں اور عاشق کروڑوں ہیں۔ شعر

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردان عرب

تیسرے یہ کہ حضور انور کو پتھر کے دل کا حال معلوم ہے کہ کس پتھر کے دل میں ہم سے کتنی محبت ہے تو ہمارے دلوں کا

ایمان، عرفان، محبت وعداوت وغیرہ بھی یقیناً معلوم ہے یہ ہے علم غیب رسول۔ چوتھے یہ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا عشق ومحبت جتانے ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں انہیں ہمارے حالات خود ہی معلوم ہیں، احد نے منہ سے نہ کہا تھا کہ میں آپ سے محبت کرتا ہوں یا آپ کا چاہنے والا ہوں۔ پانچویں یہ کہ جس انسان کے دل میں حضور کی محبت نہ ہو وہ پتھر سے بھی سخت ہے، اللہ تعالیٰ حضور کی محبت نصیب کرے۔ چھٹے یہ کہ حضور کی محبت ان کی محبوبیت کا ذریعہ ہے جو چاہتا ہے کہ حضور اس سے محبت کریں تو اسے چاہیے کہ حضور انور سے محبت کرے، دیکھو یہاں فرمایا کہ ہم بھی احد سے محبت کرتے ہیں۔ ساتویں یہ کہ جو حضور انور کا محبوب بن گیا تو تمام عالم کا پیارا ہو گیا دیکھو آج احد پہاڑ ہر مؤمن کی آنکھ کا تارا ہے ایسے ہی آج وہ حضرات بھی حضور انور کے چاہنے والے بن گئے خلقت کے محبوب ہو گئے، ان کے آستانے مرجع خلائق ہو گئے، دیکھو حضرت خواجہ اجمیری، حضور غوث پاک، حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہم کے آستانوں کی رونقیں یہ اسی محبوبیت کی جلوہ گری ہے، اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔ شعر

ان کے در کا جو ہوا خلق خدا اس کی ہوئی ان کے در سے جو پھرا، اللہ اس سے پھر گیا

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، باب حرم المدینۃ حرمھا اللہ تعالیٰ، الفصل الاول)

بَابُ فَضْلِ الصَّلٰوةِ بِمَسْجِدَیْ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ

باب: مسجد نبوی اور مسجد حرام میں نماز پڑھنے کی فضیلت

1027- وَحَدَّثَنِیْ عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّاللَّفْظُ لِعَمْرٍو قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِیَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوةٌ فِیْ مَسْجِدِیْ هٰذَا اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلٰوةٍ فِيْمَا سِوَاهُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری اس مسجد میں نماز ادا کرنا سوائے مسجد حرام کے دوسری مساجد کی بدولت ایک ہزار نمازوں سے زیادہ افضل ہے۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 773، معجم الاوسط: رقم الحدیث: 1588، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 1404)

1028- وَحَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَّعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ اَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةٌ فِیْ مَسْجِدِیْ هٰذَا خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ صَلٰوةٍ فِیْ غَيْرِهٖ مِنَ الْمَسَاجِدِ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری اس مسجد میں نماز ادا کرنا سوائے مسجد حرام کے دیگر مسجدوں کی بدولت ایک ہزار نمازوں سے بھی زیادہ افضل ہے۔ (مرجع السابق)

1029- وَحَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِمْصِیُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِیُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَاَبِیْ عَبْدِ اللهِ الْاَغَرِّ مَوْلَى الْجُهَنِيِّيْنَ

Marfat.com

وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهُمَا سَمِعَا اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ صَلٰوةٌ فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلٰوةٍ فِيْمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰخِرُ الْاَنْبِيَاءِ وَاِنَّ مَسْجِدَهٗ اٰخِرُ الْمَسَاجِدِ قَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ وَاَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ لَمْ نَشُكَّ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَقُوْلُ عَنْ حَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنَعَنَا ذٰلِكَ اَنْ نَسْتَثْبِتَ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنْ ذٰلِكَ الْحَدِيْثِ حَتّٰى اِذَا تُوُفِّيَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ تَذَاكَرْنَا ذٰلِكَ وَتَلَاوَمْنَا اَنْ لَا نَكُوْنَ كَلَّمْنَا اَبَا هُرَيْرَةَ فِيْ ذٰلِكَ حَتّٰى يُسْنِدَهٗ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ كَانَ سَمِعَهٗ مِنْهُ فَبَيْنَا نَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ جَالَسَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ قَارِظٍ فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ الْحَدِيْثَ وَالَّذِيْ فَرَّطْنَا فِيْهِ مِنْ نَصِّ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْهُ فَقَالَ لَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ابْنِ قَارِظٍ اَشْهَدُ اَنِّيْ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنِّيْ اٰخِرُ الْاَنْبِيَاءِ وَاِنَّ مَسْجِدِيْ اٰخِرُ الْمَسَاجِدِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے اندر ایک نماز ادا کرنا سوائے مسجد حرام کے دیگر مسجدوں میں نماز پڑھنے سے ایک ہزار درجہ افضل ہے۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد بھی آخر المساجد ہے۔ ابوسلمہ اور ابوعبداللہ کا بیان ہے کہ ہم کو تو اس میں ذرا بھر بھی شک نہیں تھا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے طور پر بیان فرمایا تھا ہم اس حدیث کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند کے ساتھ مکمل یقین کے ساتھ پتہ نہ کرپائے۔ یہاں تک کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوگیا۔ اس کے بعد ہم کو یہ حدیث یاد آ گئی تو ہمیں بہت دکھ ہوا کہ ہم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کی جانچ پڑتال کیونکر نہ کر سکے تاکہ وہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو روایت کر کے بیان فرمادیتے۔ ہم ابھی اس مسئلہ کے اوپر گفتگو کر ہی رہے تھے کہ ہمارے پاس عبداللہ بن ابراہیم بن قارظ تشریف لے آ کر بیٹھ گئے تو ہم نے ان سے اس حدیث کے متعلق پوچھا جس کو ہمیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کرنا تھا۔ اس پر انہوں نے کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں آخر الانبیاء ہوں اور میری مسجد بھی آخر المساجد ہے۔ (مرجع السابق)

1030- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ اَبِيْ عُمَرَ جَمِيْعًا عَنِ الثَّقَفِيِّ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ يَقُوْلُ سَاَلْتُ اَبَا صَالِحٍ هَلْ سَمِعْتَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَذْكُرُ فَضْلَ الصَّلٰوةِ فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا وَلٰكِنْ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ قَارِظٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوةٌ فِيْ مَسْجِدِيْ هٰذَا خَيْرٌ مِنْ اَلْفِ صَلٰوةٍ اَوْ كَاَلْفِ صَلٰوةٍ فِيْمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ

یحییٰ ابن سعید کا بیان ہے کہ میں نے ابوصالح سے پوچھا: کیا آپ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کو سن رکھا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں نماز پڑھنے کی فضیلت کو بیان فرمایا کرتے تھے۔ اس پر انہوں نے کہا: نہیں۔ مگر میں نے عبداللہ بن ابراہیم بن قارظ

Marfat.com

سے یہ سن رکھا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری اس مسجد کے اندر ایک نماز ادا کرنا سوائے مسجد حرام کے دیگر مسجدوں کی بدولت ایک ہزار نمازوں سے افضل ہے۔ (مرجع السابق)

1031- وَحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّعُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالُوا حَدَّثَنَا يَحْيَى الْقَطَّانُ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

دوسری سند سے بھی یونہی مروی ہے۔ (مرجع السابق)

1032- وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ اَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوةٌ فِي مَسْجِدِي هٰذَا اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلٰوةٍ فِيمَا سِوَاهُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری اس مسجد میں نماز ادا کرنا سوائے مسجد حرام کے دیگر مسجدوں کی بدولت ایک ہزار نمازوں سے افضل ہے۔ (مرجع السابق)

1033- وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَّاَبُوْ اُسَامَةَ ح وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِي ح وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ كُلُّهُمْ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ

دوسری سند سے یونہی مروی ہے۔ (مرجع السابق)

1034- وَحَدَّثَنِي اِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى اَخْبَرَنِي ابْنُ اَبِي زَائِدَةَ عَنْ مُوسَى الْجُهَنِيِّ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بِمِثْلِهِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کی مثل مروی ہے۔ (مرجع السابق)

1035- وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ اَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ اَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کی مثل مروی ہے۔ (مرجع السابق)

1036- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ جَمِيعًا عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ اِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ قَالَ اِنَّ امْرَاَةً اشْتَكَتْ شَكْوٰى فَقَالَتْ اِنْ شَفَانِيَ اللهُ لَاَخْرُجَنَّ فَلَاُصَلِّيَنَّ فِي بَيْتِ الْمُقَدَّسِ فَبَرَاَتْ ثُمَّ تَجَهَّزَتْ تُرِيدُ الْخُرُوجَ فَجَائَتْ مَيْمُوْنَةُ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُسَلِّمُ عَلَيْهَا فَاَخْبَرَتْهَا ذٰلِكَ فَقَالَتِ اجْلِسِي فَكُلِي مَا صَنَعْتِ وَصَلِّي فِي مَسْجِدِ الرَّسُولِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ صَلٰوةٌ فِيهِ اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلٰوةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ اِلَّا مَسْجِدَ الْكَعْبَةِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک خاتون تھوڑا بیمار پڑ گئی تو اس نے کہا: رب تعالیٰ نے مجھے تندرستی عطا فرمائی

Marfat.com



تو میں بیت المقدس جا کر نماز ادا کروں گی تھوڑے عرصہ کے بعد وہ تندرست ہوگئی تو وہ وہاں کے لئے تیار ہونے لگ گئی۔ چنانچہ وہ زوج النبی حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی اور سلام کر کے اپنی حالت کو بیان کیا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ بیٹھو اور جو تم نے کھانا پکایا ہے اسے کھالو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی مسجد میں نماز ادا کرلو۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری اس مسجد میں نماز ادا کرنا سوائے مسجد کعبہ کے دیگر ساری مسجدوں کی بدولت ایک ہزار نمازوں سے افضل ہے۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 19923، مسند احمد: رقم الحدیث: 24898، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 1396)

تشریح: مسجد حرام اور مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کے فضائل:

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِندَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُم مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ. (ابراہیم: ۳۷)

ترجمہ: اے ہمارے رب! میں اپنی بعض اولاد کو بے آب وگیا، وادی میں ٹھہرادیا ہے تیرے حرمت والے گھر کے نزدیک، اے ہمارے رب! تاکہ وہ نماز کو قائم رکھیں تو کچھ لوگوں کے دلوں کو ایسا کردے کہ وہ ان کی طرف مائل رہیں اور ان کو پھلوں سے روزی دے تاکہ وہ شکر ادا کریں۔

"حضرت ابراھیم (علیہ السلام) نے فرمایا: اے ہمارے رب تاکہ وہ نماز کو قائم رکھیں۔ یہ آیت اس مسئلہ کو متضمن ہے کہ بیت اللہ میں نماز پڑھنا دیگر مساجد میں نماز پڑھنے کی بہ نسبت بہت افضل ہے اور اس پر حسب ذیل احادیث دلالت کرتی ہیں حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا میری اس مسجد میں نماز پڑھنا دوسری مساجد میں نماز پڑھنے سے ہزار گنا افضل ہے ماسوا مسجد حرام کے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: 11901، صحیح مسلم رقم الحدیث: 1394، سنن النسائی رقم الحدیث: 694، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: 1404، مؤطا امام مالک رقم الحدیث)

حضرت عبداللہ بن الزبیر (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: میری اس مسجد میں نماز پڑھنا دوسری مساجد میں نماز پڑھنے سے ہزار گنا افضل ہے ماسوا مسجد حرام میں نماز پڑھنا میری اس مسجد میں نماز پڑھنے سے سو گنا افضل ہے۔

(مسند احمد ج 4 ص 4 طبع قدیم، مسند احمد رقم الحدیث: 16216، عالم الکتب بیروت)

حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: کوئی شخص اپنے گھر میں نماز پڑھے تو وہ ایک نماز ہے اور مسجد قبائل محلہ کی مسجد میں اس کی نماز پچیس نمازیں ہیں اور جامع مسجد میں اس کی نماز پانچ سو نمازیں ہیں اور مسجد اقصیٰ میں اس کی نمازیں ہزار نمازیں ہیں اور مسجد حرام میں اس کی نمازیں ایک لاکھ نمازیں ہیں۔

(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: 14132، المعجم الاوسط رقم الحدیث: 7004، الترغیب والترہیب ج 2 ص 173)

اس حدیث کی سند میں ابوالخطاب دمشقی مجہول ہے اور اس کے شیخ رزیق ابوعبداللہ کے متعلق ابن حبان نے کہا جب تک دوسری احادیث سے اس کی تائید نہ ہو اس کی روایت سے استدلال کرنا جائز نہیں ہے اور حافظ شمس الدین ذہبی نے اس حدیث کو بہت منکر کہا

ہے۔ (میزان الاعتدال ج 7 ص 362، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، 1416ھ)

حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا میری اس مسجد میں نماز پڑھنا دوسری مساجد کی بہ نسبت ہزار گنا افضل ہے ماسوا مسجد حرام میں نماز پڑھنا دوسری مسجد میں نماز پڑھنے کی بہ نسبت ایک لاکھ گنا افضل ہے (حافظ منذری نے کہا امام احمد اور امام بن ماجہ دونوں نے اس کو سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے)

(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: 1406، مسند احمد ج 3 ص 397، 343، قدیم مسند احمد رقم الحدیث: 14750، 15344، عالم الکتب بیروت، تمہید ج 2 ص الترغیب والترہیب ج 2 ص 172) (حمزہ احمد زین نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ حاشیہ مسند احمد رقم الحدیث: 14269، مطبوعہ دار الحدیث قاہرہ، 1416ھ) (حافظ ابن حجر نے بھی کہا ہے اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں فتح الباری ج 3 ص 66، لاہور)

حضرت ابولدرداء (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: دوسری مسجد کی بہ نسبت مسجد حرام میں نماز پڑھنے کی فضیلت ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے اور میری مسجد میں نماز پڑھنے کی فضیلت ایک ہزار نمازوں کے برابرے اور بیت المقدس کی مسجد میں نماز پڑھنے کی فضیلت پانچ سو نمازوں کے برابر ہے۔ (مسند البزار (کشف الاستار) رقم الحدیث: مطبوعہ مؤسسۃ الرسالہ بیروت، 1404، الاستذکار رقم الحدیث: 10244، تمہید ج 2 ص 671، الترغیب والترہیب ج 2 ص 175)

حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی 852ھ نے لکھا ہے کہ اس حدیث کو امام طبرانی اور امام بزار نے حضرت ابوالدرداء (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا ہے امام بزار نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند حسن ہے۔ (فتح الباری ج 3 ص 67 مطبوعہ لاہور، 1401)

مسجد حرام اور مسجد نبوی میں نماز کی فضیلت کے متعلق فقہا کے نظریات:

حافظ ابو عمر و یوسف بن عبد اللہ بن محمد عبد البر مالکی اندلسی متوفی 463ھ لکھتے ہیں:

مدینہ مکہ سے افضل ہے یا مکہ مدینہ سے افضل ہے اس میں اہل علم کا اختلاف ہے امام مالک اور مدینہ کے اکثر علماء نے کہا ہے کہ مدینہ افضل ہے، امام شافعی نے کہا تمام روئے زمین میں سب سے افضل مکہ مکرمہ ہے عطاء بن ابی رباح اور تمام اہل مکہ کوفہ کا یہی قول ہے اہل بصرہ امیں اختلاف ہے بعض نے مکہ کو فضیلت دی اور بعض نے مدینہ، اور جمہور فقہاء یہ کہتے ہیں کہ مسجد حرام میں نماز پڑھنا رسول اللہ صلی اللہ علی وسلم کی مسجد میں نماز پڑھنے سے سو درجہ افضل ہے اور باقی مساجد میں نماز پڑھنے سے ایک لاکھ درجہ افضل ہے اور مسجد نبوی میں نماز پڑھنا باقی مساجد میں نماز پڑھنے کی بہ نسبت ایک ہزار نمازوں سے افضل ہے سفیان بن عیینہ کا بھی یہی قول ہے۔

(الاسند کار ج 7 ص 326، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالہ بیروت، 1414ھ، التمہید ج 2 ص 664-665 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، 1419ھ)

قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی متوفی 544ھ لکھتے ہیں اس پر سب کا اجماع ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی قبر انور کی جگہ تمام روئے زمین میں سب سے افضل ہے اور مکہ اور مدینہ روئے زمین میں سے سب سے افضل ہیں پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی قبر کی جگہ کے علاوہ میں اختلاف ہے حضرت عمر بعض صحابہ امام مالک اور اکثر اہل مدینہ کا مذہب یہ ہے کہ مدینہ افضل ہے اور حضرت ابوہریرہ کی جس روایت میں ہے کہ میری اس مسجد میں نماز پڑھنا دیگر مساجد کی بہ نسبت ایک ہزار درجہ افضل ہے ماسوا مسجد حرام کے۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث: 1394)

وہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ مسجد نبوی میں نماز پڑھنا مسجد حرام میں نماز پڑھنے سے تو سو درجہ افضل ہے اور باقی مساجد سے ایک ہزار درجہ افضل ہے، کیونکہ حضرت عمر نے فرمایا: مسجد حرام میں نماز پڑھنا باقی مساجد کی بہ نسبت ایک سو درجہ افضل ہے اور بل مکہ کوفہ کو یہ قول ہے کہ مکہ افضل ہے اور مسجد حرام میں نماز پڑھنا مسجد نبوی کی بہ نسبت ایک سو درجہ افضل ہے جیسا کہ حضرت ابو الزبیر کی روایت میں ہے اور باقی مساجد پر اس کی فضیلت ایک لاکھ درجہ ہے۔

(اکمال المعلم بفوائد مسلم ج 4 ص 511 مطبوعہ دار الوفاء، بیروت، 1419ھ)

علامہ محمد بن خلیفہ وشتانی ابی مالکی متوفی 828ھ لکھتے ہیں:

علامہ ابن راشد اور ہمارے شیخ ابو عبد اللہ کا مسلک یہ ہے کہ مکہ مکرمہ افضل ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ سبحانہ نے مکہ کو نماز کا قبلہ بنایا ہے اور کعبہ کی زیارت کو حج قرار دیا ہے اور مکہ کو حرم بنایا ہے کیونکہ رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا: اللہ نے مکہ کو حرم بنایا ہے لوگوں نے اس کو حرم نہیں بنایا۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: صحیح مسلم رقم الحدیث 1354 سنن الترمذی رقم الحدیث 809 سنن انسائی رقم الحدیث 2876)

اور فقہا کا اجماع ہے کہ جو حرم مکہ میں شکار کرے اس پر تاوان واجب ہے وہ حرم مدینہ میں شکار کرنے والے پر تاوان واجب نہیں ہے اور فقہاء کی ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ مکہ کی حرمت کی وجہ سے اس میں حدود قائم کرنی جائز نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَمَنۡ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا (آل عمران: 97) جو اس میں داخل ہو گیا وہ امن والا ہو گیا۔

اور حرم مدینہ کے متعلق کسی کا یہ قول نہیں ہے کہ اس میں حد قائم نہ کی جائے اور کسی جگہ کی فضیلت اس کی ذات کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اس میں نیکیوں اور گناہوں کے بڑھنے جانے کی وجہ سے ہے، حرم مدینہ کی بہ نسبت حرم مکہ میں گناہ کرنا زیادہ سخت ہے اور یہ مکہ کی مدینہ پر فضیلت کی دلیل ہے اور نبی (ﷺ) نے مدینہ میں رہنے کی جو ترغیب دی ہے۔ (صحیح البخاری: 1887) اس سے مدینہ کی مکہ پر فضیلت ثابت نہیں ہوتی اور آپ نے جو یہ دعا فرمائی کہ اے اللہ! مدینہ کے صاع اور مد میں برکت فرمائی۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: 1374) اس دعا میں بھی یہ لازم نہیں آتا کہ مدینہ مکہ سے افضل ہو اسی طرح آپ نے فرمایا جو مدینہ کے مصائب پر صبر کرے گا میں قیامت کے دن اس حق میں گواہی دوں گا اور اس کی شفاعت کروں گا اس سے یہ بھی لازم نہیں آتا کہ مدینہ مکہ سے افضل ہو۔

علامہ سید محمد امین بن عابدین شامی حنفی متوفی 1256ھ لکھتے ہیں: سید فاسی نے شفاء الغرام میں لکھا ہے کہ حضرت ابن الزبیر سے تین روایت حاصل ہوتی ہیں (1) مسجد حرام میں نماز پڑھنا مسجد نبوی میں نماز پڑھنے سے سو درجہ افضل ہے (2) ہزار درجہ افضل ہے (3) ایک لاکھ درجہ افضل ہے۔ سو جو شخص مسجد حرام میں ایک نماز پڑھ لے تو اس کی وہ نماز اس کی عمر کے دو سو پچاس سال چھ ماہ بیس دن کی نمازوں کی برابر ہے اور اگر وہ ایک دن میں پانچ نمازیں پڑھے تو اس کو پانچ سے ضرب دے دیں یہ تو تنہا پڑھی ہوئی نمازوں کی مقدار ہے اور اگر اس جماعت کے ساتھ ایک دن نماز پڑھی ہو تو اس کا عدد حضرت نوح (علیہ السلام) کی دگنی عمر کو پہنچ جائے گا۔

امام مالک کا مشہور مذہب یہ ہے کہ یہ اجر فرض نمازوں کے ساتھ مختص ہے اور احناف کا مذہب یہ ہے کہ فرض ہو یا نفل سب کا ثواب ایک لاکھ نمازاوں کے برابر ہو گا پھر اس میں بھی اختلاف ہے کہ خصوصاً مسجد حرام مراد ہے یا پورے حرم کا یہ حکم ہے محب طبری کا مذہب یہ

Marfat.com

ہے کہ خصوصاً مسجد حرام میں نماز پڑھنے کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے اور یک قول یہ ہے کہ پورے حرم میں نماز پڑھنے کا یہی ثوب ہے اور ایسی بھی احادیث ہیں کہ روزہ اور دیگر عبادات کا ثواب بھی حرم میں ایک لاکھ درجہ زیادہ ہوتا ہے لیکن ان کا ثبوت اس پائے کا نہیں ہے جس طرح نماز کی احادیث کا ثبوت ہے۔

علامہ بیری نے شرح الاشباہ والنظائر میں احکام المسجد کے تحت لکھا ہے کہ ہمارے اصحاب (احناف) کی یہ مذہب ہے کہ ایک لاکھ گنا اضافہ تمام مکہ کو شامل ہے بلکہ تمام حرم مکہ کو شامل ہے جیسا کہ علامہ نووی نے بھی اس کی تصحیح کی ہے۔ (ردالمحتار ج ۲ ص ۱۸۷، ۱۸۸، ملخصاً مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۰۷ھ ردالمحتار ج ۳ ص ۴۸۴، ۴۸۵، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۱۹ھ)

قبر انور کی فضیلت:

علامہ محمد بن علی بن محمد حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۷ھ لکھتے ہیں:

ہمارے نزدیک مدینہ (فقہی) حرم نہیں ہے، اور راجح قول یہ ہے کہ مکہ، مدینہ سے افضل ہے، ماسوا اس جگہ کے جہاں نبی (ﷺ) کا جسد اطہر ہے، کیونکہ وہ جگہ مطلقاً افضل ہے، حتیٰ کہ کعبہ عرش اور کرسی سے بھی افضل ہے۔

علامہ سیّد محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

قاضی عیاض وغیرہ نے کہا ہے کہ آپ کی قبر مبارک کعبہ سے افضل ہے اواس پر اجماع ہے اور قبر مبارک کے ماسوا مدینہ میں اختلاف ہے، ابن عقیل حنبلی نے کہا ہے کہ یہ جگہ عرش سے بھی افضل ہے اور تاج فاکہی نے کہا ہے کہ زمین آسمانوں سے افضل ہے کیونکہ زمین میں آپ آرام فرما ہیں۔ (ردالمحتار ج 2 ص 257، س مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ردالمحتار ج 4 ص 47 مطبوعہ دار احیاء التراث بیروت، 1419)

میں کہتا ہوں کہ خصوصیات سے مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کی فضیلت پر یہ حدیث ہے:

حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ نبی (ﷺ) نے فرمایا جس شخص نے میری مسجد میں چالیس نمازیں پڑھیں اور درمیان میں کوئی قضا نہیں ہوئی اس کے لیے دوزخ کے عذاب سے نجات عذاب سے نجات اور نفاق سے نجات لکھ دی جائے گی۔ (مسند احمد ج 3 ص 155 رقم الحدیث 12611 علم الکتب بیروت المعجم الاوسط رقم الحدیث: 5440)

ہمارے شیخ علامہ احمد سعید کاظمی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں مکہ مدینہ سے افضل ہے اور مدینہ مکہ سے زیادہ محبوب ہے اور اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے:

حضرت (رضی اللہ عنہا) بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ (ﷺ) نے دعا کی: اے اللہ! شیبہ بن ربیعہ عتبہ بن ربیعہ اور میہ بن خلف پر لعنت فرما کیونکہ انہوں نے ہمیں ہمارے وطن سے وبا کی زمین کی طرف نکا دیا پھر رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا: اے اللہ! ہمیں مدینہ ایسا محبوب بنادے جیسے ہمیں مکہ محبوب تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ اے اللہ! ہمارے صاع اور مد (پیمانوں) میں برکت دے ہمیں صحت دے اور مدینہ کے بخار کے جحفہ کی طرف منتقل کردے ہم مدینہ میں آئے تو وہ اللہ کی زمین پر سب سے زیادہ وبالی زمین تھی اور بطحان نالہ آہستہ آہستہ بہتا رہتا تھا۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: 1889، صحیح مسلم رقم الحدیث: 1376)

خلاصہ یہ ہے کہ افضل بہر حال مکہ مکرمہ ہے لیکن مدینہ منورہ مکہ مکرمہ سے زیادہ محبوب ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی (علیہ

الرحمۃ) کا ایک شعر ہے:

طیبہ نہ سہی افضل، مکہ ہی بڑا زاہد۔۔۔۔ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے۔

(تبیان القرآن، از علامہ غلام رسول سعیدی، تحت سورۃ ابراہیم: ۳۷)

بَابُ فَضْلِ الْمَسَاجِدِ الثَّلَاثَةِ

باب: تین مساجد کی فضیلت

1037- وَحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِي هَذَا وَمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الْأَقْصَى

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین مسجدوں کے علاوہ دوسری مسجد کی جانب کجاووں کو نہ کسا جائے اس میری مسجد، مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 779، معجم الاوسط: رقم الحدیث: 5110، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 2035، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 1399)

1038- وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ

دوسری سند میں ہے ان تین مساجد کے لئے کجاووں کو کسا جائے۔ (مرجع السابق)

1039- وَحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ أَنَّ عِمْرَانَ بْنَ أَبِي أَنَسٍ حَدَّثَهُ أَنَّ سَلْمَانَ الْأَغَرَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يُخْبِرُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا يُسَافَرُ إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ وَمَسْجِدِي وَمَسْجِدِ إِيلِيَاءَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صرف تین مسجدوں کے واسطے سفر اختیار کیا جائے مسجد کعبہ، میری مسجد اور مسجد ایلیاء (مسجد اقصیٰ یا بیت المقدس) (مرجع السابق)

تین مساجد والی حدیث کی تشریح:

مفتی احمد یار خاں نعیمی فرماتے ہیں:

"روایت ہے حضرت ابوسعید خدری سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تین مسجدوں کے سوا کسی طرف کجاوے نہ باندھیں جائیں ایک مسجد حرام، ایک مسجد اقصیٰ اور ایک میری یہ مسجد ا۔ (مسلم، بخاری)

شرح

ا۔ یعنی سواء ان مسجدوں کے کسی اور مسجد کی طرف اس لیے سفر کر کے جانا کہ وہاں نماز کا ثواب زیادہ ہے ممنوع ہے، جیسے بعض لوگ

جمعہ پڑھنے بدایوں سے دہلی جاتے تھے تاکہ وہاں کی جامع مسجد میں ثواب زیادہ ملے یہ غلط ہے، ہر جگہ کی مسجدیں ثواب میں برابر ہیں۔اس توجیہ پر حدیث بالکل واضح ہے۔ وہابی حضرات نے اسی کے معنی یہ سمجھے کہ سواء ان تین مسجدوں کے کسی اور مسجد کی طرف سفر ہی حرام ہے۔لہٰذا عرس، زیارت قبور وغیرہ کے لئے سفر حرام۔ اگر یہ مطلب ہو تو پھر تجارت، علاج، دوستوں کی ملاقات، علم دین سیکھنے وغیرہ تمام کاموں کے لیے سفر حرام ہوں گے اور ریلوے کا محکمہ معطل ہو کر رہ جائے گا اور یہ حدیث قرآن کے خلاف ہی ہوگی۔ اور دیگر احادیث کے بھی، رب فرماتا ہے:

"قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عٰقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ".

مرقاۃ نے اسی جگہ اور شامی نے "زیارت قبور" میں فرمایا کہ چونکہ ان تین مساجد کے سواء تمام مسجدیں برابر ہیں اس لئے اور مسجدوں کی طرف سفر ممنوع ہے اور اولیاء اللہ کی قبریں فیوض و برکات میں مختلف ہیں، لہٰذا زیارت قبور کے لیے سفر جائز کیا، یہ جہلاء انبیاء کرام کی قبور کی طرف سفر بھی منع کریں گے۔ (مراۃ المناجیح، کتاب الصلوۃ، باب مسجدوں اور نماز کے مقامات کا بیان)

بَابُ بَيَانِ الْمَسْجِدِ الَّذِيْ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى

باب: اس مسجد کا بیان جس کی بنیاد تقویٰ و پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے

1040-وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ حُمَيْدٍ الْخَرَّاطِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ مَرَّ بِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قُلْتُ لَهٗ كَيْفَ سَمِعْتَ اَبَاكَ يَذْكُرُ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِيْ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى قَالَ قَالَ لِيْ اَبِيْ دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِ بَعْضِ نِسَائِهٖ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الْمَسْجِدَيْنِ الَّذِيْ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى قَالَ فَاَخَذَ كَفًّا مِنْ حَصْبَاءَ فَضَرَبَ بِهِ الْاَرْضَ ثُمَّ قَالَ هُوَ مَسْجِدُكُمْ هٰذَا مَسْجِدُ الْمَدِيْنَةِ قَالَ فَقُلْتُ اَشْهَدُ اَنِّيْ سَمِعْتُ اَبَاكَ هٰكَذَا يَذْكُرُهٗ

ابوسلمہ بن عبدالرحمان کا بیان ہے کہ میرے پاس سے عبدالرحمن بن ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا تو ان سے میں نے دریافت کیا: جس مسجد کی بنیاد تقویٰ و پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے اس کے بارے میں اپنے والد محترم سے کیا سن رکھا ہے؟ اس پر انہوں نے فرمایا: میرے والد محترم نے فرمایا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے کسی کے کاشانہ اقدس پر حاضر ہوا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ان مساجد میں ایسی کون سی مسجد ہے جس کی بنیاد تقویٰ و پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی کنکریوں کی لے کر زمین پر ماری پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ تمہاری یہی مسجد ہی ہے مسجد مدینہ منورہ۔ اس پر میں نے کہا: میں شہادت بیان کرتا ہوں کہ میں نے بھی تمہارے والد محترم سے یونہی سن رکھا ہے۔ (مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 73، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 1604، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 323، مسند احمد: رقم الحدیث: 11061)

1041-وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَسَعِيْدُ بْنُ عَمْرٍو الْاَشْعَثِيُّ قَالَ سَعِيْدٌ اَخْبَرَنَا وَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ

حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي سَعِيدٍ فِي الْإِسْنَادِ

دوسری سند سے بھی یونہی روایت ہے۔(مرجع السابق)

تشریح:

قرآن کریم میں جس مسجد کی بابت فرمایا گیا ہے کہ اس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے، تو اس مسجد سے مراد مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہے، جیسا کہ احادیث مذکورہ بالا سے ثابت ہے۔

بَابُ فَضْلِ مَسْجِدِ قُبَاءٍ وَفَضْلِ الصَّلٰوةِ فِيهِ وَزِيَارَتِهِ

باب: مسجد قباء کی فضیلت اور اس میں نماز پڑھنے اور زیارت کرنے کی فضیلت

1042- وَحَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَزُورُ قُبَاءً رَاكِبًا وَمَاشِيًا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد قباء کی زیارت کے واسطے بعض دفعہ پیادہ پا تشریف لے جاتے اور بعض دفعہ سواری کے اوپر۔

1043- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي مَسْجِدَ قُبَاءٍ رَاكِبًا وَمَاشِيًا فَيُصَلِّي فِيهِ رَكْعَتَيْنِ قَالَ أَبُو بَكْرٍ فِي رِوَايَتِهِ قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ فَيُصَلِّي فِيهِ رَكْعَتَيْنِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد قباء بعض دفعہ پیادہ پا اور بعض دفعہ سواری کے اوپر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ تو اس میں دو رکعات نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔(مرجع السابق)

1044- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْتِي قُبَاءً رَاكِبًا وَمَاشِيًا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد قباء پیادہ پا اور سواری کے اوپر جلوہ فگن ہو کر تشریف لے جایا کرتے تھے۔(مرجع السابق)

1045- وَحَدَّثَنِي أَبُو مَعْنٍ الرَّقَاشِيُّ زَيْدُ بْنُ يَزِيدَ الثَّقَفِيُّ بَصْرِيٌّ ثِقَةٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ يَحْيَى الْقَطَّانِ

دوسری سند سے بھی یونہی مروی ہے۔(مرجع السابق)

Marfat.com

1046- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْتِي قُبَاءً رَاكِبًا وَمَاشِيًا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیادہ پا اور سوار ہو کر مسجد قباء تشریف لے جایا کرتے تھے۔ (مرجع السابق)

1047- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي قُبَاءً رَاكِبًا وَمَاشِيًا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیادہ پا اور سوار ہو کر مسجد قباء کو تشریف لے جایا کرتے تھے۔ (مرجع السابق)

1048- وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَأْتِي قُبَاءً كُلَّ سَبْتٍ وَكَانَ يَقُولُ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِيهِ كُلَّ سَبْتٍ

عبداللہ بن دینار کا بیان ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہر ہفتہ کے روز مسجد قباء کو جاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر ہفتہ کے روز مسجد قباء تشریف لے جاتے ہوئے ملاحظہ کیا ہے۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 10074، شعب الایمان: رقم الحدیث: 3889، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 1117، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 68)

1049- وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْتِي قُبَاءً كُلَّ سَبْتٍ كَانَ يَأْتِيهِ رَاكِبًا وَمَاشِيًا قَالَ ابْنُ دِينَارٍ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ہفتہ کے روز مسجد قباء کو تشریف لے جایا کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیادہ پا بھی اور سواری پر جلوہ فگن ہو کر بھی تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ابن دینار نے کہا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی یونہی کرتے تھے۔ (مرجع السابق)

1050- وَحَدَّثَنِيهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ هَاشِمٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ ابْنِ دِينَارٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ كُلَّ سَبْتٍ

دوسری سند سے بھی یونہی مروی ہے مگر اس میں ہفتہ کا تذکرہ نہیں ہے۔ (مرجع السابق)

تشریح: ''مسجد قبا کے فضائل:

حضرت جابر بن سمرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ جب اہل قبا نے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے یہ سوال کیا کہ ان کے لیے مسجد بنائی جائے تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص کھڑا ہو اور اونٹنی پر سوار ہو، حضرت ابوبکر نے اس پر سوار ہو کر اس کو اٹھانا چاہا، وہ نہیں اٹھی، پھر وہ آ کر بیٹھ گئے، پھر حضرت عمر نے اس پر سوار ہو کر اس کو چلانا چاہا وہ نہیں چلی، وہ بھی واپس آ کر بیٹھ گئے۔ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے پھر اپنے اصحاب سے فرمایا: تم میں سے بعض لوگ کھڑے ہوں اور اس اونٹنی پر سوار ہوں، حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے کھڑے ہو کر

اس کی رکاب میں پیر رکھا، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: اے علی! اس کی مہار ڈھیلی چھوڑ دو اور اس کے گھومنے کے گرد مسجد بناؤ کیونکہ یہ اونٹنی اللہ کے حکم کی مانند ہے۔ (المعجم الکبیر رقم الحدیث: ۲۰۳۳، مجمع الزوائد رقم الحدیث: ۵۸۹۷)

حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہر ہفتہ کے دن مسجد قبا جاتے تھے۔ خواہ پیدل یا سوار اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی اسی طرح کرتے تھے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۱۱۹۳، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۳۹۹، سنن النسائی رقم الحدیث: ۶۹۸، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۲۰۴۰)

حضرت اسید بن حضیر (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: مسجد قبا میں نماز پڑھنے کا اجر عمرہ کے برابر ہے۔

(سنن الترمذی رقم الحدیث: ۳۲۴، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۱۴۱۱) (تبیان القرآن، علامہ غلام رسول سعیدی تحت: سورۃ التوبۃ: ۱۰۸)

کتاب الحج کا خلاصہ:

چونکہ یہ کتاب حج وعمرہ کی بابت ہے، جس کا مفصل بیان ہو چکا، یہاں ہم اختصاراً آسانی کی غرض سے حج وعمرہ کا طریقہ بیان کریں گے جس کو آپ ''کتاب الحج'' کا خلاصہ کہہ سکتے ہیں۔

''عمرہ کرنے کا طریقہ:

غیر ملکی میقات سے عمرہ کا احرام باندھ لے' پاکستان کے رہنے والے ہوائی جہاز سے سفر کرتے ہیں اس لیے وہ اپنے گھر میں غسل کر کے احرام باندھ لیں' اور ایئر پورٹ کے لاؤنج میں دو رکعت نماز پڑھ کر عمرہ کر لیں: اے اللہ! میں عمرہ کے لیے حاضر ہوں' اس کو میرے لیے آسان کر دے اور میری طرف سے قبول فرما' پھر راستہ میں بہ کثرت تلبیہ پڑھے:

"لبیك اللهم لبیك لبیك لا شریك لك لبیك ان الحمد والنعمة لك والملك لا شریك لك"

مکہ مکرمہ پہنچ کر عمرہ ادا کرے یعنی بیت اللہ کا سات مرتبہ طواف کرے' اس طواف میں اضطباع کرے (احرام کی اوپر والی چادر کو دائیں بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے کے اوپر ڈال دے) پہلے تین چکروں میں رمل کرے (کندھے ہلا ہلا کر دوڑتے ہوئے طواف کرے [صرف مرد حضرات، علوی]) جب بھی حجر اسود کے سامنے سے گزرے تو اگر ممکن ہو تو اس کو بوسہ دے' جب رکن یمانی کے پاس سے گزرے تو اس کو بھی چھو کر اس کی تعظیم کرے' اس کو بوسہ دینے میں فقہاء احناف کے دو قول ہیں' ایک قول منع کا ہے اور ایک جواز کا' اگر اس کی تعظیم نہ کر سکے تو پھر اس کے قائم مقام ہاتھ سے اشارہ کرنا مشروع نہیں ہے۔ حجر اسود کی تعظیم کے ساتھ طواف کو ختم کرے' پھر مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت طواف پڑھے۔ اس کے بعد سعی کے ساتھ چکر لگائے' سعی صفا سے شروع کرے اور مروہ پر ختم کرے' صفا پر چڑھ کر کعبہ کی طرف منہ کر کے

"الله اکبر الله اکبر لا اله الا الله والله اکبر الله اکبر ولله الحمد"

پڑھے اور نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر صلوٰۃ پڑھے' پھر دونوں ہاتھ بلند کر کے دعا کرے' پھر مروہ کی طرف روانہ ہو' راستہ میں دو سبز نشانوں کے درمیان سے دوڑتا ہوا گزرے' طواف اور سعی کے دوران اس کو جو دعائیں اور اذکار یاد ہوں ان کو خضوع اور خشوع کے ساتھ پڑھتا رہے۔

صفا اور مروہ میں طواف مکمل کرنے کے بعد محرم سر کے بال کٹوا لے یا منڈوا لے اب اس کو عمرہ مکمل ہو گیا اور وہ احرام کی پابندیوں سے آزاد ہو گیا لیکن پھر بھی کوئی گناہ نہ کرے' فحش باتیں نہ کرے اور کسی سے لڑائی جھگڑا نہ کرے' آٹھ ذوالحجہ تک حسب استطاعت عمرے کرتا رہے اور مسجد حرام میں زیادہ سے زیادہ طواف کرتا رہے' عمرہ اور طواف میں طواف کی زیادہ فضیلت ہے' مسجد حرام میں کم از کم ایک بار قرآن مجید ختم کرنا چاہیے۔

حج کرنے کا طریقہ:

حج کرنے والا آٹھ ذوالحجہ کو صبح کی نماز مسجد حرام میں ادا کرے' حج کی نیت سے غسل کر کے احرام باندھے' دو رکعت نماز پڑھے اور یہ دعا کرے: اے اللہ! میں حج کا ارادہ کرتا ہوں تو اس کو میرے لیے آسان کر دے اور قبول فرما' اور فجر کی نماز کے بعد مکہ سے منیٰ کے لیے روانہ ہو جائے اور ظہر کی نماز وہاں پہنچ کر پڑھے' حج کی سعی کو طواف پر مقدم کرنا جائز ہے' اس لیے آسانی اس میں ہے کہ سات ذوالحجہ کو حج کا احرام باندھ لے اور حج کی سعی کرلے اور آٹھ تاریخ کی فجر کی نماز کے بعد منیٰ روانہ ہو جائے' اور بقیہ نمازیں منیٰ میں ادا کرے اور طلوع فجر کے بعد منیٰ سے عرفات کے لیے روانہ ہو' اگر امام کے ساتھ نماز پڑھے تو ظہر کے وقت میں ظہر اور عصر دونوں نمازوں کو جمع کر کے پڑھے' ورنہ ہر نماز اپنے وقت میں پڑھے' اس کے بعد جبل رحمت کے قریب جا کر قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور بلند آواز سے گڑگڑا کر دعا مانگے اور زندگی کے تمام گناہوں سے توبہ کرے' تاہم کھڑا ہونا شرط یا واجب نہیں ہے' اگر بیٹھ کر دعا کی پھر بھی جائز ہے۔ اس جگہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے وقوف فرمایا تھا' یہ جگہ میدان عرفات کے وسط میں ہے' اگر یہاں موقع نہ ملے تو وادی عرنہ کے سوا تمام میدان عرفات موقف ہے' میدان عرفات میں جس جگہ بھی کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر دعا کرلی' حج ہو جائے گا' غروب آفتاب تک میدان عرفات میں رہنا واجب ہے' غروب آفتاب کے بعد میدان عرفات سے مزدلفہ کے لیے روانہ ہو' راستہ میں

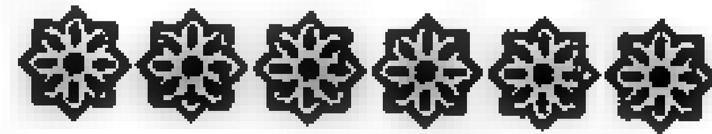
"اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد"۔

پڑھتا رہے۔ پیدل جانا مستحب ہے' مزدلفہ میں مغرب کی نماز عشاء کے وقت میں پڑھے' مغرب میں ادا کی نیت کرے اور اس کی سنتوں کو ترک کر دے' اس رات کو جاگ کر عبادت کرنا لیلۃ القدر میں جاگنے سے افضل ہے' اسی رات میں رمی کے لیے ستر، اسی کنکریاں چن لے' طلوع فجر کے بعد صبح کی نماز منہ اندھیرے پڑھے' اس کے بعد وقوف کرے (کھڑے ہو کر دعا کرے) وقوف کا وقت طلوع فجر سے لے کر طلوع شمس تک ہے' خواہ اس وقت چل رہا ہو وقوف ہو جائے گا ("اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد") پڑھے' تلبیہ پڑھے' درود شریف پڑھے اور دعا کرے' اور جب خوب روشنی پھیل جائے تو منیٰ کے لیے روانہ ہو اور جمرہ عقبہ کو رمی کرے' پانچ ہاتھ کے فاصلہ سے سات کنکریاں مارے' ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہے' رمی کے بعد قربانی کرے' پھر سر کے بال منڈوا لے یا کٹوا لے' منڈوانا افضل ہے (مردوں کے لیے، علوی) اگر بال کٹوائے تو ایک پور کے برابر کٹوائے' چوتھائی سر کے بال کٹوانا واجب ہے اور پورے سر کے بالوں کو کٹوانا مستحب ہے' سر منڈوانے کے بعد وہ حلال ہو گیا اور بیوی سے جماع کے علاوہ اس پر ہر چیز حلال ہو گئی' پھر ایام نحر کے تین دنوں میں سے کسی ایک دن مکہ جا کر طواف زیارت کرلے اگر پہلے سعی کر چکا ہے تو اس طواف میں رمل نہیں کرے گا' اور اگر پہلے سعی نہیں کی تو پہلے تین چکروں میں رمل کرے گا اور سات چکر پورے کرے' دو رکعت نماز طواف پڑھے گا اور

Marfat.com

اس کے بعد سعی کرے گا' طواف زیارت کے بعد اس پر بیوی بھی حلال ہو جائے گی۔ اگر اس نے طواف زیارت کو قربانی کے تین دنوں کے بعد کیا تو یہ فعل مکروہ تحریمی ہے اور اس پر دم لازم آئے گا (طواف زیارت کا وقت ساری عمر ہے) وقوف عرفات اور طواف زیارت کرنے کے بعد حج کے فرائض ادا ہو گئے' وقوف مزدلفہ حج کی سعی اور رمی جمرات واجب ہیں' ان میں سے کسی ایک کے بھی ترک سے دم لازم آئے گا' دس ذوالحجہ کو طواف زیارت کرنے کے بعد منیٰ لوٹ آئے اور رات وہاں گزارے' اور گیارہ تاریخ کو زوال کے بعد تینوں جمرات پر رمی کرے اور ہر جمرہ پر سات سات کنکریاں مارے' پھر بارہ تاریخ کو اسی طرح کنکریاں مارے۔ دس تاریخ کو رمی کا وقت فجر سے غروب تک ہے اور گیارہ اور بارہ تاریخ کو زوال سے لے کر غروب تک ہے' تیرہ تاریخ کو طلوع فجر سے پہلے منیٰ سے مکہ روانہ ہو سکتا ہے اور اگر تیرہ تاریخ کی فجر کو پا لیا تو پھر اس دن کی رمی کرنی ہوگی۔ جب مکہ مکرمہ سے روانہ ہونے کا ارادہ کرے تو الوداعی طواف کرے' اس کو طواف صدر کہتے ہیں' یہ طواف واجب ہے' افتتاحی طواف کو طواف قدوم کہتے ہیں' یہ مستحب ہے' طواف زیارت فرض ہے اور طواف صدر یا طواف وداع واجب ہے۔ طواف وداع کرنے کے بعد حج کے تمام ارکان اور واجبات ادا ہو گئے اور حج مکمل ہو گیا' اس کے بعد مدینہ منورہ کا سفر کرے اور وہاں آٹھ یا نو دن کے قیام میں کوشش کرے کہ مسجد نبوی میں نمازوں کا اجر و ثواب بہت زیادہ ہے۔"

(تبیان القرآن، از علامہ غلام رسول سعیدی، تحت: سورۃ البقرۃ: ۱۹۶، فرید بک سٹال)



كِتَابُ الرِّضَاع

دودھ کے رشتوں کا بیان

1051-حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا وَإِنَّهَا سَمِعَتْ صَوْتَ رَجُلٍ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ هَذَا رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرَاهُ فُلَانًا لِعَمِّ حَفْصَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ قَالَتْ عَائِشَةُ يَا رَسُولَ اللهِ لَوْ كَانَ فُلَانٌ حَيًّا لِعَمِّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ دَخَلَ عَلَيَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ إِنَّ الرَّضَاعَةَ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الْوِلَادَةُ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس جلوہ افروز ہوئے تو میں نے اس وقت ایک آواز کو سنا کہ کوئی آدمی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارکہ میں آنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ فرماتی ہیں کہ میں عرض گزار ہوئی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس آدمی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرہ مبارکہ میں حاضر ہونے کا اذن مانگا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے خیال کے مطابق یہ فلاں آدمی ہے۔ جو کہ حفصہ کا دودھ شریک چچا ہے۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عرض گزار ہوئیں: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر فلاں آدمی حیات ہوتا جو کہ میرا دودھ شریک چچا تھا تو کیا وہ بھی میرے پاس آسکتا تھا؟ ارشاد فرمایا: ہاں رضاعت سے وہ سارے رشتے حرام ہو جایا کرتے ہیں جو نسب کے لحاظ سے حرام ہوا کرتے ہیں۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 13680، سنن دارمی: رقم الحدیث: 2304، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 2874، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 4370)

1052-وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ح وَحَدَّثَنِي أَبُو مَعْمَرٍ إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْهُذَلِيُّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمِ الْبَرِيدُ جَمِيعًا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ سارے رشتے رضاعت کے لحاظ سے حرام ہو جایا کرتے ہیں جو نسب کے لحاظ سے حرام ہوتے ہیں۔ (مرجع السابق)

1053-وَحَدَّثَنِيهِ إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي

Marfat.com

بَكْرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ

دوسری سند سے بھی یونہی مروی ہے۔ (مرجع السابق)

1054-حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أَفْلَحَ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ جَاءَ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا وَهُوَ عَمُّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ بَعْدَ أَنْ أُنْزِلَ الْحِجَابُ قَالَتْ فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ فَلَمَّا جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي صَنَعْتُ فَأَمَرَنِي أَنْ آذَنَ لَهُ عَلَيَّ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے دودھ شریک چچا ابوالقعیس کے بھائی افلح آئے اور انہوں نے مجھ سے اندر حاضر ہونے کا اذن مانگا اور یہ واقعہ احکام پردہ کے نزول کے بعد کا ہے۔ تو میں نے ان کو اندر آنے کا اذن نہ دیا۔ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ فگن ہو گئے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بتائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان کو اندر آنے کا اذن عطا کر دینا۔

(مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 4382، مسند احمد: رقم الحدیث: 24271، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 90، سنن دارمی: رقم الحدیث: 2248)

1055-وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَتَانِي عَمِّي مِنَ الرَّضَاعَةِ أَفْلَحُ بْنُ أَبِي قُعَيْسٍ فَذَكَرَ بِمَعْنَى حَدِيثِ مَالِكٍ وَزَادَ قُلْتُ إِنَّمَا أَرْضَعَتْنِي الْمَرْأَةُ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ قَالَ تَرِبَتْ يَدَاكِ أَوْ يَمِينُكِ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے دودھ شریک چچا افلح بن ابی قعیس مجھ سے ملنے کو آئے آگے پیچھے والا واقعہ ہے۔ اس میں یہ اضافہ ہے کہ میں عرض گزار ہوئی: مجھے تو عورت نے دودھ پلایا ہے مرد نے تو نہیں پلایا ہے۔ ارشاد فرمایا: تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں۔ (مرجع السابق)

1056-وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُ جَاءَ أَفْلَحُ أَخُو أَبِي الْقُعَيْسِ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا بَعْدَ مَا نَزَلَ الْحِجَابُ وَكَانَ أَبُو الْقُعَيْسِ أَبَا عَائِشَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَا آذَنُ لِأَفْلَحَ حَتَّى أَسْتَأْذِنَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ أَبَا الْقُعَيْسِ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِي وَلَكِنْ أَرْضَعَتْنِي امْرَأَتُهُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَمَّا دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أَفْلَحَ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ جَاءَنِي يَسْتَأْذِنُ عَلَيَّ فَكَرِهْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ حَتَّى أَسْتَأْذِنَكَ قَالَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ائْذَنِي لَهُ قَالَ عُرْوَةُ فَبِذَلِكَ كَانَتْ عَائِشَةُ تَقُولُ حَرِّمُوا مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا تُحَرِّمُونَ مِنَ النَّسَبِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابوالقعیس کے بھائی افلح پردہ کے احکام کے نزول کے بعد آئے اور انہوں نے مجھ سے ملنے کا اذن مانگا۔ ابوقعیس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دودھ شریک والد تھے۔ فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! میں تب تک افلح کو اذن نہ دوں گی جس وقت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت نہ کر پاؤں اس لئے کہ مجھے تو ابوالقعیس کی بیوی نے دودھ پلایا ہے نہ

Marfat.com

اس نے۔ فرماتی ہیں کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ افروز ہوئے تو میں عرض گزار ہوئی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ابوقعیس کا بھائی مجھ سے ملنے کے لئے آیا تھا تو میں نے ان کو اذن دینا پسند نہ کیا جب تک کہ آپ سے دریافت نہ کرلوں۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے اذن دیدیا کرو۔ عروہ کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس وجہ سے فرمایا کرتی تھیں کہ جن رشتوں سے نسب کو حرام ٹھہراتے ہو ان رشتوں کو رضاعت کے لحاظ سے بھی حرام ٹھہراؤ۔ (مرجع السابق)

1057-وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ جَآءَ اَفْلَحُ اَخُو اَبِي الْقُعَيْسِ يَسْتَاْذِنُ عَلَيْهَا بِنَحْوِ حَدِيْثِهِمْ وَفِيْهِ فَاِنَّهٗ عَمُّكِ تَرِبَتْ يَمِيْنُكِ وَكَانَ اَبُو الْقُعَيْسِ زَوْجَ الْمَرْاَةِ الَّتِيْ اَرْضَعَتْ عَآئِشَةَ رضی اللہ عنہا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابوقعیس رضی اللہ عنہ کے بھائی افلح انہیں ملنے کے لئے آئے آگے سابق حدیث کی طرح ہے مگر اضافہ اس میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں وہ تو تمہارے چچا لگتے ہیں اور ابو قعیس رضی اللہ عنہ اس عورت کے شوہر تھے جس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دودھ پلایا تھا۔ (مرجع السابق)

1058-وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ جَآءَ عَمِّيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ يَسْتَاْذِنُ عَلَيَّ فَاَبَيْتُ اَنْ اٰذَنَ لَهٗ حَتّٰى اَسْتَاْمِرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ اِنَّ عَمِّيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ اسْتَاْذَنَ عَلَيَّ فَاَبَيْتُ اَنْ اٰذَنَ لَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ عَمُّكِ قُلْتُ اِنَّمَا اَرْضَعَتْنِي الْمَرْاَةُ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ قَالَ اِنَّهٗ عَمُّكِ فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے رضائی چچا تشریف لائے انہوں نے مجھ سے ملنے کا اذن مانگا تھا تو میں نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اذن لئے بنا اذن دینے سے انکار کر دیا۔ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ افروز ہوئے تو میں عرض گزار ہوئی: مجھ سے میرے رضائی چچا نے اذن مانگا تو میں نے انکار کر دیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارا چچا تمہارے پاس آ سکتا ہے۔ میں عرض گزار ہوئی: مجھے تو عورت نے دودھ پلایا تھا مرد نے تو نہ پلایا تھا۔ ارشاد فرمایا: وہ تمہارا چچا ہے اور تمہارے پاس آ سکتا ہے۔ (مرجع السابق)

1059-عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ اَنَّ اَخَا اَبِي الْقُعَيْسِ اسْتَاْذَنَ عَلَيْهَا فَذَكَرَ نَحْوَهٗ وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ اسْتَاْذَنَ عَلَيْهَا اَبُو الْقُعَيْسِ

اس روایت میں ہے کہ حضرت ابوقعیس رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اذن مانگتے۔ (مرجع السابق)

1060-وَحَدَّثَنِيْ حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَا اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَآئِشَةَ اَخْبَرَتْهُ قَالَتِ اسْتَاْذَنَ عَلَيَّ عَمِّيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ اَبُو الْجَعْدِ فَرَدَدْتُّهٗ قَالَ لِيْ هِشَامٌ اِنَّمَا هُوَ اَبُو الْقُعَيْسِ فَلَمَّا جَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرْتُهٗ

Marfat.com

ذٰلِكَ قَالَ فَهَلَّا اَذِنْتِ لَهٗ تَرِبَتْ يَمِيْنُكِ اَوْ يَدُكِ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھ سے میرے رضاعی چچا ابوالجعد نے اندر آنے کا اذن مانگا تو انہیں میں نے لوٹا دیا۔ ہشام کا بیان ہے کہ یہی ابوالقعیس رضی اللہ عنہ ہیں۔ فرماتی ہیں کہ جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ افروز ہوئے تو میں نے یہ بات بتائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں انہیں تم نے کیونکر نہ آنے دیا۔ (مرجع السابق)

1061- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ عِرَاكٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ عَمَّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ يُسَمّٰى اَفْلَحَ اسْتَاْذَنَ عَلَيْهَا فَحَجَبَتْهُ فَاَخْبَرَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهَا لَا تَحْتَجِبِيْ مِنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان سے افلح نام کے رضاعی چچا نے ملنے کا اذن طلب کیا تو میں نے ان سے حجاب کر لیا۔ میں نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتائی تو ارشاد فرمایا: ان سے حجاب نہ کرو اس لئے کہ جو رشتے نسب سے حرام ہو جاتے ہیں وہ رضاعت سے بھی حرام ہو جایا کرتے ہیں۔ (مرجع السابق)

1062- وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اسْتَاْذَنَ عَلَيَّ اَفْلَحُ بْنُ قُعَيْسٍ فَاَبَيْتُ اَنْ اٰذَنَ لَهٗ فَاَرْسَلَ اِنِّيْ عَمُّكِ اَرْضَعَتْكِ امْرَاَةُ اَخِيْ فَاَبَيْتُ اَنْ اٰذَنَ لَهٗ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ لِيَدْخُلْ عَلَيْكِ فَاِنَّهٗ عَمُّكِ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھ سے افلح بن قعیس نے اندر آنے کا اذن مانگا تو انہیں میں نے اذن دینے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے کہلوا بھیجا کہ میں تمہارا رضاعی چچا ہوں میرے بھائی کی اہلیہ نے آپ رضی اللہ عنہا کو دودھ پلایا ہے تو اسے میں نے پھر بھی اذن نہ دیا۔ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ گر ہوئے تو میں نے یہ بات بتائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ تمہارے پاس اندر آ سکتا ہے اس لئے کہ وہ تمہارا چچا ہے۔ (مرجع السابق)

1063- وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَاللَّفْظُ لِاَبِيْ بَكْرٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لَكَ تَنَوَّقُ فِيْ قُرَيْشٍ وَّتَدَعُنَا فَقَالَ وَعِنْدَكُمْ شَيْءٌ قُلْتُ نَعَمْ بِنْتُ حَمْزَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِيْ اِنَّهَا ابْنَةُ اَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مائل ہونا بجانب قریش ہے۔ اور ہم کو ترک کر دیتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: کیا تمہارے پاس کوئی رشتہ ہے؟ میں عرض گزار ہوا: ہاں۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہے۔ ارشاد فرمایا: وہ میرے واسطے حلال نہیں ہے اس لئے کہ وہ میری رضاعی بھتیجی ہے۔ (معجم الکبیر: رقم الحدیث:

Marfat.com

2921، سنن بیہقی الکبری: رقم الحدیث: 15391، سنن دارمی: رقم الحدیث: 2249، مستدرک: رقم الحدیث: 3189)

1064- وَحَدَّثَنَاهُ عُثْمَانُ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ عَنْ جَرِيرٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِي ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ كُلُّهُمْ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ بِمِثْلِهِ

دوسری سند سے بھی یونہی مروی ہے۔ (مرجع السابق)

1065- وَحَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُرِيدَ عَلَى ابْنَةِ حَمْزَةَ فَقَالَ اِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِي اِنَّهَا ابْنَةُ اَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ وَيَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الرَّحِمِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سے نکاح فرمالیجیے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ میرے واسطے حلال نہیں وہ تو میرے رضاعی بھائی کی صاحبزادی ہے۔ اور رضاعت سے وہ رشتے حرام ہو جایا کرتے ہیں جو نسب سے حرام ہو جایا کرتے ہیں۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 5444، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 2922، سنن النسائی: رقم الحدیث: 3252، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث: 265)

1066- وَحَدَّثَنَاهُ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَهُوَ الْقَطَّانُ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى بْنِ مِهْرَانَ الْقُطَعِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ جَمِيعًا عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ اَبِي عَرُوبَةَ كِلَيْهِمَا عَنْ قَتَادَةَ بِاِسْنَادِ هَمَّامٍ سَوَاءً غَيْرَ اَنَّ حَدِيثَ شُعْبَةَ انْتَهٰى عِنْدَ قَوْلِهِ ابْنَةُ اَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ وَفِي حَدِيثِ سَعِيدٍ وَاِنَّهُ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ وَفِي رِوَايَةِ بِشْرِ بْنِ عُمَرَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ

دوسری سند سے بھی یونہی مروی ہے۔ (مرجع السابق)

1067- وَحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْاَيْلِيُّ وَاَحْمَدُ بْنُ عِيسٰى قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ مُسْلِمٍ يَقُولُ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ مُسْلِمٍ يَقُولُ سَمِعْتُ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَقُولُ سَمِعْتُ اُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ قِيلَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْنَ اَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ عَنِ ابْنَةِ حَمْزَةَ اَوْ قِيلَ اَلَا تَخْطُبُ بِنْتَ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ اِنَّ حَمْزَةَ اَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ

زوج النبی حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں عرض کیا گیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لڑکی کے متعلق کیوں نہیں سوچ پا رہے؟ یا یہ عرض کیا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی لڑکی کو پیغامِ نکاح کیوں نہیں دے پا رہے؟ ارشاد فرمایا: حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ تو میرے رضاعی بھائی

ہیں۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 5481، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 417، 904، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 2058، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 13215)

1068-حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اُمِّ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ بِنْتِ اَبِيْ سُفْيَانَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ هَلْ لَكَ فِيْ اُخْتِيْ بِنْتِ اَبِيْ سُفْيَانَ قَالَ اَفْعَلُ مَاذَا قُلْتُ تَنْكِحُهَا قَالَ اَوَ تُحِبِّيْنَ ذٰلِكِ قُلْتُ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَّاَحَبُّ مَنْ شَرَكَنِيْ فِي الْخَيْرِ اُخْتِيْ قَالَ فَاِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِيْ قُلْتُ فَاِنِّيْ اُخْبِرْتُ اَنَّكَ تَخْطُبُ دُرَّةَ بِنْتَ اَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ اِبْنَتَ اُمِّ سَلَمَةَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ لَوْ اَنَّهَا لَمْ تَكُنْ رَبِيْبَتِيْ فِيْ حَجْرِيْ مَا حَلَّتْ لِيْ اِنَّهَا ابْنَةُ اَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ اَرْضَعَتْنِيْ وَاَبَاهَا ثُوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا اَخَوَاتِكُنَّ

حضرت اُمّ حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میرے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہوئے تو میں عرض گزار ہوئی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری ہمشیرہ بنت ابی سفیان کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا خیال ہے؟ ارشاد فرمایا: میں کیا کروں؟ عرض گزار ہوئیں: ان سے نکاح فرما لیجئے۔ ارشاد فرمایا: اسے تم پسند کرتی ہو؟ عرض کیا: میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ترک تو نہیں کرنا چاہتی مگر میری یہ سوچ ہے کہ اس خیر میں میری ہمشیرہ بھی شامل ہو جائے۔ ارشاد فرمایا: وہ تو میرے واسطے حلال بھی نہیں ہے۔ میں عرض گزار ہوئی: مجھے یہ پتہ چلا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درۃ بنت اُمّ سلمہ کو نکاح کا پیغام دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ اُمّ سلمہ کی صاحبزادی؟ عرض کیا: ہاں۔ ارشاد فرمایا: اگر وہ میری لے پالک بھی نہ ہوتی تو وہ پھر بھی میرے واسطے حلال نہ ہوتی، وہ تو میری بھتیجی ہے۔ مجھے اور اس کے باپ کو ثویبہ نے دودھ پلایا ہے پس تم مجھے اپنی صاحبزادیوں اور ہمشیروں کا پیغام نہ دیا کرو۔ (مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث: 7001، مسند احمد: رقم الحدیث: 25288، مسند اسحاق بن راہویہ: رقم الحدیث: 1959، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 2056)

1069-وَحَدَّثَنِيْهِ سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّاءَ بْنِ اَبِيْ زَائِدَةَ ح وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا الْاَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ اَخْبَرَنَا زُهَيْرٌ كِلَاهُمَا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ سَوَاءً

دوسری سند سے بھی یونہی مروی ہے۔ (مرجع السابق)

1070-وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ اَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ شِهَابٍ كَتَبَ يَذْكُرُ اَنَّ عُرْوَةَ حَدَّثَهُ اَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ اَبِيْ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ اَنَّ اُمَّ حَبِيْبَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَتْهَا اَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللهِ انْكِحْ اُخْتِيْ عَزَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتُحِبِّيْنَ ذٰلِكِ فَقَالَتْ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللهِ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَّاَحَبُّ مَنْ شَرَكَنِيْ فِيْ خَيْرٍ اُخْتِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ ذٰلِكِ لَا يَحِلُّ لِيْ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ فَاِنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّكَ تُرِيْدُ اَنْ تَنْكِحَ دُرَّةَ بِنْتَ اَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ اِبْنَتَ اَبِيْ سَلَمَةَ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّهَا لَمْ تَكُنْ رَبِيْبَتِيْ فِيْ حَجْرِيْ مَا حَلَّتْ

لِي إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ أَرْضَعَتْنِي وَأَبَاهَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ

زوج النبی حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں عرض گزار ہوئیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری ہمشیرہ عزہ سے نکاح فرمالیجئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا اسے تم پسند کرتی ہو؟ وہ عرض گزار ہوئیں: ہاں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مگر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑوں گی نہیں۔ مگر میری تو یہ خواہش ہے کہ وہ بھی اس خیر میں شامل ہو جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ تو میرے واسطے حلال بھی نہیں۔ فرماتی ہیں کہ میں عرض گزار ہوئی: مجھے یہ بات پتہ چلی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درۃ بنت ابی سلمہ سے نکاح کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: اس ابوسلمہ کی لڑکی سے؟ عرض کیا: ہاں! ارشاد فرمایا: اگر وہ میری لے پالک نہ ہوتی تو میرے واسطے تب بھی حلال نہ ہوتی۔ وہ تو میرے رضاعی بھائی کی صاحبزادی ہے۔ اس کے باپ اور مجھے ثویبہ نے دودھ پلایا ہے۔ تم مجھ پر اپنی ہمشیروں اور صاحبزادیوں کو پیش نہ کیا کرو۔ (مرجع السابق)

1071- وَحَدَّثَنِيهِ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ ح وَحَدَّثَنَاهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُسْلِمٍ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِإِسْنَادِ ابْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْهُ نَحْوَ حَدِيثِهِ وَلَمْ يُسَمِّ أَحَدٌ مِنْهُمْ فِي حَدِيثِهِ عَزَّةَ غَيْرُ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ

دوسری سند سے بھی یہ روایت ہے یزید بن ابی حبیب کی سند کے علاوہ کسی بھی روایت میں عزہ کا نام نہیں ہے۔ (مرجع السابق)

1072- حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ ح وَحَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ كِلَاهُمَا عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ سُوَيْدٌ وَزُهَيْرٌ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَالْمَصَّتَانِ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک دفعہ یا دو دفعہ چسکی لینے سے حرمت کا اثبات نہیں ہوتا۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 5451، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 1931، سنن النسائی: رقم الحدیث: 3258، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 4412)

1073- وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ كُلُّهُمْ عَنِ الْمُعْتَمِرِ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَيُّوبَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ قَالَتْ دَخَلَ أَعْرَابِيٌّ عَلَى نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي بَيْتِي فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنِّي كَانَتْ لِي امْرَأَةٌ فَتَزَوَّجْتُ عَلَيْهَا أُخْرَى فَزَعَمَتِ امْرَأَتِي الْأُولَى أَنَّهَا أَرْضَعَتِ امْرَأَتِي الْحُدْثَى رَضْعَةً أَوْ رَضْعَتَيْنِ فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُحَرِّمُ الْإِمْلَاجَةُ وَالْإِمْلَاجَتَانِ

Marfat.com

حضرت اُمّ الفضل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس دوران میرے حجرہ کے اندر تھے وہ عرض گزار ہوا: یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! میرے عقد میں ایک عورت تھی تو میں اس کے ہوتے ہوئے دوسری عورت سے عقد کر بیٹھا میری پہلے والی اہلیہ کا یہ کہنا ہے کہ اس نے اسے ایک چسکی یا دو چسکیاں دودھ پلایا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک اور دو چسکیوں سے حرمت کا اثبات نہیں ہوتا۔ (معجم الکبیر: رقم الحدیث: 31، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 28، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 15405، سنن الدارمی: رقم الحدیث: 2307)

1074- وَحَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ صَالِحِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ قَالَ يَا نَبِيَّ اللهِ هَلْ تُحَرِّمُ الرَّضْعَةُ الْوَاحِدَةُ قَالَ لَا

حضرت اُمّ الفضل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بنو عامر بن صعصعہ کا ایک آدمی عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! ایک ایک چسکی سے حرمت کا اثبات ہوتا ہے۔ ارشاد فرمایا: نہیں۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 5454، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث: 7072، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 4229، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 4413)

1075- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ أُمَّ الْفَضْلِ حَدَّثَتْ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُحَرِّمُ الرَّضْعَةُ أَوِ الرَّضْعَتَانِ أَوِ الْمَصَّةُ أَوِ الْمَصَّتَانِ

حضرت اُمّ الفضل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک چسکی یا دو چسکیوں سے حرمت کا اثبات نہیں ہوا کرتا۔ (مرجع السابق)

1076- وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ عَبْدَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ أَمَّا إِسْحٰقُ فَقَالَ كَرِوَايَةِ ابْنِ بِشْرٍ أَوِ الرَّضْعَتَانِ أَوِ الْمَصَّتَانِ وَأَمَّا ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فَقَالَ وَالرَّضْعَتَانِ وَالْمَصَّتَانِ

دوسری سند سے بھی یونہی مروی ہے۔ (مرجع السابق)

1077- وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُحَرِّمُ الْإِمْلَاجَةُ وَالْإِمْلَاجَتَانِ

حضرت اُمّ الفضل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک چسکی یا دو چسکیوں سے حرمت کا اثبات نہیں ہوتا۔ (مرجع السابق)

Marfat.com

1078-حَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ سَعِیْدٍ الدَّارِمِیُّ حَدَّثَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِی الْخَلِیْلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ اُمِّ الْفَضْلِ سَاَلَ رَجُلٌ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتُحَرِّمُ الْمَصَّةُ فَقَالَ لَا

حضرت اُمّ الفضل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ سے ایک آدمی نے پوچھا: کیا ایک بار دودھ چوسنے سے حرمت کا اثبات ہوتا ہے۔ ارشاد فرمایا: نہیں۔ (مرجع السابق)

1079-وَحَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیَی قَالَ قَرَاْتُ عَلٰی مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ فِیْمَا اُنْزِلَ مِنَ الْقُرْاٰنِ عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَعْلُوْمَاتٍ یُحَرِّمْنَ ثُمَّ نُسِخْنَ بِخَمْسٍ مَعْلُوْمَاتٍ فَتُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهِیَ فِیْمَا یُقْرَاُ مِنَ الْقُرْاٰنِ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قرآن مجید میں پہلے پہل اس بات کا نزول ہوا تھا کہ دس چسکیوں سے حرمت واجب ہوتی ہے پھر وہ منسوخ ہوگیا پھر پانچ چسکیوں سے حرمت کا حکم ہوا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دنیا سے ظاہری پردہ فرمانے تک یونہی قرآن مجید میں پڑھا جاتا تھا۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 5448، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 2064، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 15397، سنن النسائی: رقم الحدیث: 3255)

1080-حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِیُّ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ یَحْیَی وَهُوَ ابْنُ سَعِیْدٍ عَنْ عَمْرَةَ اَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ تَقُوْلُ وَهِیَ تَذْكُرُ الَّذِیْ یُحَرِّمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ قَالَتْ عَمْرَةُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ نَزَلَ فِی الْقُرْاٰنِ عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَعْلُوْمَاتٍ ثُمَّ نَزَلَ اَیْضًا خَمْسٌ مَعْلُوْمَاتٌ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ دس چسکیوں کے حکم کا نزول قرآن مجید میں ہوا پھر پانچ کا۔ (مرجع السابق)

1081-وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ یَحْیَی بْنَ سَعِیْدٍ قَالَ اَخْبَرَتْنِیْ عَمْرَةُ اَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ تَقُوْلُ بِمِثْلِهٖ

دوسری سند سے اس کی مثل مروی ہے۔ (مرجع السابق)

1082-وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ اَبِیْ عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَیْلٍ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اَرٰی فِیْ وَجْهِ اَبِیْ حُذَیْفَةَ مِنْ دُخُوْلِ سَالِمٍ وَهُوَ حَلِیْفُهٗ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرْضِعِیْهِ فَقَالَتْ وَكَیْفَ اُرْضِعُهٗ وَهُوَ رَجُلٌ كَبِیْرٌ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ قَدْ عَلِمْتُ اَنَّهٗ رَجُلٌ كَبِیْرٌ زَادَ عَمْرٌو فِیْ حَدِیْثِهٖ وَكَانَ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَفِیْ رِوَایَةِ ابْنِ اَبِیْ عُمَرَ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں سہلہ بنت سہیل حاضر ہوکر عرض گزار ہوئیں: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! سالم کے پاس آنے سے میں ابوحذیفہ کے چہرہ پر اظہار ناراضگی پاتی ہوں حالانکہ وہ تو ان کا حلیف

Marfat.com

ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: تم اس کو دودھ پلادو۔ وہ عرض گزار ہوئیں: کس طرح اسے دودھ پلاؤں۔ وہ تو جوان شخص ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرادیے۔ ارشادفرمایا: مجھے بھی پتہ ہے کہ وہ جوان شخص ہے۔ عمرو نے اپنی حدیث میں یہ اضافہ کیا کہ سالم بدری صحابی تھے۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس دیئے۔ (مستدرک: رقم الحدیث: 5002، معجم کبیر: رقم الحدیث: 740، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 1933، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 15425)

1083-وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنِ الثَّقَفِيِّ قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ سَالِمًا مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ كَانَ مَعَ أَبِي حُذَيْفَةَ وَأَهْلِهِ فِي بَيْتِهِمْ فَأَتَتْ يَعْنِي بِنْتَ سُهَيْلٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنَّ سَالِمًا قَدْ بَلَغَ مَا يَبْلُغُ الرِّجَالُ وَعَقَلَ مَا عَقَلُوا وَإِنَّهُ يَدْخُلُ عَلَيْنَا وَإِنِّي أَظُنُّ أَنَّ فِي نَفْسِ أَبِي حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْضِعِيهِ تَحْرُمِي عَلَيْهِ وَيَذْهَبِ الَّذِي فِي نَفْسِ أَبِي حُذَيْفَةَ فَرَجَعَتْ إِلَيْهِ فَقَالَتْ إِنِّي قَدْ أَرْضَعْتُهُ فَذَهَبَ الَّذِي فِي نَفْسِ أَبِي حُذَيْفَةَ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سالم مولیٰ ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ ان کی معیت مکان میں رہا کرتا تھا تو حضرت سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوئیں: سالم دوسرے مردوں کی طرح جوان ہو چکا ہے۔ اور ایسی باتوں کو وہ جاننے لگ گیا ہے جنہیں مرد جانتا ہے۔ اس کا ہمارے گھر آنا جانا لگا رہتا ہے اور میں دیکھتی ہوں کہ حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کو یہ پسند نہیں اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: اسے دودھ پلا دو تا کہ تم اس کے اوپر حرام ہو جاؤ۔ اس سے جو حذیفہ کو ناپسندیدگی ہوتی ہے وہ ختم ہو جائے گی چنانچہ وہ پھر لوٹ کر حاضر ہوکر عرض گزار ہوئیں: میں نے اسے دودھ پلا دیا ہے۔ اور حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے دل میں جو ناپسندیدگی تھی وہ بھی ختم ہو گئی ہے۔ (مرجع السابق)

1084-وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ سَهْلَةَ بِنْتَ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو جَاءَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ سَالِمًا مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ مَعَنَا فِي بَيْتِنَا وَقَدْ بَلَغَ مَا يَبْلُغُ الرِّجَالُ وَعَلِمَ مَا يَعْلَمُ الرِّجَالُ قَالَ أَرْضِعِيهِ تَحْرُمِي عَلَيْهِ قَالَ فَمَكَثْتُ سَنَةً أَوْ قَرِيبًا مِنْهَا لَا أُحَدِّثُ بِهِ رَهْبَتَهُ ثُمَّ لَقِيتُ الْقَاسِمَ فَقُلْتُ لَهُ لَقَدْ حَدَّثْتَنِي حَدِيثًا مَا حَدَّثْتُهُ بَعْدُ قَالَ فَمَا هُوَ فَأَخْبَرْتُهُ قَالَ فَحَدِّثْهُ عَنِّي أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْنِيهِ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں سہلہ بنت سہیل حاضر ہوکر عرض گزار ہوئیں: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! سالم مولیٰ ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ ہمارے ساتھ ہمارے مکان میں رہا کرتے ہیں وہ دوسرے مردوں کی طرح بالغ ہو چکے ہیں۔ اور مردوں کی طرح باتوں کو سمجھنے لگ گئے ہیں۔ ارشادفرمایا: اسے تم دودھ پلا ڈالو۔ تو تم اس کے اوپر حرام ہو

Marfat.com

جاؤں گی۔ابن ابی ملیکہ نے کہا ہے کہ میں نے ڈر کی وجہ سے اس حدیث کو ایک سال تک بیان نہ کیا پھر میری قاسم سے ملاقات ہوئی میں نے کہا: مجھے تم نے ایک حدیث بیان فرمائی تھی وہ خوف کی وجہ سے میں نے کسی کو بھی آج تک نہ بیان کی تو میں نے ان کو وہی حدیث بیان کی۔تو انہوں نے فرمایا: مجھ سے اس حدیث کو بغیر کسی خوف وخطرے کے بیان کرو۔(مرجع السابق)

1085-وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ لِعَائِشَةَ اِنَّهُ يَدْخُلُ عَلَيْكِ الْغُلَامُ الْاَيْفَعُ الَّذِيْ مَا اُحِبُّ اَنْ يَدْخُلَ عَلَيَّ قَالَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ اَمَا لَكِ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُسْوَةٌ قَالَتْ اِنَّ امْرَاَةَ اَبِيْ حُذَيْفَةَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ سَالِمًا يَدْخُلُ عَلَيَّ وَهُوَ رَجُلٌ وَّفِيْ نَفْسِ اَبِيْ حُذَيْفَةَ مِنْهُ شَيْءٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْضِعِيْهِ حَتّٰى يَدْخُلَ عَلَيْكِ

زینب بنت اُمّ سلمہ کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تمہارے پاس ایک جوان لڑکا آیا کرتا ہے۔میں اسے ناپسند کرتی ہوں کہ وہ میرے پاس بھی آئے۔اس پر انہوں نے فرمایا: کیا تمہارے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس ذات میں عمدہ نمونہ نہیں ہے آپ نے ارشاد فرمایا: حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: سالم میرے پاس آیا کرتا ہے جبکہ وہ مرد ہو گیا ہے اور میں حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے دل میں اس سے ناپسندیدگی پاتی ہوں۔اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے دودھ ہی پلا دو حتیٰ کہ وہ تمہارے پاس آیا جایا کرے۔(مسند احمد: رقم الحدیث: 42245،مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 56)

1086-وَحَدَّثَنِيْ اَبُو الطَّاهِرِ وَهَارُوْنُ بْنُ سَعِيْدٍ الْاَيْلِيُّ وَاللَّفْظُ لِهَارُوْنَ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ مَخْرَمَةُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ حُمَيْدَ بْنَ نَافِعٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ زَيْنَبَ بِنْتَ اَبِيْ سَلَمَةَ تَقُوْلُ سَمِعْتُ اُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُوْلُ لِعَائِشَةَ وَاللّٰهِ مَا تَطِيْبُ نَفْسِيْ اَنْ يَرَانِي الْغُلَامُ قَدِ اسْتَغْنٰى عَنِ الرَّضَاعَةِ فَقَالَتْ لِمَ قَدْ جَاءَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلٍ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَرٰى فِيْ وَجْهِ اَبِيْ حُذَيْفَةَ مِنْ دُخُوْلِ سَالِمٍ قَالَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْضِعِيْهِ فَقَالَتْ اِنَّهُ ذُوْ لِحْيَةٍ فَقَالَ اَرْضِعِيْهِ يَذْهَبْ مَا فِيْ وَجْهِ اَبِيْ حُذَيْفَةَ فَقَالَتْ وَاللّٰهِ مَا عَرَفْتُهُ فِيْ وَجْهِ اَبِيْ حُذَيْفَةَ

زوج النبی حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم! میں یہ ناپسند کرتی ہوں کہ مجھے کوئی ایسا لڑکا دیکھے جو دودھ پینے سے بالکل بے پرواہ ہو گیا ہو۔اس پر انہوں نے فرمایا: کیوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں سہلہ بنت سہیل حاضر ہو کر عرض گزار ہوئی تھیں: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! سالم کے آنے کی بناء پر میں حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے چہرہ پر ناپسندیدگی پاتی ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اسے دودھ ہی پلا دو۔سہلہ عرض گزار ہوئیں: وہ تو ہے بھی داڑھی والا۔ارشاد فرمایا: تم اسے دودھ پلا دو جو ناپسندیدگی ابوحذیفہ کے چہرہ پر ہے وہ تو ختم ہو جائے گی۔سہلہ کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی

قسم! یہ کرنے کے بعد میں نے حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے چہرہ پرناپسندیدگی نہ پائی۔ (مرجع السابق)

1087-حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ جَدِّیْ حَدَّثَنِیْ عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّهٗ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ اَنَّ اُمَّهٗ زَيْنَبَ بِنْتَ اَبِیْ سَلَمَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ اُمَّهَا اُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ تَقُوْلُ اَبٰى سَائِرُ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّدْخِلْنَ عَلَيْهِنَّ اَحَدًا بِتِلْكَ الرَّضَاعَةِ وَقُلْنَ لِعَائِشَةَ وَاللّٰهِ مَا نَرٰى هٰذَا اِلَّا رُخْصَةً اَرْخَصَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِسَالِمٍ خَاصَّةً فَمَا هُوَ بِدَاخِلٍ عَلَيْنَا اَحَدٌ بِهٰذِهِ الرَّضَاعَةِ وَلَا رَائِيْنَا

زوج النبی حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری ازواج مطہرات نے اس طرح کی رضاعت کے ساتھ کسی کے گھر آنے سے انکار فرمادیا اور سب نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم! یہ تو ایک خاص رخصت تھی۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سالم کو دی تھی اور یہ تو صرف سالم کی خصوصیت تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو بھی اس رضاعت سے ہمارے روبرو نہ لے کر آئے نہ ہی اسے ہم جائز سمجھتی ہیں۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 15428، مسند احمد: رقم الحدیث: 25440، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 21)

1088-وَحَدَّثَنِیْ هَنَّادُ بْنُ السَّرِیِّ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَشْعَثَ بْنِ اَبِی الشَّعْثَاءِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مَّسْرُوْقٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ دَخَلَ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدِیْ رَجُلٌ قَاعِدٌ فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِ وَرَاَيْتُ الْغَضَبَ فِیْ وَجْهِهٖ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهٗ اَخِیْ مِنَ الرَّضَاعَةِ قَالَتْ فَقَالَ انْظُرْنَ اِخْوَتَكُنَّ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَاِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر ہوئے اس حال میں کہ میرے پاس ایک شخص بیٹھا ہوا تھا۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھا نہ لگا۔ اور میں نے چہرہ انور پر غضب کے آثار بھی ملاحظہ کئے فرماتی ہیں کہ میں عرض گزار ہوئی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ تو میرا رضاعی بھائی ہے۔ ارشاد فرمایا: اپنے رضاعی بھائیوں کو (پہلے) دیکھ لیا کرو اس لئے کہ رضاعت کا بھوک کے دنوں میں اعتبار کیا جاتا ہے۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 5463، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 2060، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 1935، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 15411)

1089-وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَا جَمِيْعًا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ ح وَحَدَّثَنِیْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ مَهْدِیٍّ جَمِيْعًا عَنْ سُفْيَانَ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِیُّ عَنْ زَائِدَةَ كُلُّهُمْ عَنْ اَشْعَثَ بْنِ اَبِی الشَّعْثَاءِ بِاِسْنَادِ اَبِی الْاَحْوَصِ كَمَعْنٰى حَدِيْثِهٖ غَيْرَ اَنَّهُمْ قَالُوْا مِنَ الْمَجَاعَةِ

Marfat.com

دوسری سند سے بھی یونہی مروی ہے۔ (مرجع السابق)

تشریح:

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَاَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْاَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ اَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ وَاَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا۔ (نساء 23)

ترجمہ: تم پر حرام کی گئی ہیں تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمہاری وہ مائیں جنھوں نے تم کو دودھ پلایا اور تمہاری رضائی (دودھ شریک) بہنیں اور تمہاری بیویوں کی مائیں اور تمہاری ان بیویوں کی بیٹیاں جن سے تم صحبت کر چکے ہو، اور اگر تم نے ان بیویوں سے صحبت نہ کی ہو تو (ان کی بیٹیوں سے نکاح کرنے میں) تم پر کوئی گناہ نہیں اور تمہارے نسلی بیٹیوں کی بیویاں اور (تم پر حرم کیا گیا ہے) یہ کہ تم دو بہنوں کو (نکاح میں) جمع کرو مگر جو گزر چکا بیشک اللہ بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے۔

آیت مذکورہ بالا کے تحت علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں:

"محرمات نکاح کا بیان:

جن عورتوں کے ساتھ نکاح حرام کیا گیا ہے ان کی تین قسمیں ہیں پہلی قسم وہ ہے جن سے نسب اور نسل کی وجہ سے نکاح حرام کیا گیا ہے اور دوسری قسم وہ ہے جس کے ساتھ رضاعت (دودھ شریک ہونے) کے رشتہ کی وجہ سے نکاح حرام کیا گیا ہے اور تیسری قسم وہ ہے جن کے ساتھ نکاح کے رشتہ کی وجہ سے نکاح حرام کیا گیا اس کو عربی میں مصاہرت کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے نسبی رشتوں کی حرمت بیان فرمائی پھر رضائی رشتوں کی حرمت بیان فرمائی اور پھر نکاح کے رشتوں کی وجہ سے حرمت بیان فرمائی ہم بھی اسی ترتیب کے ساتھ احادیث اور فقہاء کے حوالوں سے ان رشتوں کی تفصیل بیان کریں گے۔

نسبی محرمات کی تفصیل:

محرمات نسبیہ میں مائیں بیٹیاں بہنیں پھوپھیاں خالائیں بھتیجیاں اور بھانجیاں ہیں۔ ان سے نکاح کرنا صحبت کرنا اور کسی قسم کا کوئی بھی شہوانی عمل کرنا دائما حرام ہے۔ ماؤں میں دادی پردادی نانی اور پرنانی اور ان سے بھی اوپر کی دادیاں اور نانیاں داخل ہیں اور بیٹیوں میں اس کی اپنی بیٹی اس کی پوتی پرپوتی اور اس سے نچلے درجہ کی بیٹیاں سب داخل ہیں اور بہنوں میں عینی (سگی) علاتی (باپ کی طرف سے سوتیلی) اخیافی (ماں کی طرف سے سوتیلی) بہنیں داخل ہیں اسی طرح بھتیجیوں اور بھانجیوں میں ان سے نچلے درجہ کی بھی

داخل ہیں' اور پھوپھیوں میں اس کے باپ کی عینی بہن' علاتی بہن اور اخیافی بہن داخل ہیں۔ اسی طرح اس کے باپ اور دادا کی پھوپھیاں اور اس کی ماں اور اس کی نانی کی پھوپھیاں بھی داخل ہیں اور ان سے اوپر کے درجہ کی بھی' اور عینی اور علاتی پھوپھی کی پھوپھی بھی حرام ہے اور اخیافی پھوپھی کی پھوپھی حرام نہیں ہے یعنی باپ کی اخیافی بہن کی پھوپھی' اور خالاؤں میں ماں کی سگی بہن' ماں کی علاتی بہن اور ماں کی اخیافی بہن سب حرام ہیں اور عینی خالہ کی خالہ اور اخیافی خالہ کی خالہ بھی حرام ہیں البتہ علاتی خالہ کی خالہ حرام نہیں ہے
(فتاویٰ عالم گیری ج۱ ص ۲۷۳ 'مطبوعہ مکتبہ امیریہ بولاق مصر' ۱۳۱۰ھ)

رضاعی محرمات کی تفصیل:

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اللہ نے جن رشتوں کو ولادت کی وجہ سے حرام کیا ہے ان کو رضاعت کی وجہ سے بھی حرام کر دیا۔ (صحیح البخاری' رقم الحدیث: ۱۲۸۵' صحیح مسلم' رقم الحدیث: ۱۴۴۴' سنن ترمذی' رقم الحدیث: ۱۱۵۰)

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا جو رشتہ نسب سے حرام ہے وہ رضاعت سے بھی حرام ہے۔ (سنن ترمذی' رقم الحدیث: ۱۱۴۹' سنن نسائی' رقم الحدیث: ۳۳۰۶)

مدت رضاعت میں دودھ کم پیا ہو یا زیادہ اس سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے (ہدایہ) قلیل کا معیار یہ ہے کہ دودھ پیٹ میں پہنچ جائے امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) کے نزدیک مدت رضاعت ڈھائی سال ہے اور امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک مدت رضاعت دو سال ہے (فتاویٰ قاضی خان) مدت رضاعت گزرنے کے بعد رضاعت ثابت نہیں ہوتی اور نہ تحریم (ہدایہ) حرمت رضاعت کا تعلق جس طرح دودھ پلانے والی عورت کے ساتھ ہوتا ہے اسی طرح اس کے شوہر سے بھی ہوتا ہے (ظہیریہ) دودھ پینے والے پر اس کے رضاعی ماں باپ اور ان کے اصول اور فروع حرام ہیں خواہ وہ اصول اور فروع نسبا ہوں یا رضاعی' حتیٰ کہ دودھ پلانے والی کا اس شخص (شوہر) سے یا کسی اور سے بچہ پیدا ہوا اس دودھ پلانے سے پہلے یا اس کے بعد یا وہ عورت کسی اور بچہ کو اپنا دودھ پلائے یا اس شخص (شوہر) کا کسی اور عورت سے بچہ پیدا ہوا اس دودھ پلانے سے پہلے یا اس کے بعد یا وہ عورت کسی اور بچہ کو اپنا دودھ پلائے تو یہ سب اس دودھ پینے والے کے بہن بھائی ہیں اور ان کی اولاد اس کے بھائی بہنوں کی اولاد ہے' اور دودھ پلانے والی عورت کے شوہر کا بھائی اس کا چچا ہے اور اس کی بہن اس کی پھوپھی ہے اور اس کا بھائی اس کا ماموں ہے اور اس کی بہن اس کی خالہ ہے اسی طرح دادا اور دادی کا حکم ہے' اور رضاع میں حرمت مصاہرت بھی ثابت ہوگی حتیٰ کہ مرضعہ (دودھ پلانے والی) کے شوہر کی بیوی دودھ پینے والے پر حرام ہوگی اور دودھ پینے والے کی بیوی اس پر حرام ہوگی۔ (عالمگیری ج۱ ص ۳۴۳۔۳۴۲ 'مطبوعہ امیریہ بولاق مصر' ۱۳۱۰ھ)

رشتہ نکاح کے سبب محرمات کی تفصیل:

نکاح کے سبب محرمات کی چار قسمیں ہیں:

(۱) بیویوں کی مائیں اور ان کی دادیاں خواہ اوپر کے درجہ میں ہوں۔

(۲) بیوی کی بیٹیاں اور بیٹیوں کی اولاد۔

(۳) بیٹے کی بیوی' پوتے کی بیوی' نواسے کی بیوی خواہ نیچے کے درجہ میں ہوں۔

(٤) باپ اور دادا کی عورتیں خواہ وہ علاتی ہوں یا اخیافی۔ یہ سب عورتیں دائما حرام ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور (تم پر حرام کیا گیا ہے) یہ کہ تم دو بہنوں کو (نکاح میں) جمع کرو مگر جو گزر چکا۔

نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس کے ساتھ اور رشتے بھی لاحق فرمائے۔

امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ٢٧٥ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: کسی عورت کا اس کی پھوپھی پر نکاح نہ کیا جائے' اور نہ پھوپھی کا اس کی بھتیجی پر نکاح کیا جائے اور نہ کسی عورت کا اس کی خالہ پر نکاح کیا جائے اور نہ خالہ کا اس کی بھانجی پر نکاح کیا جائے اور نہ (رشتہ میں) بڑی کا چھوٹی پر اور نہ (رشتہ میں) چھوٹی کا بڑی پر۔ (یہ پہلے جملوں کی تاکید ہے)

(سنن ابوداؤد' رقم الحدیث: ٢٠٦٥' سنن ترمذی' رقم الحدیث: ١١٢٩)

اس نکاح کے حرام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ رحم کے رشتے ہیں اور سوکنوں میں عداوت اور جلاپا ہوتا ہے سو اگر دو بہنوں یا خالہ اور بھانجی دونوں کو ایک نکاح میں جمع کر لیا جائے تو یہ صلہ رحم کے منافی ہے اور قطعیت رحم کے مستلزم ہے۔

دو بہنوں کو نکاح میں نہ جمع کیا جائے خواہ وہ نسبی بہنیں ہوں یا رضاعی بہنیں ہوں' اور قاعدہ یہ ہے کہ عورتوں میں سے جب بھی ایک کو مرد فرض کر لیا جائے تو ان کا آپس میں نکاح جائز نہ ہو تو ایسی دو عورتوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ (محیط) اس لئے ایک عورت اور اس کی نسبی یا رضاعی پھوپھی یا خالہ کو ایک عقد میں جمع کرنا جائز نہیں ہے۔ (عالم گیری ج ١ ص ٢٧٧' مطبوعہ امیریہ بولاق مصر' ١٣١٠ھ)"

(تبیان القرآن' سورہ نساء' تحت آیت 23)

مدتِ رضاعت میں امام مالک رضی اللہ عنہ کی تحقیق:

امام قرطبی امام مالک رحمہ اللہ کا نظریہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

امام مالک (رحمۃ اللہ علیہ) آپ کے تابعین اور علماء کی ایک جماعت نے اس آیت سے یہ مسئلہ بھی نکالا ہے کہ وہ رضاعت جو حرمت میں نسب کے قائم مقام ہے وہ یہی ہے جو دو سال میں ہو، کیونکہ دو سال گزرنے کے ساتھ رضاعت کی مدت مکمل ہو گئی اور دو سال کے بعد کی رضاعت معتبر نہیں ہے۔ (المحرر الوجیز، جلد ١، صفحہ ٣١١ دار الکتب العلمیہ)

آپ کا یہ قول مؤطا میں ہے اور یہ آپ سے محمد بن عبد الحکم کی روایت ہے اور یہی حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) اور حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) کا قول ہے اور حضرت ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے اور یہی حضرت زہری، قتادہ، شعبی، سفیان ثوری، اوزاعی، شافعی، احمد، اسحاق، ابو یوسف، محمد اور ثور رحمۃ اللہ علیہم نے کہا ہے۔

اور ابن عبد الحکم نے آپ سے دو سال اور کچھ تھوڑے دن زیادہ کا قول روایت کیا ہے۔ عبد الملک نے کہا ہے کہ وہ مہینہ اور اس طرح کی مدت ہے۔

Marfat.com

اور ابن القاسم نے امام مالک (رحمۃ اللہ علیہ) سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: رضاعت کی مدت دو سال اور دو مہینے ہے۔
(المدونۃ الکبریٰ، کتاب الرضاع، جلد ۵، صفحہ ۹۰، السعادۃ بجوار الحافظۃ مصر)

اور ولید بن مسلم نے آپ سے بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: دو سالوں کے بعد دودھ پلانے کی جو مدت ہوگی ایک مہینہ یا دو مہینے یا تین مہینے وہ دو سالوں میں ہی شمار ہوگی اور جو اس سے زائد ہوگی وہ عبث ہوگی۔

اور حضرت نعمان سے بیان کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا: دو سالوں کے بعد چھ ماہ تک جو مدت ہوگی وہ رضاع میں ہی شمار ہوگی ان میں پہلا قول صحیح ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

(آیت) "والوالدت یرضعن اولادھن حولین کاملین"۔

یہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ بچے نے جو دو سال کے بعد دودھ پیا ہے اس کے لئے یہ حکم نہیں ہے۔

اور حضرت سفیان نے عمرو بن دینار سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

لا رضاع الا ما کان فی الحولین"۔

(رضاع نہیں ہے مگر وہی جو دو برس میں ہو) دارقطنی نے کہا ہے: اسے ابن عیینہ سے ہیثم بن جمیل کے سوا کسی نے بیان نہیں کیا ہے اور یہ ثقہ اور حافظ راوی ہے۔ (دارقطنی، کتاب الرضاع، جلد ٤، صفحہ ۱۷٤، دار المحاسن قاہرہ)

میں (مفسر) کہتا ہوں کہ یہ خبر آیت اور معنی کے ساتھ موافق ہے۔ یہ کبیر کی رضاعت کی نفی کرتی ہے اور یہ کہ اس کے لئے حرمت کا حکم ثابت نہ ہوگا۔

اور اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی اسی طرح کا قول مروی ہے اور علماء میں سے لیث بن سعد بھی یہی کہتے ہیں اور حضرت ابو موسیٰ اشعری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ وہ بڑے کی رضاعت کا لحاظ رکھتے ہیں اور آپ کا اس سے رجوع بھی مروی ہے۔

جمہور مفسرین نے کہا ہے: یہ دو سال ہر بچے کے لئے ہیں اور حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: یہ اس بچے کے بارے میں جو چھ ماہ تک پیٹ میں رہتا ہے اور اگر وہ سات ماہ تک پیٹ میں رہے تو پھر اس کی رضاعت کی مدت تیئس ماہ ہے اور اگر آٹھ مہینے رہے تو اس کی مدت رضاعت بائیس مہینے ہے اور اگر وہ نو مہینے رہے تو پھر اس کی مدت رضاعت اکیس مہینے ہے۔
(احکام القرآن للجصاص، جلد ۱ صفحہ ٤١٠، دار الکتب العربیۃ)

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

(آیت) "وحملہ وفصالہ ثلاثون شھرا"

ترجمہ: اس کے حمل اور دودھ چھڑانے کی مدت تیس مہینے ہے) اس بناء پر مدت حمل اور مدت رضاعت دونوں ایک دوسرے میں داخل ہیں اور ایک دوسرے سے اپنا حصہ لے لیں گی۔ (تفسیر قرطبی، سورہ بقرہ، تحت آیت نمبر 233)

Marfat.com

رضاعت کے متعلق فقہاءِ احناف کے مسائل:

حضور تاج الشریعۃ مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

دودھ کے رشتہ کا بیان:

مسئلہ ۱: بچہ کو دو برس تک دودھ پلایا جائے، اس سے زیادہ کی اجازت نہیں۔ دودھ پینے والا لڑکا ہو یا لڑکی اور یہ جو بعض عوام میں مشہور ہے کہ لڑکی کو دو برس تک اور لڑکے کو ڈھائی برس تک پلا سکتے ہیں یہ صحیح نہیں۔ یہ حکم دودھ پلانے کا ہے اور نکاح حرام ہونے کے لیے ڈھائی برس کا زمانہ ہے یعنی دو ۲ برس کے بعد اگرچہ دودھ پلانا حرام ہے مگر ڈھائی برس کے اندر اگر دودھ پلا دے گی، حرمت نکاح ثابت ہو جائے گی اور اس کے بعد اگر پیا، تو حرمت نکاح نہیں اگرچہ پلانا جائز نہیں۔

مسئلہ ۲: مدت پوری ہونے کے بعد بطور علاج بھی دودھ پینا یا پلانا جائز نہیں۔ (الدرالمختار، کتاب النکاح، باب الرضاع، ج ۴، ص ۳۸۹)

مسئلہ ۳: رضاع (یعنی دودھ کا رشتہ) عورت کا دودھ پینے سے ثابت ہوتا ہے، مرد یا جانور کا دودھ پینے سے ثابت نہیں اور دودھ پینے سے مراد یہی معروف طریقہ نہیں بلکہ اگر حلق (گلا) یا ناک میں ٹپکایا گیا جب بھی یہی حکم ہے اور تھوڑا پیا یا زیادہ بہرحال حرمت ثابت ہوگی، جبکہ اندر پہنچ جانا معلوم ہو اور اگر چھاتی منہ میں لی مگر یہ نہیں معلوم کہ دودھ پیا تو حرمت ثابت نہیں۔

(الہدایۃ، کتاب الرضاع، ج ۱، ص ۲۱۷، والجوہرۃ النیرۃ، کتاب الرضاع، الجزء الثانی، ص ۳۴، وغیرہما)

مسئلہ ۴: عورت کا دودھ اگر حقنہ سے (یعنی پیچھے کے مقام سے بطور علاج) اندر پہنچایا گیا یا کان میں ٹپکایا گیا یا پیشاب کے مقام سے پہنچایا گیا یا پیٹ یا دماغ میں زخم تھا اس میں ڈالا کہ اندر پہنچ گیا تو ان صورتوں میں رضاع نہیں۔

(الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الرضاع، الجزء الثانی، ص ۳۴)

مسئلہ ۵: کوآری یا بڑھیا کا دودھ پیا بلکہ مردہ عورت کا دودھ پیا، جب بھی رضاعت ثابت ہے۔

(الدرالمختار، کتاب النکاح، باب الرضاع، ج ۴، ص ۳۹۹)

مگر نو برس سے چھوٹی لڑکی کا دودھ پیا تو رضاع نہیں۔ (الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الرضاع، الجزء الثانی، ص ۳۷)

مسئلہ ۶: عورت نے بچہ کے منہ میں چھاتی دی اور یہ بات لوگوں کو معلوم ہے مگر اب کہتی ہے کہ اس وقت میرے دودھ نہ تھا اور کسی اور ذریعہ سے بھی معلوم نہیں ہو سکتا کہ دودھ تھا یا نہیں تو اس کا کہنا مان لیا جائے گا۔ (ردالمحتار، کتاب النکاح، باب الرضاع، ج ۴، ص ۳۹۴)

مسئلہ ۷: بچہ کو دودھ پینا چھڑا دیا گیا ہے مگر اُس کو کسی عورت نے دودھ پلا دیا، اگر ڈھائی برس کے اندر ہے تو رضاع ثابت ورنہ نہیں۔ (الفتاوی الہندیۃ، کتاب الرضاع، ج ۱، ص ۳۴۲۔ ۳۴۳)

مسئلہ ۸: عورت کو طلاق دے دی اس نے اپنے بچہ کو دو ۲ برس کے بعد تک دودھ پلایا تو دو ۲ برس کے بعد کی اُجرت کا مطالبہ نہیں کر سکتی یعنی لڑکے کا باپ اُجرت دینے پر مجبور نہیں کیا جائے گا اور دو ۲ برس تک کی اُجرت اس سے جبراً لی جا سکتی ہے۔ (المرجع السابق، ص ۳۴۳)

مسئلہ ۹: دو ۲ برس کے اندر بچہ کا باپ اس کی ماں کو دودھ چھڑانے پر مجبور نہیں کر سکتا اور اس کے بعد کر سکتا ہے۔

(ردالمحتار، کتاب النکاح، باب الرضاع، ج ۴، ص ۳۹۱)

Marfat.com

مسئلہ ۱۰: عورتوں کو چاہیے کہ بلاضرورت ہر بچہ کو دودھ نہ پلادیا کریں اور پلائیں تو خود بھی یاد رکھیں اور لوگوں سے یہ بات کہہ بھی دیں، عورت کو بغیر اجازت شوہر کسی بچہ کو دودھ پلانا مکروہ ہے، البتہ اگر اس کے ہلاک کا اندیشہ ہے تو کراہت نہیں۔

(المرجع السابق، ص ۳۹۲.

مگر میعاد کے اندر رضاعت بہر صورت ثابت۔ (یعنی ڈھائی سال یا اس سے کم عمر کے بچے کو دودھ پلایا تو حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی)

مسئلہ ۱۱: بچہ نے جس عورت کا دودھ پیا وہ اس بچہ کی ماں ہو جائے گی اور اس کا شوہر (جس کا یہ دودھ ہے یعنی اُس کی وطی سے بچہ پیدا ہوا جس سے عورت کو دودھ اترا) اس دودھ پینے والے بچہ کا باپ ہو جائے گا اور اس عورت کی تمام اولادیں اس کے بھائی بہن خواہ اسی شوہر سے ہوں یا دوسرے شوہر سے، اس کے دودھ پینے سے پہلے کی ہیں یا بعد کی یا ساتھ کی اور عورت کے بھائی، ماموں اور اس کی بہن خالہ۔ یوہیں اس شوہر کی اولادیں اس کے بھائی بہن اور اُس کے بھائی اس کے چچا اور اُس کی بہنیں، اس کی پھوپیاں خواہ شوہر کی یہ اولادیں اسی عورت سے ہوں یا دوسری سے۔ یوہیں ہر ایک کے باپ، ماں اس کے دادا دادی، نانا، نانی۔

(الفتاویٰ الہندیۃ، کتاب الرضاع، ج ۱، ص ۳۴۳)

مسئلہ ۱۲: مرد نے عورت سے جماع کیا اور اس سے اولاد نہیں ہوئی مگر دودھ اتر آیا تو جو بچہ یہ دودھ پیے گا، عورت اس کی ماں ہو جائے گی مگر شوہر اس کا باپ نہیں، لہٰذا شوہر کی اولاد جو دوسری بی بی سے ہے اس سے اس کا نکاح ہو سکتا ہے۔

(الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الرضاع، الجزء الثانی، ص ۳۵)

مسئلہ ۱۳: پہلے شوہر سے عورت کی اولاد ہوئی اور دودھ موجود تھا کہ دوسرے سے نکاح ہوا اور کسی بچہ نے دودھ پیا، تو پہلا شوہر اس کا باپ ہوگا دوسرا نہیں اور جب دوسرے شوہر سے اولاد ہو گئی تو اب پہلے شوہر کا دودھ نہیں بلکہ دوسرے کا ہے اور جب تک دوسرے سے اولاد نہ ہوئی اگرچہ حمل ہو پہلے ہی شوہر کا دودھ ہے دوسرے کا نہیں۔ (المرجع السابق)

مسئلہ ۱۴: مولیٰ نے کنیز سے وطی کی اور اولاد پیدا ہوئی، تو جو بچہ اس کنیز کا دودھ پیے گا یہ اس کی ماں ہوگی اور مولیٰ اس کا باپ۔

الدر المختار، کتاب النکاح، باب الرضاع، ج ۴، ص ۴۰۵.

مسئلہ ۱۵: جو نسب میں حرام ہے رضاع (دودھ کا رشتہ) میں بھی حرام مگر بھائی یا بہن کی ماں کہ یہ نسب میں حرام ہے کہ وہ یا اس کی ماں ہوگی یا باپ کی موطؤہ (یعنی وہ عورت جس سے باپ نے صحبت کی ہو) اور دونوں حرام اور رضاع میں حرمت کی کوئی وجہ نہیں، لہٰذا حرام نہیں اور اس کی تین صورتیں ہیں۔ رضاعی بھائی کی رضاعی ماں یا رضاعی بھائی کی حقیقی ماں یا حقیقی بھائی کی رضاعی ماں۔ یوہیں بیٹے یا بیٹی کی بہن یا دادی کہ نسب میں پہلی صورت میں بیٹی ہوگی یا ربیبہ (سوتیلی بیٹی) اور دوسری صورت میں ماں ہوگی یا باپ کی موطؤہ۔ یوہیں چچا یا پھوپی کی ماں یا ماموں یا خالہ کی ماں کہ نسب میں دادی نانی ہوگی اور رضاع میں حرام نہیں اور ان میں بھی وہی تین صورتیں ہیں۔

(الفتاویٰ الہندیۃ، کتاب الرضاع، ج ۱، ص ۳۴۳. والدر المختار، کتاب النکاح، باب الرضاع، ج ۴، ص ۳۹۳۔۳۹۶)

مسئلہ ۱۶: حقیقی بھائی کی رضاعی بہن یا رضاعی بھائی کی حقیقی بہن یا رضاعی بھائی کی رضاعی بہن سے نکاح جائز ہے اور بھائی کی بہن

سے نسب میں بھی ایک صورت جواز کی ہے، یعنی سوتیلے بھائی کی بہن جو دوسرے باپ سے ہو۔

الدر المختار، کتاب النکاح، باب الرضاع، ج ۴، ص ۳۹۸۔

مسئلہ ۱۷: ایک عورت کا دو بچوں نے دودھ پیا اور ان میں ایک لڑکا، ایک لڑکی ہے تو یہ بھائی بہن ہیں اور نکاح حرام اگرچہ دونوں نے ایک وقت میں نہ پیا ہو بلکہ دونوں میں برسوں کا فاصلہ ہو اگرچہ ایک کے وقت میں ایک شوہر کا دودھ تھا اور دوسرے کے وقت میں دوسرے کا۔ (المرجع السابق)

مسئلہ ۱۸: دودھ پینے والی لڑکی کا نکاح پلانے والی کے بیٹوں، پوتوں سے نہیں ہو سکتا، کہ یہ ان کی بہن یا پھوپی ہے۔

(المرجع السابق، ص ۳۹۹)

مسئلہ ۱۹: جس عورت سے زنا کیا اور بچہ پیدا ہوا، اس عورت کا دودھ جس لڑکی نے پیا وہ زانی پر حرام ہے۔

(الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الرضاع، الجزء الثانی، ص ۳۵)

مسئلہ ۲۰: پانی یا دوا میں عورت کا دودھ ملا کر پلایا تو اگر دودھ غالب ہے یا برابر تو رضاع ہے مغلوب ہے تو نہیں۔ یوہیں اگر بکری وغیرہ کسی جانور کے دودھ میں ملا کر دیا تو اگر یہ دودھ غالب ہے تو رضاع نہیں ورنہ ہے اور دو عورتوں کا دودھ ملا کر پلایا تو جس کا زیادہ ہے اس سے رضاع ثابت ہے اور دونوں برابر ہوں تو دونوں سے۔ اور ایک روایت یہ ہے کہ بہر حال دونوں سے رضاع ثابت ہے۔

(المرجع السابق، ص ۳۶، ۳۷)

مسئلہ ۲۱: کھانے میں عورت کا دودھ ملا کر دیا، اگر وہ پتلی چیز پینے کے قابل ہے اور دودھ غالب یا برابر ہے تو رضاع ثابت، ورنہ نہیں اور اگر پتلی چیز نہیں ہے تو مطلقاً ثابت نہیں۔ (ردالمحتار، کتاب النکاح، باب الرضاع، ج ۴، ص ۴۰۱)

مسئلہ ۲۲: دودھ کا پنیر یا کھویا بنا کر بچہ کو کھلایا تو رضاع نہیں۔ (الدر المختار، کتاب النکاح، باب الرضاع، ج ۴، ص ۴۰۱)

مسئلہ ۲۳: خنثیٰ مشکل کو دودھ اترا اُسے بچہ کو پلایا، تو اگر اُس کا عورت ہونا معلوم ہوا تو رضاع ہے اور مرد ہونا معلوم ہوا تو نہیں اور کچھ معلوم نہ ہوا تو اگر عورتیں کہیں اس کا دودھ مثلِ عورت کے دودھ کے ہے تو رضاع ہے ورنہ نہیں۔

(الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الرضاع، الجزء الثانی، ص ۳۷)

مسئلہ ۲۴: کسی کی دو عورتیں ہیں بڑی نے چھوٹی کو جو شیر خوار (دودھ پیتی) ہے دودھ پلا دیا تو دونوں اس پر ہمیشہ کو حرام ہو گئیں بشرطیکہ بڑی کے ساتھ وطی کر چکا ہو اور وطی نہ کی ہو تو دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ بڑی کو طلاق دے دی ہے اور طلاق کے بعد اس نے دودھ پلایا تو بڑی ہمیشہ کو حرام ہو گئی اور چھوٹی بدستور نکاح میں ہے۔ دوم یہ کہ طلاق نہیں دی ہے اور دودھ پلا دیا تو دونوں کا نکاح فسخ ہو گیا مگر چھوٹی سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے اور بڑی سے وطی کی ہو تو پورا مہر پائے گی اور وطی نہ کی ہو تو کچھ نہ ملے گا مگر جب کہ دودھ پلانے پر مجبور کی گئی یا سوتی تھی سوتے میں چھوٹی نے دودھ پی لیا یا مجنونہ تھی حالتِ جنون میں دودھ پلا دیا یا اس کا دودھ کسی اور نے چھوٹی کے حلق میں ٹپکا دیا تو ان صورتوں میں نصف مہر بڑی بھی پائے گی اور چھوٹی کو نصف مہر ملے گا پھر اگر بڑی نے نکاح فسخ کرنے کے ارادہ سے پلایا تو شوہر یہ نصف مہر کہ چھوٹی کو دے گا، بڑی سے وصول کر سکتا ہے۔

Marfat.com

یوہیں اُس سے وصول کرسکتا ہے جس نے چھوٹی کے حلق میں دودھ ٹپکا دیا بلکہ اُس سے تو چھوٹی اور بڑی دونوں کا نصف نصف مہر وصول کرسکتا ہے جب کہ اُس کا مقصد نکاح فاسد کر دینا ہو اور اگر نکاح فاسد کرنا مقصود نہ ہو تو کسی صورت میں کسی سے نہیں لے سکتا اور اگر یہ خیال کر کے دودھ پلایا ہے، کہ بھوکی ہے ہلاک ہو جائے گی تو اس صورت میں بھی رجوع نہیں۔ عورت کہتی ہے کہ فاسد کرنے کے ارادہ سے نہ پلایا تھا تو حلف (قسم) کے ساتھ اس کا قول مان لیا جائے۔

الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الرضاع، الجزء الثانی، ص ۳۸،۳۷، والدر المختار ورد المحتار، کتاب النکاح، باب الرضاع، ج ۴، ص ۴۰۲۔۴۰۵.

مسئلہ ۲۵: بڑی نے چھوٹی کو بھوکی جان کر دودھ پلا دیا بعد کو معلوم ہوا کہ بھوکی نہ تھی، تو یہ نہ کہا جائے گا کہ فاسد کرنے کے ارادہ سے پلایا۔ (الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الرضاع، الجزء الثانی، ص ۳۸)

مسئلہ ۲۶: رضاع کے ثبوت کے لیے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں عادل گواہ ہوں اگرچہ وہ عورت خود دودھ پلانے والی ہو، فقط عورتوں کی شہادت سے ثبوت نہ ہوگا مگر بہتر یہ ہے کہ عورتوں کے کہنے سے بھی جدائی کرلے۔ (المرجع السابق)

مسئلہ ۲۷: رضاع کے ثبوت کے لیے عورت کے دعویٰ کرنے کی کچھ ضرورت نہیں مگر تفریق قاضی کے حکم سے ہوگی یا متارکہ سے مدخولہ میں کہنے کی ضرورت ہے، مثلاً یہ کہے کہ میں نے تجھے جدا کیا یا چھوڑا اور غیر مدخولہ میں محض اس سے علیحدہ ہو جانا کافی ہے۔
(ردالمحتار، کتاب النکاح، باب الرضاع، ج ۴، ص ۴۱۰)

مسئلہ ۲۸: کسی عورت سے نکاح کیا اور ایک عورت نے آکر کہا، میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے اگر شوہر یا دونوں اس کے کہنے کو سچ سمجھتے ہوں تو نکاح فاسد ہے اور وطی نہ کی ہو تو مہر کچھ نہیں اور اگر دونوں اس کی بات جھوٹی سمجھتے ہوں تو بہتر جدائی ہے اگر وہ عورت عادلہ ہے، پھر اگر وطی نہ ہوئی ہو تو مرد کو افضل یہ ہے کہ نصف مہر دے اور عورت کو افضل یہ ہے کہ نہ لے اور وطی ہوئی ہو تو افضل یہ ہے کہ پورا مہر دے اور نان نفقہ بھی اور عورت کو افضل یہ ہے کہ مہر مثل اور مہر مقرر شدہ میں جو کم ہے وہ لے اور اگر عورت کو جدا نہ کرے جب بھی حرج نہیں۔ یوہیں تصدیق کی اور شوہر نے تکذیب تو نکاح فاسد نہیں مگر زوجہ شوہر سے حلف لے سکتی ہے اگر قسم کھانے سے انکار کرے تو تفریق کر دی جائے۔ (الفتاوی الہندیۃ، کتاب الرضاع، ج ۱، ص ۳۴۷)

مسئلہ ۲۹: عورت کے پاس دو عادل نے شہادت دی اور شوہر منکر ہے، مگر قاضی کے پاس شہادت نہیں گزری، پھر یہ گواہ مر گئے یا غائب ہو گئے تو عورت کو اس کے پاس رہنا جائز نہیں۔ (الدر المختار، کتاب النکاح، باب الرضاع، ج ۴، ص ۴۱۰)

مسئلہ ۳۰: صرف دو عورتوں نے قاضی کے پاس رضاع کی شہادت دی اور قاضی نے تفریق کا حکم دے دیا تو یہ حکم نافذ نہ ہوگا۔
(المرجع السابق، ص ۴۱۱)

مسئلہ ۳۱: کسی عورت کی نسبت کہا کہ یہ میری دودھ شریک بہن ہے پھر اس اقرار سے پھر گیا اس کا کہنا مان لیا جائے اور اگر اقرار کے ساتھ یہ بھی کہا کہ یہ بات ٹھیک ہے، سچی ہے، صحیح ہے، حق وہی ہے جو میں نے کہہ دیا تو اب اقرار سے پھر نہیں سکتا اور اگر اس عورت سے نکاح کر چکا تھا، اب اس قسم کا اقرار کرتا ہے تو جدائی کر دی جائے اور اگر عورت اقرار کر کے پھر گئی اگرچہ اقرار پر اصرار کیا اور ثابت رہی ہو تو اس کا قول بھی مان لیا جائے۔ دونوں اقرار کر کے پھر گئے جب بھی یہی احکام ہیں۔
(الدر المختار، کتاب النکاح، باب الرضاع، ج ۴، ص ۴۰۶۔۴۰۸)

Marfat.com

مسئلہ ۳۲: مرد نے اپنی عورت کی چھاتی چوسی، تو نکاح میں کوئی نقصان نہ آیا اگرچہ دودھ منہ میں آ گیا بلکہ حلق سے اتر گیا۔ (اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۳۷۷ پر فرماتے ہیں: اگر عورت شیر دار (دودھ والی) ہو، تو ایسا چوسنا نہ چاہیے جس سے دودھ حلق میں چلا جائے اور اگر منہ میں آ جائے اور حلق میں نہ جانے دے تو مضائقہ (حرج) نہیں کہ شیر زن (عورت کا دودھ پینا) حرام ہے۔۔۔۔علمیہ)

(الدر المختار، کتاب النکاح، باب الرضاع، ج ۴، ص ۴۱۱) (بہار شریعت، ج ۷، ص ۳۶، دودھ کے رشتے کا بیان، المکتبۃ المدینہ)

اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ سے فتویٰ:

مسئلہ ۱۹۲: از ضلع صاحب گنج گیا موضع کہراڈا کخانہ مخدوم پور مرسلہ شیخ نجم الدین حیدر صاحب ۳ ذیقعدہ ۱۳۱۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے ہندہ سے نکاح کیا اس زوجہ سے دو بیٹے حسن وحسین پیدا ہوئے، بعد وفات ہندہ کے زید نے حفصہ سے نکاح کیا اس زوجہ سے چند اولاد پیدا ہوئی اور حفصہ نے اپنی بیٹی زبیدہ کے ساتھ حسین کے بیٹے بکر کو دودھ پلایا، پس اس صورت میں بکر کا نکاح حسن کی بیٹی زاہدہ سے موافق شرع محمدی ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

یحرم من الرضاعۃ مایحرم من الولادۃ رواہ الجماعۃ الا ابن ماجۃ عن اُمّ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

رضاعت سے سب رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو پیدائش (نسب) سے حرام ہیں، اس کو ابن ماجہ کے بغیر محدثین نے اُمّ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے۔ (صحیح مسلم: کتاب الرضاع قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۶۶)

عالمگیری میں ہے: **یحرم علی الرضیع ابواہ من الرضاع واصولھما وفروعھما من النسب والرضاع جمیعا حتی ان المرضعۃ لو ولدت من ھذا الرجل اوغیرہ قبل ھذہ الارضاع اوبعدہ اوارضعت رضیعا او ولد الرجل من غیر ھذہ المرأۃ قبل ھذہ الارضاع اوبعدہ اوارضعت امرأۃ من لبنہ رضیعا فالکل اخوۃ الرضیع واخواتہ واولادھم اولاد اخوتہ واخواتہ کذا فی التھذیب۔**

دودھ پینے والے بچے رضائی ماں باپ اور ان کے اصول وفروع نسبی ہوں یا رضائی سب حرام ہو جاتے ہیں، حتی کہ دودھ پلانے والی عورت کا موجودہ خاوند سے یا کسی دوسرے سے، دودھ پلانے سے پہلے یا بعد کا بچہ ہو یا اس نے کسی بچے کو دودھ پلایا ہو، یا اس عورت کے خاوند کی کوئی اولاد اس عورت سے ہو یا کسی اور سے ہو۔ دودھ پلانے سے پہلے کی ہو یا بعد کی ہو، یا کسی عورت نے اس مرد سے اترے ہوئے دودھ کو کسی بچے کو پلایا ہو، تو یہ تمام، دودھ پینے والے بچے کے بہن بھائی ہوں گے، اور ان کی اولاد اس بچے کے بھتیجے اور بھانجے ہوں گے تہذیب میں یوں ہے۔

(فتاویٰ ہندیہ: کتاب الرضاع، نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۳۴۳)

Marfat.com

تفسیر نیشاپوری میں ہے: بنات الاخوة من الرضاع کل انثی ولدها ابن الفحل الذی منه اللبن۔ اھ ملخصاً

رضاعی بھتیجیاں یہ تمام وہ لڑکیاں ہیں جو دودھ پلانے والی عورت کے اس خاوند کے بیٹے کی اولاد ہوں جس سے اس عورت کو دودھ اترا ہے۔ اھ ملخصا (غرائب القرآن (تفسیر نیشاپوری) بیان ان نکاح الامھات والبنات الخ مصطفی البابی مصر ۵ / ۸)

ہاں اگر حفصہ کے یہ دودھ زید سے نہ ہوتا تو بکر کی یہ رضاعت زاہدہ کو اس پر حرام نہ کرتی۔

لان الحسن وبکرا ح لم یشترکا فی اُمّ ولااب فلم یکن الحسن الاعمه وبنت العم یحل مالم یوجد مایمنع الحل۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

کیونکہ حسن اور بکر اس صورت میں ماں میں اور نہ ہی باپ میں شریک ہوئے، تو حسن بکر کے لیے صرف چچا ہوا۔ اور چچا کی لڑکی اگر کوئی اور مانع نہ ہو تو حلال ہوتی ہے۔ (ت) واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

بَابُ جَوَازِ وَطْءِ الْمَسْبِيَّةِ بَعْدَ الِاسْتِبْرَاءِ وَإِنْ كَانَ لَهَا زَوْجٌ انْفَسَخَ نِكَاحُهَا بِالسَّبْيِ

باب: بعد استبراء لونڈی سے جماع کا جواز اور اگر وہ عورت شادی شدہ تھی تو نکاح قیدی بن جانے کی بناء پر فسخ ہو جائے گا

1090-وَحَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ الْقَوَارِيرِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ صَالِحٍ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ أَبِي عَلْقَمَةَ الْهَاشِمِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ بَعَثَ جَيْشًا إِلَى أَوْطَاسٍ فَلَقُوا عَدُوًّا فَقَاتَلُوهُمْ فَظَهَرُوا عَلَيْهِمْ فَأَصَابُوا لَهُمْ سَبَايَا فَكَأَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحَرَّجُوا مِنْ غِشْيَانِهِنَّ مِنْ أَجْلِ أَزْوَاجِهِنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي ذَلِكَ (وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ) أَيْ فَهُنَّ لَكُمْ حَلَالٌ إِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهُنَّ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ حنین کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر کو اوطاس کے مقام پر بھیجا ان کا مقابلہ دشمن سے ہوا تو ان سے انہوں نے قتال کیا اور ان کے اوپر غلبہ پا گئے۔ پھر ان کی چند عورتوں کو قیدی بنالائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان سے جماع کرنے سے اس وجہ سے بچے کہ وہ شادی شدہ عورتیں تھیں۔ اور ان کے خاوند بھی مشرک لوگ تھے تو رب تعالیٰ نے اس وقت اس آیت کا نزول فرمایا: شادی شدہ عورتیں تمہارے اوپر حرام ہیں سوائے لونڈیوں کے۔ مطلب عدت کے پورا ہو جانے کے بعد وہ تمہارے واسطے حلال ہیں۔

(سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 5492، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 2157، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 13732، سنن النسائی: رقم الحدیث: 3281)

1091-وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالُوا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ أَنَّ أَبَا عَلْقَمَةَ الْهَاشِمِيَّ حَدَّثَ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ حَدَّثَهُمْ أَنَّ

Marfat.com

نَبِیَّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعَثَ یَوْمَ حُنَیْنٍ سَرِیَّۃً بِمَعْنٰی حَدِیْثِ یَزِیْدَ بْنِ زُرَیْعٍ غَیْرَ اَنَّہٗ قَالَ اِلَّا مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ مِنْھُنَّ فَحَلَالٌ لَکُمْ وَلَمْ یَذْکُرْ اِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُھُنَّ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ حنین کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فوج روانہ فرمائی آگے مثل سابق حدیث ہے۔ اور اس میں عدت کے پورا ہونے کا تذکرہ نہیں ہے۔ (مرجع السابق)

1092-وَحَدَّثَنِیْہِ یَحْیَی بْنُ حَبِیْبٍ الْحَارِثِیُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ یَعْنِی ابْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ قَتَادَۃَ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَہٗ

دوسری سند سے بھی یونہی مروی ہے۔ (مرجع السابق)

1093-وَحَدَّثَنِیْہِ یَحْیَی بْنُ حَبِیْبٍ الْحَارِثِیُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ اَبِی الْخَلِیْلِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ اَصَابُوْا سَبْیًا یَوْمَ اَوْطَاسٍ لَھُنَّ اَزْوَاجٌ فَتَخَوَّفُوْا فَاُنْزِلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ (وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چند عورتوں کو مسلمانوں نے جنگ اوطاس میں قیدی بنا لیا۔ وہ تھیں بھی شادی شدہ۔ تو ان کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جماع کرنے سے خوفزدہ ہوئے۔ اس پر اس آیت کا نزول ہوا: شادی شدہ عورتیں تم پر حرام ہیں سوائے لونڈیوں کے۔ (مرجع السابق)

1094-وَحَدَّثَنِیْ یَحْیَی بْنُ حَبِیْبٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ یَعْنِی ابْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا سَعِیْدٌ عَنْ قَتَادَۃَ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَہٗ

دوسری سند سے بھی یونہی مروی ہے۔ (مرجع السابق)

تشریح:

ان احادیث مبارکہ میں ان کنیزوں، لونڈیوں کا ذکر ہوا ہے، جو پہلے شادی شدہ تھیں، اور اس میں بتایا گیا ہے کہ ان سے رحم سے نطفہ کے خالی ہونے کے بعد جماع جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ کِتَابَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَاُحِلَّ لَکُمْ مَا وَرَآءَ ذٰلِکُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِکُمْ مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسَافِحِیْنَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِہٖ مِنْھُنَّ فَاٰتُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ فَرِیْضَۃً وَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ فِیْمَا تَرَاضَیْتُمْ بِہٖ مِنْ بَعْدِ الْفَرِیْضَۃِ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیْمًا حَکِیْمًا۔ (النساء، آیت 24)

ترجمہ: اور (تم پر حرام کی گئی ہیں) وہ عورتیں تو دوسروں کے نکاح میں ہوں مگر (کافروں کی) جن عورتوں کے تم مالک بن جاؤ' یہ حکم تم پر اللہ کا فرض کیا ہوا ہے اور ان کے علاوہ سب عورتیں تم پر حلال کی گئی ہیں' کہ تم اپنے مال (مہر) کے عوض ان کو طلب کرو در آں حالیکہ تم ان کو قلعہ نکاح کی حفاظت میں لانے والے ہو نہ کہ محض عیاشی کرنے والے ہو' پھر جن عورتوں سے (نکاح کر کے) تم نے مہر کے عوض لذت حاصل کی ہے، تو ان عورتوں کو ان کا مہر ادا کر دو' (یہ اللہ کا کیا ہوا) فرض ہے' اور مہر

Marfat.com

مقرر کرنے کے بعد جس (کمی بیشی) پر تم باہم راضی ہو گئے اس میں کوئی حرج نہیں ہے' بیشک اللہ خوب جاننے والا بہت حکمت والا ہے۔

مفسر زماں علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں:

"جنگی قیدیوں کو لونڈی اور غلام بنانے کی تحقیق:

میدان جنگ میں جو کافر قید ہو جائیں ان کو غلام بنالیا جاتا ہے اور امیر لشکر ان کو مجاہدین میں تقسیم کر دیتا ہے اور جو کافر عورتیں مسلمانوں کے خلاف جنگ میں شریک ہوں اور قید ہو جائیں ان کو باندیاں بنالیا جاتا ہے اور امیر لشکر ان کو مجاہدین میں تقسیم کر دیتا ہے اور ان باندیوں کے ساتھ ان کے مالک بغیر نکاح کے مباشرت کر سکتے ہیں۔ مخالفین اسلام یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام میں انسانوں کو غلام اور باندیاں بنایا جاتا ہے اور یہ شرف انسان کے خلاف ہے بلکہ تذلیل انسانیت ہے۔ اس اعتراض کی وجہ اس مسئلہ سے ناواقفیت ہے۔ جنگی قیدیوں کے ساتھ روس' جرمنی اور یورپی ممالک میں جو وحشیانہ مظالم کئے جاتے رہے اور ان سے جو جبری مشقتیں لی جاتی رہیں۔ اس کے مقابلہ میں اسلام نے غلاموں اور باندیوں کے ساتھ جس حسن سلوک کی ہدایت دی ہے اور ان کو آزاد کرنے پر جو اجر و ثواب کی بشارتیں دی ہیں یہ ان ہی کا نتیجہ ہے کہ آج دنیا سے لونڈی اور غلاموں کا چلن ختم ہو گیا' نیز یہ بھی ملحوظ رہنا چاہئے کہ اسلام نے یہ لازمی طور پر نہیں کہا کہ جنگی قیدیوں کو لونڈیاں اور غلام بنایا جائے بلکہ اسلام نے یہ حکم دیا ہے کہ ان کو بلا فدیہ آزاد کر دیا جائے یا جسمانی فدیہ کے بدلہ میں آزاد کر دیا جائے یا ان کو لونڈی اور غلام بنالیا جائے چونکہ اس زمانہ میں جنگی قیدیوں کو لونڈی اور غلام بنانے کا رواج تھا' اس لئے مسلمانوں کو یہ اجازت دی کہ اگر وہ تمہارے قیدیوں کو لونڈی اور غلام بنائیں تو تم بھی مکافات عمل کے طور پر ان کے قیدیوں کو لونڈی اور غلام بنا سکتے ہو۔ اگر وہ تمہارے قیدیوں کو مالی فدیہ کے بدلے میں آزاد کریں تو تم بھی ان کے قیدیوں کو مالی فدیہ کے بدلہ میں آزاد کر دو' اور اگر وہ تمہارے جنگی قیدیوں سے اپنے قیدیوں کا تبادلہ کریں تو تم بھی ان کے جنگی قیدیوں سے اپنے قیدیوں کا تبادلہ کر لو اور اگر وہ تبرع اور احسان کر کے تمہارے جنگی قیدیوں کو بلا معاوضہ چھوڑ دیں مسلمان مکارم اخلاق اور تبرع اور احسان کرنے کے زیادہ لائق ہیں۔ اور اس کی دلیل قرآن مجید کی یہ آیت ہے:

(آیت)" فاذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب حتی اذا اثخنتموھم فشدوا الوثاق فاما منا بعد واما فدآء حتی تضع الحرب اوزارھا"۔ (محمد: ۴)

ترجمہ: جب تم کافروں سے نبرد آزما ہو تو ان کی گردنیں اڑا دو' یہاں تک کہ جب تم ان کو خوب قتل کر چکو تو (جو زندہ گرفتار ہوں ان کو مضبوطی سے قید کر لو پھر یا تو ان پر محض احسان کر کے ان کو آزاد کر دو یا ان سے (مالی یا بدنی) فدیہ لے کر ان کو آزاد کر دو۔

اور اگر کافر مسلمانوں کے جنگی قیدیوں کو لونڈی یا غلام بنائیں تو مکافات عمل کے طور پر انکے جنگی قیدیوں کو بھی لونڈی اور غلام بنانا جائز ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(آیت)" وجزآء سیئة سیئة مثلها"۔ (الشوری: ۴۰)

ترجمہ: برائی کا بدلہ تو اس کی مثل برائی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اسلام نے لازمی طور پر جنگی قیدیوں کو لونڈی یا غلام بنانے کی ہدایت نہیں دی ہے۔

ہم نے قرآن مجید کی آیت سے یہ بیان کیا ہے کہ جنگی قیدیوں کو بلا معاوضہ یا مالی یا جانی فدیہ لے کر آزاد کرنا اسلام میں جائز ہے

اب ہم اس پر احادیث سے دلائل پیش کرر ہے ہیں مکہ جنگ سے فتح ہوا تھا اور تمام اہل مکہ جنگی قیدی تھے پھر نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے امتنانا ان کو آزاد کر دیا۔

امام مسلم بن حجاج قشیری ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو گیا اس کو امان ہے اور جس نے اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیا اس کو امان ہے۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۷۸۰، صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ٤٧٦٠، مسند احمد ج ۲ ص ۲۹۲، ۵۳۸، مصنف ابن ابی شیبہ ج ١٤ ص ٤٧٢، سنن کبری للبیہقی ج ۹ ص ۱۱۸، مطولا و مختصرا)

امام ابومحمد عبدالملک بن ہشام متوفی ۲۱۳ھ روایت کرتے ہیں:

ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کعبہ کے دروازہ پر کھڑے ہوئے اور فرمایا: **لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ**"۔ اللہ نے اپنے وعدہ کو سچا کیا۔ اپنے بندہ کی مدد فرمائی اور صرف اسی نے تمام لشکروں کو شکست دی، سنو زمانہ جاہلیت کی ہر زیادتی، ہر خون اور ہر مال آج میرے قدموں کے نیچے ہے یہاں کعبہ کی چوکھٹ اور حجاج کی سبیل پر، اے قریش کی جماعت! اللہ نے تم سے زمانہ جاہلیت کے تکبر اور باپ دادا پر فخر کو دور کر دیا ہے، تمام انسان آدم سے پیدا کئے گئے ہیں اور آپ کریم بھائی ہیں اور کریم بھائی کے بیٹے ہیں۔ آپ نے فرمایا جاؤ تم سب آزاد ہو۔ (مختصراً)

(السیرۃ النبویہ لابن ہشام علی ہامش الروض الانف ج ۲ ص ٢٧٤، مطبوعہ مطبعہ فاروقیہ ملتان ۱۳۹۷ھ، سبل الہدی والرشاد ج ۵ ص ٢٤٢)

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ٤٥٨ھ نے اس خطبہ کو زیادہ تفصیل کے ساتھ حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا ہے۔ (سنن کبریٰ ج ۹ ص ۱۱۸، مطبوعہ نشر السنہ ملتان)

مالی فدیہ کے بدلہ میں جنگی قیدی آزاد کرنے کے متعلق احادیث:

نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے جنگ بدر کے قیدیوں کو فدیہ لے کر رہا فرمایا تھا۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت جبیر بن مطعم (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے جنگی قیدیوں کے متعلق فرمایا اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور وہ مجھ سے ان بدبوداروں (قیدیوں) کے متعلق سفارش کرتا تو میں اس کی خاطر ان سب کو آزاد کر دیتا۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۱۳۹، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۲۶۸۹، مسند حمیدی رقم الحدیث: ۵۵۸، مسند ابویعلی رقم الحدیث: ٧٤١٦، شرح السنہ رقم الحدیث: ۲۷۱۳، سنن کبری للبیہقی ج ۹ ص ٦٧، مسند احمد ج ٤ ص ۸۰، المعجم الکبیر رقم الحدیث: ١٥٠٦)

امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ جنگ بدر کے دن نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فدیہ لے کر (قیدیوں کو) آزاد کر دیا۔ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۲۶۹۰)

حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے جنگ بدر کے دن اہل جاہلیت کے لئے چار سو (درہم) فدیہ مقرر فرمایا۔ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۲۶۹۱)

حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) بیان کرتی ہیں کہ جب اہل مکہ نے اپنے قیدیوں کے لئے فدیہ کی رقم بھیجی تو حضرت زینب (رضی اللہ عنہ) نے ابوالعاص کے فدیہ کے لئے جو مال بھیجا اس میں وہ ہار بھی تھا جو حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہ) نے انکی ابوالعاص سے شادی کے موقع پر ان کو دیا تھا' جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس ہار کو دیکھا تو آپ پر شدید رقت طاری ہوگئی اور آپ نے فرمایا: اگر تم لوگ مناسب سمجھو تو اس کے قیدی کو (بلا معاوضہ) آزاد کر دو اور ان کا ہار ان کو واپس کر دو۔ صحابہ نے کہا ٹھیک ہے' اور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ابوالعاص سے وعدہ لے لیا یا اس نے از خود وعدہ کیا تھا کہ وہ حضرت زینب (رضی اللہ عنہ) کو آپ کو آپ کے پاس بھیج دے گا۔ پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت زید بن حارثہ اور ایک انصاری (رضی اللہ عنہ) کو بھیجا اور فرمایا تم بطن یا جج میں ٹھہرنا حتی کہ تمہارے پاس سے (حضرت) زینب گزریں وہ دونوں حضرت زینب کو حضور کے پاس لے کر آئے۔

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۲۶۹۲' المستدرک ج ۳ ص ۲۳' مسند احمد ج ۶ ص ۲۷۶)

علامہ محمد بن یوسف صالحی شامی متوفی ۹۴۲ ھ لکھتے ہیں۔

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے بدر کے قیدیوں کا چار سو درہم فدیہ مقرر کیا تھا' عباس نے کہا ان کے پاس کوئی مال نہیں ہے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا تو وہ مال کہاں ہے جس کو تم نے اور اُمّ الفضل نے زمین میں دفن کیا تھا اور تم نے کہا تھا کہ اگر میں اس مہم میں کام آ گیا تو یہ مال میرے بیٹوں فضل' عبداللہ اور قثم کے لئے ہوگا۔ عباس نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں کیونکہ یہ ایسی بات ہے جس کا میرے اور اُمّ الفضل کے سوا کسی کو پتہ نہیں تھا۔

امام بخاری اور بیہقی نے حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا ہے کہ بعض انصار نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے اجازت طلب کی اور عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ہمیں اجازت دیں کہ ہم اپنے بھتیجے عباس سے فدیہ نہ لیں' آپ نے فرمایا۔ نہیں بخدا تم ان میں سے ایک درہم بھی نہ چھوڑنا۔ آپ نے بعض سے چار ہزار فدیہ لیا بعض سے دو ہزار' بعض سے ایک ہزار اور بعض پر احسان کر کے ان کو بلا فدیہ آزاد کر دیا۔

اہل مکہ کو لکھنا آتا تھا اور اہل مدینہ کو لکھنا نہیں آتا تھا' جس اہل مکہ کے پاس مال نہیں تھا آپ نے ان کا یہ فدیہ مقرر کیا کہ وہ مدینہ کے دس لڑکوں کو لکھنا سکھائیں اور جب وہ لڑکے لکھنے میں ماہر ہوگئے تو وہ آزاد کر دیئے گئے' حضرت زید بن ثابت نے بھی ان ہی سے لکھنا سیکھا تھا۔ (سبل الہدیٰ والرشاد ج ۴ ص ۶۹' دار الکتب العلمیہ بیروت' ۱۴۱۴)

مسلمان قیدیوں سے تبادلہ میں جنگی قیدی آزاد کرنے کے متعلق احادیث:

نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے تبادلہ میں بھی قیدیوں کو آزاد کیا ہے۔

Marfat.com

امام مسلم بن حجاج قشیری ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں: حضرت عمران بن حصین بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ بنو ثقیف بنو عقیل کا حلیف تھا۔ ثقیف نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے صحابہ میں سے دو شخصوں کو قید کر لیا تھا اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے صحابہ نے بنو عقیل کے ایک شخص کو گرفتار کر لیا اور اس کے ساتھ عضباء اونٹنی کو بھی پکڑ لیا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس شخص کے پاس گئے درآں حالیکہ وہ بندھا ہوا تھا اس نے کہا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ نے اس سے پوچھا کیا بات ہے؟ اس نے کہا حجاج کی اونٹنیوں پر سبقت کرنے والی اونٹنی کیوں پکڑی گئی؟ یعنی عضباء اور آپ نے مجھے کس جرم میں پکڑا ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے تم کو تمہارے حلیف ثقیف کے بدلہ میں پکڑا ہے پھر آپ چلے گئے اس نے کہا یا محمد' یا محمد' رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مہربان اور رقیق القلب تھے' آپ لوٹ آئے اور پوچھا کیا بات ہے؟ اس نے کہا میں مسلمان ہوں! آپ نے فرمایا اگر تو گرفتار ہونے سے پہلے یہ کہتا تو مکمل طور پر کامیاب ہوتا آپ چلے گئے اس نے پھر آواز دی اور کہا یا محمد یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ نے فرمایا کیا بات ہے؟ اس نے کہا میں بھوکا اور پیاسا ہوں مجھے کھانا اور پانی دیجئے' آپ نے اس کی حاجت پوری کی' پھر اس کو ان دو مسلمانوں کے بدلہ میں آزاد کر دیا گیا جن کو ثقیف نے پکڑا تھا۔

(صحیح مسلم' رقم الحدیث: ۱۶۴۱' سنن ابوداؤد' رقم الحدیث: ۳۳۱۶' مسند حمیدی' رقم الحدیث: ۸۲۹' صحیح ابن حبان' رقم الحدیث: ۴۸۵۹' مصنف عبدالرزاق' رقم الحدیث: ۵۳۹۵' مسند احمد ج ۴ ص ۴۳۰' ۴۳۳' سنن بیہقی ج ۹ ص ۷۲' دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۴ ص ۱۸۸' المعجم الکبیر للطبرانی ج ۱۸ ص ۴۵۳)

حضرت سلمہ بن اکوع (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ ہم نے قبیلہ فزارہ کے خلاف جہاد کیا۔ اس جہاد میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو ہمارا امیر بنایا تھا جب ہمارے اور پانی کے درمیان کچھ دیر کی مسافت رہ گئی تو حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے ہمیں حکم دیا کہ ہم رات کے آخری حصہ میں اتریں' پھر ہر طرف سے حملہ کا حکم دیا گیا' اور ہم ان کے پانی پر پہنچے اور جس جگہ قتل کرنا تھا' قتل کیا اور قید کیا' میں کفار کے ایک گروہ کو دیکھ رہا تھا جس میں کفار کے بچے اور عورتیں تھیں مجھے یہ خطرہ ہوا کہ کہیں وہ مجھ سے پہلے پہاڑ تک نہ پہنچ جائیں میں نے ان کے اور پہاڑ کے درمیان ایک تیر مارا جب انہوں نے تیر کو دیکھا تو سب ٹھہر گئے میں ان سب کو گھیر کر لے آیا' ان میں فزارہ کی ایک عورت تھی جس نے چمڑے کی کھال کو منڈھ رکھا تھا اور اس کے ساتھ ایک لڑکی تھی جو عرب کی حسین ترین دوشیزہ تھی' میں ان سب کو پکڑ کر حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے پاس لے آیا حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے وہ لڑکی مجھے انعام میں دے دی' ہم مدینہ پہنچے ابھی میں نے اس لڑکی کے کپڑے بھی نہ اتارے تھے کہ میری رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے بازار میں ملاقات ہوئی آپ نے فرمایا: اے سلمہ یہ لڑکی مجھے ہبہ کر دو' میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ خدا کی قسم یہ لڑکی مجھے بہت پسند ہے اور میں نے ابھی تک اس کا لباس بھی نہیں اتارا اگلے دن میری پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ملاقات ہوئی آپ نے مجھ سے فرمایا: اے سلمہ یہ لڑکی مجھے دے دو تمہارا باپ بہت اچھا تھا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! خدا کی قسم! یہ آپ کی ہے میں نے اس لڑکی کا لباس تک نہیں اتارا تھا' رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے وہ لڑکی اہل مکہ کو بھیج دی اور اس کے بدلہ میں کئی مسلمان قیدیوں کو چھڑا لیا۔

(صحیح مسلم' رقم الحدیث: ۱۷۵۵' سنن ابوداؤد' رقم الحدیث: ۲۶۹۷' سنن ابن ماجہ' رقم الحدیث: ۲۸۴۶' صحیح ابن حبان' رقم الحدیث: ۴۸۶۰' مسند احمد ج ۴ ص ۴۶' ۵۱' سنن بیہقی ج ۹ ص ۱۲۹)



جنگی قیدیوں کو احسانا بلا معاوضہ آزاد کرنے کے متعلق احادیث:

نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے بلا معاوضہ بھی جنگی قیدیوں کو آزاد کیا ہے فتح مکہ کے بعد اہل مکہ کو طلقاء (آزاد) قرار دینے اور جنگ بدر کے بعض جنگی قیدیوں کو بلا معاوضہ آزاد کرنے کی ہم اس سے پہلے احادیث سے مثالیں ذکر کر چکے ہیں بعض مزید احادیث ملاحظہ فرمائیں: امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے نجد کی طرف حملہ کرنے کے لئے گھوڑے سواروں کی ایک جماعت بھیجی' صحابہ بنوحنیفہ کے ایک شخص کو گرفتار کر کے لائے جس کا نام ثمامہ بن اثال تھا اور اس کو مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا' نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تشریف لائے اور آپ نے فرمایا ثمامہ کو کھول دو' ثمامہ مسجد کے قریب ایک درخت کے پاس گیا اس نے غسل کیا پھر مسجد میں داخل ہوا اور کہا: "اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا رسول الله"۔

(صحیح البخاری' رقم الحدیث: ایضا"۔:۴۶۹' ۲۴۲۲' ۲۴۲۳' ۴۳۷۲)

امام مسلم نے اس حدیث کو بہت تفصیل سے روایت کیا ہے۔ (صحیح مسلم' رقم الحدیث:۱۷۶۴)

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ ھ روایت کرتے ہیں: مروان بن الحکم اور مسور بن مخرمہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس ہوازن کے مسلمانوں کا وفد آیا اور انہوں نے یہ سوال کیا کہ آپ انہیں (مال غنیمت میں ان سے لئے ہوئے) اموال اور ان کے جنگی قیدی واپس کر دیں آپ نے فرمایا میرے نزدیک سب سے اچھی بات وہ ہے جو سب سے سچی ہو تم دو میں سے ایک چیز کو اختیار کر لو جنگی قیدی یا مال' اور میں تم کو غور کے لئے مہلت دیتا ہوں' رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے طائف سے واپس آنے کے بعد دس سے زیادہ راتوں تک ان کا انتظار کیا جب ان کو یہ معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان کو دو میں سے صرف ایک چیز واپس کریں گے تو انہوں نے کہا ہم اپنے جنگی قیدیوں کو اختیار کرتے ہیں' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں میں کھڑے ہوئے اور اللہ کی شان کے لائق اس کی حمد و ثناء کی پھر فرمایا تمہارے یہ مسلمان بھائی تمہارے پاس رجوع کرتے ہوئے آئے ہیں اور میری رائے یہ ہے کہ ان کے قیدی ان کو واپس کر دوں تم میں سے جو شخص طیب خاطر سے ایسا کر سکتا ہے وہ کر دے' اور جو یہ چاہتا ہو کہ اس کا حصہ اس کے پاس رہے تو جب اس کے بعد سب سے پہلے مال غنیمت حاصل ہو گا ہم اس کو اس کا حصہ واپس کر دیں گے۔ مسلمانوں نے کہا ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خاطر خوشی سے ایسا کرتے ہیں۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا ہمیں پتا نہیں چلا کہ تم میں سے کس شخص نے خوشی سے اجازت دی اور کسی نے خوشی سے اجازت نہیں دی تم واپس جاؤ اور اپنے اپنے کار مختار سے مشورہ کرو۔ انہوں نے اپنے اپنے کار مختار سے مشورہ کیا اور پھر آ کر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے کہا ہم خوشی سے اجازت دیتے ہیں۔ (صحیح البخاری' رقم الحدیث:۲۱۳۲-۲۱۳۱' سنن ابوداؤد' رقم الحدیث:۲۶۹۳)

جنگی قیدیوں کو مال کے بدلہ آزاد کرنے' جنگی قیدیوں کے بدلہ آزاد کرنے' اور بلا معاوضہ آزاد کرنے کے متعلق ہم احادیث بیان کر چکے ہیں، اب ہم چاہتے ہیں کہ اس مسئلہ کے متعلق فقہاء کی آراء بھی بیان کر دیں:

جنگی قیدیوں کو آزاد کرنے کے متعلق فقہاء اسلام کی آراء:

علامہ کمال الدین محمد بن عبدالواحد بن ہمام حنفی متوفی ۸۶۱ ھ لکھتے ہیں:

امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) سے ایک روایت یہ ہے کہ جنگی قیدیوں سے فدیہ نہ لیا جائے قدوری اور صاحب ہدایہ کا یہی مختار ہے اور امام ابوحنیفہ سے دوسری روایت یہ ہے کہ ان سے فدیہ لیا جائے۔ امام ابو یوسف' امام محمد' امام شافعی' امام مالک اور امام احمد کا بھی یہی قول ہے' مگر عورتوں کا فدیہ لینے میں ان کا اختلاف ہے اور امام احمد نے بچوں کا بھی فدیہ لینے سے منع کیا ہے' اور سیر کبیر میں مذکور ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان کا فدیہ لیا ہے' ایک قول یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ کی ظاہر روایت یہی ہے' امام ابو یوسف نے کہا کہ مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے ان کا فدیہ لیا جائے۔ امام ابوحنیفہ کے پہلے قول کی دلیل یہ ہے کہ اگر جنگی قیدی کافروں کو لوٹا دیئے گئے تو وہ ان کی قوت اور مسلمانوں کے لئے ضرر کا باعث ہوں گے اور دوسرے قول اور تمام ائمہ کے قول کی دلیل یہ ہے کہ جنگی قیدی کو قتل کرنے یا اس کو غلام بنانے سے زیادہ بہتر یہ ہے کہ اس کے بدلہ میں مسلمان قیدی کو کافروں سے چھڑا لیا جائے کیونکہ مسلمانوں کی حرمت بہت عظیم ہے' اور جنگی قیدی کو ان کے حوالے کرنے سے مسلمانوں کو ضرر پہنچنے کی جو دلیل دی گئی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جب اس کے بدلہ میں ہمارا مسلمان قیدی ہمارے پاس آجائے گا تو اس ضرر کا توڑ ہو جائے گا اور یہ معاملہ برابر برابر ہو جائے گا اس کے علاوہ ایک مسلمان کو کافروں کی قید سے چھڑانے کی فضیلت اور اس کو اللہ کی عبادات کرنے کا موقع فراہم کرنا اس پر مستزاد ہے اور جب کہ یہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی احادیث سے بھی ثابت ہے۔ (فتح القدیر ج ۵ ص ۴۶۱' دار الکتب العلمیہ بیروت' ۱۴۱۵ھ)

علامہ سیّد محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں: کافر جنگی قیدی کو مسلمان قیدی کے بدلہ میں آزاد کیا جائے یا مال کے بدلہ میں' قول مشہور کے مطابق پہلی صورت جائز نہیں ہے لیکن ضرورت کے وقت اس میں کوئی حرج نہیں ہے جیسا کہ سیر کبیر میں ہے۔ امام محمد نے فرمایا جب ان قیدیوں سے نسل متوقع نہ ہو جیسے شیخ فانی پھر بھی ان کے تبادلہ میں کوئی حرج نہیں ہے (الاختیار) قیدیوں کے تبادلہ میں اختلاف ہے لیکن محیط میں مذکور ہے کہ ظاہر الروایہ کے مطابق یہ جائز ہے اس کی پوری بحث قہستانی میں ہے' اور زیلعی نے سیر کبیر سے نقل کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ کا ظاہر قول جواز ہے۔ فتح القدیر میں ہے کہ امام ابو یوسف اور امام محمد کا بھی یہی قول ہے اور ائمہ ثلاثہ سے بھی یہی منقول ہے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے بھی یہی ثابت ہے صحیح مسلم وغیرہ میں ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے دو مسلمانوں قیدیوں کا دو مشرک قیدیوں سے تبادلہ کیا اور ایک عورت کے بدلہ میں مکہ میں قید بہت سے مسلمانوں کو آزاد کرایا (ہدایہ' قدوری) اور دیگر متون میں جو مذکور ہے قیدیوں سے فدیہ لینا جائز نہیں ہے اس سے مراد مالی فدیہ ہے جب ضرورت نہ ہو اور ضرورت کے وقت مالی فدیہ لینا بھی جائز ہے اور مسلمان قیدیوں سے تبادلہ بھی جائز ہے۔ (رد المحتار ج ۳ ص ۲۲۹' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت ۱۴۰۷ھ)

کیا بغیر نکاح کے لونڈیوں سے مباشرت کرنا قابل اعتراض ہے:

عام طور سے لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ بغیر نکاح لونڈیوں سے مباشرت کرنا ایک غیر اخلاقی فعل ہے حالانکہ اسلام میں اس کو روا رکھا گیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ نکاح کے بعد بیویوں سے مباشرت کرنا اور ان کے جسم پر خواہی نخواہی مالکانہ تصرف کرنا کیونکر اخلاقی فعل ہو گیا؟ نکاح کی حقیقت صرف یہ ہے کہ دو مسلمان گواہوں کے سامنے ایک عورت خود یا اس کا وکیل کہے کہ میں اس شخص کے ساتھ اتنے مہر کے عوض خود کو یا اپنی موکلہ کو نکاح میں دیتا ہوں اور مرد کہے میں نے قبول کیا' اور امام مالک کے نزدیک گواہوں کا ہونا بھی شرط نہیں ہے کسی مجمع عام میں ایجاب وقبول کر لیا جائے تو نکاح ہو جاتا ہے آخر ایجاب وقبول کے ان کلمات میں کیا تاثیر ہے کہ ایک عورت بالکلیہ مرد پر

Marfat.com

حلال ہو جاتی ہے؟

اصل واقعہ یہ ہے کہ محض ایجاب وقبول سے عورت مرد پر حلال نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے حلال ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے نکاح کی اس خاص صورت میں عورتوں کو مردوں پر حلال کر دیا ہے ورنہ تنہائی میں اگر عورت اور مرد ایجاب وقبول کے یہی کلمات کہہ لیں تو وہ ایک دوسرے پر حلال نہیں ہیں، بلکہ نکاح کے بعد بھی بیوی کے ساتھ مباشرت کرنا مطلقاً حلال نہیں ہے۔ حیض اور نفاس کے ایام میں اللہ تعالیٰ نے اس کو بیوی سے مباشرت کی اجازت نہیں دی ہے اس لئے ان ایام میں بیوی سے مباشرت کرنا مرد کے لئے جائز نہیں ہے' اس سے واضح ہو گیا کہ عورت کے مرد پر حلال ہونے کا سبب نکاح نہیں ہے اللہ تعالیٰ کی اجازت ہے' اگر اللہ تعالیٰ نکاح کی صورت میں اجازت دے تو بیویاں شوہروں پر حلال ہو جاتی ہیں اور اگر اللہ ملک یمین کی صورت میں اجازت دے تو باندیاں مالکوں پر حلال ہو جاتی ہیں' جس طرح اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بعد وہ قابل اعتراض نہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بعد یہ بھی قابل اعتراض نہیں ہے۔

اب ہم آپ کے سامنے وہ آیات پیش کرتے ہیں کہ جن میں اللہ تعالیٰ نے باندیوں کو مالکوں پر حلال کر دیا ہے بشرطیکہ اس کا باندی ہونا شرعاً صحیح ہو' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(آیت) "فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ او ما ملکت ایمانکم"۔ (النساء: ۳)

ترجمہ: اگر تم کو یہ اندیشہ ہو کہ تم ایک سے زیادہ بیویوں میں عدل نہیں کر سکو گے تو ایک بیوی پر قناعت کرو یا اپنی باندیوں پر اکتفاء کرو۔

(آیت) "والمحصنات من النسآء الا ما ملکت ایمانکم"۔ (النساء: ۲۴)

ترجمہ: دوسروں کی بیویاں تم پر حرام ہیں البتہ تمہاری باندیاں تم پر حرام نہیں۔

(آیت) " والذین ہم لفروجہم حافظون، الا علی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم فانہم غیر ملومین، (المؤمنون: ۵-۶' المعارج: ۳۰-۲۹)

ترجمہ: اور جو لوگ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں البتہ اپنی بیویوں اور باندیوں سے مباشرت کرنے میں ان پر ملامت نہیں ہے۔

ان کے علاوہ قرآن مجید میں اور بھی بہت سی آیات ہیں جن میں باندیوں کے ساتھ مباشرت کی اجازت دی گئی ہے۔ اب صرف ایک بات رہ جاتی ہے کہ عقد نکاح میں عورت اپنے اختیار سے یہ عقد کرتی ہے جب کہ جب باندی کو ہبہ کیا جاتا ہے یا اس کو فروخت کیا جاتا ہے تو اس میں اس کا کوئی اختیار نہیں ہوتا۔ اس کا ایک جواب یہ ہے کہ مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے کی پاداش میں بطور سزا اس کا یہ اختیار سلب کر لیا گیا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ جب سے دنیا میں لونڈی اور غلام بنانے کا رواج ہوا لونڈیوں کے ساتھ یہی معاملہ روا رکھا گیا ہے اس لئے اگر کافر مسلمانوں کے ساتھ یہ معاملہ کریں تو ان کے ساتھ بھی عمل مکافات کے طور پر یہی معاملہ روا رکھا گیا' لیکن جو شخص کسی باندی کے ساتھ مباشرت کرتا ہے اور اس سے اولاد ہو جاتی ہے تو وہ اس کی حقیقی اولاد اور اس کی وارث ہوتی ہے اور وہ باندی اُمّ ولد ہو جاتی ہے اور اس شخص کے مرنے کے بعد وہ آزاد ہو جاتی ہے' اسلام نے غلامی کے رواج کو ختم کرنے کے لئے بہت اقدامات کئے ہیں اور

Marfat.com

غلاموں کو آزاد کرنے کے لئے بہت بشارتیں دی ہیں اور اس کے نتیجہ میں اب دنیا سے غلامی کا چلن ختم ہوگیا ہے۔"

(تبیان القرآن از علامہ غلام رسول سعیدی، سورہ النساء، تحت آیت، 24)

بہر حال کنیزیں مدبرہ، مکاتبہ اور اُمّ ولد بھی ہوسکتی ہیں، لہٰذا ہم ان کے احکام و مسائل ذکر کیے دیتے ہیں، مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"اللہ عزوجل فرماتا ہے:

(وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ۖ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ) (پ۱۸، النور: ۳۳)

جن لوگوں کے تم مالک ہو (تمہارے لونڈی غلام) وہ کتابت چاہیں تو انھیں مکاتب کر دو، اگر اون میں بھلائی دیکھو اور اس مال میں سے جو خدا نے تمھیں دیا ہے، کچھ اونھیں دیدو۔

حدیث ۱: ابو داود بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: مکاتب پر جب تک ایک درہم بھی باقی ہے، غلام ہی ہے۔ (سنن أبي داود، کتاب العتق، باب في المکاتب یؤدّي...إلخ، الحدیث: ۳۹۲۶، ج ۴، ص ۲۸)

حدیث ۲: ابو داود و ترمذی و ابن ماجہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ارشاد فرماتے ہیں: جب تم میں کسی کے مکاتب کے پاس پورا بدل کتابت جمع ہو جائے تو اس سے پردہ کرے۔

(سنن أبي داود، کتاب العتق، باب في المکاتب یؤدّي...إلخ، الحدیث: ۳۹۲۸، ج ۴، ص ۲۸)

حدیث ۳: ابن ماجہ و حاکم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی، کہ فرماتے ہیں: جس کنیز (لونڈی) کے بچہ اس کے مولیٰ (مالک) سے پیدا ہو، وہ مولیٰ کے مرنے کے بعد آزاد ہے۔

(سنن ابن ماجہ، أبواب العتق، باب امھات الاولاد...إلخ، الحدیث: ۲۵۱۵، ج ۲، ص ۲۰۲)

حدیث ۴: دارقطنی و بیہقی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی، کہ فرماتے ہیں: مدبر نہ بیچا جائے، نہ ہبہ کیا جائے، وہ تہائی مال سے آزاد ہے۔ السنن الکبریٰ، للبیہقي، کتاب المدبر، باب من قال لایباع المدبر الحدیث: ۲۱۵۷۲، ج ۱۰، ص ۵۲۹)

مسائل فقہیہ

مدبر کی تعریف:

مدبر اس کو کہتے ہیں جس کی نسبت مولیٰ نے کہا کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے یا یوں کہا کہ اگر میں مرجاؤں یا جب میں مروں تو تُو آزاد ہے غرض اسی قسم کے وہ الفاظ جن سے مرنے کے بعد اس کا آزاد ہونا ثابت ہوتا ہے۔

(الجوہرۃ النیرۃ، کتاب العتاق، باب التدبیر، الجزء الثاني، ص ۱۳۶)

مسئلہ ۱: مدبر کی دو ۲ قسمیں ہیں: مدبر مطلق۔ مدبر مقید۔ مدبر مطلق وہ جس میں کسی ایسے امر کا اضافہ نہ کیا ہو جس کا ہونا ضروری نہ ہو یعنی مطلقاً موت پر آزاد ہونا قرار دیا مثلاً اگر میں مروں تو تُو آزاد ہے اور اگر کسی وقتِ معین پر یا وصف کے ساتھ موت پر آزاد ہونا کہا تو

Marfat.com

مقید ہے مثلاً اس سال مروں یا اس مرض میں مروں کہ اُس سال یا اس مرض سے مرنا ضرور نہیں اور اگر کوئی ایسا وقت مقرر کیا کہ غالب گمان اس سے پہلے مرجانا ہے مثلاً بوڑھا شخص کہے کہ آج سے سو ۱۰۰ برس پر مروں تو تُو آزاد ہے تو یہ مدبر مطلق ہی ہے کہ یہ وقت کی قید بیکار ہے کیونکہ غالب گمان یہی ہے کہ اب سے سو ۱۰۰ برس تک زندہ نہ رہے گا۔

الفتاوی الہندیۃ، کتاب العتاق، الباب السادس فی التدبیر، ج ۲، ص ۳۷، وغیرہ۔

مسئلہ ۲: اگر یہ کہا کہ جس دن مروں تو آزاد ہے تو اگر چہ رات میں مرے وہ آزاد ہوگا کہ دن سے مراد یہاں مطلق وقت ہے ہاں اگر وہ کہے کہ دن سے میری مراد صبح سے غروب آفتاب تک کا وقت ہے یعنی رات کے علاوہ تو یہ نیت اس کی مانی جائے گی مگر اب یہ مدبر مقید ہوگا۔ (الدرالمختار، کتاب العتق، باب التدبیر، ج ۵، ص ۴۵۶)

مسئلہ ۳: مدبر کرنے کے بعد اب اپنے اس قول کو واپس نہیں لے سکتا۔ مدبر مطلق کو نہ بیچ سکتے ہیں۔ نہ ہبہ کرسکتے نہ رہن رکھ سکتے نہ صدقہ کرسکتے ہیں۔ (الفتاوی الہندیۃ، کتاب العتاق، الباب السادس فی التدبیر، ج ۲، ص ۳۷)

مسئلہ ۴: مدبر غلام ہی ہے یعنی اپنے مولیٰ کی مِلک ہے (اپنے آقا کی ملکیت میں ہے) اس کو آزاد کرسکتا ہے مکاتب بنا سکتا ہے اس سے خدمت لے سکتا ہے مزدوری پر دے سکتا ہے، اپنی ولایت سے اس کا نکاح کرسکتا ہے اور اگر لونڈی مدبرہ ہے تو اس سے وطی (مجامعت، ہمبستری) کرسکتا ہے۔ اس کا دوسرے سے نکاح کرسکتا ہے اور مدبرہ سے اگر مولیٰ کی اولاد ہوئی تو وہ اُمّ ولد ہوگئی۔

(الدرالمختار، کتاب العتق، باب التدبیر، ج ۵، ص ۴۶۰، ۴۶۳)

مسئلہ ۵: جب مولیٰ مرے گا تو اس کے تہائی مال (مال کے تیسرے حصہ) سے مدبر آزاد ہو جائے گا یعنی اگر یہ تہائی مال ہے یا اس سے کم تو بالکل آزاد ہو گیا اور اگر تہائی سے زائد قیمت کا ہے تو تہائی کی قدر آزاد ہو گیا باقی کے لیے سعایت کرے اور اگر اس کے علاوہ مولیٰ کے پاس اور کچھ نہ ہو تو اس کی تہائی آزاد، باقی دو تہائیوں میں سعایت کرے۔ (یعنی باقی دو حصوں کی قیمت ادا کرنے کے لیے محنت مزدوری کرے)

یہ اس وقت ہے کہ وُرثہ (میت کے مال میں سے حصہ پانے والے) اجازت نہ دیں اور اگر اجازت دیدیں یا اس کا کوئی وارث ہی نہیں تو کُل آزاد ہے۔ اور اگر مولیٰ پر دَین ہے کہ یہ غلام اس دین میں مُستغرق (گھرا ہوا) ہے تو کل قیمت میں سعایت کرکے قرض خواہوں کو ادا کرے۔ (الدرالمختار، کتاب العتق، باب التدبیر، ج ۵، ص ۴۶۱، وغیرہ)

مسئلہ ۶: مدبر مقید کا مولیٰ مرا اور اسی وصف پر موت واقع ہوئی مثلاً جس مرض یا وقت میں مرنے پر اس کا آزاد ہونا کہا تھا وہی ہوا تو تہائی مال سے آزاد ہو جائے گا ورنہ نہیں۔ اور ایسے مدبر کو بیع وہبہ وصدقہ وغیرہا کرسکتے ہیں۔

الفتاوی الہندیۃ، کتاب العتاق، الباب السادس فی التدبیر، ج ۲، ص ۳۷۔

مسئلہ ۷: مولیٰ نے کہا تو میرے مرنے سے ایک مہینہ پہلے آزاد ہے اور اس کہنے کے بعد ایک مہینہ کے اندر مولیٰ مر گیا تو آزاد نہ ہوا اور اگر ایک مہینہ یا زائد پر مرا تو غلام پورا آزاد ہو گیا اگرچہ مولیٰ کے پاس اس کے علاوہ کچھ مال نہ ہو۔ (المرجع السابق، ص ۳۸)

مسئلہ ۸: مولیٰ نے کہا تو میرے مرنے کے ایک دن بعد آزاد ہے تو مدبر نہ ہوا، لہٰذا آزاد بھی نہ ہوگا۔ (المرجع السابق، ص ۳۸)

Marfat.com

مسئلہ ۹: مدبرہ کے بچہ پیدا ہوا تو یہ بھی مدبر ہے، جبکہ وہ مدبرہ مطلقہ ہو اور اگر مقیدہ ہو تو نہیں۔

(الدرالمختار، کتاب العتق، باب التدبیر، ج ۵، ص ۴۶۳)

مسئلہ ۱۰: مدبرہ لونڈی کے بچہ پیدا ہوا اور وہ بچہ مولیٰ کا ہو تو وہ اب مدبرہ نہ رہی بلکہ اُمّ ولد ہوگئی کہ مولیٰ کے مرنے کے بعد بالکل آزاد ہو جائے گی اگرچہ اس کے پاس اس کے سوا کچھ مال نہ ہو۔ (المرجع السابق)

مسئلہ ۱۱: عقدِ کتابت کی تعریف:

غلام اگر نیک چلن ہو (یعنی بااخلاق اور اچھے کردار والا ہو) اور بظاہر معلوم ہوتا ہو کہ آزاد ہونیکے بعد مسلمانوں کو ضرر نہ پہنچائیگا تو ایسا غلام اگر مولیٰ سے عقد کتابت کی درخواست کرے تو اس کی درخواست قبول کر لینا بہتر ہے۔ عقد کتابت کے یہ معنےٰ ہیں کہ آقا اپنے غلام سے مال کی ایک مقدار مقرر کر کے یہ کہدے کہ اتنا ادا کر دے تو آزاد ہے اور غلام اسے قبول بھی کر لے اب یہ مکاتب ہو گیا، جب کل ادا کر دیگا آزاد ہو جائے گا اور جب تک اس میں سے کچھ بھی باقی ہے غلام ہی ہے۔ (الجوہرۃ النیرۃ، کتاب المکاتب، الجزء الثانی، ص ۱۴۲۔ ۱۴۳، وغیرہ)

مسئلہ ۱۲: مکاتب نے جو کچھ کمایا اس میں تصرف کر سکتا ہے (یعنی اپنی مرضی سے خرچ کر سکتا ہے) جہاں چاہے تجارت کے لیے جا سکتا ہے مولےٰ اسے پردیس جانے سے نہیں روک سکتا اگرچہ عقدِ کتابت میں یہ شرط لگادی ہو کہ پردیس نہیں جائے گا کہ یہ شرط باطل ہے۔ (المبسوط للسرخسی، کتاب المکاتب، ج ۴، الجزء الثامن، ص ۳)

مسئلہ ۱۳: عقد کتابت میں مولیٰ کو اختیار ہے کہ معاوضہ فی الحال ادا کرنا شرط کر دے یا اس کی قسطیں مقرر کر دے اور پہلی صورت میں اگر اسی وقت ادا نہ کیا اور دوسری صورت میں پہلی قسط ادا نہ کی تو مکاتب نہ رہا۔ (المرجع السابق، ص ۴، ۵)

مسئلہ ۱۴: نابالغ غلام اگر اتنا چھوٹا ہے کہ خریدنا بیچنا نہیں جانتا تو اس سے عقد کتابت نہیں ہو سکتا اور اگر اتنی تمیز ہے کہ خرید و فروخت کر سکے تو ہو سکتا ہے۔ (الجوہرۃ النیرۃ، کتاب المکاتب، الجزء الثانی، ص ۱۴۳)

مسئلہ ۱۵: مکاتب کو خریدنے بیچنے سفر کرنے کا اختیار ہے اور مولیٰ کی بغیر اجازت اپنا یا اپنے غلام کا نکاح نہیں کر سکتا اور مکاتبہ لونڈی بھی بغیر مولیٰ کی اجازت کے اپنا نکاح نہیں کر سکتی اور ان کو ہبہ اور صدقہ کرنے کا بھی اختیار نہیں، ہاں تھوڑی سی چیز تصدق (صدقہ، خیرات) کر سکتے ہیں جیسے ایک روٹی یا تھوڑا سا نمک اور کفالت (ضمانت) اور قرض کا بھی اختیار نہیں۔

(الجوہرۃ النیرۃ، کتاب المکاتب، الجزء الثانی، ص ۱۴۳۔ ۱۴۴)

مسئلہ ۱۶: مولیٰ نے اپنے غلام کا نکاح اپنی لونڈی سے کر دیا پھر دونوں سے عقد کتابت کیا اب اون کے بچہ پیدا ہوا تو یہ بچہ بھی مکاتب ہے اور یہ بچہ جو کچھ کمائے گا اس کی ماں کو ملے گا اور بچہ کا نفقہ (کھانے پینے وغیرہ کے اخراجات) اس کی ماں پر ہے اور اس کی ماں کا نفقہ اس کے باپ پر۔ (الجوہرۃ النیرۃ، کتاب المکاتب، الجزء الثانی، ص ۱۴۴، ۱۴۵)

مسئلہ ۱۷: مکاتبہ لونڈی سے مولیٰ وطی نہیں کر سکتا اگر وطی کرے گا تو عقر لازم آئیگا اور اگر لونڈی کے مولیٰ سے بچہ پیدا ہو تو اسے اختیار ہے کہ عقد کتابت باقی رکھے اور مولیٰ سے عقر لے یا عقد کتابت سے انکار کر کے اُمّ ولد ہو جائے۔

(الجوہرۃ النیرۃ، کتاب المکاتب، الجزء الثانی، ص ۱۴۵، ۱۴۸، ۱۴۹)

Marfat.com

مسئلہ ۱۸: مولےٰ نے مکاتب کا مال ضائع کر دیا تو تاوان لازم ہوگا۔ (المرجع السابق، ص ۱۴۵)

مسئلہ ۱۹: اُمّ ولد کو بھی مکاتبہ کر سکتا ہے اور مکاتب کو آزاد کر دیا تو بدل کتابت ساقط ہو گیا۔ (المرجع السابق، ص ۱۴۸)

مسئلہ ۲۰:

اُمّ ولد کی تعریف:

ام ولد اس لونڈی کو کہتے ہیں جس کے بچہ پیدا ہوا اور مولیٰ نے اقرار کیا کہ یہ میرا بچہ ہے خواہ بچہ پیدا ہونے کے بعد اس نے اقرار کیا یا زمانہ حمل میں اقرار کیا ہو کہ یہ حمل مجھ سے ہے اور اس صورت میں ضروری ہے کہ اقرار کے وقت سے چھ مہینے کے اندر بچہ پیدا ہو۔

(الدر المختار، کتاب العتق، باب الِاستیلاد، ج ۵، ص ۲۴۸، والجوہرۃ النیرۃ، کتاب العتاق، باب الِاستیلاد، الجزء الثانی، ص ۱۳۹)

مسئلہ ۲۱: بچہ زندہ پیدا ہوا یا مُردہ بلکہ کچا بچہ پیدا ہوا جس کے کچھ اعضا بن چکے ہیں سب کا ایک حکم ہے یعنی اگر مولیٰ اقرار کرلے تو لونڈی اُمّ ولد ہے۔ (الجوہرۃ النیرۃ، کتاب العتاق، باب الِاستیلاد، الجزء الثانی، ص ۱۳۸، ۱۳۹)

مسئلہ ۲۲: ام ولد کے جب دوسرا بچہ پیدا ہو تو یہ مولےٰ ہی کا قرار دیا جائے گا جبکہ اُس کے تصرف میں ہو اب اس کے لیے اقرار کی حاجت نہ ہوگی البتہ اگر مولےٰ انکار کر دے اور کہہ دے کہ یہ میرا نہیں تو اب اس کا نسب مولیٰ سے نہ ہوگا اور اس کا بیٹا نہیں کہلائے گا۔

(الدر المختار، کتاب العتق، باب الِاستیلاد، ج ۵، ص ۴۷۳)

مسئلہ ۲۳: ام ولد سے صحبت (ہمبستری) کر سکتا ہے خدمت لے سکتا ہے اس کو اجارہ پر دے سکتا ہے یعنی اوروں کے کام کاج مزدوری پر کرے اور جو مزدوری ملے اپنے مالک کو لا کر دے اُمّ ولد کا کسی شخص کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے مگر اس کے لیے استبرا (رحم کا نطفہ سے خالی ہونا) ضروری ہے اور اُمّ ولد کو نہ بیچ سکتا ہے نہ ہبہ کر سکتا ہے نہ گروی رکھ سکتا ہے نہ اسے خیرات کر سکتا ہے، بلکہ کسی طرح دوسرے کی ملک میں نہیں دے سکتا۔

(الجوہرۃ النیرۃ، کتاب العتاق، باب الِاستیلاد، الجزء الثانی، ص ۱۳۸، و: الفتاوی الہندیۃ، کتاب العتاق، الباب السابع فی الِاستیلاد، ج ۲، ص ۴۵)

مسئلہ ۲۴: مولیٰ کی موت کے بعد اُمّ ولد بالکل آزاد ہو جائے گی اس کے پاس اور مال ہو یا نہ ہو۔

(الجوہرۃ النیرۃ، کتاب العتاق، باب الِاستیلاد، الجزء الثانی، ص ۱۳۹) (بہار شریعت، مدبر و مکاتب واُمّ وَلَد کا بیان، حصہ نہم، ص ۲۹۰، المکتبۃ المدینہ)

نتیجۃ البحث:

اس باب کی احادیث سے معلوم ہوا کہ جو لونڈی اپنی ملک میں آئے اگر حاملہ ہو تو حمل جننے تک اس کے پاس نہ جائے اگر غیر حاملہ ہو تو ایک حیض کا انتظار کرے اگر بحالت حیض مالک ہوا تو اس حیض کا اعتبار نہیں اس کے علاوہ ایک اور حیض کا انتظار کرے، اگر اسے کم عمری یا زیادتی کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو تو جمہور علماء کے نزدیک ایک ماہ کا انتظار کرے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کافر زوجین میں سے ایک ہمارے ہاں گرفتار ہو کر آجائے تو نکاح ٹوٹ جائے گا لیکن اگر دونوں گرفتار ہو کر آجائیں تو ان کا نکاح باقی رہے گا اور ہر نئی ملکیت میں استبراء واجب ہوتا ہے مرد سے خریدے یا عورت سے لہٰذا مکاتبہ جب اپنے کو اداء کتابت سے عاجز کر دے یا فروخت کردہ لونڈی جب عیب یا فسخ بیع کی وجہ سے واپس ہو جائے تو بھی استبراء کرے۔

بَابُ الْوَلَدِ لِلْفِرَاشِ وَتَوَقِّي الشُّبُهَاتِ

باب: بچہ صاحب فراش ہے اور شبہات سے پرہیز کرنا چاہیے

1095-حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتِ اخْتَصَمَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَعَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فِي غُلَامٍ فَقَالَ سَعْدٌ هَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ابْنُ أَخِي عُتْبَةَ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلَيَّ أَنَّهُ ابْنُهُ انْظُرْ إِلَى شِبْهِهِ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ هَذَا أَخِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وُلِدَ عَلَى فِرَاشِ أَبِي مِنْ وَلِيدَتِهِ فَنَظَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى شِبْهِهِ فَرَأَى شَبَهًا بَيِّنًا بِعُتْبَةَ فَقَالَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَاحْتَجِبِي مِنْهُ يَا سَوْدَةُ بِنْتَ زَمْعَةَ قَالَتْ فَلَمْ يَرَ سَوْدَةَ قَطُّ وَلَمْ يَذْكُرْ مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَوْلَهُ يَا عَبْدُ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہما کے درمیان ایک بچہ کے مابین تنازع ہو گیا حضرت سعد رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ میرے بھائی عتبہ بن ابی وقاص کا لڑکا ہے میرا بھائی مجھے وصیت کر گیا تھا کہ یہ میرا لڑکا ہے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عتبہ کے ساتھ مشابہت کو دیکھ لیجئے۔ حضرت عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ میرا بھائی ہے میرے والد محترم کے بستر پر ان کی لونڈی سے جنم ہوا ہے۔ اس پر اس کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو وہ عتبہ بن ابی وقاص کی کافی مشابہت دیتا تھا۔ ارشاد فرمایا: اے عبد! یہ لڑکا تمہارا ہے۔ بچہ اسی صاحب فراش کا ہوتا ہے اور زانی کے واسطے پتھر ہیں۔ اور اے سودہ بنت زمعہ! تم اس لڑکے سے پردہ کیا کرو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اس لڑکے نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو پھر کبھی بھی نہ دیکھا۔

(سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 2275، سنن البیہقی الکبری: رقم الحدیث: 15149، سنن النسائی: رقم الحدیث: 3430، شرح السنۃ: ج: 1، ص: 581)

1096-حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ غَيْرَ أَنَّ مَعْمَرًا وَابْنَ عُيَيْنَةَ فِي حَدِيثِهِمَا الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلَمْ يَذْكُرْ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ

اس روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ بچہ صاحب فراش کا ہے مگر یہ الفاظ نہیں زانی کے واسطے پتھر ہیں۔ (مرجع السابق)

1097-وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بچہ صاحب فراش کا ہے اور زانی کے واسطے پتھر ہیں۔ (صحیح البخاری: رقم الحدیث 6319، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 4455، مسند احمد: رقم الحدیث: 6964، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 302)

1098-وَحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَمَّا ابْنُ مَنْصُورٍ فَقَالَ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى فَقَالَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَوْ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَقَالَ زُهَيْرٌ عَنْ سَعِيدٍ أَوْ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَقَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنَا سُفْيَانُ مَرَّةً عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ وَأَبِي سَلَمَةَ وَمَرَّةً عَنْ سَعِيدٍ أَوْ أَبِي سَلَمَةَ وَمَرَّةً عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَعْمَرٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث معمر کی مثل روایت ہے۔ (مرجع السابق)

تشریح:

باب مذکورہ بالا میں بتایا گیا ہے کہ بچہ صاحب فراش کا ہے، مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ رحمۃ الرحمان لکھتے ہیں:

"روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ عتبہ ابن ابی وقاص نے ا۔اپنے بھائی سعد ابن ابی وقاص سے عہد لیا تھا کہ زمعہ کی لونڈی کا بچہ مجھ سے ہے تو تم اس پر قبضہ کر لینا ۲۔پھر جب فتح مکہ کا سال ہوا تو اسے سعد نے لے لیا بولے کہ یہ میرا بھتیجا ہے ۳۔اور عبداللہ ابن زمعہ نے کہا یہ میرا بھائی ہے ۴۔یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مقدمہ لے گئے ۵۔سعد نے کہا یارسول اللہ میرے بھائی نے اس بچہ کے بارے میں مجھ سے عہد کیا تھا اور عبداللہ ابن زمعہ بولے کہ یہ میرا بھائی ہے میرے باپ کی لونڈی کا بچہ ہے جو اس کے بستر پر پیدا ہوا ۶۔تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عبداللہ ابن زمعہ وہ بچہ تمہارا ہے ۷۔بچہ مستحق ولد کا ہوتا ہے زانی کے لیے پتھر ۸۔پھر سودہ بنت زمعہ سے فرمایا کہ اس بچہ سے پردہ کرنا کیونکہ اس کی مشابہت عتبہ سے دیکھی ۹۔چنانچہ اس لڑکے نے سودہ کو نہ دیکھا حتی کہ اللہ سے مل گیا ۱۰۔اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا: اے عبداللہ ابن زمعہ وہ تمہارا بھائی ہے اس لیے کہ وہ ان کے باپ کے بستر پر پیدا ہوا تھا ۱۱۔(مسلم، بخاری)

شرح:

ا۔یہ عتبہ وہ ہی ہے جس نے احد کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دانت مبارک شہید کیا تھا، یہ کافر ہی مرا رب کی شان ہے کہ ایک بھائی اول نمبر کا کافر اور دوسرا بھائی حضرت سعد ابن ابی وقاص اعلیٰ درجہ کے مؤمن جن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر میرے ماں باپ قربان پھر ان ہی سعد کا بیٹا عمرو ابن سعد ایسا منحوس جس نے کربلا کے میدان میں اہل بیت اطہار پر پہلا تیر چلایا۔

۲۔یعنی زمعہ کی لونڈی سے میں نے زنا کیا تھا اس سے بچہ پیدا ہوا تھا وہ بچہ اس ہی زنا کا ہے لہذا وہ بچہ میرا ہے جب تم کو موقعہ ملے اس بچہ کو لے لینا اور اس کی پرورش کرنا کہ تمہارا بھتیجا ہے۔

۳۔کیونکہ میرے بھائی عتبہ کے زنا سے پیدا ہوا ہے زمانہ جاہلیت میں زنا سے نسب ثابت مانا جاتا تھا اگر زانی اس نسب کا دعویٰ کرتا۔

۴۔زمانہ جاہلیت میں اہل عرب اپنی لونڈیوں سے زنا کرا کر زنا کی آمدنی وصول کرتے تھے اور اس زنا سے جو بچہ پیدا ہوتے ان میں جھگڑے ہوتے تھے۔زانی کہتا تھا کہ میرا بچہ ہے مالک کہتا تھا کہ میرا، یہ بچہ بھی اس قسم کا تھا سعد کا دعویٰ یہ تھا کہ یہ بچہ میرے بھائی کے

Marfat.com

نطفے سے ہے لہٰذا میرا بھائی ہے عبداللہ ابن زمعہ کا کہنا تھا کہ میرے باپ کی لونڈی کا بچہ ہے لہٰذا میرا بھائی ہے۔(مرقات)

۵۔ تساوقا سوق سے بنا بمعنی چلانا "ھانکنا" تساوقا تثنیہ ہے کہ اس کا فاعل دونوں ہیں یہاں مراد مقدمہ بارگاہ عدالت تک لے جانا ہے۔

۶۔ فراش کے لفظی معنے ہیں بستر پھر بستر پر لیٹنے لٹانے والے کو فراش کہنے لگے اصطلاح میں مستحق ولد کو فراش کہا جاتا ہے، خاوند، مولیٰ صاحب فراش ہیں یہاں یہ ہی معنے مراد ہیں۔

۷۔ یعنی تمہارا باپ شریکا بھائی ہے کہ تمہارے باپ کی مملوکہ لونڈی سے پیدا ہوا۔اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے:ایک یہ کہ مالی دعووں کی طرح نسب کا دعویٰ بھی ہوسکتا ہے، دوسرے یہ کہ لونڈی اپنے مولیٰ کی فراش ہے جب کہ مولیٰ اس سے وطی کرے کہ اس کا بچہ مولیٰ کا مانا جائے گا۔تیسرے یہ کہ جب بچہ مولیٰ کا ہوسکتا ہو تو اگرچہ لونڈی سے صحبت کسی دوسرے نے کی ہو مگر بچہ مولیٰ کا ہوگا جب مولیٰ اس کا دعویٰ کرے، چوتھے یہ کہ نسب میں وارث کا اقرار مولی کے اقرار کی طرح ہے۔خیال رہے کہ اگر خاوند یا مولی مشرق میں ہو اور بیوی یا لونڈی مغرب میں، اور کبھی خاوند بیوی کے پاس نہ آیا ہو، بیوی خاوند کے پاس نہ گئی ہو اور بچہ پیدا ہوجائے خاوند یا مولی کہے کہ یہ بچہ میرا ہے تو امام شافعی و مالک کے ہاں اس کی بات نہ مانی جائے گی یہاں اس نسب کا امکان نہیں مگر امام اعظم کے ہاں اس کا دعویٰ قبول ہوگا اور بچہ اسی کا ہوگا کیونکہ ممکن ہے کہ وہ مرد یا عورت ولی اللہ ہو بطور کرامت ان کا قرب و صحبت واقع ہوگئی ہو کرامات اولیاء برحق ہیں۔(مرقات) علامہ شامی نے بھی مسئلہ اسی طرح بیان فرمایا ہے۔معلوم ہوا کہ حضرات اولیاء اللہ عالم کی سیر کرسکتے ہیں دور کی جگہ حاضر و ناظر ہوسکتے ہیں ہم نے بھی یہ مسئلہ جاء الحق بحث حاضر و ناضر میں بیان کیا۔

۸۔ یعنی اسلام میں زانی سے نسب ثابت نہیں بلکہ مسلمان محصن زانی سنگسار کیے جانے کے لائق ہے لہٰذا حدیث پر یہ شبہ نہیں ہوسکتا کہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبہ ابن ابی وقاص کو یا اس لونڈی کو سنگسار کیوں نہ کیا؟

۹۔ ام المؤمنین سودہ بنت زمعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں اس فیصلہ کی بنا پر یہ بچہ حضرت سودہ کا علاتی بھائی ہوا اور بھائی سے پردہ نہیں یہ ہے فتویٰ، مگر تقویٰ وہ ہے جو اس جگہ ارشاد فرمایا گیا کہ اس بچہ کی شکل و شباہت عتبہ سے ملتی جلتی ہے احتمال یہ ہے کہ عتبہ کا بچہ ہو لہٰذا احتیاط اسی میں ہے کہ اے سودہ تم اس بچہ سے پردہ کرو کہ شاید یہ تمہارا اجنبی ہو۔خیال رہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک زنا سے نسب ثابت نہیں ہوتا حرامی بچہ زانی باپ کی میراث نہیں پاتا مگر حرمت زنا سے بھی آجاتی ہے کہ زانی پر مزنیہ عورت کی اولاد اس کی ماں نانی وغیرہ حرام ہوجاتی ہے مگر امام شافعی و مالک کے ہاں زنا سے حرمت بھی نہیں آتی زانی شخص مزنیہ عورت کی ماں وغیرہ سے نکاح کرسکتا ہے۔(مرقات) بعض شوافع کے ہاں تو خود زنا کی اس بچی سے بھی نکاح درست ہے جو اس کے نطفہ سے پیدا ہوئی۔(مرقات)

۱۰۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ وہ بچہ پہلے فوت ہوا حضرت سودہ بعد میں اس کا مطلب یہ ہے کہ بچہ کے مرتے دم تک نہ اس نے بی بی سودہ کو دیکھا نہ بی بی سودہ نے اس کو، لہٰذا حدیث واضح ہے۔

۱۱۔ یہ کلام راوی کا ہے نہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی لیے ابیہ غائب کی ضمیر وارد ہوئی ابیک مخاطب کی ضمیر نہ آئی۔خیال رہے کہ لونڈی کا بچہ مولیٰ سے جب مانا جاتا ہے جب کہ مولیٰ اس بچہ کا دعویٰ کرے صرف وطی کے اقرار سے نسب ثابت نہ ہونا یہ ہی امام اعظم کا مذہب

ہے۔ حضرت عمر، زید ابن ثابت کا یہی قول ہے مگر امام شافعی کے ہاں صرف اقرار وطی سے نسب ثابت ہو جاتا ہے اگر مولیٰ عزل کا مدعی ہو۔ (مرقات)" (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خاں نعیمی، لعان کا بیان)

"روایت ہے حضرت عمرو ابن شعیب سے وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے راوی فرماتے ہیں ایک شخص کھڑا ہوا بولا یا رسول اللہ کہ فلاں شخص میرا بیٹا ہے میں نے اس کی ماں سے زمانہ جاہلیت میں زنا کیا تھا ا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام میں ایسا دعویٰ جائز نہیں ۲۔ جاہلیت کے دور کی باتیں گئیں بچہ فراش کا ہے زانی کے لیے پتھر ہیں ۳۔ (ابوداؤد)

شرح:

ا۔ اسلام سے پہلے عرب میں عموماً زنا کو عیب نہیں سمجھتے تھے اس لیے علانیہ اس کا اقرار و اظہار کر دیتے تھے بلکہ زیادہ زنا پر فخر کرتے تھے فخریہ قصیدے لکھتے تھے دیکھو سبعہ معلقہ وغیرہ نیز اس زمانہ میں زنا سے نسب ثابت ہو جاتا تھا، اس بنا پر یہ عرض و معروض تھی یہ تو حضور انور کی طاقت ہے کہ ایسے ملک میں تہذیب پھیلائی جانوروں کو انسان گر بنا دیا۔ شعر

انسانیت کو فخر ہوا تیری ذات سے ۔۔۔ بے نور تھا خرد کا ستارہ تیرے بغیر

اب نئی تہذیب کے دلدادہ اسی وحشت و بے حیائی کی طرف دوڑے جا رہے ہیں ان کے ہاں بے پردگی غیر مردوں سے اپنی بیویوں کا ملنا جلنا باعث فخر ہے اسی بے حیائی کو مٹانے اسلام آیا تھا جسے اب پھیلایا جا رہا ہے۔

۲۔ یعنی اسلام میں زنا کی بنا پر نسب کا دعویٰ کرنا درست نہیں نہ اس سے نسب ثابت ہو سکتا ہے۔

۳۔ لہٰذا اب زنا کی سزا آ جانے کے بعد جو زنا کرے گا سنگسار کیا جائے گا لہٰذا حدیث پر اعتراض نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس شخص کو اقرار زنا کی وجہ سے رجم کیوں نہ کیا اس لیے کہ یہ زنا دور جاہلیت میں ہو چکا تھا جب کہ نہ اسلام دنیا میں تشریف لایا تھا نہ اسلامی احکام حرمت زنا اور حدود شرعیہ۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خاں نعیمی، لعان کا بیان)

اس باب کی احادیث میں وارد ہوا ہے کہ زانی کے لیے پتھر ہیں، لہٰذا ہم یہاں پر زنا کی تعریف اور اس کی سزا مفصل بیان کیے دیتے ہیں، تاکہ لوگ اس ذلالت سے بچنے کی کوشش کریں، اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ (النور، آیت ۲)

ترجمہ: زانیہ عورت اور زانی مرد، ان میں سے ہر ایک کو تم سو کوڑے مارو اور ان پر شرعی حکم نافذ کرنے میں تم کو ان پر رحم نہ آئے اگر تم اللہ پر اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہو اور ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت حاضر ہونی چاہیے۔

مفسر زماں علامہ غلام رسول سعیدی اس آیت کے تحت رقمطراز ہیں:

"اس آیت کی تفسیر میں ہم زنا کا معنی بیان کریں گے، زنا کی حد میں کوڑوں اور ایک سال کی جلاوطنی کا فقہی اختلاف بیان کریں گے، زنا کی حد میں رجم کے دلائل کا ذکر کریں گے۔ زنا کی حد میں عورتوں کے ذکر کو مقدم کرنے کی وجہ بیان کریں گے، زنا کی حد میں کوڑوں کی کیفیت اور کوڑے مارنے کی تفصیل بیان کریں گے اور زنا کی ممانعت اور مذمت اور دنیا اور آخرت میں اس کی سزا کے متعلق

احادیث بیان کریں گے۔ فنقول وباللہ التوفیق وبہ الاستعانۃ یلیق۔

زنا کا لغوی معنی:

زنا کا لغوی معنی ہے پہاڑ پر چڑھنا، سائے کا سکڑنا، پیشاب کو روک لینا، حدیث میں ہے:

لا یصلی احدکم وھو زناء

تم میں سے کوئی شخص پیشاب روکنے کی حالت میں نماز نہ پڑھے۔ (مسند الربیع بن حبیب، ج ۱ ص ۶۰، مکتبۃ الثقافۃ العربیہ بیروت)

اسی طرح حدیث میں ہے:

حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اس حال میں نماز نہ پڑھے کہ وہ پیشاب اور پاخانے کو روک رہا ہو۔ اس حدیث کی سند قوی ہے۔

(صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۲۰۷۲، موارد الظمآن رقم الحدیث: ۱۹۵، تلخیص الحبیر رقم الحدیث: ۵۶۶، مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث: ۱۷۷۱، ۷۶۶)

حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: جب کھانا آجائے تو نماز (کامل) نہیں ہوتی اور نہ اس وقت جب نمازی پیشاب اور پاخانے کو روک رہا ہو۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث: ۵۶۰، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۸۹، شرح السنۃ رقم الحدیث: ۸۰۲، تاریخ دمشق لابن عساکر ج ۲۴ ص ۱۶۴، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۲۱ھ)

علامہ راغب اصفہانی نے لکھا ہے کہ زنا کا معنی ہے کسی عورت کے ساتھ بغیر شرعی (اجازت) کے وطی (مباشرت) کرنا۔

(مختار الصحاح، ۱۷۰، النہایہ ج ۲ ص ۲۸۴، المفردات ج ۱ ص ۲۸۴)

قاضی عبدالنبی بن عبدالرسول احمد نگری لکھتے ہیں:

الزنا: اس اندام نہانی میں وطی (مباشرت، جماع) کرنا جو وطی کرنے والے کی ملکیت یا ملکیت کے شبہ سے خالی ہو۔

(دستور العلماء ج ۲ ص ۱۱۳، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۲۱ھ)

سیّد مرتضی حسینی زبیدی متوفی ۱۲۰۵ھ لکھتے ہیں:

لغت میں زنا کا معنی کسی چیز پر چڑھنا ہے اور اس کا شرعی معنی ہے کسی ایسی شہوت انگیز اندام نہانی میں حشفہ (آلہ تناسل کے سر) کو داخل کرنا جس کے حرام ہونے میں کوئی شبہ نہ ہو۔ (تاج العروس ج ۱۰ ص ۱۶۵، مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر، ۱۳۰۶ھ)

فقہاء حنبلیہ کے نزدیک زنا کی تعریف:

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

اہل علم کا اس شخص کے زانی ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ جو کسی ایسی عورت کی قبل (اندام نہانی) میں وطی کرے جو حرام ہو اور وطی کسی شبہ سے نہ ہو اور دبر (سرین) میں وطی کرنا بھی اس کی مثل زنا ہے کیونکہ یہ بھی اس عورت کی فرج (شرمگاہ) میں وطی کرنا ہے جو اس کی ملکیت میں نہیں ہے اور نہ ملکیت کا شبہ ہے۔ لہٰذا یہ قبل (اندام نہانی) میں وطی کی طرح ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

Marfat.com

"تمہاری وہ عورتیں جو بے حیائی کا کام کرتی ہیں۔" (النساء:۱۵)

اور دبر میں وطی کرنا بھی بے حیائی کا کام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کے متعلق فرمایا:

.............کیا تم بے حیائی کا کام کرتے ہو؟ (الاعراف:۸۰)

یعنی مرد، مردوں کی دُبر میں وطی کرتے ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ پہلے قوم لوط کے لوگ عورتوں کی دُبر میں وطی کرتے تھے پھر مردوں کی دُبر میں وطی کرنے لگے۔

علامہ ابن قدامہ لکھتے ہیں: اگر کوئی شخص مردہ عورت سے وطی کرے تو اس میں دو قول ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ اس پر حد ہے اور یہی امام اوزاعی کا قول ہے، کیونکہ اس نے آدم زاد کی فرج میں وطی کی ہے پس یہ زندہ عورت سے وطی کے مشابہ ہے، نیز اس لئے کہ یہ بہت عظیم گناہ ہے کیونکہ اس میں بے حیائی کے ارتکاب کے علاوہ مردہ کی عزت کو بھی پامال کرنا ہے، اور دوسرا قول یہ ہے کہ اس پر حد نہیں ہے اور یہ حسن کا قول ہے۔ ابوبکر نے کہا میرا بھی یہی قول ہے مردہ سے وطی کرنا وطی نہ کرنے کی مثل ہے، کیونکہ اس پر شہوت نہیں آتی اور لوگ اس سے کراہت محسوس کرتے ہیں۔ اس لئے اس سے زجر کو مشروع کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور حد کو زجر کے لئے مشروع کیا گیا ہے.....اور نابالغ لڑکی سے زنا کرنے کا حکم یہ ہے کہ اگر اس سے وطی کرنا ممکن ہو تو اس سے وطی کرنا زنا ہے اور اس سے وطی کرنے پر بالغہ سے وطی کی طرح حد واجب ہوگی۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں: اگر کسی شخص نے محرم سے نکاح کرلیا تو یہ نکاح بالاجماع باطل ہے، اور اگر اس سے وطی کرلی تو اکثر اہل علم کے قول کے مطابق پر اس پر حد واجب ہے۔ حسن، جابر بن زید، امام مالک، امام شافعی، امام ابویوسف، امام محمد، اسحاق، ابوایوب، ابن ابی خیثمہ کا یہی قول ہے۔ امام ابوحنیفہ اور ثوری کا قول یہ ہے کہ اس پر حد نہیں ہے، کیونکہ یہ ایسی وطی ہے جس (کے جواز) میں شبہ پیدا ہوگیا ہے اس لئے اس وطی سے حد واجب نہیں ہوگی، جیسے کوئی شخص اپنی رضاعی بہن کو خرید کر اس سے وطی کرے۔ اور شبہ کا بیان یہ ہے کہ اس نے محرم سے نکاح کرلیا اور نکاح اباحت وطی کا سبب ہے (اور حضرت آدم کی شریعت میں محارم مثلاً بہن سے نکاح جائز تھا) اس شبہ کی وجہ سے اس پر حد لازم نہیں ہوگی۔ (لیکن ایسے شخص کو تعزیراً قتل کردیا جائے گا، کیونکہ ایک شخص نے اپنی سوتیلی ماں سے شادی کرلی تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس کا سر قلم کرنے کا حکم دیا۔ (یعنی اس پر حد جاری نہیں کی)۔ نیز حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: جو شخص محرم سے وطی کرے اس کو قتل کردو۔

(جامع ترمذی ص ۲۳۱ مطبوعہ نور محمد کراچی، اور یہی امام ابوحنیفہ کی دلیل ہے۔ سعیدی غفرلہ)۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ لکھتے ہیں کہ امام احمد کے اس مسئلہ میں دو قول ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ اس پر حد واجب ہے، کیونکہ اس نے ایسی عورت کے ساتھ وطی کی ہے جس کے حرام ہونے پر اجماع ہے اور اس میں ملکیت کا کوئی شبہ نہیں ہے، اور دوسرا قول یہ ہے کہ اس پر حد نہیں ہے جیسا کہ جامع ترمذی، سنن ابوداؤد اور سنن ابن ماجہ میں ہے۔ حضرت براء کہتے ہیں میری اپنے چچا سے ملاقات ہوئی، درآں حالیکہ ان کے ہاتھ میں جھنڈا تھا۔ میں نے کہا کہاں جارہے ہیں، انہوں نے کہا ایک شخص نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد اس کی بیوی سے نکاح کرلیا، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مجھے اس کی گردن مارنے اور اس کا مال ضبط کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ نیز جامع

Marfat.com

ترمذی اور سنن ابن ماجہ میں حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: "جو شخص محرم سے وطی کرے اس کو قتل کر دو۔"

علامہ ابن قدامہ لکھتے ہیں کہ امام احمد کا یہ قول راجح ہے کیونکہ یہ حدیث کے مطابق ہے۔ نیز علامہ ابن قدامہ لکھتے ہیں کہ جو شخص بغیر نکاح کے محرم سے زنا کرے اس میں بھی وہی اختلاف ہے جو نکاح کے بعد وطی کرنے میں اختلاف ہے۔

(المغنی لابن قدامہ ج ۹ ص ۵۵۔ ۵۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ)

فقہاء شافعیہ کے نزدیک زنا کی تعریف:

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں: مراد اپنی حشفہ (سپاری) کو کسی ایسی فرج (اندام نہانی) میں داخل کر دے جو طبعاً مشتہیٰ ہو اور اس کے حرام ہونے میں کوئی شبہ نہ ہو تو اس وطی پر حد واجب ہوتی ہے اگر زانی محصن (شادی شدہ) ہو تو اس کی حد رجم ہے اور اس کے ساتھ اس کو کوڑے نہیں لگائے جائیں گے، اور اگر غیر محصن (غیر شادی شدہ) ہو تو اس کی حد کوڑے اور شہر بدر کرنا ہے، اس میں مرد اور عورت برابر ہیں۔

محصن ہونے کی تین شرطیں ہیں:

پہلی شرط مکلف ہونا ہے، اس لئے بچہ اور مجنون پر حد نہیں لگے گی لیکن ان کو زجر و توبیخ کی جائے گی، دوسری شرط ہے حریت پس غلام، اُمّ ولد اور جس کا بعض حصہ غلام ہو محصن نہیں ہیں، اور تیسری شرط ہے نکاح صحیح ہونا۔

(روضۃ الطالبین وعمدۃ المفتین ج ۱۰ ص ۸۶، مکتب اسلامی بیروت، ۱۴۰۵ھ)

فقہاء مالکیہ کے نزدیک زنا کی تعریف:

علامہ ابو عبد اللہ شتانی مالکی لکھتے ہیں: علامہ ابن حاجب مالکی نے زنا کی یہ تعریف کی ہے: کسی ایسے فرد کی فرج میں عمداً وطی کرے جو اس کی ملک میں بالاتفاق نہ ہو" فرج کی قید سے وطی خارج ہو گئی جو غیر فرج میں ہو، اور آدمی کی قید سے وہ وطی خارج ہو گئی جو جانور کے ساتھ وطی ہو، کیونکہ جانور کے ساتھ وطی کرنے میں حد نہیں، تعزیر ہے۔ (اکمال اکمال المعلم ج ۴ ص ۴۴۰، دار الکتب العلمیہ بیروت، طبع قدیم)

فقہاء احناف کے نزدیک زنا کی تعریف:

ملک العلماء علامہ کاسانی حنفی لکھتے ہیں: جو شخص دار العدل میں احکام اسلام کا التزام کرنے کے بعد اپنے اختیار سے زندہ مشتہاۃ عورت کی قبل (اندانی نہانی) میں وطی کرے دار آں حالیکہ وہ حقیقتاً ملکیت اور ملکیت کے شبہ اور حق ملک اور حقیقتاً نکاح اور شبہ نکاح اور نکاح اور ملک کے موضع اشتباہ کے شبہ سے خالی ہو۔ (بدائع الصنائع ج ۷ ص ۳۳)

علامہ ابن ہمام نے بھی یہی تعریف کی ہے۔ (فتح القدیر ج ۷ ص ۳۳ سکھر) اس تعریف کی قیود کی وضاحت حسب ذیل ہے:

وطی:

عورت کی اندام نہانی میں بقدرِ سپاری آلہ تناسل کو داخل کرنا، پس جس وطی سے حد واجب ہو گی اس میں بقدر سپاری داخل ہونا ضروری ہے اور اس سے کم میں حد واجب نہیں ہو گی۔

Marfat.com

حرام:

کسی مکلف شخص نے اجنبی عورت سے وطی کی ہوتو اس کو حرام کہا جائے گا، اگرچہ بچہ یا مجنون نے وطی کی تو اس پر حرام کا حکم نہیں لگے گا، کیونکہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا ہے تین شخصوں سے قلم تکلیف اٹھالیا گیا، بچہ سے حتیٰ کہ وہ بالغ ہوجائے، سوئے ہوئے سے حتی کہ وہ بیدار ہوجائے اور مجنون سے حتیٰ کہ وہ ٹھیک ہوجائے۔ اس حدیث کو امام ترمذی (رقم: ۱۴۲۳) اور امام ابوداؤد (رقم: ۴۴۰۱) نے روایت کیا ہے۔

قبل:

عورت کی اندام نہانی کو کہتے ہیں اس قید کی وجہ سے مرد یا عورت کی دُبر (سرین) میں وطی امام ابوحنیفہ کے نزدیک زنا کی تعریف سے خارج ہوگئی، اس کے برخلاف امام ابویوسف، امام محمد اور فقہاء مالکیہ، اور فقہاء حنبلیہ عورت کی دُبر میں وطی کو بھی زنا قرار دیتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ کی دلیل یہ ہے کہ دُبر میں وطی کو لواطت کہتے ہیں اور اس کی حد میں صحابہ کا اختلاف تھا اگر یہ زنا ہوتا تو اختلاف نہ ہوتا، نیز زنا اس لئے حرام ہے کہ اس سے نسبت مشتبہ ہوتی ہے اور بچہ ضائع ہوتا ہے اور لواطت میں صرف نطفہ ضائع ہوتا ہے جیسا کہ عزل میں ہے۔

عورت:

اس قید کی وجہ سے جانور کے ساتھ وطی، زنا کی تعریف سے خارج ہوگئی، کیونکہ یہ ایک نادر چیز ہے اور طبعیت سلیمہ اس سے نفرت کرتی ہے۔

زندہ:

اس قید کی وجہ سے مردہ کے ساتھ وطی، زنا کی تعریف سے خارج ہوگئی، کیونکہ یہ بھی ایک نادر امر ہے اور طبعیت سلیمہ اس سے نفرت کرتی ہے۔

مشتہاۃ:

یعنی اس عورت سے وطی کی جائے جس پر شہوت آتی ہو اتنی چھوٹی لڑکی جس پر شہوت نہ آتی ہو اس سے وطی کرنا زنا نہیں ہے۔ (ہر چند کہ اتنی چھوٹی لڑکی سے وطی کرنے والے پر تعزیر ہوگی)۔

حالتِ اختیار:

یعنی وطی کرنے والے کو اختیار ہو، اسی طرح حد کے وجوب کے لئے وطی کرانے والی عورت کا مختار ہونا بھی ضروری ہے، اس لئے مکرہ (جس پر جبر کیا گیا ہو) پر حد نہیں ہے، کیونکہ حافظ الہیثمی نے امام طبرانی کی متعدد اسانید کے ساتھ یہ حدیث ذکر کی ہے:

حضرت عقبہ بن عامر، حضرت عمران بن حصین، حضرت ثوبان، حضرت ابن مسعود اور حضرت ابن عمر (رضی اللہ عنہم) سے روایت ہے: نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: میری امت سے خطاء، نسیان اور جس کام پر جبر کیا گیا ہو (کے گناہ کو) اٹھالیا گیا۔

(مجمع الزوائد ج۷ ص۲۵۰، دارالکتاب العربی)

Marfat.com

اس پر علماء کا اتفاق ہے کہ اگر عورت پر جبر کر کے اس کے ساتھ وطی کی جائے تو اس پر حد نہیں ہے، لیکن مرد میں اختلاف ہے۔ امام شافعی اور محققین مالکیہ کے نزدیک اگر مرد پر جبر کر کے اس سے وطی کرائی جائے تو اس پر حد ہے نہ تعزیر۔ فقہاء حنابلہ کے نزدیک اس پر حد لگائی جائے گی کیونکہ اس کے آلہ کا منتشر ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اکراہ نہیں ہے۔ اور وہ اپنے اختیار سے وطی کر رہا ہے۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک مرد پر بھی حد نہیں ہے کیونکہ انتشار اس کے مرد ہونے کی دلیل ہے، اختیار کی دلیل نہیں ہے۔ امام ابو یوسف، اور امام محمد کا بھی یہی نظریہ ہے۔

دارالعدل:

دارالعدل سے مراد دار اسلام ہے، کیونکہ دار الحرب اور دار الکفر میں قاضی کو حد جاری کرنے کی قدرت نہیں ہے یعنی اگر کوئی شخص دار الحرب میں یا دار الکفر میں زنا کرے گا تو بھی وہ اسلامی سزا سو کوڑوں یا رجم کا مستحق ہے، لیکن چونکہ قاضی جو مسلمان ہو، دار الکفر یا دار الحرب میں اسلامی سزائیں نافذ کرنے پر قادر نہیں ہے اس لئے اس پر حد جاری نہیں ہوگی، دار الکفر میں بھی زانی سزا کا مستحق ہے اور اس کا یہ فعل گناہ ہے جیسا کہ سود، چوری، ڈاکہ، قتل اور دیگر جرائم اور دار الحرب میں ناجائز اور گناہ ہیں، اسی طرح زنا بھی وہاں ناجائز اور گناہ ہے۔

احکام اسلام کا التزام:

اس قید کی وجہ سے حربی مستامن خارج ہے، کیونکہ اس نے احکام اسلام کا التزام نہیں کیا، مسلمان اور ذمی زنا کریں گے تو ان پر حد ی جاری کی جائے گی۔

حقیقت ملک سے خالہ ہونا:

اگر کسی شخص نے ایسی باندی سے وطی کرلی جو مشترکہ ہے اس کی اور کسی کی ملکیت میں ہے، یا اس نے ایسی باندی سے وطی کی جو اس کی محرم تھی تو چونکہ وہ حقیقتا اس کی ملکیت میں تھی اس لئے اس کا یہ فعل ہر چند کہ ناجائز ہے لیکن زنا نہیں ہے اور اس پر حد نہیں ہے۔ (لیکن ان عورتوں سے جماع کرنے کی اسے اجازت نہیں ہے، محمد نوید غفرلہ)

حقیقتِ نکاح سے خالی ہونا:

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے حالتِ حیض یا نفاس میں وطی کرلی یا روزہ دار یا محرمہ بیوی سے وطی کرلی یا ایلاء یا ظہار کے بعد وطی کرلی تو ہر چند کہ یہ فعل گناہ ہے لیکن زنا نہیں ہے، کیونکہ عورت حقیقتاً اس کے نکاح میں موجود ہے۔

شبہ ملک سے خالی ہونا:

جب ملک یا نکاح میں شبہ ہو جائے تو حد نہیں ہے کیونکہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا:

.... شبہات کی بناء پر حدود ساقط کردو۔ (سنن الترمذی رقم الحدیث: ۱۴۲۴)

مثلاً اگر کسی شخص نے بیٹے کی باندی سے وطی کرلی تو اس پر حد نہیں ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس کو یہ شبہ ہوا ہو کہ بیٹے کے مال کا میں

Marfat.com

مالک ہوں۔ امام ابن ماجہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! میرا مال بھی ہے اور اولاد بھی اور میرا باپ میرا مال ہڑپ کرنا چاہتا ہے آپ نے فرمایا:

..........تو اور تیرا مال تیرے باپ کی ملکیت ہے۔ (سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۲۲۹۱)

اسی طرح مکاتب کی باندی سے وطی کرنا بھی زنا نہیں ہے، کیونکہ مکاتب جب تک پوری رقم ادا نہ کرے مالک کا غلام ہے سو اس کی باندی بھی اس کی ملکیت ہے۔

شبہ نکاح سے خالی ہونا:

یعنی عقد نکاح میں شبہ نہ ہو۔ مثلاً کسی شخص نے بغیر ولی یا بغیر گواہ کے نکاح کر کے وطی کر لی، یا نکاح متعہ کر کے وطی کر لی تو اس کا یہ فعل زنا نہیں ہے خواہ وہ اس نکاح کے عدم جواز کا اعتقاد رکھتا ہو کیونکہ اس نکاح کے جواز اور عدم جواز میں علماء کے اختلاف کی وجہ سے اس نکاح میں شبہ آ گیا۔ اسی طرح اگر کسی شخص نے نسبی، رضاعی یا سسرالی کے رشتہ سے کسی محرم سے نکاح کر لیا یا دو بہنوں کو نکاح میں جمع کر لیا یا کسی عورت سے اس کی عدت میں نکاح کر لیا اور اس عقد نکاح کی وجہ سے وطی کر لی تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس پر حد نہیں ہوگی خواہ اس کو نکاح کی حرمت کا علم ہو، کیونکہ اس وطی میں اس کو شبہ لاحق ہو گیا ہے۔ لہٰذا یہ وطی زنا نہیں ہے البتہ اس پر تعزیز ہے۔ (لہذا ایسی عورتوں سے ہرگز جماع نہ کرے، نوید غفرلہٗ)

فقہاء مالکیہ، فقہاء شافعیہ، فقہاء حنبلیہ، امام ابو یوسف اور امام محمد نے یہ کہا ہے کہ جو وطی ابداً حرام ہو اس سے حد لازم آتی ہے اور یہ نکاح باطل ہے اور اس کے شبہ کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ البتہ جو وطی ابداً حرام نہ ہو جیسے بیوی کی بہن یا جس نکاح میں اختلاف ہو جیسے بغیر ولی یا بغیر گواہوں کے نکاح، اس وطی کی وجہ سے حد لازم نہیں آتی۔

امام ابوحنیفہ اور جمہور فقہاء کے درمیان منشاء اختلاف یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک قاعدہ یہ ہے کہ جب نکاح کا اہل شخص اس محل میں نکاح کرے جو مقاصد نکاح کے قابل ہو تو وہ نکاح وجوب حد سے مانع ہے، خواہ وہ نکاح حلال ہو یا حرام اور خواہ وہ تحریم متفق علیہ ہو یا مختلف فیہ اور خواہ اس کو حرمت کا علم ہو یا نہ ہو، جمہور فقہاء اور صاحبین کے نزدیک قاعدہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص اس عورت سے نکاح کرے جس سے نکاح کرنا ابداً حرام ہو یا اس کی تحریم پر اتفاق ہو تو اس نکاح سے وطی پر حد لازم آتی ہے اور اگر وہ نکاح ابداً حرام نہ ہو یا اس کی حرمت میں اختلاف ہو تو پھر اس نکاح سے وطی پر حد لازم نہیں آتی۔

(بدائع صنائع ج ۷ ص ۳۵، مغنی المحتاج ج ٤ ص ١٤٥، المھذب ج ۲ ص ۲٦۸، المیزان الکبری ج ۲ ص ۱۵۷، حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر ج ۳ ص ۲۵۱، المغنی ج ۸ ص ۱۷٤، رحمۃ الامۃ ج ۲ ص ۱۳٦)

حد زنا کی شرائط:

حد زنا جاری کرنے کے لئے جن شرائط پر فقہاء کا اتفاق ہے، وہ حسب ذیل ہیں:

۱۔ زنا کرنے والا بالغ ہو، نابالغ پر بالاتفاق حد جاری نہیں ہوتی۔

۲۔ زنا کرنے والا عاقل ہو، پاگل اور مجنون پر بالاتفاق حد جاری نہیں ہوتی۔

۳۔ جمہور فقہاء کے نزدیک زانی کا مسلمان ہونا بھی شرط ہے، شادی شدہ کافر پر فقہاء حنفیہ کے نزدیک حد جاری نہیں ہوتی، البتہ اس کو کوڑے لگائے جاتے ہیں۔ فقہاء شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک زنا اور شراب خوری کی کافر پر کوئی حد نہیں ہے کیونکہ یہ اللہ کا حق ہے اور اس نے حقوق الٰہیہ کا التزام نہیں کیا، فقہاء مالکیہ کے نزدیک اگر کافر نے کافرہ کے ساتھ زنا کیا تو اس پر حد نہیں ہے، البتہ تادیباً اس کو سزا دی جائے گی اور اگر اس نے مسلمان عورت سے جبراً زنا کیا تو اس کو قتل کر دیا جائے گا اور اگر باہمی رضامندی سے زنا کیا تو عبرتناک سزا دی جائے گی۔

٤۔ زانی مختار ہو اگر اس پر جبر کیا گیا ہے تو جمہور کے نزدیک اس پر حد نہیں ہے اور فقہاء حنابلہ کے نزدیک اس پر حد ہے اور اگر عورت پر جبر کیا گیا تو اس پر بالاتفاق حد نہیں ہے۔

٥۔ عورت سے زنا کرے، اگر جانور سے وطی کی ہے تو مذاہب اربعہ میں بالاتفاق اس پر حد نہیں ہے، البتہ تعزیر ہے اور جمہور کے نزدیک جانور کو بالاتفاق قتل نہیں کیا جائے گا اور اس کو کھانا جائز ہے۔ فقہاء حنابلہ کے نزدیک اس کا کھانا حرام ہے۔

٦۔ ایسی لڑکی سے زنا کیا ہو جس کے ساتھ عادتاً وطی ہو سکتی ہو اگر بہت چھوٹی لڑکی سے زنا کیا ہے تو اس پر حد نہیں ہے نابالغ لڑکی پر حد نہیں ہوتی۔

۷۔ زنا کرنے میں کوئی شبہ نہ ہو اگر اس نے کسی اجنبی عورت کو یہ گمان کیا کہ وہ اس کی بیوی یا باندی ہے، اور زنا کر لیا تو جمہور کے نزدیک اس پر حد نہیں ہے اور امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک اس پر حد ہے، جس عقد نکاح کے جواز یا عدم جواز میں اختلاف ہو اس نکاح کے بعد وطی کرنے پر حد نہیں ہے، مثلاً بغیر ولی یا بغیر گواہوں کے نکاح ہو، اور جو نکاح بالاتفاق ناجائز ہے جیسے محارم سے نکاح یا دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس نکاح کے بعد وطی کرنے پر حد نہیں ہے اور جمہور کے نزدیک حد ہے۔

۸۔ اس کو زنا کی حرمت کا علم ہو اگر وہ جہل کا دعویٰ کرے اور اس سے جہل متصور ہو تو اس میں فقہاء مالکیہ کے دو قول ہیں۔

۹۔ عورت غیر حربی ہو اگر وہ حربیہ ہے تو اس میں فقہاء مالکیہ کے دو قول ہیں۔

۱۰۔ عورت زندہ ہو اگر وہ مردہ ہے تو اس سے وطی کرنے پر جمہور کے نزدیک حد نہیں ہے اور فقہاء مالکیہ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ اس پر حد ہے۔

۱۱۔ مرد کا حشفہ (آلہ تناسل کا سر) عورت کی قبل (اندام نہانی) میں غائب ہو جائے اگر عورت کی دبر میں وطی کر لے تو جمہور کے نزدیک اس پر حد نہیں ہے، اسی طرح لواطت (اغلام) پر بھی حد نہیں ہے، اگر اجنبی عورت کے پیٹ یا رانوں سے لذت حاصل کی تو اس پر بھی تعزیر ہے۔

۱۲۔ زنا دار السلام میں کیا جائے، دار الکفر یا دار الحرب میں زنا کرنے پر حد نہیں ہے، کیونکہ قاضی اسلام کو وہاں حد جاری کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ (لفقہ الاسلامی بیروت، ۱٤۰۵ھ)

احصان کی تحقیق:

فقہاء اربعہ کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر زانی محصن (شادی شدہ) ہو تو اس کو رجم کیا جائے گا خواہ مرد ہو یا عورت اور اگر وہ غیر محصن ہے

تو اس کو کوڑے مارے جائیں گے اس لئے احصان کا معنی سمجھنا ضروری ہے۔

سید محمد مرتضیٰ زبیدی حنفی لکھتے ہیں: احصان کا اصل میں معنی ہے منع کرنا، عورت اسلام، پاکدامنی، حریت اور نکاح سے محصنہ ہوتی ہے، جوہری نے ثعلب سے نقل کیا ہے ہر پاک دامن عورت محصنہ ہے اور ہر شادی شدہ عورت محصنہ ہے۔ حاملہ عورت کا بھی محصنہ کہتے ہیں کیونکہ حمل نے اس کو دخول سے ممنوع کر دیا۔ مرد جب شادی شدہ ہو تو محصن ہے۔ حضرت ابن مسعود نے

"فاذا احصن فان اتین بفاحشة"

کی تفسیر میں کہا باندی کا احصان اس کا مسلمان ہونا ہے۔ حضرت ابن عباس نے کہا باندی کا احصان اس کا شادی شدہ ہونا ہے۔ زجاج نے **محصنین غیر مسافحین** کی تفسیر میں کہا مرد کا احصان اس کا شادی شدہ ہونا اور پاک دامن (غیر زانی) ہونا ہے اور فرج کا احصان، زنا سے رکنا ہے، اور **احصنت فرجها** کا معنی پاکدامن رہنا اور زنا سے باز رہنا ہے اور **والمحصنت من النساء** کا معنی شادی شدہ خواتین ہے۔ (تاج العروس ج ۹ ص ۱۷۹، ۱۳۰۶ھ)

(۱) عقل (۲) بلوغ (۳) حریت (۴) اسلام (۵) نکاح صحیح (۶) خاوند اور بیوی دونوں کا ان صفات پر ہونا (۷) نکاح صحیح کے بعد خاوند کا بیوی سے وطی کرنا لہٰذا بچہ، مجنون، غلام، کافر نکاح فاسد، عدم وطی اور زوجین کے ان صفات پر نہ ہونے سے احصان ثابت نہیں ہوگا۔ (بدائع الصنائع ج ۷ ص ۳۸، مطبوعہ کراچی، ۱۴۰۰ھ)

زنا کی ممانعت، اور دنیا اور آخرت میں اس کی سزا کے متعلق قرآن مجید کی آیات:

............اور زنا کے قریب بھی مت جاؤ، بے شک وہ بے حیائی کا کام ہے اور برا راستہ ہے۔ (نبی اسرائیل: ۳۲)

............زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والے مرد ان میں سے ہر ایک کو تم سو کوڑے مارو، اور ان پر شرعی حکم نافذ کرنے میں تم کو ان پر رحم نہ آئے، اگر تم اللہ پر اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتے ہو، اور ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت حاضر ہونی چاہیے۔ (النور: ۲)

............اور جو لوگ اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کی عبادت نہیں کرتے اور جس شخص کے قتل کرنے کو اللہ نے حرام کر دیا ہے اس کو ناحق قتل نہیں کرتے اور زنا نہیں کرتے، اور جو شخص یہ کام کرے گا وہ سخت عذاب کا سامنا کرے گا قیامت کے دن اس کے عذاب کو دگنا کر دیا جائے گا اور وہ ہمیشہ ذلت والے عذاب میں رہے گا۔ (الفرقان: ۶۹-۶۸)

اے نبی جب آپ کے پاس مومن عورتیں ان چیزوں پر بیعت کرنے کے لئے آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے، نہ چوری کریں گی نہ زنا کریں گی نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ کوئی ایسا بہتان باندھیں گی جس کو وہ خود اپنے ہاتھوں اور پیروں کے سامنے گھڑ لیں اور نہ کسی نیک کام میں آپ کی حکم عدولی کریں گی تو آپ ان کو بیعت کرلیں اور ان کے لئے استغفار کریں۔ بے شک اللہ بہت بخشنے والا، بے حد رحم فرمانے والا ہے۔

زنا کی ممانعت، مذمت اور دنیا اور آخرت میں اس کی سزا کے متعلق احادیث اور آثار:

(۱) حضرت انس (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ علم اٹھالیا

جائے گا، جہل برقرار رہے گا، شراب پی جائے گی اور زنا کا ظہور ہوگا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۸۰، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۶۷۱، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۲۲۰۵، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۴۰۴۵، مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث: ۴۰۴۵، مسند عبد بن حمید رقم الحدیث: ۱۱۹۰)

(۲) حضرت ابوموسیٰ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: جو عورت خوشبو لگا کر لوگوں کے سامنے سے گزرتی ہے تاکہ لوگوں کو اس کی خوشبو آئے وہ عورت زانیہ ہے۔ (یعنی وہ عورت لوگوں کے دلوں میں زنا کی تحریک پیدا کرتی ہے)

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۴۱۷۳، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۲۷۸۶، مسند احمد ج ۴ ص ۳۹۴، مسند عبد بن حمید رقم الحدیث: ۵۵۷، مسند البزار رقم الحدیث: ۱۵۵۱، صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۴۴۲۴، المستدرک ج ۲ ص ۳۹۶، سنن بیہقی ج ۳ ص ۲۴۶)

(۳) حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا تین آدمیوں سے اللہ قیامت کے دن بات نہیں کرے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا اور نہ ان کی طرف نظر رحمت فرمائے گا اور ان کے لے دردناک عذاب ہوگا، بوڑھا زانی، جھوٹا بادشاہ (سردار یا حاکم) اور متکبر فقیر۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۰۷، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ۷۱۳۸، شعب الایمان رقم الحدیث: ۵۴۰۵)

(۴) حضرت ابوذر (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: تین آدمیوں سے اللہ محبت رکھتا ہے اور تین آدمیوں سے اللہ بغض رکھتا ہے۔ جن تین آدمیوں سے اللہ محبت رکھتا ہے وہ یہ ہیں: ایک شخص لوگوں کے پاس جا کر سوال کرے، اس کا سوال ان کے ساتھ کسی رشتہ داری کی بناء پر نہ ہو، اور وہ لوگ اس کو منع کر دیں، پھر ایک شخص ان کے پیچھے سے جائے اور چپکے سے اس کو دے دے، اور اس کے عطیہ کو اللہ کے سوا کوئی نہ جانتا ہو، یا وہ شخص جس کو اس نے عطیہ دیا تھا اور وہ لوگ جو رات کو سفر کریں حتیٰ کہ نیند ان کو بہت زیادہ مرغوب ہو جائے پھر وہ ٹھہر جائیں اور اپنے سر رکھ کر سو جائیں پھر ان میں سے ایک شخص بیدار ہو کر نماز میں قیام کرے اور میری حمد وثنا کرے اور میری آیت کی تلاوت کرے، اور وہ شخص جو کسی لشکر میں ہو اس کا دشمن سے مقابلہ ہو وہ لشکر شکست کھا جائے اور وہ شخص آگے بڑھ کر حملہ کرے حتیٰ کہ وہ شخص شہید ہو جائے یا فتح یاب ہو، اور جن تین آدمیوں سے اللہ بغض رکھتا ہے وہ یہ ہیں: بوڑھا زانی، متکبر فقیر اور مالدار ظالم۔

(سنن الترمذی رقم الحدیث: ۲۵۶۸، سنن النسائی رقم الحدیث: ۱۶۱۴، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث ۱۲۲۳، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۵ ص ۲۸۹، مسند احمد ج ۵ ص ۱۵۳، صحیح ابن خزیمہ رقم الحدیث: ۲۴۵۶، صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۳۳۴۹، المستدرک ج ۲ ص ۱۱۳)۔

(۵) حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے عہد میں سورج کو گہن لگ گیا...... اس موقع پر آپ نے فرمایا: سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، ان کو کسی کی موت کی وجہ سے گہن لگتا ہے نہ کسی کی حیات کی وجہ سے۔ پس جب تم ان نشانیوں کو دیکھو تو اللہ سے دعا کرو، اللہ اکبر کہو اور نماز پڑھو، اور صدقہ کرو پھر فرمایا: اے امت! اللہ کی قسم! کسی شخص کو اللہ سے زیادہ اس پر غیرت نہیں آتی کہ اس کا بندہ زنا کرے یا اس کی بندی زنا کرے۔ اے اُمتِ! اگر تم ان چیزوں کو جان لو جن کو میں جانتا ہوں تو تم ضرور کم ہنسو اور تم ضرور زیادہ روؤ۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۱۰۴۴، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۹۰۱، سنن ابوداؤد رقم الحدیث ۱۱۷۷، سنن النسائی رقم الحدیث: ۱۴۷۱-۱۴۷۰)

(۶) حضرت سمرہ بن جندب (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے اصحاب سے اکثر یہ فرمایا کرتے تھے کیا

Marfat.com

تم میں سے کسی شخص نے خواب دیکھا ہے، پھر کوئی شخص جو اللہ چاہتا وہ خواب بیان کرتا۔ ایک دن صبح کے وقت آپ نے فرمایا بے شک آج رات (خواب میں) دو فرشتے آئے اور وہ مجھے اٹھا کر لے گئے، انہوں نے مجھ سے کہا آپ چلئے میں ان کے ساتھ چلتا رہا ...... میں نے دیکھا کہ ننگے مرد اور ننگی عورتیں ایک تنور کی مثل میں تھے اس کا بالائی حصہ تنگ تھا اور نچلا حصہ کشادہ تھا اور اس کے نیچے سے آگ جل رہی تھی جب آگ کے شعلے بھڑکتے تو وہ لوگ اوپر اٹھ جاتے اور جب آگ کم ہوتی تو وہ نیچے گر جاتے ...... فرشتوں نے بتایا وہ زانی مرد اور زانی عورتیں تھیں۔ الحدیث۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۷۰۴۷، ۱۳۸۶، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۲۷۵، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۲۲۹۴، السنن الکبری للنسائی رقم الحدیث: ۷۶۵۸)

(۷) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جس نے زنا کیا یا شراب پی اللہ اس سے ایمان کو نکال لیتا ہے جیسے انسان اپنے سر سے قمیص اُتارتا ہے۔

(المستدرک ج ۱ ص ۲۲، شعب الایمان رقم الحدیث: ۵۳۶۶، الکبائر للذھبی ص ۸۳۔۸۲، الترغیب والترہیب للمنذری ج ۳ ص ۲۰۲، دار الحدیث قاہرہ)۔

(۸) حضرت اُمّ المومنین میمونہ بنت الحارث (رضی اللہ عنہ) بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: میری امت اس وقت تک اچھے حال میں رہے گی جب تک ان کی اولاد زنا کی کثرت سے نہ ہو، اور جب ان کی اولاد زنا کی کثرت سے ہوگی تو عنقریب اللہ ان میں عام عذاب نازل فرمائے گا۔ (مسند احمد ج ۶ ص ۳۳۳، مسند ابو یعلیٰ رقم الحدیث: ۷۰۹۱، مجمع الزوائد ج ۶ ص ۲۵۷)

(۹) امام طبرانی نے حضرت شریک، ایک صحابی سے روایت کیا ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جو شخص زنا کرتا ہے اس سے ایمان نکل جاتا ہے، پس اگر وہ توبہ کرے تو اللہ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔

(المعجم الکبیر رقم الحدیث: ۷۲۲۴، شعب الایمان رقم الحدیث: ۵۳۶۶، مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۰۱، الترغیب والترہیب للمنذری رقم الحدیث: ۳۵۲۹، حافظ عسقلانی نے کہا اس کی سند جید ہے ج ۱۲ ص ۶۱، الاصابہ ج ۳ ص ۳۴۹، قدیم)۔

(۱۰) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جس وقت زانی زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا اور جس وقت شرابی شراب پیتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا اور جس وقت چور چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا، اور جس وقت کوئی لٹیرا کسی شریف آدمی کو لوٹتا ہے اور لوگ اس کی نظریں اٹھا کر دیکھتے ہیں تو وہ مومن نہیں ہوتا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث (رح) ۵۵۷۸، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۵۷، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۴۸۷۰، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۳۹۳۶، شعب الایمان رقم الحدیث: ۵۳۶۳، تاریخ دمشق الکبیر جز ۵۶ ص ۸۶، ۸۵، رقم الحدیث: ۱۲۲۴۱، ۱۲۲۴۰، مطلوبہ دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۲۱ھ)

(۱۱) حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) بیان کرتے ہیں کہ جس قوم میں خیانت کا ظہور ہوتا ہے اس قوم کے دلوں میں رعب ڈال دیتا جاتا ہے اور جس قوم میں زنا بہ کثرت ہوتا ہے ان میں موت بہ کثرت ہوتی ہے اور جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے ان سے رزق منقطع ہو جاتا ہے اور جو قوم ناحق فیصلے کرتی ہے ان میں خون ریزی زیادہ ہوتی ہے اور جو قوم عہد شکنی کرتی ہے ان پر اللہ دشمن کو مسلط کر دیتا ہے۔

(سنن کبریٰ للبیہقی ج ۳ ص ۳۴۶، المؤطا رقم الحدیث: ۱۰۲۰، الاستذکار ج ۱۴ ص ۲۱۱۔۲۱۰، رقم الحدیث: ۲۰۰۹۰)

(۱۲) حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! اللہ کے نزدیک کون سا گناہ سب سے زیادہ بڑا ہے؟ آپ نے فرمایا تم اللہ کو شریک بناؤ حالانکہ اس نے تم کو پیدا کیا ہے، اس نے پوچھا پھر کون سا ہے؟ فرمایا تم کھانے کے

Marfat.com

خوف سے اپنی اولاد کو قتل کردو، اس نے پوچھا پھر کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا تم اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرو، پھر اللہ نے اس کی تصدیق میں یہ آیت نازل فرمائی:

آیت........ اور جو لوگ اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کی عبادت نہیں کرتے اور نہ کسی ایسے شخص کو قتل کرتے ہیں جس کے قتل کو اللہ نے حرام کردیا ہو اور نہ وہ زنا کرتے ہیں اور جو شخص یہ کام کرے گا اس کو عذاب کا سامنا ہوگا۔ (الفرقان:٦٨)

(صحیح البخاری رقم (رح) الحدیث:٦٨٦١، صحیح مسلم رقم الحدیث:٨٦، سنن الترمذی رقم (رح) الحدیث (الفرقان:٦٨):٣١٨٢، سنن ابوداؤد رقم الحدیث:٢٣١٠، سنن النسائی رقم الحدیث:٤٠١٣، السنن الکبری للنسائی رقم الحدیث:١٠٩٨٧)

(١٢) حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا تم زنا سے بچتے رہو، کیونکہ اس میں چار خصلتیں ہیں:

(١) اس سے چہرے کی رونق چلی جاتی ہے۔ (٢) رزق منقطع ہوجاتا ہے۔

(٣) رحمان ناراض ہوتا ہے۔ (٤) اور دوزخ میں خلود ہوتا ہے۔ (یعنی بہت دیر تک رہنا)

(المعجم الاوسط رقم الحدیث:٧٠٩٢، مجمع الزوائد ج٦ ص٢٥٤، اس کی سند میں عمرو بن جمیع متروک ہے)

(١٤) حضرت عبداللہ بن یزید (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اے عرب کی ہلاک ہونے والی عورتو! مجھے سب سے زیادہ تم پر زنا کا اور شہوت خفیہ (ریاکاری) کا خوف ہے۔ (حلیۃ الاولیاء ج٧ ص١٢٢)

(١٥) حضرت سلمان (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تین آدمی جنت میں داخل نہیں ہوں گے، بوڑھا، زانی، امام کذاب اور متکبر فقیر۔

(مسند البزار رقم الحدیث:١٣٠٨، الترغیب والترہیب رقم الحدیث:٣٥٣٤، مجمع الزوائد ج٦ ص٢٥٥)

(١٦) حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: جب اہل ذمہ پر ظلم کیا جائے تو دشمنوں کی حکومت ہوجائے گی اور جب کثرت کے ساتھ زنا کیا جائے گا تو لوگ بہ کثرت قید ہوں گے اور جب قوم لوط کا عمل بہ کثرت کیا جائے گا تو اللہ مخلوق کے اوپر سے اپنا ہاتھ اٹھائے گا، پھر یہ پرواہ نہیں کرے گا کہ وہ کس وادی میں ہلاک ہوتے ہیں۔

(المعجم الکبیر رقم الحدیث:١٧٥٢، حافظ الہیثمی نے کہا اس کی سند میں عبدالخالق بن زید بن واقد ضعیب ہے، مجمع الزوائد ج٦ ص٢٥٥)

(١٧) حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بوڑھے زانی اور بوڑھی زانیہ کی طرف نہیں دیکھے گا۔

(المعجم الاوسط رقم الحدیث:٨٣٩٦، الترغیب والترہیب رقم الحدیث:٣٥٠٣، حافظ الہیثمی نے کہا اس کی سند میں ایک رداوی ہے موسیٰ بن سہل اس کو میں نہیں جانتا اور اس کے باقی راوی ثقہ ہیں)

(١٨) حضرت ابن عمر (رضی اللہ عنہما) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اللہ تعالیٰ معمر زانی اور متکبر فقیر کی طرف نہیں دیکھے گا۔

(المعجم الکبیر رقم الحدیث:١٣١٩٥، حافظ الہیثمی نے کہا اس کا ایک روای ابن لہیعہ ہے اس کی حدیث حسن بھی ہوتی ہے اور ضعیف بھی مجمع الزوائد ج٦ ص٢٥٥)

(۱۹) حضرت نافع (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا متکبر مسکین، بوڑھا زانی اور اپنے عمل سے اللہ پر احسان جتانے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

(الترغیب والترہیب رقم الحدیث: ۳۰۳۶، حافظ الہیثمی نے کہا اس کے ایک راوی الصباح بن خالد کو میں نہیں جانتا اور اس کے باقی راوی ثقہ ہیں مجمع الزوائد ج٦ ص ۲۵۵)

(۲۰) حضرت بریدہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا سات آسمان اور سات زمینیں بوڑھے زانی پر لعنت کرتی ہیں اور زانیوں کی فروج کی بدبو سے اہل دوزخ کو بھی ایذا ہوگی۔ (مسند البزار رقم الحدیث: ۱۰٤۸، الترغیب والترہیب رقم الحدیث: ۳۰۳۷، مجمع الزوائد ج٦ ص ۲۵۵)

(۲۱) حضرت عثمان بن ابی العاص (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا آدھی رات کو آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں پھر ایک منادی نداء کرتا ہے کہ کوئی دعا کرنے والا ہو تو اس کی دعا قبول کی جائے، کوئی سائل ہو تو اس کو عطا کیا جائے، کوئی مصیبت زدہ ہو تو اس کی مصیبت دور کردی جائے پس ہر دعا کرنے والے مسلمان کی دعا قبول کرلی جائے گی سوا اس عورت کے جو پیسے لے کر زنا کراتی ہے اور سوا اس شخص کے جو ظالمانہ ٹیکس لیتا ہے۔

(مسند احمد ج٤ ص ۲۲، المعجم الاوسط رقم الحدیث: ۲۷۹۰، حافظ منذری نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے الترغیب والترہیب ج ۱ رقم الحدیث: ۱۱٦۳، مجمع الزوائد ج۳ ص ۸۸)

(۲۲) حضرت عبداللہ بن بسر (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زانیوں کے چہروں میں آگ بھڑک رہی ہوگی۔ (الترغیب والترہیب ج۳ رقم الحدیث: ۳۰۲٤، مجمع الزوائد ج٦ ص ۲۵۵، اس کی سند پر اعتراض ہے)

(۲۳) حضرت ابن عمر (رضی اللہ عنہما) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا زنا فقر پیدا کرتا ہے۔

(شعب الایمان رقم الحدیث: ۵٤۱۸، الترغیب والترہیب رقم الحدیث: ۳۰۲۵)

(۲٤) حضرت ابوامامہ باہلی (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں سویا ہوا تھا میرے پاس دو شخص آئے ان دونوں نے مجھے میری بغلوں سے پکڑ کر اٹھایا اور مجھے ایک سخت چڑھائی والے پہاڑ پر لے گئے، اور مجھ سے کہا اس پر چڑھیے میں نے کہا اس میں کی طاقت نہیں رکھتا، انہوں نے کہا ہم آپ کے لئے چڑھنا آسان کردیں گے، پھر میں چڑھا حتیٰ کہ میں اس پہاڑ کے وسط میں پہنچ گیا، ناگاہ میں نے بہت زور کی آوازیں سنیں۔ میں نے پوچھا یہ کیسی آوازیں ہیں؟ انہوں نے کہا یہ دوزخ کے کتوں کے بھونکنے کی آوازیں ہیں، (الی قولہ) ہم چلتے رہے حتیٰ کہ میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا جن کے بدن بہت پھولے ہوئے تھے اور ان سے سخت بدبو آرہی تھی، میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ مقتولین کفار ہیں، وہ پھر مجھے آگے لے گئے وہاں ایسے لوگ تھے جن کے بدن بہت پھولے ہوئے تھے اور ان سے سخت بدبو آرہی تھی گویا کہ وہ پاخانے کی بدبو تھی میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ بتایا: یہ زنا کرنے والے مرد اور زنا کرنے والی عورتیں ہیں: الحدیث (صحیح ابن خزیمہ رقم الحدیث: ۱۹۸٦، صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۱٤۸۵)

(۲۵) حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جب کوئی شخص زنا کرتا ہے تو اس کا ایمان نکل جاتا ہے گویا کہ وہ اس کے اوپر سائبان ہو اور جب وہ اس سے توبہ کرتا ہے تو اس کا ایمان لوٹ آتا ہے۔

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ٤٦۹۰، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۲٦۲۷، المستدرک ج۱ ص ۲۲، سنن بیہقی ج ۱ ص ۵۳٦٦)

Marfat.com

(۲۶) حضرت جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پاس رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آئے اور ہم اکٹھے جاتے۔ آپ نے فرمایا: اے مسلمانوں کی جماعت! اللہ سے ڈرو اور رشتہ داروں سے ملاپ رکھو، رشتہ داروں سے میل جول سے زیادہ جلد پہنچنے والا اور کوئی ثواب نہیں ہے اور بغاوت سے (یا زنا سے) بچو کیونکہ اس سے زیادہ جلد پہنچنے والا اور کوئی عذاب نہیں ہے، اور تم ماں باپ کی نافرمانی سے بچو کیونکہ ایک ہزار سال کی مسافت سے جنت کی خوشبو آتی ہے اور ماں کبریائی صرف اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔

(الترغیب والترہیب ج ۳ رقم الحدیث: ۳۰۱۹، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۲۵)

(۲۷) راشد بن سعد المقرائی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا جب مجھے معراج کرائی گئی تو میرا ایسے لوگوں کے پاس سے گزر ہوا جن کی کھال قینچیوں سے کاٹی جا رہی تھی۔۔۔ (بعد ازاں) میں ایسے لوگوں پر گزرا جس سے سخت بدبو آ رہی تھی میں نے پوچھا: اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ وہ عورتیں ہیں جو زنا کرانے کے لئے خود کو مزین کرتی تھیں اور وہ کام کرتی تھیں جو ان کے لئے جائز نہ تھے۔ یہ حدیث مرسل ہے۔ (شعب الایمان رقم الحدیث: ۶۷۵۰، الترغیب والترہیب رقم الحدیث: ۳۰۴۰)

(۲۸) حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا عادتاً زنا کرنے والا بت پرست کی مثل ہے۔ (مساوی الاخلاق للخرائطی رقم الحدیث: ۴۷۷، الترغیب والترہیب رقم الحدیث: ۳۰۴۱، تاریخ دمشق الکبیر لابن عساکر جز ۲۳ ص ۱۷۲ رقم الحدیث: ۴۹۳۱، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۲۱ھ)

حافظ منذری نے کہا صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ عادی شرابی بت پرست کی طرح اللہ سے ملاقات کرے گا اور اس میں شک نہیں کہ زنا شراب نوشی سے بڑا گناہ ہے۔ (الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۲۳۷، بیروت، ۱۴۱۴ھ)

(۲۹) حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا جس بستی میں زنا اور سود کا ظہور ہو انہوں نے اپنے اوپر اللہ کے عذاب کو حلال کر لیا۔ (یہ حدیث صحیح ہے)

(المستدرک ج ۲ ص ۳۷، الترغیب والترہیب رقم الحدیث: ۳۰۴۳، شعب الایمان رقم الحدیث: ۵۴۱۷)

(۳۰) حضرت ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ جس قوم میں زنا اور سود کا ظہور ہوا انہوں نے اپنے اوپر اللہ کے عذاب کو حلال کر لیا۔ (مسند ابو یعلی رقم الحدیث: ۴۹۸۱، الترغیب والترہیب رقم الحدیث: ۳۰۴۴، ۲۷۷، مجمع الزوائد ج ۴ ص ۱۱۸)

(۳۱) حضرت مقداد بن اسود (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے اصحاب سے پوچھا کہ تم زنا کے متعلق کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا یہ حرام ہے اس کو اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا ہے۔ یہ قیامت تک کے لئے حرام ہے، پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے اصحاب سے فرمایا اگر کوئی شخص دس عورتوں سے زنا کرے تو یہ اس کی بہ نسبت زیادہ آسان ہے (یعنی ان کی سزا اس سے کم ہے) کہ وہ اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرے۔ (مسند احمد ج ۶ ص ۸، اس کے راوی ثقات ہیں، الترغیب والترہیب رقم الحدیث: ۳۰۴۷)

(۳۲) حضرت ابن عمر (رضی اللہ عنہما) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا جو شخص اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرے گا، اس کی طرف اللہ قیامت کے دن نہیں دیکھے گا اور نہ اس کو پاک کرے گا اور فرمائے گا دوزخ میں دوزخیوں کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ (مساوی الاخلاق للخرائطی رقم الحدیث: ۴۸۰، مسند الفردوس الدیلمی رقم الحدیث: ۳۳۷۱، الترغیب والترہیب رقم الحدیث: ۳۰۴۸)

(۳۳) حضرت ابوقتادہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا جو شخص اس عورت کے بستر پر بیٹھا جس کا شوہر غائب ہو، قیامت کے دن اللہ ایک اژدھے کو اس کے اوپر قادر کر دے گا۔

(المعجم الکبیر رقم الحدیث: ۳۲۷۸، المعجم الاوسط رقم الحدیث: ۳۲۳۷، الترغیب والترہیب رقم الحدیث: ۳۵۳۹، مجمع الزوائد ج ۲ ص ۲۵۸)۔

(۳۴) حضرت عبداللہ بن عمرو (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ جو شخص اس عورت کے بستر پر بیٹھتا ہے جس کا شوہر غائب ہو، اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس کو قیامت کے اژدھوں میں سے کوئی سیاہ اژدھا بھنبھوڑ رہا ہو۔

(الترغیب والترہیب رقم الحدیث: ۳۵۰۰، حافظ الہیثمی نے کہا اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے راوی ثقات ہیں، مجمع الزوائد ج ۶ ص ۲۵۸)

(۳۵) حضرت بریدہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا مجاہدین کی بیویوں کی حرمت، جہاد پر نہ جانے والوں کے لئے ان کی ماؤں کی مثل ہے اور مجاہد جس شخص کے اوپر اپنی اہلیہ کو چھوڑ کر جائے اور وہ اس میں خیانت کرے تو اس کو قیامت کے دن کھڑا کیا جائے گا اور مجاہد اس کی نیکیوں میں سے جس قدر چاہے گا، لے لے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ وہ اس کی نیکی چھوڑ دے گا؟ (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۸۷، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۲۴۹۶، سنن نسائی رقم الحدیث: ۳۱۸۹)

(۳۶) حضرت ابوذر (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا بنی اسرائیل کے ایک عابد نے ساٹھ سال اپنے گرجے میں اللہ کی عبادت کی، پھر بارش ہوئی اور زمین سرسبز ہو گئی۔ راہب نے اپنے گرجے سے باہر جھانکا اور سوچا کہ میں گرجے سے باہر نکل کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کروں اور زیادہ نیکی حاصل کروں۔ وہ گرجے سے اُترا، اس کے ہاتھ میں ایک روٹی یا روٹیاں بھی تھیں، جس وقت وہ باہر کھڑا تھا تو ایک عورت آ کر اس سے ملی وہ دونوں ایک دوسرے سے کافی دیر تک باتیں کرتے رہے حتیٰ کہ اس عابد نے اس سے اپنی خواہش پوری کر لی، پھر اس پر بے ہوشی طاری ہو گئی پھر وہ ایک گرم تالاب میں نہایا، اس کے بعد ایک سائل آیا تو اس نے ان دو روٹیوں کی طرف اشارہ کیا، پھر اس کی ساٹھ سال کی عبادت کا زنا کے گناہ کے ساتھ وزن کیا گیا تو گناہ کا پلڑہ بھاری نکلا، پھر ان روٹیوں کی نیکی کا وزن کیا گیا تو نیکیوں کا پلڑہ بھاری نکلا سو اس کو بخش دیا گیا۔ اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی بے نیازی کا بیان ہے ساٹھ سال کی عبادت ایک زنا کے گناہ سے ضائع کر دی اور دو روٹیوں کو صدقہ کرنے کی نیکی سے اس کے گناہ بخش دیے، وہ جس گناہ پر چاہے پکڑ لیتا ہے اور جس نیکی کو چاہتا ہے نواز دیتا ہے۔ (صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۳۷، الترغیب والترہیب رقم الحدیث: ۳۵۳۱، ۱۳۸۷، ۱۲۹۹)

(۳۷) شعبی بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے جمعہ کے دن ایک عورت کو رجم (سنگسار) کیا تو کہا میں نے اس کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی سنت سے رجم کیا ہے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۶۸۱۲)

(۳۷) شیبانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ (رضی اللہ عنہ) سے سوال کیا کہ کیا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے رجم (سنگسار) کیا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں، میں نے سوچا سورۂ نور کے نزول سے پہلے یا اس کے بعد؟ انہوں نے کہا مجھے معلوم نہیں۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۲۸۱۳، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۷۰۲)

اس سوال کا منشاء یہ ہے کہ اگر رجم سورۂ نور کے نازل ہونے سے پہلے ہوا ہے تو ہو سکتا ہے کہ سورۂ نور کے نازل ہونے کے بعد وہ منسوخ ہو گیا ہو کیونکہ سورۂ نور میں زانیوں کو کوڑے مارنے کا حکم ہے اور اگر سورۂ نور کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے

Marfat.com

رجم کیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ سو کوڑے مارنے کا حکم رجم کرنے کے منافی نہیں ہے یعنی کنوارے اگر زنا کریں تو ان کو سو کوڑے مارے جائیں اور اگر شادہ شدہ زنا کریں تو ان کو رجم (سنگ سار) کیا جائے۔ اور تحقیق یہ ہے کہ سورۂ نور کے نزول کے بعد رجم کیا گیا ہے کیونکہ سورۂ نور کے نزول کے متعلق تین قول ہیں، ٤ ہجری، ٥ ہجری اور ٦ ہجری اور صحیح یہ ہے کہ سورۂ نور شعبان ٥ ہجری میں نازل ہوئی ہے اور رجم اس کے بعد کیا گیا ہے کیونکہ رجم کے موقع پر حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) موجود تھے اور وہ ٧ ہجری میں اسلام لائے تھے، اور حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) بھی موجود تھے اور حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) اپنی والدہ کے ساتھ ٩ ہجری میں مدینہ آئے تھے۔ (فتح الباری ج ٤ ص ٧٩ مطبوعہ دار الفکر بیروت، ١٤٢٠ھ)

(٣٩) حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ اسلم کا ایک شخص رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس آیا اور اس نے بتایا کہ وہ زنا کر چکا ہے اور اس نے چار مرتبہ قسم کھا کر اپنے متعلق زنا کرنے کا اقرار کیا اور وہ شخص شادی شدہ تھا تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس کو رجم (لوگوں کے ذریعے پتھر مار مار کر ہلاک) کر دیا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: سنن ابو داؤد رقم الحدیث: ٤٤١٨، سنن الترمذی رقم الحدیث: ١٤٣٢، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ٧١٥٨، مسند احمد رقم الحدیث: ١٥١٥٥، عالم الکتب بیروت)۔

(٤٠) حضرت عبادہ بن الصامت (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا مجھ سے حکم لو، مجھ سے حکم لو، اللہ نے زنا کرنے والیوں کی سزا کی راہ بیان فرما دی اگر کنواری کنوارے کے ساتھ زنا کرے تو ان کو سو کوڑے مارو، اور ایک سال کے لئے شہر بدر کر دو، اور اگر شادی شدہ، شادی شدہ کے ساتھ زنا کرے تو ان کو رجم (سنگسار) کر دو۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث: ١٢٩٠، سنن ابو داؤد رقم الحدیث: ٤٤١٦، ٤٤١٥، سنن الترمذی رقم الحدیث: ١٤٣٤، سنن الترمذی رقم الحدیث: ١٤٣٤، سنن کبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ١١٠٩٣، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ٢٥٥٠)

سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ نے زانیہ عورتوں کے متعلق فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کی سزا کی سبیل بیان فرمائے گا اس حدیث میں آپ نے یہ بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی سزا کی راہ بیان کر دی ہے اور اپنا وعدہ پورا فرما دیا ہے، سورۃ النساء کی وہ آیت یہ ہے:

.... تمہاری عورتوں میں سے جو بے حیائی کا کام کریں ان کے خلاف تم اپنوں میں سے چار گواہ طلب کرو، پس اگر وہ شہادت دے دیں تو ان عورتوں کو گھروں میں قید رکھو حتیٰ کہ موت ان کی زندگیاں پوری کر دے یا اللہ ان کو کوئی اور سزا مقرر فرما دے۔

(النساء: ١٥)

سو جس سزا کے مقرر کرنے کا سورۃ نساء میں ذکر کیا گیا تھا وہ کنواری عورت کو کوڑے مارنے اور شادی شدہ کا رجم کرنے کا حکم ہے۔ کوڑے مارنے کا حکم سورۃ نور میں ہے اور رجم کرنے کا ذکر ان احادیث میں ہے۔۔۔ اور یہ اس قدر کثیر احادیث اور آثار ہیں کہ یہ کہنا صحیح ہے کہ رجم کا حکم تواتر سے ثابت ہے۔

میں نے یہاں پر زنا کی ممانعت اور اس کی دنیاوی اور اُخروی سزا کے متعلق چالیس احادیث ذکر کی ہیں، احادیث تو ان کے علاوہ اور بھی ہیں لیکن نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے چالیس احادیث کی تبلیغ کرنے پر جو نوید سنائی ہے میں نے اس کے حصول کی امید میں چالیس

Marfat.com

احادیث ذکر کی ہیں، وہ حدیث یہ ہے:

حضرت ابوالدرداء (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا جو شخص نے میری امت کو ان کے دین سے متعلق چالیس حدیثیں پہنچائیں، اللہ اس کو اس حال میں اٹھائے گا کہ وہ فقیہ ہوگا اور میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا اور اس کے حق میں گواہی دوں گا۔

(شعب الایمان رقم الحدیث: ۱۷۲۶، ۱۷۲۵، تاریخ دمشق الکبیر لابن عساکر جز ٥٤ ص ۱۱۱، ۹۹، رقم الحدیث: ۱۱۸۲۸، ۱۱۸۳۸، مطلوبہ دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱٤۲۱ھ، المطالب العالیہ رقم الحدیث: ۳۰۷٦، الجامع الصغیر رقم الحدیث: ۸٦۳۷، حافظ سیوطی نے اس حدیث کو صحیح ہونے کی رمز کی ہے، جمع الجوامع رقم الحدیث: ۲۱۸٥۸، مشکوۃ رقم الحدیث: ۲٥۸)

یہ چالیس احادیث میں نے زنا سے ترہیب اور تکویف کی ذکر کی ہیں آخر میں، میں زنا سے بچنے کی ترغیب کے سلسلہ میں بھی ایک حدیث درج کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت ابوامامہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا:

جس شخص کی نظر کسی عورت کے حسن کی طرف (بلاقصد) پڑ جائے پھر وہ اپنی نظیر پھیر لے اللہ اس کے دل میں اس کی عبادت میں حلاوت اور لذت پیدا کر دیتا ہے۔ (شعب الایمان رقم الحدیث: ٥٤۳۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱٤۱۰ھ)

زنا کی حد میں عورت کے ذکر کو مقدم کرنے کی توجیہ:

قرآن مجید میں احکام بیان کرنے کا عام اسلوب یہ ہے کہ صرف مردوں پر کسی حکم کو فرض کیا جاتا ہے اور عورتیں اس حکم میں بالتبع داخل ہو جاتی ہیں لیکن اس آیت میں زنا کرنے والی عورتوں اور مردوں دونوں کا ذکر کیا گیا ہے، نہ صرف یہ بلکہ عورتوں کے ذکر کو مقدم کیا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اصل میں زنا کا سبب اور اس کا محرک عورت ہوتی ہے، عورت سے جنسی لذت حاصل کرنے کے لئے مرد فعل زنا کا مرتکب ہوتا ہے اور

.... چور مرد اور چور عورت کے ہاتھوں کو کاٹ دو۔ (المائدہ: ۳۸)

اس آیت میں چور مرد کا ذکر چور عورت سے پہلے فرمایا کیونکہ اکثر و بیشتر اس فعل کا صدور مرد سے ہوتا ہے۔

کوڑے مارنے کے مسائل اور فقہی احکام:

علماء کا اس پر اجماع ہے کہ جس چیز کے ساتھ کوڑے لگائے جائیں گے، وہ چابک ہو یا درخت کی شاخ اور وہ چابک یا شاخ متوسط ہو، نہ بہت سخت ہو، نہ بہت نرم ہو۔ حدیث میں ہے:

امام مالک، زید بن اسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے عہد میں ایک شخص نے اپنے اوپر زنا کا اعتراف کر لیا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس کو مارنے کے لئے ایک چابک منگوایا تو ایک ٹوٹا ہوا چابک لایا گیا، آپ نے فرمایا اس سے سخت لاؤ تو درخت کی ایک نئی شاخ لائی گئی جس کے پھل بھی نہیں اُتارے گئے تھے۔ آپ نے فرمایا اس سے ذرا کم لاؤ، پھر ایک استعمال شدہ اور نرم شاخ لائی گئی، پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس سے کوڑے مارنے کا حکم دیا، پھر آپ نے فرمایا: اے لوگو! اب وقت آ گیا ہے کہ تم اللہ کی

حدود کے ارتکاب سے باز آجاؤ اور جس شخص نے ان ناپاک کاموں میں سے کوئی کام کرلیا اس کو چاہیے کہ وہ اللہ کے ستر کے ساتھ اپنا پردہ رکھے، کیونکہ جس کا جرم ہم پر ظاہر ہوگا اس کے اوپر اللہ کی کتاب کو جاری کردیں گے۔

(مؤطا امام مالک رقم الحدیث: ۱۵۸۸، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۴۲۰ھ)

فقہاء کا اس میں اختلاف ہے کہ جس شخص پر کوڑے لگائے جائیں اس کے کپڑے اُتارے جائیں یا نہیں، امام مالک اور امام ابو حنیفہ نے یہ کہا کہ اس کے کپڑے اور عورت کے کپڑے نہ اُتارے جائیں البتہ وہ کپڑے اُتار دیئے جائیں جو ضرب سے بچاتے ہوں۔ امام اوزاعی نے کہا مرد کے کپڑے اُتروانے میں امام کو اختیار ہے چاہے اس کے کپڑے اُتروائے جائیں یا نہیں۔ شعبی اور نخعی نے کپڑے اُتارنے سے منع کیا ہے۔ حضرت ابن مسعود نے کہا کہ اس کے کپڑے اُتارے جائیں غالباً ان کی مراد یہ ہے۔ ثوری سے بھی یہی قول ہے۔ امام ابو حنیفہ اور امام مالک نے جو کہا ہے کہ اس کے کپڑے اُتارے جائیں غالباً ان کی مراد یہ ہے کہ مرد کے ستر کے علاوہ اس کے کپڑے اُتار دیئے جائیں۔

اس میں بھی اختلاف ہے کہ حد جاری کرتے وقت انسان کے کن اعضاء پر کوڑے مارے جائیں؟ امام مالک نے کہا کہ حدود اور تعزیرات میں صرف پیٹھ پر کوڑے مارے جائیں۔ امام شافعی اور ان کے اصحاب نے کہا کہ چہرے اور نازک اعضاء کے سوا تمام جسم پر کوڑے مارے جائیں، سر پر مارنے میں اختلاف ہے۔ جمہور نے کہا کہ سر کو بچایا جائے اور امام ابو یوسف نے کہا کہ سر پر ضرب لگائی جائے، حضرت عمر اور حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ سر پر ضرب لگائی جائے، امام مالک کی دلیل یہ حدیث ہے:

حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) بیان کرتے ہیں کہ ھلال بن اُمیہ نے اپنی بیوی پر شریک بن سحماء کے ساتھ زنا کی تہمت لگائی اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سامنے اس کو پیش کیا، تب نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا تم گواہ پیش کرو ورنہ تمہاری پیٹھ پر حد قذف کے کوڑے لگائے جائیں گے، اس نے کہا یا رسول اللہ! جب ہم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کے اوپر کسی مرد کو دیکھے تو کیا وہ گواہوں کو تلاش کرنے جائے گا؟ آپ نے پھر بھی فرمایا کہ تم گواہوں کو پیش کرو ورنہ تمہاری پیٹھ پر حد قذف لگائی جائے گی، پھر لعان کے احکام نازل ہوئے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۲۶۷۱، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۲۲۵۴، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۳۱۷۸، مسند احمد رقم الحدیث: ۱۲۴۷۷، مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث: ۲۸۲۴، صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۴۴۵۱)

کوڑوں کے ساتھ ایسی ضرب لگائی جائے جس سے چوٹ لگے، درد ہو لیکن زخم نہ آئے۔ امام مالک اور ان کے اصحاب نے کہا ہے کہ تمام قسم کی حدود میں ضرب مساوی ہو اس سے کوئی زخم نہ پڑے۔ امام شافعی (رضی اللہ عنہ) کا بھی یہی قول ہے اور امام اعظم ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب (رضی اللہ عنہ) نے یہ کہا ہے کہ تعزیر میں سخت ضرب لگانی چاہیے، زنا کی ضرب شراب نوشی کی ضرب سے زیادہ شدید ہے اور شراب نوشی کی ضرب قذف (تہمت) کی ضرب سے زیادہ شدید ہے۔

پہلے شراب نوشی کی حد میں اختلاف تھا۔ عبدالرحمن بن ازھر بیان کرتے ہیں کہ میں نے غزوہ حنین کے دن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو دیکھا آپ لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے تھے، آپ کے پاس ایک شخص کو لایا گیا جو نشہ میں تھا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان لوگوں سے کہا جو آپ کے پاس تھے، تمہارے ہاتھ میں جو چیز آئے اس سے اس کو مارو، اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مٹی اٹھا کر اس پر ماری،

Marfat.com

حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے پاس ایک شخص کو لایا گیا جو نشہ میں تھا، انہوں نے اس کو چالیس کوڑے مارے۔

ابن وبرہ کلبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مجھے حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کے پاس بھیجا میں جب ان کے پاس پہنچا تو وہاں حضرت عثمان بن عفان، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت علی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے کہا حضرت خالد بن ولید نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے، انہوں نے آپ کو سلام کہا ہے اور یہ کہا ہے کہ لوگ اب شراب بہت پینے لگے ہیں اور اس کی سزا معمولی سمجھتے ہیں۔ حضرت عمر نے کہا یہ کبار اصحاب تمہارے سامنے بیٹھے ہیں ان سے پوچھو۔ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا ہماری رائے یہ ہے کہ جب آدمی نشہ میں ہوتا ہے تو ہذیان بکتا ہے اور جب ہذیان بکتا ہے تو لوگوں پر تہمت لگاتا ہے اور تہمت لگانے والے کی حد اسی (۸۰) کوڑے ہیں۔ حضرت عمر نے مجھ سے کہا حضرت علی نے جو کہا ہے وہ حضرت خالد کو پہنچا دو پھر انہوں نے اسی (۸۰) کوڑے مارے اور حضرت عمر نے بھی اسی (۸۰) کوڑے مارے۔

(الجامع لاحکام القرآن ج ۱۲ ص ۱۰٤، مطبوعہ دارالفکر بیروت، ۱٤۱۵ھ)

زانی کو کوڑے مارنے کے بعد شہر بدر کرنے میں مذاہب فقہاء:

اگر زانی مرد یا زانیہ عورت محصن نہ ہو تو قرآن مجید میں اس کی سزا سو کوڑے مارنا بیان فرمائی ہے۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

............زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والے مرد ان میں سے ہر ایک کے سو کوڑے مارو۔ (النور: ۲)

بعض احادیث میں سو کوڑے مارنے کے علاوہ ایک سال کے لئے شہر بدر کرنے کا بھی حکم ہے جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث نمبر ۴۳۰۱ میں ہے۔ فقہاء کا اس میں اختلاف ہے کہ آیا غیر شادی کے زنا کی حد میں سو کوڑوں کے علاوہ شہر بدر کرنا بھی داخل ہے یا نہیں؟

علامہ ابن قدامہ لکھتے ہیں کہ غیر شادی شدہ کے زنا کرنے کی حد میں جمہور کا یہ نظریہ ہے کہ اس کو سو کوڑے مارے جائیں اور ایک سال کے لے شہر بدر بھی کیا جائے۔ خلفاء راشدین سے بھی یہی مروی ہے، حضرت ابن عمر اور حضرت ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے بھی یہی منقول ہے، فقہاء تابعین میں سے عطاء، طاؤس، ثوری، ابن ابی لیلیٰ اور ابوثور کا بھی یہی نظریہ ہے۔ امام شافعی اور امام مالک کا بھی یہی قول ہے اور یہی امام احمد کا مذہب ہے، اور امام ابوحنیفہ اور امام محمد بن حسن یہ کہتے ہیں کہ شہر بدر کرنا واجب نہیں ہے کیونکہ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا ان دونوں کو شہر بدر کرنا انہیں فتنہ میں ڈالنے کے لئے کافی ہے، اور ابن مسیب سے یہ روایت ہے کہ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے ربیعہ بن امیہ بن خلف کو شراب نوشی کی بناء پر خیبر میں جلاوطن کر دیا۔ وہ ہرقل کے پاس جا کر نصرانی ہو گیا تب حضرت عمر نے فرمایا: اس کے بعد میں کبھی کسی کو شہر بدر نہیں کروں گا۔ نیز اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف کوڑے لگانے کا حکم دیا ہے اور اگر شہر بدر کرنے کو واجب قرار دیا جائے تو نص قرآن پر زیادتی لازم آئے گی۔ (المغنی مع الشرح الکبیر ۱۰ ص ۱۳۰، دارالفکر بیروت، ۱٤۰٤ھ)

زانی اور زانیہ کو شہر بدر کرنے میں فقہاء احناف کا موقف اور دلائل:

علامہ ابوالحسن مرغینانی حنفی (صاحب ہدایہ) لکھتے ہیں: غیر شادی شدہ کی حد میں کوڑوں اور شہر بدر کرنے کو جمع نہیں کیا جائے گا امام شافعی حد میں ان دونوں سزاؤں کو جمع کرتے ہیں، کیونکہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا:

....کنوارہ کنواری کے ساتھ زنا کرے تو اس کو سو کوڑے مارو اور ایک سال کے لئے شہر بدر کردو۔
(صحیح مسلم، سنن ابوداؤد، جامع ترمذی)

نیز اس سے زنا کا دروازہ بند ہو جائے گا، کیونکہ دوسرے شہر میں ان کے جان پہچان والے کم ہوں گے۔

علامہ مرغینانی حنفی لکھتے ہیں: ہماری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "فاجلدوا" پس کوڑے مارو، اللہ تعالیٰ نے کل سزا سو کوڑے بیان کی ہے اور اس کے علاوہ کنوارے شخص کی اور کوئی سزا بیان نہیں کی (پس اگر ایک سال شہر بدر کرنے کو زنا کی حد کا جز قرار دیا جائے تو اخبار آحاد سے نص قرآن پر زیادتی لازم آئے گی اور یہ جائز نہیں ہے، اس کے برخلاف شادی شدہ کو رجم کرنا اخبار آحاد سے نہیں بلکہ احادیث متواترہ سے ثابت ہے اور احادیث متواترہ سے قرآن مجید کے عام کو خاص کرنا جائز ہے، اس لئے یہ کہا جائے گا کہ قرآن مجید میں الزانی سے مراد کنوارہ زانی ہے اور کوڑے مارنے کا حکم کنواروں کے بارے میں ہے اور شادی زدہ زانی کی سزا یعنی اس کو رجم کرنا احادیث متواترہ سے ثابت ہے جیسا کہ عنقریب اس کی وضاحت کی جائے گی۔ (سعیدی غفرلہ)

علامہ مرغینانی لکھتے ہیں: زانی کو شہر بدر کرنا زنا کا دروازہ کھولنے کے مترادف ہے کیونکہ اپنے شہر میں تو خاندان والوں سے حیاء آئے گی اور دوسرے شہر میں اس کو زنا کرنے سے کوئی حجاب نہیں ہوگا۔ نیز دوسرے شہر میں اس کے کھانے، پینے، رہائش، کپڑوں اور علاج معالجہ کی ضروریات کا کوئی کفیل نہیں ہوگا اس وجہ سے یہ خطرہ ہے کہ شہر بدر کی ہوئی عورتیں اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے زنا کو کسب معاش بنالیں اور یہ زنا کی بدترین قسم ہے، اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ حضرت علی نے فرمایا: فتنہ میں مبتلا کرنے کے لئے شہر بدر کرنا کافی ہے۔ اور جس حدیث میں کنوارے کی حد میں کوڑوں اور شہر بدر کرنے کو جمع کیا ہے وہ اسی طرح منسوخ ہے جس طرح اس حدیث کا وہ حصہ منسوخ ہے جس میں شادی شدہ کی حد میں رجم اور کوڑوں کو جمع کیا گیا ہے، کیونکہ پوری حدیث اس طرح ہے کنوارہ، کنواری کے ساتھ زنا کرے تو اس کو سو کوڑے مارو اور ایک سال کے لئے شہر بدر کردو۔ اور شادی شدہ، شادی شدہ کے ساتھ زنا کرے تو اس کو سو کوڑے مارو اور پتھروں سے رجم کردو۔ (صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابوداؤد)

علامہ ابوالحسن کے استدلال کا خلاصہ یہ ہے کہ جس حدیث میں کوڑے مارنے کے ساتھ شہر بدر کرنے کا حکم ہے اسی حدیث میں رجم کے ساتھ کوڑے مارنے کا بھی ذکر ہے اور جب جمہور فقہاء باوجود اس حدیث کے رجم کی سزا کے ساتھ کوڑے مارنے کا اضافہ نہیں کرتے تو کنوارے کی سزا میں کوڑے مارنے کے ساتھ شہر بدر کرنے کا اضافہ کیوں کرتے ہیں۔ یہ صراحتاً ترجیح بلا مرجح ہے بلکہ ترجیح بالمرجوع ہے کیونکہ اس سے قرآن مجید کی ذکر کردہ حد پر زیادتی لازم آتی ہے۔ علامہ یحییٰ بن شرف نواسی زیر بحث حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

شادی شدہ کی حد میں رجم کے ساتھ کوڑوں کو جمع کرنے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ ایک جماعت نے کہا ان کو جمع کرنا واجب ہے پہلے کوڑے لگائے جائیں پھر رجم کیا جائے۔ حضرت علی، حسن بصری، اسحاق بن راہویہ، داؤد، اہل ظاہر اور بعض اصحاب شافعی کا یہی قول ہے، اور جمہور فقہاء نے یہ کہا ہے کہ صرف رجم کرنا واجب ہے۔ قاضی عیاض نے بعض محدثین سے نقل کیا ہے کہ جب شادی شدہ زانی بوڑھا ہو تو کوڑے لگا کر رجم کیا جائے اور اگر جوان ہو تو صرف رجم کیا جائے۔ یہ مذہب باطل اور بے اصل ہے۔ اور جمہور کی دلیل یہ ہے کہ احادیث کثیرہ میں ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے شادی شدہ کو صرف رجم کرنے پر اقتصار کیا جیسا کہ حضرت ماعز اور غامدیہ کے قصہ سے ظاہر

Marfat.com

ہے۔(شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ٦٥ مطبوعہ نور محمد)

نیز احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے غیر شادی شدہ کو صرف کوڑے مارے اور شہر بدر نہیں کیا اور کثیر آثار صحابہ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے جیسا کہ ہم انشاء اللہ عنقریب واضح کریں گے...... (سعیدی غفرلہ)

علامہ ابوالحسن مرغینانی حنفی (صاحب ہدایہ) لکھتے ہیں: ہاں! اگر امام کے نزدیک شہر بدر کرنے میں مصلحت ہو تو وہ جس قدر عرصہ مناسب سمجھے شہر بدر کرسکتا ہے، یہ تعزیر اور سیاست ہے کیونکہ بعض اوقات اس کا فائدہ ہوتا ہے اس لئے یہ امر امام کی رائے پر موقوف ہے .اور بعض صحابہ سے جو شہر بدر کرنے کی روایت ہے وہ بھی تعزیر اور سیاست پر محمول ہے۔(ہدایہ اولین ص ٤٩٣-٤٩٢، مکتبہ امدادیہ ملتان)

ائمہ ثلاثہ کے دلائل کے جوابات اور فقہاء احناف کے دلائل:

ائمہ ثلاثہ نے شہر بدر کرنے کی جن روایات سے استدلال کیا ہے وہ صرف تین صحابہ کی روایات ہیں حضرت عبادہ بن صامت، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت زید بن خالد (رضی اللہ عنہم)، اور جو روایت صرف تین صحابہ سے مروی ہو وہ خبر متواتر یا خبر مشہور نہیں ہے صرف خبر واحد ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر یہ مان لیا جائے کہ یہ احادیث خبر مشہور ہیں تو زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوگا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی غیر شادی شدہ زانی کو شہر بدر کیا یا شہر بدر کرنے کا حکم دیا اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے یہ فعل بطور حد کیا ہو بلکہ یہ بھی احتمال ہے کہ آپ نے یہ فعل بطور تعزیر کیا ہو لہٰذا ان احادیث سے شہر بدر کرنے کا حد ہونا ثابت نہیں ہوا۔

غیر شادی شدہ زانی کو صرف کوڑے مارنے کے ثبوت میں احادیث:

امام ابوداؤد کرتے ہیں:

حضرت سہل بن سعد (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس ایک شخص نے آکر یہ اقرار کیا کہ اس نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا ہے جس کا اس نے نام بھی لیا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس عورت کے پاس کسی شخص کو بھیج کر اس سے اس کے متعلق پوچھا اس عورت کا زنا کرنے سے انکار کیا تو آپ نے اس شخص کو کوڑے مارے اور اس عورت کو چھوڑ دیا۔

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ٤٤٦٦، بیروت)

حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) بیان کرتے ہیں کہ بنو بکر بن لیث کا ایک شخص نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے چار بار یہ اقرار کیا کہ اس نے ایک عورت سے زنا کیا ہے، آپ نے اس کو سو کوڑے لگائے پھر آپ نے فرمایا: اس عورت کے خلاف گواہ لاؤ، عورت نے کہا: خدا کی قسم یارسول اللہ! یہ شخص جھوٹا ہے، پھر آپ نے اسی کو اسی کوڑے حد قذف لگائی۔

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ٤٤٦٧)

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت زید بن خالد (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے یہ پوچھا گیا کہ اگر غیر شادی شدہ باندی زنا کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا جب وہ زنا کرے تو اس کو سو کوڑے مارو، اور اگر پھر زنا کرے تو پھر کوڑے مارو اور اگر پھر زنا کرے تو پھر کوڑے مارو، پھر اس کو بیچ دو خواہ رسی کے ایک ٹکڑے کے عوض بیچنا پڑے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۲۸۳۷، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۷۰٤، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ٤٤٦٩، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۱٤۳۳)۔

ان دونوں حدیثوں میں اس کی تصریح ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے غیر محصن کو حد میں سو کوڑے مارے یا سو کوڑے مارنے کا حکم دیا اور ایک سال کے لئے شہر بدر کیا نہ شہر بدر کرنے کا حکم دیا اس لئے جن احادیث میں شہر بدر کرنے کا حکم ہے وہ سیاست پر محمول ہیں۔

رجم کی تحقیق:

تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ شادی شدہ مسلمان مرد یا عورت زنا کرے تو اس کی حد رجم ہے اور فقہاء اسلام میں سے کسی مستند شخص نے اس اجماع کی مخالفت نہیں کی۔ بعض خارجیوں نے اس اجماع کی اگر مخالفت کی ہے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا، البتہ ہمارے زمانے میں منکرینِ حدیث کی ایک جماعت پیدا ہوئی جنہوں نے سنت کی حجیت کا انکار کیا اور مستشرقین نے اسلام کے خلاف جو کچھ زہر اُگلا اس کو انہوں نے قبول کر لیا۔ ان لوگوں نے جہاں اسلام کے اور بہت سے اجماعی اور مسلمہ عقائد کا انکار کیا ہے ان میں سے ایک رجم کا مسئلہ ہے یہ لوگ کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں زانی کی سزا صرف کوڑے مارنا ہے اور جن احادیث میں رجم کا ذکر ہے وہ اخبار آحاد ہیں اور خبر واحد سے قرآن مجید کو منسوخ کرنا جائز نہیں ہے۔

منکرین سنت کا یہ قول قطعاً باطل اور مردود ہے اوّل تو یہ غلط ہے کہ قرآن مجید میں رجم کا اصلاً ذکر نہیں ہے کیونکہ قرآن مجید میں ارشاراً رجم کا ذکر موجود ہے جیسا کہ انشاء اللہ عنقریب ہم واضح کریں گے اور ثانیاً یہ مفروضہ بھی غلط ہے کہ رجم کا حکم اخبار آحاد سے ثابت ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ رجم کا حکم پچاس سے زیادہ صحابہ سے مروی ہے اور یہ احادیث معناً اخبار متواترہ ہیں جیسا کہ ہم انشاء اللہ اس پر تفصیلاً گفتگو کریں گے اور اخیر میں ہم منکرین سنت کے مشہور اور اہم اعتراضات کے جوابات ذکر کریں گے۔ فنقول وباللہ التوفیق وبہ الاستعانۃ یلیق۔

قرآن مجید سے رجم کا ثبوت:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

......اور وہ کیسے آپ کو منصف بنائیں گے حالانکہ انکے پاس تورات ہے جس میں اللہ کا حکم موجود ہے! (المائدۃ:۴۳)

اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ (جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث نمبر ۴۳۲۵ میں ہے) یہود زنا کرنے والوں سے یہ کہتے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤ اگر وہ منہ کالا کرنے اور کوڑے مارنے کا حکم دیں تو اس پر عمل کرنا اور اگر رجم کا حکم دیں تو ان سے دور رہنا۔ علامہ ابن کثیر نے ان آیات کے شانِ نزول میں لکھا ہے کہ سنن ابوداؤد میں ہے حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس ایک مرد اور ایک عورت کا مقدمہ لایا گیا جنہوں نے زنا کیا تھا، آپ نے فرمایا تم اپنے مذہب کے دو سب سے بڑے عالموں کا لاؤ وہ صوریا کے دو بیٹوں کو لائے آپ نے ان کو قسم دے کر پوچھا ان زنا کرنے والوں کا حکم تورات میں کیا لکھا ہے؟ انہوں نے کہا تورات میں ہے کہ جب چار آدمی یہ گواہی دیں کہ انہوں نے ان کو اس طرح زنا کرتے دیکھا ہے جیسے سلائی سرمہ دانی میں جاتی ہے تو ان کو رجم کر دیا جائے، آپ نے فرمایا تم ان کو رجم کیوں نہیں کرتے؟ انہوں نے کہا ہماری حکومت چلی گئی اور ہم قتل کو ناپسند کرتے ہیں پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے گواہوں کو بلایا اور چار آدمیوں نے آکر یہ گواہی دی کہ انہوں نے اس طرح دیکھا ہے جیسے سلائی سرمہ دانی میں ہوتی ہے، تب رسول اللہ و نے انہیں رجم کرنے کا حکم دیا۔ علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ یہ احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں کہ رسول اللہ

Marfat.com

(صلی اللہ علیہ وسلم) نے تورات کے حکم کے مطابق انہیں رجم کرنے کا حکم دیا۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۹۔۲۸، دار الفکر بیروت، ۱۴۱۹ھ)

امام رازی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اس آیت میں حکم اللہ سے مراد بالخصوص رجم ہے کیونکہ یہودیوں نے رخصت حاصل کرنے کے لئے آپ کو حکم بنایا تھا۔
(تفسیر کبیر ج ٤ ص ٣٦٢)

قرآن مجید اور احادیث میں جو یہ ذکر ہے کہ تورات میں حکم اللہ یعنی رجم موجود ہو، اس کی تفصیل تورات میں حسب ذیل ہے:

پر اگر یہ بات سچ ہو کہ لڑکی میں کنوارے پن کے نشان نہیں پائے گئے۔ تو وہ اس لڑکی کو اس کے باپ کے گھر کے دروازہ پر نکال لائیں اور اس کے شہر کے لوگ اسے سنگسار کریں کہ وہ مر جائے کیونکہ اس نے اسرائیل کے درمیان شرارت کی کہ اپنے باپ کے گھر میں فاحشہ پن کیا۔ یوں تو ایسی برائی کو اپنے درمیان سے دفع کرنا۔ (استثناء: ۲۲۔۲۱)

اگر کوئی کنواری لڑکی کسی شخص سے منسوب ہو گئی اور کوئی دوسرا آدمی اسے شہر میں پا کر اس سے صحبت کرے تو تم ان دونوں کو اس شہر کے پھاٹک پر نکال لانا اور ان کو تم سنگسار کر دینا کہ وہ مر جائیں لڑکی کو اس لئے کہ وہ شہر میں ہوتے ہوئے نہ چلائی اور مرد کو اس لئے کہ اس نے اپنی ہمسایہ کی بیوی کو بے حرمت کیا۔ یوں تو ایسی برائی کو اپنے درمیان سے دفع کرنا۔ (استثناء: ۲۴۔۲۳)

یہ قرآن مجید کا اعجاز ہے کہ تورات میں آج تک یہ آیت موجود ہے حالانکہ ہر دور میں تورات میں تحریف ہوتی رہی، بلکہ قدرتِ خداوندی دیکھئے کہ یہ آیت انجیل میں بھی موجود ہے، یوحنا کی انجیل میں ہے:

اور فقیہ اور فریسی ایک عورت کو لائے جو زنا میں پکڑی گئی تھی اور اسے بیچ میں کھڑا کر کے یسوع سے کہا: اے استاد! یہ عورت زنا میں عین فعل کے وقت پکڑی گئی ہے۔ توریت میں موسیٰ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ ایسی عورتوں کو سنگسار کریں۔ پس تو اس عورت کی نسبت کیا کہتا ہے؟ انہوں نے اسے آزمانے کے لئے یہ کہا تا کہ اس پر الزام لگانے کا کوئی سبب نکالیں مگر یسوع جھک کر انگلی سے زمین پر لکھنے لگا جب وہ اس سے سوال کرتے ہی رہے تو اس نے سیدھے ہو کر ان سے کہا کہ جو تم میں بے گناہ ہو وہی پہلے اس کو پتھر مارے۔
(یوحنا: باب ۸ آیت: ۸۔۳)

تورات اور انجیل کے ان اقتباسات سے یہ واضح ہو گیا کہ شادی شدہ زانی کو رجم کرنے کا حکم پچھلی آسمانی کتابوں میں موجود تھا اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو اس وقت (نزولِ قرآن کے وقت) کی موجودہ کتابوں کا جو مصدق قرار دیا ہے وہ اسی حکم کے اعتبار سے ہے اور اللہ کی قدرت ہے کہ ہزار ہا تحریفات کے باوجود رجم کا یہ حکم تورات اور انجیل میں آج بھی موجود ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو زانی یہودیوں کے متعلق جو رجم کا فیصلہ فرمایا تھا اس کے متعلق سورۂ مائدہ میں جو آیات نازل ہوئی تھیں، اسی سیاق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

............ہم نے حق کے ساتھ یہ کتاب آپ پر نازل کی ہے اور آنحالیکہ یہ ان آسمانی کتابوں کی مصدق اور نگہبان ہے جو اس کے سامنے ہیں سو آپ ان کے درمیان اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ کیجئے اور جو حق کے پاس آیا ہے، اس سے دور ہو کر ان کی خواہشات کے پیچھے نہ لگیے۔ (المائدہ: ٤٨)

Marfat.com

نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سامنے آسمانی کتابیں تورات اور انجیل موجود تھیں اور خود قرآن مجید ناطق اور شاہد ہے کہ ان کتابوں میں تحریف کی جا چکی ہے، ان کے باوجود قرآن مجید فرماتا ہے کہ قرآن کا مصدق اور نگہبان ہے اور جس چیز کا قرآن مجید مصدق ہے وہ رجم کا حکم ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو حکم اللہ قرار دیا ہے اور اسی کا قرآن مجید نگہبان ہے اور یہ وجہ ہے کہ آئے دن کی تحریفات کے باوجود تورات اور انجیل میں رجم کا حکم آج بھی موجود ہے اور یہ قرآن مجید کا معجزہ اور اس کی صداقت کی زبردست دلیل ہے۔

رجم کی منسوخ التلاوت آیت:

امام بیہقی متوفی ۴۵۸ ھ روایت کرتے ہیں:

زر بن حبیش کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابی بن کعب (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا تم سورۃ احزاب میں کتنی آیات شمار کرتے ہو؟ میں نے کہا: تہتر (۷۳) آیتیں! حالانکہ ہم دیکھتے تھے کہ یہ سورۃ، سورۃ البقرہ کے برابر تھی اور اس میں یہ آیت تھی (ترجمہ) جب بوڑھا مرد یا بوڑھی عورت زنا کرے تو ان کو ضرور رجم کر دو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عبرتناک سزا ہے اور اللہ تعالیٰ غالب، حکمت والا ہے۔

"سورۃ احزاب ابتداء سورۃ البقرہ کے برابر تھی، اس کا مطلب یہ ہے کہ بعد میں اس کی بعض آیات کی تلاوت کو منسوخ کر دیا گیا، قرآن مجید میں ہے:

جس آیت کو ہم منسوخ کر دیتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں تو ان سے بہتر یا اس جیسی آیت لے آتے ہیں۔

- جیسا کہ آیت رجم کو منسوخ کر دیا گیا، بعض علماء نے یہ جواب دیا ہے کہ اس سورت میں قرآن مجید کی آیات کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام تفسیر بھی لکھ لیتے تھے جس کو بعد میں حذف کر دیا۔

نیز امام بیہقی روایت کرتے ہیں:

کثیر بن صلت کہتے ہیں کہ ہم مروان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور ہم میں حضرت زید بن ثابت (رضی اللہ عنہ) بھی تشریف فرما تھے، حضرت زید نے کہا، یہ آیت ہم پڑھتے تھے جب بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت زنا کریں تو ان کو ضرور رجم کرو، مروان نے کہا ہم اس آیات کو قرآن مجید میں کیوں نہ داخل کریں؟ حضرت زید نے فرمایا نہیں! کیا تم نہیں دیکھتے کہ شادی شدہ جوان آدمیوں کو بھی رجم کیا جاتا ہے۔ حضرت زید نے کہا کہ صحابہ اس پر بحث کر رہے تھے اور اس وقت ہم میں حضرت عمر بن الخطاب بھی تھے۔ انہوں نے کہا اس مسئلہ میں میں تمہاری تسلی کروں گا اور کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جا کر اس کا ذکر کروں گا اور جب آپ رجم کا ذکر کریں گے تو میں کہوں گا یا رسول اللہ! آیت رجم لکھوا دیجئے، حضرت عمر کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس گیا اور آپ سے اس کا ذکر کیا، جب آپ نے آیت رجم کا ذکر کیا تو میں نے کہا یا رسول اللہ! آیت رجم لکھوا دیجئے آپ نے فرمایا مجھے اس کا اختیار نہیں ہے۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں اور اس سے پہلی حدیث میں اس پر دلیل ہے کہ آیت رجم کا حکم ثابت ہے اور اس کی تلاوت منسوخ ہے اور میرے علم کے مطابق اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ (سنن کبریٰ ج ۸ ص ۲۱۱، ملتان)

امام حاکم متوفی ۴۰۵ ھ روایت کرتے ہیں:

عکرمہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے فرمایا جس شخص نے رجم کا انکار کیا اس نے قرآن کا انکار کیا، حالانکہ اس کو

Marfat.com

گمان بھی نہیں ہوگا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اے اہل کتاب! تمہارے پاس ہمارے رسول آچکے ہیں اور وہ ان بہت سی باتوں کو بیان کرتے ہیں جن کو تم چھپاتے تھے، اور رجم کو بھی یہود چھپاتے تھے۔ اس حدیث کی سند صحیح ہے اور بخاری اور مسلم نے اس کو بیان نہیں کیا۔
(المستدرک ج ٤ ص ٣٥٩، مکہ مکرمہ)

کثیر بن صلت بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرو بن العاص اور حضرت زید بن ثابت (رضی اللہ عنہ) قرآن مجید کے نسخے لکھ رہے تھے، جب اس آیت پر پہنچے تو حضرت زید نے کہا میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا ہے کہ جب بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت زنا کریں تو ان کو ضرور رجم کرو۔ حضرت عمرو نے کہا یہ آیت نازل ہوئی تو میں نے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس جا کر عرض کیا: اس آیت کو لکھ دیجئے تو آپ نے اس بات کو ناپسند کیا، اور جب غیر شادی شدہ بوڑھا زنا کرے تو اس کو صرف کوڑے لگائے جاتے ہیں اور جب شادی شدہ شخص زنا کرے تو اس کو رجم کیا جاتا ہے، اس حدیث کی سند صحیح ہے اور بخاری اور مسلم نے اس کو روایت کیا۔
(المستدرک ج ٤ ص ٣٦٠، مکہ مکرمہ)

حافظ ابن حجر عسقلانی نے متعدد طریق اور اسانید سے اس حدیث کو بیان کیا ہے اور انہوں نے اس کے منسوخ التلاوت ہونے کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ اس کے الفاظ میں اختلاف ہے بعض روایات میں یہ الفاظ بھی ہیں:

..........انہوں نے جو لذت حاصل کی ہے (اس وجہ سے رجم کرو)

نیز اس آیت کے الفاظ کے عموم پر عمل نہیں ہوتا کیونکہ مطلقاً بوڑھے شخص کو رجم نہیں کیا جاتا بلکہ اس بوڑھے شخص کو رجم کیا جاتا ہے جو شادی شدہ ہو اور اگر غیر شادی شدہ ہو تو اس کو کوڑے لگائے جاتے ہیں، جیسا کہ حضرت عمرو بن العاص نے وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔ (فتح الباری ج ١٢ ص ١٤٣، لاہور)

اس آیت کے منسوخ التلاوت ہونے پر ایک دفعہ ایک فاضل شخص نے مجھ سے سوال کیا کہ حدیث میں ہے:

..........میرا کلام، کلام اللہ کو منسوخ نہیں کرتا۔ (مشکوٰۃ ص ٣٦)

پھر حدیث سے یہ آیت کیسی منسوخ ہوگئی؟ میں نے اس کے جواب میں کہا کلام اللہ سے مراد قرآن مجید ہے اور قرآن مجید کے الفاظ منضبط ہیں اور وہ الفاظ تواتر سے ثابت ہیں اور اس آیت کے الفاظ غیر منضبط ہیں اور ان الفاظ کا ثبوت تواتر سے نہیں ہے اس لئے یہ الفاظ قرآن مجید نہیں ہیں۔ لہٰذا ان کے منسوخ التلاوت ہونے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

آیت رجم کی بحث:

میرے شیخ علامہ سیّد احمد سعید کاظمی قدس سرہ العزیز لکھتے ہیں:

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) نے منبر پر بیٹھ کر فرمایا: لوگو! میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں جس کا کہنا میرے لئے مقدر کر دیا گیا ہے، میں نہیں جانتا شاید میری موت میرے سامنے ہو، جو شخص میری بات کو سمجھ کر اسے یاد رکھے اسے چاہیے کہ جہاں تک وہ پہنچا سکتا ہو وہاں تک میری بات لوگوں کو بتا دے اور جسے خوف ہو کہ اس بات کو نہ سمجھ سکے گا تو میں اسے اپنے اوپر جھوٹ بولنے کی اجازت نہیں دیتا وہ بات یہ ہے کہ "بے شک اللہ تعالیٰ نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو حق کے ساتھ بھیجا اور ان پر کتاب نازل فرمائی اور جو

Marfat.com

کچھ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا اس میں رجم کی آیت بھی تھی، ہم نے وہ آیت پڑھی اور اسے سمجھا اور اسے یاد رکھا، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے رجم کیا اور حضور کے بعد ہم نے بھی رجم کیا۔ مجھے خوف ہے کہ طویل زمانہ گزر جانے کے بعد کوئی کہنے والا کہہ دے کہ خدا کی قسم اللہ کی کتاب میں ہم رجم کی آیت نہیں پاتے تو لوگ اللہ کے نازل کئے ہوئے فریضہ کو ترک کر کے گمراہ ہو جائیں۔ اللہ کی کتاب میں رجم برحق ہے ہر اس آزاد مرد اور عورت پر جس نے شادی شدہ ہونے کے بعد زنا کیا، بشرطیکہ شرعی گواہ قائم ہو جائیں یا (عورت کا) حمل ظاہر ہو جائے یا اقرار ہو۔ (بخاری شریف جلد ثانی ص ۱۰۰۹، صحیح مسلم ج ۲ ص ۶۵، موطا امام الملک میں ۶۸۵)

اس تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ قرآن مجید کی آیت الزانیۃ والزانی میں سو کوڑوں کی سزا کا ذکر آزاد غیر شادی شدہ زانی اور زانیہ کے لیے ہی ہے اور رجم کی سزا کا تعلق غیر شادی شدہ سے نہیں بلکہ وہ شادی شدہ کے لئے مخصوص ہے۔ صرف اتنی بات میں وارد ہے اور ہم بارہا بتا چکے ہیں کہ وہ احادیث جن میں رجم کی سزا مذکور ہے وہ متواتر المعنی ہونے کی وجہ سے قطعی الثبوت ہیں جس طرح قرآن کی آیات وحی الٰہی ہیں اسی طرح سنت اور حدیث نبوی بھی وحی الٰہی ہے اور اسی بناء پر اس کا دلیل شرعی ہونا ہم قرآن مجید سے ثابت کر چکے ہیں، جو چیز قرآن سے ثابت ہو، اس سے جس حکم کا ثبوت ہو جائے وہ عین قرآن کے مطابق ہے، اسے خلاف قرآن کہنا کسی طرح درست نہیں ہے۔

دیکھئے قبلہ اولیٰ کے قبلہ ہونے کا حکم قرآن میں وارد نہیں بلکہ حدیث سے ثابت ہے، اسی طرح پانچ نمازیں، ان کی تعداد رکعات اور ادا کرنے کی ترتیب مثلاً نماز میں رکوع، سجود، قیام اور قعود اور ان سب ارکان کی ترتیب سب سنت نبوی سے ثابت ہے، اگر سنت اور حدیث کو نظر انداز کر کے صرف اقیموا الصلوٰۃ اور اٰتوا الزکوٰۃ کو سامنے رکھ لیا جائے تو نہ اقامت صلوٰۃ کے حکم پر عمل ہو سکتا ہے نہ ہی ایتاء زکوٰۃ کے فریضہ سے سبکدوش ہونا ممکن ہے اس لئے سنت اور حدیث کو لازمی طور پر تسلیم کرنا پڑے گا تاکہ قرآن کے معنی سمجھ میں آجائیں اور مرادِ الٰہی کے مطابق احکام قرآنیہ پر عمل کرنا ممکن ہو۔

آیت رجم کا نزول اور اس کا منسوخ التلاوت ہونا احادیث صحیحہ کی روشنی میں واضح ہو چکا ہے۔ اس کے باوجود ہم نزول الفاظ اور نسخ تلاوت کے قطعی اور متواترہ کا قول نہیں کرتے لیکن یہ ضرور کہتے ہیں کہ رجم کے معنی تواتر اور قطعیت کے ساتھ قرآن پاک میں موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

.........اور اے رسول وہ یہودی کس طرح آپ کو اپنا حکم بناتے ہیں حالانکہ ان کے پاس تورات ہے، جس میں اللہ کا حکم پایا جاتا ہے۔ (المائدہ: ۴۳) (مقالات کاظمی ج ۳ ص ۴۰۰۔۳۹۹، مکتبہ فریدیہ ساہیوال، ۱۴۰۷ھ)

رجم کی احادیث متواترہ:

رجم کی صحیح مرفوع متصل احادیث ترپن (۵۳) صحابہ سے مروی ہیں، جن کو مسلم اور مستند جلیل القدر محدثین نے اپنی تصانیف میں متعدد اسانید کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ان کے علاوہ ثقہ تابعین کی چودہ (۱۴) مرسل روایات ہیں چودہ (۱۴) آثار صحابہ اور پانچ (۵) فتاویٰ تابعین ہیں جن کو اکابر محدثین اسانید کثیرہ کے ساتھ اپنی مصنفات میں درج کیا ہے یہ کل چھیاسی (۸۶) احادیث ہیں۔ ہم نے جن اعداد و شمار کا ذکر کیا ہے، یہ ان کتب احادیث سے حاصل کئے گئے ہیں جو ہمارے پاس موجود اور دستیاب ہیں۔ ان کے علاوہ بے شمار

Marfat.com

کتب احادیث ہیں جو ہماری دسترس سے باہر ہیں اس لئے حتمی اور قطعی طور پر نہیں کہا جاسکتا ہے کہ رجم کے سلسلہ میں کتنی احادیث مرفوعہ، مرسلہ، آثار صحابہ اور فتاویٰ تابعین موجود ہیں۔ بہر حال ہم نے جو اعداد و شمار تتبع اور تلاش سے حاصل کئے ہیں ان کی بناء پر یہ اطمیان اور یقین ہو جاتا ہے کہ رجم کا ثبوت جن احادیث سے ہے وہ معناً متواتر ہیں اور اس عدد سے اس بات پر شرح صدر ہو جاتا ہے کہ یہ احادیث اس قوت میں ہیں کہ ان سے قرآن مجید کی وضاحت کی جاسکتی ہے اور ان احادیث متواترہ کی بناء پر یہ قول صحیح اور برحق ہے کہ قرآن مجید میں جس زانیہ اور زانی کو بطور سزا سو کوڑے مارنا بیان ہے اس سے آزاد اور غیر محصن (غیر شادی شدہ) زانی اور زانیہ مراد ہیں۔ رہے آزاد اور محصن (شادی شدہ) زانیہ اور زانی تو ان کی حد رجم کرنا ہے جیسا کہ احادیث متواترہ میں اس کا بیان ہے۔

منکرین رجم یہ شبہ وارد کرتے ہیں کہ سنت سے قرآن مجید کے عموم قطعی کی تخصیص کیسے کی جاسکتی ہے؟ اس کا جواب اولاً یہ ہے کہ الزانیۃ والزانی میں عموم قطعی نہیں ہے کیونکہ قرآن مجید میں باندیوں کے زنا کی سزا کے متعلق ہے:

............یعنی باندیوں کی سزا آزاد عورتوں کی سزا کا نصف ہے۔ (النساء:۲۵)

یعنی باندیوں کی سزا پچاس کوڑے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ آیت نور میں جو زانیوں کی سزا سو کوڑے بیان کی گئی ہے اس سے ہر زانی اور زانیہ مراد نہیں ہے بلکہ آزاد زانیہ اور زانی مراد ہے کیونکہ باندیوں کی سزا سورۃ نساء میں اس کی نصف بیان کی گئی ہے اور جب اس آیت میں خود قرآن مجید سے تخصیص ہوگئی تو اس کا عموم قطعی نہ رہا اور یہ ہر زانیہ اور زانی کو شامل نہیں ہے، اس لئے اگر سنت متواترہ سے اس میں تخصیص کی جائے اور اس بناء پر اس کو غیر شادی شدہ زانیوں کے ساتھ مختص قرار دیا جائے تو اس میں کیا استبعاد ہے!

رہے آزاد اور شادی شدہ زانی تو ان کی سزا رجم ہے جیسا کہ احادیث متواترہ میں اس کا بیان ہے۔

ہم نے شرح صحیح مسلم بن رجم کی ۵۳ احادیث مرفوع بیا کی ہیں، ۱۴ مرسل روایت بیان کی ہیں، ۱۴ آثار صحابہ اور ۵ فتاویٰ تابعین کا ذکر کیا ہے۔ (شرح صحیح مسلم ج ٤ ص ۸۱٦۔۸۰٤)

حد زنا کے دیگر مباحث شرح صحیح مسلم ج ٤ ص ۸٤۰۔۸۱٦ میں ملاحظہ فرمائیں۔"

(تبیان القرآن از علامہ غلام رسول سعیدی، تحت، سورۃ النور، آیت ۰۲)

زنا کے متعلق ایک قصۃ الحدیث: بنی اسرائیل کا عابد:

عن أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَعَبَّدَ عَابِدٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَعَبَدَ اللهَ فِي صَوْمَعَتِهِ سِتِّينَ عَامًا فَأَمْطَرَتِ الْأَرْضُ فَاخْضَرَّتْ فَأَشْرَفَ الرَّاهِبُ مِنْ صَوْمَعَتِهِ فَقَالَ لَوْ نَزَلْتُ فَذَكَرْتُ اللهَ لَازْدَدْتُ خَيْرًا فَنَزَلَ وَمَعَهُ رَغِيفٌ أَوْ رَغِيفَانِ فَبَيْنَمَا هُوَ فِي الْأَرْضِ لَقِيَتْهُ امْرَأَةٌ فَلَمْ يَزَلْ يُكَلِّمُهَا وَتُكَلِّمُهُ حَتَّى غَشِيَهَا ثُمَّ أُغْمِيَ عَلَيْهِ فَنَزَلَ الْغَدِيرَ يَسْتَحِمُّ فَجَاءَهُ سَائِلٌ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ أَنْ يَأْخُذَ الرَّغِيفَيْنِ أَوِ الرَّغِيفَ ثُمَّ مات فوزنت عبادة ستين سنة بتلك الزينة فَرَجَحَتِ الزَّنْيَةُ بِحَسَنَاتِهِ ثُمَّ وُضِعَ الرَّغِيفُ أَوِ الرَّغِيفَانِ مَعَ حَسَنَاتِهِ فَرَجَحَتْ حَسَنَاتُهُ فَغُفِرَ لَهُ۔

(صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب ماجاء فی الطاعات وثوابها، حدیث نمبر: 378، ج 2، ص 102)

Marfat.com

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک شخص تھا، جو ساٹھ سال سے اپنے گرجا گھر میں عبادت کر رہا تھا، ایک دن زوردار بارش ہوئی، اس نے اپنے گرجا گھر سے جھانکا، تو اس نے پانی تالاب اور سبزہ اور ترکاری وغیرہ دیکھیں، اس نے سوچا میں نیچے اترتا ہوں، اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہوں، تاکہ بھلائی زیادہ ہو۔ پس وہ اترا، جبکہ اسکے پاس ایک یا دو روٹیاں تھیں۔ ابھی وہ زمین پر پہنچا ہی تھا کہ ایک عورت سے اس کی ملاقات ہوئی، پھر وہ دونوں باتیں کرتے رہے، حتیٰ کہ آدمی نے عورت کو ڈھانپ لیا (غلط کام کر بیٹھا)، پھر اس پر بیہوشی طاری ہوگئی۔ (بعد ازاں) وہ غسل کرنے کے لیے کنویں میں اترا۔ اسی دوران اسکے پاس ایک سائل آیا، تو اس نے اس سائل کو اشارہ کیا کہ وہ ایک یا دو روٹیاں اٹھالے۔ پھر وہ مر گیا، تو اس کی ساٹھ سال کی عبادت کا وزن اس کے ایک مرتبہ زنا کرنے کے ساتھ کیا گیا، تو زنا کا وزن بھاری نکلا۔ پھر وہ ایک یا دو روٹیاں اس کی نیکیوں کے ساتھ رکھی گئیں، تو اس کا نیکیوں والا پلڑا بھاری ہوگیا اور وہ بخشا گیا۔

دروس وعبر:

اس قصہ سے مندرجہ ذیل دروس وعبر حاصل ہوتے ہیں:

غیر محرم عورتوں سے اجتناب:

حدیث میں مذکور عابد کی ایک غیر محرم عورت سے ملاقات ہوگئی اور ملاقات میں ہی یہ زنا کر بیٹھا، اس سے درس ملتا ہے کہ غیر محرم عورتوں سے بچنا چاہیے، خاص کر مشتہات عورتوں کے بغیر شرعی ضرورت کے، تو نزدیک بھی نہیں آنا چاہیے۔ لہٰذا کسی غیر محرم عورت خاص کر کہ جب وہ فاحشہ یا مشتہات ہو، کے پاس نہیں جانا چاہیے، کیونکہ عورت کا حسن شیطان کے تیروں میں سے ایک تیر ہے۔

زنا ایک بڑی بے حیائی:

زنا کرنا بڑا ہی بے حیائی کا کام ہے، اس سے حتیٰ الامکان بچنا چاہیے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَآ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَآءَ سَبِيلًا ." (الاسراء 17:32)

"اور بدکاری کے قریب بھی مت جاؤ، بے شک یہ بڑی بے حیائی ہے اور بہت ہی برا راستہ ہے۔"

اس فعل (زنا) کا فاحش ہونا، کسی صاحب عقل سلیم پر مخفی نہیں۔ یہ حدیث پاک ملاحظہ ہو، اگر ذرا بھی کسی کو خلش ہوگی تو دور ہو جائے:

"عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: إِنَّ فَتًى شَابًّا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، ائْذَنْ لِي بِالزِّنَا، فَأَقْبَلَ الْقَوْمُ عَلَيْهِ فَزَجَرُوهُ وَقَالُوا: مَهْ. مَهْ. فَقَالَ: ادْنُهْ. فَدَنَا مِنْهُ قَرِيبًا. قَالَ: فَجَلَسَ قَالَ: أَتُحِبُّهُ لِأُمِّكَ، قَالَ: لَا. وَاللهِ جَعَلَنِي اللهُ فِدَاءَكَ. قَالَ: وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِأُمَّهَاتِهِمْ. قَالَ: أَفَتُحِبُّهُ لِابْنَتِكَ، قَالَ: لَا. وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ جَعَلَنِي اللهُ فِدَاءَكَ قَالَ: وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِبَنَاتِهِمْ.

قَالَ: اَفَتُحِبُّهُ لِأُخْتِكَ؟ قَالَ: لَا. وَاللهِ جَعَلَنِي اللهُ فِدَاءَكَ. قَالَ: وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِأَخَوَاتِهِمْ. قَالَ: اَفَتُحِبُّهُ لِعَمَّتِكَ؟ قَالَ: لَا. وَاللهِ جَعَلَنِي اللهُ فِدَاءَكَ. قَالَ: وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِعَمَّاتِهِمْ. قَالَ: اَفَتُحِبُّهُ لِخَالَتِكَ؟ قَالَ: لَا. وَاللهِ جَعَلَنِي اللهُ فِدَاءَكَ. قَالَ: وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِخَالَاتِهِمْ. قَالَ: فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ وَقَالَ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَهُ وَطَهِّرْ قَلْبَهُ، وَحَصِّنْ فَرْجَهُ. قَالَ: فَلَمْ يَكُنْ بَعْدُ ذٰلِكَ الْفَتٰى يَلْتَفِتُ إِلٰى شَيْءٍ۔ (احمد بن حنبل: مسند، مسند الانصار، تتمہ مسند الانصار، حدیث نمبر: 22211، ج36، ص545)

"حضرت ابوامامہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ ایک نوجوان نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوا، اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھے زنا کرنے کی اجازت دے دیجئے، لوگ اس کی طرف متوجہ ہو کر اسے ڈانٹنے لگے، اور اسے پیچھے ہٹانے لگے، لیکن نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اسے فرمایا: میرے قریب آجاؤ، وہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے قریب جا کر بیٹھ گیا، نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس سے پوچھا: کیا تم اپنی والدہ کے حق میں بدکاری کو پسند کرو گے؟ اس نے کہا: اللہ کی قسم! کبھی نہیں، میں آپ پر قربان جاؤں، نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: لوگ بھی اسے اپنی ماں کے لئے پسند نہیں کرتے، پھر پوچھا: کیا تم اپنی بیٹی کے حق میں بدکاری کو پسند کرو گے؟ اس نے کہا: اللہ کی قسم! کبھی نہیں، میں آپ پر قربان جاؤں، نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: لوگ بھی اسے اپنی بیٹی کے لئے پسند نہیں کرتے، پھر پوچھا: کیا تم اپنی بہن کے حق میں بدکاری کو پسند کرو گے؟ اس نے کہا: اللہ کی قسم! کبھی نہیں، میں آپ پر قربان جاؤں، نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: لوگ بھی اسے اپنی بہن کے لےس پسند نہیں کرتے، پھر پوچھا: کیا تم اپنی پھوپھی کے حق میں بدکاری کو پسند کرو گے؟ اس نے کہا: اللہ کی قسم! کبھی نہیں، میں آپ پر قربان جاؤں، نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: لوگ بھی اسے اپنی پھوپھی کے لئے پسند نہیں کرتے، پھر پوچھا: کیا تم اپنی خالہ کے حق میں بدکاری کو پسند کرو گے؟ اس نے کہا کہ اللہ کی قسم! کبھی نہیں، میں آپ پر قربان جاؤں، نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: لوگ بھی اسے اپنی خالہ کے لئے پسند نہیں کرتے، پھر نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنا دست مبارک اس کے جسم پر رکھا اور دعاء کی کہ اے اللہ! اس کے گناہ معاف فرما، اس کے دل کو پاک فرما اور اس کی شرمگاہ کی حفاظت فرما، راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد اس نوجوان نے کبھی (زنا کے لیے) کسی کی طرف التفات بھی نہیں کیا۔"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکیمانہ اور شفقت بھرے انداز نے اس کے سامنے اس فعل کی قباحت کو بے نقاب کر کے رکھ دیا۔ اور شاید ان سطور کو جو بھی پڑھے گا۔ اس پر اس کی قباحت بالکل آشکار ہو جائے گی۔

زنا کے برے اثرات:

زنا کے دوررس برے نتائج پر اگر نظر ڈالی جائے، تو واضح ہوگا کہ اس سے موذی بیماریاں بڑی کثرت سے پھیلتی ہیں۔ عورت کی عظمت کا چاند ماند پڑ جاتا ہے۔ عورت ماں کے تقدس اور بیٹی کی عظمت سے محروم ہو کر ایک بازاری جنس بن جاتی ہے۔ پھر اس فعل شنیع کے ارتکاب سے اس کی سیرت اور اس کی صحت بری طرح متاثر ہوتی ہے۔ اور حرامی اولاد شفقت پدری سے محروم ہوتی ہے۔ سارے معاشرہ میں کبھی بھی عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھی جاتی، اس کی وجہ سے فتنہ وفساد کی چنگاریاں اٹھتی ہیں اور خاندانوں کے خاندان اس میں بھسم ہو کر رہ جاتے ہیں۔ چند لمحوں کی لذت طلبی کے لیے اتنی گراں قیمت ادا کرنا کون پسند کرتا ہے؟۔ انہیں قباحتوں اور روح کو زنگ

لگانے والے نتائج کی وجہ سے ہی قرآن کریم نے فرمایا کہ اس فعل شنیع کا ارتکاب تو بجائے خود، اس کے قریب تک مت جاؤ، یعنی تمام وہ امور جو اس فعل کے ارتکاب پر اکساتے ہیں، ان سے باز رہنے کا تاکیدی حکم فرمایا۔ بھڑکتے تنگ اور چست لباس سے منع کر دیا ہے۔ کیونکہ یہ تمام چیزیں جذبات کو اتنا مشتعل کر دیتی ہیں کہ کوئی لاکھ بچنا چاہے، بچ نہیں سکتا۔ اس لیے فرمایا:

"وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا -

"اور بدکاری کے قریب بھی مت جاؤ، بے شک یہ بڑی بے حیائی ہے اور بہت ہی برا راستہ ہے۔"

کیا حکیمانہ انداز ہے اور حقیقت کی کتنی موثر تصویر کشی ہے۔ اللہ تعالیٰ غور کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

زنا کی سزا:

زنا ایک لعنت ہے، زنا کرنے والوں مردوں اور عورتوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں برہنہ جسم جلتے ہوئے تنور میں دیکھا کہ ان کو عذاب ہو رہا تھا۔ (صحیح ابن حبان، کتاب الرقائق، باب الخوف والتقوی، حدیث نمبر: 655، ج 2، ص 427)

چونکہ زانی اور زانیہ غیر کے سامنے ننگے ہوتے تھے، اس لیے انہیں دوزخ میں ننگا رکھا گیا، تاکہ اپنا یہ شوق پورا کریں۔ اس سے عصر حاضر کے فیشن پرست لوگ عبرت پکڑیں، جو نیم عریاں لباس میں باہر پھرتے ہیں، نیز انہوں نے دنیا میں آتش شہوت بے جا بھڑکائی، لہٰذا وہ بھڑکتی آگ میں جلائے گئے، شہوت اپنے محل پر خرچ ہو، تو نور ہے اور بے محل خرچ ہو تو نار۔ آخرت تو دور کی بات اگر اسلامی قانون کے حساب سے دنیا میں ہی زانی اور زانیہ کو سزا دی جائے، تو دیکھا جائے گا کہ وہ شادی شدہ ہیں یا نہیں، بصورت اول انکو رجم کر دیا جائے گا، جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک میں اس کی مثال ملتی ہے، بصورت دیگر اگر زنا کار غیر شادی شدہ ہیں، تو اس کی بابت اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ -" (النور 02:24)

"جو عورت بدکار ہو اور جو مرد بدکار ہو تو ہر ایک کو ان دونوں میں سے سو (سو) دُرّے لگاؤ اور تمہیں ان دونوں پر اللہ تعالیٰ کے دین کے معاملے میں (ذرا) رحم نہ آئے، اگر تم اللہ تعالیٰ پر اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو اور چاہیے کہ اہل ایمان کا ایک گروہ ان دونوں کی سزا کا مشاہدہ کرے۔"

آخر میں ہم اس باب میں مذکور "شبہات سے بچنے" کو بیان کرتے ہیں:

شبہات سے بچنا:

اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا یعنی متقی وہ شخص ہے جو نہ صرف حرام چیزوں کو چھوڑ دے، بلکہ ان چیزوں کو بھی چھوڑ دے جن کا حرام ہونا یقینی نہیں، بلکہ مشکوک ہو۔ جب تک کوئی شخص شک و شبہ والی چیزوں کو نہیں چھوڑتا متقی نہیں کہلا سکتا اور نہ وہ اپنا دین محفوظ رکھ کر نجات حاصل کر سکتا ہے جیسا کہ سیدنا نعمان بن بشیر (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو فرماتے ہوئے سنا:"

Marfat.com

حلال واضح ہے، حرام واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان شبہ والی چیزیں ہیں جن کو اکثر لوگ نہیں جانتے، تو جس نے اپنے آپ کو شبہ والی چیزوں سے بچالیا اس نے اپنے دین اور اپنی آبرو کو بچالیا اور جو مشکوک چیزوں میں جا پڑا وہ اس چرواہے کی مثل ہے جو (شاہی) چراگاہ کے گرد (اپنے مویشی) چرائے تو قریب ہے کہ وہ (شاہی چراگاہ میں) اپنے مویشی داخل کر دے۔ خبردار! ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے اور اللہ کی چراگاہ اس کی حرام کردہ چیزیں ہیں۔"

[بخاری، کتاب الایمان، باب فضل من استبرألدینہ: ۵۲۔ مسلم، کتاب المساقاۃ، باب أخذ الحلال وترک الشبہات: ۱۵۹۹]

مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ رحمۃ الرحمان رقمطراز ہیں:

"روایت ہے حضرت نعمان ابن بشیر سے ۱۔ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے اور ان کے درمیان کچھ شبہ کی چیزیں ہیں جنہیں بہت لوگ نہیں جانتے ۲۔ تو جو شبہات سے بچے گا وہ اپنا دین اور اپنی آبرو بچالے گا اور جو شبہات میں پڑے گا وہ حرام میں واقع ہو جائے گا ۳۔ جیسے جو چرواہا شاہی چراگاہ کے آس پاس چرائے تو قریب ہے کہ اس میں جانور چرلیں ۴۔ آگاہ رہو کہ ہر بادشاہ کی چراگاہ ہوتی ہے اور اللہ کی مقرر کردہ چراگاہ اس کے محرمات ہیں، آگاہ رہو کہ جسم میں ایک پارہ گوشت ہے جب وہ ٹھیک ہو جائے تو سارا جسم ٹھیک ہو جاتا ہے اور جب وہ بگڑ جائے تو تمام جسم بگڑ جاتا ہے، خبردار وہ دل ہے ۵۔ (مسلم، بخاری)

شرح

۱۔ بُشَیر بروزن زُبَیر ہے، آپ بہت خوردسال صحابی ہیں، ہجرت سے چودہ ماہ بعد پیدا ہوئے، آپ انصار میں پہلے بچہ ہیں جو پیدا ہوئے جیسے مہاجرین میں اول حضرت عبداللہ ابن زبیر پہلے بچے ہیں، حضور کی وفات کے وقت آٹھ سال سات ماہ کے تھے، کوفہ میں قیام رہا، امیر معاویہ کی طرف سے عراق کے حاکم تھے، جب حضرت امام حسین نے مسلم ابن عقیل کو کوفہ بھیجا تو آپ اس وقت یزید ابن معاویہ کی طرف سے کوفہ کے حاکم تھے، آپ نے حضرت مسلم سے کوئی تعرض نہ کیا اس لیے یزید نے آپ کو معزول کر دیا اور عبیداللہ ابن زیاد کو مقرر کیا، جب سر مبارک امام حسین کو کوفہ سے شام بھیجا گیا اس وقت اہل بیت پر یہ ہی نعمان مقرر تھے، آپ نے راہ میں اہل بیت کی بہت خدمات انجام دیں اور اہل بیت اطہار نے آپ کو بہت دعائیں دیں، رضی اللہ عنہ۔ (اشعہ)

۲۔ یہ حدیث اصل اصول دین ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ چیزیں تین قسم کی ہیں: بالکل حلال جن کی حلت منصوص ہے، بالکل حرام جن کی حرمت منصوص ہے جیسے محرمات وفواحش اور مشتبہات جن میں حلت وحرمت کے دلائل متعارض ہیں یا حلت وحرمت کی دلیل نہیں، اصل حلال پر عمل کرو، اصل حرام سے ضرور بچو اور مشتبہات سے احتیاطاً پرہیز کرو کہ شاید حرام ہوں مگر جن میں حلت کی اصل موجود ہو وہ مشتبہ نہیں، انہیں حرام سمجھنا محض باطل وہم ہے لہٰذا یہ نہیں کہہ سکتے کہ چونکہ میلاد شریف عرس بزرگانِ دین کو بعض علماء حرام بھی کہتے ہیں لہٰذا یہ مشتبہات سے ہے۔ (از مرقات)

۳۔ یعنی جو شخص مشتبہات سے پرہیز نہ کرے گا وہ آخر کار محرمات میں بھی پھنس جائے گا اس لئے مشتبہات سے بچو۔

۴۔ شاہی چراگاہ میں جانور چرانا سخت جرم ہوتا ہے ہوشیار چرواہے شاہی چراگاہ سے دور ہی رہتے ہیں تا کہ کوئی جانور بے قابو ہو کر اس چراگاہ میں نہ گھس جائے اور ہم مجرم ہو جائیں مگر بے احتیاط چرواہے وہاں قریب پہنچ جاتے ہیں اور آخر کار ان کا جانور وہاں گھس جاتا

Marfat.com

ہے اور یہ مجرم ہو کر پکڑے جاتے ہیں، ایسے ہی مشتبہات میں واقع ہونے والا کبھی حرام میں بھی گرفتار ہو جائے گا تم چرواہے ہو، نفس بے سمجھ جانور، حرمات شرعیہ شاہی چراگاہ ہے، مشتبہات اس چراگاہ کے متصل زمین۔

۵۔ یعنی دل بادشاہ ہے جسم اس کی رعایا جیسے بادشاہ کے درست ہو جانے سے تمام ملک ٹھیک ہو جاتا ہے ایسے ہی دل سنبھل جانے سے تمام جسم ٹھیک ہو جاتا ہے، دل ارادہ کرتا ہے جسم اس پر عمل کی کوشش کہ دل میں برے ارادے نہ پیدا ہوں اس لیے صوفیاء کرام دل کی اصلاح پر بہت زور دیتے ہیں۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ دل کو اپنی منزلوں میں رکھو، اس کی منزل فرض، واجب، سنت، مستحب، آداب مباح ہیں ان حدود میں رہا تو خیر ہے اگلی منزلیں خطرناک ہیں ادھر نہ جانے دو، اگلی منزلیں مکروہ تنزیہی، مکروہ تحریمی، حرام و کفر ہیں، مکروہ تنزیہی سے بچاؤ تاکہ آگے بڑھنے کی ہمت نہ کرے۔" (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، کتاب البیوع، باب الکسب وطلب الحلال)

"روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے چیزیں تین طرح کی ہیں ایک وہ جس کا ہدایت ہونا ظاہر ہے، اس کی تو پیروی کرو ایک وہ جس کا گمراہی ہونا ظاہر، اس سے بچو ایک وہ جو مختلف ہے اسے اللہ کے حوالے کرو۔ (احمد)

شرح:

ا۔ یعنی احکام شرعیہ تین طرح کے ہیں: بعض یقینی اچھے جیسے روزہ، نماز وغیرہ۔ بعض یقیناً برے جیسے اہل کتاب کے میلوں ٹھیلوں میں جانا، ان سے میل جول کرنا۔ اور بعض وہ ہیں جو ایک اعتبار سے اچھے معلوم ہوتے ہیں اور ایک اعتبار سے برے۔ مثلاً وہ جن کے حلال و حرام ہونے کے دلائل موجود ہیں جیسے گدھے کا جوٹھا پانی جسے شریعت میں مشکوک کہا جاتا ہے یا جیسے قیامت کے دن کا تقرر اور کفار کے بچوں وغیرہ کا حکم۔ چاہیئے یہ کہ حلال پر بے دھڑک عمل کرے حرام سے ضرور بچے اور مشتبہات سے احتیاط کرے۔ اس حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ ایک حلال چیز کو کوئی شخص اپنی رائے سے حرام کہہ دے تو وہ شے مشتبہ بن جائے گی۔ تمام مسلمان میلاد و عرس وغیرہ کو حلال جانیں اور ایک آدمی اسے حرام جانے تو یہ چیزیں مشتبہ نہ ہوں گی بلکہ بلا دلیل حرام کہنے والے کا قول رد ہوگا۔

روایت ہے حضرت معاذ بن جبل سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ شیطان آدمی کا بھیڑیا ہے جیسے بکریوں کا بھیڑیا الگ اور دور اور کنارے والی کو پکڑتا ہے ا۔ تم گھاٹیوں سے بچو ۲۔ جماعت مسلمین اور عوام کو لازم پکڑو ۳۔ (احمد)"

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام)

بَابُ الْعَمَلِ بِإِلْحَاقِ الْقَائِفِ الْوَلَدَ

باب: قیافہ شناس کے ذریعہ بچہ کے نسب پر عملکرنا

1099- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيَّ مَسْرُورًا تَبْرُقُ أَسَارِيرُ وَجْهِهِ فَقَالَ أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ مُجَزِّزًا نَظَرَ آنِفًا إِلَى زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ فَقَالَ إِنَّ بَعْضَ هَذِهِ الْأَقْدَامِ لَمِنْ بَعْضٍ

Marfat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ گر ہوئے اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ انور خوشی کے ساتھ کھل رہا تھا۔ ارشاد فرمایا: کیا تم کو پتہ نہیں کہ ابھی ابھی زید بن حارثہ اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے پاؤں کو دیکھتے ہوئے قیافہ شناس نے بتایا ہے کہ ان میں سے ایک قدم دوسرے قدم کا جزو ہے۔ (معجم الاوسط: رقم الحدیث: 4619، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 2269، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 2340، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 21042)

1100-وَحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لِعَمْرٍو قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ مَسْرُورًا فَقَالَ يَا عَائِشَةُ أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ مُجَزِّزًا الْمُدْلِجِيَّ دَخَلَ عَلَيَّ فَرَأَى أُسَامَةَ وَزَيْدًا وَعَلَيْهِمَا قَطِيفَةٌ قَدْ غَطَّيَا رُؤُوسَهُمَا وَبَدَتْ أَقْدَامُهُمَا فَقَالَ إِنَّ هَذِهِ الْأَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن باعث مسرت ہو کر جلوہ افروز ہوئے تو ارشاد فرمایا: اے عائشہ! کیا تم کو پتہ نہیں کہ میرے پاس ایک قیافہ شناس مدلجی حاضر ہوا تھا۔ تو اس نے اسامہ اور زید کو ملاحظہ کیا جبکہ ان کے سروں پر چادر ڈلی ہوئی تھی اور ان کے پاؤں ظاہر تھے۔ ان کو اس نے دیکھتے ہوئے کہا: ان قدموں میں سے بعض قدم بعض کا جزو ہیں۔ (مرجع السابق)

1101-وَحَدَّثَنَاهُ مَنْصُورُ بْنُ أَبِي مُزَاحِمٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ قَائِفٌ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاهِدٌ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ مُضْطَجِعَانِ فَقَالَ إِنَّ هَذِهِ الْأَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ فَسُرَّ بِذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَعْجَبَهُ وَأَخْبَرَ بِهِ عَائِشَةَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلوہ فرما ہوتے وقت ایک قیافہ شناس حاضر ہوا۔ اس حال میں کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ لیٹے ہوئے تھے۔ وہ کہنے لگا: ان قدموں میں سے بعض قدم بعض کا جزو ہیں۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتہائی خوش ہوئے پھر یہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتائی۔ (مرجع السابق)

1102-وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ وَابْنُ جُرَيْجٍ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنَى حَدِيثِهِمْ وَزَادَ فِي حَدِيثِ يُونُسَ وَكَانَ مُجَزِّزٌ قَائِفًا

دوسری سند سے یونہی مروی ہے۔ (مرجع السابق)

تشریح: ہم شکل ہونے یا نہ ہونے سے نسب ثابت نہیں ہوتا:

مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح میں ہے: روایت ہے ان ہی سے فرماتی ہیں میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن خوش

Marfat.com

تشریف لائے فرمایا: اے عائشہ کیا تمہیں خبر نہیں کہ مجزز مدلجی آیا تھا ا۔ جب اس نے اسامہ اور زید کو دیکھا حالانکہ ان دونوں پر کمبل تھا کہ انہوں نے سر ڈھکے ہوئے تھے اور ان کے قدم کھلے ہوئے تھے تو بولا کہ یہ قدم ان کے بعض بعض سے ہیں ۲۔ (مسلم، بخاری)

شرح:

ا۔ مدلجی میم کے پیش لام کے کسرہ سے مدلج ایک قبیلہ تھا بنی اسد کا یہ شخص اس قبیلہ سے تھا بڑا قیافہ لگانے والا تھا کہ فلاں کی شکل فلاں سے ملتی جلتی ہے اس لیے اس کا بھائی یا بیٹا ہے کفار عرب اس کے قیافہ پر بڑا اعتقاد رکھتے تھے اس پر احکام نسب صادر کر دیا کرتے تھے۔

۲۔ زید ابن اسامہ بہت سیاہ فام تھے اور ان کے والد اسامہ بہت گورے چٹے اس لیے کفار عرب حضرت زید کے نسب پر طعن کرتے تھے کہتے تھے کہ زید اسامہ کے بیٹے نہیں اس قیاف نے باوجود رنگ کے اختلاف کے سب کفار کے روبرو یہ کہہ دیا کہ پاؤں والے باپ بیٹے ہیں تو کفار پر اس کا قول حجت ہو گیا اسی لیے اب کفار کو ان کے نسب میں طعنہ کرنے کا موقعہ نہ رہا اس لیے سرکار خوش ہوئے لہٰذا اس سے لازم یہ نہیں آتا کہ شریعت میں قیافہ سے نسب ثابت ہو جاتا ہے یہ ہی امام اعظم کا فرمان ہے کہ قیافہ سے نسب ثابت نہیں ہوتا، خیال رہے کہ حضرت زید کی ماں حبشی سیاہ فام عورت تھیں ان نام برکتہ کنیہ اُمّ ایمن تھا شریعت میں نجومیوں کے قول، رویت ہلال، قیافہ کے قول سے نسب ثابت نہیں ہوتے۔ اس جگہ مرقات نے قیافہ پر بہت مفصل گفتگو فرمائی۔"

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، لعان کا بیان)

بہر حال لوگوں کو بالعموم اور شوہر کو بالخصوص چاہیے کہ معمولی معمولی بے بنیاد باتوں پر اپنی بیوی کی طرف سے بدگمانی نہ کرے بلکہ اس معاملہ میں ہمیشہ احتیاط اور سمجھداری سے کام لے یاد رکھو کہ معمولی شبہات کی بنا پر بیوی کے اوپر الزام لگانا یا بدگمانی کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایک دیہاتی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہو کر کہا کہ میری بیوی کے شکم سے ایک بچہ پیدا ہوا ہے جو کالا ہے اور میرا ہم شکل نہیں ہے۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ یہ بچہ میرا نہیں ہے۔ دیہاتی کی بات سن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس کچھ اونٹ ہیں؟ اس نے عرض کیا کہ میرے پاس بہت زیادہ اونٹ ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے اونٹ کس رنگ کے ہیں؟ اس نے کہا سرخ رنگ کے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا ان میں کچھ خاکی رنگ کے بھی ہیں یا نہیں؟ اس نے کہا جی ہاں کچھ اونٹ خاکی رنگ کے بھی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم بتاؤ کہ سرخ اونٹوں کی نسل میں خاکی رنگ کے اونٹ کیسے اور کہاں سے پیدا ہو گئے؟ دیہاتی نے جواب دیا کہ میرے سرخ رنگ کے اونٹوں کے باپ داداؤں میں کوئی خاکی رنگ کا اونٹ رہا ہوگا۔ اس کی رگ نے اس کو اپنے رنگ میں کھینچ لیا ہوگا۔ اس لئے سرخ اونٹوں کا بچہ خاکی رنگ کا ہو گیا۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ممکن ہے تمہارے باپ داداؤں میں بھی کوئی کالے رنگ کا ہوا ہو۔ اور اس کی رگ نے تمہارے بچے کو کھینچ کر اپنے رنگ کا بنا لیا ہو۔ اور یہ بچہ اس کا ہم شکل ہو گیا۔ (صحیح البخاری، کتاب الطلاق، باب اذا عرض بنفی الولد، رقم ۵۳۰۵، ج ۳، ص ۴۹۷)

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ محض اتنی سی بات پر کہ بچہ اپنے باپ کا ہم شکل نہیں ہے حضور علیہ السلام نے اس دیہاتی کو اس کی

Marfat.com

اجازت نہیں دی کہ وہ اپنے اس بچے کے بارے میں یہ کہہ سکے کہ یہ میرا بچہ نہیں ہے۔ لہٰذا اس حدیث سے ثابت ہوا کہ محض شبہ کی بنا پر اپنی بیوی کے اوپر الزام لگا دینا جائز نہیں ہے، بلکہ بہت بڑا گناہ ہے۔ ہاں بسا اوقات قیافہ شناسی سچ بھی ثابت ہوتی ہے۔ لیکن اس کو قبل از ثبوت حرف آخر، اور شک کی نگاہ سے دیکھنا بذات خود ایک گناہ ہے۔

بَابُ قَدْرِ مَا تَسْتَحِقُّهُ الْبِكْرُ وَالثَّيِّبُ مِنْ اِقَامَةِ الزَّوْجِ عِنْدَهَا عَقْبَ الزِّفَافِ

باب: کنواری اور بیوہ دلہنوں کے پاس شبِ زفاف کے بعد خاوند کے ٹھہرنے کی مقدار کا تعین

1103- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَيَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَاللَّفْظُ لِاَبِيْ بَكْرٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا تَزَوَّجَ اُمَّ سَلَمَةَ اَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا وَّقَالَ اِنَّهٗ لَيْسَ بِكِ عَلٰى اَهْلِكِ هَوَانٌ اِنْ شِئْتِ سَبَّعْتُ لَكِ وَاِنْ سَبَّعْتُ لَكِ سَبَّعْتُ لِنِسَآئِيْ

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس نکاح کرنے کے بعد تین روز رہے اس کے بعد ارشاد فرمایا: تم اپنے خاوند کی نگاہوں سے اتر نہیں پائی ہو اگر تم چاہو تو میں تمہارے پاس ایک ہفتہ ٹھہروں اور اگر میں تمہارے پاس ایک ہفتہ ٹھہرا تو پھر اپنی ساری ازواج کے پاس ایک ایک ہفتہ ٹھہروں گا۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 8925، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 592، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 2124، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 1907)

1104- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ وَعَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تَزَوَّجَ اُمَّ سَلَمَةَ وَاَصْبَحَتْ عِنْدَهٗ فَقَالَ لَهَا لَيْسَ بِكِ عَلٰى اَهْلِكِ هَوَانٌ اِنْ شِئْتِ سَبَّعْتُ عِنْدَكِ وَاِنْ شِئْتِ ثَلَّثْتُ ثُمَّ دُرْتُ قَالَتْ ثَلِّثْ

ابوبکر بن عبدالرحمن کا بیان ہے کہ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح فرمایا اور انہیں بوقت صبح ارشاد فرمایا: تم اپنے خاوند کی نگاہوں سے نہیں اتری ہو اگر تم چاہو تو میں تمہارے پاس سات دن ٹھہروں پھر یونہی گھومتا رہوں وہ عرض گزار ہوئیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین دن جلوہ فرما ہوں۔ (مرجع السابق)

1105- وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تَزَوَّجَ اُمَّ سَلَمَةَ فَدَخَلَ عَلَيْهَا فَاَرَادَ اَنْ يَّخْرُجَ اَخَذَتْ بِثَوْبِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ شِئْتِ زِدْتُّكِ وَحَاسَبْتُكِ بِهٖ لِلْبِكْرِ سَبْعٌ وَّلِلثَّيِّبِ ثَلَاثٌ

Marfat.com

حضرت ابوبکر بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ نے حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا اور کچھ وقت ان کے پاس ٹھہرنے کے بعد جانے کا قصد فرمایا۔ تو آپ ﷺ کے انہوں نے کپڑے کو پکڑ لیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم چاہو تو میں تمہارے پاس اس سے بھی زیادہ ٹھہروں اور پھر اس کا حساب رکھوں۔ کنواری کے پاس سات راتیں اور بیوہ کے پاس تین راتیں بسر کرنا چاہئے۔ (مرجع السابق)

1106-وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو ضَمْرَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَيْدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

دوسری سند سے بھی یہی روایت ہے۔ (مرجع السابق)

1107-حَدَّثَنِي أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا حَفْصٌ يَعْنِي ابْنَ غِيَاثٍ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ أَيْمَنَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ذَكَرَتْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَذَكَرَ أَشْيَاءَ هٰذَا فِيهِ قَالَ إِنْ شِئْتِ أَنْ أُسَبِّعَ لَكِ وَأُسَبِّعَ لِنِسَائِي وَإِنْ سَبَّعْتُ لَكِ سَبَّعْتُ لِنِسَائِي

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے متعدد چیزوں کا اس وقت ذکر کیا جب ان سے رسول اللہ ﷺ نے نکاح کیا تھا۔ ان میں سے ایک بات تو یہ تھی رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم چاہو تو میں تمہارے پاس ایک ہفتہ ٹھہروں پھر دیگر ازواج کے پاس بھی ایک ہفتہ ٹھہروں اس لئے کہ اگر میں تمہارے پاس سات روز ٹھہروں گا تو سات سات روز دیگر ازواج مطہرات کے پاس بھی ٹھہروں گا۔ (مرجع السابق)

1108-حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ إِذَا تَزَوَّجَ الْبِكْرَ عَلَى الثَّيِّبِ أَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا وَإِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ عَلَى الْبِكْرِ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا قَالَ خَالِدٌ وَلَوْ قُلْتُ إِنَّهُ رَفَعَهُ لَصَدَقْتُ وَلٰكِنَّهُ قَالَ السُّنَّةُ كَذٰلِكَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر کوئی شخص بیوہ کے ہوتے ہوئے کنواری عورت کے ساتھ نکاح کرے تو وہ اس کے پاس سات روز ٹھہرے اور جس وقت کنواری کے ہوتے ہوئے بیوہ سے نکاح کرے تو اس کے پاس تین دن ٹھہرے۔ خالد نے کہا کہ اگر میں یہ کہہ دوں کہ یہ حدیث مرفوع ہے میں کہنے کا مجاز ہوں مگر انہوں نے فرمایا کہ یونہی سنت ہے۔ (سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 2126، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 14539، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث: 2823، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 1461)

1109-وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ وَخَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يُقِيمَ عِنْدَ الْبِكْرِ سَبْعًا قَالَ خَالِدٌ وَلَوْ شِئْتُ قُلْتُ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سنت یہی ہے کہ کنواری کے پاس سات راتیں ٹھہرنا چاہئے۔ (مرجع السابق)

Marfat.com

تشریح:

شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے: "روایت ہے حضرت ابوقلابہ سے ا۔ وہ جناب انس سے، راوی فرماتے ہیں کہ سنت سے ہے ۲۔ یہ کہ جب کوئی شخص بیوہ پر کنواری سے نکاح کرے تو اس کے پاس سات دن رہے اور باری مقرر کرے اور جب بیوہ سے نکاح کرے تو اس کے پاس تین دن رہے پھر باری مقرر کرے ۳۔ ابوقلابہ نے فرمایا کہ اگر میں چاہوں تو کہہ سکتا ہوں کہ جناب انس نے یہ حدیث نبی کریم تک مرفوع کی ۴۔ (مسلم، بخاری)

شرح:

ا۔ آپ جلیل الشان تابعی ہیں، آپ کا نام عبداللہ ابن زید جرمی ہے، آپ پر قضاء پیش کی گئی تو قبول نہ کی بلکہ قاضی بنائے جانے کے خوف سے غیر معروف جنگل میں رہنے سہنے لگے ۱۰۶ھ میں شام میں وفات پائی۔

۲۔ یہ سنت قولی بھی ہے فعلی بھی کہ رسول اللہ ﷺ نے اس پر عمل بھی کیا اور حکم بھی دیا۔

۳۔ یعنی باکرہ جدیدہ بیوی کے پاس سات دن ٹھہرے، پھر پرانی بیویوں کے پاس بھی سات سات دن ہی قیام کرے، اور بیوہ جدیدہ کے پاس تین دن ٹھہرے، پھر پرانی بیویوں کے پاس بھی تین تین دن ہی قیام کرے، غرضکہ یہ سات یا تین ان باریوں میں شمار ہوں گے یہ ہی احناف کا مذہب ہے قران کریم فرماتا ہے: "فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً" ۔ دیگر احادیث بھی اسی معنے کی تائید کر رہی ہیں، امام شافعی کے ہاں اس کے معنی یہ ہیں کہ نئی بیوی کے پاس سات یا تین دن قیام کر کے پھر باری مقرر کرے، یہ قیام ان باریوں میں شمار نہ ہوگا، مگر احناف کا قول بہت قوی ہے، کیونکہ طریقہ شوافع عدل کے خلاف ہے عدل تمام بیویوں میں چاہیے نئی ہوں یا پرانی، قرآن کریم اور دیگر احادیث میں مطلقاً عدل کا حکم ہے نئی و پرانی میں فرق نہیں کیا گیا۔ شوافع کے اس معنے کی بنا پر یہ حدیث قرآن کریم کے بھی خلاف ہوگی اور دیگر احادیث کے بھی۔

۴۔ یعنی اگرچہ حضرت انس نے مجھے یہ حدیث مرفوعاً نہیں سنائی اپنا قول سنایا مگر مجھ کو ان پر اعتماد ہے کہ وہ ایسی عظیم الشان بات اپنی طرف سے نہیں کہہ سکتے، حضور ﷺ سے سن کر ہی کہہ رہے ہیں۔" (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، کتاب النکاح، باب القسم)

عام مسلمانوں پر ازواج میں باریوں کی تقسیم کا وجوب:

مسلمانوں پر واجب ہے جن کی متعدد ازواج ہوں تو وہ ان میں مساوات سے تقسیم کریں اور باریاں مقرر کریں، حدیث میں ہے:

حضرت انس (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ سنت یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کے اوپر کنواری عورت سے نکاح کرے تو کنواری کے پاس سات دن رہے اور جب اپنی بیوی کے اوپر بیوہ سے نکاح کرے تو اس بیوہ کے پاس تین دن رہے۔

(سنن الترمذی رقم الحدیث: ۱۱۳۹، سنن الدارمی رقم الحدیث: ۱۲۱۵، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۱۹۱۶، مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث: ۲۸۲۳، صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۴۲۰۸، حلیۃ الاولیاء ج ۲ ص ۲۳۳، سنن کبریٰ للبیہقی ج ۷ ص ۳۰۲)

لہٰذا کنواری عورت سے نکاح کے بعد کم از کم سات راتیں اس کے پاس ضرور رہنا چاہئے، اور بیوہ عورت سے نکاح کے بعد کم از کم 3

راتیں مسلسل اس عورت کے پاس گزارنی چاہئیں، تا کہ یہ عورتیں احساس کمتری کا شکار نہ ہوں، چونکہ کنواری عورت بنسبت بیوہ اور طلاق یافتہ کے زیادہ شرمیلی ہوتی ہے، مزید برآں اس کی پہلی بار نکاح کر رہی ہوتی ہے، اس لیے اس کے لیے زیادہ دن رکھے گئے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

بَابُ الْقَسْمِ بَيْنَ الزَّوْجَاتِ وَبَيَانِ اَنَّ السُّنَّةَ اَنْ تَكُوْنَ لِكُلِّ وَاحِدَةٍ لَيْلَةٌ مَّعَ يَوْمِهَا

باب: ازواج کے درمیان تقسیم اور اس بات کا بیان کہ سنت یہ ہے کہ ہر بیوی کے پاس ایک دن اور ایک رات بسر کی جائے

1110- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعُ نِسْوَةٍ فَكَانَ اِذَا قَسَمَ بَيْنَهُنَّ لَا يَنْتَهِيْ اِلَى الْمَرْاَةِ الْاُوْلٰى اِلَّا فِيْ تِسْعٍ فَكُنَّ يَجْتَمِعْنَ كُلَّ لَيْلَةٍ فِيْ بَيْتِ الَّتِيْ يَاْتِيْهَا فَكَانَ فِيْ بَيْتِ عَائِشَةَ فَجَائَتْ زَيْنَبُ فَمَدَّ يَدَهٗ اِلَيْهَا فَقَالَتْ هٰذِهٖ زَيْنَبُ فَكَفَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ فَتَقَاوَلَتَا حَتّٰى اسْتَخَبَتَا وَاُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَمَرَّ اَبُوْبَكْرٍ عَلٰى ذٰلِكَ فَسَمِعَ اَصْوَاتَهُمَا فَقَالَ اخْرُجْ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِلَى الصَّلَاةِ وَاحْثُ فِيْ اَفْوَاهِهِنَّ التُّرَابَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ الْاٰنَ يَقْضِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاتَهٗ فَيَجِيْئُ اَبُوْبَكْرٍ فَيَفْعَلُ بِيْ وَيَفْعَلُ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاتَهٗ اَتَاهَا اَبُوْبَكْرٍ فَقَالَ لَهَا قَوْلًا شَدِيْدًا وَقَالَ اَتَصْنَعِيْنَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نو ازواج مطہرات تھیں جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں دنوں کی تقسیم فرمایا کرتے تو پہلے والی زوجہ مطہرہ کے پاس نو روز کے بعد جلوہ گر ہوتے تھے اسی لئے ہر رات ساری ازواج مطہرات اس زوجہ مطہرہ کے پاس جمع ہو جایا کرتی تھیں جس جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہرے ہوتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر جلوہ فرما تھے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا آئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست اقدس کو ان کی جانب بڑھا دیا۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یہ تو زینب رضی اللہ عنہا ہیں۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست اقدس کو پیچھے کر لیا۔ اس پر دونوں ازواج مطہرات کے مابین بحث و مباحثہ ہو گیا اور اونچی آواز ہونے لگ گئی۔ تو اسی دوران اقامت نماز ہو گئی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وہاں سے گزر ہوا تو انہوں نے ان دونوں کی آوازوں کو سنا عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے جلوہ فرمائیے اور ان کے منہ کے اندر مٹی کو پھینک دیجئے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب نماز سے فراغت پا کر ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی تشریف لے آئیں گے تو وہ مجھے ہی برملا فرمائیں گے۔ جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فراغت پا کر تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی جلوہ فرما ہوئے اور ان کو انتہائی کا مل فرمایا۔ اور فرمایا: کیا تم یوں کرتی ہو۔ (مسند ابی عوانہ، رقم الحدیث: 4473، مسند الصحابۃ، رقم الحدیث: 287)

تشریح:

باب مذکورہ بالا (الْقَسْمِ بَيْنَ الزَّوْجَاتِ) میں "قسم قاف کے فتح سین کے جزم سے ہے بمعنی بانٹنا، حصہ مقرر کرنا، اسی سے ہے تقسیم، یہاں بیوی کے درمیان شب باشی کا حصہ مقرر کرنا، باری مقرر کرنا مراد ہے۔ خیال رہے کہ چند بیویوں میں عدل و انصاف کرنا نہایت ہی اہم واجب ہے۔ دل کے میلان میں تو برابری ناممکن ہے اس کا حساب نہ ہوگا۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَلَن تَسْتَطِيعُوا أَن تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ"۔ رہا عطیہ، خرچہ کپڑے، زیور، ہدیہ، سوغات اور شب باشی ان تمام میں عدل و انصاف واجب ہے، ہاں بچوں والی عورت کو تنہا عورت سے زیادہ خرچ دیا جائے بچوں کی وجہ سے، مرقات نے یہاں فرمایا کہ چار عورتوں سے نکاح کرنا اس وقت حلال ہے جب ظلم کا خطرہ نہ ہو، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً" اگر تم کو انصاف نہ کرنے کا خطرہ بھی ہو تو ایک ہی نکاح کرو اس خطرہ پر تعدد نکاح سخت ممنوع ہے۔ یہ بھی خیال رہے کہ صحبت یعنی جماع میں برابری واجب نہیں بلکہ ہر بیوی کے پاس رات گزارنے میں برابری ضروری ہے، رات اصل مقصود ہے، دن اس کے تابع، اگر کوئی آدمی رات میں نوکری کرتا ہو تو دن میں رہنے میں برابری کرے، ایک کی باری میں دوسری کے پاس نہ رہے، نہ چند بیویوں کو اکٹھا رہنے پر مجبور کرے، وہ جو احادیث میں ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ایک شب میں تمام ازواج پاک کے پاس تشریف لے گئے اور ہر بار غسل کیا، یہ یا تو آپ کی خصوصیات سے ہے کہ آپ پر بیویوں میں عدل واجب نہ تھا یا عدل واجب ہونے سے پہلے ہے یا ان ازواج کی اجازت سے تھا۔ (لمعات، مرقات، اشعہ)" (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، کتاب النکاح، باب القسم)

اللہ تعالیٰ کا بے حد و بے شمار شکر ہے کہ اس نے ہمیں ایسے رسول کا امتی بنایا جس نے ہر معاملے میں اپنی امت کو راہ دکھائی، ازواج کے درمیان تقسیم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے، جس سے ازواج کے درمیان جھگڑے کی نوبت اس اعتبار سے نہیں آتی، اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

تُرْجِي مَن تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَن تَشَاءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن تَقَرَّ أَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَا آتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي قُلُوبِكُمْ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَلِيمًا۔ (الاحزاب.51)

ترجمہ: ان ازواج میں سے آپ جن کو چاہیں خود سے دور رکھیں اور جن کو چاہیں اپنے پاس جگہ دیں، اور جس بیوی سے آپ الگ ہو چکے ہیں اگر آپ اس کو (پھر) طلب فرمالیں تو آپ پر کوئی تنگی نہیں ہے، اس حکم سے یہ توقع ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں گی اور وہ غمگین نہیں ہوں گے اور وہ سب اس پر راضی رہیں گی جو آپ انہیں عطا فرمائیں گے، اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے، اور اللہ بہت علم والا، بے حد حلم والا ہے۔

آیت مذکورہ بالا کی بابت مفسر زماں علامہ غلام رسول سعیدی رقمطراز ہیں:

"آیا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ازواج میں باریوں کی تقسیم واجب تھی یا نہیں؟

اس آیت میں ترجی کا لفظ ہے یہ ارجاء سے بنا ہے، اس کا معنی ہے کسی چیز کو مؤخر کرنا، یعنی ازواج میں سے آپ جس بیوی کی باری کو

چاہیں مؤخر کر دیں' فرقہ مرجئہ ان لوگوں کو کہتے ہیں جو اعمال کو مؤخر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایمان لانے کے بعد معصیت سے ضرر نہیں ہوتا۔ اور اس آیت میں تؤوی کا لفظ ہے یہ ایواء سے بنا ہے اور اس کا معنی ہے جگہ دینا اور یہاں مراد ہے آپ جس بیوی کی باری کو چاہیں مقدم کر دیں۔ یعنی آپ پر یہ واجب نہیں ہے کہ آپ باری باری ہر بیوی کے پاس رہیں' آپ جس بیوی کی باری کو چاہیں مقدم کر دیں۔ یعنی آپ پر یہ واجب نہیں ہے کہ آپ باری باری ہر بیوی کے پاس رہیں' آپ جس بیوی کی باری کو چاہیں مقدم کر دیں اور جس بیوی کی باری کو چاہیں مؤخر کر دیں۔

علامہ ابوبکر بن العربی نے کہا یہی صحیح اور معتمد قول ہے کہ آپ پر بیویوں میں باری کو تقسیم کرنا واجب نہیں تھا اور اس معاملہ میں آپ کو اختیار تھا' آپ چاہتے تو ان کے پاس باری باری رہتے اور آپ چاہتے تو اس تقسیم کو ترک فرما دیتے' اور آپ نے ایام مرض میں دیگر ازواج سے حضرت عائشہ کے ہاں رہنے کی اجازت طلب کی تھی یہ آپ کا ان کے اوپر فضل تھا یہ آپ پر واجب نہیں تھا۔ لیکن آپ ازخود ان میں باری تقسیم کرتے تھے' تاکہ ازواج مطہرات کی دل جوئی ہو اور وہ ایک دوسرے کے خلاف غیرت نہ کریں جس کی وجہ سے وہ کسی نامناسب کام میں مبتلا ہوں' اور ایک قول یہ ہے کہ پہلے آپ پر تقسیم واجب تھی پھر اس آیت کے نازل ہونے کے بعد اس کا وجوب منسوخ ہو گیا۔ ابورزین نے کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنی بعض ازواج مطہرات کو طلاق دینے کا ارادہ کیا تو انہوں نے کہا آپ جس طرح چاہیں ہم میں باری تقسیم کریں' پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت عائشہ' حضرت حفصہ' حضرت جویریہ' حضرت اُم حبیبہ' حضرت میمونہ اور حضرت صفیہ (رضی اللہ عنہن) کو آپ نے مؤخر رکھا۔ آپ جس طرح چاہتے تھے ان میں اپنی ذات کو تقسیم فرماتے تھے۔

ایک قول یہ ہے کہ جن کو آپ مؤخر کیا تھا اس سے وہ خواتین مراد ہیں جنہوں نے اپنا نفس آپ کو ہبہ کیا تھا' حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے اسی طرح ایک روایت ہے' شعبی نے کہا اس آیت کا معنی یہ ہے کہ جن خواتین نے اپنا نفس آپ کو ہبہ کیا ہے آپ ان میں سے جن سے چاہیں نکاح فرمائیں اور جن سے چاہیں نکاح نہ فرمائیں' زہری نے کہا ہم کو یہ علم نہیں کہ آپ نے اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی کو مؤخر کیا ہو بلکہ آپ نے سب کو اپنے پاس جگہ دی تھی' حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) وغیرہ نے کہا اس آیت کا معنی یہ ہے کہ آپ اپنی ازواج میں سے جس کو چاہیں طلاق دے دیں اور جس کو چاہیں اپنے نکاح میں برقرار رکھیں' اس کے علاوہ اور بھی اقوال ہیں' اور ہر تقدیر پر معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ازواج کے معاملہ میں وسعت دی اور آپ پر کوئی چیز واجب نہیں کی اور اس آیت کی تفسیر میں زیادہ صحیح وہ قول ہے' جسکو ہم نے پہلے ذکر کیا ہے کہ ازواج کے درمیان باریاں تقسیم کرنا آپ پر واجب نہیں تھا۔

ازواج کی باریوں کے سلسلہ میں حسب ذیل احادیث ہیں:

حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) بیان کرتی ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنی ازواج کے درمیان جو تقسیم کرتے تھے اس میں عدل فرماتے تھے' اور یہ دعا کرتے تھے: اے اللہ! یہ میری ان چیزوں میں تقسیم ہے جن کا میں مالک ہوں' سو تو مجھے ان چیزوں کی تقسیم میں ملامت نہ فرمانا جن کا تو مالک ہے اور میں مالک نہیں ہوں (یعنی ان کے درمیان محبت میں برابری سے تقسیم کرنا)۔

(سنن الترمذی رقم الحدیث: ۱۱۴۰' سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۲۱۳٤' سنن النسائی رقم الحدیث: ۳۹۵۳' سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۱۹۷۱' مصنف ابن ابی

شیبہ رقم الحدیث: ۳۸۶٬ مسند احمد ج ۶ ص ۱۴۴٬ سنن الدارمی رقم الحدیث: ۲۲۱۳٬ صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۴۲۰۵٬ المستدرک ج ۲ ص ۱۸۷٬ سنن بیہقی ج ۷ ص ۲۹۸)

حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنی بیماری کے ایام میں فرماتے تھے میں آج کہاں ہوں؟ میں کل کس کے گھر ہوں گا' آپ گمان فرماتے تھے کہ حضرت عائشہ کی باری بہت دیر میں آئے گی' پھر جس دن میری باری تھی اور آپ میرے گھر میں تھے تو میرے سینہ اور پہلو کے درمیان اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح کو قبض کر لیا اور میرے حجرے میں آپ کی تدفین ہوئی۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۱۳۸۹٬ صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۴۴۳)

عام مسلمانوں پر ازواج میں باریوں کی تقسیم کا وجوب:

مسلمانوں پر واجب ہے جن کی متعدد ازواج ہوں تو وہ ان میں مساوات سے تقسیم کریں اور باریاں مقرر کریں' حدیث میں ہے:

حضرت انس (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ سنت یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کے اوپر کنواری عورت سے نکاح کرے تو کنواری کے پاس سات دن رہے اور جب اپنی بیوی کے اوپر بیوہ سے نکاح کرے تو اس بیوہ کے پاس تین دن رہے۔

(سنن الترمذی رقم الحدیث: ۱۱۳۹٬ سنن الدارمی رقم الحدیث: ۱۲۱۵٬ سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۱۹۱۶٬ مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث: ۲۸۲۳٬ صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۴۲۰۸٬ حلیۃ الاولیاء ج ۲ ص ۲۳۳٬ سنن کبریٰ للبیہقی ج ۷ ص ۳۰۲)

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ جب کسی شخص کے عقد میں دو بیویاں ہوں' اور وہ ان کے درمیان عدل نہ کرے تو وہ قیامت کے دن اس حال میں اٹھے گا کہ اس کے جسم کی ایک جانب ساقط ہوگی۔

(سنن الترمذی رقم الحدیث: ۱۱۴۱٬ سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۲۱۳۳٬ سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۱۹۶۹٬ مصنف ابن ابی شیبہ ج ۴ ص ۳۸۸٬ مسند احمد ج ۲ ص ۲۹۵٬ سنن الدارمی رقم الحدیث: ۲۲۱۲٬ صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۴۲۰۷)" (تبیان القرآن، تحت: الاحزاب، 51)

بَابُ جَوَازِ هِبَتِهَا نَوْبَتَهَا لِضَرَّتِهَا

باب: اپنی باری سوکن کو ہبہ کرنے کا جواز

1111- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ امْرَأَةً أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَكُونَ فِي مِسْلَاخِهَا مِنْ سَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ مِنِ امْرَأَةٍ فِيهَا حِدَّةٌ قَالَتْ فَلَمَّا كَبِرَتْ جَعَلَتْ يَوْمَهَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَائِشَةَ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَدْ جَعَلْتُ يَوْمِي مِنْكَ لِعَائِشَةَ فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ لِعَائِشَةَ يَوْمَيْنِ يَوْمَهَا وَيَوْمَ سَوْدَةَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھے ازواج مطہرات میں سب سے زیادہ حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا پیاری لگتی تھیں۔ میری خواہش یہ تھی کہ کاش ان کے جسم میں میں ہی ہوتی۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی طبیعت میں تیزی تھی۔ جس وقت وہ بوڑھی ہو چکیں، تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دن کی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے کر دی۔ اور عرض گزار

Marfat.com

ہوئیں: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے کر دی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس دو روز ٹھہرا کرتے تھے ایک روز تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری والا اور ایک روز حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی باری والا۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 8934، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 13211، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 4211، مسند اسحاق بن راہویہ: رقم الحدیث: 712)

1112-وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ ح وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا الْاَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ ح وَحَدَّثَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَرِيْكٌ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ اَنَّ سَوْدَةَ لَمَّا كَبِرَتْ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ جَرِيْرٍ وَّزَادَ فِيْ حَدِيْثِ شَرِيْكٍ قَالَتْ وَكَانَتْ اَوَّلَ امْرَاَةٍ تَزَوَّجَهَا بَعْدِيْ

دوسری سند میں یہ اضافہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میرے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے پہلے جس عورت سے نکاح کیا وہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ (مرجع السابق)

1113-وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَغَارُ عَلَى اللَّاتِيْ وَهَبْنَ اَنْفُسَهُنَّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَقُوْلُ اَوَتَهَبُ الْمَرْاَةُ نَفْسَهَا فَلَمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (تُرْجِيْ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِيْ اِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ) قَالَتْ قُلْتُ وَاللّٰهِ مَا اَرٰى رَبَّكَ اِلَّا يُسَارِعُ لَكَ فِيْ هَوَاكَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھے ایسی عورتوں پر غصہ آتا تھا جو خود کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہبہ کر دیتی تھیں۔ میں کہتی کہ کیا عورت بھی خود کو ہبہ کر سکتی ہے۔ مگر جس وقت رب تعالیٰ نے اس آیت کا نزول فرمایا: ''اے محبوب! آپ اپنی ازواج میں سے جسے چاہیں پیچھے ہٹا دیں اور جسے چاہیں اپنے پاس جگہ عطا فرما دیں اور جس کو آپ نے الگ کر دیا تھا اسے اگر آپ بلانا چاہیں تو آپ پر کچھ حرج نہیں۔'' میں کہنے لگی: اللہ تعالیٰ کی قسم! آپ کا اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواہش کو بہت ہی جلد پورا فرما دیتا ہے۔ (سنن النسائی: رقم الحدیث: 3148، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 6367، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 2136، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 118)

1114-وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا كَانَتْ تَقُوْلُ اَمَا تَسْتَحْيِي امْرَاَةٌ تَهَبُ نَفْسَهَا لِرَجُلٍ حَتّٰى اَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (تُرْجِيْ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِيْ اِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ) فَقُلْتُ اِنَّ رَبَّكَ لَيُسَارِعُ لَكَ فِيْ هَوَاكَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عورت کو اس بات پر حیاء نہیں آتی کہ وہ اپنے نفس کو کسی مرد کو ہبہ کرتی ہے۔ مگر جس وقت رب تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کا نزول فرمایا: ترجی من تشاء... الخ تو میں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رب تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواہش کو بہت ہی جلد پورا فرما دیتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 1990، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 1464)

Marfat.com

1115-حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ قَالَ حَضَرْنَا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ جَنَازَةَ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَرِفَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هٰذِهِ زَوْجَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا رَفَعْتُمْ نَعْشَهَا فَلَا تُزَعْزِعُوا وَلَا تُزَلْزِلُوا وَارْفُقُوا فَإِنَّهُ كَانَ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعٌ فَكَانَ يَقْسِمُ لِثَمَانٍ وَلَا يَقْسِمُ لِوَاحِدَةٍ قَالَ عَطَاءٌ الَّتِي لَا يَقْسِمُ لَهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيِّ بْنِ أَخْطَبَ

عطاء کا بیان ہے کہ ہم زوج النبی حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے جنازہ میں مقام سرف پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ شریک ہوئے۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ زوج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور جس وقت تم انہیں اٹھاؤ تو انہیں زیادہ حرکت اور جھٹکے ہرگز نہ دینا اور نرمی کے ساتھ جنازہ لے کر چلتے رہنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نو ازواج مطہرات تھیں۔ جن میں سے آٹھ کی باری تو مقرر تھی اور ایک کی نہ تھی۔ عطاء کا بیان ہے کہ باری نہ مقرر ہونے والی زوجہ مطہرہ رضی اللہ عنہا کا نام صفیہ بنت حیی بنت اخطب رضی اللہ عنہا تھا۔ (معجم الکبیر: رقم الحدیث: 11426، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 13207، مسند احمد: رقم الحدیث: 3091، مسند اسحاق بن راہویہ: رقم الحدیث: 2033)

1116-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيعًا عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ قَالَ عَطَاءٌ كَانَتْ آخِرَهُنَّ مَوْتًا مَاتَتْ بِالْمَدِينَةِ

دوسری سند میں بھی یونہی مروی ہے مگر اضافہ اس میں یہ ہے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا ساری ازواج مطہرات کے بعد مدینہ منورہ میں وصال فرما گئی تھیں۔ (مرجع السابق)

تشریح:

باب مذکورہ کی احادیث سے صراحتہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر ایک انسان کی متعدد ازواج ہوں تو ان مین سے کوئی بھی اپنی باری دوسری کو ہبہ کر سکتی ہے، جیسے کے حضرت سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس العامریہ رضی اللہ عنہا نے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دی۔

باب مذکورہ کی روایت نمبر 1115 میں بتایا گیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج کی تعداد نو تھی، اس سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کل ازواج نہیں ہیں، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کُل ازواج کی بابت امام قرطبی لکھتے ہیں:

نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی کئی ازواج تھیں۔ ان میں سے کچھ وہ تھیں جن سے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حقوق زوجیت ادا کیے تھے، کچھ سے صرف عقد نکاح کیا تھا اور حقوق زوجیت ادا نہیں کیے تھے۔ اور کچھ وہ تھیں جن کو دعوت نکاح دی مگر ان کے ساتھ عقد نکاح مکمل نہ ہوا۔

(۱) حضرت خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی بن کلاب۔ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ عقد نکاح سے پہلے آپ ابو ہالہ کے عقد میں تھیں اس کا نام زرارہ بن نباش اسدی تھا اس سے قبل عتیق بن عائذ کے عقد میں تھیں ان سے ایک بچہ پیدا ہوا تھا جس کا نام عبد

Marfat.com

منان تھا اور ابو ہالہ سے اس کا بیٹا ہند بن ابی ہالہ پیدا ہوا۔ طاعون کے زمانہ تک زندہ رہا اور اس میں مر گیا۔

ایک قول یہ کیا جاتا ہے: جو بچہ طاعون کے زمانہ تک زندہ رہا وہ ہند بن ہند تھا جب یہ فوت ہوا تو اس وقت حضرت خدیجہ سے یہ بین سنا گیا واھند بن ھنداہ، وار بیب رسول اللہ ہائے ہند بن ہند، ہائے رسول اللہ کے پروردہ۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت خدیجہ الکبریٰ کی موجودگی میں کسی عورت سے شادی نہ کی یہاں تک کہ وہ وصال فرما گئیں۔ جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان سے شادی کی تو اس وقت حضرت خدیجہ کی عمر چالیس سال تھی۔ یہ وہ پہلی عورت تھیں جو حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ایمان لائی تھیں۔ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تمام اولاد ان سے تھی، سوائے حضرت ابرہیم (بن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے۔ حکیم بن حزام نے کہا: حضرت خدیجہ کا وصال ہوا تو ہم نے انہیں گھر سے نکالا یہاں تک کہ حجون میں ان کو دفن کیا۔ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خود ان کی قبر میں اترے ان دنوں نماز جنازہ پڑھنے کا طریقہ نہ تھا۔

(۲) حضرت سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس العامریہ۔ یہ قدیمی مسلمان تھیں انہوں نے بیعت کی۔ وہ اپنے چچازاد بھائی کے عقد میں تھیں جس کو سکران بن عمرو کہا جاتا وہ بھی مسلمان ہو گیا تھا۔ دونوں نے دوسری ہجرت میں حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ جب یہ مکہ مکرمہ آئے تو خاوند فوت ہو گیا۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: وہ حبشہ میں ہی فوت ہو گیا تھا۔ جب ان کی عدت ختم ہوئی تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے انہیں دعوت نکاح دی۔ ان سے نکاح کر لیا اور مکہ مکرمہ میں ہی انہیں اپنے حرم میں داخل کر لیا اور ان کے ساتھ مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی۔ جب یہ بوڑھی ہو گئیں تو حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے انہیں طلاق دینے کا ارادہ کیا تو حضرت سودہ نے یہ عرض کی کہ آپ ایسا نہ کریں، اپنی ازواج میں رہنے دیں اور انہوں نے اپنی باری حضرت عائشہ صدیقہ کو دے دی، جیسا صحیح میں مذکور ہے تو حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے آپ کو اپنے پاس روک لیا۔ ان کا وصال مدینہ طیبہ میں شوال سن چون 54، ہجری کو ہوا۔

(۳) حضرت عائشہ صدیقہ بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا۔ ان کی نسبت جبیر بن مطعم سے تھی۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان کے لیے دعوت نکاح بھیجی حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے موقع دیجئے کہ میں جبیر سے اس کو نرمی سے آزاد کرا لوں۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مکہ مکرمہ میں ہجرت سے دو سال قبل نکاح کیا۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: تین سال قبل نکاح کیا اور مدینہ طیبہ میں انہیں حرم میں داخل کیا جب ان کی عمر نو سال تھی اور نو سال تک یہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس رہیں حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا وصال ہوا تو ان کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ ان کے علاوہ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے کسی بھی باکرہ عورت سے شادی نہیں کی۔ ان کا وصال ۵۹ یا ۵۸ ھ کو ہوا۔

(٤) حضرت حفصہ بنت عمر بن خطاب قریشی عدوی رضی اللہ عنہا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان سے شادی کی پھر انہیں طلاق دی تو حضرت جبریل امین آئے اور کہا: اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ حضرت حفصہ سے رجوع کر لیں، کیونکہ وہ روزے دار اور راتوں کو قیام کرنے والی ہیں (۱)۔ تو حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان سے رجوع کر لیا۔ واقدی نے کہا: ان کا وصال شعبان ۴۵ ھ میں حضرت امیر معاویہ کے دور حکومت میں ہوا ان کی عمر ساٹھ سال تھی (۲)۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: ان کا وصال حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کے دور میں مدینہ طیبہ میں ہوا۔

(۵) حضرت اُم سلمہ (رضی اللہ عنہا) ان کا نام ہند بنت ابی امیہ مخزومی تھا۔ ابو امیہ کا نام سہیل تھا۔ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان سے

Marfat.com

نکاح ۴ ھ میں شوال میں کیا۔ صحیح قول یہی ہے کہ ان کا نکاح ان کے بیٹے سلمہ نے کیا رحمۃ اللہ علیہ۔ ان کے بیٹے کی عمر چھوٹی تھی۔ ان کا وصال ۵۹ ھ میں ہوا۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: ان کا وصال ۶۲ ھ میں ہوا؛ پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ حضرت سعید بن زید نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: حضرت ابو ہریرہ نے پڑھائی، ان کی قبر بقیع میں ہے اس وقت ان کی عمر چوراسی سال تھی۔

(۶) حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا۔ ان کا نام رملہ بنت ابوسفیان ہے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت عمرو بن امیہ ضمری کو نجاشی کے پاس بھیجا تا کہ وہ آپ کی جانب سے حضرت اُمّ حبیبہ کو دعوت نکاح دے تو نجاشی نے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا نکاح حضرت اُمّ حبیبہ سے کر دیا یہ ہجرت کا ساتواں سال تھا۔ نجاشی نے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جانب سے انہیں چار سو دینار مہر کے طور پر دیئے اور حضرت شرحبیل بن حسنہ کے ساتھ انہیں نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بارگاہ میں بھیج دیا رحمۃ اللہ علیہ۔ ان کا وصال ۴۴ ھ میں ہوا۔ دار قطنی نے کہا: حضرت اُمّ حبیبہ عبیداللہ بن جحش کے عقد میں تھیں وہ حبشہ کے علاقہ میں نصرانی کی حیثیت سے مرا۔ نجاشی نے حضرت اُمّ حبیبہ کا نکاح نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے کر دیا اور چار ہزار مہر مقرر کیا۔ اور شرحبیل بن حسنہ کے ساتھ انہیں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بارگاہ میں بھیج دیا۔

(۷) حضرت زینب بنت جحش بن رئاب اسدیہ رضی اللہ عنہا۔ ان کا نام برہ تھا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان کا نام زینب رکھا۔ ان کے باپ کا نام برہ تھا۔ عرض کی: یارسول اللہ! میرے باپ کا نام بدل دیجئے کیونکہ برہ حقیر چیز ہے۔ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے انہیں ارشاد فرمایا: "اگر تیرا باپ مومن ہوتا تو ہم اس کا نام اپنے اہل بیت کے نام پر رکھتے لیکن میں نے اس کا نام جحش رکھا ہے اور جحش برہ میں سے ہے"۔ دار قطنی نے اس حدیث کا ذکر کیا ہے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان سے ۵ ھ میں شادی کی۔ ان کا وصال ۲۰ ھ میں ہوا جب کہ عمر ترپن سال تھی۔

(۸) حضرت زینب بنت خزیمہ بن حارث بن عبداللہ بن عمرو بن عبد مناف بن ہلال بن عامر بن صعصہ ہلالیہ اور ان کو دور جاہلیت میں اُمّ المساکین کا لقب دیا جاتا، کیونکہ یہ مساکین کو کھانا کھلایا کرتی تھیں۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان سے مدینہ طیبہ میں شادی کی جب کہ ہجرت کو اکتیس ماہ گزر چکے تھے یہ صرف آٹھ ماہ تک حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے حرم میں رہیں اور آپ کی زندگی میں ہی ربیع الاول کے آخر ہجرت کے انتالیسویں ماہ میں وصال ہو گیا ان کو بقیع میں دفن کیا گیا۔

(۹) حضرت جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار خزاعیہ مصطلقیہ ان کو غزوہ بنی مصطلق میں گرفتار کیا گیا۔ یہ حضرت ثابت بن قیس بن شماس کے حصہ میں آئیں جنہوں نے ان کے ساتھ عقد مکاتبہ کیا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مکاتبہ کا مال عطا کر دیا اور ان سے شادی کر لی۔ یہ ہجرت کے چھٹے سال شعبان میں ہوئی، ان کا نام برہ تھا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس کا نام جویریہ رکھا یہ ۶ ھ ربیع الاول ۵۶ ھ میں فوت ہوئیں۔ ایک قول یہ کیا گیا: ۵۰ ھ میں فوت ہوئیں جب کہ ان کی عمر اکسٹھ سال تھی۔

(۱۰) حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب ہارونی۔ غزوہ خیبر کے موقع پر نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے انہیں گرفتار کیا اور انہیں اپنے لیے پسند فرما لیا۔ وہ مسلمان ہو گئیں اور اسے آزاد کر دیا۔ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس کی آزادی کو ہی اس کا مہر مقرر فرمایا۔ صحیح میں ہے کہ یہ حضرت دحیہ کلبی کے حصہ میں آئیں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اسے سات حصوں کے برابر خریدا، اور یہ ۵۰ ھ میں وفات پا گئیں۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: ۵۲ ھ میں ان کا وصال ہوا اور انہیں بقیع میں دفن کیا گیا۔

Marfat.com

(۱۱) حضرت ریحانہ بنت زید بن عمرو بن خنافہ جو بنونضیر سے تعلق رکھتی تھیں۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے جب اسے گرفتا کیا تو اسے آزاد کر دیا اور ۶ ھ میں ان سے شادی کی۔ یہ حجۃ الوداع کے موقع لوٹتے ہوئے فوت ہوئیں تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے انہیں بقیع میں دفن کیا۔ واقدی نے ذکر کیا: یہ ۱۶ ھ میں فوت ہوئیں حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ابوالفرج جوزی نے کہا: میں نے ایک آدمی کو کہتے ہوئے سنا: حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس کو آزاد نہیں کیا تھا بلکہ یہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی لونڈی کی حیثیت سے ہی رہتی تھیں۔

میں کہتا ہوں: اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے ابوالقاسم عبدالرحمن سہیلی نے اسے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ازواج میں شمار نہیں کیا۔

(۱۲) حضرت میمونہ بنت حارث ہلالیہ۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان سے عقد نکاح سرف کے مقام پر کیا جو مکہ مکرمہ سے دس میل دور ہے۔ یہ عمرہ قضاء میں ۷ ھ کو ہوا۔ یہ وہ آخری عورت ہیں جن سے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے شادی کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے یہ مقرر کیا کہ جہاں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اسے اپنے حرم میں داخل کیا وہیں ان کا وصال ہوا اور وہیں ان کو دفن کیا گیا۔ ان کا وصال ۶۱ ھ میں ہوا۔ ایک قول یہ کیا گیا: یہ ۶۳ ھ میں ہوا۔ ایک قول یہ کیا گیا: یہ ۶۸ ھ میں ہوا۔

نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی یہی مشہور ازواج ہیں۔ یہی وہ بیویاں ہیں جن کے ساتھ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حقوق زوجیت ادا کیے۔ رضی اللہ عنہن۔

جہاں تک ان عورتوں کا تعلق ہے جن کا ساتھ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے نکاح کیا اور ان کے ساتھ حقوق زوجیت ادا نہیں کیے، ان میں سے کلابیہ ہے۔ اس کے نام میں علماء نے اختلاف کیا۔ ایک قول یہ کیا گیا: اس کا نام فاطمہ تھا۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: اس کا نام عمرہ تھا۔ ایک قول یہ کیا گیا: اس کا نام عالیہ تھا۔ زہری نے کہا: حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فاطمہ بنت ضحاک کلابیہ سے نکاح کیا۔ اس نے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے پناہ مانگی تو حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اسے طلاق دی۔ وہ کہا کرتی تھی: میں شقیہ ہوں۔ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ۸ ھ میں ذی قعدہ میں نکاح کیا یہ ساٹھ ہجری میں فوت ہوئی۔

ان میں سے اسماء بنت نعمان بن جون بن حارث کندیہ ہے یہی جونیہ ہے۔ قتادہ نے کہا: جب حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کے پاس تشریف لے گئے تو اسے دعوت دی تو اس نے کہا: آپ ادھر آئیں تو حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اسے طلاق دے دی۔ دوسرے علماء نے کہا: اس نے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے پناہ مانگی تھی۔ بخاری شریف میں ہے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے امیمہ بنت شراحیل سے نکاح کیا۔ جب اسے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں بھیجا گیا تو حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا، گویا اس نے اسے ناپسند کیا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت ابو امیہ کو فرمایا اس کا سامان تیار کرے اور کپڑے دے۔ دوسرے الفاظ یہ ہیں حضرت ابو اسید نے کہا: جونیہ کو حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں لایا گیا۔ جب حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کے پاس تشریف لے گئے تو فرمایا: هبی لی نفسك اپنی ذات کو میرے لیے ہبہ کر دو۔ اس نے کہا: هل تهب الملكة نفسها للسوقة کیا ملکہ اپنا آپ رعیت کو ہبہ کرتی ہے۔ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تا کہ اس پر رکھیں اور وہ سکون پائے۔ اس نے کہا: اعوذ باللہ منک میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔ فرمایا: "تو نے اس ذات کی پناہ چاہی جس کی پناہ چاہی جاتی ہے۔" پھر حضور

(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمارے پاس تشریف لائے فرمایا: "اے ابا سید! اسے دو سفید رازقی کپڑے دے دو اور اس کو اس کے گھر والوں کی طرف بھیج دو"۔

قتیلہ بنت قیس۔ یہ اشعث بن قیس کی بہن تھی۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے اس کی شادی اس کے بھائی اشعث نے کی پھر وہ حضرموت چلا گیا۔ وہ اسے سوار کر کے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بارگاہ میں لایا تو اسے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے وصال کی خبر ملی تو وہ واپس اپنے علاقہ میں لے گیا وہ مرتد ہو گیا اور یہ بھی مرتد ہو گئی پھر اس سے حضرت عکرمہ بن ابو جہل سے شادی کی (شاید ارتداد کے بعد پھر اسلام قبول کر لیا ہو) تو اس سے حضرت ابو بکر صدیق کو سخت رنج ہوا۔ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے آپ سے عرض کی: اللہ کی قسم! یہ رسول اللہ کی ازواج میں سے نہ تھی۔ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے نہ انہیں اختیار دیا اور نہ ہی حجاب میں لیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ارتداد کے ساتھ اسے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے بری کر دیا۔ حضرت عروہ اس سے انکار کرتے ہیں کہ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس سے نکاح کیا ہو۔

ام شریک ازدیہ۔ اس کا نام غزیہ بنت جابر بن حکیم تھا۔ اس سے قبل یہ ابو بکر بن ابی سلمی کے عقد میں تھی۔ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اسے طلاق دے دی اور اس سے حقوق زوجیت ادا نہیں کیے۔ یہی وہ عورت تھی جس نے اپنے آپ کو آپ پر پیش کیا تھا۔

ایک قول یہ کیا گیا ہے: جس عورت نے اپنے آپ کو نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر پیش کیا تھا وہ خولہ بنت حکیم تھی۔

خولہ بنت ہذیل بن ہبیرہ۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس سے نکاح کیا اور آپ تک پہنچنے سے پہلے ہی فوت ہو گئی۔

شراف بنت خلیفہ۔ یہ حضرت دحیہ کی بہن تھی حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس سے نکاح کیا اور اس کے ساتھ حقوق زوجیت ادا نہیں کیے۔

یعلی بنت خطیم۔ یہ قیس کی بہن تھی حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس سے نکاح کیا یہ بڑی غیور تھی اس نے نکاح کے ختم کرنے کا مطالبہ کیا تو حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس کے ساتھ عقد نکاح کو ختم کیا۔

عمرہ بنت ہادیہ کندیہ۔ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس سے نکاح کیا۔ شعبی نے کہا: کندہ کی ایک عورت سے نکاح کیا۔ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے وصال کے بعد اسے لایا گیا۔

ابنۃ جندب بن ضمرہ جندعیہ۔ بعض نے کہا: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس سے نکاح کیا اور بعض نے اس کے وجود کا انکار کیا۔

غفاریہ۔ بعض علماء نے کہا: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے بنو غفار کی ایک عورت سے شادی کی حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اسے حکم دیا تو اس نے اپنے کپڑے اتارے تو حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے سفیدی دیکھی تو فرمایا: "تو اپنے گھر والوں کے پاس چلی جا"۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سفیدی آپ نے کلابیہ میں دیکھی تھی۔ یہ وہ عورتیں ہیں جن سے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے عقد نکاح کیا اور ان سے حقوق زوجیت ادا نہیں کیے۔

جہاں تک ان عورتوں کا تعلق ہے جن کو حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے دعوت نکاح تو دی مگر عقد نکاح نہ ہوا اور جن عورتوں نے اپنے آپ کو حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں پیش کیا۔ ان میں سے حضرت اُم ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا۔ ان کا نام فاختہ تھا۔ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے انہیں دعوت نکاح دی تو انہوں نے عرض کی: میں بچوں والی ہوں اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں معذرت پیش کی تو آپ نے ان کی معذرت قبول کی لی۔ ان میں سے ایک ضباعہ بنت عامر بھی تھی۔ ان میں سے ایک صفیہ بنت بشامہ بن نضلہ تھی، نبی کریم

(صلی اللہ علیہ وسلم) نے انہیں دعوت نکاح دی ان کو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے گرفتار کیا نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے انہیں اختیار دیا۔ فرمایا: "اگر تو میرے پاس رہنا چاہے تو میرے پاس رہے اور اگر تو چاہے تو اپنے خاوند کے پاس چلی جا؟" اس نے عرض کی: میں اپنے خاوند کے پاس جانا چاہتی ہوں۔ تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اسے بھیج دیا۔ بنو تمیم نے اس پر لعن طعن کیا؛ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہے۔ ان میں سے ایک اُمّ شریک تھی۔ جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ ان میں سے ایک لیلیٰ بنت خطیم تھی اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ ان میں سے ایک خولہ بنت حکیم بن امیہ تھی اس نے اپنے آپ کو نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں ہبہ کیا۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس معاملہ کو موخر کر دیا تو اس نے حضرت عثمان بن مظعون سے شادی کر لی۔

ان میں سے ایک جمرہ بنت حارث بن عوف مری ہیں نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے انہیں دعوت نکاح دی تو اس کے باپ نے کہا: اس میں بیماری ہے جب کہ اس میں بیماری نہیں تھی اس کا باپ اس کے پاس واپس آیا تو وہ برص کی بیماری میں مبتلا ہو چکی تھی۔

یہ شبیب بن برصاء شاعر کی ماں تھی۔

ان میں سے سودہ قرشیہ تھی۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اسے دعوت نکاح دی یہ بچوں والی تھی اس نے عرض کی: مجھے ڈر آتا ہے کہ میرے بچے آپ کے سر کے پاس شور کریں گے۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کی تعریف کی اور اس کے حق میں دعا کی۔

ان میں سے ایک عورت ایسی تھی جس کا نام ذکر نہیں کیا گیا۔ مجاہد نے کہا: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک عورت کو دعوت نکاح دی اس نے عرض کی: میں اپنے باپ سے مشورہ کروں گی۔ وہ اپنے باپ سے ملی تو باپ نے اجازت دے دی وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ملی تو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

قد التحفنا لحافا غيرك ہم نے تیرے سوا کوئی اور لحاف اپنا لیا ہے۔ نکاح کا ارادہ ترک کرنے سے کنایہ ہے۔

یہ سب نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ازواج ہیں۔

لونڈیوں میں سے دو لونڈیاں تھیں: (۱) حضرت ماریہ قبطیہ، حضرت ریحانہ، یہ قتادہ کا قول ہے۔ دوسرے علماء نے کہا: چار لونڈیاں تھیں حضرت ماریہ، حضرت ریحانہ، جمیلہ جو آپ نے قیدیوں میں سے پائی۔ ایک لونڈی جو حضرت زینب بنت جحش نے آپ کو پیش کی۔"

(تفسیر قرطبی، تحت سورۃ الاحزاب، آیت 28)

بَابُ اِسْتِحْبَابِ نِكَاحِ ذَاتِ الدِّيْنِ

باب: مذہبی عورت کے ساتھ نکاح کرنے کا استحباب

1117- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چار وجہ سے عورت سے نکاح کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

اس کے مال کی بناء پر، اس کے حسب کی بناء پر، اس کے حسن کی بناء پر اور اس کی دینداری کی بناء پر، تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں تم مذہبی یعنی دینداری والی عورت کو پانے کی سعی کرو۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: جز:3، ص:269، سنن ابو داؤد: رقم الحدیث:2049، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 1848، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث:13244)

تشریح: شادی کے لئے دین دار عورت کو ترجیح دینی چاہیے:

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، بیہقی نے اپنی سنن میں ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا عورت سے چار چیزوں کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے۔ اس کے مال کی وجہ سے اس کے حسب ونسب (یعنی اونچے خاندان) کی وجہ سے، اس کی خوبصورتی کی وجہ سے اور اس کے دین کی وجہ سے تو دین دار عورت سے نکاح کرنے میں کامیابی حاصل کر۔ (اگرچہ) تیرے دونوں ہاتھ خاک آلود ہوں۔

مسلم، ترمذی، نسائی اور بیہقی نے جابر (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان سے فرمایا کہ عورت نکاح کی جاتی ہے اپنے دین اپنے مال اور اپنے جمال کی وجہ سے تجھ پر دین والی عورت سے نکاح کرنا لازمی ہے تیرے دونوں ہاتھ خاک آلود ہوں۔

امام احمد، البزار، ابویعلی، ابن حبان، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) نے ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا عورت ان چیزوں میں سے ایک چیز پر نکاح کی جاتی ہے۔ اپنے جمال، اپنے مال اور اپنے دین پر پس تجھ پر دین والی اور اخلاق والی عورت سے نکاح کرنا لازم ہے۔ تیرا داہنا ہاتھ مٹی میں ملے۔

طبرانی نے الاوسط میں حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا جو شخص کسی عورت سے اس کی عزت کی وجہ سے نکاح کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ذلت میں زیادہ کریں گے۔ اور جو آدمی کسی عورت سے اس کے مال کی وجہ سے نکاح کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو فقر میں زیادہ کریں گے۔ اور جو آدمی اس کے حسب ونسب کی وجہ سے نکاح کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی کمینگی میں زیادہ کرے گا اور جو آدمی کسی عورت سے اس لئے نکاح کرے گا کہ اس کی نظر جھکی رہے۔ (یعنی غیر عورتوں پر نہ پڑے) اور اس کی شرم گاہ (حرام کاری سے) محفوظ ہو جائے یا اپنا رشتہ جوڑے تو اللہ تعالیٰ اس مرد کے لئے اس میں برکت دے گا اور اس عورت کے لئے اس مرد میں برکت دے گا۔

البزار نے عوف بن مالک اشجعی (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا مریض کی عیادت کرو جنازہ کے پیچھے چلو اور تم پر لازم نہیں ہے شادی میں آنا اور تم پر یہ بھی لازم نہیں ہے کہ تم کسی عورت سے اس کے حسن کی وجہ سے نکاح کرو یہ ایسا فعل ہے جو خیر نہیں لاتا اور تم پر لازم نہیں ہے کہ تم کسی عورت سے اس کے مال کی وجہ سے نکاح کرو۔ یہ ایسا فعل ہے جو خیر کو نہیں لاتا۔ لیکن دین دار اور امانت دار عورتوں سے نکاح کرو۔" (تفسیر در منثور، تحت البقرۃ، آیت نمبر، 221)

یاد رہے کہ اسلام ایک خاندانی نظام ہے، مومن پر اس کے گھرانے کی اصلاح کی ذمہ داری ہے۔ کیونکہ ایک مومن گھرانہ اسلامی

Marfat.com

جماعت کا پہلا خلیہ ہے۔ اور اس خلیے سے پھر اسلامی جماعت میں دوسرے زندہ خلیے پیدا ہوتے ہیں۔ ہر ایک گھر اسلامی نظریہ حیات کا حلقہ یا مورچہ ہے۔ یہ حلقہ اپنی بناوٹ میں بہت ہی مضبوط ہونا چاہئے۔ اس حلقے کا ہر فرد سرحدوں پر دفاع میں مصروف ہونا چاہئے۔ اگر یہ مورچہ مضبوط نہ ہوگا تو دشمن اندر گھس آئے گا اور کوئی دفاع ممکن نہ ہوگا۔

مومن داعی کا فرض ہے کہ وہ اپنی دعوت پہلے اپنے گھر سے شروع کرے۔ اور اندر سے یہ قلعہ مضبوط ہو، اور اس قلعے سے باہر نکلنے سے پہلے وہ گھر کے اندر کے قلعے کے تمام سوراخ بند کر دے۔ ایک گھرانے کی حفاظت تب ہی ہو سکتی ہے جب کسی گھر میں ماں بھی مسلمہ نیک، پاک وصاف ہو، صرف باپ اس قلعے کی حفاظت نہیں کر سکتا۔ ماں اور باپ دونوں مل کر لڑکے لڑکیوں کو درست کر سکتے ہیں۔ اس لئے کہ اگر کوئی یہ کہے کہ میں صرف مردوں سے اسلامی سوسائٹی تشکیل دینا چاہتا ہوں تو یہ ممکن نہیں ہے۔ اسلامی انقلاب کے لئے مومن عورتوں کی بھی ضرورت ہے تاکہ وہ آنے والی نسل کی تربیت اسلامی خطوط پر کر سکیں۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن جس طرح مردوں کے لئے نازل ہوا، اسی طرح عورتوں کے لئے نازل ہوا۔ وہ مردوں کی تنظیم کے ساتھ گھرانوں کی تنظیم بھی کر رہا تھا۔ گھرانوں کو اسلامی منہاج پر استوار کر رہا تھا۔ اس لئے اس نے ایک مسلمان پر اس کی دینی ہدایت اور اہل وعیال کی ہدایت کی ذمہ داری عائد کی۔

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اپنے نفس اور اپنے اہل وعیال کو آگ سے بچاؤ"۔

یہ وہ نکتہ ہے کہ اس کو وہ لوگ اچھی طرح سمجھ لیں جو لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ اصلاح کے کام کا آغاز اپنی بیوی سے شروع کرنا چاہئے۔ ماں سے، اس کے بعد اولاد کی طرف بڑھنا چاہئے اور پھر اپنے تمام رشتہ داروں تک۔ نہایت کوشش کرنی چاہئے کہ ہم ایک مسلم خاتون پیدا کر لیں، جس سے مسلمان پیدا ہوں، جو شخص ایک مسلم گھرانا تعمیر کرنا چاہتا ہے، اس کا فرض ہے کہ وہ سب سے پہلے ایک مسلم خاتون تلاش کرے، اگر ہم گھر کی مالکہ مسلم پیدا نہ کر سکے، تو یاد رہے کہ اسلامی جماعت اور اسلامی سوسائٹی کی تشکیل میں بہت دیر لگے گی۔ اور ہماری جماعت کی اساسوں اور بنیادوں کے اندر کمزوریاں ہوں گی۔

اسلام کی پہلی جماعت کے اندر تو یہ کام بہت ہی آسان تھا کیونکہ مدینہ میں ایک اسلامی معاشرہ وجود میں آ گیا تھا، سوسائٹی پر پاکیزہ خیالات غالب تھے۔ اسلامی شریعت کے ساتھ ساتھ نفاذ ہو رہا تھا۔ اور مرد اور عورتیں سب کے سب اللہ اور رسول کی طرف اپنے مسائل لے کر رجوع کرتے تھے۔ اور اللہ اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حکم پر کان دھرتے تھے۔ اور جب کوئی حکم نازل ہوتا تھا تو وہ آخری فیصلہ ہوتا تھا۔ اس وقت اسلامی سوسائٹی موجود تھی پھر غالب تھی اور ان حالات میں عورت کے لئے بھی یہ بات آسان تھی کہ وہ اپنے آپ کو اسلامی خطوط پر ڈھال لے۔ خاوندوں کے لئے بھی آسان تھا کہ وہ ان کو نصیحت کریں اور بچوں کی تربیت کریں۔

لیکن ہم تو نہایت ہی بدلے ہوئے حالات میں ہیں۔ ہم ایک مکمل جاہلی معاشرے میں زندہ رہ رہے ہیں۔ قانون جاہلی کا غالب ہے۔ اخلاق جاہلیت، علم وثقافت جاہلی ہیں۔ اور آج عورت بھی اس جاہلی معاشرے میں کام کر رہی ہے۔ آج جب عورت اسلام کی دعوت پر لبیک کہنے کا ارادہ بھی کر لے تو وہ اس میں بہت بڑا بوجھ محسوس کرتی ہے، چاہے وہ خود اسلام کی طرف بڑھنا چاہے یا اس کا خاوند اور باپ اسے اسلام کی طرف بڑھانے کی ہدایت کریں۔

Marfat.com

قرن اول میں مرد عورت اور معاشرے ایک ہی تصور کے زیر نگیں تھے۔ ان پر اسلام کی حکمرانی تھی، شکل ایک تھی اور اسلام عمل میں موجود اور نافذ تھا۔ آج مرد مومن کی حالت یہ ہے کہ وہ ایسے اسلامی تصور کی حکمرانی چاہتا ہے جو عملاً موجود نہیں ہے۔ اور معاشرہ عملاً جاہلیت کا معاشرہ ہے۔ اس معاشرے کا دباؤ مرد کے مقابلے میں عورت پر زیادہ ہے۔ جدید معاشرہ عورت کو بڑی تیزی سے گمراہ کر رہا ہے۔

اس نکتے پر آکر پھر مرد کی ذمہ داری بہت زیادہ ہو جاتی ہے۔ اس لئے اسے خود اپنے آپ کو بھی بچانا ہے اور اپنے اہل و عیال کو بھی بچانا ہے، پھر ایسے حالات میں کہ بیوی اور بچے ایسے ماحول میں گھرے ہوئے ہیں کہ ان پر ہر طرف سے جاہلیت کا حملہ ہے۔

اس لئے آج کے مسلمان کو یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ اس کو اصلاح کے لئے قرن اول کی جماعت مسلمہ کے مقابلے میں ہزار ہا گنا زیادہ جدوجہد کرنی ہوگی، اس لئے جو شخص آج کے دور میں کوئی اسلامی قلعہ تعمیر کرنا چاہتا ہے اس کا فرض ہے کہ وہ ایک ایسا گھر تعمیر کرنے کے ارادے سے پہلے اپنے لئے اس قلعے کا ایسا چوکیدار تلاش کرے، جس کے تصورات اور نظریات ویسے ہی ہوں جیسے اس کے اپنے تصورات ہوں۔ اس سلسلے میں ایک انقلابی خاوند کو پھر کچھ قربانیاں دینی ہوں گی۔ پہلی قربانی یہ ہوگی کہ وہ خوبصورت کی تلاش نہ کرے، مالدار کی تلاش نہ کرے، جھوٹی ملمع کاری پر خوش نہ ہو۔ اسے چاہئے کہ وہ دین دار عورت کی تلاش کرے جو اس کے ساتھ مل کر، ایک مسلم گھرانے کی تشکیل کرے اور ایک مسلم قلعے کی تعمیر کرے۔ اور بچوں کے جو باپ ہیں ان کا بھی فرض ہے کہ وہ جو قلعے بناتے ہیں وہ بھی اپنی اولاد اور اہل و عیال کی طرف متوجہ ہوں۔ کسی دوسرے کو دعوت دینے سے پہلے اپنے بچوں، بیٹوں، بیٹیوں اور پوتیوں کی طرف توجہ کریں۔ اور اللہ جو پکار کر کہہ رہا ہے، اس پر عمل کریں۔

"اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اپنے نفس اور اپنے اہل و عیال کو آگ سے بچاؤ"۔

ایک بار پھر میں اس بات کی طرف آتا ہوں کہ اسلام ایک ایسی سوسائٹی تعمیر کرنا چاہتا ہے جس کے اوپر اسلام کی حکمرانی ہو، جس کے اندر اسلام کا واقعی وجود ہو۔ اس کا طریق کار اسلام نے یہ اختیار کیا ہے کہ ایک ایسی جماعت ہو جس کا عقیدہ اسلام ہو، جس کا نظام اسلام ہو جس کا قانون اسلامی ہو، جس کا منہاج زندگی اسلامی ہو، اور وہ اپنے تمام تصورات تعلیمات اسلام سے اخذ کرے۔

اسلامی تصور حیات کا خزانہ یہ جماعت ہوتی ہے۔ یہ اس کی محافظ ہوتی ہے اور یہ اسے دوسروں تک منتقل کرتی ہے۔ اور ہر قسم کے جاہلی دباؤ کے مقابلے میں یہ اس کا دفاع کرتی ہے اور اس جماعت کو اس اذیت سے بچاتی ہے۔

لہٰذا ایک اسلامی جماعت یا اسلامی سوسائٹی کا قیام ضروری ہے، جس کے اندر ایک مسلمہ زندہ رہے اور اس پر اس کے ماحول کی جاہلیت کا اثر نہ ہو، دباؤ نہ ہو، اس طرح یہ عورت اسلامی تقاضوں اور جاہلیت کے مطالبات کی کشمکش سے باہر نکل آئے گی۔ ایسے حالات میں اگر ایک مسلم مرد نوجوان اور یہ مسلمہ مل کر ایک اسلامی قلعہ تعمیر کریں تو ایسے قلعوں سے اسلامی بلاک اور اسلامی محاذ تشکیل پا سکتا ہے۔

یہ ایک ضرورت ہے، فرض ہے، محض نفل نہیں ہے کہ ایک ایسی اسلامی سوسائٹی قائم ہو، جو باہم ایک دوسرے کو حق اور اسلام کی نصیحت کرے، اپنی فکر کو نشوونما دے، اپنے اخلاق و آداب کو عملاً جاری کرے اور اس سوسائٹی کے افراد ایک دوسرے کے ساتھ اسلامی رنگ میں زندہ رہیں۔ اسلام کے لئے زندہ ہوں، اسلام کے محافظ ہوں، اسلام کے داعی ہوں۔ اور اہل جاہلیت میں سے جن کو وہ اپنی سوسائٹی کی طرف بلائیں ان کو نظر آئے کہ ان لوگوں کی جماعت اور ان کی سوسائٹی کے اندر ایک زندہ اسلام ہے تاکہ وہ اندھیروں سے اللہ

Marfat.com

کے حکم سے نور کی طرف نکل آئیں اور یہ سوسائٹی اسی طرح بڑھتی رہے کہ اللہ اسلامی انقلاب برپا کردے اور پھر آئندہ اسلامی انقلاب کے رنگ میں اس جماعت اور اس کے زیر تربیت آئندہ نسلیں تیار ہوں، اور اس کے لیے پہلی سیڑھی یہ ہے کہ مسلمان کو ایک نیک مسلمان خاتون تلاش کرنی ہے۔

بَابُ اِسْتِحْبَابِ نِكَاحِ الْبِكْرِ

باب: کنواری لڑکی سے نکاح کرنے کا استحباب

1118-وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَقِيتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا جَابِرُ تَزَوَّجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِكْرٌ أَمْ ثَيِّبٌ قُلْتُ ثَيِّبٌ قَالَ فَهَلَّا بِكْرًا تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ لِي أَخَوَاتٍ فَخَشِيتُ أَنْ تَدْخُلَ بَيْنِي وَبَيْنَهُنَّ قَالَ فَذَاكَ إِذَنْ إِنَّ الْمَرْأَةَ تُنْكَحُ عَلَى دِينِهَا وَمَالِهَا وَجَمَالِهَا فَعَلَيْكَ بِذَاتِ الدِّينِ تَرِبَتْ يَدَاكَ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مقدسہ میں ایک عورت کے ساتھ نکاح کیا۔ جس وقت میری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی تو ارشاد فرمایا: اے جابر! کیا تم نے شادی رچالی؟ عرض کیا: ہاں! دریافت فرمایا: کنواری سے یا بیوہ سے؟ عرض کیا: بیوہ سے! ارشاد فرمایا: کنواری سے کس وجہ سے نہ کی؟ وہ تم سے کھیلتی اور تم اس سے کھیلتے۔ عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری چند بہنیں ہیں تو مجھے یہ خوف ہوا کہ وہ میری ہمشیروں کی تربیت اور میرے مابین کہیں آڑے نہ آجائے۔ ارشاد فرمایا: پھر تو یہ درست ہے۔ عورت سے اس کے دیندار ہونے، اس کے مال اور جمال کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں تم دیندار والی عورت کو پہلے رکھا کرو۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 8937، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 13248، سنن دارمی: رقم الحدیث: 2271، شرح السنۃ: جز: 1، ص: 550)

1119-حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَارِبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَزَوَّجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ أَبِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا قُلْتُ ثَيِّبًا قَالَ فَأَيْنَ أَنْتَ مِنَ الْعَذَارَى وَلِعَابِهَا قَالَ شُعْبَةُ فَذَكَرْتُهُ لِعَمْرِو بْنِ دِينَارٍ فَقَالَ قَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ جَابِرٍ وَإِنَّمَا قَالَ فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے ایک عورت سے شادی رچائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت کیا: کیا تو نے شادی رچالی ہے؟ عرض کیا: ہاں! ارشاد فرمایا: کنواری سے یا بیوہ سے؟ عرض کیا: بیوہ سے۔ ارشاد فرمایا: تم کنواری لڑکیوں اور ان کی دل ربائیوں سے کس وجہ سے غفلت میں رہے؟ شعبہ کا بیان ہے کہ میں نے اس حدیث کو عمرو بن دینار کے سامنے بیان کیا تو وہ کہنے لگے: میں نے بھی اس حدیث کو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سماعت کیا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا تھا: تم نے ایسی کسی

Marfat.com

لڑکی سے شادی کیونکر نہ رچائی جو تم سے کھیلا کرتی اور تم اس سے کھیلا کرتے۔ (مرجع السابق)

1120-حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ هَلَكَ وَتَرَكَ تِسْعَ بَنَاتٍ أَوْ قَالَ سَبْعَ فَتَزَوَّجْتُ امْرَأَةً ثَيِّبًا فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا جَابِرُ تَزَوَّجْتَ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَبِكْرٌ أَمْ ثَيِّبٌ قَالَ قُلْتُ بَلْ ثَيِّبٌ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ أَوْ قَالَ تُضَاحِكُهَا وَتُضَاحِكُكَ قَالَ قُلْتُ لَهُ إِنَّ عَبْدَ اللهِ هَلَكَ وَتَرَكَ تِسْعَ بَنَاتٍ أَوْ سَبْعَ وَإِنِّي كَرِهْتُ أَنْ آتِيَهُنَّ أَوْ أَجِيئَهُنَّ بِمِثْلِهِنَّ فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَجِيءَ بِامْرَأَةٍ تَقُومُ عَلَيْهِنَّ وَتُصْلِحُهُنَّ قَالَ فَبَارَكَ اللهُ لَكَ أَوْ قَالَ لِي خَيْرًا وَفِي رِوَايَةِ أَبِي الرَّبِيعِ تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ وَتُضَاحِكُهَا وَتُضَاحِكُكَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ وصال فرما گئے تو وہ نو یا سات صاحبزادیوں کو چھوڑ گئے تو میں نے کسی بیوہ عورت سے شادی رچالی۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے جابر! کیا تم نے شادی رچالی ہے؟ میں عرض گزار ہوا: ہاں! ارشاد فرمایا: کنواری سے یا بیوہ سے؟ عرض کیا: بلکہ بیوہ سے۔ ارشاد فرمایا: تم نے کسی کنواری لڑکی کے ساتھ کیونکر شادی نہ رچائی؟ تم اس سے کھیلا کرتے وہ تم سے کھیلا کرتی۔ یا تم سے دل لگی کرتی اور تم اس سے۔ میں عرض گزار ہوا: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ شہادت نوش فرما گئے تھے اور انہوں نے نو یا سات صاحبزادیوں کو چھوڑا تھا اور میں نے یہ بات پسند نہ کی کہ میں ان لڑکیوں کے آگے ان کی عمر کی لڑکی سے شادی رچا کر آتا میں نے ایسا چاہا کہ میں نکاح کر کے نگہبانی کرنے والی عورت کو لے آؤں۔ ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ تم کو برکت عطا فرمائے یا میرے لئے کوئی دوسرا کلمہ ارشاد فرمایا۔ اور دوسری روایت میں یہ ہے تم ان سے کھیلتے وہ تم سے اور تم ان سے دل لگی کرتے وہ تم سے دل لگی کرتی۔ (مرجع السابق)

1121-وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ نَكَحْتَ يَا جَابِرُ وَسَاقَ الْحَدِيثَ إِلَى قَوْلِهِ امْرَأَةٍ تَقُومُ عَلَيْهِنَّ وَتَمْشُطُهُنَّ قَالَ أَصَبْتَ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے جابر! کیا تم نے شادی رچا لی ہے۔ آگے پچھلی حدیث کی مانند ہے۔ آخر میں ہے میں نے ایسی خاتون سے نکاح کیا جو میری ہمشیروں کی کنگھی کرے، ان کا خیال رکھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پھر تو ٹھیک کیا ہے۔ (مرجع السابق)

1122-حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ سَيَّارٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ فَلَمَّا أَقْبَلْنَا تَعَجَّلْتُ عَلَى بَعِيرٍ لِي قَطُوفٍ فَلَحِقَنِي رَاكِبٌ خَلْفِي فَنَخَسَ بَعِيرِي بِعَنَزَةٍ كَانَتْ مَعَهُ فَانْطَلَقَ بَعِيرِي كَأَجْوَدِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنَ الْإِبِلِ

Marfat.com

فَالْتَفَتُّ فَإِذَا أَنَا بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا يُعْجِلُكَ يَا جَابِرُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي حَدِيثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ فَقَالَ أَبِكْرًا تَزَوَّجْتَهَا أَمْ ثَيِّبًا قَالَ قُلْتُ بَلْ ثَيِّبٌ قَالَ هَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ قَالَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ فَقَالَ أَمْهِلُوا حَتّٰى نَدْخُلَ لَيْلًا أَيْ عِشَاءً كَيْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيبَةُ قَالَ وَقَالَ إِذَا قَدِمْتَ فَالْكَيْسَ الْكَيْسَ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت جہاد سے لوٹ رہے تھے۔ تو میرا اونٹ کابل پڑ گیا تھا۔ میں اسے تیز چلانے کی کوشش کر رہا تھا کہ اچانک پیچھے سے ایک سوار نے میرے اونٹ کو چھڑی دے ماری۔ اس پر وہ اس قدر سرعت انگیزی سے چلنے لگ گیا کہ تو نے ایسا کبھی سرعت انگیزی والا اونٹ دیکھا نہ ہوگا۔ میں نے گھوم کر جو دیکھا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی تھے۔ ارشاد فرمایا: اے جابر! تم کو جلدی کیونکر ہے؟ عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میری تازہ تازہ شادی ہوئی ہے۔ ارشاد فرمایا: کنواری سے رچائی یا بیوہ سے؟ عرض کیا: بیوہ سے۔ ارشاد فرمایا: کسی کنواری کے ساتھ کیونکر نہ رچائی! تم اس کے ساتھ کھیلا کرتے وہ تمہارے ساتھ کھیلا کرتی۔ راوی نے فرمایا کہ جس وقت ہم مدینہ منورہ پہنچ گئے اور گھر کے اندر جانے لگے کہ ارشاد فرمایا: رک جاؤ رات کو ہو جانے دو اس لئے کہ جس عورت کے بال بکھرے ہوئے ہوں وہ کنگھی کر لے اور جس عورت کا خاوند باہر گیا ہوا ہو وہ اپنے فرج کے بالوں کا صفایا کر لے۔ ارشاد فرمایا: جب تم جاؤ تو سمجھداری دکھانا۔ (صحیح البخاری: رقم الحدیث: 4844، مسند احمد: رقم الحدیث: 44367، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 40)

1123-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الْمَجِيدِ الثَّقَفِيَّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ فَأَبْطَأَ بِي جَمَلِي فَأَتٰى عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي يَا جَابِرُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ مَا شَأْنُكَ قُلْتُ أَبْطَأَ بِي عَلَيَّ جَمَلِي وَأَعْيَا فَتَخَلَّفْتُ فَنَزَلَ فَحَجَنَهُ بِمِحْجَنِهِ ثُمَّ قَالَ ارْكَبْ فَرَكِبْتُ فَلَقَدْ رَأَيْتُنِي أَكُفُّهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَتَزَوَّجْتَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ أَبِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا فَقُلْتُ بَلْ ثَيِّبٌ قَالَ فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ قُلْتُ إِنَّ لِي أَخَوَاتٍ فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَتَزَوَّجَ امْرَأَةً تَجْمَعُهُنَّ وَتَمْشُطُهُنَّ وَتَقُومُ عَلَيْهِنَّ قَالَ أَمَا إِنَّكَ قَادِمٌ فَإِذَا قَدِمْتَ فَالْكَيْسَ الْكَيْسَ ثُمَّ قَالَ أَتَبِيعُ جَمَلَكَ قُلْتُ نَعَمْ فَاشْتَرَاهُ مِنِّي بِأُوقِيَّةٍ ثُمَّ قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدِمْتُ بِالْغَدَاةِ فَجِئْتُ الْمَسْجِدَ فَوَجَدْتُهُ عَلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ الْآنَ حِينَ قَدِمْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَدَعْ جَمَلَكَ وَادْخُلْ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ قَالَ فَدَخَلْتُ فَصَلَّيْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ فَأَمَرَ بِلَالًا أَنْ يَزِنَ لِي أُوقِيَّةً فَوَزَنَ لِي بِلَالٌ فَأَرْجَحَ فِي الْمِيزَانِ قَالَ فَانْطَلَقْتُ فَلَمَّا وَلَّيْتُ قَالَ ادْعُ لِي جَابِرًا فَدُعِيتُ فَقُلْتُ الْآنَ يَرُدُّ عَلَيَّ الْجَمَلَ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْهُ فَقَالَ خُذْ جَمَلَكَ وَلَكَ ثَمَنُهُ

Marfat.com

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی معیت ایک جہاد میں شریک ہوا میرا اونٹ کاہلی سے چلتا جارہا تھا۔ تو میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جلوہ گر ہوئے۔ ارشاد فرمایا: اے جابر! میں عرض گزار ہوا: ہاں! ارشاد فرمایا: کیا حال چال ہے؟ میں عرض گزار ہوا: میرا اونٹ کاہلی کے ساتھ چل رہا ہے اور مجھے اس نے تھکا ڈالا ہے۔ اور میں پیچھے ہوگیا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سواری سے اتر کر اپنی ڈھال کے ساتھ اس کو چھڑی کی مانند مارا اس کے بعد ارشاد فرمایا: ذرا اب سوار ہونا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! میں نے دیکھا کہ اب میں اس اونٹ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اونٹ سے آگے بڑھ جانے سے روکا کرتا تھا۔ ارشاد فرمایا: کیا تم نے شادی رچالی ہے؟ عرض کیا: ہاں! ارشاد فرمایا: کنواری سے یا بیوہ سے۔ عرض کیا: نہیں بلکہ بیوہ کے ساتھ۔ ارشاد فرمایا: کسی کنواری لڑکی کے ساتھ کیونکر نہ رچائی! تم اس سے ملاعبت کرتے وہ تم سے ملاعبت کرتی۔ میں عرض گزار ہوا: میری چند ہمشیریں ہیں میں نے چاہا کہ میں ایسی عورت سے شادی رچاؤں جوان کی دیکھ بھال کرے اور ان کے بالوں کو درست کرے۔ ارشاد فرمایا: تو اب تم گھر کو جارہے ہو۔ جس وقت تم گھر کو پہنچ جاؤ تو سمجھداری دکھانا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم نے ایسا اونٹ فروخت کرنا ہے۔ میں عرض گزار ہوا: ہاں! پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس اونٹ کو مجھ سے ایک اوقیہ چاندی کے بدلہ میں لے لیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پہنچ چکے اور میں بھی بوقت صبح پہنچ گیا۔ میں مسجد میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسجد کے دروازہ پر جلوہ فگن تھے۔ ارشاد فرمایا: تم ابھی آئے ہو۔ عرض کیا: ہاں! ارشاد فرمایا: اپنے اونٹ کو چھوڑ کر مسجد میں دو رکعتیں نماز ادا کرلو۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے مسجد میں جاکر دو رکعتیں نماز ادا فرمائی۔ جس وقت لوٹا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ وہ مجھے ایک اوقیہ چاندی وزن کر کے عطا کردے۔ چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے مجھے وزن کر کے چاندی تھمادی۔ اور جھکتا ہوا بھی تول میں عطا کیا۔ راوی فرماتے ہیں کہ میں چاندی لے کر نکل پڑا تو میں نے اس وقت پیٹھ پھیری ہی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جابر کو بلا کرلے آؤ میں نے خیال کیا کہ لگتا ہے مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اونٹ لوٹا دیں گے اور اس اونٹ کا لوٹا دینا مجھے سخت ناپسند تھا۔ میں اسی خیال میں تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے اونٹ کو بھی لے جاؤ اور اس کی قیمت بھی اپنے پاس رکھ لو۔ (مرجع السابق)

1124- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ حَدَّثَنَا اَبُوْ نَضْرَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا فِيْ مَسِيْرٍ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا عَلٰى نَاضِحٍ لِّيْ اِنَّمَا هُوَ فِيْ اُخْرَيَاتِ النَّاسِ قَالَ فَضَرَبَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ قَالَ نَخَسَهٗ اُرَاهُ قَالَ بِشَيْءٍ كَانَ مَعَهٗ قَالَ فَجَعَلَ بَعْدَ ذٰلِكَ يَتَقَدَّمُ النَّاسَ يُنَازِعُنِيْ حَتّٰى اِنِّيْ لَاَكُفُّهٗ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَبِيْعُنِيْهِ بِكَذَا وَكَذَا وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَكَ قَالَ قُلْتُ هُوَ لَكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَالَ اَتَبِيْعُنِيْهِ بِكَذَا وَكَذَا وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَكَ قَالَ قُلْتُ هُوَ لَكَ قَالَ وَقَالَ لِيْ اَتَزَوَّجْتَ بَعْدَ اَبِيْكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ ثَيِّبًا اَمْ بِكْرًا قَالَ قُلْتُ ثَيِّبًا قَالَ فَهَلَّا تَزَوَّجْتَ بِكْرًا تُضَاحِكُهَا وَتُضَاحِكُكَ وَتُلَاعِبُكَ وَتُلَاعِبُهَا قَالَ اَبُوْ نَضْرَةَ فَكَانَتْ كَلِمَةً يَقُوْلُهَا الْمُسْلِمُوْنَ افْعَلْ كَذَا وَكَذَا وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَكَ

Marfat.com

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت ایک سفر سے لوٹ رہے تھے میں اس وقت پانی پلانے والے ایک اونٹ کے اوپر سوار تھا۔ جو کہ سب سے پیچھے پیچھے تھا۔ راوی نے فرمایا کہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی ایسی چیز کے ساتھ مارا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھی۔ وہ اونٹ اس سے ساری سواریوں سے سبقت کر گیا۔ میں اس کو روک لینے کی لاکھ کوشش کر رہا تھا مگر وہ میرے ہتھے ہی نہ چڑھ رہا تھا۔ راوی نے فرمایا کہ دوبار مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم مجھے یہ اونٹ اس قدر قیمت پر بیچو گے؟ اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرمائے۔ میں عرض کرتا رہا: وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! پھر ارشاد فرمایا: تم نے اپنے والد کے وصال کے بعد شادی رچالی ہے؟ میں عرض گزار ہوا: ہاں! ارشاد فرمایا: کنواری سے یا بیوہ سے؟ عرض کیا: بیوہ سے۔ ارشاد فرمایا: کنواری عورت سے کیونکر نہ کی۔ تم اس کے ساتھ ملاعبت کرتے وہ تمہارے ساتھ۔ ابونضرہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ مسلمانوں کا تقیہ کلام ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ تم یوں کرو اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرمائے۔ (مرجع السابق)

تشریح:

باب مذکورہ بالا میں کنواری عورت سے نکاح کی ترغیب دی گئی ہے، لہٰذا ہم پہلے نکاح اور پھر کنواری عورت سے نکاح کے متعلق بحث کرتے ہیں، مفتی احمد یار خاں نعیمی فرماتے ہیں:

"نکاح نکح سے بنا بمعنی ضم یعنی ملنا، چونکہ نکاح کی وجہ سے دو شخص یعنی خاوند و بیوی دائمی مل کر زندگی گزارتے ہیں بلکہ نکاح سے عورت و مرد کے خاندان بلکہ نکاح سے کبھی دو ملک مل جاتے ہیں اس لیے اسے نکاح کہتے ہیں۔ اصطلاح شریعت میں یہ لفظ مشترک ہے صحبت و عقد دونوں پر بولا جاتا ہے، نکاح کا رکن زوجین کا ایجاب و قبول ہے، شرط دو گواہ۔ نکاح اور ایمان یہ دو ایسی عبادتیں ہیں جو آدم علیہ السلام سے شروع ہوئیں اور تا قیامت رہیں گی، نکاح بہترین عبادت ہے کہ اس سے نسل انسانی کا بقا ہے یہ ہی صالحین و ذاکرین و عابدین کی پیدائش کا ذریعہ ہے۔ نکاح انسان مرد کا صرف انسان عورت ہی سے ہو سکتا ہے نہ جن سے ہو سکتا ہے نہ دریائی انسان سے نہ کسی جانور سے کیونکہ نکاح میں ہم جنس ہونا شرط ہے۔ (درمختار، شامی) جنت میں انسان مردوں کا نکاح حوروں سے یہ وہاں کی خصوصیات سے ہے، ورنہ حوریں انسان یعنی اولاد آدم نہیں اس لیے آدم علیہ السلام کو جب جنت میں رکھا گیا تو انہیں وہاں کے پھل وغیرہ کھانے کی تو اجازت تھی مگر حوروں کو ہاتھ لگانے کی اجازت نہ تھی بلکہ ان کی ہم جنس بی بی حوا پیدا فرمائی گئیں، نیز ادریس علیہ السلام اور شہدا کی روحیں جو جنت میں ہیں انہیں وہاں کھانے پینے کی اجازت ہے مگر حوروں کی اجازت نہیں یہ اجازت بعد قیامت ہوگی کیونکہ قیامت سے پہلے نکاح کے لیے جنسیت شرط ہے۔ حسن ابن زیاد کا قول ہے کہ انسان مرد کا نکاح جنی عورت سے جائز ہے اس کے عکس نہیں مگر اس "پر" فتویٰ نہیں۔ (درمختار) خیال رہے کہ نکاح بحالت سکون سنت ہے اور اندیشہ زنا یعنی زیادتی جوش کی حالت میں فرض اور نامرد پر جرم جو عورت کے خرچہ پر قادر نہ ہو یا جو ظلم کا صحیح اندیشہ کرتا ہو اس کے لیے مکروہ۔ (مرقات، اشعہ، لمعات، و درمختار وغیرہ)

حضرت عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے جوانو کی جماعت ا۔ تم میں سے جو نکاح کی طاقت رکھے وہ ضرور نکاح کرے ۲۔ کیونکہ نکاح نگاہ نیچی کرنے والا ہے اور شرمگاہ کا محافظ ۳۔ اور جو طاقت نہ رکھے وہ

Marfat.com

روزے لازم کرے کہ یہ روزے اس کی حفاظت ہیں ۴؎۔ (مسلم، بخاری)

شرح:

۱؎ بلوغ سے لے کر تیس سال کی عمر جوانی کی ہے، شوافع کے نزدیک چالیس سال تک جوانی ہے، انسانی عمر کی حدود اوران کے نام ہماری تصنیف حاشیۃ القرآن میں دیکھئے۔ جوانوں سے اسی لیے خطاب فرمایا کہ اگلا مضمون ان ہی کے لائق ہے۔

۲؎ یہاں مضاف پوشیدہ ہے یعنی جو نکاح کے مصارف کی طاقت رکھے یہ امر نسبت کے لیے ہے۔ یعنی جس میں نکاح کے مصارف برداشت کرنے کی طاقت ہو وہ نکاح کرے، یہ حدیث احناف کی دلیل ہے کہ نوافل سے نکاح افضل ہے، شوافع کے ہاں نوافل میں مشغول رہنا نکاح سے افضل ہے۔

۳؎ یعنی بیوی والا آدمی پاک دامن و نیک ہوتا ہے نہ تو غیر عورتوں کو تکتا ہے، نہ اس کا دل بدکاری کی طرف مائل ہوتا ہے، غرضیکہ نکاح آدمی کے لیے حفاظتی قلعہ ہے۔

۴؎ یعنی روزہ انسان کی شہوت کو اس طرح مار دیتا ہے جیسے خصی کر دینا، کیونکہ بھوک سے نفس ضعیف ہوتا ہے اور شہوت قوت نفس سے زیادہ ہوتی ہے۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ نفس کو توڑنے کے لیے بھوک سے زیادہ کوئی چیز نہیں اسی لیے قریبًا ہر دین میں روزہ کا حکم ہے۔

روایت ہے حضرت سعد ابن ابی وقاص سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان ابن مظعون کو بے نکاح رہنے کی اجازت نہ دی ۱؎ اگر آپ انہیں اس کی اجازت دے دیتے تو ہم خصی ہو جاتے ۲؎۔ (مسلم، بخاری)

شرح:

۱؎ یعنی حضرت عثمان ابن مظعون نے جو سرداران مہاجرین سے ہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے ترک دنیا کی زندگی گزارنے کی اجازت چاہی کہ نکاح نہ کریں ساری عمر عبادات و ریاضات میں گزاریں، حضور علیہ السلام نے اس سے منع فرما دیا۔ خیال رہے تبتل بنا ہے تبل سے بمعنی انقطاع و علیحدگی، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَ تَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا" اب دنیا سے علیحدگی کو تبل کہا جاتا ہے، اسی سے ہے بتول حضرت مریم علیہا السلام کو بتول کہتے ہیں کہ وہ نکاح سے علیحدہ رہیں، فاطمہ زہرا کا لقب بھی بتول ہے کہ آپ دنیاوی الجھنوں سے علیحدہ رہیں کبھی دنیا میں دل نہ لگایا۔

۲؎ یا تو خصی ہونے سے ظاہری معنے مراد ہیں کہ ہم لوگ ترک دنیا کے لیے خود کو خصی کر لیتے ہیں شاید ان بزرگوں کو اس وقت یہ مسئلہ معلوم نہ تھا کہ انسان کو اور حرام جانوروں کو خصی کرنا حرام ہے اور حلال جانوروں کا خصی کرنا ان کے بچپن میں جائز ہے بڑے ہونے پر حرام اس لیے یہ فرما رہے ہیں، یا خصی ہونے سے مراد ہے بالکل ہی عورتوں سے علیحدگی یعنی ہم گویا خصی ہو جاتے۔ (لمعات و مرقات) یہ حدیث بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل ہے کہ نوافل سے نکاح افضل ہے۔ حدیث شریف میں نکاح کے بڑے فضائل وارد ہوئے ہیں خود ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل بتا رہا ہے کہ نکاح اعلیٰ عبادت ہے ورنہ حضور ترک دنیا کی زندگی گزارتے لہٰذا قول امام اعظم بہت قوی ہے۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج5، کتاب النکاح)

کن عورتوں سے نکاح کیا جائے:

"روایت ہے حضرت معقل ابن یسار سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ محبت کرنے والی بچے جننے والی عورتوں سے نکاح کروا۔ کیونکہ میں تمہاری وجہ سے امتوں پر فخر کروں گا ۲۔ (ابوداؤد، نسائی)

شرح:

ا۔ کیونکہ زوجین کی محبت سے گھر کی آبادی ہے اور بچوں کی پیدائش سے مقصود نکاح کا حصول ہے، زوجین کی عداوت گھر تباہ کر دیتی ہے، خیال رہے کہ بیوہ عورت کے یہ دونوں وصف اس کی گزشتہ زندگی سے معلوم ہوں گے اور کنواری کے یہ اوصاف اس کی خاندانی عورتوں سے ظاہر ہوں گے کیونکہ اکثر لڑکیاں اپنی خاندانی عورتوں سے پہچانی جاتی ہیں۔ (اشعہ)

۲۔ یعنی کل قیامت میں مجھے اس چیز سے بہت خوشی ہوگی کہ میری امت تمام امتوں سے زیادہ ہو اور ان شاء اللہ ایسا ہی ہوگا، اہل جنت کی کل ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں سے اسی صفیں امت رسول ﷺ کی ہوں گی اور چالیس صفیں سارے نبیوں کے امتی، بلکہ دنیا میں بھی کثرت تعداد ترقی قوم کا ذریعہ ہے آج کثرت رائے سے سلطنت وزارت وغیرہ بنتی ہیں۔ مرقات نے اس حدیث کا یہ مطلب بھی بتایا کہ محبت والی بچے جننے والی عورتوں کو نکاح میں رکھو کہ اگر ایسی عورت میں اور کوئی دوسری شکایت بھی ہوں تو اس کی پرواہ نہ کرو محبت و اولاد اللہ کی بڑی نعمت ہے۔" (مرآۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج5، کتاب النکاح)

کنواری عورت سے نکاح کرنا:

"روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک جہاد میں تھے تو جب ہم لوٹے مدینہ منورہ سے قریب ہوئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نیا شادی شدہ ہوں ا۔ فرمایا کیا تم نے نکاح کر لیا میں نے عرض کیا ہاں فرمایا کنواری سے یا بیوہ سے میں نے کہا بلکہ بیوہ سے، فرمایا کنواری سے کیوں نہ کیا کہ اس سے پوری الفت کرتے وہ تم سے پوری محبت کرتی ۲۔ پھر جب ہم پہنچ گئے اور گھر جانے لگے تو فرمایا ٹھہرو تا کہ ہم رات میں یعنی عشاء کے وقت داخل ہوں ۳۔ تا کہ پراگندا بال کنگھی سے سلجھائے جائیں اور پوشیدہ جگہ صاف کر لی جائے لوہے سے ۴۔ (مسلم، بخاری)

شرح:

ا۔ کسی وجہ سے نبی کریم ﷺ نے حضرت جابر کے نکاح میں شرکت نہ کی ہوگی اور انہوں نے ابھی تک حضور انور ﷺ کو اس کی خبر نہ کی تھی اس کا موقعہ نہ ملا تھا ورنہ علی العموم صحابہ کرام ایسے موقعوں میں حضور ﷺ کی شرکت ضروری سمجھتے تھے۔

۲۔ یعنی بہتر تھا کہ تم کسی کنواری عورت سے نکاح کرتے کیونکہ بیوہ عورت کے دل میں پہلے خاوند اور پہلی سسرال کا خیال رہتا ہے ذرا سی تکلیف میں ان لوگوں کو یاد کرتی ہے اس لیے خاوند سے الفت جیسی کنواری عورت کو ہوتی ہے ویسے بیوہ کو نہیں ہوتی۔ حضور ﷺ کا خود آپ بیوگان سے نکاح فرمانا دوسری مصلحتوں کی بنا پر تھا، حضور انور ﷺ نے سوائے عائشہ صدیقہ کے کسی کنواری بیوی سے نکاح نہ کیا۔ اس حدیث سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ کنواری لڑکی سے نکاح کرنا مستحب ہے یہ ہی فقہاء فرماتے ہیں، دوسرے یہ کہ اپنی

Marfat.com

عورت سے ملاعبت وخوش طبعی بہتر ہے کہ اس میں صدہا حکمتیں ہیں۔

۳۔ یعنی اپنے گھر، اپنے مدینہ پہنچ جانے کی اطلاع تو بھیج دو، مگر رات آنے سے پہلے خود نہ جاؤ، جس حدیث میں فرمایا کہ رات میں سفر سے واپس گھر نہ پہنچو، وہاں بغیر اطلاع پہنچنا مراد ہے سنت یہ ہے کہ مسافر پہلے اپنے گھر اپنی آمد کی اطلاع بھیجے پھر وہاں پہنچے۔

۴۔ یعنی اس تاخیر میں مصلحت یہ ہے کہ تمہاری بیوی تمہاری آمد کی اطلاع پا کر نہا دھولے گی بالوں میں کنگھی، اندرونی صفائی کرلے گی جس سے تم اسے اچھی حالت میں پاؤ گے اور اس سے آپس کی محبت بڑھے گی، کبھی اچانک گھر پہنچ جانے سے بیوی کو ایسی حالت میں دیکھنا ہوتا ہے کہ طبیعت میں گھن ونفرت پیدا ہوجاتی ہے۔ خیال رہے کہ عموماً عورتیں استرے سے اندرونی صفائی نہیں کرتیں بلکہ چونا وغیرہ سے کرتی ہیں اسی لیے محدثین نے تستحد سے مرادلیا ہے چونا وغیرہ سے صفائی کرلینا۔ اس حدیث سے اشارۃً معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کو اندرونی صفائی کے لیے استرہ کا استعمال کرنا جرم نہیں۔" (مرآۃ المناجیح، شرح مشکوۃ المصابیح، ج5، کتاب النکاح)

بَابُ الْوَصِيَّةِ بِالنِّسَآءِ

باب: عورتوں کے متعلق وصیت

1125-حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ اَبِيْ عُمَرَ وَاللَّفْظُ لِابْنِ اَبِيْ عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمَرْاَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ لَنْ تَسْتَقِيْمَ لَكَ عَلٰى طَرِيْقَةٍ فَاِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَبِهَا عِوَجٌ وَّاِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهَا كَسَرْتَهَا وَكَسْرُهَا طَلَاقُهَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عورت (ٹیڑھی) پسلی سے پیدا کی گئی ہے وہ سیدھا کر لینے سے بھی سیدھی نہیں ہوگی۔ اس سے اگر تم نفع لینا چاہتے ہو تو پھر اس کے ٹیڑھے پن کے باوجود اس سے نفع اٹھاؤ، اگر تم اسے سیدھا کرنے لگو گے تو پھر اسے توڑ ڈالو گے۔ اور اس کا توڑنا طلاق دینا ہے۔ (مستدرک: رقم الحدیث: 7334، معجم الاوسط: رقم الحدیث: 283، سنن البیہقی الکبری: رقم الحدیث: 14500، شعب الایمان: رقم الحدیث: 8349)

1126-وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ مَيْسَرَةَ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَاِذَا شَهِدَ اَمْرًا فَلْيَتَكَلَّمْ بِخَيْرٍ اَوْلِيَسْكُتْ وَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا فَاِنَّ الْمَرْاَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ وَّاِنَّ اَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ اَعْلَاهُ اِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهٗ كَسَرْتَهٗ وَاِنْ تَرَكْتَهٗ لَمْ يَزَلْ اَعْوَجَ اسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس آدمی کا رب تعالیٰ، روز جزاء پر ایمان ہو وہ جس وقت کسی چیز کو دیکھے تو یا تو اچھی بات کہہ دے یا پھر سکوت اختیار کرے۔ عورتوں کے ساتھ خیر خواہی کرو اس لئے کہ عورت کو (ٹیڑھی) پسلی سے پیدا کیا گیا ہے اور پسلی کا اوپر والا حصہ زیادہ ٹیڑھا ہے اگر تم اس کو سیدھے کرنے میں لگ جاؤ گے تو توڑ ڈالو گے اور اگر

تم نے اسے یونہی چھوڑ دیا تو وہ ہمیشہ کے لئے ٹیڑھی ہی رہے گی عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ (معجم الاوسط: رقم الحدیث: 283، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 14499، شرح السنۃ: ج: 1، ص: 566، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 3084)

1127-وَحَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسَى الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا عِيْسَى يَعْنِي ابْنَ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ يَعْنِيْ بْنَ جَعْفَرٍ عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ أَبِيْ أَنَسٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً إِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ أَوْ قَالَ غَيْرَهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی مومن مرد کسی مومنہ عورت سے نفرت نہ کرے اگر وہ کسی ایک عادت سے خوش نہیں تو اس کی دوسری خصلت کے باعث مسرت حاصل کرے۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 14504، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 4493، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث: 6418، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 566)

1128-وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ أَبِيْ أَنَسٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل مروی ہے۔

1129-حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ مَعْرُوْفٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ أَبَا يُوْنُسَ مَوْلَى أَبِيْ هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا حَوَّاءُ لَمْ تَخُنْ أُنْثَى زَوْجَهَا الدَّهْرَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر حضرت حوا رضی اللہ عنہا خائنہ نہ ہوتیں تو کوئی بھی عورت کسی مرد سے خائن نہ ہوتی۔ (مستدرک: رقم الحدیث: 7341، شرح السنۃ: ج: 1، ص: 567، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 3083، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 4503)

1130-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا بَنُوْ إِسْرَائِيْلَ لَمْ يَخْبُثِ الطَّعَامُ وَلَمْ يَخْنَزِ اللَّحْمُ وَلَوْلَا حَوَّاءُ لَمْ تَخُنْ أُنْثَى زَوْجَهَا الدَّهْرَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر بنی اسرائیل نہ ہوتے تو کبھی بھی کوئی کھانا اور گوشت خراب نہ ہوتا اور اگر حضرت حوا رضی اللہ عنہا خائنہ نہ ہوتیں تو کوئی بھی عورت کبھی اپنے شوہر سے خیانت نہ کرتی۔ (مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 4502، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 7689، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 254، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 3147)

1131-حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ أَخْبَرَنِيْ

شُرَحْبِيلُ بْنُ شَرِيكٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَّخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دنیا متاع ہے اور دنیا کی بہترین متاع نیک عورت ہے۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 5344، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 1845، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 13246، سنن النسائی: رقم الحدیث: 3180)

1132-وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمَرْاَةَ كَالضِّلَعِ اِذَا ذَهَبْتَ تُقِيمُهَا كَسَرْتَهَا وَاِنْ تَرَكْتَهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيهَا عِوَجٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عورت پسلی کی مانند ہے اگر تم اسے سیدھا کرنے لگ جاؤ گے تو پھر توڑ ڈالو گے اور اگر تم نے اسے اسی کے حال پر چھوڑ دیا تو اس کے ٹیڑھے پن کے ہوتے ہوئے بھی اس سے نفع حاصل کرتے رہو گے۔ (مرجع السابق)

1133-وَحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ كِلَاهُمَا عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ اِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ اَخِي الزُّهْرِيِّ عَنْ عَمِّهِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ سَوَاءً

دوسری سند سے بھی یونہی مروی ہے۔ (مرجع السابق)

تشریح:

باب مذکورہ بالا میں یہ بتایا گیا ہے کہ عورتوں سے حسن سلوک سے پیش آنا چاہیے، شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمۃ نے اس کی بابت بہت اچھی تحریر فرمائی ہے، فرماتے ہیں:

"بیوی کے حقوق:

اللہ تعالیٰ نے جس طرح مردوں کے کچھ حقوق عورتوں پر لازم فرمائے ہیں اسی طرح عورتوں کے بھی کچھ حقوق مردوں پر لازم ٹھہرا دیئے ہیں۔ جن کا ادا کرنا مردوں پر فرض ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ (پ2، البقرہ:228)

یعنی عورتوں کے مردوں کے اوپر اسی طرح کچھ حقوق ہیں جس طرح مردوں کے عورتوں پر اچھے برتاؤ کے ساتھ۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم میں اچھے لوگ وہ ہیں جو عورتوں کے ساتھ اچھی طرح پیش آئیں۔

(مشکوۃ المصابیح، کتاب النکاح، باب عشرۃ النساء وما لکل واحدۃ من الحقوق، رقم ۳۲۶۴، ج ۲، ص ۲۴۰)

اور حضور علیہ السلام کا یہ بھی فرمان ہے کہ میں تم لوگوں کو عورتوں کے بارے میں وصیت کرتا ہوں لہٰذا تم لوگ میری وصیت کو قبول

Marfat.com

کرو۔ (صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب خلق آدم صلوات اللہ علیہ الخ، رقم ۳۳۳۱، ج ۲، ص ۴۱۲)

اور ایک حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ کوئی مومن مرد کسی مومنہ عورت سے بغض ونفرت نہ رکھے کیونکہ اگر عورت کی کوئی عادت بری معلوم ہوتی ہو تو اس کی کوئی دوسری عادت پسندیدہ بھی ہوگی۔ (صحیح مسلم، کتاب الرضاع۔ ۱۸۔ باب الوصیۃ بالنساء، رقم ۱۴۶۹، ص ۷۷۵)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ایسا نہیں ہوگا کہ کسی عورت کی تمام عادتیں خراب ہی ہوں بلکہ اس میں کچھ اچھی کچھ بری ہر قسم کی عادتیں ہوں گی تو مرد کو چاہے کہ عورت کی صرف خراب عادتوں ہی کو نہ دیکھتا رہے بلکہ خراب عادتوں سے نظر پھرا کر اس کی اچھی عادتوں کو بھی دیکھا کرے۔ بہر حال اللہ عزوجل ورسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کے کچھ حقوق مردوں کے اوپر لازم قرار دے دیئے ہیں۔ لہٰذا ہر مرد پر ضروری ہے کہ نیچے لکھی ہوئی ہدایتوں پر عمل کرتا رہے ورنہ خدا کے دربار میں بہت بڑا گنہگار اور برادری اور سماج کی نظروں میں ذلیل وخوار ہوگا۔

(۱) ہر شوہر کے اوپر اس کی بیوی کا یہ حق فرض ہے کہ وہ اپنی بیوی کے کھانے پہننے اور رہنے اور دوسری ضروریات زندگی کا اپنی حیثیت کے مطابق اور اپنی طاقت بھر انتظام کرے اور ہر وقت اس کا خیال رکھے کہ یہ اللہ کی بندی میرے نکاح کے بندھن میں بندھی ہوئی ہے اور یہ اپنے ماں باپ بھائی بہن اور تمام عزیز واقارب سے جدا ہو کر صرف میری ہو کر رہ گئی ہے اور میری زندگی کے دکھ سکھ میں برابر کی شریک بن گئی ہے اس لئے اس کی زندگی کی تمام ضروریات کا انتظام کرنا میرا فرض ہے۔ یاد رکھو! جو مرد اپنی لاپروائی سے اپنی بیویوں کے نان ونفقہ اور اخراجات زندگی کا انتظام نہیں کرتے وہ بہت بڑے گنہگار حقوق العباد میں گرفتار اور قہر قہار وعذاب نار کے سزاوار ہیں۔

(۲) عورت کا یہ بھی حق ہے کہ شوہر اس کے بستر کا حق ادا کرتا رہے۔ شریعت میں اس کی کوئی حد مقرر نہیں ہے مگر کم سے کم اس قدر تو ہونا چاہے کہ عورت کی خواہش پوری ہو جایا کرے اور وہ ادھر ادھر تاک جھانک نہ کرے جو مرد شادی کر کے بیویوں سے الگ تھلگ رہتے ہیں اور عورت کے ساتھ اس کے بستر کا حق نہیں ادا کرتے وہ حق العباد یعنی بیوی کے حق میں گرفتار اور بہت بڑے گنہگار ہیں۔ اگر خدا نہ کرے شوہر کسی مجبوری سے اپنی عورت کے اس حق کو نہ ادا کر سکے تو شوہر پر لازم ہے کہ عورت سے اس کے اس حق کو معاف کرا لے بیوی کے اس حق کی کتنی اہمیت ہے اس بارے میں حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ بہت زیادہ عبرت خیز ونصیحت آمیز ہے۔ منقول ہے کہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ رات کو رعایا کی خبر گیری کے لئے شہر مدینہ میں گشت کر رہے تھے اچانک ایک مکان سے دردناک اشعار پڑھنے کی آواز سنی۔ آپ اسی جگہ کھڑے ہو گئے اور غور سے سننے لگے تو ایک عورت یہ شعر بڑے ہی دردناک لہجہ میں پڑھ رہی تھی کہ۔

فَوَ اللّٰہِ لَوْلَا اللّٰہُ تُخْشٰی عَوَاقِبُہٗ لَزُحْزِحَ مِنْ ھٰذَا السَّرِیْرِ جَوَانِبُہٗ

یعنی خدا کی قسم اگر خدا کے عذابوں کا خوف نہ ہوتا تو بلاشبہ اس چارپائی کے کنارے جنبش میں ہو جاتے۔

امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے صبح کو تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ عورت کا شوہر جہاد کے سلسلہ میں عرصہ دراز سے باہر گیا ہوا ہے اور یہ عورت اس کو یاد کر کے رنج وغم میں یہ شعر پڑھتی رہتی ہے امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے دل پر اس کا اتنا گہرا اثر پڑا کہ فوراً ہی آپ نے تمام سپہ سالاروں کو یہ فرمان لکھ بھیجا کہ کوئی شادی شدہ فوجی چار ماہ سے زیادہ اپنی بیوی سے جدا نہ رہے۔

(تاریخ الخلفاء للسیوطی، عمر فاروق رضی اللہ عنہ، فصل فی نبذ من اخبارہ وقضایاہ، ص ۱۱۰)

Marfat.com

(ازدواجی تعلق درحقیقت انسانی تمدّن کی جڑ ہے۔ عورت اور مرد کے تعلق کی درستی پر پورے انسانی تمدّن کی درستی کا اور اس کی خرابی پر پورے انسانی تمدّن کی خرابی کا مدار ہے۔ لہٰذا وہ شخص بدترین مُفْسِد ہے جو اس درخت کی جڑ پر تیشہ چلاتا ہو جس کے قیام پر خود اس کا اور پوری سوسائٹی کا قیام منحصر ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ ابلیس اپنے مرکز سے زمین کے ہر گوشے میں اپنے ایجنٹ روانہ کرتا ہے۔ پھر وہ ایجنٹ واپس آکر اپنی اپنی کارروائیاں سناتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے: میں نے فلاں شر کھڑا کیا۔ مگر ابلیس ہر ایک سے کہتا جاتا ہے کہ تو نے کچھ نہ کیا۔ پھر ایک آتا ہے اور اطلاع دیتا ہے کہ میں ایک عورت اور اس کے شوہر میں جدائی ڈال آیا ہوں۔ یہ سن کر ابلیس اس کو گلے لگا لیتا ہے اور کہتا ہے کہ تو کام کر کے آیا ہے۔ اس حدیث پر غور کرنے سے یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آجاتی ہے کہ بنی اسرائیل کی آزمائش کو جو فرشتے بھیجے گئے تھے، انہیں کیوں حکم دیا گیا کہ عورت اور مرد کے درمیان جدائی ڈالنے کا "عمل" ان کے سامنے پیش کریں۔ دراصل یہی ایک ایسا پیمانہ تھا جس سے ان کے اخلاقی زوال کو ٹھیک ٹھیک ناپا جاسکتا تھا)

(۳) عورت کو بلا کسی بڑے قصور کے کبھی ہرگز ہرگز نہ مارے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص عورت کو اس طرح نہ مارے جس طرح اپنے غلام کو مارا کرتا ہے پھر دوسرے وقت اس سے صحبت بھی کرے۔

(صحیح البخاری، کتاب النکاح۔ ۹۴۔ باب ما یکرہ من ضرب النساء، رقم ۵۲۰۴، ج ۳، ص ۴۶۵)

ہاں البتہ اگر عورت کوئی بڑا قصور کر بیٹھے تو بدلہ لینے یا دکھ دینے کے لئے نہیں بلکہ عورت کی اصلاح اور تنبیہ کی نیت سے شوہر اس کو مار سکتا ہے مگر مارنے میں اس کا پوری طرح دھیان رہے کہ اس کو شدید چوٹ یا زخم نہ پہنچے۔

فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو چار باتوں پر سزا دے سکتا ہے اور وہ چار باتیں یہ ہیں:

(۱) شوہر اپنی بیوی کو بناؤ سنگھار اور صفائی ستھرائی کا حکم دے لیکن پھر بھی وہ پھوہڑ اور میلی کچیلی بنی رہے۔

(۲) شوہر صحبت کرنے کی خواہش کرے اور بیوی بلا کسی عذر شرعی منع کرے۔

(۳) عورت حیض اور جنابت سے غسل نہ کرتی ہو۔

(۴) بلا وجہ نماز ترک کرتی ہو۔ (الفتاویٰ القاضی خان، کتاب النکاح، فصل فی حقوق الزوجیۃ، ج ۱، ص ۲۰۳)

ان چاروں صورتوں میں شوہر کو چاہئے کہ پہلے بیوی کو سمجھائے اگر مان جائے تو بہتر ہے ورنہ ڈرائے دھمکائے۔ اگر اس پر بھی نہ مانے تو اس شرط کے ساتھ مارنے کی اجازت ہے کہ منہ پر نہ مارے۔ اور ایسی سخت مار نہ مارے کہ ہڈی ٹوٹ جائے یا بدن پر زخم ہو جائے۔

(۴) میاں بیوی کی خوشگوار زندگی بسر ہونے کے لئے جس طرح عورتوں کو مردوں کے جذبات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے اسی طرح مردوں کو بھی لازم ہے کہ عورتوں کے جذبات کا خیال رکھیں ورنہ جس طرح مرد کی ناراضگی سے عورت کی زندگی جہنم بن جاتی ہے اس طرح عورت کی ناراضگی بھی مردوں کے لئے وبالِ جان بن جاتی ہے۔ اس لئے مرد کو لازم ہے کہ عورت کی سیرت وصورت پر طعنہ نہ مارے اور عورت کے میکا والوں پر بھی طعنہ زنی اور نکتہ چینی نہ کرے۔ نہ عورت کے ماں باپ اور عزیز و اقارب کو عورت کے سامنے برا بھلا کہے کیونکہ ان باتوں سے عورت کے دل میں مرد کی طرف سے نفرت کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ میاں بیوی کے درمیان

Marfat.com

ناچاقی پیدا ہوجاتی ہے اور پھر دونوں کی زندگی دن رات کی جلن اور گھٹن سے تلخ بلکہ عذاب جان بن جاتی ہے۔

(۵) مرد کو چاہیے کہ خبردار خبردار! کبھی بھی اپنی عورت کے سامنے کسی دوسری عورت کے حسن و جمال یا اس کی خوبیوں کا ذکر نہ کرے ورنہ بیوی کو فوراً ہی بدگمانی اور یہ شبہ ہوجائے گا کہ شاید میرے شوہر کا اس عورت سے کوئی سانٹھ گانٹھ ہے یا کم سے کم قلبی لگاؤ ہے اور یہ خیال عورت کے دل کا ایک ایسا کانٹا ہے کہ عورت کو ایک لحہ کے لئے بھی صبر و قرار نصیب نہیں ہوسکتا۔ یاد رکھو! کہ جس طرح کوئی شوہر اس کو برداشت نہیں کرسکتا کہ اس کی بیوی کا کسی دوسرے مرد سے ساز باز ہو اسی طرح کوئی عورت بھی ہرگز ہرگز کبھی اس بات کی تاب نہیں لاسکتی کہ اس کے شوہر کا کسی دوسری عورت سے تعلق ہو بلکہ تجربہ شاہد ہے کہ اس معاملہ میں عورت کے جذبات مرد کے جذبات سے کہیں زیادہ بڑھ چڑھ کر ہوا کرتے ہیں لہٰذا اس معاملہ میں شوہر کو لازم ہے کہ بہت احتیاط رکھے ورنہ بدگمانیوں کا طوفان میاں بیوی کی خوشگوار زندگی کو تباہ و برباد کردے گا۔

(۶) مرد بلاشبہ عورت پر حاکم ہے۔ لہٰذا مرد کو یہ حق حاصل ہے کہ بیوی پر اپنا حکم چلائے مگر پھر مرد کے لئے یہ ضروری ہے کہ اپنی بیوی سے کسی ایسے کام کی فرمائش نہ کرے جو اس کی طاقت سے باہر ہو یا وہ کام اس کو انتہائی ناپسند ہو۔ کیونکہ اگرچہ عورت جبراً قہراً وہ کام کردے گی۔ مگر اس کے دل میں ناگواری ضرور پیدا ہوجائے گی جس سے میاں بیوی کی خوش مزاجی کی زندگی میں کچھ نہ کچھ تلخی ضرور پیدا ہوجائے گی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ رفتہ رفتہ میاں بیوی میں اختلاف پیدا ہوجائے گا۔

(۷) مرد کو چاہیے کہ عورت کی غلطیوں پر اصلاح کے لئے روک ٹوک کرتا رہے۔ کبھی سختی اور غصہ کے انداز میں اور کبھی محبت اور پیار اور ہنسی خوشی کے ساتھ بھی بات چیت کرے جو مرد ہر وقت اپنی مونچھ میں ڈنڈا باندھے پھرتے ہیں۔ ماسوائے ڈانٹ پھٹکار اور مار پیٹ کے اپنی بیوی سے کبھی کوئی بات ہی نہیں کرتے۔ تو ان کی بیویاں شوہروں کی محبت سے مایوس ہوکر ان سے نفرت کرنے لگتی ہیں۔ اور جو لوگ ہروقت بیویوں کا ناز اٹھاتے رہتے ہیں اور بیوی لاکھ غلطیاں کرے مگر پھر بھی بھیگی بلی کی طرح اس کے سامنے میاؤں میاؤں کرتے رہتے ہیں ان لوگوں کی بیویاں گستاخ اور شوخ ہوکر شوہروں کو اپنی انگلیوں پر نچاتی رہتی ہیں۔ اس لئے شوہروں کو چاہیے کہ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کے اس قول پر عمل کریں کہ

درشتی و نرمی بہم در بہ است   چو فاصد کہ جراح و مرہم نہ است

یعنی سختی اور نرمی دونوں اپنے اپنے موقعے پر بہت اچھی چیز ہیں جیسے فصد کھولنے والا زخم بھی لگاتا ہے اور مرہم بھی رکھ دیتا ہے مطلب یہ ہے کہ شوہر کو چاہیے کہ نہ بہت ہی کڑوا بنے نہ بہت ہی میٹھا۔ بلکہ سختی اور نرمی موقع موقع سے دونوں پر عمل کرتا رہے۔

(۸) شوہر کو یہ بھی چاہیے کہ سفر میں جاتے وقت اپنی بیوی سے انتہائی پیار و محبت کے ساتھ ہنسی خوشی سے ملاقات کرکے مکان سے نکلے اور سفر سے واپس ہوکر کچھ نہ کچھ سامان بیوی کے لئے ضرور لائے کچھ نہ ہوتو کچھ کھٹا میٹھا ہی لیتا آئے اور بیوی سے کہے کہ یہ خاص تمہارے لئے ہی لایا ہوں۔ شوہر کی اس ادا سے عورت کا دل بڑھ جائے گا اور وہ اس خیال سے بہت ہی خوش اور مگن رہے گی کہ میرے شوہر کو مجھ سے ایسی محبت ہے کہ وہ میری نظروں سے غائب رہنے کے بعد بھی مجھے یاد رکھتا ہے اور اس کو میرا خیال لگا رہتا ہے ظاہر ہے کہ اس سے بیوی اپنے شوہر کے ساتھ کس قدر زیادہ محبت کرنے لگے گی۔

Marfat.com

(۹) عورت اگر اپنے مَیکا سے کوئی چیز لا کر یا خود بنا کر پیش کرے۔ تو مرد کو چاہیے کہ اگر چہ وہ چیز بالکل ہی گھٹیا درجے کی ہو۔ مگر اس پر خوشی کا اظہار کرے اور نہایت ہی پر تپاک اور انتہائی چاہ کے ساتھ اس کو قبول کرے اور چند الفاظ تعریف کے بھی عورت کے سامنے کہہ دے تا کہ عورت کا دل بڑھ جائے اور اس کا حوصلہ بلند ہو جائے۔ خبردار خبردار عورت کے پیش کئے ہوئے تحفوں کو کبھی ہرگز ہرگز نہ ٹھکرائے نہ ان کو حقیر بتائے نہ ان میں عیب نکالے۔ ورنہ عورت کا دل ٹوٹ جائے گا اور اس کا حوصلہ پست ہو جائے گا۔ یاد رکھو کہ ٹوٹا ہوا شیشہ تو جوڑا جا سکتا ہے مگر ٹوٹا ہوا دل بڑی مشکل سے جڑتا ہے اور جس طرح شیشہ جڑ جانے کے بعد بھی اس کا داغ نہیں مٹتا اسی طرح ٹوٹا ہوا دل جڑ جائے پھر بھی دل میں داغ دھبہ باقی ہی رہ جاتا ہے۔

(۱۰) عورت اگر بیمار ہو جائے تو شوہر کا یہ اخلاقی فریضہ ہے کہ عورت کی غم خواری اور تیمارداری میں ہرگز ہرگز کوئی کوتاہی نہ کرے بلکہ اپنی دلداری و دلجوئی اور بھاگ دوڑ سے عورت کے دل پر نقش بٹھا دے کہ میرے شوہر کو مجھ سے بے حد محبت ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ عورت شوہر کے اس احسان کو یاد رکھے گی۔ اور وہ بھی شوہر کی خدمت گزاری میں اپنی جان لڑا دے گی۔

(۱۱) شوہر کو چاہیے کہ اپنی بیوی پر اعتماد اور بھروسا کرے اور گھریلو معاملات اس کے سپرد کرے تا کہ بیوی اپنی حیثیت کو پہچانے اور اس کا وقار اس میں خود اعتمادی پیدا کرے اور وہ نہایت ہی دلچسپی اور کوشش کے ساتھ گھریلو معاملات کے انتظام کو سنبھالے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگران اور محافظ ہے اور اس معاملہ میں عورت سے قیامت میں خداوند قدوس پوچھ گچھ فرمائے گا۔

بیوی پر اعتماد کرنے کا یہ فائدہ ہوگا کہ وہ اپنے آپ کو گھر کے انتظامی معاملات میں ایک شعبہ کی ذمہ دار خیال کرے گی اور شوہر کو بڑی حد تک گھریلو بکھیڑوں سے نجات مل جائے گی اور سکون و اطمینان کی زندگی نصیب ہوگی!

(۱۲) عورت کا اس کے شوہر پر ایک حق یہ بھی ہے کہ شوہر عورت کے بستر کی راز والی باتوں کو دوسروں کے سامنے نہ بیان کرے بلکہ اس کو راز بنا کر اپنے دل ہی میں رکھے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ خدا کے نزدیک بدترین شخص وہ ہے جو اپنی بیوی کے پاس جائے۔ پھر اس کے پردہ کی باتوں کو لوگوں پر ظاہر کرے اور اپنی بیوی کو دوسروں کی نگاہوں میں رسوا کرے۔ (صحیح مسلم، کتاب النکاح۔۲۱۔ باب تحریم افشاء سر المرأۃ، رقم ۱۴۳۷، ص ۷۵۳)

(۱۳) شوہر کو چاہیے کہ بیوی کے سامنے آئے تو میلے کچیلے گندے کپڑوں میں نہ آئے بلکہ بدن اور لباس و بستر وغیرہ کی صفائی ستھرائی کا خاص طور پر خیال رکھے کیونکہ شوہر جس طرح یہ چاہتا ہے کہ اس کی بیوی بناؤ سنگھار کے ساتھ رہے اسی طرح عورت بھی یہ چاہتی ہے کہ میرا شوہر میلا کچیلا نہ رہے۔ لہٰذا میاں بیوی دونوں کو ہمیشہ ایک دوسرے کے جذبات و احساسات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو اس بات سے سخت نفرت تھی کہ آدمی میلا کچیلا بنا رہے اور اس کے بال الجھے رہیں۔ اس حدیث پر میاں بیوی دونوں کو عمل کرنا چاہیے۔

(۱۴) عورت کا اس کے شوہر پر یہ بھی حق ہے کہ شوہر عورت کی نفاست اور بناؤ سنگھار کا سامان یعنی صابن تیل کنگھی مہندی خوشبو وغیرہ فراہم کرتا رہے۔ تا کہ عورت اپنے آپ کو صاف ستھری رکھ سکے۔ اور بناؤ سنگھار کے ساتھ رہے۔

Marfat.com

(۱۵) شوہر کو چاہیے کہ معمولی معمولی بے بنیاد باتوں پر اپنی بیوی کی طرف سے بدگمانی نہ کرے بلکہ اس معاملہ میں ہمیشہ احتیاط اور سمجھداری سے کام لے یاد رکھو کہ معمولی شبہات کی بنا پر بیوی کے اوپر الزام لگانا یا بدگمانی کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایک دیہاتی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہو کر کہا کہ میری بیوی کے شکم سے ایک بچہ پیدا ہوا ہے جو کالا ہے اور میرا ہم شکل نہیں ہے۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ یہ بچہ میرا نہیں ہے۔ دیہاتی کی بات سن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس کچھ اونٹ ہیں؟ اس نے عرض کیا کہ میرے پاس بہت زیادہ اونٹ ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے اونٹ کس رنگ کے ہیں؟ اس نے کہا سرخ رنگ کے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا ان میں کچھ خاکی رنگ کے بھی ہیں یا نہیں؟ اس نے کہا جی ہاں کچھ اونٹ خاکی رنگ کے بھی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم بتاؤ کہ سرخ اونٹوں کی نسل میں خاکی رنگ کے اونٹ کیسے اور کہاں سے پیدا ہو گئے؟ دیہاتی نے جواب دیا کہ میرے سرخ رنگ کے اونٹوں کے باپ داداؤں میں کوئی خاکی رنگ کا اونٹ رہا ہوگا۔ اس کی رگ نے اس کو اپنے رنگ میں کھینچ لیا ہوگا۔ اس لئے سرخ اونٹوں کا بچہ خاکی رنگ کا ہو گیا۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ممکن ہے تمہارے باپ داداؤں میں بھی کوئی کالے رنگ کا ہوا ہو۔ اور اس کی رگ نے تمہارے بچے کو کھینچ کر اپنے رنگ کا بنا لیا ہو۔ اور یہ بچہ اس کا ہم شکل ہو گیا۔ (صحیح البخاری، کتاب الطلاق، باب اذا عرض بنفی الولد، رقم ۵۳۰۵، ج ۳، ص ۴۹۷)

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ محض اتنی سی بات پر کہ بچہ اپنے باپ کا ہم شکل نہیں ہے حضور علیہ السلام نے اس دیہاتی کو اس کی اجازت نہیں دی کہ وہ اپنے اس بچے کے بارے میں یہ کہہ سکے کہ یہ میرا بچہ نہیں ہے۔ لہٰذا اس حدیث سے ثابت ہوا کہ محض شبہ کی بنا پر اپنی بیوی کے اوپر الزام لگا دینا جائز نہیں ہے بلکہ بہت بڑا گناہ ہے۔

(۱۶) اگر میاں بیوی میں کوئی اختلاف یا کشیدگی پیدا ہو جائے تو شوہر پر لازم ہے کہ طلاق دینے میں ہرگز ہرگز جلدی نہ کرے۔ بلکہ اپنے غصہ کو ضبط کرے اور غصہ اتر جانے کے بعد ٹھنڈے دماغ سے سوچ سمجھ کر اور لوگوں سے مشورہ لے کر یہ غور کرے کیا میاں بیوی میں نباہ کی کوئی صورت ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگر بناؤ اور نباہ کی کوئی شکل نکل آئے تو ہرگز ہرگز طلاق نہ دے۔ کیونکہ طلاق کوئی اچھی چیز نہیں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حلال چیزوں میں سب سے زیادہ خدا کے نزدیک ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔

(سنن ابی داود، کتاب الطلاق، باب کراھیۃ الطلاق، رقم ۲۱۷۸، ج ۲، ص ۳۷۰)

اگر خدانخواستہ ایسی سخت ضرورت پیش آ جائے کہ طلاق دینے کے سوا کوئی چارہ نہ رہے تو ایسی صورت میں طلاق دینے کی اجازت ہے۔ ورنہ طلاق کوئی اچھی چیز نہیں ہے۔

بعض جاہل ذرا ذرا سی باتوں پر اپنی بیوی کو طلاق دے دیتے ہیں اور پھر پچھتاتے ہیں اور عالموں کے پاس جھوٹ بول بول کر مسئلہ پوچھتے پھرتے ہیں کبھی کہتے ہیں کہ غصہ میں طلاق دی تھی کبھی کہتے ہیں کہ طلاق دینے کی نیت نہیں تھی غصہ میں بلا اختیار طلاق کا لفظ منہ سے نکل گیا کبھی کہتے ہیں کہ عورت ماہواری کی حالت میں تھی کبھی کہتے ہیں کہ میں نے طلاق دی مگر بیوی نے طلاق لی نہیں۔ حالانکہ ان گنواروں کو معلوم ہونا چاہیے کہ ان سب صورت میں طلاق پڑ جاتی ہے اور بعض تو ایسے بدنصیب ہیں کہ تین طلاق دے کر جھوٹ بولتے ہیں کہ میں نے ایک ہی بار کہا تھا اور یہ کہہ کر بیوی کو رکھ لیتے ہیں اور عمر بھر زنا کاری کے گناہ میں پڑے رہتے ہیں۔ ان ظالموں کو اس کا

احساس ہی نہیں ہوتا کہ تین طلاق کے بعد عورت بیوی نہیں رہ جاتی۔ بلکہ وہ ایک ایسی اجنبی عورت ہو جاتی ہے کہ بغیر حلالہ کرائے اس سے دوبارہ نکاح نہیں ہوسکتا۔ خداوند کریم ان لوگوں کو ہدایت دے۔ (آمین)

(نوٹ: یاد رہے کہ حلالہ میں مدت کی شرط نہیں ہوتی، لہٰذا دوسرا مرد، جس سے عورت کا نکاح ہوا ہے، عورت کو پوری زندگی بھی اپنے پاس رکھنا چاہے تو رکھ سکتا ہے، بلکہ بغیر عذر شرعی اس پر عورت کو اپنے نکاح میں رکھنا ضروری ہے، لہٰذا کوئی طلاق دینے والا یہ نہ سمجھے کہ کوئی بات نہیں، چند ہی دنوں کی بات ہے، پھر میں اس سے حلالہ کے بعد نکاح کرلوں گا۔ علوی غفرلہ)

(۱۷) اگر کسی کے پاس دو بیویاں یا اس سے زیادہ ہوں تو اس پر فرض ہے کہ تمام بیویوں کے درمیان عدل اور برابری کا سلوک اور برتاؤ کرے کھانے پینے مکان سامان روشنی بناؤ سنگھار کی چیزوں غرض تمام معاملات میں برابری برتے۔ اسی طرح ہر بیوی کے پاس رات گزارنے کی باری مقرر کرنے میں بھی برابری کا خیال ملحوظ رکھے۔ یاد رکھو! کہ اگر کسی نے اپنی تمام بیویوں کے ساتھ یکساں اور برابر سلوک نہیں کیا تو وہ حق العباد میں گرفتار اور عذاب جہنم کا حق دار ہوگا۔

حدیث شریف میں ہے کہ جس شخص کے پاس دو بیویاں ہوں اور اس نے ان کے درمیان عدل اور برابری کا برتاؤ نہیں کیا تو وہ قیامت کے دن میدان محشر میں اس حالت میں اٹھایا جائے گا کہ اس کا آدھا بدن مفلوج (فالج لگا ہوا) ہوگا۔

(جامع الترمذی، کتاب النکاح، باب ماجاء فی التسویۃ بین الضرائر، رقم ۱۱۴۴، ج ۲، ص ۳۷۵)

(۱۸) اگر بیوی کے کسی قول و فعل بدخو بیہودہ اخلاقی سخت مزاجی زبان درازی وغیرہ سے شوہر کو کبھی کبھی کچھ اذیت اور تکلیف پہنچ جائے تو شوہر کو چاہیے کہ صبر و تحمل اور برداشت سے کام لے۔ کیونکہ عورتوں کا ٹیڑھا پن ایک فطری چیز ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ عورت حضرت آدم علیہ السلام کی سب سے ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی اگر کوئی شخص ٹیڑھی پسلی کو سیدھی کرنے کی کوشش کرے گا تو پسلی کی ہڈی ٹوٹ جائے گی مگر وہ کبھی سیدھی نہیں ہو سکے گی۔ ٹھیک اسی طرح اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو بالکل ہی سیدھی کرنے کی کوشش کرے گا تو یہ ٹوٹ جائے گی یعنی طلاق کی نوبت آجائے گی۔ لہٰذا اگر عورت سے فائدہ اٹھانا ہے تو اس کے ٹیڑھے پن کے باوجود اس سے فائدہ اٹھالو یہ بالکل سیدھی کبھی ہو ہی نہیں سکتی۔ جس طرح ٹیڑھی پسلی کی ہڈی کبھی سیدھی نہیں ہوسکتی۔

(صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب الوصاۃ بالنساء، رقم ۵۱۸۵، ج ۳، ص ۴۵۷)

(۱۹) شوہر کو چاہیے کہ عورت کے اخراجات کے بارے میں بہت زیادہ بخیلی اور کنجوسی نہ کرے نہ حد سے زیادہ فضول خرچی کرے۔ اپنی آمدنی کو دیکھ کر بیوی کے اخراجات مقرر کرے۔ نہ اپنی طاقت سے بہت کم نہ اپنی طاقت سے بہت زیادہ۔

(۲۰) شوہر کو چاہیے کہ اپنی بیوی کو گھر کی چہار دیواری کے اندر قید کر کے نہ رکھے بلکہ کبھی کبھی والدین اور رشتہ داروں کے یہاں آنے جانے کی اجازت دیتا رہے اور اس کی سہیلیوں اور رشتہ داری والی عورتوں اور پڑوسنوں سے بھی ملنے جلنے پر پابندی نہ لگائے۔ بشرطیکہ ان عورتوں کے میل جول سے کسی فتنہ و فساد کا اندیشہ نہ ہو اور اگر ان عورتوں کے میل ملاپ سے بیوی کے بدچلن یا بداخلاق ہو جانے کا خطرہ ہو تو ان عورتوں سے میل جول پر پابندی لگا دینا ضروری ہے اور یہ شوہر کا حق ہے۔

(جنتی زیور، از شیخ الحدیث حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمۃ، تحت معاملات، بیوی کے حقوق)

Marfat.com

کِتَابُ اللِّعَانِ

لعان کا بیان

1134-وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُوَيْمِرًا الْعَجْلَانِيَّ جَاءَ إِلَى عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيِّ فَقَالَ لَهُ أَرَأَيْتَ يَا عَاصِمُ لَوْ أَنَّ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَسَلْ لِي عَنْ ذَلِكَ يَا عَاصِمُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَ عَاصِمٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَرِهَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا حَتَّى كَبُرَ عَلَى عَاصِمٍ مَا سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ إِلَى أَهْلِهِ جَاءَهُ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ يَا عَاصِمُ مَاذَا قَالَ لَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَاصِمٌ لِعُوَيْمِرٍ لَمْ تَأْتِنِي بِخَيْرٍ قَدْ كَرِهَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْأَلَةَ الَّتِي سَأَلْتُهُ عَنْهَا قَالَ عُوَيْمِرٌ وَاللَّهِ لَا أَنْتَهِي حَتَّى أَسْأَلَهُ عَنْهَا فَأَقْبَلَ عُوَيْمِرٌ حَتَّى أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَطَ النَّاسِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ نَزَلَ فِيكَ وَفِي صَاحِبَتِكَ فَاذْهَبْ فَأْتِ بِهَا قَالَ سَهْلٌ فَتَلَاعَنَا وَأَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَغَا قَالَ عُوَيْمِرٌ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ أَمْسَكْتُهَا فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَكَانَتْ سُنَّةَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو کہا: اے عاصم! یہ بیان فرمایئے کہ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کے پاس کسی مرد کو دیکھا تو آیا وہ اس کو قتل کر ڈالے (اگر وہ یوں کرے) تو کیا تم پھر اسے قتل کر ڈالو گے۔ یا پھر وہ کیا کرے؟ اے عاصم! تم میرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس مسئلہ کو پوچھو۔ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے اس مسئلہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح کے مسئلوں کو پوچھنا اچھا نہ گردانا۔ اور ان کی مذمت فرمائی۔ یہ جواب حضرت عاصم رضی اللہ عنہ پر بھاری ہوا جس وقت حضرت عاصم رضی اللہ عنہ اپنے گھر تشریف لائے تو ان کے پاس حضرت عویمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ تو انہوں نے پوچھا: اے عاصم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا ارشاد فرمایا ہے۔ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے حضرت عویمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میں تیرے پاس کوئی اچھی خبر نہیں لے کر آیا۔ میں نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا تھا اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اچھا نہ گردانا۔ حضرت عویمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ

کی قسم! میں اس وقت تک نہیں رکوں گا جس وقت تک خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس مسئلہ کو نہ دریافت کرلوں۔ چنانچہ حضرت عویمر رضی اللہ عنہ لوگوں کے حاضر ہوتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ ارشاد فرمایئے کہ جس وقت کوئی آدمی اپنی عورت کے پاس کسی آدمی کو دیکھ لے تو آیا وہ اسے قتل کرڈالے (اگر اس نے ایسا کردیا) تو آیا اسے قتل کرواڈالیں گے یا پھر وہ کیا کرے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے اور تمہاری بیوی کے متعلق حکم نازل ہوگیا ہے۔ جاؤ اپنی بیوی کو لے کر آؤ۔ راوی کا بیان ہے کہ ان دونوں نے لعان کیا۔ میں بھی اس وقت لوگوں کی معیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھا جس وقت ان دونوں نے لعان سے فراغت پائی تو حضرت عویمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے اگر اب اس عورت کو اپنے پاس رکھا تو میں پھر جھوٹا ہوں گا۔ چنانچہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جواب دینے سے قبل اس عورت کو تین طلاقیں دے ڈالیں۔ ابن شہاب نے کہا ہے کہ اس کے بعد لعان کرنے والوں میں یہی طریقہ رائج ہوگیا۔

(احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1، ص: 351، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 5595، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 5688، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 2247)

1135-وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ أَنَّ عُوَيْمِرًا الْأَنْصَارِيَّ مِنْ بَنِي عَجْلَانَ أَتَى عَاصِمَ بْنَ عَدِيٍّ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكٍ وَأَدْرَجَ فِي الْحَدِيثِ قَوْلَهُ وَكَانَ فِرَاقُهُ إِيَّاهَا بَعْدُ سُنَّةً فِي الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَزَادَ فِيهِ قَالَ سَهْلٌ فَكَانَتْ حَامِلًا فَكَانَ ابْنُهَا يُدْعَى إِلَى أُمِّهِ ثُمَّ جَرَتِ السُّنَّةُ أَنَّهُ يَرِثُهَا وَتَرِثُ مِنْهُ مَا فَرَضَ اللهُ لَهَا

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عویمر انصاری رضی اللہ عنہ قبیلہ بنو عجلان سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے آگے پچھلی روایت کی مانند ہے۔ اس میں یہ بھی اضافہ ہے حضرت عویمر رضی اللہ عنہ کا اپنی بیوی سے الگ ہوجانا بعد کے لعان کرنے والے لوگوں میں رائج ہوگیا۔ اور یہ بھی بیان ہے کہ ان کی بیوی حالت حمل سے تھیں۔ اور اس بچہ کو ماں کی جانب منسوب کردیا گیا تھا۔ اس کے بعد یہی طریقہ رائج ہوگیا کہ ایسا بچہ ماں وارث ہوتا تھا اور اس کی ماں وارث ہوا کرتی تھی۔ (مرجع السابق)

1136-وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَعَنِ السُّنَّةِ فِيهِمَا عَنْ حَدِيثِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَخِي بَنِي سَاعِدَةَ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ جَاءَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا وَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِقِصَّتِهِ وَزَادَ فِيهِ فَتَلَاعَنَا فِي الْمَسْجِدِ وَأَنَا شَاهِدٌ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَارَقَهَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكُمُ التَّفْرِيقُ بَيْنَ كُلِّ مُتَلَاعِنَيْنِ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کے پاس کسی شخص کو دیکھ لے تو وہ کیا کرے آگے مثل سابق ہے۔ اور اضافہ یہ ہے کہ دونوں

Marfat.com

نے مسجد کے اندر لعان کیا اور اس وقت میں بھی حاضر تھا۔ اور حدیث میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے سے قبل اس مرد نے اس عورت کو تین طلاقیں دے ڈالیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی بیوی سے جدا ہو گیا۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یوں لعان کرنے والوں میں فرقت ہو جائے گی۔ (مرجع السابق)

1137-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِىْ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لَهٗ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ اَبِىْ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سُئِلْتُ عَنِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فِىْ اِمْرَةِ مُصْعَبٍ اَيُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا قَالَ فَمَا دَرَيْتُ مَا اَقُوْلُ فَمَضَيْتُ اِلٰى مَنْزِلِ ابْنِ عُمَرَ بِمَكَّةَ فَقُلْتُ لِلْغُلَامِ اسْتَاْذِنْ لِىْ قَالَ اِنَّهٗ قَائِلٌ فَسَمِعَ صَوْتِىْ قَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ ادْخُلْ فَوَاللهِ مَا جَاءَ بِكَ هٰذِهِ السَّاعَةَ اِلَّا حَاجَةٌ فَدَخَلْتُ فَاِذَا هُوَ مُفْتَرِشٌ بَرْذَعَةً مُتَوَسِّدٌ وِسَادَةً حَشْوُهَا لِيفٌ قُلْتُ اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُتَلَاعِنَانِ اَيُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا قَالَ سُبْحَانَ اللهِ نَعَمْ اِنَّ اَوَّلَ مَنْ سَاَلَ عَنْ ذٰلِكَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَرَاَيْتَ اَنْ لَّوْ وَجَدَ اَحَدُنَا امْرَاَتَهٗ عَلٰى فَاحِشَةٍ كَيْفَ يَصْنَعُ اِنْ تَكَلَّمَ تَكَلَّمَ بِاَمْرٍ عَظِيْمٍ وَاِنْ سَكَتَ سَكَتَ عَلٰى مِثْلِ ذٰلِكَ قَالَ فَسَكَتَ النَّبِىُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ اَتَاهُ فَقَالَ اِنَّ الَّذِىْ سَاَلْتُكَ عَنْهُ قَدِ ابْتُلِيْتُ بِهٖ فَاَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ هٰؤُلَاءِ الْاٰيَاتِ فِىْ سُوْرَةِ النُّوْرِ (وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ) فَتَلَاهُنَّ عَلَيْهِ وَوَعَظَهٗ وَذَكَّرَهٗ وَاَخْبَرَهٗ اَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا اَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْاٰخِرَةِ قَالَ لَا وَالَّذِىْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا كَذَبْتُ عَلَيْهَا ثُمَّ دَعَاهَا فَوَعَظَهَا وَذَكَّرَهَا وَاَخْبَرَهَا اَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا اَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْاٰخِرَةِ قَالَتْ لَا وَالَّذِىْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ اِنَّهٗ لَكَاذِبٌ فَبَدَاَ بِالرَّجُلِ فَشَهِدَ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصَّادِقِيْنَ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَةَ اللهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِيْنَ ثُمَّ ثَنّٰى بِالْمَرْاَةِ فَشَهِدَتْ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكَاذِبِيْنَ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ غَضَبَ اللهِ عَلَيْهَا اِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ ثُمَّ فَرَّقَ بَيْنَهُمَا

سعید بن جبیر کا بیان ہے کہ مجھ سے مصعب بن زبیر کے زمانہ خلافت میں دریافت کیا گیا کہ کیا ان میں علیحدگی کر دی جائے گی۔ سعید کا بیان ہے کہ مجھے اس کا جواب پتہ نہ تھا۔ میں مکہ مکرمہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے گھر گیا میں نے لڑکے سے کہا: میرے واسطے اذن مانگو۔ وہ کہنے لگا: وہ اس وقت آرام کر رہے ہیں۔ اس پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے میری آواز کو سن لیا اور دریافت کیا: ابن جبیر ہو۔ میں عرض گزار ہوا: ہاں! فرمایا: اندر آ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! تم بغیر کسی ضروری کام کے علاوہ نہیں آئے ہو گے میں اندر گیا تو دیکھا کہ انہوں نے ایک کمبل بچھا رکھا تھا اور تکیہ کے ساتھ ٹیک لگا رکھی تھی۔ جس کے اندر کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ میں نے دریافت کیا: اے ابو عبدالرحمان! کیا لعان کرنے والوں میں علیحدگی کر دی جائے گی۔ فرمایا: سبحان اللہ! ہاں سب سے پہلے جس آدمی نے یہ پوچھا وہ آدمی فلاں بن فلاں تھا۔ وہ عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ ارشاد فرمائیے! اگر ہم میں سے کوئی اپنی عورت کو گھٹیا کام کرتے ہوئے دیکھ لے تو وہ کیا کرے؟ اگر کسی سے کہتا ہے تو بڑی بات کہے گا۔ اگر سکوت اختیار کرے تو اس قدر بڑی بات پر کس طرح سکوت

Marfat.com

اختیار کرے؟ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکوت اختیار فرمایا اور کوئی بھی اس کا جواب مرحمت نہ فرمایا وہ آدمی بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں ہو کر عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے جس چیز کے متعلق پوچھا وہ حالت اب مجھے خود پیش آ گئی ہے۔ تو رب تعالیٰ نے سورہ نور کی اس آیت کا نزول فرمایا: والذین یرمون ازواجھم الآیۃ... چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کو اس پر پڑھا۔ اور اسے نصیحت فرمائی۔ اور اسے سمجھایا کہ دنیا کی سزا آخرت کے عذاب سے خفیف ہے۔ اس آدمی نے کہا: اس ذات کی قسم! جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق دے کر مبعوث فرمایا ہے میں نے اس پر بہتان نہیں باندھا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت کو بلایا اور اسے نصیحت فرمائی اور ارشاد فرمایا: دنیا کی سزا آخرت کے عذاب سے خفیف ہے۔ وہ عرض گزار ہوئی: اس ذات کی قسم! جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق دے کر مبعوث فرمایا ہے۔ یہ مجھ پر تہمت باندھ رہا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرد سے شروع فرمایا اور اس نے چار دفعہ شہادت بیان کی کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! وہ سچا ہے اور اس نے پانچویں دفعہ کہا: اگر وہ جھوٹا ہو تو اس کے اوپر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت کی جانب رخ انور فرمایا تو اس نے چار دفعہ یہ شہادت بیان کی یہ جھوٹا ہے اور پانچویں دفعہ کہا: اگر یہ سچا ہو تو اس پر اللہ تعالیٰ کے غضب کا نزول ہو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں کے مابین علیحدگی فرما دی۔

(سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 5667، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 15119، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 1123، سنن دارمی: رقم الحدیث: 2286)

1138-وَحَدَّثَنِيهِ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ سُئِلْتُ عَنِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ زَمَنَ مُصْعَبِ بْنِ الزُّبَيْرِ فَلَمْ أَدْرِ مَا أَقُولُ فَأَتَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ فَقُلْتُ أَرَأَيْتَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ أَيُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ

سعید بن جبیر کا بیان ہے کہ مجھ سے حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں لعان کرنے والوں کے متعلق دریافت کیا گیا مجھے اس کا جواب پتہ نہ تھا تو میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس حاضر ہوا میں عرض گزار ہوا: مجھے اس کے متعلق بیان فرمائیے کہ لعان کرنے والوں کے مابین علیحدگی کر دی جائے گی۔ آگے پچھلی حدیث کی مثل ہے۔ (مرجع السابق)

1139-وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُتَلَاعِنَيْنِ حِسَابُكُمَا عَلَى اللَّهِ أَحَدُكُمَا كَاذِبٌ لَا سَبِيلَ لَكَ عَلَيْهَا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَالِي قَالَ لَا مَالَ لَكَ إِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا وَإِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا فَذَاكَ أَبْعَدُ لَكَ مِنْهَا قَالَ زُهَيْرٌ فِي رِوَايَتِهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعان کرنے والوں سے ارشاد فرمایا: تمہارا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے تم میں سے ضرور ایک جھوٹا ہے۔ تمہارا اس کے اوپر اب کوئی بھی حق نہیں رہا۔ وہ عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اور میرا مال؟

Marfat.com

ارشاد فرمایا: اب تمہارا مال میں کوئی حق نہیں رہا۔ اگر تم سچے ہو تو وہ مال اس کی فرج کے بدلہ میں ہو گیا۔ اور اگر تم جھوٹے ہو تو پھر مال کا معاملہ تو بعید تر ہے۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 5670، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 2259، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 15103، سنن النسائی: رقم الحدیث: 3422)

1140-وَحَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَّقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلَانِ قَالَ اللَّهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنوعجلان کے ایک شخص اور اس کی بیوی کے درمیان علیحدگی کر دی۔ ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم سے ایک ضرور جھوٹا ہے تو کیا تم میں سے کوئی تائب ہونے والا ہے۔ (مرجع السابق)

1141-وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ اللِّعَانِ فَذَكَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

سعید بن جبیر کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے لعان کے متعلق پوچھا آگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل مروی ہے۔ (مرجع السابق)

1142-وَحَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِلْمِسْمَعِيِّ وَابْنِ الْمُثَنَّى قَالُوا حَدَّثَنَا مُعَاذٌ وَهُوَ ابْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَزْرَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ لَمْ يُفَرِّقِ الْمُصْعَبُ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ قَالَ سَعِيدٌ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فَقَالَ فَرَّقَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلَانِ

سعید بن جبیر کا بیان ہے کہ حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ نے لعان کرنے والوں میں علیحدگی نہ کی۔ سعید نے فرمایا کہ اس کا میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے تذکرہ کیا تو انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنوعجلان کے دونوں میں علیحدگی فرما دی تھی۔ (مرجع السابق)

1143-وَحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ قُلْتُ لِمَالِكٍ حَدَّثَكَ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا لَاعَنَ امْرَأَتَهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَرَّقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا وَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بِأُمِّهِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مقدسہ میں ایک آدمی نے لعان کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مابین علیحدگی کر دی۔ اور بچے کو ماں کے ساتھ لاحق فرما دیا۔ (مرجع السابق)

1144-وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَا حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَاعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ

Marfat.com

وَامْرَاَتِهٖ وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری مرد اور اس کی بیوی کے درمیان لعان کروا دیا اوران کے مابین علیحدگی کر دی۔ (مرجع السابق)

1145- وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ

دوسری سند سے بھی یونہی مروی ہے۔ (مرجع السابق)

1146- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّعُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا وَقَالَ الْاٰخَرَانِ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اِنَّا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ فِي الْمَسْجِدِ اِذْ جَآءَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ لَوْ اَنَّ رَجُلًا وَّجَدَ مَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلًا فَتَكَلَّمَ جَلَدْتُّمُوْهُ اَوْ قَتَلَ قَتَلْتُمُوْهُ وَاِنْ سَكَتَ سَكَتَ عَلٰى غَيْظٍ وَّاللّٰهِ لَاَسْاَلَنَّ عَنْهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهٗ فَقَالَ لَوْ اَنَّ رَجُلًا وَّجَدَ مَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلًا فَتَكَلَّمَ جَلَدْتُّمُوْهُ اَوْ قَتَلَ قَتَلْتُمُوْهُ اَوْ سَكَتَ سَكَتَ عَلٰى غَيْظٍ فَقَالَ اللّٰهُمَّ افْتَحْ وَجَعَلَ يَدْعُوْ فَنَزَلَتْ اٰيَةُ اللِّعَانِ (وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّا اَنْفُسُهُمْ) هٰذِهِ الْاٰيَاتُ فَابْتُلِيَ بِهٖ ذٰلِكَ الرَّجُلُ مِنْ بَيْنِ النَّاسِ فَجَآءَ هُوَ وَامْرَاَتُهٗ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَلَاعَنَا فَشَهِدَ الرَّجُلُ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ثُمَّ لَعَنَ الْخَامِسَةَ اَنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ فَذَهَبَتْ لِتَلْتَعِنَ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْ فَاَبَتْ فَلَعَنَتْ فَلَمَّا اَدْبَرَا قَالَ لَعَلَّهَا اَنْ تَجِيْءَ بِهٖ اَسْوَدَ جَعْدًا فَجَآءَتْ بِهٖ اَسْوَدَ جَعْدًا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مسجد کے اندر جمعہ والی رات بیٹھا ہوا تھا کہ ایک انصاری نے آ کر کہا: اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کے پاس کسی شخص کو پائے تو وہ کیا کرے؟ اگر وہ اس بات کو کہے تو تم اسے کوڑے لگاؤ گے اور اگر وہ اسے قتل کر ڈالے تو اسے تم قتل کر ڈالو گے۔ اور اگر وہ سکوت اختیار کرلے تو وہ تو پھر شدت کے غضب میں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ دریافت کروں گا۔ چنانچہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں دوسرے روز آیا اور اس نے اس مسئلہ کو پوچھا۔ اور عرض کیا: اگر کوئی آدمی اپنی عورت کے پاس کسی شخص کو پائے اور اس بات کو ذکر کرے تو آیا اسے کوڑے لگائیں گے اور اگر قتل کر ڈالے تو اسے قتل کر ڈالیں گے۔ اور اگر وہ سکوت اختیار کرے تو پھر تو وہ شدت غضب میں پھرے گا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے اللہ عزوجل! اس مسئلہ کو واضح فرما دے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل دعا فرمانے لگ گئے۔ حتیٰ کہ لعان کی آیت کا نزول ہو گیا: وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ الآیۃ۔ پھر وہ آدمی اس مسئلہ میں مبتلا ہو گیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنی بیوی کو لئے ہوئے حاضر ہوا اور ان دونوں نے لعان کیا مرد نے چار بار یہ شہادت دی کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! وہ ضرور سچوں میں سے ہے اور پانچویں

دفعہ کہا: اگر وہ جھوٹوں میں سے ہو تو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ اس کے بعد عورت نے لعان کیا اور اس نے کہا: یہ جھوٹوں میں سے ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ٹھہرو! وہ عورت نہ مانی اور اس نے لعان کر دیا جس وقت وہ دونوں لوٹ گئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کے پاس سے سیاہ فام اور گھنگھریالے بالوں والا بچہ پیدا ہوگا پس اس کے پاس سے سیاہ فام گھنگھریالے بالوں والا ہی بچہ پیدا ہوا (گویا کہ فرمان سچ ثابت ہوا)

(سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 2255، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 15122، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 4281، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 4701)

1147-وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ جَمِيعًا عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

اعمش سے یونہی مروی ہے۔ (مرجع السابق)

1148-وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَأَنَا أُرٰى أَنَّ عِنْدَهُ مِنْهُ عِلْمًا فَقَالَ إِنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَأَتَهُ بِشَرِيكِ ابْنِ سَحْمَاءَ وَكَانَ أَخَا الْبَرَاءِ بْنِ مَالِكٍ لِأُمِّهِ وَكَانَ أَوَّلَ رَجُلٍ لَاعَنَ فِي الْإِسْلَامِ وَقَالَ فَلَاعَنَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْصِرُوهَا فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَبْيَضَ سَبِطًا قَضِيءَ الْعَيْنَيْنِ فَهُوَ لِهِلَالِ بْنِ أُمَيَّةَ وَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَكْحَلَ جَعْدًا حَمْشَ السَّاقَيْنِ فَهُوَ لِشَرِيكِ ابْنِ سَحْمَاءَ قَالَ فَأُنْبِئْتُ أَنَّهَا جَاءَتْ بِهِ أَكْحَلَ جَعْدًا حَمْشَ السَّاقَيْنِ

محمد بن سیرین کا بیان ہے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس وجہ سے دریافت کیا کہ ان کو پتہ ہوگا انہوں نے فرمایا: حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے اپنی اہلیہ کو شریک بن سحماء کے ساتھ بہتان باندھا وہ حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ کے اخیافی بھائی تھے۔ اور یہ پہلے آدمی تھے جنہوں نے اسلام میں لعان کیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے عورت سے لعان کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس عورت پر نظر رکھنا اگر تو اس کے پاس سے سفید رنگ والا، سیدھے بالوں والا اور سرخ آنکھوں والا بچہ پیدا ہوا تو وہ ہلال بن امیہ ہی کا ہے اور اگر سرگیں آنکھوں والا، گھنگھریالے بالوں والا، پتلی پنڈلیوں والا بچہ پیدا ہوا تو پھر وہ شریک بن سحماء ہی کا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کے پاس سے سرگیں آنکھوں والا، گھنگھریالے بالوں والا اور پتلی پنڈلیوں والا بچہ پیدا ہوا۔ (سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 21065، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 4707، مسند احمد: رقم الحدیث: 11997، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 288)

1149-وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ وَعِيسَى بْنُ حَمَّادٍ الْمِصْرِيَّانِ وَاللَّفْظُ لِابْنِ رُمْحٍ قَالَا أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ ذُكِرَ التَّلَاعُنُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ فِي ذٰلِكَ قَوْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ يَشْكُو إِلَيْهِ أَنَّهُ وَجَدَ مَعَ أَهْلِهِ رَجُلًا فَقَالَ عَاصِمٌ مَا ابْتُلِيتُ بِهٰذَا إِلَّا لِقَوْلِي فَذَهَبَ بِهِ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِي وَجَدَ عَلَيْهِ امْرَأَتَهُ وَكَانَ ذٰلِكَ

الرَّجُلُ مُصْفَرًّا قَلِيلَ اللَّحْمِ سَبْطَ الشَّعَرِ وَكَانَ الَّذِي ادَّعٰى عَلَيْهِ اَنَّهٗ وَجَدَ عِنْدَ اَهْلِهٖ خَدْلًا اٰدَمَ كَثِيْرَ اللَّحْمِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ بَيِّنْ فَوَضَعَتْ شَبِيْهًا بِالرَّجُلِ الَّذِيْ ذَكَرَ زَوْجُهَا اَنَّهٗ وَجَدَهٗ عِنْدَهَا فَلَاعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا فَقَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْمَجْلِسِ اَهِيَ الَّتِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ رَجَمْتُ اَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ لَرَجَمْتُ هٰذِهٖ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا تِلْكَ امْرَاَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ فِي الْاِسْلَامِ السُّوْءَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے لعان کا ذکر کیا گیا اس بارے میں حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ نے کچھ فرمایا اس کے بعد وہ لوٹ گئے پھر ان کے پاس ان کے قبیلہ والا شخص آیا تو اس نے کہا: میں نے اپنی بیوی کے پاس ایک شخص کو پایا ہے۔ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اپنی بات کی بناء پر اس بات میں پڑا تو وہ اس آدمی کو لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ سارا کچھ عرض کیا کہ اس نے اپنی بیوی کے ساتھ کسی شخص کو پایا ہے۔ یہ آدمی سرخ چہرے والا، دبلا پتلا اور سیدھے بالوں والا تھا اور جس آدمی کے ساتھ اس نے اپنی بیوی پر تہمت لگائی تھی وہ موٹی پنڈلیوں والا گندمی رنگ کا مالک اور خوب موٹے جسم والا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی: اے اللہ عزوجل! اس مسئلہ کو واضح فرما دے چنانچہ اس عورت کے پاس سے جو بچہ پیدا ہوا وہ ایسے آدمی کی مشابہت رکھتا تھا جس کے اوپر اس شخص نے متہم کیا تھا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے انہوں نے آپس میں لعان کیا۔ موجود لوگوں میں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک آدمی نے دریافت کیا: کیا یہ وہی عورت تھی جس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ اگر میں گواہوں کے علاوہ کسی عورت کو رجم کر دیتا تو اس عورت کو ہی کر دیتا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نہیں، وہ ایسی عورت تھی جو اسلام لانے کے بعد بھی برا فعل کرتی تھی۔

(سنن الکبریٰ للنسائی: جز:3، ص:373، معجم الکبیر: رقم الحدیث:10715، السنن الکبریٰ للبیہقی: رقم الحدیث:15125، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث:4708)

1150- وَحَدَّثَنِيْهِ اَحْمَدُ بْنُ يُوْسُفَ الْاَزْدِيُّ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبِيْ اُوَيْسٍ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ عَنْ يَحْيٰى حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ ذُكِرَ الْمُتَلَاعِنَانِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ اللَّيْثِ وَزَادَ بَعْدَ قَوْلِهٖ كَثِيْرَ اللَّحْمِ قَالَ جَعْدًا قَطَطًا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے لعان کرنے والوں کا ذکر کیا گیا۔ آگے حدیث لیث کی مثل ہے مگر اس میں اضافہ یہ ہے کہ جس آدمی کے ساتھ بہتان باندھا گیا تھا وہ موٹے جسم والا اور شدید گھنگھریالے بالوں کا مالک تھا۔ (مرجع السابق)

1151- وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ اَبِيْ عُمَرَ وَاللَّفْظُ لِعَمْرٍو قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ وَذُكِرَ الْمُتَلَاعِنَانِ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ ابْنُ شَدَّادٍ اَهُمَا اللَّذَانِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ رَاجِمًا اَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ لَرَجَمْتُهَا

Marfat.com

فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لاَ تِلْكَ امْرَاَةٌ اَعْلَنَتْ قَالَ ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ فِيْ رِوَايَتِهٖ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ

عبداللہ بن شداد کا بیان ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بارگاہ مقدسہ میں لعان کرنے والوں کا تذکرہ کیا گیا تو ابن شداد نے کہا: یہ تو وہی شخص تھے جن کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ اگر میں کسی آدمی کو گواہوں کے علاوہ سنگسار کرتا تو پھر اس خاتون کو کرتا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نہیں وہ خاتون سرعام برے فعل کا ارتکاب کرتی تھی۔ (مرجع السابق)

1152- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ الْاَنْصَارِيَّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ الرَّجُلَ يَجِدُ مَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلًا اَيَقْتُلُهٗ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا قَالَ سَعْدٌ بَلٰى وَالَّذِيْ اَكْرَمَكَ بِالْحَقِّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْمَعُوْا اِلٰى مَا يَقُوْلُ سَيِّدُكُمْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ ارشاد فرمائیے اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کے پاس کسی شخص کو پائے تو کیا اسے قتل کر ڈالے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: کیوں نہیں۔ اس مقدس ذات کی قسم! جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے (اس کو تو قتل ہی کر ڈالنا چاہئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سنو! تمہارے سردار کیا کہہ رہے ہیں؟

(سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 4534، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 4719، مسند احمد: رقم الحدیث: 567، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 567)

1153- وَحَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ وَجَدْتُّ مَعَ امْرَاَتِيْ رَجُلًا اُمْهِلُهٗ حَتّٰى اٰتِيَ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ قَالَ نَعَمْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر میں اپنی بیوی کے پاس کسی اجنبی آدمی کو پاؤں تو آیا میں اسے اس قدر مہلت میسر کروں کہ چار گواہ کو لے کر آؤں۔ ارشاد فرمایا: ہاں۔

(سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 7333، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 4535، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 16788، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 4282)

1154- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ حَدَّثَنِيْ سُهَيْلٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ وَجَدْتُّ مَعَ اَهْلِيْ رَجُلًا لَمْ اَمَسَّهٗ حَتّٰى اٰتِيَ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ قَالَ كَلَّا وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ اِنْ كُنْتُ لَاُعَاجِلُهٗ بِالسَّيْفِ قَبْلَ ذٰلِكَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْمَعُوْا اِلٰى مَا يَقُوْلُ سَيِّدُكُمْ اِنَّهٗ لَغَيُوْرٌ وَّاَنَا اَغْيَرُ مِنْهُ وَاللّٰهُ اَغْيَرُ مِنِّيْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں

Marfat.com

حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر میں اپنی بیوی کے پاس کسی غیر مرد کو پاؤں تو کیا میں اس کو اس وقت تک مس نہ کروں جب تک کہ چار گواہوں کو لے کر نہ آؤں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں۔ وہ عرض گزار ہوئے: ہرگز نہیں۔ اس ذات کی قسم! جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کیساتھ مبعوث فرمایا ہے میں تو اس سے قبل اس کو تلوار سے قتل کر ڈالوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خوب سن لو! تمہارے سردار کیا کہہ رہے ہیں۔ یہ تو غیور آدمی ہے اور میں تو اس سے غیور شخص ہوں اور مجھ سے زیادہ اللہ تعالیٰ غیور ہے۔

(معجم الاوسط: رقم الحدیث: 2797، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 20309، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 4718، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 567)

1155- حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ وَأَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْجَحْدَرِيُّ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كَامِلٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ لَوْ رَأَيْتُ رَجُلًا مَعَ امْرَأَتِي لَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرُ مُصْفِحٍ عَنْهُ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَتَعْجَبُونَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ فَوَاللهِ لَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ وَاللهُ أَغْيَرُ مِنِّي مِنْ أَجْلِ غَيْرَةِ اللهِ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا شَخْصَ أَغْيَرُ مِنَ اللهِ وَلَا شَخْصَ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْعُذْرُ مِنَ اللهِ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ بَعَثَ اللهُ الْمُرْسَلِينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ وَلَا شَخْصَ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْمِدْحَةُ مِنَ اللهِ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ وَعَدَ اللهُ الْجَنَّةَ

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: اگر میں اپنی بیوی کے پاس کسی اجنبی شخص کو پاؤں تو میں بغیر کسی گواہوں کے اس کا سر تلوار سے اڑا ڈالوں۔ اس بات کی خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم سعد کی غیرت سے متعجب ہو رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! میں تو اس سے زیادہ غیور ہوں اور مجھ سے زیادہ اللہ تعالیٰ غیور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی غیرت کی وجہ سے بے حیائی کے سارے ظاہری اور باطنی کاموں کو حرام کر دیا ہے۔ اور رب تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی بھی عذر کو قبول کرنے والا نہیں۔ اسی وجہ سے رب تعالیٰ نے رسولوں کو مبعوث فرمایا ہے جو بشارت دینے والے اور ڈرانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کسی کو تعریف پسند نہیں ہے اسی بناء پر رب تعالیٰ نے ضیف کا وعدہ فرمایا ہے۔

(احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1، ص: 261، مستدرک: رقم الحدیث: 8061، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 921، سنن دارمی: رقم الحدیث: 2282)

1156- وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ ابْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَقَالَ غَيْرُ مُصْفِحٍ وَلَمْ يَقُلْ عَنْهُ

دوسری سند میں غیر مصفح اور عنہ نہیں ہوتی ہے۔ (مرجع السابق)

1157- وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لِقُتَيْبَةَ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي فَزَارَةَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ امْرَأَتِي وَلَدَتْ غُلَامًا أَسْوَدَ فَقَالَ

Marfat.com

النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لَكَ مِنْ اِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا اَلْوَانُهَا قَالَ حُمْرٌ قَالَ هَلْ فِیْهَا مِنْ اَوْرَقَ قَالَ اِنَّ فِیْهَا اَوْرَقًا قَالَ فَاَنّٰی اَتَاهَا ذٰلِكَ قَالَ عَسٰی اَنْ یَّكُوْنَ نَزَعَهٗ عِرْقٌ قَالَ وَهٰذَا عَسٰی اَنْ یَّكُوْنَ نَزَعَهٗ عِرْقٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں ایک آدمی بنی فزارہ کا حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: میری بیوی کے پاس سے ایک سیاہ فام لڑکا پیدا ہوا ہے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تمہارے پاس اونٹ ہے۔ عرض کیا: ہاں! ارشاد فرمایا: ان کے رنگ کیسے ہیں؟ وہ عرض گزار ہوا: سرخ رنگ کے۔ ارشاد فرمایا: کیا ان میں کوئی خاکستری رنگ والا بھی ہے۔ وہ عرض گزار ہوا: ہاں ان میں خاکستری والا بھی ہے۔ ارشاد فرمایا: وہ کدھر سے آ گیا ہے۔ وہ عرض گزار ہوا: شاید کسی رگ نے پکڑ لیا ہو۔ ارشاد فرمایا: تو پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تمہارے لڑکے میں بھی کسی رگ سے پکڑ لیا ہو۔

(سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 6574، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 2262، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 1992، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 21064)

1158- وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَّعَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا وَقَالَ الْاٰخَرَانِ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ فُدَیْكٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ جَمِیْعًا عَنِ الزُّهْرِیِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَ حَدِیْثِ مَعْمَرٍ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَدَتِ امْرَاَتِیْ غُلَامًا اَسْوَدَ وَهُوَ حِیْنَئِذٍ یُعَرِّضُ بِاَنْ یَّنْفِیَهٗ وَزَادَ فِیْ اٰخِرِ الْحَدِیْثِ وَلَمْ یُرَخِّصْ لَهٗ فِی الْاِنْتِفَاءِ مِنْهُ

دوسری سند میں یہ اضافہ ہے کہ ایک آدمی نے اعراض کر کے اپنے نسب کی نفی کر کے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میری بیوی نے ایک سیاہ فام بچہ جنم دیا ہے۔ اور آخری حدیث میں یہ اضافہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے نسب کے انتفاء کا اذن نہ دیا۔

(سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 2263، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 15141، مسند ابی عوانہ: جز: 3، ص: 129، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 408)

1159- وَحَدَّثَنِیْ اَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ یَحْیٰی وَاللَّفْظُ لِحَرْمَلَةَ قَالَا اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ اَعْرَابِیًّا اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ امْرَاَتِیْ وَلَدَتْ غُلَامًا اَسْوَدَ وَاِنِّیْ اَنْكَرْتُهٗ فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لَكَ مِنْ اِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَا اَلْوَانُهَا قَالَ حُمْرٌ قَالَ فَهَلْ فِیْهَا مِنْ اَوْرَقَ قَالَ نَعَمْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَنّٰی هُوَ قَالَ لَعَلَّهٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ یَكُوْنُ نَزَعَهٗ عِرْقٌ لَهٗ فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهٰذَا لَعَلَّهٗ اَنْ یَّكُوْنَ نَزَعَهٗ عِرْقٌ لَهٗ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں اعرابی شخص حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میری بیوی نے ایک سیاہ فام بچے کو پیدا کیا ہے میں اسے اپنا بچہ تسلیم نہیں کرتا۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: کیا تمہارے پاس اونٹ ہیں۔ وہ عرض گزار ہوا: ہاں! ارشاد فرمایا: ان کے رنگ کیا ہیں؟ وہ عرض گزار ہوا: سرخ رنگ والے ہیں۔ ارشاد فرمایا: کیا ان میں کوئی خاکستری رنگ والا بھی ہے۔ وہ عرض گزار ہوا: ہاں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو پھر وہ کدھر سے آ گیا

Marfat.com

ہے؟ وہ عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہوسکتا ہے کہ کسی رگ نے اسے پکڑ لیا ہوگا۔ تو اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو پھر یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اسے بھی کسی رگ نے پکڑ لیا ہوگا۔ (مرجع السابق)

1160-وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا حُجَيْنٌ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ بَلَغَنَا أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل مروی ہے۔ (مرجع السابق)

تشریح: لعان کی تعریف:

مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لعان باب مفاعلہ کا مصدر ہے اس کا مادہ لعن ہے بمعنی لعنت یعنی رحمت الٰہی سے دور ہوجانے کی بد دعا۔ لعان کے معنے ہیں ایک دوسرے پر لعنت کرنا۔ شریعت میں لعان یہ ہے کہ کوئی خاوند اپنی بیوی کو ایسی تہمت لگائے کہ اگر اجنبی عورت کو لگاتا تو حد قذف واجب ہوجاتی اس پر حاکم مجمع کے سامنے ان دونوں خاوند و بیوی کو کھڑا کرکے چار چار قسمیں ایک ایک لعنت یا غضب کی بد دعا کرائے پھر ان دونوں کو ہمیشہ کے لیے جدا کردے کہ پھر یہ عورت اس مرد کے نکاح میں آ بھی نہ سکے مگر لعان توڑنے پر کہ مرد کہے میں نے جھوٹی تہمت لگائی تھی اس پر اسے تہمت کی سزا اسی ۸۰ کوڑے لگائے جائیں پھر نکاح میں آئے، ہمارے امام صاحب کے ہاں گواہیاں ہیں جن کی تاکید قسم سے کی گئی ہے۔ امام شافعی کے ہاں لعان قسمیں ہیں جن کی تاکید گواہیوں سے کی گئی ہے لہٰذا امام صاحب کے ہاں لعان وہ ہی کرسکتا ہے کہ جس کی گواہی قبول ہوسکتی ہے جو گواہی کا اہل نہیں وہ لعان نہیں کرسکتا، اس کی تحقیق کتب فقہ میں ملاحظہ کیجئے۔ خیال رہے کہ کسی گنہگار مسلمان کا نام لے کر اس پر لعنت کرنا جائز نہیں خواہ کیسا ہی گنہگار ہو سوائے لعان کے، لہٰذا یہ نہیں کہہ سکتے کہ یزید یا حجاج یا فلاں زانی قاتل پر لعنت ہاں یہ کہہ سکتے ہیں حضرت حسین کے قاتل یا قتل سے راضی ہونے والے پر لعنت ہے کہ یہ لعنت بالوصف ہے دیکھو شامی باب اللعان۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح از مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ، کتاب النکاح، باب اللعان، ج5)

لعان کی بابت علامہ غلام رسول سعیدی کی تحقیق:

علامہ غلام رسول سعدی لکھتے ہیں:

"لعان کا لغوی اور اصطلاحی معنیٰ:

لعان کا لفظ لعن سے ماخوذ ہے علامہ سید مرتضیٰ زبیدی لکھتے ہیں کہ لعن کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو تو اس کا معنی ہے دھتکارنا اور خیر دور کرنا، اور جب اس کی نسبت مخلوق کی طرف ہو تو یہ بد دعا کا کلمہ ہے، اور لکھتے ہیں کہ لعان کا معنی یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو زنا کی تہمت لگائے تو امام اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان لعان کرائے اور مرد سے ابتداء کرے، مرد چار بار یہ کہے کہ میں اللہ کو اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ اس نے فلاں مرد کے ساتھ زنا کیا ہے اور میں اپنی اس تہمت میں صادق ہوں، جب وہ چار بار یہ قسم کھالے تو پانچویں بار یہ کہے کہ میں اللہ کو اس بات پر گواہ بناتی ہوں کہ اس شخص نے جو مجھ پر تہمت لگائی ہے یہ اس تہمت میں جھوٹوں میں سے ہے

Marfat.com

اور پانچویں بار یہ کہے کہ اگر یہ سچوں میں سے ہو تو مجھ پر اللہ کا غضب نازل ہو، لعان کے بعد وہ عورت اس شخص سے بائنہ ہو جائے گی اور کبھی اس شخص کے لئے حلال نہیں ہو گی، اگر وہ حاملہ ہو تو بچہ اس عورت کے ساتھ لاحق کیا جائے گا۔ (تاج العروس ج ۹ ص ۳۲۵۔۳۲٤)

لعان کے شرعی معنی میں مذاہب فقہاء:

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں کہ لعان کا شرعی معنی ہے ایسی شہادات جو قسموں سے موکد ہوں، اور لعنت کے ساتھ مقرون ہوں، اور امام شافعی فرماتے ہیں یہ دو قسمیں ہیں جو لفظ شہادت کے ساتھ موکد ہوں، امام شافعی کے نزدیک اس میں قسم کی اہلیت شرط ہے اس لئے مسلمان اور اس کی بیوی میں بھی لعان ہو جاتا ہے، امام مالک اور امام احمد فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک اس میں شہادت کی اہلیت شرط ہے اس لئے لعان ایسے مسلمان، آزاد، عاقل، بالغ کے ساتھ خاص ہے جس پر حد قذف نہ لگائی گئی ہو۔ (عمدۃ القاری جز ۲۰ ص ۲۹۰)

زانی کو از خود قتل کرنے کا حکم:

علامہ نووی لکھتے ہیں کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی اجنبی مرد کو پائے اور یہ متحقق ہو جائے کہ اس نے زنا کیا ہے اور وہ شخص اس سبب سے اس زانی کو قتل کردے تو جمہور فقہاء اسلام کا یہ نظریہ ہے کہ اس پر قصاص لازم آئے گا الا یہ کہ وہ زنا کے ثبوت پر چار گواہ پیش کردے یا مقتول کے ورثاء اس کے زنا کا اعتراف کرلیں۔ اور یہ شرط بھی ہے کہ وہ زانی شادی شدہ ہو، یہ دنیاوی ضابطہ ہے اور اگر وہ سچا ہے تو آخرت میں اس پر کوئی وبال نہیں ہوگا۔ بعض شوافع کا قول یہ ہے کہ جو شخص بھی سلطان کی اجازت کے بغیر کسی شادی شدہ زانی کو قتل کرے گا اس سے قصاص لیا جائے گا۔ (شرح مسلم ج ۱ ص ٤۸۸، کراچی)

امام ابوحنیفہ کا قول جمہور کے موافق ہے، اگر دو شخص گواہی دیں کہ اس شخص نے فلاں آدمی کو زنا کے سبب سے قتل کیا ہے تو جمہور کے نزدیک اس سے قصاص لیا جائے گا اور امام احمد کے نزدیک اس پر قصاص نہیں ہے۔ (فتح الباری ج ۹ ص ٤٤۹، لاہور)

جمہور کی دلیل ابن ماجہ کی روایت ہے جس میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پہلے تو حضرت سعد کے جواب میں فرمایا تلوار کافی گواہ ہے، پھر فرمایا نہیں! مجھے خدشہ ہے کہ پھر لوگ نشہ اور غیرت میں آکر دھڑا دھڑ قتل کرنا شروع کردیں گے۔ (سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۲۶۰۶)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سبب سے قتل کرنے کی اجازت نہیں دی، البتہ جس پر چار گواہوں سے زنا ثابت ہو جائے اس کا معاملہ الگ ہے کیونکہ وہ مباح الدم ہے اس لئے اس صورت میں اس سے قصاص نہیں لیا جائے گا، لیکن کسی شخص کو بھی قانون اپنے ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں ہے اور اس وجہ سے وہ مواخذہ کا مستحق ہوگا۔

لعان کے بعد تفریق میں مذاہب فقہاء:

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں کہ امام مالک، امام شافعی اور ان کے موافقین کا یہ نظریہ ہے کہ نفس لعان سے، لعان کرنے والوں کے درمیان تفریق ہو جاتی ہے، امام مالک اور ان کے اکثر اصحاب کا قول یہ ہے کہ عورت کے لعان سے فارغ ہونے کے بعد تفریق ہو جاتی ہے اور امام شافعی اور ان کے اکثر اصحاب کا قول یہ ہے کہ مرد کے لعان سے فارغ ہوتے ہی تفریق ہو جات ہے۔ سحنون مالکی کا بھی یہی قول ہے۔ امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب اور سفیان ثوری کا یہ قول ہے کہ نفس لعان سے تفریق نہیں ہوتی بلکہ لعان کے بعد قاضی

کے تفریق کرنے سے تفریق ہوتی ہے، اور امام احمد بن حنبل کے اس مسئلہ میں دو قول ہیں، ایک میں احناف کے ساتھ ہیں اور دوسرے میں شوافع کے۔ (عمدۃ القاری جز۔ ۲۰ ص ۲۹۵ مصر)

علامہ ابوالحسن مرداوی حنبل لکھتے ہیں کہ وجیز میں لکھا ہے کہ امام احمد کا مذہب یہ ہے کہ نفس لعان سے تفریق ہو جاتی ہے اور محرر، نظم، رعایتین، حاوی صغیر، فروع وغیرہ کتب حنابلہ میں اسی قول کو مقدم کیا ہے، اور امام احمد بن حنبل کا دوسرا قول یہ ہے کہ نفس لعان سے تفریق نہیں ہوتی جب تک کہ حاکم تفریق نہ کرے۔ خرقی (المغنی ابن قدامہ کا متن) کا یہی مختار ہے۔ قاضی، شریف، ابوالخطاب اور ابن النساء وغیرہم فقہاء حنابلہ نے اسی قول کو اختیار کیا ہے، ہدایہ، مذہب، مسبوک الذہب اور دوسری کتب حنابلہ میں بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے اور انتصار میں لکھا ہے کہ عام اصحاب حنابلہ کا بھی یہی مختار ہے۔ (الانصاف ج ۹ ص ۲۵۲۔ ۲۵۱، بیروت)

فقہاءِ احناف کے نظریہ پر دلائل:

فقہاءِ احناف کی دلیل یہ ہے یہ امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت درج کی جس میں پہلے لعان کا واقعہ درج ہے، حضرت ابن عمر نے لعان کی کاروائی بیان کرنے کے بعد فرمایا ثم فرق بینهما۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۴۹۴)

" پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے لعان کرنے والوں کے درمیان تفریق کر دی" ۔ امام بخاری نے حضرت ابن عمر کی اس روایت کی سعید بن جبیر سے بھی روایت کیا ہے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۵۳۱۱)

اور نافع سے بھی۔ نافع سے دو روایات ذکر کی ہیں ایک روایت کے الفاظ اس طرح ہیں:

نافع کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے لعان کرنے والے مرد اور عورت کے درمیان تفریق کر دی۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۵۳۱۳)

ان احادیث صحیحہ سے واضح ہو گیا کہ نفس لعان سے تفریق نہیں ورنہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لعان کے بعد تفریق نہ فرماتے۔

فقہاءِ احناف کی دوسری دلیل یہ ہے کہ امام بخاری نے حضرت عویمر عجلانی (رضی اللہ عنہ) کے واقعہ لعان میں یہ بیان کیا ہے کہ لعان کے بعد حضرت عویمر نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے عرض کیا: ...." یا رسول اللہ! (لعان کے بعد) اگر اب میں اس کو اپنے نکاح میں رکھوں تو پھر میں جھوٹا قرار پاؤں گا، پھر انہوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے کچھ فرمانے سے پہلے ہی اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔" اس حدیث کو امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۵۳۰۸، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۴۹۲)

ان حادیث صحیحہ سے واضح ہو گیا کہ نفس لعان سے تفرق نہیں ہوتی ورنہ حضرت عویمر اس کو تین طلاقیں نہ دیتے یا رسول اللہ فرماتے اب تین طلاقوں کی کیا ضرورت ہے تفریق تو ہو گئی۔

علامہ نووی کے اعتراضات کے جوابات:

علامہ نووی نے اس دلیل پر یہ اعتراض کیا ہے کہ روایت میں ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اذهب فلا سبيل لك عليها۔ " جاؤ اس عورت پر تمہاری ملکیت نہیں ہے" ۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت عویمر (رضی اللہ عنہ) کے

طلاق دینے کو رد کر دیا، یعنی اب تمہاری اس پر ملکیت نہیں ہے اس لئے طلاق واقع نہیں ہوگی۔ (صحیح مسلم ج ا ص ۴۸۹، کراچی)

حافظ ابن حجر عسقلانی نے علامہ نووی کی اس دلیل کو رد کرتے ہوئے لکھا ہے کہ شرح مسلم میں علامہ نووی کی اس عبارت سے یہ وہم ہوتا ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت عویمر کے تین طلاقیں دینے کے بعد فرمایا: "لا سبیل لك علیها"۔ اور یہ کہ یہ جملہ حضرت بن سعد ساعدی کی روایت میں موجود ہے، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ یہ جملہ حضرت ابن عمر کی روایت میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اس ارشاد کے بعد ہے: اللہ یعلم ان احد کما کاذب۔ (فتح الباری ج ۹ ص ۴۵۲۔ ۴۵۱، لاہور)

حافظ ابن حجر عسقلانی کی اس وضاحت سے یہ معلوم ہوگیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ارشاد "فلا سبیل لك علیها" کا حضرت عویمر کی دی گئی تین طلاقوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے نہ یہ تین طلاقوں پر رد ہے، اس معاملہ میں علامہ نووی نے ایک کھلا ہوا مغالطہ کھایا ہے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ارشاد "لا سبیل لك علیها" جس حدیث میں ہے وہ حسب ذیل ہے:

سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر سے لعان کرنے والوں کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے لعان کرنے والوں سے فرمایا: "تمہارا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے، تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے اور اس عورت پر اب تمہاری ملکیت نہیں ہے۔" (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۵۳۱۲)

اس حدیث سے نہ صرف یہ واضح ہوا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ارشاد "لا سبیل لك علیها" کا تعلق حضرت عویمر کے قصہ سے نہیں ہے بلکہ اس سے یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ لعان کرنے والوں کے درمیان نفس لعان سے تفریق نہیں ہوئی بلکہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اس ارشاد سے ہوئی ہے۔

نفس لعان سے تفریق نہ ہونے پر ایک واضح دلیل یہ ہے کہ جب حضرت عویمر نے لعان کے بعد تین طلاقیں دیں تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان تین طلاقوں کو نافذ کر دیا۔ اگر نفس لعان سے تفریق ہو جاتی تو آپ ان تین طلاقوں کو مسترد کر دیتے، امام ابو داؤد روایت کرتے ہیں:

حضرت سہل بن سعد (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ حضرت عویمر نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سامنے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان تین طلاقوں کو نافذ کر دیا۔ (سنن ابو داؤد رقم الحدیث: ۲۲۵۰)

علامہ نووی نے دوسرا اعتراض یہ کیا ہے کہ دوسری روایت میں ہے: ففارقها "حضرت عویمر اپنی بیوی سے علیحدہ ہو گئے"۔ لیکن یہ تین طلاقیں دینے کے بعد کا واقعہ ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں ابن شہاب کی حضرت سہل بن سعد ساعدی کی روایت سے ظاہر ہے۔ اس لئے اس روایت کا یہ لفظ بھی علامہ نووی اور شوافع کے مسلک کے لئے مفید نہیں ہے۔

(صحیح مسلم کتاب اللعان رقم حدیث الباب: ۳، رقم الحدیث بلا تکرار: ۱۴۹۲، رقم الحدیث المسلسل: ۳۶۷۵)

صحیح مسلم میں حضرت ابن عمر کی بکثرت روایات مذکور ہیں۔ (رقم حدیث الباب: ۹، ۸، ۷)

جن میں تصریح ہے کہ لعان کے بعد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے تفریق کی، اور یہ موقف احناف کی واضح دلیل ہیں اور فقہاء مالکیہ اور شافعیہ کے موقف پر کوئی حدیث نہیں ہے۔

Marfat.com

لعان کی وجہ سے بچہ کے نسب کی نفی میں مذاہب فقہاء:

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) کے عہد مبارک میں ایک شخص نے لعان کیا۔ رسول اللہ (ﷺ) نے ان کے درمیان تفریق کردی اور بچہ کو ماں کے ساتھ لاحق کردیا۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۴۹۴)

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں کہ جمہور فقہاء تابعین اور ائمہ اربعہ کا مسلک یہ ہے کہ لعان کے بعد بچہ کو ماں کے ساتھ لاحق کردیا جائے گا اور وہ ایک دوسرے کے وارث ہوں گے اور باپ سے اس کا نسب منتفی ہوگا۔ امام طحاوی کہتے ہیں کہ عامر، شعبی، محمد بن ابی ذئب اور بعض اہل مدینہ نے اس مسئلہ میں جمہور سے اختلاف کیا ہے کیونکہ بچہ اس کا ہوتا ہے کہ جس کے بستر پر ہو اس لئے لعان کرنے والے شخص سے ہی نسب ثابت ہوگا، لیکن ان کے خلاف یہ حدیث جمہور کی قوی دلیل ہے اور اس قاعدہ میں اس حدیث سے تخصیص کی جائے گی۔ البتہ ایک اور اختلاف یہ ہے کہ ماں سے نسبت اس وقت منتفی ہوگا جب بچہ پیدا ہوتے ہی یا زیادہ دن گزرنے سے پہلے مرد اس کا انکار کردے، امام ابوحنیفہ نے دن مقرر نہیں کیے۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں سات دن کے کے بعد انکار معتبر نہیں ہے۔ اور امام محمد فرماتے ہیں چالیس دن کے بعد انکار معتبر نہیں ہے۔ یعنی اس سے پہلے انکار کا شرعاً اعتبار ہوگا اور امام شافعی فرماتے ہیں کہ اگر بچہ پیدا ہوتے ہیں فوراً انکار کردیا تو اس کا انکار شرعاً معتبر ہوگا ورنہ نہیں۔

(عمدۃ القاری ج ۲۰ ص ۳۰۲ مصر) (علامہ غلام رسول سعیدی: تبیان القرآن، سورۃ النور، تحت آیت ۰۶:)

جھوٹی تہمت کی سزا:

پیر کرم شاہ الازہری آیت:

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (النور، 04)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو تہمت لگاتے ہیں پاکدامن عورتوں پر، پھر وہ نہ پیش کرسکیں چار گواہ تو لگاؤ ان (تہمت لگانے والوں) کو اسی دُرّے اور نہ قبول کرنا ان کی کوئی گواہی ہمیشہ کے لیے، اور وہی لوگ فاسق ہیں۔

کے تحت لکھتے ہیں: ”زنا کا جرم اسلامی معاشرہ میں ناقابل برداشت ہے۔ جو شخص اس کا مرتکب ہوگا اس کے لیے ایسی عبرتناک سزا مقرر کی گئی ہے جو کسی دوسرے گناہ پر نہیں دی جاتی۔ اسی طرح زنا کا غلط بہتان لگانا بھی انتہائی سنگین جریمہ ہے۔ جو شخص کسی پاکدامن اور عفیف عورت پر یا کسی پاکباز اور عصمت شعار مرد پر یہ الزام لگائے گا اسے معمولی بات خیال کر کے نظر انداز نہیں کردیا جائے گا بلکہ اسے حکم دیا جائے گا کہ وہ اس الزام کو ثابت کرنے کے لیے چار گواہ پیش کرے اور اگر وہ چار گواہ پیش نہیں کرسکے گا تو اسے اَسّی (80) دُرّے لگائے جائیں گے تاکہ ہر شخص کو پتہ چل جائے کہ کسی کی عزت و ناموس پر غلط الزام لگانا مذاق نہیں ہے۔

آیت کے کلمات میں ایک مرتبہ پھر غور فرمائیے۔ یرمون کا معنی تہمت لگانا ہے لیکن یہاں اس سے مراد خاص زنا کہ تہمت ہے وہ بھی صریح الفاظ ہیں جیسے کہے زینت یا یا زانی۔ المحصنات سے مراد پاکدامن عورتیں ہیں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ اگر کسی مرد پر

بہتان لگایا جائے گا تو باز پرس نہ ہوگی بلکہ مرد اور عورت کا حکم یکساں ہے۔ یہاں فقط محصنات کا لفظ ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جس واقعہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی اس میں الزام ایک عورت پر ہی لگایا گیا تھا۔ پاکدامن مرد پر بہتان لگانے کا حکم اجماع امت سے ثابت ہے۔ لفظ محصن کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ پانی پتی لکھتے ہیں: **المراد بالاحصان باجماع العلماء ان یکون حرا عاقلا مسلما عفیفا غیر متھم بالزنا:** یعنی اس جگہ احصان کا معنی یہ ہے کہ جس پر الزام لگایا جا رہا ہے وہ آزاد، عاقل، بالغ، مسلم عفیف ہو اور اس پر زنا کی تہمت کبھی نہ لگائی گئی ہو۔

ایسے لوگوں کو تین سزائیں دی جائیں گی:

۱۔ انہیں اسی ۸۰ کوڑے لگائے جائیں گے۔ ۲۔ آئندہ مالی حقوق میں ان کی گواہی قابل قبول نہ ہوگی۔

۳۔ انہیں فاسق قرار دیا جائے گا۔" (تفسیر ضیاء القرآن از پیر کرم شاہ الازہری سورۃ النور، تحت آیت 4)

کتاب اللعان میں چونکہ احادیث ملتی جلتی آئی ہیں، لہٰذا ہم یہاں پر ایک ایسی احادیث اور اس کی شرح لاتے ہیں جس کو مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمہ اللہ نے اپنی مراۃ المناجیح میں بیان کیا ہے:

روایت ہے حضرت سہل ابن سعد ساعدی سے فرماتے ہیں کہ عویمر عجلانی نے عرض کیا ۱ یارسول اللہ فرمایئے تو ایک شخص اپنی بیوی کے پاس کسی مرد کو پائے ۲۔ کیا وہ اسے قتل کر دے تو مسلمان اسے قتل کر دیں گے ۳۔ کیا کرے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے اور تیری بیوی کے متعلق آیت نازل کر دی گئی ۴۔ تم جاؤ اسے لے آؤ ۵۔ سہل فرماتے ہیں کہ ان دونوں نے مسجد میں لعان لیا ۶۔ میں بھی لوگوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھا جب وہ زوجین فارغ ہو چکے تو عویمر بولے کہ میں نے اس پر جھوٹ ہی لگایا یارسول اللہ ۷۔ اگر اس کو روک رکھوں، (یعنی اگر میں نے اس کو اب روکا تو مجھے جھوٹا سمجھا جائے گا، جبکہ درحقیقت میں اس معاملہ میں جھوٹا نہیں ہوں) چنانچہ اسے تین طلاقیں دے دیں ۸۔ پھر رسول اللہ نے فرمایا لوگو خیال رکھنا اگر وہ عورت جنے بچہ سیاہ رنگ بڑی آنکھ والا بڑے سرین والا بڑی پنڈلیا نوالہ تو میں عویمر کو اس عورت پر سچا ہی گمان کرتا ہوں ۹۔ اور اگر وہ عورت بچہ جنے سرخ رنگ والا گویا وہ بامنی ہے ۱۰۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ عویمر نے اس پر جھوٹ ہی بولا ۱۱۔ پھر اس عورت نے بچہ اس صفت پر جنا جس پر رسول اللہ نے عویمر کو سچا فرمایا تھا پھر وہ بچہ بعد میں اپنی ماں کی طرف منسوب کیا جاتا تھا ۱۲۔ (مسلم، بخاری)

شرح:

۱۔ سہل ابن سعد کے حالات پہلے بیان ہو چکے ہیں، آپ مدینہ منورہ میں آخری صحابی ہیں جو تمام صحابہ سے آخر میں فوت ہوئے، ان کی وفات پر مدینہ سے صحابہ کا دور ختم ہوا، عویمر صحابی ہیں عجلان قبیلہ سے ہیں عجلان انصار کا ایک قبیلہ ہے عجلان ابن زید انصاری کی اولاد۔ (اشعہ، مرقات)

۲۔ یا زنا کرتے ہوئے پائے یا علامات سے معلوم ہو کہ اس نے زنا کیا ہے فارغ ہو کر بیٹھا ہے۔

۳۔ مشکوٰۃ شریف کے بعض نسخوں میں یقتلونہ ی سے ہے یعنی مقتول کے وارث اسے قتل کر دیں گے بعض میں تقتلونہ ت سے ہے یعنی اے محبوب پاک آپ اور آپ کے صحابہ اسے قصاصاً قتل کر دیں گے۔ علماء فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی کو اپنی بیوی سے زنا کرتے

دیکھے اور اسے قتل کردے تو اسے بھی قصاص میں قتل کیا جائے گا، ہاں اگر اس زنا پر چار گواہ قائم ہوجائیں اور زانی محصن بھی ہو تو اس قاتل پر قصاص نہیں، یا مقتول کے ولی اس زنا کا اقرار کرلیں تب بھی قصاص نہیں یہ شرعی حکم ہے عنداللہ اس قاتل پر کوئی گناہ نہیں، عویمر نے صاف نہ کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو زنا کراتے دیکھا بلکہ اشارۃً اگر مگر سے سوال کیا تاکہ حد قذف ان پر جاری نہ ہوجائے۔

۴۔ آیت کریمہ یہ ہے "وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ یَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ" یہ آیت شعبان ۹ ھ میں نازل ہوئی، یا تو عویمر کے متعلق ہی نازل ہوئی یا ہلال ابن امیہ کے متعلق اتری مگر حق یہ ہے کہ ان دونوں کے واقعات قریب قریب ہوئے ان دونوں پر آیت اتری، پہلے ہلال ابن امیہ نے لعان کیا پھر عویمر نے لہٰذا یہ درست ہے کہ اسلام میں پہلا لعان ہلال ابن امیہ نے کیا درست ہے اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ تیرے متعلق یہ آیت آگئی یہ بھی درست ہے احادیث میں تعارض نہیں۔

۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ لعان کے وقت دونوں خاوند و بیوی کا حاکم کی کچہری میں حاضر ہونا ضروری ہے بلکہ مسلمانوں کے مجمع میں حاکم کے سامنے لعان چاہیے۔

۶۔ بعد نماز جب مسلمان جمع تھے اس زمانہ پاک میں مسجد ہی کچہری تھی۔

۷۔ یعنی اب میرا اس بیوی کو اپنے پاس رکھنا اپنی تکذیب ہے لہٰذا میں اسے علیحدہ کرتا ہوں۔

۸۔ اس حدیث کی بنا پر بعض نے فرمایا کہ لعان خود طلاق نہیں، بلکہ اس کے بعد طلاق دینی چاہیے، بعض مالکی حضرات نے فرمایا کہ لعان خود ہی طلاق ہے مگر حاکم کے فیصلہ کے بعد ابھی چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ نہ فرمایا تھا اس لیے ان کی طلاق درست ہوگئی یہ حضرات اس سے ثابت کرتے ہیں کہ یک وقت تین طلاقیں دے دینا مکروہ بھی نہیں کیونکہ عویمر نے یکدم تین طلاق دیں سرکار نے منع نہ فرمایا مگر حق یہ ہے کہ بعد لعان حاکم کا فیصلہ نکاح ختم کردیتا ہے طلاق کی ضرورت ہی نہیں عویمر کو یہ مسئلہ معلوم نہ تھا اس لیے انہوں نے طلاقیں دیں۔ لعان والی عورت لعان کے بعد حاکم کے فیصلہ سے بالکل نکاح سے خارج ہوجاتی ہے طلاق کی محل نہیں رہتی اور تا قیام لعان نکاح میں نہیں آسکتی، چونکہ دار قطنی نے بروایت حضرت عمر مرفوعاً حدیث نقل کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعان والے زوجین جدا ہو چکنے کے بعد کبھی جمع نہیں ہوسکتے صاحب تنقیح نے فرمایا کہ اس کی اسناد جید ہے المتلاعنان لا یجتمعان بھی وارد ہے۔ (فتح القدیر و مرقات)

یہاں مرقات نے اس مسئلہ پر بہت سی احادیث پیش فرمائیں کہ لعان خود ہی تفریق ہے مگر حضرت امام اعظم و صاحبین و ابن مبارک کا قول یہ ہے کہ لعان کے بعد حاکم کی تفریق سے نکاح ختم ہوجاتا ہے لعان خود فسخ نہیں۔

۹۔ کیونکہ جس مرد سے الزام زنا لگایا گیا تھا وہ اسی شکل و صورت کا تھا اور اکثر بچہ باپ کے ہم شکل ہوتا ہے چونکہ یہ ہم شکلی یقینی نہیں اکثری ہے اس لیے اس طرح ارشاد فرمایا کہ ہمارا خیال ہے کہ عویمر کا الزام درست ہے۔

۱۰۔ یامنی ایک چھوٹا سا کیڑا ہے جو سرخ رنگ سانپ کی طرح ہوتا ہے اسے اردو میں سانپ کی خالہ بھی کہتے ہیں بامنی میں نے بھی بارہا دیکھا ہے۔

۱۱۔ کیونکہ عویمر خود پتلے سرخ رنگ والے تھے یہ حکم بھی تخمینی ہے۔

۱۲۔ لعان کا یہ بھی حکم ہے کہ لعان کا بچہ باپ کی میراث نہیں پاتا صرف ماں کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ خیال رہے کہ یہ واقعہ اس

عقیدے کے خلاف نہیں کہ تمام صحابہ عادل ہیں کوئی فاسق نہیں کیونکہ لعان میں کسی کو فاسق نہیں کہا جاسکتا، معاملہ مشکوک رہتا ہے نیز حضرات صحابہ سے گناہ سرزد ہوئے ہیں مگر کوئی گناہ پر قائم نہیں رہا سب کو بعد میں توبہ کی توفیق ملی ان کی عدالت پر قرآن کریم گواہ ہے۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قیافہ یعنی بچہ کی ہم شکلی پر احکام مرتب نہیں ہوتے"

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح ازمفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ، کتاب النکاح، باب اللعان، ج5)

لعان کے متعلق مسائلِ فقہیہ:

علامہ امجد علی اعظمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"مسئلہ 1: مرد نے اپنی عورت کو زنا کی تہمت لگائی اس طرح پر کہ اگر اجنبیہ عورت کو لگاتا تو حدِ قذف (تہمتِ زنا کی حد) اس پر لگائی جاتی یعنی عورت عاقلہ، بالغہ، حرہ، مسلمہ، عفیفہ ہو تو لعان کیا جائے گا اس کا طریقہ یہ ہے کہ قاضی کے حضور پہلے شوہر قسم کے ساتھ چار مرتبہ شہادت دے یعنی کہے کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے جو اس عورت کو زنا کی تہمت لگائی اس میں خدا کی قسم! میں سچا ہوں پھر پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ اُس پر خدا کی لعنت اگر اس امر میں کہ اس کو زنا کی تہمت لگائی جھوٹ بولنے والوں سے ہو اور ہر بار لفظ اس سے عورت کی طرف اشارہ کرے پھر عورت چار مرتبہ یہ کہے کہ میں شہادت دیتی ہوں خدا کی قسم! اس نے جو مجھے زنا کی تہمت لگائی ہے، اس بات میں جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ اُس پر اللہ (عزوجل) کا غضب ہو، اگر یہ اُس بات میں سچا ہو جو مجھے زنا کی تہمت لگائی۔ لعان میں لفظ شہادت شرط ہے، اگر یہ کہا کہ میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ سچا ہوں، لعان نہ ہوا۔

(الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الطلاق، الباب الحادی عشر فی اللعان، ج ۱ ص ۵۱۵، ۵۱۶)

لعان کی شرائط:

مسئلہ 2: لعان کے لیے چند شرطیں ہیں:

(۱) نکاح صحیح ہو۔ اگر اُس عورت سے اس کا نکاح فاسد ہوا ہے اور تہمت لگائی تو لعان نہیں۔

(۲) زوجیت قائم ہو خواہ دخول ہوا ہو یا نہیں لہٰذا اگر تہمت لگانے کے بعد طلاق بائن دی تو لعان نہیں ہوسکتا اگرچہ طلاق دینے کے بعد پھر نکاح کرلیا۔ یونہی اگر طلاق بائن دینے کے بعد تہمت لگائی یا زوجہ کے مرجانے کے بعد تو لعان نہیں اور اگر تہمت کے بعد رجعی طلاق دی یا رجعی طلاق کے بعد تہمت لگائی تو لعان ساقط نہیں۔

(۳) دونوں آزاد ہوں۔

(۴) دونوں عاقل ہوں۔

(۵) دونوں بالغ ہوں۔

(۶) دونوں مسلمان ہوں۔

(۷) دونوں ناطق ہوں یعنی اُن میں کوئی گونگا نہ ہو۔

(۸) اُن میں کسی پر حد قذف نہ لگائی گئی ہو۔

(۹) مرد نے اپنے اِس قول پر گواہ نہ پیش کیے ہوں۔

(۱۰) عورت زنا سے انکار کرتی ہو اور اپنے کو پارسا کہتی ہو اصطلاح شرع میں پارسا اُس کو کہتے ہیں جس کے ساتھ وطی حرام نہ ہوئی ہو نہ وہ اسکے ساتھ متہم ہو، لہٰذا طلاق بائن کی عدت میں اگر شوہر نے اُس سے وطی کی اگرچہ وہ اپنی نادانی سے یہ سمجھتا تھا کہ اس سے وطی حلال ہے تو عورت عفیفہ نہیں۔ یونہی اگر نکاح فاسد کر کے اُس سے وطی کی تو عفت جاتی رہی یا عورت کی اولاد ہے جس کے باپ کو یہاں کے لوگ نہ جانتے ہوں اگرچہ حقیقۃً وہ ولد الزنا نہیں ہے یہ صورت متہم ہونے کی ہے اس سے بھی عفت جاتی رہتی ہے۔ اور اگر وطی حرام عارضی سبب سے ہو مثلاً حیض و نفاس وغیرہ میں جن میں وطی حرام ہے وطی کی تو اس سے عفت نہیں جاتی۔

(۱۱) صریح زنا کی تہمت لگائی ہو یا اُس کی جو اولاد اسکے نکاح میں پیدا ہوئی اُس کو کہتا ہو کہ یہ میری نہیں یا جو بچہ عورت کا دوسرے شوہر سے ہے اُس کو کہتا ہو کہ یہ اُس کا نہیں۔

(۱۲) دار الاسلام میں یہ تہمت لگائی ہو۔

(۱۳) عورت قاضی کے پاس اُس کا مطالبہ کرے۔

(۱۴) شوہر تہمت لگانے کا اقرار کرتا ہو یا دو مرد گواہوں سے ثابت ہو۔ لعان کے وقت عورت کا کھڑا ہونا شرط نہیں، بلکہ مستحب ہے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الطلاق، الباب الحادی عشر فی اللعان، ج ۱، ص ۵۱۵۔ والدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، باب اللعان، ج ۵، ص ۱۵۱، ۱۵۶)

مسئلہ ۳: عورت پر چند بار تہمت لگائی تو ایک ہی بار لعان ہوگا۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الطلاق، الباب الحادی عشر فی اللعان، ج ۱، ص ۵۱۴)

مسئلہ ۴: لعان میں تمادی نہیں یعنی اگر عورت نے زمانہ دراز تک مطالبہ نہ کیا تو لعان ساقط نہ ہوگا ہر وقت مطالبہ کا اُس کو اختیار باقی ہے۔ لعان معاف نہیں ہو سکتا یعنی اگر شوہر نے تہمت لگائی اور عورت نے اُس کو معاف کر دیا اور معاف کرنے کے بعد اب قاضی کے یہاں دعویٰ کرتی ہے تو قاضی لعان کا حکم دے گا اور عورت دعویٰ نہ کرے تو قاضی خود مطالبہ نہیں کر سکتا۔ یونہی اگر عورت نے کچھ لے کر صلح کر لی تو لعان ساقط نہ ہوا جو لیا ہے اُسے واپس کر کے مطالبہ کرنے کا عورت کو حق حاصل ہے مگر عورت کے لیے افضل یہ ہے کہ ایسی بات کو چھپائے اور حاکم کو بھی چاہیے کہ عورت کو پردہ پوشی کا حکم دے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الطلاق، الباب الحادی عشر فی اللعان، ج ۱، ص ۵۱۶۔ والدر المختار، کتاب الطلاق، باب اللعان، ج ۵، ص 154))

مسئلہ ۵: عورت کے مرجانے کے بعد اُس کو تہمت لگائی اور اُس عورت کی دوسرے شوہر سے اولاد ہے جس کے نسب میں اس کی تہمت کی وجہ سے خرابی پڑتی ہے اُس نے مطالبہ کیا اور شوہر ثبوت نہ دے سکا تو حد قذف قائم کی جائے اور اگر دوسرے سے اولاد نہیں بلکہ اسی کی اولادیں ہیں تو حد قائم نہیں ہو سکتی۔ (رد المحتار، کتاب الطلاق، باب اللعان، ج ۵، ص ۱۵۳)

مسئلہ ۶: مرد و عورت دونوں کافر ہوں یا عورت کافرہ یا دونوں مملوک ہوں یا ایک یا دونوں میں سے ایک مجنون ہو یا نابالغ یا کسی پر حد قذف قائم ہوئی ہے تو لعان نہیں ہو سکتا اور اگر دونوں اندھے یا فاسق ہوں یا ایک تو ہو سکتا ہے۔

(الدر المختار و رد المحتار، کتاب الطلاق، باب اللعان، ج ۵، ص ۱۵۲)

Marfat.com

مسئلہ ۷: شوہر اگر تہمت لگانے سے انکار کرتا ہے اور عورت کے پاس دو ۲ مرد گواہ بھی نہ ہوں تو شوہر سے قسم نہ کھلائی جائے اور اگر قسم کھلائی گئی اُس نے قسم کھانے سے انکار کیا تو حد قائم نہ کریں۔ (الدر المختار، کتاب الطلاق، باب اللعان، ج ۵،ص ۱۵۵)

مسئلہ ۸: شوہر نے تہمت لگائی اور اب لعان سے انکار کرتا ہے تو قید کیا جائے گا یہاں تک کہ لعان کرے یا کہے میں نے جھوٹ کہا تھا اگر جھوٹ کا اقرار کرے تو اُس پر حد قذف قائم کریں اور شوہر نے لعان کے الفاظ ادا کر لیے تو ضروری ہے کہ عورت بھی ادا کرے ورنہ قید کی جائے گی یہاں تک کہ لعان کرے یا شوہر کی تصدیق کرے اور اب لعان نہیں ہوسکتا نہ آئندہ تہمت لگانے سے شوہر پر حد قذف قائم ہوگی مگر عورت پر تصدیق شوہر کی وجہ سے حد زنا بھی قائم نہ ہوگی جبکہ فقط اتنا کہا ہو کہ وہ سچا ہے اور اگر اپنے زنا کا اقرار کیا تو بشرائط اقرار زنا حد زنا قائم ہوگی۔ (الدر المختار ورد المحتار، کتاب الطلاق، باب اللعان، ج ۵،ص ۱۵۵)

مسئلہ ۹: شوہر کے نا قابل شہادت ہونے کی وجہ سے اگر لعان ساقط ہو مثلاً غلام ہے یا کافر یا اُس پر حد قذف لگائی جاچکی ہے تو حد قذف قائم کی جائے بشرطیکہ عاقل بالغ ہو۔ اور اگر لعان کا ساقط ہونا عورت کی جانب سے ہے کہ وہ اس قابل نہیں مثلاً کافرہ ہے یا باندی یا محدودہ فی القذف یا وہ ایسی ہے کہ اُس پر تہمت لگانے والے کے لیے حد قذف نہ ہو یعنی عفیفہ نہ ہو تو شوہر پر حد قذف نہیں بلکہ تعزیر ہے مگر جبکہ عفیفہ نہ ہو اور علانیہ زنا کرتی ہو تو تعزیر بھی نہیں اور اگر دونوں محدود فی القذف ہوں تو شوہر پر حد قذف ہے۔

(الدر المختار ورد المحتار، کتاب الطلاق، باب اللعان، ج ۵،ص ۱۵۵، ۱۵۷)

مسئلہ ۱۰: اگر عورت سے کہا تو نے بچپن میں زنا کیا تھا یا حالت جنون میں اور یہ بات معلوم ہے کہ عورت کو جنون تھا تو نہ لعان ہے، نہ شوہر پر حد قذف، اور اگر کہا تو نے حالت کفر میں یا جب تو کنیز تھی اُس وقت زنا کیا تھا یا کہا چالیس (۴۰) برس ہوئے کہ تو نے زنا کیا حالانکہ عورت کی عمر اتنی نہیں تو ان صورتوں میں لعان ہے۔ (الدر المختار، کتاب الطلاق، باب اللعان، ج ۵،ص ۱۵۸)

مسئلہ ۱۱: عورت سے کہا: اے زانیہ یا تو نے زنا کیا یا میں نے تجھے زنا کرتے دیکھا تو یہ سب الفاظ صریح ہیں، اِن میں لعان ہوگا اور اگر کہا تو نے حرامکاری کی یا تجھ سے حرام طور پر جماع کیا گیا یا تجھ سے لواطت کی گئی تو لعان نہیں۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الطلاق، الباب الحادی عشر فی اللعان، ج ۱،ص ۵۱۵)

مسئلہ ۱۲: لعان کا حکم یہ ہے کہ اس سے فارغ ہوتے ہی اس شخص کو اُس عورت سے وطی حرام ہے مگر فقط لعان سے نکاح سے خارج نہ ہوئی بلکہ لعان کے بعد حاکم اسلام تفریق کر دیگا اور اب مطلقہ بائن ہوگئی لہٰذا بعد لعان اگر قاضی نے تفریق نہ کی ہو تو طلاق دے سکتا ہے ایلا و ظہار کرسکتا ہے دونوں میں سے کوئی مرجائے تو دوسرا اُسکا ترکہ پائیگا اور لعان کے بعد اگر وہ دونوں علیحدہ ہونا نہ چاہیں جب بھی تفریق کردی جائے گی۔ (الجوھرۃ النیرۃ، کتاب اللعان، الجزء الثانی، ص 92)

مسئلہ ۱۳: اگر لعان کی ابتدا قاضی نے عورت سے کرائی تو شوہر کے الفاظ لعان کہنے کے بعد عورت سے پھر کہلوائے اور دوبارہ عورت سے نہ کہلوائے اور تفریق کردی تو ہوگئی۔ (المرجع السابق)

مسئلہ ۱۴: لعان ہو جانے کے بعد ابھی تفریق نہ کی تھی کہ خود قاضی کا انتقال ہوگیا یا معزول ہوگیا اور دوسرا اُس کی جگہ مقرر کیا گیا تو یہ قاضی دوم اب پھر لعان کرائے۔ (المرجع السابق)

مسئلہ ۱۵: تین تین بار دونوں نے الفاظ لعان کہے تھے یعنی ابھی پورا لعان نہ ہوا تھا کہ قاضی نے غلطی سے تفریق کر دی تو تفریق ہوگئی مگر ایسا کرنا خلافِ سنت ہے اور اگر ایک ایک یا دو دو بار کہنے کے بعد تفریق کی تو تفریق نہ ہوئی اور اگر صرف شوہر نے الفاظ لعان ادا کیے عورت نے نہیں اور قاضی غیر حنفی نے (جس کا یہ مذہب ہو کہ صرف شوہر کے لعان سے تفریق ہو جاتی ہے) تفریق کر دی تو جدائی ہوگئی اور قاضی حنفی ایسا کرے گا تو اُس کی قضا نافذ نہ ہوگی کہ یہ اُس کے مذہب کے خلاف ہے اور خلاف مذہب حکم کرنے کا اُسے حق نہیں۔

(الدر المختار، کتاب الطلاق، باب اللعان، ج ۵ ص ۱۶۰)

مسئلہ ۱۶: لعان کے بعد ابھی تفریق نہیں ہوئی ہے اور دونوں یا ایک کو کوئی ایسا امر لاحق ہوا کہ لعان سے پیشتر ہوتا تو لعان ہی نہ ہوتا مثلاً ایک یا دونوں گونگے یا مرتد ہو گئے یا کسی کو تہمت لگائی اور حد قذف قائم ہوئی یا ایک نے اپنی تکذیب کی یا عورت سے وطی حرام کی گئی تو لعان باطل ہو گیا، لہٰذا قاضی اب تفریق نہ کرے گا اور اگر دونوں میں سے کوئی مجنون ہو گیا تو لعان ساقط نہ ہوگا لہٰذا تفریق کر دے گا اور اگر بوہرا ہو گیا جب بھی تفریق کر دے گا اور اگر مرد نے الفاظ لعان کہہ لیے تھے اور عورت نے ابھی نہیں کہے تھے کہ بوہرا ہو گیا یا عورت بوہری ہو گئی تو تفریق نہ ہوگی نہ عورت سے لعان کرایا جائے۔ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الطلاق، الباب الحادی عشر فی اللعان، ج ۱ ص ۵۱۷)

مسئلہ ۱۷: لعان کے بعد شوہر یا عورت نے تفریق کے لیے کسی کو اپنا وکیل کیا اور غائب ہو گیا تو قاضی وکیل کے سامنے تفریق کر دے گا۔ یونہی اگر بعد لعان چل دیے پھر کسی کو وکیل بنا کر بھیجا تو قاضی اس وکیل کے سامنے تفریق کر دے گا۔ (المرجع السابق)

مسئلہ ۱۸: لعان کے بعد اگر ابھی تفریق نہ ہوئی ہو جب بھی اُس عورت سے وطی و دواعی وطی (یعنی وطی پر ابھارنے والے افعال مثلاً بوس و کنار وغیرہ) حرام ہیں اور تفریق ہو گئی تو عدت کا نفقہ و سکنیٰ یعنی رہنے کا مکان پائے گی اور عدت کے اندر جو بچہ پیدا ہوگا اُسی شوہر کا ہوگا اگر دو ۲ برس کے اندر پیدا ہو۔ اور اگر عدت اُس عورت کے لیے نہ ہو اور چھ ۶ ماہ کے اندر بچہ پیدا ہو تو اسی شوہر کا قرار دیا جائے گا۔ (الدر المختار ورد المحتار، کتاب الطلاق، باب اللعان، مطلب: فی الدعا...الخ، ج ۵ ص ۱۶۰)

مسئلہ ۱۹: اگر شوہر نے اُس بچہ کی نسبت جو اس کے نکاح میں پیدا ہوا ہے اور زندہ بھی ہے یہ کہا کہ یہ میرا نہیں ہے اور لعان ہوا، تو قاضی اُس بچہ کا نسب شوہر سے منقطع کر دے گا اور وہ بچہ اب ماں کی طرف منتسب ہوگا بشرطیکہ علوق (نطفہ ٹھہرنا، حمل ٹھہرنا) ایسے وقت میں ہوا کہ عورت میں صلاحیت لعان ہو، لہٰذا اگر اُس وقت باندی تھی اب آزاد ہے یا اُس وقت کافرہ تھی اب مسلمان ہے تو نسب منتفی نہ ہوگا، (یعنی نسب منقطع نہ ہوگا) اس واسطے کہ اِس صورت میں لعان ہی نہیں اور اگر وہ بچہ مر چکا ہے تو لعان ہوگا اور نسب منتفی نہیں ہو سکتا ہے۔ یونہی اگر دو بچے ہوئے اور ایک مر چکا ہے اور ایک زندہ ہے اور دونوں سے شوہر نے انکار کر دیا یا لعان سے پہلے ایک مر گیا تو اُس مُردہ کا نسب منتفی نہ ہوگا۔ نسب منتفی ہونے کی چھ ۶ شرطیں ہیں۔

نسب منتفی ہونے کی چھ ۶ شرطیں:

(۱) تفریق۔ (۲) وقت ولادت یا اس کے ایک دن یا دو دن بعد تک ہو دو ۲ دن کے بعد انکار نہیں کر سکتا۔

(۳) اس انکار سے پہلے اقرار نہ کر چکا ہو اگرچہ دلالۃً اقرار ہو مثلاً اس کو مبارکباد کہی گئی اور اس نے سکوت کیا یا اُس کے لیے کھلونے خریدے۔

(۴) تفریق کے وقت بچہ زندہ ہو۔

(۵) تفریق کے بعد اُسی حمل سے دوسرا بچہ نہ پیدا ہو یعنی چھ ۶ مہینے کے اندر۔

(۶) ثبوت نسب کا حکم شرعاً نہ ہو چکا ہو، مثلاً بچہ پیدا ہوا اور وہ کسی دودھ پیتے بچہ پر گرا اور یہ مر گیا اور یہ حکم دیا گیا کہ اُس بچہ کے باپ کے عصبہ اس کی دیت ادا کریں اور اب باپ یہ کہتا ہے کہ میرا نہیں تو لعان ہوگا اور نسب منقطع نہ ہوگا۔

(الدر المختار ورد المحتار، کتاب الطلاق، باب اللعان، مطلب: فی الدعائی...الخ، ج۵، ص۱۶۰)

مسئلہ ۲۰: لعان وتفریق کے بعد پھر اُس عورت سے نکاح نہیں کر سکتا جب تک دونوں اہلیت لعان رکھتے ہوں اور اگر لعان کی کوئی شرط دونوں یا ایک میں مفقود ہوگئی تو اب باہم دونوں نکاح کر سکتے ہیں مثلاً شوہر نے اس تہمت میں اپنے کو جھوٹا بتایا اگرچہ صراحۃً یہ نہ کہا ہو کہ میں نے جھوٹی تہمت لگائی تھی مثلاً وہ بچہ جس کا انکار کر چکا تھا مر گیا اور اُس نے مال چھوڑا ترکہ لینے کے لیے یہ کہتا ہے کہ وہ میرا بچہ تھا تو حد قذف قائم ہوگی اور اس کا نکاح اُس عورت سے اب ہو سکتا ہے اور اگر حد قذف نہ لگائی گئی جب بھی نکاح ہو سکتا ہے۔ یونہی اگر بعد لعان وتفریق کسی اور پر تہمت لگائی اور اس کی وجہ سے حد قذف قائم ہوئی یا عورت نے اُس کی تصدیق کی یا عورت سے وطی حرام کی گئی اگرچہ زنا نہ ہو مگر تصدیق زن سے نکاح اُس وقت جائز ہوگا جبکہ چار بار ہو اور حد ولعان ساقط ہونے کے لیے ایک بار تصدیق کافی ہے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الطلاق، الباب الحادی عشر فی اللعان، ج۱، ص۵۲۰، والدر المختار، کتاب الطلاق، باب اللعان، ج۵، ص۱۶۱)

مسئلہ ۲۱: حمل کی نسبت اگر شوہر نے کہا کہ یہ میرا نہیں تو لعان نہیں ہاں اگر یہ کہے کہ تو نے زنا کیا ہے اور یہ حمل اُسی سے ہے تو لعان ہوگا مگر قاضی اس حمل کو شوہر سے نفی نہ کرے گا۔ (الدر المختار، کتاب الطلاق، باب اللعان، ج۵، ص۱۶۲)

مسئلہ ۲۲: کسی نے اس کی عورت پر تہمت لگائی اس نے کہا تو نے سچ کہا وہ ویسی ہی ہے جیسا تو کہتا ہے تو لعان ہوگا اور اگر فقط اتنا ہی کہا کہ تو سچا ہے تو لعان نہیں نہ حد قذف۔ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الطلاق، الباب الحادی عشر فی اللعان، ج۱، ص۵۱۷)

مسئلہ ۲۳: عورت سے کہا تجھ پر تین طلاقیں اے زانیہ تو لعان نہیں بلکہ حد قذف ہے اور اگر کہا: اے زانیہ تجھے تین طلاقیں تو نہ لعان ہے نہ حد۔ (المرجع السابق)

مسئلہ ۲۴: عورت سے کہا: اے زانیہ، زانیہ کی بچی تو عورت اور اُس کی ماں دونوں پر تہمت لگائی اب اگر ماں بیٹی دونوں ایک ساتھ مطالبہ کریں تو ماں کا مطالبہ مقدم قرار دیکر حد قذف قائم کریں گے اور لعان ساقط ہو جائے گا اور اگر ماں نے مطالبہ نہ کیا اور عورت نے کیا تو لعان ہوگا پھر بعد میں اگر ماں نے مطالبہ کیا تو حد قذف قائم کریں گے۔ اور اگر صورت مذکورہ میں عورت کی ماں مر چکی ہے اور عورت نے دونوں مطالبے کیے تو ماں کی تہمت پر حد قذف قائم کریں گے اور لعان ساقط اور اگر صرف اپنا مطالبہ کیا تو لعان ہوگا۔ یونہی اگر اجنبیہ پر تہمت لگائی پھر اُس سے نکاح کر کے پھر تہمت لگائی اور عورت نے لعان وحد دونوں کا مطالبہ کیا تو حد ہوگی اور لعان ساقط اور اگر لعان کا مطالبہ کیا اور لعان ہوا پھر حد کا مطالبہ کیا تو حد بھی قائم کریں گے۔ (المرجع السابق)

مسئلہ ۲۵: اپنی عورت سے کہا میں نے جو تجھ سے نکاح کیا اس سے پہلے تو نے زنا کیا یا نکاح سے پہلے میں نے تجھے زنا کرتے دیکھا تو یہ تہمت چونکہ اب لگائی لہٰذا لعان ہے اور اگر یہ کہا نکاح سے پہلے میں نے تجھے زنا کی تہمت لگائی تو لعان نہیں بلکہ حد قائم ہوگی۔

(المرجع السابق، ص۵۱۸)

Marfat.com

مسئلہ ۲۶: عورت سے کہا میں نے تجھے بکر نہ پایا تو نہ حد ہے نہ لعان۔ (المرجع السابق)

مسئلہ ۲۷: اولاد سے انکار اُس وقت صحیح ہے جب مبارکباد دیتے وقت یا ولادت کے سامان خریدنے کے وقت نفی کی ہو ورنہ سکوت رضا سمجھا جائے گا اب پھر نفی نہیں ہوسکتی مگر لعان دونوں صورتوں میں ہوگا اور اگر ولادت کے وقت شوہر موجود نہ تھا تو جب اُسے خبر ہوئی نفی کے لیے وہ وقت بمنزلہ ولادت کے ہے۔ شوہر نے اولاد سے انکار کیا اور عورت نے بھی اُس کی تصدیق کی تو لعان نہیں ہوسکتا۔

(الدر المختار، کتاب الطلاق، باب اللعان، ج ۵ص ۱۶۳)

مسئلہ ۲۸: دو ۲ بچے ایک حمل سے پیدا ہوئے یعنی دونوں کے درمیان چھ ماہ سے کم کا فاصلہ ہو اور ان دونوں میں پہلے سے انکار کیا دوسرے کا اقرار تو حد لگائی جائے اور اگر پہلے کا اقرار کیا دوسرے سے انکار تو لعان ہوگا بشرطیکہ انکار سے نہ پھرے اور پھر گیا تو حد لگائی جائے مگر بہر حال دونوں ثابت النسب ہیں۔ (الدر المختار، کتاب الطلاق، باب اللعان، ج ۵ص ۱۶۳)

مسئلہ ۲۹: جس بچے سے انکار کیا اور لعان ہوا وہ مر گیا اور اُس نے اولاد چھوڑی اب لعان کرنے والے نے اُس کو اپنا پوتا پوتی قرار دیا تو وہ ثابت النسب ہے۔ (المرجع السابق، ص۱۶۶)

مسئلہ ۳۰: اولاد سے انکار کیا اور ابھی لعان نہ ہوا کہ کسی اجنبی نے عورت پر تہمت لگائی اور اُس بچہ کو حرامی کہا اس پر حدِ قذف قائم ہوئی تو اب اُسکا نسب ثابت ہے اور کبھی منتفی نہ ہوگا۔ (المرجع السابق، ص۱۶۷)

مسئلہ ۳۱: عورت کے بچہ پیدا ہوا شوہر نے کہا یہ میرا نہیں یا یہ زنا سے ہے اور کسی وجہ سے لعان ساقط ہوگیا تو نسب منتفی نہ ہوگا حد واجب ہو یا نہیں۔ یونہی اگر دونوں اہل لعان ہیں مگر لعان نہ ہوا تو نسب منتفی نہ ہوگا۔

(الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الطلاق، الباب الحادی عشر فی اللعان، ج ۱ص ۵۱۹)

مسئلہ ۳۲: نکاح کیا مگر ابھی دخول نہ ہوا بلکہ ابھی عورت کو دیکھا بھی نہیں اور عورت کے بچہ پیدا ہوا، شوہر نے اُس سے انکار کیا تو لعان ہوسکتا ہے اور بعد لعان وہ بچہ ماں کے ذمہ ہوگا اور مہر پورا دینا ہوگا۔ (المرجع السابق، ص۵۱۹۔۵۲۰)

مسئلہ ۳۳: لعان کے سبب جس لڑکے کا نسب عورت کے شوہر سے منقطع کر دیا گیا ہے بعض باتوں میں اُس کے لیے نسب کے احکام ہیں مثلاً وہ اپنے باپ کے لیے گواہی دے تو مقبول نہیں، نہ باپ کی گواہی اُس کے لیے مقبول، نہ وہ اپنے باپ کو زکوٰۃ دے سکے، نہ باپ اُس کو، اور اس لڑکے کے بیٹے کا نکاح باپ کی اُس لڑکی سے جو دوسری عورت سے ہے نہیں ہوسکتا یا عکس ہو جب بھی نہیں ہوسکتا، اور اگر باپ نے اُس کو مار ڈالا تو قصاص نہیں، اور دوسرا شخص یہ کہے کہ یہ میرا لڑکا ہے تو اُس کا نہیں ہوسکتا اگرچہ یہ لڑکا بھی اپنے کو اُس کا بیٹا کہے بلکہ تمام باتوں میں وہی احکام ہیں جو ثابت النسب کے ہیں صرف دو باتوں میں فرق ہے ایک یہ کہ ایک دوسرے کا وارث نہیں دوسرے یہ کہ ایک کا نفقہ دوسرے پر واجب نہیں۔

(الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الطلاق، الباب الحادی عشر فی اللعان، ج ۱ص ۵۲۱۔ والدر المختار کتاب الطلاق، باب اللعان، ج ۵ص ۱۶۷)"

(بہار شریعت از مولانا امجد علی اعظمی رحمہ اللہ، المکتبۃ المدینہ، ج ہشتم: لعان کا بیان، ص220)

Marfat.com

ہم شکل ہونے یا نہ ہونے سے نسب ثابت نہیں ہوتا:

مراۃ المناجیح میں ہے: روایت ہے ان ہی سے فرماتی ہیں میرے پاس رسول اللہ ﷺ ایک دن خوش تشریف لائے فرمایا: اے عائشہ کیا تمہیں خبر نہیں کہ مجزز مدلجی آیا تھا۔ جب اس نے اسامہ اور زید کو دیکھا حالانکہ ان دونوں پر کمبل تھا کہ انہوں نے سر ڈھکے ہوئے تھے اور ان کے قدم کھلے ہوئے تھے تو بولا کہ یہ قدم ان کے بعض بعض سے ہیں ۲۔ (مسلم، بخاری)

شرح:

ا۔ مدلجی میم کے پیش لام کے کسرہ سے مدلج ایک قبیلہ تھا بنی اسد کا یہ شخص اس قبیلہ سے تھا بڑا قیافہ لگانے والا تھا کہ فلاں کی شکل فلاں سے ملتی جلتی ہے اس لیے اس کا بھائی یا بیٹا ہے کفار عرب اس کے قیافہ پر بڑا اعتقاد رکھتے تھے اس پر احکام نسب صادر کر دیا کرتے تھے۔

۲۔ زید ابن اسامہ بہت سیاہ فام تھے اور ان کے والد اسامہ بہت گورے چٹے اس لیے کفار عرب حضرت زید کے نسب پر طعن کرتے تھے کہتے تھے کہ زید اسامہ کے بیٹے نہیں اس قیاف نے باوجود رنگ کے اختلاف کے سب کفار کے روبرو یہ کہہ دیا کہ پاؤں والے باپ بیٹے ہیں تو کفار پر اس کا قول حجت ہو گیا اسی لیے اب کفار کو ان کے نسب میں طعنہ کرنے کا موقعہ نہ رہا اس لیے سرکار خوش ہوئے لہٰذا اس سے لازم یہ نہیں آتا کہ شریعت میں قیافہ سے نسب ثابت ہو جاتا ہے یہ ہی امام اعظم کا فرمان ہے کہ قیافہ سے نسب ثابت نہیں ہوتا، خیال رہے کہ حضرت زید کی ماں حبشی سیاہ فام عورت تھیں ان نام برکتہ کنیتہ اُمّ ایمن تھا شریعت میں نجومیوں کے قول، رویت ہلال، قیافہ کے قول سے نسب ثابت نہیں ہوتے۔ اس جگہ مرقات نے قیافہ پر بہت مفصل گفتگو فرمائی۔"

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، لعان کا بیان

اختتامی کلمات:

الحمد للہ آج مؤرخہ ۲۱، محرم الحرام، ۱۴۳۹ ہجری، بمطابق 12، اکتوبر، 2017ء بروز جمعرات کو "شرح انتخاب حدیث" مکمل ہوگئی۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کی نظرِ شفقت کا ثمرہ ونتیجہ ہے۔ ہم اس امر کی تصریح کرتے ہیں کہ امت محمد یہ ﷺ کا کوئی مسلم رکن اس بات کا تصور بھی نہیں کر سکتا کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے محبوب سرورانبیاء ﷺ یا اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں میں سے کسی کی بھی طرف عمداً وقصداً کوئی غلط بات منسوب کر دے، مزید برآں، ہم اس بات کا اعتراف بھی کرتے ہیں کہ ہم اس کتاب کا کماحقہٗ حق ادا نہیں کر سکے، لیکن جیسے کیسے بھی شارح کو اس بات پر فخر ومسرت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے نبی اکرم ﷺ کے فرامین کی اس کتاب کی تکمیل کروائی، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو صراط مستقیم پر گامزن فرمائے، اور ہم کو اسی پر ثابت قدم رکھے۔ اور اس کتاب کو اپنی اور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ سے قبولیت کی سند سے مزین فرما کر اس کا ثواب حضور ﷺ اور آپ کی تمام امت کو پہنچائے اور اس کو ہمارے لیے، اور ہمارے والدین، عزیز واقرباء، تمام معاونین ودوست حضرات کے لیے ذریعہ نجات بنائے۔ اٰمین بجاہ النبی الکریم الامین الحسین۔

شارح: حافظ محمد نوید لطیف علوی

ISLAMIC SUDIES, scholar.P.hd

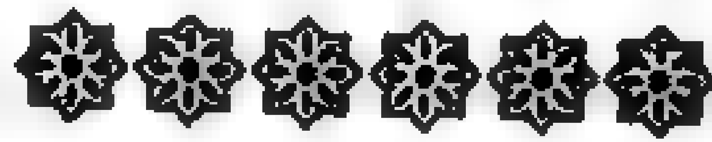
فہرست تعارف صحابہ کرام وتابعین عظام رضی اللہ عنہم اجمعین

یہاں پر ہم نے اُن تمام صحابہ کرام وتابعین عظام رضی اللہ عنہم کی فہرست بنائی ہے، جن کا تعارف ہم نے "شرح انتخابِ حدیث" میں کیا ہے۔ حروف تہجی کے لحاظ سے کتاب میں مذکور آپ کسی بھی صحابی یا تابعی کا تعارف آسانی سے تلاش کر سکتے ہیں، ہم نے اس کو الف بائی ترتیب دی ہے، اور سامنے صفحہ نمبر لگا دیا ہے، مثلاً حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کا تعارف دیکھنا ہے تو چونکہ آپ کا نام مبارک (الف) سے شروع ہوتا ہے اس لیے پہلے آپ حرف (الف) میں جائیں گے، پھر وہاں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام مباک تلاش کریں، اور اس کے سامنے مذکور صفحہ نمبر کھولیں، تو آپ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تعارف مل جائے گا۔

واللہ ولی المؤمنین (محمد نوید علوی)۔

Marfat.com

Marfat.com



Marfat.com

مصادر و مراجع

(نوٹ: یہ فہرست الف، بائی مرتّب ہے، تاہم تحقیق کے اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے، اس میں ابن، اب اور اُم کا اعتبار نہیں کیا گیا)

1۔قران کریم

﴿الف﴾:

2۔احمد بن حنبل، امام، الشیبانی، (م 241ھ): المسند، موسسۃ الرسالۃ، ط1، 1421ھ، 2001ء

3۔الازہری، الهروی، محمد بن احمد، ابومنصور (المتوفی: 370ھ): تہذیب اللغۃ، بیروت، دار احیاء التراث العربی، ط1، 2001ء

4۔ازہری، پیر محمد کرم شاہ: ضیاء النبی ﷺ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ۱۴۲۰ھ

5۔اعظمی، مولانا امجد علی: بہارِ شریعت، مکتبۃ المدینہ، 2011ء

6۔الافریقی، ابن منظور، جمال الدین محمد بن مکرم، ابوالفضل، (المتوفی: 711ھ): لسان العرب، بیروت، دار صادر، ط3، 1414ھ

7۔امام احمد رضا خان البریلوی علیہ الرحمۃ، فتاویٰ رضویہ، متوفی 1340ھ، رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

﴿ب﴾

8۔البخاری، امام، محمد بن اسماعیل (م 256ھ): الجامع الصحیح، الریاض، دار السلام للنشر والتوزیع، 1999ء

9۔البخاری الدہلوی الحنفی، عبدالحق بن سیف الدین (المتوفی: 1052ھ): مقدمۃ فی اصول الحدیث، بیروت لبنان، دار البشائر الاسلامیہ، ط2، 1406ھ، 1986ء

10۔البزار، ابوبکر احمد بن عمرو بن عبدالخالق بن خلاد بن عبیداللہ العتکی المعروف بالبزار (المتوفی: 292ھ) الکتاب: مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار، المحقق: محفوظ الرحمن زین اللہ، (حقق الاجزاء من 1 الی 9)، وعادل بن سعد (حقق الاجزاء من 10 الی 17) وصبری عبدالخالق الشافعی (حقق الجزء 18)، الناشر: مکتبۃ العلوم والحکم - المدینۃ المنورۃ، الطبعۃ: الاولی، (بدأت 1988م، وانتہت 2009ء

11۔ابن بطال، ابوالحسن علی بن خلف بن عبدالملک (المتوفی: 449ھ)، الکتاب: شرح صحیح البخاری لابن بطال، تحقیق: ابوتمیم یاسر بن ابراہیم، دار النشر: مکتبۃ الرشد - السعودیۃ، الریاض، الطبعۃ: الثانیۃ، 1423ھ-2003م

12۔البیضاوی، امام، ناصر الدین، ابوسعید عبداللہ (المتوفی: 685ھ): انوار التنزیل واسرار التاویل، بیروت، دار احیاء التراث العربی، ط1، 1418ھ

13۔بیہقی، ابوبکر احمد بن الحسین، دلائل النبوۃ ومعرفۃ احوال صاحب الشریعۃ، تحقیق الدکتور عبدالمعطی قلعجی، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۲۳ھ

14۔البیہقی، بن الحسین بن علی بن موسی الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، ابوبکر (المتوفی: 458ھ) الکتاب: شعب الایمان، احمد، حققہ وراجع نصوصہ وخرج احادیثہ: الدکتور عبدالعلی عبدالحمید حامد، اشرف علی تحقیقہ وتخریج احادیثہ: مختار احمد الندوی، صاحب الدار السلفیۃ ببومبای الہند، الناشر: مکتبۃ الرشد

Marfat.com

للنشر والتوزیع بالریاض بالتعاون مع الدار السلفیۃ بومبای بالہند،الطبعۃ:الاولی،1423ھ-2003م

﴿ت﴾

15۔الترمذی،امام محمد بن عیسیٰ،ابو عیسیٰ(التوفی:279ھ):سنن،مصر،شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابی الحلبی،ط2،1395ھ،1975ء

16۔ابن تغری،بردی،یوسف الظاہری،ابو المحاسن،جمال الدین(التوفی:874ھ):النجوم الزاہرۃ فی ملوک مصر والقاہرۃ،مصر،وزارۃ الثقافۃ والارشاد القومی،دارالکتب،س،ن

17۔ترمذی،امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ،شمائل ترمذی،مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱۳۷۵ھ

18۔توکلی،علامہ نور بخش علیہ الرحمۃ:سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم ۲۰۰۴ء،ص ۴۳۴،اکبر بک سیلرز،لاہور

﴿ج﴾

19۔الجزائری،طاہر بن صالح(او محمد صالح)،السمعونی،الدمشقی(التوفی:1338ھ):توجیہ النظر الی اصول الاثر،حلب،مکتبۃ المطبوعات الاسلامیہ،ط1،1416ھ،1995ء

﴿ح﴾

20۔الحاکم،امام،ابو عبد اللہ،محمد بن عبد اللہ،النیسابوری المعروف بابن البیع(التوفی:405ھ):معرفۃ علوم الحدیث،بیروت،دار الکتب العلمیۃ،ط2،1397ھ،1977ء

21۔ابن حبان،امام محمد بن حبان،التمیمی،ابو حاتم،الدارمی،البُستی(التوفی:354ھ):الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان،بیروت،مؤسسۃ الرسالۃ،الطبعۃ:الاولی،1408ھ،1988ء

22۔ابن حبان،امام محمد بن حبان،التمیمی،ابو حاتم،الدارمی،البُستی(التوفی:354ھ):المجروحین من المحدثین والضعفاء والمتروکین،حلب،دار الوعی،ط1،1396ھ

23۔ابن حبان،امام محمد بن حبان،التمیمی،ابو حاتم،الدارمی،البُستی(التوفی:354ھ):مشاہیر علماء الامصار واعلام فقہاء الاقطار،المنصورۃ،دار الوفاء للطباعۃ والنشر والتوزیع،ط1،1411ھ 1991ء

24۔ابن حبان،امام محمد بن حبان،التمیمی،ابو حاتم،الدارمی،البُستی(التوفی:354ھ):روضۃ العقلاء ونزہۃ الفضلاء،بیروت،دار الکتب العلمیۃ،س،ن

25۔ابن حبان،امام،محمد بن حبان،التمیمی،ابو حاتم،الدارمی،البُستی(التوفی:354ھ):الثقات،حیدرآباد الدکن الہند،دائرۃ المعارف العثمانیۃ،ط1،1393ھ،1973ء

26۔ابن حجر العسقلانی،ابو الفضل،احمد بن علی(التوفی:852ھ):لسان المیزان،بیروت،مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات،ط2،1390ھ،1971ء

27۔ابن حجر العسقلانی،ابو الفضل،احمد بن علی(التوفی:852ھ):نخبۃ الفکر فی مصطلح اہل الاثر(مطبوع ملحقا بکتاب سبل السلام)،القاہرۃ،دار الحدیث،ط5،1418ھ،1997ء

28۔ابن حجر العسقلانی،ابو الفضل احمد بن علی(التوفی:852ھ):نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر فی مصطلح اہل الاثر،الریاض،مطبعۃ سفیر،ط1،1422ھ

29۔ابن حجر العسقلانی،ابو الفضل،احمد بن علی(التوفی:852ھ):النکت علی کتاب ابن الصلاح،عمادۃ البحث العلمی بالجامعۃ الاسلامیہ،المدینۃ المنورۃ،ط1،1404ھ،1984ء

Marfat.com

30۔ ابن حجر العسقلانی، ابو الفضل، احمد بن علی (المتوفی: 852ھ): الکتاب: الاصابة فی تمییز الصحابة، تحقیق: عادل احمد عبد الموجود وعلی محمد معوض، الناشر: دار الکتب العلمیة بیروت، الطبعة: الاولی-1415ھ

31۔ ابن حجر العسقلانی، ابو الفضل، احمد بن علی (المتوفی: 852ھ)، الکتاب: فتح الباری شرح صحیح البخاری، الناشر: دار المعرفة - بیروت، 1379، رقم کتبه وابوابه واحادیثه: محمد فؤاد عبد الباقی، قام باخراجه وصححه واشرف علی طبعه: محب الدین الخطیب، علیه تعلیقات العلامة: عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز

32۔ حسن اللغات (جامع)، لاہور، اورینٹیل بک سوسائٹی، س، ن

﴿خ﴾

33۔ ابن خرداذبة، ابو القاسم، عبید اللہ بن عبد اللہ (المتوفی: 280ھ): المسالک والممالک، بیروت، دار صادر افست لیدن، 1889ء

34۔ الخطیب البغدادی، ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی (المتوفی: 463ھ)، الکتاب: تاریخ بغداد، المحقق: الدکتور بشار عواد معروف، الناشر: دار الغرب الاسلامی بیروت، الطبعة: الاولی، 1422ھ-2002ء، ج1، ص259

﴿د﴾

35۔ الدارمی، ابو محمد، عبد اللہ بن عبد الرحمن، التمیمی السمرقندی (المتوفی: 255ھ): مسند (المعروف بہ سنن الدارمی)، المملکة العربیة السعودیة، دار المغنی للنشر والتوزیع، ط1، 1412ھ، 2000ء

36۔ ابوداود، سلیمان بن الاشعث، السجستانی (المتوفی: 275ھ): سنن، بیروت، المکتبة العصریة، س، ن

37۔ دہلوی، شاہ عبد الحق محدث علیہ الرحمۃ: اشعۃ اللمعات، متوفی 1052ھ،

﴿ذ﴾

38۔ ذہبی، امام، شمس الدین، ابو عبد اللہ محمد بن احمد (المتوفی: 748ھ): سیر اعلام النبلاء، موسسة الرسالة، ط3، 1405ھ، 1985ء

39۔ ذہبی، امام، شمس الدین، ابو عبد اللہ، محمد بن احمد (المتوفی: 748ھ): میزان الاعتدال فی نقد الرجال، بیروت، دار المعرفة للطباعة والنشر، ط1، 1382ھ، 1963ء

40۔ ذہبی، امام، شمس الدین، ابو عبد اللہ محمد بن احمد (المتوفی: 748ھ): تذکرة الحفاظ، بیروت، لبنان، دار الکتب العلمیة، ط1، 1419ھ 1998ء

﴿ر﴾

41۔ راغب اصفہانی، ابو القاسم، الحسین بن محمد (المتوفی: 502ھ): المفردات فی غریب القرآن، دمشق، بیروت، دار القلم، الدار الشامیة، ط1، 1412ھ

﴿ز﴾

42۔ الزبیدی محمد بن محمد، ابو الفیض، الملقب بمرتضی، (المتوفی: 1205ھ): تاج العروس من جواہر القاموس، دار الہدایة، س، ن

43۔ زرنوجی، شیخ الاسلام امام برہان الاسلام ابراہیم زرنوجی علیہ الرحمۃ: تعلیم المتعلم طریق التعلم

44۔ الزہرانی، ابو یاسر، محمد بن مطر (المتوفی: 1427ھ): تدوین السنة النبویة نشأته وتطوره من القرن الاول الی نہایة القرن التاسع الہجری، الریاض، دار الہجرة للنشر والتوزیع، ط1، 1417ھ، 1996ء

﴿س﴾

45۔ سالم احمد سلامی: الجزء التاسع من الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان (دراسة، تحقیق، تخریج)، المملکة العربیة السعودیة، وزارة التعلیم العالی، جامعہ اُمّ

Marfat.com

القری، کلیۃ الشریعۃ والدراسات العلمیۃ، الدراسات العلیا الشریعیۃ، 1406ء-1407ء
46۔ سبکی، تاج الدین، عبدالوہاب بن تقی الدین (المتوفی: 771ھ): طبقات الشافعیۃ الکبری، ہجر للطباعۃ والنشر والتوزیع، ط2، 1413ھ
47۔ السخاوی، شمس الدین، ابو الخیر، محمد بن عبد الرحمن (المتوفی: 902ھ): فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث للعراقی، مصر، مکتبۃ السنۃ، ط1، 1424ھ، 2003ء
48۔ ابن سعد: الطبقات الکبری لابن سعد
49۔ سعیدی، غلام رسول: تذکرۃ المحدثین، ضیاء القران پبلیکیشنز، ط3، ستمبر 2013ء
50۔ سعیدی، غلام رسول: تبیان القران، لاہور، فرید بک سٹال، ط12، 1433ھ، 2012ء
51۔ السیوطی، امام، جلال الدین، عبدالرحمن بن ابی بکر، (المتوفی: 911ھ): تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، دارطیبۃ، س، ن
52۔ السیوطی، امام، جلال الدین، عبدالرحمان بن ابی بکر (م 911ھ): الدر المنثور، بیروت، دار الفکر، س، ن
53۔ السیوطی، امام، جلال الدین، عبدالرحمن بن ابی بکر، (المتوفی: 911ھ): طبقات الحفاظ، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، ط1، 1403ھ
54۔ السیوطی، امام، جلال الدین، عبدالرحمن بن ابی بکر، (المتوفی: 911ھ): الکتاب: صحیح وضعیف الجامع الصغیر وزیادتہ، مع الکتاب: احکام محمد ناصر الدین الالبانی

﴿ ش ﴾

55۔ ابن ابی شیبہ، امام، ابو بکر، عبد اللہ بن محمد خواستی العبسی (المتوفی: 235ھ): الکتاب المصنف فی الاحادیث والآثار، الریاض، مکتبۃ الرشد، ط1، 1409ھ
56۔ ابن ابی شیبہ، امام، ابو بکر، عبداللہ بن محمد خواستی العبسی (المتوفی: 235ھ): الادب لابن ابی شیبۃ، المحقق: د محمد رضا القہوجی، الناشر: دار البشائر الاسلامیۃ لبنان، الطبعۃ: الاولی، 1420ھ-1999م
57۔ شمع شبستان رضا مطبوعہ رومی پبلیکیشنز لاہور

﴿ ص ﴾

58۔ الصالحی، امام محمد بن یوسف علیہ الرحمۃ: عقود الجمان، پشاور، مکتبہ نعمانیہ، محلہ جنگی، س، ن
59۔ صلاح صفدی، خلیل بن ایبک، صلاح الدین (المتوفی: 764ھ): الوافی بالوفیات، بیروت، دار احیاء التراث، 1420ھ، 2000ء
60۔ صحیح مسلم بشرح النواوی ج ۳ ص ۱۷۷۶ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ

﴿ ط ﴾

61۔ الطبرانی، سلیمان بن احمد بن ایوب، ابو القاسم (المتوفی: 360): المعجم الکبیر، القاہرۃ، مکتبۃ ابن تیمیہ، ط2، س، ن
62۔ الطبرانی، سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی الشامی، ابو القاسم (المتوفی: 360ھ)، الکتاب: مکارم الاخلاق للطبرانی، کتب ہوامشہ: احمد شمس الدین، الناشر: دار الکتب العلمیۃ، بیروت لبنان، الطبعۃ: الاولی، 1409ھ-1989م
63۔ الطبری، محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الاملی، ابو جعفر (المتوفی: 310ھ) الکتاب: جامع البیان فی تاویل القران، المحقق: احمد محمد شاکر، الناشر: مؤسسۃ الرسالۃ، الطبعۃ: الاولی، 1420ھ-2000م

Marfat.com

64۔طحطاوی، احمد بن محمد بن اسماعیل الحنفی -متوفی 1231ھ،الکتاب: حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح،المحقق: محمد عبد العزیز الخالدی،الناشر: دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان،الطبعۃ: الطبعۃ الاولی 1418ھ-1997ء

﴿ع﴾

65۔ ابن عابدین، محمد امین بن عمر بن عبد العزیز عابدین الدمشقی الحنفی (المتوفی: 1252ھ)،الکتاب: رد المحتار علی الدر المختار،الناشر: دار الفکر-بیروت،الطبعۃ: الثانیۃ،1412ھ-1992م

66۔عبد الرزاق ،ابوبکر بن ہانم ،الصنعانی، (المتوفی:211ھ): المصنف، بیروت ،المکتب الاسلامی ،ط2،1403ھ

67۔ العراقی ،ابو الفضل ، زین الدین ، عبد الرحیم بن الحسین (المتوفی:806ھ): شرح التبصرۃ والتذکرۃ، بیروت ،دار الکتب العلمیۃ ، ط1،1423ھ 2002ء

68۔ العجلونی ،اسماعیل بن محمد بن عبد الہادی الجراحی الدمشقی ، ابو الفداء (المتوفی: 1162ھ)،الکتاب: کشف الخفاء ومزیل الالباس،الناشر: المکتبۃ العصریۃ، تحقیق: عبد الحمید بن احمد بن یوسف بن ہنداوی ،الطبعۃ: الاولی ،1420ھ-2000م ،ج ا،ص 333

69۔ابن عدی: الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی

70۔ابن عساکر،ابو القاسم ،علی بن الحسن (المتوفی:571ھ): تاریخ دمشق ،دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع،1415ھ،1995ء

71۔علی شیکوش کمال: اراء الامام ابن حبان الحدیثیہ من خلال کتاب الصحیح،کلیۃ العلوم الاجتماعیہ والعلوم الاسلامیہ،تحت: منزلتہ بین الصحاح،2006،2007ء

72۔العینی ،ابو محمد محمود بن احمد بن موسی بن احمد بن حسین الغیتابی الحنفی ، بدر الدین (المتوفی:855ھ)الکتاب: عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری،الناشر: دار احیاء التراث العربی بیروت

﴿غ﴾

73۔الغزالی ،ابو حامد محمد بن محمد الغزالی الطوسی، الکتاب: احیاء علوم الدین، (المتوفی:505ھ)،الناشر: دار المعرفۃ بیروت

﴿ف﴾

74۔الفہری السبتی ،ابن رشید ،محمد بن عمر ،ابو عبد اللہ ،محب الدین (المتوفی:721ھ): السنن الابین والمورد الامعن فی المحاکمۃ بین الامامین فی السند المعنعن ، المدینۃ المنورہ ،مکتبۃ الغرباء الاثریۃ، ط1،1417ھ ،ص 154

75۔الفیروزابادی ،محمد بن یعقوب ،مجد الدین ،ابو طاہر (المتوفی:817ھ): القاموس المحیط، بیروت-لبنان ،موسسۃ الرسالۃ للطباعۃ والنشر والتوزیع، ط 8،1426ھ،2005ء

76۔ فیروز الدین، الحاج، مولوی: فیروز اللغات، فرید بکڈپو (پرائیویٹ) لمیٹڈ، 1987ء

77۔فتح البیان، مطبوعہ مطبع بولاق مصر الطبعۃ الاولیٰ ۱۳۰۱ھ

﴿ق﴾

78۔القاسمی ،محمد جمال الدین بن محمد ،الحلاق (المتوفی:1332ھ): قواعد التحدیث من فنون مصطلح الحدیث، بیروت-لبنان ،دار الکتب العلمیۃ ،س،ن

79۔القرطبی ،امام ،ابو عبد اللہ ،محمد بن احمد ،شمس الدین (المتوفی:671ھ): الجامع لاحکام القران، القاہرۃ ،دار الکتب المصریۃ، ط2،1384ھ،1964ء

80۔القزوینی ،عمر بن علی بن عمر ،ابو حفص ،سراج الدین (المتوفی:750ھ): مشیخۃ القزوینی ،دار البشائر الاسلامیۃ، ط1،1426ھ،2005ء

Marfat.com

81۔ابن قفطی ، جمال الدین ، ابوالحسن علی بن یوسف (التوفی:646ھ): انباہ الرواۃ علی انباہ النحاۃ ، بیروت ، المکتبۃ العصریۃ ، ط1، 1424ھ

﴿ک﴾

82۔الکافی ، ابوبکر: منہج الامام البخاری فی تصحیح الاحادیث وتعلیلہا (من خلال الجامع الصحیح) ، بیروت ، دار ابن حزم ، ط1، 1422ھ، 2000ء

83۔ ابن کثیر ، ابوالفداء اسماعیل بن کثیر ، الدمشقی (م774ھ): تفسیر القرآن العظیم ، دار طیبۃ للنشر والتوزیع ، ط2، 1420ھ، 1999ء

84۔ابن کثیر ، ابوالفداء ، اسماعیل بن عمر ، الدمشقی (التوفی:774ھ): البدایۃ والنہایۃ ، دار الفکر ، 1407ھ، 1986ء

85۔کنانی ، نور الدین ، علی بن محمد بن علی بن عبدالرحمن ابن عراق الکنانی (التوفی:963ھ): تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاخبار الشنیعۃ الموضوعۃ ، المحقق: عبد الوہاب عبداللطیف ، عبداللہ محمد الصدیق الغماری ، الناشر: دار الکتب العلمیۃ بیروت ، الطبعۃ: الاولی ، 1399ھ

86۔الکاشف عن حقائق السنن ' مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ' 1413ھ

87۔کتاب التعریفات ، دار الفکر بیروت ۱٤۱۸

﴿ل﴾

88۔لویس معلوف: المنجد ، لاہور ، خزینہ علم وادب ، س ، ن

﴿م﴾

89۔۔ابن ماجۃ ، امام ، ابوعبداللہ ، محمد بن یزید ، القزوینی ، (التوفی:273ھ): سنن ، دار احیاء الکتب العربیۃ فیصل عیسیٰ البابی الحلبی ، س ، ن

90۔مجمع اللغۃ العربیۃ بالقاہرہ ، (ابراہیم مصطفیٰ / احمد الزیات / حامد عبدالقادر / محمد النجار): المعجم الوسیط ، دار الدعوۃ س ، ن

91۔المحلی ، جلال الدین ، محمد بن احمد (التوفی:864ھ) ، السیوطی ، جلال الدین عبدالرحمان (م911ھ): تفسیر الجلالین ، القاہرۃ ، دار الحدیث ، ط1 س ، ن

92۔محمد بن صادق بنکیران: تدوین السنۃ النبویۃ فی القرنین الثانی والثالث للہجرۃ ، المدینۃ المنورۃ ، مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف ، س ، ن

93۔محمد بن صالح بن محمد العثیمین (التوفی:1421ھ): مصطلح الحدیث ، القاہرۃ ، مکتبۃ العلم ، ط1، 1415ھ، 1994ء

94۔المراغی ، امام ، احمد بن مصطفیٰ (التوفی:1371ھ): تفسیر المراغی ، شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی ، واولادہ بمصر ، ط1، 1365ھ، 1946ء

95۔مرادآبادی ، از ، علامہ مفتی نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ: تفسیر خزائن العرفان

96۔مسلم ، امام ، ابن الحجاج ، ابوالحسن القشیری النیسابوری (التوفی:261ھ): المسند الصحیح المختصر بنقل العدل عن العدل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (صحیح مسلم) ، بیروت ، دار احیاء التراث العربی ، س ، ن

97۔ المظہری ، محمد ثناء اللہ: التفسیر المظہری ، الباکستان ، مکتبۃ الرشدیۃ ، 1412ھ

98۔ملا علی ، القاری ، ابوالحسن ، نور الدین (التوفی:1014ھ): شرح نخبۃ الفکر فی مصطلحات اہل الاثر ، لبنان / بیروت ، دار الارقم س ، ن

99۔ملا علی ، القاری ، ابوالحسن ، نور الدین (التوفی:1014ھ): مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح ، بیروت۔لبنان ، دار الفکر ، ط1، 1422ھ، 2002ء

100۔المناوی القاہری ، زین الدین محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفین بن علی بن زین العابدین الحدادی (التوفی:1031ھ) ، الکتاب: فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ، الناشر: المکتبۃ التجاریۃ الکبری مصر ، الطبعۃ: الاولی ، 1356

﴿ن﴾

101۔نبہانی ، یوسف بن اسماعیل بن یوسف النّبہانی (التوفی:1350ھ) ، الکتاب: وسائل الوصول الی شمائل الرسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم ، الناشر: دار

Marfat.com

المنہاج جدۃ، الطبعۃ: الثانیۃ -1425ھ

102۔ نبہانی، یوسف بن اسماعیل بن یوسف النبہانی (المتوفی:1350ھ): جواہر البحار فی فضائل النبی المختار، دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۱۹ھ ۱۹۹۸ء

103۔ النسائی، امام، ابوعبدالرحمن، احمد بن شعیب (المتوفی:303ھ)، المجتبی من السنن، حلب، مکتب المطبوعات الاسلامیہ، ط2، 1406ھ، 1986ء

104۔ ابن نقطۃ، محمد بن عبدالغنی بن ابی بکر، ابو بکر، معین الدین الحنبلی البغدادی (المتوفی: 629ھ): التقیید لمعرفۃ رواۃ السنن والمسانید، دار الکتب العلمیۃ، ط1، 1408ھ، 1988ء

105۔ نعیمی، مفتی احمد یار خان علیہ الرحمۃ: مراۃ المناجیح، متوفی 1391ھ

106۔ النووی، امام، ابوزکریا، محیی الدین، یحیٰی بن شرف (المتوفی:676ھ): المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، بیروت، دار احیاء التراث العربی ط2، 1392ھ

107۔ النووی، امام، ابوزکریا، محیی الدین، یحیی بن شرف (المتوفی:676ھ): ریاض الصالحین

﴿ ہ ﴾

108۔ ہزاروی، مولانا محمد یعقوب ہزاروی: جواہر البادن فی اسرار الارکان، بحوالہ العوارف العنبر یہ فی المیلاد النبویہ، ضیاء القرآن لاہور

109۔ ہزاروی، مولانا محمد یعقوب ہزاروی: سیرت حلبیہ، احکام شریعت، بحوالہ العوارف العنبر یہ فی المیلاد النبویہ، ضیاء القرآن لاہور

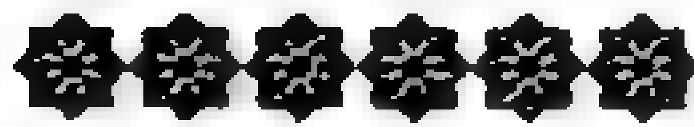
110۔ ہمام بن منبہ، ابوعقبۃ، الیمانی الصنعانی (المتوفی:131ھ): صحیفۃ ہمام بن منبہ، بیروت، عمان، المکتب الاسلامی، دار عمار، ط1، 1407ھ، 1987ء

111۔ الہندی، علاء الدین علی بن حسام الدین ابن قاضی خان القادری الشاذلی الہندی البرہانفوری ثم المدنی فالمکی الشہیر بالمتقی الہندی (المتوفی:975ھ): الکتاب: کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، المحقق: بکری حیانی۔ صفوۃ السقا، الناشر: موسسۃ الرسالۃ، الطبعۃ الخامسۃ، 1401ھ/1981ء

﴿ ی ﴾

112۔ یاقوت الحموی، ابوعبداللہ، شہاب الدین الرومی (المتوفی:626ھ): معجم البلدان، بیروت، دار صادر، ط2، 1995ء

113۔ ابویعلی، احمد بن علی بن المثنی بن یحیی بن عیسی بن ہلال التمیمی، الموصلی (المتوفی:307ھ): مسند ابی یعلی، المحقق: حسین سلیم اسد، دمشق، الناشر: دار المامون للتراث، الطبعۃ: اولی، 1404ھ 1984ء



Marfat.com

Marfat.com

شرح انتخاب حدیث میں ابواب کی تفصیل

جلد اوّل

صحیح البخاری شریف
- باب الوحی
- کتاب الھبۃ
- کتاب المناقب

صحیح مسلم شریف
- کتاب الایمان
- کتاب الحج
- کتاب الرضاع
- کتاب اللعان

جامع ترمذی شریف
- کتاب الاطعمۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
- الشمائل المحمدیۃ المعروف شمائل ترمذی شریف
- کتاب الاشربۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سنن ابی داؤد شریف
- کتاب السنۃ
- کتاب الفتن والملاحم
- کتاب المھدی
- کتاب الوصایا
- کتاب الایمان والنذور

سنن ابن ماجہ شریف
- باب فضل من تعلم القرآن وعلمہ
- ابواب الذکر
- کتاب الدعاء
- کتاب الزھد
- کتاب الامر بالمعروف والنھی عن المنکر

سنن نسائی شریف
- کتاب النکاح
- کتاب عشرۃ النساء
- کتاب الزینۃ

شرح معانی الآثار
- باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود
- باب الوتر
- باب الرجل یطلق امراتہ وھی حائض
- باب الرجل یطلق امراتہ ثلاثا معا
- باب الاقراء
- باب المطلقۃ طلاقا بائنا
- باب المتوفی عنھا زوجھا
- باب الامۃ تعتق وزوجھا حر
- باب الرجل یقول لامراتہ
- باب طلاق المکرہ
- باب الرجل ینفی حمل امراتہ
- باب الرجل ینفی ولد امراتہ

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور
Ph:37352022

Marfat.com

شرح انتخاب حدیث میں ابواب کی تفصیل

جلد اول

صحیح البخاری شریف	• باب الوحی • کتاب الھبۃ • کتاب المناقب
صحیح مسلم شریف	• کتاب الایمان • کتاب الحج • کتاب الرضاع • کتاب اللعان
جامع ترمذی شریف	• کتاب الاطعمۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم • الشمائل المحمدیۃ
	• کتاب الاشربۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المعروف شمائل ترمذی شریف
سنن ابی داؤد شریف	• کتاب السنۃ • کتاب الفتن والملاحم • کتاب المھدی
	• کتاب الوصایا • کتاب الایمان والنذور
سنن ابن ماجہ شریف	• باب فضل من تعلم القرآن وعلمہ • ابواب الذکر • کتاب الدعاء
	• کتاب الزھد • کتاب الامر بالمعروف والنھی عن المنکر
سنن نسائی شریف	• کتاب النکاح • کتاب عشرۃ النساء • کتاب الزینۃ
شرح معانی الآثار	• باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود • باب الوتر • باب الرجل یطلق امرأتہ وھی حائض
	• باب الرجل یطلق امرأتہ ثلاثا معا • باب الاقراء • باب المطلقۃ طلاقا بائنا
	• باب المتوفی عنھا زوجھا • باب الامۃ تعتق وزوجھا حر • باب الرجل یقول لامرأتہ
	• باب طلاق المکرہ • باب الرجل ینفی حمل امرأتہ • باب الرجل ینفی ولد امرأتہ

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور
Ph:37352022

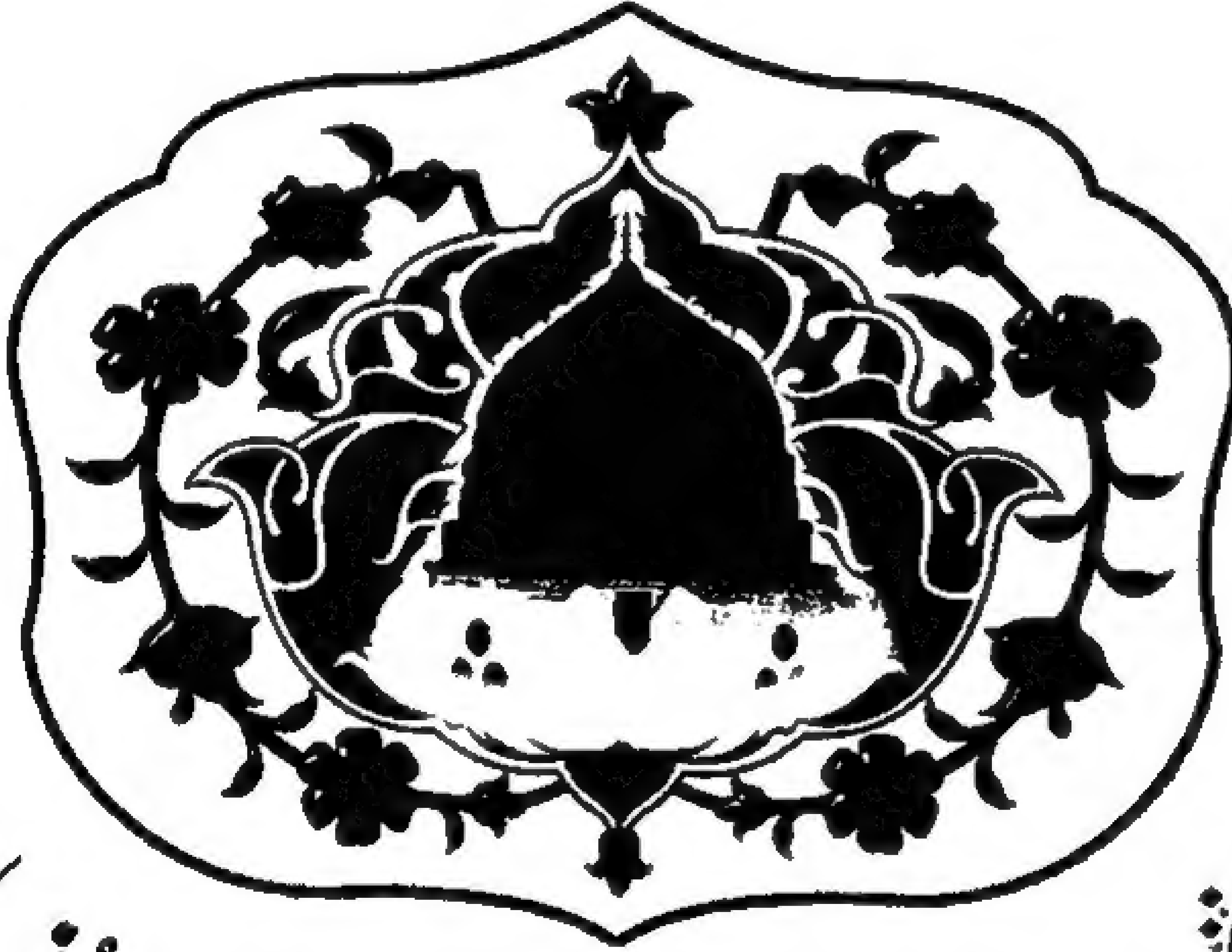
Marfat.com

جدید تخریج شدہ

تنظیم المدارس (اہلسنت) کے نصاب کے عین مطابق

شرح انتخاب احادیث

صحیح مسلم شریف



مترجم: حضرت علامہ مفتی عبدالمصطفیٰ محمد مجاہد القادری عفی عنہ

شارح: ابوالاحمد محمد نعیم قادری رضوی



ناشر: اکبر بک سیلرز لاہور